

صحاح ستہ کی منتخب احادیث کا منفرد مجموعہ

عقائد اہل سنت

صحاح ستہ کی روشنی میں

از قلم
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الخفاف لاہور

اکبر پبلشرز لاہور



عقائدِ اہل سنت

صحاب ستہ کی روشنی میں

پہلے کی منتخب احادیث کا منفرد مجموعہ

عقائد اہل سنت

پہلے کی روشنی میں

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب اختلاف لاہور

اکبر پبلشرز

زمینڈینٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	عقائد اہلسنت صحاح ستہ کی روشنی میں
موضوع	صحاح ستہ کی منتخب احادیث
مصنف	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
صفحات	1008
تعداد	1100
کمپوزنگ	فرخ علی
ناشر	اکبر بک سیلرز لاہور
قیمت	800 روپے

اسٹاکسٹ

- ☆ نظامیہ کتاب گھر، زبیدہ سنٹر، اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ فیضان سنت، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان
- ☆ احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی
- ☆ مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف
- ☆ اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی
- ☆ رضا بک شاپ، فوارہ چوک، گجرات

فہرست

بخاری شریف

۸۷	کرتے	۳۱	پیش لفظ
۸۸	وہ کہ اس در سے پھر اللہ اس سے پھر گیا	۳۴	حالات زندگی امام بخاری علیہ الرحمۃ
۸۸	لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ	۵۴	امام بخاری علیہ الرحمۃ کی صحیح بخاری شریف
۸۹	شاہد کا معنی حاضر و ناظر		بخاری شریف پہلی جلد کے حوالہ جات
۸۹	حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا جذبہ تبلیغ	۷۷	ہر نیک عمل کی قبولیت کا دار و مدار خلوص نیت پر ہے
۹۰	يَسْرُودَا وَلَا تُعْسِرُودَا وَبَشِّرُودَا وَلَا تُنْفِرُودَا	۷۷	اس حدیث کے مختلف الفاظ
۹۱	مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ	۷۸	اس حدیث کی اہمیت و افادیت
۹۱	فقہاء کرام کا مقام	۷۸	یہ حدیث گنجینہ برکات ہے
۹۲	سردار بننے سے پہلے دین سیکھو	۷۹	نیت کس چیز کا نام ہے؟
۹۲	قابل رشک انسان کون ہے؟	۸۰	اخلاص کی برکات
۹۳	حدیث کا دوسرا جز	۸۰	اس حدیث کے بارے میں اختلاف کا خلاصہ
۹۳	رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں	۸۱	مومن کی نیت اس کے ارادے سے بہتر ہے
۹۴	تبرک کا ثبوت	۸۲	دین کی بنیاد چار احادیث پہ
	حضور علیہ السلام کا فضلہ حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرام کی		حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا حضور علیہ السلام کے بارے میں
۹۴	بے تابی	۸۲	عقیدہ
۹۵	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بزرگی کا معیار	۸۳	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ
۹۶	حضور علیہ السلام کا بال مبارک اور اس کی اہمیت	۸۴	منافق کون ہے؟
۹۶	عاشقانِ اوز و خواہاں خوب تر	۸۵	تمنائے شہادت
۹۷	ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے ایک مہینہ کا سفر کیا	۸۵	زیادہ نفلی عبادت کر کے اپنے آپ کو نہ تھکاؤ
۹۷	عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ توجہ فرمائیں	۸۶	آیت کے نزول پر عید منانا
۹۷	قیامت کی نشانیاں	۸۷	بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنے پر بھی ثواب ہے

اختیارات مصطفیٰ ﷺ	۹۸	کافر بھی جانتے تھے کہ حضور علیہ السلام کی دعا رد نہیں ہوتی	۱۱۶
اختیارات کی چند مثالیں	۹۹	خاتونِ جنت فاطمہ کا اعزاز	۱۱۷
حضور علیہ السلام نے فلاں چیز فرض فرمائی کہنا	۱۰۰	مسواک کرتے وقت ادائے محبوبانہ	۱۱۷
حضور علیہ السلام سے حاجتیں طلب کی جاتی تھیں	۱۰۱	دعا میں الفاظ کی رعایت	۱۱۸
نگاہ مصطفیٰ ﷺ	۱۰۱	حضور علیہ السلام کی قوت مردانگی اور اس کا راز	۱۱۹
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود	۱۰۱	تعداد ازواج کی حکمت	۱۱۹
ہمارے آقا علیہ السلام نے کیا کیا دیکھ لیا	۱۰۲	ہمارے آقا علیہ السلام نے سرکش جن کو قابو کر لیا	۱۲۰
مجھ سے جو چاہو پوچھ لو، اعلان مصطفیٰ ﷺ	۱۰۳	وہ تصور میں رہتے ہیں میرے	۱۲۱
اس حدیث کا پس منظر	۱۰۴	تصور شیخ کے بارے میں احادیث	۱۲۱
امام الانبیاء علیہ السلام کا اندازِ تکلم	۱۰۴	خصائص و امتیازات مصطفیٰ ﷺ	۱۲۳
جس کا کوئی نہ ہو اس کے حضور ہیں	۱۰۵	حکمت عملی یا مدھنت فی الدین؟	۱۲۴
دہرے ثواب کا حقدار	۱۰۶	ابتداء ہر نماز کی دو دور کعتیں ہی فرض تھیں	۱۲۵
خواب میں زیارت مصطفیٰ ﷺ	۱۰۶	صرف ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا اور سہا پہ کرام کی تنگدستی کے	
حدیث قرطاس	۱۰۷	واقعات	۱۲۵
حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے	۱۰۸	جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت پیدا کرو	۱۲۶
کیا حضور علیہ السلام حضرت علی کی خلافت لکھنا چاہتے تھے؟	۱۰۸	پیکر شرم و حیاء، پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء	۱۲۷
اس بارے میں اہل محبت کیا کہتے ہیں؟	۱۰۹	ولیمہ مصطفیٰ ﷺ	۱۲۸
علوم مصطفیٰ ﷺ	۱۰۹	کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض	۱۲۸
حضرت ابو ہریرہ اور ان کا حافظہ	۱۱۰	جس طرف رخ وہ موڑ لیتے ہیں	۱۲۸
یہودی علم نبوت کو مان گیا	۱۱۱	اہل مدینہ نے اسلحہ پہن کر حضور علیہ السلام کا استقبال کیا	۱۲۹
شرمیلہ اور متکبر علم حاصل نہیں کر سکتا	۱۱۱	نمازی کے لئے فرشتوں کی دعا	۱۳۰
شک، یقین کو زائل نہیں کرتا	۱۱۲	مسجد کی صفائی کی فضیلت	۱۳۱
نبیوں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے	۱۱۳	مسجد میں (اچھے) اشعار پڑھنا	۱۳۲
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ	۱۱۳	تم حضور ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو؟	۱۳۳
کتے کو پانی پلانے والا بخشتا گیا	۱۱۴	برے اشعار کی مذمت	۱۳۳
قبر میں سذاب کا ٹہنیوں کے ذریعے علاج	۱۱۴	چھڑیاں روشن ہو گئیں	۱۳۴
حالت نماز میں پشت انور پہ کافروں کا غلاظت پھینکنا	۱۱۵	راز دار نبوت	۱۳۴

۱۵۲	آگے ہو کر نماز پڑھائے	۱۳۵	کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں
۱۵۳	وصال یار پہ یار غار کے تاثرات	۱۳۵	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زبردست عامل بالسنۃ تھے
۱۵۳	کیا حضور پاک کو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں؟	۱۳۶	حضور آگئے ہیں حضور آگئے ہیں
۱۵۴	چار تکبیر نماز جنازہ اور غائبانہ نماز جنازہ	۱۳۷	نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ
۱۵۵	جنگ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال مدینہ میں بیان ہو رہا ہے	۱۳۷	اذان و نماز کے بارے میں احادیث و اقوال
۱۵۷	دعائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء، اور عطاء خدا جل و علا	۱۳۸	چہرہ مصطفیٰ مثل قرآن ہے
۱۵۸	برکت کی دعا اور اس کی قبولیت	۱۳۹	نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا
۱۵۸	موسیٰ علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام	۱۴۰	سورۃ اخلاص کی محبت، ضامن جنت
۱۵۹	خدا کے فرستادہ کے ساتھ یہ معاملہ؟	۱۴۰	سب سے حسین آواز والے ہمارے پیارے نبی علیہ السلام
	ہمارے آقا علیہ السلام کی خدمت کرنے والا یہودی کا بچہ آگ	۱۴۱	نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے ذکر کرنا
۱۵۹	سے بچ گیا	۱۴۱	گھر میں سونے کی ڈلی نے نبی علیہ السلام کو بے چین کر دیا
	حضور علیہ السلام کے صاحبزادے (حضرت ابراہیم) کی	۱۴۲	غیر مقلدین کے لیے
۱۵۹	وفات کا واقعہ	۱۴۲	عورتوں کو مسجدوں میں جا کر نماز پڑھنے سے کیوں روکا گیا؟
۱۶۱	حضرت عمر اور حجر اسود	۱۴۲	جمعہ کے دن پہلے آنے والے کا ثواب
۱۶۲	جو کام حضور پاک نے کیا ہم وہ کبھی نہ چھوڑیں گے	۱۴۳	جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند
	حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کا بخار	۱۴۴	وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
۱۶۳	میں اشعار پڑھنا	۱۴۴	نہ کہیں جہاں میں اماں ملی
۱۶۳	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعائے مدینہ	۱۴۵	نوری مکھڑانا لے زلفاں کالیاں
۱۶۳	ایک مزدور صحابی کی برکت سے اُمت پہ آسانی	۱۴۶	شہر اور دیہات سیراب ہو گئے
۱۶۴	میں تم جیسا نہیں ہوں (فرمان نبوت)	۱۴۷	یا الہی رحم فرما مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واسطے
۱۶۴	بچوں کا روزہ	۱۴۷	توسل کا استحباب ثابت ہو گیا
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ریشم سے زیادہ نرم اور کستوری	۱۴۸	منکرین توسل کا استدلال اور اس کا جواب
۱۶۵	سے زیادہ خوشبودار تھے	۱۴۹	بارش کیوں روکی جاتی ہے؟
۱۶۵	حضرت انس کیلئے حضور علیہ السلام کی دعا	۱۵۰	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور علیہ السلام کا معاملہ
۱۶۶	ایک علمی نکتہ	۱۵۱	از عرش نازک تر
۱۶۶	شیطان کسی کے دل میں کسی کے متعلق بھی وسوسہ ڈال سکتا ہے	۱۵۱	مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام
	حضرت ابو ہریرہ نے دامن پھیلا دیا اور حضور علیہ السلام نے		ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱۸۳	صحابی رسول ﷺ کا رئیس المنافقین کو جواب	۱۶۷	ان کا دامن بھردیا
۱۸۴	نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر	۱۶۸	اخوت اس کو کہتے ہیں.....
۱۸۵	حدیبیہ کے مقام پہ حضرت علی المرتضیٰ کا عاشقانہ کردار	۱۶۸	استن حنانہ از ہجر رسول (ﷺ)
۱۸۵	انقلاب محمدی کا ایک نمونہ	۱۶۹	حضرت جابر کے ساتھ حضور علیہ السلام کا لین دین
۱۸۶	مقام حدیبیہ پہ صدیق اکبر کا ایک گستاخ کیلئے سخت جملہ	۱۶۹	علماء کرام و پیرانِ عظام کے لیے
۱۸۷	اس حدیث سے دو گستاخ فرقوں کی تردید ہو گئی	۱۷۰	میں نے حضور علیہ السلام سے مدد طلب کی، حضرت جابر
۱۸۸	آتا ہے یتیموں پہ انہیں پیار کچھ ایسا	۱۷۱	حضور علیہ السلام کی اُمت پہ اللہ کا فضل
۱۸۹	خادم خاص کے تاثرات	۱۷۱	مال دارثوں کا ہوگا، قرضہ ہم ادا کریں گے، فرمانِ رسالت
۱۸۹	نور کے موتیوں کی لڑی بن گئی	۱۷۲	گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں
۱۹۰	آقائے دو جہاں ﷺ کا شعری ذوق	۱۷۲	کھیتی باڑی کی فضیلت
۱۹۱	اشعار میں دعا کرنا	۱۷۳	گائے اور بھڑیے نے کلام کیا
۱۹۱	أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ	۱۷۳	تین شخصوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا
۱۹۲	اللَّهُ أَعْلَىٰ وَأَجَلُ		دودھ حضور ﷺ نے پیادل میرا خوش ہو گیا،
۱۹۳	ایک بہادر مگر جہنمی کا قصہ	۱۷۴	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
۱۹۴	تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟	۱۷۴	کسی کی حاجت روائی و مشکل کشائی کرنا
۱۹۴	ترکوں سے جنگ اور فرمانِ رسالت	۱۷۵	راستے کے حقوق
۱۹۵	روضہ خان پہ خط پکڑا گیا، علم غیب کا ثبوت	۱۷۶	از و ارج مطہرات میں طبعی غیرت کا ایک واقعہ
۱۹۶	جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑھیں	۱۷۷	وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں
۱۹۷	تیرے اخلاق کو قرآن کی تفسیر کہتے ہیں	۱۷۷	ایک نیا لطیفہ
۱۹۷	قَوْمُوا إِلَيَّ سَيِّدُكُمْ (قیام تعظیسی)	۱۷۸	یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ (ﷺ)
۱۹۷	ایک سوال کا منطقیانہ جواب	۱۷۸	ان کے جو غلام ہو گئے
۱۹۸	رسول خدا کی بیٹی دشمن خدا کی بیٹی کے ساتھ نہیں رہ سکتی	۱۷۹	ہدیہ تحفہ لینا دینا
۱۹۹	بھلائی کا فر بھی کرے تو اس کو نہ بھلاؤ	۱۷۹	ایک پرانا لطیفہ
۲۰۰	مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم	۱۸۰	اپنی بیٹی کے گھر میں دنیا کا اثر دیکھ کر حضور علیہ السلام کا رویہ
۲۰۳	حضور علیہ السلام پر درود و سلام کیسے پڑھا جائے؟	۱۸۱	شریعت کا حکم ظاہریہ لگے گا
۲۰۴	نئی تبلیغی جماعت کے لیے ایک پرانا تحفہ	۱۸۲	ایسوں کا تجھے یا ر و مددگار بنایا
۲۰۵	کیا یہ بھی مجدد ہیں؟	۱۸۳	کسی کی تعریف کرنے کا طریقہ

۲۳۰	بھیجتے ہیں؟	۲۰۷	میں تو محمد ہوں (ﷺ)
	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے فرمان کو مثل قرآن	۲۰۸	تو دوزخی نہیں ہے
۲۳۲	سمجھتے تھے	۲۰۹	جو جس کے ساتھ محبت کرے گا قیامت کو اسی کے ساتھ ہوگا
۲۳۳	سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں	۲۱۱	ایثار ہو تو ایسا ہو
۲۳۴	بوقت ضرورت اپنی تعریف کرنا		صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی مجلسیں یاد کر کے
۲۳۵	اللہ تعالیٰ کے ہاں کون بہتر ہے؟	۲۱۲	رویہ کرتے
۲۳۶	وہ تجھ سے بہتر ہے	۲۱۳	دو جید صحابیوں کے صاحبزادوں کی گفتگو
۲۳۸	غیرت مند صحابی کا اپنی بیوی کو جواب	۲۱۳	بہترین شعر کا ایک مصرعہ
۲۴۰	اللہ نے سچ کہا، تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے	۲۱۴	غیر اللہ کی تعظیم
۲۴۱	ایمان کی فضیلت		بخاری شریف دوسری جلد کے حوالہ جات
۲۴۲	لا الہ الا اللہ کی فضیلت	۲۱۶	نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں
۲۴۳	مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ	۲۱۷	جنت سے اتنی سی دیر بھی جدائی برداشت نہیں
۲۴۴	میں اس چادر کو اپنا کفن بناؤں گا	۲۱۸	غزوہ احد میں حضور علیہ السلام کے باڈی گارڈ
	میں تجھے حضور علیہ السلام کا فرمان سن رہا ہوں تو اپنے صحیفے کی	۲۱۹	غزوہ احزاب کی چند یادیں
۲۴۵	بات کرتا ہے	۲۲۰	تیری ”دعا“ حلیف قضا و قدر کی ہے
۲۴۶	اے ابو عمیر! تیری چڑیا کا کیا ہوا؟	۲۲۱	کیا تم ایسے ہی ہو؟
۲۴۷	یہ بات صرف حضور علیہ السلام کو ہی زیبا ہے	۲۲۱	اے اسامہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کو قتل کر دیا؟
۲۴۸	مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے	۲۲۲	تو حدود اللہ میں رعایت کی بات کرتا ہے؟
۲۴۸	صاحب معطر پسینہ ﷺ	۲۲۳	مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے؟
۲۴۹	بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ کی خوشی	۲۲۳	”اللہ رسول کا احسان ہے“ کہنا جائز ہے
۲۵۰	اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کا کیا مطلب؟	۲۲۴	اطاعت و فرمانبرداری بھلائی کے کاموں میں ہے
۲۵۱	أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں	۲۲۵	گستاخ رسول ﷺ کی ظاہری علامات
۲۵۲	مالدار خسارے میں ہیں مگر	۲۲۵	کعبہ کے اندر کعبے کا کعبہ (ﷺ)
۲۵۳	کیا شراب پینے والا بھی اللہ و رسول کا محبت ہو سکتا ہے	۲۲۶	وسعتِ ظرفی کی ایک مثال
۲۵۴	حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی تو گناہ (حد) معاف	۲۲۷	اللہ اور اس کے رسول کا بلاوا
۲۵۴	بدترین لوگ کون ہیں؟	۲۲۹	جب موت کو بھی مار دیا جائے گا
۲۵۶	ہر بعد والا حاکم پہلے سے زیادہ برا ہوگا		اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور علیہ السلام پر کیسے درود

۲۹۹	حضور ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے کا وبال	۲۵۶	معاملہ بایں جارسید
۳۰۰	چوں مرگ آید تبسم برب اوست	۲۵۶	پس چہ باید کرد؟
۳۰۲	حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فیصلے	۲۵۷	عذاب کی لپیٹ میں نیکوکار بھی آجاتے ہیں
۳۰۳	مسئلہ صحیح ہے مگر روایت منقطع ہے	۲۵۸	جس حکمران نے اپنی ذمہ داری نہ نبھائی
۳۰۵	حدیث جبریل علیہ السلام		نماز کو طول دینے والے امام پر حضور ﷺ کی ناراضگی
۳۰۵	فلح ان صدق۔ اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہے	۲۵۸	دینی کاموں پر اجرت لینا
۳۰۶	دین سکھانے میں سہولت اور وقفہ کا خیال رکھنا	۲۵۹	کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا؟
۳۰۷	نماز و زکوٰۃ میں فرق کرنے والے کے لیے صدیق اکبر کا فیصلہ	۲۵۹	إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَيْدِ۔ مدینہ بھٹی کی طرح ہے
	جنت میں جانے کے لیے پورے دین پہ ایمان لانا	۲۶۰	محبوبہ محبوب خدا حضرت عائشہ صدیقہ فخریہؓ کی عاجزی
۳۰۸	ضروری ہے	۲۶۱	ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
۳۰۹	معجزہ اور اختیار مصطفیٰ ﷺ	۲۶۲	آیہ مذکورہ اور مسائل خمسہ
۳۰۹	ایک حدیث سے پچیس مسائل کا حسین استنباط	۲۶۲	امر کا مقابل مباح ایک مثال
۳۱۳	یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے	۲۶۳	آخری حدیث
۳۱۴	چغل خور جنت میں نہ جائے گا	۲۶۴	لفظ سبحان کی تحقیق
۳۱۵	ایک حکیمانہ بات	۲۶۵	اعمال کو تولے جانے کا مطلب؟
۳۱۶	سماع موتی اور پیشوائے وہابیہ	۲۶۵	اعمال کیوں تولے جائیں گے؟
۳۱۶	امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے لئے خصوصی رعایت	۲۶۶	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۳۱۷	ذکر الہی کی برکت	۲۶۶	میزان کو کہاں قائم کیا جائے گا؟
۳۱۹	بندے کی بات سن کر اللہ تعالیٰ کا ضحک فرمانا	۲۶۷	انسانوں کی تین قسمیں ہوں گی
۳۱۹	فتنہ کا اندیشہ ہو تو نام لیے بغیر بات کی جاسکتی ہے		
۳۲۰	طہارت نصف ایمان ہے اور.....		
	مسجد میں پیشاب کرنے والے اعرابی کے ساتھ حضور علیہ السلام کا حسن سلوک		
۳۲۲	صحابی نے یہودی کو دھکا دیا کہ تو یا محمد کی بجائے یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتا		
۳۲۳	حضور علیہ السلام کے بال مبارک تیرے بالوں سے زیادہ بھی تھے		
۳۲۴	اور پاکیزہ تر بھی		

مسلم شریف

۲۷۱	نشان منزل
۲۸۳	پیش لفظ
۲۸۵	حالات زندگی حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ
۲۸۹	امام مسلم کی صحیح مسلم
۲۹۸	شروحات صحیح مسلم

۳۴۶	دین میں اچھا طریقہ رائج کرنے پر ثواب ملتا ہے	۳۲۵	اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے چہرے کو دیکھتا رہتا ہے
۳۴۷	مرد چوں پیر شود حرص جواں گردد	۳۲۷	حضور علیہ السلام نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر قوم کا امام بنادیا
۳۴۸	سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں	۳۲۷	صحابی نے حضور علیہ السلام سے جنت بھی مانگ لی اور.....
۳۵۰	نہ یہ بدعت ہے نہ دین میں اضافہ ہوا		اس وقت رسول اکرم ﷺ کے دربار کا عالم کیا ہوگا؟
۳۵۱	میری وہی نیت ہے جو میرے نبی کی نیت ہے (ﷺ)	۳۲۸	تصور شیخ کا مسئلہ
۳۵۱	حجۃ الوداع کی مفصل حدیث سے ڈیڑھ سو فوائد (حدیث نمبر)	۳۲۹	تعلیم نبوی کا قابل رشک انداز
۳۶۲	صحابی رسول ﷺ کو بیماری میں فرشتوں کا سلام	۳۳۰	زلف و رخسار کی بات
	ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول لینا زیادہ بہتر ہے یا رسول اللہ ﷺ کا؟	۳۳۱	بدعت کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ
۳۶۲	ہماری ایک بُری عادت		میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر حضور علیہ السلام کے گھر کیسا تھ ہو مگر کیوں؟
۳۶۳	حجر اسود کو چھڑی لگا کر چھڑی کو چومنا حجر اسود کو ہی چومنا ہے	۳۳۲	وکان رسول اللہ (ﷺ) رَحِيمًا رَفِيقًا
۳۶۳	یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا	۳۳۳	اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور.....
۳۶۵	کتابت حدیث	۳۳۴	دونمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ
۳۶۵	اے مدینہ تیرا جواب نہیں	۳۳۴	جماعت کھڑی ہو تو فجر کی سنتوں کا کیا کیا جائے؟
۳۶۶	مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مَنبَرِي رَوْضَةٌ مِّن رَّيَاضِ الْجَنَّةِ	۳۳۵	کیا یہ بدعت ہے؟
۳۶۷	مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب		اللہ تعالیٰ نے صحابی رسول ﷺ کا نام لے کر ان کو یاد فرمایا
۳۶۷	مرزا قادیانی کی بکواسات	۳۳۶	خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
۳۶۸	مرزائیوں کا درود	۳۳۸	معلم علم و حکمت ﷺ کا علاج کرنے والا اپنا علاج کروا بیٹھا
۳۶۹	فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي	۳۴۰	ہمارا اور حضور علیہ السلام کا ایک ہی نور تھا
۳۷۰	حضور علیہ السلام کے ایک ویسے کا حال	۳۴۰	قرب خدا کی لذت
۳۷۱	حضرت عمر فاروق کی نیاز مندی کا عالم	۳۴۱	خوف خدا کا عالم
	میں نے حضور علیہ السلام کی بات مانی تو اللہ نے اتنا نوازا کہ مجھ پہ رشک ہونے لگا	۳۴۲	ابو سلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟
۳۷۱	عورت کے پیٹ میں بچہ کیسا ہے سرکار ﷺ	۳۴۲	اپنے نواسے کی وفات پہ امام الانبیاء کا رونا
۳۷۲	نے بتادیا	۳۴۴	عظیم الشان معجزہ
		۳۴۵	ہر نیکی صدقہ ہے كُلُّ مَعْرُوفَةٍ صَدَقَةٌ

صحیح مسلم جلد نمبر ۲ کی منتخب احادیث

۳۸۷	ایک مشت خاک سے چار ہزار کافروں کو شکست ہو گئی	۳۷۵	کتاب البیوع کی اصل عظیم
۳۸۸	وہی ہوا جو عالم ماکان و مایکون نے فرمایا۔ ﷺ	۳۷۶	حضور علیہ السلام نے جنت کو کس طرح بچ دیا؟
۳۸۸	مکہ معظمہ بھی بزور شمشیر فتح ہوا	۳۷۷	رضائے خدا و مصطفیٰ حاصل ہو چاہے اپنا نقصان ہی ہو جائے
۳۸۸	اگر یہ ادب کی وجہ سے ہے تو وہ بھی ادب ہے	۳۷۸	مدار اسلام حدیث
۳۸۹	جس کے لیے حضور علیہ السلام رحم کی دعا کر دیں وہ شہید ہے	۳۷۸	”حضور علیہ السلام کی برکت سے یوں ہو گیا“ کہنا جائز ہے
۳۹۰	صحابہ کرام کی فداکاریاں	۳۷۹	صحابہ کرام مکہ شریف میں مرنے کو پسند نہیں کرتے تھے
۳۹۰	ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے	۳۸۰	میں اللہ کے رسول کی پناہ طلب کرتا ہوں
۳۹۱	يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي	۳۸۰	غلاموں کے ساتھ صحابہ کرام کا برتاؤ
۳۹۲	صحابی رسول ﷺ کا حسن عقیدہ	۳۸۰	میں حاتم طائی کا بیٹا ہوں اور تو مجھ سے صرف سودر ہم مانگ رہا ہے؟
۳۹۳	شوق شہادت	۳۸۱	سفید بالوں کا خیال کیا جائے
۳۹۳	حضرت عمر فاروق نے منبر رسول ﷺ کے پاس اونچی بولنے سے منع فرمایا	۳۸۱	اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا
۳۹۴	نیکی میرے آقا کی بارگاہ کے ادب کا نام ہے	۳۸۱	نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاجتیں پیش کی جاتیں
۳۹۴	جان عالم ﷺ کے فرمان پہ جان قربان کر دی	۳۸۲	قانون کی پاسداری
۳۹۵	اب اگر لڑائی ہوئی تو خدا دیکھے گا میں کیا کرتا ہوں	۳۸۲	حضرت معاذ اسلمی کی توبہ
۳۹۵	کون کون شہید ہے؟	۳۸۳	رزق حلال اور صدق مقال کی ایک عظیم مثال
۳۹۶	وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ	۳۸۳	ایک واقعہ
۳۹۶	نگاہ نبوت کا کیا کیا دیکھ لیتی ہے؟	۳۸۴	بشیر و نذیر نبی علیہ السلام کا وعظ پر تاثیر
۳۹۶	حریص علیکم کی شان والے آقا علیہ السلام کو ایک ایک امتی کی کتنی فکر ہے؟	۳۸۴	لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو
۳۹۷	ان احادیث پہ امام نووی کا تبصرہ	۳۸۵	اللہ تعالیٰ کا ایک نبی علیہ السلام کی دعا پہ سورج روک دیا گیا
۳۹۸	جو حضور پاک کی پسند وہی ہماری پسند	۳۸۵	تیری ہر اداپہ ہے جاں فدا
۳۹۸	میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے میرے آقا تشریف فرما ہوں	۳۸۶	بدر میں محبوب خدا ﷺ نے اپنے رب سے محبوبانہ انداز میں دعا کی
۴۰۰	حضور علیہ السلام کے جبہ مبارکہ سے شفاء حاصل کی جاتی تھی	۳۸۶	مقام نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کیا ہے؟
۴۰۱	قبضے میں جس کے ساری خدائی.....	۳۸۷	ہاتھ پھیلا کر دعا کرنا مستحب ہے
۴۰۱	تاج کسریٰ زیر پائے امتش		

۴۱۷	ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام	۴۰۱	ان احادیث پہ کون عمل کرے گا؟
۴۱۸	وہ عمر جس کے اعداء پہ شید اسفر	۴۰۱	تکبر عز ازیل را خوار کرد
۴۱۹	حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام	۴۰۲	صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبہ اطاعت
۴۱۹	مرتضی شیر حق الشیخ الامجدین	۴۰۳	بعض اچھے نام کو بدلنے کی حکمتیں
۴۲۱	فضائل الصحابہ علیہم الرضوان بلسان الدعوة علی صاحبہا السلام	۴۰۴	اہل کتاب کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟
۴۲۲	جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام	۴۰۴	شیطان کی کارگزاری
۴۲۲	الْكِتَابُ ابْلَغُ مِنَ التَّصْرِیحِ	۴۰۵	صاحب قرآن علیہ السلام کا قرآن مجید پہ یقین کامل
۴۲۳	محبوبانہ جلال کی ایک مثال		ہم تقدیر سے تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں
۴۲۳	آدم بر سر مطلب	۴۰۶	قول عمر رضی اللہ عنہ
۴۲۴	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی موت پہ عرش الہی جھوم اٹھا	۴۰۷	ان کے کرم کی بات نہ پوچھو
۴۲۴	عقل کا تقاضا	۴۰۷	کس کو کیا کہا جائے؟
۴۲۵	اس تلواری کا حق کون ادا کرے گا؟	۴۰۸	امام الانبیاء علیہم السلام کا شعری ذوق
۴۲۵	دربار رسالت مآب علیہم السلام کے عظیم نعت خوان	۴۰۸	ہم نے آپ کو شاعر نہیں بنایا کا مطلب
۴۲۶	حضرت حسان کو پیشل بلایا گیا	۴۰۹	اچھے برے خواب اور ان کی تعبیر
۴۲۷	حضرت حسان بن ثابت کے اشعار	۴۰۹	جس نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی
۴۲۸	حضور علیہ السلام کا تبرک لینے کے لئے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بے تابی	۴۱۰	ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
۴۲۹	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	۴۱۰	سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار کی سرداری
۴۲۹	سوسال تک تم میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا		حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم النشور کی برکت کے
۴۳۰	نیکی اور گناہ کی جامع تعریف	۴۱۱	واقعات
۴۳۰	ہمیں کیسا مسلمان ہونا چاہیے؟	۴۱۲	دنیا و آخرت میں مدد کرنے کا ثبوت
۴۳۲	یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے	۴۱۲	تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا
۴۳۲	صرف اور صرف اللہ مدد کا نعرہ		لوگو! مسلمان ہو جاؤ محمد اتنا دیتے ہیں کہ پھر فاقہ کا ڈر
۴۳۲	بتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ	۴۱۳	نہیں رہتا
۴۳۳	غیبت اور بہتان میں کیا فرق ہے؟	۴۱۴	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفاداری
۴۳۳	غیبت کے جواز کی صورتیں	۴۱۵	تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں
۴۳۵	میں باعث زحمت نہیں بلکہ سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں	۴۱۶	اللہ تعالیٰ کا نام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
۴۳۵	منافق دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہے	۴۱۷	شان موسوی بزبان مصطفوی علیہما السلام

۴۵۴	پھر چمن آباد ہوگا غمہ توحید سے	۴۳۶	معمولی کاموں پہ بخشش کی نوید جانفزا
۴۵۵	بشر بے چین ہو تو انقلاب آیا ہی کرتے ہیں	۴۳۶	تصویر کا دوسرا رخ
۴۵۶	دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی؟	۴۳۷	اچھی بری صحبت کی ایک عمدہ مثال
۴۵۷	جو حضور علیہ السلام کی طرف ہجرت کا ثواب حاصل کرنا چاہے		جو جس کے ساتھ دنیا میں محبت کرے گا قیامت کو اسی کے ساتھ
۴۵۷	صحابی باپ کا اپنے نالائق بیٹے کو جواب	۴۳۸	ہی ہوگا
۴۵۹	بادل سے آواز آئی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ	۴۳۸	نیک لوگوں کے ساتھ محبت کا فائدہ
۴۶۰	وہ بولیں تو ان کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں	۴۴۰	یہود و نصاریٰ کی نقالی اور مسلمان
۴۶۰	یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے	۴۴۰	وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
۴۶۱	مدنی آقا علیہ السلام کی مدینہ شریف آمد پہ اہل مدینہ کی خوشی	۴۴۱	کیا یہ وہی امریکہ نہیں ہے؟
۴۶۲	کیا عیدیں صرف دو ہی ہیں؟	۴۴۲	اہل اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کا ایک خوفناک منصوبہ
۴۶۳	یوں نہ نکلیں آپ بر چھاتاں کر	۴۴۲	خدا بندے سے خود پوچھے.....
۴۶۳	اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر		ماں باپ کو بھی اولاد کے ساتھ وہ پیار نہیں جو حضور ﷺ کو
۴۶۴	مسلم شریف کی آخری حدیث	۴۴۴	اپنی امت کے ساتھ ہے
		۴۴۵	اگر تم گناہ نہ کرو گے تو.....
		۴۴۵	رب کی رحمت سے بڑی
		۴۴۶	خوف خدا پہ بخشش کا ایک عجیب واقعہ
		۴۴۶	ایک حدیث اور چھتیس فائدے
		۴۴۸	واقعہ افک سے پچاس سے زیادہ فوائد
		۴۴۹	حرم نبی علیہ السلام کی حفاظت بھی ہو گئی اور ملزم بھی بچ گیا
		۴۴۹	دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے
		۴۵۰	میاں بیوی میں جدائی کرا کے شیطان کتنا خوش ہوتا ہے؟
		۴۵۱	خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا ان کا
		۴۵۲	جنت و دوزخ کا بیان
		۴۵۲	قیامت اور سماع موتی کی احادیث
			مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کو
		۴۵۳	بھی دے دیا
		۴۵۴	خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

ترمذی شریف

۴۶۷	حرف آغاز
۴۶۹	مقدمہ
۴۸۶	امام ترمذی
۴۹۱	جامع ترمذی
۵۱۱	آبَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی کے ابواب)
۵۱۱	نماز طہارت کے بغیر اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں
۵۱۲	صحابی رسول ﷺ نے معترض کو لا جواب کر دیا
۵۱۳	گناہ مٹانے والے اور درجات بلند کرنے والے تین کام
۵۱۳	نگاہ نبوت قبر کے اندر کے حالات بھی دیکھ لیتی ہے
۵۱۶	آبَابُ الصَّلَاةِ (نماز کے باب)
۵۱۷	اقامت کے وقت نماز کیلئے کب کھڑے ہونا چاہئے
۵۱۸	نمازیں پانچ پڑھو ثواب پچاس کا ملے گا

۵۴۰	آبَوَابُ السَّيْرِ (جہادی سفروں کا بیان)	۵۱۸	جمعہ اور نماز باجماعت کا اہتمام نہ کرنے والا دوزخی ہے
۵۴۱	آبَوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ (جہاد کی فضیلت کا بیان)	۵۱۹	رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت
۵۴۲	آبَوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)	۵۱۹	حضور علیہ السلام لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے
۵۴۲	آبَوَابُ اللَّبَاسِ (لباس کا بیان)	۵۲۱	امام نے آیت پڑھی تو خوف خدا سے جان نکل گئی
۵۴۳	موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کس حالت میں ہم کلام ہوئے؟	۵۲۱	آبَوَابُ الْوُثْرِ (وتروں اور دیگر نقلی نمازوں کا بیان)
۵۴۴	آبَوَابُ الْأَطْعَمَةِ (کھانوں کا بیان)	۵۲۲	حضور! آپ پہ درود کیسے بھیجیں؟
۵۴۵	آبَوَابُ الْأَشْرَبَةِ (پینے کا بیان)	۵۲۲	آبَوَابُ الْجُنَعَةِ (جمعہ کا بیان)
۵۴۶	آبَوَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَةِ (نیکی اور صلہ رحمی کا بیان)	۵۲۳	آبَوَابُ الْعِيدَيْنِ (عیدوں کا بیان)
۵۴۷	کئی نبیوں کی تعلیمات کا خلاصہ آٹھ باتوں میں	۵۲۴	آبَوَابُ السَّفَرِ (سفر کا بیان)
۵۴۸	آبَوَابُ الطِّبِّ (علاج معالجہ کا بیان)	۵۲۴	آبَوَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کے باب)
۵۴۹	آبَوَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کے ابواب)	۵۲۵	آبَوَابُ الصَّوْمِ (روزہ کے باب)
۵۴۹	مسائل وراثت کی احادیث	۵۲۶	آبَوَابُ الْحَجِّ (حج کا بیان)
۵۵۰	آبَوَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)	۵۲۷	آبَوَابُ الْجَنَائِزِ (جناز کا بیان)
۵۵۱	آبَوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهَبَةِ (ولاء اور ہبہ کا بیان)	۵۲۸	آبَوَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)
۵۵۱	آبَوَابُ الْقَدْرِ (تقدیر کا بیان)	۵۲۹	آبَوَابُ الرِّضَاعِ (رضاعت کا بیان)
۵۵۲	آبَوَابُ الْفَتَنِ (فتنوں کا بیان)	۵۳۰	آبَوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ (طلاق اور لعان کا بیان)
۵۵۳	آبَوَابُ الرُّؤْيَا (خوابوں کا بیان)	۵۳۱	آبَوَابُ الْبَيُوعِ (تجارتوں کا بیان)
۵۵۳	آبَوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)	۵۳۱	آبَوَابُ الْأَحْكَامِ (احکام کا بیان)
۵۵۵	آبَوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)	۵۳۲	آبَوَابُ الدِّيَّاتِ (دیتوں کا بیان)
۵۵۵	حضرت عثمان غنی اور قبر کا منظر	۵۳۳	آبَوَابُ الْحُدُودِ (سزاؤں کا بیان)
۵۵۶	آبَوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ (قیامت کا بیان)	۵۳۴	آبَوَابُ الصَّيْدِ (شکار کا بیان)
۵۵۷	امام اعظم علیہ الرحمۃ کی اپنے بڑے بیٹے حماد کو ایک نصیحت	۵۳۵	آبَوَابُ الْأَصْحَابِ (قربانیوں کا بیان)
۵۵۸	لا یعنی کام کونسا ہے؟	۵۳۵	چند شبہات کا ازالہ
۵۵۸	فائدہ	۵۳۷	اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمتیں ہیں
۵۵۹	آبَوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ (جنت کا بیان)	۵۳۸	پیش نظر تو مرضی جاناناں چاہیے
۵۵۹	آبَوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ (دوزخ کا بیان)	۵۳۸	قربانی و ذبیحہ کے چند مسائل
۵۶۰	آبَوَابُ الْإِيمَانِ (ایمان کا بیان)	۵۴۰	آبَوَابُ النَّذُورِ وَالْأَيْمَانِ (نذروں اور قسموں کا بیان)

۵۸۱	درو دیوار تیرے نور سے اب جگمگاتے ہیں	۵۶۱	آبَوَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)
۵۸۱	حضرت سلمان فارسی کا مقدر جاگ اٹھا	۵۶۲	آبَوَابُ الْإِسْتِثْنَانِ (اجازت طلب کرنے کا بیان)
۵۸۲	یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے	۵۶۳	آبَوَابُ الْأَدَابِ (آداب کا بیان)
۵۸۲	حضور علیہ السلام کے قدم کی برکت سے جنت واجب ہو گئی	۵۶۴	آبَوَابُ الْأَمْثَالِ (مثالوں کا باب)
۵۸۳	تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت	۵۶۴	آبَوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ (قرآن مجید کی فضیلت)
۵۸۳	ایک بکری کی کتنی دستیاں ہو سکتی ہیں؟	۵۶۵	آبَوَابُ الْقُرَاءَاتِ (مختلف قرأت کا بیان)
۵۸۴	کھانا تو دیکھو جو کی روٹی	۵۶۶	آبَوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ (قرآن پاک کی تفسیر کا بیان)
۵۸۵	ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو	۵۶۷	موسیٰ علیہ السلام کتنی تجلی سے بے ہوش ہو گئے
۵۸۶	سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام	۵۶۸	مشرق و مغرب میں جو کچھ ہے حضور علیہ السلام اس کو جان گئے
۵۸۷	کیا حضور علیہ السلام اشعار پڑھتے تھے؟	۵۶۸	آبَوَابُ الدُّعَاءِ (ذکر و دعا کا بیان)
۵۸۸	سیرت النبی ﷺ کے نورانی جلوے	۵۶۹	کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں
۵۸۸	حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات	۵۶۹	سوچ، سوجھاؤ اور سوغلام آزاد کرنے کا ثواب
۵۸۹	حضور علیہ السلام کی بیرونی مصروفیات	۵۷۰	نیند نہ آنے کا علاج
۵۸۹	حضور علیہ السلام کی مجلس کا حال	۵۷۰	دعاؤں کے بارے میں مختلف احادیث
۵۹۰	صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی زیارت سے اپنی بھوک کا علاج کر لیتے	۵۷۱	آبَوَابُ الْمَنَاقِبِ (فضائل کا بیان)
۵۹۰	میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا	۵۷۲	حضرت علی المرتضیٰ محبوب خدا کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہیں
۵۹۱	بے کنوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ	۵۷۳	زمین و آسمان پہ حضور علیہ السلام کی حکومت ہے
۵۹۲	حبیب خدا کا نظارہ کروں میں	۵۷۳	چراغ و مسجد و محراب و منبر
۵۹۲	دین کو دینداروں سے حاصل کرو	۵۷۴	اے تیری آواز آواز خدا
۵۹۳	ترمذی شریف اور فقہی مذاہب	۵۷۴	سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
۵۹۳	ایک بنیادی اور ضروری بحث	۵۷۵	محمد کی نسبت بڑی چیز ہے۔ ﷺ
۵۹۵	قاعدہ اور نظریہ میں فرق	۵۷۶	روشنی کے مینار
۵۹۵	فقہی مسئلہ کا علم نحو سے جواب	۵۷۷	قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریادے دے
۵۹۶	فقہ حنفی کے ایک سو پچیس	۵۷۸	شمال ترمذی کے حوالہ جات
۵۹۶	اساسی قواعد	۵۷۸	نور وحدت کا ”نکڑا“ ہمارا نبی ﷺ
۵۹۶	ثواب کا دار و مدار نیت پر ہے	۵۷۹	چہرہ انور چودھویں کا چاند
		۵۸۰	چہرے کی چمک سبحان اللہ

۵۹۷	امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں	۵۹۷	جہاں تک ممکن ہو کلام کو بامعنی بنانا اس کو مہمل بنانے سے
۵۹۷	شک سے یقین زائل نہیں ہوتا	۶۰۳	بہتر ہے
۵۹۷	ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں	۶۰۳	شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو
۵۹۸	جو چیز ضرورۃً مباح کی گئی ہو وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوگی	۶۰۵	احتمال کی وجہ سے استدلال باطل ہو جاتا ہے
۵۹۸	عادت کو حکم بنایا گیا ہے	۶۰۵	نقصان و ضرر کا ازالہ کیا جائے گا
۵۹۸	جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض آجائے تو مانع کو ترجیح	۶۰۵	نقصان کا ازالہ نقصان کے ساتھ نہیں کیا جائے گا
۵۹۸	ہوگی	۶۰۵	عام نقصان کو دور کرنے کیلئے خاص نقصان کو برداشت کیا جائے گا
۵۹۹	ہر ولایت میں اس شخص کا حق دوسروں سے مقدم ہوگا جو اس کے	۶۰۶	جب دو نقصان جمع ہو جائیں تو؟
۵۹۹	حقوق و مصالح کے قیام پر زیادہ قادر ہو	۶۰۶	تائیس تاکید سے بہتر ہے
۵۹۹	جس چیز کا جواز عذر کی وجہ سے ہے عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا	۶۰۶	سوال جواب میں لوٹ آتا ہے
۶۰۰	جو جز کل سے جدا نہ ہو سکتا ہو وہ کل کے ذکر کی طرح ہے	۶۰۶	حصول نفع کی بہ نسبت نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہے
۶۰۰	جب کسی کام میں مباشر اور مسبب جمع ہو جائیں تو حکم کی نسبت مباشر کی طرف ہوگی	۶۰۷	جب دو برائیاں باہم متعارض آجائیں تو ہلکی کو اپنا لیا جائے
۶۰۰	حکم مصلحت راجحہ کے تابع ہوتا ہے	۶۰۷	عبادت میں ایثار مکروہ ہے
۶۰۱	جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے	۶۰۷	جب دو امر ایک ہی طرح کے جمع ہو جائیں اور دونوں کا مقصود ایک ہو تو.....
۶۰۱	جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا	۶۰۸	غالب اور مشہور امر کا اعتبار ہوگا نہ کہ نادر کا
۶۰۲	گواہ پیش کرنا مدعی پر ہے اور قسم مدعی علیہ پر	۶۰۸	نقصان بھی نفع کے ساتھ ہی ہوتا ہے
۶۰۲	زمانہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی کا انکار نہ کیا جائے گا	۶۰۸	غیر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں
۶۰۲	حقوق باہم متعارض ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟	۶۰۹	اجرت اور ضمان ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے
۶۰۳	عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیائے قبول ہے قضاء نہیں	۶۰۹	الْخِرَاجُ بِالْضَمَانِ منافع ضمانت کے عوض ہے
۶۰۳	قسم کا دار و مدار الفاظ پر ہے نہ کہ اغراض پر	۶۰۹	اجتہاد اجتہاد کے ساتھ باطل نہیں ہوگا
۶۰۳	جو چیز جس حالت پہ ہو اس پہ باقی رہتی ہے	۶۱۰	نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں
۶۰۳	اصل میں بری الذمہ ہونا ہے	۶۱۰	مسائل اجتہاد یہ میں حاکم کا حکم اختلاف ختم کر دیگا
۶۰۳	ولایت خاصہ ولایت عامہ کے مقابلہ میں زیادہ قابل ترجیح ہوتی ہے	۶۱۰	ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ کمائی کو صدقہ کرنا
۶۰۳	قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی تو	۶۱۱	نئے واقعہ کی نسبت اس کے قریب ترین وقت کی طرف کی جائے گی

۶۱۷	جائے گا	۶۱۱	شک کی بنا پر کسی عمل کا اعتبار نہ ہوگا
۶۱۷	مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہتا ہے	۶۱۱	قلت و کثرت میں شک لاحق ہو تو قلت کا حکم لگایا جائے گا
۶۱۷	صفات عارضہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے		کسی عمل میں تعیین شرط نہ ہو تو اس میں خطا ہو جانا نقصان
۶۱۷	امور باطنیہ میں شئی کی دلیل ہی اس کے قائم مقام ہوتی ہے	۶۱۱	وہ نہیں ہے
۶۱۷	گواہی خلاف ظاہر کے اثبات اور قسم اصل کو باقی رکھنے کیلئے ہوتی ہے	۶۱۲	اصل یہ ہے کہ کلام میں حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا
۶۱۸	بندے کا اپنے اقرار کے ساتھ مواخذہ ہوگا	۶۱۲	شرط میں شک پڑ جانا مشروط میں شک کو ثابت کر دے گا
۶۱۸	کسی شئی کے بارے میں شہادت کب جائز ہوتی ہے؟		عوام کے مسائل و حقوق میں حاکم وقت کے تصرفات مصلحت
۶۱۸	حرمت سے اباحت اور اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونا	۶۱۲	پہ مبنی ہوتے ہیں
	حدود کو قیاس سے نہیں بلکہ تو قیفی احکام و دلائل سے ثابت کرنا ہوگا	۶۱۲	گو نگے کا اشارہ معہودہ بیان کی مانند ہے
۶۱۹	حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں	۶۱۳	ترجمان کا قول مطلقاً قبول کیا جائے گا
۶۱۹	وجو میں تابع حکم میں بھی تابع ہی ہوتا ہے		اشیاء میں اصل جائز ہونا ہے جب تک کہ عدم اباحت پہ کوئی
۶۱۹	متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے	۶۱۳	دلیل نہ ہو
۶۲۰	تابع متبوع پر مقدم نہیں ہوتا	۶۱۳	تصریح کے مقابلہ میں دلالت کا اعتبار نہیں
۶۲۰	جس شئی کا عقد کرنا موغل کیلئے جائز ہے اس کیلئے وکیل بنانا بھی صحیح ہے	۶۱۴	جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس آ جاتا ہے
۶۲۰	کسی شرط پہ معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جب شرط پائی جائے گی	۶۱۴	ساقط ہو نیوالا حکم واپس نہیں آتا جس طرح کہ معدوم نہیں لوٹتا
	ہو نص پہ اس کے مطلق و مقید ہونے کے اعتبار سے عمل کیا جائے گا	۶۱۴	ممتنع عادی ممتنع حقیقی کی طرح ہوتا ہے
۶۲۱	غیر مقصود عمل میں مشغول ہونا مقصود عمل سے اعراض کے مترادف ہے	۶۱۵	پرانی چیز کو اس کے پرانے پن پہ ہی چھوڑا جائے گا
۶۲۱	ظاہر صرف استحقاق کا دفاع کرتا ہے اس کو ثابت نہیں کرتا	۶۱۵	حاضر شئی میں وصف لغو اور غائب میں معتبر ہوتا ہے
	گواہ لانا اسی کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوگا	۶۱۶	سبب ملکیت کا تبدیل ہونا ذات کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہے
۶۲۲	مسلمانوں کے امور صواب و صلاح پہ محمول ہوں گے	۶۱۵	اپنے ہی عقد کو توڑنے کی کوشش مردود ہوگی
		۶۱۶	جو کسی چیز کا مالک ہو گا وہ اس کی ضروریات کا بھی مالک ہوگا
		۶۱۶	شرعی سبب کے بغیر کسی غیر کا مال لینا کسی کیلئے جائز نہیں
		۶۱۶	جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے
			جب کوئی شئی باطل ہوگی تو اس کے ضمن میں آ نیوالی شئی بھی باطل ہو جائے گی
		۶۱۶	جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا

۶۲۹	حضور ﷺ نے صحابی کی درازی عمر کی خبر دی	۶۲۲	امین کا قول ہی بینہ کے بغیر قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے
۶۲۹	سواک کے آداب	۶۲۳	عادت عام یا غالب ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے
۶۵۰	تیر پہ تیر کھاتے رہے مگر نماز نہ توڑی	۶۲۳	واجب کو مکمل کرنے والی شئی بھی واجب ہے
۶۵۱	مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں	۶۲۳	شرط کی رعایت بقدر امکان لازم ہوتی ہے
۶۵۱	معراج کی رات کے تین تحائف	۶۲۳	شرعاً ثابت ہونے والا عمل ایسے عمل پہ مقدم ہوتا ہے جو شرط سے
۶۵۲	اسلام قبول کرنے پر کفر کی تمام نشانیاں ختم کر دینی چاہئیں	۶۲۴	ثابت ہو
۶۵۳	کِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان)	۶۲۴	حکم ثابت کر نیوالا دلیل لانے کا محتاج ہوتا ہے
۶۵۳	حضور غوث اعظم کا فرمان	۶۲۴	گواہی حجت متعدیہ ہے اور اقرار حجت قاصرہ ہے
۶۵۴	احکام کے متعلق ضروری اصطلاحات	۶۲۵	آسان کام تنگی کے سبب ساقط نہیں ہوگا
	کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے کو امامت سے معزول		فائدہ مشقت کی مقدار حاصل ہوتا ہے اور مشقت فائدے کی
۶۵۶	کر دیا گیا	۶۲۵	مقدار ہوتی ہے
۶۵۶	بلایا لامکاں پہ جب خدا نے	۶۲۵	مشقت آسانی لاتی ہے
۶۵۷	اذان سے پہلے دعا اور اذان کے بعد درود		ممنوع و فاسد افعال کا سبب بننے والے ذرائع کو ختم کرنا
۶۵۸	نماز باجماعت اور سنت کی اہمیت	۶۲۵	ضروری ہے
۶۵۸	گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جانے کا ثواب		کوئی حکم فعل کی جہت سے ثابت ہو جاتا ہے جبکہ وہ قول کی
۶۵۹	کارپا کاں راقیاس از خود مکیر	۶۲۶	نسبت سے ثابت نہیں ہوتا
۶۶۰	سراپا نور مکمل بشر ﷺ		وہ حقوق جو در ثناء کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور جو منتقل
	نماز کے تشہد میں حضرت ابن عمر نے اضافہ کیا تو کسی نے	۶۲۶	نہیں ہوتے
۶۶۱	اعتراض نہ کیا		
۶۶۱	حضور ﷺ کا حکم اور صحابی کی اطاعت		
۶۶۲	ازواج مطہرات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں		
۶۶۳	اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لے		
۶۶۴	قرض ادا ہو گیا اور پریشانی دور ہو گئی		
۶۶۵	کِتَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کا بیان)		
	حضور ﷺ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو دعاؤں سے		
۶۶۶	نوازتے		
۶۶۶	مالدار ہونے کے باوجود کون کون صدقہ و زکوٰۃ لے سکتا ہے		

سنن ابوداؤد

۶۳۱	امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ
۶۳۶	سنن ابی داؤد
	سنن ابی داؤد شریف کی منتخب احادیث کے حوالہ جات
۶۳۶	کِتَابُ الطَّهَارَةِ
۶۳۶	پیکر شرم و حیا امام الانبیاء علیہ الوفاء التحیۃ والثناء
۶۳۷	مصائب اٹھ گئے آقا تیرے تشریف لانے سے
۶۳۸	رب کی رحمت سے دوری کے تین کام

۶۸۵	کِتَابُ الْجَنَائِزِ (جنازے وغیرہ کا بیان)	۶۲۸	کِتَابُ الْمَنَاسِكِ (ارکان حج کا بیان)
۶۸۶	بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا.....	۶۲۸	توکل کیا ہے؟
۶۸۸	بلند آواز سے ذکر کرنے والے کی مرنے کے بعد عزت و شان	۶۲۸	اونٹوں میں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں ذبح ہونے کا جذبہ
۶۸۸	نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنا	۶۲۹	حیات النبی ﷺ کی دلیل
۶۸۸	مرنے والے کے لیے دعا کیوں کی جاتی ہے؟	۶۲۹	کِتَابُ النِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ (نکاح اور طلاق کا بیان)
۶۸۹	ایک ذوق کی بات	۶۲۹	حضرت علی کا حضور کے سامنے فیصلہ کرنا اور حضور کا مسکرانا
۶۸۹	چھ ماہ بعد قبر کھودی گئی تو جسم سلامت تھا	۶۳۰	کِتَابُ الصَّوْمِ (روزوں کا بیان)
۶۹۰	کِتَابُ الْإِيمَانِ وَالنُّذُورِ (قسم اور نذر کا بیان)	۶۳۱	کِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)
۶۹۰	کِتَابُ الْبُيُوعِ (تجارتوں کا بیان)	۶۳۲	میرا بیٹا شہید ہوا ہے حیا تو نہیں مری
۶۹۱	سود سے کوئی نہیں بچ سکے گا	۶۳۲	قبر انور سے نور کے جلوے
۶۹۲	نیک نیتی کی برکات اور تجارت کا فائدہ	۶۳۳	نجات کا دار و مدار ایمان و عقیدے پر ہے
۶۹۳	مزارعت کا مسئلہ	۶۳۳	عرش سے اونچا ہے ان کے پاؤں کا تلو ابلند
	صحابی رسول ﷺ کی حضور ﷺ سے محبت	۶۳۵	جانوروں کی مشکل کشائی
۶۹۳	کا ایک انداز	۶۳۵	کرنے کے اصل کام
۶۹۳	والدین اور اولاد کا رشتہ	۶۳۶	الوداعی دعا
۶۹۵	کِتَابُ الْقَضَاءِ (فیصلوں کا بیان)	۶۳۷	حضور ﷺ اہل اسلام کی پناہ گاہ ہیں
۶۹۵	مجتہدین کے لئے اسوۂ حسنہ	۶۳۷	اولاد کی محبت
۶۹۶	امت کے لئے آسانیاں پیدا کرو	۶۳۸	نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
۶۹۶	غلط سفارش، باطل پہ جھگڑا کرنا اور تہمت کا گناہ و وبال	۶۳۹	کِتَابُ الصَّحَابِيَا (قربانی کا بیان)
۶۹۶	حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر	۶۳۹	کِتَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)
۶۹۷	”میرے لئے اللہ ہی کافی ہے“ کا نامناسب جگہ پہ استعمال	۶۴۰	کِتَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کا بیان)
۶۹۷	کِتَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)	۶۴۱	حضور ﷺ ہماری جانوں کے بھی ہم سے زیادہ
۶۹۸	علماء حق کی عظمت و شان		مالک ہیں
۶۹۹	عالم باعمل دوزخ کی آگ سے آزاد ہے	۶۸۲	خراج، غنیمت اور حکمرانی کا بیان
۷۰۰	عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے	۶۸۲	چہ بے خبر مقام محمد عربی است
۷۰۰	جب عالم اور عابد پل صراط پہ جمع ہوں گے	۶۸۳	ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
۷۰۱	کِتَابُ الْأَشْرِبَةِ (پینے کی چیزوں کا بیان)	۶۸۳	صحابہ کرام کی توہین بد بختی کی انتہا ہے

۷۱۸	کِتَابُ الْأَدَبِ (ادب کا بیان)	۷۰۲	کِتَابُ الْأَطْعِمَةِ (کھانے کا بیان)
۷۱۸	غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ رسول اعظم ﷺ کی بارگاہ	۷۰۲	ایک محدث اور طفیلی کا عجیب واقعہ
۷۱۸	میں	۷۰۳	یہ بھی تو حدیث ہے
۷۱۹	قیام تعظیمی اور اخلاق و سخاوت نبوی	۷۰۴	کیا اسلاف کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح تھا؟
۷۲۰	گر تم ہی نہ سنو گے تو پھر کون سنے گا؟	۷۰۴	سرورِ عالم نبی الانبیاء میرے رسول ﷺ
۷۲۱	مالک کو نمین ﷺ	۷۰۴	جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند
۷۲۲	سید الکونین ﷺ	۷۰۵	خانہ کعبہ کی فضیلت
۷۲۳	رحمت کا ہے دروازہ کھلا مانگ ارے مانگ	۷۰۶	علاج معالجہ، کہانت، بدشگونی اور عتق کا بیان
۷۲۴	تین شخصوں کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم سے ہے	۷۰۶	محمد کی غلامی ہے ”شرط“ آزاد ہونے کی
۷۲۵	فقراء کی فضیلت	۷۰۷	قرأت کا بیان
۷۲۶	آقائے دو جہاں ﷺ کے بیٹھنے کا ایک انداز	۷۰۷	کِتَابُ الْلباس (لباس کا بیان)
۷۲۶	مسلمان کی عزت و حرمت	۷۰۸	ہدیوں، تحفوں کا تبادلہ
۷۲۷	جو مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی خوبیاں ہی بیان کرو	۷۰۸	صحابی رسول ﷺ کا ذوق محبت
۷۲۸	کیا یہ شرک ہے؟	۷۰۹	کنگھی کرنے اور انگٹھی پہننے کا بیان
۷۲۹	شیطان کو ذلیل کرنے کا نسخہ	۷۱۰	کِتَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)
۷۲۹	بعثت سے پہلے حضور ﷺ کی وعدہ وفا کی	۷۱۰	کِتَابُ الْمَلَا حِم (جنگوں کا بیان)
۷۲۹	وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا	۷۱۱	کِتَابُ الْحُدُودِ (سزاؤں کا بیان)
۷۳۰	جس کا آنچل نہ دیکھا مہر نے	۷۱۲	کِتَابُ الدِّيَّاتِ (دیتوں کا بیان)
۷۳۱	حضور ﷺ کا فرمان حق ہے میں ہی بھول گیا	۷۱۲	قتل کی تین اقسام ہیں
۷۳۱	آندھی اور بادل دیکھ کر محبوب خدا کی کیفیات	۷۱۳	کِتَابُ السُّنَنِ (اتباع سنت کا بیان)
۷۳۲	مرغ تو نماز کے لئے جگائے اور.....		حضور ﷺ کی امت میں سب سے پہلے کون جنت
۷۳۳	صحابہ کرام کی خوشی کی انتہاء ہو گئی	۷۱۴	میں جائے گا
۷۳۳	اولاد اور والدین	۷۱۴	غورث کا ایک فتنہ عظیمہ
۷۳۴	غلام کو دو گنا ثواب	۷۱۵	وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے
۷۳۵	روایت حدیث کے بارے میں حضرت عمر کی احتیاط	۷۱۶	آسمانی ملائکہ اور خیر الخلائق ﷺ
۷۳۶	اتنی ہی بات پہ جنت مل گئی	۷۱۷	حضور ﷺ کا غلام فرشتوں کا امام
۷۳۷	غیر مقلدین کی توجہ کیلئے ایک انوکھا مضمون	۷۱۷	فریاد امتی جو کرے حال زار میں

قرآن پاک سے	۷۳۷	سنن نسائی	۷۷۰
اہل علم سے گزارش	۷۳۸	سنن نسائی کی منتخب احادیث	۷۸۰
جوتے پہن کر نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟	۷۳۹	کتاب الطہارۃ (پاکیزگی کا بیان)	۷۸۰
علماء نجد سے ایک سوال	۷۳۹	شریعت کا ہر حکم علت کے ساتھ مجزا ہوا ہے	۷۸۰
عمامہ شریف کے بارے میں ارشادات و تصریحات	۷۴۰	مسواک کی اہمیت و فضیلت	۷۸۰
عمامہ شریف سے شیطان لعین کی نفرت	۷۴۱	فطرت کے کام	۷۸۱
اس بارے میں چند مزید مسائل	۷۴۲	داڑھی مبارک کے بارے میں دیگر روایات و فتاویٰ	۷۸۱
ایک کپڑے میں نماز پڑھنا	۷۴۳	کسری ایران کے ایلچی دربار رسالت میں	۷۸۲
ہر نماز کے لئے الگ وضو کرنا	۷۴۴	فرشتوں کی تسبیح	۷۸۳
کیا تیمم کے ساتھ نماز نہیں ہوتی؟	۷۴۴	داڑھی کی مقدار کے بارے میں ائمہ اربعہ کا فتویٰ	۷۸۳
وضو کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟	۷۴۵	ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹ سکتے ہیں	۷۸۳
علماء غیر مقلدین کے القابات	۷۴۵	قضائے حاجت کے لئے آبادی سے دور جانا اور اس بارے میں رخصت	۷۸۴
غیر مقلدین کو امام اعظم کی بددعا لگ گئی	۷۴۷	نبی اکرم ﷺ پیکر شرم و حیا	۷۸۵
پانی کو کوئی شے ناپاک نہیں کرتی	۷۴۷	حضور علیہ السلام اپنی اہمت کے لئے باپ کی مانند ہیں	۷۸۵
آگ والی چیز کو کھا کر وضو کرنا	۷۴۸	اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرنے سے کیوں نہ روکا گیا	۷۸۶
عورت کو چھونے سے وضو کا لازم ہونا	۷۴۹	تمام محدثین قیاس کو ماننے والے تھے	۷۸۶
موزوں پہ مسح کرنے کا مسئلہ	۷۴۹	ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ	۷۸۷
غسل کے بارے میں سوال	۷۵۰	علم نبوت کی وسعتیں	۷۸۸
کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا مسئلہ	۷۵۰	حضرت عائشہ صدیقہ نے مسئلہ پوچھنے کے لئے سائل کو	۷۸۹
دین ملاں فی سبیل اللہ فساد	۷۵۱	حضرت علی نے پاس بھیجا	۷۸۹
نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ	۷۵۱	میں بوڑھا ہو گیا ہوں، کیا اس عمر میں حضور علیہ السلام پہ	۷۹۰
انسان کو اشارہ ہی کافی ہے	۷۵۲	جھوٹ بولوں گا؟	۷۸۹
اشاروں کی زبان میں غیر مقلدین سے پچاس سوالات	۷۵۲	ایمان دل میں آیا تو ناپسندیدہ ترین پسندیدہ ترین نظر	۷۹۰
سنن نسائی		آنے لگا	۷۹۰
پیش لفظ	۷۶۳	ایک کام میں دونوں پہلو جائز ہوں تو یہ اللہ کی نعمت سے جس پر	۷۹۱
امام نسائی	۷۶۵	شکرا ادا کیا جائے	۷۹۱

۸۰۹	کِتَابُ الْاَذَانِ (اذان کا بیان)	۷۹۲	پیارے نبی علیہ السلام کا اپنے پیارے صحابہ کرام سے ایک پیارا انداز
۸۰۹	اذان میں نام محمد ﷺ پہ انگوٹھے چومنا	۷۹۳	کِتَابُ الْوِیَاہِ (پانیوں کا بیان)
۸۱۰	حضور علیہ السلام کی قیادت میں داخلہ جنت	۷۹۳	عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام
۸۱۰	حضور علیہ السلام کا نام چومنے والا کبھی اندھا نہ ہوگا	۷۹۴	حضور علیہ السلام کی صحبت کی برکت
۸۱۱	صرف ناخن ہی کیوں چومے جاتے ہیں؟	۷۹۴	کِتَابُ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاظَةِ حیض و استحاضہ (کے خون) کا بیان
۸۱۱	تقبیل ابھامین کی روایت کی فنی حیثیت	۷۹۵	ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا
۸۱۲	آدم علیہ السلام کو تو نور نظر آیا تھا تو انہوں نے آنکھوں کو چوما تم کیوں چومتے ہو؟	۷۹۵	ایک نو مسلمہ عورت کا بیان
۸۱۳	لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا	۷۹۶	ایک غیر مسلمہ عورت کا کردار اور ہم
۸۱۳	کِتَابُ الْمَسَاجِدِ (مسجدوں کا بیان)	۷۹۷	کِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّيْمُمِ (غسل اور تیمم کا بیان)
۸۱۴	مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب	۷۹۷	حضور علیہ السلام کی پانچ خصوصیات
۸۱۴	حدیث لَا تُشَدُّوا الرِّحَالُ..... کا مطلب	۷۹۷	کِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان)
۸۱۵	کِتَابُ الْقِبْلَةِ (قبلہ کا بیان)	۷۹۸	بیلست جہاد و بیعت اسلام کے علاوہ بیعت کا ثبوت
۸۱۶	کِتَابُ الْاِمَامَةِ (امامت کا بیان)	۷۹۹	گانے باجے کی حرمت
۸۱۷	خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی	۷۹۹	گانے باجے کے بارے میں احادیث
۸۱۷	کِتَابُ الْاِفْتِتَاحِ (نماز شروع کرنے کے بیان میں)	۸۰۰	اعضاء جسمانی کی بدکاری
۸۱۷	مسئلہ رفع یدین	۸۰۱	گانا سننے کی سزا
۸۱۷	حدیث (۱)	۸۰۱	مسئلہ قوالی
۸۱۸	حدیث (۲)	۸۰۲	بے پردگی کا گناہ
۸۱۸	حدیث (۳)	۸۰۳	ناہینا سے پردے کا حکم
۸۱۸	حدیث (۴)	۸۰۴	محبوبہ محبوب رب العالمین کا عمل مبارک
۸۱۹	رفع یدین کے مسئلہ پر امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ کا مناظرہ	۸۰۵	کِتَابُ الْمَوَاقِیْتِ (اوقات نماز کا بیان)
۸۱۹	نماز میں قرأت کا آغاز کہاں سے ہو؟	۸۰۵	حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
۸۲۰	قرأت خلف الامام کا مسئلہ	۸۰۶	علم غیب عطائی پہ احادیث مبارکہ
۸۲۱	امام کے پیچھے آمین کہنے کا مسئلہ	۸۰۷	حضور علیہ السلام تا قیامت ہر شے کو دیکھتے ہیں
۸۲۲	دعا آہستہ ہونی چاہیے	۸۰۸	کل کی خبر اور دل کی بات
۸۲۳	نماز کے بعد باوازا بلند ذکر کرنے کا مسئلہ		

فہرست	قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق احادیث
۸۳۸	کتاب التَّطْبِیْقِ (رکوع میں دو تلوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھنا)
۸۳۸	مال غنیمت میں معمولی چوری کی قباحات
۸۳۹	کتابُ الصَّوْمِ (روزوں کا بیان)
۸۳۹	جس کا بچہ فوت ہو جائے اس کی فضیلت
۸۴۰	کتابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کا بیان)
۸۴۰	پڑھ کر کلمہ مسلمان ہو گیا
۸۴۰	کتابُ الْجُمُعَةِ (جمعۃ المبارک کا بیان)
۸۴۱	میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں
۸۴۲	کتابُ تَقْصِیْرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان)
۸۴۲	وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں
۸۴۲	بہترین صدقہ کون سا ہے؟
۸۴۳	کتابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ (ارکان حج کا بیان)
۸۴۳	حضور پاک کے فرمان کے مقابلہ میں کسی کی بات نہ مانی جائے گی
۸۴۳	کتابُ الْإِسْتِسْقَاءِ (بارش طلب کرنے کا بیان)
۸۴۳	حضور علیہ السلام کی رنگت رات کو بھی خالص چاندی کی طرح چمکتی تھی
۸۴۵	کتابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ (نماز خوف کا بیان)
۸۴۵	کتابُ صَلَاةِ الْعِیْدَیْنِ (نماز عیدین کا بیان)
۸۴۵	بہترین اور بدترین شخص کون ہے؟
۸۴۶	کتابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)
۸۴۶	ایمان، جہاد اور ہجرت کا ثواب
۸۴۷	کتابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)
۸۴۸	ولیمے کے کھانے میں برکت
۸۴۸	کتابُ قِیَامِ اللَّیْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ (دن اور رات کے نوافل کا بیان)
۸۴۸	وہ نبیوں میں نبی ایسے.....
۸۴۹	کتابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ (بیویوں کے ساتھ سلوک کا بیان)
۸۴۹	کتابُ الْجَنَائِزِ (بیماری، موت اور تجہیز و تکفین کا بیان)
۸۴۹	خاوند کے لئے آداب و ہدایات
۸۴۹	موت و حیات کے بارے میں نکتہ قرآنی
۸۵۰	بیوی کے لئے آداب و ہدایات
۸۵۰	مومن و کافر کی موت کا حال
۸۵۰	نکاح و جماع کے آداب
۸۵۰	میت پہ رونا کیسا ہے؟
۸۵۱	کتابُ الطَّلَاقِ (طلاق کا بیان)
۸۵۱	حضور علیہ السلام کی دعا سے عورت کی عمر بہت طویل ہو گئی
۸۵۱	کتابُ الْخَیْلِ وَالسَّبْقِ وَالزَّمَنِ (گھوڑوں کا، گھڑ دوڑ کا اور تیر اندازی کا بیان)
۸۵۲	ہر مردہ بولتا ہے نیک ہو یا بد
	سرکشانے کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے

۸۶۸	طرح نہیں	۸۵۲	کِتَابُ الْإِحْبَاسِ (راہ خدا میں مال وقف کرنے کا بیان)
۸۶۹	اختیارات مصطفیٰ ﷺ	۸۵۳	کِتَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)
۸۶۹	کِتَابُ الْبَيُوعِ (خرید و فروخت کا بیان)	۸۵۳	حضور ﷺ کی وصیت
۸۷۰	حدیث شریف میں قاعدہ کلیہ فقہیہ	۸۵۴	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے قرضے کا معاملہ
۸۷۰	فقہی مسائل	۸۵۴	کِتَابُ النُّحْلِ (عطیہ کے بیان میں)
	کِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْقَوَدِ وَالْذِّيَاتِ (قسم قصاص اور	۸۵۵	کِتَابُ الْهَبَةِ (ہبہ کا بیان)
۸۷۱	دیتوں کا بیان)	۸۵۶	کِتَابُ الرُّقْبَى وَالْعُرَى (رقعی اور عمری کا بیان)
۸۷۲	اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کیلئے حضور علیہ السلام کی غیرت	۸۵۶	عمری کی اقسام
۸۷۲	کِتَابُ قَطْعِ السَّارِقِ (چور کا ہاتھ کاٹنے کا بیان)	۸۵۷	کِتَابُ الْإِيْمَانِ وَالنُّذُورِ (قسموں اور نذروں کا بیان)
۸۷۳	ملزم کو مار کر جرم تسلیم کرنا منع ہے	۸۵۸	کِتَابُ الْمَزَارَعَةِ (زمین کو بیانی پر دینے کا بیان)
	کِتَابُ الْإِيْمَانِ وَشَرَائِعِهِ (ایمان اور اس کے ارکان	۸۵۸	زمین کو کرائے پہ لین دین کرنے میں تحریر لکھنے کا طریقہ
۸۷۳	کا بیان)	۸۵۹	تاجر کے آداب
۸۷۴	اصطلاحی ایمان	۸۶۰	کِتَابُ الْمُحَارَبَةِ (لڑائی کا بیان)
۸۷۴	تین صفات سے ایمان کی حلاوت نصیب ہو جاتی ہے	۸۶۰	ناہینا صحابی کی غیرت ایمانی
۸۷۵	اہل ایمان لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے	۸۶۱	یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں چومے
۸۷۵	کِتَابُ الزَّيْنَةِ (آرائش و زیبائش کا بیان)	۸۶۲	حضور کی آنکھیں اور کان لعل کرامت
۸۷۶	نعمت کا اظہار کیا جائے یہی حکم خدا و مصطفیٰ ﷺ ہے	۸۶۲	ایک حدیث کے سات مطالب
	حضور ﷺ نے سونے کی کڑھائی والا جبہ زیب	۸۶۳	کِتَابُ قِسْمِ الْفَقْرِ (مال فقی کی تقسیم کا بیان)
۸۷۶	تن فرمایا	۸۶۳	ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے
۸۷۶	ضروری وضاحت	۸۶۴	کِتَابُ الْبَيْعَةِ (بیعت کا بیان)
۸۷۷	مسک سے بہتر پسینہ	۸۶۵	مشکل کام کے لئے آنے والے کو آسان کام بتا دیا
۸۷۷	دولت کے آنے پہ آنسو بہانا	۸۶۵	کِتَابُ الْعَقِيقَةِ (عقیقہ کا بیان)
۸۷۸	کِتَابُ آدَابِ الْقَضَاةِ (قاضیوں کے آداب کا بیان)	۸۶۶	کِتَابُ الْفَرْعِ وَالْعَصْبَةِ (فرع اور عتیرہ کا بیان)
۸۷۸	نور کے منبروں پہ بیٹھنے والے سات اشخاص	۸۶۷	علم نبوت کی توحید ہی نہیں
۸۷۹	درست فیصلہ کرنے والے کو دو ہر اثواب	۸۶۷	کِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ (شکار اور ذبیحوں کا بیان)
۸۷۹	کِتَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ (اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا باب)	۸۶۸	کِتَابُ الصَّحَايَا (قربانیوں کا بیان)
۸۸۰	کن کن چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے		میرا ہاتھ اور انگلیاں حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور انگلیوں کی

کتاب الأشربة (شراب اور دیگر پی جانہ والی چیزوں کا بیان)	۸۸۰	نکاح کیا	۹۰۲
شراب تمام برائیوں کی جز (ام النجاست) ہے	۸۸۱	جس کا میں مولا اس کا علی مولا	۹۰۳
صحابی رسول ﷺ کی غیرت ایمانی	۸۸۱	حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے حضرت علی المرتضیٰ کو نہ سردی لگتی نہ گرمی	۹۰۳
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تقویٰ	۸۸۲	زمین پہ چلتا پھرتا شہید	۹۰۳
سنن ابن ماجہ		نور عین مصطفیٰ شاہ حسن	۹۰۴
امام ابن ماجہ کے حالات زندگی	۸۸۵	حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں	۹۰۴
سنن ابن ماجہ	۸۸۹	رسول اللہ کا بلال بہترین بلال ہے	۹۰۵
کتاب السنۃ (سنت رسول ﷺ کا بیان)	۸۹۵	دیدار خداوندی	۹۰۵
غیبی خبر جو سو فیصد درست ہوئی	۸۹۵	حضرت جابر کے والد حضرت عبد اللہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات	۹۰۶
حضور علیہ السلام کا حرام فرمایا ہوا.....	۸۹۶	قاتل و مقتول دونوں جنت میں	۹۰۶
جو چیز دین میں نہیں اس کو دین سمجھنا "مردود" ہے	۸۹۷	شان خدا بزبان مصطفیٰ ﷺ	۹۰۷
حدیث پہ عمل نہ کرنیوالے بھتیجے سے صحابی نے ہمیشہ کیلئے بول چال بند کر دیا	۸۹۷	کہاں ہیں حبارین و متکبرین؟	۹۰۸
حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے؟	۸۹۸	قرآن والے ہی اللہ والے ہیں	۹۰۸
حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت ابن مسعود کی حالت غیر ہو گئی	۸۹۸	ایک حدیث کے لئے مدینہ سے دمشق تک کا سفر	۹۰۹
آپ کی شان ہے کیا شان رسول عربی	۸۹۹	دین کی بات (حدیث) دوسروں تک پہنچانے والے کو حضور علیہ السلام کی دعا	۹۰۹
ایک جامع ترین نصیحت	۸۹۹	خیر دانے اور شر دانے لوگ	۹۱۰
ایک عظیم الشان سند والی حدیث	۹۰۰	سات قسم کی نیکیاں موت کے بعد بھی کام آئیں گی	۹۱۰
طاقتور مومن کمزور مومن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے	۹۰۱	علم کے بارے میں حضور علیہ السلام کی دو دعائیں	۹۱۱
آبواب فضائل اصحاب رسول اللہ (حضور ﷺ کے صحابہ کرام کے فضائل کا بیان)	۹۰۱	اہل علم کے لئے حضور علیہ السلام کا فرمان	۹۱۲
میں اور میرا سارا مال حضور ہی کا ہے (ﷺ)	۹۰۱	آبواب الطہارۃ و سننہا (طہارت اور اسکی سنتوں کا بیان)	۹۱۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خصوصی چار فضائل	۹۰۲	شرم و حیائے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ	۹۱۳
اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان کے ساتھ حضرت ام کلثوم کا		گناہ ختم کرنے اور نیکیاں بڑھانے والا کام	۹۱۳
		حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی "لا جوابی"	۹۱۴
		تیرے خلق کو رب نے عظیم کہا	۹۱۴

۹۲۷	قرآن عمدہ آواز سے پڑھو اور رو کر پڑھو	۹۱۵	أَبْوَابُ التَّيَمُّمِ (تیمم کا بیان)
۹۲۸	سو جانے پر بھی صدقہ کا ثواب	۹۱۵	محبوبہ محبوب رب العالمین (صلی اللہ علیہ وسلم)
۹۲۸	کسی کام میں وسعت ملنے پہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے	۹۱۶	لعاب دہن میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو
۹۲۹	حضور علیہ السلام کے وسیلے سے دعا کرنا	۹۱۶	كِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان)
۹۲۹	گناہ ہو جائے تو اس کو معاف کروانے کا طریقہ		نمازوں کے اوقات کا مسئلہ پوچھنے والے کو دو دن انتظار
۹۳۰	جیسے میری سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی	۹۱۶	کرایا گیا
۹۳۱	اُستن حنانہ از ہجر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)		أَبْوَابُ الْأَذَانِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا (اذان اور اس میں سنت
۹۳۲	ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ	۹۱۷	کا بیان)
	أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ (بیاری موت اور تجہیز و تکفین	۹۱۸	گناہ معاف شفاعت حلال
۹۳۲	کا بیان)		أَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ (مسجدوں اور نماز باجماعت
۹۳۳	زندوں کا مرنے والے کے ذریعے فوت شدہ کو سلام بھیجنا	۹۱۸	کا بیان)
۹۳۳	مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	۹۱۹	ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت
۹۳۴	مردہ کی وجہ سے زندہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے	۹۱۹	اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات فرماتا ہے
۹۳۴	جنازہ تب ہے جب حاضر ہونہ کہ غائبانہ		أَبْوَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا (نمازوں کو قائم کرنا
	حضور علیہ السلام کی دعا میں اتنا اثر ہے کہ فوت شدہ کی آواز	۹۲۰	اور ان میں سنتوں کا بیان)
۹۳۵	سنوا سکتے ہیں	۹۲۱	نماز میں امام کے پیچھے قرأت کا مسئلہ
۹۳۵	یہودیوں کی مخالفت کرنے کا حکم	۹۲۱	دو کاموں کو عادت بنانے سے جنت میں داخلہ
۹۳۶	أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّيَامِ (روزوں کے ابواب)	۹۲۲	تین شخصوں کی نماز قبول نہیں
	ہائے میں اس دن روزہ نہ رکھتا اور حضور علیہ السلام کے ساتھ	۹۲۲	لوگوں پہ یہ زمانہ آچکا
۹۳۷	کھانا کھا لیتا	۹۲۳	فرشتے خدا کے سامنے کس طرح صغیر بناتے ہیں
۹۳۷	ہڈیوں کا تسبیح پڑھنا اور فرشتوں کا استغفار کرنا	۹۲۳	قبلہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض
۹۳۸	أَبْوَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کا بیان)	۹۲۴	ہماری نماز اور حضور علیہ السلام کی نماز
۹۳۹	أَبْوَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)	۹۲۵	ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ
۹۳۹	اگر حضور کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر	۹۲۵	ایک حدیث کے معاوضہ میں مسجد بھرسونا
۹۴۰	اسامہ اگر لڑکی ہوتا.....	۹۲۶	نماز مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ اکبر
۹۴۰	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا استدلال	۹۲۶	جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
۹۴۱	ایک ہی وقت میں دی گئیں تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں	۹۲۷	تیری خلق کو رب نے جمیل کیا

۹۵۵	جو اللہ پہ بھروسہ کرے.....	یزید بن رکانہ والی حدیث میں تین طلاق کا ذکر نہیں بلکہ ایک طلاق بائن کا ہے	۹۴۱	اللہ جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق عطا فرمائے
۹۵۵	آبَوَابُ الْوَعْتِ (غلاموں کی آزادی کا بیان)	۹۴۲	آبَوَابُ الْكُفَّارَاتِ (کفاروں کا بیان)	۹۴۲
۹۵۶	آبَوَابُ الْحُدُودِ (شرعی سزاؤں کا بیان)	۹۴۲	حضور علیہ السلام نے اپنے چچا کی قسم کو ٹوٹنے سے بچالیا	۹۴۲
۹۵۷	چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا اس کی خلاف	۹۴۲	آبَوَابُ التَّجَارَاتِ (تجارتوں کا بیان)	۹۴۲
۹۵۷	چور کے لئے سزا کے بعد حضور علیہ السلام کی دعا	۹۴۳	اونٹ بھی واپس کر دیا اور رقم بھی دے دی	۹۴۳
۹۵۸	گانا گانے کی اجازت مانگنے پہ حضور ﷺ کی	۹۴۴	صبح کا وقت بابرکت ہوتا ہے	۹۴۴
۹۵۸	ناراضگی	۹۴۵	سود خور کا حال	۹۴۵
۹۵۹	آبَوَابُ الدِّيَّاتِ (دیتوں کا بیان)	۹۴۵	تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے	۹۴۵
۹۶۰	آبَوَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)	۹۴۶	غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ	۹۴۶
۹۶۰	وصیت کرنے میں عدل اور ظلم کی جزا و سزا	۹۴۶	آپ ہیں رحمت غفار رسول عربی	۹۴۶
۹۶۰	آبَوَابُ الْفَرَائِضِ (وراثت کے حصوں کا بیان)	۹۴۷	بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے	۹۴۷
۹۶۱	علم الفرائض کا نصف علم ہونا	۹۴۷	بَابُ الْأَحْكَامِ (فیصلوں کا بیان)	۹۴۷
۹۶۱	علم الفرائض سب سے پہلے بھلایا جائے گا	۹۴۸	دعائے مصطفیٰ ﷺ	۹۴۸
۹۶۲	آبَوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)	۹۴۹	آبَوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)	۹۴۹
۹۶۳	گرد و غبار کستوری بن جائے گا	۹۴۹	آبَوَابُ الْهَبَاتِ (ہبہ وغیرہ کا بیان)	۹۴۹
۹۶۴	حضور علیہ السلام نے جیسے فرمایا بیسوں سال بعد ویسا ہی ہوا	۹۵۰	آبَوَابُ الصَّدَقَاتِ (صدقات کا بیان)	۹۵۰
	ایسا شہید جس کی روح اللہ تعالیٰ خود اپنے دست قدرت سے قبض فرماتا ہے	۹۵۱	آتا ہے غریبوں سے انہیں پیار کچھ ایسا	۹۵۱
۹۶۴	شہید ستر افراد کی شفاعت کرے گا	۹۵۱	کر و مہربانی تم اہل زمین پر	۹۵۱
۹۶۵	آبَوَابُ الْمَنَاسِكِ (مناسک حج کا بیان)	۹۵۱	گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں	۹۵۱
۹۶۵	حاجی کون ہے اور حج کیا ہے؟	۹۵۲	قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے سے زیادہ ہے کیوں؟	۹۵۲
۹۶۶	یاد مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں (ﷺ)	۹۵۲	مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں تو برکت ضرور ہوگی:	۹۵۲
۹۶۶	یہ مقام آہ و بکا ہے	۹۵۳	آبَوَابُ الرَّهُونِ (رہن کا بیان)	۹۵۳
۹۶۷	حج تمتع کے بارے میں حضرت عمر کا ایک اجتہاد	۹۵۳	آبَوَابُ الشُّفْعَةِ (شفعہ کا بیان)	۹۵۳
۹۶۷	قبولیت دعائے سرکار اور شیطان کی چیخ و پکار	۹۵۴	آبَوَابُ اللَّقْطَةِ (گری پڑی یعنی گمشدہ چیز کے بیان میں)	۹۵۴
۹۶۸	جن کو امت کا غم ہی ستاتا رہا	۹۵۵		۹۵۵

۹۸۲	جس کو یہ آگ جلائے وہ امر ہوتا ہے	۹۶۹	مکہ معظمہ کی سرزمین افضل ترین
۹۸۲	أَبْوَابُ الطَّبِّ (طب کے بیان میں)	۹۷۰	اے مدینہ تیرا جواب نہیں
۹۸۳	ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ	۹۷۰	أَبْوَابُ الْأَضَاحِي (قربانیوں کا بیان)
۹۸۳	خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی	۹۷۱	أَبْوَابُ الذَّبَائِحِ (ذبیحوں کا بیان)
	حضور پاک نے مکھی کے پروں میں بیماری و شفا کے جراثیم	۹۷۲	أَبْوَابُ الصَّيْدِ (شکار کا بیان)
۹۸۵	دیکھ لیے	۹۷۲	شان سرکار سے آگہی چاہیے
	حضور علیہ السلام کے غسالے کی برکت سے آسیب کا اثر ختم	۹۷۳	جانور بھی اگر کسی نبی کا گستاخ ہے تو اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے
۹۸۵	ہو گیا	۹۷۳	ایک حدیث میں آدھا علم
۹۸۶	دست اقدس سے گورنر کے وسوسوں کا علاج ہو گیا	۹۷۴	أَبْوَابُ الْأَطْعِمَةِ (کھانوں کا بیان)
۹۸۶	كِتَابُ اللَّبَاسِ (لباس کا بیان)	۹۷۴	پیکر نور کی تنویر کے صدقے جاؤں
۹۸۷	أَبْوَابُ الْأَدَبِ (ادب و آداب کا بیان)	۹۷۴	بسم اللہ شریف کی برکت
۹۸۷	یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا	۹۷۵	کیا میں تم گنواروں کی وجہ سے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دوں
	مزاح کے ایک واقعہ پہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام ایک سال	۹۷۶	کھانا کھا کر دعا کرنے سے گزشتہ گناہوں کی معافی
۹۸۸	تک ہنستے رہے	۹۷۶	غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ - ﷺ
۹۸۹	اچھے اشعار حضور علیہ السلام کو پسند تھے	۹۷۶	ہائے میں نے ایسا کیوں کیا؟
۹۸۹	أَبْوَابُ الذِّكْرِ (ذکر و اذکار کا بیان)	۹۷۷	اہل دنیا اور اہل جنت کے کھانوں کا سردار کھانا کون سا ہے؟
۹۹۰	أَبْوَابُ الدُّعَاءِ (دعاؤں کا بیان)	۹۷۷	امام الانبیاء ﷺ کی عاجزی
۹۹۱	الْحَيُّ الْقَيُّومُ کے جلوے	۹۷۸	اللہ کی نعمتوں کی قدر اللہ کے محبوب سے پوچھو
۹۹۱	تین دعائیں ہر حال میں قبول ہوتی ہیں	۹۷۸	پہلا میوہ اور امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی بابرکت دعا
۹۹۲	أَبْوَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا (خوابوں کی تعبیر کا بیان)		جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: حضور آپ کی امت
۹۹۲	أَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)	۹۷۹	فالودہ کھائیگی
۹۹۲	مرد مومن کی حرمت کعبہ سے کہیں زیادہ ہے	۹۷۹	فاقہ کشی و میانہ روی و بسیار خوری
۹۹۳	پانچ گناہوں کی دنیا میں ہی پانچ سزائیں		حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے گھر سے کھانا نہ کھایا
۹۹۴	بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے	۹۸۰	کیوں؟
۹۹۴	معراج کی رات ایک قبر سے خوشبو آ رہی تھی	۹۸۱	أَبْوَابُ الْأَشْرَبَةِ (پی جانہ والی چیزوں کا بیان)
۹۹۵	قیامت کی نشانیاں		جہاں حضور کا دھن اقدس لگا صحابیہ نے مشک کا وہ حصہ کاٹ کر
۹۹۶	أَبْوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)	۹۸۱	بطور تبرک رکھ لیا

۹۹۶	جنت کے بادشاہ
۹۹۷	حکمت کی بات سن کر چھپا لینے والے کی مثال
۹۹۷	حضور علیہ السلام کے آنسوؤں سے قبر کی مٹی گیلی ہو گئی
۹۹۸	دکھاوے کی نماز پڑھنے والا
۹۹۸	ایک آیت پہ عمل کرنا تمام لوگوں کو کافی ہو جائے
۹۹۹	اس امت کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے
۹۹۹	حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں صحابہ کرام کی قلبی کیفیت
۱۰۰۰	توبہ کرنے کی اہمیت
۱۰۰۱	تیری شان جل جلالہ
۱۰۰۱	افضل مومن اور بڑا عقلمند کون ہے؟
۱۰۰۲	حضرت عثمان غنی اور موت کی یاد
۱۰۰۳	قبر کے حالات اور آخرت کے مناظر
۱۰۰۳	کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
۱۰۰۳	دوزخ کا حال
۱۰۰۵	جنت کا حال
۱۰۰۵	جنت کی بہاریں
۱۰۰۶	جنت و دوزخ کا دُعا کرنا

پیش لفظ

دورہ حدیث شریف کے بابرکت سال پوری صحاح ستہ سے اپنے ذوق کے مطابق میں نے حوالہ جات جمع کئے جو ابتداء تو ہر کتاب کے شروع و آخر میں خالی صفحات پر لکھتا گیا لیکن بعد میں ایک ڈائری کے اندر ان حوالہ جات کو ترتیب سے لکھ کر محفوظ کر لیا، بہت سے علماء و طلباء درس نظامی بالخصوص دورہ حدیث پڑھنے والے طلباء نے کئی مرتبہ اصرار کیا کہ اگر انہیں اسی حالت میں، انہی سرخیوں کے ساتھ چھپا دیا جائے تو یہ خزانہ نہ صرف محفوظ ہو جائے گا بلکہ کئی صاحبان ذوق اور متلاشیان علم کی علمی پیاس بھی بجھ جائے گی اور ان کے ذوق کی تسکین بھی ہو جائے گی۔ خود میرے محسن و مربی اور درس نظامی از اول تا آخر کے مہربان و مشفق استاذ گرامی حضرت مفتی عبدالقیوم خان صاحب نے کئی مرتبہ اس ڈائری کو ملاحظہ فرمایا اور حکم دیا کہ ”تو نے اتنی محنت کی ہے اس کو مزید محنت کئے بغیر جوں کا توں چھپا دے“ الحمد للہ! اس سے قبل میری اکیس کتب بازار میں آچکی ہیں، اب کچھ فراغت ہوئی ہے تو میں نے اس کام کا آغاز کر دیا ہے اور آج بروز پیر شریف ماہ رجب المرجب ۱۴۲۹ ہجری بمطابق 13 جولائی 2008ء کو نئی مسجد میں نئی رہائش پر اس نئے کام کا آغاز بخاری شریف کی پہلی حدیث شریف بمع مختصر تشریح لکھ کر کر دیا ہے، عجیب اتفاق ہے کہ پچھلے ماہ جامع مسجد مولانا روحی اندرون بھائی گیٹ میں ستائیس سال کے عرصہ میں درس قرآن مجید مکمل کیا اور مجھے پیر سید مسعود احمد رضوی صاحب نے بتایا کہ قبلہ سید ابوالبرکات مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے بھی اندرون دہلی گیٹ (پرانے حزب الاحناف) میں ستائیس سال کے اندر ہی قرآن پاک کا درس مکمل فرمایا (الحمد للہ علی ہذہ الموافقة) بھائی گیٹ میں رہائش تنگ ہونے کی وجہ سے یکم جون 2008ء کو میں بھائی دروازے سے ریونیو سوسائٹی کے بی بلاک کی خوبصورت مسجد فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا میں آگیا اور آج ہی نماز فجر کے بعد نئے سرے سے قرآن مجید کے درس کا آغاز کیا اور موقع کو نہایت مناسب سمجھتے ہوئے آج سے ہی اس نئے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام کی تکمیل میں آسانی پیدا فرمائے اور اس کو اہل ذوق و محبت کے لئے نافع اور میرے لئے نجات کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

ارادہ تو میرا یہی ہے کہ یہ سارا کام ایک ہی جلد میں جمع ہو جائے کیونکہ تفصیل میں جائے بغیر صرف عنوان کی اصل عربی عبارت بمعہ حوالہ اور ضروری ترجمہ پر ہی اکتفاء کرنا چاہتا ہوں ورنہ اہل علم نے ان موضوعات میں سے ایک ایک موضوع پر

پوری پوری کتابیں لکھی ہیں، لہذا بجائے اس کے کہ مثلاً حضور علیہ السلام کی سخاوت کی بات آئے تو اس پر لکھنا شروع کر دوں، ایسا نہیں کروں گا بلکہ آپ کی سخاوت والی حدیث کے اصل الفاظ بمعہ حوالہ لکھ دوں گا۔ باقی رہی تفصیل تو وہ اس موضوع پر لکھی گئی کتب سے لے لیں کیونکہ سفینہ چاہئے اس بحر بے کراں کے لئے

پھر بھی ہو سکتا ہے کسی جگہ کچھ نہ کچھ لکھنا پڑ جائے اور اس طرح اگر یہ سلسلہ بڑھتا نظر آیا تو ہر کتاب کے حوالوں کو علیحدہ علیحدہ شائع کرنا پڑے گا۔ تاہم اس میں بھی ان شاء اللہ اختصار ہی پیش نظر رہے گا۔ چنانچہ سب سے پہلے اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی الجامع السند الصحيح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و سننہ وایامہ (بخاری شریف) سے اس بابرکت کام کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ وما توفیق الا باللہ

جہاں حدیث کا نمبر لکھا ہے اس سے مراد دار السلام کا مطبوعہ مجموعہ کتب صحاح ستہ کا نمبر ہے اور جہاں صفحہ نمبر لکھا ہے اس سے مراد مطبوعہ نور محمد، اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی کا صفحہ ہے۔ یاد رہے کہ معنون حدیث کے تحت بھی بہت ساری احادیث کا خلاصہ درج کر دیا گیا ہے۔ بعض جگہ نمبر اور صفحہ دونوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے تاکہ حاشیہ دیکھنے میں سہولت رہے کیونکہ مجموعہ میں حاشیہ نہیں ہے۔

اس بابرکت اور مفید کام میں جو حضرات میری حوصلہ افزائی فرماتے رہے میں ان کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ جن میں سے چند نام مندرجہ ذیل ہیں۔ استاذ محترم مفتی عبدالقیوم خان صاحب منہاج القرآن لاہور، استاذ محترم مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی، حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری جامعہ نظامیہ لاہور، پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی مکتبہ نبویہ لاہور، صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی حزب الاحناف لاہور، صاحبزادہ سید مرتضیٰ اشرف رضوی علی بابا بیکرز لاہور، پیر طریقت علامہ حافظ عبدالغفور گولڑوی چوہان روڈ لاہور، علامہ حافظ غلام عباس فیضی ناظم و مہتمم جامعہ فاروقیہ رضویہ جوہر ٹاؤن لاہور، برادر اصغر الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی پرنسپل جامعہ امیر حمزہ جامع مسجد قبا باغوالی بھائی گیٹ لاہور، برادر عزیز علامہ قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور، میاں عبدالعلی عابد صاحب جنیب ہوٹل داتا دربار والے (جو میرے لیے بڑی محبت کے ساتھ مجموعہ ستہ حجاز مقدس سے لے کر آئے)

حضرت علامہ سید باقر علی شاہ صاحب، حضرت مولانا محمد یسین حاکمی صاحب، حضرت مولانا محمد عمران فاروقی صاحب، حضرت مولانا محمد اشتیاق صاحب، حضرت مولانا صفدر علی خان صاحب، حضرت قاری عبدالمنان صاحب (مدرسین جامعہ فاروقیہ رضویہ جوہر ٹاؤن لاہور)، صاحبزادہ قاری محمد اکرم فیضی صاحب سابق امام جامع مسجد داتا دربار، محترم قاری محمد اکرم فیضی صاحب کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور، جناب قاری غلام معین الدین سیالوی صاحب مسلم ٹاؤن لاہور، مبلغ ختم نبوت فاتح مرزا انت قادی محمد ریاض فاروقی صاحب، مبلغ دعوت اسلامی مولانا محمد عبدالرشید عطاری صاحب، جناب قاری محمد اختر علی سیالوی صاحب جامعہ بندہ شاہ ابوالخیر گڑھی شاہولاہور، جناب پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی صاحب گڑھی شاہولاہور، محترم ملک ثناء احمد

صاحب صدر انتظامیہ مسجد فاطمہ الزہراء جناب حافظ محمد شفیع غوری صاحب جناب جاوید اقبال ہاشمی صاحب جناب سید آل احمد شاہ صاحب جناب ملک شوکت اقبال صاحب جناب چوہدری محمد جاوید طفیل صاحب جناب ظفر الاسلام صاحب جناب میاں محمد سعید صاحب الحاج میاں محمد ریاض صاحب جناب ڈاکٹر ذوالفقار احمد چاولہ صاحب (ریونیوسوسائٹی لاہور)، جناب سید شبیر حسین شاہ رضوی صاحب فیصل آباد، جناب حافظ محمد زبیر مجددی صاحب سیالکوٹ، جناب چوہدری احمد حسن صاحب حافظ محبوب الہی صاحب قاری غلام رسول صاحب اعوان ٹاؤن لاہور، قاری خدا بخش بھری صاحب مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور، مرید خاص حضرت محدث اعظم پاکستان الحاج میاں محمد شریف پرواز صاحب لاہور بروست والے، برخوردار محمد عثمان غنی بن عبدالغنی ضیاء صاحب (ریونیوسوسائٹی لاہور) ثناء خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قاری محمد ریاض فریدی رضوی صاحب (مدینہ شریف)، جناب الحاج میاں حبیب احمد صاحب (مدینہ شریف) جناب ملک نثار احمد صاحب صدر عزیز القدر مولانا سجاد حیدر رضوی صاحب عزیز محمد فیضان رضا صاحب جناب محمد غواص عباسی صاحب برخوردار کلیم اللہ صاحب (طلبائے جامعہ فاروقیہ رضویہ) قاری ممتاز حسین چشتی صاحب سید ایوب علی طلحہ صاحب محمد عثمان عطاری صاحب حسن رضا عطاری صاحب محمد شعیب صاحب حافظ فراز محمود رانا بن محمود اکرام رانا صاحب ڈاکٹر آصف اقبال صاحب ڈاکٹر نعیم شہزاد صاحب ریونیوسوسائٹی۔

آباد حشر تک رہیں سب قدر داں میرے

حالات زندگی امام بخاری علیہ الرحمۃ

از علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی جامعہ اشرفیہ مبارک پور انڈیا

ولادت:

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی ولادت ماوراء النہر کے مشہور شہر بخارا میں ۱۳ شوال ۱۹۴ ہجری کو بروز جمعہ مبارک بعد عصر ہوئی۔ اس وقت سارا سلاطین عباسیہ کی سطوت و شوکت کا سکہ چار دانگ عالم میں چل رہا تھا۔ پورا ماوراء النہر بشمول بخارا انہیں کے زیر نگیں تھا۔ بخارا میں ان کی طرف سے والی رہتا تھا یہ عہد ہارون الرشید کے بیٹے امین کا تھا۔

نام و نسب:

امام بخاری علیہ الرحمۃ کا نام محمد تھا اور کنیت ابو عبد اللہ، امیر المؤمنین فی الحدیث، ناصر الاحادیث النبویہ، ناشر المواریث المحدثیہ، آپ کے القاب ہیں۔ مگر ان سب پر بخاری نسبت ایسی غالب آئی کہ سب القاب پیچھے رہ گئے۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن ہر دذبہ ہے۔ ہر دذبہ کے معنی کاشتکار کے ہیں یہ مجوسی تھا اور مجوسیت ہی پر مرا۔ امام بخاری کے پردادا مغیرہ اس وقت کے والی بخارا ایمان جعفری کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے اور ان کے ساتھ عقد موالات کر لیا جو احناف کے مذہب میں موجب توریث ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: الولاء لحبة کل حبة النسب، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے پوچھا اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کے ہاتھ پر ایمان لائے تو سنت کیا ہے۔ فرمایا: وہو اولی الناس بحیاء و محابہ، وہ اس کی موت اور زندگی کا سب سے زیادہ حقدار ہے (ترمذی، ابن ماجہ، داری، مشکوٰۃ ۲۶۴) اسی وجہ سے امام بخاری کو بھی جعفری کہا جاتا ہے۔ جبکہ ایمان امام بخاری کے شیخ، مسندی کے پردادا ہیں۔

ہر دذبہ کے والد کے نام میں اختلاف ہے کسی نے بذذبہ، کسی نے احنف کہا، کسی نے کچھ اور نام بتایا۔

(طبقات کبریٰ ج ۲ ص ۲)

امام بخاری کے والد ماجد بڑے ممتاز بزرگ اور متبحر عالم تھے۔ امام بخاری کے شیخ الامام عبد اللہ بن مبارک تلمیذ امام اعظم ابو حنیفہ کی صحبت میں رہتے تھے صاحب روایت محدث تھے۔ عبد اللہ بن مبارک امام مالک اور ان کے اصحاب و معاصرین سے روایت کرتے تھے۔ بڑے ہی مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ ایسے کہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے کہ

میری سب دعائیں دنیا ہی میں نہ قبول کر فرما کچھ آخرت کے لئے بھی رہنے دے۔ اکل حلال کے ایسے پابند تھے کہ حرام تو حرام مشتبہات سے بھی بچتے تھے۔ وصال کے وقت فرمایا! میرا مال حرام تو حرام شبہات سے بھی پاک ہے۔ اکل حلال استجاب دعا کے لئے اکسیر اعظم ہے۔

یتیمی و تربیت:

امام بخاری علیہ الرحمۃ ابھی صغیر السن ہی تھے کہ ان کے والد ماجد انہیں داغ یتیمی دے گئے ان کی پرورش والدہ ماجدہ نے کی۔ عہد طفلی ہی میں امام بخاری کی بینائی جاتی رہی۔ بہت علاج کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ ان کی والدہ ماجدہ ان کی بینائی کے لئے ہمیشہ گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرتی رہیں۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے تیری دعا قبول فرمائی اور تیرے بچے کی بینائی واپس فرمادی۔ صبح کو امام بخاری بینا ہو کر اٹھے۔ پھر آنکھوں میں وہ روشنی آئی کہ چاندنی میں لکھا پڑھا کرتے تھے۔ خراسان میں بھی ایک دفعہ یہی حادثہ پیش آیا تو کسی نے بتایا کہ سر مونڈ کر خطمی کا لیپ سر پر کریں۔ بینائی واپس آجائے گی۔ امام بخاری نے یہی کیا اور پوری بینائی واپس آگئی اور ایسی کہ پھر کبھی نہ گئی۔ (طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۴)

حفظ حدیث کی ابتداء:

حسب دستور امام بخاری مکتب میں ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے تھے جب قریب قریب دس سال کے ہوئے تو بالہام ربانی تحصیل حدیث کا شوق پیدا ہوا اور امام بخاری وہاں کے مشہور محدثین کی خدمت میں اخذ حدیث کے لئے حاضر ہونے لگے۔ مثلاً سلام بن محمد بیکندی، محمد بن یوسف بیکندی، عبد اللہ بن محمد مسندی اور ابراہیم بن اشعث وغیرہ۔ چند مہینوں میں اتنا عبور ہو گیا کہ محدثین کو ٹوکنے لگے۔ بخارا میں ایک مشہور محدث داخلی تھے۔ امام بخاری ان کے یہاں بھی حدیث حاصل کرنے جاتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ایک حدیث کی سند کتاب میں دیکھ کر اس طرح پڑھی۔ عن سفیان عن ابی الزبیر عن ابی ابراہیم۔ امام بخاری نے بلاتا خیر ان سے کہا ابوالزبیر، ابراہیم کے راوی نہیں۔ پھر آپ نے عن الزبیر عن ابراہیم کیسے پڑھا۔ داخلی نے نو عمر بچہ دیکھ کر جھڑک دیا۔ امام بخاری نے پھر کہا کہ اصل میں دیکھ لیں کیا ہے؟ اس پر داخلی مکان میں تشریف لے گئے اور کتاب کا اصل نسخہ لے کر آئے اور امام بخاری سے دریافت کیا تم یہ بتاؤ صحیح نام کیا ہے؟ امام بخاری نے فرمایا کہ یہ ابوالزبیر نہیں بلکہ زبیر بن عدی ہیں اور یہی ابراہیم کے تلمیذ ہیں۔ داخلی نے اس کے مطابق اپنی کتاب درست کر لی۔ اس وقت امام بخاری کی عمر صرف گیارہ سال تھی۔ اسی قوت حافظہ کا نتیجہ تھا کہ سولہ سال کی عمر میں امام عبد اللہ بن مبارک اور امام وکیع کی کتابیں اور اصحاب امام اعظم کی کتابیں حفظ کر لیں۔ (طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۴)

تحصیل علم:

۲۱۰ ہجری میں امام بخاری کی عمر جب سولہ سال کی تھی اپنے بڑے بھائی احمد بن اسماعیل اور والد کے ہمراہ حج کو گئے۔ والد

اور بھائی توحج سے فارغ ہو کر وطن واپس ہو گئے مگر امام بخاری مکہ معظمہ میں ہی رہ گئے۔ وہاں تحصیل علم و تصنیف و تالیف و علم دین کی نشر و اشاعت میں مصروف رہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں قضایا الصحابہ و التابعین نامی کتاب لکھی اور اسی عمر میں اپنی مشہور کتاب، کتاب التاریخ مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر چاندنی میں لکھی اور ابھی داڑھی مونچھ بھی نہیں نکلی تھی کہ محدثین نے ان سے احادیث اخذ کرنا شروع کر دیا تھا۔ (ایضاً) علامہ ابن حجر نے فرمایا: امام بخاری نے جب تحصیل حدیث شروع کی تھی اگر اسی وقت مکہ آجاتے تو ان اونچے طبقے کے محدثین سے انہیں بھی بلا واسطہ تلمذ حاصل ہو جاتا جن سے ان کے معاصرین کو ہے۔ مگر تاخیر سے مکہ حاضری کی وجہ سے ان اونچے طبقے والوں سے تلمذ نہ ہو سکا مگر ان کے قریب العہد بزرگوں سے حاصل ہوا۔ مثلاً یزید بن ہارون، ابوداؤد طیالسی، علامہ ابن حجر کا بیان ہذیۃ الساری مقدمہ فتح الباری میں مختلف ہے۔ ص ۴۷۹ پر مبداء طلب حدیث کے باب میں یہی ہے کہ ۲۱۰ ہجری میں حج کیا اس حساب سے امام بخاری کی عمر اس وقت سولہ سال ہوئی لیکن ثناء الناس کے عنوان کے تحت ص ۴۸۴ پر خود امام بخاری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے اٹھارہ سال کی عمر میں پہلا حج کیا۔ اس حساب سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری نے پہلا حج ۲۱۲ ہجری میں کیا تھا لیکن میں نے پہلا قول اختیار کیا اس لئے کہ اس میں علامہ ابن حجر کے الفاظ یہ ہیں کہ میں حمیدی کے یہاں گیا جب کہ میری عمر اٹھارہ سال کی تھی یعنی اول حج کے سال تو دیکھا کہ ان میں اور ایک صاحب کے درمیان ایک حدیث کے بارے میں بحث ہو رہی تھی۔ حمیدی نے مجھے دیکھتے ہی کہا لو وہ آگئے جو ہمارا فیصلہ کر دیں گے۔ میں نے حمیدی کے حق میں فیصلہ دیا کیونکہ حق ان کے ساتھ تھا چونکہ حج کے بعد امام بخاری مکہ ہی میں رہ گئے تھے تو ہو سکتا ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ جب پہلا حج کرنے کے نئے میں مقیم تھا تو یہ واقعہ پیش آیا۔ رواۃ سے تعبیر میں کچھ رد و بدل ہو گیا۔ علامہ قسطلانی نے بھی اپنی شرح کے مقدمہ میں یہی لکھا ہے کہ ۲۱۰ھ سولہ سال کی عمر میں حج کے لئے گئے۔ طبقات کبریٰ میں بھی علامہ سبکی نے یہی لکھا ہے۔

۲۱۰ ہجری میں امام عبدالرزاق یمن میں باحیات تھے۔ امام بخاری نے ان کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا مگر کسی نے بتایا کہ وصال ہو گیا ہے تو یمن نہیں گئے۔ ان کے تلمیذ سے اخذ حدیث فرمائی۔

امام بخاری خود فرماتے ہیں: میں علم حدیث کی طلب کے لئے دوبار مصر دوبار شام دوبار جزیرہ گیا۔ چار بار بصرہ، چھ سال حجاز میں رہا۔ کوفہ و بغداد کتنی بار گیا اس کا شمار نہیں۔

اس سے ظاہر ہوا کہ اس عہد میں بغداد کی طرح کوفہ بھی علم دین خصوصاً علم حدیث کا مرکز اعظم تھا۔ آج رفاض اور غیر مقلدین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر لوگ کوفہ کو جو چاہیں کہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ اس عہد میں کوفہ کی علمی مرکزیت دنیا اسلام میں مسلم تھی اس کے علاوہ امام بخاری نے اور بھی دور دراز شہروں کے سفر کئے ہیں۔ مثلاً بلخ گئے اور حضرت امام اعظم کے تلمیذ بنی بن ابراہیم سے اخذ حدیث کیا امام بخاری نے ان سے اپنی صحیح میں گیارہ ثلاثیات روایت کی ہیں۔ ان جگہوں کے علاوہ نیشاپور، مرو، ری، واسط، قیساریہ اور عسقلان وغیرہ بھی گئے۔ (طبقات ج ۲ ص ۵)

قوت حافظہ و جودت ذہن:

تعلیم و تعلم کے لئے سب سے اہم جو چیز ہے وہ قوت حافظہ اور جودت ذہن ہے۔ اللہ عزوجل نے امام بخاری کو یہ تمام باتیں بدرجہ اتم عطا فرمائی تھیں جس کے چند واقعات گزر چکے ہیں۔ ان کے حافظے کا یہ حال تھا کہ جس بات کو ایک مرتبہ سن لیتے یا پڑھ لیتے ایسی یاد ہو جاتی کہ پھر کبھی نہ بھولتے۔ اسماعیل بن حاشد کہتے ہیں کہ میں اور چند ساتھی امام بخاری کے ہم سبق تھے چنانچہ ہم لوگ حدیث سننے کے لئے بصرہ کے محدثین کے پاس جایا کرتے تھے ہم اور جو سنتے لکھ لیا کرتے۔ امام بخاری کچھ نہیں لکھتے تھے صرف سن کر چلے آتے۔ ہم نے ان سے بار بار کہا کہ وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟ تم بھی جو سنو لکھ لیا کرو لیکن امام بخاری پر کچھ اثر نہ ہوا۔ سولہ دن کے بعد انہوں نے کہا: تم لوگوں نے مجھے بہت ملامت کی اور ملامت کر کے تنگ کر دیا اب تک جتنی حدیثیں لکھ چکے ہو مجھے سناؤ۔ اس اثناء میں پندرہ ہزار احادیث ہم لوگوں نے لکھی تھیں۔ ہم نے اپنے نوشتوں سے دیکھ کر پڑھنا شروع کیا تو یہ حال ہوا کہ ہمارے نوشتوں میں غلطی تھی ان کی یادداشت میں کوئی غلطی نہ تھی یعنی ہم نے اپنے مکتوبات کی ان کی یادداشت سے تصحیح کی پھر فرمایا: تم لوگ سمجھتے ہو کہ میری سرگردانی بے کار ہے اور میں وقت ضائع کر رہا ہوں؟ (ایضاً) محمد بن ازہر کہتے ہیں کہ میں محمد بن حرب کے یہاں حدیث سننے کے لئے جاتا تھا امام بخاری بھی جاتے تھے لیکن میں لکھتا تھا اور وہ نہیں لکھتے تھے۔ کسی نے کہا کہ محمد بن اسماعیل لکھتے نہیں تو میں نے کہا اگر تم سے کوئی حدیث لکھنے سے رہ جائے تو ان سے پوچھ کے لکھ لینا۔

محمد بن حاتم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ، فریابی کے حلقہ درس میں حاضر تھے امام بخاری بھی تھے۔ فریابی نے ایک حدیث کی سند یوں بیان کی حدثنا سفیان عن ابی عروبة عن ابی الخطاب عن ابی حمزة اس سند میں حضرت فریابی نے راویوں کی کنیتیں ذکر کیں نام نہیں لیا۔ پھر پوچھا بتاؤ! ان تینوں کے کیا نام ہیں؟ حاضرین مجلس نہ بتا سکے تو امام بخاری نے بتایا کہ عروبة معمر بن راشد ہیں اور ابوالخطاب قتادہ بن دعامہ اور ابو حمزہ حضرت انس ہیں۔ امام بخاری کے منہ سے یہ نام سنتے ہی حاضرین پر سکتہ طاری ہو گیا۔ (مقدمہ فتح الباری)

ایک دفعہ سمرقند میں چار سو محدثین نے متفقہ طور پر طے کیا کہ امام بخاری کو مغالطہ میں ڈال دیں اس کے لئے انہوں نے عراق کی اسناد میں شام کی اور شام کی اسناد میں عراق کی، حرم کی اسناد میں یمن کی اور یمن کی اسناد میں حرم کی اسناد خلط ملط کر کے سات دن تک یہ لوگ امام بخاری کو پریشان کرتے رہے مگر ان کا حربہ کارگر نہ ہوا۔ یہ لوگ ایک بار بھی امام بخاری کو مغالطہ نہ دے سکے نہ سند میں نہ متن میں۔

بغداد میں امتحان:

جب امام بخاری بغداد تشریف لے گئے تو وہاں کے محدثین نے ان کے حافظے و وسعت علم کا امتحان لینا چاہا۔ اس کے لئے باہمی مشورے سے یہ طے کیا کہ ایک سو احادیث کے متون اور اسناد میں رد و بدل کر کے انہیں جانچا جائے۔ چنانچہ سو

احادیث میں سے ہر ایک کے متن کو دوسری سند کے ساتھ اور دوسرے کی سند کو اس کے متن کے ساتھ ملا دیا گیا۔ دس آدمی سوال کرنے کے لئے منتخب ہوئے۔ ایک ایک شخص کو دس دس حدیثیں دی گئیں ایک تاریخ مقرر ہوئی۔ اس میں امام بخاری مجلس عام میں تشریف لائے اور ہزار ہا محدثین، فقہاء، عوام و خواص شریک ہوئے۔ جب مجمع پر سکون ہو گیا تو حسب قرار دوا ایک شخص کھڑا ہوا اس نے ایک ایک کر کے اپنی دسوں حدیثوں کو پڑھا۔ ہر حدیث کے سننے کے بعد امام بخاری یہ فرماتے تھے میں اسے نہیں پہچانتا۔ اسی طرح دس آدمیوں نے سوا احادیث پڑھی اور ہر حدیث پہ امام بخاری کا یہی جواب تھا کہ میں اس سند کے ساتھ اس حدیث کو نہیں جانتا۔ اس پر بے علم خوش ہوئے کہ امام بخاری واقعی ان احادیث کو نہیں جانتے مگر اہل علم جان گئے کہ معاملہ کیا ہے؟ جب دسوں آدمی بیٹھ گئے تو امام بخاری نے پہلے شخص سے فرمایا۔ آپ نے جو پہلی حدیث پڑھی تھی وہ اس طرح نہیں بلکہ صحیح یوں ہے اس متن کی سند یہ ہے۔ جس ترتیب سے اس نے پیش کی تھی اس ترتیب سے ہر ایک کی تصحیح کرتے گئے۔ یہاں تک کہ دسوں آدمیوں کی بیان کردہ سوا احادیث پر اسی ترتیب سے کلام فرمایا جس ترتیب سے ان لوگوں نے سوال کیا تھا۔ جب امام بخاری فارغ ہوئے تو تمام مجلس سے تحسین و آفریں کا شورا اٹھا اور حاضرین نے امام بخاری کے خداداد فضل و کمال کا لوہا مان لیا۔ اسی موقع پر کسی زندہ دل نے کہا: ہذا اکبش نطاح یہ زبردست سینگ مارنے والا مینڈھا ہے۔ (طبقات ج ۲ ص ۶)

سلیم بن مجاہد کا بیان ہے کہ میں ایک دن محمد بن سلام بیکندی کے حلقہ درس میں پہنچا تو انہوں نے فرمایا: تھوڑی دیر پہلے اگر آئے ہوتے تو میں تم کو وہ بچہ دکھاتا جسے ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں۔ سلیم کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر وہاں سے اٹھا اور امام بخاری کی تلاش شروع کر دی آخر کار ان کو ڈھونڈ نکالا۔ ان سے پوچھا کہ کیا تمہی وہ صاحبو ادے ہو جسے ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں؟ امام بخاری نے فرمایا: مجھے اس سے بھی زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔ اور میں جن جن صحابہ سے روایت کرتا ہوں ان میں سے اکثر کے مفصل حالات بھی جانتا ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ کہاں پیدا ہوئے کہاں ان کا وصال ہوا کہاں رہتے تھے؟ میں صرف اسی حدیث کی روایت کرتا ہوں جس کی اصل کتاب و سنت میں پاتا ہوں یہ واقعہ سولہ سال سے کم عمر کا ہے۔ (ایضاح ج ۲ ص ۵)

تعدد طرق پر احاطہ:

اس عہد میں احادیث کا ایسا چرچا تھا کہ جسے بھی دین سے شغف ہوتا وہ کچھ نہ کچھ احادیث ضرور مع سند و متن کے یاد رکھتا۔ چونکہ ایک ایک حدیث بیسیوں سندوں کے ساتھ منتشر تھی چنانچہ محدثین اپنی اپنی صواب دید پر ایک یا چند طرق پسند فرما لیتے۔ امام بخاری کا اس خصوص میں بھی یہ امتیاز ہے کہ اس عہد میں احادیث کے جو طرق موجود تھے ان سب پر انہیں احاطہ تھا اور وہ بھی پوری رد و قدح، جرح و تعدیل کے ساتھ اس سلسلے میں متعدد واقعات ہیں۔

یوسف بن موسیٰ مروزی کا بیان ہے کہ میں ۱۰۰ رے کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ منادی کی آواز سنائی دی اے علم کے طلب گارو! محمد بن اسماعیل یہاں آئے ہوئے ہیں جن کو ان سے حدیث سننی ہو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یوسف نے بتایا کہ میں نے دیکھا ایک دُبلّا پتلّا جوان ستون کے پاس حد درجہ سادگی پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے یہی

امام بخاری تھے۔ منادی کی ندا سن کر لوگ چاروں طرف سے ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ لوگوں نے ان سے درخواست کی کہ ہمیں احادیث لکھانے کے لئے کوئی مجلس منعقد کیجئے۔ امام بخاری نے اگلے دن کا وعدہ کر لیا۔ دوسرے دن صبح کو مجلس درس منعقد ہوئی۔ امام بخاری نے فرمایا: اے اہل بصرہ! میں وہی احادیث لکھواؤں گا جو تمہارے شہر کے محدثین کے پاس ہیں مگر ایسی سند کے ساتھ جو ان کے پاس نہیں۔

اس کے بعد امام بخاری نے منصور کی سند سے ایک حدیث لکھوائی اور بصرہ میں یہ حدیث دوسری سندوں کے ساتھ مشہور تھی۔ اسی طرح امام بخاری نے کثیر احادیث لکھوائیں اور سب کے بارے میں فرمایا: تمہارے یہاں کے لوگ اس سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور میں فلاں سند کے ساتھ روایت کرتا ہوں۔

علل قادحہ میں مہارت:

کبھی بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حدیث ہر عیب سے پاک ہے اور بالکل صحیح ہے، جرح کی کوئی گنجائش نہیں مگر حقیقت میں کوئی ایسا سقم ہوتا ہے کہ وہ حدیث ساقط الاعتبار ہوتی ہے۔ مثلاً بظاہر متصل ہے مگر حقیقت میں متصل نہیں۔ بظاہر مرفوع ہے مگر حقیقت میں موقوف ہے یا متن میں رد و بدل ہو گیا ہے یا سند میں یا کسی راوی سے وہم ہو گیا ہے۔ اس کی شناخت حدیث کا بہت اہم فن ہے۔ حتیٰ کہ عبدالرحمن بن مہدی نے کہا کہ ان علل کی معرفت بغیر الہام کے نہیں ہو سکتی۔ محدثین نے فرمایا: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ محدث یہ پہچان جاتا ہے کہ یہ حدیث معلول ہے مگر علت کسی کو نہیں بتا سکتا جیسے ماہر سنار سونے کو پرکھ کر جان جاتا ہے کہ کیسا ہے مگر دوسرے شخص کو سمجھا نہیں سکتا۔ اس فن میں بھی امام بخاری یکتا تھے۔

ایک دفعہ نیشاپور میں جو امام مسلم کا وطن تھا امام بخاری تشریف فرما تھے امام مسلم امام بخاری سے ملاقات کے لئے آئے، اسی اثناء میں کسی نے یہ حدیث پڑھی۔

عن ابن جریج عن موسی بن عقبہ عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال کفارة المجلس اذا قام العبد ان يقول سبحنک اللہم وبحمدک اشہدان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک

ابن جریج موسی بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں وہ سہیل بن ابی صالح سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ جب کھڑے ہو تو یہ پڑھ لیا کرو ”اے اللہ! میں تیری تسبیح کرتا ہوں تیری حمد کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں اور تیری بخشش کا طالب ہوں۔“

اس حدیث کو سن کر امام مسلم نے کہا، سبحان اللہ کتنی عمدہ حدیث ہے۔ کیا اس حدیث کی سند اس سے بڑھ کر دنیا بھر میں ہے؟ امام بخاری نے فرمایا: نعم لکنہ معلول۔ ہاں سند تو اچھی ہے لیکن معلول ہے۔ امام مسلم اس کو سنتے ہی کانپ اٹھے اور کہا ”لا الہ الا اللہ“ آپ مجھے اس کی علت بتا دیجئے۔ امام بخاری نے فرمایا: اللہ عز و جل نے جس چیز کو پوشیدہ رکھا ہے اسے

پوشیدہ ہی رہنے دو۔ امام مسلم نے اٹھ کر امام بخاری کے سر کو بوسہ دیا اور عاجزی کے ساتھ درخواست کرتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رو دیں گے۔ آخر کار امام بخاری نے فرمایا: اتنے مُصر و بضد ہو تو اس کی غیر معلول سند سنو،

حدثنا موسى بن اسماعيل حدثنا وهيب حدثنا موسى بن عقبة عن عون بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كفارة المجلس الحديث،

اس کو سننے کے بعد امام مسلم باغ باغ ہو گئے اور امام بخاری سے کہا: اے امام میں شہادت دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ کی نظیر نہیں جو آپ سے بغض رکھے وہ حاسد ہے۔ (ارشاد الساری شرح بخاری ج ۱ ص ۳۰، مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۶) اس قصے میں بیہوشی نے مدخل میں اس طرح لکھا ہے کہ امام مسلم امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور عرض کیا: اجازت دیجئے کہ آپ کے پاؤں کو بوسہ دوں اے استاذ الاستاذین وسید المحدثین وطیب الحديث فی عللہ، آپ سے محمد بن سلام نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ حدثنا محمد بن مخلد بن یزید قال اخبرنا ابن جریج حدثني موسى بن عقبة عن سهيل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کفارة المجلس، الحديث، یہ سن کر امام بخاری نے فرمایا: یہ حدیث مجھ سے ایک اور طریقہ سے بیان کی گئی ہے۔ حدثنا احمد بن حنبل و یحیی بن معین قالا حدثنا حجاج بن محمد عن بن جریج قال حدثني موسى بن عقبة عن سهيل عن ابیه عن ابی هريرة ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال کفارة المجلس، الحديث، یہ حدیث سنا کر امام بخاری نے فرمایا: یہ حدیث اچھی ہے۔ اس سند کے ساتھ دنیا میں سوائے اس کے اور کوئی حدیث نہیں مگر یہ معلول ہے۔ اس لئے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سماع سهیل سے ثابت نہیں۔ پھر سابق طریقے سے حدیث بیان فرمائی اور فرمایا: یہ اس سے بھی بہتر ہے۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۴۶)

نیشاپور ہی کا واقعہ ہے کہ ایک بار محمد بن یحییٰ ذہلی اور امام بخاری ایک جنازے میں جا رہے تھے ذہلی امام بخاری سے رواۃ اور علل کے بارے میں سوالات کرتے جاتے تھے اور وہ فر فر تیر کی طرح یوں بتاتے جاتے تھے جیسے قل هو اللہ احد پڑھ رہے ہوں۔ (ایضاً ص ۴۸۶، ارشاد الباری ج ۱ ص ۳)

عادات و اطوار:

امام بخاری کے والد نے ترکے میں بہت زیادہ مال چھوڑا تھا اور وہ اس مال کو مضاربت پر دیتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص کے ذمے پچیس ہزار درہم امام بخاری کے باقی رہ گئے تو امام بخاری نے دس درہم ماہانہ کی قسط مقرر فرمادی۔ مگر کچھ وصول نہ ہوا۔ ایک بار ابو حفص نے امام بخاری کے پاس کچھ سامان تجارت بھیجا کہ اسے بیچ دیں تاجروں کو پتہ چلا تو امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور پانچ ہزار درہم نفع دینے کو کہا یہ رات کا وقت تھا۔ امام بخاری نے فرمایا: اس وقت آپ لوگ جائیں اور صبح کو آئیے گا۔ دوسرے دن صبح کو تاجروں کا دوسرا گروہ آیا اس نے دس ہزار نفع دینے کو کہا امام بخاری نے فرمایا: میں نے

رات ہی کو نیت کر لی تھی کہ پہلے گروہ کو دوں گا اور میں نیت بدلنا پسند نہیں کرتا۔

ایک بار امام بخاری لکھ رہے تھے کہ آپ کی باندی گزری اس کے پاؤں سے دوات کو ٹھوکر لگی اور دوات گر گئی۔ امام بخاری نے اس سے فرمایا: دیکھ کر چلا کرو باندی نے شوخی سے جواب دیا جب راستہ نہ ہو تو کیا کروں؟ آپ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور کہا! جاؤ تم آزاد ہو۔

امام بخاری نے کبھی اپنی ذات کا کسی سے انتقام نہیں لیا۔ ان کے اساتذہ میں محمد بن یحییٰ ذہلی تھے۔ یہی بزرگ اس کا سبب بنے کہ امام بخاری کو نیشاپور چھوڑنا پڑا۔ مگر امام بخاری نے ان کی مرویات کو صحیح بخاری میں بھی درج فرمایا۔ البتہ بجائے محمد بن یحییٰ کے یا تو صرف محمد ذکر کرتے ہیں یا بجائے باپ کے پردادا کی طرف نسبت کر کے محمد بن خالد لکھتے ہیں۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو بتایا کہ ذہلی مجھ پر جرح کرتا ہے اگر میں اس کا نام بطرز مشہور لکھوں تو وہ متعین ہو جائے گا۔ لوگ کہیں گے کہ جو شخص ان پر جرح کرتا ہے اس کو یہ عادل جانتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی جرح درست ہے اور میں مجروح ہوں۔ یعنی عادل وہ ہے جو جھوٹ نہ بولے اور جب ذہلی نے امام بخاری پر جرح کیا تو اگر جرح صحیح تو امام بخاری مجروح اور جرح غلط تو ذہلی کاذب اور غیر عادل۔

مگر خلیجان اب بھی باقی رہتا ہے کہ جب ذہلی نے امام بخاری پر جرح کی تو صرف روایت میں ان کا نام بدلنے سے یہ احتمال کیسے ختم ہو گیا۔ وہ تو اب بھی اپنی جگہ باقی رہا اگر ذہلی صادق ہے تو امام بخاری مجروح اور امام بخاری بے داغ تو ذہلی غیر عادل۔

بات یہ ہے کہ معاصرین کی جرحیں اس وقت قابل اعتنا نہیں جب کہ یہ معلوم ہو کہ یہ کسی اختلاف کی وجہ سے جرح کر رہا ہے۔ امام بخاری اور ذہلی میں مسئلہ خلق قرآن پر شدید اختلاف ہوا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے ذہلی امام بخاری پر جرح کرتے تھے۔ یعنی معاصرانہ چشمک اس لئے وہ جرح ناقابل اعتبار ہے۔

اس کے باوجود کہ میراث میں کثیر دولت پائی تھی چاہتے تو رئیسانہ ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارتے۔ مگر امام بخاری بہت سادہ زاهدانہ طور پر گزر بسر کرتے تھے۔ چوبیس گھنٹے میں دو تین بادام پر گزارہ کرتے کبھی صرف سوکھی گھاس پر، چالیس سال تک بے شور بے کے سوکھی روٹی کھائی، بیمار پڑے اور اطباء نے قارورہ دیکھا تو انہوں نے بتایا کہ ان کا قارورہ راہبوں کے قارورے کے مثل ہے۔ یہ صرف سوکھی روٹی کھاتے ہیں جس سے آنتیں سوکھ گئی ہیں۔ لوگوں کے بہت اصرار کرنے پر بمشکل شیرہ انگور سے روٹی کھانا قبول کیا۔

محمد بن حاتم وراق کہتے ہیں کہ امام بخاری جب سفر میں رہتے تو ہم تمام خدام کو ایک کمرے میں رکھتے اور خود سب سے علیحدہ ایک کمرے میں۔ ایک بار میں نے دیکھا کہ وہ رات میں پندرہ بیس مرتبہ اٹھے اور چقماق سے آگ جلا کر چراغ جلاتے اور احادیث کے اوراق پڑھتے کہیں کہیں نشان لگاتے اور پھر تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا: رات کو آپ نے

بار بار خود زحمت اٹھائی مجھے جگا دیتے۔ فرمایا: تم! جوان ہو اور گہری نیند سوتے ہو تمہاری نیند خراب ہوتی۔

امام بخاری بہت ماہر تیر انداز تھے شاید ہی کوئی تیر خطا کرتا۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اپنی طویل صحبت میں صرف دو بار میں نے ان کے تیر کو خطا ہوتے دیکھا۔ ایک مرتبہ فربر میں تھے جبکہ امام بخاری سوار ہو کر تیر اندازی کے لئے نکلے خدام ساتھ تھے۔ شہر پناہ کے اس دروازے پر جس سے نہر کے دہانے تک راستہ جاتا ہے۔ ہم لوگ تیر اندازی کرنے لگے امام بخاری کا ایک تیر پل کی میخ میں جا لگا جس سے میخ پھٹ گئی۔ امام بخاری نے فوراً تیر اندازی موقوف کر دی اور ہم لوگوں کو واپسی کا حکم دیا اور ایک گہرا سانس لیا اور ابو جعفر سے فرمایا: تم سے ایک کام ہے اس پل کے مالک کے پاس جاؤ اور کہو کہ بخاری کے تیر سے میخ پھٹ گئی ہے دو باتوں میں سے ایک کرو، یا تو اجازت دو دو وہم اس کی میخ بدل دیں یا اس کی قیمت لے لو اور غلطی معاف کرو۔ اس پل کے مالک حمید بن اخضر تھے میں نے جا کر امام بخاری کا پیغام انہیں پہنچایا تو حمید نے کہا! امام بخاری سے جا کر میرا سلام کہو اور عرض کرو، آپ سے مواخذہ نہیں میرا تمام مال آپ پر قربان۔ میں نے واپس آ کر امام بخاری کو جب ان کا جواب سنایا تو ان کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور فرط مسرت میں اس دن ہم لوگوں کو پانچ سو احادیث سنائیں اور تین سو درہم صدقہ کئے۔

ایک دن امام بخاری حدیث بیان کر رہے تھے کہ ان کے ایک تلمیذ ابو معشر ضریر کو وہ حدیث بہت پسند آئی۔ وہ عالم کیف میں ہاتھ اور سر ہلانے لگے۔ ان کی اس حرکت پر امام بخاری مسکرا دیئے پھر بعد میں امام بخاری کو احساس ہوا اور ابو معشر ضریر سے معافی مانگی۔

امام بخاری فرماتے ہیں: میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن اللہ عز و جل مجھ سے غیبت پر مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ اس میں اتنے محتاط تھے کہ نقد و جرح میں خالانکہ راویوں کے حالات بیان کرنا ضروری ہے مگر آپ نے اس موقع پر بھی انتہائی احتیاط کی یہاں تک کہ بدرجہ مجبوری اگر کسی کے کاذب ہونے کو ظاہر کیا ہے تو بطور حکایت مثلاً کذبہ فلاں دماہ بالکذب فلاں۔

ایک بار جب کہ فربر میں قیام تھا بخارا کے قریب ایک مسافر خانہ کی امام بخاری نے تعمیر شروع کی۔ خدام و متقدمین کو ساتھ لے کر کام شروع کیا کام شروع ہوا تو بہت سے لوگ رضا کارانہ طور پر کام کرنے کے لئے آگئے، ابنوہ کثیر جمع ہو گیا۔ امام بخاری خود کام کرتے، اینٹیں اٹھاتے، دیوار میں لگاتے، ایک خادم نے عرض کیا! آپ رہنے دیں ہم لوگ کافی ہیں۔ فرمایا: یہ تکلیف آخرت میں نفع بخش ہوگی۔ کام کرنے والوں کے لئے امام بخاری نے ایک گائے ذبح کی۔ ہم فربر سے تین روپے کی روٹیاں لائے تھے۔ ایک روپے کی پانچ من کے حساب سے پندرہ من روٹیاں تھیں۔ آج کل کے حساب سے یہ کل روٹیاں چونتیس کلو گرام سے کچھ تھوڑی سی زائد تھیں۔ ابتدا میں امام بخاری کے ساتھ صرف سو آدمی تھے مگر اب تعداد بہت بڑھ گئی تھی، مگر امام بخاری کی کرامت کہ سب نے آسودہ ہو کر کھایا اور روٹیاں کافی بچ گئیں۔

امام بخاری کی فیاضی کا عالم یہ تھا کہ کبھی کبھی ایک دن میں تین تین سو درہم صدقہ کر دیا کرتے۔ مضاربت سے ان کی آمدنی

پانسو ماہانہ تھی۔ یہ ساری رقم طلبہ پر صرف کر دیتے تھے۔ ایام تحصیل میں اپنے شیخ آدم بن ایاس کے یہاں تھے۔ کھانے پینے کا سامان و نقد سب خرچ ہو گیا اور گھر سے خرچ آنے میں دیر ہو گئی۔ ان دنوں انہوں نے گھاس کھا کر گزارا کیا کسی سے نہ سوال کیا کرتے، قرض بھی نہیں مانگا، تین دن یہی حال رہا تیسرے دن ایک اجنبی صاحب آئے جنہیں امام بخاری بھی نہ پہچانتے تھے اور اشرفیوں کی تھیلی نذر کی۔

عبادت و ریاضت:

ان سب خوبیوں پر مستزاد یہ کہ بہت ہی زبردست عبادت گزار تھے۔ کثرت سے نوافل پڑھتے، شب بیداری کرتے، قرآن مجید کی تلاوت کا اتنا شوق تھا کہ گویا وہ روحانی غذا تھی۔ رمضان المبارک آجاتا تو تلاوت قرآن تقریباً چوبیس گھنٹے جاری رہتی، بعد عشاء تراویح کی ہر رکعت میں بیس آیات کی تلاوت کرتے۔ اس طرح پورا قرآن مجید پورا کرتے۔ پھر آدھی رات سے سحر تک دس پارے روز پڑھتے۔ دن میں روزانہ پورا قرآن مجید ختم کرتے۔ ان کا ارشاد ہے کہ ہر قرآن مجید کے ختم کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۲۸۲ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۲ ص ۹)

اس سے ان غیر مقلدین کو ہدایت حاصل کرنی چاہئے جو اپنے آپ کو امام بخاری کا کٹر مقلد ظاہر کرتے ہیں۔ مگر سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ روزانہ قرآن مجید مکمل پڑھتے تھے یہ ناجائز و بدعت ہے۔ امام اعظم کے اس ختم کو تو بدعت کہہ دیا، پھر امام بخاری کے اس عمل کو کیا کہیں گے کہ وہ روزانہ ایک ختم دس پارے، چار سو آیات کی تلاوت کرتے تھے۔

نیز غیر مقلدین نے آرام پسند کاہل افراد کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے تراویح بجائے بیس کے آٹھ رکعت کر دی ہیں وہ آئیں اور دیکھیں کہ امام بخاری بھی بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ اس لیے کہ قرآن میں کم از کم چھ ہزار آیتیں ہیں اور آٹھ رکعت میں کل ایک سو ساٹھ آیتیں بنتی ہیں اس طرح تیس رات میں کل چار ہزار ساٹھ آیتیں ہوئیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ امام بخاری آٹھ رکعت تراویح پڑھتے تھے تو لازم آئے گا کہ تراویح میں پورا قرآن ختم نہ کرتے، یہ روایت کے خلاف ہونے کے ساتھ خلاف سنت بھی ہے۔ سنت یہ ہے کہ کم از کم ایک ختم قرآن مجید پڑھا جائے جبکہ احناف کے مسلک پر بلا کسی دغدغے کے درست ہے۔ بیس رکعت میں بحساب فی رکعت بیس آیات چار سو آیتیں ہوئیں اور پندرہ دن میں چھ ہزار۔ اس طرح فی رکعت بیس آیات کے حساب سے قرآن مجید رمضان میں ضرور ختم ہو جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ لازم آئے گا کہ امام بخاری پندرہ ہی دن میں تراویح کے اندر ختم قرآن کر لیتے تھے۔ اس لزوم میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس کا امکان ہے کہ پندرہ دن قرآن مجید اور پندرہ دن سورتوں میں تراویح پڑھتے ہوں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے ہدی الساری مقدمہ فتح الباری میں لکھا۔

اذا كان اول ليلة من رمضان يجتمع اليه جب رمضان کی پہلی رات آتی تو ان کے اصحاب ان

اصحابہ فیصلی بہم و یقرا فی کل رکعة کے پاس جمع ہوتے یہ انہیں پڑھاتے، ہر رکعت میں بیس
عشرین آیت و کذا لک الی ان یختم القرآن آیتیں پڑھتے یہاں تک کہ قرآن ختم کرتے۔

(مقدمہ فتح الباری ص ۲۸۲)

یہ بھی ضروری نہیں کہ صرف ایک ہی قرآن ختم کرتے ہوں ہو سکتا ہے دو قرآن ختم کرتے ہوں۔ اس دوسرے احتمال پر یہ
شبہ وارد ہوتا ہے کہ اگر رمضان انتیس دن کا ہو تو لازم آئے گا کہ کسی دن بیس کے بجائے چالیس آیتیں پڑھی جائیں۔ اس کا
جواب یہ ہے کہ باعتبار اغلب و اکثر کے بیس آیتوں کو ذکر کیا گیا اور یہ تو اتنا اغلب و اکثر ہے کہ انتیس دن میں صرف ایک دن کا
تخلف ہے۔

عبادت میں استغراق:

ایک دفعہ کسی باغ میں امام بخاری کی دعوت تھی ظہر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے شروع کیے جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے
کرتے کا دامن اٹھایا اور اپنے ایک ساتھی سے کہا: دیکھو تو میرے کرتے کے اندر کچھ ہے؟ انہوں نے دیکھا ایک بھڑ ہے جس
نے سولہ سترہ جگہ ڈنک مارا ہے اور یہ سب جگہیں سوجھ گئی ہیں کسی نے کہا کہ پہلی بار جب اس نے ڈنک مارا تھا تو نماز کیوں نہیں
توڑ دی؟ فرمایا: میں ایک سورہ پڑھ رہا تھا اسے پوری کئے بغیر نماز توڑنے کو جی نہیں چاہا۔ (قسطانی ج ۱ ص ۳۱)

ادب و احترام:

ایک دفعہ امام بخاری مسجد میں حدیثیں بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے اپنی داڑھی میں لگے ہوئے تنکے کو نکال کر مسجد
کے فرش پر ڈال دیا۔ امام بخاری نے لوگوں کی نظریں بچا کر اس تنکے کو اٹھا کر اپنی آستین میں رکھ لیا۔ لوگوں کے چلے جانے کے
بعد اس تنکے کو مسجد کے باہر پھینکا۔ ان لوگوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے جو اپنے کپڑوں کو گرد سے بچانے کے لئے مسجد کی
چٹائیاں جھاڑ کر مسجد کے فرش پر گرادیتے ہیں۔ عالمگیری میں ہے کہ چٹائی کے گرد و غبار کو جھاڑ کر مسجد کے فرش پر گرانا منع ہے۔ یہ
بالکل ایسا ہے جیسے کوئی اپنے پہنے ہوئے کپڑے سے گندگی پونچھ کر اپنے بدن پہلے۔ اسے کون پسند کرے گا؟ اصل مسجد فرش
ہے اور چٹائی وغیرہ اس کا لباس۔

اعتراف فضل:

امام بخاری کے کمال کی معراج یہ ہے کہ ان کے فضائل و مناقب کا اعتراف خود ان کے عہد کے تمام اساطین ملت وائمہ
حدیث و ارباب فضل و کمال نے کیا اور ان کے بارے میں ایسے ایسے عظیم الشان کلمات مدح و ثناء کہے ہیں۔ جو امام بخاری کی
جلالت شان کی دستاویز ہیں اور ان میں صرف تلامذہ و اصاغر ہی نہیں بلکہ اساتذہ بھی ہیں اور معاصرین بھی۔ اگر ان تمام
کلمات کو جمع کیا جائے تو ہزاروں صفحات ناکافی ہیں۔ علامہ ابن حجر جیسے علم کے بحرناپیدکنار نے یہاں تک لکھ دیا کہ امام بخاری
کی عظمت شان میں اتنے کلمات کہے گئے ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو کاغذ و قلم ختم ہو جائیں گے مگر کلمات ختم نہ ہوں

گے۔ اس لئے کہ وہ ایسے بحر تھے جس کا کوئی ساحل نہیں۔

کلمات اساتذہ:

ابو مصعب احمد بن ابوبکر زہری نے کہا: محمد بن اسماعیل حدیث کی بصیرت اور حدیث کی سمجھ امام بن حنبل سے زیادہ رکھتے ہیں۔ کسی نے اس پر تعجب کرتے ہوئے کہا آپ حد سے آگے بڑھ گئے تو ابو مصعب نے کہا اگر تم مالک کا زمانہ پاتے انہیں اور امام بخاری کو دیکھتے اور پہچانتے تو کہتے دونوں ایک ہی ہیں۔

قتیبہ بن سعید نے کہا: میں فقہاء، زہاد، عباد کے پاس بیٹھا میں نے ان جیسا کسی کو نہیں دیکھا وہ اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ میں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: سرزمین خراسان نے بخاری جیسا آج تک پیدا نہیں کیا۔ قتیبہ سے شراب کے نشہ سے مست کی طلاق کے بارے میں سوال ہوا اور اتنے میں امام بخاری آگئے قتیبہ نے امام بخاری کی طرف اشارہ کر کے کہا! لو یہ احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن مدینی کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے یہاں بھیج دیا۔ یعنی یہ تنہا ان تینوں ائمہ کا مجموعہ ہیں۔ اسحاق بن راہویہ ایک مرتبہ مسجد میں منبر پر بیٹھے ہوئے حدیث بیان کر رہے تھے امام بخاری بھی موجود تھے۔ ایک حدیث پر انہیں امام بخاری نے ٹوک دیا۔ اسحاق بن راہویہ نے امام بخاری کے قول کو مان لیا اور حاضرین سے فرمایا: اے محدثین اس جوان کو دیکھو! ان سے حدیثیں سیکھو اگر یہ امام حسن بصری کے زمانے میں ہوتے تو وہ بھی حدیث و فقہ کی معرفت میں ان کے محتاج ہوتے۔

علی بن مدینی نے کہا: بخاری نے اپنے مثل کو نہیں دیکھا۔ بخاری جس کی تعریف کر دیں وہ ہمارے نزدیک پسندیدہ ہے۔ حالانکہ علی بن مدینی وہ جلیل محدث ہیں کہ خود امام بخاری نے فرمایا: میں نے علی بن مدینی کے علاوہ کسی کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا نہیں جانا۔ رجاء بن رجاء نے کہا: بخاری کی فضیلت علماء پر ایسی ہی ہے جیسے مردوں کی عورتوں پر وہ اللہ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہیں جو زمین پر چلتے ہیں۔

کلمات معاصرین:

یہ تو بہت ہوتا ہے کہ شفیق اساتذہ اپنے ہونہار تلامذہ کو نوازتے ہیں مگر ایک معاصر دوسرے معاصر کے فضل و کمال کا بہت کم اعتراف کرتا ہے۔ اپنے اوپر تفوق تسلیم کرنا تو بہت دور کی بات ہے معاصرانہ چشمک مشہور ہے مگر امام بخاری کے فضل و کمال کا یہ زریں ورق ہے کہ ان کے معاصرین نے بھی نہایت صفائی اور تصریح کے ساتھ ان کے فضل و کمال بلکہ اپنے اوپر ان کی برتری کو بھی تسلیم کیا ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی نے کہا: میں نے حرین، حجاز، شام، عراق کے علماء کو دیکھا مگر امام بخاری جیسا جامع کسی کو نہیں پایا۔ وہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ سمجھ والے ہیں۔

ابوالطیب حاتم بن منصور نے کہا: امام بخاری علم کی بصیرت اور عبور میں اللہ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہیں۔ امام

ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے کہا: آسمان کے نیچے بخاری سے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہیں۔ امام ترمذی نے کہا: علل و اسانید کا بخاری سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔ امام مسلم نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: آپ کے مثل دنیا میں کوئی نہیں۔ پہلے امام مسلم کا قول گزر چکا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے پاؤں کو بوسہ دوں۔ استاذ الاستاذین، سید المحدثین، طبیب الحدیث فی عللہ، ابو عمر و خفاف نے کہا: بخاری نے اپنا مثل نہیں دیکھا یہ امام احمد اور اسحاق وغیرہ سے بیس درجے اعلم بالحدیث ہیں جو ان کی گستاخی کرے اس پر میری طرف سے ہزار لعنت۔

عبداللہ بن حماد آملی نے کہا: میری آرزو ہے کہ میں امام بخاری کے جسم کا ایک بال ہوتا اور جو شرف اس بال کو حاصل ہے مجھے حاصل ہوتا۔ سلیم بن مجاہد نے کہا: میں نے ساٹھ سال سے بخاری سے زیادہ فقیہہ اور پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا۔ موسیٰ بن ہارون حمال بغدادی نے کہا: اگر تمام اہل اسلام اکٹھے ہو کر یہ چاہیں کہ محمد بن اسماعیل جیسا کوئی پالیں تو یہ ناممکن ہے۔ رہ گئے تلامذہ اور بعد کے علماء نے کیا کیا؟ کہا اس کا سلسلہ اتنا دراز ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں۔

مشائخ اور ان کے طبقات:

امام بخاری کا فضل و کمال یہ بھی کچھ کم نہیں کہ انہوں نے علم حدیث کی تحصیل میں اس کا لحاظ نہیں کیا کہ ہم جس سے حدیث حاصل کر رہے ہیں یہ ہم سے بڑا ہے کہ برابر ہے کہ چھوٹا، انسان کے دماغ میں جب پندار کا غرور پیدا ہو جاتا ہے تو اپنے سے چھوٹے تو چھوٹے ہیں برابر تو برابر ہیں اپنے بڑوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا ہے۔ جاہل رہنا پسند کرتا ہے، جہل مرکب میں گرفتار رہنا قبول کرتا ہے مگر دوسرے سے کچھ پوچھنا اپنی کسر شان سمجھتا ہے۔ یہ پندار انسان کو علم سے محروم رکھتا ہے۔ اکثر بے جا حیاء آڑے آ جاتی ہے۔ مگر امام بخاری ان دونوں عیبوں سے پاک تھے۔ اس حدیث الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمنین حیث ما وجدھا فهو احق بہا علم مومن کی گمشدہ دولت ہے جہاں بھی پائے وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے (ابن ماجہ باب الحکمۃ) کے سچے عامل تھے اسی لئے ان کے اساتذہ کی فہرست میں جہاں اس وقت کے مسلم الثبوت مشائخ محدثین ہیں وہیں ان کے معاصرین و تلامذہ بھی ہیں۔ ان کے اساتذہ پانچ طبقات کے ہیں جن کی تعداد ایک ہزار اسی ہے۔

طبقة اولیٰ

وہ مشائخ جو ثقات تابعین سے روایت کرتے ہیں جیسے محمد بن عبداللہ انصاری، مکی بن ابراہیم، انیس عبیدالدین موسیٰ اسماعیل بن ابی خالد اور نعیم صاحب جلیہ وغیرہ۔

طبقة ثانیہ:

وہ مشائخ جو طبقہ اولیٰ کے معاصرین ہیں مگر وہ ثقات تابعین سے روایت نہیں کرتے جیسے آدم بن ابی ایاس، ابو مسہر سعید بن ابی ریم اور ایوب بن سلیمان وغیرہ

طبقہ ثالثہ:

وہ مشائخ جو کبار تبع تابعین سے روایت کرتے ہیں جیسے سلیمان بن حرب، قتیبہ بن سعید، نعیم بن حماد، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین، امام احمد بن حنبل وغیرہ۔

طبقہ رابعہ:

امام بخاری کے درس کے رفقاء جنہوں نے امام بخاری سے پہلے علم حدیث کی تحصیل شروع کی تھی جیسے ابو حاتم رازی، محمد بن عبد الرحیم، حمید بن حمید، احمد بن نصر، محمد بن یحییٰ ذہلی وغیرہ۔ امام بخاری نے اس وقت ان لوگوں سے روایت کی جب ان کے مشائخ وصال پا گئے اور جو احادیث ان کے پاس تھیں وہ کسی اور کے پاس نہ تھیں۔

طبقہ خامسہ:

اس طبقے میں وہ محدثین ہیں جو امام بخاری کے تلامذہ تھے جیسے عبد اللہ بن حماد آملی، عبد اللہ بن عباس خوارزمی، اور حسین بن محمد قبانی۔

تلامذہ:

اس زمانے میں حرمین طہیین کے سوا کوفہ، بصرہ، بغداد، نیشاپور، سمرقند، بخارا علوم دینیہ کے اہم مراکز تھے۔ ان شہروں میں امام بخاری بار بار گئے۔ بے شمار لوگوں کو حدیث پڑھائیں اور یہ سلسلہ ابتداء ہی سے شروع ہو گیا تھا جہاں جاتے لوگوں کو حدیث پڑھاتے اور ساتھ ہی ساتھ علم حدیث کی تحصیل بھی کرتے کبھی کبھی ہزار ہا کے مجمع میں حدیث املا کراتے۔ محمد بن صالح نے کہا: میں نے بغداد میں ان کی حدیثیں لکھنے والوں کا مجمع بیس ہزار تک دیکھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے تلامذہ بخارا سے لے کر حجاز، شام، مصر تک پھیل گئے۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۹۲)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا کہ جن لوگوں نے ان سے صحیح بخاری سنی ان کی تعداد نوے ہزار ہے۔ یہ صحیح بخاری کا حال ہے۔ اس کے علاوہ امام بخاری سے احادیث اخذ کرنے والوں کی کیا تعداد ہے؟ یہ آج کون شمار کر سکتا ہے۔ جب کہ اس عہد میں گنتی نہ ہو سکی۔

نیشاپور کا فتنہ:

جب ۲۵۰ ہجری میں بغداد سے امام بخاری نیشاپور آئے۔ اہل نیشاپور کو جب ان کی آمد کی خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے دو تین منزل آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ عوام و خواص، علماء و صلحاء و رؤسا سبھی تھے اور اس شان سے نیشاپور آئے کہ اس وقت تک اس شان و شوکت کا استقبال نیشاپور میں نہ کسی عالم کا ہوا تھا نہ کسی حاکم کا۔ یہ امام مسلم کا بیان ہے اس وقت نیشاپور میں محمد بن یحییٰ ذہلی مشہور محدث عوام و خواص کے مرجع اعظم تھے یہ بھی استقبال کرنے والوں میں تھے۔ بلکہ لوگوں کو اس کی ترغیب بھی

دی۔ انہوں نے لوگوں سے کہا: کل میں خود ان کے استقبال کو چلوں گا جس کا جی چاہے چلے۔ نیشاپور میں آکر امام بخاری نے دارالبخازین میں قیام کیا۔ امام ذہلی نے لوگوں کو تنبیہ کر دی تھی کہ امام بخاری سے علم کلام کا کوئی مسئلہ نہ پوچھنا۔ خدا نخواستہ اگر وہ ہمارے مسلمات کے خلاف کوئی بات کہہ دیں گے تو ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہو جائے گا جس پر خراسان کے رافضی، ناصبی، جہمی، مرجی، ہنسیں گے۔

امام بخاری نے جب احادیث کا درس دینا شروع کیا تو لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ اتنی بھیڑ ہونے لگی کہ دار ہی نہیں بام و در بھر گئے۔ دوسری درسگاہیں خالی ہو گئیں یہ وہ زمانہ تھا کہ معتزلہ نے خلق قرآن کا مسئلہ پوری دنیاے اسلام میں پھیلا رکھا تھا۔ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآن اللہ عز و جل کا کلام ہے۔ جس طرح اس کی ساری صفات قدیم و غیر مخلوق ہیں اسی طرح قرآن بھی قدیم و غیر مخلوق ہے۔ اس کے برخلاف معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ قرآن مخلوق ہے۔ یہ اختلاف بغداد میں اٹھا اور پورے بلاد اسلامیہ میں پھیل گیا۔ اس سلسلے میں متشدد حنابلہ یہاں تک آگے بڑھ گئے کہ ہماری قرأت کو بھی غیر مخلوق کہنے لگے۔ یہ مسئلہ خواص سے بڑھ کر عوام میں بھی پھیل چکا تھا۔ معتزلی و غیر معتزلی کی علامت بن چکا تھا۔

ابھی نیشاپور میں امام بخاری کو درس حدیث دیتے ہوئے دو تین دن ہی گزرے تھے کہ کسی نے بھری مجلس میں ان سے سوال کر دیا۔ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟

امام بخاری نے اس سے مونہہ پھیر لیا اور کوئی جواب نہیں دیا اس نے قین بدر پوچھا ہر بار امام بخاری نے مونہہ پھیر لیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ جب اس شخص نے بہت الحاح کے ساتھ اصرار کیا تو امام بخاری نے یہ جواب دیا۔ قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور امتحان بدعت ہے۔

اس پر اس شخص نے فساد مچا دیا یہاں تک کہ آپس میں مار پیٹ کی نوبت آ گئی گھر والوں نے بیچ بچاؤ کر کے مجمع کو ہٹایا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ نیشاپور کے بعض مشائخ نے جب دیکھا کہ امام بخاری کے آتے ہی ہماری مجلسیں اجڑ گئیں تو انہوں نے اس سائل کو سکھا کر بھیجا تھا چونکہ ذہلی ان بزرگوں میں سے تھے جو ہماری تلاوت کو بھی غیر مخلوق مانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے یہ اعلان کر دیا جو شخص قرآن کو غیر مخلوق کہتا ہے وہ بدعتی ہے۔ اس سے میل جول، سلام، کلام بند کر دیا جائے۔ اب جو محمد بن اسماعیل کے یہاں جائے اسے متہم جانو کیونکہ ان کی مجلس میں وہی جائے گا جو ان کے مذہب پر ہوگا۔ امام بخاری لاکھ کہتے رہے کہ میں نے یہ نہیں کہا مگر اب ان کی یہ بات سننے والا کون تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امام مسلم اور احمد بن مسلمہ کے سوا تمام لوگوں نے امام بخاری کے یہاں جانا چھوڑ دیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ذہلی نے یہ کہا: جو یہ کہے ہماری مجلس میں نہ آئے۔ امام مسلم موجود تھے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے ان کے ساتھ احمد بن مسلمہ بھی چلے آئے۔ امام مسلم نے وہاں سے آتے ہی ذہلی سے جتنی احادیث لکھی تھی۔ سب اونٹ پر لاد کر واپس کر دیں۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں، ذہلی کی کوئی روایت نہیں لی ہے۔ اس کی وجہ یہی ناراضگی بتائی جاتی ہے مگر حیرت اس پر ہے کہ اس کے بالمقابل انہوں نے امام بخاری کی بھی کوئی روایت نہیں لی ہے۔ یہ بھی

روایت ہے کہ جب امام مسلم اور احمد بن مسلمہ ذہلی کی مجلس سے پہلے آئے تو ذہلی نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ شخص (بخاری) میرے ساتھ شہر میں نہیں رہے گا۔ اس کے بعد احمد بن مسلمہ، امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ کہا: یہ شخص یعنی ذہلی پورے خراسان خاص کر اس شہر میں مقبول ہے۔ ہم میں سے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اس سے اس معاملہ میں بات کر سکے آپ نے کیا سوچا ہے؟ یہ سن کر امام بخاری نے اپنی داڑھی مٹھی میں لی اور کہا!

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد
اللهم انک تعلم انی لم اردالمقام بنیشا بورا
شرا ولا بطر اولاطلبا للریاسة
(مقدمہ فتح الباری ص ۴۹۲)

میں اپنے معاملہ کو اللہ عزوجل کے سپرد کرتا ہوں جو بندوں کو دیکھتا ہے۔ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے نیشاپور میں قیام کا ارادہ اپنی بڑائی و بزرگی ظاہر کرنے اور ریاست حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا۔

ذہلی نے حسد کی وجہ سے ایسا کیا ہے اب میں اپنے وطن چلا جاؤں گا۔ اے احمد! میں کل صبح ہی کوچ کر جاؤں گا۔

بخارا کو واپسی:

نیشاپور سے امام بخاری اپنے وطن کی طرف چلے، جب بخارا والوں کو معلوم ہوا تو مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ تین میل دور تک شامیانے، نصب کئے گئے۔ تمام شہر والے استقبال کو نکلے اور امام بخاری پر، موتیوں کو نچھاور کرتے ہوئے بخارا لائے۔ اپنے وطن آکر امام پورے اطمینان و سکون کے ساتھ درس حدیث دینے لگے۔ تشنگان علم حدیث ہر چہار طرف سے ٹوٹ پڑے۔ چھ سال تک امام بخاری کا فیضان جاری رہا۔ مگر حاسدین نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ اس وقت حکومت عباسیہ کی طرف سے بخارا کا والی خالد بن احمد ذہلی تھا۔ اس کو امام بخاری سے برگشتہ کرنے کے لئے حاسدین نے کہا: آپ امام بخاری سے کہئے کہ وہ آپ کے صاحبزادوں کو آپ کے محل میں آکر اپنی جامع اور تاریخ پڑھا دیں۔ خالد نے امام بخاری کے پاس یہ پیغام بھیجا تو امام بخاری نے جواب دیا: یہ علم حدیث ہے میں اسے ذلیل نہیں کروں گا۔ اگر آپ کو خواہش ہے کہ آپ کے بچے مجھ سے پڑھیں تو اپنے بچوں کو میری مجلس میں بھیج دیں تاکہ دوسرے طلبہ کے ساتھ وہ بھی پڑھیں۔ خالد نے کہلا بھیجا اگر آپ میرے محل میں نہیں آسکتے تو میں اپنے بچوں کو آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا مگر جب یہ پڑھنے حاضر ہوں تو ان کے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو بلکہ ان کو تنہا پڑھائیں۔ میرے فرستادے چوہدار دروازے پر متعین رہیں گے کسی کو اس وقت اندر نہ جانے دیں گے۔ امام بخاری نے اسے بھی پسند نہ فرمایا۔ اور فرمایا: علم میراثِ رسول ہے اس پر ہر امتی کا حق برابر ہے میں کسی کی تخصیص نہیں کروں گا اس سے وہ امام بخاری پر غضب ناک ہو گیا۔ اور بخار سے جلا وطنی کا حکم دے دیا۔

وفات:

امام بخاری جلا وطنی کا حکم سننے کے بعد بخارا سے نکلے۔ جب سمرقند والوں کو معلوم ہوا! امام بخاری وطن چھوڑ رہے ہیں تو انہوں نے خط لکھ کر درخواست کی کہ ہمارے یہاں تشریف لا کر ہمیں عزت بخشیں۔ امام بخاری نے سمرقند کا رخ کیا جب سمرقند

کے قریب ایک موضع خرتک پہنچے تو اطلاع ملی کہ سمرقند میں بھی ان کے بارے میں اختلاف ہو گیا ہے۔ خرتک میں امام بخاری کے کچھ رشتہ دار بھی تھے۔ آپ نے وہیں عارضی طور پر اس وقت کے لئے قیام فرمانے کا ارادہ کر لیا جب تک باشندگان سمرقند کوئی آخری فیصلہ نہ کر لیں۔

پہم حوادث و شورش نے امام بخاری کے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا۔ دنیا سے اکتا گئے۔ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد سوز قلب سے یہ دعا کی۔

اللهم قد ضاقت علی الارض بہا رحبت فاقبضنی
ایک (مقدمہ فتح الباری ص ۴۹۴)
اے اللہ! زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی ہے۔ مجھے اپنی طرف اٹھالے۔

چند دن کے بعد بیمار پڑ گئے۔ اسی اثناء میں سمرقند سے قاصد آیا کہ آپ سمرقند تشریف لائیں۔ امام بخاری سمرقند جانے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ مگر سمرقند کے قاصد کے ساتھ ساتھ پیکر اجل بھی آ رہا تھا۔ سمرقند جانے کے لئے اٹھے، موزے پہنے، عمامہ باندھا، آپ کے میزبان غالب بن جبریل بازو پکڑ کر سواری تک لے چلے۔ بمشکل بیس قدم چلے ہوں گے کہ فرمایا: مجھے چھوڑ دو مجھ پر ضعف طاری ہو گیا ہے۔ غالب کا بیان ہے ہم نے چھوڑ دیا تو آپ نے کچھ دعائیں پڑھیں اور لیٹ گئے۔ لیٹتے ہی روح جوار قدس میں پرواز کر گئی۔ وصال کے بعد جسم اقدس سے پسینہ نکلنا شروع ہوا اتنا نکلا کہ بیان نہیں کیا جاسکتا اور کفن پہناتے وقت تک نکلتا رہا۔ وصیت فرمائی تھی کہ مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا جن میں نہ کرتا ہو یعنی سلا ہو انہ عمامہ، اسی کے مطابق عمل ہوا تیرہ دن کم باسٹھ سال کی عمر میں ہفتہ کے دن یکم شوال کی رات آپ کا وصال ہوا۔ عید الفطر کے دن بعد نماز ظہر اس گنجینہ کرامت کو ہم نے دفن کیا۔

مزار پاک:

دفن کے بعد قبر اطہر سے مشک کی خوشبو اٹھتی تھی۔ لوگ دور دور سے آ کر مزار پاک کی مٹی لے جانے لگے جس سے گڑھا ہو گیا۔ عقیدت مندوں نے لکڑی کا احاطہ بنا دیا پھر لوگ احاطے کے باہر کی مٹی لے جانے لگے۔ اس ظاہر و باکرامت کے بعد بہت سے مخالفین مزار اقدس پر آئے اظہار ندامت اور توبہ کی۔ (ایضاً)

امام بخاری کی وفات کے ایک سال بعد سمرقند میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے بار بار نماز استسقاء پڑھی، دعائیں مانگیں مگر بارش نہ ہوئی۔ بالآخر ایک مرد با خدا نے سمرقند کے قاضی سے جا کر کہا! تم شہر والوں کو لے کر امام بخاری کے مزار پر حاضر ہو جاؤ اور وہاں دعا مانگو امید ہے کہ اللہ عز و جل تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔ قاضی شہر باشندگان سمرقند کو لے کر امام بخاری کے مزار پاک پر حاضر ہوئے۔ لوگوں نے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ رورو کر بارش کے لئے دعائیں کیں۔ امام بخاری سے درخواست کی کہ دعاء کے قبول ہونے کی سفارش کر دیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ فضاء پر بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ مسلسل سات دن تک ایسی بارش ہوئی کہ ان لوگوں کو اپنے گھر سمرقند جانا ممکن نہ ہوا۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۲ ص

(۱۵) اسی کو حدیث میں فرمایا:

لن تخلوا الارض من ثلثین مثل ابراهیم بهم
تغاثون وبهم ترزقون وبهم تطرون
(ابن حبان عن ابی ہریرہ)
ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے مشابہت رکھنے
والے تیس شخص زمین پر ضرور رہیں گے انہیں کی بدولت تمہاری
فریاد سنی جائے گی اور انہیں کے سبب رزق پاؤ گے اور انہیں کی
برکت سے بارش دیئے جاؤ گے۔

امام بخاری کی تاریخ ولادت صدق ۱۹۴ ہے اور تاریخ وفات نور ۲۵۶ اور مدت عمر کی تاریخ حمید ۶۲ ہے۔ کسی نے ان سبب پر جامع ایک رباعی کہی ہے۔

کان البخاری حافظا و محدثا
میلادہ صدق ۱۹۴ و مدۃ عمرہ
جمع الصحیح مکمل التحریر
فیہا حمید ۶۲ و انقضی فی نور ۲۵۶
اسی قسم کی جامع تاریخ کسی نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی نکالی ہے۔

ان باز اللہ اشہب جاء فی عشق ۷۰ و مات فی کمال ۹۱

بارگاہ رسالت میں امام بخاری کی مقبولیت:

محبوب خدا کی محبت ایمان کی جان ہے۔ امام بخاری کو محبوب رب العالمین سے جو محبت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنی فوج کی کا ایک ایک لمحہ ان کے ارشادات ان کے افعال ان کے احوال ان کے حلیہ جمال کے ایک ایک نقش و نگار کی تلاش اور جمع اور پھر اسے پوری دنیا میں پھیلانے کی سعی پیہم میں گزارا۔ اس کے لئے انہوں نے وطن سے دوری کا حجاب سے مفارقت سفر کی صعوبتیں، حریفوں کے تلخ و ترش حملے سب کچھ انتہائی خندہ پیشانی سے برداشت کئے۔ کیا یہ سب اسیر محبت کے سوا اور کسی کے بس کی بات ہے؟

امام بخاری کے پاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک تھے جسے وہ اپنے ملبوسات میں رکھتے۔ جب امام بخاری کا یہ حال تھا تو رحمۃ للعالمین کی عنایتیں اور کرم فرمائیاں تو سب پر عام ہیں امام بخاری پر کیوں نہ ہوتیں۔ وراق کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے خواب دیکھا کہ امام الانبیاء کہیں جا رہے ہیں پیچھے امام بخاری بھی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک اٹھانے کے بعد وہیں امام بخاری بھی قدم رکھتے ہیں جہاں سے قدم مبارک اٹھا ہے۔

امام بخاری کے مشہور تلمیذ فربری کا بیان ہے میں نے خواب دیکھا کہ میں کہیں جا رہا ہوں ناگہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ عرض کیا! محمد بن اسماعیل کے یہاں فرمایا: جاؤ ان سے میرا سلام کہنا۔

عبدالواحد بن آدم طواو لسی نے بیان کیا میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہیں جیسے کسی کی انتظار ہے۔ میں نے دریافت کیا حضور کس کی انتظار ہے؟ فرمایا: بخاری

کی۔ طواوینی کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد خبر ملی کہ امام بخاری کا وصال ہو گیا ہے۔ مجھے تحقیق کے بعد معلوم ہوا! جس رات زیارت اقدس سے مشرف ہوا تھا وہی رات امام بخاری کے وصال کی تھی۔ جس کا استقبال شہنشاہ کونین اپنے صحابہ کے ساتھ عالم بالا میں کریں اس کی عظمتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۹۴)

فقہی مذہب:

امام عبدالوہاب تقی الدین سبکی نے طبقات الشافعیہ میں امام بخاری کا ذکر کیا ہے اس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ شافعی تھے۔ ان کی کتاب بھی اس کی ایک طرح تائید کرتی ہے کیونکہ اس کی اکثر احادیث امام شافعی کے مذہب کی مؤید ہیں وہ لکھتے ہیں:

ابوعاصم عبادی نے امام بخاری کو اپنی کتاب الطبقات میں ذکر کیا اور لکھا ہے کہ امام بخاری نے زعفرانی، ابو ثور اور کراہیسی سے حدیث سنی ہے علامہ سبکی نے اضافہ کیا کہ مکے میں حمیدی سے شافعی فقہ حاصل کیا۔ یہ چاروں حضرات امام شافعی کے اصحاب میں سے ہیں۔ (الطبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۳-۴)

امام بخاری، امام شافعی سے اپنی صحیح میں البتہ روایت نہیں کرتے اس لئے کہ امام شافعی کا ادھیڑ عمر میں وصال ہو گیا تھا اور امام بخاری کی ملاقات امام شافعی کے ہم عصروں سے ہو گئی تھی ان سے حدیثیں لیں اور روایت کیں۔ اگر امام شافعی سے روایت کرتے تو لامحالہ امام شافعی اور امام بخاری کے مابین ایک راوی کا اضافہ ہو جاتا اور سند بڑھ جاتی جس سے تنزل ہو جاتا۔ اس سے معلوم ہوا! سند میں جتنا کم واسطہ ہوتا ہی سند عالی ہوتی ہے اور وہ قابل لحاظ ہے۔

اور یہی رائے حضرت علامہ شہاب الدین احمد خطیب قسطلانی کی بھی ہے۔ (ج ۱ ص ۳۱) ان دونوں کی بنیاد ابو عاصم عبادی کے اوپر تھی۔ یہ امام بخاری سے بہت قریب ہیں۔ امام بخاری کے سو سال کے بعد ان کی پیدائش ۳۵۷ ہجری میں ہوئی۔ اس لئے اس بارے میں ابو عاصم کی رائے بعد والوں کے بہ نسبت زیادہ وزنی ہے۔

نواب صدیق حسن ابجد العلوم میں لکھتے ہیں۔

ونذكر بعد ذلك نبذ امن ائمة الشافعية وهؤلاء صنفان احدهما من تشرف صحبة الامام الشافعي والآخر من تلاهم من الائمة، امام الاول فمنهم احمد الخلال، ابو جعفر البغدادي، وامام الصنف الثاني فمنهم محمد بن ادريس، ابو حاتم الرازي، محمد بن اسماعيل البخاري و محمد بن الحكيم الترمذي (ص ۸۱۱)

اس کے بعد ہم کچھ ائمہ شوافع کا ذکر کرتے ہیں یہ دو قسم کے ہیں، ایک وہ جنہوں نے امام شافعی کی صحبت پائی دوسرے وہ جو ان کے بعد آئے۔ پہلی قسم میں احمد بن خلال، ابو جعفر بغدادی ہیں اور دوسری قسم میں محمد بن ادريس، ابو حاتم رازی، محمد بن اسماعیل بخاری، محمد بن حکیم ترمذی ہیں۔

لیکن امام بخاری جہاں اکثر احادیث امام شافعی کے مذہب کے موافق لائے ہیں وہیں بہت سے مسائل میں ان سے اختلاف بھی کیا ہے۔ اس کے برخلاف ابوالحسن بن العراقی نے کہا کہ یہ حنبلی تھے۔ امام بخاری نے خود بیان کیا میں آٹھ بار بغداد گیا اور ہر بار امام احمد کے پاس بیٹھا۔ آخری بار جب میں رخصت ہونے لگا تو فرمایا: اے ابو عبد اللہ! علم اور قدرداں لوگوں کو چھوڑ رہے ہو اور خراسان جا رہے ہو۔ جب بخارا سے جلاوطن ہوئے تو نہایت حسرت سے فرماتے اب امام احمد کا قول یاد آ رہا ہے۔

ابو عاصم کی دلیل گزر چکی کہ انہوں نے اس بناء پر امام بخاری کو شافعی کہا کہ انہوں نے امام شافعی کے تلامذہ سے اخذ علوم کئے۔ حتیٰ کہ فقہ شافعی بھی ان کے تلمیذ حمیدی سے پڑھی اور ابوالحسن بن العراقی نے بھی امام احمد سے تلمذ کی بناء پر ان کو حنبلی کہا۔ ظاہر ہے کہ محض تلمذ کی بناء پر کسی کے متعلق استاذ کا مقلد ہونے کا دعویٰ درست نہیں۔ ان کی کتاب نظر کے سامنے ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مذہبانہ شافعی ہیں اور نہ حنبلی بلکہ سب سے الگ ان کا ایک مذہب ہے۔ اس لئے ہم علامہ ابن عابدین شامی اور اپنے دیگر اکابر کی اس رائے سے متفق ہیں کہ وہ مجتہد مطلق تھے۔

علامہ شامی نے ”عقود اللالی فی مسند العوالی“ میں امام بخاری کے مجتہد ہونے کی تصریح کی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے صاحبزادے حضرت شیخ نورالحق محدث جلیل نے تیسیر القاری میں بھی اس کا اشارہ دیا ہے فرماتے ہیں:

گفتہ اند کہ وی در زمان خود در حفظ احادیث و اتقان آں و فہم معانی کتاب و سنت و جدت ذہن و جودت بحث و وفور فقہ و کمال زہد و غایت ورع و کثرت ابلاغ بر طرق حدیث و علل آں دقت نظر و قوت اجتہاد و استنباط فروع از اصول نظیر نداشت

علامہ سخاوی کا بھی یہی مختار ہے۔ (تیسیر القاری فی شرح البخاری الجزء الاول ص ۳)

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی صحیح بخاری

تمام کتب حدیث میں جس کتاب کو سب پر صحت و قوت کے اعتبار سے فوقیت حاصل ہے وہ جامع صحیح بخاری ہے۔ یہی اکثر محدثین کی رائے ہے۔ حتیٰ کہ یہ مقولہ تقریباً متفق علیہ ہے۔ ”اصح الکتاب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری“ البتہ بعض مغاربہ صحیح مسلم کو بخاری پر فوقیت دیتے ہیں۔ حافظ ابوعلی نیشاپوری نے کہا کہ صحیح مسلم سے بڑھ کر آسمان کے نیچے کوئی کتاب نہیں اور بعض ان دونوں کو ایک درجے میں رکھتے ہیں۔ مگر صحیح یہی ہے کہ بخاری شریف کو تمام کتب حدیث پر صحت و قوت میں ترجیح ہے رہ گئی صحیح مسلم تو اس کی فوقیت، حسن بیان، جودت وضع، خوبی ترتیب اور اسناد میں دقیق اشارات اور بہترین نکات کی رعایت میں ہے۔

باعتبار صحت کے بخاری، صحیح مسلم پر بدرجہا فائق ہے۔ اس لئے کہ حدیث کے صحیح ہونے کا مدار اتصال سند، اتقان رواۃ، عدم شذوذ و نکارت و دیگر علل و سقم سے خالی ہونے پر ہے اور اس بناء پر صحیح بخاری، صحیح مسلم سے بہت آگے ہے۔ اتصال سند کی قوت دونوں کی شرائط سے ظاہر ہے۔ امام بخاری معاشرت کے ساتھ لقا بھی شرط کرتے ہیں اور امام مسلم صرف معاشرت۔ اگرچہ صرف معاشرت اتصال کے لئے کافی ہے مگر لقا سے جو قوت زائد ہوگی وہ کسی پر مخفی نہیں۔ اتقان رجال کی بات یہ ہے کہ اولاً امام بخاری طبقہ ثانیہ یعنی ان تلامذہ سے جو شیخ کی خدمت میں کم رہے بہت کم روایت کرتے ہیں وہ بھی چن چن کر اور امام مسلم طبقہ ثانیہ کی روایت بلا جھجھک لاتے ہیں۔

ثانیاً وہ رواۃ جن سے صرف امام بخاری روایت کرتے ہیں وہ چھ سو تیس ہیں۔ ان میں صرف اسی ضعیف ہیں اور جن سے صرف امام مسلم روایت کرتے ہیں وہ چھ سو بیس ہیں۔ جن میں ایک سو ساٹھ ضعیف ہیں۔

ثالثاً امام بخاری کے جو راوی ضعیف ہیں وہ ان کے براہ راست استاذ ہیں جن کے حالات کو وہ خود جانتے ہیں اور ان کو اچھی طرح پرکھ سکتے ہیں۔ برخلاف امام مسلم کے کہ ان کے جن راویوں پر حکم ضعف ہے وہ بالواسطہ شیخ ہیں۔ یہ خود ان کو اچھی طرح پرکھ نہیں سکتے تھے۔

رابعاً مجروح راویوں سے امام بخاری نے بہت کم روایت کی ہے۔ جبکہ امام مسلم نے بہت زیادہ کی ہے۔ عدم شذوذ و عدم علل قاذحہ کی جہاں تک بات ہے تو اس سلسلے میں جو اعداد و شمار ہیں وہ یہ ہیں بخاری کی صرف اسی احادیث

میں یہ نقص نکالا گیا ہے اور مسلم کی ایک سوتیں میں۔ اس لحاظ سے بھی صحیح بخاری صحیح مسلم پر فوقیت رکھتی ہے۔ یہ بات صرف موازنہ کی حد تک ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ صحیحین اپنی نظیر آپ ہیں۔

وجہ تصنیف:

تابعین کے اخیر دور میں باقاعدہ مرتب مبوب احادیث کی کتابیں تصنیف ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ تبع تابعین میں یہ کام اور زیادہ ترقی کر گیا۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی کتاب الاثار، امام مالک کی موطا، جامع سفیان ثوری، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، عبداللہ بن مبارک کی کتاب، وکیع کی کتاب، امام شافعی کی کتاب، مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ۔ مگر اب تک جتنی کتابیں لکھی گئیں کسی میں یہ التزام نہیں تھا کہ صرف صحیح احادیث ہی لکھی جائیں۔ مصنفین نے ہر قسم کی احادیث جمع کر دی تھیں۔ اس کی شدید ضرورت تھی کہ کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جس میں مصنف صرف انہیں حدیثوں کو جگہ دے جو صحیح ہوں۔

اس ضرورت کا احساس امام بخاری کے استاذ اسحاق بن راہویہ کو ہوا۔ انہوں نے ایک دن اپنے تلامذہ سے فرمایا: اگر تم لوگوں سے ہو سکے تو کوئی ایسی کتاب مختصر لکھ دو جس میں صرف صحیح احادیث ہی ہوں۔ اس وقت امام بخاری بھی اس مجلس میں حاضر تھے۔ ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اسی وقت طے کر لیا کہ میں ایسی کتاب لکھوں گا۔

اس کے علاوہ اس کا باعث امام بخاری کا ایک خواب بھی ہے۔ انہوں نے خود بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں خدمت اقدس میں کھڑا ہوں میرے ہاتھ میں پنکھا ہے اور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے لکھیاں ہانک رہا ہوں۔ کسی معبر سے تعبیر پوچھی تو اس نے تعبیر دی کہ آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جھوٹ دفع کریں گے۔ اس خواب نے مجھے اس پر ابھارا کہ ایک جامع صحیح لکھوں۔

تصنیف کی غرض:

احادیث صحیحہ کا جمع کرنا اپنے عقائد و معمولات کا بیان اور ان پر حتی الوسع احادیث سے استدلال، عقائد و اعمال میں اپنے مخالفین کا رد پہلا مقصد بالکل ظاہر ہے۔ دوسرا اور تیسرا مقصد احادیث کے ابواب سے ظاہر ہے اور امام بخاری کے کلمات سے بھی جو انہوں نے جگہ جگہ ارشاد فرمائے ہیں کتنے ابواب ایسے ہیں جن کی تائید میں کوئی حدیث نہیں لاسکے۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام بخاری پہلے باب قائم کرتے ہیں پھر اس کے مطابق حدیث تلاش کرتے ہیں اگر مل جاتی ہے تو لکھ لیتے ہیں نہیں ملتی تو بھی باب جوں کا توں چھوڑ دیتے ہیں۔ شاید اس امید پر کہ اگر کوئی حدیث مل جائے گی تو بعد میں یہاں درج کر دیں گے لیکن اخیر عمر تک نہیں ملی تو باب یوں ہی رہ گیا۔

ہمارے بتائے ہوئے تیسرے مقصد پر سینکڑوں ابواب شاہد ہیں۔ خصوصیت سے کتاب الایمان کے ابواب اور کتاب الجہل پوری کی پوری آپ غور کریں ابتداء ہی میں عمل کے گھٹنے، بڑھنے پر اور یہ کہ ایمان قول بھی ہے اور عمل بھی۔ بھرپور زور صرف فرمادیا چونکہ اس مضمون کی کوئی حدیث نہیں تھی تو اقوال صحابہ و تابعین سے اس کو ثابت کرنے میں اپنی دانست میں کوئی کمی اٹھا

نہیں رکھی۔ مگر اس کے بعد بھی انہوں نے اس سے متعلق دسیوں باب باندھے ہیں۔ مثلاً قیام لیلة القدر من الايمان، الجهاد من الايمان، تطوع قیام رمضان من الايمان، صوم رمضان احتساباً من الايمان، الصلوة من الايمان، زیادة الايمان و نقصه، الزکوة من الاسلام، اتباع الجنائز من الايمان، اداء خمس من الايمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنية والحسبة وبكل امرأ ما نوى فدخل فيه الايمان والوضوء والصلوة والزکوة والحج والصوم والاحکام۔

اور کتاب الحیل کا مقصد تو بالکل کھلا ہوا ہے کہ وہ صرف امام بخاری نے اپنے غضب و جلال ظاہر کرنے کے لئے لکھی ہے لیکن بزرگوں کے ہر کام میں برکت ہی برکت ہوتی ہے۔ ان ابواب کی برکت سے ہمیں احادیث کے وہ گراں قدر تحفے ملے جو دوسری جگہ بھی ہیں مگر امام بخاری والی بات کہاں؟ رحمہ اللہ رحمة واسعة و جزى عنی وعن جميع اهل الاسلام خیر الجزاء۔

ادب اور اہتمام:

امام بخاری کو چھ لاکھ احادیث یاد تھیں۔ ان میں اچھی سے اچھی عمدہ سے عمدہ ترجیح سے اصح اعلیٰ سے اعلیٰ ترک و منتخب کر کے اس عظیم تصنیف میں رکھی ہیں اور انتخاب میں انہیں اپنی معلومات کے ایک ایک نقطے کو صرف کر کے اپنی فکر و تدبیر کی آخری حد کو چھو کر بھی اطمینان نہ ہوتا تو اللہ عز و جل کے حضور استخارہ کرتے پھر صفحہ قرطاس کے حوالے کرتے۔

تصنیف و تالیف کے لئے جتنی تنہائی ہو بہتر ہے مگر امام بخاری نے اسے بھرپور مسجد حرام اور مسجد نبوی میں لکھا۔ ایک بار مطمئن نہ ہوئے تو تین بار لکھا۔ یہ سب وہی اعلیٰ سے اعلیٰ ترجیح سے اصح کے انتخاب کے لئے تھا۔ وہ خود فرماتے ہیں۔

مجھے چھ لاکھ حدیثیں یاد ہیں ان میں چن چن کر سولہ سال میں اس جامع کو میں نے لکھا ہے اور اسے میں نے اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بنایا ہے۔ میں نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح احادیث داخل کی ہیں اور جن صحیح حدیثوں کو میں نے اس خیال سے کہ کتاب بہت طویل نہ ہو جائے ترک کر دیا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہیں۔

امام بخاری نے یہ کتاب کہاں لکھی اس کے بارے میں انہوں نے خود فرمایا: میں نے اسے مسجد حرام میں اس طرح لکھا ہے کہ ہر حدیث کے لکھنے سے پہلے غسل کرتا پھر دو رکعت نفل پڑھتا پھر استخارہ کرتا جب کسی حدیث کی صحت پر دل جمعتا تو اسے کتاب میں درج کرتا۔

لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ وہ مسجد حرام میں سولہ سال کبھی نہ رہے بلکہ متفرق طور پر ان کا مکہ معظمہ میں جو قیام رہا اس کی مجموعی مدت بھی سولہ سال نہیں۔

اس کا جواب علامہ ابن حجر نے یہ دیا کہ انہوں نے تصنیف کی ابتداء مسجد حرام میں کی پھر جہاں گئے اسے لکھتے رہے اور ایک توجیہ یہ بھی ہے جو ہمارے مشائخ نے کی ہے کہ اس کا مسودہ مختلف بلاد میں لکھا۔ مسجد حرام میں بیٹھ کر اس کا مبیضہ کیا ہے۔

تراجم ابواب کے لئے صرف ایک روایت ہے کہ اسے امام بخاری نے مزار اقدس و منبر مبارک کے مابین ریاض الجنہ میں بیٹھ کر اصل کتاب میں منتقل کیا ہے۔ غالباً اسی وقت کے بارے میں یہ روایت ہے کہ میں اس کتاب میں کسی حدیث کے لکھنے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتا ہوں کہ یہ آپ کا ارشاد ہے یا نہیں؟ جب حضور فرماتے ہاں تو لکھتا۔ (احمد المصنفات ج ۱ ص ۱۰)

اور میرے خیال میں سب سے اچھی توجیہ یہ ہے کہ امام بخاری نے پہلے مسودہ تیار کیا جن میں ابواب اور ابواب سے مناسب احادیث جمع کیں۔ یہ مختلف بلاد میں تیار کیا پھر مسجد حرام میں حاضر ہو کر اس مسودہ میں جو احادیث تھیں ان کو مبیضہ کیا۔ ابواب کی جگہ خالی رکھی اور حرم نبوی میں حاضر ہو کر ترجمے کو اصل کتاب میں منتقل کیا۔ اس لئے کہ ترجمے کے بارے میں جو لفظ وارد ہے وہ یہ ہے۔

حول تراجم جامعہ بین قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و منبرہ و کان یصلی لكل ترجمۃ رکعتین (مقدمہ فتح الباری وغیرہ ص ۴۹۰)

اس کتاب کے تراجم ابواب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک اور منبر اقدس کے مابین منتقل کیا اور ہر ترجمے کے لئے دو رکعت نماز پڑھتے

حول کا ترجمہ سوائے منتقل ہونے کے اور کچھ نہیں بنتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ترجمے کا کوئی مسودہ پہلے سے تھا۔ اس سے تحویل کر کے لکھتے تھے۔ تحویل کی دوسری تعبیر یہی ہے کہ اس کو منتقل کرتے تھے جس کا حاصل یہ ہوا کہ تراجم پہلے سے لکھے تھے۔ مگر جس صحیفے میں بڑھاتے تھے اس میں تراجم کی جگہ خالی تھی تو لازم کہ پہلے احادیث بلا تراجم لکھی تھیں اور یہ روایت کہ اس کو تین مرتبہ لکھا اس سے مراد یہی ہے کہ پہلے ایک مسودہ تیار کیا جس میں ترجمۃ الباب اور اس سے متعلق احادیث تھیں۔ پھر مسجد حرام میں اسے صاف کیا اور ترجمہ باب کی جگہ چھوڑ دی اور حرم نبوی میں حاضر ہو کر مسودہ سے تراجم ابواب اصل کتاب میں اضافے کئے اور اس کے ساتھ پھر اس پر ایک تنقیحی نظر بھی ڈالی۔ واللہ اعلم عند اللہ تعالیٰ

کتاب کی تصنیف کے بعد امام بخاری نے اپنی یہ کتاب امام احمد بن حنبل یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی کو دکھائی۔ ان حضرات نے اس کی بہت تحسین کی جس سے امام بخاری کو طمانیت قلب حاصل ہوئی۔ محمد بن حاتم وراق نے کہا میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ آپ نے اپنی اس صحیح میں جتنی حدیثیں لکھی ہیں وہ سب آپ کو یاد ہیں؟ فرمایا: جامع صحیح کی کوئی حدیث مجھ سے چھپی نہیں اس لئے کہ میں نے اس کو تین بار لکھا ہے۔

بارگاہ رسالت میں اس کتاب کی مقبولیت:

صحیح بخاری کی معراج کمال یہ ہے کہ مصنف کی ذات کی طرح ان کی کتاب بھی محبوب رب العالمین کی بارگاہ میں مقبول ہوئی۔ ابو زید مروزی نے بیان کیا کہ ایک بار میں مطاف میں رکن کے مابین سویا ہوا تھا کہ میرا نصیبہ جاگا۔ سرکار ابد قرار مونس

ہر بے قرارت شریف لائے اور فرمایا: اے ابوزید! کب تک شافعی کی کتاب پڑھو گے؟ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا: محمد بن اسماعیل کی جامع۔

طرز:

امام بخاری کا اسلوب اس کتاب میں یہ ہے کہ وہ پہلے باب باندھتے ہیں کبھی کبھی باب کے مناسب ایک یا چند آیات ذکر کرتے ہیں۔ کبھی باب سے متعلق معلق احادیث اور اقوال سلف صحابہ یا ائمہ تابعین و تبع تابعین ذکر کرتے ہیں پھر اگر باب کی موید کوئی ایسی حدیث ہوتی ہے جو ان کی شرائط پر پوری ہو تو اسے مع سند کے ذکر کرتے ہیں۔ کبھی ایک کبھی متعدد کبھی مفصل کبھی مختصر کبھی پوری حدیث، کبھی حدیث کا کوئی جز، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی حدیث کے جز کو باب کا عنوان بناتے ہیں کبھی کسی آیت کو، اس سے یہ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے کہ یہ باب دلیل کا محتاج نہیں۔ کبھی کسی حدیث کے جز کو باب کا عنوان بنانے سے یہ افادہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث لائق حجت ہے۔ خواہ وہ ان کے ان شرائط پر ہو جن کا انہوں نے اس کتاب میں التزام کیا ہے۔ خواہ نہ ہو۔ کبھی باب کی تائید میں صرف قرآن مجید کی آیات ذکر کر کے چھوڑ دیتے ہیں کوئی حدیث معلق یا مسند نہیں ذکر کرتے۔ کہیں کہیں صرف ابواب کے عنوان قائم کر کے چھوڑ دیتے ہیں نہ کوئی آیت ذکر کی ہے نہ حدیث۔ کہیں کہیں ائمہ مذاہب پر بہت درست لہجے میں تعریفیں بھی کی ہیں۔ اکثر ایسا ہے کہ ایک ہی حدیث متعدد جگہ ذکر کرتے ہیں اس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ اس حدیث سے جتنے مسائل انہوں نے مستنبط کئے سب مذکور ہو جاتے ہیں۔ دوسرے تعدد طرق سے اس حدیث کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ ایک حدیث پر مختلف چند ابواب سے کبھی یہ بھی اشارہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے عموم پر ہے یا اس میں کوئی تخصیص ہے۔ یہ اپنے اطلاق پر ہے یا اس میں کوئی تقیید ہے۔ تخصیص اور تقیید ہے تو کیا ہے؟ کبھی مبہم معانی کی توضیح مقصود ہوتی ہے کبھی آیات قرآنیہ اور احادیث کے مشکل الفاظ کی تفسیر بھی کرتے جاتے ہیں۔

شرائط:

امام بخاری یا امام مسلم نے اپنی ان مخصوص شرائط کا ذکر نہیں کیا جن کا ان دونوں حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں التزام کیا ہے۔ صرف حدیث مفصل کے سلسلے میں مقدمہ مسلم سے یہ معلوم ہوا! ان دونوں بزرگوں میں یہ اختلاف ہے کہ امام بخاری معاشرت کے ساتھ ثبوت لقاء کی شرط ضروری قرار دیتے ہیں اور امام مسلم معاشرت کافی سمجھتے ہیں۔ امام مسلم نے لقاء کی شرط کے ضروری نہ ہونے پر بہت لمبی بحث کی ہے۔ جس کی بنیاد یہ ہے کہ گفتگو اس صورت خاص میں ہے کہ راوی ثقہ ہو مدلس نہ ہو اور لقاء کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ تلمیذ کا شیخ سے سماع ثابت ہو۔ صرف لقاء سے سماع لازم نہیں ہو سکتا ہے۔ ملاقات ہوئی ہو مگر سماع نہ ہو تو یہ شرط بلا ضرورت ہے۔ جب ہم نے مان لیا کہ یہ راوی ثقہ ہے مدلس نہیں اور یہ کہہ رہا ہے کہ فلاں سے روایت ہے تو یہی اس کا قول دلیل سماع ہے۔ خواہ دونوں کی ملاقات کا ثبوت ہو خواہ نہ ہو۔ پھر ملاقات کے ثبوت کی شرط سے کیا فائدہ۔ امام مسلم کی یہ بات بہت وزنی ہے اگرچہ یہ بات ظاہر ہے کہ اگر تلمیذ و شیخ میں لقاء بھی ثابت ہو تو اس سے قوت زیادہ مل جاتی ہے۔

بخاری کے مسلم پر تفوق کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

اس کے علاوہ اور کیا خصوصی شرائط ہیں؟ محدثین نے اس کی کھوج لگانے کی بہت کوشش کی مگر کوئی خاص شرط معلوم نہ ہو سکی۔ سوائے اس کے کہ دیگر محدثین نے حدیث کے صحیح ہونے کے لئے جن شرائط کا اعتبار کیا ہے اس پر مستزاد یہ ہے کہ امام بخاری زیادہ ایسے راویوں سے حدیث لیتے ہیں جو اپنے شیخ کے ساتھ بہت زیادہ رہا ہو اس کو یہ لوگ اپنی زبان میں کثیر الملازمت اور اس کے مقابل کو قلیل الملازمت بولتے ہیں اور کبھی جب کسی موضوع پر کثیر الملازمت تلامذہ کی روایت نہیں ملتی تو بدرجہ مجبوری قلیل الملازمت تلامذہ کی بھی احادیث لے لیتے ہیں مگر ایسا پہلے کی بہ نسبت کم ہے۔

قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا کہ امام بخاری کی یہ بھی شرط ہے کہ حدیث کی روایت میں کہیں دوراوی سے کم نہ ہوں حتیٰ کہ وہ دو صحابی سے مروی ہو۔ مگر یہ شرط بھی اکثری ہو سکتی ہے کلی نہیں۔ اس لئے کہ بخاری کی پہلی حدیث وانما الاعمال بالنیات، میں مسلسل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لے کر یحییٰ بن سعید تک صرف ایک ہی راوی ہیں۔ حضرت عمر کے بعد علقمہ اور ان کے بعد محمد بن ابراہیم اور ان کے بعد یحییٰ بن سعید ہیں۔ ہاں امام بخاری کی ایک خاص شرط کا ذکر ملتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں صرف اس سے حدیث لیتا ہوں جو ایمان قول کو بھی مانے اور عمل کو بھی۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۷۹)

تکرار احادیث:

امام بخاری نے اکثر احادیث کو ایک سے زیادہ جگہ ذکر کیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض احادیث کو سولہ سولہ جگہ ذکر کیا ہے۔ یہ حقیقت میں لفظاً تکرار ہے مگر معنوی اعتبار سے تکرار نہیں۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ تکرار کی دو صورتیں ہیں۔ سند میں تکرار ہو، متن میں تکرار ہو۔ سند کے لحاظ سے اگر دیکھیں تو شاید کوئی جگہ ایسی ہو جہاں امام بخاری نے ایک حدیث کو دو جگہ ایک ہی سند کے ساتھ ذکر کیا ہو۔ مجھے اب تک ایسی کوئی حدیث نہیں ملی ہمیشہ نئی سند نئے طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

- ۱- وہ حدیث دو یا دو سے زائد صحابہ سے مروی ہو تو اسے مکرر لاتے ہیں۔
- ۲- وہ حدیث دو یا دو سے زائد تابعین سے مروی ہو تو مکرر لاتے ہیں۔
- ۳- وہ حدیث ایک سے زائد تبع تابعین سے مروی ہے تو مکرر لاتے ہیں۔
- ۴- کبھی امام بخاری ایک حدیث کو ایک سے زائد اساتذہ سے سنی ہے تو مکرر لاتے ہیں۔
- ۵- کبھی امام بخاری کے استاذ الاستاذ ایک سے زائد ہیں تو مکرر لاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔

اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تعدد طرق سے حدیث قوی سے قوی تر ہو جاتی ہے اگر سلسلہ رواۃ میں صرف ایک ہی ایک افراد ہوں تو یہ حدیث محدثین کی اصطلاح میں غریب کہلاتی ہے اور جب وہ مختلف طرق سے مروی ہوگی تو غرابت سے نکل جاتی ہے۔ رہ گیا متن کا لفظی تکرار اس میں بھی متعدد فوائد ہیں۔ پہلا فائدہ مختلف ابواب پر استدلال، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ راوی کبھی ایک حدیث کو مختصر ذکر کرتا ہے۔ دوسرا مفصل، تو مفصل ذکر کر دینے سے حدیث کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کبھی

ایک راوی کسی لفظ سے بیان کرتا ہے دوسرا راوی دوسرے لفظ سے۔ دونوں کو ذکر کرنے سے ایک معنی مقصود کے تعین میں آسانی ہوتی ہے دوسرے روایت بالمعنی کے اپنے شرائط کے ساتھ جواز کا اشارہ ہو جاتا ہے۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کی تفسیر ہو جاتی ہے۔ پانچواں فائدہ کبھی ایک حدیث کو ایک راوی بطریق ارسال ذکر کرتا ہے۔ دوسرا بطریق اتصال، تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث مرسل نہیں متصل ہے۔ چھٹا فائدہ کبھی ایک راوی حدیث کو موقوف کر کے چھوڑ دیتا ہے۔ دوسرا اسے مرفوع روایت کرتا ہے تو تکرار سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث موقوف نہیں مرفوع ہے۔ ساتواں فائدہ یہ ہے کہ کبھی ایک حدیث کو ایک راوی عن فلاں کہہ کے معنعن روایت کرتا ہے۔ دوسرا حدثنا، خبرنا، سمعت کے صیغے سے جو سماع پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں اس سے حدیث معنعن میں جو تدریس کا ذرا سا شائبہ ہوتا تھا وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

سردست تکرار کے یہ بارہ فائدے حاضر ہیں۔ پانچ سند سے متعلق اور سات متن سے متعلق اگر قاری امعان نظر سے ان مکررات میں غور کرے گا تو اس کے علاوہ اور بہت سے فوائد نظر آئیں گے۔

تقطیع:

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کے مختلف اجزاء کو مختلف جگہ ذکر کیا جائے۔ خواہ مختلف ابواب میں خواہ ایک ہی باب میں تقطیع کا سبب کبھی یہ ہوتا ہے کہ حدیث کے مختلف اجزاء مختلف اسناد سے مروی ہیں۔ یہ صورت تقطیع ہے حقیقتاً تقطیع نہیں بلکہ حقیقت میں ایک ہی حدیث ہے ایک باب میں تقطیع کی یہی صورت ہوتی ہے۔ حدیث کی تقطیع جائز ہے یا نہیں؟ یہ محدثین متقدمین میں مختلف فیہ رہا۔ امام بخاری امام مالک اکثر اجلہ محدثین تقطیع کے جواز کے قائل بھی ہیں اور اس پر عامل بھی اور اب تو تقطیع حدیث کے جواز و عمل پر اجماع ہے۔

امام بخاری حدیث کی تقطیع وہیں کرتے ہیں جب حدیث چند احکام پر مشتمل ہو تو وہ حدیث کے ان اجزاء کو چند ابواب میں لاتے ہیں تاکہ کتاب بلا ضرورت طویل نہ ہو پھر ان کو متعدد جگہ متعدد سندوں سے ذکر کر کے اس کو تعدد طرق سے قوی بنا دیتے ہیں۔

کہیں کسی طویل حدیث میں مختلف مضامین یا احکام مذکور ہوئے ہیں جن میں ربط نہیں ہوتا۔ امام بخاری ان مختلف جملوں کو ان کے مناسب ابواب علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے جاتے ہیں۔ پھر کہیں کوئی باب قائم کر کے مکمل حدیث یکجا بیان کر دیتے ہیں۔

ابواب:

امام بخاری کا جو مذہب تھا اس کی کلیات پھر ان کلیات کی جزئیات کو انہوں نے ہزاروں ابواب کی شکل میں جمع کر دیا ہے۔ جن کو تراجم ابواب کہا جاتا ہے۔ ترجمہ باب پر وہ اپنی خداداد ذہانت و ذکاوت سے بعض جگہ ایسے ادق پیرائے میں استدلال کرتے ہیں کہ ذہین سے ذہین محقق و مدقق بھی انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔

اسی وجہ سے ابن خلدون نے کہا کہ بخاری کے تراجم ابواب سے احادیث کی مطابقت اُمت پر قرض ہے اسی قرض کو علامہ

ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین محمود عینی نے ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور ایک حد تک ادا بھی کر دیا مگر اب بھی بہت سا قرض اُمت پر باقی ہے اور اندازہ یہی ہے کہ وہ قیامت تک باقی رہے گا۔

ان دونوں شارحین نے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مطابقت پیدا کرنے کے وقت یہ امور سامنے رکھے ہیں،
۱- مثلاً یہ ضروری نہیں کہ حدیث کی دلالت باب پر مطابقت ہو، تضمنی بھی ہو سکتی ہے۔ التزامی بھی، جن کو فقہاء کی زبان میں یوں کہتے حدیث سے ترجمہ باب کا ثبوت کبھی عبارة النص سے ہوتا ہے کبھی دلالت النص سے کبھی اشارة النص کبھی اقتضاء النص سے۔

۲- کبھی امام بخاری کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں عموم ہے مگر حقیقت میں وہ مخصوص ہے۔ حدیث میں اطلاق ہے مگر وہ حقیقت میں مقید ہے۔

۳- کبھی معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے ترجمہ الباب سے وہ اس کا افادہ کرتے ہیں۔

۴- کبھی دو مختلف احکام کی علت مشترک ہوتی ہے مگر اس علت میں کوئی ابہام ہوتا ہے۔ کسی حدیث میں اس ابہام کی تشریح ہوتی ہے۔ امام بخاری باب میں ایک حکم ذکر کرتے ہیں اور پھر اس کے تحت وہ حدیث ذکر کرتے ہیں جس میں اس ابہام کی تشریح ہے۔ مثلاً باب باندھا

فی کم تقصر الصلوة کتنی مسافت کے سفر پر نماز میں قصر ہے۔

اور اس کے تحت حدیث یہ لائے۔

لا تسافر المرأة ثلاثة ايام الا مع ذي محرم کوئی عورت تین دن کی مسافت پر بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔
دونوں میں کوئی مطابقت نہیں لیکن دونوں کی علت ”سفر شرعی“ ہے۔ سفر شرعی کی کیا مقدار ہے یہ نامعلوم ہے۔ حدیث میں اس ابہام کی یہ تشریح ہے کہ تین دن کی مسافت پر عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ”سفر شرعی کی مقدار“ تین دن ہے۔ ۵- کبھی حدیث میں مختلف معانی کا احتمال ہوتا ہے۔ ترجمہ سے کسی ایک معنی کو معین کرنا مقصود ہوتا ہے۔ ۶- کبھی بظاہر مختلف المعانی احادیث میں ترجمے سے تطبیق کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔

علامہ عسقلانی اور علامہ عینی کی ہزار کدو کاوش کے باوجود کتنے ابواب ایسے ہیں جن میں مذکور احادیث کی ابواب سے مطابقت نہیں ہو سکی۔

تعداد احادیث:

احادیث نبوی خصوصاً بخاری کے ساتھ اُمت کو کتنا شغف تھا اس کا اندازہ اس سے کریں کہ کتب احادیث میں مندرج احادیث کی گنتی بھی کر ڈالی۔ حتیٰ کہ کس صحابی سے کتنی احادیث مروی ہیں ان کو بھی شمار کر لیا ہے۔ بخاری میں کتنی احادیث ہیں اس سلسلے میں شمار کرنے والے مختلف ہیں۔ حافظ ابن صلاح نے بتلایا: صحیح بخاری میں کل احادیث سات ہزار دو سو پچتر ہیں اور

حذف مکررات کے بعد چار ہزار۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کے شمار کے مطابق کل احادیث مسندہ مع مکررات سات ہزار تین سو ستانوے ہیں اور تعلقات ”ایک ہزار تین سو اکتالیس“ اور متابعات کی تعداد تین سو چوالیس، اس طرح بخاری کی کل احادیث مسندہ، تعلقات متابعات ملا کر نو ہزار بیاسی ہیں۔ اگر مکررات کو نکال دیں تو مرفوع احادیث کی تعداد دو ہزار چھ سو تیس ہے۔

بخاری میں باعتبار سند سب سے اعلیٰ وہ احادیث ہیں جو ثلاثیات کہلاتی ہیں جن کی سند میں امام بخاری اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک بیچ میں صرف تین راوی ہیں۔ ان کی کل تعداد بائیس ہے اور حذف مکررات کے بعد سولہ، ان ثلاثیات میں بیس ثلاثیات وہ ہیں جو امام بخاری نے اپنے حنفی شیوخ سے لی ہیں۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ یہ بائیس ثلاثیات امام بخاری کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔ مگر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی عام مرویات ثلاثیات ہیں۔
زندہ کرامت:

علامہ احمد خطیب قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کے مقدمہ میں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اشعة اللمعات کے مقدمہ میں اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں بعض عارفین کا قول نقل فرمایا ہے کہ استجابت دعا حل مشکلات قضاء حاجات کے لئے بخاری کا ختم بارہا کا آزمودہ ہے۔ بخاری شریف جس کشتی میں ہوگی وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گی اور حافظ عماد الدین ابن کثیر نے کہا: اگر قحط کے وقت پڑھی جائے تو بارش ہوگی۔ یہ سب اس لئے ہے کہ امام بخاری مستجاب الدعوات تھے اور انہوں نے اس کے پڑھنے والے کے لئے دعا کی ہے۔
اختلاف نسخ:

بخاری شریف کے نسخے آپس میں بہت مختلف ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ عبدالرزاق بخاری نے کہا: میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ آپ نے جتنی حدیثیں اپنی تصنیفات میں لکھی ہیں وہ سب آپ کو یاد ہیں تو انہوں نے فرمایا: ان میں کوئی حدیث مجھ پر مخفی نہیں اس لئے کہ میں نے اپنی ہر کتاب کو تین مرتبہ لکھا ہے اور ہر مصنف جانتا ہے کہ کتاب پر جتنی بار نظر ڈالی جائے گی اتنا ہی اس میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے۔ پھر نقل در نقل میں تفاوت ہو جانا لابدی امر ہے۔ حافظ ابواسحاق ابراہیم بن احمد مستملی نے کہا: میں نے بخاری کو اس کی اصل سے جو محمد بن یوسف فربری کے پاس تھی نقل کیا ہے۔ میں نے اصل میں جگہ جگہ بیاض دیکھی۔ مثلاً ترجمہ باب ہے مگر اس کے تحت کچھ نہیں کہیں حدیث ہے مگر ترجمہ نہیں میں نے سب کو ملا کر لکھ دیا ہے۔
بخاری شریف کی شروح:

بخاری شریف کی مقبولیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ حدیث کی کتابوں میں جتنی شرحیں اس کی ہوئیں کسی کی نہیں ہوئیں۔ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے ۱۰۱۲ ہجری تک پچاس شرحوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ عربی کے علاوہ فارسی، اردو کی شرحوں کو ملا لیا جائے تو ان کی تعداد سو تک پہنچ جائے گی۔ ان پچاس شرحوں میں اللہ

عزوجل نے دو شرحوں کو سب سے زیادہ مقبولیت عطا فرمائی۔ ایک فتح الباری، دوسری عمدۃ القاری جو عینی کے نام سے مشہور ہے۔ (انہی دو شرح کے بارے میں تفصیلاً کچھ لکھا جاتا ہے)

فتح الباری:

یہ سند الحفاظ علامہ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ہجری کی ہے۔ یہ شعبان ۷۷۲ ہجری میں مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں اواخر ذوالحجہ ۸۵۲ھ میں وصال فرمایا۔ وہیں دیلمی کے بغل میں دفن ہیں۔ انہوں نے اگرچہ مختلف دیار کے علماء سے تحصیل علم فرمایا۔ مگر ان کے خاص اساتذہ حافظ زین الدین عراقی اور حافظ سراج الدین بلقینی وغیرہ ہیں۔ ان کی مختلف علوم و فنون پر ڈیڑھ سو سے زائد تصنیفات ہیں۔ یہ بیس سال تک مصر کے قاضی القضاۃ رہے۔ انہوں نے بخاری کی شرح ۸۱۷ ہجری میں لکھنی شروع کی اور ۸۴۲ ہجری میں اس کو مکمل کیا جیسا کہ خود انتقاض الاعتراض میں لکھا ہے۔ یہ شرح سترہ جلدوں میں ہے مگر اب اس کی جلدوں کی گنتی کم کر دی گئی ہے۔ سند الحفاظ نے اس شرح میں اپنے علم کے وہ جوہر دکھائے ہیں جن سے دنیا روشن ہے اور روشن رہے گی۔ انہوں نے بخاری کی شرح کا حق ادا کر دیا مشکل الفاظ کی تفسیر مغلق مقامات کی تسہیل، متعارض احادیث کی تطبیق، تراجم ابواب میں جو دقیق معانی ہیں ان کی تبیین، رجال بخاری کی جرح و تعدیل، بخاری پر وارد ہونے والے اعتراضات کی تردید، ترجمہ باب و حدیث میں تطبیق، مسائل کا استنباط، احادیث مختصرہ کی تکمیل، اسماء مبہمہ کی تفسیر، لغات کا حل، اسمائے رجال کی تنقید، عقائد و احکام کی تفصیل اور سب پر محققانہ بحث و تمحیص وہ کون سی اہم بات ہے جو حدیث کی شرح کے لئے ضروری ہے اور وہ اس شرح میں نہیں۔ اس لئے عام طور پر ان کی شرح کو تمام شرح پر برتری دی جاتی ہے ان سب خوبیوں کے باوجود گزشتہ تمام شرحوں کا عطر تحقیق بھی ہے۔ اس شرح میں کیا کیا ہے وہ شرح دیکھنے ہی کے بعد معلوم ہوگا۔

عمدۃ القاری:

یہ علامہ ابن حجر کے معاصر علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ عینی کی شرح ہے۔ ان کے والد قاضی شہاب الدین احمد بن قاضی شرف الدین موسیٰ بن احمد حلب کے باشندے تھے۔ وہاں سے ترک وطن کر کے (عین ناب) آگئے تھے۔ یہ حلب سے تین منزل کی دوری پر ہے۔ یہاں کی قضاء ان کے سپرد ہوئی۔ یہیں علامہ عینی سترہ رمضان ۷۶۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کو عینی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی حافظ زین الدین عراقی اور حافظ سراج الدین بلقینی کے تلمیذ ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر وقت کے سربراہ اور وہ علماء سے بھی تلمذ کا ان کو شرف حاصل ہوا۔ مصر کے شیخ المذہب سراج قاری الہدایہ کے بھی تلمیذ ہیں۔ ۷۸۸ ہجری میں بیت المقدس گئے وہاں ان کی ملاقات اس وقت کے بہت ممتاز عالم علماء الدین علی بن احمد بن محمد سبرامی سے ہوئی۔ پھر انہیں کے ہو کر رہ گئے۔ انہیں کے ساتھ مصر مدرسہ برتوقیہ میں آئے۔ مدت العمر مصر ہی میں رہے۔ وہیں سہ شنبہ کی رات میں چار ذوالحجہ ۸۶۶ ہجری کو علامہ ابن حجر کے تین سال بعد وصال ہوا۔ جب ان کے استاذ شیخ المذہب سراج قاری الہدایہ کا وصال ہو گیا تو ۸۲۹ ہجری کی ربیع الآخر میں یہ مصر کے قاضی القضاۃ بغیر کسی طلب اور خواہش کے مقرر

ہوئے۔ علاوہ اس منصب جلیل کے دوسرے مناصب عالیہ پر بھی مدت دراز تک فائز رہے۔ ۸۵۲ ہجری میں تمام مناصب سے الگ ہو کر جامعہ ازہر کے قریب محلہ کناسہ میں اپنا ذاتی مدرسہ قائم کر لیا۔ جس پر اپنی تمام کتابیں وقف کر دی تھیں۔ علامہ ابن حجر کی طرح یہ بھی جملہ علوم و فنون میں یگانہ دیکتا تھے۔ ان دونوں میں معاصرانہ نوک جھونک بھی رہتی تھی۔ جامعہ مؤید یہ کا ایک منارہ خستہ ہو کر ایک جانب جھک گیا تھا۔ اس کی جدید تعمیر کے لئے اسے گرا دیا گیا۔ اس وقت علامہ عینی جامعہ مؤید یہ میں شیخ الحدیث تھے۔ اس کے برج شمالی پر درس دیا کرتے تھے۔ اس پر علامہ ابن حجر نے یہ دو شعر چست کر دیا۔

لجامع مولانا البوید رونق منارتہ تزہو بالحسن وبالزین

تقول وقد مال علیہم تبیلوا فلیس علی حسنی اضر من العین

جامعہ مؤید یہ بڑا بارونق ہے۔ اس کا منارہ حسن و جمال میں یکتا ہے۔ گرتے وقت کہہ رہا تھا مجھے گرنے دو میرے حسن کے لئے نظر بد سے زیادہ کوئی چیز مضر نہیں۔ نظر کو عربی میں ”عین“ کہتے ہیں۔ اس سے علامہ عینی پر چوٹ تھی۔ علامہ عینی نے جب یہ اشعار سنے تو علامہ ابن حجر کو یہ جواب بھیجا۔

وہدمہا بقضاء اللہ والقدر

منارة كعروس الحسن قد حليت

ماافة الہدم الاخسة الحجر

قالوا اصببت بعین قلت ذا غلط

منارہ دلہن کی طرح سجا ہوا تھا اور اس کا گرنا قضاء و قدر کی وجہ سے ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اسے نظر لگ گئی ہے میں نے کہا یہ غلط ہے بلکہ یہ حجر (پتھر) کی خست یعنی شکستگی کی وجہ سے گرا۔

علامہ ابن حجر اور علامہ عینی دونوں نے ایک ہی زمانے میں دو چار سال آگے پیچھے بخاری کی شرحیں لکھی ہیں۔ علامہ عینی نے یہ کام ۸۲۱ ہجری میں شروع کیا اور ۸۲۷ ہجری میں انتیس سال میں مکمل فرمایا اور علامہ ابن حجر نے ۸۱۷ ہجری میں شروع فرمایا اور ۸۲۲ ہجری میں پچیس سال کے اندر مکمل کیا۔

علامہ ابن حجر کا طریقہ یہ تھا کہ ہفتے میں ایک دن سنیچر کو اپنے تمام تلامذہ کو اکٹھا کرتے ہفتے بھر کا لکھا ہوا برہان بن اخضر کو دیتے۔ وہ سب کو سناتے مسودہ سے مقابلہ ہوتا لکھے ہوئے پر بحث ہوتی پھر لوگ اس کی نقلیں کر لیتے۔ اس طرح ان کی یہ شرح تکمیل سے پہلے ہی پھیل گئی۔ انہیں برہان بن اخضر سے علامہ عینی علامہ ابن حجر کی شرح عاریتاً لے کر دیکھ لیا کرتے تھے اور اپنی شرح میں جا بجا علامہ ابن حجر پر تعقب بھی کیا ہے۔ چونکہ یہ دونوں وسعت علم و جودت ذہن میں ایک دوسرے کے مثل تھے اس لئے دونوں کے مضامین میں کہیں کہیں توارد ہے۔ اس کو یا ر لوگوں نے یہ رنگ دیدیا کہ علامہ عینی نے علامہ ابن حجر کی شرح سے مضامین نقل کر کے اپنی شرح میں اضافہ کیا ہے۔ اس سے یہ لوگ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ علامہ عینی میں اتنی استعداد نہیں تھی کہ بخاری کی شرح لکھتے لہذا علامہ ابن حجر کی شرح سے نقل اتاری ہے۔ جہاں جہاں توارد ہے وہاں تو یہ بات کہنے کی ایک گنجائش ہے۔ مگر علامہ عینی نے علامہ ابن حجر پر جو تعقبات کئے ہیں وہ کہاں سے لائے۔ پھر جو مضامین انہوں نے اضافہ فرمائے وہ کہاں

سے ان کو ملے؟

اس سلسلے میں ایک یہ بھی روایت ہے کہ کسی نے علامہ ابن حجر سے کہا: علامہ عینی کی شرح آپ کی شرح پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں معانی و بیان، بدیع و غیرہ زائد ہیں۔ اس کے جواب میں علامہ ابن حجر نے فرمایا: یہ علامہ عینی نے شیخ رکن الدین کی شرح سے نقل کیا ہے۔ یہ شرح مجھے ملی تھی مگر ناتمام تھی اس لئے میں نے اس کے پورے حصے کو کہیں نہیں لیا تھوڑا تھوڑا کہیں سے لے لیا ہے۔ (الضوء اللامع ج ۱ ص ۱۳۲)

اس سے بھی یہ لوگ یہی باور کرانا چاہتے ہیں کہ علامہ عینی نے صرف نقل ہی کی ہے لیکن یہاں دو سوال ہیں ایک یہ کہ کیا علامہ ابن حجر کی تمام باتیں طبع زاد ہیں، کیا انہوں نے پچھلی شرحوں سے مضامین نہیں نقل کئے ہیں۔ اگر نقل کئے ہیں اور ضرور نقل کئے ہیں تو پھر علامہ عینی کے بارے میں بھی یہی رائے کیوں نہیں قائم کی جاتی۔ ورنہ بات صاف ہے کہ اسلاف کی تصنیفات سے دونوں نے مضامین نقل کئے ہیں۔ اگر علامہ ابن حجر کو نقل کا حق ہے تو علامہ عینی کو بھی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کیا دو اشخاص پر ایک ہی موضوع پر ایک ہی معنی کا تو اور نہیں ہوتا؟ اگر ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے تو پھر جو خاص معانی علامہ ابن حجر کے ذہن میں آئے وہ علامہ عینی کے ذہن میں کیوں نہیں آ سکتے اس کی کیا وجہ ہے؟۔ ارباب علم و دانش جانتے ہیں کہ اکثر کسی خاص موضوع پر بحث کے وقت ایک ہی نکتہ بہت سے لوگوں کے ذہن میں آ جایا کرتا ہے۔ پھر وہی عرض کرتا ہوں کہ اگر عینی میں صرف وہی مضامین ہوتے جو فتح الباری میں ہیں اور اس پر اضافہ نہ ہوتا وہ بھی ہزاروں، تو اس کی گنجائش تھی کہ ان لوگوں کی بات مان لی جاتی۔ مگر جب عینی میں فتح الباری کے مضامین کے علاوہ اور بہت سے ان مضامین کا اضافہ ہے جو فتح الباری میں نہیں تو اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

کسی نے فتح الباری سے متاثر ہو کر یہ کہا: لا ہجرۃ بعد الفتح، اگر یہ بزرگ مجھے ملتے تو عرض کرتا، حضرت بعد الفتح ہے، مع الفتح نہیں۔ جو شخص انصاف و دیانت سے دونوں شرحوں کا مطالعہ کرے گا اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جو کچھ فتح الباری میں ہے وہ سب عینی میں ہے اور مزید عینی میں وہ فوائد و نکات و اباحت ہیں جن سے فتح الباری خالی ہے۔

طرز تصنیف:

علامہ عینی کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے باب کی توضیح کرتے ہیں، پچھلے باب سے مناسبت بیان کرتے ہیں، پھر باب باندھنے کا جو مقصد ہوتا ہے اس کو بیان کرتے ہیں باب کی تائید میں جو آیت یا تعلیق ہوتی ہے اس کی توضیح کرتے ہیں تعلیق کی سند بیان کرتے ہیں، پھر حدیث کا پورا متن مع سند بیان کرتے ہیں اس کے بعد راویوں کے احوال کو ضروری تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اگر راویوں کے نسب میں خفا ہوتا ہے تو اس کو واضح کرتے ہیں۔ پھر سند کے اندر جو رموز و نکات ہوتے ہیں ان کو بیان کرتے ہیں۔ یہ حدیث بخاری میں کتنی جگہ ہے اس کو اور یہ کہ صحاح ستہ میں سے کس کس کتاب میں ہے اسے بھی ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے بعد مشکل لغات کو حل کرتے ہیں۔ پھر خاص خاص جملوں کی نحوی ترکیب لکھتے ہیں۔ اس کے بعد معانی و بیان و

بدیع کے نکات بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد حدیث پر مفصل بحث کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہونے والے مضامین کو واضح کر کے اس سلسلے میں جتنے اقوال ہوتے ہیں سب کو ان کے دلائل کے ساتھ بیان کر کے جو مذہب ان کے نزدیک حق ہوتا ہے اسے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ اس کے بعد حدیث سے مستخرج مسائل کی فہرست پیش کرتے ہیں پھر حدیث کے مضمون پر وارد ہونے والے سوالوں کو ذکر کر کے ان کے تسلی بخش جوابات دیتے ہیں حدیث میں مذکور اسماء و اماکن کی توضیح کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ حدیث کی باب سے مطابقت اور متعارض احادیث میں تطبیق کو بھی واضح کرتے ہیں۔ پہلی بار جب کوئی حدیث آتی ہے تو وہیں اس پر سیر حاصل بحث کر دیتے ہیں اور جب وہ دوبارہ یا سہ بارہ آتی ہے تو باب کے مناسب ضروری بات پر اختصار کرتے ہیں۔

علامہ ابن حجر کی عادت یہ ہے کہ جو حدیث جس باب کے تحت مذکور ہوتی ہے اس کے مناسب گفتگو کر کے آئندہ کا حوالہ دے دیتے ہیں۔ ایسا بھی ہو گیا ہے کہ پھر آئندہ ان کو یاد نہ رہا اور بات رہ گئی۔

عمدة القاری کی یہی وہ خوبیاں ہیں کہ جب عمدة القاری مکمل ہو کر منظر عام پر آئی تو علامہ ابن حجر اور ان کے تلامذہ حیران ہو کر رہ گئے۔ علامہ ابن حجر کے تلامذہ ان کی طرف سے معذرت کرنے لگے اور علامہ عینی پر کچھڑا چھالنے کی کوشش کی۔ اسی کا شاخسانہ برہان بن اخضر والا قصہ بھی ہے۔

علامہ عینی نے علامہ ابن حجر پر جو اعتراضات کئے تھے ان کے جوابات دینے کی انہوں نے کوشش کی پانچ سال تک زندہ ہے۔ مگر وہ علامہ عینی کے اعتراضات کا جواب نہ دے سکے۔ کچھ اعتراضات کے جوابات لکھے وہ بھی ناتمام رہے اور جو لکھا وہ جواب ہوا کہ نہیں؟ اس بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بخاری کی یہ دونوں شرحیں حقیقی معنوں میں بہت کامل، بہت جامع اور بہت مفید ہیں۔ ان دونوں کی نظیر نہ پہلے کی کوئی شرح ہے نہ بعد کی۔ مگر بوجہ کثیرہ علامہ عینی کی شرح فتح الباری سے بڑھی ہوئی ہے۔

علامہ ابن خلدون نے کہا تھا کہ بخاری کی شرح اُمت پر قرض ہے۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کہا کہ اس قرض کو ان دونوں شرحوں نے چکا دیا۔

یہ دوسری بات ہے کہ جتنی شہرت فتح الباری کی ہے وہ عینی کو نہیں حاصل ہوئی اس کا سبب خاص یہ ہے کہ فتح الباری عمدة القاری کی بہ نسبت مختصر ہے۔ اس کی نقل و قرأت دونوں بہ نسبت عمدة القاری کے آسان ہے۔ اس لئے جو تلامذہ اول فتح الباری کا ہوا وہ عینی کا نہ ہو سکا۔

علاوہ ازیں علامہ شہاب الدین احمد بن محمد خطیب قسطلانی مصری کی حامل الممتن شرح ارشاد الساری ہے۔ اس شرح کا اصل مآخذ عمدة القاری اور فتح الباری ہے اس میں خاص بات یہ ہے کہ مشکل الفاظ جتنی بار بھی آئے ہیں ہر بار ان کی شرح کرتے ہیں۔ تیسیر القاری حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے شیخ نورالحق کی ہے جو کہ فارسی زبان میں ہے۔

بشیر القاری صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی کی ہے اگرچہ باب بدء الوحی تک ہے مگر تحقیق سے اتنی بھر پور ہے کہ دیکھ کر کہنا پڑتا ہے تَرَكَ الْاَوَّلُونَ لِلاٰخِرِينَ پھر تفہیم البخاری علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمۃ کی فیوض الباری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ کی شروح بھی قابل ذکر ہیں۔ (صاحب نزہۃ القاری فرماتے ہیں) ہم نے چونکہ (نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری میں) انہی شروح سے استفادہ کیا ہے اس لیے صرف انہی کا ذکر کر دیا ہے۔

غیر مقلدین کی بخاری سے عداوت

چند تسامحات تو واقعی (بتقاضائے بشریت اور) بر بناء تحقیق امام بخاری علیہ الرحمۃ سے ہوئے لیکن اگر غیر مقلدین کو دیکھا جائے تو پھر آدھی بخاری صاف ہو جاتی ہے۔ غیر مقلدین کے شیخ الکمل میاں نذیر حسین دہلوی نے جمع بین الصلوٰتین کے عدم جواز پر احناف کی متدل احادیث پر جو تنقیدیں کی ہیں اس کو سامنے رکھ کر اگر بخاری کو پرکھا جائے تو پھر بخاری کا خدا حافظ..... ہم یہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے رسالہ حازم البحرین الواقی عن جمع الصلوٰتین کا تھوڑا سا اقتباس پیش کرتے ہیں، پہلے شیخ الکمل صاحب کی ایک لن ترانی گوش گزار کر لیں۔ معیار حق میں فرمایا:

مؤلف نے دلائل میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جن کی طرف ہم کو کچھ التفات نہیں یعنی ایک روایت ابوداؤد جس کے راوی میں ضعف تھا۔ ایک روایت معجم طبرانی ایک روایت اربعین حاکم نقل کر کے ان پر طعن کر دیا اور جو روایتیں صحیحہ متداولہ تھیں وہ نقل کر کے ان کا جواب نہیں دیا یہ کیا دینداری ہے؟ اور کیا مراغی کہ بخاری و مسلم چھوڑ کر اربعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور ان سے دور روایتیں ضعیف نقل کر کے ان کا جواب دیا۔

چونکہ میاں صاحب مردانگی دیکھنا چاہتے تھے اس لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی مردانگی کا تھوڑا سا نمونہ دکھایا ہے۔ جو یہ ہے:

قسط اوّل:

ابوداؤد میں یہ حدیث ہے:

حدثنا محمد بن عبيد المحاربي حدثنا محمد بن فضيل عن ابيه عن نافع و عبد الله بن واقد ان موزن ابن عمر قال الصلوة قال سرحتي اذا كان قبل غيوب الشفق نزل فصلى المغرب ثم انتظر حتى غاب الشفق فصلى العشاء ثم قال ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان اذا عجل به امر صنع مثل الذي صنعت فسا رني ذلك اليوم واللييلة سيرة ثلث نافع اور عبد الله بن واقد فرماتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے موزن نے نماز کا تقاضا کیا، فرمایا: چلو چلتے رہے، شفق ڈوبنے سے پہلے اتر کر مغرب پڑھی پھر انتظار فرمایا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس وقت عشاء پڑھی پھر فرمایا: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے جیسا میں نے کیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس

رات دن میں تین دن کی مسافت قطع کی۔

شیخ الکلبی صاحب نے اس حدیث پر یہ اعتراض فرمایا: اس میں محمد بن فضیل ہے یہ ضعیف ہے کیونکہ یہ منسوب بر فض ہے اس پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اولاً یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل بخاری و مسلم کے رجال سے ہیں۔

ثانیاً امام ابن معین جیسے شخص نے ابن فضیل کو ثقہ، امام احمد نے حسن الحدیث کہا امام نسائی نے لا باس بہ کہا امام احمد نے اس سے روایت کی اور وہ جسے ثقہ نہیں جانتے اس سے روایت نہیں فرماتے۔ میزان میں اصلاً کوئی جرح مفسر ان کے حق میں ذکر نہ کی۔

ثالثاً یہ بکف چراغے قابل تماشا کہ ابن فضیل کے منسوب بر فض ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں عبارت تقریب ”رہمی بالتشیع“ ذکر کی۔ ملا جی کو بایں سالخوری و دعویٰ محدثی آج تک اتنی خبر نہیں کہ محاورات سلف و اصطلاح محدثین میں تشیع اور رفض میں کتنا فرق ہے۔ میزان میں امام حاکم کے بارے میں یہ قول نقل کر کے کہ کسی نے ان کو رافضی کہا تھا لکھا:

ما الرجل برافضی بل شیعہ فقط یہ رافضی نہیں صرف شیعہ ہے

ہاں زبان متاخرین میں، شیعہ روافض کو کہتے ہیں بلکہ آج کل کے بے ہودہ مہذبین روافض کو رافضی کہنا خلاف تہذیب جانتے اور انہیں شیعہ ہی کے لقب سے یاد کرنا ضروری مانتے ہیں۔ خود ملا جی کے خیال میں اپنی ملائی کے باعث یہی تازہ محاورہ تھا یا عوام کو دھوکہ دینے کے لئے متشیع کو رافضی بنایا۔ حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حسن عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان پر افضل جانتا، شیعہ کہا جاتا بلکہ جو صرف امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تفصیل دیتا اسے بھی شیعہ کہتے۔ حالانکہ یہ مسلک بعض علماء اہلسنت کا تھا۔ اسی بناء پر متعدد ائمہ کوفہ کو شیعہ کہا گیا۔ بلکہ کبھی محض غلبہ محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شیعہ سے تعبیر کرتے۔ حالانکہ یہ محض سنیت ہے۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں خود انہیں محمد بن فضیل کی نسبت تصریح کی کہ ان کا تشیع صرف موالات تھا لکھتے ہیں:

محمد بن فضیل بن غزوان المحدث الحافظ کان من علماء هذا الشأن وثقه یحییٰ بن

معین وقال احمد حسن الحدیث شیعہ قلت کان مبتوالیا فقط

محمد بن فضیل بن غزوان محدث حافظ اور اس صف کے علماء میں سے تھے کہ یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ کہا، احمد نے کہا حسن الحدیث شیعہ ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ صرف اہل بیت سے محبت کرنے والے تھے۔

رابعاً ذرا، رواۃ صحیحین دیکھ کر شیعہ کو رافضی بنا کر تضعیف کی ہوتی کیا بخاری و مسلم سے بھی ہاتھ دھونا ہے۔ ان کے رواۃ میں تمس سے زائد ایسے لوگ ہیں جنہیں اصطلاح قدما پر بلفظ تشیع ذکر کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تدریب میں حاکم سے نقل کیا۔

کتاب مسلم ملان من الشیعۃ مسلم کی کتاب شیعہ سے بھری پڑی ہے

دور کیوں جائے خود یہی ابن فضیل کہ واقع میں شیعہ صرف بمعنی محب اہل بیت کرام اور آپ کے زعم میں معاذ اللہ رافضی صحیحین کے راوی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۹۶-۲۹۷)

قسط ثانی:

اس پہلی قسط میں شیخ الکل صاحب نے بخاری و مسلم کے تیس رواۃ پر ہاتھ صاف کر دیا جن میں سترہ بخاری کے ہیں۔ احناف کی موید ایک اور حدیث ہے جسے نسائی اور امام طحاوی نے روایت کیا۔ اس کی سند یہ ہے۔

حدثنا ربیع المودن قال حدثنا بشر بن بکر قال حدثني بن جابر قال حدثني نافع قال خرجت، الحديث

نافع نے کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ایک زمین کو تشریف لے جاتے تھے کسی نے آکر کہا! آپ کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید، اخت حجاج اپنے حال میں مشغول ہیں۔ شاید ہی آپ انہیں زندہ پائیں۔ یہ سن کر بہت تیز چلنے لگے اور ان کے ساتھ ایک مرد قریشی تھا۔ سورج ڈوب گیا اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی میں نے ہمیشہ ان کی عادت یہ پائی تھی کہ نماز کی پابندی فرماتے۔ جب انہوں نے دیر کی تو میں نے ان سے کہا نماز، خدا آپ پر رحم فرمائے۔ میری طرف پھر کے دیکھا اور آگے روانہ ہو گئے۔ جب شفق کا اخیر حصہ رہا تر کر مغرب پڑھی پھر عشاء کی تکبیر اس وقت کہی گئی جب شفق ڈوب چکی تو اس وقت عشاء پڑھی۔ پھر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے۔

اس حدیث پر طعن کرتے ہوئے شیخ الکل صاحب نے بشر بن بکر کے بارے میں لکھا۔

”کہ وہ غریب الحدیث ہے ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف

قالہ الحافظ فی التقریب“

اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تنقید سنئے۔

اولاً: ذرا شرم کی ہوتی کہ یہ بشر بن بکر، رجال بخاری سے ہیں۔ صحیح حدیثیں رد کرنے بیٹھے تو اب بخاری بھی بالائے

طاق۔

ثانیاً: اس صریح خیانت کو دیکھئے کہ تقریب میں صاف صاف بشر کو ثقہ فرمایا تھا اسے ہضم کر گئے۔

ثالثاً: محدث جی تقریب میں ”ثقة یغرب“ ہے کسی ذی علم سے سیکھو کہ فلاں یغرب اور فلاں غریب الحدیث میں کتنا فرق

ہے؟

رابعاً: اغراب کی یہ تفسیر کہ ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف، محدث جی غریب اور منکر کا فرق کسی طالب علم سے

پڑھو۔

خامساً: باوصف ثقہ ہونے کے مجرد اغراب، باعث رد ہو تو صحیحین سے ہاتھ دھو لیجئے۔ یہ اپنی مبلغ علم تقریب ہی دیکھئے کہ

بخاری و مسلم کے رجال میں کتنوں کی نسبت یہی لفظ کہا ہے۔ دور مت جائیے یہ بشر خود رجال بخاری سے ہیں۔
سادساً: ذرا میزان تو دیکھئے لکھا ہے۔ اہا بشر بن بکر التیسی فصدوق ثقة لاطعن فیہ کیوں شرمائے تو نہ ہو گے
ایسی ہی اندھیریاں ڈال کر جاہلوں کو بہکا دیا کرتے ہو کہ حنفیہ کی احادیث ضعیف ہیں۔ حاشیے میں گیارہ صحیحین کے ایسے رواۃ کی
نشاندہی کی ہے جن میں چھ بخاری کے ہیں اگر پورا تتبع کیا جائے تو اور نکلے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۹۸-۳۹۹)
قسط ثالث:

نسائی میں حضرت جابر سے مروی ایک حدیث ہے اس کی سند یہ ہے، اخبرنا محمود بن خالد ثنا الولید ثنا ابن
جابر ثنی نافع قال خرجت، پھر آگے وہی مضمون ہے جو سابقہ احادیث میں گزر چکا۔ اس پر شیخ الکمل صاحب نے یہ جڑ دیا
کہ اس میں ولید بن قاسم ہے روایت میں اس سے خطا ہوتی تھی کہا تقریب میں صدوق یخطی۔
اب اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

اولاً: مسلمانو! اس تحریف شدید کو دیکھنا، اسناد نسائی میں یہاں ولید غیر منسوب تھا ملا جی کو چالاکی کا موقع ملا کہ تقریب میں
اسی طبقہ کا ایک شخص رواۃ نسائی سے کہ نام اس کا ”ولید“ اور قدرے متکم فیہ ہے چھانٹ کر اپنے دل سے ولید بن قاسم تلاش لیا
حالانکہ یہ ولید بن قاسم نہیں ولید بن مسلم ہیں۔ رجال صحیح مسلم وائمه ثقافت و حفاظ اعلام سے ہیں۔

ثانیاً: بغرض غلط ابن قاسم ہی سہی پھر وہ بھی کب مستحق رد ہیں۔ ابام احمد نے ان کی توثیق فرمائی۔ ان سے روایت کی۔
محدثین کو حکم دیا کہ ان سے حدیث سیکھو۔ ابن عدی نے کہا جب کسی ثقہ سے روایت نکریں تو ان میں کوئی عیب نہیں اور ابن جابر کا
ثقہ ہونا خود ظاہر۔

ثالثاً: ذرا رواۃ صحیح بخاری و مسلم پر نظر ڈالے ہوتے کہ ان میں کتنوں کی نسبت تقریب میں یہی صدوق یخطی، بلکہ اس سے
زائد کہا ہے کیا قسم کھائے بیٹھے ہو کہ صحیحین کا رد ہی کر دو گے؟

رابعاً: بخاری میں حسان بن حسان بصری سے روایت کی۔ انہیں کہا صدوق یخطی پھر حسان بن حسان واسطی کی نسبت لکھا،
خلطہ ابن مندہ بالذی قبلہ فوہم وھذا ضعیف، دیکھو صاف بتا دیا کہ جسے صدوق یخطی کہا وہ ضعیف نہیں۔ ملا جی! اپنی جہالت سے
مردود و اہیات گارہے ہیں۔

حاشیے میں اٹھارہ ایسے بخاری و مسلم کے رواۃ کا پتہ دیا جن کے بارے میں صدوق یخطی کہا گیا اور اس ایسے جن کو صدوق
کے ساتھ کثیر الخطاء یا اس کے ہم معنی کہا گیا۔ اس قسط میں شیخ الکمل کی مہربانی سے بخاری و مسلم کے اٹھائیس رواۃ ختم ہو گئے۔ جن
میں تیس بخاری کے رواۃ ہیں۔ آگے بڑھئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۹۹-۳۰۰)

قسط رابع:

نسائی اور طحاوی کی حدیث صحیح کو عطف سے معلول کیا اور کہا: وہ وہی ہے۔ کہا تقریب میں، صدوق یہم، اس کے بعد

اب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ارشادات سنئے۔

اولاً: عطف کو امام احمد اور یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا و کفی بھما قدوة، میزان میں ان کی نسبت کوئی جرح مفسر منقول نہیں۔
ثانیاً: کسی سے پڑھو کہ وہی اور صدوق یہم میں کتنا فرق ہے۔

ثالثاً: صحیحین سے عداوت کہاں تک بڑھے گی۔ تقریب ملاحظہ ہو کہ آپ کے وہم کے ایسے وہی ان میں کس قدر ہیں۔
حاشے میں ایسے رواۃ کے نام گنائے ہیں۔ اس قسط میں صحیحین کے بیس راوی اور گئے جن میں بخاری کے نو ہیں۔

قسط خامس:

حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی امام طحاوی و امام احمد و ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم کے رد کو پھر وہی شگوفہ چھوڑا۔

ایک راوی اس کا مغیرہ بن زیاد موصلی ہے اور یہ مجروح ہے کہ وہی تھا قالہ الحافظ فی التقریب
اب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اولاً: تقریب میں صدوق کہا وہ صدوق میں رہا۔

ثانیاً: وہی اپنی وہی نزاکت کہ لہ اوہام کو وہی کہنا سمجھ لیا۔

ثالثاً: وہی صحیحین سے پرانی عداوت تقریب دور نہیں دیکھئے تو کتنے رجال بخاری و مسلم کو یہی صدوق لہ اوہام کہا ہے۔

رابعاً: مغیرہ، رجال سنن البعہ سے ہے۔ امام ابن معین و امام نسائی دونوں صاحبوں نے بآں تشدید شدید فرمایا۔ لیس بہ باس،
اس میں کوئی برائی نہیں۔ زاد یحییٰ لہ حدیث واحد منکر، اس کی صرف ایک حدیث منکر ہے۔ لاجرم وکیع نے ثقہ،
ابوداؤد نے صالح، ابن عدی نے عندی لا باس بہ، کہا تو اس کی حدیث حسن ہونے میں کلام نہیں اگرچہ درجہ صحاح پر بالغ نہ ہو۔
جس کے سبب نسائی نے لیس بقوی، ابو احمد حاکم نے لیس بالمیتین عندہم کہا۔ لا انہ لیس بقوی لیس بہتین و
شتان ما بین العبارتین حافظ نے ثقہ سے درجہ صدوق میں رکھا۔ اس قسم کے رجال اسانید صحیحین میں صد ہا ہیں۔

حاشے میں صدوق لہ اوہام صحیحین کے جن رواۃ کے بارے میں کہا گیا ان کی تعداد اٹھارہ گنائی۔ ان میں گیارہ رجال
بخاری ہیں اور اخیر میں فرمایا: اس قسم کے رجال اسانید صحیحین میں صد ہا ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۰۵-۲۰۶)

تعصب و عناد اس کا نام ہے کہ احناف کی ضد میں صحیح احادیث پر بلا تکلف ایسی تنقیدیں کرتے گئے کہ بخاری و مسلم کی صد ہا
حدیثیں صاف ہو گئیں۔ اب اس کا فیصلہ انہیں بزرگوں کو کرنا ہے کہ وہ اپنے شیخ الكل کے ہاتھ کی صفائی تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

ذرہم فی خوضہم یلعبون

احوال واقعی:

یہ کئی جگہ بتا آیا ہوں کہ امام بخاری کا مقصد صرف صحیح احادیث کا جمع کرنا نہیں بلکہ وہ جن عقائد و اعمال جن کو وہ حق مانتے

تھے ان کا اثبات اور جسے غلط مانتے تھے ان کا رد بھی مقصود ہے۔ بلکہ اگر میں یہ کہہ دوں کہ یہی مقصود بالذات ہے اور احادیث کی تدوین ثانوی درجے میں ہے تو کوئی بیجا بات نہ ہوگی۔ اس پر دو بہت ٹھوس دلیلیں ہیں۔ ایک یہ کہ جب امام بخاری کو ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد تھیں اور صحیح بخاری میں بمشکل اڑھائی ہزار سے کچھ زائد احادیث ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ آخر وجہ ترجیح کیا ہے؟ کیوں ان اڑھائی ہزار کو درج فرمایا اور ساڑھے ستانوے ہزار احادیث کو چھوڑ دیا؟ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ بقیہ ساڑھے ستانوے ہزار احادیث ان کے مستخرجہ مسائل کے مطابق نہ تھیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے التزام تو اس کا کیا ہے کہ اس کتاب میں کوئی غیر صحیح حدیث نہیں لائیں گے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تعلیقات میں بلا دھڑک ضعاف ذکر کرتے ہیں وہی باب کی تائید۔ جب تائید میں صحیح حدیث نہیں ملی تو ضعیف کو ذکر فرما دیا، اگرچہ تعلیقاً ہی سہی۔

کہیں کہیں تو ابواب میں یہ بھی صنعت ہے کہ حدیث کا جو ٹکڑا لائے ہیں اس سے باب کی کوئی مطابقت نہیں مگر اسی حدیث کو اور کوئی محدث لایا ہے جو مفصل ہے۔ اس سے بخاری کے باب کی مطابقت ہوتی ہے۔ مثلاً امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے۔

طول الصلوة فی قیام اللیل رات کی نماز میں قیام کو دراز کرنا

اس کے تحت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث لائے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا قام للتحجد من اللیل یشوص فاه بالسواک . مسواک سے صاف کرتے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۵۳)

اس سے باب کو کیا مطابقت؟ مگر کہا جاتا ہے کہ حضرت حذیفہ ہی سے مسلم شریف میں ایک حدیث مفصل ہے جس میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے تہجد کی ایک رکعت میں سورہ نساء سورہ آل عمران پڑھی۔ لیکن یہ حصہ چونکہ امام بخاری کی شرط پر نہیں اس لئے اس کو ذکر نہیں کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ جب یہ حصہ امام بخاری کی شرط پر نہیں تو ان کے نزدیک یہ حصہ ضعیف ہوا کیا امام بخاری احکام میں احادیث ضعاف کو حجت مانتے ہیں؟ اگر یہ تو جیہ صحیح ہے تو ماننا پڑے گا کہ امام بخاری کا مقصود اصلی اپنے عقائد و مسائل کی تدوین پھر اس کی تقویت ہے اور اس پر ان کا اتنی شدت سے عمل ہے کہ اگر حدیث صحیح سے کام نہ چلے تو ضعیف سے کام لے لیتے اگرچہ بقول بعض اشارہ ہی۔

علاوہ ازیں جب کہ امام بخاری نے اپنی اس کتاب کا نام رکھا الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سنتہ وایامہ، تو پھر کوئی بتائے کہ تابعین و تبع تابعین تک کے اقوال اپنے ابواب کی تائید میں کیوں لاتے ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ کہیں کہیں باب اور حدیث میں وہ بھی علاقہ نہیں ہوتا جو مگس کے باغ میں جانے اور پروانے کے خون میں ہے۔ دو نظریں حاضر ہیں۔

امام بخاری نے باب باندھا، باب فضل صلوٰۃ الفجر فی جماعة اور حدیث لائے:

والذی ينتظر الصلوة حتى يصلیها مع الامام
اعظم اجرا من الذی یصلی ثم ینام
(بخاری شریف ج ۱ ص ۹۰، ایضاً ج ۱ ص ۲۹)
اس شخص کو زیادہ اجر ملے گا جو جماعت کا انتظار کرتا ہے یہاں
تک کہ جماعت سے پڑھتا ہے بہ نسبت اس کے جو نماز پڑھ کر
سورہتا ہے

اس حدیث میں عشاء کا ذکر ہے اور جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت مذکور ہے۔ فجر کی نماز سے اس حدیث کا کیا علاقہ؟
ایک باب باندھا، الباء الذی یغسل به شعر الانسان، اس پانی کا بیان جس سے انسان کا بال دھویا جائے اور دو حدیث
لائے دونوں کو باب سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک یہ:

عن ابن سیرین قال قلت لعبدہ عندنا من شعر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصبناہ من قبل
انس او من قبل اهل انس فقال لان تكون عندی شعرة منها احب الی من الدنیا وما فیہا
ابن سیرین نے کہا میں نے عبیدہ سے کہا ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں یہ ہمیں انس یا
ان کے اہل سے ملے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا ایک بال مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہے۔
دوسری حدیث یہ ہے:

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما حلق راسہ کان ابو طلحہ اول من
اخذ من شعرہ
حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بال اتروائے تو سب سے پہلے ابو طلحہ نے
اسے لیا۔

ان دونوں حدیثوں کو باب سے کیا تعلق ہے معمولی پڑھا لکھا انسان اسے سمجھ سکتا ہے۔

تدلیس:

امام بخاری نے بااں جلالت شان و عظمت مکان کے کہیں کہیں بالقصد یا بلا قصد تدلیس سے بھی کام لیا ہے۔ مثلاً چونکہ امام
ذہبی سے یہ ناراض ہو گئے تھے مگر پھر بھی ان سے روایت لی ہے تقریباً بیس جگہ ہوگی مگر کہیں ان کا مشہور نام محمد بن یحییٰ نہیں لیا کہ
لوگ جان جائیں کہ یہ فلاں ہیں۔ بدل بدل کر نام لیا ہے۔ کہیں صرف محمد کہا کہیں دادا کی طرف نسبت کر کے محمد بن عبد اللہ، کہیں
پردادا کی طرف نسبت کر کے محمد بن خالد کہا۔ اس میں دو خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ایک تو اصل راوی کو سننے والے سمجھ نہیں پائے۔
دوسرے یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ محمد، محمد بن عبد اللہ، محمد بن خالد الگ الگ تین راوی ہیں۔ یہ بھی تدلیس ہے کہ راوی اپنے شیخ کا وہ
نام وہ کنیت وہ لقب وہ نسبت نہ ذکر کرے جس سے وہ مشہور ہے۔ (طبقات المدلسین و بخاری)

علاوہ ازیں، ابو عبد اللہ بن ضہہ نے امام بخاری کو مدلس کہا۔ کیونکہ جب ان کا کسی سے سماع نہیں ہوتا تو قال فلاں کہتے

ہیں اور سماع ہوتا ہے تو اگرچہ وہ موقوف مقطوع کچھ بھی خواہ ان کی شرط پر نہ ہو قال لنا فلاں کہتے ہیں۔
اگرچہ اتنی بات ہے کہ امام بخاری کی عظمت کے پیش نظر یہی کہیں گے کہ انہوں نے تدلیس کسی مصلحت کے پیش نظر کی ہے۔ جیسا کہ امام ذہبی کے بارے میں جو مصلحت تھی اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

جامع صحیح بخاری کا ایک مجمل تعارف ہو گیا ان سب باتوں کو ذہن میں رکھئے گا تو آپ پر یہ بات روشن ہو جائے گی کہ صحیح بخاری کی جو بھی پذیرائی ہے وہ صرف ان احادیث کی وجہ سے ہے جو اس میں درج ہیں اور انہیں احادیث کے اعتبار سے کہا گیا ہے کہ بخاری اصح کتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی کل کی کل احادیث صحیح ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ دیگر کتب احادیث کی بہ نسبت بخاری میں ضعاف بہت کم ہیں۔ رہ گئے ابواب اور ابواب کی تائید میں خود امام بخاری کے ارشادات تو انکو نہ کسی نے اصح کہا ہے اور نہ ان کی پذیرائی ہے۔ ان ابواب پر پوری اُمت نے پوری گفتگو کی ہے۔ یہ ابواب نہ ارشادات رسول ہیں اور نہ شریعت کے اٹل قانون۔ وہ امام بخاری کے مستخرجہ ہیں۔ اُمت کے ہر ذی علم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ امام بخاری کے استنباطات و استخراجات پر کلام کرے اور کرتے آئے ہیں یہی وجہ ہے کہ امام بخاری جن مسائل میں متفرد ہیں انکو تلقی بالقبول حاصل نہ ہو سکی۔

ایک ارشاد:

آج تحصیل علم میں کتنی کاہلی ہے۔ طلبہ کتنے آرام طلب ہیں۔ علماء کتنے سہل پسند ہیں وہ سب پر ظاہر ہے ہم اس سلسلے میں امام بخاری کا ایک ارشاد نقل کر دینا ضروری سمجھتے ہیں شاید ہم کاہلوں کے لئے کچھ مہمیز کا کام کرے۔

تدرب الراوی وقسطانی میں یہ مذکور ہے کہ قاضی ولید بن ابراہیم، ری کی قضاء پر فائز تھے ان کا بیان ہے کہ جب مجھے علم حدیث کا شوق ہوا تو امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض مدعا کیا تو فرمایا: اے بیٹے! کسی کام کو اس وقت تک شروع نہ کرو جب تک کہ اس کے حدود اور مقادیر کو نہ جان لو۔ میں نے عرض کیا! علم حدیث کے حدود و مقادیر کو بیان فرمائیں تو ارشاد فرمایا:

اعلم ان الرجل لا یصیر محدثاً کاملاً فی حدیثہ الا بعد ان یکتب اربعاً مع اربع کاربع مثل اربع فی اربع عند اربع باربع علی اربع عن اربع لاربع وکل هذه الرباعیات لاتتم الا باربع مع اربع فاذا تمت له کلها هان علیه اربع وابتلی باربع فاذا صبر علی ذلك اکرمه الله تعالیٰ فی الدنیا باربع واثابه فی الآخرة باربع (قسطانی ج ۱ ص ۱۶)

اس کا حاصل یہ ہے کہ بغیر بارہ رباعیات کے کوئی محدث کامل نہیں ہو سکتا ان بارہ رباعیات کے بعد اگر ایک اور رباعی پر صبر کرے گا تو اسے ایک رباعی دنیا میں اور ایک رباعی آخرت میں ملے گی۔ قاضی ولید کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر گھبرا گیا میں نے درخواست کی کہ اس کی شرح فرمادیں تو امام بخاری نے اس کی شرح یہ کی:

۱- ان یکتب اربعاً، یعنی چار چیزیں لکھے، اول احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات

- اور ان کی تعداد، سوم تا بعین کے احوال، چہارم، بعد کے علماء کے احوال اور ان کی تاریخ۔
- ۲- مع اربع، چار چیزوں کے ساتھ لکھے، اول، راویوں کے نام، دوم، ان کی کنیت، سوم، ان کی سکونت، چہارم، ان کی ولادت اور وفات کی تاریخ۔
- ۳- کا ربع، چار کے مثل جیسے خطیب کے لئے اللہ کی حمد اور توسل کے ساتھ دعاء اور سورتوں کے لئے بسم اللہ اور نماز کے لئے تکبیر لازم ہے اسی طرح راویوں کے نام کنیت، جائے سکونت ولادت و وفات کی تواریخ جانی لازم ہے۔
- ۴- مثل اربع، چار کے مثل، اول، مسندات، دوم، مرسلات، سوم، موقوفات، چہارم، مقطوعات، ہر قسم کی احادیث کا جاننا ضروری ہے۔
- ۵- فی اربع، چار میں، اول، کم سنی، دوم، جوانی، سوم، ادھیڑ عمر میں، چہارم، بڑھاپے میں۔
- ۶- عند اربع، چار حالتوں میں، اول، عدیم الفرستی، دوم، فرصت کے وقت، سوم، کشاکش کے وقت، چہارم، تنگدستی کے وقت۔
- ۷- باربع، چار جگہوں میں، پہاڑ، سمندر، آبادی، جنگل۔
- ۸- علی اربع، چار چیزوں پر پتھروں پر، ٹھیکریوں پر، چٹروں پر، ہڈیوں پر لکھے جب تک کاغذ میسر نہ ہو۔
- ۹- عن اربع، ان میں سے جو عمر میں بڑے ہوں جو ہم عمر ہوں، جو عمر میں کم ہوں، اپنے باب کی کتاب سے اگر یہ یقین ہے کہ یہ اس کے باپ ہی کی کتاب ہے۔
- ۱۰- لا اربع، چار مقصد کے لئے، اللہ کی خوشنودی کے لئے، اس پر عمل کرنے کے لئے بشرطیکہ جو کتاب اللہ کے موافق ہو، اور طلب میں اسے پھیلانے کے لئے، تالیف کے لئے تاکہ اس کے بعد اس کا ذکر باقی رہے۔
- یہ دس رباعیاں بغیر ان دور باعیوں کے پوری نہ ہونگی وہ یہ ہیں۔
- ۱۱- الا باربع، بغیر ان چار چیزوں کے پوری نہ ہوں گی۔ لکھنے کا ڈھنگ، علم لغت، علم نحو، علم صرف۔
- ۱۲- مع اربع، ان چار چیزوں کے ساتھ جو عطائی ہیں۔ صحت، قدرت، شوق، قوت حافظہ۔
- جب یہ اڑتالیس باتیں کسی کو نصیب ہو جائیں تو پھر چار چیزیں اس کی نظروں میں ہیج ہو جاتی ہیں۔
- ۱۳- ہان علیہ اربع، بیوی، اولاد، مال، وطن۔
- ۱۴- وابتلی باربع، چار چیزوں میں آزمایا جاتا ہے، دشمنوں کے تیرو نشتر، دوستوں کی ملامت، جاہلوں کے طعن، علماء کے حسد سے۔

اور جب ان سب پر صبر کرے گا تو۔

- ۱۵- اکرمہ اللہ فی الدنیا اربع، اللہ عزوجل اسے دنیا میں چار نعمتوں سے نوازے گا۔ قناعت کی عزت، ہیبت، علم کی لذت اور

حیات ابد۔

۱۶- واثابہ فی الاخرۃ باربع، اور آخرت میں چار نعمتیں عطا فرمائے گا۔ اپنے متعلقین میں سے جسے چاہے اس کی شفاعت۔ عرش کے نیچے سایہ جس دن سوائے عرش کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے جسے چاہے گا پلائے گا۔ اعلیٰ علیین اور جنت میں انبیاء کرام کا جوار قدس عطا فرمائے گا۔

اس کے بعد امام بخاری نے فرمایا: میں نے اپنے اساتذہ سے متفرق جو سنا تھا اکٹھا تم کو بتا دیا۔ اب تمہیں اختیار ہے علم حدیث حاصل کرو یا یہ ارادہ ترک کر دو۔

قاضی ولید نے کہا! یہ سب سن کر مجھ پر ہول سوار ہو گیا۔ میں غور کرتا رہا مگر کچھ نہ بول سکا۔ ادب سے گردن جھکا دی تو امام بخاری نے فرمایا: اگر ان مشقتوں کے اٹھانے کی تم میں طاقت نہیں تو فقہ حاصل کر لو۔ اس لئے کہ گھر بیٹھ کر فقہ کا حاصل کرنا ممکن ہے۔ اس کے لئے لمبے سفر شہر شہر قریہ قریہ گھومنے اور سمندروں، دریاؤں کے طے کرنے کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ فقہ بھی حدیث ہی کا ثمرہ ہے اور آخرت میں فقیہ کا ثواب محدث سے کم نہیں اور نہ فقیہ کی عزت محدث سے کم ہے۔ قاضی ولید کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو میں نے طلب حدیث کا ارادہ ختم کر دیا اور فقہ حاصل کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس میں آگے ہو گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس دور میں علم حدیث کی تحصیل کے لئے یہ بارہ رباعیاں لازمی تھیں۔ مگر آج اگرچہ یہ بارہ رباعیاں ضروری نہیں مگر پھر بھی ان کی غالب اکثر ضروری ہیں۔ امام بخاری نے اپنے ذوق و وجدان کے مطابق علم فقہ کو حدیث سے بہت آسان بتایا مگر جو فقہ کی تحصیل میں قدم رکھ چکا ہے وہ جانتا ہے کہ فقہ کے لئے ان بارہ رباعیوں کے ساتھ اور بھی کتنی رباعیاں ضروری ہیں۔ اس لئے کہ فقہ کی بنیاد حدیث کے علاوہ تین اور چیزوں پر بھی ہیں۔ کتاب اللہ، اجماع امت، قیاس۔ تو حدیث کے لئے یہ رباعیاں ضروری ہیں ہی کتاب اللہ کے لئے کتنی رباعیاں چاہئے۔ اجماع امت کے لئے کتنی رباعیاں چاہئے؟ قیاس کے لئے کتنی رباعیاں چاہئے؟ اگر ہر ایک کی رباعیوں کی تفصیل کی جائے تو ہر ایک کے لئے بارہ بارہ رباعیاں اور ضروری نکل آئیں گی۔

اس کو اب یوں سمجھئے کہ جب فقہ کی بنیاد چار چیزوں پر ہے ان میں ایک حدیث ہے تو علم حدیث، علم فقہ کا ایک چوتھائی ہوا۔ پھر یہ تو صرف حفظ حدیث کے لئے بارہ رباعیاں ہوئیں اور فقہ کے لئے صرف حفظ حدیث کافی نہیں۔ اس کے لئے احادیث سے متعلق کتنے علوم کی حاجت ہے وہ بہت تفصیل طلب ہے۔

اس لئے علم فقہ کو علم حدیث سے آسان کہنا اس بناء پر ہے کہ امام بخاری نے اس کی چاشنی نہیں چکھی تھی۔ مگر انکو بھی اخیر میں یہ کہنا پڑا کہ فقیہ کا ثواب محدث سے کم نہیں اس کی عزت محدث سے کم نہیں۔ آخر کیوں؟ خدا کے یہاں تو العطا یا بقدر البلایا ہے۔

فقیہ اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ

سابق صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور (انڈیا)

ہر نیک عمل کی قبولیت کا دار و مدار خلوص نیت پر ہے

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر مسجد نبوی شریف کے منبر شریف پر لوگوں کے سامنے حدیث بیان کی جس کو حضرت علقمہ بن وقاص لیشی سے محمد بن ابراہیم تیمی نے سنا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری کو یہ حدیث بتائی، ان سے سفیان نے اور سفیان سے حمیدی نے روایت کی جس کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری شریف کی پہلی حدیث کے طور پر نقل فرمایا۔ بنا بریں میں نے بھی اس کتاب میں پہلا حوالہ اس حدیث کا دیا حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَىٰ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَىٰ دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَىٰ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَىٰ مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ (حدیث نمبر ۱)

بے شک اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی، پس جس کا ہجرت کرنا دنیا (کا مال پانے) کیلئے یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے ہوگا پس اس کی ہجرت اس کی طرف ہے جس کا اس نے قصد کیا ہے۔

اس حدیث کے مختلف الفاظ

یاد رہے: یہ حدیث علاوہ ازیں بھی امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری میں چھ مقامات پہ درج فرمائی ہے اور بعض جگہ بعض الفاظ بھی مختلف ہیں مثلاً

حدیث نمبر ۵۴- میں ”مانوی“ کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں

فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

یعنی جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی پس اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی ہے۔

انہی الفاظ کے ساتھ صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کو مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث کے طور پر لکھا ہے۔ صرف و انہا لكل امري کی بجائے و انہا لامري کے الفاظ ہیں جو کہ بخاری شریف ہی کے بعض نسخوں میں موجود ہیں۔

حدیث ۲۵۲۹، میں بجائے انہا الاعمال بالنیات کے الاعمال بالنیۃ کے الفاظ ہیں (اس کی وجہ یہ لکھی گئی ہے کہ نیت کا محل چونکہ دل ہے اور وہ تو بہن قرآن ایک ہی ہے) (ما جعل الله لرجل من قلبين في جوفه، اللہ نے کسی شخص کو

بھی دودل نہیں دیئے) لہذا محل کے اعتبار سے نیت کو مفرد لایا گیا۔ بخلاف اعمال کے فانہا متعلقة بالجوارح فناسب جمعہا، کیونکہ ان کا تعلق اعضاء سے ہے اور اعضاء بہت سے ہیں۔ لہذا اعمال بصیغہ جمع ہی مناسب ہے (اور وانہا لكل امری، وانہا لامری کی بجائے ولامری ہے۔

حدیث نمبر ۳۸۹۸، میں بھی الاعمال بالنیۃ کے الفاظ ہیں۔

حدیث نمبر ۵۰۷۰، میں اعمال اور نیات دونوں الفاظ بجائے جمع کے مفرد لائے گئے ہیں یعنی العمل بالنیۃ، عمل کا مدار نیت پر ہے اسی کے مطابق میں نے عنوان قائم کیا ہے اس طرح بخاری شریف میں حدیث نمبر ۶۶۸۹، بھی یہی ہے اور حدیث نمبر ۶۹۵۳ بھی یہی ہے مگر آخر الذکر حدیث کے شروع میں انہا الاعمال بالنیات سے پہلے یا ایہا الناس کے الفاظ ہیں تو صحیح بخاری میں کل سات مقامات پر یہ حدیث آئی ہے کیونکہ اس حدیث پر عمل کی قبولیت کا نیک نیتی کے ساتھ مشروط ہونا بیان ہوا ہے اس لئے بہت سے محدثین نے اپنی کتب کا آغاز اس حدیث سے فرمایا ہے تاکہ تائید الہی اور توفیق ربانی سے ان کا یہ نیک عمل بارگاہِ صمدانی میں قبول ہو۔

اس حدیث کی اہمیت و افادیت

ابن مہدی الحافظ فرماتے ہیں۔ من اراد ان یصنف کتابا فلیبدأ بهذا الحدیث، جو شخص بھی کتاب لکھنے کا ارادہ کرے وہ اپنی کتاب کا آغاز اسی حدیث سے کرے اور مزید فرمایا لو صنفت کتابا للبدأت فی کل باب منه بهذا الحدیث (یعنی) اگر میں کوئی کتاب لکھوں تو اس کتاب کے ہر باب کے شروع میں یہ حدیث ضرور لکھوں (تاکہ بارگاہِ رب العزت میں کتاب کا ہر باب شرف قبولیت حاصل کر لے) امام زرکشی فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کا تعلق چونکہ ترجمۃ الباب کے ساتھ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو حکم دیا وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین کہ وہ خالص اس کی ہی عبادت کریں، لہذا ہر وہ شخص جو اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے اور مقصود اس سے رضا الہی ہو اس کے پیش نظر ہر وقت یہ حدیث رہنی چاہئے۔ خدا نخواستہ محنت بھی کرے اور ذرا ساقبت میں فطور آجانے کی وجہ سے

کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بے کار ہو جائے

یہ حدیث گنجینہ برکات ہے

امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ حدیث مقابلہ الجمع بالجمع کے قبیل سے ہے یعنی عمل کے ساتھ نیت کا ہونا ضروری ہے اور جس طرح اعمال کئی قسم کے ہیں اسی طرح ان کی نیت بھی کئی طرح کی ہو سکتی ہے۔ (مثلاً علماء فرماتے ہیں ایک بندہ گھر سے نکلتے ہوئے یہ نیت کر لے کہ بھوکا ملے گا تو اس کو کھانا کھاؤں گا، پیاسا ملے گا تو اس کو پانی پلاؤں گا، ننگا ملے گا تو اس کو لباس پہناؤں گا وغیرہ وغیرہ اور اتفاق سے کوئی بھی شخص اس کو راستے میں ایسا نہیں مل سکا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیت پر اس کو ایک ایک

ثواب عطا فرمائے گا نیت المؤمن خیر من عملہ)

چونکہ یہ پہلا حوالہ ہے اور پھر حدیث بھی اس قدر جامع کہ ہر عمل کے ساتھ اس کا تعلق ہے اس لئے میں نے سوچا کہ تھوڑی سی وضاحت ہو جائے ورنہ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میرا ارادہ صرف حوالہ جات کی نشاندہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی نہ صرف اس عمل میں بلکہ تمام اعمال میں خلوص نیت کے ساتھ نوازے نہ صرف مجھے بلکہ ہر مسلمان کو تاکہ ہر مسلمان کا ہر نیک عمل نیک نیتی کی بدولت بارگاہ ایزدی میں قبول ہو

۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

حدیث شریف میں الاعمال، عمل کی جمع ہے اور یہ فعل کا مرادف ہے مگر جب یہ الفاظ مطلقاً بولے جاتے ہیں تو افعال سے مراد افعال جوارح (ظاہری اعضاء سے صادر ہونے والے کام) ہوتے ہیں اور اعمال اس سے عام ہیں یعنی افعال جوارح، افعال لسان اور افعال قلب سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ حاشیہ خیالی ملا عبد حکیم میں ہے اور اس کی دلیل بخاری شریف کی وہ حدیث ہے جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پھر عرض کیا گیا، اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ اور پھر حج مقبول۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو تمام عبادات، محرمات، مکروہات اور مناجات اس میں آجاتے ہیں مگر یہاں مراد اعمال صالحہ ہیں یا زیادہ سے زیادہ مباحات بھی۔

نیت کس چیز کا نام ہے؟

نیت دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں (لغۃً) اور عبادت کیلئے پختہ ارادے کو کہتے ہیں (شرعاً) جیسا کہ تلوح میں ہے۔ پھر عزم، قصد اور نیت میں فرق ہے کہ عزم وہ ارادہ ہے جو فعل پہ مقدم ہو، قصد اس ارادے کو کہا جاتا ہے جو فعل سے متصل ہو اور نیت وہ ارادہ ہے جو عمل سے ملا ہوا بھی ہو اور اس میں عمل کی غایت بھی ملحوظ ہو مثلاً ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا تو سفر شروع کرنے تک عزم ہے سفر شروع ہونے کے بعد قصد ہو گیا اور اگر اس میں یہ بھی ملحوظ ہو کہ یہ سفر حج ہے تو یہ نیت ہے۔ محققین کے نزدیک نیت، عزم اور قصد تینوں میں ارادہ حادث مراد ہے اس لئے ان الفاظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں ہو سکتا۔ بخلاف ارادے کے یعنی اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پہ ہو سکتا ہے بلکہ بار بار ہوا ہے۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (البقرہ) انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس (الاحزاب) انما امرہ اذا اراد شیئاً (یس)

مرآۃ شرح مشکوٰۃ میں حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نیت ارادہ عمل کو بھی کہتے ہیں اور اخلاص کو بھی یعنی اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کا ارادہ اور مندرجہ بالا حدیث میں دوسرے معنی مراد ہیں یعنی اعمال کا اخلاص ثواب سے ہے یعنی کوئی عمل بھی اخلاص کے بغیر قبول نہیں اور نہ اس پر ثواب ہے خواہ وہ عمل عبادت محض ہو جس طرح نماز روزہ یا

عبادت غیر مقصودہ ہو جیسے وضو، غسل اور طہارت ثواب و مکان۔

اخلاص کی برکات

صوفیاء کرام فرماتے ہیں اخلاص ایسی نعمت ہے کہ اس کے بغیر عبادت بھی عادت بن جاتی ہے اور اس کی برکت سے (بظاہر) کفر شکر بن جاتا ہے اور معصیت اطاعت ہو جاتی ہے جس طرح حضرت ابو بکر صدیق نے غار ثور میں سانپ کے منہ میں پاؤں دے دیا بظاہر خودکشی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور علیہ السلام کی نیند پہ عملاً نماز عصر چھوڑ دی مگر اخلاص و نیت خیر کی وجہ سے ان حضرات کے یہ کام باعث ثواب ہو گئے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک مستقل باب باندھا ہے من صلی وقد امه تنور او نار او شئ مما یعبد فاراد به وجه اللہ عز وجل، جو ایسی جگہ نماز ادا کرے جہاں آگے تنور یا آگ یا ایسی شے ہو جس کی عبادت کی جاتی ہے اگر اس کی نیت خالص ہے تو یہ اللہ ہی کی عبادت قرار پائے گی۔ اور پھر اس کے تحت دو احادیث لائے ہیں ایک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

عرضت علی النار وانا اصلی (بخاری ج ۱ ص ۶۱)

مجھ پہ آگ پیش کی گئی جبکہ میں نماز ادا کر رہا تھا۔

اور دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سورج گرہن لگا تو حضور علیہ السلام نے نماز پڑھائی پھر فرمایا:

اریت النار فلم ار منظرًا کالیوم قط افطم (ایضاً)

مجھے آگ دکھائی گئی اور آج کے دن سے زیادے ڈراؤنا منظر میں نے کبھی نہ دیکھا۔

یاد رہے! سامنے آگ ہو تو نماز مکروہ اس وقت ہوگی جب کہ آگ آپ کے اختیار میں ہو اور اگر بغیر اختیار کے ہو تو کراہت نہیں ہے کیونکہ اس وقت کراہت کی علت موجبہ نہیں پائی گئی اور جب ارادہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ہو اور کوئی شے سامنے آجائے تو مضر نہیں جیسا کہ حضور علیہ السلام کے سامنے دھنخ آگئی لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی ضرر نہ دے سکی۔

اس حدیث کے بارے میں اختلاف کا خلاصہ

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا! وضو میں نیت شرط ہے کیونکہ الاعمال پہ الف لام استغراقی ہے اور مراد اس سے عبادات ہیں خواہ مقصودہ ہوں یا غیر مقصودہ اور الف لام جنسی بھی ہو تو کلمہ حصرانما موجود ہے نیز مسند الیہ کا معرفہ ہونا بھی مفید حصر ہے اور اگر ایک فرد بھی خارج مانیں تو حصر برقرار نہیں رہے گا۔ پھر الاعمال کا مضاف تو بالاتفاق محذوف ہے مگر کوئی خاص لفظ مراد نہیں کہ ثواب الاعمال ہی مانا جائے بلکہ وجود، حصول وغیرہ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ بالاتفاق اذان، قرأت اور ذکر وغیرہ بغیر نیت کے موجود ہو جاتے ہیں۔ لہذا کسی عمل کا صحیح ہونا اور بات ہے اور اس کا عبادت ہونا دوسری بات ہے۔ دیکھو نکاح اگر بلا نیت طاعت کیا تو عبادت اگرچہ نہ ہوا مگر شرعاً صحیح تو ہو گیا۔

دیکھو! پانی سے ناپاک کپڑا یا برتن یا بدن پاک کرتے ہوئے طہارت کی نیت نہ بھی کرو تو کپڑا بدن اور برتن بالاتفاق پاک ہو جاتے ہیں۔ (کافی الحسائی۔ باب القیاس)

لہذا امام شافعی علیہ الرحمۃ کے استدلال سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ بغیر نیت کے وضو عبادت نہ بن سکا تو ٹھیک ہے ذریعہ عبادت تو ہے جس طرح بغیر نیت طاعت مسجد کی طرف چلنا عبادت نہ سہی مگر ذریعہ عبادت تو ہو گیا۔ دیکھو اس حدیث کے اگلے حصہ میں حضور علیہ السلام نے بلانیت طاعت صرف حصول دنیا یا حصول عورت کے لئے ہجرت کرنے والے کی ہجرت کو ہجرت قرار دیا ہے۔ (فہجرتہ الی ماہاجر الیہ) اور ان کو ادائے فرض سے بری الذمہ مانا ورنہ لازم آئے گا کہ صحابی تارک فرض ہو کر فاسق ٹھہرے کیونکہ فتح مکہ سے پہلے ہجرت فرض تھی۔ لہذا حدیث کے اول و آخر کو تعارض سے بچانے کے لئے الاعمال سے پہلے ثواب کے لفظ کو محذوف ماننا پڑے گا کیونکہ شوافع بھی مانتے ہیں کہ اعمال سے مراد عبادات ہیں۔ نیت سے مراد ارادہ اطاعت ہے۔ یہاں حذف مضاف ہے اور یہ کہ مضاف ضرورتاً محذوف مانا گیا ہے لہذا جو چیز ضرورتاً محذوف مانی جاتی ہے وہ بقدر ضرورت ہی مانی جائے گی ورنہ مفاسد کا دروازہ کھل جائے گا اور پھر اس کے حذف پر فریہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ خواہ وہ قرینہ عقلی ہو، لفظی ہو یا معنوی اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی بھی عبادت کا ثواب بغیر نیت کے نہیں ہے۔

مومن کی نیت اس کے ارادے سے بہتر ہے

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ (اعمال لکھنے والے فرشتوں سے) ارشاد فرماتا ہے:

اذا هم عبدی بسیئة فلا تکتبواھا و اذا هم بحسنة فلم یعملھا فاکتبواھا حسنة فان عملھا فاکتبواھا عسرا (متفق علیہ) اس مفہوم کی ایک حدیث نمبر ۶۴۹۱ بھی ہے۔

(اے فرشتو!) جب میرا بندہ برائی کا ارادہ کرے تو (اس کے نامہ اعمال میں برائی) نہ لکھو اور جب نیکی کا ارادہ کرے اور نیکی نہیں کی پھر بھی ایک نیکی لکھ لو اور اگر نیکی کر لے تو دس نیکیاں لکھو (من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) چنانچہ غزوہ تبوک کے موقع پر جو مسلمان اپنی مجبوریوں کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے ان کو ان کی سچی نیت ہی کی بناء پر ثواب میں شامل کیا گیا۔ غزوہ بدر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے لیکن نہ صرف ثواب میں بلکہ مال غنیمت میں بھی برابر کے حصہ دار تھے۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا۔

نية المؤمن خیر من عمله (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۵۹۳۲ ج ۶ ص ۱۸۵) مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (کیونکہ نیت پہ ثواب) بلا شرط ہے اور عمل پہ بشرط نیت ہے نیز نیت میں مشقت نہیں اور عمل میں مشقت ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ اس حدیث کو باب بدء الوحی میں کیوں لائے ہیں حالانکہ اس حدیث کا اس باب سے بظاہر کوئی تعلق نہیں ہے تو اس کا جواب ابن رشد نے یہ دیا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس تالیف میں ان کی نیت خالص ہے۔ صرف رضائے الہی کے حصول کے لئے کتاب لکھ رہے ہیں کوئی دنیوی امور پیش نظر نہیں ہیں۔ چنانچہ شرق

وغرب میں اس کتاب کا مقبول ہونا امام بخاری کے خلوص نیت کی کافی دلیل ہے۔

دین کی بنیاد چار احادیث پر ہے

علماء فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص صرف چار احادیث پر عمل پیرا ہونے کو اپنے اوپر لازم کر لے تو اس کے لئے یہی کافی ہے ایک تو یہی حدیث دوسری وہ جس میں فرمایا گیا الحلال بین والحرام بین و بینہما مشتبہات لایعلمہن کثیر من الناس..... متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ص ۲۴۱

حرام و حلال واضح ہے اور ان کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے..... تیسری من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ، انسان کے اسلام کی خوبی میں سے یہ بھی ہے کہ ہر بے مقصد بات اور فضول کام کو ترک کر دے اور چوتھی یہ کہ مومن اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنی ذات کے لئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے دوسرے مومن بھائی کے لئے پسند کرتا ہے۔ اس پہ ایک رباعی ملاحظہ ہو۔

عبدۃ الدین عندنا کلمات اربع من کلام خیر البریۃ

اتق الشبہات و اذہد و دمع ما لیس یعنیک و اعمل بنیۃ

یعنی ہمارے ہاں عمدہ دین حضور علیہ السلام کے چار ارشادات ہیں۔

۱۔ مشتبہ چیز سے بچو، ۲۔ تھوڑی شے پر اکتفاء کرو، ۳۔ بے مقصد کام کو چھوڑ دو، ۴۔ نیت سے کام کرو۔

یہاں پر حرف آخر کے طور پر یہ بھی یاد رہے کہ اگر کسی عمل میں ابتداء نیت ٹھیک تھی بعد میں کوئی ایسی بات شامل ہو گئی جو اخلاص کے منافی ہے تو اعتبار ابتداء کا ہی ہوگا اور عامل کو بدستور ثواب ملے گا۔ الغرض جیسا کہ کہا گیا

هذا الحديث اصل عظیم من اصول الدین،

یہ حدیث اصول دین کی عظیم بنیاد ہے۔

(وحی کی تعریف اور اس کی اقسام ص ۲ حاشیہ نمبر ۳ پر عینی کے حوالے سے بیان کی گئی ہیں)

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا حضور علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ غار حراء میں پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ گھبراہٹ سی طاری ہو گئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے جن الفاظ سے آپ کو تسلی دی ان میں حضور علیہ السلام کا مشکل کشا و مددگار ہونا بایں الفاظ بیان کیا۔

وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ (حدیث نمبر ۳)

”اور آپ حق کی راہ میں پیش آنے والے مصائب پہ مدد فرماتے ہیں“

یہی تو مشکل کشائی ہے، ظلم پہ ظالم کی مدد کرنا تو خود ظلم ہے، اس کا تو کوئی بھی قائل نہیں ہے جبکہ مظلوم کی مدد کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے اگر اللہ کے علاوہ کسی کی مدد شرک ہوتی تو کیا اللہ تعالیٰ خود شرک کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ معاذ اللہ

وتعاونوا على البر والتقوى (المائدہ)

اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔

باقی رہی ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب کی اصطلاح تو یہ خانہ ساز ہے۔ شرک شرک ہی ہے چاہے کسی حالت میں ہو۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے جو حضور علیہ السلام سے جنت میں رفاقت مانگی اور عرض کیا! اسئلك مر افقتك فی الجنة، میں آپ سے مانگتا ہوں جنت میں آپ کی رفاقت، کیا صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آقا علیہ السلام سے مافوق الاسباب چیز نہیں مانگ رہے اور آقا علیہ السلام اپنے غلام کو منع نہیں فرما رہے کہ مجھ سے مانگنے کی بجائے خدا سے کیوں نہیں مانگتے جس سے خود میں بھی مانگتا ہوں بلکہ فرمایا: یہ جو تو نے مانگا تجھے مل گیا اس کے علاوہ کچھ اور بھی مانگنا ہے تو مانگ لو

۔ منگتے خالی ہاتھ نہ لوئیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

(حضور علیہ السلام کی سخاوت پہ اس سے اگلی حدیث ملاحظہ فرمائیں جس کے آخری الفاظ اس طرح ہیں، فلرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود بالخير من الريح المرسلة، حضور علیہ السلام اجود الناس یعنی سب لوگوں سے زیادہ بخشنے والے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت میں کھلی تیز ہوا سے عموم نفع میں زیادہ بخشنے والے تھے یعنی جس طرح تیز ہوا ہر جگہ پہنچ کر فیض پہنچاتی ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کی سخاوت کا فیض بھی ہر جگہ پہنچتا بلکہ تیز ہوا سے بھی زیادہ یعنی کوئی بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے محروم نہ رہتا)

معلوم ہوا! صحابی کا عقیدہ اور ہے وہابی کا عقیدہ اور ہے، صحابی نبی علیہ السلام سے مانگنا خدا ہی سے مانگنا سمجھتا ہے۔ یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا اور وہابی نبی علیہ السلام سے مانگنے کو شرک سمجھتا ہے۔ اگر یہ شرک ہے تو خود حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابی اس شرک سے کس طرح بچیں گے۔ لہذا اس عقیدے سے توبہ ہی بھلی جو امام الموحدين علیہ السلام کو بھی شرک کی زد میں لائے بلکہ اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے (ایمان میں کمی زیادتی کی بحث ص ۵ ج ۱ حاشیہ نمبر ۱۴ پہ ملاحظہ ہو)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوئی حکم دیتے تو انہی کاموں کا حکم دیتے جنکی ان میں طاقت ہوتی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے۔

إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (حدیث نمبر ۲۰) اے ہمارے آقا! ہم آپ کی طرح تو نہیں ہو سکتے ناں۔

اس پر کبھی بھی حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہیں فرمایا کہ قرآن تو کہتا ہے انما انا بشر مثلکم، اور تم کہتے ہو کہ تم میری مثل نہیں ہو نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی اس آیت کا حوالہ دے کر وہ باتیں کیں جو ہمارے اس دور

میں بعض نام نہاد تو حید پرست کرتے ہیں۔ معلوم ہوا! صحابہ کا عقیدہ وہی تھا جو آج عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

شاہِ بطحا کی مدح سرائی اہل سنت کے ہتھ میں آئی

بگڑی آقا نے سب کی بنائی اپنی قسمت جگائے ہوئے ہیں

منافق کون ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منافق کی چار علامتیں ارشاد فرمائیں اور فرمایا: ان چار میں سے جس کے اندر ایک علامت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ اس کو ترک کر دے اور وہ چار خصلتیں یہ ہیں۔

۱- إِذَا اتُّبِنَ خَانَ، اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۲- إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳- إِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، جب عہد معاہدہ کرے تو دغا بازی کرے۔

۴- إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔ (حدیث نمبر ۳۴)

نفاق کی اور بھی کئی علامات ہیں مثلاً انصار سے بعض رکھنے کو نفاق کی علامت قرار دیا۔ جس نے جہاد نہ کیا اور نہ کبھی جہاد کا شوق دل میں رکھا اور اس حالت میں مر گیا۔ نماز میں سستی کرنا، نماز کو مکروہ وقت میں پڑھنے کی عادت بنالینا، اذان کے بعد بغیر نماز پڑھے (بلا ضرورت جب کہ واپس آنے کی نیت نہ ہو) مسجد سے چلے جانا وغیرہ۔

یاد رہے! جو منافق ہوگا اس میں یہ علامات ضرور ہوں گی لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس میں یہ علامات ہوں وہ منافق ہی ہو جس طرح کہ کفار و مشرکین۔ لہذا اگر کسی مسلمان میں یہ علامات پائی جائیں تو اس کو (حتی یقینی) منافق تو نہیں کہیں گے۔ ہاں البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مسلمان میں نفاق کی فلاں علامت ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں نفاق کی دو قسمیں ہیں، ۱- نفاق فی الاعتقاد یعنی زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہنا اور دل میں کفر رکھنا، ۲- نفاق فی العمل یعنی منافق جیسے کام کرنا جو کہ اہل ایمان کے شایان شان نہیں ہیں۔ پہلی قسم کو نفاق شرعی اور دوسری کو نفاق عرفی بھی کہا جاسکتا ہے یہ بھی یاد رہے کہ کذب فسادِ قولی ہے۔ خیانت فسادِ عملی ہے اور وعدہ خلافی فسادِ نیت ہے۔ چنانچہ حدیث نمبر ۳۳ میں انہی تین کو منافق کی نشانیاں قرار دیا گیا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری میں حضرت ابن ابی ملیکہ (مشہور تابعی) کا قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

ادركت ثلثین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہم یخافون النفاق علی نفسہ ما

منہم احد یقول انہ علی ایمان جبرائیل و میکائیل

میں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسا پایا کہ (خوفِ خدا یا تواضع کی وجہ سے) ہر ایک اپنے آپ پر نفاق کا خطرہ محسوس کرتا تھا اور کوئی بھی ان میں سے یہ نہ کہتا کہ میرا ایمان جبریل اور میکائیل علیہما السلام جیسا ہے۔

اور حضرت حسن بصری سے منقول ہے:

ما خافه الا مؤمن ولا امنه الا منافق (بخاری ج ۱ ص ۱۲)

نفاق سے مؤمن ہی ڈرتا ہے اور منافق اس سے بے خوف ہوتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک منافق کی ایک موٹی سی علامت یہ تھی کہ وہ شخص منافق ہے۔ لایحب اللہ ورسولہ، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرتا ہو۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۵۸ حدیث نمبر ۱۱۸۶)

تمنائے شہادت:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں صرف جہاد کے لئے نکلا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پہ ہے کہ یا اس کو ثواب دے یا مال غنیمت پائے اور یا شہادت کے ذریعے اس کو جنت میں داخل کرے اور اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو کسی چھوٹے سے لشکر کے بھی پیچھے نہ رہتا۔
وَلَوْ دِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ (۳۶)
میں اس بات سے محبت کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔

زیادہ نقلی عبادت کر کے اپنے آپ کو نہ تھکاؤ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام ان کے پاس اس وقت تشریف لائے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اس عورت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا: یہ فلاں عورت ہے اور اس کی (نقلی) نماز کا ذکر کیا (کہ ساری رات نوافل میں گزارتی ہے) اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ فَوَاللَّهِ لَا يَبُلُّ اللَّهُ حَتَّى تَمْلُؤُوا وَكَانَ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ (حدیث نمبر ۴۳)

”چھوڑ! اتنا ہی عمل کرو جس کی تم لوگ طاقت رکھتے ہو، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نہیں تھکے گا تم لوگ تھک جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ (اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ عمل زیادہ پسند ہے جس کا کرنے والا اس عمل پر بیشکلی کرے۔“

ثابت ہوا کہ مستحبات و نوافل پہ پابندی کرنا اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کو پسند ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پابندی کرنے والا ان چیزوں کو فرض و واجب سمجھ کر پابندی کر رہا ہے بلکہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ عمل پسندیدہ تر بنانے کے لئے پابندی کر رہا ہو۔ لہذا ختم درود، میلاد و فاتحہ اور عرس وغیرہ امور مستحبہ پر بیشکلی کرنے سے یہ امور ناجائز نہیں ہو جاتے بلکہ پسندیدہ تر ہو جاتے ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے لبس الفراء کے باب میں حضور علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ

حلال وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جس کو اس نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ نہ تو واجب ہے اور نہ ہی حرام اور اس کا کرنا مباح ہے۔

تو اگر مذکورہ امور کو صرف نئے ہونے کی وجہ سے بدعت مذمومہ میں شامل کرو گے تو نماز تراویح باجماعت اور جمعہ کی اذان ثانی کو کیا کہو گے لہذا ماننا پڑے گا من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعد من غیر ان ينقص من اجورهم شيء (مشکوٰۃ صفحہ ۳۳ بحوالہ مسلم) جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے گا اس کو طریقہ رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور جتنے لوگ بعد میں اس طریقے پر عمل کریں گے ان کے ثواب میں کمی کئے بغیر ان کے برابر اس رائج کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

امام حافظ ابو محمد المعروف ابو شامہ اپنی کتاب الباعث علی انکار البذع والحوادث میں بدعت کی تقسیم حسنہ و سیئہ کی طرف کر کے لکھتے ہیں ”ہمارے زمانے میں بہترین بدعت ہر سال حضور علیہ السلام کا جشن ولادت منانا ہے اور اس دن لوگوں کا خوشی و مسرت کا اظہار کرنا صدقہ و خیرات کرنا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالت مستقر ہوتی ہے۔

اور پھر محفل میلاد میں آنا تو اور بھی سعادت کی بات ہے کہ سرکار کی محفل ہے

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاعتے ہیں

آیت کے نزول پر عید منانا:

ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین آپ کی کتاب (قرآن مجید) میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیوں پہ نازل ہوتی تو ہم اس آیت کے نزول کے دن کو بطور عید مناتے۔ فرمایا: وہ کون سی آیت ہے اس نے کہا: الیوم اکملت لکم دینکم..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ
يَوْمَ جُمُعَةٍ (حدیث نمبر ۴۵)

ہم اس دن کو اور اس مقام کو بھی پہچانتے ہیں جس میں یہ آیت ہمارے آقا علیہ السلام پر نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن عرفات میں تشریف فرما تھے اور یہ جمعہ کا دن تھا (اور یہ دونوں دن ہمارے لئے عید کے حیثیت رکھتے ہیں یہی کچھ نسائی کی حدیث لاتخذناہ عیداً کے تحت ماذکر فی یوم عرفۃ میں علامہ سندھی نے ذکر کیا کہ مراد یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ جمعہ کے دن نازل ہوئی اور اللہ نے ہمارے لئے اس دن دو عیدوں کو جمع کر دیا ایک جمعہ کی عید اور دوسری عرفہ کی)

معلوم ہوا! جس دن کوئی نعمت ملے اس دن کو بطور عید منایا جاسکتا ہے ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس یہودی کو فرما دیتے کہ

یہ تمہارا دین ہوگا کہ آیت کے نزول پہ عید مناؤ، ہم تو اس کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ فرماتے ہم تو صرف دو عیدوں کے قائل ہیں۔ منکرین بھی جانتے ہیں کہ عید میلاد ان دو عیدوں کی طرح نہیں نہ اس میں عید الفطر کی طرح نماز نہ عید الاضحیٰ کی طرح قربانی بلکہ صرف خوشی کا دن ہونے کی وجہ سے اس کو عید کہا جاتا ہے جب ایک آیت کے نزول پہ دو عیدیں ہیں تو محبوب خدا کی آمد پہ کیوں نہ عید منائی جائے۔ جن پہ پورا قرآن اتر ہے۔

عید نبوی کا زمانہ آگیا لب پہ خوشیوں کا ترانہ آگیا
پرچم دین نبی ہے سربلند کفر کو گردن جھکانا آگیا
ہر ستارے میں بڑھی ہے روشنی ہر کلی کو مسکرانا آگیا
میرے ہونٹوں پر ہے نعت مصطفیٰ ہاتھ بخشش کا بہانہ آگیا

(حدیث احسان کا حوالہ بخاری شریف، ص ۱۲، الدین النصیحہ ص ۱۳۔ النصیحہ کلمۃ جامعۃ معناھا خیار الخیر للمنصوح لہ حاشیہ نمبر ۹ ص ۱۳)

بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنے پر بھی ثواب ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّىٰ مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ (حدیث نمبر ۵۶)

جو بھی تو خرچ کرے جبکہ تیری نیت رضا الہی ہو تو تجھے اس پر اجر ملے گا یہاں تک کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو تو لقمہ ڈالتا

ہے۔ (اس سے اوپر والی حدیث میں ہے۔)

إذا انفق الرجل على اهله يحسبها فهي له صدقة

جب کوئی شخص اپنے گھر والوں پہ ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو اس پر اسے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے ہاتھ یہ کئی طرح کی بیعت کرتے:

حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ،

(حدیث نمبر ۵۷)

میں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ نماز کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کی بیعت کی۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر ایک درخت کے

سائے میں چلا گیا جب رش کم ہوا تو آپ نے فرمایا: اے سلمہ کیا بیعت نہیں کرے گا؟ میں نے عرض کیا حضور! میں نے بیعت

کر لی ہے، فرمایا: اور کر لے، فبايعته الثانية، پس میں نے دوبارہ بیعت کی۔ راوی (یزید بن ابی عبید) کہتے ہیں میں نے کہا تم

نے کس چیز پر بیعت کی تو انہوں نے فرمایا: علی الموت، موت پر۔ (بخاری ص ۴۱۵)

معلوم ہوا! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ کئی طرح کی بیعت کی لہذا یہ کہنا کہ بیعت طریقت کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہی تو بیعت طریقت ہے جس میں مرشد اپنے مرید کو انہی باتوں کی تاکید کرتا ہے۔ (وقال عبادة بايعنا النبي على ان لا ننتهب) (بخاری ج ۱ ص ۳۳۶) عبادہ نے فرمایا: ہم نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم کسی کا مال نہیں لوٹیں گے)

وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا:

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اچانک تین شخص آئے ان میں سے دو تو حضور علیہ السلام کے سامنے آگئے اور ایک چلا گیا۔ حضرت ابو واقد فرماتے ہیں: وہ دونوں حضور علیہ السلام کے پاس کھڑے رہے پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں خالی جگہ دیکھی تو وہ وہاں بیٹھ گیا جبکہ دوسرا حلقہ کے آخر میں جا بیٹھا۔ جب حضور علیہ السلام (موضوع سے متعلقہ گفتگو سے) فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں تین شخصوں کا حال نہ سناؤں

أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَأَهُ اللَّهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحَى اللَّهَ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاعْبَرَضَ فَاعْبَرَضَ اللَّهُ عَنْهُ (حدیث نمبر ۶۶)

ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ لی پس اللہ نے اس کو پناہ دے دی، دوسرا شرمایا گیا اللہ نے بھی اس سے حیا کی، تیسرے نے منہ موڑ لیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آنا اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا ہے۔ حضور علیہ السلام کا قرب قرب الہی ہے اور آپ کی بارگاہ سے پھرنے والا رب کی بارگاہ سے دور ہونے والا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے

وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا
مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ اس سے پھر گیا

لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ:

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع کے موقع پہ) اونٹ پہ جلوہ گر (ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے) تھے ایک صحابی نے اونٹ کی مہار یعنی نیل تھامی ہوئی تھی۔ پھر حضور علیہ السلام نے پوچھا: ای یومہ هذا، آج کون سادہ ہے؟ ہم خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ حضور علیہ السلام اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آج قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے ہاں میں جواب دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ای شہرہ هذا؟ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم پھر خاموش ہو رہے اور گمان کیا کہ آپ اس مہینے کا نام بدل دیں گے، تب آپ نے فرمایا: کیا ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض

کیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا:

فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا يُبَلِّغُ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ (حدیث نمبر ۶۷)

بے شک تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزت ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہے جیسے تمہارے اس دن کی حرمت، تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر کے اندر چاہئے کہ جو حاضر ہے وہ غائب تک (میرا یہ ارشاد) پہنچا دے ہو سکتا ہے حاضر کی بہ نسبت غائب زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ بخاری شریف کے بعض مقامات (کتاب الحج، کتاب الاضاحی) میں بجائے دو کے تین سوال ہیں اور تیسرا یہ ہے۔ اسی بلد ہذا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون سا شہر ہے؟ یہی وجہ ہے کہ آخر میں فی بلدکم ہذا فرمایا: اتنا اور بھی اضافہ ہے کہ تم بہت جلد اپنے رب سے ملنے والے ہو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو پھر فرمایا: سنو! کیا میں نے پہنچا دیا (دو مرتبہ فرمایا) لوگوں نے عرض کیا، جی ہاں، فرمایا: اے میرے اللہ تو بھی گواہ ہو جا۔

شاہد کا معنی حاضر و ناظر

اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا! شاہد کا معنی حاضر ہے (اس کے علاوہ اور کوئی معنی یہاں بن ہی نہیں سکتا) اور حاضر اگر اندھا نہیں ہے تو ناظر بھی ہے لہذا آیت کریمہ یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہداً، سے حضور علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوا۔ دوسرا اس حدیث سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام کا ادب و احترام سامنے آتا ہے کہ باوجودیکہ سب جانتے تھے کہ یہ حج کا دن ہے، ذی الحجہ کا مہینہ ہے، شہر مکہ ہے لیکن کوئی ایک بھی تو نہیں عرض کر رہا کہ حضور! یہ تین سوال بھی کوئی اتنے مشکل ہیں جو آپ ہم سے پوچھ رہے ہیں، ہم حج کرنے کے لئے آئے ہیں اور حج مکہ شہر میں ہی ہوتا ہے اور آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ بھلا اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے کیونکہ ان کے لئے یہ ہی بڑی بات ہے

مقام وجد ہے اے دل کہ کوئے یار میں پہنچے

بڑے دربار میں آئے بڑی سرکار میں پہنچے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا جذبہ تبلیغ:

چونکہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مال جمع کرنے کے بارے میں اپنا ایک خاص موقف رکھتے تھے اور ان کا یہ موقف قرآنی آیت ان الذین یکنزون الذہب، التوبہ سے مستنبط تھا تو اس طرح دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ان کا اختلاف رہتا تھا چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں انہیں اس بارے میں فتویٰ دینے سے روک دیا گیا۔ صحیح بخاری کا مندرجہ ذیل واقعہ جمرہ وسطیٰ کے پاس پیش آیا جب لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے اور مسائل پوچھ رہے تھے تو ایک قریشی نے آکر کہا: آپ کو تو فتویٰ دینے سے روکا گیا ہے، اس پر آپ نے فرمایا:

لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّصَامَةَ عَلَى هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّي أَنْفَذْتُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تُجِيزُوا عَلَيَّ لَأَنْفَذْتُهَا، (ترجمة الباب نمبر ۱۰، العلم قبل القول والعمل)
اگر تم تیز تلوار بھی میری گدی پہ رکھ دو پھر مجھے یہ گمان ہو کہ تلوار کے کام کرنے سے پہلے وہ ایک کلمہ جو میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہہ سکوں گا تو بھی ضرور کہہ کر رہوں گا

حلق پہ تیغ رہے سینے پہ جلا د رہے

لب پہ تیرا نام رہے دل میں تیری آس رہے

اصل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی تھا:

من سئل عن علم فكتبه الجرم يوم القيمة بلجام من النار

جس سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپائے تو اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ اسی طرح ایک حدیث میں حق چھپانے والے کو گونگا شیطان کہا گیا۔ باقی رہا اطاعت امیر کا معاملہ تو وہ معصیت میں نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنْفِرُوا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے میری امت کے مبلغین! تم لوگوں پر) آسانی پیدا کرو سختی نہ کرو اور (انہیں) خوشخبریاں سناؤ نفرت مت دلاؤ۔

چنانچہ اس سے اگلی حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ کے لئے ہفتے میں صرف ایک دن (جمعرات کا) مقرر کر رکھا تھا بعض لوگوں نے کہا: آپ روزانہ ہمیں وعظ فرمایا کریں، آپ نے جواب دیا صرف اس وجہ سے روزانہ وعظ نہیں کرتا کہ کہیں تم اکتانہ جاؤ لہذا میں تمہاری فرصت و نشاط کا ایسے ہی خیال رکھتا ہوں جیسے حضور علیہ السلام ہمارا خیال رکھتے تھے۔ معلوم ہوا! اچھے کام کے لئے دن مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور ہر وقت وعظ و نصیحت کی محفلیں جمائے رکھنا اور لوگوں کو خوف و عذاب کے واقعات سنانا کر ڈراتے رہنا اس میں ضرور حرج ہے (والحرج مدفوع بالنص) کبھی کبھی رخ والضحیٰ، زلفِ دوتا اور شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ بھی ضرور ہونا چاہئے۔

دو عالم بکا کل گرفتار داری بہر مو ہزاراں گناہ گارداری

زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاؤں اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاؤں

تاہم جہاں صرف بشارتوں سے لوگوں کی طرف سے بد عملی کا خطرہ ہو وہاں انداز محتاط ہونا چاہئے اور یہ ساری رہنمائی ہمیں حضور علیہ السلام کے ارشادات عالیہ سے ہی مل رہی ہے۔ حضور علیہ السلام کی سواری پر آپ کے پیچھے حضرت معاذ سوار تھے۔ آپ نے تین مرتبہ ان کو مخاطب کر کے فرمایا: یا معاذ! اور انہوں نے تین مرتبہ ہی عرض کیا: لبيك يا رسول الله

وسعدیک، پھر فرمایا:

ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله صدقاً من قلبه الا حرمه الله على النار
کوئی شخص جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ کی آگ کو
حرام کر دیا ہے۔

حضرت معاذ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دوں؟ فرمایا:

اذا يتكلموا، وفي رواية لا، اني اخاف ان يتكلموا
ناں ناں مجھے خطرہ ہے کہ کہیں لوگ اس پر ہی بھروسہ نہ کر لیں (اور نیک اعمال چھوڑ دیں)
چنانچہ حضرت معاذ نے موت کے وقت لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دی تاکہ کہیں علم چھپانے والوں میں سے ہو کر گناہ گار نہ ہو
جاؤں (بخاری شریف ۱۲۸-۱۲۹)

ایک اعرابی مسجد میں آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اس کو پکڑنے لگے تو آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو اور پیشاب
پہ پانی بہا دو چنانچہ پورا پیشاب کرنے دیا اور فَصَبَتْهُ عَلَيْهِ خود پانی بہایا اور فرمایا:
بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين (بخاری حدیث نمبر ۲۱۹ و نمبر ۲۲۰)
تم آسانیوں کے لئے آئے ہو نہ کہ مشکلات کے لئے۔

من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ
علیہ وسلم فرما رہے تھے: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

فقہاء کرام کا مقام

اس حدیث میں خیراً کی تین برائے تعظیم ہے یعنی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین
کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا! سب سے بڑی بھلائی دین کی سمجھ ہے اور سب سے افضل شخص دین کا فقیہ ہے اور جو فقہاء کا
بدخواہ ہے وہ خدا کا دشمن ہے کہ خدا تو ان سے بھلائی کا ارادہ رکھے اور یہ ان کے ساتھ دشمنی کرے فقہاء کی فضیلت پر چند
احادیث ملاحظہ ہوں۔

* فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ترمذی، مشکوٰۃ)

ایک فقیہ ہزار عابد (غیر فقیہ) سے شیطان پہ بھاری ہے۔

* خياركم في الجاهلية خياركم في الاسلام اذا فقهوا (مشکوٰۃ)

جاہلیت میں جو لوگ بہترین تھے وہ اسلام میں بھی بہترین ہیں جبکہ (دین کی سمجھ) حاصل کر لیں۔

امام حسن بصری علیہ الرحمۃ کے مطابق فقیہ وہ ہے جو دنیا سے بے تعلق ہو کر آخرت کی رغبت رکھے، دین کے متعلق بصیرت رکھتا ہو اور عبادت پہ کار بند ہو ورنہ دنیا دار اور جھگڑا لوفقیہ کے بارے میں فرمایا گیا:

من طلب العلم لیجاری بہ العلماء اولیجاری بہ السفهاء اویصرف وجوه الناس الیہ ادخلہ اللہ النار (ترمذی، مشکوٰۃ)

جو شخص علماء سے مقابلہ اور علماء سے جھگڑا اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے علم حاصل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔

ایسے ہی علماء (سوء) کے بارے میں فرمایا گیا:

ان شرار الشر شرار العلماء،

سب لوگوں سے بدتر بُرے علماء ہیں اور علماء حق و فقہاء کے بارے میں فرمایا:

ان خیار الخیر خیار العلماء،

بے شک سب سے اچھے لوگ اچھے علماء ہیں (مشکوٰۃ)

سردار بننے سے پہلے دین سیکھو

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: تفقہوا قبل ان تسودوا (بخاری، ترجمہ الباب نمبر ۱۵) سردار بنائے جانے سے پہلے دین کی سمجھ حاصل کرو تا کہ دین کی روشنی میں اپنے متعلقین کی رہنمائی و سرداری کرو کیونکہ سرداری مل جانے کے بعد عموماً سرداری علم سے مانع ہو جاتی ہے۔ اس پر امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وبعد ان تسودوا وقد تعلم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد کبر سنہم (ایضاً)

اور سرداری مل جانے کے بعد بھی (علم حاصل کرو) کیونکہ حضور علیہ السلام کے کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بڑی عمر میں علم حاصل کیا (بہر حال مسلمان سردار کا عالم ہونا ضروری ہے اور حصول علم کے لئے سرداری اور کبر سنی مانع نہیں ہونی چاہئے)

قابل رشک انسان کون ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بندے قابل رشک ہیں ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کو راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ بندہ

اتاہ اللہ الحکمة فهو یقضى بها ویعلمها، (بخاری باب لاحد الانی اثین)

جس کو اللہ نے حکمت و بصیرت (دین کی سمجھ) دی اور وہ لوگوں میں اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے

حضور علیہ السلام نے اپنے چچا زاد جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے سینے سے لگا کر یہ دعا دی۔

اللهم علمہ الكتاب (بخاری حدیث نمبر ۷۵)

اے اللہ اس کو کتاب کا علم عطا فرما۔

ایک روایت میں ہے اللھم فقہہ فی الدین (بخاری ج ۱ ص ۲۶)

اے اللہ اس کو دین کا فقیہ بنادے۔ کسی نے کیا خوب کہا

ہمیں دنیا سے کیا مطلب؟ یہ مکتب ہے وطن اپنا

میں گے ہم کتابوں میں ورق ہوں گے کفن اپنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول امام بخاری علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا:

کو نو اربانیین حکماء علماء فقہاء، اللہ والے یعنی حکمت والے علم والے اور سمجھ (فقہ) والے ہو جاؤ۔

(باب العلم قبل القول والعمل)

حدیث کا دوسرا جز:

تفقہ فی الدین والی حدیث کا دوسرا جز حدیث پاک کے مشہور الفاظ ہیں:

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي (حدیث نمبر ۷)

میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ بعض مقامات بخاری مثلاً کتاب الجہاد میں تعلیقاً قاسم کے ساتھ خازن کا لفظ بھی ہے اور چونکہ یہاں شبہ فعل (قاسم) کا متعلق (مفعول وغیرہ) محذوف ہے تو بقاعدہ علم معانی اس سے عموم مراد ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت، ہر زمانے میں ہر کسی کو حضور علیہ السلام ہی کے ہاتھوں سے ملتی ہے اگر صرف علم مراد لو گے تو ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ بھی صرف علم ہی عطا کرتا ہے تو جب عطا میں عموم ماننا ضروری ہے تو تقسیم میں بھی عموم ماننا ضروری ٹھہرا چاہے وہ علم ہو، عمل ہو، تقویٰ ہو ہدایت ہو، الغرض اس دنیا کی کوئی نعمت ہو یا اگلے جہان کی۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا بنتی ہے کو نین میں نعمت رسول اللہ کی (اعلیٰ حضرت)

رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

کسی کے ذہن میں یہ سوال نہ آئے کہ حدیث میں انما کلمہ حصر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام میں صرف تقسیم کرنے ہی کی صفت ہے۔ باقی آپ کا بشیر و نذیر ہونا سراج منیر ہونا (وغیرہ) کہاں گیا کیونکہ یہ حصر سامع کے اعتبار سے ہے کہ اس کو بتایا گیا کہ میں معطی نہیں صرف قاسم ہوں جبکہ سامع کا اعتقاد یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معطی ہیں قاسم نہیں ہیں۔ اس کو قصر قلب کہیں گے اور اگر سامع کا اعتقاد یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معطی بھی ہیں قاسم بھی ہیں تو پھر انما برائے قصر افراد ہوگا یعنی مجھ میں یہ دونوں صفات نہیں بلکہ ان دونوں میں سے صرف ایک صفت ہے (کرمانی) اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں

* حضرت موسیٰ اور جناب خضر علیہما السلام کا واقعہ حدیث نمبر ۷۳ میں بیان ہوا علاوہ ازیں بھی امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بارہ مقامات پر اس واقعہ کو بیان فرمایا

تبرک کا ثبوت:

حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کی اس ادائے دلنواز کو آج تک نہیں بھولا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول سے پانی لے کر میرے چہرے پہ کلی فرمائی اور اس وقت میری عمر پانچ سال تھی۔ (حدیث نمبر ۷۷)

اس حدیث سے جہاں چھوٹے بچے کے ساتھ نبی کریم علیہ السلام کا خوش طبعی فرمانا معلوم ہوا وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک اور پس خوردہ سے برکت حاصل ہوتی ہے اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کو اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے۔ تبھی تو ان لفظوں سے اس حسین واقعہ کو بیسیوں سال بعد بیان کر رہے ہیں۔ عقلت من النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کہ مجھے آج تک حضور علیہ السلام کی یہ ادایا دے، پھر یہ بھی یاد رہے کہ کسی کے چہرے پر کلی کرنا یا کھانے میں لعاب ڈالنا کسی کا پس خوردہ اس قدر عقیدت و احترام سے لینا تبرک نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ عقیدت نہ ہو تو انہی چیزوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں جا بجا آپ کو اس طرح کے جلوے نظر آئیں گے کہ حضور علیہ السلام کے وضو میں استعمال ہونے والے پانی کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کس قدر عقیدت ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کس قدر ادب و احترام والا معاملہ ہوتا، جس پانی سے آپ نوش فرماتے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک کتنی اہمیت کا حامل ہوتا جس سے معلوم ہوگا کہ دوسروں کا معاملہ اور ہے اور محبوبان خدا کی شان اور ہے۔ دوسروں کی جن چیزوں سے نفرت کی جاتی ہے محبوبان خدا کی انہی چیزوں سے محبت کی جاتی ہے۔

حضور علیہ السلام کا فضلہ حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرام کی بے تابی

صحیح بخاری باب البصاق والخطا ونحوہ فی الثوب میں ہے کہ حدیبیہ کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت یہ تھی:

وما تنخم النبی صلی اللہ علیہ وسلم نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم فذلک بہا وجهہ وجلدہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک سے نکلنے والا فضلہ بھی کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر گرتا اور وہ اسے اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے۔ راوی کہتے ہیں:

رایت الناس یبتدرون ذلک الوضوء فمن اصاب منه شیئا تمسح بہ ومن لم یصب منه شیئا اخذ من بلل ید صاحبہ

حضور علیہ السلام کے وضو کا پانی لینے کے لئے صحابہ دوڑتے تھے جس کو مل گیا اس نے منہ پہل لیا اور جس کو نہ مل سکا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے اس پانی کی تری لے کر اپنی محبت کا اظہار کر لیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۴)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقدرح فیہ ماء فغسل یدیه ووجہہ فیہ ومج فیہ ثم قال لہما

اشربا منہ وافرغا علی وجوہکما ونحورکما (بخاری حدیث نمبر ۱۸۸)

نبی اکرم علیہ السلام نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں اپنے ہاتھوں اور چہرے کو دھویا اور اس میں کلی فرمائی پھر حضرت بلال اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے فرمایا: کچھ پی لو اور کچھ منہ اور سینوں پہ مل لو۔ دوسرے لوگوں کی حالت یہ تھی فجعل الناس یاخذوا من فضل وضوئہ فیتسحون بہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہوئے پانی کو لے رہے تھے اور اپنے جسموں پہ مل رہے تھے (بخاری حدیث نمبر ۱۸۷) ایک روایت میں ہے، کا دو ایقتتلون علی وضوءہ (حدیث نمبر ۱۸۹) قریب تھا کہ آپ کا غسلہ حاصل کرنے کے لئے لوگ قتال شروع کر دیں گے۔ کیا خوب کہا مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے

زحجرہ پائے در محن حرم نہ بفرق خاک بوسان قدم نہ

حضور حجرہ مبارک سے پاؤں محن حرم میں رکھے اور اپنے در کی خاک چومنے والوں کے سر کی چوٹی (مانگ) پہ رکھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بزرگی کا معیار:

حضرت علقمہ فرماتے ہیں: میں شام سے (مدینہ شریف) آیا میں نے (مسجد نبوی شریف میں) دو رکعت نماز ادا کر کے یہ دعا کی اللھم یسر لی جلیسا صالحا، اے اللہ مجھے کوئی اچھا ساتھی ملا دے چنانچہ میں ایک حلقہ میں آیا تو اچانک میرے ساتھ ایک بزرگ بیٹھ گئے میں نے معلوم کیا تو وہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ تھے میں نے ان سے عرض کیا کہ میں نے ایسے ایسے دعا کی تھی تو اللہ نے آپ کو میرا جلیس بنا دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: تو کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کوفہ کا نام لیا تو انہوں نے فرمایا:

اولیس عندکم ابن ام عبد صاحب النعلین والو سادة والمطهرة (بخاری ج ۱ ص ۵۲۹)

کیا تمہارے پاس ابن ام عبد صاحب النعلین کی نعلین پاک، تکیہ مبارک اور لوٹا شریف اٹھانے والے ہیں۔

اس حدیث کو لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابی کے نزدیک بھی عظمت و فضیلت کا معیار تبرکات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتا ہے۔ حالانکہ حضرت ابن مسعود معلم ہذہ الامۃ بھی تھے اور بھی کئی خوبیوں کے مالک تھے لیکن حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے تبرکات کے حوالے سے ہی بات کی ہے۔

ہر وقت علم و عمل اور ایمان و یقین کی بات کرنے والو اور فقط اسی پر ہی خوش رہنے والو کبھی یہ باتیں بھی کیا کرو جو حضور پاک کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بڑی عقیدت کے ساتھ کیا کرتے تھے

لگے کیوں نہ آنسوؤں کی جھڑی کہ محبت اپنے گلے پڑی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی وہ ہمیں یہ روگ لگا گئے

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی اٹھا گئے

حضور علیہ السلام کا بال مبارک اور اس کی اہمیت:

امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں: میں نے (جلیل القدر تابعی) حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کے کچھ بال مبارک ہیں جنہیں میں نے حضرت انس یا ان کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے۔ حضرت عبیدہ نے فرمایا:

لَا تَكُونُ عِنْدِي شَعْرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا (حدیث نمبر ۱۷۰)

ان بالوں میں سے اگر ایک بال میرے پاس ہو تو میرے لئے دنیا و ما فیہا سے محبوب تر ہو۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جب حضور علیہ السلام نے حلق کروایا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: میرے بال لوگوں میں تقسیم کر دو، چنانچہ حدیث میں ہے: کان ابو طلحۃ اول من اخذ من شعرہ (بخاری شریف حدیث نمبر ۱۷۱) سب سے پہلے حضرت ابو طلحہ نے موئے مبارک حاصل کئے، انہوں نے اپنی بیوی اور حضرت انس کی والدہ ام سلیم کو دیئے اور حضور علیہ السلام نے ام سلیم کو فرمایا: انہیں خوشبو میں بسالینا۔ (مسلم شریف باب السنۃ یوم النحر ان یری اثم نحر ثم یحلق ص ۳۲۱ صحیح ابوعوانہ و مسند امام احمد)

ان بالوں کی اہمیت آج کل کے خشکوں سے پوچھنے کی بجائے سیف من سیوف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے پوچھو جو سخت جنگ کی حالت میں اپنی ٹوپی تلاش کر رہے ہیں کیونکہ اس میں موئے مبارک تھا جس کی وجہ سے ہر جنگ میں فتح نصیب ہوتی تھی۔ (یعنی ج ۳ ص ۳۷)

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم . الا حدیث یار کہ تکرار کردہ ایم

عاشقانِ اوز خوباں خوب تر

بخاری شریف کی ج ۱ ص ۳۱۶ کتاب المساقات میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک پیالے کے اندر مشروب لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ پیا اور چونچ گیا اس کو لینے کے لئے اب تمام اہل مجلس بے تاب ہیں لیکن آپ کی دائیں طرف ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا جو حاضرین میں سے سب سے چھوٹا تھا اور بائیں طرف بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے۔ اب حضور علیہ السلام کا طریقہ ہر بابرکت کام دائیں طرف سے کرنے کا تھا چنانچہ آپ نے اس لڑکے سے اجازت لیتے ہوئے فرمایا: اتاذن لی ان اعطیہ الاشیاخ، کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ ان بزرگوں میں سے کسی کو دے دوں؟ اس نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ یہ تھا ما کنت لاوثر بفضلی منك احدا یا رسول اللہ، حضور میں تو آپ کے تبرک کی فضیلت اپنے سوا کسی کو نہیں لینے دوں گا (جبکہ دائیں طرف ہونے کی وجہ سے حق بھی میرا ہی بنتا ہے تو پھر میں اس شرف کے حصول میں اپنے آپ پر کسی کو ترجیح کیوں دوں؟) فاعطاہ ایاہ، چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو دے دیا

جب بچوں کا یہ حال ہے تو بڑوں کے جذبات کیا ہوں گے؟ یقیناً یہی ہوں گے

سپائے رسول پاک پہ سر ہے جھکا ہوا ایسے میں آجل تو کہاں جا کے مر گئی

ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے ایک مہینہ کا سفر کیا:

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے باب الخروج فی طلب العلم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما (جو عظیم الشان صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) نے صرف ایک حدیث لینے کے لئے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مہینے کا سفر کیا۔ پورا واقعہ اس طرح ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا! ملک شام میں ایک صاحب کے پاس حضور علیہ السلام کی ایک حدیث ہے جو میرے پاس نہیں۔ چنانچہ انہوں نے پیشکش اونٹ خریدا، اس پہ کبادہ کسا اور ملک شام آئے، عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے دربان سے کہا، صاحب خانہ کو اطلاع دو کہ جابر دروازے پہ کھڑا ہے۔ انہوں نے پوچھا! عبد اللہ کا بیٹا جابر؟ کہا ہاں، وہ باہر آئے معاف کیا میں نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس حضور علیہ السلام کا ایک فرمان ہے، میں ڈرا اور چاہا کہ اس فرمان کو پانے سے پہلے ہی نہ مر جاؤں، لہذا وہ فرمان مجھے سناؤ۔ حضرت عبد اللہ نے کہا وہ فرمان یہ ہے کہ حضور علیہ السلام سے میں نے سنا، آپ نے فرمایا:

لوگ قیامت کے دن ننگے بدن، غیر محتون اٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور اللہ کا فرمان دور و نزدیک سے برابر سنا جائے گا۔ میں بادشاہ ہوں، میں بدلہ دینے والا ہوں، کوئی بھی جنت کا مستحق، داخل جنت نہیں ہوگا اگر اس کے خلاف کہیں سے ظلم کی آواز اٹھے گی جب تک کہ اس سے بدلہ نہ لے لیا جائے یہاں تک کہ ایک تھپڑ کا بھی پوچھا گیا کہ لوگ ننگے بدن اور غیر محتون کیوں ہوں گے۔ فرمایا: حسنات و سیئات کی بدولت (زہۃ القاری شرح بخاری، ملخصاً)

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرمائیں

اس دور کے نام نہاد عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم غور کریں کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک حدیث کے لئے اس قدر اہتمام فرمائیں اور ہماری حالت یہ ہو کہ روزانہ اخبار، ڈائجسٹ، ناول، قصے کہانیاں تو پابندی سے پڑھتے ہیں اور بلا ناغہ نہیں پڑھتے تو خدا کا کلام نہیں پڑھتے اور اپنے نبی علیہ السلام کا فرمان نہیں پڑھتے، حالانکہ ہزاروں ہزاروں احادیث کے مجموعے آج ترجمہ شدہ آسانی کے ساتھ مل جاتے ہیں مگر کتنے لوگوں کے گھروں میں احادیث کے یہ خزانے موجود ہیں، دنیا کی ہر نعمت اپنے گھر میں لانا چاہتے ہیں اور اپنے نبی علیہ السلام کے فرمان کو گھر کے قریب نہیں آنے دیتے شاہد اس لئے ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر سکون و اطمینان کی دولت سے ہم محروم ہیں کیوں کہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے محروم ہیں۔

دونوں عالم میں تمہیں مقصود گرا آرام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

قیامت کی نشانیاں

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے ”قیامت کی نشانیاں میں سے یہ بھی ہے کہ، ان یرفع العلم و یثبت الجہل و یشرب الخمر و یظهر الزنا، علم اٹھ جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، شراب پی جائے گی اور زنا عام ہو جائے گا۔

(بخاری شریف حدیث نمبر ۸۰)

حضور علیہ السلام کا بال مبارک اور اس کی اہمیت:

امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں: میں نے (جلیل القدر تابعی) حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کے کچھ بال مبارک ہیں جنہیں میں نے حضرت انس یا ان کے گھروالوں سے حاصل کیا ہے۔ حضرت عبیدہ نے فرمایا:

لَا تَكُونُ عِنْدِي شَعْرَةً مِّنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا (حدیث نمبر ۱۷۰)

ان بالوں میں سے اگر ایک بال میرے پاس ہو تو میرے لئے دنیا و ما فیہا سے محبوب تر ہو۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جب حضور علیہ السلام نے حلق کروایا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: میرے بال لوگوں میں تقسیم کر دو، چنانچہ حدیث میں ہے: کان ابو طلحۃ اول من اخذ من شعرہ (بخاری شریف حدیث نمبر ۱۷۱) سب سے پہلے حضرت ابو طلحہ نے موئے مبارک حاصل کئے، انہوں نے اپنی بیوی اور حضرت انس کی والدہ ام سلیم کو دیئے اور حضور علیہ السلام نے ام سلیم کو فرمایا: انہیں خوشبو میں بسالینا۔ (مسلم شریف باب النہ یوم النحر ان یری اثم نحر ثم تحلق ص ۳۲۱ صحیح ابوعوانہ و مسند امام احمد)

ان بالوں کی اہمیت آج کل کے خشکوں سے پوچھنے کی بجائے سیف من سیوف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے پوچھو جو سخت جنگ کی حالت میں اپنی ٹوپی تلاش کر رہے ہیں کیونکہ اس میں موئے مبارک تھا جس کی وجہ سے ہر جنگ میں فتح نصیب ہوتی تھی۔ (یعنی ج ۳ ص ۳۷)

ماہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم . الاحادیث یار کہ تکرار کردہ ایم

عاشقانِ اوز خوباں خوب تر

بخاری شریف کی ج ۱ ص ۳۱۶ کتاب المساقات میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک پیالے کے اندر مشروب لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ پیا اور چونچ گیا اس کو لینے کے لئے اب تمام اہل مجلس بے تاب ہیں لیکن آپ کی دائیں طرف ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا جو حاضرین میں سے سب سے چھوٹا تھا اور بائیں طرف بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے۔ اب حضور علیہ السلام کا طریقہ ہر بابرکت کام دائیں طرف سے کرنے کا تھا چنانچہ آپ نے اس لڑکے سے اجازت لیتے ہوئے فرمایا: اتاذن لی ان اعطیہ الاشیاخ، کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ ان بزرگوں میں سے کسی کو دے دوں؟ اس نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ یہ تھا ما کنت لاوثر بفضلی منك احدا یا رسول اللہ، حضور میں تو آپ کے تبرک کی فضیلت اپنے سوا کسی کو نہیں لینے دوں گا (جبکہ دائیں طرف ہونے کی وجہ سے حق بھی میرا ہی بنتا ہے تو پھر میں اس شرف کے حصول میں اپنے آپ پر کسی کو ترجیح کیوں دوں؟) فاعطاہ ایاہ، چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو دے دیا

جب بچوں کا یہ حال ہے تو بڑوں کے جذبات کیا ہوں گے؟ یقیناً یہی ہوں گے

سپائے رسول پاک پہ سر ہے جھکا ہوا ایسے میں آجل تو کہاں جا کے مر گئی

ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے ایک مہینہ کا سفر کیا:

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے باب الخروج فی طلب العلم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما (جو عظیم الشان صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) نے صرف ایک حدیث لینے کے لئے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مہینے کا سفر کیا۔ پورا واقعہ اس طرح ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا! ملک شام میں ایک صاحب کے پاس حضور علیہ السلام کی ایک حدیث ہے جو میرے پاس نہیں۔ چنانچہ انہوں نے پیشل اونٹ خریدا، اس پہ کجادہ کسا اور ملک شام آئے، عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے دربان سے کہا، صاحب خانہ کو اطلاع دو کہ جابر دروازے پہ کھڑا ہے۔ انہوں نے پوچھا! عبد اللہ کا بیٹا جابر؟ کہا ہاں، وہ باہر آئے معاف کیا میں نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس حضور علیہ السلام کا ایک فرمان ہے، میں ڈرا اور چاہا کہ اس فرمان کو پانے سے پہلے ہی نہ مر جاؤں، لہذا وہ فرمان مجھے سناؤ۔ حضرت عبد اللہ نے کہا وہ فرمان یہ ہے کہ حضور علیہ السلام سے میں نے سنا، آپ نے فرمایا:

لوگ قیامت کے دن ننگے بدن، غیر مختون اٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور اللہ کا فرمان دور و نزدیک سے برابر سنا جائے گا۔ میں بادشاہ ہوں، میں بدلہ دینے والا ہوں، کوئی بھی جنت کا مستحق، داخل جنت نہیں ہوگا اگر اس کے خلاف کہیں سے ظلم کی آواز اٹھے گی جب تک کہ اس سے بدلہ نہ لے لیا جائے یہاں تک کہ ایک تھپڑ کا بھی پوچھا گیا کہ لوگ ننگے بدن اور غیر مختون کیوں ہوں گے۔ فرمایا: حسنات و سیئات کی بدولت (زہۃ القاری شرح بخاری، ملخصاً)

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرمائیں

اس دور کے نام نہاد عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم غور کریں کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک حدیث کے لئے اس قدر اہتمام فرمائیں اور ہماری حالت یہ ہو کہ روزانہ اخبار، ڈائجسٹ، ناول، قصے کہانیاں تو پابندی سے پڑھتے ہیں اور بلا ناغہ نہیں پڑھتے تو خدا کا کلام نہیں پڑھتے اور اپنے نبی علیہ السلام کا فرمان نہیں پڑھتے، حالانکہ ہزاروں ہزاروں احادیث کے مجموعے آج ترجمہ شدہ آسانی کے ساتھ مل جاتے ہیں مگر کتنے لوگوں کے گھروں میں احادیث کے یہ خزانے موجود ہیں، دنیا کی ہر نعمت اپنے گھر میں لانا چاہتے ہیں اور اپنے نبی علیہ السلام کے فرمان کو گھر کے قریب نہیں آنے دیتے شاہد اس لئے ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر سکون و اطمینان کی دولت سے ہم محروم ہیں کیوں کہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے محروم ہیں۔

دونوں عالم میں تمہیں مقصود گرا رام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

قیامت کی نشانیاں

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے ”قیامت کی نشانیاں میں سے یہ بھی ہے کہ، ان یرفع العلم و یثبت الجہل و یشرب الخمر و یظهر الزنا، علم اٹھ جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، شراب پی جائے گی اور زنا عام ہو جائے گا۔

(بخاری شریف حدیث نمبر ۸۰)

اس سے اگلی روایت میں ایک نشانی کا اضافہ ہے اور وہ یہ کہ: تكثر النساء ويقل الرجال حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد، عورتوں کی کثرت ہوگی، مرد کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگہبان صرف ایک مرد ہوگا۔ (حدیث نمبر ۸۱)

ایک روایت میں ہے فتنے پھیل جائیں گے اور ہرج یعنی قتل عام ہو جائے گا۔ (حدیث ۸۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے ہیں:

ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤساجها لا فستلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا، (حدیث نمبر ۱۰۰)

اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم (دین) کو یکدم نہ اٹھائے گا (کہ لوگوں کے سینوں سے نکال لیا جائے) بلکہ علماء کو فوت کر کے علم کو اٹھالے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے اور ان سے مسائل پوچھیں گے اور وہ انہیں بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے (مدینہ کے حاکم) ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ حضور علیہ السلام کی ہر حدیث لکھتے جاؤ کیونکہ علم کے مٹ جانے کا اور علماء کے اٹھ جانے کا خطرہ ہے اور حضور علیہ السلام کی حدیث کے سوا کچھ قبول نہ کیا جائے اور علم کو خوب پھیلاؤ اور (عوام) میں بیٹھو تاکہ بے علم لوگ علم حاصل کریں،

فان العلم لا يهلك حتى يكون سرا (بخاری ص ۱۷۲)

کیونکہ جب تک علم کو راز نہیں بنایا جائے گا تب تک علم نہ ختم ہوگا (اس سے ضمناً یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا! کتابت حدیث حضور علیہ السلام کے وصال کے تین سو سال بعد شروع نہیں ہوئی بلکہ بہت پہلے سے یہ سلسلہ شروع ہوا بلکہ خود آپ کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یمن سے آنے والے وفد کے سربراہ ابوشاہ کو حدیث لکھوا کر دی، فقال اکتبوا لابني فلان، (بخاری ج ۱ ص ۲۲) اور حضرت جابر کا ایک حدیث لینے کے لئے مہینے کا سفر کرنا قبل میں صحیح بخاری کے حوالے سے گزر چکا ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابن عمرو رضی اللہ عنہ احادیث لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا اس لئے ان کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث ہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۲)

اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل پوچھ رہے تھے اور ایک شخص نے عرض کیا، میں نے علم نہ ہونے کی وجہ سے قربانی سے پہلے سر منڈوا لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذبح ولا حرج، قربانی کر لے کوئی حرج نہیں۔ پھر دوسرے شخص نے عرض کیا! حضور مجھے پتہ نہیں تھا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے، فرمایا: کنکریاں مار لے کوئی حرج

نہیں۔ راوی کہتے ہیں:

فَمَا سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ إِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ ،
حضور علیہ السلام سے کسی کام کے متعلق جو اپنے مقام سے پہلے یا پیچھے کیا گیا ہو نہ پوچھا گیا مگر آپ نے یہی فرمایا:
کر لو کوئی حرج نہیں ہے۔ (حدیث نمبر ۸۳)

جن ائمہ کے نزدیک مندرجہ بالا ترتیب مسنون ہے جیسا کہ امام شافعی و احمد علیہما الرحمة، ان کے نزدیک بھی کچھ نہ کچھ حرج تو ہے ہی جبکہ امام ابو حنیفہ و مالک علیہما الرحمة کے نزدیک تو ویسے ہی ترتیب واجب ہے۔ عدم علم کی وجہ سے گناہ نہ سہی مگر فدیہ کی ادائیگی ضروری ہے۔ مگر ہم تو یہاں اختیارات مصطفیٰ علیہ السلام کی بات کر رہے ہیں جو بڑی وضاحت کے ساتھ اس حدیث سے ثابت ہو رہے ہیں اور یہ تو بخاری شریف کا ایک مقام ہے اور وہ بھی صرف حج کے موقع کا۔ اسی طرح حج کے موقع پہ جب آپ نے حرم شریف کے کانٹوں اور درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا تو قریش کے ایک شخص نے اذخر گھاس کاٹنے کی رخصت مانگی جو آپ نے دے دی۔ (بخاری ص ۲۲)

جبکہ دیگر معاملات میں آپ کے اختیارات پر سینکڑوں احادیث پیش کی جاسکتی ہیں مثلاً

اختیارات کی چند مثالیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَدِّ وَاعْنِي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ ابْنِ بَكْرٍ (بخاری ص ۶۷)
ابو بکر صدیق کے دروازے کے علاوہ ہر کسی کا دروازہ جو اس مسجد کی طرف کھلتا ہے بند کر دیا جائے۔
ایک صحابی کو جان بوجھ کر روزہ توڑنے پہ کفارہ لازم کرنے کی بجائے دس سیر کھجوروں سے نواز دیا (مشکوٰۃ)
حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو مردوں کے برابر قرار دے دی۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے خاوند کی شہادت پر چار ماہ دس دن کی بجائے تین روز کا سوگ کافی قرار دیکر آگے نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔

ایک صحابی (حضرت ابو بردہ بن نیار) کیلئے چھ ماہ کا بکری کا بچہ قربانی کے لئے جائز قرار دیا۔ (بخاری ص ۱۳۰، ص ۱۳۰، ص ۱۳۲)
حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کیلئے خارش کے دفیعہ کی خاطر ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔

اپنی مسجد میں اپنے، حضرت علی اور حضرت فاطمہ و حسنین کریمین علیہم الرضوان کیلئے بحالت جنابت آنا جانا حلال قرار دیا۔
حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کیلئے سونے کے کنگنوں کی بشارت دی جو عہد فاروقی میں پوری ہو، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کے ساتھ علم غائب کا ثبوت بھی مل گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دس ہزار اشرفی پر جنتی مکان فروخت کر دیا اور ضامن خود ہو گئے اس طرح بڑا رومہ اور جنت البقیع کی خریداری پر جنت بیچ دی۔

حضرت ربیعہ بن کعب کو جنت میں رفاقت عطا فرمادی۔

الغرض: مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی فرماتے ہیں:

من خصائصه صلى الله عليه وسلم انه كان يخص من يشاء بها يشاء من الاحكام
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ شریعت مطہرہ کے احکام میں سے جس کے ساتھ جس کو چاہیں خاص فرمادیں اور جس کو چاہیں مستثنیٰ فرمادیں۔

حضور علیہ السلام نے فلاں چیز فرض فرمائی کہنا

عموماً کہا جاتا ہے فرض اللہ تعالیٰ کا ہے اور سنت حضور علیہ السلام کی مگر یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ آپ بھی کوئی کام فرض فرما سکتے ہیں جیسا کہ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۹۵ پر ہے، ہذہ فريضة التي فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على المسلمين، یہ زکوٰۃ وہ فرض ہے جو حضور علیہ السلام نے اہل اسلام پر فرض کیا ہے۔ اب یا تو یوں کہہ لو کہ رسول کا فرض کرنا اللہ ہی کا فرض کرنا ہے جیسا کہ رسول کی اطاعت و رضا اللہ ہی کی اطاعت و رضا ہے اور یا یوں کہہ لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو چیزیں فرض و حرام کرنے کا اختیار دیا ہے۔

امام بوصیری علیہ الرحمۃ نے قصیدہ بردہ شریف میں کیا خوب کہا:

نبينا الامر الناهي فلا احد
ابر من قول لامنه ولا نعم

علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ نسیم الریاض شرح شفا شریف میں اس شعر کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انه لاحاكم سواه صلى الله عليه وسلم فهو حاكم غير محكوم

آپ کے سوا کوئی حاکم نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مخلوق کے) حاکم (اور صرف اپنے رب کے محکوم) ہیں۔

اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے نہ صرف قرآن میں بلکہ تورات و انجیل میں بھی خدا نے اعلان کیا:

يحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبيثات ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم

(اعراف ۱۵۷)

(میرا پیارا محبوب) ستھری چیزوں کو حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے اور ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں

کے بھاری طوق ان سے اتار پھینکے گا

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود! یہ مراد کس آیت و خبر کی ہے

حضور علیہ السلام سے حاجتیں طلب کی جاتی تھیں

صحیح بخاری شریف ص ۱۹۲ ج ۱ میں ہے،

اذا جائه السائل او طلبت اليه حاجة..... جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مانگنے والا آتا یا آپ کی طرف کوئی حاجت لے کر جاتا تو اس کو یہ نہ کہا جاتا کہ اللہ سے کیوں نہیں مانگتا حاجت روا تو صرف وہی ہے بلکہ فرمایا جاتا کہ اس کی حاجت پوری کرنے کی سفارش کر کے اجر پاؤ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کے صدقے اس کی حاجت کو پورا فرماتا بلکہ اسی میں ص ۱۹۲ ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر مسلمان پہ صدقہ لازم ہے عرض کیا گیا! اگر صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو تو؟ فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کر کے اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے اور اسی کمائی سے صدقہ بھی کرے۔ عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ فرمایا: يعين ذا الحاجة الملهوف، مظلوم و متحیر کی حاجت میں اس کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے اس کو نیکی کا حکم دینا اور بدی سے بچانا بھی صدقہ ہے۔ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

* حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں غزوہ فتح کے موقع پر ایک عورت کا چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر اس نے بہت اچھی توبہ کی اور اس کی شادی ہو گئی۔ اس کے بعد وہ اپنی حاجت روائی کے سلسلہ میں آیا کرتی تھی۔ فادفع حاجتها الي رسول الله صلى الله عليه وسلم، پس میں اس کی حاجت کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کر دیا کرتی تھی۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶۱)

نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت اسماء (بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ میں (اپنی بہن، ام المومنین) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس حال میں آئی کہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں، میں نے پوچھا! لوگوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ (لوگ سورج گرہن کی نماز پڑھ رہے ہیں) اور کہا سبحان اللہ، میں نے کہا کیا کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے سر کے ساتھ اشارہ کیا (کہ ہاں نشانی ہے) میں بھی نماز کے لئے کھڑی ہو گئی حتیٰ کہ مجھے غشی آنے لگی۔ میں نے اپنے سر پہ پانی ڈالنا شروع کیا، نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرَيْتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ (الی اخرہ، حدیث نمبر ۸۶)

میں نے اس مقام پہ کھڑے ہو کر ہر وہ چیز دیکھ لی جو آج تک نہ دیکھی تھی یہاں تک کہ جنت و دوزخ بھی۔

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

یعنی تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک ہر چیز دیکھ لی۔ اب اس سے مراد رویت قلبی ہو یا بصری بہر حال جمیع ماکان و مایکون کا آپ کی نگاہوں کے سامنے ہونا ثابت ہوا اور جب دیکھنا ثابت ہوا تو علم بھی ثابت ہو گیا۔ مامن شیء میں شئی نکرہ ہے جو نفی کے تحت آیا ہے اس میں بھی عموم ثابت ہو گیا، چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہیں والشیء فی قوله مامن شیء اعم العام

وقد وقع نكرة تحت النفي، حضور عليه السلام کے فرمان میں شئی نکرہ ہے جو حرف نفی کے تحت آکر عام ہو گیا اور پھر شئی کیا ہے؟ شرح عقائد میں ہے الشیء عندنا الموجود، لہذا تمام موجودات کو شامل ہو گیا چاہے موجودات ماضیہ ہوں یا آئندہ بلکہ خود مشاہدہ حق بھی اس میں شامل ہے جیسا کہ علامہ عینی نے فرمایا:

إذا الشیء يتناولہ لا یمنعہ والعرف لا یقتضی اخراجه (ج ۱ ص ۹۷)

شئی بمعنی موجود باری تعالیٰ کو بھی شامل ہے، عقل اس کو محال نہیں کہتی اور عرفاً بھی باری تعالیٰ کو اس عموم میں داخل نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ امام اہل محبت نے کیا خوب کہا

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

ہمارے آقا علیہ السلام نے کیا کیا دیکھ لیا؟

ایک شخص نے کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف نہ پڑھی یہاں تک کہ ایک لقمہ رہ گیا جب اس نے وہ لقمہ اٹھایا تو بسم اللہ پڑھ لی (بسم اللہ اولہ و آخرہ) تو حضور علیہ السلام ہنسے پھر فرمایا: شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا اس نے بسم اللہ پڑھی ہے تو شیطان نے قے کر کے سارا کھایا ہوا نکال دیا ہے (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۶۵)

* بخاری شریف ج ۱ ص ۱۶۶ حدیث نمبر ۱۲۴۲ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے اپنے والد ماجد کی شہادت کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا ہے:

لما قتل ابی جعلت اکشف الثوب عن وجهہ ابکی وینھونی والنبی صلی اللہ علیہ وسلم لاینھانی فجعلت عمتی فاطمة تبکی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تبکین اولا تبکین فبازالت الملائكة تظله باجنحتها حتی رفعتہ

جب میرے والد شہید ہوئے تو میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھاتا اور روتا لوگوں نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا: میری پھوپھی فاطمہ بھی رو رہی تھیں پس حضور علیہ السلام نے فرمایا: تو رویا نہ رو فرشتے ہمیشہ اپنے پروں سے اس پہ سایہ کناں رہیں گے یہاں تک کہ تم اس کا جنازہ اٹھا لو۔

کیا حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کو بھی فرشتے نظر آ رہے تھے اور کیا حضور علیہ السلام کو فرشتے نظر نہیں آ رہے تھے اور آپ نے صرف گھر والوں کو خوش کرنے کے لئے فرما دیا تھا (معاذ اللہ)

* بخاری ص ۱۰۳ ج ۱۰۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ آپ اسی نماز میں اپنی جگہ سے آگے پیچھے ہوئے گویا کہ کوئی چیز پکڑ رہے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پہ آپ نے بتایا: انی رايت الجنة فتنا و لت منها عنقودا و لو اخذته لا کلتم منه ما بقیت الدنیا، میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے ایک گچھا پکڑنے کا ارادہ کیا اگر میں لے لیتا تو تم ہمیشہ اس کو کھاتے رہتے جب تک کہ دنیا باقی ہے۔ ام حارثہ کو فرمایا تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے (لہذا آہ و بکاء کی ضرورت

نہیں ہے) حدیث نمبر ۲۸۰۹

* صحیح بخاری ص ۵۹ باب عظة الامام الناس في اتمام الصلوة وذكر القبلة، میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

هل ترون قبلتي ههنا فوالله ما يخفى علي ركوعكم ولا خشوعكم اني لاركم من وراء ظهري

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری نگاہ صرف سامنے ہی دیکھتی ہے اللہ کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع پوشیدہ ہے نہ تمہارا خشوع (دلی کیفیات) میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں

* آپ نے صحابہ کرام کے مجمع میں فرمایا: وانی واللہ لا نظر الی حوضی الان، اور میں اللہ کی قسم (اگرچہ تمہارے سامنے کھڑا ہوں مگر) اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۸)

مجھ سے جو چاہو پوچھ لو، اعلان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام سے بہت سی چیزوں کے بارے میں (بے فائدہ) سوالات کئے گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ناگوار گزرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آکر لوگوں سے فرمانے لگے:

سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ (حدیث نمبر ۹۲) تم مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔

ایک شخص (عبداللہ نامی جس کے نسب میں لوگوں کو شک تھا اس نے موقع غنیمت جانا اور) عرض گزار ہوا، من ابی یارسول اللہ، یا رسول اللہ میرے باپ کا نام بتادیں، فرمایا: ابوک حذافۃ، ایک اور شخص کھڑا ہوا (جس کا نام سعد بن سالم تھا اور اس کا معاملہ بھی پہلے والے کی طرح تھا) عرض کیا! حضور میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ سالم ہے جو شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کے حجاب میں عتاب باری ملاحظہ کیا تو ڈر گئے اور عرض کرنے لگے،

یا رسول اللہ انا نتوب الی اللہ، حضور ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

حدیث کے الفاظ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ، میں ماعوم کے لئے ہے جو دنیاوی و دینی تمام سوالات کو شامل ہے اور سوال کرنے والوں کے سوال بھی بتا رہے ہیں کہ ایسے سوالوں کے جواب صرف وہی دے سکتے ہیں جو علمک مالہ تکن تعلم کی شان رکھتے ہوں

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے خبریں وہ دیں کہ جنگی کسی کو خبر نہ تھی

حضور علیہ السلام نے اس انداز میں یہ کچھ کیوں ارشاد فرمایا: اس کے پس منظر میں ایک واقعہ ہے وہ خازن و بیضاوی کے حوالے سے ملاحظہ ہو۔

اس حدیث کا پس منظر

سدی نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری ساری اُمت میرے سامنے مٹی کی صورتوں میں پیش کی گئی جیسے حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی اور مجھے بتایا گیا کہ کون شخص مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرے ساتھ کفر کرے گا۔ جب یہ خبر منافقوں کو پہنچی تو انہوں نے ہنسی اور مذاق کے طور پر کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ وہ مومنوں اور کافروں کو جانتے ہیں جو ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے۔ حالانکہ ہم آپ کے ساتھ رہتے ہیں ہمیں تو پہچانتے نہیں ہیں۔ جب یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ قیامت تک جو ہونے والا ہے مجھ سے پوچھو میں تمہیں بتاؤں گا۔ عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ہم اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پہ اور قرآن کے امام ہونے اور آپ کے نبی ہونے راضی ہیں۔ آپ ہمیں معاف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے درگزر فرمائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ایسی بات کرنے سے رکتے نہیں ہو پھر آپ منبر شریف سے اتر آئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم (خازن، بیضاوی)

بخاری شریف میں اس سے اگلی حدیث کے اندر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اس انداز سے معافی مانگنا آیا ہے، فبرك عمر على ركبتيه فقال رضينا بالله ربا وبالإسلام ديناً و ببحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ثلثا فسكت، حضرت عمر نے دوزانو بیٹھ کر تین بار عرض کیا ہم اللہ کے رب ہونے پر حضور علیہ السلام کے نبی ہونے پر اور اسلام کے دن ہونے پر راضی ہیں۔ تب حضور علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

امام الانبياء عليه السلام کا اندازِ تکلم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ تکلم اور اندازِ گفتگو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تَفْهَمَ عَنْهُ وَإِذَا أَتَى قَوْمًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا (حدیث نمبر ۹۵)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تاکہ بات اچھی طرح سمجھ لی جائے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو ان کو سلام کرتے تو بھی تین مرتبہ سلام فرماتے۔

اگرچہ یہ تکرار ہمیشہ کا معمول نہ تھا بلکہ کسی ضرورت کے تحت تھا مثلاً یہ کہ بات عام فہم سے بالاتر ہوتی یا مخاطب کچھ فاصلے پر ہوتا جیسا کہ اس کے بعد والی حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک سفر میں حضور علیہ السلام ہم سے (راستے میں) پیچھے رہ گئے، پھر آپ نے ہمیں آلیا جبکہ ہم نے عصر کی نماز مؤخر کر دی تھی اور ہم وضو کر رہے تھے اور اپنے پاؤں کو سرسری طور پر دھو رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ باواز بلند فرمایا: ويل للعقاب من النار،

ایڑیوں (کو وضو میں خشک رکھنے والوں) کیلئے جہنم میں ہلاکت ہے۔ یاد رہے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز بیان اتنا پرتاثر تھا کہ ایک مرتبہ آپ نے عورتوں کے سامنے وعظ فرمایا اور انہیں صدقہ کرنے کی ترغیب دی آپ کے ساتھ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ تھے۔ حدیث شریف میں ہے:

فجعلت المرأة تلقى القرظ والخاتم وبلال ياخذ في ثوبه (بخاری شریف ص ۲۰ حدیث نمبر ۹۸)

عورتوں نے اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں اتار کر حضرت بلال کو دے دیں اور وہ پکڑ کر اپنی جھولی میں ڈالتے گئے۔

جس کا کوئی نہ ہو اس کے حضور ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک روایت میں ہے: عورتوں کی درخواست پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک دن مقرر فرمایا اور انہیں جو وعظ فرمایا اس میں یہ بھی تھا:

ما منكن امرأة تقدم ثلثة من ولدها الا كان لها حجابا من النار
تم میں سے جس کے تین بچے (نابالغی کی حالت میں) فوت ہو جائیں یہ بچے اس کے لئے (دوزخ کی) آگ سے آڑ ہو جائیں گے۔

ایک عورت نے عرض کیا اور جس کے دو بچے فوت ہوئے ہوں، فرمایا: دو کا بھی یہی حکم ہے (مرد بھی اس میں داخل ہے جیسا کہ کتاب الجنائز میں حضرت انس سے ہے، ما من الناس مسلم، اور ترمذی میں دو کی قید بھی نہیں بلکہ ایک بھی ہو تو یہی حکم ہے، ما من مسلمین يتوفى لهما، نابالغ کی شرط اس لئے ہے کہ عموماً ماں باپ کو چھوٹے بچوں سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ بے اولاد بھی مایوس نہ ہوں کیونکہ جس کا کوئی نہیں ہوگا اس کے حضور خود ہوں گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم) بہر حال آپ نے عورتوں کا یہ جذبہ دیکھا تو فرمایا: لکن فداء ابی و امی، تم پر میری ماں اور باپ فدا ہوں۔ (بخاری ص ۱۳۳ ج ۱)

آدم برسر مطلب: تین مرتبہ سلام فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً اگر کسی کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں تو گھر میں داخل ہونے کا اذن لینے کے لئے سلام کیا اگر پہلی دوسری بار سلام کہنے پہ اذن نہ ملا تو تیسری بار سلام کہہ کر واپس تشریف لے آتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ایک حدیث میں بیان ہوا:

اذا ستاذن احدكم ثلثا فلم يؤذن لم فليرجع

جب تین بار اجازت چاہو اور اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ اور تین بار سلام کہنے کی دوسری تو جیہہ یہ ہے کہ پہلی مرتبہ کا سلام استیذان (طلب اجازت کیلئے) ہوتا، دوسری مرتبہ کا سلام تحیہ ہوتا کہ قوم کے پاس پہنچ کر سلام کیا گیا اور تیسرا سلام مجلس سے رخصت ہوتے ہوئے فرماتے اس کو سلام وداع کہا گیا اور یہ تینوں سلام مسنون ہیں۔ یہی مطلب ہے اس حدیث کا، انہ کان اذا سلم سلم ثلاثا واذا تكلم بكلمة اعادها ثلاثا،

دہرے ثواب کا حقدار:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تین شخص دہرے ثواب کے حقدار ہیں۔
۱- رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وہ بندہ جو اہل کتاب میں سے ہوا اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور مجھ پر بھی۔

۲- الْعَبْدُ الْمَلُوكُ إِذَا آدَى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ ، وہ غلام جو اللہ کا اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرتا رہا۔

۳- رَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا

(حدیث نمبر ۹۷۷)

وہ شخص کہ جس کے پاس لونڈی ہو، وہ اس کو اچھے آداب و تعلیم دیتا رہا پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔
حضرت عامر شععی نے یہ حدیث سنا کر مخاطب سے کہا:

اعطينا کھا بغیر شيء قد کان یرکب فینا دونها الی المدینة

ہم نے تجھے (یہ حدیث) مفت میں دے دی ہے حالانکہ اس سے کم (فائدہ والی بات) کیلئے مدینہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا۔
شارحین حدیث فرماتے ہیں: دہرا ثواب صرف انہی تین قسم کے لوگوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو دہرے ثواب والا کام کرے مثلاً اولاد، والدین کے حقوق بھی ادا کرے اور حقوق اللہ بھی ادا کرے۔ اسی طرح رعایا کے حقوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے تو یہ لوگ بھی دہرے ثواب کے حقدار ہوں گے۔
خواب میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي (حدیث نمبر ۱۱۰۰)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔

حضور علیہ السلام کی زیارت کے مشتاق امتی کو چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک ذہن میں رکھے پھر اس کے مطابق زیارت کرے تو اس نے حضور علیہ السلام ہی کی زیارت کی۔ ورنہ یہ تو نہیں کہ شیطان خواب میں آکر جھوٹ نہیں بول سکتا جیسا کہ کئی نام نہاد پیر اس بیماری میں مبتلا ہیں کہ روزانہ ان کی خواب میں آکر جھوٹ بول بول کر ان کی گمراہی میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور وہ اس کا پیغام ضلالت مریدوں کو سنا سنا کر گمراہ کرتے رہتے ہیں۔

جس طرح شیطان لعین ہمارے حضور علیہ السلام کی شکل و صورت میں نہیں آ سکتا اسی طرح کسی بھی نبی علیہ السلام کی شکل و صورت نہیں اپنا سکتا۔

نکتہ: شیطان تو کسی بھی نبی کی صورت نہ اپنا سکے اور جب نام نہاد علماء یہ کہتے ہیں کہ ہم حضور جیسے ہیں تو شیطان ان کی زبان سے یہ جملہ سن کر کتنا خوش ہوتا ہوگا اور تھکی دیتا ہوگا کہ شاباش جو کام میں بھی نہ کر سکا وہ تم نے کر دکھایا کہ میں تو کسی بھی نبی علیہ السلام کی طرح نہ ہو سکا اور تم ہو کہ امام الانبیاء علیہ السلام کی مثلیت کا دعویٰ کر رہے ہو، ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم (الانعام) بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے تاکہ وہ تم سے جھگڑیں (اور بحث و مناظرے کریں کس بات پر؟ اس بات پر کہ ہم حضور جیسے ہیں، العیاذ باللہ)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون (الاعراف، ۲۷)
(جو اولیاء اللہ کو نہیں مانتے) ہم شیاطین کو ان بے ایمانوں کے اولیاء بنا دیتے ہیں (تاکہ گمراہی میں ان کی مدد کرتے رہیں)

لنہم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون اللہ ویحسبون انہم مهتدون (الاعراف، ۳۰)
بے شک انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنالیا اور گمان کرتے ہیں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں۔
حالانکہ ہدایت یافتہ تو وہ ہیں کہ جو اللہ کے محبوب کو بے مثل و بے مثال مانیں، اے عقل کے اندھو! جب نبیوں میں کوئی حضور جیسا نہیں ہے تو تم یہ دعویٰ کس طرح کرتے ہو کہ ہم حضور جیسے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم
مثال مصطفیٰ کوئی پیغمبر ہو نہیں سکتا ستارہ لاکھ چمکے ماہ انور ہو نہیں سکتا

حدیث قرطاس:

حدیث قرطاس کا نمبر صحیح بخاری میں ۱۱۴ ہے اور اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری میں اس مقام کے علاوہ اور بھی چھ جگہ لکھا ہے۔ اس حدیث کی آڑ میں بد باطن لوگ، مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عداوت میں دل کھول کر اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ ان کی ان ہوائیوں کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام نے کاغذ قلم طلب کیا تو حضرت عمر نے کاغذ قلم نہ دینے دیا بلکہ کہا کہ حضور علیہ السلام کو سر سام ہو گیا ہے اور آپ کی ہذیانی حالت ہے اور ہمیں اللہ کی کتاب (قرآن پاک) کافی ہے جس پر حضور علیہ السلام ناراض ہوئے اور آپ نے سب کو اپنی بارگاہ سے چلے جانے کا حکم دیا۔ اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ اگرچہ مسند احمد کی روایت کے مطابق سامان کتابت لانے کا حکم حضرت علی المرتضیٰ کو تھا تاہم کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہو کہ اَہْجَرَ اسْتَفْهَمُوْہُ حضور علیہ السلام کی ہذیانی کیفیت ہے اور نہ ہی ان الفاظ کا یہ معنی ہے بلکہ ہجر کا معنی چھوڑنا ہے اور اسْتَفْهَمُوْہُ کا معنی ہے حضور علیہ السلام سے پوچھا جائے۔ اس طرح دونوں الفاظ کا معنی یہ بنتا ہے کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا جائے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے۔ باقی رہا یہ کہ ہجر صیغہ ماضی کیوں ہے تو اس بارے میں گزارش ہے جس چیز کا وقوع مستقبل قریب میں یقینی ہو اس کو ماضی سے تعبیر کر لیا جاتا ہے۔

حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمیں ”اللہ کی کتاب کافی ہے“

اور یہ کہ حضرت عمر نے کِتَابُ اللہِ حَسْبُنَا کہہ کر سامان کتابت لانے سے روک دیا تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ جب حضرت عمر نے یہ الفاظ کہے تو حضور علیہ السلام کا دوبارہ سامان کتابت طلب نہ فرمانا حضرت عمر کی گزارش قبول کرنا تھا اور اگر اس کے بعد بھی حضور علیہ السلام کے اس حکم کی تعمیل لازم تھی تو حضرت علی المرتضیٰ پیش کر دیتے اور پھر یہ جمعرات کا دن تھا اور اس کے چار روز بعد حضور علیہ السلام کا وصال ہوتا ہے۔ آخر حضرت عمر چار دن رات وہیں تو نہ بیٹھے رہے اگر نعوذ باللہ شیر خدا، حیدر کرار نے اس وقت حضرت عمر کے ڈر کی وجہ سے سامان کتابت نہ دیا تو ان چار دنوں میں کسی وقت پیش کر دیتے، پھر معترضین یہ بھی نہیں سوچتے کہ اس طرح کے اعتراضات سے خود حضور علیہ السلام پر فریضہ تبلیغ کی ادائیگیء میں کوتاہی کا الزام آتا ہے کہ اگر اتنا ضروری کام تھا کہ جس کے نہ کرنے سے دین مکمل نہ ہوتا تھا تو ایک حضرت عمر کیا سارا جہان بھی روکتا رہتا تو حضور علیہ السلام ضرور کر گزرتے کیونکہ یہ تو اللہ کا حکم ہے، یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فبا بلغت رسالتہ، اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا اس کو پہنچائیے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو فریضہ رسالت سرانجام نہ دیا۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے وزیر ہیں اور وزراء کو اپنی رائے دینے کا حق ہوتا ہے جو حضرت عمر نے دی اور حضور علیہ السلام نے قبول فرمالی جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر کی رائے کو نہ صرف حضور علیہ السلام نے بلکہ خود عرش والے نے قبول فرمایا اور قرآنی آیت (لَوْ لَا کِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ..... (انفال ۶۸) کے نزول کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر عذاب اترتا تو عمر بن الخطاب اور سعد بن معاذ کے علاوہ سب اس کی لپیٹ میں آجاتے۔ علاوہ ازیں بھی بیسیوں مواقع پہ حضرت عمر نے اپنی آراء دیں اور آپ کی رائے کے مطابق قرآن اترتا رہا۔

کیا حضور علیہ السلام حضرت علی کی خلافت لکھنا چاہتے تھے؟

یہ واویلا بھی کیا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت کی سند لکھنی تھی تو ہم کہیں گے کہ نہیں بلکہ حضرت ابو بکر کی خلافت کی سند لکھنی تھی یہ تو کوئی بات نہ ہوئی اور پھر اس کے بعد حضور علیہ السلام نے مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکالنے اور فود کے ساتھ حسن معاملہ کا حکم جاری فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے۔ نِزَالُ الصَّلٰوۃِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کَاِرشَادٍ بھی ملتا ہے اس کے ساتھ ہی آپ نے حضرت علی کی خلافت کا اعلان کیوں نہ فرمادیا۔ اس بارے میں ایک حدیث دیکھئے بخاری ج ۱ ص ۴۹۱ پہ کہ آپ کیا فرمانا چاہتے تھے۔

رہ گئی یہ بات کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا ”یہ بڑی مصیبت ہے“ یہ ان کا ذاتی اور جذباتی تاثر تھا جب حضرت علی نے ایسے جذبات کا اظہار نہیں کیا جو ان سے بدرجہا علم و فہم اور دیانت میں آگے ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بات مرجوع قرار پائے گی۔ لہذا

یوں نہ نکلیں آپ بر چھاتان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اس بارے میں اہل محبت کیا کہتے ہیں؟

اہل محبت کہتے ہیں کہ صحابہ کرام و اہل بیت کا کاغذ قلم نہ دینا اور حضور علیہ السلام کا طلب کرنا ایسے ہی ہے جس طرح اولاد و فاشعار ہو اور باپ بیمار ہو اور ازراہ شفقت بیماری کی حالت میں کہے لاؤ رسی کلباڑی میں تمہیں لکڑیاں کاٹ کر لا دوں تاکہ میرے بعد تمہیں سہولت رہے اور وفادار اولاد کہے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں آپ آرام فرمائیں جو کچھ پہلے آپ ہمیں دے چکے ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ یا استاذ جو اپنے شاگردوں کو محنت کراتا ہے اور امتحان کے دن آزمانے کے لئے کہے لاؤ کاغذ قلم میں تمہیں نوٹس لکھ دوں تاکہ امتحان میں تمہارے کام آئیں تو لائق شاگرد یہی جواب دیں گے آپ فکر نہ کریں آپ نے جو سال بھر ہم پہ محنت کی ہے اس سے ان شاء اللہ ہمارا کام ہو جائے گا۔ آج آپ کی دعا ہی ہمیں کافی ہے (اہل محبت کی توجیہ کتنی شاندار ہے) اور پھر بقیہ دنوں میں حضور علیہ السلام کا چند احکام دینا اور خلافت علی المرتضیٰ کی بات نہ کرنا یہ بتاتا ہے کہ جو احکام دیئے وہی لکھنا چاہتے تھے ورنہ تو ایسے ہی ہوگا کہ آپ خط میں ضروری بات لکھنے کی بجائے دوسری باتیں لکھ دیں اور جو بات لکھنے والی ہے اس کو چھوڑ دیں تو آپ کو عقلمند کون کہے گا؟ اور آپ امام الانبیاء کے بارے میں ایسا سوچیں گے تو پھر آپ کو مسلمان کون کہے گا؟ اور جب حضرت ابوبکر کی خلافت کے واضح اشارے احادیث میں موجود ہیں دیکھئے مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۳، آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: ادعی لی ابابکر اباک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متین ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر، اپنے باپ اور بھائی کو بلا لو میں ان کے لئے لکھ دوں کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کوئی متمنی تمنا کرے کہ ابوبکر سے زیادہ وہ حق دار ہے حالانکہ اللہ و اہل ایمان ابوبکر کے سوا کسی پہ راضی نہیں اور حضرت علی کے بارے میں کوئی صراحت نہیں پھر بھی خلافت علی پہ اڑ جانا کہاں کا انصاف ہے؟

علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات کے آخری دنوں (وصال سے ایک ماہ پہلے) ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر فرمایا:

أَرَأَيْتُمْ لَيَلَتَكُمْ هَذِهِ فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ

(حدیث نمبر ۱۱۶)

کیا تم نے اپنی اس رات کا حال دیکھا؟ جتنے لوگ آج روئے زمین پر ہیں ان میں سو سال کے بعد کوئی نہ ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آخری صحابی حضرت ابوالطفیل عامر بن وائلہ کا ۱۱۰ ہجری میں وصال ہوا۔ حضرت عیسیٰ وادریس

آسمانوں پر ہیں اور حضرت خضر والیاس زمین پہ یونہی جن اور ابلیس اس فرمان سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ نظروں سے غائب ہیں۔

* حضرت اُمّ حرام بنت ملحان کو حضور علیہ السلام نے بتا دیا کہ تو سمندری سفر کرنے والے پہلے قافلے میں شامل ہوگی

(اور شہید ہوگی) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (بخاری ص ۳۹۱)

* بدر میں مرنے والے کافروں کے بارے میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک دن پہلے ہی میدان میں چھڑی سے نشان لگا کر بتا دیا کہ کل فلاں یہاں مرے گا فلاں یہاں مرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۶۳)

* باب علامات النبوة بخاری شریف ص ۵۰۴ یہ کئی احادیث ملاحظہ ہوں جن میں علوم غیبیہ ہی کا ذکر ہے۔

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا امة محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتہم فلیلاً ولبکیتم کثیراً، (حدیث ۱۰۴۴)

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہو تے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

* ماں کے پیٹ میں کیا ہے بچہ ہے یا بچی، بد بخت ہے یا نیک بخت، اس کا رزق، اس کی موت و حیات اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے سارا علم فرشتے کو عطا فرما رکھا ہے۔ فی کتب فی بطن امہ، وہ فرشتہ اس کی ماں کے پیٹ میں ہی سارا کچھ لکھ دیتا ہے۔ (بخاری شریف ص ۴۶)

حضرت ابو ہریرہ اور ان کا حافظہ

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہزار ہا احادیث کے راوی فرماتے ہیں (یہ نہ سمجھنا کہ میں نے حضور علیہ السلام سے صرف یہی علم حاصل کیا ہے بلکہ) حفظت عن رسول اللہ وبعاء ین فامہ احدہما فبشئہ واما الآخر فلو بشئہ قطع هذا الحلقوم، (حدیث نمبر ۱۲۰)

میں نے حضور علیہ السلام سے (علم کے) دو برتن حاصل کئے جن میں سے صرف ایک کو پھیلا یا ہے (حدیث کی صورت میں) اگر دوسرا علم بھی پھیلا دوں تو میری یہ گردن کاٹ دی جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم کے یہ سمندر کیسے حاصل ہوئے؟

خود فرماتے ہیں ”میں نے عرض کیا حضور! میں آپ کی احادیث بھول جاتا ہوں“ (اس کا علاج فرمائیں) حضور علیہ السلام نے فرمایا: ابسط رداک فبسططہ، اپنی چادر پھیلا، میں نے چادر پھیلائی، فغرف بیدہ ثم قال ضہہ فضبتہ فہا نسیت شیئاً بعد، پس حضور علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو چلو کی طرح بنا کر اس میں کچھ ڈالا (تاکہ لوگ جان لیں کہ میرا صحابی غیب پہ ایمان رکھتا ہے) اور فرمایا: سمیت کر سینے سے لگالے بس وہ دن گیا اور یہ دن آیا میں کبھی کچھ بھولا ہی نہیں۔

(بخاری شریف حدیث نمبر ۱۱۹)

* حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

کیف بک اذا بقیت فی حثالة من الناس (بخاری ص ۶۹ ج ۱)

اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو ردی لوگوں میں باقی رہ جائے گا۔

معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کو حضرت عبداللہ کے بارے میں علم تھا کہ ان کی عمر لمبی ہوگی اور ایسے لوگوں کا زمانہ پائے گا جو گئے گزرے اور فضول لوگ ہوں گے۔

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرے مجمع میں فرمایا:

واللہ ما اخاف من بعدی ان تشرکوا ولكن اخاف ان تنافسوا فیہا (بخاری ج ۱ ص ۵۰۸)
اللہ کی قسم مجھے یہ خطرہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے ہاں یہ ڈر ہے کہ تم مال دنیا میں مقابلہ بازی کرو گے۔
یہودی علم نبوت کو مان گیا:

حضور علیہ السلام مدینہ پاک تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام (یہودیوں کے بہت بڑے عالم) حاضر ہوئے اور عرض کیا میرے تین سوالوں کا جواب دیں کیونکہ ان کا جواب صرف نبی ہی دے سکتا ہے۔

۱- قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: آگ ہے جو مشرق سے مغرب کو جائے گی۔

۲- اہل جنت کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟ فرمایا: مچھلی کا جگر۔

۳- بچہ اپنے والدین اور ماموؤں کی شکل پہ کیوں پیدا ہوتا ہے؟ فرمایا: اگر مرد کا انزال پہلے ہو تو باپ کی شکل پہ ہوگا ورنہ اس (یا کسی ماموں کی شکل پہ)

عبداللہ بن سلام نے نعرہ بلند کیا، اشہد انک رسول اللہ، میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (کاش مسلمان کہلانے والے بھی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے واقعات سن کر خوشی سے نعرے بلند کریں اور سچے دل سے کلمہ پڑھیں اور عظمت رسالت خود بھی مانیں اور دوسروں سے بھی منوائیں) (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۶۹)

نگاہ یار نے اک دم میں ٹکڑے کئے دل کے نہ دیکھی ہم نے کاٹ ایسی کسی شمشیر براں میں
شرمیلہ اور متکبر علم حاصل نہیں کر سکتا:

یہ حضرت مجاہد کا قول ہے: لا یتعلم العلم مستحی ولا مستکبر، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نعم لنساء نساء الانصار لم یمنعن الحیاء ان یتفقھن فی الدین، انصار کی عورتیں بہت اچھی ہیں کہ دین سمجھنے میں شرماتی نہیں ہیں۔ (باب الحیاء فی العلم باب نمبر ۵۰)

اس بارے میں چند واقعات ملاحظہ ہوں:

* حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا کیا عورت کو احتلام ہو جائے تو وہ غسل کرے؟ فرمایا: ہاں جب وہ منی کو دیکھ لے۔ حضرت ام سلمہ نے شرم کی وجہ سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور عرض کیا: حضور! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے:

قَالَ نَعَمْ تَرَبَّتْ يَمِينُكَ فَبِمَ يُشَبِّهَهَا وَلَدُّهَا (حدیث نمبر ۱۳۰)

فرمایا: ہاں تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہوا اور کس وجہ سے بچہ اپنی ماں کے مشابہ ہوتا ہے؟

اس سے معلوم ہوا: حضور علیہ السلام کی برکت سے امہات المومنین بھی شیطانی تصرف سے محفوظ ہیں تبھی تو حضرت ام سلمہ نے تعجب کا اظہار کیا اور نہ صرف حضور علیہ السلام کے نکاح میں آنے کے بعد بلکہ پہلے سے ہی ورنہ ام سلمہ حضور علیہ السلام کے نکاح میں آنے سے پہلے ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں اگر وہاں ان کو کبھی احتلام ہوتا تو بھی تعجب نہ کرتیں۔ گویا جس عورت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کی بیوی بنانا تھا اس کو اول دن سے ہی شیطانی تصرف سے محفوظ رکھا۔ پھر حضور علیہ السلام کے بارے میں کیسے کہا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں شیطان کا کوئی حصہ تھا جو شق صدر کے موقع پہ آپ کے دل کو زمزم سے دھو کر نکال دیا گیا یا یہ کہ سورۃ النجم کی آیات کی تلاوت میں شیطان کی طرف سے آپ کی زبان اقدس پہ کچھ الفاظ جاری ہو گئے۔ یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گئی۔

* ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا بتاؤ وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اس کی مثال مسلمان کی سی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لوگ جنگل کے درختوں کے بارے میں سوچنے لگے مگر میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہی ہو سکتا ہے مگر میں (چھوٹا ہونے کی وجہ سے) شرمایا گیا (اور نہ بول سکا) لوگوں کے پوچھنے پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے جب میں نے اپنے والد حضرت عمر سے یہ واقعہ اور اپنے دل کی بات عرض کی تو انہوں نے فرمایا:

لَا تَكُونَنَّ قُلَّتَهَا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذًا وَكَذًا، (حدیث نمبر ۱۳۱)

اگر تو بتا دیتا تو میرے لئے (یہ اعزاز) بہت دولت سے زیادہ محبوب ہوتا۔

* حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے مذی بہت آتی تھی اور (حضور علیہ السلام کا داماد ہونے کی وجہ سے) میں آپ سے مسئلہ پوچھنے میں شرمایا گیا چنانچہ میں نے حضرت مقداد سے کہا: حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھو (کہ مذی نکلنے پر وضو ہے یا نہیں؟) انہوں نے پوچھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فِيهِ الْوُضُوءُ، ہاں وضو ہے۔ (حدیث نمبر ۱۳۲)

شک، یقین کو زائل نہیں کرتا:

ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ مجھے نماز میں شک پڑ جاتا ہے کہ شاید ہوا خارج ہو گئی ہو آپ نے فرمایا:

لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا (حدیث نمبر ۱۳۳)

ایسا شخص جب تک آواز نہ سن لے یا بونہ پائے نماز جاری رکھے۔

اس سے فقہاء کرام نے ایک اصول اخذ کیا ہے جس پر ہزار ہا مسائل کی بنیاد رکھی گئی اور وہ یہ کہ، الیقین لایزول بالشک، شک سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ فجز اہم اللہ احسن الجزاء
نبیوں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے (علیہم السلام):

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام سو کر اٹھے تو آپ نے بغیر وضو کے نماز پڑھی چنانچہ حضرت عمرو بن دینار سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں حضور علیہ السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور آپ کا دل بیدار رہتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عبید بن عمیر سے سنا وہ کہتے تھے: رُؤِیَا الْأَنْبِیَاءِ وَحًی (حدیث نمبر ۱۳۸، ملخصاً) نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے قرآن پاک کی وہ آیت پڑھی جس میں ہے: ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ (ورنہ کسی بھی انسان اولاد ہو یا کوئی اور ہو کو قتل کرنا تو حرام ہے)

سوال پیدا ہوا کہ اگر حضور علیہ السلام کا دل بیدار رہتا تھا تو لیلۃ التعریس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے رہے اور نماز فجر قضاء ہو گئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ تشریعی احکام کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام پر نسیان طاری ہو جاتا ہے تاکہ امت کو یہ حالت پیش آئے تو احکام دیئے جاسکیں اور جب حکم شروع ہو جائے تو نسیان زائل ہو جاتا ہے۔

لہذا وہ تمام واقعات جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ نسیان طاری ہونے کا ذکر ہے مثلاً حضرت ذوالبدین والی حدیث،

یا رسول اللہ انسیت ام قصرت الصلوۃ (بخاری ج ۱ ص ۶۹)

یا بخاری شریف باب اذا ذکر فی المسجد انه جنب یخرج کما هو ولا یتیم۔ والی حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اقامت ہو گئی، صفیں درست کر لی گئیں کہ حضور علیہ السلام تشریف لائے، مصلی امامت پہ جلوہ گر ہوئے تو یاد آ گیا کہ میں جنبی ہوں چنانچہ فرمایا: ٹھہرے رہو پھر واپس تشریف لے گئے۔ غسل فرمایا جب تشریف لائے تو پانی کے قطرے سر انور سے گر رہے تھے پھر آپ نے ہمیں نماز پڑھائی ان سب کا جواب ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: میں بھولتا نہیں بلکہ بھلایا جاتا ہوں اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی تاکہ (ایسے مقام پہ) سنت قائم ہو جائے۔

ندیاں پنجاہ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا جبکہ عصر کی نماز کا وقت قریب تھا اور لوگوں نے پانی تلاش کیا تو نہ پایا، حضور علیہ السلام کے پاس تھوڑا سا پانی لایا گیا تو آپ نے اس برتن میں (جس میں تھوڑا سا پانی تھا) اپنا دست اقدس رکھا اور لوگوں کو فرمایا: وضو کرتے جاؤ، حضرت انس فرماتے ہیں:

قَرَأْتُ الْمَاءَ يَنْبَغُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوْضُّؤُوا مِنْ عِنْدِ إِخْرِهِمْ (حدیث نمبر ۱۶۹)

پس میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے پانی جوش مار کر نکل رہا ہے یہاں تک کہ آخری شخص تک سب نے وضو کر لیا۔

یہی وہ پانی ہے جو دنیا و آخرت کے تمام پانیوں سے افضل ہے یہاں تک کہ زمزم اور حوض کوثر کے پانی سے بھی۔ باختلاف روایات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ستر، تین سو سے کچھ زائد، آٹھ سو، پندرہ سو تھی۔ امام اہل سنت نے اسی موقع کے لیے کہا ہے۔ انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر کتے کو پانی پلانے والا بخشا گیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: (پہلی امتوں میں سے) ایک بندہ کہیں جا رہا تھا کہ اس نے دیکھا، پیاس کی وجہ سے ایک کتا گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس میں پانی بھر کر کتے کے منہ میں ڈالا۔ کتے کی پیاس بجھ گئی۔

فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَادْخَلَهُ الْجَنَّةَ (حدیث نمبر ۱۷۳)

اللہ تعالیٰ نے (کتے جیسی مخلوق پر اس کی مہربانی کو) قبولیت بخشی اور (اس کے بدلے) اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ بخاری کتاب الانبیاء ذکر بنی اسرائیل میں یہ واقعہ ایک بدکارہ عورت کا لکھا ہوا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا! کیا جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کا بھی ثواب ہے۔ فرمایا: ہر تر جگر (والے) میں اجر و ثواب ہے۔ امام نووی نے لکھا ہے جس جاندار کو قتل کرنے کا حکم ہے جیسے باولا کتا، یا نقصان دہ کیڑے مکوڑے ان میں شارع علیہ السلام کے حکم کی تعمیل لازم ہے کہ ان کو مارا جائے نہ کہ پالا جائے۔ لہذا بعض لوگ جو بھڑوں، چیونٹوں کو شکر، چاول، دال مسور وغیرہ ڈال کر ان کو مارنے کی بجائے ان میں اضافے کا سبب بنتے ہیں جیسا کہ اندرون لاہور شہر کے باغات اور دیواروں کے ساتھ ساتھ رزق کی بے قدری کے مناظر آپ کو ملیں گے جس سے مکانات کی دیواریں بھی کھوکھلی ہوتی ہیں اور درختوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور یہ کام سادہ لوگ بعض نام نہاد پیروں کے کہنے پر کرتے ہیں کہ پاس ہی انسان محتاج کھڑے ہیں جو ایک وقت کی روٹی نہیں کھا سکتے تو ان کو دینے کی بجائے دو دو کلو شکر کیڑوں کو ڈالی جا رہی ہے یہ انسانیت کے ساتھ ظلم ہے۔ علماء فرماتے ہیں: جتنا کیڑوں مکوڑوں اور انسان میں فرق ہے اتنا ہی ان کو کھلانے کے اجر و ثواب میں بھی فرق ہے تو کہاں انسان اشرف المخلوقات اور کہاں کیڑے مکوڑے پھر کہاں مسلمان اور کہاں یہ مخلوق۔

قبر میں عذاب کا ٹھہنیوں کے ذریعے علاج:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کا گزر مکہ یا مدینہ کے کسی باغ سے ہوا تو آپ نے دو ایسے انسانوں کی آوازیں سنیں جنہیں قبروں میں عذاب ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ (شرک وغیرہ) پہ نہیں بلکہ ایک کو اس لئے کہ اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرے کو اس لئے کہ چغلی کیا کرتا تھا (جس کو عموماً معمولی گناہ سمجھا جاتا ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ہر قبر پہ ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ عرض کیا گیا حضور! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟

قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا (حدیث نمبر ۲۱۶)

فرمایا: ہو سکتا ہے جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں ان کے عذاب میں کمی رہے۔

معلوم ہوا! اگر ٹہنیوں سے عذاب میں کمی آسکتی ہے تو پھولوں سے تلاوت قرآن سے اور دعا سے کیوں نہیں کی ہو سکتی۔

یقیناً ان تمام چیزوں سے عذاب میں کمی بھی ہوتی ہے اور اگر قبر والا نیکو کار ہے تو اس کے درجات میں بلندی بھی ہوتی ہے۔

باقی رہا یہ کہ حضور علیہ السلام نے ”لَعَلَّ“ کا لفظ ارشاد فرمایا جو کہ امید کے لئے آتا ہے نہ کہ یقین کے لئے۔ تو امام زرقانی نے مواہب کی شرح میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجی (امید) بھی یقینی ہوتی ہے۔ (الرجاء من الله ونبیه للتحقیق) اس حدیث سے ویسے تو کئی مسائل کا استنباط ہو سکتا ہے تاہم علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کم از کم چار باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ حضور علیہ السلام نے جان لیا کہ قبروں میں عذاب ہو رہا ہے حالانکہ عذاب نہ نظر آنے والی شئی ہے اگر قبر کھول بھی دی جائے تو ہمیں کچھ نظر نہیں آئے گا۔ مگر حضور علیہ السلام نے منوں مٹی کے نیچے، باہر کھڑے ہو کر عذاب ہوتا ہوا دیکھ لیا تو جو نبی قبر کے باہر کھڑے ہو کر قبر کے اندر سب کچھ دیکھ سکتے ہیں وہ قبر کے اندر جا کر قبر کے باہر بھی سب کچھ دیکھ سکتے ہیں اور صرف عذاب ہی نہیں دیکھتے بلکہ معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ (درود یا نماز) پڑھتے ہوئے بھی دیکھ لیتے ہیں۔

۲۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ کس وجہ سے عذاب ہو رہا ہے حالانکہ سبب بھی غیب تھا ایک کا چغلی کھانا اور دوسرے کا طہارت کا خیال نہ کرنا۔ آخر حضور علیہ السلام زندگی میں ان کے ساتھ ساتھ تو نہیں رہے اور کیا خبر کب کے فوت ہوئے ہیں۔

۳۔ یہ بھی آپ کو علم تھا کہ ان شاخوں کی وجہ سے عذاب میں کمی آئے گی۔

۴۔ یہ بھی بتا دیا کہ کب تک تخفیف رہے گی (مالہ تیبسا) ورنہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح تو ہر خشک و تر چیز کرتی ہے۔ یسبح لله

ما فی السموات و ما فی الارض۔

حالت نماز میں پشت انور پہ کافروں کا غلاظت پھینکنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے جبکہ ابو جہل کے ساتھی وہیں پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا! تم میں سے کون یہ کام کرے گا کہ فلاں قبیلے کی اونٹنی کی (جو ذبح کی گئی ہے سلا، بچہ دانی) اٹھا کر لائے اور سجدے کی حالت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پشت پہ رکھے۔ چنانچہ قوم میں سے بڑا بد بخت (عقبہ بن ابی معیط) اٹھا اور سلا لا کر حالت سجدہ میں حضور علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان رکھ دی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کر سکا۔ کاش کہ کچھ کر سکتا، وہ خبیث ہنس ہنس کر ایک دوسرے پہ گر رہے تھے اور آقا علیہ السلام سجدہ میں رہے۔ اتنے میں حضور علیہ السلام کی

صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں اور اس سلا کو اٹھایا تب حضور علیہ السلام نے سجدے سے سر انور اٹھایا اور ان ظالموں کے خلاف اس طرح دعا فرمائی:

کافر بھی جانتے تھے کہ حضور علیہ السلام کی دعا رد نہیں ہوتی

اللّٰهُمَّ عَلَیْكَ بِقُرْیَشٍ، اے اللہ قریش کو پکڑ لے (تین بار کہا)

یہ سن کر وہ لوگ ڈر گئے کیونکہ جانتے تھے کہ آپ کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام لے کر ان کی ہلاکت کیلئے اس طرح دعا کی۔

اللّٰهُمَّ عَلَیْكَ بِاَبِیْ جَهْلٍ وَعَلَیْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَشَیْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَالْوَلِیْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَامِیَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعِیْطٍ

اور ساتویں کا نام بھی لیا مگر (ابن مسعود کہتے ہیں) مجھے یاد نہ رہا۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں:

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْدهُ لَقَدْ رَاَیْتُ الَّذِیْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ صَرَعُوْا فِی الْقَلِیْبِ قَلِیْبٍ بَدْرٍ (حدیث نمبر ۲۳۰)

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جس جس کا حضور علیہ السلام نے نام لیا میں نے سب کو (غزوہ بدر کے موقع پر) بدر کے کنویں میں مرا ہوا پایا۔

وضاحت: ان سات میں سے جس کا نام راوی کو یاد نہ رہا وہ عمارہ بن ولید ہے جو حبشہ میں ایک تہمت کے سلسلہ میں ذلیل ہو کر مرا۔ عقبہ بن ابی معیط بدر میں گرفتار ہوا مدینہ کی طرف جاتے ہوئے ایک مقام پہ خود حضور علیہ السلام نے اس کو واصل جہنم فرمایا۔ باقی پانچ بدر میں مرے لیکن امیہ بن حلف کی لاش کے ٹکڑے ہو گئے۔ جوڑا کھڑ گئے جس کی وجہ سے قلیب بدر کے باہر ہی اس کو مٹی میں دبا دیا گیا۔ حضرت ابن مسعود نے باعتبار اکثر و اغلب کے فرمایا کہ میں نے ان سب کو قلیب بدر میں مرا ہوا پایا۔ للاکثر حکم الكل۔

سلا عربی میں بچہ دانی کو کہا جاتا ہے۔ لازم معنی کے اعتبار سے کتاب الصلوٰۃ والی روایت کے الفاظ (فلیعبد الی فرٹھا و دمھا و سلاھا) سے اوجھڑی کا معنی لیا جاسکتا ہے جس میں لید اور بچہ دانی بھی ہوتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے سجدہ کی حالت میں اس ظلم کو برداشت کیا اور سر نہ اٹھایا تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ اتنا وزن تھا کہ سر نہ اٹھا سکے کیونکہ حضرت فاطمہ جو بالکل بچی تھیں انہوں نے آکر اس بوجھ کو ہٹا دیا تو حضور علیہ السلام بھی ہٹا سکتے تھے مگر چاہتے تھے کہ اس حالت میں سجدہ لمبا کروں تاکہ اللہ کی رحمت زیادہ سے زیادہ میری طرف متوجہ ہو اور اس کا غضب زیادہ سے زیادہ میری دشمنوں پر نازل ہو کیونکہ سجدہ کی حالت میں بندہ سب سے زیادہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔ جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت امیر حمزہ کے بارے میں فرمایا: اگر مجھے اپنی پھوپھی صفیہ کا خیال نہ ہوتا تو میں چچا کی لاش کو ایسے ہی بغیر

دفن کے رہنے دیتا تا کہ درندے ان کو کھا جاتے اور قیامت کے دن ان کا حشر درندوں کے پیٹوں سے ہوتا۔ اسی طرح بیر معونہ کے واقعہ میں حضرت حرام بن ملحان نے بہتے خون میں اپنے ہاتھوں کو رنگا اور چہرے پہ ملتے ہوئے کہا: فزت ورب الکعبۃ، رب کعبۃ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بدترین دشمن بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات رد نہیں ہوتی اور یہ کہ ظالم کے لئے جہاں ہدایت کی دعا کرنے کی اجازت ہے وہاں ایسے ظالم جن کی ہدایت کی امید نہ ہو ان کی ہلاکت کی بددعا بھی کی جاسکتی ہے اور بالخصوص جبکہ وہ بدترین کافر بھی ہوں۔

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا اعزاز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری اور چہیتی صاحبزادی، آپ کے جگر کا ٹکڑا اور جنتی عورتوں کی سردار نے بچپن سے ہی اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم پہ کافروں کی طرف سے ظلم ہوتے دیکھے اور جتنا ہوسکا دفاع بھی کرتی رہیں، غزوہ احد کے موقع پہ جب حضور علیہ السلام زخمی ہوئے تو حدیث میں آتا ہے۔

کان علی یجئ بترسہ فیہ ماء وفاطمۃ تغسل عن وجہہ الدم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لا کر دے رہے تھے اور حضرت فاطمہ الزہراء اپنے ابا جان کے چہرے سے خون دھور ہی تھیں اور جب خون پھر بھی نہ رکا تو سیدہ نے چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخم میں بھری جس سے خون رک گیا۔

فاخذ الحصیر فاحرق فحشئی بہ جرحہ (بخاری حدیث نمبر ۲۴۳)

مسواک کرتے وقت ادائے محبوبانہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے مسواک فرما رہے تھے (اور میں نے آپ کی یہ ادائے دلنواز دیکھی کہ) يَقُولُ اَعَا، اَعَا، آپ اے اے کی آواز نکال رہے تھے

وَالسَّوَاكُ فِي يَدِهِ كَاَنَّهُ يَتَهَوَّعُ (حدیث نمبر ۲۴۴)

مسواک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی گویا کہ آپ قے فرما رہے ہیں۔

مسواک نبی اکرم علیہ السلام کی بڑی پیاری سنت ہے۔ ہر نماز کے وقت تلاوت قرآن کے وقت، سونے سے پہلے اور سوکر اٹھنے کے بعد، جب بھی منہ میں بدبو محسوس ہو، جمعہ کے دن، کھانے کے بعد اور بوقت سحر مسواک مستحب ہے۔ مسواک کے ستر فوائد ہیں اور سب سے چھوٹا فائدہ یہ ہے کہ مسواک پر ہمیشگی کرنے والے کو مرتے وقت کلمہ شریف نصیب ہوگا۔

مسواک زیادہ سے ایک بالشت لمبی ہو اور چھوٹی انگلی کے برابر موٹی ہو، خوشبودار یا پھلدار درخت کی نہ ہو بلکہ پیلو یا زیتون وغیرہ کی ہو، استعمال سے پہلے مسواک کو دھولیا جائے۔ (باقی مسائل بہار شریعت ج ۲ میں دیکھئے)

یہاں اتنی بات یاد رکھیں کہ نبی اکرم علیہ السلام جن کے بول و براز اور پسینے سے بھی خوشبو آتی تھی پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کے دھن اقدس سے (خاکم بدھن) ناگوار ہو آئے مگر اس کے باوجود بھی آپ کو مسواک سے اتنی محبت تھی کہ اگر آپ رات کو تین دفعہ اٹھے ہیں تو ہر بار وضو بھی کیا ہے اور ساتھ مسواک بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك (حدیث نمبر ۲۳۵)

حضور علیہ السلام رات کو جب بھی اٹھتے تو اپنے منہ کے لئے مسواک کو استعمال فرماتے۔

دعائیں الفاظ کی رعایت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے بستر پہ آنا چاہو تو نماز جیسا وضو کرو پھر اپنی دائیں کروٹ پہ لیٹ جاؤ، پھر یہ (الفاظ بطور دعا) پڑھو۔

اللَّهُمَّ اسَلِّمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْجَنَاتُ ظَهَرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اللَّهُمَّ اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ

اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور اپنا معاملہ تجھے سونپا، تجھی کو اپنا پشت پناہ بنایا تیرے ثواب کے شوق اور تیرے عذاب کے ڈر سے تیرے سوا کہیں پناہ نہیں نہ ہی کہیں ٹھکانہ ہے۔ اے اللہ میں تیری اس کتاب پہ ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے اس نبی پہ ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے براء: اگر تو اسی رات مر گیا تو تو فطرت (اسلام) پہ مرے گا یہ کلمات اپنے کلام کے آخر میں کہو، حضرت براء فرماتے ہیں میں نے یہ دعایا دکر کرنے کی غرض سے حضور علیہ السلام پہ یہ کلمات دہرائے اور آخری الفاظ میں ونبیک کی بجائے ورسولک کہہ دیا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا ونبیک الذی ارسلت، نہیں یونہی کہو ونبیک (حدیث نمبر ۲۳۷)

اگرچہ وصف رسالت وصف نبوت کو مستلزم ہے لیکن چونکہ دعائیہ الفاظ تو قیفی ہوتے ہیں لہذا ان میں اپنی طرف سے تصرف نہ چاہئے۔ اگر وضو نہ ہو تو سوتے وقت وضو کر لینا مستحب ہے داہنی کروٹ پر سونا سنت ہے اس طرح سونے سے غفلت پیدا نہیں ہوتی اور جاگنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اطباء نے لکھا ہے کہ بائیں کروٹ سونا صحت کے لئے مفید ہے اس طرح سونے سے نیند گہری آتی ہے، کھانا خوب ہضم ہوتا ہے تاہم ہمیں سنت پر ہی عمل لازم ہے۔ اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے، حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام چپ لیٹا کرتے تھے لہذا آپ سرکاری ادا اور حکم کو جمع کر لیا جائے کہ کچھ حصہ چپ لیٹ جائے پھر داہنی کروٹ پہ لیٹ جائے۔

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

الحمد للہ، بخاری شریف کے پہلے جز (پارے) کی احادیث کے حوالہ جات مکمل ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی کتاب الوضوء بھی مکمل ہوا۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ ہر کتاب کے آخر میں ایسی حدیث لائے ہیں جس میں زندگی کے اختتام کی طرف اشارہ ہو جس طرح کہ اس (کتاب الوضوء) کے آخر میں جو حدیث لائے اس میں **فَإِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ فَانْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ** کے الفاظ ہیں۔ کہ اگر تو اس رات مر گیا تو فطرت (اسلام) پہ مرے گا۔ (اس کو علمی دنیا میں براعت اختتام کا نام دیا جاسکتا ہے۔)

حضور علیہ السلام کی قوت مردانگی اور اس کا راز:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ (حدیث نمبر ۲۶۸)

حضور علیہ السلام رات یا دن کے کسی حصہ میں اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے (اور ان کے حقوق ادا کرتے) جبکہ ازواج کی تعداد گیارہ تھی۔ (سعید نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس نے انہیں نو کی خبر دی)

حضرت قتادہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس سے کہا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنی قوت تھی (کہ ایک ہی وقت میں گیارہ بیویوں کے حقوق ادا فرما لیتے) اس پر حضرت انس نے کہا: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔

ابو نعیم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام کو چالیس جنتی مردوں جتنی طاقت دی گئی، امام ترمذی نے باب صفۃ الجنۃ میں حضرت انس سے روایت کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

ان قوة رجل من اهل الجنة كمائة رجل

جنتی ایک مرد کی طاقت دنیا کے سو مردوں کے برابر ہے۔

تو اس لحاظ سے حضور علیہ السلام کو (دنیا کے) چار ہزار مردوں کے برابر قوت دی گئی۔ حاشیہ بخاری میں توشیح کے حوالے سے ہے، وقد قيل من كان اتقى الله فشهوته اشد (ص ۴۱ حاشیہ نمبر ۴) جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہے اس کی قوت مردانگی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

ابن عربی فرماتے ہیں اس قدر زیادہ قوت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو کھانے میں قناعت عطا فرمائی تاکہ امور شریعہ کی طرح امور اعتباریہ میں بھی آپ کو دونوں فضیلتیں حاصل رہیں یہاں تک کہ دنیا و آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال کامل تھا۔

تعداد ازواج کی حکمت

نو اور گیارہ ازواج کی روایات میں تطبیق یوں ہے کہ آپ نے گیارہ سے ہی نکاح فرمایا مگر ایک وقت میں نو ازواج رہیں

اور دونوں بیویاں تھیں۔ چنانچہ حضرت خدیجہ کی موجودگی میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا اور آپ کی ساری اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے حضرت خدیجہ ہی کے بطن سے ہے۔ حضرت ابراہیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے۔

دوسری لونڈی کا نام ریحانہ ہے اور تغلیبا سب پر نساء کا لفظ بول دیا گیا۔ یاد رہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام نکاح بیوہ عورتوں سے فرمائے ہیں اور آپ نے عین شباب میں بھر پچیس برس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو اس سے پہلے دوبار بیوہ ہو چکی تھیں۔ اس سے تعدد ازواج کا بہانہ بنا کر حضور علیہ السلام پہ اعتراض کرنے والوں کا اعتراض باطل ہو جاتا ہے کہ آپ نے عیش و عشرت کی وجہ سے زیادہ نکاح نہیں کئے بلکہ اشاعت اسلام کے لئے کئے تھے۔ جس قبیلے کی عورت سے نکاح فرماتے وہ اسلام کے قریب ہو جاتا۔ ورنہ جب تمام قریش نے مل کر کہا کہ آپ ہمارے بتوں کو برا نہ کہا کریں ہم عرب کی حسین ترین عورت سے آپ کا نکاح کر دیتے ہیں تو اس وقت آپ ان کی پیش کش قبول فرما لیتے لیکن آپ نے ان کی تمام پیشکشوں کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا: اگر تم میرے ایک ہاتھ پہ چاند اور دوسرے پہ سورج بھی لا کر رکھ دو تو میں اپنا مشن جاری رکھوں گا۔ الغرض چار ہزار مردوں کی طاقت رکھنے والے آقا اگر گیارہ عورتوں پہ گزارا کرتے ہیں تو اس کو عیش و عشرت نہیں کہا جائے گا بلکہ کمال تقویٰ کا نام دیا جائے گا۔ ہمارے حضور اس قدر طاقتور اور بہادر تھے کہ ایک دفعہ سارا مدینہ گھبرا گیا تو آپ نے حضرت ابوطالب کے گھوڑے پہ سوار ہو کر ہر طرف جا کر جائزہ لیا اور اہل مدینہ کو تسلی دی، ما رایننا من شیء، کہ کوئی ایسی بات نہیں اور فرمایا: یہ گھوڑا تو دریا ہے۔ (نمبر ۲۶۲۷)

ہمارے آقا علیہ السلام نے سرکش جن کو قابو کر لیا

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بے شک ایک سرکش اور خبیث جن گزشتہ رات اچانک میرے سامنے آ گیا (یا اسی مفہوم کے کچھ کلمات ارشاد فرمائے) تاکہ میری نماز میں خلل ڈالے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پہ قابو دیا اور میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں تاکہ تم سب لوگ صبح اس کو دیکھ سکو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعایا یاد آ گئی۔

رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي

اے میرے رب مجھے ایسا ملک عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو

(راوی حدیث) روح کہتے ہیں: فردہ خاسئا، حضور علیہ السلام نے اسے نامراد واپس بھیج دیا۔ (حدیث نمبر ۴۶۱)

اگرچہ انسان کا جن کو دیکھنا محال نہیں لیکن ہر انسان جن کو نہیں دیکھ سکتا مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم سارے اس کو دیکھتے۔ تو معلوم ہوا! حضور علیہ السلام چاہیں تو تمام لوگوں کو دکھا دیں۔ دوسرا یہ کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی حکومت عطا فرما رکھی ہے مگر آپ نے اس کا اظہار نہ فرمایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے۔ ورنہ آپ نے خود فرمایا: میرے دو وزیر آسمانوں پہ ہیں اور دو وزیر زمین پہ آسمان والے جبریل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین والے ابو بکر صدیق اور

عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں اور وزیر تو اسی علاقے میں ہوتے ہیں ناں جہاں کسی کی حکومت ہوتی ہے نہ یہ کہ حکومت پاکستان میں ہو اور وزیر بھارت میں دوسرے ملکوں میں سفیر تو ہوتے ہیں وزیر نہیں ہوتے۔ تو معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی حکومت عطا فرما کر شہنشاہ کو نین بنایا ہے۔

مالک کو نین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

وہ تصور میں رہتے ہیں میرے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک مسئلہ بڑے ہی پیارے انداز میں بیان فرماتی ہیں:

كَانَتِي أَنْظُرُ إِلَى وَبَيْصِ الطَّيِّبِ فِي مَفْرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحَرَّمٌ (حدیث نمبر ۲۷۱)

(عرصہ گزر گیا مگر میں آج بھی) گویا کہ دیکھ رہی ہوں حضور علیہ السلام کی مانگ میں خوشبو کی چمک کو حالانکہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم محرم تھے (جو کہ آپ نے احرام باندھنے سے پہلے لگائی تھی اور اس کا اثر باقی رہا)

قارئین کرام! آپ کو اب تک معلوم ہو چکا ہوگا کہ بخاری شریف کی احادیث کو پیش کر کے ان سے عموماً ان مسائل کا استنباط نہیں کر رہا جو معمول بھا ہیں یا جواب تک اہل علم کا طریقہ رہا ہے کہ ان سے صرف فقہی مسائل ہی اخذ کئے جائیں بلکہ کئی احادیث کے تحت نئی نئی باتیں آپ کو ملیں گی جو کہ ایک طالب علمانہ کوشش ہے اگرچہ مجھ جیسے بیچ مداں کے لئے حدیث کے میدان میں اس طرح کا ایک بالکل نیا انداز اپنانا مشکل ہے لیکن یہ دورہ حدیث شریف کے اساتذہ کرام کی مہربانی ہے کہ ان کی زبان سے سنے ہوئے نکات آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جن میں بعض نکات بالکل نئے ہیں۔ مثلاً اس حدیث کو لے لیجئے کہ اس سے ایک ایسا مسئلہ بڑی وضاحت کے ساتھ حل ہو رہا ہے کہ جس کے بارے میں دوسرے لوگوں کی طرف سے شرک تک کے فتوے لگائے جاتے ہیں (اور بلکہ حضور علیہ السلام کے تصور سے نماز کے ضائع ہونے کا قول کیا جاتا ہے اور نعوذ باللہ اس کو گدھے اور نیل کے تصور سے برا کہا جاتا ہے) یعنی تصور شیخ کا مسئلہ اور حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین فرما رہی ہیں کہ میری پیارے آقا آج بھی میری نگاہوں کے سامنے ہیں اور میں ان کی مانگ میں لگائی ہوئی خوشبو کی چمک کو گویا دیکھ رہی ہوں اور یہ پیارا عقیدہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی نہیں بلکہ صحاح ستہ میں اس پر کئی حوالے موجود ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

تصور شیخ کے بارے میں احادیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کا مکہ المکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف لانا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كَانِي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُوبَكْرٍ رَدْفَهُ وَمَلَاءُ بَنِي النَّجَارِ حَوْلَهُ

(بخاری شریف ج ۱ ص ۶۱)

گویا میں اب بھی اپنے آقا علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ سواری پہ تشریف فرما ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کے پیچھے ہیں اور نبی نجار کی جماعت آپ کے ساتھ ہے۔

* حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم علیہ السلام کے غسل مبارک کا ایک منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فخرج نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانی انظر الیہ الان یقطر راسہ ماء (بخاری شریف ج ۱ ص ۸۱)
حضور علیہ السلام (غسل کرنے کے بعد) تشریف لائے گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر انور سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔

* حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کانہا انظر الی بیاضہ فی یدہ، گویا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اس کی سفیدی دیکھ رہا ہوں (مہر مبارک کی جوائگٹھی میں تھی اوزانگٹھی چاندی کی تھی جو کہ آپ نے ہاتھ میں پہن رکھی تھی اور اسی کی چمک کی بات حضرت انس کر رہے ہیں) (بخاری ج ۲ ص ۸۷۳)

* حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مسواک کرنے کے انداز کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

فکانی انظر الی سواکہ تحت شفتہ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳)

گویا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک کے نیچے مسواک کو دیکھ رہا ہوں۔

* حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام سے میں نے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا یا اللہ جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے اس کو جنت میں داخل فرما، چنانچہ داخل کر دیا جائے گا پھر میں کہوں گا جس کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہے اس کو بھی جنت میں داخل فرما۔

فقال انس کانی انظر الی اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس فرماتے ہیں گویا کہ مجھے حضور علیہ السلام کی مبارک انگلیاں نظر آرہی ہیں۔ (بخاری شریف ص ۱۱۱۸ ج ۲)

وہ تصور میں رہتے ہیں میرے کیسے کہنے دوں کہ دیکھا نہیں ہے

ایسے پردے کے قربان جاؤں لاکھ پردوں میں پردہ نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کانی انظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحکی نبیا من الانبیاء ضربہ قومہ فادموہ فہو

یسح الدم عن وجہہ وهو یقول رب اغفر لقومی فانہم لا یعلمون (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳)

گویا کہ میں حضور علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں میں سے ایک نبی علیہ السلام کا قصہ بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو اتنا مارا کہ لہو لہان ہو گئے۔ اپنے چہرہ انور سے خون صاف کر رہے تھے اور اپنے رب سے دعا کر رہے تھے اے اللہ! میری قوم کو بخش دے۔ یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں (یہ نبی علیہ السلام بھی ہمارے آقا و مولیٰ ہی تھے اور واقعہ طائف کا

بیان ہو رہا ہے مگر عاجزی و انکساری کی وجہ سے اپنا نام ظاہر نہ فرمایا

بخاری شریف کے علاوہ دیگر کتب صحاح اور مشکوٰۃ کے مندرجہ ذیل مقامات پہ کافی نظر کے الفاظ والی احادیث ملاحظہ ہوں۔

ترمذی ج ۲ ص ۱۲۷، ج ۲ ص ۱۰۱، شمائل ترمذی ص ۷، ابوداؤد شریف ص ۶۵، ص ۱۱۸، ص ۱۲۶، ج ۱، ابن ماجہ ص ۳۶، ص ۳۰۰، مشکوٰۃ ص ۴۵۴

* عورت ناقص العقل والدین ہوتی ہے، حدیث نمبر ۳۰۴

خصائص و امتیازات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

أُعْطِيتُ خَسَاءً لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي

مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں۔

۱- نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، ایک مہینے کی مسافت تک میرے مخالفین کے دلوں میں میرا رعب ڈال کر میری

مدد فرمائی گئی۔

۳- وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطُهْرًا فَأْتَانِي رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِي أَدْرَكْتُهُ الصَّلَاةَ فَلْيَصَلِّ

اور میرے لئے ساری زمین کو نماز کی جگہ بنا دیا گیا اور پاک کر نیوالی بنا دیا گیا۔

میری امت کے جس شخص پر جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے۔

۳- وَأُحِلَّتْ لِيَ الْبَغَايِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي

میرے لئے اموال غنیمت کو حلال کر دیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھے۔

۴- وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ

اور مجھے شفاعت (کبریٰ) عطا فرمائی گئی۔

۵- كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً (حدیث نمبر ۳۳۵)

ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ حضور علیہ السلام کے خصائص و خصائل و

امتیازات ابوسعید نیشاپوری نے شرف المصطفیٰ میں ساٹھ بیان کئے۔ خصائص کبریٰ میں امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے کثیر تعداد میں

بیان فرمائے۔ کتب حدیث میں مندرجہ بالا پانچ کے علاوہ مزید یہ بھی ملتے ہیں۔

* اعطيت بجوامع الكلم، مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے۔

* ختم بی النبیون، مجھ پر نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

* جعلت صفوفنا كصفوف الملائكة، ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی طرح بنایا گیا۔

* اوتيت هولاء الايات الاخر سورة البقرة من كنز تحت العرش، مجھے سورہ بقرہ کی آخری آیات عرش

کے نیچے خزانے سے دی گئیں۔

* او تیت مفاتیح خزائن الارض، مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔

* سمیت احمد، میرا نام احمد رکھا گیا۔

* جعل لی التراب طهور، میرے لئے مٹی کو پاک کر نیوالا بنایا گیا۔ (تیمم کے لیے)

* جعلت امتی خیر الامم، میری امت کو بہترین امت بنایا گیا۔

تیرے تو وصف عیب تنہا ہی سے ہیں بری حیراں ہوں میرے شاہا میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

* حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک سفر میں ہار گم ہونا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کی آیت کا نازل ہونا

حدیث نمبر ۳۳۴ میں دیکھئے۔

* لیلة التعریس میں صبح کی نماز قضاء ہونے کا واقعہ اور اس واقعہ میں حضور علیہ السلام کے عظیم معجزے کا ذکر حدیث

نمبر ۳۳۴ میں ہے۔

حکمت عملی یا مداہنت فی الدین:

اس طویل حدیث میں ایک مقام پہ خاص طور پر میں نے ایک حوالے کا نشان لگایا اس کا ذکر کروں کہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے شدید پیاس کی وجہ سے حضور علیہ السلام سے پانی طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہما (جس کا نام عوف ہے اور راوی ان کا نام بھول گئے) کو پانی کی تلاش میں بھیجا، انہیں ایک عورت ملی جو پانی سے بھرے ہوئے دو بڑے مشکیزے یا چھالگلیں اونٹ پہ رکھ کر لے جا رہی تھی۔ ان ہر دو حضرات نے اس عورت سے پانی کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا! کل اس وقت میں پانی کے پاس تھی (یعنی پانی بہت دور ہے) اور ہمارے مرد پیچھے رہ گئے ہیں، انہوں نے فرمایا: یہ بات ہے تو چل ہمارے ساتھ، وہ بولی کہاں؟ فرمایا: ہمارے حضور، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، قالت الذی یقال له الصابی، عورت بولی کیا وہی شخص جس کو صابی کہا جاتا ہے اور خود امام بخاری نے حدیث کے آخر میں صابی کا معنی کیا ہے۔ ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں جانے والا جبکہ ابوالعالیہ نے فرمایا ہے: الصائبین اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو کہ زبور پڑھتے ہیں اور ”أَصْبُ“ کا معنی ہے میں مائل ہوں۔ مجاہد نے کہا نہ یہ یہودی ہیں نہ عیسائی نہ ان کا کوئی دین ہے، ان کا ذبیحہ حرام ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔ بہر حال دونوں صحابہ میں سے کسی نے بھی اس عورت کو نہیں کہا کہ تو غلط کہتی ہے وہ صابی نہیں ہیں بلکہ فرمایا: هو الذی تعین، وہی جو تو سمجھ رہی ہے کیونکہ اگر اس کو ٹوکتے تو مطلوبہ نتیجہ (پورے خاندان بمعہ اس عورت کا مسلمان ہونا) سامنے نہ آتا، فیہ حسن الادب اذلو قال لا لفات المقصود اونعم اذ فیہ تقریر ذلک (کذا فی العینی) اس میں حسن ادب ہے کیونکہ اگر انکار کرتے تو مقصد فوت ہو جاتا اور ہاں کہتے تو اس کی

بات کی تصدیق تھی۔ ثابت ہوا کہ موقع محل دیکھ کر بڑے فائدہ کے حصول کے لئے اس طرح کی نرمی جائز ہے اور یہ مدد اہنت فی الدین نہیں ہے جو کہ ناجائز ہے بلکہ حکمت عملی ہے جو کہ حکم خدا ہے ادع الی سبیل ربك بالحكمة۔

* حدیث معراج جس میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ حضور علیہ السلام کی ملاقات کا تذکرہ ہے اور پچاس سے پانچ نمازیں فرض ہونے کا ذکر حدیث نمبر ۳۴۹ میں ملاحظہ ہو

ابتداءً ہر نماز کی دو دور کعتیں ہی فرض تھیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ حِينَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأَقَرَّتْ صَلَاةَ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ (حدیث نمبر ۳۵۰)

اللہ تعالیٰ نے جب نماز فرض کی تو سفر و حضر میں دو دور کعتیں ہی فرض فرمائیں پھر سفر میں تو دو ہی رہیں اور حضر میں (بعض کے اندر) اضافہ کر دیا گیا۔

صرف ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا اور صحابہ کرام کی تنگدستی کے واقعات:

حضرت محمد بن منکدر فرماتے ہیں: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک ہی کپڑے (تہبند) میں نماز ادا کر رہے ہیں اور اس طرح کہ اسے گدی پر باندھے ہوئے تھے حالانکہ ان کے کپڑے منجب (کپڑے رکھنے کی جگہ) پر رکھے ہوئے تھے، کسی نے عرض کیا کہ آپ ایک ہی چادر میں نماز ادا کر رہے ہیں؟ فرمایا:

لَيَدْرَانِي أَحَقُّ مِثْلَكَ، تِرَے جیسے بے وقوف کو دکھانے کیلئے پھر خود ہی فرمایا: حضور علیہ السلام کے دور میں ہم میں سے کس کے پاس دو کپڑے ہوتے تھے؟ (حدیث نمبر ۳۵۲)

حضور علیہ السلام نے خود ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی ہے۔ (۳۵۳)

اور وہ اس طرح کہ اس کپڑے کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پہ الٹ کر ڈالتے (۳۵۴) وجہ وہی تھی کہ دو کپڑے میسر نہ تھے۔ بعض صحابہ کی حالت یہ تھی کہ حضرت سہل فرماتے ہیں:

يَصْلُونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أَزْرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصَّبِيَّانِ

(ایک چادر وہ بھی چھوٹی ہونے کی وجہ سے) حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھتے تو بچوں کی طرح گردن کے ساتھ باندھ لیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ستر اصحاب صفہ دیکھے کہ ان میں سے بعض وہ تھے جن کے پاس صرف ایک چادر یا تہبند یا کمبل ہوتا جو انہوں نے اپنی گردنوں کے ساتھ باندھا ہوتا تھا، (پنجابی میں اس کو بوکی باندھنا کہا جاتا ہے) بعض کا کپڑا آدھی پنڈلی تک ہوتا اور بعض کا ٹخنوں تک جسے وہ اپنے ہاتھوں سے تھامے رکھتے تاکہ شرمگاہ برہنہ نہ ہو

جائے۔ (بخاری ص ۶۳ ج ۱)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی کسی وجہ سے گھر میں تلخ کلامی ہوئی اور ناراض ہو کر مسجد میں چلے گئے۔ حضور علیہ السلام کو علم ہوا تو آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ دیکھا تو حضرت علی کی حالت یہ تھی کہ ایک طرف سے ان کی چادر گری ہوئی تھی، جسم پہ مٹی لگی ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام حضرت علی کے جسم سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے: قم ابا تراب قم ابا تراب، اٹھ اے مٹی والے اٹھ اے ابوتراب۔ (بخاری ج ۱ ص ۶۳)

چنانچہ عورتوں کو حکم تھا:

لا ترفعن رؤسكن حتى يستوى الرجال جلوسا

تم اپنے سروں کو سجدے سے نہ اٹھایا کرو جب تک کہ مرد پوری طرح سنبھل کر نہ بیٹھ جائیں (تاکہ کسی عورت کی نظر کسی مرد کی شرمگاہ پہ نہ پڑے) (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۱)

چنانچہ احتباء سے منع فرمایا گیا اور احتباء یہ ہے کہ:

ان يحتبى الرجل فى ثوب واحد ليس على فرجه منه شيئا

ایک کپڑے کو اپنے گرد اس طرح لپیٹ کر بیٹھنا کہ شرمگاہ ننگی رہے۔ اس بارے میں چند احادیث بخاری شریف ج ۱ ص ۵۱ کے مندرجہ ذیل صفحات پہ ہیں ۶۳، ۵۳، ۸۲ اسی طرح اشتمال الصماء سے بھی منع فرمایا اور وہ فقہاء کے نزدیک یہ ہے کہ ایک کپڑے میں لپیٹ جائے پھر اس کا ایک کنارہ اٹھا کر کندھے پہ کر لے جس سے شرمگاہ برہنہ ہو جائے۔ اگر شرمگاہ برہنہ نہ ہو تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اہل لغت کی تفسیر کے مطابق اشتمال الصماء اور ہے اور فقہاء کرام نے جو تفسیر کی ہے اس کے ساتھ نماز حرام ہے۔

جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت پیدا کرو

معلوم ہوا! کپڑوں کی قلت تھی اس لئے یہ اجازت تھی ورنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جب ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

اذا وسع الله فوسعوا، جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت کرو (اور کم از کم دو کپڑوں میں تو نماز پڑھو)

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۳)

لہذا سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اس معاملہ میں بخل کرنا اور ننگے سر نماز کے لئے کھڑے ہو جانا یا پورے بازوؤں والی قمیص ہونے کے باوجود شرٹ میں نماز پڑھنا یا آستینیں چڑھا کر نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔

یاد رہے! کپڑے اگرچہ کفار کے بنے ہوئے ہوں ان کو نہ صرف یہ کہ بغیر دھونے کے پہنا جاسکتا ہے (جبکہ ان کے نخس ہونے کا یقین نہ ہو) بلکہ ان میں نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے (جبکہ ان پر جاندار کی تصاویر وغیرہ نہ ہوں) حضرت حسن بصری رضی

اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجوس جو کپڑے بٹتے ہیں ان کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ (بخاری ص ۵۲ ج ۱)
حضرت معمر فرماتے ہیں: میں نے امام زہری کو دیکھا کہ وہ یمن کے ان کپڑوں کو پہن لیا کرتے تھے جو پیشاب سے رنگے جاتے تھے (اینا) یا تو دھو کر استعمال کرتے یا پھر یہ حلال جانوروں کا پیشاب ہوتا جو ان کے نزدیک پاک ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود شامی جبہ استعمال فرمایا جس کی آستینیں اتنی تنگ تھیں کہ جبہ کے اندر سے بازو نکالنے پڑے (اور شام اس وقت دار الکفر تھا) (بخاری شریف حدیث نمبر ۳۶۳)

خیال رہے! کفار کی وضع کے کپڑے پہننا بحکم حدیث ممنوع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایاکم و ذی الا عاجم، عجمیوں کی وضع سے بچو، نیز فرمایا:

من تشبه بقوم فهو منهم، جو کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ لہذا اس سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ وہ چیز جو کفار کی علامت (شعار) بن چکی ہو یا بحالت مجبوری اجازت ہو اور جبہ شامیہ جو حضور علیہ السلام نے استعمال فرمایا وہ اگرچہ شام میں بننا تھا مگر اہل عرب بکثرت استعمال کرتے تھے۔ لہذا وہ کفار کی وضع کا نہ تھا۔
پیکر شرم و حیاء، پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (اہل مکہ کے ساتھ) خانہ کعبہ کے لئے پتھر ڈھورے تھے اور حضور پاک صرف تہبند پہنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس نے کہا: اے بھتیجے اگر تو تہبند کھول (اتار) کر پتھر کے نیچے کندھے پہ رکھ لے (تو سہولت ہو جائے) چنانچہ جونہی آپ نے تہبند اتارا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہو کر گر پڑے، فہا رای بعد ذلک عریانا (حدیث نمبر ۳۶۳) اس کے بعد آپ کو کبھی برہنہ نہ دیکھا گیا اور یہ واقعہ بھی اس لئے ہوا کہ ابھی وحی نہیں آئی تھی اور حلال و حرام کے احکام نازل نہ ہوئے تھے۔ لہذا یہ معصیت نہ ہو ا پھر اس زمانے میں لوگ اس میں کوئی حرج نہ جانتے تھے۔ تبھی آپ کے چچا نے آپ کو مشورہ دیا لیکن آپ کی حالت نے بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھے اخلاق اور پاکیزہ طبیعت پہ پیدا فرمایا ہے اور آپ اعلان نبوت سے پہلے بھی رذائل اور معایب سے مبرا تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام کنواری شرمیلی پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ حیاء والے تھے یہی وجہ تھی کہ ستر کھلتے ہی بے ہوش ہو گئے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”صحیح بات یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر عیب سابق و لاحق سے منزہ ہیں اور ہر اس چیز سے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا شبہ بھی ہو معصوم ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ اس کا تصور بھی محال کے مثل ہے اس لئے کہ گناہ کا تصور تو شریعت کا حکم آ جانے کے بعد ہی ہو گا خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ (شرح شفا ملا علی قاری ج ۲ ص ۲۶۳)

نیچی نظروں کی شرم و حیاء پر درود
اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

ولیمہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

خیبر فتح ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عرض کرنے پر وہاں کے سردار کی بیٹی حضرت صفیہ بنت حنی کو آزاد فرما کر ان سے نکاح کیا اور راستے ہی میں حقوق زوجیت ادا فرمائے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: جس کے پاس جو کچھ ہے (ولیمے کے لئے) لے آؤ چنانچہ دسترخوان بچھا دیا گیا لوگ آنا شروع ہو گئے کوئی کھجور لا رہا ہے تو کوئی گھی لے کر آ رہا ہے کسی کے پاس ستوتھے تو وہ لے کر آ گیا ان سب کو ملا کر ملیدہ بنایا گیا: فكانت ولیمة رسول الله صلى الله عليه وسلم، پس یہ حضور علیہ السلام کا ولیمہ تھا۔ (حدیث نمبر ۳۷۱)

حضور علیہ السلام نے ہر کام میں سادگی کو پسند فرمایا ہے۔ کھانے پینے میں بھی اور پہننے میں بھی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: (ریشم حرام ہونے سے پہلے) حضور علیہ السلام کو ریشمی قبا ہدیہ میں دی گئی، آپ نے پہنی نماز پڑھی اور نماز کے بعد کراہت کرتے ہوئے سختی سے اتار دی اور فرمایا:

لا ينبغي هذا للمتقين، یہ پرہیزگاروں کے لئے نہیں ہے۔ (بخاری ص ۵۴ ج ۱)

کاش اہل اسلام اپنے ہر معاملہ میں اس سادگی کو اپنائیں اور تکلفات کو پس پشت ڈالیں جتنے اخراجات شادی بیاہ اور ولیموں پہ ہوتے ہیں وہ اپنے غریب مسلمان بھائیوں کی غربت کے خاتمے کیلئے کریں تو جنت کی ہوائیں چلنے لگیں اور حضور علیہ السلام کی نظر رحمت ہم پہ ہونے لگے۔

کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام جب (مکہ شریف سے ہجرت کر کے) مدینہ پاک تشریف لائے تو اپنے نہال انصار میں اترے اور آپ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ (کعبہ شریف) ہوتا اور حضور علیہ السلام نے کعبہ کی طرف منہ کر کے جو سب سے پہلی نماز ادا فرمائی وہ عصر کی تھی اور لوگوں نے بھی نماز پڑھنی، ایک صاحب ایک مسجد کے پاس سے گزرے جبکہ لوگ رکوع میں تھے۔ اس صاحب نے اللہ کی قسم اٹھا کر (باوازا بلند) کہا کہ حضور علیہ السلام نے مکہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی ہے یہ سنتے ہی وہ لوگ بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ اسی موقع پہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے پارے کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں جن میں حضور علیہ السلام کو علیحدہ اور تمام اہل ایمان کو علیحدہ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ (حدیث نمبر ۳۳۹)

جس طرف رخ وہ موڑ لیتے ہیں

نیز فرمایا: فلنولينك قبلة ترضاها، ہم ضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جو آپ کو پسند ہے۔ معلوم ہوا! اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی پسند کا بہت لحاظ فرماتا ہے کہ آپ کی پسند کی خاطر ساری کائنات کے قبلے کو تبدیل فرما دیا۔ دیکھو محبوباں دی مرضی تے قبلے بدلائے جاندے نیں

اہل عرب ایک بات کہا کرتے تھے کہ فلاں کو فلاں سے اتنی محبت ہے اگر اس کا محبوب اپنے محبت کو کہے تو وہ اپنا قبلہ تبدیل کر دے۔ مگر اس مثال کو عملی جامہ کسی نے کبھی نہ پہنایا۔ آخر خدا نے یہ کام کر دکھایا اور دنیا کو بتا دیا کہ مجھے اپنے محبوب سے اتنی محبت ہے کہ اگر میرا محبوب مجھے کہے بھی نہ بس دل میں خواہش پیدا کرے تو میرے سارے جہان کے قبلے کو تبدیل کر دوں۔

کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض
جس طرف رخ وہ موڑ دیتے ہیں
جس طرف وہ نظر نہیں آتے
ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ بھی دیکھیں فاستقبلوها وکانت وجوہہم الی الشام فاستداروا الی الکعبۃ (بخاری ص ۵۸ ج ۱) شام (بیت المقدس) کی طرف منہ کر کے نماز ادا کر رہے ہیں جو نبی سنا کہ حضور علیہ السلام نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا ہے تو نماز کے اندر ہی کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا۔

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے یہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

آقا علیہ السلام بھی ان نفوس قدسیہ کی دلجوئی فرماتے اس کی صرف ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ حضرت عتبہ بن مالک رضی اللہ عنہ (جو کہ نابینا تھے اور گھر میں نماز ادا کرتے تھے حضور علیہ السلام کو دعوت دیتے ہیں کہ میرے گھر میں کسی مقام پہ نماز ادا کریں تاکہ اس جگہ کو مسجد البیت بنالوں حضور علیہ السلام ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: این تحب ان اصلی لك من بیتك، کس جگہ تیرے لئے نماز ادا کروں؟ کہتے ہیں میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا تو حضور علیہ السلام نے تکبیر کہی، ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں اور آپ نے دو رکعت نماز (نفل بغیر تداعی کے باجماعت) پڑھائی۔ (بخاری ج ۱ ص ۶۰)

اہل مدینہ نے اسلحہ پہن کر حضور علیہ السلام کا استقبال کیا:

جب حضور علیہ السلام مکہ شریف سے ہجرت کر کے حضرت ابو بکر صدیق کی معیت میں مدینہ پاک تشریف لائے تو مدینہ کے عوالی (بالائی حصہ) میں بنو عمرو بن عوف قبیلہ کے ہاں آپ نے چوبیس دن قیام فرمایا پھر آپ نے بنو نجار قبیلہ کو (جو کہ حضرت عبدالمطلب کا ننہالی قبیلہ تھا اور بچپن میں جب حضور علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ مدینہ تشریف لائے تو اسی قبیلہ کے ہاں اس رشتہ کی وجہ سے قیام فرمایا اور اس قبیلہ کو بلانے کا سبب بھی یہی تھا چنانچہ جب آپ نے اس قبیلہ کو (بلا یا تو وہ کس شان سے آئے حدیث کے الفاظ ہیں:

فَجَاءُوا مُقَلِّدِينَ السُّيُوفِ (حدیث نمبر ۴۲۸)

وہ لوگ تلواریں لگائے ہوئے (حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں) حاضر ہوئے۔ اس حدیث میں ہے کہ آپ نے بنی نجار کو فرمایا: یہ باغ پیسے لے کر مجھے بیچ دو تو انہوں نے عرض کیا! لا واللہ لا نطلب ثمنہ الا الی اللہ، ہم تو اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے لیں گے۔ چنانچہ وہاں مشرکین کی قبریں تھیں جن کو آپ نے اکھیڑنے کا حکم دیا (اور آج یار لوگ اس واقعہ کو لے کر اولیاء کرام کی قبروں کے درپے ہیں کہاں مشرکین کی قبریں اور کہاں اولیاء اللہ کے مزارات چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔)

پھر وہاں حضور علیہ السلام نے اس طرح مسجد تعمیر فرمائی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خود بھی موجود رہے۔ وہ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور حضور علیہ السلام ان کی یوں حوصلہ افزائی فرماتے:

اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ فَأَغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

اے اللہ آخرت کی بھلائی (جیسی) کوئی بھلائی نہیں (میرے) انصار و مہاجرین کو اپنی بخشش نصیب فرما۔ (حدیث نمبر ۴۲۸)

اس حدیث میں خاص طور پر جو بات یاد رکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ

فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبور المشركين فنبتت

پس حضور علیہ السلام کے حکم سے مشرکین کی قبروں کو اکھیڑ دیا گیا جبکہ اہل اسلام کی قبروں کی عزت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ لہذا جہاں بھی قبروں کو اکھیڑنے کا ذکر آئے گا وہاں مشرکین ہی کی قبریں مراد ہوں گی نہ کہ اہل اسلام کی اور یہ بہت بڑی بددیانتی و بدبختی ہے کہ اس حوالے کو لے کر صحابہ کرام، اہل بیت عظام، ازواج مطہرات اور اولیاء کرام کی قبروں کی توہین کی جائے جیسا کہ جنت البقیع میں کیا گیا۔

دوسری بات یہ کہ بنی نجار نے اپنے رواج کے مطابق مسلح ہو کر حضور علیہ السلام کی آمد پر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ لہذا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر اگر چودہ اگست اور تیئیس مارچ کی طرح جھنڈیاں لگا کر اور چراغاں کر کے اپنے آقا علیہ السلام کی آمد کی خوشی منائی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ کیا وجہ ہے کہ جس قائد اعظم نے پاکستانی قوم کو ہندو کی غلامی سے نجات دلائی اس دن کوئی فتویٰ نہیں لگتا تو جس دن پوری اُمت کو جہنم کی آگ سے نجات دلانے والے تشریف لائے آخر سارے فتویٰ اسی دن ہی کیوں یاد آتے ہیں؟

نمازی کے لئے فرشتوں کی دعا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عظمت نشان ہے جب تک نمازی نماز پڑھ کر اپنی جگہ (مسجد میں جہاں نماز ادا کی ہے) میں بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ تب تک جاری رہتا ہے جب تک وہ بندہ بے وضو نہیں ہو جاتا۔ فرشتوں کی دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ اَرْحَمْهُ (حدیث نمبر ۴۳۵) اے اللہ اس کو بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما۔

یہ حدیث بخاری شریف ج ۱ کے ص ۶۹ پر قدرے تفصیل کے ساتھ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: گھریا بازار میں اکیلے نماز پڑھنے کی بہ نسبت جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب پچیس گنا زیادہ ہے پس جب تم میں سے کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں صرف نماز کے ارادے سے آئے تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گناہ معاف ہوگا۔ یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہو جائے پس جب مسجد میں داخل ہو گیا تو نماز میں رہے گا جب تک (نماز کے انتظار میں) وہاں بیٹھا رہے جہاں نماز پڑھی ہے اتنی دیر فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں

جب تک وضو توڑ کر کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ (یاد رہے! حدیث میں آتا ہے دن اور رات کے فرشتے صبح و عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں اور جب رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود ان سے پوچھتا ہے! تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے تو وہ عرض کرتے ہیں: ترکناہم و ہم یصلون و اتیناہم و ہم یصلون، ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس سے واپس آئے تو بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۷۹)

* نماز فجر کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اسفر و ابالفجر فانه اعظم للاجر، فجر کی نماز اجالے میں پڑھو اس میں اجر زیادہ ہے۔ حضور علیہ السلام جب فجر کی نماز کا سلام پھیرتے تو: تعرف الرجل جلیسہ و یقرأ بالستین الی الہائے، تو ہر شخص اپنے ساتھی کو اجالے کی وجہ سے پہچان سکتا تھا۔ اور ساٹھ سے سو تک آیات پڑھی جاتی تھیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۷۸)

* رمضان شریف میں سحری اور نماز فجر کے درمیان پچاس یا ساٹھ آیات پڑھنے کے برابر فاصلہ ہوتا (ج ۱ ص ۸۱ بخاری)

اس سے غلص یعنی اندھیرے میں نماز پڑھنے کا جواز تو مل سکتا ہے لیکن فضیلت ثابت نہیں ہو سکتی۔

* نماز باجماعت کیلئے امام کے انتظار کا ثبوت ص ۸۱ اور ص ۸۲ پر دیکھئے۔

* فرائض کے علاوہ باقی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ (ج ۱ ص ۱۰۱ بخاری)

* حضرت عمر نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی ایک سو بیس آیات پڑھتے تھے۔ (ص ۱۰۸ ج ۱ بخاری)

بات ہو رہی تھی فرشتوں کی دعا کی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص فرشتوں کی دعائیں لینا چاہے اور بغیر محنت کے گناہ معاف کروانا چاہے وہ نماز پڑھ کر با وضو مصلے پہ بیٹھا رہے۔ ایک تو اس کو نماز کا ثواب ملتا رہے گا کیونکہ نماز کے انتظار میں بیٹھنا بھی نماز کے قائم مقام ہے۔ دوسرا وہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت کا حقدار ہو جائے گا کیونکہ فرشتوں کی دعا کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہے اور فرشتے اسی کے لئے دعا کرتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور یہ کہ بے وضو شخص فرشتوں کی دعاؤں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ مسجد میں قصداً بے وضو بیٹھنے کو مکروہ فرماتے ہیں۔

حضرت عمار کے بارے میں فرمایا: تقتله الفئة الباغیہ (حدیث نمبر ۴۷۷)

اس کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

مسجد کی صفائی کی فضیلت:

مسجد بنانا بڑے ثواب کا کام ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ بَنَى مَسْجِدًا (قال بکیر حسب انہ قال یبتغی بہ وجہ اللہ) بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِی الْجَنَّةِ

(حدیث نمبر ۴۵۰)

جو شخص اللہ کی رضا کیلئے مسجد بنوائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی مثل جنت میں (اس کا گھر) بنائے گا۔

تاہم مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت بھی کچھ کم نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت مسجد (نبوی شریف) کی صفائی کیا کرتی تھی جو فوت ہو گئی۔ حضور علیہ السلام نے اس کے بارے میں پوچھا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا (کہ وہ فوت ہو گئی ہے اور ہم نے رات کو ہی اس کا جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کر دیا ہے، آپ کو اطلاع اس لیے نہ دی کہ رات کے وقت آپ کو تکلیف ہوگی) تو سرکار نے فرمایا: تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ کی چلو مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ (حدیث نمبر ۴۵۸)

اور فرمایا: ان هذه القبور مملوءة على اهلها وان الله ينورها لهم بصلواتي عليهم

(مسلم شریف ج ۱ باب الصلوة على القبر ص ۲۱۰)

ان قبروں میں اندھیرا تھا میری نماز کی برکت سے اندھیرا روشنی میں تبدیل ہو گیا۔

بخاری شریف کی حدیث نمبر ۴۶۰ میں ہے کہ وہ عورت ہی تھی۔

بہر حال معلوم ہوا! مسجد کی خدمت و صفائی اللہ کی بارگاہ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تبھی تو حضرت عمران کی بیوی حسنہ نے نذرمانی تھی: مافی بطنی محرد، جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: محرد المسجد یخدمہ، یعنی مسجد (اقصیٰ) کی خدمت کیلئے آزاد ہے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۶۵)

اور یہ بھی معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کے دو راقدس میں آپ جب تک نماز جنازہ ادا نہ فرماتے تھے قبریں روشن و منور نہیں ہوتی تھیں۔ نیز مسجد کی صفائی کرنے والی وسیلہ بنی حضور علیہ السلام کی دعایا نماز جنازہ کا اور اس وسیلے سے تمام اہل قبور کا کام بن گیا کہ سب کی قبریں روشن ہو گئیں۔

مسجد میں (اچھے) اشعار پڑھنا:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو انہوں نے فرمایا: یہاں اشعار پڑھ رہے ہو حالانکہ تم سے بہتر ذات (حضور علیہ السلام) یہاں تشریف فرما ہیں۔ حضرت حسان نے حضرت ابو ہریرہ کی طرف دیکھا (کہ مجھے حضرت عمر سے بچانے کا انتظام کرو اور کہا) اے ابو ہریرہ! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں مجھے بتاؤ کہ تم نے حضور علیہ السلام سے سنا نہیں کہ (آپ مجھے) فرمایا کرتے:

يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللَّهُمَّ آيِدُهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (حدیث نمبر ۴۵۳)
اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے (کافروں کو) جواب دے۔ اے اللہ تعالیٰ! روح القدس (جبریل امین) کے ذریعے اس (حسان) کی مدد فرما۔

حضرت ابو ہریرہ نے کہا! ہاں ایسا ہی ہے میں نے (حضور علیہ السلام سے خود) سنا۔ یہاں حدیث مختصر ہے پوری حدیث کا نمبر ۳۲۰۲ ہے۔

تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف کے تقدس کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں: میں مسجد میں کھڑا تھا تو مجھے کسی نے کنکری ماری میں نے دیکھا تو حضرت عمر تھے جو مجھے فرما رہے تھے کہ ان دو شخصوں کو بلا کر لاؤ میں ان کو بلا کر لایا تو حضرت عمر نے ان سے پوچھا تم کس قبیلے سے ہو یا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا! ہم طائف سے آئے ہیں فرمایا: اگر تم اس شہر کے ہوتے (باہر سے نہ آئے ہوتے) تو میں تمہیں صرف سزا دیتا: (انہوں نے پوچھا: ہمارا جرم کیا ہے؟ فرمایا: یہ کم جرم ہے کہ) ترفعان اصواتکم فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں حضور علیہ السلام کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو۔ (بخاری شریف ص ۶۷ ج ۱)

کیونکہ جب ظاہری حیات میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے اونچی آواز کرنے سے منع فرمایا گیا ہے: یا ایہا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی، (الحجرات)۔ تو بعد الوصال بھی یہی حکم ہے۔ اس عاجز کو پہلی مرتبہ ۱۹۸۹ء میں حاضری کا موقع نصیب ہوا تو ریاض الجنۃ شریف میں تلاوت کرتے ہوئے آواز بلند ہو گئی تو ایک عربی نے یہی آیت پڑھ کر میری رہنمائی فرمائی۔ جس پر میں شرمندہ بھی ہوا اور آگاہ بھی ہوا کہ جب تلاوت کی آواز بلند کرنا بھی مناسب نہیں ہے تو باتیں کرنا کیوں نہ ادب کے خلاف ہوگا۔

ادب گاہیست زہر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایس جا

عجیب بات ہے کہ حضرت عمر نے یہ نہیں فرمایا: اللہ کے گھر میں یا اللہ کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو نہ ہی ان لوگوں نے عرض کیا: ان المساجد للہ، مسجدیں تو ساری اللہ کی ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کہاں سے آگئی۔ معلوم ہوا! اس وقت تک ابھی اس نظریہ کے لوگ پیدا نہیں ہوئے تھے جن کو اس طرح کی باتوں میں شرک نظر آتا ہے۔

برے اشعار کی مذمت

برے اشعار کے بارے میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:

لان یبتلی جوف احدکم قیحا خیر من ان یبتلی شعرا

(برے) اشعار پڑھنے سے پیٹ کو پیٹ سے بھر دینا بہتر ہے۔

اور اچھے شعروں کے بارے میں فرمایا: ان من الشعر لحکمة، بعض اشعار میں دانائی ہوتی ہے۔ قرآن مجید سورہ شعراء کے آخر میں برے شعراء کی مذمت کی گئی اور ایماندار، نیک اعمال والے اور کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے شعراء کی حوصلہ افزائی فرمائی گئی پھر حمد خدا اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اچھے اشعار کون سے ہو سکتے ہیں؟

حمد ہے اس ذات کو جس نے مسلمان کر دیا عشق محبوب خدا سینے میں پنہاں کر دیا

* بنی حنیفہ قبیلے کے سردار ثمامہ بن اثال کو مسجد میں باندھا اور پھر اسلام قبول کرنے کا واقعہ حدیث نمبر ۴۶۹ میں ہے اور

اس ایمان افروز واقعہ کو تمام تفصیلات کے ساتھ ہماری کتاب الباقیات الصالحات میں پڑھا جاسکتا ہے۔
چھڑیاں روشن ہو گئیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دو شخص حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے عبادہ بن بشرہ اور اسید بن الحخیر رضی اللہ عنہما (نماز کی انتظار کی وجہ سے رات دیر تک حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر رہنے کے بعد جب بارگاہ نبوت سے گھر کی طرف واپس لوٹے تو ان کے ہاتھوں میں دو چھڑیاں مثل چراغ ان کے آگے آگے روشنی کر رہی تھیں اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو گھر پہنچنے تک ہر ایک کے ساتھ ایک ایک (نور کی) روشنی تھی۔ (حدیث نمبر ۴۶۵)

یہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ کا فیضان تھا کہ چھڑیوں نے روشنی دینی شروع کر دی اس لحاظ سے یہ حضور علیہ السلام کا معجزہ تھا اور دوسری جہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامت تھی۔ امام اہل سنت نے کیا خواب کہا:

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا

نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

راز دار نبوت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ خَيْرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَأَخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا و آخرت میں اختیار دے دیا ہے تو اس بندے نے آخرت کو اختیار کر لیا ہے۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق نے رونا شروع کر دیا (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دل میں سوچا (کہ اس میں رونے کی کون سی بات ہے) اس بوڑھے کو کس چیز نے رلایا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کو دنیا و آخرت میں اختیار دیا ہے اور اس بندے نے آخرت کو پسند کر لیا ہے (لیکن بعد میں پتہ چلا کہ) وہ بندہ تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وکان ابوبکر اعلیٰنا، واقعی ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے پر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكُ إِنَّ أَمَنَ النَّاسَ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ

اے ابوبکر! مت رورفاقت اور مال کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے۔

وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِّنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنِ أَخُوهُ الْإِسْلَامِ وَمَوْدَّتُهُ

اگر اپنی امت میں سے میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کا رشتہ اور محبت کافی ہے۔

لَا يُبْقِينَ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةً إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ

مسجد میں جتنے دروازے کھلتے ہیں سب بند کر دیئے جائیں مگر ابو بکر کا دروازہ (باقی رہنے دیا جائے) (حدیث نمبر ۴۶۶)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت یہ بخاری شریف میں کئی احادیث ہیں ان میں سے چند مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

(ص ۶۷، ص ۶۸، ص ۶۹، ص ۸۴، ص ۸۵، ص ۹۱، ص ۳۰۷، ص ۳۸۰، ص ۵۵۲، ج ۱)

کسی نقش یا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ ان جگہوں کو تلاش کر کے وہاں نماز ادا فرماتے تھے کہ جہاں (دوران سفر) حضور علیہ السلام نے نماز ادا کی ہوتی اور فرماتے کہ ان کے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (حدیث نمبر ۴۸۳، نمبر ۱۵۳۲)

اگلی حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ تمام مقامات یاد تھے جہاں حضور علیہ السلام نے نماز ادا کی تھی اور آپ ان مقامات کی علامات بھی بتاتے: وقد كان عبد الله يعلم المكان الذي كان صلى فيه النبي صلى الله عليه وسلم، اور حتى الوسع ان مقامات کے علاوہ مقامات پہ نماز ادا نہیں کرتے تھے، فلا يصلى الظهر حتى يأتى ذلك المكان فيصلى فيه الظهر (طویل حدیث)

مجھے کیا غرض تھی رکوع سے مجھے ہوش کب تھی سجود سے
کسی نقش یا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

اور جب حضرت عبداللہ کعبہ معظمہ میں داخل ہوتے تو حضرت بلال (ان کا مزاج سمجھ کر) انہیں بتاتے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فیہ، حضور علیہ السلام نے یہاں نماز ادا فرمائی ہے اور وہ فرماتے حرج تو کوئی نہیں چاہے کعبہ کے کسی کونے میں نماز پڑھ لی جائے۔ (مگر میرا ایک اپنا ذوق ہے) (حدیث نمبر ۵۰۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زبردست عامل بالسنتہ تھے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایمان افروز عقیدہ بعض لوگوں کو جب پسند نہیں آتا تو کہہ دیتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تو سہولت پسند تھے حالانکہ آپ سہولت پسند نہ تھے بلکہ زبردست عامل بالسنہ اور عالم بالحدیث تھے اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

حضرت سالم اپنے باپ عبداللہ سے ہی روایت فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کے دور میں جس کو کوئی خواب آتا وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بیان کرتا اور آپ اس کی تعبیر ارشاد فرمادیتے۔ حضرت عبداللہ کو خواب آیا تو انہوں نے شرم و حیا کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے سامنے تو بیان نہ کیا لیکن اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا۔ انہوں نے آگے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم الرجل عبد الله لو كان يصلي من الليل

عبداللہ بہت اچھا بندہ ہے اگر رات کو نماز (تہجد) پڑھا کرے۔

فکان بعد لاینام من الیل الا قلیلاً (حدیث نمبر ۱۱۳۱) اس کے بعد حضرت عبداللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔
وکان ابن عمر یحج کثیراً، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت زیادہ حج کیا کرتے تھے۔ (باب من لم یغل الکعبۃ ترجمۃ
الباب نمبر ۵۳ من ابواب الحج) ایک روایت جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حجاج بن یوسف کے ساتھ مکالمہ پہ مشتمل ہے دیکھئے بخاری
شریف حدیث نمبر ۱۶۶۰، ۱۶۶۲، ۱۶۳۹۔

آپ نے ایک سودا کیا جس میں آپ کا نقصان تھا بائع حاضر ہوا کہ سودا واپس کر لو فرمایا: دعھا رضینا بقضاء رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقصان ہے تو ہوتا رہے ہم حضور علیہ السلام کے فیصلے پہ راضی ہیں۔ (تفصیل دیکھئے حدیث نمبر
۲۰۹۹ میں)

حضور آگئے ہیں حضور آگئے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مقام (روحاء) یہ جو نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھا تو صرف اس لئے کہ التزام نہ کیا
جائے تاکہ بعد والے لوگ یہاں نماز پڑھنے کو واجب نہ سمجھنے لگیں مگر حضرت عبداللہ اس احتمال سے محفوظ تھے۔ یاد رہے! روحاء
وہ مقام ہے جس کو حدیث میں جنت کی وادی فرمایا گیا ہے اور اس جگہ حضور علیہ السلام سے پہلے ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے
نماز ادا فرمائی اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حج یا عمرہ کرنے تشریف لے گئے تو ستر ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ وہاں سے
گزرے اس لئے اس جگہ سے صحابہ تبرک حاصل کرتے ہوئے وہاں نماز ادا فرماتے۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لقد ادرکت کبار اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتددون عند المغرب وذا شعبۃ عن عمرو
عن انس حتی یرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری حدیث نمبر ۵۰۳) میں نے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو
اس حال میں پایا کہ مغرب کی اذان کے وقت بڑی عجلت سے بستونوں کی طرف جاتے یہاں تک کہ حضور علیہ السلام حجرہ انور سے
باہر تشریف لاتے۔

تاکہ حضور علیہ السلام حجرہ انور سے باہر تشریف لائیں اور ہمیں حضور علیہ السلام کا دیدار حاصل ہو اور ہم تڑپ کر نمازیوں کو
بتائیں کہ حضور آگئے ہیں حضور آگئے ہیں

فجاء محمد سراجاً منیراً فصلوا علیہ کثیراً کثیراً

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یزید بن ابی عبید نے پوچھا: آپ مصحف کے پاس والے ستون کے قریب قصد نماز
ادا فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: فانی رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحرى الصلوة

عندھا، بے شک میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے ساتھ قصد نماز ادا فرماتے تھے۔
(حدیث نمبر ۵۰۲ بخاری)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ:

حضرت ابو جہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا:
لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ (حدیث نمبر ۵۱۰)
اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو علم ہو کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو چالیس کھڑا رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے سے اس کے لئے بہتر ہوتا۔

راوی کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے چالیس دن کہا چالیس مہینے کہا یا چالیس سال۔ بزار کی روایت میں چالیس سال ہے اور ابن ماجہ شریف میں سو سال کا ذکر ہے۔
طبرانی میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو جان بوجھ کر نمازی کے آگے سے گزرے گا وہ قیامت کے دن تمنا کرے گا کہ کاش وہ درخت ہوتا۔

کعب الاحبار فرماتے ہیں زمین میں دھنسا دیا جانا نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہے۔ علامہ عینی نے اس کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے۔ (تفہیم البخاری ص ۸۵۷ ج ۱)

مسئلہ کی رو سے حالت قیام میں جب نمازی کی نظر سجدہ گاہ پہ ہو تو جہاں تک آگے نظر جائے وہ تقریباً تین صفیں بنتی ہیں تو اس کے بعد گزرا جاسکتا ہے۔ اس گناہ سے اُمت کو بچانے کے لئے حضور علیہ السلام نے نمازی کو سترہ گاڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔
امام کے آگے سترہ ہو تو مقتدیوں کے لئے وہی کافی ہے۔ (بخاری ص ۷۱ ج ۱)

کسی بندے کو آگے بٹھا کر یا کھڑا کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے وہ اس کا سترہ بن جائے گا جبکہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہونہ کہ نمازی کی طرف (ص ۷۳)

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک سترے کی اونچائی کم از کم کجاوے کی لکڑی کے برابر یعنی ایک ہاتھ ہونی چاہئے۔
* حضور علیہ السلام کا نماز میں اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو اٹھانا (نمبر ۵۱۶) (دوسرے پارے کی منتخب احادیث مبارکہ کے حوالہ جات مکمل ہوئے اور یہ پارہ حدیث نمبر ۵۳۰ پہ مکمل ہو رہا ہے)

اذان و نماز کے بارے میں احادیث و اقوال:

۱۔ گرمیوں میں ظہر کی نماز دیر سے ادا کی جائے: فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش و خروش (لپٹ) میں سے ہے۔ (نمبر ۵۳۶)

موزن نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: ٹھنڈی کر ٹھنڈی کر یا فرمایا: انتظار کر انتظار کر..... یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا گیا۔ (نمبر ۵۳۹)

۲- شیطان اذان کی آواز سن کر گوز زنی کرتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ (ص ۸۵)

۳- سر میں اور راگ لگا کر اذان پڑھنا (جس سے الفاظ بدل جائیں منع ہے) ص ۸۵

۴- بے وضو اذان پڑھنے کی اجازت اور کانوں میں انگلیاں نہ ڈالنے کی رخصت (۸۸)

۵- کھانا سامنے ہو (اور بھوک لگی ہو) تو اگرچہ اقامت ہو جائے اور قرأت امام کی آواز سنائی دیتی رہے پھر بھی پہلے

”طعام بعد کلام“ (ص ۹۲)

۶- فاسق (عملی نہ کہ اعتقادی) کے پیچھے نماز پڑھنے کا جواز۔ (ص ۹۶)

۷- سری نماز میں حضور علیہ السلام کبھی کبھی کوئی آیت جبراً پڑھتے (تعلیم امت کیلئے) (ص ۱۰۵)

۸- نماز میں آمین آہستہ کہنا: من وافق قوله قول الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه، جس کا قول (آمین کہنا)

فرشتوں کے قول (آمین کہنے) کے موافق ہو گیا اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے (کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) (ص ۱۰۸)

۹- سات اعضاء پہ سجدہ کرنا (ص ۱۱۲)

۱۰- عذر کی وجہ سے جس طرح ممکن ہو التحیات میں بیٹھا جاسکتا ہے، (ص ۱۱۳)

۱۱- فرض پڑھا کر امام کو ہر طرف منہ کر کے بیٹھنے کی اجازت (دائیں طرف بائیں طرف اور نمازیوں کی طرف منہ

کر کے) (ص ۱۱۸)

۱۲- اذا اقيمت الصلوة فلا تقوموا حتى تردوني، جب نماز کھڑی ہو تو تم نہ کھڑے ہوا کرو جب تک مجھے دیکھ نہ لو،

حدیث نمبر ۶۳۷ کتب فقہ میں ہے ویقوم الامام والقوم عند حي على الصلوة ويشروع عند قد قامت الصلوة

امام اور قوم حي على الصلوة کے وقت کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوة کے وقت نماز کی نیت شروع کر دیں، دیکھئے

شرح وقایہ، فتاویٰ شامی، اس مسئلہ کے بارے میں تفصیل ہماری کتاب ”فضائل ومسائل نماز“ میں دیکھئے

۱۳- مقتدی سجدے میں کب جائے، حضرت براء فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام سمع الله لمن حمده کہتے تو ہم

میں سے کوئی بھی اپنی پشت کو نہ جھکا تا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں نہ چلے جاتے، ثم نفع سجودا بعده، پھر

ہم سجدے میں جاتے۔ حدیث نمبر ۶۹۰

چہرہ مصطفیٰ مثل قرآن تھے (صلی اللہ علیہ وسلم):

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے تابعدار، خادم اور صحابی نے حدیث بیان کی ہے کہ جس

بیماری میں حضور علیہ السلام کا وصال ہوا اس دوران (حضور علیہ السلام کے حکم سے مروا ابابکر فلیصل بالناس) ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے یہاں تک کہ جب پیر کا دن آیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفیں باندھے نماز میں تھے تو حضور علیہ السلام نے حجرہ مبارکہ کا پردہ ہٹایا اور کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھنے لگے۔ کَانَ وَجْهَهُ وَرَقَةً مُصْحَفٍ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور قرآن کا ورق تھا۔

چہرہ مصطفیٰ مثل قرآن ہے عاشقوں کی تلاوت پہ لاکھوں سلام

پھر حضور علیہ السلام مسکرائے تو ہم حضور علیہ السلام کو دیکھنے کی خوشی میں قریب تھا کہ نماز چھوڑ بیٹھتے اور (امام کا یہ حال تھا کہ) ابوبکر اپنی ایڑیوں پر پیچھے پلٹے تاکہ صف میں آجائیں اور انہوں نے سمجھا کہ حضور علیہ السلام نماز کے لئے باہر تشریف لا رہے ہیں اس پر حضور علیہ السلام نے اشارے سے فرمایا: اَتَمُوا صَلَاتَكُمْ، اپنی نماز پوری کرو اور پردہ گرا دیا اور اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ (حدیث نمبر ۶۸۰)

سوال یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا حجرہ مبارکہ تو مسجد کی دائیں طرف تھا اور حالت قیام میں مقتدی کی نظر سامنے سجدہ گاہ پہ ہوتی ہے پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام کو کس طرح دیکھ لیا تو معلوم ہوا! صحابہ عبادت خدا بھی کر رہے تھے اور چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کر رہے تھے تو جب زیارت سے نماز نہیں ٹوٹتی تو آپ کا خیال آنے سے کس طرح ٹوٹ سکتی ہے؟

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ہم نماز ظہر و عصر میں حضور علیہ السلام کی قرأت کو اس طرح پہچانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک حرکت کرتی تھی۔ (ص ۱۰۳)

ان مشتاقان دیدار کی پیاس بجھانے کے لئے حضور علیہ السلام نماز کے بعد یوں کرتے: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی صلوٰۃ اقبل علینا بوجهہ (ص ۱۱۷) کہ اپنا چہرہ انور ان کے سامنے کر دیتے۔

صحابہ وہ کہ جن کی ہر صبح صبح عید ہوتی تھی خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ان قوموں (لوگوں) کا کیا حال ہوگا جو اپنی نمازوں میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور آپ نے اس بارے میں سخت تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَيَنْتَهَيْنَنَّ عَنْ ذَلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ (حدیث نمبر ۷۵۰)

وہ لوگ اس سے باز آئیں گے یا ان کی نظریں چھین لی جائیں (اور انہیں اندھا کر دیا جائے)

کیا عظمت ہے امام الانبیاء علیہ السلام کی کہ جس نماز میں ہم نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں تو ہمیں حکم ہوتا ہے کہ باز آجاؤ ورنہ تمہیں اندھا کر دیا جائے گا اسی نماز میں محبوب خدا علیہ السلام آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتے ہیں تو آیت نازل ہوتی ہے۔ قد نریٰ تقلب وجهک فی السماء، ہم آپ کے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھتے رہتے ہیں اور اسی ادائے دلنواز

کے نتیجہ میں آپ کی مرضی پہ قبلہ تبدیل کر دیا گیا۔

ملک کونین میں انبیاء تاجدار تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

* حضرت سعد بن ابی وقاص کی دعا اور آپ کا بدخواہ تباہ: یہ ایمان افروز واقعہ بخاری شریف کی حدیث نمبر ۷۵۵ میں ملاحظہ ہو۔ حضرت سعد عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور عراق کو فتح کرنے والے مستجاب الدعوات صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سورہ اخلاص کی محبت، ضامن جنت:

ایک انصاری صحابی مسجد قباء میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورہ پڑھتے تو پہلے قل هو اللہ احد یعنی سورہ اخلاص ضرور پڑھتے پھر کوئی اور سورہ پڑھتے، نمازیوں نے اعتراض کیا اور یہ مسئلہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ آپ نے امام صاحب سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا، حضور! مجھے اس سورہ سے بہت محبت ہے اس لئے۔ فرمایا: حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ (باقی اعمال کی جزاء الگ ملے گی صرف) قل هو اللہ احد کی محبت تجھے جنت میں لے جائیگی۔ (نمبر ۷۷۲) جب صرف قل هو اللہ کی محبت جنت میں لے جائیگی تو محبوب خدا کی محبت کہاں تک لے جائیگی۔ (مزید دیکھیں حدیث نمبر ۷۳۷۵)

سب سے حسین آواز والے ہمارے پیارے نبی علیہ السلام:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے عشاء کی نماز میں سورہ التین کی تلاوت سنی۔

وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً (نمبر ۷۶۹)

میں نے کوئی بھی حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت آواز والا نہ سنا (یا فرمایا) آپ سے زیادہ خوبصورت قرأت کرنے والا نہ سنا۔ باقی قاریوں کو تو سننے والے انسان ہوتے ہیں لیکن ہمارے آقا علیہ السلام کی تلاوت جن بھی سنتے ہیں تو مسلمان ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے بڑا حسین واقعہ حدیث نمبر ۷۷۳

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

* حدیث نمبر ۸۰۶ باب فضل السجود میں بروز قیامت ایک گناہ گار کا رب کی بارگاہ میں پیش ہونا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی عنایت کہ دوزخ سے نکالا اور ساری دنیا کی نعمتوں سے دس حصے زیادہ عطا فرما دیا۔ طویل حدیث ہے۔

* اس پارے کی آخری حدیث اعتکاف کے بارے میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے لیلۃ القدر کی تلاش میں پورے مہینے کا اعتکاف فرمایا اور جب لیلۃ القدر کو پایا تو آخری عشرے کا اعتکاف سنت ٹھہرا اب اگر کوئی پورے مہینے کا اعتکاف بھی کرتا ہے تو جائز ہے مگر سنت آخری عشرے کا ہی ہے۔ اس حدیث کا نمبر ۸۱۳ ہے۔

نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے ذکر کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنَّ رَفَعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حدیث نمبر ۸۴۱)

بے شک فرض نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے ذکر کرنا حضور علیہ السلام کے دور میں مروج تھا۔
(مزید فرمایا) کنت اعلم اذا انصرفوا بذلك اذا سمعته، میں بلند آواز سے ذکر سن کر ہی جانتا تھا کہ نماز مکمل ہو گئی ہے۔

اس حدیث میں نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا زبردست ثبوت ہے اور کوئی قید نہیں کہ کوئی خاص ذکر کیا جائے لہذا نماز جو کہ افضل العبادات ہے اس کے بعد افضل الذکر لا اله الا اللہ کر لیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ جب افضل الذکر کے علاوہ اذکار جائز ہے تو پھر افضل الذکر بطریق اولیٰ جائز ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا! سلام کی آواز سے ذکر کی آواز بلند تر ہوتی تھی ورنہ نماز تو سلام پر ختم ہوتی ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام لینے کی بجائے ذکر کی بات کر رہے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بچے تھے اسی لئے تو گھر میں ذکر کی آواز سن کر نماز کے ختم ہونے کی بات کر رہے ہیں اور بچوں کی بات معتبر نہیں تو کیا یہ بات امام بخاری کو معلوم نہیں تھی جو بچوں کی روایت اصح الکتاب بعد کتاب اللہ میں لکھ رہے ہیں اور پھر یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تمام روایات غیر معتبر ہو جائیں گی مزید یہ کہ اس وقت تو بچے تھے لیکن جب بیان فرما رہے ہیں تب تو بچے نہیں تھے

* تسبیح فاطمہ کی فضیلت حدیث نمبر ۸۴۳ میں ملاحظہ ہو،

* واجب بمعنی سنت کا ذکر الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم، ص ۱۱۸، ص ۱۲۱

گھر میں سونے کی ڈلی نے نبی علیہ السلام کو بے چین کر دیا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کے پیچھے مدینہ شریف میں نماز عصر ادا کی، سلام پھیر کر حضور علیہ السلام فوراً کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر اپنی رہائش پہ تشریف لے گئے۔ لوگ حضور علیہ السلام کا یہ عمل دیکھ کر گھبرا گئے۔ جب آپ واپس تشریف لائے اور محسوس کیا کہ لوگ میری اس سرعت پہ تعجب کر رہے ہیں تو فرمایا:

ذَكَرْتُ شَيْئًا مِّنْ تَبَرَّ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبَسَنِي فَأَمَرْتُ بِقُسْبَتِهِ

مجھے سونے کا ایک ٹکڑا یاد آ گیا تھا جو ہمارے گھر میں تھا تو میں نے پسند نہ کیا کہ وہ (بروز قیامت) مجھے روکے لہذا میں اسے تقسیم کرنے کا حکم دینے گیا تھا (حدیث نمبر ۸۵۱) کاش اس دور میں کوئی طبقہ اس حدیث پہ عمل کرنے والا بھی بن جائے۔

غیر مقلدین کے لیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش کے دن اپنے موزن کو کہا جب تو (اذان میں) اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے تو حی علی الصلوٰۃ سے پہلے یوں اعلان کرنا صلوا فی بیوتکم، اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو، جب لوگوں نے اس پر تعجب کیا تو آپ نے فرمایا: فعلہ من ہو خیر منی، مجھ سے بہتر ذات (حضور علیہ السلام) نے ایسا ہی کیا ہے۔ جمعہ کی نماز (باجماعت) عزیمت (لازم) ہے میں ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں (گھروں سے) نکالوں اور تم بارش اور کچھڑ میں چلتے پھرو۔ (حدیث نمبر ۹۰۱) فقہ والے تو حدیث کے تارک سہی کیا حدیث والوں (غیر مقلدین) نے کبھی اس حدیث پہ عمل کیا ہے؟ عورتوں کو مسجدوں میں جا کر نماز پڑھنے سے کیوں روکا گیا؟:

(جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں عورتوں کو مسجد میں آکر نماز پڑھنے سے روکا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی حکمت پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا:)

لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدَثَ النِّسَاءُ لِنَعْنَعُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ (حدیث نمبر ۸۶۹)

عورتوں کی جو حالت ہو گئی ہے اگر حضور علیہ السلام اسے دیکھ لیتے تو آپ بھی انہیں مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا (دفع فتناہم واجبات میں ہے) جمعہ کے دن پہلے آنے والے کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص غسل جنابت کی طرح غسل کر کے (نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے) جائے گویا کہ اس نے اونٹ صدقہ کیا اور دوسری گھڑی جانیوالا گائے صدقہ کرنے والے کی طرح ہے، تیسری ساعت کو جانے والا دنبہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اس کے بعد جانے والا مرغی صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور پانچویں نمبر پہ جانے والا انڈہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْعَوْنَ الذِّكْرَ (حدیث نمبر ۸۸۱) پس جب امام (خطبہ کے لئے) نکل آیا تو فرشتے (خطبہ سننے کیلئے) حاضر ہو جاتے ہیں (رجسٹر لپیٹ دیتے ہیں) اور ذکر سنتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے جو اچھی طرح پاک و صاف ہو کر خوشبو لگا کر گھر سے نماز (جمعہ کی ادائیگی کے لئے) نکلے اور دو شخصوں جو مسجد میں اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے درمیان نہ بیٹھے پھر نماز پڑھے جو اس کے مقدر میں ہے (تحیۃ الوضوء تحیۃ المسجد جمعہ کی پہلی سنتیں) پھر چپ کر کے امام کی باتیں سننے تو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

* جمعہ کی طرف جانے والے کو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فی سبیل اللہ جانے والا قرار دیا اور فرمایا: اس پہ دوزخ

حرام ہے۔ (۹۰۷)

* جمعہ کے دن بارش کے لئے دعا کرانے والے اعرابی کا یہ کہنا کہ ہلک المال و جاع العیال، اور پھر حضور علیہ السلام کا دعا کرنا اور پورا ہفتہ بارش ہونا پھر انگلی سے اشارہ کر کے دعا کر کے بارش رکوانا اور اللھم حوالینا ولا علینا فرمانا، ایمان افروز واقعہ (حدیث نمبر ۹۳۳ میں پڑھئے)

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند:

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے پہ (بڑا خوبصورت) ریشمی جوڑا دیکھا اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ اسے خرید لیں، جمعۃ المبارک کے دن اور جب وفود آئیں اسے پہنا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے وہی پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا، پھر (کچھ عرصہ بعد) حضور علیہ السلام کے پاس اسی طرح کے جوڑے آئے تو آپ نے ان میں سے ایک حضرت عمر کو دیا جس پر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے وہی جوڑا دے رہے ہیں جس کے بارے میں آپ (اس طرح) فرما چکے ہیں، اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِنِّیْ لَمَّا اُكْسِیْهَا لِتَلْبِسَهَا، میں نے تجھے پہننے کے لئے نہیں دیا۔ چنانچہ حضرت عمر نے مکہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو بھیج دیا۔ (حدیث نمبر ۸۸۶)

۲- حضرت عمرو بن ثعلب فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کی خدمت میں کچھ مال آیا تو حضور علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہ دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ جن کو نہیں ملا وہ کچھ ناراض ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا اور جس کو نہیں دیتا وہ مجھے زیادہ پیارا ہے اس سے جس کو دیتا ہوں، کچھ لوگ وہ ہیں جن کے دلوں میں حرص و بے صبری ہے (ان کو دے دیتا ہوں) اور کچھ کو اللہ تعالیٰ نے استغناء عطا کیا ہے (ان کو نہیں دیتا) انہی میں عمرو بن ثعلب بھی ہیں۔ حضرت عمر کہتے ہیں۔

قَوْلَ اللَّهِ مَا أَحَبُّ أَنْ لِيْ بِكَلِمَةِ رَّسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبْرَ النَّعْمِ (حدیث نمبر ۹۲۳)

قسم بخدا! حضور علیہ السلام کا (میرے بارے میں) یہ ارشاد مجھے سرخ اونٹوں یعنی ساری دنیا کی نعمتوں سے زیادہ پسند ہے۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۸۱ پہ یہ حدیث ہے۔

۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک درزی نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (بطور خادم) دعوت میں شریک ہوا، دعوت میں روٹی اور سالن شوربے کدو اور گوشت کا تھا میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کدو شریف کو پیالے کے کناروں سے (شوربے میں سے) تلاش کر رہے تھے، فلم ازل احب الدباء من یومئذ، میں بھی اس دن سے کدو کو پسند کرنے لگا۔ کیونکہ

۔ جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

۴۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم حج کے موقع پہ یمن کی طرف سے آئے تو احرام باندھے ہوئے تھے، حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا: ہم اہللت یا علی، اے علی تو نے کس نیت سے احرام باندھا ہے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اہللت بما اهل به النبی صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے یہ نیت کی ہے کہ جو میرے نبی کی نیت ہے وہی میری نیت ہے۔ نمبر ۵۴-۵۳-۲۳۵۲

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

حوالے

* جنگ بعاث اور اوس و خزرج کی ایک سو بیس سالہ لڑائی کا حال ص ۱۳۰ حاشیہ نمبر ۵ پہ ملاحظہ ہو۔

* عید کے دن کھیل تماشا دیکھنا، کھیلنے والوں کو کھیل پر ابھارنا (ہلہ شیری دینا) دف بجا کر بچیوں کا اچھے گیت گانا وغیرہ ص ۱۳۰، ص ۱۳۵، ص ۵۰۰ بمعہ حاشیہ نمبر ۵۵،

* ایام تشریق میں تکبیرات کہنے کا ایک انداز ص ۱۳۲

* حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گورنر عراق حجاج بن یوسف کو دلیرانہ جواب ص ۱۳۳

* چھ ماہ کے بھیڑ کے بچے کی قربانی کی اجازت ص ۱۳۴،

* نماز عید سے پہلے نوافل مکروہ ہیں ص ۱۳۵۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام رات کو (تہجد میں رمضان ہو یا غیر رمضان) گیارہ رکعتیں (آٹھ تہجد تین وتر) پڑھا کرتے تھے،

فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدَرًا مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ..... (حدیث نمبر ۹۹۴)

اور ان رکعتوں کے سجدے اتنے طویل ہوتے کہ ہر سجدہ پچاس آیات کی تلاوت کے برابر لگتا ہوتا۔

* نجدیوں نے ستر قراء صحابہ کرام علیہم الرضوان کو شہید کر دیا تو ان کے خلاف حضور علیہ السلام نے ایک مہینہ (روزانہ

پانچ نمازوں میں قنوں کی صورت میں) دعا فرمائی ص ۱۳۶

* قبیلہ رعل و ذکوان و مضر کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور کچھ لوگوں کے حق میں دعا ص ۱۳۶، ۱۳۷۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی.....:

مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے کہ انہوں نے فرمایا: جب

حضور علیہ السلام نے (مکہ کے) لوگوں کی اسلام سے روگردانی دیکھی تو یہ دعا کی

اللَّهُمَّ سَبْعًا كَسَبَ يُونُسُ (حدیث نمبر ۱۰۰۷)

اے اللہ! حضرت یوسف علیہ السلام (کے دور والے قحط) کی طرح ان پر بھی سات سال کا قحط مسلط کر دے چنانچہ ایسی قحط سالی آئی جس نے ہر شئی کو ختم کر دیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے چمڑا اور مردار تک کھایا اور جب آسمان کی طرف دیکھتے تو بھوک کی وجہ سے دھواں دکھائی دیتا۔ آخر ابوسفیان حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا محمد انک تامر بطاعة الله و بصلوة رحمہ وان قومک قد هلكوا فادع الله لهم، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کیجئے.....

معلوم ہوا! بدترین دشمن کو بھی اگر پناہ ملتی ہے تو دامنِ رحمۃ للعالمین میں ملتی ہے اور وہ بھی جانتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی دعا سے ہمارا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

نہ کہیں جاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی

میرے جر مہائے سیاہ کو تیرے عفو بندہ نواز میں

نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں.....:

حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جناب ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثَبَالُ الْيَتَامَى عَصْمَةُ لِلْأَرَامِلِ

اور گوری رنگت والے جن کے نوری مکھڑے کے صدقے بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ یتیموں کے حامی اور بیواؤں کی

پناہ ہیں۔ (حدیث نمبر ۱۰۰۸)

اس سے اگلی حدیث میں حضرت عمر بن حمزہ فرماتے ہیں: ہم سے حضرت سالم نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ کبھی میں شاعر (ابوطالب) کے اس قول (شعر) کو یاد کرتا ہوں اور حضور علیہ السلام کے رخ تاباں کو دیکھتا ہوں کہ آپ بارش کیلئے دعا کرتے ہیں تو ابھی منبر سے نہیں اترتے یہاں تک کہ تمام پرنا لے زوروں سے بہنے لگتے ہیں۔

تفصیلی واقعہ بیہقی نے دلائل النبوة میں اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ ایک دیہاتی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے، یا رسول اللہ ہمارے پاس نہ کوئی اونٹ رہا جو بولے اور نہ کوئی ایسا بچہ رہا جو خراٹا لے، ہم اس حال میں آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں کہ کنواری لڑکی کا سینہ کام کر کر کے زخمی ہو گیا ہے اور ماں نے بچے سے منہ موڑ لیا ہے اور بھوک کی وجہ سے بچے کو اپنے سے جدا کر دیا ہے نہ میٹھی بات منہ سے نکالتی ہے نہ کڑوی، ہمارے پاس کھانے کے لئے سوائے کڑوے حنظل (تے) اور ردی علیز کے اور کچھ نہیں۔

ولیس لنا الا الیک فرارنا واین فرار الناس الا الی الرسل

یا رسول اللہ! آپ کے سوا ہماری کوئی پناہ گاہ نہیں اور لوگوں کو رسولوں کی بارگاہ کے علاوہ پناہ مل بھی کہاں سکتی ہے؟ یہ سن کر حضور علیہ السلام چادر مبارک کھینچتے ہوئے منبر پہ تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے بارش کی دعا کی اور بارش اس قدر ہوئی کہ نشیبی علاقوں کے لوگ آ کر فریاد کرنے لگے کہ ہم ڈوب رہے ہیں۔ تب حضور علیہ السلام ہنس پڑے اور اتنا ہنسے کہ آپ کے نوکیلے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر فرمایا: اگر آج ابوطالب ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، تم میں سے کون ہے جو ان کا شعر سنائے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حدیث میں مذکور شعر والے قصیدے کے چند اشعار سنائے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔

اس کے بعد بنی کنانہ کے ایک شخص نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے

لک الحمد والحمد ممن شکر سقینا بوجه النبی البطر

فلم ینک الا کالف الرداء واسرع حتی رایننا الدرر

اے اللہ تیرے لئے ہی حمد ہے اور یہ حمد شکر کرنے والے کی طرف سے ہے کہ حضور علیہ السلام کے رخ تاباں کے طفیل ہمیں بارش سے سیراب کیا گیا۔ بس چادر اٹھنے کی دیر لگی بلکہ اس سے بھی کم کہ ہم نے بادلوں کو دیکھا (اور موسلا دھار بارش ہونے لگی) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سراپا التجاء بن کر عرض کرتے ہیں:

جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے

صدقہ ان ہاتھوں کا پیار نے ہم کو بھی درکار ہے

شہر اور دیہات سیراب ہو گئے

خطابی نے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے دور میں (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) مسلسل کئی سال قحط پڑا تو جناب عبدالمطلب قریش کے ساتھ کوہ قبیس پہ تشریف لے گئے اور حضور علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے گئے۔ جناب عبدالمطلب نے حضور علیہ السلام کو کندھوں پہ بٹھا کر بارش کی دعا کی تو فووا بارش ہونے لگی (زرقانی علی النواہب ج ۱ ص ۱۹۱) زرقانی نے ہی ابن عساکر کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ جہمہ بن عرفطہ نے بیان کیا کہ میں مکہ شریف میں آیا اس وقت اہل مکہ قحط کی وجہ سے بہت سختی میں تھے۔ کسی نے کہالات وعزی کے پاس چلو کوئی مناة کے پاس جانے کا مشورہ دینے لگا، ایک خوبصورت، صائب الرائے بزرگ نے کہا: کہاں بھٹکے جا رہے ہو تم میں بقیۃ ابراہیم اور سلالہ اسماعیل ابوطالب موجود ہیں ان کے پاس چلو۔ چنانچہ سب لوگ ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے بارش کے لئے دعا کی درخواست کی، ابوطالب نکلے، ان کے ساتھ ایک بچہ تھا جس کا چہرہ سورج کی طرح چمک رہا تھا اور سورج بھی ایسا کہ جس سے ابھی کالی گھٹا چھٹی ہو اور بھی ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ابوطالب نے اس صاحبزادے کو اٹھا کر کعبہ کی دیوار کے ساتھ اس کی پشت لگائی۔ صاحبزادے نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اس وقت آسمان پہ بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف سے بادل اٹھا اور موسلا دھار بارش ہونے لگی اور

شہر و دیہات سب کے سب سیراب ہو گئے۔ (ج ۱ ص ۱۸۹، ص ۱۹۰)

اس قصیدہ کے ایک سو دس اشعار ہیں اور بحر طویل میں ہے ایک شعر اس میں یہ بھی ہے۔

تلوذبہ الہلاک من الہاشم فہم عندہ فی نعمۃ وفوا ضل

آل ہاشم کے تباہ حال لوگ ان (حضور علیہ السلام) کی پناہ لیتے ہیں یہ لوگ ان کی بارگاہ میں نعمت و فضل میں ہیں۔

یا الہی رحم فرما مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واسطے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب (عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے یوں دعا کرتے۔

اللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ (حدیث نمبر ۱۰۱۰)

اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لے کر حاضر ہوتے تھے تو تو ہمیں بارش عطا فرماتا، اب ہم تیرے دربار میں اپنے نبی علیہ السلام کے چچا کا وسیلہ لے کر آئے ہیں بس تو ہمیں بارش عطا فرما۔ راوی کہتے ہیں بارش نازل ہو جاتی تھی۔

حضرت عمر نے یہ دعا عام الرمادہ میں کی تھیں یہ سن ۱۸ ہجری کا سال تھا۔ اس سال پورے نو مہینے بارش نہ ہوئی جس سے زمین گرد و غبار (رماد) بن گئی اسی لئے اس سال کو عام الرمادہ کہا گیا۔

ابوصالح کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عباس منبر پر تشریف لے گئے تو حضرت عمر نے پہلے یہ دعا کی:

اللّٰهُمَّ اِنَّا تَوَجَّهْنَا اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ وَصَنُوْا اَبِيْہِ فَاسْقِنَا الْغِيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ

اے اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا اور ان کے والد کے برابر کو وسیلہ بنا کر تیری طرف متوجہ ہو رہے ہیں، تو بارش برسا اور ہمیں مایوس ہونے والوں میں مت کرنا۔ پھر حضرت عباس سے کہا: آپ دعا کریں تو انہوں نے یوں دعا کی۔ اے اللہ! بغیر گناہ کے کوئی بلا نہیں اترتی اور توبہ کے بغیر کوئی بلا نہیں ملتی۔ میرا وسیلہ لے کر قوم تیری جناب میں متوجہ ہے تیرے نبی کے ساتھ میری قربت کی وجہ سے گناہوں سے آلودہ ہمارے ہاتھ تیری طرف اٹھے ہوئے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ، ہمیں بارش سے سیراب کر۔ اس دعا کے بعد آسمان نے پہاڑوں کے مثل پر نالے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ زمین سرسبز ہو گئی اور لوگ جی گئے۔

توسل کا استحباب ثابت ہو گیا

علامہ ابن حجر اور علامہ عینی نے فرمایا: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صالح اور دین دار لوگوں سے اور اہل بیت سے خدا کی بارگاہ میں سفارش طلب کرنا مستحب ہے۔

زبیر بن بکار نے انساب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے: حضرت عمر رضی اللہ

عنه نے اس دن یہ خطبہ دیا تھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عباس کو باپ کی جگہ جانتے تھے۔ اے لوگو! اپنے چچا عباس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو برتاؤ تھا اس کی پیروی کرو اور انہیں اللہ کی طرف وسیلہ بناؤ۔ الحدیث

اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق محمد بن ثنی سند مذکور کیا تھا ذکر کیا ہے۔ نیز اسماعیلی نے بھی بطریق محمد بن ثنی سند مذکور کیا تھا تھوڑے سے تغیر کے ساتھ روایت کیا ہے۔ نیز عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ نیز امام ابوالقاسم ابن عساکر نے بھی کتاب الاستقواء میں انہیں سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ اہل بیت اور بزرگان دین کو خدا کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا مستحب ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر اور علامہ عینی نے تصریح کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں ہوا اور سب نے اس پر عمل کیا تو تو سل کا مستحب ہونا اجماع صحابہ سے ثابت ہو گیا۔

منکرین تو سل کا استدلال اور اس کا جواب

اس پر غیر مقلدین اور تو سل کے منکرین یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں تو سل سے مراد، دعا کی درخواست ہے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس سے دعا کی درخواست کی تھی۔ ہم کہیں گے، دوسری روایتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر یہ لوگ صرف بخاری ہی کی روایت پر ایمان رکھتے تو ایسی بے تکی بات نہ کرتے۔ بخاری کے الفاظ پر ایک نظر ڈالیں۔ حضرت عمر عرض کرتے ہیں، انا کننا تو سل، الحدیث۔ حضرت عمر بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کو وسیلہ بناتے تھے اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ لاتے ہیں ہمیں عمیر اب فرما۔ یہ عرض اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہے۔ حضرت عباس کی خدمت میں نہیں۔ اس میں صاف صاف تصریح ہے کہ اے اللہ! ہم اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ لاتے ہیں ہم کو سیراب فرما۔ تو یہ عرضداشت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حضرت عباس کے وسیلے سے ہے۔ پھر یہ کہنا کہ تو سل سے یہاں مراد دعا کی درخواست ہے۔ ابلہ فریبی اور حدیث کی تحریف معنوی نہیں تو کیا ہے؟ دوسرے طرق میں جو دعا کے کلمات مروی ہیں ان میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔

کبھی ان میں سے کچھ یہ کہہ دیتے ہیں کہ زندہ کا تو سل درست ہے۔ مردے کا شرک، ہم کہیں گے۔ اولاً اہلسنت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی جسمانی حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہیں تو یوں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تو سل درست ہوا؟ اور یہ کہنا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تو سل اب بھی جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ہی سے کیوں تو سل نہیں کیا؟ حضرت عباس سے کیوں کیا۔ یہ پہلے سے بھی بڑی جہالت ہے۔ اگر کسی کام کے چند طریقے ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا اس کی دلیل نہیں کہ دوسرے طریقے غلط ہیں۔ خصوصاً جبکہ اختیار کردہ طریقے میں کوئی خاص فائدہ ہو۔ یہاں بجائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عباس سے تو سل میں ایک اہم افادہ مقصود تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تو سل کا استحباب سب کو معلوم تھا، ہو سکتا ہے کہ کسی کو وہم ہوتا کہ

غیر نبی سے تو سل حرام ہے۔ تو حضرت عمر نے حضرت عباس کو وسیلہ بنا کر بتا دیا کہ غیر نبی سے تو سل اسی طرح مستحب ہے جیسے انبیاء کرام سے مستحب ہے۔

ثانیاً علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری (ج ۲ ص ۴۱۲) میں اور علامہ احمد خطیب قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر کے خازن مالک داری کہتے ہیں: حضرت عمر کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو ایک صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت کے لئے بارش طلب فرمائیے لوگ ہلاک ہو گئے۔ ایک صاحب کے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: عمر سے جا کر کہہ دو کہ عنقریب بارش آئے گی۔ سیف نے الفتوح میں لکھا ہے کہ یہ صاحب حضرت بلال بن حارث مزی رضی اللہ عنہ تھے۔ اس حدیث کو علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اور علامہ احمد خطیب قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں صحیح کہا ہے، اسے بیہقی نے دلائل النبوة جلد ہادی عشر میں روایت کیا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین میں الاستیعاب کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ کبھی کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مزار اقدس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر حضور علیہ السلام سے بھی اسعانت کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ بارگاہ قدس کے خواص کے مزارات پر طلب حاجات کے لئے حاضری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے اور یہ تو ثابت ہی ہے کہ بعد وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ حل مشکلات کے لئے درخواست کرتے، اس لئے یہ کہنا کہ بعد وصال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تو سل حرام یا شرک ہے اس حدیث صحیح کا رد ہے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری ج ۲ ص ۶۱۲ تا ۶۱۳)

بارش کیوں روکی جاتی ہے؟

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس سوال کا جواب ترجمۃ الباب میں دیا ہے اگرچہ اس کے تحت کوئی حدیث درج نہیں فرمائی، الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

انتقام الرب عزوجل من خلقه بالقحط اذا انتکھت محارمه

(ابواب الاستقاء۔ باب نمبر ۵ بخاری شریف کا ص ۱۳۷)

جب اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑا جاتا ہے اور اس کی حرمتوں کی پامالی کی جاتی ہے تو بارش روک کر قحط سالی کے ذریعے اللہ تعالیٰ (ذو انتقام) اپنی مخلوق سے بدلہ لیتا ہے (استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ)
یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

حوالے

* نماز استقاء کے موقع پر اجتماعی دعا (رفع الناس ایدیہم مع الامام) اور بارش کے نزول پہ دعائیہ الفاظ اللھم

صَبِيًّا نَافِعًا ص ۱۴۰ پہ دیکھیں

* مشہور حدیث اللہم بارک لنا فی شامنا ویمننا..... ص ۴۱

* سخت آندھی کے وقت حضور علیہ السلام کے چہرے کی کیفیت کا بدلنا بھی اس صفحہ پہ مذکور ہے اور اس حدیث کا نمبر

۱۰۳۵ ہے۔

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نصرت بالصبا، باد صبا (مشرق سے مغرب کی طرف خط استواء یہ چلنے والی ہوا) سے

میری مدد کی گئی (حدیث نمبر ۱۰۳۵ پہ ملاحظہ ہو)

* غیب کی چابیاں پانچ ہیں حدیث نمبر ۱۰۳۹ دیکھیں۔

* صلوٰۃ کسوف کی ایک رکعت میں ایک سے زیادہ قیام و رکوع والی روایت نمبر ۱۰۵۲ (پارہ نمبر ۴ کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں

ص ۱۴۹ سے پانچواں پارہ شروع ہو رہا ہے)

* مُحَمَّدٌ حَقٌّ، مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں (حق وہ ہے جس میں کوئی شک نہ ہو) نمبر ۱۱۲۰،

* أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا، نمبر ۱۱۳۰

* بہترین (نقلی) نماز اور بہترین (نقلی) روزہ داؤد علیہ السلام کا نمبر ۱۱۳۱

* شیطان کا بے نمازی کے کانوں میں پیشاب کرنا۔ نمبر ۱۱۴۴

* حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور علیہ السلام کا معاملہ : ۵

امام زین العابدین یعنی علی بن امام حسین نے بتایا اور انہیں امام حسین نے بتایا اور انہیں حضرت علی شیر خدا (ان کے والد ماجد) نے خبر دی کہ حضور علیہ السلام ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے ہاں ایک رات تشریف لائے اور فرمایا: تم دونوں نے (تہجد کی) نماز نہیں پڑھی؟ حضرت علی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری جانیں اللہ کے قبضے میں ہیں جب چاہتا ہے ہمیں اٹھا دیتا ہے تو ہم اٹھ جاتے ہیں (اور نماز تہجد پڑھ لیتے ہیں) حضرت علی فرماتے ہیں جب میں نے اتنا عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے مجھے کوئی جواب نہ دیا، واپس ہو گئے اپنے زانوائے اقدس پہ ہاتھ مارتے ہوئے اور میں نے سنا کہ زبان سے یہ آیت پڑھ رہے تھے، وکان الانسان اکثر شیء جدلاً، انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

(حدیث نمبر ۱۱۴۷)

اس میں تہجد کی نماز کا نوافل میں سے ہونا بیان ہوا ہے مگر اس قدر تاکید نقلی نماز ہے کہ حضور علیہ السلام پیشل اٹھانے کے لئے تشریف لے جاتے اور دوسرا اس میں حضرت علی المرتضیٰ کا فضل و کمال بھی ہے کہ بظاہر اس میں حضور علیہ السلام کی ان پر ناراضگی بیان ہو رہی ہے مگر آپ بر ملا اس کو بیان فرما رہے ہیں۔

ایں کا راز تو آید و مرداں چنیں کنند

* مرغ کی آواز کے وقت تہجد کے ثائم اٹھنا ص ۱۵۲،

* نقلی عبادت حسب توفیق کی جائے، فان الله لا يمل حتى تملوا، الله تعالیٰ تھکنے سے پاک ہے تم ہی تھک جاؤ

گے۔ (ص ۱۵۲، ص ۲۶۴)

از عرش نازک تر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک رات حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی حضور علیہ السلام نے بڑا طویل قیام فرمایا، میں نے (تھک جانے کی وجہ سے) ایک بڑا معیوب ارادہ کر لیا۔ لوگوں نے پوچھا! وہ کون سا معیوب ارادہ تھا فرمایا: هَمَمْتُ أَنْ أَقْعَدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وہ ارادہ بد یہ تھا کہ میں نے سوچا میں بیٹھ جاؤں اور حضور علیہ السلام کو کھڑا رہنے دوں۔ (حدیث نمبر ۱۱۳۵)

غور کرو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں کس قدر معمولی سی بات بھی گستاخی شمار ہوتی تھی اور آج کل سپیکروں پہ حضور علیہ السلام کی شان میں کیا کیا کہا جاتا ہے مگر ان کی توحید بھی قائم ہے اور ایمان میں بھی کوئی فرق نہیں آ رہا، کہیں ایسا تو نہیں، اَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ، تمہارے اعمال ضائع ہو گئے ہوں اور تمہیں شعور تک نہ ہو۔ حالانکہ نوافل میں اس بات یعنی بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت بھی ہے۔

ادبِ گاہِ ہیت زیرِ آسمان از عرش نازک تر

نفس کم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اس بارگاہ کی ذرا سی بے ادبی سے دنیا و آخرت برباد ہو جاتے ہیں۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۶ پہ پہلی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے مکہ شریف میں سورہ نجم پڑھ کر سجدہ کیا، تمام حاضرین نے بھی سجدہ کیا ایک بوڑھے شخص نے کنکریوں کی مٹھی لے کر پیشانی سے لگالی اور کہا: یکفینی هذا، مجھے یہی کافی ہے۔ راوی کہتے ہیں، فرایتہ بعد قتل کافرا، اس کے بعد میں نے اس کو دیکھا کہ کافر ہو کر مرا۔ یہی توجہ ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بارگاہ رسالت میں یہ حالت ہوتی کہ، فها باہ ان يتكلماه، ڈر ڈر کر کلام کرتے۔ (ص ۱۶۴ بخاری ج ۱) اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ جرأت کہ حضور علیہ السلام کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۶۶) (تفصیل آگے آرہی ہے)

مصطفیٰ کی سماعت یہ لاکھوں سلام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا:

يَا بَلَالُ حَدِّثْنِي بَارِجِي عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا تَنِي سَوَعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ (نمبر ۱۱۳۹)

اے بلال! مجھے بتاؤ تم نے اسلام (میں آنے کے بعد) کون سا ایسا عمل کیا ہے جس پر ثواب کی امید سب سے

زیادہ ہو کیونکہ میں نے جنت میں تمہارے جوتے کی آواز اپنے آگے آگے سنی ہے۔

عرض کیا: دن رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں جتنی گنجائش ہوتی ہے نماز (تحیۃ الوضو) پڑھتا ہوں اور تو کوئی ایسا عمل نہیں کرتا۔ جب میرے آقا مدینہ میں چلنے والے بلال کی آواز کو جنت میں سن رہے ہیں تو پوری دنیا کا صلوٰۃ و سلام بھی روضہ انور میں سن رہے ہیں کیونکہ موت سے پہلے کسی امتی کا جنت میں جانا ممکن نہیں یا پھر یہ جان لو کہ قیامت کے دن جب حضرت بلال جنت میں جائیں گے اس وقت کی آواز کو حضور علیہ السلام اب سن رہے ہیں یہ تو تمہارے لئے اور بھی مشکل ہے لہذا پہلی بات آسان ہے۔ اسی کو مان لو۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔

ہم یہاں سے پڑھیں وہ مدینے سنیں۔ مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

ہمارے آقا علیہ السلام تو وہ ہیں جو مردوں کی آواز کو بھی سنتے ہیں قبر کے اندر کے حالات دیکھتے ہیں اور بیان فرماتے ہیں: میں نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: جب جنازہ لے کر چلتے ہو تو مردہ اگر نیک ہو تو کہتا ہے، قد مونی قد مونی مجھے جلدی لے چلو اور اگر غیر صالح ہو تو کہتا ہے، این تذهبون، مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ کافر و مومن سے قبر میں فرشتے کیا پوچھتے ہیں وہ کیا جواب دیتے ہیں اس کا حوالہ دیکھئے۔ (بخاری ص ۱۸۴) یہ سب باتیں بخاری شریف میں موجود ہیں۔

تو میرے آقا اگر مردوں کی آوازیں سنتے ہیں اور قبر کے اندر بھی دیکھتے ہیں، ہم تو پھر زندہ ہیں اور قبروں سے باہر ہیں تو ہماری کیوں نہ سنتے ہوں گے اور ہمیں کیوں نہ دیکھتے ہوں گے۔

حوالے

- * اصلاحی بیان پہ مشتمل ایک طویل حدیث ص ۱۸۵
- * حضرت عبداللہ بن رواحہ کے خوبصورت اشعار حدیث نمبر ۱۱۵۵ میں دیکھئے۔
- * صلوٰۃ الاستخارہ اور اس کی دعا حدیث نمبر ۱۱۲،
- * مسجد حرام، مسجد نبوی و مسجد اقصیٰ میں نماز کی فضیلت حدیث نمبر ۱۱۸۸ تا ۱۱۹۷
- * جرتج کا واقعہ جس کو اس کی ماں نے بددعا دی (حدیث نمبر ۱۲۰۶)

ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر نماز پڑھائے:

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام قبیلہ بنی عمرو بن عوف کی صلح کروانے قباء کے علاقے میں تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا حضرت بلال نے جناب صدیق اکبر سے نماز پڑھانے کو کہا، آپ آمادہ ہو گئے، نماز کھڑی ہو گئی اتنے میں حضور علیہ السلام تشریف لے آئے اور اگلی صف میں جلوہ گر ہو گئے۔ لوگوں نے ہاتھوں پہ ہاتھ مار کر حضرت ابو بکر کو حضور علیہ السلام کے آنے کی اطلاع کی کیونکہ ابو بکر صدیق خوب جم کر نماز پڑھتے تھے نماز میں ادھر ادھر التفات نہ کرتے تھے۔ جب آوازیں زیادہ

آنے لگیں تو ابو بکر نے اس طرف توجہ کی، معلوم ہوا! حضور علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اشارہ فرمایا بھی کہ نماز پڑھاتے رہو (اس سعادت کے ملنے پر) ابو بکر نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی (فحمد اللہ علی ما انعم علیہ من تفویض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر الامامة لما فیہ من مزید رفعة درجۃ) اور واپس صف میں آگئے حضور علیہ السلام نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، بعد الصلوٰۃ لوگوں کو نماز میں ہاتھ پہ ہاتھ مار کر اطلاع کرنے کی بجائے سبحان اللہ کہنے کی تلقین فرمائی۔ پھر ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا:

يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ

میرے اشارہ کرنے کے باوجود تو نے نماز کیوں نہیں پڑھائی؟

حضرت ابو بکر صدیق نے جو جواب دیا آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، باوجود اس کے کہ افضل البشر بعد الانبیاء کی شان رکھتے ہیں مگر اپنا نام تک نہ لیا اور عرض کیا:

مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ اَبِي قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حدیث نمبر ۱۱۱۸)

ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ مناسب نہیں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر نماز پڑھاتا رہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

وصال یاریہ یار غار کے تاثرات:

حضور علیہ السلام کا وصال ہوا، ابو بکر صدیق حاضر ہوئے حضور انور پر گر گئے اور آپ کا بوسہ لیا، روئے اور عرض کیا: بابی انت یارسول اللہ، میرا باپ آپ پر قربان ہو جائے اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، لا یجمع اللہ علیک موتین، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا (اس میں اشارہ ہے کہ کل نفس ذائقة الموت کا وعدہ الہی پورا ہو گیا اس کے بعد آپ کو حیات ابدی عطا فرمادی گئی، حضور علیہ السلام کے اپنے فرمان کے مطابق، فنبی اللہ، حی یرزق، پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے اس سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔) اما الموت التي كتب اللہ علیک فقد متھا، جو موت اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھ دی (کل نفس ذائقة الموت) وہ ہو چکی، الی آخر الحدیث (نمبر ۱۲۳۱)

کیا حضور پاک کو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يَفْعَلُ بِيْ

اس حدیث میں کسی کے بارے اندازے اور انکل پچو سے حتمی رائے قائم کرنے سے منع فرمایا گیا۔ چنانچہ حدیث کا ابتدائی حصہ اس کی وضاحت کر رہا ہے کہ انصار کی ایک عورت نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات پہ ان کے بارے میں کہا، رحمۃ اللہ علیک ابا السائب فشہادتہ علیک لقد اکرمک اللہ، اللہ تعالیٰ کی تجھ پہ رحمت ہو اے ابوسائب (ان

کنیت تھی) میری گواہی تیرے لئے ہے (یہ الفاظ قسم کے معنی میں بولے جاتے ہیں، انہا قالت اقسم باللہ لقد اکرمک اللہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت دی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: وما یدریک ان اللہ اکرمہ، تجھے کیسے پتہ چلا کہ اللہ نے اس کو مکرم کیا ہے! عرض کیا اور کون مکرم ہوگا اگر یہ نہیں ہیں (یعنی باوجود ایمان اور طاعت خالصہ کے) فرمایا: موت اس کے پاس آچکی ہے اور میں اس کے بارے خیر کی امید رکھتا ہوں۔ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی، اللہ کی قسم! میں بھی (اندازے سے) اپنے بارے میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں (اور جو جانتا ہوں وحی کے ذریعے سے جانتا ہوں)، ام علماء انصاریہ عورت کہتی ہیں فواللہ لا اذکی احدا بعدہ ابداً، اللہ کی قسم! اس کے بعد ہم نے کبھی کسی کی (اس طرح) پاکیزگی کو بیان نہ کیا (حدیث نمبر ۱۲۳۳)

اے اہل ایمان سنو سنو غور سے سنو کہیں امام الانبیاء علیہ السلام کے بارے میں اپنا عقیدہ نہ خراب کر لینا۔

جس نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ فرمادے: وللاخرة خیر لك من الاولی ولسوف یعطیک ربك فترضی، عسی ان یبعثک ربك مقاماً محموداً، اور جس کے غلاموں کے بارے میں فرمائے، لا خوف علیہم ولا هم یحزنون، اگر اس نبی کو اپنا ہی پتہ نہیں تو اس کا امتی بننے سے تمہیں کیا فائدہ؟ کتنی بڑی جرأت ہے کہ اس حدیث کے تحت تقویۃ الایمان میں ہے ”جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا نہ دوسرے کا۔“

تمام آیات کو نظر انداز کر دیا جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی اُمت کے بارے میں بھی فرمایا: یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ، لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ تمام احادیث جن میں قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی سرداری، شفاعت کا ذکر ہے اور یہ بھی نہ دیکھا کہ شاید یفعل کا ارشاد ابتداء کا ہو جیسا کہ تمام علماء اس پر متفق ہیں۔ کیونکہ ”حضرت“ نے یہ کتاب لکھی ہی حضور علیہ السلام کی عظمت کو گھٹانے کے لئے ہے اور یہ نہیں جانتے کہ:

وہ جس کو خدا نے بڑھا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے

شاید اس لئے نہیں جانتے کہ ”بڑے حضرت“ جو ہوئے۔

چار تکبیر نماز جنازہ اور غائبانہ نماز جنازہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے نجاشی (شاہ حبشہ اصمہ یا صحمہ) کے وصال کی خبر اسی دن دی جس دن اس کا وصال ہوا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جنازہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے صفیں بنائی گئیں، وکبر اربعاً اور آپ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ (حدیث نمبر ۱۲۳۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نماز جنازہ میں تین تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دیا، فقیل لہ فاستقبل القبلة ثم کبر الرابعة ثم سلم (بخاری ج ۱ ص ۱۷۷) عرض کیا گیا (کہ تین تکبیریں ہوئی ہیں تو آپ نے چار تکبیریں مکمل فرما کر پھر سلام

پھیرا) ایک اور حدیث ص ۷۶ پہ ملاحظہ ہو۔

چار تکبیرات کا ذکر تو صراحتاً آگیا، باقی رہا غائبانہ جنازہ تو اس سلسلہ میں خود جنازہ میں شریک ہونے والوں کی گواہی سن لیجئے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فصلینا خلفہ ونحن لانری الا ان الجنازة قد امنا

(صحیح ابن حبان، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۴)

ہم نے حضور علیہ السلام کے پیچھے (شاہ حبشہ کے جنازے کی) نماز پڑھی اور ہم نہیں دیکھتے تھے مگر یہ کہ جنازہ ہمارے سامنے ہے۔

جن احادیث میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پہ حقوق کا ذکر ہے وہاں یہ ہے، واتباع الجنائز

(بخاری حدیث نمبر ۱۲۳۹، نمبر ۱۲۴۰)

جنازوں کے پیچھے چلنا، جنازہ ہوگا تو پیچھے چلیں گے، ایک حدیث میں فرمایا: الجنازہ اذا حضرت، جنازہ تب ہے جب حاضر ہو، کہیں یہ نہیں ہے۔ الجنازہ اذا غابت، تب بھی جنازہ ہے جب غائب ہو۔

حدیث شریف میں ہے، الجنازة متبوعة ولا تتبع، جنازہ متبوع ہے۔ (اس کے پیچھے چلا جائے) نہ کہ تابع، اگر میت ہوگی ہی نہیں تو تابع متبوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیس معها من تقد مها، جو اس سے آگے چلے گا وہ جنازے کے ساتھ شامل نہیں ہے۔ (ابوداؤد ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۳۶)

هذا الحديث يؤيد مذهب ابی حنیفة، مشکوٰۃ بین السطور۔

فرمایا: ایک مسلمان کا دوسرے پہ یہ بھی حق ہے کہ: یشہدہ اذا مات، جب وہ مرے تو (جنازہ کیلئے) اس کی میت پہ حاضر ہو۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ ص ۳۹۷)

جنازہ حاضر ہو یا مسلمان جنازے پہ حاضر ہو ایک ہی بات ہے کہ جنازہ سامنے ہو۔ ایک روایت میں ہے، وی تتبع جنازة اذا مات (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۹۸)

جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے کے پیچھے چلے۔

باقی رہی یہ بات کہ حضور علیہ السلام کے سامنے اتنی دور سے جنازہ کیسے رکھ دیا گیا تو صلوٰۃ کسوف کے باب میں آپ نے پڑھا کہ حالت نماز میں اسی مدینہ پاک کی مسجد نبوی شریف میں جنت و دوزخ کو آپ سرکار کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا اگر اتنی دور سے جنت و دوزخ آ سکتی ہے تو نجاشی کا جنازہ کیوں نہیں آ سکتا۔ (آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا)

جنگ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال مدینہ میں بیان ہو رہا ہے:

بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلے پر موتہ نامی ایک مقام پہ جمادی الاولیٰ ۸ ہجری میں اہل اسلام کی کفار کے ساتھ جنگ ہوئی جس میں اہل اسلام کی تعداد تین ہزار تھی اور ان پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر حضور علیہ

- * غربت کی فضیلت میں احادیث ص ۱۷۰، ص ۱۹۰، ۳۳۶،
- * حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک سوال اور اس کا جواب (ص ۱۷۱ حاشیہ نمبر ۱۱)
- * سورج کے طلوع و غروب کے وقت جنازہ نہ پڑھا جائے (ص ۱۷۶)
- * مجھے تم سے شرک کا کوئی خطرہ نہیں (ص ۱۷۹) پوری تفصیل کے ساتھ یہ حدیث ہماری کتاب مقالات و خطبات میں

دیکھئے

- * ابن صیاد کے بارے حدیث (ص ۱۸۰-۱۸۱)
- * حضرت عثمان بن مظعون کی قبر پہ بڑا پتھر رکھا گیا، (ص ۱۸۲)
- * مردے کا جوتوں کی آواز سننا، انه لیسع قرع نعالهم، (ص ۱۸۳، ۱۸۴)

وَعَالَیٰ مَصْطَفٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ، اور عطاۓ خدا جَلَّ وَعَلَا :

حضرت انس رضی اللہ عنہ (جنہوں نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تربیت پائی کیوں کہ ان کی والدہ حضرت ابو طلحہ کے نکاح میں تھیں) فرماتے ہیں: ابو طلحہ کے ایک صاحبزادے بیمار ہو گئے پھر ان کا وصال ہو گیا جبکہ ابو طلحہ مدینے سے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب ان کی اہلیہ نے دیکھا کہ بچہ تو فوت ہو گیا ہے تو کچھ کھانا تیار کیا اور بچے کو گھر کے ایک کونے میں سنبھال دیا۔ حضرت ابو طلحہ تشریف لائے اور انہوں نے پوچھا: بچہ کیسا ہے؟ عرض کیا: قد هدات نفسه وارجوا ان یکون قد استراح، سکون کے ساتھ ہے اور مجھے امید ہے کہ راحت پا گیا ہوگا (مراد ان کی یہی تھی کہ فوت ہو گیا ہے مگر توریۃ کلام کیا) ابو طلحہ سمجھے کہ (بچہ ٹھیک ہو گیا ہے اور میری بیوی) سچ کہہ رہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے (قربت کے ساتھ) رات گزاری، صبح غسل کیا اور جب ابو طلحہ باہر جانے لگے تو بیوی نے وضاحت کے ساتھ سارا کچھ بتا دیا۔ ابو طلحہ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ (صبح) کی نماز ادا کی پھر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بچے کی متعلق عرض کر دیا اس پر حضور علیہ السلام نے (رات کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّبَارِکَ لَکُمَا فِی لَیْلَتِکُمَا (نمبر ۱۳۰)

امید ہے اللہ تعالیٰ تم دونوں کو تمہاری رات میں برکت عطا فرمائے گا۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں انصار کے ایک ساتھی نے مجھے بتایا کہ: میں نے حضرت ابو طلحہ کے نو بیٹے دیکھے، کلہم قد قرأ القرآن، سارے کے سارے قرآن مجید پڑھے ہوئے تھے۔

یعنی افضل ترین لوگوں میں سے تھے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بلکہ خود حضور علیہ السلام کے نزدیک افضل ترین شخص وہی ہوتا جو قرآن پڑھتا پڑھاتا، خیر کم من تعلم القرآن وعلیہ، یہی وجہ ہے کہ احد کے شہداء کو جب دفن کرنے کا موقع آیا اور ایک ایک کپڑے میں دود و شہداء کو لپیٹا گیا تو پہلے حضور پوچھتے:

ایہم اکثر اخذا بالقرآن ان میں قرآن کس کو زیادہ یاد ہے؟
 چنانچہ جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اس کو پہلے لحد میں اتارا جاتا۔ دوسرے کو بعد میں (ج ۱ ص ۱۸۰)
 بہر حال معلوم ہوا! حضور علیہ السلام ابو طلحہ کے ماضی اور مستقبل کے تمام حالات سے باخبر تھے اور آپ کی دعا کو اللہ تعالیٰ
 نے کس عظیم الشان طریقے سے قبول فرمایا۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا بڑھی شان سے جو دعائے محمد (ﷺ)

برکت کی دعا اور اس کی قبولیت

حضرت عبداللہ بن ہشام کی والدہ ماجدہ (زینب بنت حمید) انہیں بچپن میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے کر گئیں
 اور عرض کیا: حضور اس کو بیعت فرمائیں، فرمایا: ہو صغیر فمسح رأسہ ودعالہ، یہ ابھی چھوٹا ہے پس آپ نے اس کے سر پر
 ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی۔ ان کے پوتے زہرہ بن معبد فرماتے ہیں: میرے دادا عبداللہ بن ہشام جب بھی غلہ خریدنے
 کے لئے بازار جاتے تو عبداللہ بن عمر اور ابن زبیر (رضی اللہ عنہم) (جیسے ماہرین تجارت) کہتے فیقولان لہ اشركنا فان
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد دعالك بالبرکة، ہمیں بھی تجارت میں شریک کر لو کیونکہ حضور علیہ السلام نے تیرے لئے
 برکت کی دعا کی تھی، چنانچہ عبداللہ بن ہشام ان بزرگوں کو تجارت میں شریک کر لیتے، فربہا اصاب الدراحدۃ کہاں، کبھی
 ایسا بھی ہوتا کہ پورا پورا اونٹ منافع میں آجاتا۔ (۲۵۰۱-۲۵۰۲)

موسیٰ علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عزرائیل علیہ السلام کو (اللہ تعالیٰ کے جلالی پیغمبر) موسیٰ علیہ السلام کی
 طرف بھیجا گیا، (روح قبض کرنے کے لئے اور جب عزرائیل علیہ السلام نے اس بات کا اظہار کیا تو) موسیٰ علیہ السلام نے
 عزرائیل علیہ السلام کو ایسا تھپڑ رسید فرمایا کہ عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ پھوٹ گئی۔ رب العالمین کی بارگاہ میں واپس گئے اور
 عرض کیا:

أرسلتنی الی عبدٍ لا یرید الموت، تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ اللہ پاک نے
 فرمایا: واپس جاؤ اور ان سے کہو بئیل کی پشت پہ ہاتھ رکھیں جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال عمر بڑھا دی جائے گی۔
 (چنانچہ عزرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کر دیا تو) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: پھر کیا ہوگا؟ عرض کیا پھر موت، تو موسیٰ علیہ السلام
 نے کہا: ابھی سہی۔ اور اللہ سے سوال کیا پھر پھینکنے کے فاصلے کی مقدار مجھے (ارض مقدس) بیت المقدس کے قریب (میری قبر کا
 انتظام) کر دے، حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فَلَوْ كُنْتُ نَمَّ لَأَدْرِيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكُثَيْبِ الْأَحْمَرِ (نمبر ۱۳۳۹)

اگر میں وہاں ہوتا تو ان کا مزار پرانوار (جس میں وہ معراج کی رات کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھ رہے تھے اور میں دیکھ

رہا تھا) تمہیں ضرور دکھاتا جو راستے کے کنارے سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس ہے۔

خدا کے فرستادہ کے ساتھ یہ معاملہ؟

عجیب بات ہے کہ ہمارے بھیجے ہوئے معمولی بندے کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ کرے جو موسیٰ علیہ السلام نے عزرائیل علیہ السلام کے ساتھ کیا تو بعض دفعہ جنگ شروع ہو جاتی ہے اور خدا کے بھیجے ہوئے کے ساتھ ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تک نہیں۔ معلوم ہوا! ہمارا معاملہ اور ہوتا ہے اور اللہ کے پیاروں کا معاملہ اور ہوتا ہے۔ اسی بات کی کچھ بد مذہبوں اور جہمیہ کو سمجھ نہ آئی اور انہوں نے اس حدیث کی صحت کا ہی انکار کر دیا۔ یہ بھی یاد رکھو! جب بارگاہ موسوی کی یہ شان ہے تو پھر بارگاہ مصطفوی کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ یہ بھی معلوم ہوا! متبرک مقامات میں دفن ہونے کی خواہش کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی علیہ السلام کی ظاہری زندگی کی اخروی زندگی کے لئے سب سے بڑی خواہش تھی اور اگر اس میں اخروی فائدہ نہ ہوتا تو آپ کیوں ایسی خواہش کرتے۔ لہذا اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اولیاء کرام کی قبور (جہاں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے) کے پاس دفن ہونے کی جگہ مل جانا یا جنت البقیع میں دفن ہونے کی خواہش کرنا اور اس خواہش کا پورا ہو جانا بڑی سعادت ہے۔

ہمارے آقا علیہ السلام کی خدمت کرنے والا یہودی کا بچہ آگ سے بچ گیا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک یہودی کا لڑکا (عبدالقدوس) حضور علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو حضور علیہ السلام اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر فرمانے لگے، اَسْلِم، اَسْلِم لے آ۔ اس بچے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا، باپ نے کہا: اطع ابا القاسم، ابو القاسم (محمد رسول اللہ) کی بات مان لے چنانچہ وہ اسلام لے آیا (اور اللہ کو پیارا ہو گیا) حضور علیہ السلام وہاں سے نکلے تو (خوشی سے یوں اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ (نمبر ۱۳۵۶) تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔

* حضور علیہ السلام کا فرمان: کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ

(نمبر ۱۳۸۵)

ہر بچہ فطرت (اسلام) پہ پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کے صاحبزادے (حضرت ابراہیم) کی وفات کا واقعہ:

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا (رضاعت کے دوران) وصال ہوا تو آپ نے فرمایا: ان له مرضعا فی الجنة (نمبر ۱۳۸۲) بے شک اس کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی (جنت کی حور) کا انتظام کر دیا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ ابوسیف لوہار کے گھر گئے اور حضور علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم انہی کے گھر پرورش پائے تھے (ابراہیم پہ نزع کا عالم طاری تھا) حضور علیہ السلام نے بیٹے کو ہاتھوں پہ لیا، بوسہ دیا، سونگھا (واپس آگئے) پھر ہم گئے تو ابراہیم آخری سانس لے رہے تھے (یہ منظر دیکھ کر) حضور علیہ السلام کی آنکھیں بہنے لگیں تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا، آپ بھی یا رسول اللہ (رورہے ہیں مطلب یہ تھا کہ یہ رونا کہیں صبر کے خلاف تو نہیں) فرمایا: یہ رحمت ہے۔ پھر دوبارہ حضور علیہ السلام کے آنسو نکلے اور فرمایا:

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ،
بے شک آنکھ روتی ہے، دل غم سے بھرا ہوا ہے مگر زبان پہ وہی جاری ہوگا جو ہمارے رب کو پسند ہے اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی میں بہت غمگین ہیں (نمبر ۱۳۰۳)

(بخاری شریف پارہ نمبر ۵ کی منتخب احادیث کے حوالہ جات تمام ہوئے)

حوالے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن ہونے کے لئے اجازت طلب کرنا، نمبر ۱۳۹۲

* فوت شدہ کے لئے صدقہ کرنا ص ۱۸۶، ص ۳۸۶،

* حضور علیہ السلام کی قبر انور اونٹ کی کوہان کی طرح ہے، ص ۱۸۶، ۹

* من ابتلى من هذه البنات بشيء كن له ستر امن النار، ص ۱۹۰،
جو شخص بچیوں کی آزمائش میں ڈالا گیا تو یہ بچیاں اس کے لئے آگ سے پردہ ہوں گی۔

* عرش کا سایہ کس کس کو نصیب ہوگا؟ ص ۱۹۱،

* حضرت حکیم بن حزام (صحابی رسول علیہ السلام) کا عزم مصمم، حضور علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ آپ کے علاوہ کسی سے کچھ نہ مانگوں گا تو حضرت عمر کے دور میں اپنا حق بھی نہ لیتے، حضرت عمر کو اعلان کرنا پڑتا کہ میں ان کو ان کا حق دیتا ہوں یہ نہیں لیتے، حتیٰ تو فی یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی، (ص ۱۹۹، ص ۳۸۴، ص ۴۸۵)

* کسی سے صدقہ کا مال خرید لینا جو خود نہ دیا ہو جائز ہے۔ (ص ۲۰۱)

* أَحَدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ (نمبر ۱۳۸۲)

احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

* حضرت امام حسن کو صدقہ کی کھجور منہ میں ڈالنے پر فرمایا۔

أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ إِلًا مُّحَمَّدٍ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ (نمبر ۱۳۸۵)

کیا تو جانتا نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ (دوسری روایت میں ہے)

أَمَّا شَعَرَتَ أَنَّا لَأَنَّا كُلُّ الصَّدَقَةِ (نمبر ۱۳۹۱)

(کیا تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے)

* حضرت بریرہ کے متعلق صدقہ کے گوشت کے بارے میں فرمایا:

هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكِنَّا هَدِيَّةٌ (نمبر ۱۳۹۲)

وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

* اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى (نمبر ۱۳۹۷)

اے اللہ ابو اوفیٰ کی آل پہ صلاۃ بھیج۔

* بنی اسرائیل کا مقروض اور مدد الہی (نمبر ۱۳۹۸)

* توکل یہ نہیں کہ خالی ہاتھ گھر سے نکل پڑے اور پھر لوگوں سے بھیک مانگتا پھرے۔ (نمبر ۱۵۲۳)

* حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حجتہ الوداع میں شرکت (نمبر ۱۵۵۵)

* میں کسی کے کہنے پر اپنے آقا علیہ السلام کی سنت نہیں چھوڑ سکتا، فرمان علی شیر خدا۔ (نمبر ۱۵۶۳)

حضرت عمر اور حجر اسود:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (طواف کرتے ہوئے) حجر اسود کے پاس تشریف لائے اس کا بوسہ لیا اور فرمایا:

إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقْبَلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ (نمبر ۱۵۹۷)

میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (ذاتی طور پر تو) نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے اگر میں

نے حضور علیہ السلام کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔

اس فرمان کی تمام تر تفصیلات ہماری کتاب فضائل و مسائل حج و زیارت میں دیکھئے۔ یہاں اتنی بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی وجہ، حکمت اور کنہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان کے حکم کی اتباع لازم

ہے اگرچہ علت و سبب معلوم نہ ہو۔ ورنہ کبھی انسان گمراہ بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ بسا اوقات ایک انسان دوسرے انسان کی باتوں

کی کنہ جاننے سے عاجز ہو جاتا ہے تو پھر اللہ و رسول کے ہر حکم کی علت و کنہ کس طرح معلوم کر سکتا ہے؟ کیا ہمارے لئے ان کے

ارشادات پہ اس لئے ہی عمل کرنا ضروری نہیں کہ یہ ہمارے اللہ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور بندے کی

سعادت ہے کہ ان کی طرف سے اسے کوئی حکم آجائے۔

۔ میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم دو کریموں میں گنہگار کی بن آئی ہے

اور پھر ہر کام کے جو فضائل بیان کر دیئے گئے اگر ان سے بھی عمل کا جذبہ پیدا نہ ہو تو کنہ جاننے سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ حجر اسود

کے فضائل میں یہ ہے کہ یہ اپنے چومنے والوں کی شفاعت کرے گا، یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ بنی آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا (ترمذی)

من فاضله فانبا يفاوض يد الرحمن، (ابن ماجہ باب فضل الطواف)

جس نے اس کا بوسہ لیا اس نے اللہ تعالیٰ کے يد قدرت کا بوسہ لیا اور پھر یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ ساری فضیلتیں خود ہمارے آقا علیہ السلام نے بیان فرمائیں ورنہ

۔ کہاں یہ مرتبہ اللہ اکبر سنگ اسود کے یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے جو کام حضور پاک نے کیا ہم وہ کبھی نہ چھوڑیں گے

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مذکورہ کلمات کہنے کے بعد یوں فرمایا:

ومالنا وللمل انا کنار اينا المشرکين وقد اهلهم الله

اور ہمیں کیا کام مل (دوران طواف اکڑ کر چلنے) سے ہم نے تو مشرکوں کو دکھانے کے لئے (کہ ہم مدینہ شریف جا کر کمزور نہیں ہوتے بلکہ طاقتور ہوئے ہیں) مل کیا تھا (لیکن اب اگرچہ وہاں مشرکین نہیں ہیں مگر مل پھر بھی ضرور کریں گے کیونکہ)

شیء صنعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلانجب ان نترکہ

جو کام حضور علیہ السلام نے کیا ہے ہم اس کو چھوڑ دینا ہرگز پسند نہیں کرتے (نمبر ۱۶۰۵) چھٹے پارے کی منتخب احادیث کے حوالہ جات مکمل ہوئے۔

حوالے

* لاصلوٰۃ بعد صلاتین بعد العصر حتی تغرب الشمس وبعد الصبح حتی تطلع الشمس (ص ۲۵۱)
دو نمازوں کے بعد (نفلی) نماز نہیں عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔

* العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما والحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة (حدیث نمبر ۱۷۷۳)

ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزاء تو جنت ہے۔

* مدینہ شریف کو یثرت نہ کہو اور دیگر فضائل مدینہ پہ احادیث ص ۲۵۲ سے، ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة ومنبری علی الحوض، (حدیث نمبر ۱۸۸۸) میرے گھر سے منبر تک جنت کا باغ ہے اور میرا منبر حوض کوثر پہ ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کا بخار میں اشعار پڑھنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک تشریف لائے تو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما بخار میں مبتلا ہو گئے اور حضرت ابو بکر صدیق کو جب بخار چڑھتا تو یہ شعر پڑھتے۔

كُلُّ امْرُئٍ مُصَبَّعٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ آذَنِي مِنْ شَرِّكَ نَعْلِهِ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرنے والا ہے اور حال یہ ہے کہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور حضرت بلال کا جب بخار ٹوٹتا تو ترنم (سُر) کے ساتھ باواز بلند یہ اشعار (رباعی) پڑھتے۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبَيْتَنَ لَيْلَةً

بَوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخَرُ وَ جَلِيلُ

وَهَلْ أَرَدَنَ يَوْمًا مَيَاةَ مَجَنَّةٍ

وَهَلْ يَبْدُونَنِي شَامَةً وَ طَفِيلُ

کاش ایک رات میں ایسی وادی سے گزرتا کہ میرے ارد گرد ازخرا اور جلیل (گھاس) ہوتی اور کیا کسی دن مجھ کے مقام سے بھی گزر سکوں گا اور کیا میری نظر میں شامہ اور طفیل (پہاڑ یا چشمے) ہوں گے۔ (نمبر ۱۸۸۹)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعائے مدینہ:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ حضرت عمر شہید کر دیئے گئے ہیں یا شہید کئے جائیں گے، جب یہ خواب انہوں نے حضرت عمر کے سامنے بیان کیا تو حضرت عمر نے فرمایا: میرے لئے شہادت کہاں؟ میں تو جزیرہ عرب کے درمیان رہتا ہوں، جہاد پہ جاتا نہیں، لوگ ہر وقت میرے گرد رہتے ہیں پھر فرمایا: (شہادت) نصیب ہوگی انشاء اللہ تب سے آپ دعا کرنے لگے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِىْ سَبِيْلِكَ وَاَجْعَلْ مَوْتِيْ فِىْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ (صلی اللہ علیہ وسلم) (حدیث نمبر ۱۸۹۰)

اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہید ہونے کی دولت سے مالا مال فرما اور میری وفات (شہادت) تیرے رسول کے شہر میں ہو،

لوگ حیران تھے کہ شہادت بھی مانگتے ہیں اور وہ بھی مدینہ شریف میں، ظاہر ہے شہادت تو میدان جنگ میں ملتی ہے مگر پتہ تب چلا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی دعا کو من و عن قبول فرمالیا اور دوران نماز ایک مجوسی کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے۔

جو تیرے منہ سے نکلی وہ بات ہو کے رہی

ایک مزدور صحابی کی برکت سے اُمت یہ آسانی:

ابتداء میں رمضان کا پورا مہینہ صرف افطاری اور سونے سے پہلے تک کھانے کی اجازت تھی۔ حضور علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت قیس بن صرمہ جو محنت و مزدوری کر کے اپنا گزارا کرتے تھے روزہ کی حالت میں سارا دن مشقت کرنے کے بعد شام کو گھر آئے اور اپنی بیوی سے افطاری کے وقت کھانا طلب کیا۔ بیوی نے کہا: کھانا تو نہیں ہے لیکن میں کہیں جا کر تیرے لئے

کھانا لاتی ہوں، بیوی کو واپس آتے ہوئے دیر ہوگئی یہ سارا دن کام کاج کی تھکاوٹ کی وجہ سے سو گئے، بیوی نے واپس آ کر دیکھا تو کہا: خبیۃ لك، تیرے لئے محرومی ہے، اگلے دن پھر اسی طرح روزے کی حالت میں کام کرتے ہوئے بے ہوش ہو گئے، ان کا معاملہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرما کر ان کے صدقے پوری امت پہ کرم فرمادیا اور سحری تک کھانے کی اجازت ہوگئی۔

(أَجَلَ لَكُمْ لَيْلَةَ الصَّيَامِ الرَّفَثُ، البقرہ آیت نمبر ۱۸۷ (حدیث نمبر ۱۹۱۵))

میں تم جیسا نہیں ہوں (فرمان نبوت):

حضور علیہ السلام نے صوم وصال رکھے (جس روزے میں نہ سحری ہوتی ہے نہ افطاری نہ کچھ کھایا جائے نہ پیا جائے) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی ایسا ہی کرنا شروع کر دیا تو ان پہ شاق گزرا (اور بھوک پیاس کی شدت نے انکو کمزور کر دیا) تب حضور علیہ السلام نے انہیں منع فرمادیا، انہوں نے عرض کیا آپ بھی تو ایسا کرتے ہیں؟ فرمایا: لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، اِنِّیْ اَظْلُ اطْعَمُ وَاُسْقِیْ، میں تم جیسا نہیں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے (نمبر ۱۹۲۲) وفی روایۃ لست کا حد منکم انی اطعم واسقی (نمبر ۱۹۶۱) او انی ابیت اطعم واسقی اوفی روایۃ انی لست مثلکم انی اطعم واسقی (نمبر ۱۹۶۲) وفی روایۃ انی لست کھیئتکم انی ابیت لی مطعم یطعنی وساق یسقین (۱۹۶۳) وفی روایۃ انی لست کھیئتکم انی یطعننی ربی ولیسقین (نمبر ۱۹۶۴) وفی روایۃ انی ابیت یطعننی ربی ویسقین (نمبر ۱۹۶۵) •

* روزہ توڑنے والے کو کھجوروں کا ٹوکرا عطا فرمادیا، (حدیث نمبر ۱۹۳۶) اس حدیث کی ایمان افروز شرح ہماری کتاب فضائل و مسائل رمضان میں دیکھئے۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا اس کے خلاف

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

(پارہ نمبر ۷ کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوئے)

بچوں کا روزہ:

ایک شخص نے رمضان شریف کے مہینے میں شراب پی لی اسے حضرت عمر فاروق کے پاس لایا گیا تو وہ پھسل گیا اس پر آپ نے فرمایا: تیرا برا ہو ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں پھر اس کو اسی کوڑے مارے اور ملک شام کی طرف جلا وطن کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب رمضان کے روزے فرض نہیں تھے اور دس محرم کا روزہ فرض تھا تو حضور علیہ السلام نے عاشورہ کے دن انصار کی آبادی میں پیغام بھیجا کہ جس نے صبح اس حال میں کی ہے کہ وہ روزے سے نہیں تھا تو بقیہ دن وہ روزہ دار کی طرح رہے اور جس نے صبح روزے کی حالت میں کی ہے تو وہ سارا دن روزے سے رہے۔ راویہ کہتی ہیں اس کے بعد ہم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور بچوں سے بھی روزہ رکھواتے تھے اور اون کے کھلونے دیکر ان کا دل بہلاتے تھے یہاں تک کہ افطاری کا وقت ہو جاتا۔

(نمبر ۱۹۶۰)

* حضور علیہ السلام شعبان کے تمام روزے رکھتے (ص ۲۶۲) حاشیہ نمبر ۶ میں ہے ای اکثرہ، کیونکہ عربوں کی عادت ہے اذا صام احد اکثر الشهر میں قالو اصام کله، جب کوئی مہینے کے اکثر دن روزہ رکھے تو کہتے ہیں اس نے پورا مہینہ روزے رکھے۔

* تین دنوں سے کم میں قرآن پاک کی تلاوت مکمل نہ کی جائے۔ (ص ۲۶۵)

* حضرت عمرؓ نے فرمایا: نعم البدعة هذه نماز تراویح کی باجماعت پورا مہینہ ادائیگی بڑی اچھی بدعت ہے۔

(ص ۲۶۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ریشم سے زیادہ نرم اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا مَسَّتْ حَزَّةٌ وَلَا حَرِيرَةٌ أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَبْتٌ مِسْكَةً وَلَا عَنْبَرَةٌ أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حدیث نمبر ۱۹۷۳)
میں نے نہ کسی ریشم کو اور نہ ریشمی کپڑے کو حضور علیہ السلام کی ہتھیلی سے زیادہ نرم پایا اور نہ کستوری و عنبر کو حضور علیہ السلام (کے جسم اقدس) کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار پایا۔

اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موج نور کرم
بھینی بھینی مہک پہ مہکتی دورد

(اعلیٰ حضرت)

حضرت انس کیلئے حضور علیہ السلام کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام میری والدہ حضرت ام سلیم کے ہاں تشریف لائے تو والدہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں چھو ہارے اور گھی پیش کیا، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا گھی کو مشک میں اور چھو ہاروں کو واپس برتن میں لوٹا دو کیونکہ میں روزے سے ہوں، اس کے بعد حضور علیہ السلام نے گھر کے ایک کونے میں نقلی نماز ادا فرمائی اور گھر والوں کے لئے دعائے برکت کی۔ اس کے بعد والدہ نے عرض کیا! حضور میرا بیٹا اور آپ کا خادم انس ہے پس حضور علیہ السلام نے میرے لئے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کی دعا فرمائی جس کے الفاظ یہ تھے:

اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ (نمبر ۱۹۸۲)

اے اللہ! اس (انس) کو مال و اولاد سے نواز دے اور اسے برکت عطا کر۔

حضرت انس فرماتے ہیں (یہ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت ہے دیکھ لو) فانی لمن اکثر الانصار مالا، میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں (اور جہاں تک اولاد کا تعلق ہے تو) میری بیٹی امینہ نے مجھے بتایا کہ بصرہ میں حجاج بن یوسف کے

آنے تک میری صلب کے ایک سو بیس سے زیادہ اشخاص دفن ہو چکے ہیں (اور اپنی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی)
ایک علمی نکتہ

قرآن مجید میں جہاں بھی ما ادرک آیا ہے ابن عیینہ کے مطابق اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو اس کا علم دے دیا ہوتا ہے، بخلاف وما یدریک کے، حالانکہ وما یدریک لعلہ یزکی سے ابن عیینہ کا یہ قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ الاعمی (ابن ام مکتوم) کا مسلم مخلص ہونا تو سب کو معلوم تھا چہ جائیکہ حضور علیہ السلام کو معلوم نہ ہو یا یہ کہ آیت کے نزول تک علم نہ تھا۔ اس تعلیق سے مقصود یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو شب قدر کا علم تھا کیونکہ وہاں بھی وما ادرک ما لیلۃ القدر ہے (ص ۲۷۰) حضور علیہ السلام نے ظاہری زندگی کا آخری اعتکاف بیس دن اسی لئے کیا تھا، اُنہ علم بانقضاء اجلہ فارادان یستکثر من افعال الخیر (ص ۲۷۲ حاشیہ نمبر ۴ بحوالہ فتح الباری) آپ کو معلوم تھا میری ظاہری زندگی پوری ہونے والی ہے تاکہ اعمال خیر کی کثرت ہو جائے اور اُمت کے لئے محنت کا ایک سنت طریقہ متعین ہو جائے۔

شیطان کسی کے دل میں کسی کے متعلق بھی وسوسہ ڈال سکتا ہے:

حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حضور علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ وہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں حالت اعتکاف میں حضور علیہ السلام کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں، تھوڑی دیر تک باتیں کرنے کے بعد واپس جانے لگیں تو حضور علیہ السلام انہیں واپس بھیجنے کیلئے اٹھے، جب وہ مسجد کے اس دروازے پہ پہنچیں جو حضرت ام سلمہ کے حجرے کے پاس ہے تو انصار کے دو شخص وہاں سے گزرے اور انہوں نے حضور علیہ السلام کو سلام عرض کیا آپ نے فرمایا: علی رسلکما، یہیں ٹھہر جاؤ اور سنو یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حی ہے۔ فقال سبحان اللہ یا رسول اللہ وکبر علیہما، عرض کیا سبحان اللہ اے اللہ کے رسول (یعنی ہم آپ کے بارے میں بھلا کوئی ایسا گمان کر سکتے ہیں) اور ان پر یہ معاملہ شاق گزرا تب حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ ابْنِ الْاَهِم (الْاِنْسَانِ) مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا

(نمبر ۲۰۳۵)

بے شک شیطان انسان کے جسم میں خون کی جگہ پہنچ جاتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں (میرے بارے) کچھ (بدگمانی) نہ ڈال دے۔

معلوم ہوا! اپنے آپ کو جہاں تک ہو سکے شکوک و شبہات کا نشانہ نہ بنے دیا جائے۔ بعض لوگ اس چیز کی پرواہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں جب ہم ٹھیک ہیں تو کوئی جو چاہے کہتا پھرے یا معاملہ اللہ پہ چھوڑ دیتے ہیں اور خود کچھ نہیں بولتے یہ بھی درست نہیں بلکہ کم از کم زبان کی حد تک تو اپنی صفائی پیش کر دینی چاہئے آخر زبان بھی تو اللہ نے ہی دی ہے اور بولنے ہی کے لئے دی ہے تو جب آپ اپنا دفاع نہیں کر رہے تو دوسرا مسلمان آپ سے کیا توقع رکھ سکتا ہے کہ آپ اس کی جان، مال، عزت و آبرو کے محافظ

نہیں گے۔

یہ بھی معلوم ہوا! معتکف مباح امور میں مصروف ہو سکتا ہے لوگوں سے ملاقات کر سکتا ہے، کسی کام کے لئے اس کی بیوی اس سے بات چیت کرنے کے لئے مسجد میں جاسکتی ہے، نیز بضرورت عورت رات کو گھر سے باہر جاسکتی ہے، گزرنے والے لوگ معتکف کو سلام کر سکتے ہیں۔

* حضور علیہ السلام نے گری پڑی کھجور کے بارے میں فرمایا:

لولا ان تكون صدقة لا کلتها، اگر اس کے صدقہ کی کھجور ہونے کا شبہ نہ ہوتا تو میں اس کو کھا لیتا۔ (نمبر ۲۰۵۵)

حضرت ابو ہریرہ نے دامن پھیلا دیا اور حضور نے ان کا دامن بھر دیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جب لوگوں نے کہا کہ کیا وجہ ہے مہاجرین و انصار میں سے اتنی احادیث کوئی بھی روایت نہیں کرتا جتنی کہ ابو ہریرہ کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: میرے بھائی انصار و مہاجرین تو اپنے کاروبار میں مصروف رہتے تھے اور میں حضور علیہ السلام کی صحبت میں پابندی کے ساتھ بیٹھتا کیونکہ میں صفہ کے مسکینوں میں سے ایک مسکین تھا اور حضور علیہ السلام کے فرمان یاد کرتا رہتا تھا، حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا: جو اپنا دامن پھیلائے گا جب میں اپنے ارشادات سے نوازاؤں پھر اپنا کپڑا لپیٹ لے اس کو میری باتیں یاد رہیں گی۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے ایسے ہی کیا اور کپڑا لپیٹ کر سینے سے لگا لیا۔

فما نسیت من مقالة رسول الله صلى الله عليه وسلم تلك من شيء (نمبر ۲۰۴۷)

تب سے لے کر میں کبھی بھی حضور علیہ السلام کی کوئی بات نہیں بھولا، پیچھے حدیث نمبر ۱۱۹ گزر چکی ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام سے اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:

ابسط رداك، اپنا دامن پھیلا، میں نے دامن پھیلا دیا، فغرف بیدیدہ، آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس میں ڈالا اور فرمایا: لپیٹ لے میں نے لپیٹ کر سینے سے لگا لیا، فما نسیت شیئا بعد، آج تک میں کچھ نہیں بھولا۔

بلکہ فرمایا: خاص مجھے حضور علیہ السلام نے دو علم عنایت کئے ایک وہ جو پھیلا رہا ہوں (علم حدیث) دوسرا اگر ظاہر کر دوں تو لوگ میری گردن کاٹ دیں (نمبر ۱۲۰)

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

* حضور علیہ السلام نے ایک صحابی پہ زرد رنگ (کی خوشبو) کا نشان دیکھا اور پوچھا: کیا شادی کر لی ہے؟ عرض کی

جی..... فرمایا:

أولم تلو بشاة، ولیمہ کرا اگرچہ ایک بکری کیساتھ۔ (مس ۲۷۵)

اخوت اس کو کہتے ہیں.....:

حضرت عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں جب ہم (ہجرت کر کے) مدینہ شریف آئے تو حضور علیہ السلام نے (مواخات) مدینہ کے موقع پر میرے اور حضرت سعد بن ربیع کے درمیان مواخاة (بھائی چارگی) قائم کی، حضرت سعد نے (مجھے) کہا میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، میں آپ کو آدھا مال دیتا ہوں اور میری دونوں بیویوں میں سے جو آپ کو زیادہ پسند ہو میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں اور جب عدت گزر جائے اور وہ تیرے لئے حلال ہو جائے تو اس سے نکاح کر لینا، میں نے ان کو کہا: مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں، مجھے بازار کے بارے میں بتا دو جہاں تجارت ہوتی ہو، انہوں نے قبیقاع بازار کا بتایا اور حضرت عبدالرحمن روزانہ پیر اور گھی لے کر جاتے (اللہ تعالیٰ نے برکت دی ان کی شادی بھی ہو گئی اور جیسا کہ گزرا حضور علیہ السلام نے ان کو ولیمہ کا حکم دیا اگرچہ ایک بکری کا ہو) (نمبر ۲۰۳۸)

اخوت اس کو کہتے ہیں چھبے کا شاجو کا بل میں تو ہندوستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

حوالے

* جو رزق میں برکت چاہتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔ (ص ۲۷۷)

* حضور علیہ السلام نے یہودی کے پاس اپنی درع (ذرع) گروی رکھ کر اپنے گھر والوں کے لئے جو لئے ص ۲۷۸،

* حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ بنے تو فرمایا: میرا کاروبار میرے گھر والوں کے لئے کافی تھا۔ اب میں مسلمانوں کے لئے کام کروں گا اور میرے گھر والے اس مال (بیت المال) سے کھائیں گے،

* ص ۲۷۸، واشبہ (جسم کو گودنے والی) اور مستوشمہ (گودوانے والی) پہ لعنت، ص ۲۸۰،

* لفظ عرس بمعنی شادی حدیث میں (ص ۲۸۰، مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۷)

استن حنانہ از جبر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم):

انصار کی ایک عورت نے اپنے بڑھئی بیٹے سے حضور علیہ السلام کی اجازت کے ساتھ منبر بنوا کر سرکار کو پیش کیا اس سے پہلے حضور علیہ السلام کھجور کے ایک پرانے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جب اگلا جمعہ آیا تو آپ منبر پہ جلوہ گر ہوئے تو وہ تنا چیننے لگا اور قریب تھا کہ پھٹ جاتا۔ حضور علیہ السلام منبر سے اترے اور اس تنے کو اپنے سینے کے ساتھ چمٹا لیا تو وہ تنہا اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے سکون آ گیا۔ فرمایا: یہ اس لئے رویا ہے کہ ذکر سنا کرتا تھا (جس سے اب محروم ہو گیا) حدیث نمبر ۲۰۹۵، اس واقعہ کو مولانا روم نے مثنوی شریف میں جس محبت سے بیان کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا:

پچھ لکڑی دے اوس ستون کولوں مار دیندی جدائی حضور دی اے

حضرت جابر کے ساتھ حضور علیہ السلام کا لین دین:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تو میرا اونٹ تھک گیا اور میں پیچھے رہ گیا، حضور علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے پیچھے رہ جانے کا سبب پوچھا جو میں نے عرض کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے اپنی سواری سے اتر کر میرے اونٹ کو اپنے عصا مبارکہ سے مارا پھر مجھے فرمایا: سوار ہو جا میں سوار ہو گیا تو وہ اتنا تیز دوڑنے لگا کہ روکنے سے بھی رکنا نہ تھا۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں حضور علیہ السلام کے برابر نہ ہو جائے۔ پھر حضور علیہ السلام نے مجھ سے شادی کے بارے میں پوچھا میں نے بتایا: شادی ہو چکی ہے، فرمایا: کنواری عورت سے یا ثیبہ (پہلے سے بیاہی ہوئی مطلقہ یا بیوہ) سے میں نے عرض کیا۔ ثیبہ سے فرمایا: کنواری سے کیوں نہ کی تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی، میں نے عرض کیا میرے گھر میں میری بہنیں ہیں تو مجھے یہی اچھا لگا کہ ایسی عورت آئے جو ان کو اکٹھا رکھے۔ انہیں کنگھی کرے اور ان کی نگہبانی کرتی رہے۔ فرمایا: سنو! تم گھر پہنچ کر (ازدواجی زندگی کے بارے میں) خوب سمجھداری سے کام لینا پھر فرمایا: اونٹ بیچو گے؟ میں نے عرض کیا جی چنانچہ آپ نے ایک اوقیہ کے بدلے مجھ سے اونٹ خرید لیا، پھر یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام مجھ سے ایک دن پہلے مدینہ پہنچ گئے میں اگلے دن پہنچا تو آپ کو مسجد کے دروازے پہ پایا، آپ نے پوچھا: اب آئے ہو؟ میں نے عرض کیا جی، فرمایا: اپنا اونٹ یہاں چھوڑو اور مسجد میں جا کر دو رکعت پڑھ لو۔ میں نے نماز پڑھی تو آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ مجھے ایک اوقیہ تول دے اور انہوں نے (حضور علیہ السلام کے حکم سے) مجھے کچھ زیادہ ہی تول دی پھر میں واپس مڑا تو آپ نے مجھے بلوایا میں سوچ رہا تھا ہو سکتا ہے حضور یہ سودا واپس کر دیں اور یہ میرے لئے بہت برا ہوگا لیکن آپ نے فرمایا:

خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمْنُهُ (حدیث نمبر ۲۰۹۷) اونٹ بھی لے جا اور قیمت بھی لے جا۔

اس طرح کا ایک واقعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان سے اونٹ خریدا اور ان کے بیٹے عبد اللہ کو عطا فرما دیا۔ (ص ۲۶۱۱)

علماء کرام و پیرانِ عظام کے لیے

اس حدیث کو آج کل کے پیرانِ کرام غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ ہمارے آقا علیہ السلام اپنے غلاموں کی کس طرح خبر گیری فرماتے اور ان سے خیر خواہی کرتے، ان کے گھریلو حالات پوچھتے، مسائل حل فرماتے اور لین دین کے معاملہ میں کیسا کریمانہ سلوک فرماتے۔ صرف نذرانے بٹور کر مرید کی جیب کو خالی کرتے رہنا اور اپنی جیبیں بھرتے رہنا، مرید کی غربت کا کوئی خیال نہ کرنا اور خود امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ دکھانا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں تھا۔

صرف پیروں کو اس لئے مخاطب کیا ہے کہ مذہبی طبقے میں عموماً یہی صاحب حیثیت ہوتے ہیں ورنہ وہ علماء جن کو اللہ تعالیٰ نے وسعت سے نوازا ہے ان کی بھی یہی ذمہ داری ہے کیونکہ ان طبقات کا احترام اور ان کی خدمات میں نذرانہ جات صرف دین اسلام کے حوالے سے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت غلامی کی وجہ سے آتے ہیں لہذا یہ لوگ اس پر عمل نہیں کریں

گے تو اور کون کرے گا؟

آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

حوالے

* تورات میں حضور علیہ السلام کی شان، بڑی شاندار تقریری حدیث نمبر ۲۱۲۵، ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ میں اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

* حضور علیہ السلام نے امام حسن کو سینے سے لگایا، بوسہ لیا اور فرمایا: اللھم انی احبہ واحب من یحبہ، اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ محبت کرنے والے سے بھی محبت کرتا ہوں یا معنی یہ ہے کہ تو بھی اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرتا ہے (ص ۲۸۵، حدیث نمبر ۲۱۲۲)

* حضور علیہ السلام نے حضرت ابوسفیان کی بیوی کو ان کے مال سے بقدر ضرورت خفیہ لینے کی اجازت دی۔ (ص ۲۹۳) میں نے حضور علیہ السلام سے مدد طلب کی، حضرت جابر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد ماجد عبد اللہ بن عمرو بن حرام کا وصال ہو گیا اور ان پہ قرض (بہت تھا جو میں ادا نہیں کر سکتا) تھا: فَاسْتَعْنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تو میں نے حضور علیہ السلام سے مدد طلب کی اور حضور علیہ السلام نے ایسی مدد فرمائی کہ تمام قرض بھی اتر گیا اور کھجوروں کا ڈھیر بھی اسی طرح رہا، یہ ایمان افروز واقعہ ہماری کتاب الباقیات الصالحات میں دیکھئے۔ یہاں اتنا سمجھ لیں کہ کیا حضرت جابر ایاك نستعین نہیں پڑھا کرتے تھے؟ تو پھر انہوں نے اس کا کیا معنی سمجھا؟ اور پھر ان کے ان الفاظ پہ امت میں سے کبھی کسی نے اعتراض کیا؟ تو پھر ہمارے لئے یہ کہنا کیوں ناجائز ہو گیا۔

یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

اس واقعہ میں ایک جگہ ہے کہ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سارا قرضہ ادا کر دیا تو عصر کی نماز کے وقت فارغ ہو کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ قرضہ بھی ادا ہو گیا اور کھجوریں بھی اتنی بچ گئیں: کانه لم یمس، گویا کہ ان کو چھوا ہی نہیں گیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اخبر ذلك ابن الخطاب، اس بات کی اطلاع عمر بن الخطاب کو بھی دے۔ جب حضرت جابر نے حضرت عمر کو بتایا تو انہوں نے حضرت جابر سے فرمایا:

لقد علمت حين مشى فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم ليباركن فيها (بخاری ج ۱ ص ۳۲۲ ص ۳۲۳)

مجھے تو اس وقت ہی پتہ چل گیا تھا جب حضور علیہ السلام اس سلسلہ میں آپ کے ہاں چل پڑے تھے کہ ضرور برکت ہوگی۔ معلوم ہوا! حضور علیہ السلام چاہتے ہیں کہ میری فضیلت کی بات کا میرے غلاموں کے پاس تذکرہ کیا جائے۔ تبھی تو حضرت جابر کو فرمایا: جا کر عمر کو بھی بتاؤ۔ لہذا محافل سجا کر حضور علیہ السلام کی عظمتوں کو بیان کرنے سے حضور خوش ہوئے ہیں۔ اس کام میں ہمارے بزرگوں نے زندگیوں بے کار ہی نہیں کھپا دیں۔ حضرت میاں محمد بخش کے چند اشعار پڑھ لیں۔

جبرائیل جے جس چاکر نبیاں دا سر کردہ
آپ یتیم یتیمیاں تاکیں ہتھ سرے تے دھردا
عاماں لوکاں خبر نہ کائی خاصاں رمزاں پایاں
میں عاجز پردیسی بندہ عدل کریں کچھ میرا

واہ کریم اُمت دا والی تے مہر شفاعت کردا
اوہ محبوب حبیب رباناں حامی روز حشر دا
شداں مداں زیریاں زبراں شان تیری وچ آئیاں
اے سلطان حسن دی نگری راج سلامت تیرا

* غار میں تین آدمیوں کا واقعہ نمبر ۲۲۱۵، ماں تسکین جاں نامی کتاب میں بمعہ ترجمہ لکھ چکا ہوں۔

* حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی بیوی کی ہجرت کا واقعہ اور ایک جابر بادشاہ کا حال نمبر ۲۲۱۷، (پارہ نمبر ۸ کی

منتخب احادیث کے حوالہ جات تمام ہوئے)

حضور علیہ السلام کی اُمت یہ اللہ کا فضل:

یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام نے اپنی اُمت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: یہود کی مثال صبح سے دوپہر تک محنت کرنے والے کی سی ہے، نصاریٰ کی مثال دوپہر سے عصر تک کام کرنے والے کی سی ہے جن کو ایک ایک قیراط معاوضہ ملا اور اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مثال عصر سے مغرب تک کام کرنے والے کی طرح ہے جس کو دو قیراط معاوضہ ملے یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے۔ (منہوم حدیث نمبر ۲۲۶۸)

* دم اور تعویذ وغیرہ پہ معاوضہ لینا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک سردار کو دم کر کے تیس بکریاں لینا حدیث نمبر ۲۲۷۶، بمعہ ترجمہ و ضروری فوائد ہماری کتاب الدروس العشرہ فی السورۃ الفاتحہ میں دیکھئے۔

* صدیق اکبر کی رضی اللہ عنہ ابن دغنے نے وہی خوبیاں بیان کیں جو حضرت خدیجہ نے حدیث نمبر ۳ میں حضور علیہ السلام کی بیان فرمائیں۔ حدیث نمبر ۲۲۹۷۔

مال و ارثوں کا ہوگا، قرضہ ہم ادا کریں گے، فرمان رسالت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جب کوئی فوت شدہ مقروض لایا جاتا تو آپ پوچھتے کیا اس نے مال چھوڑا ہے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے، اگر تو جواب ہاں کے ساتھ ہوتا تو آپ اس کی نماز جنازہ خود پڑھاتے ورنہ مسلمانوں کو فرماتے: صلوا علی صاحبکم، اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو اور جب فتوحات کا دروازہ کھلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوَفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَىٰ قَضَائِهِ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ (حدیث نمبر ۲۲۹۸)

میں مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کا مالک ہوں جو کوئی مسلمان مقروض ہو کر فوت ہوگا اس کا قرضہ میں ادا کروں گا اور جو مال چھوڑ کر مرے گا تو مال اس کے وارثوں کا ہوگا۔ مختلف احادیث میں کلاً ضیعۃ اور ضیاعا کے الفاظ ہیں کہ جو بچے بوجھ یا

قرض چھوڑ جائے تو وہ ہمارے ذمے۔ (نمبر ۲۳۹۸، ۲۳۹۹)

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے
گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا حضور علیہ السلام نے ایک خاص عمر کا اونٹ دینا تھا تو اس نے آکر تقاضا کیا اور تقاضے میں بہت سختی کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (اس کو پکڑنے کا) ارادہ کر لیا لیکن حضور علیہ السلام نے (منع کرتے ہوئے) فرمایا:

دَعْوُهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا

کچھ نہ کہو قرض خواہ کو (کوئی ایسی ویسی) بات کر لینے کا حق ہے پھر فرمایا: اس کا اونٹ دے دو، لیکن اس عمر کا اونٹ نہ ملا بلکہ اس سے زیادہ عمر کا (اچھا اونٹ) ملا فرمایا یہی دے دو، اس نے عرض کیا آپ نے مجھے پورا پورا دیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پورا پورا (بدلہ) دے۔ فرمایا:

إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً، نمبر ۲۳۰۶، ۲۳۰۵

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو (قرض کی) سب سے اچھی ادائیگی کرے

* ایک قبیلہ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ اخوت نمبر ۸-۲۳۰۷،

* حضرت ابو ہریرہ نے شیطان کو پکڑ لیا پھر چھوڑ دیا اور حضور علیہ السلام نے بن کسی کے بتائے ان کو فرمایا: ما فعل

اسيرك البارحة، اے ابو ہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ اور یہ سلسلہ تین دن تک رات چلتا رہا اور آخری دن اس نے آیت الکرسی وظیفہ کا بتایا اور جان چھڑا کر بھاگ گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اما انه قد صدقك وهو كذوب اس نے یہ سچ کہا مگر ہے وہ بہت جھوٹا (نمبر ۲۳۱۱)

* اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے بکریاں چرائیں، و کنت ارجاها علی قرار یط لاهل مكة (ص ۳۰۱)

کھیتی باڑی کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ (نمبر ۲۳۲۰)

مسلمان جو بھی درخت لگاتا ہے یا کھیتی بوتا ہے اس میں پرندہ یا انسان یا چوپایہ کھاتا ہے تو اس مسلمان کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

جب کھیتی باڑی حد اعتدال اور بقدر ضرورت ہو تو امام نووی کے مطابق اس کو تمام پیشوں سے افضل قرار دیا گیا ہے کیونکہ

اس کا نفع انسان و حیوان سب کو عام ہے اور اس میں غیر اختیاری طور پر بھی ثواب مل جاتا ہے ورنہ یہی پیشہ مذموم قرار دیا گیا جبکہ اس کی وجہ سے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہوتی ہو۔ چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم انصار نے جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی میں پھنسنا چاہا تو قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہو: یا ایہا الذین امنوا لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ، اے ایمان والو! (جہاد چھوڑ کر اور کھیتی باڑی میں پھنس کر) اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور اسی تناظر میں اس حدیث کو لیا جائے کہ جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: لا یدخل ہذا بیت قوم الا ادخلہ اللہ الذل، جس گھر میں یہ (کھیتی باڑی کے آلات) ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس میں ذلت داخل فرمادے گا۔ (حدیث نمبر ۲۳۲۱) اس دور کے کاشتکار عموماً اس حدیث کی زد میں آتے ہیں، الا ماشاء اللہ۔

* کھیتی، جانوروں کی حفاظت یا شکار کے لئے کتابا لے کر اجازت ہے ورنہ روزانہ کتابا لے کر والے کے ثواب میں ایک قیراط کمی ہوتی رہے گی (بخاری ص ۳۱۲ ج ۱ حدیث نمبر ۲۳۲۲، ۲۳۲۳) مکان کی حفاظت کیلئے بھی کتابا لے کر اجازت ہے اگر یہ مقصد نہ ہو تو نجس ہونے کی وجہ سے اور نجاست کھانے کی وجہ سے اس کے منہ سے لعاب گرتا ہے جس کی وجہ سے گھر ناپاک ہو جاتے ہیں اور ایسے گھروں میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

گائے اور بھیڑیے نے کلام کیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص گائے پہ سوار ہوا تو گائے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور بول کر کہا: لہم اخلق لهذا خلقت للحرثۃ، میں اس (سواری) کیلئے نہیں بلکہ کھیتی باڑی کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔ (جب لوگوں نے تعجب کیا کہ گائے کس طرح بول پڑی؟ تو) حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرا بھی اس پر ایمان ہے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بھی (حالانکہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس وقت وہاں موجود نہ تھے) حدیث کے اگلے حصے میں بھیڑیے کے کلام کرنے کا تذکرہ ہے کہ اس نے بکری پکڑی چرواہے نے چھڑالی تو بھیڑیے نے بول کر کہا یوم السبع کو اس کا کون محافظ ہوگا جس دن میرے سوا کوئی چرواہا نہ ہوگا فرمایا: میرا بھی اس پر ایمان ہے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بھی۔ (نمبر ۲۳۲۳)

* حاکم کی اجازت سے بنجر زمین کو آباد کر نیوالا اس زمین کا مالک ہے، نمبر ۲۳۳۵ عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے اپنے دور خلافت میں اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

تین شخصوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا:

۱۔ جس کے پاس فالتو پانی ہو اور وہ ضرورت مند مسافر کو نہ دے، ۲۔ لالچ کے لئے کسی امام کی بیعت کرنے والا کچھ ملتا رہے تو خوش رہے ورنہ ناراض۔ ۳۔ عصر کے بعد جھوٹی قسمیں اٹھا کر سامان بیچنے والا۔ یہ لوگ اللہ کی نظر رحمت سے بھی محروم ہوں گے اور ان کو گناہوں سے پاک بھی نہ کیا جائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب بھی ہوگا۔

(خلاصہ حدیث نمبر ۲۳۵۸، نمبر ۲۳۶۹ عن ابی ہریرہ)

* میرے پاس احد (پہاڑ) کے برابر سونا بھی ہو تو قرض کی ادائیگی کیلئے رکھ کر باقی تین دنوں سے پہلے تقسیم کر دے
میں میری خوشی ہے، نمبر ۲۳۸۹،

* بلی کو باندھ کر بھوکا پیاسا رکھ کر مار دینے والی عورت دوزخ میں چلی گئی اور پیاسے کتے کو پانی پلا اس کی جان بچا
والا مرد جنت میں چلا گیا۔ (نمبر ۲۳۶۵ تا ۲۳۶۳)

* انزل القرآن علی سبعة احرف..... (نمبر ۲۳۱۹)

* گھوڑا پالنا تین طرح کا ہے، اجر، ستر اور وزر (ثواب، پردہ اور بوجھ) (ص ۳۱۹ نمبر ۲۳۷۱)،

* شراب نوشی کا نقصان اور حضرت امیر حمزہ کا حرمت شراب سے پہلے شراب نوشی کا ایک واقعہ، نمبر ۲۳۷۵،

* فان الناس يصعقون يوم القيامة..... شان موسیٰ علیہ السلام بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نمبر ۲۳۱۱،

* گری پڑی چیز کا حکم کتاب اللقطہ (۲۵) کی احادیث نمبر ۲۳۳۶ تا ۲۳۳۹۔

دودھ حضور ﷺ نے پیادل میرا خوش ہو گیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بکریوں کے چرواہے کو دیکھا جو بکری لے جا رہا تھا میں نے اس
سے پوچھا: تو کس قبیلے کا ہے؟ تو اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا جس کو میں جانتا پہچانتا تھا پھر میں نے پوچھا کیا تیری
بکریوں میں دودھ ہے اس نے ہاں میں جواب دیا میں نے اس سے اجازت لی۔ دودھ ٹھنڈا کر کے اپنے آقا علیہ السلام کی
بارگاہ میں پیش کیا: فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ، حضور علیہ السلام نے دودھ پیا یہاں تک کہ میرا دل باغ باغ ہو گیا۔

(خلاصہ حدیث نمبر ۲۳۳۹)

صدیق رازدار نبوت مزاج دیں

ان کو صداقت شہ والا پہ تھا یقین

بعد از وصال بھی ہیں پیمبر کے ہم نشین

صدیق بردبار و حلیم و حکیم وقت

صدیق نے ثبوت نہ مانگا حضور سے

ناطہ تمام عمر نہ توڑا حضور سے

* (اللہ تعالیٰ کی مومن سے سرگوشی نمبر ۲۳۳۱)

کسی کی حاجت روائی و مشکل کشائی کرنا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے سالم کو بتایا: حضور علیہ السلام نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان
بھائی ہے نہ اس پر خود ظلم کرے اور نہ اس پر ظلم ہونے دے:

وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ

كُرْبَةً مِّنْ كُرْبَاتٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (نمبر ۲۳۳۲)

اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرمائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کی

تکلیف دور (مشکل کشائی) کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے اس کی کوئی تکلیف دور فرمائے گا اور جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

حدیث میں ہے: انصر اخاك ظالما او مظلوما، اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو (تو اس کو ظلم سے روک کر) یا مظلوم ہو (تو اس کو ظلم سے بچا کر) (نمبر ۲۳۳۲، ۲۳۳۳)۔

معلوم ہوا کسی کی مدد کرنا یا کسی سے مدد طلب کرنا، کسی کو حاجت روایا مشکل کشا کہنا شرک نہیں ہے جب تک کہ اس کے بارے میں خدا ہونے کا عقیدہ نہ رکھا جائے (نعوذ باللہ) اس مسئلہ کے بارے میں ہماری کتاب ”مسئلہ توحید و شرک“ کا مطالعہ فرمائیں۔

* سات زمینوں کا ذکر (نمبر ۲۳۵۲، ۲۳۵۳)

* الدال الخصام (سخت جھگڑالو) کون ہے؟ (نمبر ۲۳۵۷)

* شراب حرام ہوتی تو مدینہ ک گلیوں میں بہادی گئی (نمبر ۲۳۶۳) یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ اطاعت تھا اور نہ شراب کے عادی جانتے ہیں اس کا چھوڑنا کتنا مشکل ہے اور اس کو بہانا کس قدر گراں گزرتا ہے۔

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے وہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

راستے کے حقوق:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: راستے پہ بیٹھنے سے بچو اور اگر بغیر بیٹھے چارہ کار نہ ہو تو اس کے حقوق ادا کرو، عرض کیا وہ کیا حقوق ہیں؟ فرمایا:

۱- غَضُّ الْبَصَرِ، نظر جھکا کے رکھنا۔

۲- كَفُّ الْأَذَى، تکلیف دہ چیز کو ہٹانا۔

۳- رَدُّ السَّلَامِ، کوئی سلام کرے تو اس کو جواب دینا۔

۴- أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ، نیکی کا حکم دینا۔

۵- نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ، برائی سے روکنا (نمبر ۲۳۶۵)

ابوداؤد شریف میں دو حقوق علاوہ ازیں بیان ہوئے۔

۶- إِرْشَادُ السَّبِيلِ، راستہ بتانا۔

۷- تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ، چھینکنے والے کو (یرحمک اللہ کے ساتھ) جواب دینا (جب وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے طبرانی میں ایک حق اور بیان ہوا ہے۔

۸- إِغَاثَةُ الْمَهْلُوفِ، مظلوم و مصیبت زدہ کی مدد کرنا۔

* سورہ تحریم میں ان تتوبوا الی اللہ..... سے مراد حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما (ازواج مطہرات) ہیں اور اس بارے میں تفصیلی واقعہ حدیث نمبر ۲۳۶۸ میں ہے۔

* (بخاری شریف ص ۲۳۶) پہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص راستے پہ جا رہا تھا کہ اس نے راستے پہ کانٹوں والی ٹہنی پائی تو اس کو راستے سے ہٹا دیا، فشکر اللہ له ففقر له (نمبر حدیث ۲۳۷۲)، اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو قبول فرما کر اس کی بخشش فرمادی

* نزول عیسیٰ علیہ السلام (نمبر ۲۳۷۴)،

* حرف ہمزہ کو حدیث میں الف کہا گیا ہے، (نمبر ۲۳۷۷)،

جو اپنے ماں کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے شہید ہے (نمبر ۲۳۸۰)،

(عدل و انصاف کا ایک واقعہ یہودی کا سر کچل دیا گیا) (ص ۳۲۵)

* میں ارادہ کرتا ہوں کہ کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور جو لوگ باجماعت نماز نہیں پڑھتے خود جا کر ان کے گھروں کو جلادوں۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۳۲۶)

* طلباء کو تعلیم قرآن کے لئے باندھ دینے کا ثبوت، قید ابن عباس عکرمۃ علی تعلیم القرآن والسنن والفرائض (ص ۳۲۶)

ازواج مطہرات میں طبعی غیرت کا ایک واقعہ:

حضور علیہ السلام اپنی ازواج میں سے ایک کے گھر تشریف فرما تھے کہ ایک زوجہ محترمہ (حضرت زینب یا ام سلمہ یا صفیہ) نے اپنی خادمہ کے ہاتھ ایک پیالے میں کھانا بھیجا تو جس زوجہ محترمہ کے گھر میں حضور تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کھانے پہ ہاتھ مارا اور پیالا ٹوٹ گیا۔ حضور علیہ السلام نے پیالے کو جوڑا، کھانا اس میں ڈال کر فرمایا کھاؤ اور کھانا لانے والے کو روک لیا، جب آپ فارغ ہو گئے تو خادم کے ہاتھ صحیح پیالا واپس بھیج دیا اور ٹوٹا ہوا پیالا رکھ لیا۔ (نمبر ۲۳۸۱) ایسے واقعات کو تعصب نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ ایک فطرتی جذبہ ہے جو اپنے شوہر کی تمام محبتیں حاصل کرنے کیلئے تھا اور حضور علیہ السلام کی محبت کا حصول تو بڑا ہی محمود ہے اور پھر جب حضور علیہ السلام نے یہ سب کچھ برداشت کیا تو ہم کون ہوتے ہیں زبان طعن دراز کرنے والے؟

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے اسی میں ہوا اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

* کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے، نمبر ۲۳۷۸، بیہقی میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام ان کو گرانے کے ارادے سے چھڑی کے ساتھ اشارہ کرتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے، جاء الحق وزهق الباطل..... تو بغیر اس کے کہ چھڑی بت کو لگے بت خود بخود ہی گر جاتا۔

تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا گر گیا

* چھوٹے پہاڑ کے برابر بہت بڑی مچھلی جس کو پورا لشکر اٹھارہ دن کھاتا رہا، دو پسلیوں کو جوڑا گیا تو نیچے سے کجاوے سمیت اونٹ گزر گیا۔ (۲۳۸۳)

کھانے پہ برکت کی دعا کرنا، چند افراد کا کھانا پورے لشکر کے لئے کافی ہونا اور اس پر حضور علیہ السلام کا خوش ہو کر اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کا نعرہ بلند فرمانا۔ (نمبر ۲۳۸۴)

وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اشعری قبیلہ کے لوگ جب کسی غزوہ میں محتاج ہو جاتے ہیں یا مدینہ میں ان کے عیال کا غلہ کم ہو جاتا ہے تو ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے ایک کپڑے میں اکٹھا کر کے کسی برتن کیساتھ برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ (ان کی اس خوبی کی بنا پر)

فَهُمْ مَعِيَ وَأَنَا مِنْهُمْ، پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (۲۳۸۶)

وہ لوگ جو الحسین منی وانا من حسین، کو بیان کرتے ہوئے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور مبالغہ کی تمام حدود کو بھی پھلانگ جاتے ہیں دیکھتے ہیں وہ یہاں کیا معنی کرتے ہیں اور یہ کہ صرف امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہی یہ نہ فرمایا بلکہ پورے قبیلے کے بارے میں اور نہ صرف ایک قبیلے کے بارے میں بلکہ یہی الفاظ قبیلہ اسد کے بارے میں فرمائے کیونکہ: لا یفرون فی القتال ولا یغلون، نہ وہ جنگ سے بھاگتے ہیں اور نہ خیانت کرتے ہیں لہذا، ہم منی وانا منهم (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۵۱) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: العباس منی وانا منه (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۷۰)، عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ یہی الفاظ حضرت علی کے بارے میں فرمائے۔ (حدیث نمبر ۲۶۹۹) حضرت فاطمہ کے بارے میں بھی فرمایا: ان فاطمة منی (نمبر ۳۱۱۰)

در اصل یہ الفاظ یا حضرت علی المرتضیٰ کے بارے لحبک لحبی جسکمک جسمی، غایت محبت پہ دلالت کرتے ہیں، ان میں لفظ من اتصالیہ ہے جس کا مطلب ہے جو مجھ سے متصل (محبت کے ساتھ جڑا ہوا ہے) میں اس سے متصل ہوں یعنی وہ میرا ہے میں اس کا ہوں (پارہ نمبر ۹ کی منتخب احادیث کے حوالے جات تمام ہوئے)

ایک نیا لطیفہ

چند ہی دن پہلے کی بات ہے ایک صاحب کہنے لگے کہ حضرت جابر کی حدیث جو آپ نے مسجد کی پیشانی پہ لکھی ہوئی ہے انا من نور اللہ ہم نے فلاں فلاں مدرسہ سے پتہ کیا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ میں نے کہا ثبوت جس کتاب میں ہے وہ فلاں فلاں مدرسہ میں نہ پڑھی جاتی ہے اور نہ ہی پڑھاتی جاتی ہے اور وہ کتاب مصنف عبدالرزاق ہے جو کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاذ محترم کی ہے اور اب تو پورے ثبوت کے ساتھ اس کا جز مفقود جس میں یہ حدیث ہے شائع ہو چکا ہے۔ تو وہ صاحب بولے: اگر ثبوت ہو بھی تو پھر بھی اس طرح کی حدیث نہیں لکھنی چاہیے (در اصل اپنے عقیدے کی مجبوری کا اظہار کر

رہے تھے) میں نے کہا: اگر ثبوت ہے تو پھر کیوں نہ لکھی جائے؟ تو کہنے لگے دیکھو ناں جی اس کا اب کیا معنی کریں گے میں نے مندرجہ بالا احادیث سنا دیں کہ جو معنی ان کا کرتے ہو وہی کر لو اور جو معنی قرآن پاک کی آیت وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جميعا منه۔ (الجاثیہ: ۱۳) کا کرتے ہو وہی کر لو مگر حدیث کا تو انکار نہ کرو۔

کہنے لگے اچھا دوسری طرف کوئی ایسی آیت یا حدیث لکھو اور جس میں نماز کا مسجد کا یا اسی طرح کی تبلیغی و اصلاحی بات پہ مشتمل ہو۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ انتظامیہ نے کہا ہے جس مفہوم کی یہ حدیث ہے اسی مفہوم کی کوئی قرآنی آیت ادھر لکھوائی ہے تا کہ آیت ہوگی تو کسی کو اعتراض نہیں ہوگا لہذا اس طرف قد جاء کم من اللہ نور والی آیت لکھوائی جائے گی؛ بس پھر کیا تھا یوں لگا کہ جنوری کے مہینے میں اس پہ ٹھنڈے پانی کا کنسٹر ڈال دیا گیا ہے زمیں جب نہ جنید گل محمد یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم):

حضرت امام زین العابدین (علی بن حسین رضی اللہ عنہما) کے شاگرد سعید بن مرجانہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس غلام کے ایک ایک عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ایک ایک عضو کو آگ سے آزاد فرمائے گا، لے کر پہنچے تو امام زین العابدین نے ایک ایسا غلام آزاد کیا جس کی قیمت حضرت عبداللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار لگا چکے تھے۔ (نمبر ۲۵۱۷) اور آپ کا یہ عمل حضور علیہ السلام کے اس فرمان کی وجہ سے تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ اے الرقاب افضل؟ کون سا غلام آزاد کرنا سب سے افضل ہے؟ فرمایا: اعلاھا ثلثنا وانفسھا عنداھلھا، جس کی قیمت سب سے زیادہ ہو اور اپنے مالک کو زیادہ پسند ہو۔ (نمبر ۲۵۱۸) ادھر غلاموں کو تسلی دینے کیلئے حضور علیہ السلام نے فرمایا: للمملوک الصالح اجران، نیک غلام کو دو ہر اجر ملے گا۔ (ایک مالک کی خدمت کرنے کا دوسرا اللہ کی عبادت کرنے کا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان پڑھیے: والذی نفسی بیدہ لولا الجھاد فی سبیل اللہ والحج وبراہمی لاحببت ان اموت وانا مملوک، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر جہاد، حج اور والدہ کی خدمت نہ ہوئی تو میں غلام (مملوک) بن کر دنیا سے جانا پسند کرتا۔ (نمبر ۲۵۲۸)

ان کے جو غلام ہو گئے

فرمایا: یہ غلام تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے تابع کیا ہے جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ، جو خود پہنوا انہیں بھی پہناؤ، ان کو طاقت سے زیادہ (کام کی) تکلیف نہ دو، فان کلفتھم ما یغلبھم فاعینوھم، اگر کام ان کی طاقت سے زیادہ ہو تو (ان کا ہاتھ بٹا کر) ان کی مدد کرو، اس فرمان کی وجہ سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جیسا لباس خود پہنتے ویسا ہی اپنے غلام کو بھی پہناتے تھے۔ (نمبر ۲۵۲۵) فرمایا: غلام اپنے مالک کو رب نہ کہے بلکہ سیدی، مولائی کہے اور مالک اپنے غلام یا لونڈی کو عبدی یا امتی، (میرا غلام میری لونڈی) نہ کہے بلکہ اے جوان اے لڑکی کہے، حدیث نمبر ۲۵۵۲۔ تاکہ مالک کے دل میں برتری کا

احساس پیدا نہ ہو اور غلام کے دل میں احساس محرومی و کمتری پیدا نہ ہو۔ یاد رہے کہ آزاد کردہ غلام کو بھی عربی میں مولیٰ کہتے ہیں اسی پر کسی نے کہا:

خواجہ بنا دیا کوئی آقا بنا دیا بندوں کو ان کے عشق نے مولیٰ بنا دیا
انکی نوازشوں کو کیسے کروں بیاں خیرات لینے آئے تھے سلطان بنا دیا
احسان تیرے بھولیں گے آقا نہ ہم کبھی نظریں ملا کے آپ نے رب سے ملا دیا
عشق نبی نے دل میں عجب روح پھونک دی بت خانہ کو حضور نے کعبہ بنا دیا

اے جذبہ عشق: تو نے بڑا مرتبہ دیا

ہم کو درِ رسول کا منگتا بنا دیا (ﷺ)

یہ بھی یاد رکھیں! لغوی معنی کے اعتبار سے تربیت کرنے والے کو رب کہنے سے شرک لازم نہیں آئے گا جیسا کہ سورہ یوسف میں ہے خود حضرت یوسف نے قیدی کو فرمایا: اذ کرنی عند ربک، اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے میرا ذکر کرنا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے خود عزیز مصر کے بارے میں یہی لفظ بولا، انہ ربی احسن مٹوا، بے شک وہ تو میری اچھی تربیت کرنے والا ہے، اسی طرح سیدی اور مولیٰ کے الفاظ بھی سمجھ لیجئے، تاہم ہماری اپنی زبان میں رب کا لفظ چونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہو کر رہ گیا ہے اس لئے اس لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے علاوہ پر نہ کیا جائے۔

* چہرے پہ مارنے کی ممانعت۔ (نمبر ۲۵۵۹)

ہدیہ تحفہ لینا دینا:

حضور علیہ السلام کی خدمت میں دودھ کے نذرانے بھی پیش کیے جاتے جن پر گھر والوں کا گزارا ہوتا ورنہ تو دو دو ماہ گھر میں آگ نہ جلتی (کہ کھانا تیار کیا جائے) (نمبر ۲۵۶۷)، حضور علیہ السلام معمولی ہدیہ بھی قبول فرما لیتے تھے۔ (نمبر ۲۵۶۸)
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر جب حضور علیہ السلام کی باری ہوتی تو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور علیہ السلام کے زیادہ پیار کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے زیادہ ہدیے بھیجتے تھے۔ (نمبر ۲۵۷۴)
معلوم ہوا! یہ کہنا کہ اللہ و رسول کی خوشنودی کے لئے کام کرتا ہوں، شرک نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے اور وہ حضرات حضور علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس طرح کے مقدس حیلے کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی آپس میں کشیدگی کا واقعہ پیش آیا جو کہ حدیث (نمبر ۲۵۸۱) میں ہے۔

لیکن یہ بات ہے حضور علیہ السلام ہدیہ لے کر اس کا عوض بھی عطا فرماتے، (نمبر ۲۵۸۵)

ایک پرانا لطیفہ:

ایک پیر صاحب کا صاحبزادہ اپنے والد صاحب کو دیکھتا کہ وہ لوگوں (مریدین) سے لے لے کر حبیب میں ڈالے جاتے

ہیں تو اس نے عرض کیا ابا حضور! خدا جانے ان بیچاروں کے گھر میں ایک وقت کا کھانا بھی ہوگا یا نہیں لیکن آپ تو کسی کو بھی ”معاف“ نہیں کرتے؟ تو پیر صاحب نے بیٹے کو چپ کرانے کے لئے فرمایا: تجھے پتہ نہیں کہ ہدیہ قبول کرنا حضور علیہ السلام کی سنت ہے۔ اس نے کہا: حضور صرف لینا ہی نہیں بلکہ کچھ نہ دینا بھی سنت ہے۔ فرمانے لگے میں نے ساری سنتوں پہ عمل کرانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، ایک پہ میں عمل کر رہا ہوں دوسری پہ وہ عمل کر رہے ہیں آخر عمل ہی تو کرنا ہے میں کروں یا وہ۔ اتنے میں صاحبزادے کے ذہن میں دوسری حدیث بھی آگئی، الید العلیا خیر من ید السقلى، اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے، مگر اس نے ابا حضور سمجھ کر ”معاف“ کر دیا۔

* حضور علیہ السلام نے گھن محسوس کرتے ہوئے گوہ نہ کھائی۔ (نمبر ۲۵۷۵)

* خوشبو کا تحفہ حضور علیہ السلام رد نہ فرماتے تھے۔ (ص ۲۵۸۲)۔

یاد رہے! افسران وغیرہ سے کام لینے کے لئے ان کو کچھ دینا ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے جو کہ حرام ہے بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، كانت الهدیة فی زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم هدیة والیوم رشوة، حضور علیہ السلام کے دور میں جو ہدیہ تھا وہ آج کے دور میں ہدیہ تھا جو آج وہ رشوت بن چکا ہے۔ (یہ عمر ثانی کے دور کی بات ہے اور آج زرداری نری بیماری بلکہ لاعلاج بیماری کے دور کا آپ خود اندازہ فرمائیں۔

(بخاری شریف ترجمۃ الباب نمبر ۷ امن کتاب الہبة وفضلها والتحریر علیہا)

* اولاد میں سے (بلا وجہ) بعض کو ہدیہ دینا اور بعض کو نہ دینا گناہ اور ظلم ہے (ص ۳۵۲ ص ۳۶۱)

* حضرت امیر معاویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک لاکھ کا نذرانہ (ہدیہ) دیا۔ ترجمۃ الباب من کتاب الہبة نمبر ۲۲ ص ۳۵۴،

* مشرکین سے ہدیہ لینا اور انکو دینا ص ۳۵۶ ص ۳۵۷،

* زہر آلود بکری کا تناول فرمانا، (ص ۳۵۶)

اپنی بیٹی کے گھر میں دنیا کا اثر دیکھ کر حضور علیہ السلام کا رویہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے مگر گھر کے اندر داخل نہ ہوئے، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جب گھر میں آئے تو حضرت فاطمہ نے ان کے سامنے ماجرا بیان کیا، حضرت علی المرتضیٰ نے حاضر خدمت ہو کر حضور علیہ السلام سے گھر میں داخل نہ ہونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

إِنِّي رَأَيْتُ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا فَقَالَ مَالِي وَلِلدُّنْيَا (نمبر ۲۶۱۳)

میں نے دروازے پہ منقش پردہ دیکھا پھر فرمایا مجھے دنیا سے کیا کام؟ حضرت علی نے گھر آ کر حضرت فاطمہ کو بتایا تو انہوں نے کہا: اس بارے میں حضور علیہ السلام مجھے جو حکم فرمائیں سر آنکھوں پر۔ فرمایا:

تُرْسِلُنِي بِهِ إِلَى فَلَانٍ أَهْلُ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ

فلاں گھر والوں کے پاس بھیج دے وہ اس کے زیادہ حاجت مند ہیں۔

اگرچہ دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا اور ان پر شکر الہی بجالانا محمود ہے لیکن جب معاشرے میں کچھ لوگ کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہوں تو کچھ لوگوں کا ناز و نعم سے لطف اندوز ہوتے رہنا اور اپنے بھائیوں کی تنگدستی کا خیال نہ کرنا قطعاً اچھا نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام کی اس تعلیم کو ایک چینی شاعر (چانگ شی شوان) نے اپنے انداز میں بیان کیا جس کا ترجمہ کسی نے اردو میں یوں کیا۔

بشر بس غم منانے کیلئے دنیا میں آتا ہے	دمِ آمد وہ روتا ہے دمِ رخصت رلاتا ہے
مجھے اس پیڑ کی قسمت پہ آتا ہے بہت رونا	جولپے کاٹنے والے کو چھاؤں میں بٹھاتا ہے
وفا کرتا رہا ہوں میں جفا کرتا رہا ہے تو	یہ فرق حرف واحد ہم میں کیسا فرق لاتا ہے
فراق یار میں اکثر وصال یار ہوتا ہے	کبھی وہ میرے وہموں میں کبھی خوابوں میں آتا ہے
وہ آنے میں جھجک کیسی یہ جانے کی تڑپ کیسی	ہمارا یار کس انداز سے یاری نبھاتا ہے
کسے کس پر کہل کب رحم آتا ہے جہل بھر میں	شجر سوکھے ہوئے پتوں کو شاخوں سے گراتا ہے
ازل سے چشم دنیا کو فقط گلِ راس آتے ہیں	میں اک گنہگار ہوں جو پھولوں کو سجاتا ہے

* حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک عورت (تمیمہ بنت وہب، رفاعہ قرظی کی بیوی) کا کھلا سوال اپنے خاوند کی قوت مردانگی کی کمی کی شکایت اور اس کے اندام نہانی کو ہدبۃ الثوب (کپڑے کے پلو کے ساتھ تشبیہ دینا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیرانگی) ۲۶۳۹

شریعت کا حکم ظاہر یہ لگے گا:

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ”زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی کے ذریعے لوگوں کا مواخذہ ہوتا تھا اور اب چونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے لہذا اب ظاہری اعمال پہ کسی کے اچھایا برا ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

فمن اظهر لنا خيرا امناه وقربناه وليس لنا من سريره شئ الله محاسبه في سريره ومن

اظهر لنا سوء لم نامنه ولم نصدقه وان قال ان سريره حسنة (نمبر ۲۶۴۱)

جس سے بھلائی ظاہر ہوگی (یعنی نیک اعمال صادر ہوں گے) اس کو ہم امن بھی دیں گے، قریب بھی کریں گے اس کی خلوت سے ہمیں کوئی غرض نہیں اللہ تعالیٰ خود اس کا محاسبہ فرمائے گا (اگر اس کا باطن اچھا نہیں) بہر حال ہم تو اس کو سچا اور اچھا جانیں گے اور اگر وہ برائی کرے گا تو ہم نہ اس کو امن دیں گے نہ اس کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ کہتا رہے میرا باطن (عقیدہ)

بہت اچھا ہے۔

حضرت عمر کے اس فیصلے سے نام نہاد عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم (جو صرف عقیدے کا ڈھنڈورا پیٹ کر عمل سے جان چھڑا لیتے ہیں مہینے بعد گیارہویں شریف کر لی کہ ہم بزرگوں کو مانتے ہیں اور سارا مہینہ بزرگوں کی تعلیمات، احکام خدا و ارشادات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ فرائض تک سے سستی کرتے رہے، سال بعد میلاد شریف کر لیا اور پورا سال میلاد والے آقا کی شریعت کا مذاق اڑاتے رہے) عبرت پکڑیں کیونکہ حضرت عمر کے فیصلے عموماً خدائی فیصلے ہوتے ہیں اور آپ فرما رہے ہیں اے بے عمل مسلمان خالی دعوائے مسلمانی کبھی ماننا نہ جائے گا۔

* حضور علیہ السلام نے حضرت ثویبہ کا دودھ پیا، عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے رضاعی بھائی بھی ہیں ص ۳۶۰

* دو جنازوں کو دیکھ کر حضور علیہ السلام کا وجبت فرمانا، ص ۳۶۰،

* دو شخصوں کی گواہی سے داخلہ جنت ص ۳۶۰،

* امام بخاری علیہ السلام کا قال بعض الناس کہہ کر احناف کو نشانہ بنانا کہ وہ قاذف کی گواہی کو جائز نہیں مانتے اگرچہ توبہ کر لے جبکہ قرآن فرماتا ہے: الا الذین تابو..... (سورۃ النور) حالانکہ احناف قبول شہادت کے قائل ہیں صرف ادائے شہادت میں اختلاف کرتے ہیں جس کی صراحت قرآن میں نہیں، ص ۳۶۱،

* سب سے بہترین میرا زمانہ ہے..... ص ۳۶۳۔

ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا:

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کے پاس قبائیں آئیں (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم فرمائیں) میرے باپ حضرت مخرمہ مجھے فرمانے لگے۔ مجھے حضور علیہ السلام کے پاس لے چل ہو سکتا ہے آپ مجھے بھی کوئی قباء عنایت فرمادیں (چنانچہ میں اپنے باپ کو در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ لے گیا) فقام ابی علی الباب فتکلم، میرے والد دروازے پہ کھڑے ہو کر بولے اور حضور علیہ السلام ان کی آواز کو پہچان کر اس طرح باہر تشریف لائے کہ:

وَمَعَهُ قُبَاءٌ وَهُوَ يُرِيدُهُ مَحَاسِنُهُ وَهُوَ يَقُولُ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ (نمبر ۲۶۵۷)

آپ کے پاس قباء تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ کو اس کی خوبیاں بیان فرما رہے تھے اور ساتھ ساتھ بتا رہے تھے۔ (میرے پیارے) یہ دیکھ میں نے تیرے لئے سنبھال کر رکھی ہوئی تھی، یہ دیکھ میں نے تیرے لئے بچا کر رکھی ہوئی تھی۔

غز دوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

* رضاعت میں ایک عورت کی گواہی کا اعتبار ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، واقعہ افک کی مفصل حدیث نمبر

* ایک مرد کی گواہی کہاں قبول ہے ص ۳۶۶

* حدود اللہ کے بارے میں مدھنت (نرمی) کرنے کی مثال دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

دو منزلہ کشتی ہے اور قمر عہ اندازی کے ذریعے کچھ لوگ اوپر والی منزل میں چلے گئے اور کچھ نیچے والی منزل میں نیچے والوں نے کلباڑے کے ساتھ کشتی کو کاٹنا شروع کر دیا اگر اوپر والے ان کا ہاتھ نہیں روکیں گے تو سب تباہ ہو جائیں گے۔

(ملخص ص ۳۳۹، ص ۳۶۹)

یعنی حدود اللہ میں مدھنت سے کام لینے والا بھی سب کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

کسی کی تعریف کرنے کا طریقہ:

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار فرمایا:

قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، تیرا براہو تو نے اپنے دوست کی گردن کاٹ دی ہے۔ پھر فرمایا: اگر ضرور ہی کسی کی تعریف کرنی ہو تو یوں کہا کرو:

أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَلِكَ مِنْهُ (نمبر ۲۶۶۲)

میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں (یعنی میرے خیال میں وہ ایسا ہے) اور اللہ تعالیٰ ہی اس کا حساب لینے والا ہے۔

(کیونکہ اصل اور سو فیصد صحیح حساب تو اللہ ہی کا ہے) میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بے عیب نہیں گردانتا تاہم میں اسے ایسا ایسا گمان کرتا ہوں جبکہ واقعی اس میں وہ خوبی ہو، ایک حدیث اس موضوع پر ص ۷۰-۳۶۹ پر دیکھیں۔

اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو محفلوں میں، سٹیجوں پر چند ٹکٹوں کی خاطر دنیا داروں کو اتنے بڑے بڑے القابات سے نوازتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے یہ محفل نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو کم ہے اور صدر یا مہمانان خصوصی کے لئے زیادہ ہے۔ حدیث میں ہے: فاسق کی تعریف کرنے سے اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ جاتا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف میں مبالغہ کرنے والے کو فرمایا:

اهلكتم او قطعتم ظهر الرجل (نمبر ۲۶۶۳)

تم نے اس کو ہلاک کر دیا (یا فرمایا) تم نے اس کی پیٹھ توڑ دی ہے۔ یعنی اس طرح کی تعریف کرنے والے کا تو (ایمان و آخرت کا) نقصان ہوتا ہی ہے جس کی تعریف کر رہا ہے اس کا بھی سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ اگرچہ بظاہر تعریف کرنے والے کی جیب گرم ہو رہی ہے اور جس کی کر رہا ہے اس کی بلے بلے اور واہ واہ ہو رہی ہے۔

وما هذه الحياة الدنيا الا لهو ولعب وان الدار الآخرة لهي الحيوان، لو كانوا يعلمون

(عنکبوت: ۶۳)

* ایک لڑکی اکیس سال کی عمر میں نانی بن گئی، (ص ۳۶۶)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رئیس المنافقین کو جواب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا: بہتر ہوا اگر عبد اللہ بن ابی کے پاس تشریف لے جائیں (دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ ابن حجر فرماتے ہیں ہو سکتا ہے حضور علیہ السلام گئے تو حضرت سعد کی عبادت کے لئے ہوں پھر خیال آیا ہو کہ ابن ابی کو بھی دعوت اسلام دیں کیونکہ دونوں کا قبیلہ ایک ہی تھا۔ بہر حال) حضور علیہ السلام گدھے پہ سوار تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساتھ پیدل چل رہے تھے، شور زمین تھی جب حضور علیہ السلام اس (ابن ابی) کے پاس پہنچے تو اس نے (حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے) کہا: الیک واللہ لقد اذانی نتن حمارک۔ ہم سے دور رہ واللہ تیرے گدھے کی بونے مجھے ایذا دی ہے۔ انصار میں سے ایک صحابی (جو اس کے قبیلے سے ہی تھے) نے گرج کر کہا:

وَاللّٰہِ لِحِمَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَطِیْبُ رِیْحًا مِّنْکَ

(اور دشمن خدا) اللہ کی قسم: حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گدھے کی بو (جس کو تو بدبو کہہ رہا ہے) تیری خوشبو

(جو درحقیقت بدبو ہے) سے زیادہ اچھی ہے..... (الآخر الحدیث نمبر ۲۶۹۱)

حضور علیہ السلام کے صحابی نے دنیا کو یہ بتا دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جس شئی کی نسبت ہو جائے اس شئی سے نفرت کرنا خدا و مصطفیٰ جل جلالہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کا کام ہی ہو سکتا ہے اور اس کو ایسا سخت جواب ہی دینا چاہئے کہ جس سے اس کے تن بدن میں آگ لگ جائے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
محدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں
چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے

چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کی قوم کا ایک آدمی غضبناک ہوا، ادھر حضور علیہ السلام کے غلام کو جلال آیا اور خوب لڑائی ہوئی۔ اس کے اپنے قبیلے کے فرد نے اسے کہہ دیا کہ اگر تیرا حضور علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں تو ہمارا تیرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور ہم تیری جھوٹی سرداری کو نہیں مانتے کیونکہ ہم اپنے آقا علیہ السلام کی سواری کی توہین بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

بہت سادہ سا ہے اپنا اصول زندگی کوثر جو ان سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر

یاد رکھو! گناہ گار ہونا اور بات ہے اور غدار ہونا دوسری بات، غدار کی معافی نہیں گناہ گار کو معاف کیا جاسکتا ہے۔ اسی وجہ سے بہت سارے خوش نصیب گناہ گار ہونے کے باوجود جبکہ آقا علیہ السلام کی عظمت کی بات ہوئی تو انہوں نے غازیانہ کردار ادا کر کے غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر دیا۔ وہ نمازیں اور عبادتیں جو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس نہ کریں ادھر

لوگ حضور پاک کی شان میں گستاخی کرتے رہیں اور یہ کہے میں تو حجرے میں بیٹھ کر تسبیح پھیرتا ہوں۔ ایسی ریاضتیں اللہ کے غضب کو تیز کر دیتی ہیں اس کی مثال اس عورت کی سی ہے جو کئی حج و عمرے کر چکی، نفلی نماز بھی ترک نہ کرے مگر اس کے باوجود اپنے خاوند کی غدار بن جائے اور غیر سے آنکھ لڑائے اس کا خاوند اس کے ٹکڑے کر دے گا اور اس کی عبادتیں اس کی نگاہوں میں کچھ وقعت نہیں رکھیں گی۔ وہ کیا عاشق رسول ہے جو حضور پاک سے بھی محبت کرے اور آپ کے گستاخوں کے بارے میں بھی نرم گوشہ رکھے۔

نماز اچھی حج اچھا روزہ اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا
حدیبیہ کے مقام پہ حضرت علی المرتضیٰ کا عاشقانہ کردار:

جب حدیبیہ کے مقام پہ صلح نامہ لکھا گیا جو کہ حضرت علی المرتضیٰ نے لکھا تھا تو اس میں یہ الفاظ بھی تھے۔ محمد رسول اللہ، اس پر مشرکین نے اعتراض کیا کہ ہم تو آپ کو رسول مانتے نہیں، لہذا محمد بن عبد اللہ لکھوائیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا: کوئی فرق نہیں پڑتا میں محمد رسول اللہ تو ہوں ہی، محمد بن عبد اللہ لکھ دو اور محمد رسول اللہ مٹا دو، تو حضرت علی المرتضیٰ نے عرض کیا، ہا انا بالذی اصحاہ، حضور میں وہ نہیں جو اس کو مٹاؤں۔ (۲۶۹۸) اگلی روایت میں ہے لا واللہ لا امحوک ابدًا، نہیں اللہ کی قسم! میں کبھی آپ کو نہیں مٹاؤں گا۔ یعنی حضور علیہ السلام تو نام مٹانے کی بات کر رہے ہیں اور حضرت علی عرض کرتے ہیں میں آپ کو نہیں مٹاؤں گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی کے نزدیک حضور پاک کا نام مٹانا ایسے ہی ہے جیسے آپ کی ذات کو مٹانا ہو۔ چنانچہ حضور علیہ السلام حضرت علی سے ناراض نہیں ہوئے کہ تو میری بات کیوں نہیں مان رہا۔ معلوم ہوا! حضرت علی نے جو عرض کیا وہی ان کی شان کے مطابق تھا اور بتا دیا کہ ہر وقت الامر فوق الادب نہیں کبھی الادب فوق الامر بھی ہو جاتا ہے اور یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی جن کا اپنا کردار یہ ہے کہ مسجدوں سے حضور علیہ السلام کا نام مٹانے کی فکر میں رہتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کا لے نقص کا جو یاں رہے پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

انقلاب محمدی کا ایک نمونہ:

اہل عرب کی بچیوں سے نفرت یہ تھی کہ ان کا وجود بھی برداشت نہ تھا اسی لیے پیدا ہوتے ہی ان کو زندہ درگور کر دیتے اس پر قرآن پاک کی آیات شاہد ہیں۔ واذا بشر احدہم بالانثیٰ (النحل) لیکن حدیبیہ سے اگلے سال جب حضور علیہ السلام عمرہ کے لئے مکہ تشریف لے جاتے ہیں اور عمرہ کرنے کے بعد واپس ہونے لگتے ہیں تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی یا عم یاعم۔ اے چچا اے چچا (حضور علیہ السلام حضرت امیر حمزہ کے رضاعی بھائی بھی ہیں اس لئے چچا کہا) کہتی ہوئی حضور پاک کے پیچھے ہو لیتی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ اس کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں اور حضرت فاطمہ سے کہتے ہیں اس کو سنبھال لو تمہارے بھی چچا کی بیٹی ہے، حضرت جعفر آگے بڑھتے ہیں اور بارگاہ رسالت مآب میں عرض کرتے ہیں میرے بھی چچا کی بیٹی اور ساتھ یہ کہ میرے گھر اس کی

خالہ ہے۔ حضرت زید نے عرض کیا (اس کے باپ اور میرے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ قائم کیا تھا لہذا میری بھی بھتیجی ہے لہذا میں اس کا حقدار ہوں۔) بچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کے حوالے کر دی اور فرمایا: الخالة بمنزلة الام، خالہ بمنزلہ ماں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کو فرمایا: انت منی وانا منک، تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔ حضرت جعفر سے فرمایا: اشبهت خلقی و خلقی، تم میری صورت و سیرت میں مشابہت رکھتے ہو۔ حضرت زید سے فرمایا: انت اخونا ومولانا، تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔ (نمبر ۲۶۹۹) یہ تینوں حضرات تو خوش ہو گئے مگر یہاں دیکھنے والی اور غور کرنے والی بات یہ ہے کہ کہاں اپنی حقیقی بیٹیوں سے اتنی نفرت کہ اس کا زندہ رہنا گوارا نہیں اور کہاں غیر کی بیٹی کی پرورش کا جذبہ کہ ہر کوئی زور لگا رہا ہے بچی مجھے مل جائے۔ یہ ہے انقلاب مصطفوی، دنیا میں جہاں بھی انقلاب آیا ہے انقلابیوں نے لاکھوں انسانوں کا خون بہایا ہے مگر مدینے کے تاجدار نے جو انقلاب پیا کیا ہے اس میں یہ معاملہ نہیں ہوا اور نتیجہ ساری دنیا کے سامنے ہے لوگ حیران ہیں کہ کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُر یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا

✽ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَوَاقِسَمَ عَلَى اللَّهِ لَابَرَّةٌ

بے شک اللہ کے بندوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر اللہ (کے بھروسے) پر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کر دیتا ہے۔ (نمبر ۲۷۰۳)

✽ امام حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح کا ذکر اور یہ کہ دونوں گروہ مسلمانوں ہی کے ہوں گے جن کے درمیان امام حسن کے ذریعے صلح ہوگی۔

إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (نمبر ۲۷۰۴)

✽ حضور علیہ السلام نے سفارش فرما کر قرضہ آدھا کر دیا۔ (نمبر ۲۷۰۶) حضور علیہ السلام نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ نہ چھوا (نمبر ۲۷۱۳)۔ (پارہ نمبر ۱۰ کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوئے فللہ الحمد)

مقام حدیبیہ یہ صدیق اکبر کا ایک گستاخ کیلئے سخت جملہ:

عروہ بن مسعود ثقفی سفیر قریش نے حدیبیہ کے مقام پہ حضور علیہ السلام کے ساتھ بات چیت کے دوران جب یہ کہا: آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ جائیں گے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو بڑی جرأت سے جواب میں فرمایا: اَمْضُصْ بَطْنُكَ اللَّاتِ اَنْحَنُ نَفْرُ عَنْهُ وَنَدَعُهُ جَاپِنَ (بت)، لات کی شرمگاہ کو چوس، کیا ہم (اپنے آقا علیہ السلام) کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ اسی دوران جب وہ باتیں کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس کے ہاتھ پر اپنی تلوار کے نیام کی نعل مار کر اس کا ہاتھ پیچھے کرتے۔ اس عروہ نے حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کنکھیوں سے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کی ناک مبارک کا فضلہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ہاتھوں پہ لے لے رہے تھے۔

لیتے ہیں اور چہرے یا جسم پہل لیتے ہیں، آپ کے وضو کا پانی لینے کے لئے لڑائی کا ماحول بن جاتا ہے۔ جب آپ حکم دیتے ہیں تو صحابہ دوڑ کر حکم بجالاتے ہیں، جب آپ بات کرتے ہیں تو خاموشی چھا جاتی ہے، حضور علیہ السلام کے پاس صحابہ آہستہ آواز سے بولتے ہیں، آپ کی عظمت و شان کے پیش نظر بات کرتے ہوئے نظر بھر کر نہیں دیکھتے تو عروہ نے جا کر یہ ساری باتیں قریش کو بتائیں اور کہا، اے میری قوم!

واللہ لقد وفدت علی الملوك و وفدت علی قیصر و کسریٰ و نجاشی واللہ ان رايت ملکا قط یعظم اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد محمداً (صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ کی قسم! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں کسی بادشاہ کے درباری اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم نہیں کرتے جتنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔

اس حدیث سے دو گستاخ فرقوں کی تردید ہوگئی

(عروہ اگرچہ بعد میں مسلمان ہو گیا لیکن اس سے یہ تو معلوم ہوا! حالت کفر میں اس کو بھی تسلیم تھا کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کی بھی اتنی تعظیم نہیں کی جاتی اور وہ کیسے ”مومن“ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے ایسا عقیدہ بھی نہیں رکھ سکتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ایمان کو ایک معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا: فان امنوا ببطل ما المنتم به فقد اهتدوا، اگر وہ ایسے ایمان لائیں جیسے (اے صحابہ) تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا جائیں گے اور ان کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے والوں کو اللہ نے بے وقوف قرار دیا: واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس قالوا انؤمن كما امن السفهاء، الا انهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون، الناس سے مراد صحابہ ہیں جنہیں منافقوں نے بے وقوف کہا اور اللہ تعالیٰ نے منافقین کی بے وقوفی پہ مہر لگادی۔ تو چلئے بے وقوفوں کی بات کر کے ہم اپنا وقت کیوں ضائع کریں ہم دوسرے لوگوں کی طرف آتے ہیں جو تعظیم نبی علیہ السلام کو شرک قرار دیتے ہیں۔ اس حدیث نے ان کے عقیدے کا بھی جنازہ نکال کے چوراہے میں رکھ دیا ہے اور ثابت یہی ہوا جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا

۔ شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

(پورا واقعہ حدیث نمبر ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، میں دیکھا جاسکتا ہے)

اس موقع پہ حضرت عمر فاروق کے جذبات اور حضرت ابو بکر کی دانشمندی بھی انہی احادیث میں ملاحظہ ہو۔

* اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی فضیلت، من احصاها دخل الجنة، جو انہیں یاد کرے جنت میں داخل ہوگا۔

(نمبر ۲۷۳۶)

* آیت الوصیۃ للوالدین کا وجوب منسوخ ہونا اور اس کی جگہ للذکر مثل حظ الانثیین کا نزول، (۲۷۴۷)

* آیت وانذر عشیرتک الاقربین کا شان نزول..... نمبر ۲۷۵۳،

* صدقہ تنگدستی کی حالت میں کیا جائے نہ یہ کہ موت کی انتظار کی جائے۔ ص ۲۸۳،

* إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ ص ۳۸۷،

* خوشی کے موقع پہ مال خرچ کرنا، حضرت کعب بن مالک کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے عرض کیا میں اپنا سارا مال

صدقہ کرنا چاہتا ہوں تو حضور علیہ السلام نے بعض مال صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ نمبر ۲۷۵۷۔

آتا ہے یتیموں یہ انہیں پیار کچھ ایسا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام مکہ المکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف لائے تو آپ کے پاس کوئی خادم (خاص جو ہر وقت آپ کی خدمت میں رہتا) نہ تھا۔ حضرت ابو طلحہ انصاری (جو حضرت انس کے سوتیلے باپ تھے کیونکہ حضرت انس کی والدہ حضرت اُمّ سلیم نے حضرت انس کے والد کے بعد ان سے نکاح کر لیا تھا اور حضرت انس ساتھ آئے تھے) نے میرا ہاتھ پکڑا، دربار رسالت مآب میں لے گئے اور عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ: إِنَّ أُنْسًا غُلَامٌ كَتَبْتُ فَلِي بِخَدَمِكَ، یا رسول اللہ انس سمجھدار بچہ ہے یہ آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔ یاد رہے! حضرت ابو طلحہ وہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات میں غزوات کی وجہ سے نقلی روزہ نہ رکھتے اور آپ کے وصال کے بعد عیدین کے علاوہ ہمیشہ روزے سے رہتے ان کی بہادری اور تیر اندازی کا ذکر دیکھیے (نمبر ۲۹۰۲) میں

حضرت ابو طلحہ کے بارے میں یہ بھی آتا ہے، اکثراً الانصار بالمدينة مالا من نخل، وکان احب ماله اليه بئرحاء۔ مدینہ شریف کے امیر ترین آدمی تھے اور ان کا سب سے پسندیدہ ماٹل بیرحاء تھا (باغ جس میں کنواں تھا ٹھنڈے پانی کا) جو مسجد نبوی شریف کے بالکل سامنے تھا (اب مسجد نبوی کے اندر آ گیا ہے اس بار حاضری ہوئی تو ایک مہربان جو مسجد نبوی شریف کی تعمیر نو میں حصہ لے چکے ہیں اور بائیس سال سے مدینہ پاک رہ رہے ہیں۔ انہوں نے کنویں والی جگہ کی زیارت کرائی۔ انجینئر نے کسی طریقہ سے وہاں دائرہ لگا دیا تا کہ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ کی زیارت کر کے اپنی تشنگی دور کر لیں جہاں سے آقا علیہ السلام پانی نوش فرما کر اپنی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ چونکہ اس جگہ پہ قالین بچھے ہوتے ہیں اس لئے خاص خاص لوگ ہی جانتے ہیں غالباً مین گیٹ باب فہد قریب پڑتا ہے اور دیوار کے ساتھ ہی ہے۔ یعنی ابتدائی صفوں میں آتا ہے) جب قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی: لن تنالوا البرحتى تنفقوا مہاتحبون، تم ہرگز نیکی نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیز راہ خدا میں خرچ نہ کرو تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: میری طرف سے یہ باغ راہ خدا میں وقف ہے۔ حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا: تو نے بڑے نفع والا سودا کیا ہے، قبلناہ منك ودر دناہ عليك فاجعله فی الاقربین، ہم نے تیری طرف سے قبول کیا اور تجھے ہی لوٹاتے ہیں۔ اپنے قریبیوں میں بانٹ دے، جن کو حصہ ملا ان میں حضرت ابی اور حضرت حسان بھی تھے جنہوں نے اپنا حصہ بعد میں حضرت امیر معاویہ کو بیچ دیا۔ (نمبر ۲۷۵۸، نمبر ۲۷۶۹) مطلب یہ کہ حضرت ابو طلحہ غربت سے تنگ آ کر حضرت انس کو حضور علیہ السلام کے پاس نہ چھوڑ آئے تھے بلکہ جذبہ خدمت کے تحت چھوڑا اور

انہوں نے خدمت کا حق ادا کر دیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

خادم خاص کے تاثرات

حضرت انس فرماتے ہیں (خدمت اقدس میں حاضری کے وقت میری عمر دس سال تھی اور حضور علیہ السلام کے وصال کے وقت عمر بیس سال تھی تو پورے دس سال سرکار کی خدمت میں حاضری رہی) فخدمته فی السفر والحضر، میں سفر و حضر میں حضور علیہ السلام کے ساتھ رہا۔

مَا قَالَ لِي لَيْشِي صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ (هَذَا) هَكَذَا وَلَا شَيْءٌ لِمَ أَصْنَعُهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا

(نمبر ۲۷۸۶)

کوئی کام اگر میں نے کر لیا (جس کے بارے میں مجھے حضور علیہ السلام نے نہ کرنے کا کہا ہوتا تو حضور علیہ السلام نے کبھی ایسا نہ فرمایا کہ تو نے ایسے کیوں کیا؟ اور اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا (جس کے کرنے کا مجھے کہا گیا ہو) تو کبھی یہ نہ فرمایا کہ تو نے یہ ایسے کیوں نہیں کیا۔ (یا جیسے آپ نے فرمایا ویسے نہ کر سکا)

ان کے جو غلام ہو گئے وہ خلق کے امام ہو گئے

حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی ازواج کے گھر تشریف لے جاتے یا پھر مدینہ شریف میں حضرت انس کی والدہ ام سلیم کے ہاں تشریف لے جاتے، جب پوچھا گیا کہ آپ ام سلیم پہ اتنی مہربانی کیوں فرماتے ہیں تو فرمایا:

انی ارحمها قتل اخوها معی، (نمبر ۲۸۴۳)

اس لئے کہ اس کا بھائی حرام بن ملحان بیر معونہ میں میرے لشکر یا میری اطاعت میں شہید کیا گیا۔

* حضرت عثمان غنی کا بلوائیوں سے خطاب اور دو مرتبہ اپنے جنتی ہونے کی بشارت کا ذکر نمبر ۲۷۷۸، ص ۵۲۲، ۳۸۹،

* فضائل جہاد کی احادیث،

* حضرت ام حرام بنت ملحان کو شہادت کی بشارت دی جو پوری ہو، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰،

* جنت کے سو درجے اور ان کے درمیان فاصلہ، فاسئلوه الفردوس، نمبر ۲۷۹۰، اللہ سے جنت الفردوس کا سوال

کرو۔

* سات چیزیں ہلاک کرنے والی السبع الموبقات، نمبر ۲۷۶۶

نور کے موتیوں کی لڑی بن گئی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اشعار نہ پڑھے نہ ہی آپ شاعر تھے کیونکہ آپ کے شاعر ہونے کی قرآن مجید میں نفی فرمائی گئی اور نہ ہی شاعر ہونا آپ کے شایان شان ہے لیکن کبھی کبھی رجز یہ الفاظ آپ کی زبان پہ جاری ہوتے رہے جو بظاہر شعر نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت رجز کو شعر نہیں کہا جاتا۔ کبھی بلا قصد و اختیار ایک دو جملے زبان اقدس پہ جاری ہو گئے جو شعر کی شکل اختیار

کر گئے جس طرح کہ قرآن مجید کی کئی آیات میں یہ رنگ نظر آتا ہے، مثلاً سورہ کوثر ہو گئی یا سورہ فاطر کے مندرجہ ذیل الفاظ۔

وَجَفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ الرَّاسِيَاتِ

ظاہر بات ہے قرآن شعر تو نہیں مگر اس میں نظم و نثر دونوں رنگ پائے جاتے ہیں۔ باقی رہی قرآن پاک کی آیت، وما علمناه الشعر وما ينبغي له، تو اس کا جواب یہ ہے کہ کفار، قرآن پاک کو شعر کہا کرے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا اس آیت میں رد فرمایا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ حضور علیہ السلام کو شعر کا علم ہی نہ تھا بلکہ یہ ہے کہ آپ نے شعر کی تعلیم نہ لی اور تعلیم نہ لینے کے باوجود علم ہو سکتا ہے جس طرح آٹا اگر کوئی گوند نہیں سکتا تو یہ تو جانتا ہے کیسے گوندھا جاتا ہے، بہر حال حضور علیہ السلام کی زبان اقدس سے جاری ہونے والے الفاظ جن کو میں نے شعر کا نام دینے کی بجائے ”نور کے موتیوں کی لڑی“ کا نام دیا ہے۔ بخاری شریف کے مندرجہ ذیل مقامات پہ دیکھے جاسکتے ہیں)

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا شعری ذوق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کسی جہاد میں زخمی ہوئی، خون نکلا تو آپ کی زبان اقدس سے یہ الفاظ ترتیب پائے:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا اصْبَعٌ دَمِيَّتٍ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتِ

تو ایک انگلی ہی تو ہے جو زخمی ہوئی ہے اور تجھے جو بھی (تکلیف) پہنچی راہ خدا میں پہنچی۔ (حدیث نمبر ۲۸۰۲)

مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت حضور علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اینٹ پتھر اٹھا کر لارہے ہیں اور زبان اقدس سے یہ فرما رہے ہیں۔

هَذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرٍ هَذَا اَبْرُ رَبَّنَا وَاطْهَرُ

یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں، یہ ہمارے رب کے ہاں زیادہ نیک اور پاکیزہ تر کام ہے۔

* حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام خندق کی طرف تشریف لے گئے، دیکھا تو انصار و مہاجرین سخت سردی کی صبح کو خندق کھورہے ہیں، ان کے پاس غلام نہیں تھے جو ان کا کام کرتے، حضور علیہ السلام نے ان میں بھوک اور تھکاوٹ کا اثر دیکھا تو زبان اقدس سے یہ جملے جاری ہو گئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

اے اللہ اچھی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، تو انصار و مہاجرین کو بخش دے۔

اپنے محبوب نبی علیہ السلام کی زبان سے اتنی بڑی بشارت سن کر بیک زبان ہو کر انصار و مہاجرین نے جواب میں کہا:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَبَّبًا عَلٰى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر تاحیات جہاد کی بیعت کی ہے۔ (نمبر ۲۸۳۳، ۲۸۳۵)

بعض مقامات پہ حضور علیہ السلام کے الفاظ میں ان العیش کی جگہ لا عیش الاعیش الاخرہ ہے اور فاغفر کی

بجائے فاکرم ہے۔ کسی جگہ صلح ہے اور عیش کی بجائے لاکھیر الاخیر الاخرہ ہے۔ کتاب المغازی میں ہے کہ تنگ دستی کا عالم یہ تھا کہ ایک لپ جولائے جاتے جو بودار سالن میں پکائے جاتے اور یہی کھائے جاتے جو حلق سے نہ اترتے مگر بھوک کی شدت کی وجہ سے کسی نہ کسی طرح (بحالت اضطرار) نگل لئے جاتے۔ بعض جگہ ”احالہ“ کا لفظ ہے یعنی کوئی بھی ترشی جس کے ساتھ روٹی لگائی جائے، گھی، چربی، زیتون وغیرہ، بعض جگہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور علیہ السلام کو تشریف لاتے دیکھا تو انہوں نے عرض کیا، نحن الذین..... اور حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا: اللهم ان العیش.....

اشعار میں دعا کرنا

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے احزاب کے دن حضور علیہ السلام کو خود دیکھا کہ آپ خندق کی کھدائی میں بنفس نفیس شریک ہیں۔ مٹی اٹھا کر لارہے ہیں، شکم اطہر کی سفیدی کو مٹی نے ڈھانپ رکھا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) باواز بلند فرما رہے ہیں:

لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْنَا وَتَبَّتِ الْأَقْدَامُ إِنْ لَا قَيْنَا
إِنَّ الْأَلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً عَلَيْنَا

یہ عبد اللہ بن رواحہ کی رجز ہے۔ (بخاری شریف نمبر ۳۰۳۲، نمبر ۲۸۳۷)

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے نہ صدقہ کر سکتے نہ نماز پڑھ سکتے، ہم پہ سکینہ نازل فرمایا اور دشمن سامنے ہو تو ہمارے قدموں کو مضبوط فرما، دشمن نے ہم پہ زیادتی کی، وہ جب ہمیں فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔ (معلوم ہوا! اشعار میں اللہ تعالیٰ سے عاجزی کی جاسکتی ہے تو کیا جس کام سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! حضور علیہ السلام وہی کام رب کے سامنے دعا میں کر رہے ہیں؟)

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ

غزوہ حنین کے موقع پہ قبیلہ ہوازن کی طرف سے جب تیروں کی بوچھاڑ ہوئی تو حضور علیہ السلام اپنے سفید خچر پہ سوار ہو کر میدان میں تشریف فرما تھے اور زبان اقدس سے یہ الفاظ نکلے جو نور کے موتیوں کی لڑی بن گئی۔

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

میں سچا نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ (نمبر ۲۸۶۲)

ایک شخص نے حضرت براء سے پوچھا کیا تم لوگ غزوہ حنین میں حضور علیہ السلام کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے فوراً کہا: لکن رسول اللہ لم یفر، لیکن حضور علیہ السلام نہیں بھاگے تھے۔ مطلب یہ کہ تیرے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں آنا چاہئے کہ بھاگنے کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف ہو۔ علماء فرماتے ہیں: جس نے کسی بھی نبی علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ

وہ جہاد سے بھاگے اس نے کفر کیا اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس نے اس نبی علیہ السلام کی توہین کی ہے اور کسی بھی نبی علیہ السلام کی توہین کفر ہے۔ حضور علیہ السلام کے حکم سے جب حضرت عباس نے مہاجرین و انصار و بیعت رضوان والوں کو واپس بلایا تو تمام کے تمام فوراً حاضر ہو گئے اور محاذ سنجال کر ایسا حملہ کیا کہ ہوازن و ثقیف بھاگ کھڑے ہوئے۔

* غزوہ احد کے موقع پہ کافروں کی طرف سے آواز آئی: اعل ہبل اعل ہبل، ہبل (بت) بلند ہو جا۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: جواب کیوں نہیں دیتے ہو، عرض کیا، حضور! کیا جواب دیں فرمایا: یوں کہو:

اللَّهُ أَعْلَىٰ وَأَجَلُّ

اللَّهُ أَعْلَىٰ وَأَجَلُّ، اللہ ہی بلند و بالا ہے، ابوسفیان نے پھر کہا: إِنَّ لَنَا الْعُزَىٰ فَلَا عُزَىٰ لَكُمْ، ہمارے پاس عزری (بت) ہے تمہارے پاس نہیں ہے۔

فرمایا: تم اس کا جواب یوں دو: اللَّهُ مَوْلَانَا فَلَا مَوْلَىٰ لَكُمْ،

اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ (نمبر ۳۰۳۹)

اسی حدیث میں غزوہ احد کا تفصیلی بیان ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خطائے اجتہادی کا ذکر ہے۔

حوالے

عورت کے لئے افضل جہاد حج مبرور ہے نمبر ۲۷۸۴،

* من المؤمنين رجال صدقوا..... ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری کا واقعہ حدیث نمبر ۲۸۰۵

* البركة في نواصي الخيل نمبر ۲۸۵۲

* الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة ص ۳۹۹

جہاد کے لئے پالے گئے گھوڑے کے فضلات بھی قیامت کے دن نیکیوں کے پلڑے میں ہوں گے۔ ص ۴۰۰۔

* عمل قليلا واجر كثير نمبر ۲۸۰۸

* يوم خندق جبريل عليه السلام اسلحه پہن کر آئے نمبر ۲۸۰۳،

* انشاء الله نہ کہنے کا نقصان نمبر ۲۸۱۹۔

* كان النبي صلى الله عليه وسلم احسن الناس واشجع الناس واجود الناس، (نمبر ۲۸۲۰)

حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ حسین، بہادر اور سختی تھے۔

* اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر چاریں ہوں تو تمہیں بانٹ دوں، ثم لاتجدوني بخيلا ولا كذوبا ولا

جبانا (نمبر ۲۸۲۱)، پھر تم مجھے نہ بخیل پاؤ گے نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔

* اللہ تعالیٰ کا دو شخصوں پہ ہنسنا (نمبر ۲۸۲۶)

* وحی کے بوجھ سے ران ٹوٹنے لگی۔ (نمبر ۲۸۳۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایسے بیٹھتے، کان علی رؤسہم الطیر، گویا کہ ان کے سروں پہ پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (نمبر ۲۸۳۲)

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام لحیف یا لخیف تھا نمبر ۲۸۵۵،

* حضور پاک کے ایک گدھے کا نام عقیق تھا۔ (نمبر ۲۸۵۶)

* اونٹنی کا نام قصواء، عضباء (باب ناقتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب نمبر ۵۹ من کتاب الجہاد والسير، غضباء اونٹنی کے بارے میں آتا ہے کہ کوئی سواری اس سے آگے نہ بڑھ سکتی تھی ایک مرتبہ ایک اعرابی کی اونٹنی اس سے آگے نکل گئی یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ بڑی شاق گزری اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: حق علی اللہ ان لا یرتفع شیء من الدنیا الا وضعہ، اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ جو بھی دنیا میں بلند ہوتا ہے اس کو نیچا کر دیتا ہے، نمبر ۲۸۷۲)

* عورتوں کی غزوہ احد میں ڈیوٹیاں، نمبر ۲۸۸۰،

* حضرت عمر کے نکاح میں حضرت علی المرتضیٰ کی بیٹی ام کلثوم کا ذکر نمبر ۲۸۸۱،

* حضور علیہ السلام کے مسلح پہرے دار حدیث نمبر ۲۸۸۵،

* عبدالرحم اور عبدالدینار کون ہے؟ حدیث نمبر ۲۸۸۷،

* صحابی، تابعی اور تبع تابعی کی وجہ سے جنگ میں فتح، نمبر ۲۸۹۶۔

ایک بہادر مگر جہنمی کا قصہ:

حضرت سہل بن سعد الساعدی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام (کے لشکر یعنی اہل اسلام) اور مشرکین کی جنگ ہو رہی تھی، حضور علیہ السلام کے لشکر میں ایک ایسا شخص تھا جو خوب جنگ کر رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رشک کرنے لگے کہ آج فلاں کے برابر ہم میں سے کوئی نہیں لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا: وہ (فلاں) دوزخی ہے ہم میں سے ایک شخص نے اس کی نگرانی شروع کر دی اچانک اس کو دیکھا کہ شدید زخموں کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کر لی (اپنی تلوار کا دستہ زمین پہ رکھا اور نوک کو چھاتی کے درمیان رکھ کر اپنے آپ کو اوپر گرالیا) نگرانی کرنے والے صاحب حضور علیہ السلام کی طرف بھاگ کر آئے، اشہد انک رسول اللہ، کانعرہ رسالت بلند کیا اور سارا قصہ سنایا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: کبھی ایک شخص بظاہر جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے مگر وہ جہنمی ہوتا ہے اور کبھی اس کا الٹ ہوتا ہے۔ (خلاصہ حدیث نمبر ۲۸۹۸)

ہو سکتا ہے یہ شخص منافق ہو، بہر حال اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ فنافٹ کسی کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کہ کسی پارٹی کا لیڈر مرجائے تو اس کو شہید بنا دیا جائے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث پر باب ہی یہ باندھا ہے: لا یقال فلاں شہید یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شہید ہے۔

* تیراندازی کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کی شرکت اور فریقین کو فرمانا کہ میں تم دونوں کیساتھ ہوں، (نمبر ۲۸۹۹)

تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟

حضور علیہ السلام درخت کے نیچے آرام فرماتے تھے کہ ایک اعرابی نے تلوار سونت لی اور کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ فرمایا: اللہ..... تین مرتبہ (تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی جو آپ نے پکڑ لی اور اس کو فرمایا: مجھے تو میرے اللہ نے بچالیا اب تو بتا تجھے مجھ سے کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں فرمایا: جا چلا جا اس نے جاتے ہوئے کہا آپ مجھ سے بہتر ہیں پھر بعد میں مسلمان ہو گیا، امام ابن اسحاق (حدیث نمبر ۲۹۱۰،

* بدر میں حضور علیہ السلام کی محبوبانہ دعا: اللھم ان شئت لم تعبد بعد الیوم، اے اللہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ ہو..... (نمبر ۲۹۱۵)

* اس کی خوبصورت تشریح ہماری کتاب ”یاران مصطفیٰ و وارثان خلافت راشدہ“ میں دیکھئے۔

* حضور علیہ السلام نے حضرت عبدالرحمن اور زبیر رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دے دی۔ (نمبر ۲۹۱۹ ب)

* اول جیش من امتی یغدون البحر..... مغفور الھم، (نمبر ۲۹۲۳)، پوری حدیث میں ”یزید صاحب“ کا نام تک نہیں۔ جبکہ اس کے سیاہ کر توت دیکھنے ہوں تو اسی بخاری شریف کا ص ۴۱۵ اور حاشیہ نمبر ۱۰-۱۱ دیکھیں۔ مزید دیکھنے ہوں تو ہماری کتاب ”کربل کی ہے یاد آئی“ کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

* پتھر سے آواز آئے گی میرے پیچھے یہودی ہے اس کو قتل کر دو۔ (نمبر ۲۹۲۵)

ترکوں سے جنگ اور فرمان رسالت:

حضور علیہ السلام نے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ترکوں سے جنگ کو قرار دیا ہے اور ان کی علامت یہ بتائی کہ وہ بالوں سے بنے ہوئے جوتے پہنتے ہوں گے اور ان کے چہرے چوڑے اور مڈھی ہوئی ڈھال کی طرح ہوں گے۔ آنکھیں، ناک چھوٹی اور رنگ سرخ ہوں گے۔ (نمبر ۲۸-۲۹-۲۹۲۷)

یاد رہے! خراسان اور چین کے درمیان ہندوستان کے شمال میں بسنے والے لوگوں کو ترک کہا جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے جنگ کرنا منع فرمایا، لیکن تب تک کہ جب تک وہ ہم سے جنگ نہ کریں، فرمایا: اتر کو التتر کو کم، (ص ۵۰۷ باب علامات النبوة) لیکن ساتویں ہجری میں محمد شاہ خوارزم نے یہ قیامت ڈھائی کہ ان کو چھیڑ دیا۔ نتیجتاً خراسان سے عراق تک تباہی ہوئی۔ چنگیز خان سے لے کر اس کے پوتے ہلاکو خان تک پوری ایک صدی مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔ رافضیوں کا محقق طوسی ان کا آلہ کار بن گیا، ہلاکو تو بغداد پہ بزرگان دین کے مزارات کی وجہ سے حملہ نہ کرنا چاہتا تھا مگر محقق صاحب نے کہا یہودیوں نے تو حضرت زکریا علیہ السلام جیسے پیغمبروں کو شہید کر دیا تو ان کا کچھ نہ بگڑا تو کیوں گھبرا گیا ہے چنانچہ اس نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

حوالے

- * یہودیوں نے حضور علیہ السلام کو السلام علیکم کہا اور آپ نے وعلیکم فرمایا: نمبر ۲۹۳۵،
- * حضور علیہ السلام کا خط پھاڑنے والے کا ملک برباد ہو گیا، (نمبر: ۲۹۳۹)، هلك كسرى ثم لا يکون كسرى بعده، ص ۴۲۵،
- * خیبر فتح ہوتا ہے اور حضور پوچھتے ہیں این علی، علی کہاں ہے؟ اور وہ دیکھو،
- علی آرہے ہیں، نمبر ۲۹۴۲،
- * خیبر کے یہودیوں نے لشکر اسلام دیکھ کر کہا: محمد واللہ محمد والخیس حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اکبر خربت خیبر..... (نمبر ۲۹۴۵)
- (پارہ نمبر گیارہ کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوئے)
- * حضور علیہ السلام کی برکت سے کہنا جائز ہے۔ صحابی نے عرض کیا میرے اونٹ کو آپ کی برکت پہنچ گئی ہے۔ قد اصابته برکتك، (نمبر ۲۹۶۸)، بركة الغازی فی مالہ بخاری میں باب پورا ہے، باب نمبر ۱۳ کتاب فرض الخمس۔
- * حضور علیہ السلام نے صحابی کا نام غزوہ کے لئے لکھنے کے باوجود فرمایا:
- اذھب فاحج مع امراتك، اپنی عورت کے ساتھ حج کر، (نمبر ۳۰۰۶)
- * آگ کا عذاب دینا صرف اللہ کی شان ہے، نمبر ۲۹۵۴،
- * امیر کی اطاعت، نمبر ۲۹۵۷،
- * دشمن کی زمین میں قرآن لے کر نہ جاؤ، نمبر ۲۹۹۰،
- * اونچی آواز سے ذکر کرنے سے اس لیے منع فرمایا تا کہ دشمن کو ہمارے آنے کی اطلاع نہ ہو جائے۔ ص ۲۹۹۲
- روضہ خانہ یہ خط پکڑا گیا، علم غیب کا ثبوت:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے مجھے زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما کو روضہ خانہ (مقام) پر بھیجا اور فرمایا: وہاں تمہیں ہودج نشین (اونٹ پہ سوار) ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے آؤ: ہم گھوڑوں کو دوڑا کر وہاں پہنچے تو واقعی وہاں ہودج نشین عورت ملی ہم نے اس کو کہا خط نکال، اس نے کہا میرے پاس خط نہیں ہے ہم نے کہا ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ خط نکال یا کپڑے اتار کر ہمیں تلاشی دے اس نے اپنے بالوں سے خط نکال کر ہمارے حوالے کر دیا۔ نمبر ۳۰۰۷۔

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے خبریں وہ دیں کہ جنگی کسی کو خبر نہ تھی

(یہ خط حضرت حاطب بن بلتعہ نے اہل مکہ کو لکھا تھا جس میں حضور علیہ السلام کی (جہادی تیاریوں) باتوں کی خبر دی

صرف اس لئے کہ ان کے اہل و عیال مکہ میں تھے تا کہ ان کے ساتھ اہل مکہ کا سلوک اچھا رہے، حضرت عمر نے عرض کیا حضور! اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ بدری ہے اور بدر والوں کو اللہ فرما چکا ہے، اعدوا ما شئتم فقد غفرت لکم جو چاہو کرو تمہیں معافی ہے۔

* ابن ابی کو حضور علیہ السلام نے جو قمیص پہنائی تھی وہ بدلہ تھی اس قمیص کا جو اس نے بدر کے دن حضرت عباس کو دی تھی،

(نمبر ۳۰۰۸)

* ایک بندے کو مسلمان کر لینا ساری دنیا کی نعمتوں سے بہتر، (نمبر ۳۰۰۹)

* اللہ تعالیٰ نے تعجب فرمایا (جیسا کہ اس کے شایان شان ہے) اس قوم پر جو بیڑیوں میں جکڑی ہوئی جنت میں داخل ہوگی۔ عَجَبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ، (ص ۳۰۱)

* ایک نبی اللہ کو چیونٹی نے کاٹا تو انہوں نے چیونٹیوں کی پوری بستی کو جلو ا دیا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی، کاٹا تو ایک نے تھا اور جلو اسب کو دیا حالانکہ وہ تسبیح پڑھتی تھیں۔ (نمبر ۳۰۱۹)

* سینے پہ ہاتھ مار کر فیض عطا کرنا اور کعبہ یمانیہ کی بربادی کا ذکر نمبر ۳۰۲۰،

* ابورافع یہودی گستاخ کو سوتے میں مار دیا گیا، (نمبر ۳۰۲۲)

* کعب بن اشرف کا قتل، (نمبر ۳۰۳۰)، حضور علیہ السلام کثیر الشعر تھے۔ (نمبر ۳۰۳۲)

* حضرت سلمہ بن اکوع کی بہادری کا واقعہ: (نمبر ۳۰۴۱)۔

* حضرت خبیب کا سولی چڑھنا، (نمبر ۳۰۴۵)

* جمعرات کو حضور علیہ السلام کی بیماری میں اضافہ ہوا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جمعرات کا ذکر کر کے اتاروئے کہ آنسوؤں سے کنکریاں تر ہو جاتیں، (نمبر ۳۰۵۳)
جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑھیں:

حضرت قیس حضرت جریر بن عبد اللہ سے روایت فرماتے ہیں: میں جب سے اسلام لایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پردہ نہ فرمایا (یعنی مجھے گھر میں داخل ہونے سے منع نہ فرمایا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے پردہ نہ تھا ہو سکتا ہے علیحدہ جگہ ہو۔)

وَلَا رَانِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِهِ، اور آپ نے جب بھی مجھے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اقدس پہ تبسم تھا اور میں نے عرض کیا حضور! میں گھوڑے پہ صحیح طریقے سے بیٹھ نہیں سکتا، فَضْرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي (أَوْ فِي صَدْرِهِ) وَقَالَ اللَّهُمَّ تَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا، پس آپ نے اپنا دست رحمت میرے سینے پہ (یا اپنے سینہ پہ) مارا اور دعا کی اے اللہ! اس کو (سواری پہ) مضبوط کر دے اور اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے۔ (نمبر ۳۰۳۵-۳۰۳۶)

تیرے اخلاق کو قرآن کی تفسیر کہتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ جا رہا تھا اور حضور علیہ السلام موٹے کنارے والی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی نے چادر کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ حضور علیہ السلام کے مبارک کندھے پہ نشان پڑ گیا۔ پھر اس نے کہا جو اللہ نے آپ کو دیا ہے اس میں سے مجھے بھی دلوائیں۔ (حضور علیہ السلام نے اس کو اشارہ بھی نہیں فرمایا کہ یہ کوئی مانگنے کا طریقہ ہے نہ ناراضگی کا اظہار فرمایا بلکہ حلم و کرم کی اعلیٰ مثال پیش فرمائی)

فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِالْعَطَاءِ

آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرا دیئے اور پھر اس کو عطا کر دینے کا حکم جاری فرمادیا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

قَوْمُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ (قیام تعظیسی):

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (میشاق مدینہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والے یہودیوں کا ایک قبیلہ) بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر (قلعہ سے) اتراتو حضرت سعد جو وہاں سے قریب ہی تھے حضور علیہ السلام کے بلاوے پہ گدھے پہ سوار ہو کر آئے، جب قریب پہنچے تو حضور علیہ السلام نے (انصار سے) فرمایا: قوموا الی سیدکم، اپنے سردار کی طرف بڑھو تو حضرت سعد آ کر حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھ گئے، ان کو بتایا گیا کہ آپ کے فیصلے پہ اترے ہیں تو انہوں نے عرض کیا میرا فیصلہ یہ ہے کہ لڑنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے۔ فرمایا: یہی اللہ کا فیصلہ ہے۔ نمبر ۳۰۴۳۔

ایک سوال کا منطقیانہ جواب

کہا جاتا ہے کہ حضرت سعد چونکہ زخمی ہونے کی وجہ سے کمزور ہو گئے تھے تو ان کو سہارا دیکر سواری سے اتارنے کے لئے یہ حکم دیا گیا نہ کہ قیام تعظیسی کیلئے، ورنہ الی سیدکم کی بجائے لسیدکم فرمایا ہوتا، حالانکہ الی بہ نسبت لام کے قیام تعظیسی پہ زیادہ دلالت کر رہا ہے کیونکہ قیام کی علت بیماری نہیں کہ فرمایا ہو: الی مریضکم بلکہ سیادت ہے اس لئے کہ کسی وصف پر حکم کا ترتب اس وصف کے علت ہونے کی دلیل ہے۔ اس بات کو منطقی انداز میں حضرت تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دورہ حدیث کے استاذ مولانا احمد علی سہانپوری اور پوری کلاس کے سامنے یوں بیان فرمایا: جب موضوع اور محمول مشتق ہوں تو قضیہ کوئی بھی ہو محمول کا مادہ اشتقاق سبب ہوتا ہے موضوع کے مادہ اشتقاق کے لئے۔ یہاں موضوع و محمول دونوں مشتق ہیں۔ تو قوموا میں قیام کا سبب ”سیدکم“ کی سیادت ہوگی۔ جیسا کہ کہا جائے گا کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتب، ہر لکھنے والے کی انگلیاں حرکت کرتی ہیں جب تک وہ لکھتا رہتا ہے تو اس میں متحرک الاصابع کا سبب کتابت ٹھہرانہ کہ کوئی اور۔ پھر امام بیہقی نے قیامت تعظیسی کے جائز ہونے کے لئے یہی حدیث پیش فرمائی اور ساتھ حضرت طلحہ کا قیام حضرت کعب بن مالک کے لئے بیان

کیا۔ اور جو بعض احادیث میں آیا ہے کہ: لا تقوموا کما تقوم الاعاجم، عجیبوں کی طرح کھڑے نہ ہوا کرو تو وہ خاص قسم کے قیام سے منع کیا گیا کہ بادشاہ تخت پہ بیٹھا رہے اور درباری جھکے رہیں، خود حدیث کے الفاظ اس کی نشاندہی کر رہے ہیں یا وہ قیام منع ہے کہ جس کی خود خواہش کی جائے جیسا کہ ترمذی کتاب الاستیذان والادب ص ۱۰۴ پر ہے۔ من سرہ ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبعوا مقعده من النار، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے لئے قیام تعظیسی کیا، بخاری شریف ص ۴۷۶، قام الیه فصنع کما یصنع الولد بالوالد۔ اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو بیٹا اپنے باپ کے ساتھ کرتا ہے۔

حوالے

* ان لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر، نمبر ۳۰۶۲،

* مہربوت کا ذکر، نمبر ۳۰۷۱،

* حضور علیہ السلام نے فارسی کا لفظ بول کر حضرت امام حسن کے منہ سے صدقہ کی کھجور نکلائی، کج کج، ص ۳۰۷۲، حضرت علی کو حضرت عثمان پہ فضیلت دینے والا سنی ہی ہے، نمبر ۳۰۸۱، دیکھئے بخاری شریف ص ۴۳۳، بین السطور علویا کے تحت لکھا ہے، یفضل علیا علی عثمان وهو مذهب مشہور لجباۃ اهل السنہ بالکوفہ بحوالہ فتح الباری،

* حضرت فاطمہ کا ابو بکر صدیق کے پاس میراث کے لئے جانا، نمبر ۳۰۹۲،

* حضرت عمر کے دور میں حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہما نے حدیث لانرث ولانورث کو تسلیم فرمایا تو حضرت عمر نے ان دونوں کو فدک کی آمدنی کا ناظم بنایا یہ وعدہ لے کر کہ جو حضور علیہ السلام اور ابو بکر کے دور میں ہوتا تھا وہی معاملہ ہوگا۔ طویل حدیث، نمبر ۳۰۹۳،

* لانرث..... مفہوم کی حدیث حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے، نمبر ۳۰۹۶،

* شیعوں کا اعتراض کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ہنا الفتنة، نمبر ۳۱۰۴، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کیا تو کیا جتنے لوگ ادھر رہتے ہیں سب فتنہ باز ہیں، نعوذ باللہ، دیکھئے (حدیث، نمبر ۳۲۷۹)، اس میں صرف مشرق کا ذکر ہے۔

رسول خدا کی بیٹی دشمن خدا کی بیٹی کے ساتھ نہیں رہ سکتی:

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ حضرت فاطمہ حضرت علی کے نکاح میں تھیں (حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں نے سنا کہ حضور علیہ السلام نے برسر منبر خطبے میں ارشاد فرمایا: (اور میں اس وقت جوان تھا) اِنَّ فَاطِمَةَ مِثْنٰی، بے شک فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ اپنے دین کے سلسلہ میں آزمائش میں نہ پڑ جائے۔ پھر حضور علیہ السلام نے بنی عبد شمس سے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور اس رشتہ (مصابہرت) کے

بارے میں اس کی تعریف کی کہ اس نے مجھ سے جو کہا سچ کر دکھایا۔ مجھ سے وعدہ کیا تو پورا کیا۔ فرمایا: میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کر رہا، ولكن والله لا تجتمع بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و بنت عدو الله ابدا، لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی جمع نہیں ہو سکتیں، نمبر ۳۱۱۰،

* حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آٹا پینے کی تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے خادم طلب کیا تو حضور علیہ السلام نے تسبیح فاطمہ عطا فرمادی، نمبر ۳۱۱۳،

* اللہ تعالیٰ کے ایک نبی سے بیعت کرتے ہوئے خائن کا ہاتھ چیک گیا، نمبر ۳۱۲۲،

* جنگ جمل اور حضرت ابن زبیر کی جاسید ادا کا تذکرہ، چار بیویاں تھیں ہر بیوی کو بارہ بارہ لاکھ مل گیا، نمبر ۳۱۲۹۔

* جائز کام کے بارے میں قسم اٹھالی ہے توڑی بھی جائے اور کفارہ بھی ادا کر دیا جائے، نمبر ۳۱۳۳،

(اسی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی کہ تمہیں میں نے سوار نہیں کیا بلکہ اللہ

نے سوار کیا ہے)

بھلائی کا فر بھی کرے تو اس کو نہ بھلاؤ:

حضرت جبیر کا والد مطعم جو کہ کفر کی حالت میں مرا مکہ کے رؤسا میں سے تھا، جب قریش نے بنی ہاشم کا بایکاٹ کیا اور معاہدہ لکھ کر کعبہ کے دروازے پہ لٹکا دیا، تین سال بنی ہاشم شعب ابی طالب میں محصور رہے، تین سال کے بعد جن لوگوں کو رحم آیا ان میں مطعم بھی تھا جس نے اس ظالمانہ سلوک کے خلاف آواز بلند کی۔ ایک روایت کے مطابق اس نے اس ظالمانہ معاہدے کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ بعض کتب میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مکہ سے طائف تشریف لے گئے اور ایک مہینے بعد واپس تشریف لائے تو مکہ میں داخل ہونے کے لئے امان کی ضمانت ضروری تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کے پاس پیغام بھیجا کہ تم مجھے امن کی ضمانت دو لیکن کسی نے حامی نہ بھری کہ ہم اہل مکہ کی مخالفت مول نہیں لے سکتے۔ اس وقت مطعم نے اپنی ضمانت پہ حضور علیہ السلام کو مکہ شریف میں لانے کی حامی بھری۔ اگرچہ اس نے اپنی سرداری کی بناء پر ایسا کیا ہوگا مگر حضور علیہ السلام نے اس کے اس اچھے برتاؤ کو یاد رکھا اور ہجرت کے بعد غزوہ بدر کے موقع پہ جب لوگوں نے سفارشیں کیں کہ قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی سفارش نہ مانی اور فرمایا:

لَوْ كَانَ الْبَطْنُ بَنُ عَدِيٍّ حَيًّا لَمْ كَلَّمْنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنِي لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ (نمبر ۳۱۳۹)

اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان بدبودار گندوں کی سفارش کرتا تو اس کی وجہ سے میں انہیں آزاد کر دیتا۔

حضرت جبیر بن مطعم نے اپنے باپ کے بارے میں حضور علیہ السلام کی زبان سے نکلنے والے ان الفاظ کو ساری زندگی یاد

رکھا اور وجد کر کے لوگوں کو بتاتے تھے کہ میں اس باپ کا بیٹا ہوں جس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا:

ایسے کئی واقعات تاریخ اسلام میں ملتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے کسی کی بھلائی کا ذکر کر کے بعد والوں پہ مہربانی فرمائی ہو

انہی میں سے ایک واقعہ حاتم طائی کی بیٹی کا ہے کہ حاتم طائی کی سخاوت کی وجہ سے اس کی بیٹی کو بلکہ اس کے پورے خاندان کو آزاد فرما دیا علامہ اقبال کا کتنا پیارا شعر ہے اس بارے میں:

پائے در زنجیر و ہم بے پردہ بود
گردن از شرم و حیا خم کردہ بود

حوالے

* نو مسلم بھی مؤلفہ قلوب میں سے ہیں (۳۱۳۳ ص ۴۴۴ حاشیہ نمبر ۱۰)

انی لا عطي رجالا حديث عهدهم بكفر.

* میدان بدر میں معاذ و معوذ کا جذبہ ابوجہل کے بارے میں کہا نہ لیسب رسول اللہ سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو۔ (۳۱۴۱)

* اتنی سی بات پہ مجھے حضور علیہ السلام سے حیا آگئی۔ (۳۱۵۳) یہی تو تقاضائے ایمان ہے۔

* مال ملنے کی اطلاع ملی تو صبح کی نماز کے وقت مسجد نبوی شریف بھر گئی۔ (۳۱۵۸)

* یزدجر کا دست راست ہر مزان مسلمان ہو گیا۔ (۳۱۵۹)

زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے ان الارض لله ورسوله (۳۱۶۸)

* حضور علیہ السلام پر جادو کا اثر (۳۱۷۵)

* غیبی خبر (۳۱۷۶)

* حج اکبر، حج کو اور حج اصغر عمرہ کو کہا گیا۔ (۳۱۷۷)

* غیب کی خبر (۳۱۸۰، ۸۷-۸۸، ۳۱۸۶)

* بارہویں پارے کی منتخب احادیث کے حوالے تمام ہوئے)

* یمن والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت قبول کرنی اور بنو تمیم نے مال کا تقاضا کیا اور کہا قد بشرتنا فاعطنا۔

بشارت تو آپ سنا چکے اب کچھ دیں بھی اس پر آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ (۳۱۹۰-۹۱)

مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ كَالْعِلْمِ:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک بار ہم میں قیام فرما ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتوں کے جنت میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک سب کچھ بتا دیا۔

حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَ نَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ (۳۱۹۲)

جس نے یاد رکھا اس کو یاد رہا اور جس نے بھلا دیا وہ بھول گیا۔

شارحین حدیث نے اس حدیث کے تحت لکھا کہ ایک ہی مجلس میں اول سے آخر تک سب کچھ بیان کر دینا یہ حضور علیہ

السلام کا عظیم معجزہ ہے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۲۹۱، عمدۃ القاری ج ۱۵، ارشاد الباری ج ۵ ص ۲۵۰، مرقاة شرح مشکوٰۃ)

اس مضمون کی احادیث دیگر کتب میں مندرجہ ذیل مقامات پر ملاحظہ ہوں۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۵، مسلم ج ۲ ص ۳۹۰)
مسلم شریف میں صبح کی نماز سے لے کر غروب آفتاب تک منبر شریف پہ وعظ فرمانا اور اس میں ما کان وما ہو کائن کی خبر دینا بیان ہوا فاعلمنا احفظنا۔ ابوزید انصاری (راوی حدیث) فرماتے ہیں ہم میں سب سے بڑا عالم وہ ہے جس نے حضور علیہ السلام کا وعظ یاد رکھا۔ ترمذی ص ۴۳، بخاری کتاب الفتن اور کتاب القدر میں بھی یہ حدیث دیکھی جاسکتی ہے، طبرانی نے معجم کبیر میں، نعیم بن حماد (جو امام بخاری کے استاذ ہیں انہوں نے) کتاب الفتن میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت لکھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الله رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيمة كاننا انظر الى كفى هذه.....

بے شک اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا پس میں ہر وقت ساری دنیا کو دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک دیکھتا رہوں گا جیسے ہاتھ کی ہتھیلی۔ یاد رہے اس سے مراد مخلوق ہے ذات و صفات باری تعالیٰ کا علم اگرچہ حضور علیہ السلام کو عطا کیا گیا مگر وہ اس میں شامل نہیں کہ مخلوق نہیں۔ اسی طرح ممتعات و محالات اور وہ ممکنات جو کبھی موجود ہوئیں نہ ہوں گی اگرچہ ان کا علم بھی وافر بلکہ اوپر آپ کو دیا گیا مگر وہ ما کان وما یکون کے دائرے میں نہیں ہیں، احوال بعد القیامہ کے بارے میں اختلاف ہے مگر صحیح یہی ہے کہ وہ اس میں داخل ہیں اور دلیل اس کی یہی حدیث ہے)

حوالے

* اللہ تعالیٰ کی اولاد ثابت کرنا اس کو گالی دینا ہے (۳۱۹۳)

* ان رحمتی غلبت علی غضبی (۳۱۹۳)

یہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دن ہی اپنی کتاب میں لکھ دیا ہے جو عرش کے اوپر اس کے پاس ہے کہ میری رحمت میرے غضب پہ غالب ہے۔

* حرمت والے مہینے کون کون سے ہیں۔ (۳۱۹۶)

* سورج کا سجدہ کرنا اور بروز قیامت اس کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا۔ (نمبر ۳۱۹۹)

* حدیث معراج (۳۲۰۷)

* جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت فرماتا ہے آسمانوں میں اعلان کرواتا ہے پھر زمین پہ اپنے محبوب بندے کی قبولیت اتارتا

ہے۔ (۳۲۱۰)

* حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جبریل امین کا سلام (۳۲۱۷)

- * جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے (۳۲۲۲)
- * جبریل علیہ السلام کے چھ سو پر اور حضور علیہ السلام کا اس کو اصلی شکل میں دیکھنا۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رویت باری تعالیٰ کے متعلق موقف۔ (۳۲۲۳-۳۲۲۴)
- * کپڑے پہ چھپی تصویر کا جواز (۳۲۶۶) (ہو سکتا ہے یہ ارشاد حرمت سے پہلے کا ہو) (ابن حجر)
- * سفر طائف، آمد جبریل، طائف والوں کو تباہ کرنے کی پیش کش اور حوصلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۳۲۳۱)
- * خاوند کو ناراض کر کے رات گزارنے والی عورت پر ساری رات فرشتوں کی لعنت حتیٰ تصبح صبح تک (۳۲۳۷)
- * حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام کا حلیہ اور مدینہ کی دجال سے حفاظت بذریعہ ملائکہ (۳۲۳۹)
- * جنت میں اکثریت فقراء کی اور دوزخ میں عورتوں کی (۳۲۴۱)
- * حضرت عمر کا جنت میں محل (۳۲۴۲)
- * جنتی خیمے کا حدود اربعہ (۳۲۴۳)
- * دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر حصے زیادہ تیز (۳۲۶۵)
- * حضرت سعد بن معاذ کا جنتی رومال (۳۲۴۹)
- * جنتی درخت کا سایہ (۳۲۵۳)
- * بے عمل عالم کی دوزخ میں سزا (۳۲۶۷)
- * بچوں کو شام کے وقت گھر سے نہ نکلنے دو۔ فان الشیطن تنتشر۔ اس وقت شیطان پھیلے ہوئے ہوتے ہیں (۳۲۸۰)
- * غصے کو ختم کرنے کے لیے تعویذ پڑھو (۳۲۸۲)
- * جماع کے وقت کی دعا اور اس کا فائدہ۔ (۳۲۸۳)
- * جمائی کے وقت ”ہا“ کی آواز نکالنے سے شیطان ہنستا ہے۔ (۳۲۸۹)
- * کلمہ توحید کی فضیلت (۳۲۹۳)
- * حضرت عمر نے عورتوں کو فرمایا مجھ سے ڈرتی ہو اور حضور علیہ السلام سے نہیں ڈرتی ہو۔ (۳۲۹۴)
- * شیطان ناک (خیثوم) میں رات گزارتا ہے۔ (۳۲۹۵)
- * گدھا شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے اور مرغ فرشتے کو دیکھ کر۔ (۳۳۰۳)
- * چوہا بنی اسرائیل کی مسخ شدہ قوم ہے کیونکہ اونٹ کا دودھ نہیں پیتا۔ (۳۳۰۵)
- * مشروب میں مکھی گر جائے تو اس کو غوطہ دو۔ (۳۳۲۰)
- * آدم علیہ السلام کا قد انور ساٹھ ہاتھ تھا۔ (۳۳۲۶)

- * یہودیوں کے تین سوالوں کا جواب۔ (۳۳۲۹)
- * عورت پسلی سے پیدا کی گئی۔ (۳۳۳۱)
- * فان المرأة خلقت من ضلع
- * الارواح جنود مجندة (۳۳۳۶)
- * حدیث شفاعت (۳۳۴۰)
- * جنت میں حضور علیہ السلام کی اُمت کا دیگر امتوں سے تناسب کا لشعرة السوداء فی جلد ثور ابیض (۳۳۴۸)
- * ستاروں کو پیدا کرنے کے تین مقصد۔ (ترجمہ الباب ۳ من کتاب بدء الخلق)
- * ذوالنخوصہ والی حدیث یعنی علامات الخوارج یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرہم۔
- (نمبر ۳۳۴۴/۳۶۰۶)
- * یاجوج ماجوج۔ اصیحابی اصیحابی (یا اصحابی اصحابی) سے مراد مرتدین ہیں۔ (۳۳۴۹)
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین "کذبات" (۳۳۵۸)
- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آزرانی حرمت الجنة علی الکافرین۔ آپ نے اپنا ختنہ خود کیا پھر اسی سال بذریعہ
- قدوم رسولہ۔ (۳۳۵۶-۳۳۵۰)
- * گرگٹ نے ابراہیم علیہ السلام پر (آگ بھڑکانے کے لئے) پھونک مارے۔ (۳۳۵۹)
- * حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے بارے میں طویل حدیث۔ (۳۳۶۳)
- * سب سے پہلی مسجد المسجد الحرام پھر مسجد اقصیٰ (۳۳۶۶)
- حضور علیہ السلام پر درود و سلام کیسے پڑھا جائے:
- حضرت عبداللہ بن عیسیٰ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے دادا عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ انصاری سے سنا کہ ان کی ملاقات حضرت کعب بن عجرہ انصاری (صحابی) سے ہوئی تو حضرت کعب نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا تحفہ نہ دوں جو ہمیں حضور علیہ السلام نے عطا فرمایا ہے (ای سمعتها من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے عرض کیا ضرور دیجیے۔ فرمایا: ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کیف الصلوۃ علیکم اهل البيت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک حضور! آپ کے اہل بیت پر درود کیسے پڑھنا ہے کیونکہ سلام پڑھنے کا طریقہ تو ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے تو حضور علیہ السلام نے درود ابراہیمی تعلیم فرمایا۔
- معلوم ہوا درود ابراہیمی صرف درود ہے اس میں سلام نہیں اور اگر قرآن مجید کی آیت صلوا علیہ وسلموا تسلیا پر عمل کرنا ہو تو فقط درود ابراہیمی سے عمل نہ ہوگا بلکہ کوئی ایسے الفاظ ادا کرنے ہوں گے جن میں درود بھی ہو اور سلام بھی ہو۔ لیجیے ایسے

الفاظ کا تحفہ پرانی تبلیغی جماعت کی طرف سے آپ کو پیش کیا جا رہا ہے اور وہ بھی تبلیغی نصاب سے جس تحفہ کو چھپانے کے لئے تبلیغی جماعت والوں نے فضائل درود کا حصہ الگ کر کے اس تبلیغی نصاب کو فضائل اعمال کے نام سے چھپایا یعنی پرانا تبلیغی نصاب کچھ چھپا لیا اور کچھ چھپا دیا تاہم ان کی مرضی ہے نصاب بدلتے ہی رہتے ہیں

دنیا نے اپنے آپ کو بدلا گھڑی گھڑی اک اہل عشق ہیں جہاں تھے وہیں رہے

کیونکہ نصاب بندوں کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بندے جب خود ہمیشہ نہیں رہیں گے تو ان کا نصاب کیوں ہمیشہ رہے گا اور میرے آقا پر درود و سلام تو ہمیشہ ہی پڑھا جاتا رہے گا جب مخلوق نہیں ہوگی تو خالق تو ہوگا ان اللہ و ملائک یصلون علی النبی)

نئی تبلیغی جماعت کے لیے ایک پرانا تحفہ

نئی تبلیغی جماعت والے یہ بات بھول نہ جائیں کسی تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔

چنانچہ مولانا زکریا سہارنپوری نے تبلیغی نصاب کے ص ۷۰۲ پر لکھا ”اس لئے بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام کو جج کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا نبی اللہ وغیرہ کے (یوں پڑھا جائے)۔

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

اسی طرح اخیر تک السلام کے ساتھ الصلوۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔

معلوم ہوا! موجودہ تبلیغی جماعت اپنے بڑوں کا مسلک بھی چھوڑ چکی ہے ورنہ صلوۃ و سلام نہ پڑھتے کم از کم اس کتاب میں رہنے تو دیتے۔ ارے اپنے آقا کی بارگاہ میں سلام نیاز پیش کرنے سے تمہاری جان نکلتی ہے ذرا امام اہل محبت کی دہلیز پہ آئیں (اور اپنے بڑوں کو قبروں میں نہ تڑپائیں) وہ تمہیں بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کون کون سلام عرض کر رہا ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام	ان پر سلام جن کو تحت شجر کی ہے
ان پر درود جن کو کس بیکساں کہیں	ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے
جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام	یہ بارگاہ مالک جن و بشر کی ہے
شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام	خوبی انہیں کی بھوت سے شمس و قمر کی ہے
سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام	تملیک انہیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے
سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام	کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے
عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام	طہایہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے
شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام	راحت انہیں کے قدموں میں شہیدہ ہر کی ہے

خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
 سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے
 سب کرو فر سلام کو حاضر ہیں السلام ٹوپی یہیں تو خاک پہ کروفر کی ہے
 اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہل نظر کی ہے
 آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا
 مشتاق طبع لذت سوز جگر کی ہے

یہ ہیں ہمارے مجدد جو بات بات پہ عظمت مصطفیٰ اور عشق محبوب خدا کی بات کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم - رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

کیا یہ بھی مجدد ہیں؟

دوسری طرف ایک ایسے ”مجدد“ بھی دیکھتے جائیے کہ جن کے ہزاروں کی تعداد میں خطبات چھپتے ہیں۔ لیکن عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا موضوع ان کے نصیب میں نہیں ہے۔ چنانچہ ان کے حالات کو جمع کرنے والے ان کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن لکھتے ہیں ”دارالعلوم دیوبند کے ایک بڑے جلسہ دستار بندی میں بعض حضرات اکابر نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کے لیے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کیے جائیں تاکہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو اور موقعہ بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں؟ حضرت والا (مجدد صاحب اشرف علی تھانوی) نے باادب عرض کیا: اس کے لیے روایات کی ضرورت ہے اور وہ روایات مجھ کو متحضر نہیں۔

(اشرف السوانح حصہ اول ص ۶۷ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر)

کاش اس موقع پر اہل سنت کے کسی مدرسہ کا سال اول کا طالب علم ہی ہوتا تو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ گھنٹوں تقریر کر کے ان حضرات کو بتا دیتا کہ

شاہ بطحا کی مدح سرائی اہل سنت کے حصے میں آئی بگڑی آقا نے سب کی بنائی اپنی قسمت جگائے ہوئے ہیں

حوالے

* کلمات تعویذ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق و اسماعیل علیہما السلام کے لئے پڑھا کرتے اور حضور علیہ السلام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لئے پڑھتے۔ (۳۳۷۱)

* نحن احق بالشک من ابراهيم حضرت ابراہیم حضرت لوط اور حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے کس قدر عاجزی کا مظاہرہ فرمایا۔ (۳۳۷۲)

* من اکرم الناس؟ (۳۳۷۴)

لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟

* حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا واقعہ (۳۳۷۱)

* خضر نامہ کی وجہ تسمیہ۔ (۳۳۷۲)

* یہودیوں نے حِطَّة کی بجائے کہا حَبَّة فِی شَعْرَةٍ (۳۳۷۳)

* ایک نبی کو دوسرے پر کس طرح کی فضیلت نہ دی جائے۔ (۳۳۷۸ و حاشیہ ۴، ص ۴۸۴ و حاشیہ ۲، ص ۵۰۷)

* آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔

فَحَبَّ آدَمُ مُوسَى (۳۳۷۹)

* قول امام شافعی ما اعطی اللہ نبیا ما اعطی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ہمارے حضور پاک کو عطا فرمایا کسی اور نبی کو نہ دیا، اسی میں زبور کو قرآن فرمایا گیا۔ مزید یہ کہ داؤد علیہ السلام سواری پر زمین کسے کے دوران پوری زبور پڑھ لیتے تھے۔ (۳۳۷۷)

* حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کا ایک بچے کے بارے میں فیصلہ۔ (۳۳۷۷)

* بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام سیاست فرماتے:

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء (۳۳۵۵)

* تم ضرور یہود و نصاریٰ کی مکمل پیروی کرو گے۔ (۳۳۵۶)

* بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَىٰ مُتَعَمِّدٍ..... (۳۳۶۱)

* کوڑھی، اندھے اور گنجلے کا واقعہ (۳۳۶۳)

* حدیث غار (۳۳۶۵)

(تیرہویں جزء کی منتخب احادیث تمام ہوئیں)

* تین بچے پنگوڑھے میں بول پڑے۔ (۳۳۶۶)

یا اهل المدينة این علماء کم اے مدینہ والو! تمہارے علماء کہاں گئے (جو تمہیں بتائیں کہ عورتوں کا فیشن تباہی کا پیش خیمہ ہے) (۳۳۶۸)

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدث ہیں (۳۳۶۹)

* سوا افراد کا قاتل بخشا گیا (۳۳۷۰)

* ایمان داری کا اعلیٰ نمونہ۔ (۳۳۷۲)

- * جب میں مر جاؤں مجھے جلادینا، خوف خدا کی وجہ سے بخشا جانے والا۔ (۳۳۷۸)
- * إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَأُصْنِعْ مَا شِئْتَ (جب حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر) (۳۳۸۳)
- * متکبر قیامت تک زمین میں دھنسا جا رہا ہے۔ (۳۳۸۵)
- * شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ (منافق) (۳۳۹۳)
- * إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ سے مراد حضور علیہ السلام کے قرابت دار ہیں۔ (۳۳۹۷)
- * غیر اب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کا گناہ۔ (۳۵۰۸-۳۵۰۹)
- * نام کی تاثیر غفار غفر اللہ له واسلم سالیہا اللہ و عصیة عصت اللہ و رسولہ (۳۵۱۳)
- * حبشیوں کو مسجد میں کھینے کی اجازت دے دی گئی۔ (۳۵۳۰)
- * حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا الفاظ بولنے سے روک دیا کہ وہ حضور علیہ السلام کے ثنا خواں تھے (اگرچہ انہوں نے واقعہ افک میں حصہ لیا) (۳۵۳۱)
- میں تو محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم):

کفار و مشرکین مکہ جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کرنا چاہتے تو حضور علیہ السلام کا اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ بولتے تھے کیونکہ کسی کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کہا جائے جس کا معنی ہے بہت تعریف کیا گیا اور پھر اس کی توہین بھی کی جائے تو یہ اپنے آپ کو جھٹلانے والی بات ہوئی چنانچہ وہ محمد کی بجائے مذمم بول کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے تھے اس پر نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتَوُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (۳۵۳۲)

کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالی اور لعنت کو مجھ سے کیسے پھیرتا ہے وہ مذمم کو گالی دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ہوں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اے میرے آقا! جب آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں کہ خدا بھی آپ کی تعریف فرماتا ہے اور ساری خدائی بھی تو پھر میں گناہ گار کیوں نہ آپ کا امتی ہونے پہ وجد میں آ کر کہوں:

بریں نازم کہ ہستم امت تو گناہ گارم و لیکن خوش نصیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عام فضائل کی تو حد ہی نہیں آپ کے خصوصی فضائل و امتیازات ہی اس قدر ہیں کہ مخلوق ان کو شمار نہیں کر سکتی جو کوئی بھی بیان کرتا ہے صرف حصول برکت کے لئے سمندر سے ایک قطرہ اور ریگستان سے ایک ذرہ کی مثل ہی بیان کر سکتا ہے:

لا یسکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
یہ بات ذہن سے کبھی نہیں نکلی چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق (انبیاء کرام، رسل عظام، عرش معلیٰ، کعبہ معظمہ، کتاب لفظی) سے افضل ہیں۔ دیکھو حضور علیہ السلام نے مکہ معظمہ چھوڑا وہاں سے ہجرت فرمائی تو مسلمانوں کا وہاں رہنا حرام کر دیا گیا (ان الذین توفهم الملائكة ظالمی انفسهم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض الله واسعة فتهاجرا فیها فاولئک ما واهم جہنم وساءت مصیراً۔ (النساء: ۹۷) دیکھئے اس آیت کا شان نزول حالانکہ کعبہ وہیں پر موجود تھا اور جب مکہ فتح ہو گیا تو تا قیامت وہاں رہنے کی اجازت مل گئی بلکہ رہنا ثواب ہو گیا کیونکہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں آ جاسکتے ہیں۔

دھر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات قائم ہے تیری ذات سے سارا نظام کائنات

حوالے

- * وفات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔ (۳۵۳۶)
- * امام حسن کی حضور علیہ السلام کے ساتھ مشابہت۔ (۳۵۳۲)
- * ابتداء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو سیدھا چھوڑتے تھے بعد میں مانگ نکالتے رہے۔ (۳۵۵۹)
- * حضور علیہ السلام نے کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہ لیا۔ (۳۵۶۰)
- * حضور علیہ السلام کھانے کو عیب نہیں لگاتے تھے۔ (۳۵۶۲)
- * آپ کلام فرماتے تو آپ کے الفاظ کو کوئی گننے والا ہوتا تو آسانی سے گن سکتا۔ (۳۵۶۷)
- * دو تین افراد کا کھانا ستر، اسی افراد نے پیٹ بھر کے کھالیا۔ (۳۵۷۸)
- * صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانا کھاتے وقت کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے تھے۔ (۳۵۶۹)
- * خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام۔
- (جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں) (۳۵۸۸)
- * عدی بن حاتم کو حضور علیہ السلام نے غیب کی تین باتیں بتائیں جو پوری ہوئیں۔ (۳۵۹۵)

تو دوزخی نہیں ہے:

سورۃ الحجرات کی آیت جس میں اہل ایمان کو حضور علیہ السلام سے آواز اونچی کرنے سے منع کیا گیا کا جب نزول ہوا تو حضرت ثابت بن قیس (جن کی آواز طبعاً اونچی تھی) گھر میں بیٹھ گئے۔ حضور علیہ السلام نے ان کے بارے میں پوچھا تو ایک شخص نے عرض کیا۔ میں اس کا حال معلوم کر کے آپ کو بتاؤں گا چنانچہ جب وہ حضرت ثابت کے پاس گیا فوجہ جالساً فی بیتہ منکسار اسہ تو ان کو اس حال میں پایا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکا کر بیٹھے ہوئے تھے اس شخص نے پوچھا: آپ کا کیا حال

ہے؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ رہے تھے) حضرت ثابت نے کہا: بہت برا حال ہے کیونکہ میں نے کئی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا کیا ہے لہذا میرے عمل ضائع ہو گئے اور میں دوزخی ہو گیا چنانچہ اس شخص نے ساری بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ عظیم خوشخبری سننے کے لئے دوبارہ حضرت ثابت کے پاس بھیجا کہ جا کر اس کو کہہ دے۔

إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ تو دوزخی نہیں بلکہ تو تو جنتی ہے۔ (۳۶۱۳)

حوالے

- * صحابی رضی اللہ عنہ کے قرآن پڑھنے پر سیکنہ نازل ہوئی۔ (۳۶۱۴)
- * حضور علیہ السلام کے گستاخ کو مرنے کے بعد زمین نے بھی قبول نہ کیا۔ (۳۶۱۷)
- * حضور کو نہ صرف اپنے وصال کا بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا بھی علم تھا۔ (۳۶۲۳)
- * سیدۃ نساء اهل الجنة (اونساء المومنین)
- * صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کی کعبہ پر اجارہ داری تسلیم نہ کی۔ امیہ بن خلف کو پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام نے میری موت کی خبر دی ہے تو بدر کے دن ڈر کے مارے گھر سے نہیں نکلتا تھا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے وہ ہو کر رہے گا چنانچہ ابو جہل اس کو زبردستی نکال کر لے گیا اور وہی ہوا جو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ (۳۶۳۲)
- * جبریل علیہ السلام کا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حاضر ہونا۔ (۳۶۳۳)
- * کافروں کے مطالبہ پر حضور علیہ السلام نے چاند شق کر دیا اور فرمایا گواہ ہو جاؤ۔ (۳۸۷۱۵۳۸۶۸، ۳۶۳۸۵۳۶۳۶)
- * اور یہ واقعہ رات کو ہوا (حاشیہ ص ۵۱۳)
- * حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حضرت عروہ مٹی کا سود بھی کرتے تو نفع ہی ہوتا۔ (۳۶۴۲)
- * قرآن پاک کی جامع آیت فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره۔ (۳۶۴۶)
- * اُثْبِتْ أَحَدٌ فَاثْبَاتًا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ۔ (اے احدرک جا تیرے اوپر ایک اللہ کا نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں) (۳۶۵۷)
- * حضور علیہ السلام نے ایک عورت سے فرمایا: اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آ جانا۔ (۳۶۵۹)
- * حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف فرمائی۔ (۳۶۷۲)
- * عقبہ بن ابی معیط نے نماز کی حالت میں حضور علیہ السلام کے گلے میں کپڑا ڈال کر دبایا۔ (۳۶۷۸)
- جو جس کے ساتھ محبت کرے گا قیامت کو اسی کے ساتھ ہوگا:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ

قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا: تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کیا اور تو کچھ تیاری نہیں صرف یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضرور رکھتا ہوں اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتَ (قیامت کو) تو اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ (دنیا میں) تو نے محبت کی۔ (حدیث نمبر ۱۵۳۷ میں یہ ہے کہ اس نے عرض کیا: مَا أَعَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صِيَامٍ وَلَا صَلَوةٍ وَلَا صَدَقَةٍ میں نے کوئی زیادہ روزے نمازیں اور صدقات نہیں کئے۔ ولکنی احب اللہ ورسولہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضرور کرتا ہوں) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کا یہ فرمان (انت مع من احببت) سن کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اور کسی چیز پر کبھی نہ ہوئی کیونکہ (انی احب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابا بکر و عمر و ارجوا ان اکون معهم بحبی ایلہم وان لم اعمل ببثل اعمالہم) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں) (۳۶۸۸)

حوالے

* ایک مصری نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تین اعتراض کئے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو منہ توڑ جواب دیئے۔ (۳۶۹۹)

* حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مفصل واقعہ حدیث (۳۷۰۰) میں دیکھئے۔

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی غربت اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سخاوت۔ (۳۷۰۸)

* سنۃ الرعاف یعنی نکسیر کا سال۔ (۳۷۱۷)

* حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فداک ابی و امی (۳۷۲۰)

* یہی الفاظ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے غزوہ احد میں فرمائے (میرے ماں باپ تیرے اوپر قربان) (۳۷۲۵)

* صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے درختوں کے پتے کھا کر جہاد کیا۔ (۳۷۲۸)

* حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا کر حضور علیہ السلام نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

اُحِبُّہُمَا فَاجِبْہُمَا۔ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔ (۳۷۳۷)

* حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد (علیہ الرحمۃ) کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لو راہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحبہ اگر اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو (اس کے باپ دادا اسامہ و زید رضی اللہ عنہما کی طرح) اس سے بھی محبت فرماتے۔ (۳۷۳۳)

* اسی روایت میں ہے کہ حضرت محمد بن اسامہ رضی اللہ عنہ کا نام سن کر فطاطا ابن عمرو تقریباً فی الارض

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سر جھکا دیا اور ہاتھوں سے زمین کو ٹھونکا۔

* حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا عراق والے احرام کی حالت میں چھرمارنے کا مسئلہ تو پوچھتے ہیں لیکن ابن بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (امام حسین رضی اللہ عنہ) کو قتل کرتے ہوئے ان کو مسئلہ یاد نہ آیا۔ (۳۷۵۳)

* حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و سہ کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ (۳۷۴۸)

* کیا اس سے بال سیاہ ہوتے تھے تفصیل حاشیہ (۵۳۰ و ۵۵۸ متن میں ملاحظہ فرمائیں)

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالا۔ (ابوبکر ہمارا سردار ہے جس نے ہمارے سردار بلال کو خرید کر آزاد کیا) (۳۷۵۴)

* معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کچھ نہ کہو کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما (۳۷۶۳)

* فقیہ کی غلطی نہ پکڑی جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان سے استنباط (۳۷۶۵)

(پارہ نمبر ۱۴ کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوتے ہیں)

ایثار ہو تو ایسا ہو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا (جس کو کھانا کھانے کی حاجت تھی) حضور علیہ السلام نے اپنے تمام گھروں سے پتہ کرایا (کہ کچھ کھانے کو ہے) فقلن ما معنا الا الماء۔ تمام ازواج مطہرات نے عرض کیا: ہمارے پاس پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کون ہے جو اس کی مہمانی کرے؟ انصار میں سے ایک صاحب (ابو طلحہ یا ثابت بن قیس بن شماس یا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم) کھڑے ہوئے اور عرض کیا: میں یہ کام کروں گا چنانچہ اس کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے فرمایا: اکر می ضیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور علیہ السلام کے مہمان کی خوب خدمت کر۔ بیوی نے عرض کیا ما عندنا الا قوت صبیان۔ ہمارے پاس تو بچوں کے کھانے کے سوا اور کچھ نہیں (مہمان کی خاطر داری کس چیز سے کریں گے؟) فرمایا:

هَيْتِي طَعَامِكَ وَأَصْبَحِي سِرَاجَكَ وَتَوَمِّي صَبِيَانِكَ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً۔ کھانا تیار کر، چراغ جلا اور جب رات کو بچے کھانا مانگیں تو کسی طرح ان کو سلا دینا۔ چنانچہ وفا شعار بیوی نے ایسا ہی کیا۔ کھانا تیار ہو گیا، چراغ روشن ہو گیا، بچوں کو اس نے سلا دیا (فَهَيَّئْتُ طَعَامَهَا وَأَصْبَحْتُ سِرَاجَهَا وَتَوَمَّيْتُ صَبِيَانَهَا) پھر اٹھی چراغ کی طرف یہ تاثر دیتے ہوئے کہ گویا چراغ کو ٹھیک کرنے لگی ہے اور چراغ کو بجھا دیا، دسترخوان بچھا دیا، کھانا لگا دیا اور مہمان کے ساتھ اندھیرے میں بیٹھ کر (منہ سے کھانا کھانے کی آواز نکالتے رہے) تاکہ مہمان سمجھے کہ گھر والے میرے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں (کیونکہ مہمان کے بغیر کھانا کھانا اہل عرب کی روایت کے خلاف تھا) پس اس طرح گھر والوں نے مہمان کا پیٹ تو بھر دیا اور خود بچوں سمیت خالی پیٹ رات

گزار لی اور جب صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ضَحِكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجَبَ مِنْ فَعَالِكُمَا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری رات کی کارروائی پر ہنسا یا فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس ایثار پر تعجب فرمایا (جیسا اس کے شایان شان ہے) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شَعْنَهُ فَإِنَّهُ يَفْلَحْهُنَّ (الحشر: ۹) اور وہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود فاقے سے ہوں اور جو بچا لیا گیا اپنی ذات کے بخل سے پس وہی کامیاب ہیں۔ (۳۷۹۸)

کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسیں یاد کر کے زویا کرتے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے اور کیا دیکھتے ہیں کہ وَهُمْ يَبْكُونَ۔ وہ سارے مل کر رو رہے ہیں انہوں نے پوچھا: مَا يُبْكِيكُمْ۔ کیوں رو رہے ہو؟ تو انصار نے جواباً کہا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا۔ حضور علیہ السلام کا ہمارے ساتھ بیٹھنا بس اسی چیز کو یاد کر کے رو رہے ہیں حضرت ابوبکر و عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یہ معاملہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آستانہ عالیہ سے اس حال میں باہر تشریف لائے کہ (مرض الوصال کی وجہ سے سرانور پر) چادر کے کنارے کی پٹی باندھی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ گر ہوئے اور یہ منبر پر جلوہ گر ہونا آپ کی ظاہری حیات کا آخری موقع تھا (اس کے بعد پھر منبر آپ کے وجود باوجود کوترستا ہی رہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اوصيكم بالانصار میں تمہیں وصیت کرتا ہوں (کہ میری اتنی بھی جدائی برداشت نہ کر کے میری محبت میں رونے والے میرے ان غلاموں) انصار کا خیال رکھنا کیونکہ یہ لوگ میرے لئے بمنزلہ معدہ و زنبیل کے ہیں (معدہ میں غذا جمع ہو کر پورے جسم کی نشوونما کا باعث بنتی ہے اور زنبیل میں اپنی پسندیدہ اشیاء رکھی جاتی ہیں گویا معدہ باطنی قوت کا مرکز ہے اور زنبیل ظاہری شان و شوکت کا اور یہی حال میرے نزدیک انصار کا ہے) اور (لیلۃ العقی) میں (جو انہوں نے میرے ساتھ (میری مدد و نصرت کا وعدہ کیا تھا) اپنا وہ وعدہ پورا کر دکھایا) اور جو ان پر واجب تھا وہ انہوں نے ادا کر دیا) فَأَقْبَلُوا مِنِّي مَحْسِنِينَ وَتَجَاوَزُوا عَنِّي مُسِيئَتَهُمْ۔ پس ان کے نیکوں کو (عزت و احترام کے ساتھ) قبول کرو اور لغزش کرنے والوں سے درگزر کرو۔ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ أَوْ جَسْ ثَوَابٍ کے وہ مستحق ہیں وہ اللہ کے ہاں ان کے لئے باقی ہے۔ (۳۷۹۹)

* اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ اٹھا۔ (۳۸۰۳)

* حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابی بن کعب سے سورۃ البینہ سنوں حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ فرمایا ہاں نام لیکر۔ یہ سن کر حضرت ابی رضی اللہ عنہ (جذبات میں

آگئے اور خوشی سے) رونے لگے۔ (۳۸۰۹)

دوجید صحابیوں کے صاحبزادوں کی گفتگو

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا جانتے ہو میرے باپ نے تیرے باپ سے کیا کہا تھا ابو بردہ نے نفی میں جواب دیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے باپ نے تیرے باپ سے کہا تھا کیا تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ ہم نے حضور علیہ السلام کے ساتھ (آپ کے دور میں) جو بھی نیکی کی اسلام لائے، ہجرت کی، جہاد کیا، یہ باقی رہیں اور جو عمل ہم نے حضور علیہ السلام کے بعد کئے وہ برابر ہو جائیں یعنی نہ ہمیں ان کی جزا ملے اور نہ پکڑ ہو۔ ابو بردہ کہتے ہیں میرے باپ نے جواباً کہا: ہم نے حضور علیہ السلام کے بعد کئی نیک کام کئے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے ہمارے ہاتھ پہ کئی لوگ مسلمان ہوئے ہم تو ان تمام نیکیوں کے ثواب کی امید رکھیں گے (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موقف قبول نہ کیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر اپنا موقف دہراتے ہوئے فرمایا میں تو یہی چاہتا ہوں تو ابو بردہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ان اباک واللہ خیر من ابی قسم بخدا تیرے والد میرے والد سے بہتر موقف رکھتے تھے۔ (ص ۵۵۷)

حوالے

- * حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ان کی وفات کے بعد بھی اس قدر محبت کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر غیرت آنے لگی۔ (۳۸۱۷)
- * چپ کا روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ (۳۸۳۳)
- * یوم الوشاح کیا ہے؟ (ایک عورت کی دردناک کہانی کا دن) (۳۸۳۵)
- * باپ دادا کی قسم اٹھانے سے منع فرمایا گیا۔ (۳۸۳۶)
- اور اس کا گناہ (بخاری صفحہ ۵۴۱ حاشیہ نمبر ۷ بعض فقہاء نے کفر لکھا ہے)۔

بہترین شعر کا ایک مصرعہ

کسی شاعر کی سب سے سچی بات لبید کا یہ شعر ہے۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

سنو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر شے باطل (فنا ہونے والی) ہے۔ (۳۸۴۱)

یہی معنی زیادہ مناسب لگتا ہے کیونکہ باطل کی ضد حق ہے اور صحیح بخاری کے حوالے سے یہ حدیث گزر چکی ہے الجنہ حق والنار حق و محمد حق..... کرمانی کے حوالے سے بخاری شریف کے ص ۵۴۱ حاشیہ ۱۳ پر یہی لکھا ہے۔ وقولہ باطل ای فان غیر ثابت فهو کقولہ تعالیٰ کل شیء هالک الا وجهہ۔

حوالے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہانت (کے عمل سے آنیوالی کاھن) کی مٹھائی بے خبری میں کھالی اور معلوم ہونے پر تے کر دی۔ (حالانکہ شرعاً آپ پر تے کرنا لازم نہ تھا) (۳۸۴۲)

* جھوٹی قسم کا وبال (ایک واقعہ) (۳۸۴۵)

* رجم کی سزا تو بندر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ (۳۸۴۹)

* بعثت بعمر چالیس سال، مکی زندگی بعد البعثہ تیرہ سال مدنی زندگی دس سال۔ (۳۸۵۱)

* دین کے راستے میں تکالیف کا ذکر (۳۸۵۲، ۳۸۶۷)

* ہڈی گو برو غیرہ سے طہارت نہ کرو۔ ہما من طعام الجن۔ (۳۸۶۰)

* كَانَ عَلِيًّا جَلَّادًا (بین السطور ص ۵۴۷ حدیث ۳۸۷۲)

* ابوطالب کے بارے میں فرمایا لولا انا لكان في الدرك الاسفل من النار اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے درجے میں ہوتے۔ (۳۸۸۳)

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت چھ سال اور رخصتی کے وقت نو سال تھی۔ (۳۸۹۶)

* واقعہ ہجرت اپنی تمام تر تفصیلات کے ساتھ۔ (۳۹۰۵)

* باب المعراج (ص ۵۴۸)

* کافر پر اعتبار کیا جاسکتا ہے استاجر رسول اللہ و ابوبکر رجلا من بنی الدیل (۳۹۰۵ ص ۵۵۴)

واقعہ ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے بارے میں پوچھنے والوں کو بتاتے ہذا الرجل یھدینی السبیل یہ وہ بندہ ہے جو مجھے راہ دکھا رہا ہے۔ (وہ سمجھتے زمینی راہ مراد لے رہے ہیں جبکہ آپ کا مطلب تھا خدا کی راہ اس کو توریۃ کلام کرنا کہتے ہیں) (۳۹۱۱)

* یہودیوں کا تعصب (ایضاً)

* حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رخسار پر بوسہ لے کر حال پوچھا۔ (۳۹۱۸)

* مرثیہ کا لفظ باب ۴۹ من کتاب مناقب الانصار باب من قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم

امض لاصحابی ہجرتھم و مرثیۃ لمن مات ببکۃ

* مواخاۃ مدینہ (۳۹۳۸)

غیر اللہ کی تعظیم

یہودیوں نے کہا: ہم عاشورا کا روزہ اس لئے رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس دن فرعون پر غلبہ دیا لہذا

نصومہ تعظیماً لہ ہم موسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کی وجہ سے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ غیر اللہ کی تعظیم شرک ہے چاہے وہ موسیٰ علیہ السلام ہوں یا یوم عاشورا بلکہ فرمایا نحن اولیٰ بموسیٰ منکم ثم امر بصومہ ہم موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حق دار ہیں پھر آپ نے اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (۳۹۴۳)

* غیر اللہ کو رب کہنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ انہ تداولہ بضعة عشر من رب الی رب (۳۹۴۶)

انہیں دس سے زیادہ آقاؤں (ربوں) نے ایک دوسرے سے خریدا۔

* حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کے درمیان کا فاصلہ چھ سو سال ہے۔ (۳۹۴۸)

(تم المجلد الاول من صحیح البخاری ویلیہ المجلد الثانی منہ) الحمد للہ آج یکم رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲ ستمبر ۲۰۰۸ء بوقت ظہر پہلی جلد (بخاری شریف کے پندرہ پاروں) کی منتخب احادیث مکمل ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دوسری جلد جو کہ کتاب المغازی سے شروع ہو رہی ہے کی منتخب احادیث کے حوالوں کو جمع کرنے میں بھی اسی طرح میری مدد فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ النبی الامین الکریم علیہ والہ واصحابہ وازواجه و اولیاء اُمت و علماء ملتہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

بخاری شریف دوسری جلد کے حوالہ جات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کی اس آیت ”الہ تر الی الذین بدلوا نعمہ اللہ“ کے متعلق ارشاد فرمایا: ہم کفار قریش، نعمت کے بدلے کفر اختیار کرنے والے کفار قریش ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور اہلوا قومہم دار البوار (اور انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر پہنچا دیا) قال النار یوم بدر۔ یعنی بدر کے دن انہوں نے اپنی قوم کو جہنم میں پہنچا دیا۔ (۳۹۷۷)

تو جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ تو اپنی نعمت کا چرچا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ واذکروا نعمت اللہ علیکم اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہو۔ واما بنعمۃ ربک فحدث اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کا ذکر خیر کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے اور آپ کے ذکر سے جی چرانا اس عظیم الشان نعمت کی ناقدری اور ناشکری کے مترادف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ہیں (قرآن مجید میں ہے: ذکر ارسولا) آپ اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہیں، اس کی رحمت بھی ہیں، (قل بفضل اللہ وبرحمۃہ۔ ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمۃہ) لہذا حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوگا تو یونہی سمجھو کہ ذکر خدا ہو رہا ہے، حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو تو خدا کی رحمت و نعمت کا ذکر ہوگا۔

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو حسن نمکین والا ہمارا نبی

حوالے

فرشتے بھی وہی افضل ہیں جو غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔ (۳۹۹۲)

* حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی قسمت کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر و عثمان رضی اللہ عنہما کو ان سے نکاح کرنے کی خود پیشکش کی لیکن تاخیر ہو گئی تا آنکہ حضور علیہ السلام نے پیغام نکاح بھیج دیا۔ (۴۰۰۵)

* حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بلا فدیہ رہائی کی سفارش پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: واللہ لاتذرون منہ درہما۔ بخدا ایک درہم بھی نہیں چھوڑو گے یعنی پورا پورا فدیہ لینا ہے۔ (۴۰۱۸)

- * بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام باب (۱۳) من کتاب المغازی (ص ۵۷۴)
- * مرتے وقت ابو جہل کا تکبر، کیا مجھ سے بڑا بندہ بھی کوئی مارا ہے اور کہا:
- فلو غیر اکار قتلتی۔ کاش کوئی اور مجھے قتل کرتا کسان قتل نہ کرتا۔ (۴۰۲۰)
- * حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بدری صحابہ کا وظیفہ بعد والوں سے زیادہ کیا۔ (۴۰۲۲)
- (بعد میں معلوم ہوا! ان کی فضیلت تو عظمت کے اعتبار سے ہے تب فرمایا:
- ولو استقبلت ما استدبرت لاسوی بین الناس۔ اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا جو بعد میں ہوا تو ان میں وظیفہ کے اعتبار سے برابری کر دیتا)
- * حضور علیہ السلام نے مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھی تو میرے دل میں اسلام کی عظمت بیٹھ گئی۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ (۴۰۲۳)
- * فتنہ کی نحوست کہ نیک لوگوں کو اٹھالیا جاتا ہے۔ (۴۰۲۴)
- * حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا تم قلیب بدر کے مرداروں کا فروں سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔
- ما انتم باسمع لما اقول منهم۔ (۴۰۲۶)
- * ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی فدک کے مطالبے کا ارادہ کیا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو روکا
- (فقلت لهن الا تتقین الله) (۴۰۲۴)
- فدک کا کنٹرول ہمیشہ اہل بیت کے ہاتھوں میں رہا حضرت علی، عباس، حسن، حسین، زین العابدین، حسن بن حسن، زید بن حسن۔ (رضی اللہ عنہم)
- وہی صدقہ رسول اللہ حقاً۔ ایضاً۔
- جنت سے اتنی سی دیر بھی جدائی برداشت نہیں:

* حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ احد کے دن ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (جن کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں) عرض کیا: ارایت ان قتلت فاین انا؟ اگر میں قتل ہو جاؤں تو (قتل ہونے کے بعد میں) کہاں ہوں گا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: فی الجنة تو جنت میں جائے گا۔ فالقی تدرات فی یدہ ثم قاتل حتی قتل (اتنی بات سننے کی دیر تھی کہ) انہوں نے اپنے ہاتھ کی کھجوروں کو زمین پر پھینکا اور قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (۴۰۳۶)

اسی غزوہ کی بات ہے کہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جو کہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور اس کا ان کو ہمیشہ افسوس رہا کہنے لگے! میں پہلے قتال میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تو شامل نہ ہو سکا اگر اب مجھے موقع ملے گا تو اللہ تعالیٰ میرے

بارے میں لوگوں کو دکھائے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ یوم احد جب اہل اسلام میں بے چینی کا ماحول پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اللھم انی اعتذر الیک مبا صنع هولاء یعنی المسلمین و ابرا الیک مبا جاء به البشر کون اے اللہ جو کچھ مسلمانوں نے کیا میں تیری بارگاہ میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں اور مشرکین کی طرف سے جو کچھ ہوا میں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں، پھر تلوار لے کر آگے بڑھے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے یا سعد انی اجد ریح الجنة دون احد اے سعد میں احد کے اس پار جنت کی خوشبو پارہا ہوں۔ میدان میں گئے اور اس جرات کے ساتھ لڑے کہ اتنی سے زیادہ زخم آئے، ان کی بہن نے ان کے جسم پر تل کے نشان سے یا انگلیوں کے پوروں سے ان کی لاش کو پہچانا۔

(۴۰۴۸)

* شراب کے حرام ہونے سے پہلے احد کے دن کچھ لوگوں نے شراب پی پھر احد کی لڑائی میں جام شہادت بھی پی لیا۔

(۵۸۹ ص)

* حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا لایا گیا تو دو رنبوت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کی تنگی، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت اور ان کو کفن کے لئے پورا کپڑا نہ ملنے کا ذکر کیا پھر اپنے اوپر دنیا کی وسعت کی بات کر کے روتے رہے اور کھانا نہ کھایا۔ (ایضاً)

* مدینہ طیبہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے کہا تنفی النار خبث الفضة جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو مٹا دیتی ہے۔

(۴۰۵۰)

غزوہ احد میں حضور علیہ السلام کے باڈی گارڈ:

* حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَعَهُ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيْضُ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ. (۱۰۰۴)

میں نے احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو شخصوں کو دیکھا کہ وہ حضور علیہ السلام کے دفاع کے لئے کافروں کے ساتھ لڑ رہے تھے دونوں نے سفید رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے اور انہوں نے ایسا قتال کیا کہ نہ اس سے پہلے میں نے کبھی ایسی لڑائی دیکھی اور نہ اس کے بعد (کرمانی میں ہے کہ یہ دونوں فرشتے تھے وفی التو شیخ زاد مسلم یعنی جبریل و میکائیل، بخاری شریف حاشیہ ۱۴، ص ۵۸۰)

حوالے

* حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِذِم فِدَاكَ اَبِي وَ اُمِّي کافروں کو تیرا میرے ماں باپ تجھ

پہ قربان (۴۰۵۷)

* حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اور کسی کے بارے میں میں نے نہیں سنا کہ حضور علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہو سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے (۴۰۵۹)

* احد کے دن ابلیس کی چیخ و پکار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ کی اہل اسلام کے ہاتھوں شہادت۔ (۴۰۶۵)

* حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی نے کہا: اَنْشُدْكَ بِحُرْمَةِ هَذَا الْبَيْتِ۔ اس گھر کی عزت کا واسطہ اور آپ نے نہ روکا (۴۰۶۶) لہذا حرمت فلاں کہنا جائز ہے

* حضور علیہ السلام کا دانت مبارک شہید کرنے والے کی اولاد کا وہ دانت نہیں ہوتا۔ (ص ۵۸۳ حاشیہ ۱۲)

* حضور علیہ السلام نے اپنے دندان مقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اَشْتَدُّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ اللَّهُكَ غَضَبَ اس قَوْمٍ بِرَشْدٍ يَدُوهُ كَيْفَا جَسَ نَ اِپْنِ نَبِي كَ سَا تَه (اِیَا) کِیَا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس کو کسی نبی علیہ السلام نے قتل کیا اس پر بھی اللہ کا غضب شدید ہوا اور جس نے کسی نبی علیہ السلام کے چہرے کو خون سے رنگین کیا اس پر بھی اللہ کا غضب شدید ہوا۔ (۴۰۷۸، ۴۰۷۳)

غزوہ احزاب کی چند یادیں:

* حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی مگر سارا لشکر سیر ہو گیا اور کھانا اسی طرح ہی رہا حالانکہ کھانے والے ایک ہزار تھے۔ (۴۱۰۲)

* حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب خندق چھٹ گیا (یعنی مسلمانوں کو عزت مل گئی اور مد مقابل ذلیل و رسوا ہو گئے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا:

اَلْاَنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَصِيْرُ اِلَيْهِمْ۔ اب ہم ان پر حملہ کریں گے وہ ہم پر نہیں کر سکیں گے ہم خود ان کی طرف جائیں گے۔ (۴۱۱۰)

* آپ نے فرمایا: مَلَأَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہماری عصر کی نماز قضا کر دی (خلاصہ) (۴۱۱۱)

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے مندرجہ ذیل الفاظ موتیوں کی لڑی بن کر نکل رہے تھے۔

لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ اَعَزُّ جُنْدُهُ، وَنَصْرَ عَبْدُهُ، وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ۔ (۴۱۱۳)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس نے اپنے لشکر کو غلبہ دیا اپنے بندہ خاص (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد فرمائی، اس نے اکیلے ہی تمام گروہوں (احزاب) کو عبرتناک شکست سے ہمکنار فرمایا، پس اس کے بعد کچھ نہیں۔

حوالے

* فتنے کا اندیشہ ہو تو سچی بات کرنے سے بھی خاموشی اختیار کی جاسکتی ہے

فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تَفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ (۴۱۰۸)

* غزوہ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سواریاں نہ تھیں چلتے چلتے پاؤں پھٹ گئے، ناخن جھڑ گئے اور پاؤں پر کپڑوں کے ٹکڑے باندھ کر سفر کرتے رہے (رقاع رقعہ کی جمع ہے ٹکڑے کو کہتے ہیں اسی سے خط رقعہ ہے جو ٹکڑوں کی صورت میں لکھا جاتا ہے) (۴۱۲۸)

* واقعہ حرہ میں ایک ہزار عورت خاوند کے بغیر حاملہ ہوئی، سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

(ص ۵۹۹ حاشیہ نمبر ۱۰-۱۱)

* فتح مبین صلح حدیبیہ کو کہا گیا ہے (۴۱۷۲)

* معاہدہ کی پاسداری کرتے ہوئے ابو جندل کو حدیبیہ کے مقام پر کفار کے حوالے کر دیا گیا۔ (۴۱۸۰-۸۱)
(پارہ نمبر ۱۶ کی منتخب احادیث کے حوالہ جات مکمل ہوئے)

تیری ”دعا“ حلیف قضا و قدر کی ہے:

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے خیبر کی طرف جاتے ہوئے رات کے وقت خوبصورت اشعار کہے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا: کون ہے شعر کہنے والا عرض کیا گیا عامر بن اکوع ہے۔ قال یرحمہ اللہ۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے الفاظ سن کر کہا وجبت یا نبی اللہ! حضور اس کے لئے تو (شہادت) واجب ہو گئی، ایسا کیوں نہ کہا کہ اسے روکتے (ابھی شہید نہ ہونے دیتے) ہم مل کر یہود کا محاصرہ کرتے پھر ہمیں ان پر فتح حاصل ہوتی۔ (۴۱۹۶)

تمہارے منہ سے جو نکلی بات وہ بات ہو کہ رہی جو ذن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کہ رہی

حوالے

* حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے زخم پر حضور علیہ السلام نے تھتھکارا تو درد ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ فنفت فیہ ثلاث

نفثات فما اشتکیتھا حتی الساعة (۴۲۰۶) النفثات جمع نفثۃ وہی فوق النفخ دون الثقل (یعنی تھتھکارنا) جبکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کو باقاعدہ لعاب دھن سے نوازا گیا فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عینیہ ودعا لہ فبرأ حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاه الراية (۴۲۱۰)

* حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے میں تاخیر کیوں کی اور پھر کیوں بیعت

کر لی؟ (۴۲۲۰-۲۱)

* حضور علیہ السلام نے لکھا ہذا ما قاضی محمد بن عبد اللہ (راوی کا یہ کہنا کہ آپ کی لکھائی اتنی اچھی نہ تھی یہ راوی کی ذاتی رائے ہو سکتی ہے) (۳۲۵۱)

* غزوہ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جسم پر نوے سے زیادہ نیزوں اور تیروں کے نشانات تھے۔ (۳۲۶۱)

* اسی غزوہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صُفِيحَةٌ يَمَانِيَّةٌ فرمایا: آخر میں صرف ایک چوڑی تلوار یعنی میرے ہاتھ میں رہ گئی۔ (۳۲۶۲)

کیا تم ایسے ہی ہو؟

* حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ان کی بہن عمرہ نے (سمجھا کہ فوت ہو گئے ہیں اور) رونا شروع کر دیا (ان کے بارے میں مبالغہ سے کام لینے لگیں) واجبلاہ واكذا واكذا ہائے پہاڑ ہائے ایسے ہائے ایسے یعنی ان کی خوبیاں گننے لگیں۔ جب ان کو افاقہ ہوا اور بے ہوشی سے واپس آئے تو بہن کو فرمایا:

مَا قُلْتُ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي أَنْتَ كَذَلِكَ (۳۲۶۷)

تو جب بھی کچھ کہتی تھی تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا کیا تو ایسا ہی ہے (جیسا تیری بہن کہہ رہی ہے) بھائی کی اس بات کا بہن پر اتنا اثر ہوا کہ فلما مات لم تبك عليه جب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ بالکل نہ روئیں۔ (۳۲۶۸)

اے اسامہ: تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کو قتل کر دیا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہمیں حضور علیہ السلام نے (جہینہ کی ایک شاخ) حرقہ (جس نے ایک قوم کو بڑی بے دردی کے ساتھ جلا دیا تھا اس لیے ان کا یہ نام ہوا) کی طرف بھیجا چنانچہ ہم صبح کے وقت ہی ان کے پاس پہنچ گئے اور انہیں شکست دی پھر مجھے اور ایک انصاری ساتھی کو اس قوم میں سے ایک شخص ملا جب ہم نے اس کو گھیرے میں لے لیا تو اس نے لا الہ الا اللہ پڑھنا شروع کر دیا۔ انصاری نے تو اس سے ہاتھ روک لیا لیکن میں نے (یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ ڈر کی وجہ سے کلمہ پڑھ رہا ہے) اس کو نیزہ مار کر قتل کر دیا جب ہم حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:

يَا أُسَامَةُ أَقْتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. (۳۲۶۹)

اے اسامہ تو نے اس کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا حضور وہ جان بچانے کے لئے لا الہ الا اللہ پڑھ رہا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے جا رہے تھے کہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اس کو نہ چھوڑا۔

یہاں تک کہ میں تمنا کرنے لگا کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا (کہ اتنا بڑا گناہ حالت اسلام میں مجھ سے ہو گیا ہے جس نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تڑپا دیا ہے) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین غلام ہیں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نو سریوں (لشکروں) میں شریک ہوا۔ ان نو میں کبھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم پر امیر بنے اور کبھی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما۔ (۴۲۷۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وانہ احب الناس۔ اسامہ مجھے تمام لوگوں سے محبوب تر ہے۔ (۴۳۶۸) اور جب کسی بہت ہی پیارے سے غلطی ہوتی ہے تو اس کا صدمہ بھی کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح کے ایک واقعہ پر فرمایا ہلا شقت قلبہ (جب کہا گیا یا رسول اللہ اس نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا تھا) کیوں نہ تو نے اس کا دل پھاڑ (کردیکھ) لیا؟ مسلم شریف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیف تصنع بلا الہ الا اللہ یوم القیمة قالہ مرارا۔ قیامت کے دن جو اس نے لا الہ الا اللہ پڑھا تھا جب وہ کلمہ آئے گا تو اس کے ساتھ تو کیا معاملہ کرے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۹۹)

حوالے

* اسی طرح کے ایک واقعہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اللہم انی ابرأ الیک مما صنع خالد مرتین۔ اے اللہ جو کچھ خالد نے کہا میں اس سے اپنی برات کا اظہار کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ دو مرتبہ دہرائے۔ (۴۳۳۹)

* مکہ مکرمہ رمضان شریف میں فتح ہوا۔ (۴۳۵۷)

* واقعہ فتح مکہ (۴۳۸۰)

* فتح مکہ کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام کی طرف آنے لگے۔ (۴۳۰۲)

ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔

تو حدود اللہ میں رعایت کی بات کرتا ہے؟:

* عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں غزوہ فتح مکہ کے موقع پر ایک عورت نے چوری کی اس کی قوم (سزاسے) گھبرا کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی کہ ہماری سفارش کریں جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ (غضب شدید کی وجہ سے) بدل گیا اور فرمایا: اَتُکَلِّمُنِیْ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ۔ (۴۳۰۳)

کیا تم اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں میں سے ایک سزا کے بارے میں میرے پاس سفارش لے کر آئے ہو۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیے۔ جب دن کا پچھلا حصہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

سن لو! تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہو گئے کہ جب کوئی شریف (امیر، معزز) چوری کرتا تو اس کو (معاف کرتے ہوئے) چھوڑ دیا جاتا اور کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دی جاتی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے لو! اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا! اگر (بفرض محال) میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹوں گا۔ پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا اس کے بعد اس نے بڑی عمدہ توبہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ میرے پاس آئی تھی تو میں اس کی حاجت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتی تھی۔

* حنین میں بارہ ہزار مسلمان تھے جبکہ کافر صرف چار ہزار تھے۔ (حاشیہ نمبر ۵، ص ۶۱۷)

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقام جعرانہ پر جو مکہ و مدینہ کے درمیان ہے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور حضور علیہ السلام کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے اتنے میں ایک اعرابی آنکلا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: آپ نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے بشارت ہو، اس نے کہا (زبانی کلامی) بشارتیں بہت ہو چکیں (اب کچھ مال بھی دیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا (طنزیہ) جواب سن کر ایسے ہو گئے جیسے غضبناک ہوں پھر ابو موسیٰ و بلال رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: رَدَّ الْبَشْرَى فَاَقْبَلَا اَتَيْتُمَا۔ اس نے تو بشارت ٹھکرا دی ہے تم دونوں قبول کر لو۔ چنانچہ دونوں نے عرض کیا: ہم نے آپ کی بشارت قبول کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ دھویا اور اس میں کلی فرمائی پھر فرمایا اس میں سے تم دونوں پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو اور تمہیں (پھر) بشارت ہو چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (جو چھپ کر دیکھ رہی تھیں) نے پردے کے پیچھے سے آواز دی اَنَّ اَفْضَلًا لِاِقْكُمَا۔ اپنی ماں کے لئے بھی بچانا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کچھ بچالیا۔ (۴۳۱۸)

”اللہ رسول کا احسان ہے“ کہنا جائز ہے

۔ ایمان ملا اُن کے صدقے قرآن ملا اُن کے صدقے رحمان ملا ان کے صدقے وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور انصار نے محسوس کیا کہ ہمیں مال نہیں دیا گیا تو حضور علیہ السلام نے خطبہ میں ان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلایا۔ اترضون ان يذهب الناس بالشاة والبعير و تذهبون بالنبي الى رحالكُم۔ (۴۳۲۰) کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکری و اونٹ لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے گھروں میں لے کر جاؤ۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت قبول کرنے کا یہی مطلب ہے کہ وہ خوش نصیب اللہ کے رسول کو اپنے گھر لے کر جا رہا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کو قبول کرتا ہے۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو فرمایا: يا معشر الانصار الم اجدكم ضللا فهداكم الله بي۔ اے گروہ انصار کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا تو اللہ نے

میرے ذریعے تمہیں ہدایت دی۔ وکنتم متفرقین فالفکم اللہ بی۔ اور کیا تم لوگ بکھرے ہوئے نہیں تھے پس میری وجہ سے اللہ نے تم کو اکٹھا کر دیا۔ وعالة فاغناکم اللہ بی اور کیا تم لوگ کنگال نہیں تھے پھر میری وجہ سے اللہ نے تمہیں مالدار کر دیا۔ کلما قال شیئاً قالوا اللہ ورسولہ امن۔ حضور علیہ السلام جو کچھ بھی فرماتے انصار جواب میں عرض کرتے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ احسان فرمانے والے ہیں۔ معلوم ہوا اہل ایمان کے لئے یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ اور رسول کا احسان ہے اور یہ کہ ہمیں ہر نعمت اللہ کے رسول کے ذریعے حاصل ہوئی ہے۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
اطاعت و فرمانبرداری بھلائی کے کاموں میں ہے:

* حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا جس پر انصار میں سے ایک صاحب کو امیر مقرر فرمایا اور سریہ کے تمام شرکاء کو اطاعت امیر کا حکم دیا، امیر لشکر کسی وجہ سے ناراض ہو گئے اور ساتھیوں سے کہا: کیا تمہیں حضور علیہ السلام نے میری اطاعت کا حکم نہیں دیا انہوں نے کہا کیوں نہیں، کہا: میرا حکم ہے لکڑیاں اکٹھی کرو، آگ جلاؤ اور اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ لکڑیاں اکٹھی کی گئیں آگ جلادی گئی کچھ لوگوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ بھی کر لیا لیکن باقیوں نے انہیں ایسا نہ کرنے دیا اور کہا:

فَدَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ۔ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آگ سے بچنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں نہ کہ آگ میں جلنے کے لئے۔ جب آگ بجھ گئی امیر کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچی تو آپ نے فرمایا:

لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ۔ (۴۳۴۰)

اگر یہ لوگ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک آگ میں ہی رہتے فرمانبرداری صرف اچھے کاموں میں ہے۔

یاد رہے! صرف امیر ہی نہیں والدین ہوں، اساتذہ ہوں، یا پیر وغیرہ کوئی بھی شریعت کی مخالفت کا حکم دے تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی کیونکہ شریعت کی پیروی کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے اور اللہ و رسول کے مقابلہ میں کسی کے حکم کی کوئی حیثیت نہیں۔ بعض نوجوان اپنے چہروں پر داڑھی سجانا چاہتے ہیں تو والدین روک دیتے ہیں ایسے والدین کو خوف خدا سے کام لینا چاہئے اور منع کرنے کی بجائے اجازت دینی چاہئے اور اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اولاد کے دل میں ایسا جذبہ پیدا ہوا ہے تاکہ آگے جا کر اولاد کے ہاتھوں والدین کو راحت نصیب ہو۔

* حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس وقت تک سواری سے نہیں اتروں گا جب تک کہ اس مرتد کو قتل نہ کر دیا جائے۔ فامر بہ فقتل۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا (۴۳۴۱-۴۳۴۲)

گستاخ رسول کی ظاہری علامات

* فَقَامَ رَجُلٌ غَامِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثَّ اللَّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَوَّرُ الْأَذَارِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ (۳۳۵۱)

بوجھو تو جانیں؟ یہ کون سا جانور ہے؟ سنو سنو! یہ ہے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذوالخویصرہ جس نے حضور علیہ السلام سے کہا اتق اللہ اللہ سے ڈریے، انصاف کیجیے۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اللہ سے نہیں ڈروں گا تو کون ڈرے گا اور اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا الا تامنونی وانا امین من فی السماء کیا تم مجھ پر اعتماد نہیں کرتے ہو حالانکہ میں تو اپنے رب کا معتمد علیہ ہوں اور میرے پاس دن رات آسمان سے خبریں آتی ہیں فرمایا: اس کی صلب سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن بہت عمدہ پڑھیں گے مگر گلے کے اوپر اوپر سے پڑھیں گے اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

باقی باتیں تو خیر چھوڑیے ایک بڑی نشانی یاد رکھئے کہ اس قدر عبادت و ریاضت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کریں گے۔ بظاہر دیکھنے میں ایسا لگتا ہے کہ اس نے یہی تو کہا تھا اللہ سے ڈریے، عدل کیجیے اور یہ تو اچھے کام کے بارے میں کہا جا رہا ہے اس میں کون سی گستاخی ہے پھر اس قدر ناراضگی کا اظہار کیوں؟ کہ لئن ادرکتہم لا قتلنہم قتل ثمود اگر میں اس کی اولاد کو پالوں تو قوم ثمود کی طرح قتل کر دوں۔ تو اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے بہت بڑے عالم کو کوئی کہہ دے ”شرم کیجیے“ حالانکہ شرم و حیاء تو ایمان کا حصہ ہے تو بتائیے یہ گستاخی ہوگی یا نہ ہوگی؟ دیگر علامات بخاری شریف کے دیگر مقامات پر ملاحظہ ہوں جن مقامات کی نشاندہی حدیث (۳۳۳۳) میں کر دی گئی ہے۔

* یمن میں رہنے والے نے حضور علیہ السلام کے وصال کی خبر سنا دی۔ (۳۳۵۹)

* صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں محفل قرأت، سورۃ مریم کی پچاس آیات پڑھی گئیں اور ”قدا حسن“ کے الفاظ سے داد دی گئی۔ (۳۳۹۱)

(پارہ نمبر ۷ کی منتخب احادیث کے حوالہ جات مکمل ہوتے ہیں۔ پارہ نمبر ۸ باب حجۃ الوداع سے شروع ہو رہا ہے)

کعبہ کے اندر کعبے کا کعبہ (صلی اللہ علیہ وسلم):

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھائے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کی معیت میں کعبہ کے پاس تشریف لائے۔ بیت اللہ شریف کے پاس اونٹنی کو بٹھایا حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے چابی لی، دروازہ کھولا اور بیت اللہ شریف میں داخل ہو گئے۔ یہ تینوں حضرات بھی آپ کے ساتھ تھے، دروازہ بند کر لیا گیا اور دن کا طویل حصہ آپ کعبہ کے اندر رہے۔ دوستوں کے درمیان نماز ادا فرمائی۔ (۳۴۰۰)

* خطبہ حجۃ الوداع (۴۴۰۶)

وسعتِ ظرفی کی ایک مثال

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حلق فی حجة الوداع. حجۃ الوداع میں حضور علیہ السلام نے حلق کروایا جبکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حلق اور بعض نے قصر کروایا۔ (۴۴۱۱-۱۰)

جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں حلق کرایا انہوں نے قصر کروانے والوں کو ملامت وغیرہ نہ کی، لہذا کسی ایک پیر کے مریدین میں سے کچھ اگر لباس تو پہنیں مگر پیر صاحب جیسا نہ پہنیں یا کسی جماعت کے لوگ اپنے امیر جیسی ٹوپی پگڑی وغیرہ نہ پہن سکیں تو دوسروں کو اتنی سی بات پر انہیں کو سنا نہیں چاہیے جو کام محض جائز ہو اس کا کرنا نہ کرنا مباح ہے وسعتِ ظرفی سے کام لیتے ہوئے اس طرح کی چھوٹی باتیں برداشت کر لینی چاہئیں۔

حوالے

* حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا غزوہ تبوک میں نہ جانا اور ان کی توبہ کا واقعہ و علی الثلثة الذین خلفوا (۴۴۱۸)

* لن یفلح قوم دلو امرہم امرأة وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنے امور عورت کے سپرد کر دیئے۔ (۴۴۲۵)

* خیبر میں زہر آلود گوشت کھانے کا اثر وفات تک قائم رہا۔ (۴۴۲۸) (تاکہ شہادت کی خواہش پوری ہو جائے)

* معوذتین کے ساتھ اپنے آپ کو دم کرنا۔ (۴۴۳۹)

* حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کا فیصلہ نہ فرمایا تھا (خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اقرار) (۴۴۴۷، ۴۴۵۸)

* منع کرنے کے باوجود بھی حضور کو مرض الموت میں ذوائی کھلا دی گئی۔ (۴۴۵۸)

* حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا حضور علیہ السلام کے وصال پر غم سے نڈھال ہونا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہنا تم نے کیسے گوارا کر لیا کہ اللہ کے رسول پر مٹی ڈال دی۔ (۴۴۶۲) یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراب۔

* غزوات کی تعداد میں اختلاف کہیں نو کا ذکر (۴۴۷۱)

* کہیں سولہ کا ذکر (۴۴۷۳) (انہیں تیس اور ستائیس کا ذکر بھی ہے)

(اس کے بعد کتاب التفسیر کا آغاز ہو رہا ہے)

اللہ اور اس کے رسول کا بلاوا:

حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مسجد میں نماز کے اندر مصروف تھا کہ حضور علیہ السلام نے مجھے بلایا تو میں نماز کی وجہ سے فوراً حاضر نہ ہو سکا اور اپنی مجبوری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کر دی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ. (۴۷:۴)

کیا اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید سورۃ انفال میں) فرمایا نہیں دیا کہ اللہ اور رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائے۔

بلائے اس لئے ترجمہ کیا ہے کہ دعا واحد کا صیغہ ہے حالانکہ پیچھے دو کا ذکر ہے تو آگے واحد کا صیغہ لانے کا مطلب یہ ہے کہ بلائے والی ذاتیں اگرچہ دو ہیں مگر ان کا بلاوا ایک ہے۔ رسول اللہ کا بلاوا اللہ کا بلاوا ہے اور اللہ کا بلاوا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاوا ہے۔ بلکہ اللہ بھی جس کو بلاتا ہے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہی بلاتا ہے اور پھر اس کو اپنا بلانا قرار دیتا ہے۔ جیسے: من يطع الرسول فقد اطاع الله۔ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی اور جیسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اللہ کی بیعت، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رمی اللہ کی رمی وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى۔ ان الذين يبایعونك انما يبایعون الله۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اللہ کی رضا واللہ ورسوله احق ان يرضوه۔

مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بلائیں تو اس پر واجب ہے کہ فوراً حاضر خدمت ہو اگرچہ جتنا بھی چلنا پڑے، بات چیت ہوتی رہے جتنی دیر بھی گزر جائے نماز وہیں پر قائم ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں واپس جائے اور نماز وہیں سے شروع کر لے جہاں پر چھوڑی تھی یہ حضور علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے کہ اس امتی کی نماز میں کوئی فرق و خلل نہ آئے گا۔ (کئی لوگ بڑے عجیب عقیدے کے مالک ہیں اور ان کی نماز اتنی کمزور ہے کہ صرف حضور علیہ السلام کا خیال آنے سے ہی نماز خراب ہو جاتی ہے ان کی سوچ کس قدر بیمار ہے) ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ۔ حدیث کے اگلے حصے میں حضور علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہی اعظم سورة من القران۔ سورۃ فاتحہ قرآن مجید کی تمام سورتوں میں سے عظیم تر سورۃ ہے۔

حوالے

* نماز میں آمین آہستہ کہنے کا ثواب کہ اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ فمن وافق قوله قول الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه. (۴۷:۵)

* حدیث شفاعت (۴۷:۶) دوزخ میں صرف وہی باقی رہ جائیں گے کہ جن کے بارے میں خلدین فیہا فرمایا گیا۔

* الْكِبَاءُ مِنَ النَّيِّ وَمَاءُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ (۴۷:۸) کھمب یا سانپ کی چھتری (برسات میں اگنے والا سفید رنگ کا

ایک چھوٹا سا پودا چھتری کی مثل (من و سلویٰ) سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے۔

* یَسْتَفْتِحُونَ کا معنی یَسْتَنْصِرُونَ۔ (باب ۲ من کتاب التفسیر ص ۶۳۳)

* جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کا معنی اللہ کا بندہ عبد اللہ (باب نمبر ۶ ص ۶۳۳)

* سب سے بڑے قاضی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان (۳۳۸۱)

* قرآن پاک میں ناسخ منسوخ نہ ماننے والا بڑا قاری ہونے کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی معتبر نہ تھا۔ (۳۳۸۱)

* تورات کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ کہو قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ۔ (۳۳۸۵)

* وَعَلَى الَّذِينَ يَطِيقُونَهُ مَنْسُوخٌ نَحْمِیْ بلکہ اس سے بوڑھے لوگ مراد ہیں جو روزے نہیں رکھ سکتے فدیہ ادا کر دیں۔ (۳۵۰۵)

* اپنی بیوی سے وطی فی الدبر کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا موقف (۳۵۲۷) فحی کے بعد بیاض ہے ای فی الدبر (ص ۶۳۹)

* مَنْسُوخٌ آیت کو قرآن میں لکھنے کی حکمت (۳۵۳۰)

* وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانَتِیْنِ کے نزول پر نماز میں کلام کرنا بند ہوا۔ (۳۵۳۳)

* الیَمِیْنِ عَلَى الْمَدْعَى عَلَیْهِ۔

قسم اس پر ہے جس پر دعویٰ کیا گیا (منکر) (۳۵۵۲)

* رَجْمٌ كِی سزا کا ذکر تورات میں بھی ہے۔ (۳۵۵۶)

* حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ابراہیم علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کا وظیفہ۔ (۳۵۶۳)

* كَسَى كَامَالًا بَاطِلٌ طریقے سے ہڑپ کرنا، جھوٹی قسم اٹھا کر کوئی چیز بیچنا یہ ہے

وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا۔ اور یشترون بعهد اللہ وایمانہم ثمنًا قلیلًا۔ (ص ۶۵۲ کتاب التفسیر میں ہر جگہ یہی مفہوم بیان ہوا ہے)

* ہر نبی علیہ السلام کو دنیا میں رہنے اور دنیا سے جانے کا اختیار دیا گیا۔ (۳۵۸۶)

* الرَّجْمُ لِلثَّيْبِ وَالْجَلْدُ لِلْكَبِيرِ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما (ص ۶۵۷)

(رجم شادی شدہ کے لیے اور کوڑے غیر شادی شدہ کے لئے)

* وَحَى إِلَهِی كَابُوجْجٍ کہ یوں لگا جیسے میری ران ٹوٹ رہی ہے۔ (۳۵۹۲)

* یَمِیْنٌ لِّغُوجِیْسٍ كَا یَہ کہنالا وَاللَّهِ وَبَلَى وَاللَّهِ (۳۶۱۳)

- * صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خُصی ہونے کی اجازت چاہی۔ (۴۶۱۵)
- * منافقین حضور علیہ السلام سے استہزأ سوال کرتے۔ (۴۶۲۲)
- * مُتَوَقِّئِكَ کا معنی مُؤَيِّتُكَ ہے۔ (ص ۶۶۵)
- * لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ (۴۶۲۷) (اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں)
- * مطر کا لفظ قرآن مجید میں عذاب کے لئے ہی آیا ہے۔ (ص ۶۶۹)
- (پارہ نمبر ۱۸ کی منتخب احادیث کے حوالے تمام ہوئے)
- * ذُو عِلْمٍ کا معنی ہے عامل بہا علم (ص ۶۷۹ سطر نمبر ۱) (جو علم پر عمل کرے)
- * نعمة اللہ کا معنی ہے اللہ کی نعمتیں اور اس کے دن (ص ۶۸۱)
- * حضرت نوح علیہ السلام کس معنی میں پہلے رسول ہیں؟ (ص ۶۸۵ حاشیہ نمبر ۲)
- * وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین قرآن سن کر گالیاں دیا کرتے تھے۔ (۴۷۲۲)
- * آب حَيَوةٍ کا ذکر۔ (۴۷۲۷) لَا يُصِيبُ مِنْ مَّائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيٌّ۔
- * لَكِنَّا سورة کہف میں جو ہے اس کا معنی ہے لکن انا۔ (ص ۶۸۷)
- * فرقہ حروریہ (ص ۶۹۰، آخری سطر، حدیث ۴۷۲۸)
- * موٹا بندہ جس کا وزن قیامت کے دن مچھر کے برابر بھی نہ ہوگا۔ (ص ۶۹۱، ۴۷۳۹)
- * رجم کا معنی گالی دینا لَارْجُمَنَّكَ کا معنی ہے لَا شَتْمَنَّكَ (ص ۶۹۱، سطر ۹)

جب موت کو بھی مار دیا جائے گا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز قیامت موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا پھر ایک پکارنے والا اہل جنت کو پکارے گا، اے جنت والو! اہل جنت سراٹھا کر دیکھیں گے تو منادی انہیں کہے گا کیا تم اس (مینڈھے) کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں پہچانتے ہیں یہ موت ہے اور سب جنت والے اس کو اچھی طرح سے دیکھ لیں گے پھر اس طرح دوزخیوں سے سوال کیا جائے گا اور وہ بھی وہی جواب دیں گے جو اہل جنت نے دیا ہے اور وہ بھی اچھی طرح دیکھ لیں گے پھر اس مینڈھے کو ذبح کر دیا جائے گا اور منادی کہے گا

يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ

اے جنتیو! جنت میں ہمیشہ رہو تمہیں اب موت نہ آئے گی اور اے دوزخیو! تم دوزخ میں ہمیشہ رہو گے اور تمہیں بھی موت نہ آئے گی۔ پھر حضور علیہ السلام نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: وَإِذْ نُنَادِيهِمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَإِذْ يَنْفُخُ فِي الصُّورِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ وَتَسْوَدُّ الْوُجُوهُ يَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور انہیں ندامت کے دن سے ڈرائیں جب فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ لوگ غفلت میں پڑے ہیں یعنی دنیا والے (وہولاء فی

غفلة) وہم لا يؤمنون اور وہ ایمان نہیں لاتے۔ (۴۷۳۰) روایت میں ہے کہ یہ خبر سن کر جنتی اس قدر خوش ہوں گے کہ اگر کوئی خوشی سے مرتا تو جنتی مر جاتے یعنی خوشی کا اس سے آگے کوئی تصور ہی نہیں اور دوزخیوں کو اتنی حسرت و ندامت ہوگی کہ اگر کوئی غم سے مرتا تو اس خبر کو سن کر دوزخی مر جاتے۔ یعنی غم کی انتہا ہو جائے گی۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

حوالے

* جبریل علیہ السلام سے حضور علیہ السلام نے پوچھا ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا اس سے زیادہ ہماری زیارت کے لئے کیوں نہیں آتے ہو جتنے اب آتے ہو؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وما ننزل الا بامر ربک۔ (۴۷۳۱)

* چار آیات کا ایک ہی شان نزول۔ (۴۷۳۲-۳۵)

* آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا جھگڑا فحج ادم موسیٰ ای غلب بالحجة (۴۷۳۸)

* جب بچے بوڑھے ہو جائیں گے وتری الناس سکری وما ہم بسکری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پریشانی اور حضور علیہ السلام کا انہیں تسلی دینا اور پھر ان کا خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کرنا۔ (۴۷۴۱)

* دین اچھایا برا ہونے کا احمقانہ تصور۔ (۴۷۴۲)

* حضور علیہ السلام نے جیسا فرمایا انہیں اوصاف والا بچہ پیدا ہوا۔

اکحل العینین سابع الایتین خداج الساقین فهو لشریک ابن سحباء فجاءت به کذلک۔

(۴۷۴۳-۴۷۴۵، ص ۶۹۵)

(اس کی نہایت عمدہ تقریر فیضانِ مسلم شریف میں پڑھیے)

* وانذر عشیرتک الاقربین سے مراد نسب کے اعتبار سے قریبی ہیں۔ (۴۷۸۱)

* موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو مددگار کے طور پر اللہ تعالیٰ سے طلب کیا۔ قرآن پاک میں ہے:

ردء یصدقنی جس کا معنی ہے معینا یرصدقنی (ص ۷۰۳، ۹، زیر حدیث ۴۷۷۲)

* کاش ابوطالب لا الہ الا اللہ پڑھ لیتے۔ وابی ان یقول لا الہ الا اللہ۔ (۴۷۷۲)

* لا اعلم یا اللہ اعلم کہنا جبکہ کسی مسئلہ کا علم نہ ہو یہ بھی علم ہے۔ (۴۷۷۴، ص ۷۰۳ و ۷۱۰)

* کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم شدید الحیاء (ص ۷۰۷، نمبر ۴۷۹۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے حیا والے تھے

اللہ تعالیٰ اور فرشتے حضور علیہ السلام پر کیسے درود بھیجتے ہیں؟

* حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صَلَوَةُ اللَّهِ تَنَاءُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ۔

اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے نبی علیہ السلام کی تعریف فرماتا ہے:
وَصَلَوَةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ اور فرشتوں کی صلوٰۃ یہ ہے کہ وہ (حضور علیہ السلام کے درجات کی بلندی کے لئے) دعا کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: يُصَلُّونَ کا معنی ہے يُبَرِّكُونَ۔ وہ دعا برکت کرتے ہیں (باب قولہ تعالیٰ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی زیر حدیث ۴۷۹۶، ص ۷۰۷)

ہزاروں درود ہزاروں سلام بروج محمد علیہ السلام

(پارہ نمبر ۱۹ کی منتخب احادیث کے حوالہ جات اختتام کو پہنچے)

حوالے

* سورج کا روزانہ عند الغروب تحت العرش سجدہ کرنا۔ (۳۸۰۲)

* یہودی عالم کے عجیب قول سن حضور علیہ السلام کا صُحک فرمانا۔ (۳۸۱۱) (بعض نے فرمایا ہے کہ تصدیقا لقول

الحبر راوی کا اپنا اضافہ ہے کیونکہ دوسری روایات میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ نزہۃ القاری ص ۱۸۴ ج ۵)

* انسان کے اجزائے اصلیہ فنا نہ ہوں گے انہی سے اس کو دوبارہ تخلیق کیا جائے گا اور یہ ریڑھ کی ہڈی میں ہوتے

ہیں۔ (۳۸۱۳)

* کافر بھی جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں قبول ہوتی ہیں تبھی تو قحط کے دنوں میں حاضر ہو کر عرض کر رہے

ہیں فاتاہ ابوسفیان فقال ای محمد ان قومک قد هلكوا فادع الله ان یکشف عنهم فدعا ابوسفیان نے کہا آپ

کی قوم ہلاک ہو رہی ہے دعا کریں ان سے قحط دور ہو جائے آپ نے دعا فرمائی (تو قحط دور ہو گیا اور ہر طرف نور ہی نور ہو گیا)

دیکھئے کتاب التفسیر سورۃ دخان ص ۱۴، ۱۵)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

* مسرفین کا معنی مشرکین (ص ۱۳، ۱۴)

* قال اللہ یوذینی ابن ادم یسب الدھر و انا الدھر (۳۸۲۲) اللہ کو ایذا دینے کا کیا مطلب اور میں زمانہ

ہوں کا کیا مفہوم ہے دیکھئے حاشیہ ص ۱۵)

* عبدالرحمن بن ابی بکر نے مروان کو یزید کی تعریف کرنے سے ٹوکا تو مروان کا پارہ چڑھ گیا۔ (۳۸۲۷)

* بادل دیکھ کر حضور علیہ السلام پر خوف خدا کا غلبہ ہو جاتا (حضور علیہ السلام کھلکھلا کر نہ ہستے) (۳۸۲۹)

* سیہام فی وجوہہم سے مراد عاجزی اور تواضع ہے۔ (۷۶)

* أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ (ایضاً)

* دوزخ کا نعرہ ہل من مزید اور اللہ تعالیٰ کا اس میں قدم رکھنا (۴۸۴۸، ۴۹، ۵۰)

* قدم رکھنے سے کیا مراد ہے دیکھئے (حاشیہ، ص ۷۱۹)

* حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم غیب (مَا فِیْ غَیْبِہِ کے متعلق یعنی ذاتی علم غیب ورنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں فرمادیا تھا کہ کل فلاں کافر یہاں مرے گا فلاں یہاں) اور دیدار الہی کے متعلق موقف۔ (۴۸۵۵)

* ”لات“ حاجیوں کا خدمت گار تھا جس کے نام پہ بت کا نام رکھ دیا گیا۔ (۴۸۵۹)

* سورۃ نجم کی تلاوت پہ مشرکین بلکہ جن وانس نے بھی سجدہ کیا۔ (۴۸۶۲) امیہ بن خلف نے نہ کیا تو کافر ہی مرا (۴۸۶۳)

* دو جنتیں ایک مکمل سونے کی یہاں تک کہ اس کے برتن بھی سونے کے دوسری چاندی کی۔ (۴۸۷۸)

* جنت کا ایک خیمہ جو موتی کو کرید کر بنایا گیا ہر طرف سے اس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی۔ (۴۸۷۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے فرمان کو مثل قرآن سمجھتے تھے:

* ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں اور گودانے (اپنے جسم پر نشانات بنوانے) والیوں (جس طرح آج کل تیل پر سرمہ ڈال کر سوئی کے ذریعے سے مختلف نشانات بنواتے ہیں) یاد رہے کہ مردوں کے لئے حکم اور بھی سخت ہے (اور چہرے کے بال نوچنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے یہ بات بنی اسد قبیلے کی ایک عورت ام یعقوب کو پہنچی تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کیا مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ جو عورت ایسا ایسا کرتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ فرمایا: میں کیوں نہ اس پر لعنت کروں جس پر حضور علیہ السلام نے لعنت کی ہے اور جس پر کتاب اللہ میں لعنت ہے۔ اس عورت نے عرض کیا کتاب اللہ جو دو تختیوں (گتوں) کے درمیان ہے وہ میں نے ساری پڑھی ہے اس میں تو کہیں بھی ایسی عورت پر لعنت کا ذکر نہیں ہے فرمایا: لو قرأتیہ لو جدتیہ اگر تو پڑھتی تو تجھے یہ بات مل جاتی کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ وما اتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا (الحشر: ۷) اور جو کچھ میرا رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ اس نے کہا یہ بات تو ہے فرمایا پھر یہی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اس نے کہا: (میں نے سنا ہے کہ) آپ کے گھر والے بھی ایسا کرتے ہیں فرمایا جا کر دیکھ لے وہ گئی تو اس کی اطلاع غلط نکلی جس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لو کانت کذلک ما جامعتنا۔ (۴۸۸۶) اگر میری گھر والی ایسا کرتی تو پھر میرے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی بعض جگہ آخری لفظ ہے ما جامعتنا۔ میں اس کے ساتھ کبھی اکٹھا نہ ہوتا۔ (ص ۷۲۵) بہر حال! معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کے فرمان کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک کیا مقام تھا:

قول حق قرآن ہے قول پیمبر ہے حدیث اہل دل کے واسطے تعظیم ہے دونوں کی ایک

* منافقین کی قسموں کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے مجھے جھٹلایا اور ان کی تصدیق فرمائی فکذبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صدقہ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ) تو اللہ نے سورۃ منافقون اتاری۔ حضور علیہ السلام نے میری طرف پیغام بھیج کر مجھے بلوایا اور فرمایا ان اللہ قد صدقک یا زید۔ اے زید! اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق فرمادی ہے۔ (۴۹۰۰)

* حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کا رہن سہن اور جسم اطہر پر چٹائی کے نشان دیکھ کر رو پڑے، حضور پاک نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ عرض کیا: قیصر و کسریٰ (دشمنان خدا) تو عیش کریں اور رسول خدا کی یہ حالت؟ فرمایا:

أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ (۴۹۱۳)

کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہو۔

* عَتِلَّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ سے کون مراد ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔ (۴۹۱۷ ص ۷۳۱ حاشیہ ۹)

* جنت میں کمزور اور جن کو حقیر سمجھا گیا وہ جائیں گے

كُلُّ ضَعِيفٍ (يَسْتَضَعِفُهُ النَّاسُ وَيَحْتَقِرُونَ) مُتَضَعِّفٍ (متواضع) (۴۹۱۸ ص ۷۳۱ سطر ۱۶ حاشیہ ۱۵، لعدہ)

* کافر لوگ ولیوں کے نام پر بتوں کے نام رکھتے تھے (ولیوں کو بدنام کرنے کے لئے جبکہ آج کل کے گستاخ شیطان

کے چکر میں آکر بتوں والی آیات ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں) بہ بین تفاوت از کجاست تا کجاست۔ (۴۹۲۰)

* حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے شیطان پر آسمان کی خبریں آنارک گئیں اور شہاب ثاقب سے اس کی مرمت ہونے

لگی اور جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآن مجید سن کر شرک سے تائب ہو گئے۔ (۴۹۲۱)

* کبھی واحد ذات کے لئے جمع کا صیغہ تاکید کے طور پر بھی لایا جاتا ہے جیسے انا انزلناہ۔ (ص ۷۴۰)

* بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ۔ (۴۹۳۶)

میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے۔

* قرآن پڑھنے میں دشواری آتی ہو تو دوا جر ہیں۔ (۴۹۳۷ ص ۷۳۵)

* قیامت کو کوئی شخص کانوں تک پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ (۴۹۳۸ ص ۷۳۶)

سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں:

* حضرت عبدان رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن عثمان) نے شعبہ سے اور انہوں نے ابی اسحق سے روایت کی کہ حضرت براء

بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے پہلے مکہ سے مدینہ پاک ہجرت کر کے آنے والے

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں یہ دونوں ہمیں قرآن مجید پڑھاتے تھے ان

کے بعد حضرت عمار، بلال اور سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) ہجرت کر کے مدینہ شریف آئے پھر حضرت عمر فاروق بیس صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آئے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلَدَ وَالصَّبِيَّانَ يَقُولُونَ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ. (۴۹۴۱)

پس میں نے مدینہ والوں کو اس سے زیادہ کبھی خوش نہ دیکھا جتنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوش ہوئے یہاں تک کہ میں نے چھوٹی بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ کہہ رہے تھے:

حضور آگئے ہیں حضور آگئے ہیں سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں

* وحی سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غار حرا میں عبادت۔ (۴۹۵۳) (پھر ضالاکا معنی بھٹکا ہوا کیسے ہو سکتا ہے جب اعلان نبوت سے پہلے بھی آپ عبادت میں مصروف رہتے)

(کتاب التفسیر یہاں پر مکمل ہوئی)

* حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نسخہ قرآنی کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام نسخوں کو جلا دینے کا حکم دیا۔

(۴۹۸۷)

بوقت ضرورت اپنی تعریف کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے ہیں انی من اعلمہم بکتاب اللہ۔ میں ان سب سے زیادہ قرآن کا علم رکھتا ہوں وما انا بخيرهم۔ اگرچہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ (۵۰۰۰) چنانچہ حضور علیہ السلام نے جن چار افراد سے قرآن سیکھنے کا حکم دیا ان میں پہلا نام آپ ہی کا ہے پھر سالم، معاذ اور ابی بن کعب۔ رضی اللہ عنہم (ص ۴۷۸ و ۴۹۹) (معلوم ہوا بوقت ضرورت تحدیث نعمت کے طور پر اپنی تعریف کرنے کی اجازت ہے۔ ایک حوالہ ص ۸۱۴ حاشیہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ ہو)

(پارہ نمبر ۲۰ کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں)

حوالے

- * حضور صلی اللہ علیہ وسلم بین الدفتین (دو گتوں کے درمیان والا قرآن) چھوڑ کر گئے۔ (۵۰۱۹) ظاہری الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجودہ شکل میں قرآن دے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔
- * حضور صلی اللہ علیہ وسلم مد کی رعایت کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے۔ (۵۰۴۷)
- * قرآن پاک میں اپنی عظمت کا بیان سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں خوشی سے بہہ پڑیں۔

(۵۰۵۵، ص ۷۵۶، حاشیہ لہ)

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي (۵۰۶۳)

جو میری سنت سے منہ موڑے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

* چار عورتوں سے نکاح کی اجازت صرف یتیم بچیوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ انصاف کی شرط کے ساتھ دیگر عورتوں

سے بھی۔ (۵۰۶۳)

وامر و ابنکاح من سواهن من النساء۔

* حضور علیہ السلام نے تبتل (غیر شادی شدہ) رہنے سے منع فرمایا۔ (۵۰۷۳)

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فصیح کنایہ کہ میرے علاوہ حضور علیہ السلام نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

(۵۰۷۷)

* حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: انا اخوك حضور! میں آپ کا دینی بھائی ہوں۔ (۵۰۸۱) (پھر

حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے بتا دیا کہ دینی بہن بھائی آپس میں نکاح کر سکتے ہیں)

* عورت کے ساتھ مال، عزت، جمال کی بجائے دین کو دیکھ کر نکاح کرنا چاہیے۔ (۵۰۹۰)

اللہ تعالیٰ کے ہاں کون بہتر ہے؟

* حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو حضور علیہ السلام نے

حاضرین مجلس سے پوچھا: مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا؟ اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: یہ اس قابل ہے

کہ اگر کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو وہ اس سے نکاح کرنے پر تیار ہو، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش کو قبول کیا

جائے اگر یہ کوئی بات کرے تو اس کی بات کو غور سے سنا جائے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذرا خاموش ہوئے تا آنکہ ایک

اور شخص جس کا تعلق غریب مسلمانوں سے تھا وہ گزرا تو آپ نے پھر حاضرین سے پوچھا: مَا تَقُولُونَ هَذَا؟ اس کے بارے

میں کیا کہتے ہو عرض کیا: یہ تو ایسا شخص ہے کہ ان خطب ان لا ینکح وان شفعم ان لا یشفعم و ان قال ان لا یسمع اگر

کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اس کو قبول نہ کرے، اگر کسی کی سفارش کرے تو کوئی نہ مانے اگر بات کرے تو کوئی توجہ سے نہ

سنے۔ (یہ سن کر حضور علیہ السلام نے جو فیصلہ فرمایا وہی خدائی فیصلہ ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ الحجرات) آپ

نے فرمایا: هَذَا خَيْرٌ مِنْ اهل الارض مثل هذا۔ (۵۰۹۱) اس (پہلے) جیسوں سے زمین بھر بھی جائے تو یہ پھر بھی بہتر ہے

اور یہ سب صدقہ ہے غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدد دین و ملت نے کیا خوب کہا:

ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے حد اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

حوالے

* مردوں کے لئے عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔ (۵۰۹۲)

* میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اپنی لونڈی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ) کو آزاد کرنے پر ابولہب

بھی محروم نہ رہا۔ (۵۱۰۵)

* نسب و سسرال کی وجہ سے سات سات عورتیں حرام ہیں۔ (۵۱۱۱) (نسب کی وجہ سے تو وہی ہیں جو حرمت علیکم امہتکم..... میں بیان ہوئیں جبکہ سسرالی رشتہ میں تغلیباً فرمایا یا اس میں رضاعی ماں، بہن، جمع بین الاختین اور شوہر والیاں شامل ہیں۔

* حرّموا من الرضاۃ ما یحرّم من النسب۔ (۵۱۱۱) (جو نسب کی وجہ سے حرام وہ رضاعت کی وجہ سے حرام)۔

* نکاح شغار (وئہ سٹہ) وہ ہے جس میں حق مہر نہ ہو۔ (۵۱۱۲)

وہ تجھ سے بہتر ہے:

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب عورت ہے کہ جس نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ اگر آپ کو میری حاجت ہو تو مجھ سے نکاح فرمائیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی عورتوں نے ایسا کیا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے اللانی وھبن انفسھن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ عورتیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے یہ بات عجیب لگتی تھی کہ کوئی عورت خود آ کر کسی مرد کو کہے کہ میرے ساتھ نکاح کر لے تا آنکہ قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی: ترجی من تشاء۔ جس کو چاہو ان میں سے پیچھے کر دو اور جس کو چاہو قریب کر لو (یعنی جو عورتیں خود کو آپ کی خدمت میں پیش کر رہی ہیں ان میں سے جس کو چاہو نکاح کر کے اپنے قریب کر لو اور جس سے چاہو نکاح نہ کر کے اس کو اپنے سے پیچھے کر دو) تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا:

ما اری ربك الا یسارع فی ہواک۔ (۵۱۱۳)

میں نہیں دیکھتی مگر یہ کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔ چنانچہ اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں ایک دن حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کی صاحبزادی بھی ان کے پاس تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک عورت حضور علیہ السلام کے پاس آئی اور اس نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نکاح کے لئے پیش کیا۔ قالت یا رسول اللہ الک بی حاجة اور عرض کیا: کیا آپ کو میرے ساتھ کوئی حاجت ہے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اگر چاہیں تو مجھے نکاح میں قبول فرمائیں) یہ بات سن کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کہنے لگیں مَا اَقْلَ حَيَاءَ هَا وَاَسْوَا اَنَا وَاَسْوَا اَنَا کَتْنِ حَيَا سے خالی تھی ہائے ہائے یہ تو بہت بری بات ہے۔ اپنی بیٹی کی زبان سے یہ الفاظ سن کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بیٹی!

هِيَ خَيْرٌ مِنْكَ رَغِبْتُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا۔ (۵۱۲۰)

وہ (خاتون) تجھ سے کہیں بہتر ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رغبت کرتے ہوئے اپنے آپ کو آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کر دیا (تاکہ اسے حضور علیہ السلام کے ساتھ تعلق زوجیت نصیب ہو اور دنیا و آخرت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں شامل ہو جائے)

کعبے کی زیارت کرنے سے حقدار جنت کے بنتے ہیں
بھلا ان کو ہم پھر کیا سمجھیں جو یار کے گھر میں رہتے ہیں

حوالے

* زمانہ جاہلیت میں چار طرح کا نکاح ہوتا تھا حضور علیہ السلام نے ایک (پہلی قسم جواب موجود ہے) کو قائم رکھا باقی تینوں (متعہ، بدل اور استبضاع) کو ختم فرما دیا۔ (۵۱۲۷)

* بالغ عورت کا نکاح جو اس کی مرضی کے بغیر اس کے باپ نے کر دیا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس کو رد فرما دیا۔

(۵۱۲۸)

* إِنَّ مِنَ الْبَيِّنَاتِ لَسِحْرًا۔ (۵۱۳۶)

(بعض بیانات میں جادو کی سی تاثیر ہوتی ہے)

* إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا۔ (۵۱۷۳)

ولیمہ کی دعوت قبول کرو۔

* بدترین ولیمہ وہ ہے جس میں امیروں کو تو بلایا جائے اور غریبوں کو نظر انداز کیا جائے نیز دعوت کو قبول نہ کرنا اللہ اور

رسول کی نافرمانی ہے۔ (۵۱۷۷)

* حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا روزہ ہوتا پھر بھی دعوت قبول فرما لیتے۔ (۵۱۷۹)

* شادی سے واپس آنے والی عورتوں اور بچوں کو دیکھ کر حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا: اللھم انتم من احب

الناس۔ تم مجھے تمام لوگوں سے بڑھ کر پیارے ہو۔ (۵۱۸۰)

* ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک گھر میں تصویر دیکھی تو واپس ہو گئے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیوار پر پردہ لٹکا ہوا

دیکھا تو کھانا کھائے بغیر واپس چلے گئے۔ (ص ۷۷۸)

* المراۃ كالضلع۔ عورت پسلی کی طرح ہے۔ (۵۱۸۶)

* حضور علیہ السلام کے بعد لوگ عورتوں کے ساتھ قدرے ”فری“ ہو گئے۔ (۵۱۸۷)

* گیارہ عورتوں کی کہانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی (۵۱۸۹)

* عورت خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ (۵۱۹۲-۹۵)

* کنا نعل علی عهد رسول اللہ والقرآن ينزل (۵۲۰۸)
(عزل کی اجازت)

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر جذبہ غیرت۔ (۵۲۱۱)

* حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سعد سے زیادہ غیرت والا ہوں۔ اور اللہ ہم دونوں سے زیادہ غیرت والا ہے اسی لیے اُس نے حدود قائم فرمائی ہیں۔ (۷۸۶، ۷۸۷)

* لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا۔ (۵۲۲۲)

(جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ)

غیرت مند صحابی کا اپنی بیوی کو جواب:

* حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا نکاح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا فرماتی ہیں باہر کا کام کاج مجھے خود بھی کرنا پڑتا جبکہ میرے گھر میں انصار کی بچیاں آکر آنا وغیرہ گوندھ جاتیں اور میں باہر کھیتوں سے (جو زمین حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے دی تھی) گٹھلیاں لے آتی گھوڑے اور اونٹنی کے لئے اور یہ سفر فرسخ کا دو ٹکٹ بنتا تھا جہاں سے مجھے چارہ و پانی وغیرہ بھی لانا پڑتا ایک دن میں سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لا رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف لے جا رہے تھے آپ نے مجھے فرمایا: آجا میرے پیچھے سوار ہو جا مگر میں اس خیال سے سوار نہ ہوئی کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جو غیر الناس تھے وہ کہیں گے مردوں کے ساتھ کیوں سفر کیا لیکن جب میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو وہ فرمانے لگے۔

وَاللّٰهُ لَحَبْلُكَ النَّوْىٰ كَانَ اَشَدَّ عَلٰى مِنْ رُكُوبِكَ مَعَهُ.

قسم بخدا! حضور علیہ السلام کے ساتھ سوار ہو جانے سے تیرا گٹھلیاں اٹھا کر آنا میرے اوپر زیادہ سخت ہے یعنی تجھے ضرور سوار ہو جانا چاہیے تھا۔ (خلاصہ حدیث ۵۲۲۵)

حوالے

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا میں جانتا ہوں تو مجھ سے راضی کب ہوتی ہے اور ناراض کب ہوتی ہے۔ (۵۲۲۸)

* اَلْحَمُوْ مَوْتُ دِیُوْرٍ تُوْمُوْتُ ہے۔ (۵۲۳۲) ص ۷۸۷ حاشیہ ۹

(پارہ نمبر ۲۱ کی احادیث کے حوالے اختتام کو پہنچے)

* ایک عورت (امیمہ) جس کو حضور علیہ السلام نے قربت سے پہلے طلاق دی کیونکہ اس نے کہا تھا اعود باللہ منك

میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔ فرمایا: لقد عدت بعظیم الحقی باهلك۔ تو نے بڑی ہستی کی پناہ طلب کی ہے جا اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔ (۵۲۵۳-۵۵)

* كل طلاق جائز الاطلاق المعتوه (ص ۷۹۴) (معتوه مجنون ہی کو کہتے ہیں اگرچہ اس میں جنون کی شدت مجنون سے کم ہوتی ہے ای المجنون الذی فی عقله نقصان واختلال حاشیہ بخاری بحوالہ لمعات)

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاکم کے بغیر (صرف زوجین کی بات چیت پر) خلع کی اجازت دی۔ (ص ۷۹۴)
* بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کو مدینہ کی گلیوں میں روتا ہوا دیکھ کر حضور علیہ السلام نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ اس کے پاس واپس آ جا جو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ نے قبول نہ کیا۔ (۵۲۸۰-۸۲)

* حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کو رب ماننے والی مشرکہ ہے جس سے مسلمان کا نکاح جائز نہیں۔ (۵۲۸۵) (حالانکہ حضور علیہ السلام کے دور کے عیسائی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے ان اللہ هو المسیح ابن مریم، ان اللہ ثالث ثلثة۔ لیکن اس کے باوجود ان سے نکاح کی اجازت دی گئی۔ والمحصنت من الذین اوتو الکتب من قبلکم۔ اسی لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ تمام صحابہ اور پوری امت کا موقف یہی ہے کہ یہودی عیسائی عورت سے مسلمان کا نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ یہودی عیسائی ہو مگر خدا دھریہ ملحد نہ ہو اور مرد نام نہاد مسلمان نہ ہو کہ نکاح کے بعد بجائے اس کو مسلمان کرنے کے خود یہودی عیسائی بن جائے، معاذ اللہ)

* بچی پر ظلم کرنے والے یہودی کا سر پتھر مار کر کچل دیا گیا۔ (ص ۷۹۷)
* زمانہ جاہلیت میں عدت کی سختیاں پورا ایک سال کمرے میں رہنا، سال کے بعد جانور کو ہاتھ لگاتی تو وہ مر جاتا۔ (۵۳۳۷)

* أَنْفَقَ يَابْنَ الدَّمَ أَنْفَقَ عَلَيْكَ (۵۳۵۲)
* بیوگان اور مساکین کو کما کر کھلانے والا مجاہد فی سبیل اللہ یا قائم الیل وصائم النہار کی طرح ہے۔ (۵۳۵۳)
* ما شبع ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم من طعام ثلثة ايام حتی قبض۔ (۵۳۷۴)
(حضور علیہ السلام کے گھر والوں نے کبھی تین دن پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا)
* حضور علیہ السلام نے ساری زندگی نہ پتلی اور نرم روٹی کھائی اور نہ بھنی ہوئی بکری۔ (۵۳۸۵)
* ایک بکری کی کلیجی سے تیس افراد نے پیٹ بھر کر کھالیا اور جو غائب تھے ان کے لئے ساتھ بھی لے گئے۔ (۵۳۸۲، ص ۸۱۰-۱۱)

* حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو ذات النطاقین (دو پٹکوں والی) کیوں کہا جاتا ہے؟ (۵۳۸۸)
* حضور علیہ السلام کے سامنے گوہ کھائی گئی مگر آپ نے نہ کھائی۔ (۵۳۹۱)
* مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ (۵۳۹۳)
* کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يحب الحلواء والعسل (۵۳۹۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم میٹھا اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے۔

* ایک وقت میں دو کھانے کھانے کا جواز (ص ۸۱۹ حاشیہ ۱۱)

* پہلے کھانا پھر نماز اذا وضع العشاء واقیبت الصلوة فابدء وابدء العشاء حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کی قرات سن رہے ہوتے اور کھانا کھا رہے ہوتے۔ (۵۳۶۳-۶۴)

(بائیسویں پارے کی احادیث کے حوالہ جات مکمل ہوئے)

* بندوق سے مراد جانور حلال نہیں

قال ابن عمر فی المقتولہ بالبندقہ تلک الموقوذه۔ (ص ۸۲۳)

* امام حسن بصری کے ہاں کچھوا کھانے میں حرج نہیں۔

قال الشعبي لو ان اهلی اكلوا الضفادع لا طعتهم (ص ۸۲۶ طر ۲-۳)

(احناف کے ہاں مینڈک اور کچھوا دونوں حرام ہیں)

* ان اللہ لم يجعل شفاء کم فیہا حرم علیکم۔ (ص ۸۳۰)

(ابن مسعود) حرام شے میں شفا نہیں۔

* وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ (۵۶۱۵)

* کانٹا چبھنے پر بھی مومن کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۵۶۳۰)

* کسی پر بھی حضور علیہ السلام سے زیادہ سخت بیماری نہیں آئی۔ (۵۴۶۱)

* موت کی تمنا نہ کی جائے۔ (۵۶۷۳)

* ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء۔ (۵۶۷۸)

اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج اتارا ہے۔

اللہ نے سچ کہا، تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے:

* حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا

اخی یشتکی بطنہ۔ میرے بھائی کے پیٹ میں تکلیف ہو گئی ہے (اس کا کوئی علاج تجویز فرمائیں) فقال اسقه عسلاً۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس کو شہد پلا دے (شہد پلایا تو تکلیف میں اضافہ ہو گیا) پھر آیا (اور معاملہ عرض کیا) حضور علیہ السلام

نے دوبارہ یہی فرمایا: اس کو شہد پلاؤ (مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ تین بار حاضر ہوا تو آپ نے ہر بار شہد پلانے کا حکم دیا

لیکن اس کے پیش بڑھتے گئے اور جب چوتھی بار) پھر حاضر خدمت ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَّبَ بَطْنُ أَخِيكَ إِسْقَهُ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے (کہ شہد میں شفا ہے فیہ شفاء للناس) اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو شہد پلا چنانچہ

اب کی بار اس نے شہد پلایا تو اس کو شفا ہو گئی۔ (۵۶۸۳)

ہوالے

* حبة السوداء (کلونجی) میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔ (۵۶۸۷)

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وبائی علاقے میں جانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے فرمایا:

نَفَرٌ مِّنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ

ہم تقدیر سے تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ (۵۷۲۹)

* إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ. (۵۷۳۷)

جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سب سے زیادہ اجرت کی مستحق ہے (کہ قرآن کے ذریعے دم کر کے اجرت لی جائے)

* الْعَيْنُ حَقٌّ. نظر حق ہے (یعنی نظر لگ جاتی ہے اس میں کوئی شک نہیں) (۵۷۴۰)

(تیسویں پارے کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں)

* خیبر کے دن زہر آلود بکری کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا۔ (۵۷۷۷)

* مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكُعْبَيْنِ مِنَ الْإِذَارِ فِي النَّارِ (۵۷۸۷)

(ٹخنوں سے نیچے چادر لٹکانا آگ میں جانا ہے)

* حلالہ کا ذکر حتیٰ يَذُوقَ مِنْ عُسَيْلَتِكَ (۵۸۲۵)

ایمان کی فضیلت:

* ابوالاسود دؤلی نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی انہوں نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ آپ سفید لباس زیب تن فرمائے ہوئے سو رہے تھے جب بیدار ہوئے تو فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ جُودًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ (کہ ایمان قبول

کر) لے پھر اس پر اس کو موت آجائے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا

وان ذنبی وان سرق۔ اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے۔ فرمایا: وان ذنبی وان سرق۔ اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ میں نے

تین مرتبہ یہی عرض کیا اور حضور علیہ السلام نے تین مرتبہ یہی جواب عطا فرمایا اور تیسری بار ساتھ یہ بھی فرمایا علی رِغْمِ انْفِ ابی

ذر۔ ابوذر کی ناک خاک آلود ہونے کے باوجود۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے یہ جملہ ضرور دہراتے

وان رِغْمِ انْفِ ابی ذر (یہ جملہ تحقیر کے لئے بولا جاتا ہے لیکن کبھی محبت کے اظہار کے لئے بھی بولتے ہیں یہاں اسی معنی میں

ہے اسی لئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس کو ضرور دہراتے) امام بخاری نے فرمایا: یہ خوشخبری اس کے لئے ہے جو موت کے وقت

لا الہ الا اللہ پڑھے یا اس سے پہلے جبکہ توبہ کر لے اور شرمندہ ہو کر کلمہ پڑھے تو اس کے پہلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (۵۸۲۷) لیکن حدیث میں تو یہ قید نہیں لہذا یہ خوشخبری اپنے اطلاق پر قائم رہے گی چاہے ایمان لانے سے پہلے کے گناہ ہوں یا بعد کے پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ ایسا شخص دوزخ میں جائے بغیر جنت میں بھیج دیا جائے یا بطور سزا کچھ عرصہ دوزخ میں رہے پھر جنت میں بھیجا جائے تاہم یہ بات تو پکی ہے کہ جنت میں ضرور جائے گا اور یہ بھی کہ کبیرہ گناہ کرنے سے بندہ کافر نہیں ہوتا جیسا کہ معتزلہ اور خوارج کہتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ کی فضیلت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رب علمنی شیئا اذکرک بہ او ادعوک بہ اے رب مجھے کوئی ایسی چیز (وظیفہ) عطا فرما کہ جس کے ساتھ میں تجھے یاد کرتا رہوں یا دعا کیا کروں۔ فقال یا موسیٰ قل لا الہ الا اللہ فرمایا: اے موسیٰ! لا الہ الا اللہ پڑھا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا رب کل عبادک يقول هذا اے اللہ یہ کلمات تو ہر بندہ پڑھتا ہے۔ انہا ارید شیئا تخصنی بہ۔ میرا مقصد تو یہ تھا کہ خاص مجھے کچھ عطا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے موسیٰ لو ان السموات السبع و عامرھن غیری والارضین السبع وضعن فی کفة ولا الہ الا اللہ فی کفة لمالت بہن لا الہ الا اللہ۔ اگر ساتوں آسمان اور جو کچھ ان میں ہے میرے سوا اور ساتوں زمینیں (اور جو کچھ ان میں ہے) ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور لا الہ الا اللہ کے الفاظ ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں تو لا الہ الا اللہ کا پلڑا بھاری ہو جائے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۱ بحوالہ شرح النبی)

یہ کلمہ نبی سے ملاتا ہے وحدت کا جام پلاتا ہے
تو کیوں پڑھنے سے شرماتا ہے کہو لا الہ الا اللہ

حوالے

* حضور علیہ السلام نے زنانہ مردوں اور مردانہ عورتوں پر لعنت فرمائی اور ان کو گھروں سے نکال دینے کا حکم دیا۔ (۵۸۸۶)

* حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مونچھوں کو اتنا پست کرتے کہ کھال کی سفیدی نظر آ جاتی اور مونچھ داڑھی کے درمیانی بال بھی کاٹتے (ص ۸۷۴ باب قص الثارب)

* مشیت بھر داڑھی کا ثبوت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ (ص ۸۷۵)

* ان اليهود والنصارى لا یصبغون فخالقوہم۔ (۵۸۹۹)

(یہودی خضاب نہیں لگاتے تم لگایا کرو)

* تریسٹھ سال کی عمر میں حضور علیہ السلام کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ (۵۹۰۰)

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسو مبارک کندھوں تک تھے۔ (۵۹۰۴)

* حضور علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں کشادہ اور گوشت سے بھرپور تھے، سر انور بھی مناسب حد تک بڑا تھا۔ (۱۰-۹-۵۹۰۸)

(ضخم کا معنی المنجد میں ہے موٹا)

* كان النبي صلى الله عليه وسلم ضخم الراس والقدمين وكان بسط الكفين۔ (س ۸۷۶)

* گھر میں جھانکنے کی سزا (۶۳۴۲، ۵۹۲۳)

* حسن و جمال کے لئے تغیر خلق اللہ کرنے والیوں پر لعنت۔ (۵۹۳۱)

* ان اشد الناس عذابا عند الله (يوم القيامة) البصرون (۵۹۵۰) (سب سے شدید عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا)

* مصوروں کو فرمایا جائے گا ان تصویروں میں جان ڈالو۔ (۵۹۵۱)

* صاحب الدابة احق بصدر الدابة الا ان ياذن له۔ (س ۸۸۲) (سواری والا سواری کے اگلے حصے کا زیادہ حق دار ہے الا یہ کہ اجازت دے دے)

* حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے ہوئے سبعت محمدا صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے۔ (۵۹۶۳)

* شاهد بمعنی حاضر و ناظر، کنت شاهد لابن عمر و سالہ رجل۔ (۵۹۹۴)

* حضور علیہ السلام کا اپنی نواسی (امامہ بنت زینب) کو اٹھا کر نماز ادا فرماتا۔ (۵۹۹۶)

مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يَرْحَمُ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے امام حسن رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا تو اقرع بن حابس تمیمی نے عرض کیا میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا فنظر الیہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ثم قال من لا یرحم لا یرحم۔ حضور علیہ السلام نے اقرع بن حابس کی طرف دیکھا پھر فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (۵۹۹۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا تقبلون الصبيان فما قبلهم۔ آپ اپنے بچوں کو چومتے ہیں ہم تو اپنے بچوں کو نہیں چومتے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوْ أَمْلِكُ لَكَ إِنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ (۵۹۹۸)

میں کیا کر سکتا ہوں اگر اللہ نے ہی تیرے دل سے رحمت کو نکال باہر کیا ہے۔

ایک بے تاب عورت جو اپنے بچے کو بے تابانہ پیار کر رہی تھی کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا: اللہ ارحم بعبادہ من ہذہ بولدھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔ (۵۹۹۹)

ایک اعرابی نے اس طرح دعا کی اللھم ارحمنی و محمدًا ولا ترحم معنا احدا۔ (۶۰۱۰) (اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما ہمارے ساتھ کسی اور کو شامل نہ کر)

حوالے

* ایک اعرابی کا مسجد میں پیشاب کرنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس کو مارنے کے لئے اٹھنا اور حضور علیہ السلام کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع فرما کر پیشاب پر پانی بہا دینا۔ (۶۰۲۵)
(پارہ نمبر ۲۴ کی منتخب احادیث کے حوالے تمام ہونے)

* قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہوگا کہ دنیا میں لوگ اس کے شر سے بچنے کے لئے اس کو چھوڑ دیں (۶۰۳۲)

* مدارت جائز مد اھنت ناجائز حاشیہ ۹ ص ۸۹۱

دیکھئے باب مدارات الناس حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انا لنکشر فی وجوہ اقوام و ان قلوبنا تلعنہم

ہم بہت سارے لوگوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں حالانکہ ہمارے دل ان پر لعنت بھیج رہے ہوتے ہیں۔ (ص ۹۰۵ حاشیہ نمبر ۹)

* ما سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن شئی قط فقال لا (ص ۶۰۳۳)

ما قال لا الا فی تشہدہ لولا التشہد کانت لاء ہ نعم

(حضور علیہ السلام نے کبھی لایعنی ”نہیں“ نہ کہا سوائے تشہد کے) (فرزدق)

اسی موقع کے لیے اعلیٰ حضرت نے کہا ہے۔ نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

میں اس چادر کو اپنا کفن بناؤں گا:

* حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک عورت حضور علیہ السلام کے پاس بڑی خوبصورت حاشیہ والی چادر لے کر آئی اور اس نے عرض کیا یہ چادر میں آپ کو اوڑھاؤں گی اور آپ کو ضرورت بھی تھی چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس سے چادر لے لی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک نے عرض کیا: حضور علیہ السلام کتنی خوبصورت ہے یہ چادر آپ مجھے عنایت فرمادیں فرمایا اچھا (تو لے لے) جب حضور علیہ السلام مجلس سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو اہل مجلس نے اس کو ملامت کی کہ حضور علیہ السلام کو ضرورت تھی تو نے پھر بھی چادر مانگ لی اور تجھے معلوم بھی ہے کہ حضور علیہ السلام مانگنے والے کو نہ نہیں فرماتے۔ اس نے جواباً کہا:

رجوت برکتها حين لبسها النبي صلى الله عليه وسلم لعل فيها من نية توبه چادر اس لئے لی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس کو اوڑھا ہے تاکہ میں اس سے برکت حاصل کروں اور ہو سکتا ہے اپنے کفن میں اس کو استعمال کروں۔ (۶۰۳۶)

حوالے

- * حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کی خدمت فرماتے رہتے اور نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے (کان فی مہنة اہله فاذا حضرت الصلوة قام الی الصلوة) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان۔ (حدیث ۶۰۳۹)
- مہنة اہله ای فی خدمة اہله لیقتدی بہ فی التواضع وامتحان النفس (حاشیہ ۲، ص ۸۹۲)
- * اے ابوبکر! تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو تکبر کی وجہ سے چادر لٹکاتے ہیں۔ فرمان نبوت۔ (۶۰۶۲)
- * اپنا پردہ خود فاش کرنے (اپنے خفیہ گناہ ظاہر کرنے) والے کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ (۶۰۶۹)
- * اللہ تعالیٰ کی بندے سے سرگوشی (اپنی شان کے مطابق) (۶۰۷۰)
- * حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام تشریف لے جاتے۔ (۶۰۷۹)
- * نفل پڑھ کر حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ (۶۰۸۰)
- * مسلمان کو بغیر تاویل کے کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ (۶۱۰۳)
- * لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملک نفسه عند الغضب۔ (۶۱۱۳) پچھاڑنے سے کوئی طاقتور نہیں ہوتا طاقتور تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔
- میں تجھے حضور علیہ السلام کا فرمان سنارہا ہوں تو اپنے صحیفے کی

بات کرتا ہے:

* حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ۔

حیا سے بھلائی ہی آتی ہے تو کعب بن بشر (تابعی) کہنے لگے حکمت (کی کتاب) میں لکھا ہوا ہے ان من الحیاء وقار وان من الحیاء سکینة۔ حیا سے عزت و سکون حاصل ہوتا ہے (اس پر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ جلال میں آگئے اور فرمایا:

احديثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتحدثني عن صحيفتك۔ (۶۱۱۷)

میں تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنارہا ہوں اور تو اپنے صحیفے کی بات کرتا ہے۔ بعض نے حضرت عمران رضی اللہ عنہ کے غصے میں آنے کی وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ بعض لوگوں مثلاً ابن حجر نے ابو قتادہ عدوی کی جو یہی روایت بیان کی ہے تو اس

میں یہ بھی ہے کہ حیاء میں کمزوری ہے۔ ظاہر بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ حیاء خیر ہی لاتی ہے اب اس کے مقابلہ میں حیاء کے اندر کمزوری کی بات کرنا صحابی رسول کے لئے سننا کب برداشت ہو سکتا تھا الا یہ کہ ضعف یعنی کمزوری سے مراد عاجزی و درگزر کا مفہوم لیا جائے۔

اے ابوعمیر: تیری چڑیا کا کیا ہوا؟

يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النَّغِيرُ؟ اے ابوعمیر (حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے زید بن سہل کی کنیت) تیری چھوٹی سی چڑیا کا کیا ہوا؟ (۶۱۲۹)

علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے فتح الباری میں اس حدیث کے تحت لکھا کہ بعض لوگ محدثین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ ایسی روایات بھی لکھ دیتے ہیں جن میں کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا جیسا کہ یہی حدیث پھر علامہ نے وہ ساٹھ مسائل بیان فرمائے جو علامہ نے اس حدیث سے اخذ فرمائے اور اپنی طرف سے کچھ مسائل کا اضافہ بھی فرمایا۔ ان میں سے یہ مسائل بھی ہیں۔

○..... بچوں سے خوش طبعی کرنے کا جواز۔

○..... چھوٹے بچوں کی کنیت رکھنا۔

○..... حرم مدینہ کا وہ حکم نہیں جو حرم مکہ کا کہ وہاں جانور کو قید کرنے کی اجازت نہیں جبکہ مدینہ شریف میں جنگلی جانور کو پکڑنا اور پالنا جائز ہے۔

○..... پرندوں کا حال چال پوچھنا جائز ہے۔

○..... بچے کو نام لینے کی بجائے کنیت سے پکارنا۔

○..... السجع فی الکلام۔ ردیف و کافیہ کے ساتھ کلام کرنا۔

○..... بچوں کا پرندوں سے کھیلنا۔

○..... بچوں سے خوش طبعی کر کے ان کے والدین کے دل کو خوش کرتا اور حضور علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ جیسے مسائل کا استنباط ہو سکتا ہے۔

(دیکھئے بخاری شریف ص ۹۰۵، حاشیہ ۵)

حوالے

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شادی کے بعد بچوں کے ساتھ گڑیاؤں سے کھیلنا۔ (۶۱۳۰)

* لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔ (۶۱۳۳)

مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

* من كان يومئذ بالثمة واليوم الآخر فليقل خيرا او ليصت. جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پہ ایمان رکھتا ہے وہ

اچھی بات کہے یا چپ رہے۔ (۶۱۳۶) (پڑوسی کو تکلیف سے بچانا اور مہمان کی عزت کرنا بھی اسی حدیث میں بیان ہوا)
 * ان لربك عليك حقا ولنفسك عليك حقا ولا لهلك عليك حقا فاعط كل ذي حق حقه۔ (۶۱۳۹)
 (تیرے رب، نفس اور اہل کا تیرے اوپر حق ہے سب کا حق ادا کر)

یہ بات صرف حضور علیہ السلام کو ہی زیبا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض ایسی باتیں بھی ارشاد فرماتے جو کوئی دوسرا کرے تو لوگ اس کو اچھا نہ سمجھیں جیسے ایک حبشی غلام انجشہ کو خیبر کے موقع پر فرمایا: يَا اَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بالقوارير (۶۱۳۹-۶۱) اے انجشہ! شیشیوں کے ہانکنے کو چھوڑ دو۔ انجشہ بہت عمدہ آواز والے تھے اور حدی پڑھ رہے تھے جس کی وجہ سے اونٹ مستی میں تیز چل رہے تھے جن پر امہات المؤمنین اور ام سلیم رضی اللہ عنہن سوار تھیں تو فرمایا حدی بند کرو کہیں عورتیں گرنے جائیں۔ دوسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تیری آواز بہت میٹھی ہے جو عورتوں کو سننا مناسب نہیں ہے۔ اس معنی کی بنا پر راوی حدیث حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتكلم النبي صلى الله عليه وسلم بكلمة لو تكلم بعضكم لعبتموها عليه قوله۔ حضور علیہ السلام نے ایسی بات فرمائی کہ اگر تم میں سے کوئی کہے تو تم اس کو عیب سمجھتے۔

حوالے

* یوں نہ کہا جائے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے بلکہ کہو میرا دل سخت ہو گیا ہے۔ لا يقولن احدكم خبثت نفسي ولكن ليقل لقست نفسي۔ (۶۱۷۹)

* حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مانی تو نسلوں تک پریشانی نہ گئی۔ (۶۱۹۰)

* شہنشاہ نام رکھنے کی قباحت (جبکہ خود رکھے) (۶۲۰۵)

* توریۃ کلام کرنا۔ (۶۲۱۲ تا ۶۲۰۹)

* رب كاسية في الدنيا عارية في الآخرة (۶۲۱۸)

دنیا میں بہت ساری لباس پہننے والی آخرت میں لباس سے عاری ہوں گی۔

* ان الشيطان يجري من ابن ادم مبلغ الدم۔ (۶۲۱۹)

شیطان انسان کے جسم میں خون کی جگہ دوڑتا ہے۔

* چھینک کا پورا جواب۔ (۶۲۲۳)

* خلق الله ادم على صورة (۶۲۲۷)

اللہ نے آدم کو ان کی اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔

* نابالغ بچیوں کے شہوت والے اعضاء دیکھنا بھی منع ہے۔ (ص ۹۲۰ س ۹)

* یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والقلیل علی الكثير۔ (۶۲۳۱) جو سوار ہے پیدل چلنے والے کو سلام کہے، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کہے اور تھوڑے، زیادہ کو سلام کہیں۔

* آنکھ کا زناد یکھنا، زبان کا زنا بولنا۔ (۶۲۳۳)

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبول روایت میں احتیاط اراد عمر الثبیت الا ان یجیز خبر الواحد (ص ۹۲۳ سطر نمبر ۱۱)

* انا انا (میں میں) کی بجائے اپنا نام بول کر تعارف کراؤ۔ (۶۲۵۰)

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

اكانت المصافحه فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا مصافحہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھا؟ تو انہوں نے فرمایا نعم۔ ہاں تھا۔ (۶۲۶۳) رہا یہ سوال کہ مصافحہ کرنے کا طریقہ کیا ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے حضور علیہ السلام نے تشہد کی تعلیم ارشاد فرمائی و کفی بین کفیه۔ اس طرح کہ میرا ہاتھ حضور علیہ السلام کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا اور اس کو امام بخاری نے باب المصافحہ میں ذکر فرمایا ہے لہذا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار پایا۔ یہ کہنا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تو ایک ہی ہاتھ تھا، پہلی بات تو یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام کا عمل آپ کے سامنے آگیا تو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے کی کیا ضرورت؟ دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ کسی سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کریں گے تو آپ کا ایک ہاتھ ہی اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوگا اور وہ اسی طرح ہی بتائے گا کہ میرا ہاتھ اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا نہ یہ کہ وہ کہے میرے ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھے لہذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمان سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور علیہ السلام نے تو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرمایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ سے۔ پھر امام بخاری نے باقاعدہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا باب باندھا ہے باب الاخذ بالیدین۔ اور فرمایا وصافحہ حماد بن زید ابن المبارک بیدیدہ مصافحہ فرمایا حماد بن زید نے ابن مبارک سے ساتھ دونوں ہاتھوں کے۔

(۶۲۶۳، ۶۲، ۹۲۶)

* حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا السلام علیک ایہا النبی کہنے کی بجائے السلام علی النبی کہنا جو تشہد کی دوسری تمام روایات کے خلاف ہے دیکھئے

(حاشیہ ص ۹۲۶) (پارہ نمبر ۲۵ کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوئے)

صاحب معطر پینہ صلی اللہ علیہ وسلم:

* حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (ان کی والدہ اور داؤدی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کے لئے چمڑے کا بستر بچھاتی تھیں جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ (دوپہر کا)

آرام) فرماتے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ سے فارغ ہو کر اٹھتے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کے بال مبارک اور پسینہ مبارک لے کر ایک شیشی میں جمع کرتیں اور ایک قسم کی خوشبو (سکت) میں ملا دیتیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت یہ وصیت فرمائی کہ

أَنْ يُجْعَلَ فِي حُنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السُّكِّ قَالَ فَبُجِعِلَ فِي حُنُوطِهِ

(میری وفات کے بعد کا فوراً و صندل کے مجموعہ) حنوط میں اس خوشبو کو ملایا جائے چنانچہ ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔

(۶۲۸۱)

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی محبت تھی، جیسا کہ داؤدی کے حوالے سے گزرا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں ایک تو یہ رشتہ اور دوسرا حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے خادم خاص تھے اور پورے دس سال سرکار کی خدمت میں رہے کبھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم از کی بات بھی فرماتے جو اور کسی سے نہ فرماتے اور پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ اس رازداری کو نبھاتے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ خود ہی فرماتے ہیں: اسرالی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہا اخبرت بہ احدا بعدہ ولقد سئلتنی ام سلیم فہا اخبرتہا بہ۔ مجھے حضور علیہ السلام نے ایک راز کی بات کہی جو میں نے حضور علیہ السلام کے بعد کسی کو نہ بتائی یہاں تک کہ میری والدہ نے بھی مجھ سے وہ راز کی بات پوچھنا چاہی مگر میں نے ماں کو بھی نہ بتائی۔ (۶۲۸۹)

* حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں اپنا ختنہ خود کیا۔ اہل عرب بھی بالغ ہونے کے بعد ختنے کراتے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی بعد البلوغ ختنہ کرایا۔ (۹۹-۶۲۹۸)

* سید الاستغفار۔ (۶۳۰۶)

بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ کی خوشی:

* حضرت حارث بن سوید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم سے دو احادیث بیان کیں ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسری اپنی طرف سے۔ فرمایا: مومن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ ابھی اس پر پہاڑ گر جائے گا اور بدکار اپنے گناہ کو مکھی کی مانند دیکھتا ہے جو اس کی ناک کے قریب سے گزری تو ہاتھ کے اشارے سے اس کو ہانک دیا جائے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کہ وہ شخص خوش ہوتا ہے جس کے پاس اس کی سواری ہو، اس پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو (تھکاوٹ کی وجہ سے) اس نے اپنا سر رکھا اور سو گیا جب بیدار ہوا تو نہ سواری نہ سامان۔ دھوپ اور پیاس شدید ہو گئی اس کے علاوہ جو کچھ اللہ نے چاہا ہوا (تلاش بسیار کے بعد) اس نے ارادہ کیا وہیں پہنچ جاتا ہوں جہاں سو یا تھا (مایوس ہو کر) وہاں جا کر پھر سو گیا جب بیدار ہوا سر کو

اٹھایا تو سواری (بمعہ ساز و سامان) پاس کھڑی تھی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا خوش یہ سواری والا ہوا ہوگا۔ (۶۳۰۸)

اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کا کیا مطلب؟

یاد رہے! خوشی کے لئے تغیر لازم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایسی صفت سے پاک ہے جو تغیر کی مقتضی ہو تو یہاں تغیر کا لازم معنی مراد ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی کسی پر خوش ہوتا ہے تو اس کو انعام و اکرام سے نوازتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی توبہ کرنے والے بندے کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اس کو انعامات سے نوازتا ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں اس سواری والے شخص کی خوشی کی انتہائیوں بیان کی گئی کہ جب وہ دوبارہ نیند سے بیدار ہوا اور اس نے اپنی سواری اور سامان کو دیکھا تو شدت فرحت کی وجہ سے اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ”اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب“۔

حوالے

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ولا تجهر بصلواتك ولا تخافت بها، آیہ کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی (۶۳۲۷) جبکہ بخاری کتاب التفسیر میں ہے کہ یہ آیت نماز کے ساتھ خاص ہے اور یہی راجح ہے۔

* درس قرآن و حدیث ہفتے میں تین مرتبہ دو اور دعا میں قافیہ بندی سے بچو۔ (۶۳۳۷ و ۶۳۱۱) (یزید بن معاویہ کو ابن مسعود کی نصیحت بھی اس میں ملاحظہ ہو)

* دعا میں قطعیت ہونی چاہیے یوں نہ دعا کرے ”اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عطا کر دے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ (۶۳۳۹)

* حضور علیہ السلام نے دشمن کی خوشی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔ (۶۳۳۷) (شہادتۃ الاعداء)

* سبحان اللہ و بحمدہ ایک سو مرتبہ روزانہ پڑھنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (۶۳۰۵)

* محفل ذکر کو فرشتے اپنے نوری پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (۶۳۰۸)

(کتاب الرقاق ”رقت انگیز باتوں کا بیان“ حدیث نمبر ۶۳۱۲ سے شروع ہوا)

* اگر انسان کو پوری وادی سونے کی بھر کر دی جائے تو دوسری وادی کی خواہش کرے پھر تیسری کی و لایسد جوف ابن ادم الا التراب (اس کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی) (۶۳۳۶)

* اصحاب صفہ کی تنگدستی کا حال اور دودھ پیالہ (۶۳۵۱)

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر؟ جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا (اعلیٰ حضرت)

* کسی کا عمل اس کو نجات نہ دے گا

ولا انا الا ان يتغمدني الله برحمته (۶۳۶۳)

* اللہ تعالیٰ نے رحمت کے نوے حصے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ دنیا میں اتارا اگر کافر کو بھی علم ہو جائے اس رحمت کا جو اللہ کے پاس ہے تو جنت سے مایوس نہ ہو اور اللہ کے ہاں عذاب کا پتہ اگر مومن کو چل جائے تو آگ سے بے خوف نہ ہو۔

(۶۳۶۹)

* جب میں مر جاؤں تو میری لاش کو جلا کر رکھاڑا دینا اور پانی میں بہا دینا۔ (۶۳۸۱) اللہ کی رحمت کا ایک واقعہ۔

اَنَا النَّذِيرُ الْعَرِيَانُ میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں:

* حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میری اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھیجا اس کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی قوم کے پاس گیا اور کہا: میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور میں کھلم کھلا ڈر سنانے والا ہوں لہذا نجات حاصل کر لو چنانچہ ایک گروہ اس کی بات مان کر رات کی تاریکی میں کہیں چلا گیا اور نجات پا گیا جبکہ دوسرے گروہ نے اس کو جھٹلا دیا اور صبح کے وقت لشکر نے ان پر حملہ کر کے ان کو برباد کر دیا (۶۳۸۲) (لفظ انا سے شروع ہونے والی ایک سوا حدیث کی ایمان افروز شرح ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ انا میں دیکھئے۔ اور تم دوزخ میں گرے جا رہے ہو فَاَنَا اخْذُكُمْ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ پس میں تمہیں کمر سے پکڑ کر دوزخ سے بچا رہا ہوں۔ اسی کتاب میں اس سے اگلی حدیث جس کا نمبر ۶۳۸۳ ہے بھی ملاحظہ فرمائیں)

حوالے

* صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی بہت بڑا سمجھتے تھے۔ (۶۳۹۲)

* من عادى وليا فقد اذنته بالحرب۔ (حدیث قدسی) (۶۵۰۲-۷)

(جو میرے ولی سے عداوت رکھے میں اس کو جنگ کا چیلنج کرتا ہوں)

* من احب لقاء الله احب الله لقاءه (۶۵۰۸)

(جو اللہ سے ملنا چاہے اللہ اس سے ملنا چاہتا ہے)

* مرنے والا مستراح (راحت پانے والا مومن) یا مستراح منہ (جس سے مخلوق راحت پائے) یعنی بدکار ہے۔

(۶۵۱۲)

* میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو (اہلہ و مالہ) واپس آ جاتی ہیں ایک (عملہ) ساتھ رہتی ہے۔ (۶۵۱۳)

(چھبیسویں پارے کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں)

* قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی، حضور علیہ السلام کے اس فرمان کی یہودی نے بھی تائید کی اور کہا

سالن بیل اور مچھلی کا ہوگا۔ (۶۵۲۰)

* کیف يحشر الكافر على وجهه. (۶۵۲۳)

(کافر کس طرح چہرے کے بل آئے گا؟ جس اللہ نے دنیا میں اس کو پاؤں پہ چلایا وہ قیامت کو منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے)

* انکم ملقوا اللہ حفاة عراة عزلا. (۶۵۲۵)

(تم اللہ سے ملاقات کرو گے ننگے بے ختنہ)

* اول ما يقضى بين الناس بالدماء (۶۵۳۳)

(سب سے پہلے قتل کے فیصلے ہوں گے)

* قیامت کے دن کافر اپنے آپ کو بچانے کی خاطر زمین بھرند یہ دینے پر تیار ہو جائے گا۔ (۶۵۳۸)

* اللہ کی رضا تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔ (۶۵۴۰)

* دوزخ میں کم ترین عذاب یہ ہوگا کہ پاؤں آگ میں ہوں گے اور دماغ ابل رہا ہوگا۔ (۶۵۶۲)

* اتقوا النار ولو بشق تمرة (۶۵۶۳)

(آگ سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے ایک حصے کے ساتھ)

* حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خود دوزخ سے نکالیں گے۔

* حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے نکلنے والی ایک جماعت کا نام ”جہنمین“ ہوگا۔ (۶۵۶۵-۶۶)

* آخری جنتی اور آخری دوزخی کا حال (۶۵۷۱)

* مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال پر فرمایا:

اللہ اعلم بما كانوا عاملين (۶۵۹۸) اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

* حضور علیہ السلام کا ایک جامع خطبہ اور صحابی رسول کا اس پر تبصرہ۔ (۶۶۰۴)

* حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: الان واللہ لانت احب الی

من نفسي۔ حضور! اللہ کی قسم آپ اب مجھے میری جان سے بھی پیارے ہو گئے ہیں۔ سرکار نے اس پر فرمایا: الان یا عبد۔ اے

عمر! اب تیرا ایمان بھی کامل ہو گیا ہے۔ (۶۶۳۲)

مالدار خسارے میں ہیں مگر:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے کہ میں حاضر

ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ ہم الاخسرون ورب الکعبة هم الاخسرون ورب الکعبة رب کعبہ کی قسم

وہ لوگ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں میں نے عرض کیا حضور! میرا کیا حال ہے؟ کیا میرے اندر کوئی ایسی بات دیکھی جا رہی ہے یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے ہم الاخسرون حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے اندر چپ رہنے کی طاقت نہ رہی میں نے پھر عرض کیا: من ہم یا بی انت و امی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ کون لوگ ہیں (جو خسارے میں ہیں) یا رسول اللہ! فرمایا: الاکثرون اموالا الامن قال هکذا وهکذا وهکذا۔ زیادہ مال والے مگر ایسے ایسے (یعنی راہ خدا میں زیادہ سے زیادہ خرچہ کرنے والے اور مال کے حقوق ادا کرنے والے)۔ (۶۶۳۸)

* لاتحلفوا باباءکم۔ اپنے باپ دادا کی (قصداً) قسم نہ کھاؤ۔ (۶۶۳۶)

* حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرتے دم تک کلام نہ کرنا شرمندگی کی وجہ سے تھا۔

(حاشیہ ۲، ص ۹۹۶، حدیث ۶۷۲۶)

* یمن غموس (زمانہ ماضی کے بارے میں اٹھائی جانے والی جھوٹی قسم) بھی کبار میں سے ہے۔ (۶۶۷۵)

* ابوطالب کو فرمایا قل لا اله الا الله کلمۃ احاج لک بها عند الله۔ (۶۶۸۱) (لا اله الا الله پڑھ لے میں

تیرے لئے اس کلمہ کے ساتھ اللہ کے ہاں اصرار کروں گا)

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زمانہ جاہلیت میں مانی ہوئی اعتکاف کی نذر پوری کرنے کی اجازت دی۔ (۶۶۹۷)

* حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے خلاف فتویٰ دیتے ہوئے ان کے فتوے کو

گمراہی قرار دیا پھر بھی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: لا تسالونی

مادام هذا الخبر فیکم۔ جب تک یہ عالم تم میں ہے ہم سے سوال نہ کیا کرو۔ (۶۷۳۶)

کیا شراب پینے والا بھی اللہ و رسول کا محبت ہو سکتا ہے؟

شرابی کو سزا کے وقت اخذک الله۔ اللہ نے تجھے ذلیل کیا نہ کہا جائے۔ یہ شیطان کی مدد ہے۔ (۷۷۷۷) ایک

حدیث میں فرمایا:

لا تلعنوه فوالله ما علمت الا انه يحب الله ورسوله۔ (۶۷۸۰) اس پر لعنت نہ کرو جہاں تک میں جانتا ہوں یہ

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ (لہذا کسی کی اگر صرف داڑھی نہ ہو یا ٹوپی نہ پہنی ہو تو اتنی سی بات پر یہ

نہیں کہنا چاہیے کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں جب شراب پینے والے کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

ہو سکتی ہے تو اس کے دل میں کیوں نہیں ہو سکتی ہاں تکمیل محبت کی بات کی جاسکتی ہے)

حوالے

* شراب کی حد (سزا) حضور علیہ السلام کے دور میں مقرر نہ تھی۔ (دیکھئے کتاب الحدود کا باب ۴، ص ۱۰۰۳ بمعہ حاشیہ)

(اس کے ساتھ ہی پارہ نمبر ستائیس کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوئے)

* الولد للفراش وللعاھر الحجر (۶۸۱۸)

اولاد نکاح والے کی ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔

* یہودی علماء نے تورات میں رجم کا حکم چھپا لیا۔ (۶۸۱۹)

* ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ کہیں گے ہم کتاب اللہ میں رجم (کا حکم) نہیں پاتے۔ الا وان الرجم حق علی من

ذنی وقد احصن۔ (سن لو شادی شدہ زنا کار کو رجم کرنا حق ہے) (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) (۶۸۲۹)

حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی تو گناہ (حد) معاف:

* حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے

کہ ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے آکر عرض کیا اصبحت حدا۔ میں ایسا کام کر بیٹھا ہوں کہ جس کی وجہ سے میرے اوپر حد لازم ہوگئی لہذا آپ میرے اوپر حد لاگو فرمائیں حضور علیہ السلام نے سکوت فرمایا (کیونکہ آپ منہی عنہ کاموں کے تجسس میں پڑنے کی بجائے پردہ پوشی کو ترجیح دیتے تھے) اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا اس شخص نے بھی باجماعت نماز ادا کی اور پھر حاضر

خدمت ہو کر عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اصبحت حدا فاقم فی کتاب اللہ حضور میں ایسا گناہ کر چکا ہوں جس کی وجہ سے میں سزا کا سزاوار ہو گیا ہوں آپ میرے اوپر اللہ کا حکم جاری کیجئے۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا: الیس قد صلیت معنا؟ کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں ادا کی؟ عرض کیا! کیوں نہیں آپ کے ساتھ ہی نماز ادا کی ہے۔ فرمایا: فان اللہ قد غفر لک ذنبک او قال حدک۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ یا فرمایا تیری حد (سزا) معاف فرما

دی ہے۔ (۶۸۲۳) (اس پر ایک سوال اور اس کا جواب ص ۱۰۰۸ حاشیہ ۲ میں دیکھئے)

* ثقیہ بنو ساعدہ میں کیا ہوا؟ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تفصیلی بیان (۶۸۳۰)

* قتل کے بدلے قتل، شادی شدہ زانی کو اور مرتد کو یعنی اُن تین میں سے ایک وجہ ہو تو کسی کو قتل کیا جائے گا۔ (۶۸۷۹)

* جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاسکے گی۔ (۶۹۱۳)

بدترین لوگ کون ہیں؟:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما خارجیوں کو شرار الخلق یعنی بدترین مخلوق قرار دیتے تھے اور اس کی وجہ

یہ بیان فرماتے کہ انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المؤمنین (۱۰۲۳) وہ لوگ قرآن پاک کی وہ آیات جو کہ کافروں کے متعلق نازل ہوئیں اہل ایمان پہ چسپاں کرتے ہیں۔

آج بھی کچھ لوگ بتوں والی آیات کو اولیاء کرام پہ چسپاں کرتے ہیں خدا جانے ان کا آپس میں کیا رشتہ ہے۔ بڑا بھائی

کون ہے اور چھوٹا کون ہے؟ فرق صاف ظاہر ہے وہ کافروں والی آیات کا مسلمانوں پر اطلاق کرتے تھے اور یہ بتوں والی

آیات کا ولیوں پہ اطلاق کرتے ہیں۔ ادھر کفار ہیں اور عام مومنین ہیں اور ادھر بت ہیں اور خاص مومنین اولیاء کرام ہیں۔ حالانکہ بت جسامت دکھاتا ہے ولی کرامت دکھاتا ہے بت کی آنکھ میں لکیر ہے ولی کی آنکھ میں تاثیر ہے۔ بت اللہ کا دشمن ہے اور ولی اللہ کا دوست۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حوالے

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ولو انقض احد علی ما فعلتم بعثمان کان محقوقا ان ينقض (ص ۱۰۲۷، ۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اتنا ظلم ہوا کہ اگر احد (پہاڑ) پھٹ جائے تو اس کو مناسب ہے کہ پھٹ جائے۔

* امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب الخلیل میں چند مقامات پر قال بعض الناس اور قال بعضهم کے الفاظ سے احناف مراد لئے ہیں دیکھئے (ص ۱۰۲۹، ۱، ۵، ۹، ۱۹، ۲۲، ۳۰، ۱، ۱۵، ۲، ۱۵، ۲۵، ۱، ۳۱، ۳۲، ۳۳ اور ص ۳۳ وغیرہ ان تمام مقامات کا حاشیہ اور شروع پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ امام بخاری نے احناف کا موقف پوری طرح سمجھے بغیر تبصرہ فرما دیا ہے۔

* وحی کی لذت نہ ملنے پر حضور علیہ السلام نے کئی مرتبہ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرانے کا ارادہ فرمایا۔ (۶۹۸۲، ص ۱۰۳۳)

* اچھا خواب جو نیک بندے کو آئے نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔ (۶۹۸۳)

* جو خواب اچھا نہ ہو وہ کسی سے بیان نہ کرے۔ (۶۹۸۵)

* برے خوابوں سے بچنے کا علاج۔ (۶۹۸۶)

* من رانی فی المنام فیسرانی فی اليقظة۔ (۶۹۹۳)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا۔

* رؤیا النهار مثل رؤیا الیل۔ (۱۰۳۶) تعبیر کے اعتبار سے دن کا خواب رات کے خواب کی طرح ہے یعنی دونوں کی

تعبیر ہے۔ (امام ابن سیرین)

* خواب میں قید ہونا دین میں ثابت قدمی ہے۔ (العید ثبات فی الدین) (۷۰۱۷)

* جھوٹا خواب بیان کرنا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ (۷۰۳۳)

(اٹھائیسویں پارے کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں)

* بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی۔ من شرار الناس من تدرکهم الساعة وهم

احیاء۔ (۷۰۶۷)

ہر بعد والا حاکم پہلے سے زیادہ برا ہوگا:

حضرت زبیر بن عدی سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور حجاج بن یوسف کے مظالم کی شکایت کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا میں اس سلسلہ میں تمہیں تمہارے ہی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان عالی شان سنا دیتا ہوں جو یہ ہے: اصبروا فانہ لایاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ اشرف منہ حتی تلقوا ربکم۔ (۷۰۶۸) صبر کرو کیونکہ ہر بعد والا زمانہ پہلے زمانے سے (حکمرانی کے اعتبار سے) برا ہوگا (اس وقت تک صبر کرتے رہو) یہاں تک کہ اپنے رب سے ملاقات کرو۔

امام شعبی علیہ الرحمۃ نے اس کی ایک مثال دی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور ان کے بعد تک جب مجرم پکڑا جاتا (جس کی سزا متعین نہ ہوتی) تو اس کو لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے اس کے سر سے عمامہ اتار دیا جاتا جب زیاد حکمران ہوا تو اس نے کوڑوں کی سزا دینی شروع کی اس کے بعد مصعب بن زبیر نے مجرم کی داڑھی مونڈنی شروع کر دی، بشر بن مروان نے ہتھیلی میں کیل ٹھونکنے شروع کر دیئے اور حجاج نے تلوار سے کام لیا۔ دراصل برے حکمران ہمارے برے اعمال کا نتیجہ ہیں: اعبالکم عبالکم۔ جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامہ اعمال دیکھ :

معاملہ بایں جارسید

بات یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں روزانہ بم دھماکے ہو رہے ہیں عالمی سطح پر عالم کفر کی طرف سے کسی رد عمل کا اظہار نہیں ہوتا گویا معمول کی بات ہے اور بھارت میں جب بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو بلا سوچے سمجھے الزام پاکستان پر لگا دیا جاتا ہے لیکن یہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے جس کے تحت یہ سارا کچھ ہو رہا ہے تاکہ عراق و افغانستان کے بعد پاکستان کو مشرقِ ستم بنایا جائے اور حکمران ہیں کہ اپنے ہی وطن کو تباہ کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں ان حالات میں شاعر مشرق، حکیم الامت علامہ اقبال کی زبان میں یہی کہا جاسکتا ہے۔

اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
اس کوہ و بیاں سے خدی خوان کدھر جائے
آیاتِ الہی کا نگہبان کدھر جائے

(علامہ اقبال علیہ الرحمۃ)

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا اتر
وہ لذت آشوب نہیں بحرِ عرب میں
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس راز کو اب فاش کراے روح محمد (ﷺ)

پس چہ باید کرد؟

پھر یہ کرنا چاہیے کہ یا تو نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری۔

اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر رونے سے تو آپ کو نہیں شرمانا چاہیے۔ اس کا اپنا اعلان ہے

توبوا الى الله جميعاً ايها المؤمنون لعلكم تفلحون۔

کسی بزرگ کے سامنے عرض کیا گیا: فلاں حاکم بڑا ظالم ہے دعا کریں اس سے ہماری جان چھوٹ جائے فرمایا میں اپنے اعمال کی درستگی کے لئے دعا کرتا ہوں ہمارے اعمال اچھے ہوں گے تو ہمارے حکمران بھی اچھے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جیسے) حجاج جیسے ظالم کے دور میں گوشہ نشین ہو گئے اور دیہات میں جا کر بود و باش اختیار کر لی جب حجاج نے پوچھا تو فرمایا مجھے حضور علیہ السلام نے گاؤں میں رہنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ (۷۰۸۷)

* عیب سے اسم تفضیل اعیب آیا ہے۔ (۷۱۰۷) اس میں نحو یوں کار د ہے جو کہتے ہیں کہ رنگ و عیب والے الفاظ سے اسم تفضیل نہیں آتا۔ دیکھئے (ص ۱۰۵۲ حاشیہ ۷)

عذاب کی لپیٹ میں نیکو کار بھی آ جاتے ہیں:

* حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من كان فيهم ثم بعثوا على اعمالهم۔ (۷۱۰۸) جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب اتارتا ہے تو وہ عذاب ہر اس شخص کو پہنچتا ہے جو اس قوم میں ہوتا ہے پھر وہ اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة (انفال: ۲۵) اور اس فتنے (عذاب) سے بچو جو تم میں خاص ظالموں کو نہ پہنچے گا۔ یعنی اگر تم اس سے نہ ڈرے اور اس کے اسباب یعنی ممنوعات کو ترک نہ کیا اور وہ فتنہ نازل ہوا تو یہ نہ ہوگا کہ اس میں خاص ظالم اور بدکار ہی مبتلا ہوں گے بلکہ وہ نیک اور بد سب کو پہنچ جائے گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنے درمیان ممنوعات نہ ہونے دیں یعنی اپنے مقدور تک برائیوں کو روکیں اور گناہ کرنے والوں کو گناہ سے منع کریں اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو عذاب ان سب کو عام ہوگا۔ خطا کار اور غیر خطا کار سب کو پہنچے گا۔ حدیث شریف میں ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مخصوص لوگوں کے عمل پر عذاب عام نہیں کرتا جب تک کہ عام طور پر لوگ ایسا نہ کریں کہ ممنوعات کو اپنے درمیان ہوتا دیکھتے رہیں اور اس کے روکنے اور منع کرنے پر قادر ہوں باوجود اس کے کہ نہ روکیں نہ منع کریں جب ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عذاب میں عام و خاص سب کو مبتلا کر دیتا ہے۔ ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے ”جو شخص کسی قوم میں سرگرم معاصی ہو اور لوگ باوجود قدرت کے اس کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ انہیں مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے“ اس سے معلوم ہوا! جو قوم نبی عن المنکر ترک کرتی ہے اور لوگوں کو گناہ سے نہیں روکتی وہ اپنے اس ترک فرض کی شامت میں مبتلائے عذاب ہو جاتی ہے۔

* ابن عمر رضی اللہ عنہما یزید پلید کی بیعت پہ کیوں قائم رہے؟ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی بیعت کیوں

توڑی۔ (ص ۱۰۵۲ حاشیہ ۷-۸)

* نفاق حضور علیہ السلام کے دور میں تھا اب ایمان کے بعد کفر ہے۔ انہا کان النفاق علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاما اليوم فانہا ہو الکفر بعد الایمان۔ (۷۱۱۲)

* اطاعت امیر۔ (۷۱۳۲-۳۵)

* لالچی کو حکومت میں شامل نہ کیا جائے۔ (۷۱۳۹)

جس حکمران نے اپنی ذمہ داری نہ نبھائی:

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: عبید اللہ بن زیاد نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے اس وقت ملاقات کی جب وہ مرض الموت میں تھے۔ تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کو فرمایا میں تجھے وہ بات بتاتا ہوں جو میں نے حضور علیہ السلام سے خود سنی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحْطَظْهَا بِنُصْحِهِ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ. (۷۱۵۰) جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے رعیت (پر حکومت) عطا کی اور اس نے خیر خواہی کے ساتھ اس کی نگہبانی نہ کی وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا عنقریب تم لوگ حکومت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت کے دن تمہارے لئے ندامت کا باعث ہوگی۔ فنعم الرضعة و بست الفاطمة۔ آغاز میں بظاہر حکومت اچھی لگتی ہے کہ اس سے آسائشوں کے دروازے کھلتے ہیں، دولت عزت و شہرت ملتی ہے لیکن انجام عموماً برا ہوتا ہے اور پھر آخرت میں حساب بھی تو حکمران کا ہی سخت ہوگا۔ (ص ۱۰۵۸ او حاشیہ ۴)

* ایک بات پر قسم اٹھائی اور اس کی ضد میں بھلائی دیکھی تو قسم توڑ کر کفار ادا کر دیا جائے۔ (اس حدیث میں ہے) بے مانگے حکومت ملے تو لے لی جائے۔ (ص ۱۰۵۸ باب من سال الامارة وكل ایھا)

* غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کیا جائے نہ فتویٰ دیا جائے۔ (۷۱۵۸)

نماز کو طول دینے والے امام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ فلاں امام کی وجہ سے میں صبح کی نماز باجماعت نہیں پڑھ سکتا کیونکہ وہ نماز کو طول دیتا ہے (راوی کہتے ہیں) وعظ و نصیحت کرتے ہوئے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن سے زیادہ غصے میں کبھی نہ دیکھا پھر آپ نے فرمایا:

يَأْتِيهَا النَّاسُ إِنْ مِنْكُمْ مُنْقَرِنٌ فَإِنَّكُمْ مَا صَلَّيْ بِالنَّاسِ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَلِكَ حَاجَةٌ (۷۱۵۹) اے لوگو! بے شک تم میں سے کچھ (نماز پڑھانے والے لوگوں کو متنفر کرتے ہیں) جب لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو مختصر کرو کیونکہ ان میں بوڑھے، کمزور اور صاحبان حاجت بھی ہوتے ہیں (ایک روایت میں ہے: آپ نے امام کو بلا کر باقاعدہ ڈانٹا اور فرمایا افتان انت اے معاذ! کیا تو فتنہ پھیلانے والا ہے)

دینی کاموں پر اجرت لینا:

حضرت عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہء خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے کاموں کو سرانجام دینے کی ڈیوٹی دیتے ہو اور جب تمہیں اجرت دی جاتی ہے تو تم اس کو برا سمجھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ایسا ہی ہے۔ فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا میرے پاس گھوڑے ہیں، غلام ہیں اور الحمد للہ میں خوش حال ہوں اور چاہتا ہوں کہ اہل اسلام کی مفت میں خدمت کروں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کر کیونکہ میں نے بھی ایسا ہی ارادہ کیا تھا جیسا کہ تم نے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ عطا فرمانا چاہتے تو میں عرض کرتا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند کو دے دیں تا آنکہ ایک مرتبہ جب حضور علیہ السلام نے مجھے مال عطا کیا تو میں نے یہی عرض کیا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند کو دے دیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخذہ فتمولہ و تصدق بہ فبا جاءك من هذا المال وانت غير مشرف ولا سائل فخذہ والا فلا تتبعہ نفسك۔ (۷۱۳)

اس کو لے لو اور اپنے قبضے میں کر کے صدقہ کر دو اس مال سے جو کچھ تیرے پاس بے طمع اور بے مانگے آئے تو اس کو لے لیا کرو اور اگر نہ آئے تو اس کو لینے کے درپے نہ ہوا کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یا کل الوصى بقدر عيالتہ۔ وصی اپنے کام کی مقدار کے برابر لے سکتا ہے۔ واکل ابوبکر و عمر۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے (بھی بیت المال سے) تنخواہ لی۔ وکان شریح القاضی یاخذ علی القضاء اجرا۔ قاضی شریح بھی اپنے منصب قضا کی تنخواہ لیا کرتے۔ (باب رزق الحکام والعالمین علیہا ص ۱۰۶)

لہذا دینی کاموں پر تنخواہ لینے کا جواز ثابت ہوا اور اس بارے میں بے دین قسم کے لوگ جو خود لاکھوں کما کر اپنے کتوں کو بھی عیش کراتے ہیں اور رجال دین کی معمولی تنخواہوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور اس کو دین بیچنا کہتے ہیں ان کے اعتراض کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عمر نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا ہے تو میں رجم کی آیت اپنے ہاتھ سے لکھ دیتا۔ (ص ۱۰۶)

* افسروں کو دیئے جانے والے ہدیے حکومت اسلامی کے حوالے ہوں گے۔ (۷۱۸)

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ مسجد قبا میں امامت کا فریضہ سرانجام دیتے تھے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے مہاجرین اولین ہوتے تھے۔ فیہم ابوبکر و عمر و ابوسلمہ و عامر بن ربیعہ۔ اور ان کے مقتدیوں میں ابوبکر بھی ہوتے، عمر بھی، ابوسلمہ اور عامر بن ربیعہ بھی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین (۷۱۵) ایک آزاد شدہ غلام کو مصلی امامت دے دینا اور بڑے بڑے سرداروں کو اس کے پیچھے کھڑا کر دینا یہ کس کی

نگاہ فیض کا اثر ہے:

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا

حوالے

* أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ أَلَا لَدُّ الْخَصَمِ. اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مغضوب اور بدترین بندہ وہ ہے جو سخت جھگڑا ہو۔ (۷۱۸۸)

* اے اللہ جو خالد نے (ایک کلمہ گو قتل) کیا میں اس سے بیزار ہوں۔ (۷۱۸۹)

* حضور علیہ السلام نے کبھی کسی غیر عورت کا ہاتھ نہ چھوا۔ (۷۱۹۲)

* امام بخاری علیہ الرحمۃ ہر جگہ قال بعض الناس سے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ یا احناف کو مراد نہیں لیتے جیسے کہ فرمایا قَالَ بعض الناس لا بد للحاکم من مترجمین۔ بعض نے کہا حاکم کے لئے دو مترجم ضروری ہیں۔ حالانکہ احناف کا یہ موقف نہیں ہے بلکہ یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام بخاری شافعی المذہب نہ تھے لیکن یہ احتمال ہے کہ محرر مذہب حنیفہ امام محمد مراد ہوں۔ (۷۱۹۵)

* حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے یہودیوں کا رسم الخط سیکھنے کا حکم دیا۔ (۷۱۹۶)

* فالمعصوم من عصمه الله۔ (۷۱۹۸)

(معصوم یعنی بچا ہوا یا محفوظ وہ ہے جس کو اللہ بچالے۔ اس سے وہ عصمت مراد نہیں جو کہ خاصہ انبیاء ہے)

* حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو خلافت ملنے کی امید تھی۔ ثم قام علی من عنده فهو علی طبع وقد کان عبدالرحمن بن عوف یخشی من علی شیئا (ای من المخالفة النوجه للفتنة) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ فقال ابایعک علی سنة الله ورسوله والخلیفتین من بعده۔

(۷۲۰۷، ص ۱۰۷۰، ۷۲۰۷)

(پس حضرت علی نے حضرت عثمان سے کہا میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک اور آپ کے بعد والے دو خلفاء (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کے طریق پہ آپ کی بیعت مکر رہا ہوں)۔

إِنَّا الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ مَدِينَةُ بَهْشِي كِي طَرَحَ هِ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے اسلام پر حضور علیہ السلام کے ہاتھ کے اوپر بیعت کی پھر اس کو بخار ہو گیا اور حاضر خدمت ہو کر بیعت کی واپسی کا تقاضا کرنے لگا بار بار آتا اور کہتا اقلنی بیعتی بیعت واپس فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انکار فرماتے رہے آخر مدینہ چھوڑ کر (واپس گاؤں) چلا گیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفَى خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا. (۷۲۱۱) مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل جدا کر دیتی ہے اور صاف ستھرا خالص مال (سونا چاندی) علیحدہ کر دیتی ہے۔

حوالے

* حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مسجد نبوی شریف کے منبر پر ہوئی۔ (۷۲۱۷)

صعد المنبر فبايعه الناس عامة.

* بارہ امیر ہوں گے (جن پر لوگ متفق ہوں گے یجتمع علیہ الناس) کلہم من قریش۔ یہ سب قریش سے ہوں گے۔ (۷۲۲۳)

* باجماعت نماز نہ پڑھنے والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی (فاحرق علیہم بیوتہم، ان کے گھروں کو جلا دوں) (۷۲۲۳)

* دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو بلکہ اللہ سے خیر و عافیت مانگو۔

لا تبتغوا لقاء العدو واسئلوا الله العافية. (۷۲۲۷)

* اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام (اقامہ اللہ وادامہ) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے غنی (مالدار) کر دیا۔

(۷۲۷۱)

* ان احسن الحديث كتاب الله واحسن الهدى هدى محمد صلى الله عليه وسلم وشر الامور

محدثاتها. (۷۲۷۷) (خطبہ کے الفاظ)

* ہمیں تکلف سے منع کیا گیا۔ فقال (عمر) کنا نهينا عن التكلف. (۷۲۹۳)

* حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو (جو کچھ بھی) کہا۔ (وانما جاز للعباس

مثل هذا القول لان عليا كان كالولد له) (ص ۱۰۸۵ و حاشیہ ۶) (پارہ ۲۹ کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں)

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عمدہ کپڑے کے ساتھ ناک صاف کی پھر در نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یاد آگیا

اور کہا بھوک کی وجہ سے میں حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گرا ہوا ہوتا لوگ مجھے مجنون سمجھ کر میری گردن پہ پاؤں رکھ کر گزر

جاتے حالانکہ میں مجنون نہ ہوتا بلکہ بھوک کی وجہ سے یہ حالت ہوتی۔ (وما بی من جنون ما بی الا الجوع) (۷۳۲۲)

محبوبہ محبوب خدا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عاجزی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: دفنی مع صواحبی ولا تدفنی

مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت فانی اکرہ ان اذکی۔ مجھے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے ساتھ جنت البقیع

میں ہی دفن کر دینا حضور علیہ السلام کے ساتھ دفن نہ کرنا کہ کہیں میرے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی شان

بہت بلند ہے۔ میں پسند نہیں کرتی کہ میرے متعلق ایسا سمجھا جائے۔ (۷۳۷) یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عاجزی تھی اور قرآن پاک کی اس آیت کے پیش نظر تھی فلا تزکوا انفسکم اپنے آپ کو صاف ستھرا نہ بناؤ۔ ہو اعلم لمن اتقى۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہے۔ (النجم: ۳۲) ورنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان و عظمت بہت بلند و بالا ہے۔
ذّرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا ہل بلغت۔ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا؟ وہ عرض کریں گے نعم یا رب۔ ہاں اے میرے پالنے والے۔ پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا ہل بلغتکم۔ کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا؟ امت کہے گی۔ ما جاءنا من نذیر۔ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔ اللہ پاک نوح سے پوچھے گا من شہودك۔ اے پیارے نوح (گواہ لاؤ) تمہارے گواہ کون ہیں؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے محمد و امتہ۔ آخر الزمان نبی علیہ السلام اور ان کی امت مرحومہ میرے گواہ ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا فی جاء کم فتشہدوں۔ پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم گواہی دو گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وکذلک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویكون الرسول علیکم شہیدا۔ (البقرة: ۱۴۳) اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گواہ ہیں (دنیا و آخرت میں) (۷۳۹)

آیہ مذکورہ اور مسائل خمسہ

مسئلہ نمبر ۱: دنیا میں تو یہ کہ مسلمان کی شہادت مومن کافر سب کے حق میں شرعاً معتبر ہے اور کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲: اس سے یہ بھی معلوم ہوا! اس امت کا اجماع حجت لازم القبول ہے۔

مسئلہ نمبر ۳: اموات کے حق میں بھی اس امت کی شہادت معتبر ہے رحمت و عذاب کے فرشتے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی تعریف کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا۔ صحابہ کرام نے اس کی برائی کی حضور علیہ السلام نے فرمایا واجب ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ حضور! کیا چیز واجب ہوئی۔ فرمایا: پہلے جنازے کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوئی دوسرے کی تم نے برائی بیان کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوئی۔ تم زمین میں اللہ کے شہداء (گواہ) ہو پھر حضور علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

مسئلہ نمبر ۴: یہ تمام شہادتیں صلحاء امت اور اہل صدوق کے ساتھ خاص ہیں اور ان کے معتبر ہونے کے لئے زبان کی نگہداشت شرط ہے جو لوگ زبان کی احتیاط نہیں کرتے اور بے جا خلاف شرع کلمات ان کی زبان سے نکلتے ہیں اور ناحق لعنت

کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت نہ وہ شافع ہوں گے نہ شاہد۔ اس اُمت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور کافر سے فرمایا جائے گا کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کوئی نہیں آیا حضرات انبیاء علیہم السلام سے دریافت فرمایا جائے گا تو وہ عرض کریں گے! یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی اس پر ان سے اقامۃ للحجة دلیل طلب کی جائے گی وہ عرض کریں گے: اُمت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہماری شاہد ہے۔ تو یہ اُمت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی اس پر گزشتہ اُمت کے کفار کہیں گے انہیں کیا معلوم یہ تو ہم سے بعد میں ہوئے تھے چنانچہ اس وقت اس اُمت سے فرمایا جائے گا تم کیسے جانتے ہو؟ یہ عرض کریں گے یا رب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا قرآن پاک نازل فرمایا ان کے ذریعہ سے ہم قطعی و یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے فرض تبلیغ علی وجہ الکمال ادا کیا پھر سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی اُمت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تصدیق فرمائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۵: اس سے معلوم ہوا! اشیاء معروفہ میں شہادت تسامع کے ساتھ بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقینی سننے سے حاصل ہوا اس پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔

(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن علی کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن والرضوان والغفران زیر آیت مندرجہ بالا)

* مجتہد مخطی بھی ہو سکتا ہے اور مصیب بھی اگر صحیح مسئلہ اخذ کر لیا تو دواجر اور اگر قرآن و سنت سے مسئلہ کے استنباط میں خطا ہوگئی تو ایک اجر۔ اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب فله اجران واذا حکم فاجتہد ثم اخطا فله اجر۔

(۷۳۵۲)

امر کا مقابل مباح ایک مثال

حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: اَحِلُّوْا وَاَصِیْبُوْا مِنَ النِّسَاءِ۔ احرام کھول دو اور عورتوں کے پاس جاؤ۔ ظاہر ہے عورتوں کے پاس جانا مباح ہی رہے گا اور حدیث میں آگے خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وضاحت بھی فرمادی ولم یعزم علیہم۔ کہ ہم پر حضور علیہ السلام نے عورتوں کے پاس جانا لازم قرار نہ دیا۔ اس کے بعد اسی حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک حالت کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں کس قدر گرمی ہوئی کہ لوگوں کے مزاج میں اس کی وجہ سے اتنی تیزی آجاتی۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ہم کہہ رہے ہیں ”جب ہمارے اور عرفہ کے درمیان پانچ دن رہ جائیں گے تو ہمیں حکم ہوگا کہ عورتوں کے پاس جاسکتے ہو جبکہ فنانتی عرفۃ یقطر مذاکیرنا المذی (ہم عرفات میں آئیں گے تو ہماری شرمگاہوں سے منی ٹپک رہی ہوگی) (۱۰۹۵)

* صلوا قبل صلوۃ المغرب لمن شاء۔ (ص ۱۰۹۵ حاشیہ نمبر ۳)

جو چاہے مغرب سے پہلے نماز (نفل) پڑھ لے۔ (یعنی پابندی کوئی نہیں)

* علم ظاہر و علم باطن۔ الظاهر علی کل شیء علما و الباطن علی کل شیء علما۔ باب قول اللہ عالم الغیب فلا یظہر۔ (۱۰۹۷)

* تشهد ابن مسعود السلام علیک ایہا النبی۔ (۷۳۸۱)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشهد یہی ہے جو آج ہم پڑھتے ہیں (یعنی السلام علیک ایہا النبی نہ کہ السلام علی النبی)

* اللہ تعالیٰ جنت کو بھرنے کے لئے ایک نئی مخلوق پیدا فرمائے گا۔ (۷۳۸۲)

(یہ وہ انسان ہیں جو اولادِ آدم علیہ السلام نہیں ہیں)

* انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی۔ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔

(حدیث قدسی) (۷۴۰۵)

* وجوہ یومئذ ناظرۃ ویدار الہی۔ (۷۴۳۸، ۷۴۳۹)

* ان رحمتی وسعت غضبی۔ (۷۴۵۳) (میری رحمت میرے غضب سے وسیع ہے)

* حدیث معراج۔ ودنا الجبار رب العزۃ فتدلی حتی کان منہ قاب قوسین او ادنی۔ (۷۵۱۷، ص ۱۱۲۰ سطر ۳۱)

شب معراج رب العزت نے خود اپنے محبوب اور شبِ اسری کے دولہا کو کتنا قرب عطا فرمایا۔

* لیس منا من لم یتغن بالقران۔ (جو قرآن کو اچھی آواز سے نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق

نہیں) (۷۵۲۷)

* موزن کی اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے ہر شے قیامت کو اس (کے ایمان) کے لئے گواہی دے گی۔ (۷۵۳۸)

آخری حدیث:

* سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ۔ (۷۵۶۳)

دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہی پیارے ہیں، زبان پر بہت ہی ہلکے ہیں (یعنی ان کی ادائیگی بہت آسان ہے) میزان میں بہت ہی وزنی ہیں۔ (وہ کلمات یہ ہیں) سبحان اللہ وبحمدہ (ہم اللہ تعالیٰ کی ہر عیب سے

پاک بیان کرتے ہیں) سبحان الله العظيم (اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک، بڑی عظمت والا ہے)

(اللہ تعالیٰ کے محبوب کلمے) اس بارے میں یاد رکھیں محبت دل کے میلان کو کہا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ دل اور میلان دونوں سے پاک ہے تو دو کلمے اللہ کو محبوب ہیں کا کیا معنی ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ یہاں اور ہر جگہ جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی بات ہوگی تو اس سے محبت کا لازم معنی مراد ہوگا یعنی جس سے محبت ہوئی ہے اس پر انعام و اکرام کیا جاتا ہے اس کی کوتاہیوں سے درگزر کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کلمات کو پڑھنے سے بہت زیادہ ثواب سے نوازتا ہے چنانچہ فرمایا سبحان الله نصف البیزان والحمد لله تہلاہ سبحان الله سے ترازو آدھا بھر جاتا ہے اور الحمد لله سے پورا بھر جاتا ہے تو جب یہ دونوں چیزیں سبحان الله وبحمده میں موجود ہیں تسبیح بھی ہے تمجید بھی تو پھر اس کے ثواب کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اور یہ کیوں نہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوں۔

یاد رہے! امام بخاری علیہ الرحمۃ اس حدیث کو کل تین مقامات پر لائے ہیں کتاب الدعوات میں سبحان الله العظيم پہلے ہے اور کتاب الایمان والند ور اور کتاب التوحید میں یہ جملہ بعد میں ہے پھر کتاب الدعوات اور کتاب الایمان والند ور میں حبیبستان الی الرحمن بعد میں ہے اور یہاں پہلے ہے۔

لفظ سبحان کی تحقیق

سبحان الله کے معنی ہیں میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں یا میں نے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کی۔ سبحان الله مفعول مطلق ہے فعل ماضی سَبَّحْتُ کا یا فعل مضارع أُسَبِّحُ کا اس فعل کو سماعی طور پر حذف کرنا واجب ہے اور لفظ سبحان عموماً بطور مصاف ہی مستعمل ہے اگرچہ بعض کلمات عرب میں بغیر اضافت کے بھی آیا ہے۔ کلمہ کا حقیف ہونا اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت ہی مختصر یا ایسا فصیح کہ زبان پر اس کی ادائیگی بہت آسان ہو۔

اعمال کو تولے جانے کا مطلب؟

ثقیلتان فی البیزان میں معتزلہ کا رد ہے جو کلمات کو اعراض کہہ کر ان کے تولے جانے کو تسلیم نہیں کرتے جبکہ قرآن مجید میں کئی آیات اعمال کے وزن کی طرف صراحت کے ساتھ راہنمائی کر رہی ہیں حالانکہ اعمال بھی تو اعراض ہیں۔ فاما من ثقلت موازينه فهو فی عیۃ الراضیۃ۔ واما من خفت موازينه فاقه هاویۃ۔ ونضع الموازين القسط۔ وغیرہا اور احادیث تو اس بارے میں بے شمار ہیں۔ باقی رہا یہ کہ اعراض کیسے تولے جاسکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اعراض میں وزن پیدا کر دے اور وہ اپنے محل کے بغیر تولے جائیں کیونکہ ثقلت موازينه یا ثقیلتان فی البیزان میں دونوں کلمے اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوں گے اور بلا ضرورت ظاہری معنی سے عدول گمراہی ہے۔ بعض نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مراد اس سے اعمال نامے کے وہ دفتر ہیں جنہیں کرنا کاتبین نے لکھا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ بغیر حساب و کتاب کے بھی کسی کو جزا و سزا دے تو یہ ظلم نہیں ہے۔ لیکن حساب و کتاب اور اعمال کا تولے جانا اس لئے ہے کہ کسی کے ذہن میں اس بارے میں نا انصافی کا شائبہ نہ گزرے کہ کسی پر ظلم ہوا ہے نہ دیکھنے والے کو اور نہ ہی جس کے

سامنے معلماً۔ یہ جارہا ہے اس کو اور ان کے لئے کوئی بہانہ بھی نہ رہے اور حجت بھی تمام ہو جائے۔

امام رحمہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ میزان کے پلڑے اتنے بڑے ہوں گے کہ تمام آسمان وزمین بھی اس میں رکھ دیئے جائیں تو سما جائیں۔

اعمال کیوں تو لے جائیں گے؟

رہا یہ کہ جب فرشتے ایک اعمال نامہ تیار کر رہے ہیں تو اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی بجائے اعمال کو تو لے کر ضرورت کیوں پڑی؟

تو یہ ایسے ہی ہے جیسے مجرم اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے فلاں جرم کیا ہے اس کے باوجود جب اسے سزا سنائی جاتی ہے تو وہ سزا سننے والے کو اچھا نہیں سمجھتا اور انصاف کا رونا روتا ہے اور فیصلہ ہونے سے پہلے پہلے اس کے پاس اپیل کا موقع ہوتا ہے۔ جب فیصلہ ہو جائے تو بات حتمی و یقینی ہو جاتی ہے پھر نہ اپیل کام آسکتی ہے اور نہ کوئی سفارش تو فرشتوں کے لکھنے کے بعد بھی اعمال کو تو لے کر فیصلہ سنانے کے لئے ہے اور یہ بتانے کے لئے ہے کہ اب فیصلہ ہو چکا اور کام پکا ہو گیا لہذا جنت والے جنت میں ہمیشہ رہنے کا یقین کر لیں اور دوزخ والے دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا یقین کر لیں۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ایک شبہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ دو برابر کے کاغذ ہیں ایک پر ایک روپے کا حساب و کتاب لکھا گیا ہے اور دوسرے پر ایک لاکھ کا جبکہ تو لے میں تو دونوں کا وزن برابر ہوگا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ برابر کی دو چیزیں بھی وزن میں مختلف ہو سکتی ہیں ایک طرف ایک دھاگہ ہے دوسری طرف دھاگے کی لمبائی اور موٹائی کے برابر لوہے کی سلائی ہے تو وزن بہر حال سلائی کا زیادہ ہوگا۔ یونہی جب اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کے لیے ترازو قائم کرنا ہے تو اعمال کا وزن بھی عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہی ہوگا۔ جیسا عمل ہوگا اسی کے مطابق وزن ہوگا۔ کاغذ چھوٹا ہو یا بڑا اس سے کچھ نہ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث بلاقہ (جو چند سطور کے بعد آرہی ہے) سے آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ عمل کے وزن سے کاغذ کا ایک پرزہ حدنگاہ تک پھیلے ہوئے ننانوے رجسٹروں پر بھاری ہو گیا۔ وما ربك بظلام للعبيد۔

میزان کو کہاں قائم کیا جائے گا؟

قیامت کے دن یہ میزان عرش کے پاس قائم کی جائے گی نیکیوں کا پلڑا عرش کی دائیں طرف ہوگا جنت کے سامنے اور برائیوں کا پلڑا عرش کی بائیں طرف دوزخ کے بالمقابل اور اس میزان کا معاملہ دنیا کے میزان کے برعکس ہوگا یعنی جو پلڑا بھاری ہوگا وہ اوپر اٹھ جائے گا اور جو ہلکا ہوگا وہ نیچے جھک جائے گا دلیل یہ ہے الیہ یصعد الکلم الطیب۔ اسی کی طرف پاکیزہ کلمات بلند ہوتے ہیں۔ بعض نے فرمایا ہے کہ نہیں وہاں کا معاملہ دنیا کے معاملے کی طرح ہی ہوگا اور دلیل میں فاما من

نقلت موازینہ آیہ قرآنی پیش فرمائی ہے اور فرمایا اللہ یصعد الکلم الطیب سے مراد مقبول ہونا ہے۔

انسانوں کی تین قسمیں ہوں گی

پھر انسان کی تین اقسام ہیں: (۱) جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ (۲) جو بلا حساب و کتاب دوزخ میں جائیں گے۔ (۳) وہ مومنین جن کی نیکیاں بھی ہوں گی اور برائیاں بھی ہوں گی۔ ابتداً انہیں شفاعت نصیب نہ ہوگی ان کا حساب بھی ہوگا اور ان کے اعمال بھی تولے جائیں گے۔ اس بارے میں ایک ایمان افروز واقعہ پر اکتفا کر رہا ہوں جو کہ ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد اور مشکوٰۃ میں بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے ایک شخص کو الگ کھڑا کرے گا اور اس کے اعمال نامے کے ننانوے رجسٹر پھیلانے کا ہر دفتر حد نظر تک لمبا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا: کیا ان میں سے تو کسی چیز کا انکار کر سکتا ہے؟ کیا میرے کاتبین نے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں اے پروردگار! اللہ فرمائے گا کیا تیرے لئے کوئی عذر ہے وہ کہے گا نہیں اے پروردگار! اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری ایک نیکی ہمارے حضور ہے اور تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ اس کے بعد کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. اللہ فرمائے گا میزان پر جا وہ کہے گا اے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلے میں یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا وہ سارے دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ کاغذ کا ٹکڑا دوسرے پلڑے میں تو ننانوے رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور یہ کاغذ کا ٹکڑا بھاری ہو جائے گا اللہ کے نام کا مقابلہ کوئی شے نہیں کر سکتی۔ (اس کو حدیث بطاہرہ کہا جاتا ہے)

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب کو حمد و تسبیح پر ختم فرمایا ہے کیونکہ اہل جنت کا ملاقات کے وقت دعائیہ کلام تسبیح ہوگا اور آخری کلام حمد ہوگا جیسا کہ سورہ یونس میں ارشاد ہوتا ہے۔

دعواہم فیہا سبحانک اللہم وتحیتہم فیہا سلم والآخر دعواہم ان الحمد للہ رب العالمین۔

(آیت نمبر ۱۰)

جنت میں ان کی دعا تسبیح ہوگی، ملاقات کا کلام سلام ہوگا اور آخری دعا اللہ رب العالمین کی حمد ہوگی۔

لیکن امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس اسلوب میں بھی اپنی محدثانہ شان کی جھلک دکھائی ہے اور وہ اس طرح کہ اپنی طرف سے حمد و تسبیح کے الفاظ لانے کی بجائے سیدہ الحامدین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے نکلنے والے حمد و تسبیح کے اعلیٰ الفاظ پر اپنی کتاب کو مکمل فرمایا تا کہ حدیث کی روایت بھی ہو جائے اور حمد و تسبیح پر کتاب کا اختتام بھی ہو جائے۔

اسی بابرکت طریقے پہ عمل کرتے ہوئے میں بھی اپنی اس کتاب کو چند حمد یہ اشعار پہ مکمل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

الہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
 جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکر و بیاں تیرا
 زمین و آسمان کے ذرے ذرے میں ترے جلوے
 نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا
 ٹھکانہ ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
 سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانا ہے کہاں تیرا
 تیرا محبوب پیغمبر تری عظمت سے واقف ہے
 کہ سب نبیوں میں تنہا ہے وہی اک راز داں تیرا
 جہانِ رنگ و بو کی وسعتوں کا راز داں تو ہے
 نہ کوئی ہم سفر تیرا نہ کوئی کارواں تیرا
 تری ذاتِ معلیٰ آخری تعریف کے لائق!
 چمن کا پتہ پتہ روز و شب ہے نغمہ خواں تیرا

دعاؤں کا طالب

غلام حسن قادری

۱۲-۱-۲۰۰۸ء

مسلم شریف

از

غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

اکبر پبلشرز
لاہور

نشان منزل

استاذ العلماء مولانا الحافظ القاری غلام حسن قادری

مفتی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف و مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ جوہر ٹاؤن لاہور

(از حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری خطیب مرید کے مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان)

میری زندگی کا ربع صدی سے زائد عرصہ حضرت داتا گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ عاطف میں گزر رہا ہے۔ یومیہ مرید کے سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور تدریسی فرائض کی انجام دہی کیلئے اسی بابرکت راستہ سے آنا جانا ہوتا ہے۔ مزار پر انوار کی زیارت سے شاد کام ہونے کے ساتھ ساتھ سلام پیش کرنے کی سعادت عظمیٰ بھی نصیب ہوتی ہے۔ آپ کے دربار فیض بار کے بالکل قریب ہی لاہور کا مشہور دروازہ بھائی گیٹ ہے اس کے ساتھ ہی پولیس سٹیشن سٹریٹ سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں جانا میرا معمول ہے۔ بڑی سڑک کی بجائے بھائی اور لوہاری گیٹ کے مابین چھوٹی چھوٹی قدیم گلیوں کو راقم امن کے راستے قرار دیتا ہے کیونکہ یہاں اختلاط مرد و زن نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسی پر امن سٹریٹ کے عین درمیان میں ملت اسلامیہ کی ایک نامور علمی شخصیت حضرت مولانا علامہ صوفی اصغر علی روجی صاحب مرحوم پروفیسر اور تینٹیل کالج ویکے ازبانیان جامعہ نعمانیہ لاہور کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب جامع مسجد مولانا روجی اہل سنت و جماعت ہے۔ اسی محلہ کے باسیوں میں پروفیسر صاحب مرحوم بھی تھے۔ آج کل اس مسجد کی امامت و خطابت کے فرائض ممدوح اکابر خطیب العصر محترم المقام حضرت العلامة مولانا الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری دامت برکاتہ با حسن وجوہ سرانجام دے رہے ہیں۔ (یاد رہے! جب یہ مقالہ لکھا جا رہا تھا تو مفتی صاحب جامعہ مسجد مولانا روجی میں ہی امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ دارالعلوم حزب الاحناف میں افتاء و تدریس کی ذمہ داری بھی نبھا رہے تھے لیکن جون ۲۰۰۸ء میں آپ نے رہائش کی تنگی کے پیش نظر مسجد مولانا روجی میں اپنے جواں سال صاحبزادے حافظ رضاء الحسن کی ڈیوٹی لگادی ہے اور خود ریونیو سوسائٹی نزد جوہر ٹاؤن تشریف لے گئے ہیں وہاں جامع مسجد فاطمہ الزہراء میں امامت و خطابت جامعہ فاروقیہ رضویہ میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا ہے جبکہ دارالعلوم حزب الاحناف کا شعبہ افتاء تا حال آپ ہی کے پاس ہے) حضرت الموصوف اور راقم الحروف کا مشن اور راستہ ایک ہی ہے۔ بناء علیہ گاہے گاہے سر راہ علیک سلیک ہوتی رہی ایک عرصہ یوں ہی بیت گیا۔ سلام و دعا کے علاوہ بات آگے نہ بڑھی۔ تاہم موصوف کے خصائل جمیلہ و شمائل جلیلہ نے مجھے

ہر ملاقات پر خاصا متاثر کیا۔ ان کے باطنی اوصاف ان کے ظاہری حسن و جمال پر نمایاں دکھائی دیئے۔ ان کی عاجزی و انکساری کی تو بات ہی کیا۔ کئی بار سوچا وقت میسر ہوتا کہ کھل کر تعارف کیا جائے۔ حسن اتفاق کہ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی اشرفی مدنی علیہ الرحمۃ خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے عطا فرمودہ ”دروہ شریف“ کی کتابت نے یہ خواہش بآسانی پوری کر دی۔ یوں آپ سے ربط و تعلق نے استحکام پایا۔ رفتہ رفتہ ذہنی خلاء دور ہوتا چلا گیا اور پھر منزل قرب نے یہاں تک پہنچایا کہ اب حضرت مولانا غلام حسن قادری مدظلہ کے احوال و آثار لکھنے پر روحانی سکون محسوس کر رہا ہوں۔ خیال رہے! مجھے کثیر اہل علم و قلم پر لکھنے کی سعادت حاصل ہے جو ہر شعبہ علم و ادب سے تعلق رکھتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کی شخصیات پر بھی لکھا اور ان کی تصانیف و تراجم پر بھی اسلاف کے کارناموں کو بھی اجاگر کیا اور اخلاف کی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کیا جہاں اساتذہ کرام کی خدمت میں نذرانہ قلم ادا کیا وہاں تلامذہ کی بھی حوصلہ افزائی میں کسر نہ چھوڑی۔ یہی وجہ ہے کہ میرے متعدد تلامذہ مقالات و مضامین میں ہی نہیں بلکہ تصانیف و تراجم میں بھی نام پیدا کر رہے ہیں۔

(الحمد لله على مننه و كرمه تعالى)

حضرت مولانا علامہ الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ تو میرے خاص احباء میں شامل ہیں وہ میری ہی نہیں ہر چھوٹے بڑے اپنے پرانے بیگانے یگانے کی قدر و منزلت کو خوب جانتے پہچانتے ہیں۔ خصوصاً علمائے کرام و مشائخ عظام کے تو دلدادہ ہیں۔ ان کے ادب و احترام اور عزت و توقیر کو ملحوظ رکھنا فرض قرار دیتے ہیں۔ موصوف کا باطن ان کے ظاہری طرح خوبصورت ہے۔ گویا کہ وہ اگر ظاہری طور پر مسند افتاء و تدریس پر فائز ہیں تو روحانی و باطنی طور پر مسند طریقت کی بھی زینت ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی علمی و عملی زندگی خوب اور محبوب ہے۔ میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ مفتی صاحب مدظلہ کا علم، عمل سے اور عمل، علم سے عبارت ہے۔ حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ فی الحال اپنے آپ کو پردہ اخفاء میں رکھنا چاہتے ہیں مگر وہ وقت بہت قریب ہے کہ جب ان کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے لوگ برملا بہرہ مند ہوں گے اور اس دور میں ایسے پیکر شرافت کا وجود نعمت سے کم نہیں ہے کیونکہ عصر حاضر میں بعض علمائے کرام کے اعمال و افعال پر جب عوام انگلیاں اٹھا رہے ہوں تو صاحب کردار عالم دین کا وجود مسعود غنیمت ہے جن کی بارگاہ میں لوگ حاضر ہو کر استفادہ کریں۔ مفتی صاحب کے اوصاف حمیدہ و کمالات جمیلہ سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کی حیات حسنہ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو از خود آپ کی عظمت و شوکت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ولادت باسعادت

حضرت مولانا علامہ حافظ قاری غلام حسن صاحب قادری ایک مذہبی دینی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ حافظ آباد کے ایک مشہور گاؤں چک کھرل میں 3 اکتوبر 1962ء کو میاں محمد حسین ابن میاں علی محمد علیہما الرحمۃ کے ہاں پیدا ہوئے۔ اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا۔ موصوفہ مرحومہ سے گاؤں کے علاوہ اکناف و اطراف کے متعدد دیہات

کے بچوں نے بھی قرآن کریم پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ نے 5 جولائی 2004ء بروز پیر انتقال فرمایا جبکہ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ تقریباً آٹھ ماہ قبل بتاریخ 7 رمضان المبارک 1424ھ/2 نومبر 2003ء کو راہی جنت ہوئے۔

خدا کی ان پہ رحمت ہو محمد ﷺ کی شفاعت ہو
دعا میری سدا یہ ہے انہیں جنت کی راحت ہو

حفظ قرآن:

کچھ عرصہ مفتی صاحب زید مجدہ اپنے والد ماجد کی معیث میں معاشی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے پھر فطرت نے آپ کی علوم و فنون کی طرف رہنمائی فرمائی گویا کہ جس مقصد کیلئے تخلیق فرمائے گئے تھے۔ دست قدرت نے اسی طرف رخ پھیر دیا۔ چنانچہ 1977ء میں آپ جامعہ حنفیہ رضویہ شیخوپورہ میں حفظ القرآن کیلئے داخل ہوئے اور ڈیڑھ سال کی مختصر سی مدت میں مکمل قرآن کریم حفظ فرما کر اسی سال مصلیٰ سنایا جس سے آپ کی عظیم الشان قوت اخذ و حافظہ اور جودت طبع کا پتہ چلتا ہے۔

درس نظامی

امام اہلسنت، مفتی اعظم پاکستان حضرت سیدی ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری اشرفی علیہ الرحمۃ ابن شیخ المحدثین حضرت سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری اشرفی علیہ الرحمۃ بانی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے پہلے عرس مقدس کی تقریب سعید کے موقع پر آپ کے استاذ محترم حضرت فقیر سلطانی مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا اور آپ نے سلاطین علوم و فنون سے سات سال تک جواہر علمیہ کو بڑی شان سے وصول کیا اور اسی دارالعلوم سے فراغت و دستار فضیلت حاصل کی جن کی مرتبت اساتذہ کرام سے آپ نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی دولت ابدی کی نعمت پائی ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ کیجئے۔

حفظ القرآن کے اساتذہ کرام

جناب حافظ بشیر احمد صاحب، قاری امانت علی صاحب، قاری محمد بنیامین صاحب، قاری سعید الرحمن صاحب، حافظ فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ محمد اکرم صاحب۔

تجوید و قرأت

درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ نے تجوید و قرأت کے لئے جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور میں داخلہ لیا اور مفسر قرآن زینت القراء حضرت علامہ قاری محمد طیب نقشبندی بن محقق اسلام حضرت الحاج محمد علی نقشبندی (علیہ الرحمۃ) سے ایک سال کے عرصہ میں روایت حفص کا کورس مکمل کیا اور جب امتحان کا مرحلہ آیا تو شیخ القراء حضرت قاری محمد یوسف صدیقی علیہ الرحمۃ (جامعہ صدیقیہ مستی گیٹ لاہور جو کہ خود ہی متحن بھی تھے) نے اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ کو خصوصی انعام سے

نوازا جس کا ثبوت آپ کی سند تجوید و قرأت پہ آج بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے استاذ محترم نے نہایت ذوق و شوق کا مظاہرہ فرماتے ہوئے آپ کو سب سے مشہور زمانہ کتاب ”الشاطبیہ“ بھی سبقاً سبقاً پڑھا دی۔

درس نظامی کے اساتذہ کرام

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مہر دین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فاضل و شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف و شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمۃ لنڈا بازار والے حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم خان صاحب سابق مدرس و شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف مفتی ادارہ منہاج القرآن لاہور حضرت مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی اور حضرت مولانا مفتی احمد دین صاحب تو گروی۔

راہ عمل

حضرت مولانا علامہ حافظ قاری غلام حسن صاحب زید مجدہ نے آغاز ہی سے راہ عمل اختیار فرمائی تھی۔ دوران تعلیم ہی سے آپ نے امامت و خطابت کے فرائض سنبھال لئے تھے۔ چنانچہ 1982ء سے زیر قلم سطور 2008ء تک جامعہ مسجد حضرت مولانا روجی علیہ الرحمۃ میں انہی مناصب و مراتب پر فائز ہیں۔ نیز شوال 1408ھ/1987ء سے مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی عظمت رفتہ کو بحال کیے ہوئے ہیں۔ جملہ کتب عقلیہ و نقلیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ تجوید و قرأت سے بھی طلباء کرام کو نوازا رہے ہیں۔ نیز ایک عرصہ سے دارالعلوم میں آنے والے سوالات کے شرعی جوابات کی ذمہ داری بھی آپ کی فقاہت پر منحصر ہے۔ تادم تحریر آپ کے قلم سے ہزاروں فتوے جاری ہو چکے ہیں۔ درس قرآن و حدیث بھی عرصہ دراز سے مذکورہ بالا مسجد میں دیتے آ رہے ہیں۔ فن خطابت میں آپ ید طولی رکھتے ہیں۔ جمعۃ المبارک میں اجتماع قابل دید ہوتا ہے۔ ماہ رمضان میں قرآن کریم سنانا آپ کا خصوصی وظیفہ ہے۔

خطاطی

علم و قلم کا آپس میں بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ ایک صدی قبل کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ہر عالم عموماً خوشنویس بھی ہوتا تھا مگر نیزنگی دوران دیکھئے اب بہت کم علماء کرام ہیں جن کا خطاط یا خوشنویس ہونا تو کجا معمولی سی بھی خوشخطی سے بہرہ یاب نہیں ہیں بلکہ بعض تو ایسے ”باکمال“ ہیں کہ انہیں اپنا لکھا ہوا بھی پڑھنا مشکل ہوتا ہے حالانکہ خط بھی شخصیت پر اثر ڈالتا ہے اور پھر کمپیوٹر کے اس دور میں تو خوش خطی عنقاء ہوتی جا رہی ہے۔ ان حالات میں حضرت مولانا مفتی غلام حسن صاحب قادری کی ذات ستودہ صفات کی طرف آئیے تو دیکھئے گا آپ نے خطاطی میں بھی بڑا نام کمایا ہے نامور اساتذہ فن سے اس کے حصول میں قطعاً پیچھے نہیں رہے۔ خوب سے خوب تر کی طرف رواں دواں ہیں۔ ہر قسم کے رسم الخط پر عبور رکھتے ہیں۔ اس میں جہاں اساتذہ کرام کی محنت شاقہ کا تعلق ہے وہاں آپ کی دلجمعی دلچسپی محنت اور مسلسل جدوجہد کا بھی بڑا حصہ ہے۔ خط طغری میں بھی عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ ایک دن آپ کی ملاقات کیلئے جامع مسجد مولانا روجی میں حاضر ہوا تو باتوں ہی باتوں

میں میرے نام کا ایک نہایت ہی دلکش خوبصورت بیل سے مزین طغری سامنے رکھ دیا۔ حالانکہ میرے خواب میں بھی نہیں تھا کہ آپ ایسا نادر اور یادگار تحفہ عنایت فرمائیں گے۔ سچ فرمایا محسن اعظم نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے: ”ہدیے اور تحفے دیتے رہا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔“ چنانچہ یوں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان محبت میں اضافہ فرمادیا۔ (وللہ الحمد) آپ نے جن اساتذہ فن سے خطاطی سیکھی ان کے نام یہ ہیں

استاذ الخطاطین الحاج محمد اعظم صاحب منور رقم علیہ الرحمة، زینت الخطاط الحاج صوفی خورشید عالم صاحب خورشید رقم علیہ الرحمة، استاذ العصر جناب محمد علی زاہد صاحب اور جناب استاذ غلام رسول صاحب۔

زیارت حریم شریفین زادہما اللہ شرفاً وتَعْظیماً

حیات دنیوی میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان کیلئے سب سے بڑی تمنا بارگاہِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری ہے۔ حج و عمرہ کی سعادت حریم شریفین زادہما اللہ شرفاً وتَعْظیماً کی زیارت کی دولت جسے نصیب ہو جائے میرے نزدیک وہ نہایت امیر ترین ہے اور وہاں کی سچی تڑپ ایک دن ضرور رنگ دکھاتی ہے اور عاشق زار اچانک اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند ہو جاتا ہے۔ خصوصاً مسجد کی خدمت سرانجام دینے والا خواہ موزن ہو یا امام و خطیب بلکہ مسجد کا جاروب کش بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہتا حالانکہ بظاہر اس کے وسائل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس بکثرت وسائل کے مالک اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ دراصل بات خلوص، عشق اور قلبی آرزو کی ہے جب طلب صادق ہو تو بات بن جاتی ہے۔

ان کے دریائے کرم میں موج اٹھتی ہے ضرور کوئی انہیں دل سے پکارے تو سہی

میرا ذاتی تجربہ ہے ایک شب میں نے بڑے درد و سوز سے بارگاہِ مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میں یوں استغاثہ پیش کیا:

دکھا دو مجھے اپنا شہر مبارک میرے تاجور شہر یار مدینہ

کبھی ہو طواف حرم مجھ کو حاصل کبھی دیکھوں میں سبزہ زار مدینہ

بس پھر کیا تھا کریم آقا علیہ السلام نے مسلسل نوازا اور اب یوں عرض گزار ہوں۔

مشرف گرچہ شد سہ بار تابش ہے حسرت حاضری کی مثل جامی

حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ بھی کشتہ عشق محبوب کبریا علیہ الوفاء التحیۃ والتناء ہیں۔ نہ جانے روحی مسجد (جس میں آپ ستائیس سال قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند کرتے رہے اور درس قرآن و حدیث سے امت محمدیہ کے اذہان و قلوب کو منور کرتے رہے) کے درد و یوار نے کتنی بار آپ کے درد بھرے نالے سن کر بارگاہِ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں سفارش کی ہوگی کہ سرکار اپنے پیارے نواسے امام حسن رضی اللہ عنہ کے غلام کو بھی جمال جہاں آرا کی زیارت سے شاد کام کیجئے۔ ہاں ہاں روضہ مقدسہ کی زیارت بعینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے عبارت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانیہ بشارت سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا: من زار قبری کانہا زارنی فی حیاتی۔ ”جس (خوش نصیب ایماندار نے)

میرے روضہ اطہر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیات مبارکہ میں میری زیارت کی۔ آخر وہ ساعت سعید آپ کو حرمین شریفین کی روانگی کا مژدہ جان فزا سنانے کیلئے آپہنچی۔ چنانچہ دسمبر 1989ء اور اکتوبر 2006ء رمضان المبارک میں اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند ہوئے۔ اب پھر قسمت کا ستارہ چمک رہا ہے۔ امید واثق ہے کہ اس بار پھر ماہ رمضان المبارک میں عمرہ شریف کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کی سعادت بھی حاصل کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

شرف بیعت

طریقت میں بیعت شرط ہے نیز اکابر اسلام کا یہی معمول چلا آ رہا ہے کہ ظاہری علوم و فنون کے ساتھ ساتھ روحانی فیوض و برکات کے حصول کیلئے صحیح العقیدہ صاحب علم و فضل مرشد سے اس سنت مستمرہ کی بھی تکمیل کی جائے۔ چنانچہ اس مقصد کی باریابی کیلئے آپ نے قطب الوقت حضرت سلطان غلام باہو علیہ الرحمۃ سے بیعت کا شرف پا کر منازل سلوک طے فرمائیں۔

تصانیف

ثقہ عالم دین میں علوم و فنون کی ترویج و اشاعت اور تبلیغ کیلئے تین اوصاف کا پایا جانا از حد ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مدرس ہو یا مصنف یا پھر مقرر ہو۔ خوش بخت ہیں وہ علمائے کرام جو ان تینوں اوصاف سے موصوف ہیں اور وہ خال خال ہی ہیں۔

کئی مصنف و مترجم ہوتے ہیں اور بعض مقررین کی حصف میں شامل ہیں۔ حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ ان خوش نصیب علمائے کرام میں شامل ہیں جن میں یہ بھی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ مصنف و مترجم کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس وقت تک آپ کے قلم سے بیس سے زائد کتابیں مارکیٹ میں اپنی حیثیت منوا چکی ہیں۔ آپ بھی ان کتابوں کے نام بمع مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

1- شرح کلام رضانی نعت المصطفیٰ (ﷺ) المعروف شرح حدائق بخشش

یہ خوبصورت کتاب امام نعت گویان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے اردو دیوان ”حدائق بخشش“ (1325ھ) کی عشق و محبت اور درد و سوز سے لبریز جامع شرح ہے۔ اس میں مناقب کے علاوہ تمام نعتوں، قصائد، مناجات، قطعات، رباعیات، مخمسات اور درود و سلام کی نہایت عام فہم شرح ہے۔ مشکل الفاظ کے معانی اور مفہوم بالکل سادہ اور سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ شرح کے ضمن میں قرآن و حدیث اور دیگر شعراء کے کلام سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ دوران شرح سینکڑوں دیگر موضوعات پر بھی مواد جمع کیا گیا ہے جس سے کتاب کے حسن میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ کتاب کے شروع میں علامہ سید مرغوب احمد اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ”امام نعت گویاں“ شامل کیا گیا ہے جس سے حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فن شاعری میں مہارت تامہ کا پتہ چلتا ہے۔ اس عاجز (تابش قصوری) کے قلم سے لکھے گئے شارح کے حالات بھی کتاب کا حصہ ہیں۔ بہار شریعت سائز کی کتاب ہے جس کے صفحات 1108 ہیں ناشر مشتاق بک کارنر لکرمیم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

2- مقام غوث اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں (میں)

اسے ”شرح حدائق بخشش“ کی باقیات میں شمار کرنا چاہئے کہ یہ حدائق بخشش کی وصل اول تا وصل چہارم کی شرح پر مشتمل ہے۔ وصل اول میں نعت نبوی ہے اور بقیہ تین وصلوں میں حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عربی میں لکھی گئی دو حمدوں کی بھی تشریح ہے۔ شرح کا انداز بالکل وہی ہے جو متذکرہ بالا کتاب میں اپنایا گیا ہے۔

اس کتاب میں حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن سے لے کر وفات تک چیدہ چیدہ واقعات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز حضور والا کے نونا در عربی قصائد مع اردو اور فارسی میں شعری ترجمہ کے ساتھ شامل کتاب کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایصال ثواب اور گیارہویں شریف کے مسئلہ کو بڑی شرح وسط کے ساتھ آخر کتاب میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ صفحات 432 ناشر مشتاق بک کارز الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

3- شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ ”انا“ (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ گراں مایہ کتاب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان یک صد احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان معجز بیان سے بلفظ ”انا“ اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔ ان احادیث کریمہ کی جامع تشریح کی گئی ہے جس کے ضمن میں سینکڑوں ایسی روایات و احادیث سامنے آ گئی ہیں جن سے پیارے مدنی مکی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا پروقا نقشہ سامنے آتا ہے۔ پھر ان واقعات کو خوبصورت اشعار سے مزین کر کے گویا کتاب کو چار چاند لگا دیئے گئے ہیں جو بلاشبہ قارئین کے ذوق مطالعہ کو دو بالائے بالا بلکہ چہار بالا کر دیتے ہیں۔ کتاب میں جا بجا بزرگان دین کے واقعات بغرض اصلاح احوال امت پیش کئے گئے ہیں۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے عقائد حقہ کو بڑے پیارے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جن کا بنظر انصاف مطالعہ قاری کے ذہن کو مطمئن کر دیتا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ غافل مسلمانوں کو لمحات فکر کے ساتھ متنبہ کیا گیا ہے اور حالات حاضرہ کے آئینے میں بتقاضائے وقت جذبات مسلم کو بیدار کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سرتاپا حلیہ مبارکہ کا بڑا ہی عاشقانہ بیان ہے جسے پڑھ کر ہر خاص و عام جھوم جھوم جاتا ہے اور عاشقان مصطفیٰ کے دل و دماغ معطر و منور ہو جاتے ہیں۔

ابتداء میں پانچ جید علمائے کرام اور دانشور حضرات کی تقارین بھی موجود ہیں اور حافظ محمد زبیر مجددی سیالکوٹی کے قلم سے لکھے ہوئے مصنف علام کے حالات زندگی بھی صدر کتاب میں شامل کئے گئے ہیں۔ صفحات 1000 ناشر مشتاق بک کارز الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

4- تقریری نکات

ایک سوا کا بروا صاغر علماء و خطباء کے خطبات و تقاریر سے ماخوذ حکمت و بصیرت اور شعور آگہی سے بھرپور علمی، تحقیقی اور

اصلاحی نت نئے کام آنے والے سینکڑوں ”تقریری نکات“ جن میں سے ہر نکتہ اپنے اندر بہت سی معلومات افزا باتیں سموئے ہوئے ہے۔ توحید و رسالت، عظمت و شان مصطفیٰ، محبت رسول، سیرت سید المرسلین، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عقائد اہل سنت و اصلاح احوال امت جیسے موضوعات اس کتاب کا اہم حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ طنز و مزاح کے حوالے سے ایک بڑا ہی دلچسپ قابل مطالعہ باب ”مناظرانہ چٹکلے اور جہان ظرافت“ کا ہے جس میں لطائف علمیہ کے علاوہ بہت سی حقیقت افروز باتیں ہیں۔ یقیناً یہ ایک ایسا باب ہے جسے پڑھ کر ہر خاص و عام بے اختیار محظوظ ہوتا ہے۔ (یاد رہے بعض احباب کی خواہش پر یہ باب کتاب کے پہلے ایڈیشن میں شامل کیا گیا تھا لیکن بعض بزرگوں کے حکم پر دوسرے ایڈیشن سے پورا باب نکالنا پڑا۔ اس طرح بعض علماء کے نکات میں بھی مناسب ترمیم کی گئی ہے)۔ آخر میں ان علماء و خطباء اور کتب کی فہرست دی گئی ہے جن سے ”تقریری نکات“ نقل کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف کے حالات بھی راقم نے لکھے ہیں جن سے مصنف کی شخصیت کے علمی و عملی پہلوؤں کا پتہ چلتا ہے۔ صفحات 672 ناشر: کرمانوالہ بک شاپ داتا دربار لاہور۔

5- اٹھارہ تقریریں

اس کتاب کا مکمل نام ”زبدۃ المحن مقالات و خطبات حسن المعروف اٹھارہ تقریریں“ ہے۔ کتاب کے شروع میں حافظ محمد زبیر مجددی کے قلم سے لکھے ہوئے مصنف کے حالات ہیں۔ پسند و نصائح سے متعلقہ عربی ادب کے شاہکار تین خطبات بھی شامل کتاب ہیں۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ تقاریر کے موضوعات یہ ہیں۔

- (1) فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا (2) قلب مومن (3) بچوں کی صحبت (4) مضامین سورۃ الحجرات (5) معجزہ شق القمر
- (6) سنت کے دنیوی و طبی فوائد (7) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما (8) حقوق والدین (9) حضرت یعقوب علیہ السلام کی علمی شان (10) وسیلے کی برکت (11) محبت و نسبت کا اثر (12) دین اسلام میں مسجد کی اہمیت (13) توبہ و استغفار (14) اسلامی سلام اور اس کا صحیح جواب (15) عید الفطر کی تقریر (16) عیسائیت (حدیث ہرقل) (17) فیضان اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (18) شب برات۔ صفحات 640 ناشر: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

6- کواکب سبعہ

یہ کتاب سات جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق قرآنی آیات و احادیث دی گئی ہیں۔ اس کے بعد کتاب کا اصل موضوع شروع ہوتا ہے۔ جن سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات اس کتاب میں ہیں ان کے نام یہ ہیں (1) سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ (2) مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ (3) شیخ الامت حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ (4) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (5) حضرت سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ (6) حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (7) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ”کواکب“ کا معنی ہے ستارے لیکن اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ”اصحابی کالنجوم“ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ صفحات 432، ناشر: نوزیہ رضویہ پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور۔

7- الدروس العشرہ فی السورۃ الفاتحہ

یہ کتاب چاندنی مسجد ریگل چوک لاہور میں دیئے گئے ماہانہ دس ودروس قرآن پر مشتمل ہے۔ پہلا درس تعوذ واستعاذہ کے بارے میں ہے۔ دوسرا درس تسمیہ کا بیان ہے۔ بقیہ سات دروس میں سورہ فاتحہ کی لا جواب تفسیر ہے۔ اور ہر آیت کا مکمل ایک درس ہے۔ کتاب کے آخر میں مأخذ کی فہرست بھی شامل ہے۔ صفحات 328، ناشر: نوزیہ رضویہ پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور۔

8- قرآن اور حاملین قرآن

یعنی قرآنی انسائیکلو پیڈیا۔ جس میں کتاب ہدایت کے بارے میں معلومات کا بیش بہا خزانہ اور عظیم ذخیرہ ہے۔ کتاب زندہ قرآن حکیم کے مختلف پہلوؤں پہ تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ آئین انسانیت کے کئی گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ لایزال و قدیم مرقع حکمت کے عجائبات حیرت انگیز واقعات حقانیت قرآن پہ غیر مسلموں کے اعتراضات اور علوم قرآنی جیسے بے شمار علمی موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ نوع انسانی کے پیام آخری کے حامل کامل و اکمل سرور کائنات فخر موجودات حضور رحمت عالمیاں یعنی صاحب قرآن علیہ السلام کی عظمت پر بھی جابجا نہایت علمی و تحقیقی مواد اس کتاب کے حسین چہرے کا جھومر ہے جو کہ مولف کتاب کا سرمایہ حیات اور حاصل زندگی ہے۔ کتاب کے تین حصے ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔ پہلے حصے میں عظمت قرآن، علوم قرآن، واقعات و عجائبات قرآن، وظائف و اعمال قرآنی اور ادعیہ قرآنیہ کے علاوہ دیگر کئی موضوعات پہ بھی قلم اٹھایا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں حفاظ قرآن پاک کی عظمت اور ان کے فضائل قرآن و سنت اور علماء امت کی تصریحات سے واضح کیے گئے ہیں۔ تیسرے حصے میں حاملین قرآن یعنی علمائے کرام کا مرتبہ و مقام قرآن و سنت کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ الغرض یہ بے مثال و لا جواب و با کمال کتاب قرآنی معلومات کیلئے ایک عام قاری سے لے کر ایک عالم تک سب کیلئے بہترین انسائیکلو پیڈیا ہے اور بقول اقبال:

حرف اور اریب نے تبدیل نے آ یہ اش شرمندہ تاویل نے

9- بوستان سعدی

حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ”بوستان سعدی“ کا انتہائی آسان اور شستہ اردو ترجمہ ہے۔ ہر حکایت کے آخر میں سبق بھی دیا گیا ہے تاکہ قاری کو حکایت کا حاصل سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ صفحات 232، ناشر: مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

10- گلستان سعدی

حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”گلستان سعدی“ کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں

بھی مذکورہ کتاب جیسا انداز اپنایا گیا ہے۔ صفحات 236، ناشر: مشتاق بک کارزرا لکھنؤ مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

11- کربل کی یاد آئی

واقعہ کربلا پر اب تک لکھی جانے والی تمام کتابوں اور اس موضوع پر علمائے اہل سنت کی تقاریر کا خلاصہ، حاصل اور نچوڑ (سرورق) اس کتاب کے تین حصے ہیں جن میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تذکرہ واقعہ کربلا کی رویداد تاریخی حقائق کے ساتھ عقائد اہل سنت وغیرہ موضوعات کا بیان ہے۔ حصہ سوم میں ”حدیث قسطنطنیہ“ پر مولانا منیر احمد یوسفی صاحب کا رسالہ خلاصہ شامل ہے جس میں انہوں نے حدیث مذکور پر محققانہ بحث کی ہے۔ اس کتاب کا اکثر حصہ سید السادات حضرت مولانا پیر سید یعقوب شاہ صاحب رضوی آف پھالیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر سے ماخوذ ہے۔ (کیونکہ مصنف زمانہ طالب علمی میں حضرت شاہ صاحب کی تقریروں سے بہت متاثر تھے گویا یہ کتاب مصنف کی شاہ صاحب قبلہ سے عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے) صفحات 432، ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

12- یارانِ مصطفیٰ ﷺ مع وارثانِ خلافت راشدہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

صحابہ کرام، خلفائے راشدین مہدیین کے مفصل حالات و واقعات و کرامات پر مشتمل کتاب لا جواب جس میں صحابہ کرام کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز خلافت راشدہ کا بھی تفصیلاً بیان ہے۔ صفحات 888، ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

13- مقام سیدنا ابراہیم علیہ السلام

حضرت سیدنا مولانا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارکہ پر یہ کتاب مستطاب ہے جس میں آپ کی زندگی پر قرآن و حدیث و تاریخی حقائق کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین بڑے امتحانات آپ علیہ السلام کے مناظرے، سنگ اسود اور چاہ زم زم کا مفصل بیان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کے بارے میں تحقیق اینق کی گئی ہے۔ آخر کتاب میں قربانی اور اس کے مسائل و احکام کا بیان ہے۔ نیز کتاب کے آخر میں ماخذ کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ صفحات 208، ناشر: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

14- النعمان والرضا

اس کتاب کا عام فہم نام ”دو عظیم رہنما ابوحنیفہ اور رضا“ ہے جس میں امام الفقہ و شرف الفقہاء سراج الامہ و کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور فقیہ العشق و مجدد الملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و فقہی مقامات اور عشقی و حبی مراتب کا واضح بیان آپ کو پڑھنے کیلئے ملے گا۔ ناشر: پروگیمو بکس اردو بازار لاہور۔

15- الباقیات الصالحات، مقالات و خطبات

اس کتاب میں مختلف موضوعات پر پچیس خطابات و مقالات ہیں۔ خطباء و مقررین کیلئے یہ کتاب گراں بہا خزانہ ہے۔

صفحات 600 ناشر: اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

16- فضائل و مسائل صیام و رمضان 17- فضائل و مسائل حج

18- فضائل و مسائل نماز

یہ تینوں کتابیں اپنے اپنے موضوعات کے اعتبار سے جامع کتب ہیں۔ ان میں موضوعات سے متعلقہ ہر قسم کے فضائل، مسائل، احکام اور حکایات و واقعات اور متعلقات موجود ہیں۔ اہل علم و قلم کیلئے یہ ایک بہترین تحفہ ہیں۔ آخر الذکر تو اپنے موضوع پر بڑی ضخیم کتاب ہے۔ ناشر: نور یہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

19- دو تحقیقی مقالے

مسئلہ توحید و شرک کے حوالے سے دو تحقیقی مقالے جسے پڑھ کر مخالفین اہل سنت کے پھیلانے ہوئے بہت سے بے بنیاد شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ صفحات: 64 ناشر اول: قاری محمد اصغر نورانی لاہور ناشر دوم: انوار باہولا بھیری لاہور ناشر سوم: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

20- البرکات

اس کتاب میں مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد و وظائف کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ صفحات 48 ناشر: قاضی پبلی کیشنز لاہور۔

21- ماں تسکین جاں

ماں کی عظمت و شان اور والدین کا مرتبہ و مقام نیز ان کے فرائض و حقوق پہ بڑی ایمان افروز کتاب ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں علمی نکات اور خوبصورت اشعار سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔ اس موضوع پہ تقریر کرنے کیلئے اس کتاب میں وافر مواد ہے۔ واقعات و حکایت کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق کو بھی پورا کیا گیا ہے۔ اپنی ماں کے ساتھ دلی محبت کرنے والوں کیلئے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ صفحات 130 اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

22- بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو

بخاری شریف کی بارہ سو منتخب احادیث کے حوالے اور سینکڑوں احادیث پہ مستقل تقاریر بالخصوص عقائد و معمولات اہل سنت کو بخاری شریف سے ثابت کیا گیا ہے کیونکہ مخالفین اہل سنت بات بات پہ بخاری شریف کا نام لے کر عام سنی پہ رعب جھاتے ہیں ان کو بتایا گیا ہے کہ

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ہمارے بزرگوں نے اتنی کچی بنیادوں پر ان عقائد و معمولات کو نہیں اپنایا ہوا بلکہ نہایت ٹھوس اور معتبر دلائل پہ ہمارے

مسلک کی بنیاد ہے۔ یہ مرتب کی زمانہ طالب علمی کی محنت ہے جو انہوں نے دورہ حدیث کی کلاس کے دوران حوالہ جات محض کیے اور اب پچیس سال کے بعد اپنے اساتذہ اور دینی مدارس کے طلباء بالخصوص دورہ حدیث شریف کے طلباء کے اصرار پر بڑی محنت کے بعد منظر عام پہ لائے ہیں اس محنت کا اندازہ لگانے کے لیے کتاب کا مطالعہ شرط اولیں ہے۔ کتاب کے آغاز میں علامہ محمد شریف الحق رضوی صاحب علیہ الرحمۃ کے دو قیع مضامین ہیں جو امام بخاری اور ان کی صحیح بخاری کے عنوان سے معنوں میں۔ صفحات تقریباً 370 ناشر: اکبر بک سیلرز

23- فیضانِ مسلم شریف

متذکرہ بالا کتاب کی طرز پہ ہی لکھی گئی ہے اس میں بھی تقریباً بارہ سو احادیث کے حوالے ہیں اور یہ تمام احادیث مسلم شریف کی ہیں۔ لیکن جن احادیث پہ ”بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو“ میں بحث کی گئی ہے ان احادیث کو زیر بحث نہیں لایا گیا اور اگر کوئی ایسی حدیث آ بھی گئی ہے تو اس کا عنوان و تقریر وہ نہیں بلکہ نئے عنوان کے ساتھ نئی تقریر ہے۔ کتاب پڑھنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ ابتداء میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا صحیح مسلم اور امام مسلم کے حوالے سے ایک مضمون شامل کتاب ہے۔ صفحات تین سو سے زائد۔ ناشر: اکبر بک سیلرز لاہور

پیش لفظ

اس سے پہلے بخاری شریف کی منتخب احادیث (بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو) میں قدرے وضاحت سے لکھا جا چکا ہے کہ میں نے یہ سلسلہ کیوں شروع کیا ہے؟ مزید یہ کہ بہت سارے لوگ بڑی کتابوں کو پڑھتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ ان کی سہولت کے لئے بھی اس کام کا آغاز کیا ہے۔ انشاء اللہ ان مجموعوں میں انہیں پوری کتاب کا خلاصہ مل جائے گا۔ پھر یہ کہ مخالفین اہل سنت بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کی دیگر کتب کے بخاری بھر کم نام لے کر ہمارے سادہ لوح لوگوں پر رعب جماتے ہوئے اکثر کہتے ہیں کہ تمہارے معمولات کا ان کتابوں میں کوئی ذکر نہیں ہے تو میں نے کوشش کی ہے کہ ان احادیث کو سامنے لایا جائے جن سے عقائد و معمولات اہل سنت کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ بخاری شریف کی ایک سو چھیاسٹھ احادیث کو باقاعدہ عنوانات کے تحت لکھا گیا جبکہ گیارہ سو اسی احادیث کے صرف حوالوں پہ اکتفا کیا گیا اور مسلم شریف کی ڈیڑھ سو سے زائد احادیث عنوانات کے تحت لکھا اور گیارہ سو پچانوے احادیث کے حوالے دیئے گئے۔

عقائد کے ساتھ ساتھ اصلاح احوال و اعمال پہ بھی اپنی کم علمی کے باوجود لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ احادیث بخاری کو جمع کرنے میں نزہۃ القاری مکمل اور تفہیم البخاری کی پہلی دو جلدوں سے استفادہ کیا گیا اور صحیح مسلم کی احادیث کو جمع کرنے میں علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم کی پہلی جلد اور علامہ وحید الزمان غیر مقلد کی مختصر شرح نووی مترجم کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور اکثر مقامات پہ اسی ترجمے سے ہی عقائد اہل سنت کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے کیونکہ انہی کے پیروکار اس دور میں ہمارے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہیں اور خود کو عامل بالحدیث اور ہمیں بدعتی گردانتے ہیں۔ احادیث بخاری میں نزہۃ القاری سے پیش لفظ کے بعد دو مضامین لیے گئے ہیں۔ ایک امام بخاری کے حالات پہ مشتمل ہے اور دوسرا ان کی صحیح بخاری کے بارے میں ہے جبکہ مسلم شریف کی احادیث میں امام مسلم اور ان کی صحیح مسلم کا تعارفی مضمون علامہ سعیدی صاحب کی شرح مسلم سے لیا گیا ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور صحاح ستہ کے ساتھ ساتھ مشکوٰۃ شریف کی احادیث کو بھی اسی انداز میں جمع کیا جائے گا کیونکہ مشکوٰۃ کا درس میں نے ۱۹۸۷ء سے شروع کر رکھا ہے جو ہنوز باب فضائل سید المرسلین علیہ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم تک پہنچا ہے اور درس مشکوٰۃ کے دوران بہت سے علمی و روحانی نکات کے نوٹس میرے پاس محفوظ ہیں جن کو یکجا کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ وَمَا

تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

یاد رہے! اس کتاب میں جہاں صرف حدیث کا نمبر دیا گیا ہے وہاں مسلم شریف مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع کی نمبر مراد ہے۔ اور جہاں مسلم شریف کا صفحہ نمبر لکھا ہے تو اس سے قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی کی مطبوعہ الصحیح المسلم شرحہ الکامل النووی کا صفحہ نمبر مراد ہے اور جہاں کسی اور کتاب کا حوالہ دی گیا ہے وہاں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ بعض نمبر و صفحہ دونوں لکھے گئے ہیں تو نمبر سے مراد مجموعہ میں شامل مسلم شریف کی حدیث کا نمبر ہے اور صفحہ سے مراد مطبوعہ آرام باغ صفحہ ہے اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ مجموعہ حاشیہ سے خالی ہے اور مطبوعہ آرام باغ میں حاشیہ کی سہولت موجود ہے۔ حوالے کے ساتھ حاشیہ کا کوئی نہ کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔ اس بابرکت اور مفید کام میں جو حضرات میری حوصلہ افزائی فرماتے رہے ان کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جن میں سے چند نام مندرجہ ذیل ہیں۔ استاذ محترم مفتی عبدالقیوم خان صاحب منہاج القرآن لاہور استاذ محترم مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری جامعہ نظامیہ لاہور پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی مکتبہ نبویہ لاہور صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی حزب الاحناف لاہور صاحبزادہ سید مرتضیٰ اشرف رضوی علی بابا بیکرز لاہور پیر طریقت علامہ حافظ عبدالغفور گولڑوی چوہان روڈ لاہور علامہ حافظ غلام عباس فیضی ناظم و مہتمم جامعہ فاروقیہ رضویہ جوہر ٹاؤن لاہور حضرت مولانا سید باقر علی شاہ صاحب حضرت مولانا محمد عمران فاروقی صاحب حضرت مولانا محمد یسین حاکمی صاحب حضرت مولانا صفدر علی خان صاحب حضرت مولانا محمد اشتیاق صاحب جناب قاری محمد عبدالمنان صاحب (مدرسین جامعہ فاروقیہ رضویہ جوہر ٹاؤن لاہور) برادر اصغر الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی پرنسپل جامعہ امیر حمزہ جامع مسجد قبا باغوالی بھائی گیٹ لاہور برادر عزیز علامہ قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور صاحبزادہ قاری محمد اکرم فیضی محترم قاری محمد اکرم فیضی کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور جناب قاری غلام معین الدین سیالوی مسلم ٹاؤن لاہور مبلغ نبوت فاتح مرزا سیت قاری محمد ریاض احمد فاروقی مبلغ دعوت اسلامی مولانا محمد عبدالرشید عطاری جناب قاری محمد اختر علی سیالوی جامع مسجد شاہ ابوالخیر گڑھی شاہولاہور جناب پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی گڑھی شاہولاہور جناب حافظ محمد شفیع غوری جناب جاوید اقبال ہاشمی جناب ڈاکٹر ذوالفقار احمد چاولہ (ریونیوسوسائٹی لاہور) جناب سید شبیر حسین شاہ رضوی فیصل آباد جناب حافظ محمد زبیر مجددی سیالکوٹ جناب چودھری احمد حسن صاحب حافظ محبوب الہی صاحب قاری غلام رسول صاحب اعوان ٹاؤن لاہور قاری خدا بخش بصری صاحب مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور حافظ محمد عمر فاروق بن قاری محمد سلطان محمود صاحب جلال بلکن گوجرانوالہ مولانا محمد علی صاحب گجرات علامہ قاری ممتاز حسین چشتی صاحب۔

آباد حشر تک رہیں سب مہرباں میرے

حالاتِ زندگی

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

از: علامہ غلام رسول سعیدی

تیسری صدی کے جن محدثین اور علماءِ راسخین نے علمِ حدیث کی تنقیح اور توضیح کے لئے متعدد فنونِ ایجاد کیے اور اس علم کی توسیع اور اشاعت میں گراں قدر خدمات انجام دیں ان میں امام مسلم بن حجاج القشیری کا نام نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ امام مسلم فنِ حدیث کے اکابر ائمہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ابو زرہ رازی اور ابو حاتم رازی نے ان کی امامتِ حدیث پر شہادت دی۔ امام ترمذی اور ابو بکر خزیمہ جیسے مشاہیر نے ان سے روایتِ حدیث کو باعثِ شرف سمجھا اور ابو قریش نے کہا کہ دنیا میں صرف چار حفاظ ہیں اور امام مسلم ان میں سے ایک ہیں۔

ولادت اور سلسلہ نسب

عسا کر املت والدین ابوالحسین امام مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاد القشیری خراسان کے ایک وسیع اور خوبصورت شہر نیشاپور میں بنوقشیر کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ امام مسلم کی ولادت کے سال میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے ان کا سال ولادت ۲۰۲ھ لکھا ہے۔ امام ذہبی نے ۲۰۴ھ بیان کیا ہے اور ابن اثیر نے ۲۰۶ھ کو اختیار کیا ہے۔

تحصیلِ علمِ حدیث

ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اٹھارہ سال کی عمر میں امام مسلم نے علمِ حدیث کی تعلیم شروع کی، فنِ حدیث کو انہوں نے انتہائی لگن اور محنت سے حاصل کیا اور بہت جلد نیشاپور کے عظیم محدثین میں ان کا شمار ہونے لگا۔

شخصیت

امام مسلم سرخ و سفید رنگ، بلند قامت اور وجیہہ شخصیت کے مالک تھے۔ سر پر عمامہ باندھتے تھے اور شملہ کندھوں کے درمیان لٹکایا کرتے تھے۔ انہوں نے علم کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ کپڑوں کی تجارت کر کے اپنی نجی ضروریات پوری کیا کرتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں کہ امام مسلم کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ انہوں نے عمر بھر نہ کسی کی غیبت کی نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کے ساتھ درشت کلامی کی۔

اساتذہ اور مشائخ

علم حدیث کی طلب میں امام مسلم نے متعدد شہروں کا سفر اختیار کیا۔ نیشاپور کے اساتذہ سے اکتساب فیض کے بعد وہ عراق اور مصر گئے اور ان گنت بار بغداد کا سفر کیا، انہوں نے ان تمام شہروں کے مشاہیر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور دیگر مؤرخین نے ان کے اساتذہ میں یحییٰ بن یحییٰ، محمد بن یحییٰ، ذہبی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہوی، عبد اللہ بن مسلمہ القعنسی، احمد بن یونس، یزید بن یزید، اسماعیل بن ابی اویس، سعید بن منصور، عون بن سلام، داؤد بن عمرو، الضحیٰ، ہشیم بن خارجہ، شیبان بن فروخ اور امام بخاری کا تذکرہ لکھا ہے۔

تلامذہ

امام مسلم سے بے حساب لوگوں نے سماع حدیث کیا ہے۔ ان سے روایت کرنے والے تمام حضرات کے اسماء کا شمار مشکل ہے چند اسماء یہ ہیں:

ابو الفضل احمد بن سلمہ، ابراہیم بن ابی طالب، ابو عمرو خفاف، حسین بن محمد قبانی، ابو عمرو مستملی، حافظ صالح بن محمد بن علی بن حسن، محمد بن عبد الوہاب، علی بن حسین بن جنید، ابن خزیمہ، ابن صاعد، سراج، محمد بن عبد بن حمید، ابو حامد ابن الشرقی، علی بن اسماعیل الصغار، ابو محمد بن ابی حاتم رازی، ابراہیم بن محمد بن سفیان، محمد بن مخلد دوری، ابراہیم بن محمد بن حمزہ، ابو عوانہ سفرائی، محمد بن اسحاق فاکہی، ابو حامد اعشی، ابو حامد بن حسن، یہ اور امام ترمذی۔

امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں امام مسلم سے صرف ایک روایت ذکر کی ہے اور وہ یہ ہے: عن یحییٰ بن یحییٰ عن ابی معاویۃ عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ "احصوا اہلال شعبان بر رمضان" کلمات الثناء

امام مسلم کی خدمات اور ان کے کمالات کو ان کے اساتذہ اور معاصرین نے بے حد سراہا ہے۔ ابو عمرو مستملی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمیں اسحاق بن منصور احادیث لکھوا رہے تھے اور امام مسلم ان احادیث میں سے انتخاب کر رہے تھے۔ اچانک اسحاق بن منصور نے نگاہ اوپر اٹھائی اور کہا: ہم اس وقت تک کبھی خیر سے محروم نہیں ہوں گے جب تک ہمارے درمیان مسلم بن حجاج موجود ہیں۔ ان کے ایک اور استاذ محمد بن عبد الوہاب فراد نے کہا: مسلم علم کا خزانہ ہے اور میں نے ان میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں پایا۔ ابن اخرم نے کہا: نیشاپور نے تین محدث پیدا کیے، محمد بن یحییٰ، ابراہیم بن ابی طالب اور مسلم بن عقیقہ نے کہا: امام مسلم بالمشافہ سماع کے بغیر روایت نہیں کرتے تھے۔ ابو بکر جاردی نے کہا: مسلم علم کے محافظ تھے۔ مسلم بن قاسم نے کہا کہ وہ جلیل القدر امام تھے۔ بندار نے کہا دنیا میں صرف چار حفاظ ہیں۔ ابو زرہ، محمد بن اسماعیل، دارمی اور مسلم بن حجاج۔ علمی شکوہ

امام مسلم فن حدیث میں عظیم صلاحیتوں کے مالک تھے۔ حدیث صحیح اور سقیم کی پہچان میں وہ اپنے زمانہ کے اکثر محدثین

روایت رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض امور میں ان کو امام بخاری پر بھی فضیلت حاصل تھی کیونکہ امام بخاری نے اہل شام کی اکثر روایات ان کی کتابوں سے بطریق مناولہ حاصل کی ہیں۔ خود ان کے مؤلفین سے سماع نہیں کیا۔ اسی لیے ان کے راویوں میں امام بخاری سے بسا اوقات غلطی واقع ہو جاتی ہے کیونکہ ایک ہی راوی کا کبھی نام ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی کنیت ایسی صورت میں بعض دفعہ امام بخاری ان کو دو راوی خیال کر لیتے ہیں اور امام مسلم نے چونکہ اہل شام سے براہ راست سماع کیا ہے اس لیے وہ اس قسم کا مغالطہ نہیں کھاتے۔

امام بخاری سے تعلق خاطر

جس طرح امام بخاری ایمان کے مرکب ہونے کے مسئلہ میں متشدد تھے اور اس شخص سے روایت نہیں لیتے تھے جو بساطت ایمان کا قائل ہو اسی طرح امام محمد بن یحییٰ ذہلی قدم قرآن کے مسئلہ میں متشدد تھے اور اس شخص سے سخت بیزار تھے جو الفاظ قرآن کو مخلوق مانتا ہو۔ جب امام بخاری اور امام محمد بن یحییٰ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہوا تو ان میں اور امام بخاری میں سخت منافرت پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ ایک دن محمد بن یحییٰ ذہلی نے اپنی مجلس میں اعلان کر دیا کہ جو شخص الفاظ قرآن کے مخلوق ہونے کا بمقابل ہو وہ ہماری مجلس سے چلا جائے۔ یہ سن کر امام مسلم نے اپنا عمامہ سنبھالا اور امام ذہلی کی مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور امام ذہلی سے انہوں نے جس قدر احادیث ضبط کی تھیں وہ سب انہیں واپس بھجوا دیں۔

تصانیف

امام مسلم کی عمر کا اکثر حصہ روایت حدیث کے حصول کے لئے مختلف شہروں میں سفر کرتے ہوئے گزرا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ درس و تدریس میں بھی بے حد مشغول رہے۔ اس کے باوجود ان سے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار ہیں۔

- ۱۔ الجامع الصحیح - ۲۔ المسند الکبیر - ۳۔ کتاب الاسماء والکنی - ۴۔ کتاب الجامع علی الباب - ۵۔ کتاب العلل - ۶۔ کتاب الوحدان - ۷۔ کتاب الافراد - ۸۔ کتاب سوالات احمد بن حنبل - ۹۔ کتاب حدیث عمرو بن شعیب - ۱۰۔ کتاب الانتفاع بابہب السباع - ۱۱۔ کتاب مشائخ مالک - ۱۲۔ کتاب مشائخ ثوری - ۱۳۔ کتاب مشائخ شعبہ - ۱۴۔ کتاب من لیس لہ الارا وواحد - ۱۵۔ کتاب الخضرین - ۱۶۔ کتاب اولاد الصحابة - ۱۷۔ کتاب اوہام المحدثین - ۱۸۔ کتاب الطبقات - ۱۹۔ کتاب افراد الشامیین - ۲۰۔ مسند امام مالک - ۲۱۔ مسند الصحابة۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ امام مسلم نے مسند الصحابة بڑی تفصیل سے لکھنی شروع کی تھی مگر وہ مکمل نہ ہو سکی اور امام مسلم وفات پا گئے اور اگر وہ اس کو پورا کر لیتے تو وہ ایک ضخیم تصنیف ہوتی۔

وصال

امام مسلم کے وصال کا سبب بھی نہایت عجیب و غریب بیان کیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ایک دن مجلس مذاکرہ میں امام مسلم سے ایک حدیث کے بارے میں استفسار کیا گیا۔ اس وقت آپ اس حدیث کے بارے میں کچھ نہ بتا

سکے۔ گھر آ کر اپنی کتابوں میں اس حدیث کی تلاش شروع کر دی۔ قریب ہی کھجوروں کا ایک ٹوکرا بھی رکھا ہوا تھا۔ امام مسک کے استغراق اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ کھجوروں کی مقدار کی طرف آپ کی توجہ نہ ہو سکی اور حدیث ملنے تک کھجوروں کا سا ٹوکرا خالی ہو گیا اور غیر ارادی طور پر کھجوروں کا زیادہ کھا لینا ہی ان کی موت کا سبب بن گیا اور اس طرح ۲۴ رجب ۲۶۱ھ اتوار کے دن شام کے وقت علم حدیث کا یہ درخشندہ آفتاب غروب ہو گیا اور اگلے روز پیر کے دن خراسان کے اس عظیم محدث کا سپرد خاک کر دیا گیا۔

حسن عاقبت

امام مسلم سادہ دل درویش تھے اور علم و عمل کی بہترین خوبیوں کے جامع تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمایا۔ ابو حاتم رازی بیان کرتے ہیں، میں نے امام مسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے اور میں اس میں جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔



امام مسلم کی صحیح مسلم

صحیح مسلم کتب صحاح ستہ میں صحیح بخاری کے بعد شمار کی جاتی ہے۔ امام مسلم بن حجاج نے اس کی احادیث کو انتہائی محنت اور کاوش سے ترتیب دیا ہے۔ حسن ترتیب اور تدوین کی عمدگی کے لحاظ سے یہ صحیح بخاری پر بھی فوقیت رکھتی ہے اور زمانہ تصنیف سے لے کر آج تک اس کو قبولیت عامہ کا شرف حاصل رہا ہے۔

متقدمین میں سے بعض مغاربہ اور محققین نے صحیح مسلم کو بے حد پسند کیا ہے اور اس کو صحیح بخاری پر بھی ترجیح دی ہے۔ چنانچہ ابوعلی حاکم نیشاپوری اور حافظ ابوبکر اسماعیلی صاحب مدخل کا یہی قول ہے اور امام عبدالرحمان نسائی نے کہا کہ امام مسلم کی صحیح امام بخاری کی صحیح سے عمدہ ہے اور مسلم بن قاسم قرطبی معاصر دارقطنی نے کہا کہ امام مسلم کی صحیح کی مثل کوئی شخص نہیں پیش کر سکتا۔ ابن حزم بھی صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے تھے اور خود امام مسلم نے اپنی کتاب کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر محدثین دو سو سال بھی احادیث لکھتے رہیں پھر بھی ان کا مدار اسی کتاب پر ہوگا۔ اور اب تو دو سو برس چھوڑ کر گیارہ سو برس ہونے کو آئے لیکن اس مرد خدا کے قول کی صداقت میں کوئی فرق نہیں آیا اور شاہ عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ابوعلی زعفرانی کو کسی شخص نے وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ تمہاری بخشش کس سبب سے ہوئی تو انہوں نے صحیح مسلم کے چند اجزاء کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ان اجزاء کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ اس خواب سے معلوم ہوا کہ صحیح مسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرف قبولیت حاصل کر چکی ہے۔

سبب تالیف اور مدت

امام مسلم نے اپنی صحیح کی تالیف کا سبب خود بیان فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں کہ مجھ سے میرے بعض تلامذہ نے درخواست کی کہ میں احادیث صحیحہ کا ایک ایسا مجموعہ تیار کروں جس میں بلا تکرار احادیث کو جمع کیا جائے۔ چنانچہ ان کی درخواست پر میں نے اپنی صحیح کی تالیف کی۔ امام مسلم نے تین لاکھ احادیث میں سے اپنی جامع صحیح کا انتخاب فرمایا اور جن مشائخ کی احادیث کو انہوں نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ان سب سے انہوں نے بالمشافہ اور براہ راست سماع کیا ہے اور اس تصنیف میں انہوں نے صرف اپنی ذاتی تحقیق پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مزید احتیاط کے پیش نظر اس مجموعہ میں صرف ان احادیث کو لائے ہیں جن کی صحت پر اس وقت کے اکابرین کا اتفاق تھا اور پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ تحقیق مزید کیلئے کتاب کی تکمیل کے بعد

اسے حافظ عصر ابو زرہ کی خدمت میں پیش کیا جو اس زمانہ میں علل حدیث اور جرح و تعدیل کے فن میں امام گردانے جاتے تھے اور جس روایت کے بارے میں انہوں نے کسی علت کی نشاندہی کی امام مسلم نے اس کو کتاب سے خارج کر دیا اس طرح پندرہ سال کی لگاتار جدوجہد اور شدید مشقت کے بعد صحیح مسلم کی صورت میں یہ مجموعہ احادیث تیار ہو گیا۔

وجہ تسمیہ

حاجی خلیفہ اور دیگر مؤرخین نے صحیح مسلم کا نام الجامع الصحیح بیان کیا ہے مگر اس نام پر بعض حضرات نے یہ اعتراض کیا ہے کہ جامع حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں تفسیر بھی ہو اور صحیح مسلم میں تفسیر سے متعلق احادیث بہت کم ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جامع کے تحقق کے لئے کتاب میں نفس تفسیر کا لانا شرط ہے قلت یا کثرت ملحوظ نہیں ہے۔ چنانچہ متقدمین میں سے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ کی جو تصانیف جامع کے نام سے مشہور ہیں ان میں بھی تفسیر بہت کم ہے۔ صحیح مسلم میں تفسیر اس قدر کم لانے کا سبب یہ ہے کہ تفسیر سے متعلق اکثر روایات امام مسلم کتاب کے شروع میں لے آئے ہیں اور چونکہ اس کتاب میں انہوں نے حتی الامکان تکرار سے گریز کیا ہے اس لیے کتاب التفسیر میں ان روایات کو دوبارہ نہیں لائے۔

اسلوب

امام مسلم نے اپنی صحیح کی تالیف اور ترتیب میں انتہائی حزم و احتیاط اور کامل ودع اور تقویٰ سے کام لیا ہے۔ امام ابن شہاب زہری، امام مالک اور امام بخاری حدیث اور خبرنا کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ابن جریج، اوزاعی، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن یحییٰ، عبد اللہ بن مبارک اور دیگر تمام محدثین حدیث اور خبرنا میں فرق کرتے ہیں۔ حدیث کا استعمال اس وقت کرتے ہیں جب استاذ حدیث کی قرأت کرے اور شاگرد سن رہے ہوں اور خبرنا کا استعمال اس وقت کرتے ہیں جب شاگرد پڑھے اور استاد سن رہا ہو چونکہ اکثر محدثین خبرنا اور حدیث میں ایک کا استعمال دوسرے کی جگہ جائز نہیں رکھتے۔ اس لیے احتیاط کے پیش نظر امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور حدیث اور خبرنا کے فرق کو قائم رکھا ہے۔

امام مسلم نے سند حدیث میں راویوں کے اسماء کے ضبط کا بھی بڑا خیال رکھا ہے جس راوی کا اصل سند میں صرف نام ذکر کیا گیا ہو اور نسب کا ذکر نہ ہو جس کے سبب ابہام پیدا ہو تو وہ اس کی وضاحت کرتے ہیں مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ استاذ کے بیان کیے ہوئے الفاظ میں خلل نہ آئے۔ مثلاً انہوں نے ایک سند ذکر کی۔ حدیث سلیمان یعنی ابن بلال عن یحییٰ وہو ابن سعید اس مقام پر استاذ نے سلیمان بن بلال کا نام صرف سلیمان اور یحییٰ بن سعید کا نام صرف یحییٰ ذکر کیا تھا اور ان کے نسب کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ امام مسلم چاہتے تو اس کو سلیمان بن بلال اور یحییٰ بن سعید کے نام سے ذکر کر سکتے تھے لیکن اس صورت میں یہ وہم ہوتا کہ شاید استاذ نے اپنی سند میں ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے اس لیے احتیاط امام مسلم نے ایک نام کے ساتھ یعنی ابن بلال اور دوسرے نام کے ساتھ وہو ابن سعید لکھا۔

اسی طرح راوی کے اسم، صفت، کنیت یا نسب میں اختلاف ہو تو امام مسلم اس کا بھی بیان کر دیتے ہیں۔ نیز جس اسناد میں کوئی علت خفیہ ہو اس کو بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔ سند میں اگر اتصال یا ارسال اور متن میں زیادتی یا کمی کا اختلاف ہو تو اس کو واضح کر دیتے ہیں الفاظ حدیث کے اختلاف کو واللفظ لفلان کے ساتھ اسی جگہ بیان کر دیتے ہیں۔ صحیح مسلم ان خوبیوں میں منفرد ہے۔ امام بخاری کی صحیح میں یہ خوبیاں نہیں ہیں۔

ایک متن حدیث جب اسانید متعدد سے مروی ہو تو امام مسلم ان تمام اسانید کو ان کی احادیث کے ساتھ ایک جگہ ذکر کر دیتے ہیں وہ نہ ان احادیث کو متعدد ابواب میں متفرق کرتے ہیں نہ ایک حدیث کی مختلف ابواب میں تقطیع کرتے ہیں۔ حدیث کو اس کے اصل الفاظ کے ساتھ وارد کرتے ہیں نہ روایت بالمعنی کرتے ہیں اور نہ حدیث کا اختصار کرتے ہیں نیز باب کے تحت صرف احادیث لاتے ہیں۔ آثار صحابہ اور اقوال تابعین کے ساتھ احادیث کو مخلیط نہیں کرتے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں احادیث کو ترتیب وار ابواب کے لحاظ سے وارد کیا ہے لیکن تراجم اور عنوانات مقرر نہیں کیے۔ امام نووی فرماتے ہیں اس کا سبب یا تو اختصار تھا یا کوئی اور امر جس کو امام مسلم ہی بہتر طور پر جانتے تھے۔ بہر حال بعد کے لوگوں نے ان ابواب کے تراجم مقرر کر دیئے ہیں جن کو صحیح مسلم کے حواشی میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ ان تراجم میں بعض بہت عمدہ ہیں اور بعض میں رکاکت اور تقصیر ہے۔

شرائط

امام مسلم نے اپنی جامع صحیح میں احادیث وارد کرنے کی یہ شرط مقرر کی ہے کہ حدیث کو نقل کرنے والے تمام راوی مسلم عادل، ثقہ، متصل غیر شاذ اور غیر معلل ہوں۔ ثقہ کا معیار امام مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ وہ راوی طبقہ اولیٰ اور ثانیہ سے ہوں یعنی کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمت مع الشیخ ہوں۔ یہ طبقہ اولیٰ ہے یا کامل الضبط اور قلیل الملازمت ہوں۔ یہ طبقہ ثانیہ ہے یا طبقہ ثالثہ یعنی ناقص الضبط اور کثیر الملازمت تو ان کی روایات سے امام مسلم انتخاب کرتے ہیں اور استیعاب فقط پہلے دو طبقوں سے کرتے ہیں اور اتصال کا معیار ان کے نزدیک یہ ہے کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاشرت کا ثبوت ہو۔

امام مسلم نے روادۃ حدیث کے تین طبقات مقرر کیے ہیں۔ اول وہ ضبط اور اتقان میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ ثانی متوسطین اور ثالث متروکین جو متہم بالکذب ہوں اور امام مسلم نے اس کتاب میں حدیث لانے کی شرط یہ قائم کی ہے کہ وہ راوی پہلے دو طبقوں میں سے ہوں اور ان دونوں میں پہلے طبقہ کی روایات مقدم ہوں گی اور تیسرے طبقہ کے بارے میں انہوں نے تصریح کر دی ہے کہ وہ اس طبقہ کی احادیث کی تخریج نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود صحیح مسلم میں تیسرے طبقہ کی روایات بھی موجود ہیں۔ اس کی توجیہ میں یہ کہا گیا ہے کہ امام مسلم نے اس طبقہ کی روایات اصالتہ وارد نہیں کیں بلکہ ان کو بالتبع تاسید کے مرتبہ میں لائے ہیں یا اس طبقہ کی روایات کو اس وقت لائے ہیں جب وہ کسی زائد خوبی مثلاً علو اسناد پر مشتمل تھیں۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس صنف کی وجہ سے ان راویوں کو طبقہ ثالثہ میں شمار کیا گیا ہے ان میں وہ ضعف مثلاً نسیان یا اختلال

وغیرہ صحیح مسلم میں ان کی احادیث کے اندراج کے بعد لاحق ہوا ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں احادیث وارد کرنے کے لئے ایک شرط یہ بھی عائد کی ہے کہ اس حدیث کی صحت پر اجماع ہو چکا ہو کیونکہ جب ان سے حدیث ابو ہریرہ فاذا قرأ فانصتوا کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آپ نے اس کو اپنی صحیح میں درج کیوں نہیں کیا تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے ہر اس حدیث کو کتاب میں درج نہیں کیا جو صرف میرے نزدیک صحیح تھی بلکہ اس حدیث کو درج کیا ہے جس کی صحت پر اتفاق ہو چکا ہو۔

امام مسلم کی اس شرط پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ صحیح مسلم میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جن کی صحت پر سب کا اتفاق نہیں ہے۔ امام نووی نے شرح مسلم میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جن احادیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے ان کے خیال میں ان کی صحت پر سب کا اتفاق ہو چکا تھا۔ خواہ فی الواقع ایسا نہ ہوا ہو اور حافظ ابن صلاح نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ جو احادیث مجمع علیہ نہیں ہیں۔ ممکن ہے ان کو وارد کرتے وقت امام مسلم کو یہ شرط یاد نہ رہی ہو اور علامہ سیوطی نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ اس اجماع سے اجماع اضافی مراد ہے یعنی امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، عثمان بن ابی شیبہ اور سعید بن منصور کا اجماع اور امام مسلم کی لائی ہوئی احادیث اس قسم کے اجماع سے بہر حال خالی نہیں ہیں۔

امام بخاری اور علی بن مدینی اتصال کے لئے صرف راوی اور مروی عنہ کی معاشرت کو کافی نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان میں باہم ملاقات کی بھی شرط لگاتے تھے اس لیے امام مسلم نے مقدمہ صحیح میں ان لوگوں پر انتہائی شدید اور تند و تیز رد کیا ہے جس کا ذکر امام مسلم کے ذکر کردہ مقدمہ میں موجود ہے۔

تعلیقات

امام بخاری کی طرح امام مسلم نے اپنی صحیح میں تعلیقات کی کثرت نہیں کی۔ حافظ ابن صلاح نے صحیح مسلم کے صرف چودہ مقامات گنوائے ہیں جہاں امام مسلم نے سند معلق کے سانچہ احادیث وارد کی ہیں، تفصیل یہ ہے۔

۱- حدیث ابی جہم باب تیمم

۲- حدیث ابی العلاء باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۳- حدیث یحییٰ بن عسان باب سکوت بین التکبیر والقراۃ

۴- حدیث عائشہ کتاب الجنائز

۵- حدیث عائشہ باب الجوائح

۶- حدیث جعفر بن ربیعہ باب الجوائح

۷- حدیث کعب بن مالک فی تقاضی بن حدرد

۸- حدیث معمر باب احتکار الطعام

۹- حدیث ابی اسامہ باب فقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰- حدیث ابن عمر آخر باب الفضائل

۱۱- حدیث ابی سعید خدری آخر کتاب القدر

۱۲- حدیث براء بن عازب فی الصلوٰۃ الوسطی

۱۳- حدیث ابو ہریرہ باب الرجم

۱۴- حدیث عوف بن مالک کتاب الامارۃ

حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں: یہ چودہ احادیث اگرچہ سند منقطع سے وارد ہیں لیکن یہ احادیث دوسرے طرق سے جہات صحیحہ سے سند موصول کے ساتھ بھی مروی ہیں اس لیے یہ روایات بھی حکماً صحیح ہیں۔

عدد مرویات

صحیح مسلم کی کل احادیث کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ ابو الفضل احمد بن سلمہ نے بیان کیا ہے کہ صحیح مسلم کی کل احادیث بارہ ہزار ہیں اور ابو حفص نے بیان کیا ہے کہ آٹھ ہزار ہیں۔ الجزازی نے اسی کی توثیق کی ہے اور حذف مکررات کے بعد صحیح مسلم میں بالاتفاق چار ہزار احادیث ہیں۔

حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں کہ حافظ ابو قریش بیان کرتے ہیں: ہم شیخ ابو زرعہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ امام مسلم آئے اور سلام کر کے مجلس میں بیٹھ گئے۔ پھر اپنی صحیح کو پیش کر کے کہا یہ چار ہزار احادیث صحیحہ کا مجموعہ ہے۔ شیخ ابو زرعہ نے سن کر کہا باقی احادیث کس کے لئے چھوڑ دیں۔ حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں کہ چار ہزار احادیث سے امام مسلم کی مراد وہ احادیث تھیں جو غیر مکرر ہیں۔

مستخرجات

اصطلاح حدیث میں مستخرج حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی کتاب کی احادیث کو دیگر اسانید کے ساتھ اس کے مصنف کی شرائط پر جمع کیا جائے۔ صحیح مسلم کی احادیث کی تخریج میں بہت سی کتب تصنیف کی گئی ہیں چند ازاں یہ ہیں:

(۱) المسند الصحیح علی مسلم

یہ حافظ ابو بکر محمد بن محمد النیشاپوری الاسفرائینی المتوفی ۲۸۶ھ کی تصنیف ہے۔ حافظ اسفرائینی اکثر شیوخ میں امام مسلم کے شریک ہیں۔

(۲) التخریج علی صحیح مسلم

یہ ابو جعفر احمد بن حمدان علی النیشاپوری المتوفی ۳۱۱ھ کی تالیف ہے۔

(۳) مختصر المسند الصحیح علی مسلم

یہ حافظ ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی المتوفی ۳۱۶ھ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے یونس بن عبد الاعلیٰ اور دوسرے شیوخ مسلم سے روایت کی ہے۔

(۴) التخریج علی مسلم

یہ ابو نصر محمد بن محمد الطوسی الشافعی المتوفی ۳۴۴ھ کی تالیف ہے۔

(۵) التخریج علی مسلم

یہ ابو حامد احمد بن محمد الشاذلی الشافعی الہروی المتوفی ۳۵۵ھ کی تالیف ہے۔

(۶) المسند الصحیح علی مسلم

یہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ الجوزقی النیشاپوری المتوفی ۳۸۸ھ کی تالیف ہے۔

(۷) المسند المستخرج علی مسلم

یہ حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی المتوفی ۴۳۰ھ کی تالیف ہے۔

(۸) التخریج علی صحیح مسلم

یہ ابو الولید حسان بن محمد القرشی المتوفی ۴۳۹ھ کی تصنیف ہے۔

شروح احادیث صحیح مسلم

صحیح مسلم پر متعدد حواشی لکھے گئے اور بہت سی شروح تصنیف کی گئی ہیں اور تقریباً ہر زمانہ میں علماء راہنہ اور جلیل القدر محدثین صحیح مسلم کی احادیث کے اسرار و رموز اور حقائق و دقائق بیان کرتے رہے ہیں۔ سطور ذیل میں چند شروح کے اسماء ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) المفہم فی شرح غریب مسلم

یہ امام عبدالفاخر بن اسماعیل الفارسی المتوفی ۵۲۹ھ کی تالیف ہے۔

(۲) شرح مسلم

یہ امام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی متوفی ۵۳۵ھ کی تالیف ہے۔

(۳) المعلم بفوائد کتاب مسلم

یہ ابو عبد اللہ محمد بن علی المازری المتوفی ۵۳۶ھ کی تالیف ہے۔

(۴) الاکمال فی شرح مسلم

یہ قاضی عیاض بن موسیٰ المالکی المتوفی ۵۴۴ھ کی تالیف ہے۔

(۵) شرح مسلم

یہ عماد الدین عبدالرحمان بن عبدالعلی المصری المتوفی ۶۲۴ھ کی تصنیف ہے۔

(۶) المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم

یہ شرح ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی المتوفی ۶۵۶ھ کی تالیف ہے۔ اس شرح میں الفاظ غریبہ کے معانی

اعاریب اور احادیث سے مستنبط دیگر نکات کو بیان کیا گیا ہے۔

(۷) المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج

یہ شرح حافظ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی الشافعی المتوفی ۶۷۶ھ کی تالیف ہے۔ امام نووی نے فرمایا کہ اگر مجھے لوگوں کی پست ہمتی اور قلت رغبت کا خیال نہ ہوتا تو میں سو جلدوں میں اس کی شرح کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شرح کو بے حد مقبولیت عطا فرمائی عام طور پر برصغیر کے علماء کے پاس یہی شرح ہے جسے صحیح مسلم کے ساتھ چھاپ دیا گیا ہے۔ حافظ شمس الدین القونوی المتوفی ۷۸۸ھ نے اس شرح کا اختصار بھی کیا ہے۔

(۸) شرح مسلم

یہ شرح ابوالفرج عیسیٰ بن مسعود الزوادی المتوفی ۷۴۴ھ کی تالیف ہے۔ پانچ جلدوں پر مشتمل یہ ایک ضخیم شرح ہے۔

(۹) شرح زوائد مسلم علی البخاری

یہ شرح سراج الدین عمر بن علی المتوفی ۸۰۴ھ کی تالیف ہے۔ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۱۰) اکمال اکمال المعلم

یہ شرح امام عبد اللہ محمد بن خلیفہ المالکی المتوفی ۸۲۷ھ کی تالیف ہے۔ چار جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم شرح ہے۔

(۱۱) شرح مسلم

یہ شرح شیخ تقی الدین ابوبکر بن محمد دمشقی المتوفی ۸۲۹ھ کی تالیف ہے۔

(۱۲) الدیبا ج علی صحیح مسلم بن الحجاج

یہ حافظ جلال الدین عبد الرحمان بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی تالیف ہے۔

(۱۳) شرح مسلم

یہ شرح قاضی زین الدین زکریا بن محمد الانصاری المتوفی ۹۲۶ھ کی تالیف ہے۔

(۱۴) منہاج الالبہاج بشرح مسلم بن الحجاج

یہ شرح شیخ شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی المتوفی ۶۲۳ھ کی تالیف ہے۔ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ تقریباً نصف کتاب کی شرح ہے۔

(۱۵) شرح مسلم

یہ شرح ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ کی تالیف ہے۔ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۱۶) فتح الملہم

شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۷۹ھ کی تالیف ہے۔ تین جلدوں میں اخیر کتاب النکاح تک لکھی ہے۔ جسٹس محمد تقی عثمانی نے کتاب الرضاع سے اخیر کتاب تک چار جلدوں میں اس کا تکرملہ لکھا ہے۔

(۱۷) شرح صحیح مسلم

یہ شرح (علامہ غلام رسول سعیدی) اس میں پہلے احادیث کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے پھر ان احادیث کی اردو میں شرح کی ہے۔ ۱۴۰۰ھ میں اس شرح کو شروع کیا گیا اور ۱۴۱۴ھ میں اس کا اختتام ہوا درمیان میں چھ سال بیماری کی وجہ سے سلسلہ تصنیف منقطع رہا۔

مختصرات صحیح مسلم اور ان کی شروح

صحیح مسلم کا خلاصہ کر کے مختصرات کی بھی تالیف کی گئی ہے اور بعض لوگوں نے ان کی شروح بھی لکھی ہیں۔
(۱) مختصر صحیح مسلم

یہ شرح ابوالفضل محمد بن عبداللہ المریسی المتوفی ۶۵۵ھ کی تالیف ہے۔
(۲) مختصر صحیح مسلم

حافظ ذکی الدین عبدالعظیم المتوفی ۶۵۶ھ کی تالیف ہے۔
(۳) شرح مختصر صحیح مسلم

یہ عثمان بن عبدالملک الکروی المصری المتوفی ۷۳۷ھ کی تالیف ہے۔
(۴) شرح مختصر صحیح مسلم

یہ محمد بن احمد الاسنوی المتوفی ۷۶۳ھ کی تالیف ہے۔

شروح، مختصرات اور مستخرجات کے علاوہ مسلم کے اسماء رجال پر بھی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں ابوبکر احمد بن علی الاصفہانی المتوفی ۲۷۹ھ کی تالیف مشہور ہے۔

(نوٹ: اس پورے مضمون کے حوالہ جات بغرض اختصار نہیں لکھے گئے۔ قارئین کرام ضرورت محسوس کریں تو شرح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی جلد نمبر ۱ کے ابتدائی حصہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے کا وبال

حضرت ربیع بن حراش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو دوران خطبہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبُ عَلَيَّ يَلْجِ النَّارَ (حدیث نمبر ۱)

میری طرف جھوٹ کی نسبت نہ کرو کیونکہ جو میری طرف جھوٹ منسوب کرے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بہت زیادہ احادیث اس لیے بیان نہیں کرتا کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے:

مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ (۲)

جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی بات کی نسبت میری طرف کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔

یاد رہے! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے بھی ہماری طرح نہیں ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا بھی ایسا ہی ہو جیسا کہ ہماری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے اور یہ فرق آپ نے خود بیان فرمایا: چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جب کوفہ کے حاکم تھے تو ان سے علی بن ابی ربیعہ نے مسجد میں یہ بات سنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

ان كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبِ عَلَيَّ أَحَدٌ (۳)

میرے اوپر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے (کیونکہ کسی دوسرے پہ جھوٹ باندھنے کا یہ گناہ نہیں کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہو جائے جبکہ حضور علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے کی سزا یہی ہے کہ اس شخص نے اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنالیا) مطلب یہ کہ ایسے شخص نے اپنے آپ کو دوزخ میں جانے کے قابل بنالیا۔ اب خدا ہی ہے جو اس کو (اگر اس میں ایمان ہے تو بالآخر) دوزخ سے بچائے۔ بعض نے یہ بھی فرمایا کہ یہ جھوٹی حدیث گھڑنے والے کے خلاف حضور علیہ السلام کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دوزخ میں داخل فرمائے۔ بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام پر جھوٹ باندھنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے اور اس کا مرتکب اگر توبہ نہیں کرتا تو ضرور دوزخ میں جائے گا۔ پھر اگر توبہ نہ کی مگر ایماندار رہا تو دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا بلکہ ایمان کی وجہ سے آخر کار دوزخ سے نکل آئے گا۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مومن اگر چہ جتنا ہی گنہگار ہو آخر کار ایمان کی برکت سے اس کو جہنم سے چھٹکارا مل ہی جائے گا۔ یہی مطلب ہے اس حدیث کا مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ جس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا (یعنی ایمان قبول کر لیا وہ کتنا ہی بے عمل ہوگا آخر کار) جنت میں داخل

ہوگا۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جس حدیث کے بارے میں جھوٹ ہونے کا گمان ہو اس کو نہ لکھا جائے نہ بیان کیا جائے الا یہ کہ ساتھ یہ بھی لکھ دیا جائے کہ یہ حدیث موضوع ہے یا منکر ہے یا ضعیف کیونکہ محدثین نے ہر طرح کی احادیث بیان فرمائی ہیں لیکن انہوں نے ساتھ صراحت کر دی اور اگر بیان کرنے والا اپنے خیال کے مطابق صحیح سمجھ کر بیان کر رہا ہے۔ اگرچہ حدیث صحیح نہیں تو بھی اس پر گناہ نہیں ہے جس طرح کہ حاکم اور ابن ماجہ نے بعض احادیث کو صحیح خیال کر کے روایت فرمایا۔ فضائل میں اگرچہ ضعیف حدیث معتبر ہے لیکن حدیث گھڑ لینا ہرگز جائز نہیں ہے جیسا کہ کرامیہ کہتے ہیں کہ فضائل و اخلاق میں حدیث گھڑ لینے کی بھی اجازت ہے نہیں بلکہ یہ ان کی جہالت ہے۔

صحیح مسلم کے مقدمہ کے آخر میں جو حدیث بیان فرمائی گئی۔ من حدث عنی بحديث یری انه کذب فهو احدا الکاذبین۔ جو شخص میری طرف سے حدیث بیان کرے اور اس کا خیال ہو کہ یہ جھوٹ ہے (پھر بھی بیان کرتا ہے) تو خود کی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اس حدیث کو چالیس، ساٹھ، ستاسی، باسٹھ یا دو سو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ہے جس میں سب کے سب عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ اس کے سوا کوئی حدیث ایسی نہیں جس کو تمام عشرہ مبشرہ نے روایت فرمایا ہو۔ بعض نے اس حدیث کو متواتر بھی کہا یہ حدیث بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔ (مختصر شرح نووی)

چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

حضرت ربیع جو مندرجہ بالا حدیث کے راوی ہیں مشہور تابعی ہیں بنی ہاشم کے والد کا نام حراش بن جحش عیسیٰ کوئی ہے اور کنینہ ابو مریم ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں یہ حراش بھائی ہیں مسعود کے اور مسعود وہ ہیں۔ تکلم بعد الموت جس نے مرنے کے بعد کلام کیا اور ربیع اور ربیع کے بارے میں امام نووی نے لکھا کہ

ربعی تابعی کبیر جلیل لم یکذب قط و حلف انه لا یضحک حتی یعلم این مصیرہ فبا ضحک الابد موتہ

یہ بڑے بلند پایہ تابعی ہیں اور انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا انہوں نے قسم اٹھائی کہ میں اس وقت تک نہیں ہنسوں جب تک کہ جان نہ لوں کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے۔ چنانچہ وفات کے بعد (اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ کر انہوں نے) ہنسنا شروع کیا۔ (امام نووی مزید لکھتے ہیں)

و کذا حلف اخوه ربیع ان لا یضحک حتی یعلم افی الجنة هو او فی النار قال غاسله فلم یزل متبسما علی سریره و نحن نغسله حتی فرغنا (حاشیہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۷)

اور اس طرح ربیع کے بھائی ربیع نے حلف اٹھایا کہ میں اس وقت تک ہنسوں گا نہیں جب تک کہ یہ جان نہ لوں کہ میں دوزخی ہوں یا جنتی اور جب ان کا وصال ہوا تو ان کو غسل دینے والے نے بیان کیا کہ ہم غسل دیتے رہے اور وہ سریر (پھٹے)

لیٹے لیٹے ہنستے رہے اور اس وقت تک ہنستے رہے جب تک کہ ہم غسل دینے سے فارغ نہ ہو گئے۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا:

نشان مرد مومن باتو گویم چوں مرگ آید تبسم برب اوست
میں تجھے مرد مومن کی نشانی بتاتا ہوں کہ جب اس کو موت آتی ہے تو اس کے لبوں پہ مسکراہٹ ہوتی ہے۔

* كَفَى بِالْبَدْرِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (حدیث ۵)

بندے کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو (بلا تحقیق آگے) بیان کرنا شروع کر دے۔
ابن وہب فرماتے ہیں: ایسا شخص جھوٹ سے نہیں بچ سکتا۔ ولا یکون اماما ابدا اور نہ ہی کبھی لوگوں کا امام و پیشوا ہو سکتا ہے بلکہ خود اپنی ہی نظر میں ذلیل ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں (بلکہ اس کی سچی باتوں سے بھی اعتبار اٹھ جاتا ہے)۔

* ہر شخص سے اس کی عقل کے مطابق بات کرنی چاہئے۔ (کلّموا الناس علی قدر عقولهم) ورنہ فتنہ کا اندیشہ ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ اِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةٌ (حدیث ۱۴)

جب تو لوگوں سے ایسی احادیث بیان کرو گے جو ان کی سمجھ سے وراہ ہیں تو بعض لوگ فتنے میں مبتلا (ہو کر گمراہ) ہو جائیں گے۔

سَيَكُونُ فِي الْاٰخِرِ اُمَمٌ اُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا اَنْتُمْ وَلَا اَبَاءُكُمْ فَاَيَاكُمْ وَاَيَاهُمْ (۱۵)

میری امت کے آخری لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جو ایسی احادیث بیان کریں گے جن کو نہ کبھی تم نے سنا اور نہ تمہارے باپ دادا نے اپنے آپ کو ان سے سنا۔

ایک حدیث میں ایسے لوگوں کو دجال اور کذاب فرمایا گیا۔ (۱۶)

حدیث بیان کر کے ایسے غائب ہوں گے کہ سننے والا سوچ میں پڑ جائے گا کہ اس کی شکل تو مجھے معلوم ہے مگر نام نہیں جانتا۔ (۱۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم اس وقت احادیث بیان کیا کرتے تھے جب لوگ حضور علیہ السلام پہ جھوٹ نہیں باندھا کرتے تھے۔ پھر جب لوگ اچھی بری راہ پر چلنے لگے (یعنی ہر طرح کی حدیث بلا تحقیق بیان کرنے لگے) تو ترکنا الحدیث عنہ ہم نے حضور علیہ السلام کی طرف نسبت کر کے حدیث کو بیان کرنا چھوڑ دیا (۱۹) بلکہ کوئی حدیث بیان کر رہا ہوتا تو وجہ سے سنتے بھی نہ تھے الا یہ کہ ان کی جانی پہچانی حدیث ہوتی۔ (۲۱)

* جن سمندر سے نکل کر قرآن پڑھیں گے جن کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمندر میں قید کر دیا تھا۔

إِنَّ فِي الْبَحْرِ شَيَاطِينَ مَسْجُونَةً أَوْثَقَهَا سُلَيْمَانُ يُوشِكُ أَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا (۱۸)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فیصلے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی کتاب میں اضافہ کر دیا گیا۔ واللہ ما قضی بهذا علی إلا أن یكون ضلّ کا یہی معنی مناسب ہے۔ نہ یہ کہ حضرت علی غلط فیصلے کرتے تھے۔ اگلی روایات بھی اس کی تائید کر رہی ہیں ان میں سے پہلی روایت طاؤس سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حضرت علی المرتضیٰ کے فیصلوں کی کتاب آئی تو انہوں نے سب کو مٹا دیا مگر ایک ہاتھ کے برابر (فیصلوں کو رہنے دیا) تو کیا حضرت علی المرتضیٰ جو صحابہ کرام میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے تھے (اقضانا علی) انہوں نے اس قدر نعوذ باللہ غلط فیصلے کیے اور اس بات کی تصریح خود مسلم شریف میں ہے۔ ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی المرتضیٰ کے بعد (ان کے فیصلوں کے بارے میں) نئی باتوں کو نکالا گیا تو حضرت علی المرتضیٰ کے ایک ساتھی نے فرمایا: قَاتَلَهُمُ اللَّهُ اَیَّ عِلْمٍ أَفْسَدُوا۔ خدا ان کو مارے انہوں نے علم کو کیا بگاڑا ہے۔ (۲۴)

یہی وجہ ہے کہ حضرت مغیرہ اس روایت کو قبول نہ فرماتے جو حضرت علی المرتضیٰ سے کی جاتی جب تک کہ حضرت ابن مسعود کا کوئی ساتھی اس روایت کی تصدیق نہ کرتا۔ (۲۵) تو معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا روایت کا یہ معنی کرنا کہ حضرت علی المرتضیٰ کے فیصلوں میں غلطی تھی۔ بذات خود معنی کرنے والے کی اپنی غلطی ہے جیسا کہ وحید الزمان صاحب نے سمجھا۔ (دیکھئے ترجمہ صحیح مسلم مع شرح نووی ص ۳۲ حاشیہ ۱۶)

* بے دینوں سے دین سیکھنا حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں:

إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَإِنْظَرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ (۲۶)

بے شک یہ علم دین ہے پس اچھی طرح دیکھ لیا کرو کہ کس سے دین حاصل کر رہے ہو یعنی جو خود بے دین ہے وہ تمہیں کیا دین سکھائے گا لہذا سچے صحیح العقیدہ دیندار سے ہی علم دین حاصل کیا جائے۔

انہی سے ہے کہ پہلے زمانے میں کوئی حدیث بیان کرتا تو اس سے سند نہ پوچھی جاتی پھر جب (بے دینی کا) فتنہ پھیلا تو پوچھا جاتا سَتُّوا لَنَا رَجَالَكُمْ۔ ہمارے سامنے اس حدیث کے رجال کا نام لو (سند بیان کرو) اگر تو وہ اہل سنت ہوں گے تو حدیث مقبول ہے ورنہ نہیں۔ (۲۷)

ابو الزناد کہتے ہیں: اس سلسلہ میں اس قدر احتیاط سے کام لیا جاتا کہ مدینہ شریف میں سوا افراد کو میں نے ایسا پایا جو نیک سیرت اور پاکباز تھے مگر انہیں حدیث کی روایت کا اہل نہ سمجھا جاتا تھا۔ (۳۰)

* الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ وَلَوْ لَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ (۳۲)

حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں: حدیث کی سند دین سے ہے۔ اگر سند نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ دیتا (اور اپنی بات چلا کر دین میں من مانی کرتا پھرتا)

اسی روایت میں ابن مبارک کا قول ہے کہ جو سلف کو گالی دے اس کی روایت ترک کر دو اور آپ نے فرمایا: دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ۔ عمرو بن ثابت سے حدیث نہ بیان کیا کرو کیونکہ وہ اگلے بزرگوں کو برا کہتا تھا۔

مسئلہ صحیح ہے مگر روایت منقطع ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ يَعْنِي الْإِسْنَادَ۔ ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان سند حدیث کے ستون حائل ہیں۔ (اس پر دو واقعات صحیح مسلم سے ملاحظہ ہوں)۔

نمبر ۱۔ ابواسحاق ابراہیم بن عیسیٰ الطالقانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے کہا: اے ابو عبد الرحمن یہ حدیث کیسی ہے جو حضور علیہ السلام سے روایت کی گئی کہ نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ اپنے والدین کے لئے روزے رکھے۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے ابواسحاق یہ حدیث کس نے روایت کی ہے؟ میں نے شہاب بن خراش کا نام لیا تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے وہ تو ثقہ راوی ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ شہاب نے کس سے روایت کی؟ میں نے کہا: حجاج بن دینار سے۔ فرمایا: حجاج بھی ثقہ ہے لیکن اس نے کس سے روایت لی؟ میں نے کہا: حضور علیہ السلام سے اس پر انہوں نے فرمایا:

إِنَّ بَيْنَ الْحَجَّاجِ ابْنِ دِينَارٍ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاوِزَ تَنْقَطِعُ فِيهَا أَعْنَاقُ الْبَطِيّ وَلَكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ

(والدین کی طرف سے ایصالِ ثواب کے طور پر) صدقہ کرنے میں تو کوئی اختلاف نہیں البتہ حجاج اور نبی اکرم علیہ السلام کے درمیان اتنے بڑے بڑے جنگل ہیں کہ اونٹوں کی گردنیں تھک جائیں۔ (یعنی حجاج تو تبع تابعین میں سے ہے اس کے اور حضور علیہ السلام کے درمیان دو راوی ہوں گے۔ صحابی و تابعی لہذا یہ حدیث منقطع ہے لیکن مسئلہ اپنی جگہ حق ہے کہ ایصالِ ثواب اور اپنے والدین کی طرف سے صدقہ و خیرات کے طور پر کچھ خرچ کرنے سے بالاتفاق ثواب پہنچتا ہے۔ اگرچہ عباداتِ بدنیہ میں شافعیہ کا اختلاف ہے)۔

نمبر ۲۔ ابو عقیل (جن کا نام یحییٰ بن متوکل ضریر ہے) کہتے ہیں کہ میں قاسم بن عبید اللہ کے پاس بیٹھا تھا اور وہاں یحییٰ بن سعید بھی تھے تو یحییٰ نے قاسم سے کہا:

يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّهُ قَبِيحٌ عَلَى مِثْلِكَ عَظِيمٌ أَنْ تُسَالَ عَنْ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ هَذَا الدِّينِ فَلَا يُوجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرْجٌ أَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ

اے ابو محمد! آپ جیسے شخص سے یہ بات بہت قبیح (باعثِ ننگ و عار) ہے کہ آپ سے کوئی دینی مسئلہ پوچھا جائے تو آپ کو اس کا علم نہ ہو (کیونکہ آپ دو بڑے رہنماؤں کے بیٹے ابو بکر صدیق کے نواسے اور عمر فاروق کے پوتے) ہیں اس پر حضرت

قاسم نے جواب دیا:

أَقْبَحُ مِنْ ذَلِكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللَّهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ أَخْذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ

اس سے زیادہ قبیح بات یہ ہے لیکن اس شخص کے لئے جس کو خدا نے عقل دی ہے کہ میں بغیر علم کے مسئلہ بتا دوں یا غیر معتبر شخص سے روایت کر دوں۔

فَسَكَّتَ فَمَا أَجَابَهُ . یہ بات سن کر یحییٰ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی اختیار کر لی۔ (۳۳)

یعنی یحییٰ نے تو امام قاسم کو غیرت دلائی کہ اتنے بڑے بزرگوں کی اولاد ہو کر تم نے علم حاصل نہیں کیا کہ آپ سے کوئی مسئلہ ہی پوچھ لیا جائے لیکن حضرت قاسم نے ایسا جواب دیا کہ یحییٰ سن کر خاموش ہو گئے۔ مطلب یہ تھا کہ تھوڑا علم جو ضبط اور اتقان کے ساتھ ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جو خرابی پیدا کرے باقی رہا ہر سوال کا جواب تو یہ ممکن ہی نہیں کیونکہ بڑے بڑے مجتہدین اور علماء نے کئی مسائل پوچھنے پر سکوت فرمایا ہے۔

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں: جب کسی مجلس میں عباد بن کثیر کا ذکر ہوتا تو میں ان کی عبادت و ریاضت کی تو تعریف کرتا۔ وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ۔ اور ساتھ یہ بھی کہتا کہ اس سے حدیث کو روایت کرنے سے بچو (۳۸)

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں: ”درہم سے کم خون معاف ہے“۔ حدیث کے راوی روح بن غطفیف کے پاس ایک جگہ پہ میں بیٹھ گیا۔ چونکہ اس کی یہ روایت کمزور یا ناقابل قبول سمجھی جاتی تھی۔

فَجَعَلْتُ أَسْتَحْيِي مِنْ أَصْحَابِي أَنْ يَرَوْنِي جَالِسًا مَعَهُ

تو میں شرمانے لگا کہ میری ساتھی کیا کہیں گے۔ ادھر اس کی روایت کردہ حدیث کو اچھا نہیں سمجھتا اور ادھر اس کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ (۴۲)

آپ ہی کا ارشاد ہے: بَقِيَّةُ صُدُوقِ اللِّسَانِ وَلَكِنَّهُ يَأْخُذُ مَنْ أَقْبَلَ وَادْبَرَ . بقیہ (بن ولید بن صائد) اچھا آدمی ہے لیکن ہر طرح کے لوگوں سے روایت کرتا ہے۔ (یہ اس کی بات اچھی نہیں اور اسی وجہ سے روایت حدیث کے میدان میں وہ کمزور و ضعیف ہے) (۴۳)

* قرآن کو یاد کر لینا آسان ہے حدیث کا یاد کرنا مشکل ہے۔ حضرت علقمہ نے فرمایا: قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فِي سَتَيْنِ۔ میں نے قرآن مجید دو سالوں میں یاد کر لیا۔

حارث نے کہا: الْقُرْآنُ هَيِّنٌ وَالْوَحْيُ أَشَدُّ قُرْآن کا یاد کرنا آسان ہے اور حدیث کو یاد کرنا بہت مشکل ہے۔ (اگر وحی سے مراد وحی غیر متلو ہے تو فہماور نہ حارث کی بد مذہبی ہوگی کہ قرآن کے علاوہ کچھ اور بھی وحی مان رہا ہے جس طرح شیعہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو دین کی کوئی خاص باتیں بتائیں جو دوسروں کو نہ بتائیں اور حضرت علی المرتضیٰ نے اس عقیدے کی تردید بھی فرمائی) (۴۶) اس وجہ سے ابراہیم نے کہا: إِنَّ الْحَادِثَ أَتَاهُمْ۔ حارث (کذب یا فرض کے ساتھ) متہم تھا۔ (۴۸)

(مقدمہ صحیح مسلم کے منتخب حوالہ جات مکمل ہوئے۔ اب سابقہ نمبرز کی ترتیب کے مطابق ہی کتاب الایمان سے احادیث مبارکہ کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ)

یاد رہے کہ جن احادیث پر بخاری شریف کی منتخب احادیث کے تحت لکھا جا چکا ہے اور جن احادیث کی نشاندہی بخاری شریف کے حوالے سے ہو چکی۔ ان کا حوالہ لکھنے سے عموماً پرہیز ہی کیا جائیگا تا کہ طوالت سے بچا جاسکے۔ الا یہ کہ بڑا اہم حوالہ ہو تو اس کی صرف نشاندہی کر دی جائیگی یا پھر نئے عنوان کے ساتھ کچھ لکھا جائے گا۔

حدیث جبریل علیہ السلام:

فَإِنَّهُ جِبْرَائِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ (۹۳)

(یہ جبریل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے یہاں ”دین اللہ“ نہیں کہا کہ اللہ کا دین سکھانے آئے تھے حالانکہ مراد اللہ کا ہی دین ہے۔ قرآن پاک میں بھی الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ہے تو معلوم ہوا کسی چیز کی نسبت اللہ کی طرف اور بندے کی طرف ہو سکتی ہے۔ بعض مناظروں میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے وصیت نامے سے ”میرے دین پر قائم رہو“ کے الفاظ پہ بڑا اعتراض کیا جاتا ہے کہ دیکھو اللہ کے دین پر قائم رہنے کی بجائے اپنے دین کی بات ہو رہی ہے۔ یہ معترضین کا بغض ہے جس کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں۔ قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفي صدورهم أكبر۔ جو سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جو زبان سے ظاہر ہوتا ہے۔ قبر میں ہر قبر والے کی طرف دین کی نسبت کی جائے گی اور سوال کیا جائیگا: مَا دِينُكَ تیرا دین کون سا ہے؟ قرآن پاک میں ہے دین اللہ اور دین الناس۔ لکم دینکم ولی دین۔ تمہارے لیے تمہارا دین میرے لیے میرا دین۔

افلح ان صدق۔ اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہے

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سن رہے تھے مگر سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہاں تک کہ وہ حضور علیہ السلام کے نزدیک ہو گیا۔ تب پتہ چلا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو دن رات میں پانچ نمازیں ادا کرے اس نے عرض کیا ان پانچ نمازوں کے علاوہ کوئی اور نماز تو میرے اوپر لازم نہیں؟ فرمایا: نہیں الا یہ کہ تو نفل ادا کرے۔ پھر آپ نے اس کو ماہ رمضان کے روزوں کے بارے میں بتایا اس نے عرض کیا: اس کے علاوہ تو میرے اوپر روزے لازم نہیں؟ فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھے پھر اس طرح زکوٰۃ کے بارے میں بتایا اس کی فرضیت اور نفلی صدقہ کا ذکر فرمایا: راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص واپس جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ

اللہ کی قسم! نہ تو میں ان احکام میں اضافہ کروں گا اور نہ ہی کمی کروں گا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ أَنْ صَدَقَ (۱۰۰)

پس حضور علیہ السلام نے (اس کے یہ الفاظ سن کر) فرمایا: اگر سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب ہو گیا۔

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس کو دین کے دیگر احکام بھی بتائے۔ جس پر اس نے کہا قسم بخدا! جو جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پہ فرض فرمایا ہے اس میں کمی بیشی نہ کروں گا لہذا یہ اعتراض نہ رہا کہ مذکورہ احکام کے علاوہ بھی تو کئی چیزیں ضروری ہیں مثلاً جہاد ہے حج ہے وغیرہ۔

مسلم شریف کی اگلی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا: دَخَلَ الْجَنَّةَ وَآبِيهِ إِنْ صَدَقَ - جنت میں داخل ہو گا اس کے باپ کی قسم اگر سچا ہے (۱۰۱)

اس کے باپ کی قسم! فرمانا بطور عادت اور عرف و تکیہ کلام کے تھا اس میں قسم کا ارادہ شامل نہ تھا اور غیر خدا کی قسم سے جو منع فرمایا ہے وہ ارادۂ قسم اٹھانے سے منع کیا ہے یا کسی کی تعظیم کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے ساتھ مشابہ کر کے قسم اٹھانا مراد ہے یا یہ عمل ممانعت سے پہلے کا ہو سکتا ہے۔ بعض نے یہ جواب دیا کہ حانث ہونے کے ارادے سے غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے ورنہ جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا.

جو کسی جنتی کو دیکھنے کا خواہش مند ہے وہ اس کو دیکھ لے۔ (۱۰۷)

* إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ الْحِلْمَ وَالْأَنَانَةَ (۱۱۷)

(حضور علیہ السلام نے ایک شخص جو وفد عبدالقیس کا سردار تھا، کو فرمایا) تیرے اندر دو عادتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے۔ ایک سمجھ و عقلمندی اور دوسری بردباری و جلد بازی نہ کرنا۔

دین سکھانے میں سہولت اور وقفہ کا خیال رکھنا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور علیہ السلام نے یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا: إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَلْيَاكُ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ

تم اہل کتاب کے کچھ لوگوں سے ملو گے تو ان کو اس بات کی طرف بلانا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے

شک میں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں، پھر اگر وہ اس بات کو مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات میں ان پر پانچ نمازوں کو فرض فرمایا ہے۔ پھر وہ اگر یہ بھی مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو فرض فرمایا ہے: جو ان کے امیروں سے لے کر انہی کے فقیروں میں بانٹ دی جائیگی۔ اگر وہ اتنی بات تسلیم کر لیں تو خبردار (زکوٰۃ میں) عمدہ مال لینے سے بچنا (بلکہ متوسط لینا) اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کی بددعا اور اللہ کی بارگاہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

اس حدیث میں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے کہ کسی پر دین کو پیش کرنا ہو تو یکدم ہی تمام کا تمام دین اس پر لاگو کرنے کی بجائے آہستہ آہستہ تدریجاً وقفہ کے ساتھ بسہولت اس کو دین کی دعوت دی جائے تاکہ وہ ساتھ ہی ساتھ ذہنی طور پر دین قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا جائے اور اس کو بوجھ محسوس نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام فرمایا تو اس انداز سے کہ پہلے فرمایا: قل فیہما اثم کبیر۔ فرمادیں کہ شراب اور جوئے میں بڑا گناہ و منافع للناس۔ اور لوگوں کے لئے منافع بھی ہیں۔ واثمہما اکبر من نفعہما۔ اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔ پھر (شراب پی کر) نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ اس کے علاوہ کی ممانعت نہ تھی۔ پھر جا کر کہیں حتمی حرمت کی آیت نازل فرمائی۔ رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ۔

نماز و زکوٰۃ میں فرق کرنے والے کے لیے صدیق اکبر کا فیصلہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عَقَالًا كَانُوا يُؤْتُونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهِ

اللہ کی قسم! میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ (کی فرضیت) میں فرق سمجھے گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ قسم بخدا! اگر وہ لوگ زکوٰۃ کے طور پر حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک رسی بھی دیا کرتے تھے اور اب انہوں نے (اتنی سی زکوٰۃ بھی) دینے سے انکار کیا تو اس پر میں ان سے لڑوں گا۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو حضرت ابو بکر صدیق کو مانعین زکوٰۃ کے ساتھ لڑنے سے منع کر رہے تھے حضور علیہ السلام کے اس حکم کی وجہ سے اصرار ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اللہ الا اللہ۔ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ کہہ دیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس جب وہ یہ کہہ دیں تو ان کا مال جان مجھ سے محفوظ ہو گیا مگر کسی حق کے بدلے مثلاً کسی کو قتل کر دیا یا شادی شدہ ہو کر بدکاری کر بیٹھا۔ پھر اس کا حساب اللہ پر ہے۔ اب حضرت عمر کہنے لگے فواللہ ما ہو الا رايت اللہ قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انه الحق۔ اللہ کی قسم! میں نے یقین کر لیا کہ ان مانعین زکوٰۃ کے ساتھ لڑائی کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو انشراح صدر عطا فرما دیا ہے اور میں نے جان لیا کہ ابو بکر کا فیصلہ حق ہے) (۱۲۴)

* مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِمَنْ فِيكُمْ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ..... اور انك لا تهدي من احببت..... کا نزول

ابوطالب کے ملت عبدالمطلب کے اقرار اور کلمہ طیبہ کے انکار پر ہوا۔ (۱۳۴)

جنت میں جانے کے لیے پورے ذین یہ ایمان لانا ضروری ہے

مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

جو شخص یہ جانتے ہوئے مر گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنتی ہے۔ (۱۳۶)

ایک حدیث میں ہے جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کی بندی کے بیٹے اور کلمۃ اللہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بی بی مریم کی طرف القاء کیا اور اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ روح ہیں اور بے شک آگ حق ہے۔ ادخلہ اللہ من ای ابواب الجنة الثمانية شاء۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل فرمائے (یعنی اس کے جنت کو جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں) (۱۴۰)

ایک روایت میں توحید و رسالت کی گواہی دینے والے پہ آگ کا حرام ہونا بیان ہوا (۱۴۲) اور یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت سنائی (بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان ایسی احادیث عوام الناس کو اس لیے نہیں سنایا کرتے تھے کہ کہیں لوگ انہی خوشخبریوں پہ ہی بھروسہ نہ کر بیٹھیں اور اعمال صالحہ سے کنارہ کشی کر لیں جیسا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اللہ کا حق بندوں پہ یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے والے کو اللہ تعالیٰ عذاب نہ دے۔ حضرت معاذ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: افلا ابشر الناس۔ کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دوں؟ فرمایا: لا تبشرهم فیتکلموا۔ ناں ناں کہیں اس پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ (۱۴۴) حدیث نمبر ۱۴۷ میں بھی اسی طرح کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان ہوا ہے اور حدیث ۵۴۲ بھی ملاحظہ ہو۔

اور یہ خوشخبری حضرت معاذ نے بھی اپنی موت کے وقت سنائی تاکہ علم کی بات چھپانے پہ گناہگار نہ ہوں۔ (۱۴۸) ایسی ہی خوشخبریوں کے بارے میں بعض صحابہ کرام کا ذوق یہ تھا کہ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کا یہ فرمان کہ جو اللہ کے ایک ہونے کی اور میری رسالت کی گواہی دے وہ دوزخ میں نہ جائیگا اور اس کو جہنم کی آگ کے انکارے نہ کھائیں گے۔

فاعجبني هذا الحديث فقلت لا نبی اکتبه فکتبه۔ مجھے یہ فرمان بہت اچھا لگتا ہے اور میں نے اپنے بیٹے سے کہا: اسے لکھ لے۔ پس اس نے لکھ لیا (یا قطعہ لکھوا کراپنے سامنے لکھو الیا ہوگا) (۱۴۹)

ان روایات اور اس طرح کی دیگر تمام روایات میں یہی حکمت کار فرما ہے جو عنوان نمبر ۵ میں بیان ہوئی کہ بتدریج لوگوں کو دین کی تعلیمات سے نوازا گیا تاکہ سہولت رہے اور بوجھ نہ بنے ورنہ تمام ضروریات دین پہ ایمان لانا ہر شخص کے لئے لازم و واجب ہے۔ اس طرح تو مرزائی صرف ختم نبوت کا ہی انکار کرتے ہیں دیگر تمام باتوں کو مانتے ہیں حالانکہ تمام امت کے

نزدیک کافر و مرتد ہیں۔ لہذا ایک حدیث کو لے کر باقی تمام کو نظر انداز کر دینا قابل قبول نہیں ہے۔ جنتی ہونے کے لئے پورے دین پر ایمان لانا ضروری ہے۔

معجزہ اور اختیارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ سفر (تبوک) میں تھے کہ لوگوں کے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے کچھ اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر نے عرض کیا: کاش آپ جس کے پاس جو (کھانا) بچا ہے وہ جمع کر کے دعا برکت فرمائیں (تو سب کے لئے کافی ہو جائے) چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جس کے پاس جو تھا وہ لے آیا۔ گندم، کھجور، گٹھلی۔ پوچھا گیا گٹھلی کو کیا کرتے تھے جواب ملا کہ اس کو چوس کر پانی (تھوک) نگلتے رہتے اور گزارا کر لیتے تھے۔ چنانچہ ان ساری چیزوں کو جمع کیا گیا۔ فدعا علیہا قال حتی ملأ القوم أزدوتهم۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا فرمائی تو اس قدر برکت ہو گئی کہ تمام لشکر نے اپنے برتن بھر لیے۔ تب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ بِهَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍ فِيهَا إِلَّا
دَخَلَ الْجَنَّةَ (۱۳۸)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے

اس حال میں ملاقات کرے کہ ان دونوں باتوں (شہادتین) میں اس کو شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

اگلی روایت میں ہے سب نے کھانا کھا بھی لیا، برتن بھی بھر لیے پھر بھی کھانا بچ گیا۔ (۱۳۹)

اس سے معجزہ کے بارے میں حضور علیہ السلام کے اختیار کا عقیدہ ملتا ہے کہ حضرت عمر کے عرض کرنے پہ حضور علیہ السلام نے معجزے کا اظہار فرما دیا۔ (مولانا محمود الحسن نے اولہ کاملہ میں لکھا کہ معجزہ مثل پروانہ نبی علیہ السلام کے اختیار میں ہوتا ہے۔ بروایت استاذ محترم)

ایک حدیث سے پچیس مسائل کا حسین استنباط

حضرت عتبہ بن مالک فرماتے ہیں جب میری نظر کمزور ہو گئی تو میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میری خواہش ہے آپ میرے گھر تشریف لائیں اور کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو مصلیٰ (جائے نماز) بنالوں (اور ہمیشہ وہاں نماز ادا کیا کروں) چنانچہ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور ساتھ آپ کے اصحاب تھے جنہیں اللہ نے چاہا (اپنے نبی کے ساتھ میرے گھر کے لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں نماز ادا فرمائی..... (الی اخر الحدیث ۱۴۹)۔ اس حدیث سے شارحین حدیث نے پچیس مسائل کا استنباط فرمایا ہے جنہیں یہاں نقل کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

۱۔ جب کوئی شخص مسجد میں جانے سے معذور ہو تو گھر میں کسی جگہ کو نماز کے لئے مخصوص کر دینا مستحب ہے۔

۲- (بغیر تداعی کے) نوافل کی جماعت جائز ہے۔

۳- رئیس کا اپنے ماننے والوں کے گھر جانا جائز ہے۔

۴- اس حدیث میں نبی علیہ السلام کے حسن خلق اور تواضع کا بھی بیان ہے۔

۵- نابینا شخص کی امامت جائز ہے۔

۶- بارش اندھیرے یا جان کے خوف کے عذر کی وجہ سے جماعت سے نماز پڑھنے کو ترک کرنا جائز ہے۔

۷- کسی شخص کا اپنی بیماری یا اور کسی مصیبت کی خبر دینا شکایت ہے نہ صبر کے خلاف ہے۔

۸- اس حدیث میں یہ بھی بیان ہے کہ مہمان گھر والوں کو نماز کی امامت کرا سکتا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ صاحب خانہ

مہمان کی بہ نسبت امامت کرانے کا زیادہ حقدار ہے اور بعض اہل علم نے یہ کہا ہے کہ صاحب خانہ کی اجازت سے مہمان جماعت

کرا سکتا ہے۔ امام مالک نے کہا ہے کہ صاحب خانہ کے لئے مستحب یہ ہے کہ جب اس سے افضل شخص اس کے گھر آئے تو اس

کو نماز کے لئے مقدم کرے اور اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ صاحب خانہ کی اجازت سے مہمان کا نماز پڑھانا جائز ہے۔

۹- مکان میں جس جگہ کو مسجد بنا لیا جائے وہ مالک مکان کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتی اس کے برخلاف محلہ میں جو مسجد

بنائی جائے وہ بنانے والے کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے۔

۱۰- نیک لوگوں کے نماز پڑھنے اور فضیلت والے لوگوں کے سجدہ کرنے کی جگہ سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔

۱۱- جب کسی نیک شخص کو کوئی آدمی اس سے تبرک حاصل کرنے کے لئے بلائے تو اس کو جانا چاہئے بہ شرطیکہ اس سے تکبر

پیدا نہ ہو۔

۱۲- جب کہیں جانے کا وعدہ کیا جائے تو اس کو پورا کرے۔

۱۳- دن میں نوافل کی جماعت جائز ہے۔

۱۴- علماء کی ضیافت کر کے ان کی تعظیم کرنا چاہئے۔

۱۵- امام کو فساق اور منافقوں پر متنبہ کرنا چاہئے۔

۱۶- اگر لوگ کسی شخص پر فسق کی تہمت لگائیں اور وہ فاسق نہ ہو تو امام پر لازم ہے کہ اس کی برات بیان کرے۔

۱۷- اگر کوئی شخص بغیر عذر کے جماعت میں شریک نہ ہو تو وہ بدگمانی کے محل میں ہے۔

۱۸- دن کے نوافل دو دو کر کے پڑھنے چاہئیں۔

۱۹- اگر کسی شخص کو دعوت دی ہو پھر بھی اس کو میزبان کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنی چاہئے۔

۲۰- جب کوئی نیک شخص کسی کے گھر جائے تو اہل محلہ کو بھی اس کی زیارت اور اس سے استفادہ کے لئے جانا چاہئے۔

۲۱- جو شخص توحید پر مرے اس کو دوزخ میں دائمی عذاب نہیں ہوگا۔

۲۲۔ بعض صحابہ نے حضرت مالک بن خثم کے متعلق یہ گمان کیا تھا کہ وہ دل سے کلمہ نہیں پڑھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا رد کیا اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام دلوں کے حال پر مطلع ہیں۔

۲۳۔ اس حدیث کے آخر میں ہے 'حضرت انس نے اپنے بیٹے سے کہا اس حدیث کو لکھ لو۔ اس میں احادیث کے لکھنے کا ثبوت ہے اور جس حدیث میں حدیث کو لکھنے کی ممانعت ہے وہ ابتداء امر پر محمول ہے۔

۲۴۔ اس حدیث میں ہے پہلے آپ نے نماز پڑھائی اور پھر کھانا کھایا کیونکہ حضرت عتبہ نے آپ کو نماز پڑھنے کے لئے بلایا تھا اور حضرت ام سلیم کی حدیث میں ہے پہلے آپ نے کھانا کھایا پھر آپ نے نماز پڑھائی کیونکہ انہوں نے آپ کو کھانا کھانے کے لئے بلایا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دونوں جگہ آپ نے تقاضائے حال کے لحاظ سے ترتیب رکھی۔

۲۵۔ اگر نمازی بیٹھے ہوئے لوگوں کی باتیں نماز میں سن لے تو اس سے نماز کے خشوع میں فرق نہیں آتا کیونکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کی باتیں سنیں اور ان پر تبصرہ فرمایا۔ (یہ حدیث بخاری شریف اور دیگر کتابوں میں زیادہ تفصیل سے آئی ہے اور مندرجہ بالا فوائد و مسائل اس حدیث کی تمام روایات کے اعتبار سے ہیں۔ شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۱۲ از علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ)

* ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا

(۱۵۱)

اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو خدا کی خدائی پر اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر راضی ہو گیا۔
* ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں۔ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ اور شرم و حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔
(۱۵۲) حدیث (۱۵۳) میں ہے سب سے افضل (شاخ) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے اور سب کم درجہ (کی شاخ) اِذَا دِينَے والی چیز کو راتے سے ہٹا دینا ہے۔

* اسلام میں اٹل اور فیصلہ کن بات یہ ہے۔ قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقَمْتُ۔ تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر قائم رہ۔ (۱۵۹) (قرآن مجید میں ہے ایسے لوگوں پہ فرشتے اترتے ہیں جو انہیں کہتے ہیں نہ ڈرو نہ غم کرو تمہیں بشارت ہو اس جنت کی جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا۔ ہم دنیا و آخرت میں تمہارے مددگار ہیں اور تمہیں جنت میں جو چاہو گے ملے گا اور جو مانگو گے ملے گا یہ مہمانی ہے بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ (حم السجدہ: ۳۰-۳۱-۳۲)

* سب سے بہترین اسلام یہ ہے تَطْعَمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ۔ تو (بھوکوں اور مہمانوں کو) کھانا کھلائے اور السلام علیکم کہے خواہ تو اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ (۱۶۰) لہذا یہ عادت بنالینا کہ صرف پہچان والے کو ہی سلام کیا جائے اچھی عادت نہیں ہے۔

* سب سے بہترین مسلمان وہ ہے مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے

مسلمان سلامت رہیں۔ (۱۶۱)

* لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ (وفی روایۃ الرجل) حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

(۱۶۸)

کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو میری محبت اس کے گھر والوں اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد و والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ (۱۶۹)

* مَنْ رَأَىٰ مِنْكُمْ مُنْكَرًا جو تم میں سے برائی دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے ختم کرے۔ اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے اس کو برا سمجھے۔ وَذَلِكَ أَوْفَىٰ الْإِيمَانِ۔ اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (۱۷۷) وَفِي رِوَايَةٍ وَكَيْسَ وَرَأَىٰ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ۔ اس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں (رائی کے دانے کے برابر بھی)۔ (۱۷۹)

* اپنا نسب قومیت بدلنا اور اپنے باپ کے علاوہ اپنے آپ کو کسی کی طرف منسوب کرنا اپنے آپ کو کافر اور جہنمی بنانا ہے۔ (۲۱۷)

* سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ (۲۲۱) کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کہ کفر شرعی یا معنی یہ ہے کہ یہ کافروں کا کام ہے یا مطلب ہے کہ اس کا انجام کفر ہے یا یہ کہ حلال جان کر اس سے لڑنا یا اس کو قتل کرنا۔ قرآن حکیم میں ہے: وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَدًّا فِجْزَاءَهُ جَهَنَّمَ۔ یہی تاویلات اگلی حدیث میں بھی ہوں گی۔

* لوگوں میں کفر کی دو باتیں موجود ہیں گی۔ الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ۔ نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔ (۲۲۸)

* ستاروں کو موثر (حقیقی) ماننا کفر ہے۔ مَنْ قَالَ مُطَرِّنًا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ قَدْ ذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطَرِّنًا بِنُوءٍ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ (۲۳۱)

* انصار اور علی المرتضیٰ سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے دشمنی نفاق کی علامت ہے۔ آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ (۳۳۵) حضرت علی فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو چیرا اور جان بنائی، حضور علیہ السلام نے مجھ سے عہد فرمایا تھا: لَا يُحِبُّنِي إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ وَلَا يُبْغِضُونِي إِلَّا الْمُنَافِقُونَ (۲۳۹)

* عورتیں خاوند کی ناشکری کی وجہ سے جہنم میں زیادہ ہوں گی نیز ان کا ناقصات العقل والدين ہونا۔ (۲۴۱) اس حدیث سے شارحین نے دس مسائل اخذ فرمائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱- اس حدیث میں کفران نعمت اور خاوند کی ناشکری پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔
- ۲- اس حدیث سے ایمان کی کمی اور زیادتی کا استدلال کیا گیا ہے۔
- ۳- امام اور علماء کا رعایا اور عوام کو وعظ کرنا ان کو نیکی پر براہیختہ کرنا اور گناہوں سے منع کرنا۔
- ۴- اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ متعلم کو اگر عالم کی کوئی بات سمجھ نہ آئے تو وہ عالم سے سوال کرے اور وضاحت طلب کرے۔
- ۵- شوہر کی اطاعت اور اس کے انعام کا شکر یہ ادا کرنا واجب ہے۔
- ۶- ناشکری اور لعن طعن کرنا گناہ کبیرہ ہے۔
- ۷- صدقہ کرنے اور استغفار سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
- ۸- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے کوئی چیز مخفی نہیں حتیٰ کہ آپ زمین پر کھڑے ہو کر جہنم کو دیکھ لیتے تھے کیونکہ آپ نے فرمایا: میں نے عورتوں کو بکثرت جہنم میں دیکھا۔
- ۹- ناشکری پر بھی کفر کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوند کی ناشکری کو کفر سے تعبیر فرمایا ہے۔

۱۰- چونکہ ابھی تک جنت اور جہنم میں جزا اور سزا کا سلسلہ شروع نہیں ہوا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ”کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو دیکھا“ کے تین مطلب ہیں۔ اول یہ کہ دیکھنے سے مراد علم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جنتیوں اور جہنمیوں کا علم عطا فرمایا تھا۔ دوم یہ کہ نبی کریم علیہ السلام نے برزخ میں جہنم کے عذاب میں مبتلا ہونے والوں میں بکثرت عورتیں دیکھیں۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عالم مثال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستقبل میں ہونیوالے واقعات دکھا دیئے ہوں۔ (شرح صحیح مسلم ص ۵۳۷ ج نمبر ۱)

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب بندہ سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے:

يَا وَيْلَتَىٰ أُمَرَ ابْنِ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ (۲۳۳)

ہائے افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کر کے جنت حاصل کر لی اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا تو میں نے انکار کر کے دوزخ کمالی۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

* إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ (۲۴۶)

بے شک انسان اور اس کے کفر و شرک کے درمیان نماز ترک کر دینے کا ہی فرق ہے۔

* ہلاک کر دینے والے سات گناہ (۲۶۲)

* اپنے والدین کو گالی دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی کے والدین کو گالی دو گے تو وہ تمہارے والدین کو گالی دے گا اس طرح گویا تم نے خود اپنے والدین کو گالی دی۔ (۲۶۳)

* لباس اچھا پہن لینا تکبر نہیں بلکہ تکبر یہ ہے کہ بطَرُ الْحَقِّ وَغَطُّ النَّاسِ حق کو جھٹلانا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ إِنَّ الدَّيْثَانَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (۲۶۵)

* کلمہ پڑھنے والے کو قتل کرنے والے نے کہا اس نے ڈر کر کلمہ پڑھا تھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا

تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا ہے کہ زبان سے۔ (۲۷۷)

* حدیث بیان کرتے ہوئے صحابی کا ٹوپی اتارنا (۲۷۹)

* مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

جو ہم پہ ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (۲۸۰)

* مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا.

جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۲۸۳)

* لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ أَوْ شَقَّ الْجُيُوبَ أَوْ دَعَا بِدَعَايِ الْجَاهِلِيَّةِ (۲۸۵) جو رخساروں پہ طمانے

مارے گا یا گریبان پھاڑے (ماتم کرے) یا جاہلیت کی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

* أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ (۲۸۸) میں اس سے بیزار ہوں جو (غم میں) بال منڈائے اور چلا کر

روئے اور کپڑے پھاڑے۔

چغل خور جنت میں نہ جائے گا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَبَأٌ (۲۹۰) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ (۲۹۱)

چغل خور جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔

فساد پھیلانے کے لئے ایک کی بات دوسرے تک پہنچانا چغلی ہے۔ (لہذا رفع فساد کے لئے بات پہنچانا جائز ہوا)

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے ہر بری بات بیان کرنے کو چغلی قرار دیا ہے خواہ اس بات سے کسی کو ہی تکلیف پہنچے۔
پھر یہ بات خواہ اشارے اور کنائے سے ہی کیوں نہ کی جائے۔ امام غزالی فرماتے ہیں جس شخص کے پاس کوئی چغلی کھائے اس پر چھ امور لازم ہیں۔

۱- اس کی بات کی تصدیق نہ کی جائے کیونکہ وہ فاسق ہے۔

۲- اس کو اس برائی سے منع کرے اور چغلی کی قباحت بیان کر کے اس کو سمجھائے۔

۳- اس کو برا سمجھے کیونکہ وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔

۴- جس کی اس نے چغلی کھائی ہے اس کے بارے میں اپنے ذہن میں بدگمانی پیدا نہ کرے۔

۵- اس تجسس میں نہ پڑے کہ واقعی اس کے اندر یہ عیب ہے یا نہیں ورنہ خود اس عیب میں مبتلا ہو جائے گا۔

۶- اس چغلی کو آگے نہ پہنچائے کہ لوگوں سے بیان کرتا پھرے کہ فلاں شخص فلاں کے بارے میں یوں کہہ رہا تھا۔ اس

طرح یہ خود بھی چغلی خور قرار پائے گا۔

چغلی خور کے جنت میں داخل نہ ہونے کا مطلب یہ ہے ابتداءً جنت میں نہ جائے گا یا اچھے لوگوں کے ساتھ جنت کا داخلہ

نہ ملے گا یا چغلی خوری کو حرام نہ سمجھنے والا اور اس کو اپنا مرغوب مشغلہ بنا لینے والا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جیسے شراب کے عادی

کے بارے میں فرمایا گیا کہ اس کو معاف نہ کیا جائے گا یا پھر خلود فی النار سے مدت طویل مراد ہے۔

ایک حکیمانہ بات

ایک بڑی بابرکت جگہ پہ بیٹھ کر کچھ لوگ دوسروں کی چغلی کر رہے تھے تو ایک سمجھدار بندے نے کہا: امام غزالی نے چغلی کو

زنا سے بڑا گناہ لکھا ہے اور ایک بدکارہ عورت صبح سے شام تک اتنی بار بدکاری نہیں کرواتی جتنی بار تم نے چغلی کر کے گناہوں کے

انبار اپنے نامہ اعمال میں لگا دیئے ہیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس لعنت سے بچائے۔ اب تو مسجدوں میں نماز پڑھ کر جب تک

کسی کی غیبت کر کے نماز کا ثواب ضائع نہ کر لیا جائے اس وقت تک نماز ہضم ہی نہیں ہوتا گویا کہ نمازی نہیں بلکہ خرابی معدہ کا

مریض ہے جس کو ہر کھانے کے بعد کوئی نہ کوئی گولی لینی پڑتی ہے۔

اس نمازی کو بھی نماز کے فوراً بعد چغلی کی پڑیا کھانی پڑتی ہے تاکہ نقد و نقد نماز کا ثواب ضائع کر کے جس طرح گھر سے چلا

تھا تو دامن میں نماز نہ تھی جب واپس جائے تو بھی نامہ اعمال میں نماز کا ثواب ندارد۔ کیونکہ اتنے ثواب کو گھر والے کہاں

سنجھالیں گے۔ دنیا کی دولت و نعمتیں جتنی بھی ہوں ان کے لئے گھر میں گنجائش ہے مگر قرآن پاک ہو یا دینی کتاب ہو تو وہ اٹھا

کر مسجد میں رکھوا دی جاتی ہے تاکہ پڑھنی نہ پڑے۔

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامہ اعمال دیکھ

* خودکشی کرنے والے کی سزا۔ جیسے اپنے آپ کو مارا تھا دوزخ میں اسی سزا کے اندر مبتلا رہے گا۔ (۳۱۱:۳۰۰)

* جس شخص کی جرات پہ میدان جنگ میں رشک کیا جا رہا تھا حضور علیہ السلام نے فرمادیا: وہ دوزخی ہے چنانچہ یہی کہ اس نے خودکشی کر لی تو آپ نے فرمایا: اس دین کی مدد اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر سے بھی کروادے گا۔ (۳۰۵)

* یمن سے ہوا چلے گی جو کسی ایماندار کو زندہ نہ چھوڑے گی۔ (۳۱۲)

احادیث دجال میں امام مسلم نے یمن کی بجائے شام کا ذکر فرمایا ہے۔ ہو سکتا ہے دو ہوائیں چلیں ایک شام سے دوسری یمن سے یا ان کا مبداء تو ایک ہو اور منتشر ہو کر دوسرے ملک میں پہنچے۔

* فتنوں کے دور میں بندہ دن کو مومن ہوگا اور شام کو کافر و بالعکس۔ دین کو دنیا کے بدلے بیچے گا۔ (۳۱۳)

سمع موتی اور پیشوائے وہابیہ

* صحابی رسول حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے اعزہ کو وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ حَتَّى اسْتَأْنَسَ بِكُمْ وَأَنْظَرَ مَاذَا أَرَاكُمْ رُسُلَ رَبِّي تَا کہ میں تمہارے قرب سے انس حاصل کروں اور دیکھوں کہ فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (۳۳۱)

امام نووی نے لکھا اور پیشوائے غیر مقلدین علامہ وحید الزمان نے ترجمہ کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردہ اپنی قبر حاضر ہونے والوں کی آواز سنتا ہے۔ (ترجمہ صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم ص ۲۱۳ ج ۱)

* آية لا تقنطوا من رحمة الله کا شان نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کا نام لے کر آپ کا ذکر کیا بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کے۔ (۳۲۲)

* اسلام لانے سے پہلے کیے جانے والے نیک کاموں کا فائدہ۔ اَسَلَّمْتُ عَلَى مَا اَسَلَّمْتُ مِنْ خَيْرٍ۔ انہی نیکیوں کی وجہ سے تجھے اسلام کی نعمت ملی۔ (۳۲۳)

* صحابہ کرام کی تکلیف دیکھ کر اللہ نے فوراً آسانی پیدا فرمادی۔ سورۃ بقرہ کی آخری آیات کا شان نزول (۳۲۹)

* دل میں آنے والے خیالات پہ پکڑ نہیں۔ مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ نَعَكَلَمْ بِهِ۔ جب تک ان پہ عمل نہ کرے یا ان کو زبان پر نہ لائے۔ (۳۳۲)

امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے لئے خصوصی رعایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے ”میرا بندہ دل میں نیکی کرنے کا ارادہ ہی کرتا ہے تو میں اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہوں۔ پھر اگر اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنا کر نیکی کر لیتا ہے تو دس نیکیوں کا ثواب لکھتا ہوں اور اگر دل میں برائی کا ارادہ کرے تو جب تک برائی کرتا نہیں اس کا گناہ نہیں لکھتا اور اگر کر لے تو صرف ایک ہی گناہ لکھتا ہوں پھر اگر وہ اپنے ارادے سے رک جائے اور برائی نہ کرے تو بھی اس کو ایک نیکی کا ثواب دے دیا جاتا ہے کیونکہ اس نے میرے ڈر سے برائی نہ کی اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جب

تم میں سے کسی کا اسلام عمدہ ہوتا ہے پھر وہ نیکی کرتا ہے۔ تُكْتَبُ بِعَشْرِ امْتَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضَعْفٍ تو ایک نیکی کے بدلے میں سے لے کر سات سو تک کا ثواب عطا کیا جاتا ہے جبکہ برائی کا گناہ پھر بھی اتنا ہی رہتا ہے (یعنی ایک برائی پر ایک گناہ) حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملے (۳۳۶) (یعنی موت آنے تک یہی سلسلہ چلتا رہتا ہے)۔

اس لیے بزرگ فرماتے ہیں کہ جس کی عمر تم سے زیادہ ہے اس کا اس لیے بھی احترام کرو کہ عمر زیادہ ہے تو نیکیاں بھی زیادہ ہوں گی اور جس کی عمر تھوڑی ہے اس کو اس لیے اپنے آپ سے بہتر سمجھو کہ اس کی عمر تھوڑی ہے تو گناہ بھی تھوڑے ہی ہوں گے۔ لغرض بد نصیب ہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی اتنی مہربانیوں کے ہوتے ہوئے نہ بخشا جائے۔ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا هَالِكٌ (۳۳۹) خدا کے ہاں کوئی تباہ نہ ہوگا مگر وہ جس کی قسمت میں ہی تباہی ہے۔

* دل میں وسوسوں کے آنے کی بات پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ذَلِكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ۔ یہی تو اصل ایمان ہے (۳۴۵) وَفِي رِوَايَةٍ تِلْكَ مَحْضُ الْإِيمَانِ۔ یہ تو عین (بڑا) ایمان ہے۔ (۳۴۲)

* دور صحابہ میں ہی حالات ایسے ہو گئے تھے کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا: پہلے میں ہر شخص یہاں تک کہ یہودی و عیسائی کے ساتھ بھی لین دین کر لیتا تھا اب صرف فلاں فلاں سے کروں گا (اور یہ حکام کی وجہ سے ہوا) (۳۶۷) وَاَمَّا الْيَوْمَ مَا كُنْتُ لَا بَايَعُ الْاَفْلَانَا فَلَانَا۔

* بدء الاسلام غريبا وسيعود كما بدء غريبا فطولي للغرباء (۳۷۲) اسلام غریب (غریبوں) سے شروع ہوا پھر ایسے ہی لوٹ آئے گا جیسے پہلے تھا پس غرباء کو (جنت کی) مبارک ہو۔

ذکر الہی کی برکت

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللَّهُ اللَّهُ (۳۷۵)

جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا رہے گا قیامت قائم نہ ہوگی۔

دوسری روایت میں ہے لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ۔ قیامت اس شخص پہ قائم نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا۔ (۳۷۶) (بلکہ اس کی موت کے بعد ہی قیامت قائم ہوگی تو گویا ذکر الہی قیامت کو روکے ہوئے ہیں اس لیے ذکر الہی کی محافل کا اہتمام کرنا چاہئے)۔

* مسلم اور مومن میں فرق ظاہری احکام بجالانے والا مسلم ہے اور دل سے ایمان لانے والا مومن۔ (۳۷۸) (قل لہم تو منوا ولكن قولوا اسلمنا۔ الحجرات سے بھی یہ فرق معلوم ہو رہا ہے)

* حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو بوجہ رغبت عبادت اور مال کی نفرت کے ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا۔

حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها (۳۹۰)

* عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۸۷) آخری سطر یعنی حضور علیہ السلام کے علاوہ دوسری نبیوں کے لئے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے درود و سلام بھیجا جاسکتا ہے۔ (مودودی صاحب نے رسالہ درود و سلام میں لکھا ہے کہ باقی نبیوں کے لئے علیہ السلام کہا جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے صلوٰۃ اور سلام دونوں لفظوں کو ملایا جائے۔ اسی طرح مسلم شریف ص ۸۸ ج ۱ آخر سے پہلی سطر پہ انزل علی موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ بھی ہیں۔ مزید دیکھیں ص ۹۱)

* سورہ اقرآن کا نزول اور حضور علیہ السلام کا ورقہ بن نوفل کے پاس جانا۔ (۴۰۳)

* حدیث معراج (۴۱۱) اس حدیث میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ بیت المعمور ساتویں آسمان سے اوپر ہے اور سدرۃ المنتہی اس سے بھی آگے ہے ص ۹۱ ج ۱ اس ۹-۱۰-۱۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور علیہ السلام کو اپنے سے آگے گزرتے ہوئے دیکھ کر رونے لگے۔ (ص ۹۳ حدیث ۴۱۵)

* شق صدر کا ذکر ۴۱۳، ۴۱۵

* دریائے نیل اور نہر فرات سدرۃ المنتہی کی جڑ سے نکلتی ہیں۔ (۴۱۶ ص ۹۴)

* حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ حضرت وحیہ کلبی کی جبریل علیہ السلام سے اور حضور علیہ السلام کی شکل مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ملتی جلتی ہے۔ (۴۲۳)

جبریل علیہ السلام معراج کی رات چھت کھول کر حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی نماز کا تذکرہ (۴۳۰)

* معراج کی رات کے تین تحفے: پانچ نمازیں، سورہ بقرہ کی آخری آیات اور شرک کے سوا ہر گناہ کی معافی (۴۳۱) اسی روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان پہ ہے۔ ہو سکتا ہے جڑ چھٹے آسمان میں ہو اور شاخیں ساتویں آسمان کے اوپر تک ہوں۔ (ص ۹۷)

* کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ کے جواب میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: رَأَيْتُ نُورًا۔ میں نے نور دیکھا اور نور انی ارادہ کے بارے میں تفصیلی بحث ص ۹۹ بمعہ حاشیہ حدیث ۴۴-نمبر ۴۴۳۔

* پل صراط تلوار سے تیز بال سے باریک اَنَّ الْجِسْرَ اَدْقُ مِنَ الشَّعْرِ وَاَحَدٌ مِنَ السِّيفِ (۴۵۵) (اس کے بعد احادیث شفاعت ہیں)

* وَلَكِنِّي عَلَىٰ مَا اَشَاءُ قَادِرٌ۔ اور لیکن میں جو چاہتا ہوں اس پر قدرت رکھتا ہوں (اور اللہ تعالیٰ جھوٹ کو چاہتا ہے نہیں) (۴۶۳)

۷ کی بات سن کر اللہ تعالیٰ کا ضحک فرمانا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي لَأَعْلَمُ الْخَيْرَ أَهْلَ الْجَنَّةِ دُخُولًا وَالْخَيْرَ أَهْلَ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا

میں البتہ ضرور جانتا ہوں اس شخص کو جو سب سے آخر جنت میں جائے گا اور سب کے بعد دوزخ سے نکلے گا۔

وہ ایسا شخص ہوگا جس کو لایا جائے گا تو حکم ہوگا اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کر دے گناہوں کو رہنے دو چنانچہ اس کے ایک ایک گناہ کے بارے میں پوچھا جائیگا کہ فلاں دن تو نے یہ گناہ کیا اور فلاں دن یہ؟ تو وہ مانتا جائیگا اور انکار نہ کر سکے گا اور تار ہے گا کہ ابھی بڑے گناہوں کی باری بھی آئیگی، حکم ہوگا تیرے ایک ایک گناہ کے بدلے تجھے ایک ایک نیکی دی جاتی ہے۔ اس پر وہ کہے گا اے میرے پالنے والے

قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَهُنَا .

میں نے تو اور بھی (گناہ کے) کام کیے ہیں جو مجھے یہاں نظر نہیں آ رہے (مطلب یہ ہوگا کہ میرے بڑے گناہوں کے بدلے بڑی نیکیاں عطا کی جائیں)۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں میں نے دیکھا یہ فرما کر حضور علیہ السلام اتنا ہنسے حتیٰ بَدَتْ بَيِّنَةُ آفِ كِي دَاڑھیں نظر آ گئیں۔ (۴۶۷)

* اللہ تعالیٰ دوزخ سے نکلنے والوں (جہنمین) میں سے ہر ایک کو پوری دنیا اور اس سے دس حصے زائد عطا فرمائے۔ (۴۶۹) (معلوم ہوا اللہ تعالیٰ بھی گیارہ کے عدد کو پسند فرماتا ہے ایک دیوانہ کہہ رہا تھا یہ وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں صرف اڑھویں شریف یہ ہی اکتفاء کیا کرتے تھے ان کو گیارہویں والے کے وسیلے سے گیارہ گنا سے نواز دیا گیا کیونکہ یہ وہ لوگ ہوں مَن قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً جَنَّهُونَ نے صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھا اور ان کے میں جو کے دانے برابر نیکی اور بہتری ہوگی)۔

* حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں وَلَكِنْ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ (۴۸۰ ص ۱۰۸)

* حضور علیہ السلام کی اپنی امت کے لئے آہ و بکا (۴۹۹)

* ایک شخص کو آپ نے فرمایا: إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ۔ بے شک میرا باپ (یعنی چچا) اور تیرا باپ آگ میں ہیں۔ (۵۰ ص ۳۱۱)

* سورة الذهب کے شان نزول کا واقعہ (۵۰۸)

نئے کا اندیشہ ہو تو نام لیے بغیر بات کی جاسکتی ہے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ چپکے سے نہیں بلکہ دوازہ بلند پکار کر فرما رہے ہیں:

أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي يَعْنِي فُلَانًا لَيْسُوا إِلَيَّ بِأَوْلِيَاءَ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ (۵۲۰)
سن لو! فلاں خاندان میرا رشتے دار نہیں ہے۔ میرا دوست تو اللہ تعالیٰ ہے اور نیک ایماندار ہیں۔

اس حدیث سے جہاں غیر مسلموں اور بد مذہبوں سے قطع تعلق کا ثبوت ملتا ہے جو کہ کئی قرآنی آیات میں بھی بیان ہو وہاں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر شر اور فتنے کا اندیشہ ہو تو شریر اور فتنہ باز کا نام نہ لے کر بھی پوری بات کرنے کی اجازت ہے جس طرح کہ حضور علیہ السلام نے تو ”فلاں“ کا نام لیا لیکن راوی نے نام لیے بغیر پوری وضاحت سے بات کر دی تاکہ سانپ بھی مر جائے اور لائھی بھی بچ جائے۔

* جنت کے ایک دروازے کی چوڑائی اتنی ہوگی کہ ستر ہزار یا سات لاکھ افراد صف بنا کر داخل ہو سکیں گے۔ (۵۳۶)
(اس کے بعد کتاب طہارت کا آغاز ہو رہا ہے اور آج سترہ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ یوم بدر اور یوم الفرقان کا بابرکت دن ہے۔ روزے کی وجہ سے باطنی طہارت کے ساتھ ساتھ ظاہری طہارت کے حصول کی دعا کرتے ہوئے پہلی حدیث کو عنوان کے ساتھ لکھا جا رہا ہے۔ ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين)
طہارت نصف ایمان ہے اور.....

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (حدیث کے الفاظ اتنے پیارے اور جاندار ہیں کہ حفظ کرنے کو دل چاہ رہا ہے اس لیے علیحدہ علیحدہ جملہ بمعہ ترجمہ لکھ رہا ہوں)۔
الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ۔ پاکیزگی آدھے ایمان کے برابر ہے (اگر اس کا جسم فرض کیا جائے)
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْبَيْزَانَ۔ اور الحمد للہ میزان کو بھر دے گا۔
وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأَانِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ اور سبحان اللہ اور الحمد للہ یعنی حمد و تسبیح بھر دیتی ہیں (ثواب سے) آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے کو
وَالصَّلَاةُ نُورٌ۔ اور نماز ایک نور ہے۔
وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ۔ اور صدقہ ایک روشن دلیل ہے۔
وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ۔ اور صبر ایک روشنی ہے۔

وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ۔ قرآن تیرے موافق دلیل ہے (اگر تو اس کے مطابق عمل کرے) یا تیرے خلاف دلیل ہے (اگر اس کے خلاف کرے گا)۔ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايَعُ نَفْسَهُ فَمُبْعِثُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا۔ ہر شخص صبح کو اٹھتا ہے یا اپنے آپ کو (نیک کام کر کے اللہ کے عذاب سے) آزاد کرنے والا ہوتا ہے اور یا (برے کام کر کے) اپنے آپ کو ہلاک کرنے والا۔ (۵۳۴)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی نے فرمایا:

اس حدیث کا ایک معنی یہ ہے کہ طہارت کا اجر بڑھ کر نصف ایمان تک پہنچ جاتا ہے اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ایمان لانے سے پہلے کے گناہ ایمان کی برکت سے مٹ جاتے ہیں اسی طرح وضو سے پہلے کے گناہ وضو سے مٹ جاتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لیے فرمایا: طہور نصف ایمان ہے۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ ایمان سے مراد نماز ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيْمَانَكُمْ (بقرہ: ۱۴۳) اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تمہارے ایمان یعنی نمازوں کو ضائع کر دے۔

اور چونکہ صحت نماز کے لئے طہارت شرط ہے اس لیے طہارت نماز کے لئے بہ منزلہ جز ہے اس لئے فرمایا طہور نصف ایمان ہے یعنی نماز کا جز ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تصدیق بالقلب اور اطاعت ظاہرہ دونوں ایمان کا جز ہیں اور طہارت نماز کو متضمن ہے جو کہ اطاعت ظاہرہ ہے اس اعتبار سے آپ نے فرمایا: طہور نصف ایمان ہے۔

”الحمد لله میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان الله اور الحمد لله آسمان اور زمین یا ان کے درمیان کو بھر دیتے ہیں“ سے معلوم ہوا کہ اعمال کو وزن کیا جاتا ہے اور اعمال کم اور زیادہ ہوتے ہیں اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر سبحان الله اور الحمد لله کے ثواب کو مجسم کیا جائے تو ان کی جسامت آسمان اور زمین کو بھر دے گی اور ان کے ثواب کے زیادہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سبحان الله کا کلمہ اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے اور ہر نقص اور عیب سے بری ہونے کے معنی پر مشتمل ہے اور الحمد لله کا کلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف مفتقر ہونے اس کی حمد و ثناء اور اس کا شکر بجالانے پر مشتمل ہے۔ نماز نور ہے کا معنی یہ ہے کہ نماز معصیت اور بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور نیکی اور اچھے کاموں کی ہدایت دیتی ہے جس طرح نور اندھیرے کو دور کرتا ہے اور روشنی پھیلاتا ہے۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ نماز کی وجہ سے نمازی کا چہرہ قیامت کے دن منور ہوگا اور دنیا میں بھی نمازی کے چہرے پر تروتازگی ہوگی۔

اور صدقہ برہان ہے کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن جب انسان سے یہ سوال کیا جائیگا کہ اس نے مال کو کہاں صرف کیا؟ تو اس کے صدقات اس کے جواب پر براہین بن جائیں گے۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ مال انسان کو طبعاً عزیز ہوتا ہے اور جب وہ اللہ کی راہ میں مال کو خرچ کرتا ہے اور صدقہ دیتا ہے تو یہ صدقہ کرنا اس کے دعویٰ ایمان کی صداقت پر دلیل بن جاتا ہے۔ (ج ۱ ص ۱۱۸)

* وضو کے بعد دوسرا کلمہ پڑھنے کی فضیلت۔ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّانِيَةِ يُدْخِلُ مِنْ آيَاتِهَا شَاءَ۔ جنت کے آٹھ دروازے اس کے لئے کھلے ہیں جس میں سے چاہے جنت کے اندر داخل ہو جائے۔ (۵۵۳)

* شیطان ناک کے بانسے میں رات گزارتا ہے۔ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خِيَاثَيْنِ بِهِ۔ لہذا نیند سے بیدار ہو کر وضو کرو اور ناک کی اچھی طرح (تین مرتبہ) جھاڑ کر صفائی کرو۔ (۵۶۴)

* وَيَلْ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبَغُوا الْوُضُوءَ۔ خرابی ہے وضو میں ایڑیوں کو خشک رکھنے والوں کے لئے آگ سے وضو اچھی طرح کرو۔ (۵۷۰)

وضو کرنے سے تمام اعضاء کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (۵۷۷) (جب تک کبیرہ گناہ سے بچا رہے۔ مَا لَمْ يُوتَ

* قیامت کے دن اعضائے وضو چمکیں گے۔ (۵۷۹)

* موئے زیر ناف کی آخری حد چالیس دن ہے۔ ان لانتړك اكثر من اربعين ليلة (۵۹۹) وحاشیہ

۱۲۹- واڑھی کو بڑھانا۔ اعفاء اللحی، مونچھوں کو پشت کرانا اور اس سلسلہ میں تفصیل اسی صفحہ کے حاشیہ پہ ملاحظہ ہو۔

* بنی اسرائیل میں سے کسی کے بدن پہ پیشاب لگ جاتا تو قینچی سے بدن کا وہ حصہ کاٹ دیتے تھے۔ (۶۲۵)

* وضو کرنے میں دوسرے سے مدد لینے کی اجازت۔ (۶۲۹)

* حضور علیہ السلام نے سفر میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔ (۶۳۳)

مسجد میں پیشاب کرنے والے اعرابی کے ساتھ حضور علیہ السلام کا حسن سلوک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام نے اس کو روکنا چاہا مگر آپ نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرما دیا یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکا۔ پھر آپ نے اس کو بلا کر فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلِحُ لَشَيْءٍ مِّنْ هَذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ (۶۲۱)

یہ مسجدیں پیشاب پاخانے کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ اللہ کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لئے ہوتی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور پیشاب پہ پانی کا ڈول بہا دیا گیا۔ (حدیث میں ذکر سے مراد ہر طرح کا ذکر ہے۔ تلاوت قرآن ہو، محفل ذکر ہو، مجلس وعظ ہو یا علوم دینیہ کی تعلیم ہو۔ علاوہ ازیں امام نووی علیہ الرحمہ نے اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط فرمایا ہے جو شرح مسلم کے حوالے سے لکھے جا رہے ہیں)۔

۱- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سبقت کرنی چاہئے۔

۲- صحابہ کرام کا نبی کریم علیہ السلام کے سامنے اعرابی کو منع کرنے کے لئے آپ سے پوچھے بغیر دوڑنا، آپ پر سبقت نہیں تھا کیونکہ شارع علیہ السلام کی طرف سے ان کو برائی مٹانے کی عام اجازت تھی اور اب الگ اجازت لینے کی ضرورت نہ تھی۔

۳- اس حدیث میں اہون البلیغین پر عمل ہے، مسجد کو پیشاب سے نجس کرنا بھی ایک بلاء ہے اور کسی شخص کا پیشاب منقطع کر دینا جس میں اس کے بیمار ہونے کا خدشہ ہو اس سے بڑی بلاء ہے اس لیے بڑی بلاء کے مقابلے میں چھوٹی بلاء کو برداشت کرنے کا حکم دیا اور پیشاب سوکھنے کے انتظار کی بجائے مسجد کو دھونے کا حکم دیا تاکہ فوری اور قوی طہارت حاصل ہو۔

۴- جاہل شخص کو آسانی کے ساتھ احکام کی تعلیم دینی چاہئے اور شفقت سے پیش آنا ۵- مانع کے زوال کے بعد ازالہ فساد میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ جیسے ہی اعرابی پیشاب سے فارغ ہوا، آپ نے مسجد کے دھونے کا حکم دیا۔

۶۔ مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے البتہ وضو کیلئے مسجد میں کوئی الگ جگہ بنالی جائے تو صحیح ہے۔

۷۔ مسجد میں جانوروں، پاگلوں اور ناشمجھ بچوں کو بغیر کسی اہم مقصد کے داخل کرنا مکروہ ہے کیونکہ ان کی وجہ سے مسجد کی پاکیزگی کا برقرار رہنا مشکل ہے۔ البتہ یہ حرام نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا ہے اور آپ کا یہ فعل بیان جواز اور حصول اقتداء کے لئے تھا۔

۸۔ مسجد میں نجاست کو داخل کرنا حرام ہے اور جس شخص کے بدن پر نجاست ہو اور اس نجاست سے مسجد کے مٹلوٹ ہونے کا خدشہ ہو اس کا مسجد میں داخل ہونا بھی جائز نہیں ہے اور مسجد میں بغیر کسی برتن کے فصد لگوانا حرام ہے اور برتن میں فصد لگوانا مکروہ ہے چونکہ مسجد میں جنازے کو داخل کرنے سے مسجد کے مٹلوٹ بالنجاست ہونے کا خدشہ ہے اس لئے فقہاء احناف نے مسجد میں جنازہ رکھنے کو مکروہ کہا ہے۔

۹۔ مسجد میں لیٹنا، پیر پھیلانا، انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا جائز ہے کیونکہ یہ تمام امور احادیث صحیحہ مشہورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال سے ثابت ہیں۔

۱۰۔ مسجد کو نجاست، گھناؤنی چیزوں مثلاً ناک، تھوک وغیرہ اور تکلیف دہ چیزوں مثلاً کانٹے، شیشے کے ٹکڑوں وغیرہ سے پاک صاف رکھنا چاہئے۔ بلند آواز سے باتیں کرنے، خرید و فروخت اور دیگر دنیاوی کاموں سے مسجد کو بچانا چاہئے۔

(ج ۱ ص ۹۶۳، ۹۶۵)

* حیض کی حالت میں مباشرت فرمانا سے مراد جماع کرنا نہیں۔ جیسا کہ منکرین حدیث نے سمجھ رکھا ہے اور یہاں شرھا کے الفاظ سے لوگوں کو حدیث سے بدظن کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کے بعد فوق الازار میں خود بخود مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ مباشرت کا یہاں لغوی معنی مراد ہے لیٹنا، بوس و کنار اور مساس کرنا۔ (۹۶۷، ۶۸۱، ۱۳۱ بمعہ حاشیہ)

* حضرت علی فرماتے ہیں: کُنْتُ رَجُلًا مَقْدَاءً (۶۹۵) مجھے مذی بہت آتی تھی اور میں حضور علیہ السلام سے اس بارے میں مسئلہ پوچھتے ہوئے شرما رہا تھا کیوں کہ میرے نکاح میں حضور علیہ السلام کی صاحبزادی تھی۔ پھر میں نے حضرت مقداد کے ذریعے مذی کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا اس سے صرف وضو ٹوٹتا ہے، غسل کی حاجت نہیں ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا فتویٰ لینے کے لئے کسی کو نائب بنایا جاسکتا ہے۔ اگرچہ یقینی اور قطعی خبر کے لئے بذات خود پوچھنا ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سرال والوں کے ساتھ شرم و حیا کا ایسا معاملہ قائم رہنا چاہئے کہ ان کے سامنے اپنی بیوی سے متعلقہ باتیں جن سے ذہن استمتاع کی طرف جاتا ہو نہ کی جائیں۔

صحابی نے یہودی کو دھکا دیا کہ تو یا محمد کی بجائے یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو کہ حضور علیہ السلام کے آزاد شدہ غلام تھے فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس کھڑا تھا کہ علماء یہود میں سے ایک عالم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے اس طرح سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَتْهُ دَفْعَةً كَادَ يَصْرَعُ مِنْهَا۔ میں نے اس کو اتنا زور سے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ اس نے مجھ سے کہا: لِمَ تَدْفَعُنِي۔ مجھے کیوں دھکے دیتا ہے میرا جرم کیا ہے؟ میں نے آلا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ (تیرا جرم یہ ہے کہ) تو میرے آقا علیہ السلام کا نام لینے کی بجائے یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتا..... (۷۱۶)

یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے جس نے یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑا پار ہے

عامیانا انداز میں حضور علیہ السلام کا اسم گرامی لینا بھی بے ادبی ہے اور اگر احترام کے انداز میں سرکار کا نام لیا جائے تو اس میں کوئی بے ادبی نہیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی ہی یہ ہے کہ جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کے پیچھے نماز ادا کی اور حضرت مطرف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

لَقَدْ صَلَّى بِنَا هَذَا صَلَوةً مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَوْ قَالَ) قَدْ ذَكَرَنِي هَذَا صَلَوةً مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۸۷۳)

انہوں نے ہماری حضور علیہ السلام کی طرح نماز پڑھائی ہے (یا فرمایا) انہوں نے حضور علیہ السلام کی نماز یاد دلادی ہے۔
* حضور علیہ السلام کی ازواج کے بال کٹوانے کا ذکر (۷۲۸) یا تو اتنی مقدار کٹوائے کہ مردوں سے مشابہت نہ ہوئی یا حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد اپنے اجتہاد سے ترک زینت کے لئے کیونکہ فیشن اور حصول زینت کے لئے عورت کو بال کٹوانا ممنوع ہے۔ امام بخاری نے اس روایت کو عبد اللہ بن محمد سے بیان کیا ہے جس میں بال کٹوانے کا ذکر نہیں ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۳۹)
حضور علیہ السلام کے بال مبارک تیرے بالوں سے زیادہ بھی تھے اور پاکیزہ تر بھی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام غسل جنابت فرماتے تو اپنے سر انور پہ تین چلو پانی ڈالتے۔ یہ بات سن کر حضرت حسن بن محمد نے کہا: ان شعری کثیر۔ میرے بال تو بہت زیادہ ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: يَا ابْنَ أَخِي كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْيَبَ (۷۴۳)
اے میرے بھتیجے تیرے بالوں سے حضور علیہ السلام کے بال مبارک زیادہ بھی تھے اور بہت پاکیزہ بھی تھے۔ (اس کے بعد کتاب الصلوٰۃ کی احادیث شروع ہو رہی ہیں)

* اذان سن کر حضور علیہ السلام پہ درود بھیجو۔ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ. ثُمَّ سَلُّوا لِيَ الْوَسِيلَةَ۔ پھر میرے لیے وسیلہ مانگو۔ جو میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کرے گا حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ۔ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (۸۴۹)

* اذان کا جواب دینے کی فضیلت۔ دخل الجنة۔ وہ جنت میں داخل ہوا۔ (۸۵۰)

* اذان سن کر دوسرا کلمہ اور رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا..... پڑھنے سے غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔

* الْبُودُونَ أَطْوَلَ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ (۸۵۲)

قیامت کے دن موذن لمبی گردن والے (سردار) ہوں گے۔

* سورۃ فاتحہ بندے اور رب کے درمیان تقسیم کر دی گئی۔ نیز سورۃ فاتحہ کو صلوٰۃ کہا گیا۔ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ

عَبْدِي (۸۷۸)

* سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں کیا جائے۔

سَجَدَ بَيْنَ كَفْيَيْهِ (۸۹۷)

* درود اور ہے سلام اور ہے (لہذا نماز کے علاوہ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا پہ عمل کرنا ہو تو درود ابراہیمی پڑھنے سے عمل نہ

ہو سکے گا) (۹۰۸)

* مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔ جو مجھ پہ ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود

بھیجے گا (ترجمہ علامہ وحید الزمان) (۹۱۲)

* جس کی آئین فرشتوں کی آئین کے موافق ہو گئی۔ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ اس کے اگلے گناہ بخش دیے

گئے۔ (۳۴-۹۱۵) (اوپنی آئین کہنے کی یہ فضیلت کہیں نہیں ہے اور موافقت تبھی ہوگی کہ جس طرح فرشتوں کی آواز نہیں سنی جاتی آپ کی بھی نہ سنی جائے)۔

* إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ يُؤْتَمُّ بِهِ۔ امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ (۹۲۱)

* دواؤں کا سہارا لے کر حضور علیہ السلام مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ (۹۳۶)

* صحابہ کرام عبادت خدا (نماز) میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کر لیتے تھے۔ (آج کل تو صرف حضور علیہ

السلام کا خیال آنے سے لوگوں کی نماز خراب ہو جاتی ہے۔ بہ میں تفاوت از کجاست) (۹۴۴)

* التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ (۹۵۴) (نماز میں امام کو اطلاع کرنی ہو تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں

ہاتھ پہ ہاتھ ماریں)

* جو امام سے پہلے (سجدے سے) سر اٹھاتا ہے وہ اس بات سے ڈرے۔ اَنْ يُحَوَّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ۔

کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کی طرح کر دے۔ (۹۶۳)

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے چہرے کو دیکھتا رہتا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرَفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ (۹۶۶)

لوگ نماز میں آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی آنکھیں سلامت نہ رہیں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ وَرَنَّهُ انْ كِي قُوْتٍ بَيْنَايَ سَلْبٍ كَرَلِي جَائے

گی۔ (۹۶۷)

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی اپنی تقاریر میں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے لیے تو یہ حکم ہے کہ اگر تم نے نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو تمہیں اندھا کر دیا جائے گا لیکن نماز ہی ہیں اگر حضور علیہ السلام آسمان کی طرف دیکھتے ہیں تو فرمایا جاتا ہے۔ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ۔ پیارے آپ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اٹھانا ہم دیکھتے رہتے ہیں۔ (اور نہ صرف دیکھتے ہیں بلکہ..... دیکھو مجھو باں دی مرضی تے قبلے بدلانے جاندے نیں) قرآن مجید میں ہے اَنْلِیْ بِاَعْيُنِنَا۔ آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں ہیں۔

* فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں بنا کر بیٹھتے ہیں۔ (۹۶۸) (اسی حدیث میں ہے مالی اراکم دافعی ایذیکم کانہا اذنب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ (نماز میں) رفع یدین کرتے ہو گویا کہ وہ شریر گھوڑوں کی دھڑکیں ہیں نماز میں سکون سے رہا کرو)۔

* امام کے قریب (پہلی صف میں) عقل و شعور والے لوگ کھڑے ہوا کریں۔ (۹۷۴)۔

* سَوُّوْا صُفُوْفُکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوَةِ (۹۷۵)

* فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوَةِ (۹۷۷)

صف سیدھی کرنا نماز کی تکمیل اور اس کے حسن میں سے ہے۔

* صف اول کی فضیلت اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو قرعہ اندازی کریں۔ (۹۸۱) پیچھے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ پیچھے ہی کر دے گا۔ (۹۸۲)

* امام مسلم نے باب باندھا اور علامہ وحید الزمان نے ترجمہ کیا کہ ”بزمانہ امن خواتین کو مسجد میں جانے کی اجازت“۔ (صحیح مسلم شرح نووی ج ۲ ص ۵۴)

* حضور علیہ السلام کی حدیث کے مقابلہ میں اپنی بات کرنے پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بلال بن عبداللہ کو ایسی سنگین بات کی (گالی دی) کہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہ سنی (فَسَبَّهٖ سَبًّا سَبًّا مَا سَمِعْتُهُ سَبًّا مِّثْلَهُ قَطُّ ۹۸۹) * وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔ آیت کریمہ مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی کہ جب حضور علیہ السلام خوف کی وجہ سے ایک گھر میں پوشیدہ تھے اور حال یہ تھا کہ مشرکین قرآن سن کر قرآن اور صاحب قرآن علیہ السلام کو گالی دیتے تھے اس لیے نماز میں درمیانی آواز سے قرات کرنے کا حکم دیا گیا۔ (۱۰۰۱)

* جنوں نے قرآن سنا اور ایمان لے آئے۔ فانزل اللہ علی محمد نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم قل ادھی الی انہ استمع من الجن (۱۰۰۶)

* حضور علیہ السلام نے جنوں کی خوراک متعین فرمائی فرمایا: ہڈی اور میٹنی سے استنجاء نہ کرو یہ تمہارے بھائیوں (جنوں) کی خوراک ہے۔ جو جانور مذبوح نہ ہو اس کی ہڈی جنوں کی خوراک نہیں ہے بلکہ کُلِّ عَظْمٍ ذُکِرَ اسْمُ اللہِ عَلَیْہِ۔ (۱۰۰۷)

* فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانے کا ذکر ہے جبکہ دوسری دو رکعتوں میں ذکر نہیں۔

(۱۰۱۲-۱۳)

* نماز فجر میں ساٹھ سے سو آیات پڑھنا۔ (۱۰۳۱)

* نماز مغرب میں سورۃ مرسلات اور سورۃ طور کی قرات کرنا۔ (۱۰۳۳-۳۵)

* حضور علیہ السلام سب سے زیادہ خوش الحان تھے۔ (۱۰۳۹)

* يَا مُعَاذُ أَفْتَانٍ اَنْتَ۔ اے معاذ کیا تو فسادی ہے (کہ نماز باجماعت میں لمبی قرات کرتا ہے) (۱۰۴۰)

حضور علیہ السلام نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر قوم کا امام بنادیا

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اُمَّ قَوْمِكَ۔ اپنی قوم کی امامت کیا کر۔ میں نے عرض کیا: میں اپنے دل میں کچھ (خوف سا) پاتا ہوں (وسوسوں کا خوف یا یہ کہ امام بن کر کہیں مجھ میں تکبر نہ آجائے کہ میں قوم کا امام بن گیا ہوں یا یہ کہ شاید میں امامت کے قابل ہوں کہ نہیں) اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرے قریب ہو جا اور مجھے اپنے سامنے بٹھایا تُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِي صَدْرِي بَيْنَ ثَدْيَيْ۔ پھر اپنا دست کرم میرے سینے کے درمیان میں رکھا اور فرمایا: پھر جا اور پشت میری طرف کر پھر اپنی مبارک ہتھیلی میری پشت پہ میرے کندھوں کے درمیان میں رکھی اور فرمایا: اُمَّ قَوْمِكَ۔ جا اپنی قوم کی امامت کرا (اب تو امامت کے قابل ہو گیا ہے) اور مسئلہ بھی سن لے کہ جو کسی قوم کی امامت کرائے تو اس کو چاہئے کہ نماز مختصر پڑھائے کیونکہ نمازیوں میں بوڑھے کمزور اور بیمار و حاجت مند بھی ہوتے ہیں اور اگر کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔ (۱۰۵۰)

* رکوع سے فارغ ہو کر جب حضور علیہ السلام سجدے میں پیشانی زمین پر رکھتے تب صحابہ کرام سجدے میں جاتے اتنی دیر تک کھڑے رہتے۔ (۱۰۶۴)

* رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنا منع ہے۔ (۱۰۷۶)

* سجدے میں دعا کرنے کا حکم (مگر نفلی نماز کے سجدے میں) (۱۰۸۳)

صحابی نے حضور علیہ السلام سے جنت بھی مانگ لی اور.....

* حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مَرَّافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ۔ مانگ میں نے عرض کیا: جنت میں آپ کا قرب مانگتا ہوں (اور آپ سے مانگتا ہوں) فرمایا: اَوْ غَيْرَ ذَلِكَ۔ یہ تو ہو گیا کچھ اور بھی مانگ لے قُلْتُ هُوَ ذَاكَ میں نے عرض کیا (یہ ہو گیا تو سب کچھ ہو گیا) بس یہی کافی ہے (۱۰۹۴) یعنی جنت بھی مل گئی اور جنت میں آپ کی رفاقت بھی مل گئی اس کے علاوہ اور کیا چاہئے..... اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد۔

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے حاضری کا صلہ اور کیا چاہئے

* نماز میں کپڑوں کو سمیٹنا ممنوع ہے۔ (۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۰۹۶)

* حضور علیہ السلام اتنا کھلا سجدہ کرتے کہ بکری کا بچہ اگر چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ (۱۱۰۷)

اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا عالم کیا ہوگا؟

حضرت عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام چمڑے کے سرخ شامیانے میں تشریف فرما ہیں اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کے وضو کا بچا ہوا پانی لیا تو لوگ اس کو حاصل کرنے کے لئے جھپٹنے لگے (ترجمہ وحید الزمان علامہ) پھر جس کو پانی مل گیا اس نے جسم پہل لیا اور جس کو نہ مل سکا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے ہاتھ ترکیا (اور جسم پہل لیا) پھر حضرت بلال نے برچھا نکالا اس کو گاڑا جبکہ حضور علیہ السلام سرخ لباس (حلہ) زیب تن کیے ہوئے تھے اور اس کو اٹھائے ہوئے تھے۔ (پنڈلیوں تک) اور برچھے کی طرف کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ میں نے انسانوں اور جانوروں کو برچھے کے سامنے سے گزرتے ہوئے دیکھا۔ (۱۱۲۰)

* نمازی کے آگے سے گزرنے والا شیطان ہے۔ (۱۱۲۹)

* سیاہ کتا شیطان ہے۔ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ (۱۱۳۷)

* حضور علیہ السلام تشریف لے گئے اور تم زمین سے خزانے نکال رہے ہو (۱۱۶۸) حضرت ابو ہریرہ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں تو حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد وہ خزانے ہمیں دے دیئے گئے اور یہ خوشحالی اس کا نتیجہ ہے۔

* مسجد نبوی میں تبدیلی (توسیع) کو لوگوں نے پسند نہ کیا لیکن حضرت عثمان نے کر دی۔ (۱۱۹۰) (بدعت حسنہ یہی تو ہے)

تصور شیخ کا مسئلہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے عرصہ بعد فرمایا: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَرَاهُمْ - گویا میں اس وقت بھی حضور علیہ السلام کی انگلیوں کو دیکھ رہا ہوں (۱۱۹۱) (ترجمہ: علامہ وحید الزمان صحیح مسلم شرح نووی ج ۲ ص ۱۰۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے تھوک کو کپڑے میں ملنے کا طریقہ کچھ اس انداز سے ہمیں سمجھایا۔

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ ثَوْبَهُ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ (۱۲۲۹) گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ حضور علیہ السلام اپنے کپڑے کو الٹ پلٹ کر (کے ہاتھوں میں مل) رہے ہیں (یہ مسئلہ بخاری کی منتخب احادیث میں ”وہ تصور میں رہتے ہیں میرے“ کے عنوان سے ہم نے تفصیل سے لکھ دیا ہے)

* حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات ہم آدھی رات تک حضور علیہ السلام کی انتظار کرتے رہے۔ آپ تشریف لائے ہمیں نماز پڑھائی اور اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے (اور منظر اتنا حسین تھا کہ)

كَانَتْهَا أَنْظَرُ إِلَى وَبَيْصِ خَاتَمِهِ فِي يَدِهِ مِنْ فَضِيَّةٍ (۱۴۴۹) گویا کہ میں اب بھی آپ کے دست کرم میں چاندی کی انگوٹھی کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔

* حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کا عید کے دن خطبہ ارشاد فرمانے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: كَانَتْ أَنْظَرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجْلِسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ (۳۰۴۴) گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بٹھا رہے ہیں۔

* حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لَكَانَتْ أَنْظَرُ إِلَى وَبَيْصِ الطَّبِيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُهْلُ (۲۸۳۳ تا ۲۸۳۹) گویا کہ میں آج بھی دیکھ رہی ہوں کہ حضور علیہ السلام کی مانگ میں خوشبو چمک رہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک پکار رہے ہیں۔

* حضرت ابو موسیٰ نے حضور علیہ السلام کو مسواک کرتے دیکھ کر یہ منظر ہمیشہ یاد رکھا اور حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے: كَانَتْ أَنْظَرُ عَلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتَيْهِ وَقَدْ قَلَصَتْ گویا میں اب بھی آپ کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہونٹ کے نیچے ٹھہری ہوئی تھی۔ (۴۷۱۸)

* حضور علیہ السلام نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تاکہ شاہ روم کو خط لکھ کر اس پہ انگوٹھی سے (جس میں محمد رسول اللہ کے الفاظ نقش تھے) مہر لگائیں کیونکہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں: كَانَتْ أَنْظَرُ إِلَيْهِ بَيَاضِهِ فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ گویا میں آج بھی حضور علیہ السلام کے ہاتھ میں اس انگوٹھی کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔ (۵۴۸۰)

تعلیم نبوی کا قابل رشک انداز

حضرت معاویہ بن حکم سلمی روایت کرتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ باجماعت نماز ادا کر رہا تھا کہ دوران نماز کسی نمازی کو چھینک آگئی۔ میں نے جواب میں: يَرْحَمُكَ اللَّهُ کہہ دیا تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: وَالْكَفَلِ أَمِيَّاهُ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ۔ کاش میری ماں مجھے روچکی ہوتی (یعنی یہ دن دیکھنے سے پہلے میں مر چکا ہوتا) افسوس مع التعجب کے موقع پر یہ لفظ بولا جاتا ہے (تم لوگ کیوں مجھے گھور رہے ہو؟) (میں نے رجمک اللہ ہی تو کہا ہے) یہ سن کر لوگوں نے (مجھے خاموش کرانے کے لئے) اپنے رانوں پہ ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ بہر حال میں چپ تو ہو گیا (لیکن مجھے غصہ بہت آ رہا تھا) جب حضور علیہ السلام نے نماز ادا فرمائی۔

فَبَابِي هُوَ وَأَمِيَّ مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللَّهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَنِي ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۱۱۹۹)

میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ قربان ہو جائیں۔ میں نے نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی کو ایسا دیکھا کہ آپ سے زیادہ اچھے طریقے سے تعلیم دینے والا ہو اللہ کی قسم! نہ تو آپ نے مجھے جھڑکا نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا بلکہ (بڑے پیار سے) فرمایا: دیکھو! نماز میں ایسا کلام نہیں کرنا چاہئے جو لوگوں کے کلام کے مشابہ ہو بلکہ نماز تو تسبیح، تکبیر اور تلاوت قرآن کا نام ہے یا جس طرح بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

* اللہ کے بارے میں اشارہ کرنا ہو تو آسمان کی طرف کیا جائیگا۔ (ایضاً)

* قَوْمُوا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ سے نماز میں کلام کو منع فرمایا گیا۔ (۱۲۰۳)

* حضور علیہ السلام نے شیطان پہ قابو پالیا۔ (۱۲۱۱، ۱۲۰۹)

* حضور علیہ السلام اپنی نواسی کو اٹھا کر نماز ادا فرمانا۔ (۱۲۱۲)

* منبر پہ قیام ورکوع کرنا۔ (۱۲۱۶)

* کھانا چھوڑ کر نماز کی طرف نہ آؤ۔ وَلَا تَعْجَلُوْا عَنۢ عَشَآءِ کُمْ (۱۲۲۲)

* خواب میں مرغی ٹھونگ مارے تو تعبیر موت ہے۔ (۱۲۵۸)

* باتیں کرنے سے (اور گھر چلے جانے سے) نہ حضور علیہ السلام کی نماز ٹوٹی نہ صحابہ کرام کی (۹۳-۱۲۸۸)

* سورہ نجم میں سجدے کی آیت میں غلطی سے حضور علیہ السلام کے زبان سے بتوں کی تعریف کے الفاظ نکلنے کا قول بالکل جھوٹ اور بے اصل ہے۔ (حاشیہ نو دی بر صحیح مسلم ص ۲۱۵)

* رفع سبابہ در تشہد کی احادیث (۱۳۱۱ تا ۱۳۰۷)

زلف و رخسار کی بات

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا کہ آپ (نماز کے اختتام پر) دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے۔

حَتّٰی اَرَدَیْ بَيَاضَ خَدَّیْہِ (۱۳۱۵)

یہاں تک کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رخسار انور کی سفیدی (چمک) کو دیکھتا تھا۔

امام نووی نے تو اس حدیث سے امام شافعی اور جمہور سلف و خلف کا یہ فقہی استدلال نقل فرمایا ہے کہ نماز کے بعد دونوں طرف سلام پھیرنا چاہئے۔ یہ تو بڑا واضح استدلال ہے کیونکہ یمن و یسار کا صراحت کے ساتھ ذکر آ گیا۔ لیکن اہل محبت کو اس حدیث میں ایک عاشقانہ استدلال دکھائی دیا تو انہوں نے فرمایا: اگر حدیث سے دونوں طرف سلام پھیرنا ہی بیان کرنا مقصود ہوتا تو بات عن یمنہ و عن یسارہ پر ختم ہو جاتی۔ آگے رخسار کی سفیدی دیکھنے کی بات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ فرمایا: اس لئے

کہ صحابہ کرام جہاں عبادت خدا میں مستغرق رہتے تھے وہاں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی منہمک رہا کرتے تھے کیونکہ اس وقت ابھی یہ عقیدہ ایجاد نہیں ہوا تھا کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آنے سے نماز ضائع ہو جاتی ہے۔ کہاں خیال اور کہاں زیارت اور یہ عقیدہ بھی بیان کرنا مقصود ہے کہ جو لوگ قرآن میں والضحی والیل اذا سجی پڑھ کر بھی کہتے ہیں 'صرف سیرت کی بات کرو یہ حسن و جمال کے تذکروں سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ ان کو بتانا تھا کہ ہم تو نماز میں بھی زلف و رخسار کی بات نہ کریں تو ہمارا گزارا نہیں ہوتا۔ تم کون ہوتے ہو عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقدس مشن سے روکنے والے۔

منشا یہی ہے سلسلہ قیل و قال کی ہوتی رہے ثنا تیرے حسن و جمال کی

بدعت کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جس کی سانس پھولی ہوئی تھی مسجد میں آیا اور صف میں شامل ہو گیا اور اس نے یہ الفاظ کہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں بہت زیادہ پاک اور بابرکت

نبی کریم علیہ السلام نے نماز مکمل فرمائی اور پوچھا: أَيُّكُمْ أَلْتَكَلَّمَ بِالْكَلِمَاتِ - یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟

لوگ (ڈر کے مارے) خاموش ہو رہے۔ آپ نے پھر یہی سوال فرمایا اور ارشاد فرمایا: فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا - اس نے کوئی ناجائز الفاظ نہیں بولے۔ تب اس شخص نے کہا: حضور میں نے یہ الفاظ بولے ہیں۔ فرمایا: میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ میں نے دیکھا تیرے یہ الفاظ لینے کے لئے بارہ فرشتے ایک پر ایک آ رہے تھے کہ کون ان الفاظ کو (اللہ کی بارگاہ میں) لے کر جائے۔ (۱۳۵۷)۔ اس حدیث سے اگلی حدیث میں بھی ایک ایسے ہی واقعہ کا ذکر ہے۔ اس میں الفاظ یہ ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا - اور فرشتوں کا ذکر نہیں بلکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عَجِبْتُ لَهَا فَتَحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ - مجھے تعجب ہوا کہ ان کلمات کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے الغرض جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ کام حضور نے نہ کیا لہذا بدعت ہے وہ بات حضور نے نہ فرمائی لہذا بدعت ہے تو کیا حضور علیہ السلام نے ان دونوں شخصوں کو فرمایا تھا کہ یہ الفاظ پڑھا کرو۔ جب نہیں فرمایا تھا تو انہوں نے اپنی طرف سے یہ الفاظ کہے اور حضور علیہ السلام نے منع نہ فرمایا کہ تم اپنی طرف سے دین میں اضافہ کر رہے ہو بلکہ ان کی تعریف فرمائی لہذا اچھا کام اگرچہ حضور علیہ السلام نے نہ بھی فرمایا ہو اس کے کرنے میں حرج نہیں ہے۔

* ذکر بالجہر نماز کے فوراً بعد حضور علیہ السلام کے دور میں معمول تھا۔ (۱۳۱۸)

* فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي - نماز کے لئے اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو جب تک کہ مجھے دیکھ نہ لو۔ (۱۳۶۵)

* حضور علیہ السلام حجرۃ النور سے نکلتے تو حضرت بلال اقامت کہتے۔ (۱۳۷۰)

* آرام طلبی کے ساتھ علم نصیب نہیں ہوتا۔

لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجَسْمِ (یحییٰ بن ابی کثیر، ۱۳۹۰)

* گرمی میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم (۱۳۹۶)

* گرمی اور سردی دوزخ کے دو سانس ہیں (۱۴۰۱)

* ران پر ہاتھ مارنے کی حدیث (ہر راوی نے ران پہ ہاتھ مار کر حدیث بیان کی) (۱۴۶۹، ۱۴۷۱)

* لَوْ تَرَكَتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ۔ اگر تم نے اپنے نبی علیہ السلام کے طریقے کو چھوڑ دیا تو البتہ تم گمراہ ہو گئے۔

(۱۴۸۸) (صحابہ نماز باجماعت کا کس قدر اہتمام کرتے)

* عشاء اور صبح کی نماز باجماعت پڑھنے والا ساری رات گویا نماز میں ہی گزارتا ہے۔ (۱۴۹۱)

* حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مال و اولاد کے لئے حضور علیہ السلام کی دعائے برکت (۱۵۰۱)

میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر حضور علیہ السلام کے گھر کیسا تھ ہو مگر کیوں؟

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص کا گھر مدینہ شریف میں تمام گھروں سے دور تھا لیکن اس کی کوئی نماز جماعت سے مس نہیں ہوتی تھی، ہم لوگوں کو اس پر ترس آیا تو میں نے اس سے کہا! کاش تو ایک گدھا خرید لے (تا کہ اس پہ سوار ہو کر مسجد میں آجایا کرے اور) وہ تمہیں گرمی اور راستے کے کیڑے مکوڑوں سے بھی بچائے اس نے کہا: وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنْ يَتَّقِيَ مَطْنَبُ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سنو! میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے ساتھ ہو۔ (حضرت ابی فرماتے ہیں) اس کی یہ بات مجھ پہ بڑی گراں گزری چنانچہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس کی یہ بات حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو بلایا (اور پوچھا کہ یہ بات تو نے کیسے کہہ دی) تو اس نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ (دور سے چل کر مسجد میں آؤں اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کروں اور) اپنے قدموں کا اجر پاؤں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: إِنَّ لَكَ مَا اَحْتَسَبْتَ۔ بیشک تمہیں اجر ملے گا تیری نیت کے مطابق (۱۵۱۶)

ایک روایت میں ہے کہ بعض لوگ جو مسجد سے دور رہتے تھے۔ انہوں نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں تو حضور علیہ السلام نے انہیں روک دیا اور فرمایا: إِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةٌ (دور سے چل کر آنے پر) تمہیں ہر قدم پہ ایک فضیلت ملتی ہے۔ (۱۵۱۸)

صحابہ کرام کہتے ہیں آپ کا یہ فرمان سن کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ مَا كَانَ يَسُرُّنَا إِنْ كُنَّا تَحَوَّلْنَا (مسجد نبوی شریف کے) قریب آنے پہ اتنی خوشی نہ ہوتی۔ (۱۵۲۰)

* حضور علیہ السلام کے سامنے بعد نماز فجر صحابہ کرام کا زمانہ جاہلیت کی باتیں کر کے ہنسنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

سکراتے رہنا۔ (۱۵۲۵)

* سب سے اچھی جگہ مسجد اور سب سے بری جگہ بازار (۱۵۲۸)

* امامت کا زیادہ حقدار بڑا قاری پھر بڑا عالم (۱۵۳۲)

وكان رسول الله (صلى الله عليه وسلم) رَحِيمًا رَفِيقًا

حضرت مالک بن حویرث فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیس دن تک رہے جبکہ ہم سب لوگ جوان اور ہم عمر تھے۔ ہم نے حضور علیہ السلام کو بہت مہربان اور نرم (مزاج) پایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ ہم واپس اپنے وطن جانا چاہتے ہیں تو آپ نے ہم سے پوچھا: تم کن لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر آئے ہو؟ ہم نے عرض کیا اپنے اعزہ و اقرباء کو۔ پھر آپ نے فرمایا: اچھا جاؤ ان کو دین سکھاؤ جب نماز کا وقت ہو تو ایک شخص اذان دے دیا کرے اور جو تم میں سے بڑا ہو اوہ نماز پڑھا دیا کرے۔ (کیونکہ وہ لوگ ہجرت اور علم میں برابر تھے اس لیے زیادہ عمر والا ہی اہق بالامامت تھا) (۱۵۳۵)

اس حدیث میں ہے: فَظَنَّ أَنَا قَدْ اشْتَقْنَا أَهْلَنَا (ہم نے نہیں بتایا بلکہ) خود حضور علیہ السلام نے محسوس فرمایا کہ ہم واپس جانا چاہتے ہیں اس پر کسی نے کیا خوب کہا:

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

* إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَقْرِيطٌ - نیند کرنے میں قصور نہیں۔ (قصور تو یہ ہے کہ بندہ جاگتے ہوئے جان بوجھ کر نماز قضا کر دے) رات کو جو کچھ ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بتا دیا پانی کا ایک پیالا پورے لشکر کو کافی ہو گیا۔ آخر میں آپ نے خود پیا اور فرمایا: إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ إِخْرَهُمْ شُرْبًا - قوم کو پلانے والا خود آخر میں پیتا ہے۔ (یہ سب کچھ حدیث نمبر ۱۵۶۲ میں دیکھئے)

* قضا ہو جانے والی نماز کا کفارہ یہی ہے کہ جب یاد آئے اس کو ادا کرو۔ (۱۵۶۶)

* ابتداء ہر نماز کی دو دور کعتیں ہی فرض ہوئیں پھر سفر میں دو ہی رہیں اور حضر میں بڑھادی گئیں (۱۵۶۰)

* سفر پر امن بھی ہو تو بھی نماز قصر ہی کرو۔ صدقة تصدق اللہ بها علیکم فاقبلوا صدقته۔ یہ اللہ نے تمہیں

صدقہ (تحفہ) دیا ہے اس کو قبول کرو۔ (۱۵۷۳)

* سفر میں سنت و نفل ادا نہ کرنے کی چھوٹ ہے۔ (۱۵۷۹) (ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر میں نے سفر میں سنتیں

پڑھنی ہوتیں تو فرض ہی کیوں نہ پورے پڑھ لیتا۔)

اہل سنت کا ہے بیڑا یا را اصحاب حضور.....

سردی اور بارش کی رات گھر میں نماز پڑھ لینے کی رخصت (۱۶۰۰) (اہل حدیث حضرات کو پیکیکر میں ضرور اعلان کرنا

چاہئے) الا صلوا فی الرحال

حضرات: آج نماز گھروں میں ہی ادا کر لو اور اذان میں شہادتین کے بعد یہ اعلان ہونا چاہئے۔ چاہے نماز جمعہ ہی کی ہو (۱۶۰۴) کیونکہ اہل حدیث تو تبھی بن سکیں گے کہ ہر حدیث یہ عمل کریں، ہم تو اہل سنت ہیں اور اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عزت رسول اللہ کا

دو نمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ

بغیر خوف اور سفر کے دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کا یہی معنی ہو سکتا ہے کہ یہ جمع صوری تھا کہ پہلی نماز کو آخری وقت میں اور دوسری کو ابتدائی وقت میں پڑھا گیا۔ (۱۶۲۸) ورنہ جو خرابیاں لازم آئیں گی ان کے تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور خود آپ سے حضرت ابوالشعثاء نے عرض کیا: اظن انہما عجل العصر۔ میرا خیال ہے حضور علیہ السلام نے ظہر کو آخر وقت میں تاخیر کے ساتھ اور عصر کو اول وقت میں جلدی پڑھا ہوگا۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کا معاملہ کیا ہوگا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وانا اظن ذلك۔ میرا بھی یہی خیال ہے (۱۶۳۴)۔ اب وہ لوگ بتائیں جو عرفات و مزدلفہ کے علاوہ ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرتے ہیں۔ ان کا کیا خیال ہے اور ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً نماز اہل ایمان پہ وقت باندھا فرض ہے۔ اس آیت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

* امام کو نماز پڑھا کر دائیں بائیں مڑ کر بیٹھنے کی اجازت ہے۔ (۱۶۳۸)

حضور علیہ السلام کا اکثر دائیں جانب مڑ کر بیٹھنا۔ (۱۶۴۰)

جماعت کھڑی ہو تو فجر کی سنتوں کا کیا کیا جائے؟

إِذَا أُقِيَّتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ (۱۶۴۴) (جب اقامت ہو جائے تو کوئی نماز نہیں سوائے فرض کے۔ فجر کی سنتوں کی اہمیت کے پیش نظر بہت سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان جماعت کھڑی ہوتی اور اس کو پالینے کی امید پہ) مسجد کے کسی کونے میں ادا کر لیا کرتے تھے جیسا کہ معجم طبرانی کبیر ج ۹ ص ۲۷۷ پہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔ جاء ابن مسعود والامام یصلی الصبح فصلی رکعتین الی ساریۃ ولم یکن صلی رکعتی الفجر۔ وہ اس وقت مسجد میں تشریف لائے جبکہ فجر کی جماعت ہو رہی تھی تو آپ نے ایک ستون کی اوٹ میں فجر کی سنتیں ادا فرمائیں جو آپ پہلے ادا نہ کر سکے تھے اور آپ کا یہ معمول مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۵۱ میں بھی بیان ہوا۔

حضرت سعید بن جبیر علیہ الرحمۃ کے بارے میں ہے کہ وہ اس وقت مسجد میں تشریف لائے کہ جب صبح کی جماعت کھڑی تھی۔ فصلی قبل ان یلج المسجد عند باب المسجد تو آپ نے مسجد کے دروازے کے پاس پہلے سنتیں ادا کیں پھر جماعت کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مصنف ج ۲ ص ۲۵۱ مسند احمد ج ۱ ص ۷۷ پہ حضرت علی المرتضیٰ کا بھی یہی طریقہ نقل کیا گیا ہے۔

موطا امام مالک میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ آپ رات کو وتر نہ پڑھ سکے اور صبح کی

جماعت کھڑی ہو گئی تھی۔ آپ نے پہلے وتر ادا فرمائے پھر صبح کی جماعت میں شامل ہوئے۔ (ص ۱۱۱) السنن الکبریٰ بیہقی میں تو معنون حدیث کے آخر میں یہ الفاظ موجود ہیں (جب اقامت ہو جائے تو کوئی نماز ہمیں سوائے فرض کے) الا رکعتی الفجر سوائے فجر کی دو رکعت (سنتوں) کے۔ (ج ۲ ص ۲۸۳) لہذا غیر مقلدین کا اس مسئلہ کی وجہ سے احناف کو کوسنا اور نعوذ باللہ جہنمی قرار دینا جیسا کہ حکیم صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول ص ۴۲ پہ اور جماعت غرباء اہل حدیث کے مفتی عبدالستار نے فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۴۰ پہ لکھا زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہ فتوے صرف احناف پہ نہیں لگ رہے بلکہ براہ راست صحابہ کرام پہ بھی لگ رہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی

کیا یہ بدعت ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ”میں نے حضور علیہ السلام کو کبھی نماز چاشت ادا کرتے ہوئے نہ دیکھا۔ وانی لا سبحھا۔ اور میں ضرور پڑھتی ہوں کیونکہ حضور علیہ السلام کبھی ایک کام پسند فرماتے مگر اس خوف سے نہ کرتے کہ لوگ بھی کرنے لگیں گے تو کہیں فرض نہ ہو جائے۔ (۱۶۶۲) (اس سے اوپر والی روایت میں حضرت عائشہ ہی سے ہے کہ حضور علیہ السلام سفر سے تشریف لاتے تو نماز چاشت ادا فرماتے لیکن اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ ایک کام حضور علیہ السلام نے کبھی کبھار کیا ہو تو اس کو اگر کوئی ہمیشہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور اس پہ یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ جب حضور علیہ السلام نے یہ کام ہمیشہ نہیں کیا تو تو کیوں کرتا ہے؟ اور یہ بھی ایک طرح کا نیا کام ہے اور کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار۔ جس طرح بعض لوگوں کی عادت سی بن گئی ہے کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں) بر سبیل تذکرہ یہ روایت بھی پیش نظر رہے کہ فتح مکہ کے موقع پر اتنی زبردست مصروفیت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاتح بن کر مکہ میں داخل ہو رہے ہیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امّ ہانی بنت عبدالمطلب کے ہاں تشریف لے گئے۔ غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرمائی۔ (۶۹-۱۶۶۸)

* انسان کے ہر جوڑ پہ جو ہر صبح صدقہ لازم ہوتا ہے وہ اس طرح اترتا ہے کہ ایک بار الحمد للہ کہنا یا سبحان اللہ کہنا یا اللہ اکبر کہنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر الگ الگ صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب پہ حاوی ہیں۔ (۱۶۷۱)

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حدیث کی روایت میں ایک انداز اوصافی خلیلی میرے پیارے محبوب نے مجھے یوں فرمایا۔ (۱۶۷۲)

* حضور علیہ السلام نے صبح کی سنتیں ہمیشہ بہت ہلکی پھلکی ادا فرمائی ہیں۔ (۱۶۸۳)

* روزانہ بارہ رکعت نماز (نوافل و سنتیں) پڑھنے والے کے لئے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ (۹۵-۱۶۹۴)

* صحابی نے حضور علیہ السلام کے سرانور پہ ہاتھ رکھ کر بات کی۔ (۱۷۱۵)

* مرغ کی آواز پر حضور علیہ السلام رات کو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔ (۱۷۳۰)

* حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ السلام کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: کیا تو

نے قرآن نہیں پڑھا؟ فان خلق نبی اللہ کان القرآن۔ اللہ کے نبی علیہ السلام کا خلق قرآن ہی تو تھا۔ (یعنی قرآن کی مکمل تفسیر کہ جس چیز کا حکم قرآن میں ہے آپ کا اخلاق اس کا آئینہ دار تھا)۔ (۱۷۳۹)

* حضور علیہ السلام تہجد کی بھی قضا فرماتے۔ (۱۷۴۳-۴۴)

* رات کا وظیفہ رہ جائے اور اس کو فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لیا تو گویا رات کو ہی پڑھا ہے۔ (کُتِبَ لَهُ كَأَنَّهُ قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ) (۱۷۴۵)

* اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر بندوں کو اپنی بخشش کی طرف بلاتا ہے۔ (۱۷۷۲ تا ۱۷۷۷)

* شب قدر ستائیسویں رات ہے اور اس کی صبح سورج بغیر شعاع کے نکلتا ہے۔ (۱۷۸۵)

* دعائے نور کا حوالہ (۱۷۸۸، ۱۷۹۳، ۱۷۹۹)

* حضور علیہ السلام کا نیند میں خراٹے لینا (۱۷۹۲)

* نبی علیہ السلام کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ (۱۷۹۳)

* تہجد کی ایک ہی رکعت میں سورۃ بقرہ آل عمران دو مرتبہ اور سورۃ نساء کی تلاوت وہ بھی ٹھہر ٹھہر کر (۱۸۱۴)

* تہجد کے لئے نہ اٹھنے والے کے کانوں میں شیطان کا بول کرنا (۱۸۱۷)

* حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خفگی کا معاملہ (۱۸۴۸)

* اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ نماز کا کچھ حصہ (نوافل و سنن) گھروں میں ادا کیا کرو۔ (۱۸۲۰) اس سے گھر میں بہتری ہوگی۔ (۱۸۲۲)

* جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (۱۸۲۴)

* سب سے پسندیدہ کام ہیشگی والا ہے۔ (۱۸۳۳، ۱۸۳۰)

(احب الاعمال الى الله ادمها)

(اس کے بعد کتاب فضائل القرآن کا آغاز ہو رہا ہے)

* قرآن تیزی کے ساتھ سینوں سے نکلتا ہے (یعنی جو اس کو پڑھنے سے اعراض کرتا ہے یہ بھی اس کے سینے میں نہیں ٹھہرنا چاہتا کیونکہ بے نیاز کا کلام ہے اگر تو نہیں پڑھتا تو اس کو لاکھوں پڑھنے کے لئے بے تاب بیٹھے ہیں) (۱۸۴۱)

* جو قرآن پڑھتے ہوئے اٹکتا ہے اس کو دو ہرا جرماتا ہے۔ (۱۸۶۳)

اللہ تعالیٰ نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر ان کو یاد فرمایا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی خوبصورت آواز عطا فرما رکھی تھی کہ حضور علیہ السلام نے ان کی قرأت

سن کر انہیں فرمایا:

لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمًا رَاقِمًا مِزَامِيرِ الِ دَاوُدَ (۵۲-۱۸۵۱)

(اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں نماز تراویح کے لئے انہی کو امام مقرر فرمایا) ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے انہیں قرآن سنانے کا حکم دیا۔ انہوں نے عرض کی: اَقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزَلَ۔ حضور! میں آپ کو سناؤں؟ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ فرمایا: میرا دل چاہ رہا ہے اپنے علاوہ کسی دوسرے سے قرآن سنوں انہوں نے سورۃ نساء کی تلاوت شروع کی اور جب فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيدٍ..... کی آیت پر پہنچے (سر جھکا کر بڑی کیفیت میں پڑھ رہے تھے) کسی نے چٹکی کاٹی، سر اٹھایا، دیکھا تو حضور علیہ السلام کے آنسو بہہ رہے تھے۔ (۱۸۶۷) (کیونکہ اس آیت میں حضور علیہ السلام کی علوشان کا ذکر ہے کہ ہر نبی اپنی امت کا گواہ ہوگا اور حضور علیہ السلام ساری کائنات پر گواہ ہوں گے تو یہ رونا خوشی کا رونا تھا)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابی سے فرمایا:

اَمَرَنِي رَبِّي اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ

مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن مجید (سورۃ البیہ) کی تلاوت کروں۔ انہوں نے عرض کیا: اللّٰهُ سَتَانِي لَكَ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: اللّٰهُ سَتَاكَ لِي۔ ہاں ہاں اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ تیرا نام لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابی نے (خوشی کی انتہا میں) رونا شروع کر دیا کہ زہے نصیب مجھ مشت خاک کا رب الافلاک نے نام لیا اور یہ نتیجہ تھا محبت قرآن اور اتباع صاحب قرآن کا (۶۵-۱۸۶۳)

* نماز میں تین آیات پڑھنا تین حاملہ اونٹیاں پانے کے برابر ہے۔ (۱۸۷۲)

* سورۃ اخلاص ثلث قرآن ہے۔ (۱۸۸۶) اس سے جو محبت کرتا ہے وہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ (۱۸۹۰) اَنَّ اللّٰهَ

يُحِبُّهُ۔

* قرآن کو زیادہ جاننے والے آزاد کردہ غلام کو گورنر مکہ بنا دیا گیا۔ ان اللہ یرفع بهذا الكتاب اقواما و يضع به اخرین۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سبب کئی اقوام کو (جو اس پر عمل کریں گی) بلند کرے گا اور کئی قوموں کو (جو اس سے منہ موڑیں گی) پست فرما دے گا۔ (۱۸۹۷)

* سات قرات (سبعة احرف) کا ذکر (۱۸۹۹) (اس سے مراد سات مضامین بھی ہو سکتے ہیں۔ وعدہ وعید، محکم، تشابہ، حلال، حرام، قصص، امثال، سات قواعد تجوید بھی جیسے ادغام، اظہار، تفضیم، ترقیق، امالہ، مد، قصر۔ کیونکہ اہل عرب کا ان قواعد میں اختلاف تھا۔ مثلاً اگر کسی لفظ میں کسی کے لئے ادغام کرنا آسان ہے تو وہ ادغام کر لے دوسرا نہ کرنے میں آسانی سمجھے تو نہ کرے۔ سات قرات مراد ہوں تو بھی اجازت ضرورت کی بنا پر تھی۔ لہذا اب سات قرات میں پڑھنے سے پرہیز کیا جائے

بالخصوص مجمع عام میں۔ اس کی تفصیل اسی حدیث کے تحت نووی شرح مسلم میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (۲۷۳، ۲۷۲)
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے قرآن پاک کی تلاوت کے سلسلہ میں اپنی امت کے لئے آسانی پیدا کرنے کی تین بار دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے سات قرأت پہ قرآن مجید پڑھنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا: اب تین دعائیں بھی کر لیں (جو ہر صورت مقبول ہی مقبول ہیں) میں نے دو دعائیں اپنی امت کی بخشش کے لئے کیں۔

وَأَخَّرْتُ الثَّلَاثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتَّىٰ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۱۹۰۴)

اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لئے سنبھال رکھی ہے جس دن تمام مخلوق کو میری ضرورت ہوگی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علی نبینا وعلیہ السلام) بھی میری طرف ہی رغبت کریں گے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس موقع کے لئے ہی کہا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اس میں اس عقیدے کا زبردست رد ہے کہ حضور علیہ السلام ایک چٹھی رساں کی طرح ہمیں قرآن دے کر چلے گئے۔ اب ہمیں آپ کی ضرورت نہیں۔ نعوذ باللہ۔

جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے اور حضور علیہ السلام کے بغیر ان کا گزارہ نہیں تو تو کس کھیت کی مولیٰ ہے۔ کہیں حضور علیہ السلام تیرا یہ گستاخانہ عقیدہ دیکھ کر یہ نہ فرمادیں کہ اگر تجھے میری ضرورت نہیں تو جادف ہو جائیجھے بھی تیری ضرورت نہیں۔ پھر

اس دن آکڑتے مغروری نکل جاوے گی تیری جس دن کہیا سرور عالم ایہہ نیں امت میری

* نماز کی ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنے کا جواز (لیکن یہاں فرضی نماز کا ذکر نہیں ہے) (۱۹۰۸ ص ۳۷۵)

* استواء (زوال) کے وقت نماز جنازہ بالا جماع مکروہ نہیں ہے۔

لان صلوة الجنائزہ لاتکدرہ فی هذا الوقت بالاجماع۔ (حاشیہ ص ۲۷۶)

زیر حدیث: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہانا ان نصلی فیہن وان نقبر فیہن موتانا

* ایک فرمان کو حضور علیہ السلام سات مرتبہ سے زیادہ بھی (مختلف مواقع میں) دہراتے تھے۔ (حدیث نمبر ۱۹۳۰)

کے آخری الفاظ۔

* حضور علیہ السلام عصر سے پہلے دو رکعتیں ادا فرماتے تھے (ظہر کی بعد والی دو سنتیں۔ قاضی عیاض بحوالہ صحیح مسلم شرح

نووی علامہ وحید الزمان) جو اگر کبھی رہ جاتیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عصر کے بعد ان کی قضا فرماتے۔ (۱۹۳۴)

* اذان مغرب کے بعد اور نماز سے پہلے والی دو رکعت کو خلفائے راشدین مستحب نہ جانتے تھے۔ (صحیح مسلم شرح

نووی۔ علامہ وحید الزمان اس کے بعد کتاب الجمعہ کا آغاز ہو رہا ہے)

* حضرت عمر فاروق نے ایک صحابی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو جمعہ کے دن مسجد میں دیر سے آنے پر غصے میں آ کر فرمایا:

ایة ساعة هذا۔ یہ کون سا وقت ہے آنے کا؟ (۵۶-۱۹۵۵)

* جمعہ کو جلدی مسجد میں آنے کا ثواب (اونٹ گائے دنبہ مرغی اور انڈے) کے برابر (۸۴-۱۹۶۳)

معلم علم و حکمت رضی اللہ عنہ کا علاج کرنے والا اپنا علاج کروا بیٹھا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص ضامد نامی مکہ میں آیا جس کا تعلق قبیلہ از دشنوءہ سے تھا اور وہ آسیب وغیرہ کا علاج کرتا تھا اس نے مکہ کے کچھ بے وقوف لوگوں سے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم، نعوذ باللہ) مجنون ہیں تو اس نے کہا میں انہیں دیکھتا ہوں شاید اللہ انہیں میرے ذریعے شفا دے دے۔ چنانچہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں جنون وغیرہ کا علاج کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے میرے ہاتھ پر شفا دے دیتا ہے۔ کیا آپ خواہش رکھتے ہیں کہ میں آپ کا علاج کروں؟

حضور علیہ السلام نے یہ خطبہ پڑھا:

ان الحمد لله نحمده و نستعينه من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله. اما بعد

اس نے یہ خطبہ سنا اور عرض کیا: اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ۔ یہ کلمات دوبارہ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے دوبارہ یہ الفاظ ادا کئے پھر سہ بارہ۔ تو اس نے کہا: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكُهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعْرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ۔ میں نے کانوں، جادو گروں کی باتیں سنی ہیں۔ شعراء کے اشعار سنے ہیں لیکن ایسا کلام کبھی سننے کو نہیں ملا۔

وَلَقَدْ بَلَغَنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ۔ آپ کے کلمات تو بلاغت کے سمندر کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ هَاتِ يَدَكَ اَبَا يَعْلَكَ عَلَى الْاِسْلَامِ۔ اپنا ہاتھ آگے کیجئے میں اسلام پہ آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں فَبَايَعَهُ۔ پس حضور علیہ السلام نے اس کو بیعت فرمایا۔ دائرہ اسلام میں داخل فرما دیا بلکہ اس نے اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کی (کہ اپنی قوم کو بھی اسلام میں لائے گا) الغرض! جو ہمارے حضور کا علاج کرنے کی بات کر رہا تھا وہ اپنے کفر کا علاج کروا بیٹھا۔ (۲۰۰۸) اور

۔ گر کر قدموں پہ قربان ہو گیا پڑھ کر کلمہ مسلمان ہو گیا

* خطبہ مختصر (اور نماز لمبی) عقلمند ہونے کی نشانی ہے۔ (۲۰۰۹)

* بَشَّسَ الْخَطِيبُ اَنْتَ۔ تو بہت بُرا خطیب ہے (حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو فرمایا: جس نے خطبہ پڑھا اور من

يعص الله ورسوله کی بجائے من يعصها پڑھا) (۲۰۱۰)

ہمارا اور حضور علیہ السلام کا ایک ہی تنور تھا

حارثہ کی بیٹی فرماتی ہیں کہ میں نے سورۃ قاف حضور علیہ السلام کے منہ مبارک سے سُن کر یاد کی ہے۔ (مَا حَفِظْتُ قَ إِلَّا مِنْ فِی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعۃ المبارک کو منبر پر جلوہ گر ہو کر لوگوں کے سامنے خطبہ میں یہ سورت پڑھا کرتے تھے۔ (بنت حارثہ یعنی ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان سے پوچھا گیا ہوگا کہ آپ نے کس طرح حضور علیہ السلام کی زبان سے اس سورۃ کو سُن کر یاد کر لیا تو انہوں نے فرمایا: وَكَانَ تَنْوَرُنَا وَتَنْوَرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحِدًا (۱۵-۲۰۱۴)

ہمارا اور حضور علیہ السلام کا تنور ایک ہی تھا۔ سبحان اللہ! حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنا قرب بیان کرنے کا کیسا پیارا انداز ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب رہا کرتے تھے کہ ہمارا تنور بھی ایک ہی تھا جس پر ہم بھی روٹیاں پکایا کرتے اور حضور علیہ السلام کے گھر والے بھی۔ کاش یہ عاجز اس تندور پر نو کرو خادم ہوتا۔

قریب مصطفیٰ ہے کوئی کوئی
مزے یہ لوٹتا ہے کوئی کوئی

* حضور علیہ السلام خطاب فرماتے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اس سے زیادہ ہاتھوں کو حرکت نہ دیتے تھے۔

(۲۰۱۶)

* جمعہ کے فرضوں کے بعد چار رکعت پڑھنے کا ذکر (۲۰۳۷) اور دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر (۲۰۴۱) (لہذا چار بھی پڑھ لو اور دو بھی یہی مذہب حنفی ہے۔ کتاب الجمعہ کی احادیث تمام ہوئیں اس کے بعد کتاب صلوٰۃ العیدین کا آغاز ہوتا ہے)۔

* حضور علیہ السلام نے چندہ دینے والی عورتوں کو فرمایا: هَلُمَّ فِدْنِي لَكُنَّ اَبْنٰی وَاَهْلٰی۔ (چندہ) میرے ماں باپ تم پر قربان (۲۰۴۴)

* حضور علیہ السلام استسقاء کے علاوہ کسی دعا میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ (نمبر ۲۰۷۶) (کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر مبالغہ کے ساتھ نہ اٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجائے ورنہ تو تین احادیث میں دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔)

(صحیح مسلم شرح نووی)

* حضور علیہ السلام کی دعا سے پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی (۲۰۷۸) وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِّنْ تَاجِيَةٍ إِلَّا أَخْبَرَ بِجَوْدٍ۔ (یہاں تک کہ مدینہ کے) باہر سے جو بھی آیا اس نے خیر و ارزانی کی خبر دی۔ (۲۰۷۹)

قرب خدا کی لذت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ بارش ہونے لگی۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا ہٹا (کر گریبان کھول) دیا یہاں تک کہ آپ (کے جسم انور) پر بارش ہوتی رہی۔ ہم نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ صَنَعْتَ هَذَا۔ حضور! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ قَالَ لِأَنَّهُ حَدِيثٌ عَمْدٍ بِرَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ۔

فرمایا: اس لیے کہ یہ (مینہ) ابھی میرے رب کے پاس سے آرہا ہے۔ (۲۰۸۳)

غازی عبدالرشید علیہ الرحمۃ نے جب ایک گستاخ کو واصل فی النار کیا اور اس کے بدلے ان کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ جب تختہ دار پہ چڑھایا گیا اور پھانسی کا پھندا نکایا گیا تو آپ نے پھانسی کے پھندے کو چوم کر خود ہی گلے میں ڈال لیا اور فرمایا: اے مجھے میرے رب سے ملانے والے تو نے اتنی دیر کہاں لگا دی۔

مے یہ لوٹا ہے کوئی کوئی

خوف خدا کا عالم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بادل یا آندھی آتی یا بجلی کڑکتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک بدل جاتا، کبھی باہر تشریف لے جاتے کبھی اندر آتے، کبھی آگے کو چلتے کبھی پیچھے کو۔ پھر اگر بارش ہو جاتی تو آپ کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی، خوف جاتا رہتا اور خوشی کے آثار چہرہ انور پہ ظاہر ہو جاتے۔ اس موقع پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی کرتے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ

اے اللہ! میں تجھ سے اس ہوا کی بہتری کا طالب ہوں اور جو اس میں ہے اس کی بہتری اور پناہ طلب کرتا ہوں اس کے شر سے اور جو اس کے ساتھ بھیجا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ بادل دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ اس میں پانی ہوگا جبکہ آپ کے چہرہ انور پر ناگواری کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے) فرمایا: اے عائشہ! اِنِّي خَشِيتُ اَنْ يَكُوْنَ عَذَابًا سَلَطَ عَلَيَّ اُمَّتِي۔ میں ڈرتا ہوں کہ شاید یہ کوئی عذاب نہ ہو جو میری امت پہ بھیجا گیا ہو۔ (۲۰۸۴) دوسری روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا: کہیں ایسا نہ ہو جیسے قوم عاد نے بادل دیکھ کر کہا تھا هَذَا عَارِضٌ مُّظَرُّنَا۔ یہ بادل ہم پر برسے گا (لیکن وہ تو عذاب الہی تھا) (۲۰۸۵)

خوف خدا کی انتہا ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ۔ آپ کے ہوتے ہوئے عذاب نہیں آسکتا۔ سچ کہا کسی نے:

نزدیک آں را بیش بود حیرانی

جب امام الانبیاء اور سید المعصومین اپنے رب سے اس قدر ڈرتے ہیں تو ہم جو کہ سراپا گناہ ہیں، ہمیں کتنا ڈرنا چاہئے اور کتنا ڈرتے ہیں۔ کوئی بندہ کسی بڑے سے بڑے درجے میں جا کر بھی خوف خدا سے بے نیاز نہیں ہو سکتا بلکہ جتنا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اتنا ہی خوف الہی بڑھتا جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ ہر بندہ ہر وقت اپنے رب کے عذاب سے ڈرتا رہے اور ہر آن صفات باری تعالیٰ میں مراقبہ کرتا رہے اور اللہ کی پناہ میں رہنے کی دعا کرتا رہے۔

عاشقاں راسہ علامت اے پسر
رنگ زردو آہ سر دو چشم تر

* حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے: لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحَكْتُمْ قَلِيلًا (۲۰۸۹)۔ جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو بہت روتے اور کم ہنستے (اس کے بعد کتاب الجنائز کا آغاز ہو رہا ہے)

* لَقِنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ اپنے مرنے والوں کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو۔ (۲۱۲۳)

ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا تھا، کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ اس کو مصیبت پہنچے اور وہ یہ کہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا

ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم سب اسی کی طرف جانے والے ہیں اے اللہ مجھے اس مصیبت کا ثواب عطا فرما اور اس (نعمت کے بدلے جو مجھ سے لے لی گئی) اچھی (نعمت) عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر چیز اس کو عطا فرمائے گا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (میرے خاوند) ابوسلمہ کا وصال ہو گیا۔ میں نے یہی دعا پڑھی اور (ساتھ ساتھ دل ہی دل میں) کہتی: اَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِّنْ أَبِي سَلَمَةَ اَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ بھلا ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے کیونکہ ان کا گھر وہ پہلا گھر ہے جس نے حضور علیہ السلام کی طرف ہجرت کی۔ (میں دعا پڑھتی رہی تا آنکہ) اللہ تعالیٰ نے ابوسلمہ کے بدلے (اپنا محبوب عطا فرمایا اور) مجھے حضور علیہ السلام جیسا شوہر دے دیا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو حضور علیہ السلام نے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تو حضرت ام سلمہ نے کہا: میری ایک بیٹی بھی ہے اور مجھ میں غصہ بھی ہے۔ حضور علیہ السلام نے کہلا بھیجا:

اَمَّا ابْنَتُهَا فَتَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا وَاَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ (۲۱۲۶)

ہم اس کی بیٹی کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بیٹی کے فکر سے بے غم کر دے گا اور اس کے غصے کے لئے بھی دعا کروں گا اللہ تعالیٰ اس کو ختم فرما دے گا۔ دوسری روایت میں بجائے مندرجہ بالا دعا کے مندرجہ ذیل دعا کا ذکر ہے۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِئِهِ وَاَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً (۲۱۲۸)

اے اللہ! مجھے اور اس (میرے شوہر) کو بخش دے اور مجھے اس سے اچھا بدل عطا فرما۔

اپنے نواسے کی وفات پر امام الانبیاء کا رونا

* اپنے نواسے کی وفات پر حضور علیہ السلام کی چشمان مقدس آنسوؤں سے بہنے لگیں اور فرمایا: هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَاِنَّا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ (۲۱۳۵) (پوچھا گیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا) یہ (رونا جس میں بے صبری اور چیخنا چلانا نہیں ہے) رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اس پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحمت کرتے ہیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا آخری وقت تھا تو حضور علیہ السلام صحابہ کرام کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام کی حالت یہ تھی کہ وہ خود فرماتے ہیں: مَا عَلَيْنَا نَعَالَ وَلَا خِفَافٌ وَلَا قَلَانِسٌ وَلَا قُبُصٌ۔ نہ ہمارے پاؤں میں جوتے تھے نہ موزے نہ جسموں پہ قمیص تھی نہ سر پر ٹوپیاں اور ہم دس سے زیادہ لوگ تھے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ حضرت سعد کی حالت دیکھ کر حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام بہت روئے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ

(۲۱۳۷-۳۸)

اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے غم پہ عذاب نہیں فرماتا وہ تو اس پر عذاب فرماتا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا اور اس پر ہی رحم کرتا ہے (یعنی زبان سے اچھی بات نکلے تو رحم کرتا ہے اور اگر بُری بات نکالی جائے تو عذاب کرتا ہے)۔

* الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى۔ صبر تو وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں ہو۔ (۲۱۳۹) (جب رونا صبر کے خلاف نہیں ہے تو جن احادیث میں یہ ہے۔ إِنَّ النَّبِيَّ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ۔ زندہ کے رونے سے مردہ کو عذاب ہوتا ہے۔ (۲۱۳۵) اس سے وہ رونا مراد ہے جو جزع و فزع والا ہو اور ایسے رونے سے میت نے یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ میرے مرنے پہ بھی یہ ایسا ہی کریں گے۔ مرتے وقت منع نہ کیا ہو یا ایسا رونا رونے کی وصیت کر گیا ہو یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق یہ فرمان یہودیوں کے بارے میں ہے۔ (۲۱۳۷، ۲۱۵۳)

* حضور علیہ السلام نے نوحہ کو حرام فرمایا لیکن ایک عورت کو ایک قبیلے میں جا کر نوحہ کرنے کی اجازت دی۔ (۲۱۶۵) اس پہ علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں ”شارع (علیہ السلام) کو اختیار ہے کہ بعض حکم میں کسی کو خاص کر دیں۔ (صحیح مسلم شرح نووی)

* حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو اپنی تہبند کا کفن پہنایا۔ (۲۱۶۸) یعنی برکت کے لئے (صحیح مسلم شرح نووی)

از علامہ وحید الزماں، ص ۳۷۹ یعنی بدن سے لگا رہے تاکہ برکت کا موجب ہو۔ (ص ۳۸۰)

* حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے کفن کے لئے رکھا ہوا کپڑا یہ کہہ کر بیچ دیا اور قیمت خیرات کر دی۔ لَوْ رَضِيَهَا اللَّهُ لِنَبِيِّهِ لَكَفَنَهُ فِيهَا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ کپڑا (اتنا ہی) پسند ہوتا تو اس میں اس کے نبی کو کفن دے دیا جاتا۔ (۲۱۷۹) (کیونکہ یہ حلہ یا چادر ان کپڑوں میں آیا تھا جو حضور علیہ السلام کے کفن کے لئے منگوائے گئے تھے)۔

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بہت روایتیں کرنے کی وجہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو شبہ ہوا تو حضرت عائشہ سے تصدیق چاہی اور انہوں نے تصدیق فرمادی۔ قَالَتْ صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ۔ ابو ہریرہ نے جو کہا ہے سچ کہا ہے۔ (۲۱۹۳-۹۵)

* جنازے میں چالیس آدمی ہوں جو شرک نہ کرتے ہوں تو مردے کے حق میں ان کی شفاعت قبول ہوتی ہے۔

(۲۱۹۹)

* حضور علیہ السلام نے دو جنازوں کو دیکھ کر وَجَبَتْ فرمایا۔ جس کی تعریف کی گئی اس کے لئے جنت واجب دوسرے کے لئے جہنم واجب کیونکہ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ۔ (تین بار فرمایا) تم زمین پہ اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ (زبان خلق نقارۂ خداست) (۲۲۰۰)

عظیم الشان معجزہ

* حضور علیہ السلام نے نجاشی (اصمہ شاہ حبش) کی موت کی اسی دن خبر دے دی جس دن اس کا وصال ہوا (نعمی للنَّاسِ النَّجَاشِیَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ) (۲۲۰۲) و فیہ معجزۃ ظاہرۃ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لا علامہ بموت النجاشی وهو فی البشۃ فی الیوم الذی مات فیہ۔ (نوی حاشیہ صحیح مسلم ۳۰۹)

وحید الزمان صاحب نے اس حدیث کے تحت غائبانہ نماز جنازہ کی آڑ میں حنفیوں کی خلاف تو اپنے بغض کا اظہار کر دیا ہے لیکن حضور علیہ السلام کے اس ظاہر و باہر معجزے کو بیان کرنے کی توفیق نہیں ہوئی حالانکہ جس نوی کی شرح کر رہے ہیں انہوں نے بڑے اہتمام سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا ذکر فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ”اس میں حضور علیہ السلام کا واضح معجزہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (سینکڑوں میل دور) اس دن نجاشی کی موت کی لوگوں کو خبر دے رہے ہیں جس دن اس کا حبشہ میں انتقال ہوا۔ (اس حدیث میں اور حدیث ۲۲۱۱ میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ حضور علیہ السلام نے چار تکبیرات کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرمائی اور علامہ وحید الزمان نے بھی لکھا کہ اس سے تکبیرات جنازہ کا چار ہونا بھی ثابت ہوا اور مذہب شافعیہ اور جمہور کا بھی یہی ہے۔ (صحیح مسلم شرح نوی ج ۲ ص ۲۸۸ حاشیہ ۲۲ ص ۳۹۰ حاشیہ ۲۳)

* حضور علیہ السلام کی نماز یاد عا سے تمام قبریں روشن ہو گئیں جو کہ پہلے اندھیرے سے بھری ہوئی تھیں۔ (۲۲۱۵)

* جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا (۲۱۸) (اختلاف کی تفصیل نوی میں دیکھئے حاشیہ ص ۳۱۰)

* احادیث کو یاد کرنے والا طالب علم مجلس صحابہ میں بیٹھ کر بات نہ کرنا۔ ادب و احترام کی وجہ سے کہ مجھ سے بزرگ حضرات تشریف فرما ہیں۔ (۲۲۳۷)

* حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں وصیت فرمائی کہ میری قبر بھی حضور علیہ السلام کی قبر انور کی طرح (الحدیثی سامی والی) بنانا اور کچی اینٹیں لگانا۔ (۲۲۴۰)

* صحابہ کرام نے حضرت سعد کے جنازے کو مسجد میں لانے پہ اعتراض کیا۔ اس سے فقہ حنفی کی تائید ہوتی ہے کہ اکثریت مسجد میں جنازہ پڑھنے کی قائل نہ تھی۔ (۲۲۵۳)

* حضرت عائشہ صدیقہ کو حضور علیہ السلام نے محبت سے سینہ میں مکہ مارا کیوں؟ ایمان افروز واقعہ کے لئے پڑھئے حدیث نمبر (۲۲۵۶)

* میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب زیارت کیا کرو۔ (۲۲۶۰) (نہیتکم عن زیارۃ القبور)

وَرُوْهَا۔ یہاں کتاب الجنازہ مکمل ہوئی اور اس کے بعد کتاب الزکاۃ کا آغاز ہوتا ہے)

* اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صَنُوْ اَبِيْهِ (۲۲۷۷) چچا باپ ہی کے برابر ہوتا ہے (ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اس لیے کہ وہ فقیر تھا فاغناہ اللہ۔ پس اللہ نے اس کو غنی کر دیا)

* سورۃ زلزال کی آخری دو آیات جامع اور بے مثل ہیں (۲۲۹۰) کا آخری حصہ۔

* احد برابر سونا بھی میرے پاس ہو تو میں نہیں چاہتا کہ تین دن میرے پاس رہے مگر وہ دینار جو قرض کی ادائیگی کے لئے رکھ لوں باقی سب کچھ ایسے ایسے (ہاتھوں ہاتھ) لوگوں میں بانٹ دوں۔ (۲۳۰۴)

* اگر حکمرانوں کی طرف سے ملنے والی مراعات دین پہ اثر انداز ہوں تو دین بچاؤ اور مال چھوڑ دو (فَاِذَا كَانَ ثَمَنًا

لِدِيْنِكَ فَذَعْنَهُ) (۲۳۰۷)

* اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے جو دن رات خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا (۲۳۰۸)

* بہترین مال وہ ہے جو اپنے گھر والوں پہ خرچ کیا جائے۔ (۲۳۱۰)

* حضرت ابو طلحہ انصاری نے اپنا باغ (بیرحاء) راہ خدا میں تقسیم کر دیا۔ (۲۳۱۵)

* اگر تنگ دستی ہے تو خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو صدقہ دے سکتے ہیں۔ (۲۳۱۸)

ہر نیکی صدقہ ہے کُلُّ مَعْرُوْفَةٍ صَدَقَةٌ

اس حدیث کا نمبر ۲۳۲۸ ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس کے بعد صدقہ کی بہت ساری انواع کو احادیث میں بیان فرمایا گیا۔ مثلاً یہ کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں غرباء صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: مال و دولت والے تمام کا تمام اجر لے گئے کہ ہماری طرح نماز روزے کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور اپنے زائد مالوں میں سے صدقہ بھی دیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: صدقہ کا انتظام اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے بھی فرما دیا ہے اور وہ اس طرح کہ ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے۔ ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے۔ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔ اچھی بات سکھانا صدقہ ہے بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور اپنی بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے۔ (خلاصہ حدیث ۲۳۲۹)

پیچھے چاشت کی نماز کے بارے میں حدیث ۱۶۷۱ گزر چکی کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور ہر جوڑ پہ صدقہ لازم ہے (اور یہ وجوب اس طرح ادا ہوتا ہے کہ) ہر حمد و تکبیر و تسبیح و تھلیل پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ یہاں حدیث ۲۳۳۰ میں یہ بھی ہے کہ راستے سے پتھر کا نئے یا ہڈی کو دور کر دینے پر بھی صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ اس طرح تین سو ساٹھ جوڑوں کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور ایسا بندہ اس دن (جس دن وہ یہ صدقات مکمل کر لیتا ہے) دوزخ سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ (۲۳۳۰)

* شر سے باز رہنا (یا کسی کو شر سے باز رکھنا) بھی صدقہ ہے۔

يُنْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ (۲۳۳۳)

* جب زمین اپنے خزانے اگلے گی تو چور ڈاکو اور قاتل پچھتائیں گے کہ اس دولت کی خاطر (جس کی طرف آج کوئی دیکھتا تک نہیں) ہم چوری کرتے رہے ڈاکے مارتے رہے اور قتل کرتے رہے۔ (۲۳۴۱)

* صدقہ اگرچہ ایک کھجور کا ہی ہو اللہ کے دائیں ہاتھ میں جاتا ہے پھر وہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔ (۲۳۴۲)

* کیا پہننا حرام ہو تو دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ (۲۳۴۶)

* اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔ بچو آگ سے اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کو صدقہ میں دے کر کے ہی سہی۔ (۲۳۵۰) (اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات کر کے بھی دوزخ سے بچ سکتے ہو)

دین میں اچھا طریقہ رائج کرنے پر ثواب ملتا ہے

کچھ لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن چمڑے کی عبائیں پہن کر تلواریں لٹکا کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے اکثر لوگ قبیلہ مضر کے تھے۔ حضور علیہ السلام سے ان کی غربت دیکھی نہ گئی بے چینی کے عالم میں اندر باہر تشریف لے جانا اور واپس تشریف لانا ہوا، حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا۔ اذان ہوئی، نماز پڑھائی، خطبہ ارشاد فرمایا، لوگوں کو صدقہ و خیرات کی ترغیب دی یہاں تک کہ کھانے اور کپڑوں کے دو ڈھیر جمع ہو گئے۔ چہرہ انور سونے کی طرح چمکنے لگا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ

جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے (تاقیامت) جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کے ثواب میں کمی کیے بغیر طریقہ رائج کرنے والے کو سب کے برابر اجر ملے گا (لہذا کوئی ہسپتال بنوائے، مدرسہ چلائے، مسجد میں ایسا کام کروائے جس کا رواج حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں نہ تھا یا وہ چیز ہی سرے سے موجود نہ تھی جیسے قالین دریاں، پسیکر اور دیگر جدید مصنوعات سے متعلقہ سامان تو اس بنا پر اس کو بدعت کہہ کر گمراہی کے کھاتے میں نہیں ڈالا جائیگا کہ یہ چیز حضور علیہ السلام کے دور میں نہ تھی۔ اسی طرح محافل میلاد، محافل نعت، ایصال ثواب کی مجلسیں، درود و سلام قبل الاذان ہو یا بعد الاذان والجمعة، کسی زبان میں ہو کوئی الفاظ ہوں ان سب پہ ثواب ہے۔ جس طرح کہ ان کاموں کو بدعت کہنے والے خود بے شمار کام ایسے کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام کے دور میں نہیں تھے اور ان کو کار ثواب سمجھتے ہیں پھر بتائیں کہ وہ کس اصول کے تحت ثواب ہو گئے اور معمولات اہل سنت کس قاعدے کے تحت بدعت قرار پائے۔ پیمانہ ایک رکھو یا سب کو ثواب کہو یا پھر سب کو بدعت کہو۔)

وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ

اور جو اسلام میں برا طریقہ رائج کرے گا جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے (گناہ کے) بوجھ میں کمی کئے بغیر طریقہ رائج کرنے والے پر ان سب کے برابر (گناہ کا) بوجھ ہوگا۔ (۲۳۵۱)

* مزدوری کرنے والے بھی صدقہ و خیرات کرتے تھے اور ان پر ریاکاری کا الزام لگانے والے منافقین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

(الذین یلمزون البطوعین فی الصدقت.....التوبہ) (۲۳۵۵)

* بھولے سے زانیہ اور چور کو صدقہ دینے والے کا صدقہ ادا ہو گیا۔ ہو سکتا ہے اس کے صدقے کی برکت سے وہ زنا سے اور یہ چوری سے باز آ جائے۔ (۲۳۶۲)

* شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۷۴-۲۳۷۱ (ابو بکر کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائیگا جو صفات ابو بکر میں ہیں اگر یہ کسی میں ہوں تو وہ ضرور جنت میں جائے گا)

* جو گن گن کر رکھے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو گن گن کر دے گا۔ جو بے حساب خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو بے حساب دے گا۔ (۷۶-۷۷-۲۳۷۵)

* قیامت کے دن سات افراد اللہ کے (عرش کے) سائے میں ہوں گے جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۲۳۸۰)

* اَلْیَدُ الْعُلَیَّیَا (المنفقہ) خَيْرٌ مِّنْ يَدِ السُّفْلَى (السائلہ) اوپر والا ہاتھ (خرچ کرنے والا) نیچے والے ہاتھ (مانگنے والے) سے بہتر ہے۔ (۲۳۸۵)

* جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ یُعْطِی (۲۳۹۲)

* قبولیت اسلام اور جہاد کے علاوہ بھی بیعت ہو سکتی ہے۔ (۲۴۰۳)

۴۴- مرد چوں پیر شود حرص جواں گردد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ (۲۴۱۰)

بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کی محبت کے سلسلے میں جوان ہوتا ہے۔ ایک زندگی (دراز) کی محبت اور دوسری (لبے) مال کی محبت۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی حدیث میں ہے انسان خود تو بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان ہوتی جاتی ہیں مال کی حرص اور زندگی کی حرص۔ (۲۴۱۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَىٰ وَادِيَانٌ ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ
اللَّهُ عَلَىٰ مَنْ تَابَ (۲۴۱۵)

اگر انسان کو (مال و دولت کے) دو جنگل بھر کر دیئے جائیں (اور پوچھا جائے کہ کافی ہے؟ تو) تیسرے کی چاہت کرے گا۔ اس کے پیٹ کو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی۔ اللہ تعالیٰ اس پہ توجہ فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے (یعنی جو دنیا کا لالچ نہ رکھے اس کو اللہ تعالیٰ صبر و قناعت کی دولت سے مالا مال فرمادیتا ہے) کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔
چشم تنگ کور دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

دنیا دار اندھے کی آنکھ کو یا تو قناعت بھر سکتی ہے یا پھر قبر کی مٹی۔

نبی اکرم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے جو مانگنے سے بچنے کا ارادہ کر لے اللہ تعالیٰ اس کو بچا لیتا ہے اور جو صبر کی عادت ڈال لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر صبر (کی راہیں) آسان کر دیتا ہے اور صبر سے زیادہ کوئی بھی عطاء الہی بہتر اور کشادگی والی نہیں ہے۔ (۲۴۲۴) مزید فرمایا: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرَزَقَ كِفَافًا وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ (۲۴۲۶) وہ شخص مراد کو پہنچ گیا اور سلامتی پا گیا جو اسلام لایا اور ضرورت کے موافق رزق سے نوازا گیا اور اس کو جو دیا گیا اس پر قناعت کی نعمت بھی بخشی گئی اسی لیے حضور علیہ السلام نے اپنے گھروالوں کے لئے یہی دعا مانگی ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اَلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قُوَّتًا۔ اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو ضرورت کے مطابق ہی رزق عطا فرما۔ (۲۴۲۷)

* جاہلوں، مفسدوں اور سخت دل لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے لہن سے مدارات کی اجازت ہے۔ حضور علیہ السلام نے صدقہ کا مال مؤلفہ قلوب (ضعیف الایمان) لوگوں کو دیا۔ عرض کیا گیا: زیادہ حق دار تو دوسرے لوگ تھے۔ فرمایا: انہوں نے مجھے مجبور کیا دو باتوں میں یا تو بے حیائی سے تقاضا کریں یا میں ان کے آگے بخیل ٹھہروں۔ فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ۔ بخیل تو میں ہوں نہیں (۲۴۲۸) ایک مقام پہ فرمایا (میں نے ایسا اس لیے کیا کہ) کہیں وہ (ایمان سے پھر کر) دوزخ میں نہ چلے جائیں۔

(۲۴۳۳)

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبا میں دیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران (شہر) کی بنی ہوئی ایک موٹے کنارے والی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ ایک دیہاتی آیا اور اس نے اس زور سے چادر کو کھینچا کہ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کے موہرے پہ چادر کا نشان پڑ گیا۔ (اس سے اگلی روایت میں ہے کہ چادر پھٹ گئی اور اس کا ایک کنارہ حضور علیہ السلام کے گلے میں رہا اور اتنا شدید جھٹکا لگا کہ حضور علیہ السلام کا سینہ اور اس اعرابی کا سینہ آپس میں مل گیا) دیہاتی نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مُرِّلْنِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو مال اللہ نے آپ کو دیا ہے اس سے میرا بھی حصہ نکلواؤ۔ (حضور علیہ السلام نے اس کی دست اندازی کے بارے میں ایک لفظ

بھی ارشاد نہیں فرمایا کہ اتنا ہی کہہ دیا جاتا بھی یہ کوئی طریقہ ہے چیز لینے کا آخر تو اور طریقے سے بھی بات کر سکتا تھا بلکہ (فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ) (۲۴۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف توجہ فرما کر ہنسنے لگے اور حکم دیا کہ اس کو کچھ دے دیا جائے۔

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں

سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

خدا تعالیٰ ہمیں بھی ایسے لوگوں کے ساتھ حلم و صبر کا مظاہرہ کر کے اپنے آقا علیہ السلام کی اس سنت کو بھی زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور بد اخلاق لوگوں کے ساتھ مروت کر کے سوشہیدوں کا ثواب لینے کی توفیق دے یعنی حلوہ کھانے کی سنت کے ساتھ ساتھ پتھر کھانے کی سنت کو بھی اپنانے کی توفیق مل جائے۔

* ذوالنحویصرہ والی حدیث (۲۴۲۷ تا ۲۴۲۷) (خوارج کی تفصیلی علامات)

* خارجیوں کو اقرب الی الحق اور ادنی الطائفتین الی الحق گروہ مارے گا جو حضرت علی کا گروہ تھا۔ (۲۴۶۰، ۲۴۵۷)

* حدیث پڑھ کر صدق اللہ و بَلَّغَ رَسُولُهُ كَهَنًا جَائِزًا (کیونکہ ان ہو الا وحی یوحی۔ ۲۴۶۷)

* جب حروریہ (خارجیوں) نے ثالث مقرر کرنے پر کہا اِنَّ الْحُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ۔ ہم کسی کو اللہ کے سوا حکم نہیں مانتے تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ۔

بات سچی ہے مگر اس سے ان کا ارادہ باطل کا ہے۔ (۲۴۶۸)

* حضور علیہ السلام حکم فرماتے کہ تم اپنی لڑکی فلاں سے بیاہ دو اور تم فلاں سے (۲۴۸۱) (کتاب الصیام کا آغاز ہو رہا ہے)

* حضور علیہ السلام کے سمجھانے کا انداز ایسا تھا کہ سادہ سے سادہ لوگ بھی سمجھ جاتے۔ جیسے مہینے کے بارے میں انگلیاں بند کر کے اور کھول کر سمجھایا کہ مہینہ یا انتیس دنوں کا ہوتا ہے یا تیس دنوں کا۔ (۱۰-۲۵۰۸) صبح و صادق کا معنی بھی اسی طرح سمجھایا۔ (۲۵۳۲)

* رمضان سے ایک دن پہلے روزہ نہ رکھا جائے الا یہ کہ کسی کا معمول ہو (مثلاً جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھتا تھا کہ اسی دن شعبان کی آخری تاریخ آگئی) (۲۵۱۸)

* اختلاف مطالع کا اعتبار کیا گیا۔ (۲۵۲۸)

* عیدین کے مہینے ناقص نہیں ہوتے (یعنی ان کا ثواب گھٹتا نہیں) (۲۵۳۱)

* حتی یتبین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود کا مفہوم جو صحابی نے سمجھا اور حضور علیہ السلام کا مزاج

فرمانان و سادك لعريض۔ تب تو تیرا تکیہ بہت چوڑا ہے (کہ مشرق و مغرب اس میں سما گئے) (۲۵۳۳)

* سحری ختم ہونے سے نماز فجر تک پچاس آیات پڑھنے کے برابر وقفہ۔ (۲۵۵۲)

* معلوم وصال سے منع فرمانا (۲۵۶۳ تا ۲۵۷۲)

* روزے کی حالت میں بوس و کنار کی اجازت مگر بہتر رک جانا ہی ہے۔ (۲۵۷۶)

* جنابت کی حالت میں روزہ رکھا جاسکتا ہے۔ (۲۵۸۹)

* روزہ توڑنے والے کو کھجوروں کا ٹوکرا مل گیا۔ (۲۵۹۵)

* بعض سفر ایسے ہیں کہ جن میں روزہ رکھنا گناہ و نافرمانی ہے۔ (۲۶۱۰)

* وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين۔ منسوخ ہے۔ (۲۶۸۵)

* نفلی روزے کی نیت زوال سے پہلے ہو سکتی ہے۔ (۲۷۱۴)

* صوم دھر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت (۲۷۲۹)

لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْآبَدَ (۲۷۳۶)

* تین دنوں سے کم مدت میں قرآن پاک نہ ختم کیا جائے۔ (۲۷۳۰) (اس کے بعد کتاب الحج کا آغاز ہو رہا ہے)

نہ یہ بدعت ہے نہ دین میں اضافہ ہوا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر جو تلبیہ کے الفاظ ارشاد فرمائے وہ تو صرف اتنے ہیں:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ

”میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں (تیرے دربار میں) میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں“ میں حاضر

ہوں بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لیے ہیں اور ملک بھی تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔“

جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور خود حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ

فرماتے تھے۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ۔ (ایک روایت میں وسعدیک سے پہلے تیرے

مرتبہ لبیک کا لفظ ہے جبکہ ایک اور روایت میں لبیک کے بعد اللهم کا لفظ ہے پھر دو مرتبہ یا تین مرتبہ لبیک کا لفظ آیا ہے اور یہ تمام

روایات صحیح مسلم کی ہیں نیچے نمبر دے دیئے ہیں ترجمہ یہ ہے ”میں حاضر ہوں تیرے دربار میں“ میں حاضر ہوں نیک بختی تیری

طرف سے ہے اور بھلائی تیرے ہی دونوں ہاتھوں میں ہے حاضر ہوں میں تیرے سامنے اور رغبت کرتا ہوں میں تیری ہی طرف

اور عمل تیرے ہی لیے ہے۔ (۲۸۱۲ تا ۲۸۱۴)

کسی نے آج تک نہ تو اس کو دین میں اضافہ قرار دیا ہے اور نہ ہی ان الفاظ کے بدعت ہونے کا قول کیا ہے حالانکہ کہیں

نہیں ملتا کہ ان بزرگوں نے پہلے حضور علیہ السلام سے ان الفاظ کو تلبیہ میں بڑھانے کی اجازت لی ہو تو ثابت ہوا کہ جہاں دعاؤں اور وظائف میں اچھے لفظوں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھا کام اگر نیا بھی ہو تو اس کی ممانعت نہیں ہے چاہے وہ جمعہ کے دن نبی اکرم علیہ السلام کی بارگاہ میں درود و سلام کی شکل میں ہو یا محفل میلاد کی شکل میں اس میں یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کام حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام نے کیا ہے یا نہیں کیا۔ اس میں شک نہیں کہ ذہن میں فوراً یہ پہلو آتا ہے کہ جو کام حضور علیہ السلام نے نہ کیا ہم کیوں کریں جیسا کہ جمع قرآن کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق جیسے صحابی جن کی رائے کے مطابق قرآن مجید کی کئی آیات نازل ہوئیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہہ دیا۔ آپ وہ کام (جمع قرآن کا) کیوں کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام نے نہ کیا لیکن حضرت ابوبکر صدیق یہی کہتے رہے کہ اگرچہ حضور علیہ السلام نے یہ کام نہیں کیا مگر اللہ کی قسم کام بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت عمر کی سمجھ میں بات آگئی اور قرآن جمع ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ حق و صواب جو ہے وہ یہی ہے کہ بہتر کام کر لینے میں ہی امت کی بھلائی ہے چاہے وہ پہلے ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

* جو احرام باندھے فوت ہو گیا قیامت کے دن لبیک اللہم لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔ (۲۸۹۱)

* حضرت عائشہ نے عرض کیا حضور آپ کو کس نے غصہ دلایا ہے خدا اس کو دوزخ میں ڈالے۔ (۲۹۳۱)

میری وہی نیت ہے جو میرے نبی کی نیت ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک روایت حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ایسی ہی ہے چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں جب حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحائے مکہ میں اونٹ بٹھائے ہوئے تھے اور مجھ سے پوچھا: أَحَبَّجْتَ؟ کیا تو نے حج کی نیت کی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: بَمَا أَهَلَّتْ؟ کیا احرام باندھا؟ میں نے عرض کیا: یوں کہ لَبَّيْكَ بِأَهْلَالٍ كَأَهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ میں حاضر ہوں اسی نیت احرام کے ساتھ جو میرے نبی علیہ السلام نے احرام سے نیت فرمائی ہے۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے (یہ نہیں فرمایا تو نے عبادت کی نیت میں مجھے کیوں شامل کر لیا بلکہ فرمایا: أَحَسَّنْتَ۔ تو نے بہت اچھا کیا۔ (۲۹۵۷)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع میں اس طرح نیت فرمائی کہ جو نیت حضور پاک کی وہی میری بَمَا أَهَلَّتْ بِه النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲۹۴۳)

* صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے کہنے پر حج کو عمرہ میں بدل دیا۔ (۲۹۴۶)

حجۃ الوداع کی مفصل حدیث سے ڈیڑھ سو فوائد (حدیث نمبر ۲۹۴۶)

اس حدیث کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں:

وهو حديث عظيم مشتمل على جمل من الفوائد و نفائس من مہبات القواعد وهو من افراد مسلم لم يروه البخاري في صحيحه و رواه ابو داود كرواية مسلم.

یہ حدیث (الفاظ کے اعتبار سے طویل ہونے کے ساتھ ساتھ) عظیم الشان اس لیے بھی ہے کہ اس میں بہت سارے فقہی مسائل و فوائد اور اسلام کے فوائد بیان ہوئے ہیں اور یہ حدیث امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری کے اندر بیان نہیں فرمائی لہذا یہ امام مسلم کی (افراد) اکیلی احادیث میں سے ہے جبکہ ابو داؤد نے امام مسلم کی طرح اس حدیث کو روایت فرمایا ہے اور ابو بکر بن منذر نے اس حدیث سے حاصل ہونے والے ڈیڑھ سو سے زائد فوائد و مسائل پر پوری ایک کتاب لکھی ہے۔

ان میں سے کئی مسائل کو امام نووی نے بھی صحیح مسلم کے حاشیہ پر لکھا ہے جو کہ ص ۳۹۴ سے لے کر ص ۴۰۰ تک پھیلے ہوئے ہیں جن میں سے کچھ مسائل کو یہاں (ضروری کمی بیشی کے ساتھ صحیح مسلم شرح نووی کے حوالے سے) درج کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ اس حدیث کو امام جعفر صادق نے اپنے باپ امام محمد باقر سے روایت فرمایا ہے جو کہ امام زین العابدین کے فرزند ارجمند ہیں اور امام زین العابدین امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا کے نور نظر اور نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جگر گوشہ بتول رضی اللہ عنہا اور جو انان جنت کے سردار ہیں۔ (بہر حال اب مسائل و فوائد ملاحظہ فرمائیں)

یاد رہے ان مسائل میں بہت سارے مسائل کا استنباط امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مذہب کے مطابق ہے کیونکہ امام نووی خود شافعی المذہب ہیں لہذا حنفی ان مسائل میں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے مذہب کے مطابق عمل کریں گے۔ احناف کے دلائل ان میں سے ہر مسئلہ پہ کتب احناف میں مذکور ہیں۔

۱- امام جعفر صادق اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ہم سب لوگوں کا حال پوچھا، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جب لوگ ملاقات کو آئیں تو ان کے مرتبے و مقام کے مطابق ان کی خاطر داری کی جائے (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لوگوں کے مرتبے کا خیال رکھا کرو)

۲- امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اپنا تعارف کروایا کہ میں زین العابدین بن امام حسین کا پوتا ہوں تو انہوں نے میری طرف شفقت کا ہاتھ بڑھایا۔ اس سے اہل بیت نبوت کی خاص تعظیم خاطر داری اور دلجوئی کرنے کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے۔

۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: مَرَحَبًا بِكَ يَا ابْنَ أَخِي سَلْ مَا شِئْتَ. مرحبا خوش رہو شاباش اے میرے بھتیجے پوچھو جو چاہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ملاقات کو آئے کشادہ دل کے ساتھ اس کو ملنا چاہئے تاکہ اس کا دل خوش ہو اور وہ اپنے مافی الضمیر کو بلا تکلف آپ کے سامنے بیان کر سکے۔

۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ان کے سینے پہ ہاتھ رکھا اور بلا جھجک مسائل پوچھنے کا اذن دیا۔ تو معلوم ہوا کہ اپنے ملاقاتیوں کو نرمی اور اخلاق سے ڈیل کرنا چاہیے تاکہ ان کو آپ کے ساتھ انس پیدا ہو اور ان کا خوف ختم ہو اور بات کرنے میں

حوصلہ اور جرات پیدا ہو اور ان کے آنے کا مقصد پورا ہو سکے۔ کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بے کار ہو جائے۔

(ثم وضع كفه بين ثديي وانا يومئذ غلام شاب)

۵- امام جعفر صادق نے جو یہ فرمایا کہ میں ان دنوں جوان تھا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جابر کی ان کے ساتھ زیادہ محبت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ چھوٹی عمر کے تھے تاکہ ایک جذبے کے ساتھ اس عظیم الشان حدیث کو یاد رکھیں۔

۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امامت نابینا کی جائز ہے اور اس کے جائز ہونے میں اختلاف نہیں مگر افضل ہونے میں تین قول ہیں۔ شافعیہ کے ایک یہ کہ امام ہونا اندھے کا آنکھ والے سے افضل ہے اس لئے کہ اس کی نگاہ کہیں نہیں پڑتی اور خیال نہیں بٹتا۔

دوسرا یہ کہ آنکھ والا افضل ہے اس لئے وہ ناپا کیوں سے خوب بچ سکتا ہے۔

تیسرا یہ کہ دونوں برابر ہیں اور یہی قول صحیح تر ہے اور یہی منصوص ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

۷- یہ کہ گھر والے کا امام ہونا افضل ہے گونا بیٹا بھی ہو۔

۸- یہ کہ (وہ کھڑے ہوئے ایک چار اوڑھ کر) نماز جائز ہے ایک کپڑے سے اگر چہ اور کپڑے بھی موجود ہوں جیسے ان کی

بڑی چادر پاس ہی پڑی تھی۔

۹- تپائی وغیرہ کا گھر میں رہنا جائز ہے۔ پھر نماز پڑھائی پکار دیا تاکہ لوگ تیاری کریں حج کی اور مناسک اور احکام حج

خوب سیکھ لیں اور آپ کی باتیں اور وصیتیں خوب یاد کریں اور لوگوں کو پہنچا دیں اور دعوت اسلام کی اور شوکت ایمان کی خوب ظاہر ہو جائے۔

۱۰- امام کو مستحب ہے کہ جب بڑے کام پر چلے تو لوگوں کو آگاہ کر دے کہ اس کی سواری کے لئے تیار ہو جائیں۔

۱۱- سب لوگوں نے احرام حج کا باندھا اسی لئے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر شخص نے وہی کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

کیا۔ پھر جب آپ نے جو لوگ ہدی نہیں لائے تھے ان کو فسخ حج بعمرہ کا حکم فرمایا تو لوگوں نے تامل کیا یہاں تک کہ آپ کو غصہ

کرنا پڑا اور آپ نے عذر کیا کہ میرے ساتھ ہدی ہے ورنہ میں بھی احرام کھول ڈالتا اور معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی احرام حج ہی کا باندھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام تھا۔

۱۲- مستحب ہے غسل احرام کا اس عورت کو بھی جو حائضہ ہو یا نفاس والی۔

۱۳- نفاس والی عورت کو مستحب ہے لنگوٹ باندھنا کچھ کپڑا اندام نہانی پر رکھ کے اور اس میں اختلاف نہیں۔

۱۴- وقت احرام کے آپ نے دو رکعت پڑھیں اور نووی نے ان کو مستحب کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ مذہب ہے بہت علماء کا

کہ احرام کے وقت دو رکعت مستحب ہے سوا حسن بھری وغیرہ کے اور جو لوگ استحباب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی نہ

پڑھے تو اس پر کچھ دم وغیرہ لازم نہیں آتا نہ وہ گنہگار ہوتا ہے مگر ایک فضیلت فوت ہو گئی اور جن وقتوں میں نماز منع ہے اگر اس

وقت احرام باندھے تو مشہور یہی ہے کہ نہ پڑھے اور بعض اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ پڑھ لے۔

۱۵- حج میں سوار اور پیادہ دونوں طرح جانا روا ہے اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے اور دلائل کتاب و سنت اس میں موجود ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے: وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ (پارہ ۷ سورہ حج) اور اختلاف ہے علماء کا اس میں کہ افضل کیا ہے۔ تو امام شافعی اور مالک اور جمہور کا قول ہے کہ سواری پر جانا افضل ہے اس لئے کہ اس میں پیروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس لئے بھی کہ اس میں مناسک کا ادا کرنا آسان ہے اور اس لئے بھی کہ اس میں خرچ زیادہ ہوتا ہے اور جتنا خرچ زیادہ ہوا اتنا ہی ثواب زیادہ ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے اور داؤد کا قول ہے کہ پیدل جانا افضل ہے کہ اس میں مشقت زیادہ ہے اور یہ قول ٹھیک نہیں اس لئے کہ مشقت مطلوب نہیں بلکہ پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلوب ہے۔

۱۶- یہ جو کہا کہ ان پر قرآن اترتا تھا اس سے ثابت ہو گیا کہ جو عمل ان کی طرف سے روایت ہو اسی کو اختیار کرنا ضرور ہے اور وہی دین ہے۔

۱۷- لبیک میں زیادتی آپ نے منظور کی اور یہ جو کہا کہ توحید کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک لوگ جو شرک کی باتیں بڑھاتے تھے ان کو حضور علیہ السلام نے نکال دیا اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ فقط اتنا ہی لبیک کہنا جتنا حضور علیہ السلام سے ثابت ہے مستحب ہے اور یہی قول ہے امام مالک شافعی کا۔

۱۸- طواف قدوم میں آپ نے تین بار رمل کیا اور چار بار بدستور متعطف چلے اس سے ثابت ہوا کہ طواف قدوم سنت ہے اور اس پر ساری امت کا اتفاق ہے۔

۱۹- طواف سات پھیرے ہے۔

۲۰- یہ کہ رمل تین پھیروں میں اول کے سنت ہے اور رمل اچھل کر چلنے کو کہتے ہیں اور ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں

۲۱- مسئلہ اضطباع کا ہے اور وہ یہ ہے کہ چادر کا ایک حصہ داہنی بغل کے نیچے ڈال دے اور دونوں سرے ایک آگے سے ایک پیچھے سے لے کر بائیں کندھے پر ڈال دے اور دایاں کندھا کھلا رہے کہ اس میں ایک بہادری پائی جاتی ہے اور یہ اضطباع بھی اسی طواف میں ہے جس میں رمل ہے اور اصل رمل کی یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضاء میں مکہ کو تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے کہا کہ ان کو مدینہ کے بخار نے دبلا کر دیا اور یہ ست ہو گئے۔ سو آپ نے حکم دیا کہ اس طرح طواف کریں کہ کافروں پر رعب ہو جائے اور بہادری اور قوت مسلمانوں کی ان پر ظاہر ہو اور بعد اس علت دور ہو جانے کے بھی یہ حکم حجۃ الوداع میں باقی رہا اب وہ قیامت تک ضروری ہو گیا بخلاف حصہ مؤلفۃ القلوب کے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا اب نہ رہا۔

۲۲- مسئلہ یہ ہے کہ جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے آ کر دو رکعت طواف کی ادا کرے اور اس میں

اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے یا سنت اور شافعیہ کے اس میں تین قول ہیں۔ اول اور سب سے صحیح اور پکایہ ہے کہ یہ سنت ہے۔ دوسرا یہ کہ واجب ہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر طواف واجب ہے تو یہ رکعتیں بھی واجب ہیں اور اگر طواف سنت ہے تو یہ بھی سنت ہیں اور بہر حال اگر کسی نے ان کو نہ پڑھا تو طواف اس کا باطل نہیں ہوتا اور مسنون یہی ہے کہ ان کو مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھے اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حجر میں (یعنی حطیم میں پڑھے) اور نہیں تو مسجد میں جہاں ہو سکے پڑھ لے۔

۲۳- مسئلہ یہ ہے کہ طواف کی رکعتوں میں پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد پڑھنا سنت ہے۔

۲۴- مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ طواف قدوم کے بعد سنت ہے کہ جب دو رکعتوں سے فارغ ہو تو پھر حجر اسود کو چھوئے اور باب الصفا سے نکلے اور اسی پر اتفاق ہے کہ یہ چھونا واجب نہیں اور اگر نہ چھوئے تو کچھ دم لازم نہیں آتا اور یہی قول ہے امام شافعی کا۔

۲۵- مسئلہ یہ ہے کہ اس روایت میں قل ہو اللہ پہلے مذکور ہے اور قل یا ایہا الکافرون بعد میں تو معلوم ہوا کہ پہلی رکعت میں قل ہو اللہ پڑھے اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور اس سے ثابت ہوا کہ مقدم مؤکر سورتیں پڑھنا روا ہے اگرچہ بعض جہاں اس میں تعجب کریں اور بعض روایتوں میں اس کے برعکس بھی آیا ہے

۲۶- سعی صفا سے شروع کرنا چاہئے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک اور جمہور کا۔ نسائی میں آیا ہے کہ آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ شروع کرو وہیں سے جہاں سے شروع کیا ہے اللہ نے اور اسناد اس کی صحیح ہے۔

۲۷- مسئلہ یہ ہے کہ صفا اور مروہ پر چڑھنا چاہئے اور اس چڑھنے میں اختلاف ہے۔ جمہور شافعیہ نے کہا ہے کہ چڑھنا سنت ہے نہ شرط ہے نہ واجب ہے اور اگر کوئی اس پر نہ چڑھا تو سعی صحیح ہوگئی مگر فضیلت فوت ہوئی اور ابو حفص بن وکیل شافعی کا قول ہے کہ سعی صحیح نہیں ہوئی اور صواب وہی قول اول ہے مگر ضروری ہے کہ صفا کی زمین میں ایڑیاں لگا کر سعی شروع کرے اور مروہ کی زمین میں پیر کی انگلیاں لگا کر تمام کرے کہ سعی ناقص نہ ہو۔

۲۸- مستحب ہے کہ اتنا چڑھے کہ کعبہ دکھائی دے اگر ممکن ہو ورنہ خیر۔

۲۹- مستحب ہے بلکہ مسنون ہے کہ صفا پر کھڑا ہو اور وہی دعائیں پڑھے اور دعا کرے قبلہ رخ ہو کر اور تین بار ذکر اور تین بار دعا کرے اور بعضوں نے کہا تین بار ذکر اور دو بار دعا کرے مگر قول اول صحیح ہے اور اس دعا میں اشارہ ہے کہ جنگ احزاب میں تمام قبائل عرب مدینہ پر چڑھ آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھگا دیا اور یہ جنگ جس کو خندق کہتے ہیں چوتھے سال ہجرت کے یا پانچویں سال میں ماہ شوال میں واقع ہوئی۔

۳۰- یہ کہ وادی کے بیچ میں دوڑنا مستحب ہے باقی چلنا حسب عادت اور اس دوڑنے کو سعی کہتے ہیں اور ہر بار میں جب وادی کے بیچ میں پہنچے دوڑ کر چلے اور اگر کسی نے اس کو ترک کیا تو فضیلت فوت ہوئی۔ یہ مذہب ہے شافعی کا اور ان کے موافقین

کا اور امام مالک نے کہا ہے کہ جو خوب نہ دوڑا اس پر دوبارہ اعادہ واجب ہے اور ایک دوسری روایت بھی ان سے آئی ہے۔

۳۱- مسئلہ یہ ہے کہ مروہ پہنچ کر بھی وہی ذکر اور دعا کرے جو صفا پر کی ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔

۳۲- معلوم ہوا کہ سعی آپ کی مروہ پر تمام ہوئی تو صفا سے مروہ پر پہنچنا یہ ایک پھیرا ہوا اور وہاں سے پھر صفا پر آنا دوسرا پھیرا ہے۔ ایسے ہی سات پھیرے چاہئیں اور یہی مذہب ہے جمہوری سلف و خلف کا۔

۳۳- مسئلہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لہیک سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی یوں احرام باندھے کہ یا اللہ میرا احرام وہی ہے جو فلاں شخص کا احرام ہو تو یہ روا ہے۔

۳۴- مسئلہ یہ ہے کہ راوی نے جو کہا کہ انہوں نے بال کترائے اور اس سے معلوم ہوا کہ کتر وانا بھی روا ہے گو منڈانا سر کا افضل ہے مردوں کو مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہاں افضل پر اس لئے عمل نہ کیا کہ اگر منڈا تے توجج کے وقت مطلق بال نہ رہتے اس لئے یہاں تقصیر پر کفایت کی اور حلق نہ کیا۔

۳۵- مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے حج کے لئے آٹھویں تاریخ منیٰ کا ارادہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مکہ میں ہو وہ آٹھویں تاریخ احرام باندھے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے موافقین کا کہ ان کے نزدیک افضل یہی ہے اس حدیث کی رو سے۔

۳۶- آٹھویں تاریخ سے پہلے منیٰ نہ جائے اور امام مالک نے پہلے اس سے جانے کو مکروہ کہا ہے اور بعض سلف نے کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں اگر پہلے جائے۔

۳۷- اور یہ جو فرمایا کہ آپ بھی سوار ہوئے۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اس جگہ میں سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے جیسے اور راہوں میں حج کے سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو صحیح کہا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ضعیف یہ بھی ہے کہ پیدل چلنا افضل ہے۔

۳۸- یہ کہ منیٰ میں یہ پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں جیسے حضور علیہ السلام نے پڑھیں۔

۳۹- یہ کہ منیٰ میں اس شب یعنی نویں رات کو رہنا سنت ہے اور یہ رہنا مسنون ہے کچھ رکن نہیں نہ واجب ہے اور اگر کسی نے اس کو چھوڑ دیا تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا اور اس پر اجماع ہے۔

۴۰- یہ کہ جو کہا جب آفتاب نکل آیا اس سے ثابت ہوا کہ منیٰ سے نہ نکلے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو اور یہ سنت ہے باتفاق۔

۴۱- یہ کہ نمرہ میں اترنا مستحب ہے کہ سنت یہ ہے کہ عرفات میں داخل نہ ہوں جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے۔ پھر جب آفتاب ڈھل جائے ظہر اور عصر ملا کر پڑھیں۔ پھر عرفات میں داخل ہوں اس لئے نمرہ میں اترنا مسنون ہوا۔ پھر جس کا خیمہ ہو لگایا جائے اور زوال کے قبل غسل کریں وقوف عرفات کے لئے پھر جب زوال ہو جائے امام لوگوں کے ساتھ مسجد ابراہیم میں

جائے اور وہاں دو چھوٹے چھوٹے خطبے پڑھے اور دوسرا خطبہ بہت چھوٹا ہو۔ پھر اس کے بعد ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے ادا کرے پھر نماز سے فارغ ہو کر موقف میں جائے۔

۴۲۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم کو خیمہ میں یا اور ساریہ کے نیچے رہنا درست ہے۔

۴۳۔ خیموں کا رکھنا روا ہے بالوں کے ہوں خواہ اور کسی چیز کے اور نمرہ ایک موضع ہے عرفات کے بغل میں اور عرفات میں داخل نہیں۔ قولہ قریش یقین کرتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش تمام عرب کے خلاف کرتے تھے کہ عرب لوگ عرفات میں جا کر وقوف کرتے اور قریش مزدلفہ میں کھڑے رہتے اور کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر والے ہیں۔ ہم حرم سے باہر نہ جائیں گے اور مزدلفہ حرم میں ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بفرمان واجب الاذعان قرآن کے عرفات میں جا کر وقوف کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ یعنی پھر لوٹو وہاں سے جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں یعنی عرفات سے۔

۴۴۔ قولہ یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عرفات میں داخل ہونا قبل صلوٰۃ ظہر و عصر کے خلاف سنت ہے۔

قولہ آپ وادی کے بیچ میں پہنچے الخ یہ وادی عرنہ ہے جس میں عین کو پیش رکوز براس کے بعد نون ہے اور عرنہ عرفات میں داخل نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور تمام علماء کا یہی قول ہے مگر امام مالک فرماتے ہیں کہ عرفات میں ہے۔

۴۵۔ قولہ پھر خطبہ پڑھا الخ اس سے مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ خطبہ یہاں مستحب ہے امام کو عرفہ کے دن اور یہ باتفاق امت مسنون ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ حج میں چار خطبے سنت ہیں۔ ایک تو ساتویں تاریخ ذی الحجہ کی کعبہ کے پاس بعد ظہر کے۔

دوسرے یہی جو مذکور ہوا عرنہ میں عرفات کے دن۔

تیسرے یوم النحر میں یعنی دسویں تاریخ۔

چوتھے کوچ کے دن منیٰ سے جس کو یوم نفاول کہتے ہیں اور وہ ایام تشریق کا دوسرا دن ہے یعنی بارہویں تاریخ اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ یہ سب جگہ ایک ہی ایک خطبہ ہے مگر عرفات کے دن کہ اس میں دو ہیں اور اسی طرح یہ سب خطبے بعد نماز ظہر کے ہیں مگر خطبہ عرفات کہ وہ قبل ظہر کے ہے اور ہر خطبہ میں احکام ضروریہ کی تعلیم کرنا ضروری ہیں۔

قولہ اور تمہارے خون اور اموال الخ اس میں بڑی تاکید فرمائی کہ جیسے عرب کو اس دن کی حرمت اور اس ماہ کی حرمت اور اس شہر مکہ کی حرمت بخوبی معلوم تھی ویسے ہی ایک دوسرے کو مارنا، مال لوٹنا، ایذا دینا اس کو آپ نے حرام فرمایا۔

۴۶۔ مسئلہ یہ کہ نظیر دینا اور مثال بیان کرنا اور تشبیہ دینا درست ہے جیسے آپ نے یہاں مال و جان کی حرمت کی تشبیہ دی۔

قولہ ہر چیز ایام جاہلیت کی میرے پیروں کے نیچے ہے الخ۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ بیع و شراء اور معاملات ایسے کہ جن

میں ابھی قبضہ نہیں اور خون ایسے جن کا قصاص نہیں لیا گیا اور سود جو وصول نہیں کیا گیا اس کا مطالبہ اب نہ کرنا چاہئے اور یہ سب باطل اور لغو ہو گیا اور ابن ربیعہ کا نام محققوں نے لکھا ہے کہ ایسا تھا بیٹا ربیعہ کا وہ بیٹا حارث کا وہ بیٹا عبدالمطلب کا اور بعضوں نے اس کا نام حارثہ کہا ہے اور یہ لڑکا چھوٹا تھا اور گھروں میں گھنٹوں کے بل چلتا تھا اور بنی سعد اور بنی لیث کے بیچ میں لڑائی ہوئی اور اس کے ایک پتھر لگا اور مر گیا یہ قول ہے زبیر بن بکاء کا۔

۴۷- اور یہ جو فرمایا ڈرو اللہ سے عورتوں کے بارے میں الخ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاق اور محبت اور نرمی سے بسر کرنا ضروری ہے اور اس بارے میں بہت احادیث آئی ہیں اور بہت ڈرایا ہے آپ نے ان کی حق تلفی سے اور فرمایا ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہتا ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بارے میں ایک کتاب ہے ریاض الصالحین۔ اور یہ جو فرمایا حلال کیا ہے تم نے ان کے ستر کو الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَاَمْسَاكَ بِعَرُوفٍ اَوْ تَسْرِیْخٍ بِاِحْسَانٍ اس حکم خدائے تعالیٰ سے ان کی شرمگاہیں تم پر حلال ہوئی ہیں تو اس کا خیال رکھو کہ انہیں تکلیف نہ دو اور ان کے حقوق تلف نہ کرو یا اس سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے کیونکہ مسلمان عورت غیر مسلمان مرد کو جائز نہیں یا مراد اس سے یہ آیت ہے فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ یا مراد کلمہ سے ایجاب و قبول ہے اور یہ کلمہ اللہ ہی نے بتایا ہے اور یہ جو فرمایا تمہارے بچھونے پر الخ اس سے زنا مراد نہیں اس لئے کہ اس میں تورجم ہے یعنی پتھر اوڑھ کر کے مار ڈالنا بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی غیر کے ساتھ تخلیہ نہ کریں یا کسی کو گھر میں نہ آنے دیں جب تک کہ اجازت نہ ہو خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ اجنبی ہو خواہ بی بی کے محارم میں سے ہو غرض بغیر اجازت شوہر کے کسی کو گھر میں آنے نہ دینا چاہئے پھر خواہ اجازت زبان سے پائی جائے خواہ عرف و عادت سے۔

۴۸- یہ مسئلہ ہے کہ عورت کو مارنا تنبیہ اور تادیب کے لئے جائز ہے مگر ایسی ہی ضرب ہو کہ جس سے ضرر شدید نہ پہنچ جائے اور اگر ایسی مار ماری جو درست ہے یعنی اس میں ضرر شدید نہ تھا اور اتفاق سے وہ مر گئی تو اس پر (یعنی زوج پر) دیت ہے اور زوج کے عاقلہ پر اس کی ادائیگی واجب ہے اور زوج اپنی مال سے کفادہ دے۔

۴۹- قولہ روئی ان کی الخ معلوم ہوا کہ خرچ عورت کا اور کھلانا پلانا اور کپڑا دستور کے موافق زوج پر واجب ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔

۵۰- وصیت کی آپ نے قرآن کے تمسک پر اور فرمایا کہ جب تک اس کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اور حد بیان کی اس کے تمسک تک معلوم ہوا کہ جس نے قرآن چھوڑ دیا یعنی اس کے اوامر پر عمل نہ کیا، نواہی سے نہ بچا، قصص سے عبرت نہ پکڑی خبروں کی تصدیق نہ کی، وعدوں کی امید نہ رکھی، وعیدوں سے خوف نہ کیا، صفات باری پر یقین نہ لایا وہ گمراہ ہوا۔ یہ اس کا حال ہے جو قرآن کے معانی اور مطالب کو جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا ہے۔ پھر اس کا حال پوچھتے ہو جو کم بخت قل هو اللہ کے معنی بھی نہیں جانتا۔

۵۱۔ جو شخص جمع کرے دو نمازوں کو تو اس کو لازم ہے کہ ترتیب سے پڑھے یعنی ظہر، عصر اور پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت اور دوسری کے لئے فقط اقامت کہے اور ان کے بیچ میں کچھ نہ پڑھے اور اس میں شافعیہ کا اتفاق ہے اور یہی صحیح ہے۔

۵۲۔ پھر سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی آخر الحدیث۔

قولہ پھر آئے کھڑے ہونے کی جگہ تو مستحب ہے جب نماز سے فارغ ہو تو جلد موقف میں آجائے۔

۵۳۔ وقوف سواری پر افضل ہے اور اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس میں شوافع کے تین قول ہیں۔ اصح ان میں یہی ہے کہ سواری پر افضل ہے اور دوسرا یہ کہ بے سواری کے افضل ہے۔ تیسرا یہ کہ دونوں برابر ہیں مگر سواری پر فعل نبی علیہ السلام ہے اور بے سواری کے تقریر اور فعل تقریر سے افضل ہے پس قول اول بہتر ہے۔

۵۴۔ ان پتھروں کے پاس افضل ہے وقوف کرنا اور وہ پتھر بچھے ہوئے ہیں جبل رحمت کے دامن میں اور جبل رحمت زمین عرفات کے بیچ میں واقع ہے۔ غرض موقف مستحب وہی ہے۔

۵۵۔ آپ نے ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ جمع یہیں مشروع ہے مگر اس کے سبب میں اختلاف ہے کسی نے کہا سبب اس کا بجا آوری نسک ہے اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ اور بعض اصحاب شافعی کا ہے اور اکثر شافعیہ نے کہا سبب اس کا سفر ہے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ جو وہیں رہتا ہو یا مکہ میں ہو کہ وہ منزل سے کم ہے تو اس کا جمع روا نہیں جیسے قصر روا نہیں۔

۵۶۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا وقوف کے وقت مستحب ہے۔

۵۷۔ قولہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھالیا۔ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ ایک جانور پر دو آدمی کا بیٹھنا درست ہے اگر جانور طاقت رکھتا ہو اور اس باب میں بہت روایتیں آئی ہیں۔

قولہ سر اس کا کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا۔ مورک وہ جگہ ہے جو کجاوہ کے آگے ہوتی ہے اور کبھی سوار جب تھک جاتا ہے اور پیر لٹکے لٹکے سن ہو جاتے ہیں تو اٹھا کر وہاں رکھ لیتا ہے اور وہاں ایک چمڑا لگا ہوتا ہے۔

۵۸۔ سوار کے لیے ضروری ہے کہ پیدلوں کے ساتھ نرمی کرے اور ان کے بیچ میں سواری دوڑائے نہیں کہ ان میں بھاگڑ پڑے اور گڑبڑ ہو یا ہل چل مچے اس لئے آپ مہار کھینچے رہے۔

۵۹۔ جب عرفات سے لوٹے تو آہستہ آہستہ چلے جلدی چلنے کی حاجت نہیں کہ خلاف سنت ہے۔

قولہ آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور مزدلفہ مشہور جگہ ہے حد اس کی مشہور ہے اور عرفات سے تین کوس ہے اور مزدلفہ سے منیٰ تین کوس ہے اور منیٰ سے مکہ تین کوس ہے اور وہ حرم میں داخل ہے۔

۶۰۔ شب کو آپ وہاں رہے اور شب کو وہاں رہنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی اور بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے اور بعض شافعیہ کے نزدیک فرض ہے۔

۶۱- آپ نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھیں جیسے ظہر اور عصر عرفات میں پڑھی تھیں اور یہ مذہب ہے شافعی اور زفر کا اور دوسرے اماموں کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ عشاء میں اقامت ضروری نہیں اس لئے کہ وہ اپنے وقت پر ہے بخلاف عصر عرفات کے کہ وہ غیر وقت میں تھی۔

۶۲- رات کو مزدلفہ میں رہنا واجب ہے یا سنت ہے صحیح قول شافعی کا یہ ہے کہ اگر کوئی شب کو وہاں نہ رہا تو حج اس کا صحیح ہو گیا اور گنہگار ہوا مگر اس پر دم واجب ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے ترک میں گناہ نہیں اور نہ دم واجب ہوتا ہے مگر وہاں ٹھہرنا رات کو مستحب ہے اور ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ رکن ہے اور بغیر اس کے حج صحیح ہی نہیں ہوتا جیسے بغیر وقوف عرفات کے حج صحیح نہیں ہوتا اور یہ قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ابو بکر بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ کا اور علقمہ اور اسود اور شعبی اور نخعی اور حسن بصری کا۔

۶۳- مزدلفہ میں نماز سویرے پڑھنا چاہئے صبح کی اس لئے کہ آج مناسک بہت ہیں۔

یاد رہے! صبح کی نماز میں اذان اور اقامت دونوں مسنون ہیں اور اسی طرح نمازوں میں مسافر کی اور اس میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں بھی اذان دلوائی جیسے حضر میں دلواتے تھے۔

۶۴- قولہ پھر چلے یہاں تک کہ المشعر الحرام میں آئے اور اس سے معلوم ہوا کہ المشعر الحرام وہی قزح ہے اور جماہیر مفسرین اور اہل سیر نے کہا ہے کہ المشعر الحرام تمام مزدلفہ ہے۔

۶۵- معلوم ہوا یہاں بھی وقوف کرنا مناسک حج میں داخل ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں مگر اختلاف اس میں ہے کہ یہاں سے کب چلے سواہن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی اور جماہیر علماء کا قول ہے کہ یہاں کھڑا دعا کرتا رہے اور ذکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ صبح روشن ہو جائے جیسے اس حدیث میں ہے اور امام مالک نے کہا ہے کہ یہاں سے روشنی ہونے سے قبل چل دے۔

۶۶- قولہ فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورتوں سے آنکھ بند کرنا چاہئے۔ اور یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جو قدرت رکھے گناہ سے روکنے کی اپنے ہاتھ سے تو روک دے اپنے ہاتھ سے اسی لئے آپ نے ہاتھ رکھ دیا۔
قولہ بطن محسر میں پہنچے محسر اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ فیل اصحاب فیل کا وہاں رک گیا تھا اور روکنے کو عربی میں حسر کہتے ہیں۔

۶۷- قولہ تب اونٹنی کو ذرا چلایا۔ اس لیے اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ بطن محسر سے جلدی گزرنا چاہئے اور یہ سب سنت ہے۔ اس مقام کی سنتوں میں سے اور وہ ایک تیر کے پٹہ تک ہے یا ڈھیلا پہنچنے کی مسافت تک۔

۶۸- قولہ بیچ کی راہ لی اس سے معلوم ہوا لوٹتے وقت عرفات سے اس راہ سے منیٰ میں داخل ہونا سنت ہے اور یہ اس راہ کے سوا ہے جس راہ سے آپ عرفات کو گئے تھے اور یہ ایسی بات ہے جیسے آپ نے مکہ جاتے وقت ثنیۃ العلیا کی راہ لی اور نکلتے

وقت ثنیۃ السفلی کی اور عیدین میں بھی آپ ایک راہ سے جاتے دوسرے سے آتے یا استسقاء میں چادر اٹھتے۔ غرض یہ سب گویا بطور تقاول کے ہوا۔

۶۹- قولہ جمرہ عقبہ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جب مزدلفہ سے آئے تو منیٰ میں پہنچ کر پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس سے پہلے کچھ نہ کرے اور یہ رمی اس کی منیٰ میں اترنے سے پہلے ہو۔ غرض اس رمی سے فارغ ہو کر پھر اترے۔
۷۰- قولہ اور سات کنکریاں الخ اس سے معلوم ہوا کہ سات کنکریاں ماریں دانہ باقلا کے برابر اس سے بڑے نہ چھوٹے اور اگر اس سے بڑے چھوٹے ہوں تب بھی کافی ہیں مگر پتھر ہوں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کے نزدیک سرمہ اور ہڑتال اور سونے اور چاندی وغیرہ سے رمی درست نہیں۔ اسی طرح جن چیزوں کو حجر نہیں کہتے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجزائے ارض میں جو چیز ہو درست ہے۔

۷۱- معلوم ہوا کہ ہر کنکری پر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر اور معلوم ہوا کہ ایک ایک کنکری الگ الگ مارے اور یہی ثابت ہے۔ احادیث سے اور بطن وادی میں کھڑا ہو اور بعضوں نے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یوم النحر میں یہی رمی جمرہ عقبہ مشروع ہے اور کچھ نہیں اور اس پر اجماع ہے تمام مسلمانوں کا اور یہ رمی نسک میں داخل ہے یا جماع مسلمین اور مذہب شافعیہ کا ہے کہ یہ واجب ہے رکن نہیں۔ پھر اگر کسی نے چھوڑ دی یہاں تک کہ ایام رمی نکل گئے تو گنہگار ہوا اور اس پر دم لازم آیا اور حج صحیح ہو گیا اور امام مالک نے کہا ہے حج فاسد ہو گیا اور واجب ہیں سات کنکریاں کہ اگر ایک بھی کم ہو گئی تو چھ کافی نہیں ہوتیں۔
قولہ پھر نحر کی جگہ میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ ہدی بہت لانا مستحب ہے کہ آپ کے سوا اونٹ ہدی تھے اور پورے ہوئے۔

۷۲- ثابت ہوا کہ مستحب ہے ذبح کرنا ہدی کا اپنے ہاتھ سے اور نیابت بھی جائز ہے بالا جماع جب نائب مسلمان ہو اور پورے ہوئے اس سے۔

۷۳- مستحب ہے جلدی ذبح کرنا ہدایا کا اگرچہ بہت ہوں اور ذبح سب کا یوم النحر میں مستحب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ اونٹ جو آپ کے ساتھ آئے وہ تو آپ نے ذبح کئے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ لائے تھے وہ ان کو ذبح کے لئے دیئے جو وہ یمن سے لائے تھے۔ غرض یہ سب پورے سو ہو گئے۔

۷۴- پھر فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ہر قربانی میں سے کچھ کھانا سنت ہے اور چونکہ ہر ایک میں سے کھانا مشکل تھا تو آپ نے یہ ترکیب کی اور اس کے سنت ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے۔

۷۵- معلوم ہوا کہ پانی بھرنا اور پلانا بڑی فضیلت ہے کہ آرزو کی آپ نے اس کی مگر اس خوف سے کہ بنی عبدالمطلب کی خدمت چھن جائے بجانہ لائے اور معلوم ہوا اس سے کہ بعض مستحبات کا ترک کسی مصلحت سے روا ہے اسی سے ثابت ہوئی فضیلت زمزم کے پینے کی اور بہت روایتیں اس بارے میں آئی ہیں اور یہ ایک مشہور کنواں ہے بیت اللہ شریف سے اڑ میں ہاتھ

پر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زمین کے تمام کنوؤں سے بہتر زمزم ہے اور سب سے بدتر برہوت۔

* صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مسائل حج میں اختلاف (۲۹۷ تا ۲۹۵۹)

۲۹۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری میں فرشتوں کا سلام

حضرت مطرف فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغام بھیج کر بلاوا جب میں حاضر ہوا تو انہوں نے (دیگر باتوں کے علاوہ بطور خاص) مجھے فرمایا: إِنَّهُ قَدْ سَلَّمَ عَلَيَّ۔ بے شک مجھ پر سلام بھیجا گیا۔

نووی شرح مسلم میں ہے۔

ومعنى الحديث ان عمران بن الحصين رضى الله عنه كانت به بواسير فكان يصبر على المبهات وكانت الملائكة تسلم عليه فاكثوى فانقطع سلامهم عليه ثم ترك الكى فعاد سلامهم عليه. (مسلم شريف ص ۴۰۲)

حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو بواسیر کا مرض تھا۔ اس دوران فرشتے ان کو سلام کیا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے داغ لیا تو فرشتوں کا سلام موقوف ہو گیا اور پھر جب داغ لینے سے رک گئے تو فرشتے پھر سلام کے لئے حاضر ہونے لگے اور داغ بغیر نہایت تکلیف میں رہتے تھے (لیکن فرشتوں کے سلام سے لذت لیتے رہتے تھے) چنانچہ اسی مرض میں ان کا وصال ہو گیا۔ (۲۹۷ تا ۲۹۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول لینا زیادہ بہتر ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سائل کو (جس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول پیش کیا کہ جب تک عرفات میں نہ جائے تب تک طواف نہ کرے) فرمایا: حضور علیہ السلام نے عرفات میں جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف فرمایا (اور باقی رہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی بات تو مجھے یہ بتا کہ کہ بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أَحَقُّ أَنْ تَأْخُذَ أَوْ يَقُولَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ كُنْتَ صَادِقًا۔ اگر تو سچا ہے (اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واقعی یہ کہا ہے) تو حضور علیہ السلام کا قول لینا زیادہ بہتر ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا۔

دورہ حدیث کے دوران اکثر ایسی باتیں جب سامنے آئیں مثلاً ایک ساتھی نے علامہ اقبال کے حوالے سے کہا کہ ان کی تو داڑھی نہیں تھی۔ استاد محترم نے فوراً جواباً فرمایا: قرآن میں لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ہے یا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟

یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے جن کے اسوۂ کاملہ سے زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی لی جاسکتی ہے اور آپ ہی کے طریقہ زندگی کو اپنا رہنما بنانے کی ضرورت ہے۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو چمن دھر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مئے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اس نام سے ہے بزم ہستی پیش آمادہ اس نام سے ہے

ہماری ایک بُری عادت

ہماری عادت سی بن گئی ہے کہ بزرگان دین کی زندگی کے بحیثیت انسان کمزور پہلو تو اپنا لیتے ہیں اور ان پہلوؤں کو اپنی بد عملی کے لئے بطور دلیل استعمال کرتے ہیں جبکہ ان کی بابرکت زندگیوں کے مثبت پہلوؤں کی بات آئے تو یہ کہہ کر گلو خلاصی کرانا چاہتے ہیں کہ ہماری کیا مجال کہ ان کا مقابلہ کر سکیں۔ کہاں ہم اور کہاں وہ..... چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ تو کیا تم صرف یہی کر سکتے ہو کہ ان کے کمزور پہلوؤں کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان کو بدنام کرتے پھر و کیا یہی تمہاری بزرگوں سے عقیدت ہے؟ اگر یہ محبت ہے تو پھر عداوت کس بلا کا نام ہے؟

خلاف پیمبر کے راہ گزید کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید

* حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں نماز چاشت کی ادائیگی کو بدعت کہا کرتے تھے۔ (۳۰۳۷)

* رمضان شریف میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔ (۳۰۳۸) (یا فرمایا ہمارے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے

(۳۰۳۹)

* حضور علیہ السلام کہیں تشریف لے جاتے تو راستہ صاف کرانے کے لئے ہٹو بچو کہنے کی ضرورت نہ ہوتی

تھی۔ (۳۰۵۵-۵۸)

* طواف میں رمل کا حکم اس لیے تھا کہ مشرکین نے مشہور کر رکھا تھا کہ مسلمان مدینہ جا کر کمزور ہو گئے ہیں۔ (۳۰۵۹)

* حضرت عمر نے فرمایا: اے حجر اسود اگر میرے نبی نے تجھے نہ چوما ہوتا تو میں تمہیں کبھی نہ چومتا کیونکہ تو ایک پتھر ہی تو

ہے۔ (۳۰۷۰)

* حضرت عمر کو عبداللہ بن سرجس نے اصلع کہا یعنی گنجا (۳۰۶۹) (اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی برانہ مانے تو اس کو اس

طرح کے نام سے پکارا جاسکتا ہے۔ جس طرح کہ ایک صحابی جن کا نام عبداللہ تھا اور وہ حضور علیہ السلام کو ہنسایا کرتے تھے۔ لیکن

ان کو حمار کہا جاتا۔ مشکوٰۃ ص ۳۱۶ بحوالہ بخاری)

حجر اسود کو چھڑی لگا کر چھڑی کو چومنا حجر اسود کو ہی چومنا ہے

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ

الرُّكْنَ بِمُحَبِّنٍ مَعَهُ وَيُقَبِّلُ الْمُحَبِّينَ (۳۰۷۸)

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بیت اللہ شریف کا طواف فرما رہے ہیں اور رکن (حجر اسود) کو اپنی ہاتھ

کی چھڑی کے ساتھ چھو کر چھڑی کو بوسہ دے رہے ہیں۔

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ اکثر اپنی تقاریر میں یہ مسئلہ بیان کر کے (کہ اگر کوئی شخص حجر اسود کو بوسہ دے سکے تو چھڑی سے یا ہاتھ سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو چوم لے تو یہ حجر اسود کو چومنا ہی ہے) فرمایا کرتے: ہم چونکہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے لہذا حضور علیہ السلام کا نام آتا ہے تو اپنے انگوٹھوں کو چوم لیتے ہیں اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو تو اپنے انگوٹھوں میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آیا اس لیے انہوں نے انگوٹھے چومے۔ تمہیں تو نور نظر نہیں آتا پھر کیوں چومتے ہو؟ تو جس طرح حجر اسود تک نہ پہنچ پانے والا ہاتھ سے یا چھڑی سے اشارہ کر کے ہاتھ اور چھڑی کو چوم لے تو یہ حجر اسود کو ہی چومنا ہے اسی طرح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور تک نہ پہنچ پانے والا اگر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آدم علیہ السلام کی سنت یہ عمل کرتے ہوئے اپنے انگوٹھوں کو چوم لے تو یہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو چومنا ہے ورنہ تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شیطان نظر آیا تو انہوں نے کنکریاں ماریں آج تمہیں شیطان نظر نہیں آتا پھر حج کے موقع پر کنکریاں مارنے کی زحمت کیوں کرتے ہو؟ حضرت ہاجرہ کو اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی ضرورت تھی اس لیے انہوں نے صفا و مروہ کی سعی کی آج تمہیں پانی کی ضرورت نہیں ہوتی پھر کیوں سعی کرتے ہو؟ طواف میں رمل کرنے کی ایک خاص وجہ تھی جواب نہیں رہی لیکن رمل کیا جاتا ہے اس لیے ناں کہ اللہ کے محبوبوں کی یادیں تازہ ہوتی رہیں تو ہم بھی نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ اس لیے انگوٹھے چومتے ہیں تاکہ آدم علیہ السلام کی سنت زندہ رہے اور ان کی یاد تازہ ہوتی رہے۔

ایہہ پرانیاں رسماں یاراں دیاں۔ اسیمہ گل نال لا کے بیٹھے آں

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

پھر فرمایا کرتے: آپ لوگ بھی تو بے شمار چیزوں کو چومتے ہیں اور بے دلیل چومتے ہیں۔ ہم نے کبھی تم پر اعتراض کیا ہے کہ کیوں چومتے ہو؟ اپنی اپنی قسمت ہے تم اور بہت ساری چیزوں کو بے دلیل چومتے ہو اور ہم نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالذلیل چومتے ہیں۔ تم قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہوتے ہو اور ہم صلوٰۃ و سلام کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر بواہوس کے واسطے دار و رسن کہاں

* سنت بمعنی واجب (سعی کو حضرت عائشہ نے سنت کیا اور علامہ وحید الزمان نے لکھا کہ یہاں سنت سے مراد واجب ہے۔) (شرح نووی ص ۳۱۴) تو حنفی کہیں اگر واجب سے مراد سنت لیتے ہیں مثلاً جمعہ کے دن غسل واجب ہے۔ میں واجب بمعنی سنت کیا جائے تو آپ حضرات کا ہاضمہ کیوں خراب ہو جاتا ہے۔ (۳۰۸۱)

* سیاہ رنگ کا کان کٹا غلام بھی حاکم ہو تو اس کی اطاعت لازم ہے جب تک وہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا رہے۔

(۳۱۳۸)

* حضرت ابو طلحہ کو حضور علیہ السلام نے اپنے بال مبارک عطا فرمائے اور حکم دیا: اَقْسِمُ بِبَيْنِ النَّاسِ۔ لوگوں میں

(بطور تبرک) تقسیم کر دو۔ (۳۱۵۵)

* حج کے موقع پہ مناسک حج کے تقدم و تاخر کے سوال پر آپ نے ہر ایک کو یہ جواب دیا (جس سے حضور علیہ السلام کا اختیار ثابت ہوا)

إِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ ج۔ اب کر لو کوئی حرج نہیں۔ (۳۱۵۶ تا ۳۱۶۴)

* اونٹ کی قربانی میں سات افراد کی شرکت (۳۱۸۵ تا ۳۱۹۰)

* عثمان بن طلحہ سے حضور علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی چابی مانگی۔ انہوں نے اپنی ماں سے طلب کی تو ماں نے دینے سے

انکار کر دیا تو انہوں نے فرمایا: دے دے ورنہ میں اپنی تلوار اپنی پشت سے پار کر دوں گا تب ماں نے چابی دی۔ (۳۲۳۲)

* فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کو دیکھنا شروع کیا تو حضور علیہ السلام نے ان کا منہ دوسری طرف پھیر

دیا۔ (۳۲۵۱)

* بچے کے حج کا ثواب اس کی ماں کو ملے گا (۳۲۵۵)

* اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔ (۳۵۵۷)

* تین مسجدوں کے علاوہ کجاوے نہ باندھو یعنی سفر نہ کرو۔ (۳۲۶۱ تا ۳۲۸۶)

(اس حدیث کا صحیح مطلب و مفہوم ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ کے ص ۷۲ پر دیکھئے)

* سواری پر سوار ہونے کی پوری دعا (۳۲۷۵)

* اذخر گھاس کو کاٹنے کی حرم میں اجازت دی (جس سے حضور علیہ السلام کا اختیار ثابت ہوا) (۳۳۰۲)

کتابت حدیث

حضور علیہ السلام نے ابو شاہ یمنی کے لئے اپنا فرمان لکھ کر دینے کا صحابہ کرام حکم دیا (معلوم ہوا کہ کتابت حدیث کا کام

حضور علیہ السلام کے حکم سے آپ کے دور میں ہی شروع ہو گیا تھا نہ کہ دو سو سال بعد جیسا کہ منکرین حدیث کہتے ہیں اور نہ آپ

نے یہ فرمایا کہ قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث کی کیا ضرورت ہے۔ (۳۳۰۵-۶)

* ابن خطل اگر چہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے تب بھی مار دو (اس سے حضور علیہ السلام کا اختیار ثابت ہوا)

(۳۳۰۸)

* فتح مکہ کے موقع پر حضور علیہ السلام نے سیاہ عمامہ شریف باندھا ہوا تھا۔ (۳۳۰۹-۱۰)

اے مدینہ تیرا جواب نہیں

جہاں کی دھوپ میں ٹھنڈک ہے جنت کے نظاروں کی

میرے جیسوں کا ان گلیوں میں جانا بھی ہے بے ادبی

(فضائل مدینہ ہم نے اپنی کتاب شان مصطفیٰ میں وجد آفرین انداز میں لکھ دیئے ہیں یہاں صرف حوالہ حدیث پر ہی اکتفاء کیا جائیگا۔ انشاء اللہ)

نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ کو حرم بنارہا ہوں (۳۳۱۷) وہ لوگ جو ہر وقت اللہ اللہ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور نبیوں کا نام لیا جائے تو ان کو شرک کی بو آنی شروع ہو جاتی ہے جو درحقیقت ان کی اپنی بد عقیدگی کی بد بو ہوتی ہے۔ وہ دیکھیں کہ اس حدیث میں مکہ یا مدینہ کو حرم بنانے کے سلسلہ میں کہیں اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے؟ اگر وہ کہیں اصل عربی عبارت پیش کرو پھر دیکھتے ہیں تو اصل عربی عبارت حاضر ہے دیکھ لیں۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ

ایک حدیث میں ہے اے اللہ مدینہ میں مکہ سے دو گنا زیادہ برکت ڈال۔ (۳۳۲۶)

* هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ۔ یہ (احد) پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں (۳۳۲۱)

* جو مدینہ شریف کی بھوک (و تکالیف) پہ صبر کرے میں اس (کے ایمان) کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

(۳۳۳۴)

* الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ۔ مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے جو میل کو نکال دیتا ہے۔ (۳۰۵۲) مدینہ کا نام طابہ ہے طیبہ ہے۔ (۳۳۵۶-۵۷)

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مَنَبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار

بچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک عظیم الشان باغ ہے۔ (۳۳۶۹)

یعنی مسجد نبوی شریف کا اتنا حصہ قیامت کے دن جنت کے اندر جائے گا یا مطلب یہ ہے کہ وہاں بیٹھنے سے ایسے سکون ملتا ہے جس طرح جنت میں یا معنی یہ ہے کہ وہاں عبادت کرنے والا اپنے آپ کو جنت میں سمجھے۔

اگلی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَمِنَبَرِي عَلَى الْحَوْضِ۔ میرا منبر حوض کوثر پر ہے۔ (۳۳۷۰) یعنی جو میرے منبر کے قریب عبادت کرے گا اس کو حوض کوثر کے جام سے سیراب کیا جائیگا یا مطلب یہ ہے کہ میرا یہی منبر حوض کوثر پہ رکھ دیا جائیگا اور میں اس پر جلوہ گر ہو کر قیامت کے دن اپنی امت کو حوض کوثر کے جام بھر بھر کر پلانے کا حکم جاری کروں گا یا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن جو منبر مجھے دیا جائیگا وہ حوض کوثر پہ رکھا جائیگا۔ بہر حال جو معنی بھی لیا جائے۔ یہ حقیقت واضح ہے اور ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ

جہاں روضہ پاک خیر الوریٰ ہے

کہاں میں کہاں وہ مدینے کی گلیاں

وہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

یہ قسمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب

* فَاتَّيْنَا الْآخِرَ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي الْآخِرِ الْمَسَاجِدِ۔ (۳۳۷۶) بے شک میں آخر الانبیاء (تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا) اور میری مسجد (نبوی شریف) تمام مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔ (جو مساجد کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بنائی ہیں)۔ مرزائی اس حدیث کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ جب مسجد نبوی شریف آخری مسجد ہے۔ پھر آئے دن نئی مسجدیں بن رہی ہیں تو اس کے آخری ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑا تو حضور علیہ السلام کو آخری نبی مان کر آپ کے بعد اگر اجرائے نبوت کا عقیدہ اپنا لیا جائے تو بھی ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں آخر المساجد کے الفاظ حدیث میں آئے ہیں وہاں احادیث میں آخر مساجد الانبیاء کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مبارکہ یہ تھی کہ وہ اللہ رب العزت کا گھر (مسجد) بناتے تھے تو انبیاء کرام کی مساجد میں سے آخری مسجد مسجد نبوی ہے۔ یہ ختم نبوت کی دلیل ہوئی نہ کہ اجرائے نبوت کی۔ الترغیب والترہیب میں آخر مساجد الانبیاء کے الفاظ صراحت سے موجود ہیں۔ نیز کنز العمال ص ۶ ج ۱۲ نیز ص ۲۷۰ حدیث ۳۴۹۹۹ باب فضل الحرمین میں حضرت عائشہ صدیقہ سے منقول ہے:

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا خاتم الانبياء و مسجدى خاتم

مساجد الانبياء (رواه الديلمی وابن النجار)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں انبیاء میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں میں آخری مسجد ہے۔ اس حدیث کو دیلمی، ابن النجار اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے مسلم شریف کی مندرجہ بالا حدیث کی شرح ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ آپ کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کے ناموں سے دنیا میں مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اب آئندہ چونکہ کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے اس لئے کوئی نئی مسجد بھی کسی رسول کے نام سے تعمیر نہ ہوگی بلکہ یہ مسجد نبوی ہی انبیاء علیہم السلام کی مسجدوں میں آخری مسجد رہے گی۔ (لگے ہاتھوں مرزا عین کی چند غلیظ عبارات بھی پڑھتے جائیے)

مرزا قادیانی کی بکواسات

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ) (اخبار الفضل قادیان ۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

* نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی غلطیاں ہوئیں کئی الہام سمجھ نہ آئے۔ (ازالہ الاہام مطبع لاہوری ۲۳۶۳ مصنفہ مرزا قادیانی)

* نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی۔ میں نے پوری کی ہے۔ (معاذ اللہ)

(حاشیہ تحفہ گوڑویہ ص ۱۶۵ مصنفہ مرزا قادیانی)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا پیپر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی ہے (معاذ اللہ) (مکتوبات مرزا قادیانی اخبار الفضل ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء)

* روضہ اطہر مصطفیٰ نہایت متعفن اور حشرات الارض کی جگہ ہے (معاذ اللہ) (حاشیہ تحفہ گلزدیہ ص ۱۱۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

* میری وحی کے مقابلے میں حدیث مصطفیٰ کوئی شے نہیں۔ (معاذ اللہ) (اعجاز احمدی ص ۵۶ مصنفہ مرزا قادیانی)

* قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔

(ازالہ ادہام ص ۲۸-۲۹ مصنفہ مرزا قادیانی)

* بعض نادان صحابہ جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ نصرت الحق ۱۲۰)

* ابوبکر و عمر کیا تھے وہ حضرت مرزا قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔ (معاذ اللہ)

(ماہنامہ المہدی بابت جنوری فروری ۱۹۱۵ء ۳۲ صفحہ ۱۵ احمدیہ انجمن اشاعت لاہور)

* پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو اور ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔ اس کو تم

چھوڑتے ہو اور مردہ علی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو تلاش کرتے ہو۔ (معاذ اللہ) (ملفوظات احمدیہ ص ۱۳۱ جلد اول)

* کر بلا میرے روز کی سیر گاہ ہے۔ حسین جیسے سینکڑوں میرے گریبان میں ہیں۔ (معاذ اللہ) (زول المسیح ص ۹۹)

* سید النساء کی ذات کے بارے میں مرزا قادیانی نے جو بکواس کی ہے میرا قلم اسے لکھنے سے قاصر ہے۔

* ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔ (معاذ اللہ) (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۲۳۵)

* جو شخص تیری پیروی نہیں کرے اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔ (تذکرہ ص ۳۲۲ ۳۲۳)

مرزائیوں کا درود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِكَ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ وَالْمُهْدٰى الْمَوْعُودِ وَبَارِكْ

وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (نعوذ باللہ) (حوالہ ضیاء الاسلام پریس قادیانی رسالہ درود شریف ص ۴۲)

قادیانیوں کا کلمہ یہ ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (نعوذ باللہ) اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ احمد

(مرزا غلام احمد) اللہ کے رسول ہیں۔

(افریقہ میں مرزائیوں کی مرکزی عبادت گاہ کی پیشانی پہ یہی خود ساختہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔ جس کی تصاویر اخبارات میں چھپ

چکی ہیں اور مرزا ناصر کے دورہ افریقہ پہ تصویری کتاب Africa Speaks پہ احمدیہ سنٹرل ماسک نائیجیریا کا فوٹو موجود ہے

وہاں یہی کلمہ لکھا ہوا ہے۔

* جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پہ رکھی گئی ہے (اُسِسَ عَلٰی التَّقْوٰی) وہ مسجد نبوی ہے نہ کہ مسجد قبا۔ (۳۳۸۷) (اس میں رد

ہے ان مفسرین کا جو کہتے ہیں کہ وہ مسجد قبا ہے۔ (نووی)

* حضور علیہ السلام ہر ہفتے مسجد قبا میں تشریف لاتے کبھی پیدل کبھی سوار ہو کر (۹۷-۹۶-۹۵-۳۳۹۵) (اس کے بعد

کتاب النکاح کا آغاز ہو رہا ہے)

* روزہ رکھنا گویا اپنے آپ کو خصی کرنا ہے۔ (فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءَ) (۳۳۹۸)

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے چند صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ السلام کی ازواج پاک سے حضور علیہ السلام کی تنہائی کی عبادت کا حال سنا تو ایک نے کہا میں تو (اب عبادت میں ہی مصروف رہوں گا اور) کبھی کسی عورت سے نکاح نہ کروں گا دوسرے نے کہا میں کبھی گوشت نہ کھاؤں گا۔ بعض نے کہا ہم بستر پہ سویا نہیں کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے) خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا: مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَكَذَا۔

ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ایسی ایسی باتیں کر رہے ہیں جبکہ میرا اپنا حال یہ ہے کہ أُصَلِّي وَأَنَامُ وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي (۳۴۰۳)

میں (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں (دن کو نفلی) روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو میری سنت سے منہ موڑے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ السلام سے ”بتل“ بیویوں سے جدا رہنے کے ارادے کا اظہار کیا تو حضور علیہ السلام نے اس کا رد فرمادیا اور صحابہ کہتے ہیں وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَا خُتَصِمْنَا۔ اگر ہمیں بتل کی اجازت مل جاتی تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔ (۳۴۰۶)

* دل سے گندہ خیال نکالنے کا طریقہ (۳۴۰۶)

* متعہ سے حضرت عمرؓ نے منع کیا (اس کا مطلب یہ ہے کہ جن کو یہ حکم نہ پہنچا تھا ان کو پہنچایا کیونکہ حرمت کے چار ماہ بعد

حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا) (۳۴۱۶)

* عورت کو دولت سے زیادہ جوانی و قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۳۴۱۹)

* متعہ کے قائلین پہ صحابہ کی سختی (۳۴۲۹)

* نکاح شغار وٹہ سٹہ کا وہ نکاح ہے جس میں حق مہر نہ رکھا گیا ہو۔ (۳۴۶۵)

* الْآيَةُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا۔ بالغ عورت اپنے ولی سے زیادہ خود اپنے نفس کی حقدار ہے۔ (۳۴۷۶)

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بوقت نکاح عمر چھ سال بوقت رخصتی نو سال تھی۔ بیماری میں آپ کے بال چھڑ گئے۔

(۳۴۷۹)

* نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھ لینا بہتر ہے (۳۲۸۵) (ایک عورت نے اپنے آپ کو نکاح کے لئے حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ فَنْظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ۔ آپ نے اس کو خوب اچھے طریقے سے دیکھا۔ (۳۲۸۷) اس حدیث میں ایک صحابی کی غربت کا حال بھی بیان ہوا ہے کہ حق مہر میں دینے کے لئے لوہے کا چھلا بھی نہ ملا۔

* ازواج مطہرات کا حق مہر بارہ اوقیہ چاندی (پانچ سو درہم) (۳۲۸۹)

* حضرت عبدالرحمن بن عوف نے نکاح کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: أَوْلِمَ وَكَوْ بِشَاقٍ۔ ولیمہ کرا اگرچہ ایک بکری کا ہو۔ (۳۲۹۰)

* حضور علیہ السلام نے حضرت صفیہ کو خریدا پھر آزاد کیا اور پھر ان سے نکاح کیا۔ حضور علیہ السلام نے اس نکاح کا ولیمہ کس طرح کیا۔ (۳۲۹۷، ۳۵۰۰)

حضور علیہ السلام کے ایک ولیمے کا حال

* نبی اکرم علیہ السلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ولیمہ پہ ایک بکری ذبح کی اس طرح کا (شان و شوکت والا) ولیمہ اور کسی سے نکاح پر حضور علیہ السلام نے نہ کیا۔ (۳۵۰۳) تین سو افراد نے خوب کھایا۔ أُطْعِمَهُمْ خُبْزًا وَلَحْمًا حَتَّى تَرَ كُؤُهُ۔ (۳۵۰۴) حضرت انس فرماتے ہیں جب سب کھا چکے تو حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا: يَا اَنَسُ اِرْفَعْ۔ اے انس اب (سالن والا برتن) اٹھالے۔ حضرت انس کہتے ہیں: فَرَفَعْتُ فَبَا اَذْرَى حِينَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمَّ حِينَ رَفَعْتُ۔ میں نہ جان سکا کہ جب میں نے سالن رکھا تھا تب زیادہ تھا یا جب اٹھایا تھا تب زیادہ تھا۔ (۳۵۰۷)

(اس میں بڑا معجزہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ایک دو آدمی کے کھانے میں تین سو اشخاص سیر و آسودہ ہو گئے اور بڑی فضیلت ہے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کی کہ آیہ حجاب انہی کے زمانہ عقد میں اتری۔ (وحید الزمان صاحب)

* دعوت ولیمہ کو ضرور قبول کرو۔ (۳۵۰۹)

* بدترین ولیمہ (کھانا) وہ ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور غریبوں کو نظر انداز کیا جائے۔ (۳۵۲۱)

* عورت نے مسئلہ پوچھا اور کہا میرے خاوند کے پاس کچھ نہیں سوائے کپڑے کے پلو کی مانند مثل هدبة الثوب۔ یعنی قابل جماع نہیں فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ پس حضور علیہ السلام مسکرا پڑے۔ فرمایا: تو پہلے خاوند رفاعہ کے پاس دوبارہ نہیں جاسکتی جب تک اس کی لذت نہ چکھ لے۔

حَتَّى تَذُوقِي عُسْلَيْتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكَ (۳۵۲۷)

* عزل کرنے کی اجازت مگر نہ کرنا اولیٰ ہے (۳۵۲۷) (یہ ہلکا پھلکا زندہ درگور کرنا ہے) (الواد الہی ۳۵۶۵)

* رضاعت ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے جن کو نسب حرام کرتا ہے۔

يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ۔ (۳۵۶۹)

* بالغ شخص کو عورت کا دودھ پلانا۔ (۳۶۰۱)

* أَوْلَدُ لِلْفَرَّاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پہ پیدا ہوا یعنی خاوند کا اور زانی کے لئے پتھر ہیں

یعنی رجم (۳۶۱۳)

* اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ (۳۶۳۲)

* عورت (آدم علیہ السلام کی بائیں) پسلی سے پیدا ہوئی یہ کبھی سیدھی چال نہ چلے گی۔ (۳۶۳۳)

* الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ (۳۶۴۹)

دنیا برتنے کا سامان ہے اور بہترین برتنے کا سامان نیک عورت ہے۔

* حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں اکٹھی تین طلاق کو تین ہی قرار دیا گیا اور ان کے اس فیصلے کو صحابہ کرام نے

قبول کیا۔ (۳۶۷۳ تا ۳۶۷۵)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلُوءَ وَالْعَلَلَ

حضور علیہ السلام کو حلوا (شیرینی) اور شہد بہت پسند تھا۔ (۳۶۷۹)

حضرت عمر فاروق کی نیاز مندی کا عالم

* حضرت عمر نے کہا اگر حضور علیہ السلام مجھے فرمائیں تو میں اپنی بیٹی کو جان سے مار دوں۔ (لَئِنْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَا ضَرْبَ عُنُقِهَا) اسی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام کے جسم پہ چٹائی کے

نشان دیکھ کر حضرت عمر رونے لگے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا: مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ۔ اے خطاب کے بیٹے تجھے کس

چیز نے رلایا ہے؟ عرض کیا حضور! میں کیوں نہ روؤں جبکہ دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے جسم اقدس پہ چٹائی کے نشانات موجود ہیں

(حالانکہ آپ رحمۃ اللعالمین اور محبوب خدا ہیں اور دوسری طرف دشمنان خدا) قیصر و کسریٰ کو دیکھتا ہوں تو وہ پھلوں اور

نہروں میں (سکون کی) زندگی گزار رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے۔

أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا

کیا تو اس بات پہ راضی نہیں ہے کہ ہمارے لیے آخرت ہو اور ان کے لئے صرف دنیا (۳۶۹۱)

میں نے حضور علیہ السلام کی بات مانی تو اللہ نے اتنا نوازا کہ مجھ پہ رشک ہونے لگا

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے خاوند ابو عمر نے مجھے طلاق دی تو میں حضور علیہ السلام کی

خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے مجھے عدت گزارنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتادینا چنانچہ عدت

مکمل ہوئی تو میں نے عرض کر دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ مجھے معاویہ بن ابی سفیان اور ابو جہم رضی اللہ عنہما نے بھی نکاح کے پیغامات

بھیجے ہیں اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ابو جہم تو اپنی لائھی کندھے سے نہیں اتارتا (یعنی عورتوں کو بہت مارتا ہے ضرب النساء) اور معاویہ ویسے ہی مفلس آدمی ہے تو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کرے۔ حضرت فاطمہ کہتی ہیں حضرت اسامہ سے نکاح کرنا مجھے ناپسند لگا لیکن جب آپ نے دوبارہ فرمایا تو میں نے حضرت اسامہ سے نکاح کر لیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فَجَعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا وَاعْتَبَطْتُ۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر بھلائی عطا فرمائی کہ عورتیں مجھ پر رشک کرنے لگیں۔ (۳۶۹۷) (مختصراً) ایک روایت میں ہے تَزَوَّجْتُهُ فَشَرَّ فَنِيَ اللَّهُ بَابِي زَيْدٍ وَكَرَّمَنِي اللَّهُ بَابِي زَيْدٍ۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ابو زید (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ) کے ساتھ نکاح کرنے کی وجہ سے شرافت و بزرگی عطا فرمائی (۳۷۱۴) (اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ پہ عمل کرنے کی برکت تھی) کیونکہ اس سے اوپر والی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: طَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ خَيْرٌ لَّكَ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تیرے لیے بہت بہتر رہے گی۔ (۳۷۱۲)

* وضع حمل کے ساتھ عدت گزاری تو فوراً نکاح ہو سکتا ہے اگرچہ عورت کو نفاس کا خون آ رہا ہو لیکن جب تک خون آ رہا ہے مرد اس سے صحبت نہ کرے گا۔ (۳۷۲۲)

* زمانہ جاہلیت میں عورت کا سال بھر کی عدت گزارنا پھر اس کا جانور کو چھونا اور اس کے زہر سے جانور کا مر جانا۔

(۳۷۲۸)

عورت کے پیٹ میں بچہ کیسا ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا

ایک جوڑے کے درمیان حضور علیہ السلام نے لعان کرایا اور جب وہ جوڑا واپس جانے لگا تو آپ نے فرمایا: لَعَلَّهَا أَنْ تَجِيَّ بِهٖ اَسْوَدَ جَعْدًا فَجَاءَتْ بِهٖ اَسْوَدَ جَعْدًا ہو سکتا ہے۔ اس عورت کے ہاں کالے رنگ کا گھونگریا لے بالوں والا بچہ پیدا ہو۔ چنانچہ جس طرح آپ نے فرمایا: ویسا ہی ہوا یعنی ایسا بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ سیاہ تھا اور بال گھونگھریا لے۔ (۳۷۵۵) (لعلھا کا ترجمہ ”ہو سکتا ہے“ علی سبیل التزل کیا ہے ورنہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لعل کا لفظ ان معنوں میں نہیں آتا جن معنوں میں دوسروں کے لئے بلکہ یقین کے معنوں میں آتا ہے اس کی وضاحت ہم نے بخاری شریف کی احادیث کے ضمن میں کر دی ہے۔ اگلی حدیث میں یہی واقعہ پوری وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو کہ اس طرح ہے) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں محمد رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی شریک بن سحماء کے ساتھ تو ان کے درمیان لعان ہوا جو اسلام میں سب سے پہلا لعان تھا۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا:

اَبْصُرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَبْيَضَ سَبْطًا قَضِيَّ الْعَيْنَيْنِ فَهٗوَ لِهٰلَالِ بْنِ اُمِيَّةٍ وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَكْحَلٌ جَعْدًا حَشَّ السَّاقِيْنَ فَهٗوَ لِشَرِيْكَ ابْنِ سَحْمَاءَ

اس عورت کو دیکھتے رہنا اگر تو اس کے ہاں سفید رنگ کا سیدھے بالوں والا سرخ آنکھوں والا بچہ پیدا ہو تو وہ (اپنے

باپ) ہلال بن امیہ کا ہوگا اور اگر سرمی آنکھوں والا گھونگھریا لے بالوں والا پتلی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوگا تو وہ (جس کے ساتھ اس عورت پر زنا کی تہمت لگائی گئی) شریک بن حماء کا ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا:

أَنَّهَا جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلٌ جَعْدًا حَشَشَ السَّاقَيْنِ (۳۷۵۷)

اس عورت کے ہاں سرمی آنکھوں والا گھونگھریا لے بالوں والا اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں کسی عورت کو بغیر گواہوں کے رجم کرنے کا حکم دیتا تو اس عورت کو

سنگسار کراتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اسلام میں یہ دوسری عورت تھی جو برائی کے ساتھ مشہور تھی (یعنی لوگ اس کو فاحشہ سمجھتے

حالانکہ نہ گواہ تھے نہ اقرار صرف حضور علیہ السلام کے اس فرمان کی وجہ سے لوگوں کو اس کے بدکار ہونے کا یقین ہو گیا۔ افسوس

کہ وحید الزمان صاحب بجائے اس کے کہ یوں کہتے کہ اس میں حضور علیہ السلام کے علم غیب کی عظیم دلیل ہے۔ لکھتے ہیں کہ یہ

آپ نے قیافہ سے فرمایا: اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم قیافہ صحیح ہے اور اس کے موافق گمان ہو سکتا ہے) (۳۷۵۸)

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

* سعد بڑا غیرت مند ہے میں اس سے زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔

(۳۷۶۳)

* اپنی اولاد کے بارے میں شک کرنے والے کو حضور علیہ السلام نے بڑے حکیمانہ انداز میں سمجھا دیا (والدین سفید

رنگ کے ہوں بچہ سیاہ رنگ کا پیدا ہو جائے تو ایسے ہی ہے جیسے سرخ اونٹوں میں کالا اونٹ پیدا ہو جائے) (۳۷۶۶)

* صدقہ جب دوسری جگہ جائے گا تو ہدیہ کہلائے گا۔ حضرت بریرہ کے لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا: هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ

وَلَنَا هَدِيَّةٌ (وہ گوشت جو بریرہ کو کسی نے صدقہ کے طور پر دیا ہے) وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور (اگر وہی گوشت وہ ہمیں

کھلائے گی تو) ہمارے لیے ہدیہ ہوگا۔ (۳۷۸۲)

* إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ - ولاء (کا حق جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کردہ غلام پہ حاصل ہوتا ہے کہ اپنے آزاد

کردہ کا عصبہ کے طور پر وارث ہو جاتا ہے) اس کے لئے سے جو آزاد کرے گا۔ (اسی لیے یہ حق نہ بہہ ہو سکتا ہے نہ اس کی بیع ہو

سکتی ہے۔ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَبْتِهِ - (۳۷۸۸) قد تم الجزء الاول بعونه

جل وعلا ویتلوہ الجزء الثانی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (اس کے بعد کتاب البیوع اور ساتھ ہی دوسری جلد کا آغاز ہو رہا

ہے۔ رمضان المبارک کے آخری روز کے دوران پہلی جلد مکمل ہوئی اور یکم شوال المکرم یعنی عید الفطر کے بابرکت دن بعد

نماز ظہر دوسری جلد کی منتخب احایث مبارکہ کو شروع کیا گیا۔ فالحمد لله على ذلك)

صحیح مسلم جلد نمبر ۲
کی منتخب احادیث

کِتَابُ الْبَيُوعِ کی اصل عظیم

حضور علیہ السلام نے غرر یعنی دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ (۳۸۰۸) امام نووی فرماتے ہیں: فہو اصل عظیم من اصول کتاب البیوع ولهذا قدمہ مسلم ویدخل فیہ مسائل كثيرة غیر منحصرۃ۔ یہ حدیث کتاب البیوع میں اصل عظیم (مضبوط بنیاد) ہے اور اس میں بہت سارے مسائل داخل ہیں۔ مثلاً

کبیع الابق والمعدوم والمجهول وما لا يقدر علی تسلیمہ ومالم یتم ملک البایع علیہ وبيع السبک فی الباء الكثير واللبن فی الضرع وبيع الحمل فی البطن وبيع بعض الصبرة مبہما وبيع ثوب من اثواب وشاة من شياه و نظائر ذلك فكل هذا بیعہ باطل لانہ غرر من غیر حاجة بھاگے ہوئے غلام کی بیع، معدوم و مجهول شئی کی بیع۔ جس شئی کو بائع مشتری کے حوالے کرنے پہ قدرت نہ رکھتا ہو۔ جس شئی پہ بائع کی ملکیت پوری نہیں ہے۔ مچھلی کی بیع پانی میں، دودھ کی بیع جانور کے تھنوں میں، جانور کے پیٹ میں بچے کی بیع، پرندے کی بیع ہوا میں، کپڑوں میں سے غیر معین کپڑے کی بیع، بکریوں میں سے غیر معین بکری کی بیع، یہ سب باطل ہیں کیونکہ ان میں سراسر دھوکہ پایا جاتا ہے۔

نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وقد یحتمل بعض الغرر تبعاً اذا دعت الیہ حاجة: کبھی غرر کی بعض صورتیں جائز ہوتی ہیں کیونکہ ان صورتوں میں اصلاً دھوکہ نہیں ہوتا بلکہ تبعاً ہوتا ہے اور پھر ان صورتوں کی طرف حاجت بھی ہوتی ہے (اگر ناجائز ٹھہرائی جائیں تو بہت حرج لازم آتا ہے والحر ج مہذوع بالنص۔ حرج نص کی وجہ سے مدفوع ہے)

کالجہل باساس الدار۔ جس طرح کے مکان خریدنا ہو تو اس کی بنیاد کے بارے میں کچھ علم نہیں ہوتا (نہ ہی بنیاد نظر آتی ہے) لیکن چونکہ مکان کے تابع ہو کر اس کی بیع ہوتی ہے لہذا جائز ہے۔ (لان الاساس تابع للظاهر من الدار۔ ولان الحاجة تدعو الیہ فانه لا یبکن رؤیتہ)

وکما اذا باع الشاة الحامل والتی فی ضرعها لبن فانه یصح البیع۔ اور جیسا کہ حاملہ بکری (جانور) کی بیع اور وہ کہ جس کے تھنوں میں دودھ ہو۔ (حمل ولبن مجهول ہونے کے باوجود بیع جائز ہے۔ ایک تو ضرورت کی وجہ سے اور دوسرا غرر بالتبع ہونے کی وجہ سے) (وکذا القول فی حمل الشاة ولبنها)

امام نووی فرماتے ہیں: ولذلك اجمع المسلمون علی جواز اشياء فیہا غرر حقیر۔ اسی طرح کئی اشیاء ایسی ہیں کہ جن میں معمولی غرر کی وجہ سے اہل اسلام کا اجماع ہے کہ بیع جائز ہے جیسا کہ سہ جس میں دانہ ہو اس کی بیع جائز ہے حالانکہ دانے کے بغیر سٹے کی بیع ناجائز ہے۔ (انهم اجمعوا علی صحة بیع الحبة المحشوة وان لم یرحشوها ولو

بیع حشوہا بانفرادہ لم یجز).

واجبوا علی جواز جارة الدار والدابة والثوب. ونحو ذلك شهرا مع ان الشهر قد يكون
ثلثین یوما وقد یكون تسعة وعشرین۔

اور (امام نووی فرماتے ہیں) اجماع ہے مکان چوپایہ اور کپڑے کو کرائے پہ لینے دینے کے جواز پر اور اسی طرح باوجود اس
کے کہ اگر مثلاً ایک ماہ کے لئے مکان کرایہ پہ لیا ہے تو (مہینہ کبھی انتیس دنوں کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دنوں کا)۔ (نیز فرمایا)

واجبوا علی جواز دخول الحمام بالاجرة مع اختلاف الناس فی استعمالهم الباء وفی قدر مکثهم
اور اجماع ہے اس بات پہ کہ حمام میں جانا اجرت پر جائز ہے باوجودیکہ پانی کا استعمال کم اور زیادہ ہوتا ہے اور وہاں
ٹھہرنے میں بھی کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ (مزید فرمایا)

واجبوا علی جواز الشرب من السقاء بالعوض مع جهالة قدر الشراب واختلاف الشار
بین وعکس هذا۔

اور پیسوں کے عوض مشکیزہ سے براہ راست پانی پینے کے جواز پہ بھی اجماع ہے باوجود اس کے کہ کوئی کتنا پئے گا اس کا کوئی
علم نہیں ہے۔ الغرض غرر حقیر یا بالتبع ہو یا اس سے بچنا مشکل ہو تو بیع جائز ہے ورنہ نہیں (مدار البطلان بسبب الغرر
والصحة مع وجوده وهوانه ان دعت حاجة إلى ارتكاب الغرر ولا يمكن الاحتراز عنه إلا بمشقة وكان
الغرر حقيرا جاز البيع والافلا) پھر اس باب کے بعض مسائل میں جس نے غرر کو حقیر جانا اس نے جواز کا فتویٰ دے کر بیع
کو جائز قرار دیا اور جنہوں نے اس غرر کو بڑا جانا انہوں نے عدم جواز کا قول فرمایا۔

حضور علیہ السلام نے جنت کو کس طرح بیچ دیا؟

کئی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت بیچی مثلاً جنت
البقیع کی خریداری کے موقع پہ بیسرومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنے کے عوض اور اسی طرح تقریباً اٹھارہ موقعوں پہ
حضور علیہ السلام نے جنت بیچی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خریدی (اہل محبت نے کہا: ایک ہی چیز کو بار بار بیچنا اور خریدنا
چہ معنی دارد؟ فرمایا: ایک بار تو اپنے لیے خریدی اور سترہ بار حضور علیہ السلام کی امت کے لئے سبحان اللہ)

فقہ کا قانون ہے کہ بغیر قبضہ کے بیع فاسد ہوتی ہے اور بغیر ملکیت کے بیع باطل ہوتی ہے (یعنی چیز میری ہے لیکن قبضہ کسی
اور کا ہے۔ اب میں اس کو بیچوں گا تو بیع فاسد ہوگی اور کسی کی چیز میرے قبضے میں ہے۔ اب میں اسے بیچوں گا تو بیع باطل ہوگی)
لیکن اس بیع کو کسی نے آج تک نہ فاسد کہا نہ باطل کہا تو معلوم ہوا کہ جنت پہ حضور علیہ السلام کا قبضہ بھی ہے اور آپ (صلی اللہ
علیہ وسلم) جنت کے مالک بھی ہیں (تبھی تو جنت کے مکانوں پر دروازوں پر درختوں کے پتوں پر فرشتوں اور حوروں کی
پیشانیوں پر اللہ کے نام کے ساتھ ہمارے آقا علیہ السلام کا نام لکھا ہوا ہے۔ جب آپ کے مکان پہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا

خمس اپنا نام نہیں لکھ سکتا کیونکہ نہ اس کا قبضہ نہ اس کی ملکیت تو ماننا پڑے گا جو کچھ خدا کا ہے وہ سارا کا سارا محبوب خدا علیہ
الوف التحیۃ والثناء کا ہے) یہاں بھی حضور علیہ السلام کی حکومت وہاں بھی حضور کی حکومت (صلی اللہ علیہ وسلم) تبھی تو
آپ نے فرمایا: میرے دو وزیر آسمانوں پہ ہیں۔ دو زمین پہ اور وزیر وہیں پر تو ہوتے ہیں جہاں کسی کی حکومت ہوتی ہے۔ کبھی سنا
کہ پاکستانی حکومت کے وزیر انڈیا میں ہیں؟ وہاں سفیر ہو سکتے ہیں وزیر نہیں تو جب آسمانوں اور زمینوں پہ حضور علیہ السلام کے
وزیر ہیں تو وہاں آپ کی حکومت ماننی پڑے گی اور یہاں بھی ماننی پڑے گی۔ ہم نے عرض کیا:

وَذُرَّایَ فِی السَّمَاءِ وَذُرَّایَ فِی الْأَرْضِ

ظاہر ہے اس حدیث سے حکومت رسول کی۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

* حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ (۳۸۵۸)

* درخت لگانے کا ثواب کہ جو بھی اس سے فائدہ اٹھائے گا لگانے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (۳۹۶۸)

* حضور علیہ السلام نے مقروض کی خیر خواہی کرتے ہوئے اس کا آدھا قرضہ معاف کر دیا۔ (۳۹۸۴)

* قرضہ معاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ (۳۹۹۴)

* آوارہ کتوں کو مارنے کی اجازت۔ (۴۰۲۱)

* ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ نے کھیتی کے علاوہ تمام کتوں کو مار دینے کے حکم والی حدیث اس لیے

یاد رکھی کہ ان کی اپنی کھیتی تھی (اس سے حضرت ابو ہریرہ کی تحقیر منظور نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ چونکہ ان کے پاس کھیت تھا لہذا
انہیں یہ حکم یاد رہا) (۴۰۳۱)

* شوقیہ کتاپا لے کر ہر روز ثواب میں کمی صحابی سے پوچھا گیا کیا آپ نے خود سنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا

ہے تو انہوں نے جواب دیا:

اِنِّی وَرَبِّ هَذَا السَّجْدِ۔ ہاں اس مسجد کے رب کی قسم۔ (۴۰۳۶)

رضائے خدا و مصطفیٰ حاصل ہو چاہے اپنا نقصان ہی ہو جائے

عبدالرحمن بن وعلہ مصری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انگور کے شیرہ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً فرمایا کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے پاس ایک پوری مشک شراب کی لے لے آیا تا کہ حضور علیہ

السلام کو تحفہ پیش کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے؟ اس نے عرض کیا

مجھے معلوم نہ تھا۔ تب اس نے ساتھ والے شخص کے کان میں ایک بات کی تو حضور علیہ السلام نے پوچھا: تو نے کیا بات کی ہے؟

عرض کیا میں نے کہا ہے اس کو بیچ دو۔ فرمایا: اِنَّ الَّذِیْ حَرَّمَ شَرْبَهَا حَرَّمَ بَیْعَهَا۔ جس اللہ نے اس کا پینا حرام فرمایا ہے

اسی نے اس کو بیچنا بھی حرام کیا ہے۔ فَفَتَحَ الْمَزَادَةَ حَتّٰی ذَهَبَ مَا فِیْهَا۔ یہ بات سن کر اس شخص نے مشک کا منہ کھولا اور

ساری شراب بہادی۔ (۴۰۴۴)

* حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک حدیث نہ پہنچی (جوان کے موقف کے مطابق نہ تھی) تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو حدیث ہم نے حضور علیہ السلام سے سنی وہ ضرور بیان کریں گے۔ اگرچہ امیر معاویہ کو اچھا نہ لگے۔ (۴۰۶۱)

* إِنَّمَا الرَّبَّاءُ فِي النَّسِيئَةِ. سودادہار میں ہے۔ (۴۰۸۹)

مدار اسلام حدیث

* إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ۔ بے شک حرام و حلال واضح ہے اور ان کے درمیان شبہ والی اشیاء ہیں جو ان سے بچا اس نے اپنا دین و آبرو بچالی..... جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے وہ سنور گیا تو سارا جسم سنور گیا۔ وہ بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ گیا۔ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔ خبردار! وہ دل ہے۔ (۴۰۹۴) نووی کہتے ہیں اس حدیث پہ اسلام کا مدار ہے بعض نے کہا: اس حدیث میں تہائی اسلام ہے باقی دو تہائی اسلام ان احادیث میں ہے: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیه۔ ابوداؤد و بیہقی نے چار احادیث پر اسلام کا مدار بیان کیا۔ تین مذکورہ بالا اور چوتھی مندرجہ ذیل لا یومن احد کم حتی یحب لآخیه ما یحب لنفسه۔ بعض نے اس کی جگہ یہ حدیث ذکر کی ہے۔ اذهد فی الدنیا یحبک اللہ و اذهد ما فی ایدی الناس یحبک الناس۔ دنیا سے بے رغبت ہو جا تو اللہ کا محبوب بن جائے گا اور لوگوں سے بے نیاز ہو جا پھر خود ہی تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔ (حاشیہ صحیح مسلم ج ۲، ص ۲۸)

”حضور علیہ السلام کی برکت سے یوں ہو گیا“ کہنا جائز ہے

حضور علیہ السلام کی برکت سے کہنا جائز ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کے لئے حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی اور جب اونٹ ٹھیک ہو گیا تو حضور کے سوال پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ۔ الحمد للہ آپ کی برکت سے اب بالکل ٹھیک ہے۔ (۴۱۰۰)

* حضور علیہ السلام کا دیا ہوا سونا حضرت جابر نے بطور تبرک رکھا۔ جوان ان سے یوم حرہ کے موقع پہ چھین لیا گیا۔ (۴۱۰۱) (بطور تبرک رکھنا علامہ وحید الزمان کو بھی تسلیم ہے دیکھئے شرح نووی ج ۲، ص ۳۳۵)

* حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بددعا سے عورت اندھی ہو گئی۔ گڑھے میں گری، مر گئی اور قبر گھر میں بنی، کہا کرتی تھی أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ۔ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی ہے۔ (۳۴-۴۱۳۱) (اس کے بعد کتاب الفرائض کا آغاز ہو رہا ہے)

* ہبہ کی ہوئی چیز ہبہ کرنے والے کو خریدنی بھی نہ چاہئے (۴۱۶۹)

* حدیث قرطاس (۴۲۳۲)

* نذر سے تقدیر نہیں ملتی ہاں بخیل کی جیب سے مال نکلنے کا بہانہ بن جاتا ہے۔ جس مال کو وہ کبھی نہ نکالتا۔

فیخرج بذلك من البخیل ما لم یکن البخیل یرید ان یخرج (۴۲۴۲)

* جس شی کا بندہ مالک نہیں اس کے بارے میں مانی ہوئی نذر پوری نہ کی جائے مثلاً یہ کہا کہ اگر کام ہو جائے تو فلاں کی اپنی ذبح کر دوں گا۔

وَلَا فِیْمَا لَا یَبْلُکُ الْعَبْدُ (۴۲۴۵)

* اپنے کام کی نسبت حضور علیہ السلام نے اللہ کی طرف کی لوگوں کو سواریاں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیں اور فرمایا: مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلَکِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ تمہیں میں نے نہیں اللہ نے سوار کیا ہے۔ (۴۲۶۳)

* وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أَقَامِرُكَ فَلْيَتَصَدَّقْ (۴۲۶۰) جو اپنے ساتھی سے کہے آؤ جو اکھیلیں (اگرچہ نہ اکھیلیں صرف اتنا کہنے پر) کچھ نہ کچھ صدقہ کرے (خطابی کہتے ہیں اتنا صدقہ دے جتنے پیسوں سے وہ جو اکھیلنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ) کئی گناہ ایسے ہیں (دل میں ارادہ کرنے سے بھی ان کی نحوست چھا جاتی ہے۔ (نووی)

* مرغ کا گوشت کھالیا جائے اگرچہ وہ نجاست کھاتا ہو۔ (۴۲۶۵)

* حضرت سلیمان علیہ السلام کی نوے بیویوں کا ذکر (۷۲۸۹)

صحابہ کرام مکہ شریف میں مرنے کو پسند نہیں کرتے تھے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ حضور علیہ السلام عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے زندگی سے مایوسی کا اظہار کیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلَعَلَّكَ تُخَلِّفُ حَتَّى يُنْفَعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ الْآخَرُونَ (مایوسی کی کوئی بات نہیں) ہو سکتا ہے تو زندہ رہے یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تیری وجہ سے فائدہ ہو اور کچھ کو نقصان۔

چنانچہ حضور علیہ السلام کا فرمانا سچ ثابت ہوا کہ حضرت سعد زندہ رہے اور ان کے ہاتھوں عراق فتح ہوا جس سے اہل اسلام کو دین و دنیا کا فائدہ ہوا اور کافروں کو نقصان ہوا۔ کچھ مارے گئے کچھ قیدی بنے غلام ہوئے عورتیں لونڈیاں بنیں۔

چنانچہ ان کا وصال عرصہ بعد مکہ میں ہوا اور حضور علیہ السلام نے ان کی موت پر افسوس کا اظہار فرمایا:

(وَرَّثِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَوَفِّي بِمَكَّةَ) (۴۲۰۸)

وكان يكره ان يموت بالايض التي ها جرمها (۴۲۰۸)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ پسند نہ فرماتے تھے کہ جس جگہ سے ہجرت کی ہے وہاں مجھے موت آئے۔ وحید الزمان صاحب

لکھتے ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان مکروہ جانتے تھے مکہ میں مرجانا۔ (شرح نووی ص ۲۵۳ ج ۴)

جبکہ یہی صحابہ کرام علیہم الرضوان مدینہ شریف میں مرنے کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
میں اللہ کے رسول کی پناہ طلب کرتا ہوں

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو مسعود انصاری جو کہ اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ حضور علیہ السلام کے ایک جملے کا یہ اتنا اثر ہوا کہ کوڑا ہاتھ سے گر گیا اور ساری زندگی غلاموں کو نہ مارنے کی قسم کھالی۔ (۴۳۰۸) عرض کیا: اَعُوذُ بِرَسُولِ اللہ (۴۳۰۹) میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

حضور علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ میں تو اللہ کی پناہ طلب کرتے ہوئے اعوذ باللہ کہتا ہوں اور تو بجائے اللہ کی پناہ طلب کرنے کے میری پناہ طلب کر رہا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی پناہ میں آنا خدا ہی کی پناہ میں آنا ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں
غلاموں کے ساتھ صحابہ کرام کا برتاؤ

پھر غلاموں کے ساتھ اس قدر اچھا برتاؤ ہونے لگا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جس طرح کا لباس خود پہنتے ویسا اپنے غلام کو بھی پہناتے اور فرماتے: یہ غلام تمہارے بھائی ہی تو ہیں فَاطْعُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَالْبَسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ تَكْلِفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ (۴۳۱۳) انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو اور ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دو اور اگر تم نے ان کو ان کی طاقت سے زیادہ کام کہہ دیا ہے تو ان کا ہاتھ بٹایا کرو۔ بلکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب میں نے حضور علیہ السلام کی زبان اقدس سے غلام کے بارے میں سنا کہ نیک غلام کو دو ہر اواب ہے۔ ایک اپنے مالک کی خیر خواہی کا اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی عبادت کا تو) اس ذات کی قسم جس نے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ حج بیت اللہ اور ماں کی خدمت (میں کوتاہی کی فکر نہ) ہوتی تو میں غلام ہو کر مرنا پسند کرتا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ نے اپنی والدہ کی وفات کے بعد ہی حج کیا (تاکہ ماں کی خدمت میں کوتاہی نہ ہو جائے) (۴۳۱۰)

میں حاتم طائی کا بیٹا ہوں اور تو مجھ سے صرف سودر ہم مانگ رہا ہے؟

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے سودر ہم کی خیرات کا سوال کیا تو حضرت عدی نے فرمایا: تَسْأَلُنِي مِائَةَ دِرْهَمٍ وَأَنَا ابْنُ حَاتِمٍ (تو جانتا نہیں) میں حاتم طائی کا بیٹا ہوں اور تو مجھ سے صرف سودر ہم مانگ رہا ہے (گویا یہ تو نے میرے باپ کی سخاوت کی توہین کی ہے کہ اتنے بڑے سخی باپ کے بیٹے کے دربار سے صرف سودر ہم کی بھیک مانگی ہے)

تیری درگاہ کے فقیروں کا ذکر ہوتا ہے تاجداروں میں

اسی جلال میں قسم اٹھالی کہ واللہ لا اعطیک خدا کی قسم! میں تجھے نہ دوں گا۔ پھر فرمایا:

لَوْلَا اَنْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ رَاٰی خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.

(میں تجھے ہرگز نہ دیتا) اگر میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ سنا ہوتا کہ آپ نے فرمایا: جو شخص کسی کام کی قسم کھائے اس سے بہتر دوسرا کام دیکھے تو جو بہتر ہے وہ کرے (اور قسم کا کفارہ ادا کر دے) (۴۲۷۹)

چنانچہ پھر آپ نے اس سائل کو چار سو درہم دے کر فرمایا: یہ لے لے یہ میری سخاوت میں سے تیرے لیے ہے۔ (ولک اربع مائۃ فی عطاء ی ۴۲۸۰) جب غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطاؤں کا یہ حال ہے تو پھر سرکار کی عطا کا عالم کیا ہوگا؟

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

* قتل کسی نے کیا دیت حضور علیہ السلام نے ادا کر دی۔ (۴۳۴۲)

سفیہ بالوں کا خیال کیا جائے

جو عمر میں بڑا ہو اس کی بڑائی کا خیال رکھنا چاہئے۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آنے والوں میں سے جب چھوٹے نے بات کرنا چاہی تو اس کو فرمایا: کَبَّرَ کَبَّرَ يُرِيدُ السِّنَّ۔ بڑے کی بڑائی کا خیال کر بڑے کو بات کرنے دے یعنی جو عمر میں بڑا ہے۔ (۴۳۴۹) اس کا مطلب یہ ہوا کہ فضیلت و رتبہ کا لحاظ اپنی جگہ ہے لیکن زیادہ عمر کے لوگوں کا لحاظ و ادب بھی ضروری ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں اس لیے بھی کہ اس کی عمر زیادہ ہے تو ہو سکتا ہے اس کی نیکیاں بھی تجھ سے زیادہ ہوں۔

* اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَابْرَهٗ (۴۳۷۴) اللہ کے بندوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسے پہ قسم اٹھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے (یعنی جو بات ان کی زبان سے نکلتی ہے پوری ہو کر رہتی ہے)۔ جو بھی قتل ہوتا ہے تو اس کا گناہ قاتیل کو جاتا ہے۔

لَاِنَّهُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔ کیونکہ قتل کی بنیاد اس نے رکھی۔ (۴۳۷۹)

* قیامت میں سب سے پہلے (حقوق العباد میں سے) قتل کا فیصلہ ہوگا۔ (۴۳۸۰)

* حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کا دیت سے بچنے کے لئے مقفیٰ مسجع کلام کرنا۔ کَيْفَ اغْرَمُ مَنْ لَّاشْرَبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهْلَ فَوَيْلٌ ذٰلِكَ يُطْلُ اس کا تاوان کیسے دوں جس نے نہ پیا اور نہ کھایا نہ بولا اور نہ چلایا۔ ایسا تو ہو گیا صالح فرمایا: یہ تو کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔ (۴۳۹۱) (اس کے بعد کتاب الحدود کا آغاز ہو رہا ہے)

امیر فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا

ایک بڑے خاندان کی عورت نے چوری کی۔ خاندان والوں کو فکر ہوئی کہ اگر اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو پورے خاندان کی بدنامی

ہوگی۔ حضرت اسامہ کو سفارش کے لئے تیار کیا گیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: جس میں آپ نے فرمایا سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ جب کوئی شریف (امیر) آدمی ان میں سے چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر کمز شخص چوری کر بیٹھتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔

وَأَيُّمُ اللَّهُ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا
قسم بخدا! اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا۔ (۴۴۱۰)

نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاجتیں پیش کی جاتیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ چنانچہ بعد میں وہ میرے پاس آیا کرتی تھی اس نے بہت اچھی توبہ کی نکاح بھی کر لیا۔ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ میں اس کی حاجات حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کیا کرتی تھی (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاجت روائی فرما دیا کرتے تھے) (۴۴۱۱)

قانون کی پاسداری

اگر قانون دینے والا خود ہی قانون پہ عمل نہ کرے گا تو ملک کا نظام تباہ ہو جائیگا، افسوس کہ مسلمان جو سب سے زیادہ قانون کا احترام کرنے والے تھے آج تمام قوموں سے زیادہ قانون کو توڑنے والے ہو گئے ہیں، بالخصوص پاکستان تو اس معاملہ میں بد قسمتی سے اول نمبر پہ آ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے ملک کے حالات پہ اپنا فضل و کرم نازل فرمائے اور اس قوم کو قانون کا پابند بننے کی توفیق دے۔ شاید بعض عاقبت نااندیش اس کو آزادی سمجھتے ہوں مگر یہ آزادی نہیں بلکہ بربادی ہے۔ جانور بھی کسی نہ کسی حد تک اپنے قاعدوں کی رعایت کرتے ہیں تو جب ہم خدا کے قوانین کی خلاف ورزی کریں گے تو ہمیں کون انسان کہے گا؟ حریت و آزادی یہ ہے کہ انسان قانون کے دائرے میں رہ کر اپنے منافع کے لئے کوششیں جاری رکھے اور عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ چاہے اپنے خلاف یا اپنے والدین کے خلاف بھی فیصلہ جارہا ہو۔ اسی بات کی قرآن نے ہمیں تلقین فرمائی ہے (وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ) مندرجہ بالا حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی واضح دلیل ہے کہ اتنا عدل و انصاف اور ایسی راست بازی اس دور کے عربوں میں بغیر خدائی تعلیم و امداد کے سمجھ میں نہیں آتی۔

حضرت ماعز اسلمی کی توبہ

حضرت ماعز بن مالک اسلمی کے رجم و توبہ کا واقعہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے خود فرمایا: ماعز کے لئے استغفار کرو اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر پوری امت میں بانٹ دی جائے تو ان کو کافی ہو جائے۔

لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوْ سَعَتْهُمْ (۴۴۳۱)

* یہودیوں نے رجم کی آیت کو چھپا لیا۔ (۴۴۳۷)

* حضرت عمر کے دور میں شرابی پر اسی کوڑے حد مقرر کی گئی۔ (۴۴۵۲)

* حضرت عثمان کے فرمان پہ عمل نہ کرنے کی وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ امام حسن پہ ناراض ہوئے۔ نیز حضرت علی المرتضیٰ کے نزدیک حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا فعل سنت ہے۔ (۴۴۵۷) شرح نووی میں وحید الزمان صاحب نے بھی یہی لکھا (پھر آپ حضرات تین طلاق بیک مجلس کے مسئلہ میں حضرت عمر کے فیصلے کو خلاف سنت کہہ کر کیوں رد کرتے ہیں اور بے دھڑک کہتے ہیں شریعت حضور علیہ السلام کی ہے یا حضرت عمر کی؟

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

(صحیح مسلم شرح نووی ص ۳۳۷ ج ۴)

* جب اسلام دل میں اترتا ہے تو حضور علیہ السلام ساری دنیا سے عزیز تر ہو جاتے ہیں۔ (۴۴۷۹)

* اللہ تعالیٰ (بے فائدہ قیل وقال) بک بک کو ناپسند فرماتا ہے۔ (۴۴۸۱)

راوی نے کہا: حَرَّمَ عَلَيْكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ. (۴۴۸۲) رسول اللہ نے تم پہ حرام کیا ہے۔ یہ نہ کہا کہ اللہ نے تم پر حرام کیا ہے۔

* مجتہد خطا پر بھی ہو تو اس کو ایک ثواب (اس کی کوشش کا) ملتا ہے۔ (۴۴۸۷)

رزق حلال اور صدق مقال کی ایک عظیم مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے دوسرے سے زمین خریدی اور اس زمین سے خریدنے والے کو سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑا ملا تو اس نے بائع سے کہا: میں نے صرف زمین خریدی تھی لہذا یہ سونا تیرا ہے اس کو لے جا بائع نے کہا: نہیں زمین میں جو کچھ ہے تیرا ہی ہے لہذا میں واپس نہ لوں گا۔ پھر دونوں ایک تیسرے شخص کے پاس فیصلے کے لئے گئے تو اس نے (یہ نہ کہا کہ اگر تمہیں نہیں چاہتے تو میں ضرورت مند ہوں لہذا مجھے دے جاؤ بلکہ) دونوں سے پوچھا: کیا تمہاری اولاد ہے؟ ایک نے کہا میرا بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے اس نے فیصلہ یہ کیا۔

اَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَاَنْفِقُوا عَلَى اَنْفُسِكُمْ مِنْهُ وَتَصَدَّقَا.

لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور اس سونے کو اپنے آپ پہ خرچ بھی کرو اور راہ خدا میں صدقہ بھی کرو۔ (۴۴۹۷)

ایک واقعہ

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک قطعہ زمین کے بارے میں دو شخص جھگڑا کر رہے تھے۔ ہر ایک ان میں سے اپنی ملکیت کا دعویٰ کر رہا تھا۔ بات کسی نتیجے پہ نہ پہنچ رہی تھی کہ حضرت بایزید پہ دونوں کی نظر پڑی تو دونوں نے بالاتفاق کہا: جو فیصلہ بایزید فرمادیں گے ہمیں منظور ہوگا۔ آپ نے پہلے کیس سنا پھر فرمایا: ذرا زمین سے ہی نہ پوچھ لیں کس کی ہے؟ چنانچہ زمین سے مخاطب ہو کر فرمایا: خدا کے حکم سے بول کر بتا (جو پتھروں کو بھی قوت گویائی عطا فرمادیتا ہے) تو اس کی جیسے یا اس کی؟ زمین نے بول کر کہا: میں نہ اس کی ہوں نہ اس کی ہوں بلکہ یہ دونوں میرے ہیں یعنی مر کر میرے اندر آنے والے

ہیں۔ دونوں قدموں میں گر گئے اور زمین کی ملکیت سے دستبردار ہو گئے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

* زیادہ سوال کرنے والے پہ نبی علیہ السلام کی ناراضگی۔ (۴۴۹۹)

گری پڑی تھیلی کی دو سال تشہیر کرنے کا حکم دیا گیا۔ (۴۵۰۶)

بشیر و نذیر نبی علیہ السلام کا وعظ پُر تاثیر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ ایک اونٹنی سوار شخص حاضر خدمت ہو کر دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ حضور علیہ السلام نے (اس کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے) فرمایا:

مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلٌ ظَهَرَ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهَرَ لَهُ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِمَّنْ زَادَ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ

جس کے پاس فالتو سواری ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس حاجت سے زیادہ کھانا ہے وہ اس کو لوٹا دے جس کے پاس کھانا نہیں ہے۔ ان دو چیزوں کے علاوہ بھی حضور علیہ السلام نے بہت ساری چیزوں کا ذکر فرمایا (اور ہم پر آپ کے وعظ کا اس قدر اثر ہوا کہ) رَأَيْنَا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ۔ ہم سمجھے کہ جو بھی شئی حاجت سے زائد ہو اس پر ہمارا قطعاً کوئی حق نہیں (خواہ وہ ہماری اپنی کمائی ہوئی ہو اور ہماری ملکیت و قبضہ میں ہو) (۴۵۱۷) اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

میں شار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں

وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

* تھوڑا سا کھانا اور پانی چودہ سو افراد کے لئے کافی ہو گیا۔ (۴۵۱۸) (اس کے بعد کتاب الجہاد والسیر کا آغاز ہوا)

(ہے)

لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو

نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے اور یہ آپ نے اس وقت فرمایا کہ جب حضرت ابوموسیٰ اور معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا۔

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنْفِرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (۴۵۲۶)

آسانی کرو سختی نہ کرو اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ اور اتفاق سے کام کرو اور پھوٹ مت ڈالو (تاکہ لوگ دین اسلام کو جلدی قبول کریں) اس پر وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں ”معلوم ہوا فقط وعید (خوف و عذاب) کو بیان کرتے رہنا اور صرف لوگوں کو ڈرانا خوف نہیں۔ (غالباً خوب نہیں لکھنا چاہئے تھا) بلکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم اور بخشش کو بھی بیان کرنا

ضروری ہے۔ اسی طرح نابالغ لڑکوں اور نو مسلموں اور گناہ گاروں پر آسانی کرنا چاہئے اور یہ بیان کرنا چاہئے کہ توبہ سب گناہوں کو میٹ (مٹا) دیتی ہے اور اسلام سب گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم شرح نووی ص ۲ ج ۵)

لہذا شارح نووی کے پیروکاروں کو بھی اپنے رویے پہ غور کرنا چاہئے کہ جب شفاعت و رحمت کی بات کی جاتی ہے تو یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ لوگ بے عمل ہو جائیں گے۔ شاید اس لیے کہ ایسی باتوں سے فضائل کا باب کھلتا ہے اور ان کے عقیدہٴ مشیت پہ زو پڑتی ہے جب ہم یوں عرض کرتے ہیں۔

رحمت میرے حضور دی و اجاں پئی مار دی آ جا گناہ گارا میں تینوں بچا لواں

اللہ تعالیٰ کا ایک نبی علیہ السلام کی دعا پر سورج روک دیا گیا

اللہ تعالیٰ کے ایک نبی علیہ السلام (حضرت یوشع بن نون) کی دعا پر سورج کو روک دیا گیا۔ خیانت کرنے والوں کا ہاتھ بوقت بیعت نبی علیہ السلام کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی کمزوری کی وجہ سے مال غنیمت کو حلال کر دیا۔ (۴۵۵۵)

* حضرت ابوبکر صدیق کی بات کو حضور علیہ السلام نے سچ کر دکھایا۔ (۴۵۶۸)

* ابو جہل کو مارنے والے دونوں معاذ تھے۔ ایک معاذ بن عمرو بن جموح اور دوسرے معاذ بن عفراء (۴۵۶۹)

* نامناسب بات کرنے کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے ایک حقدار کا حق روک لیا (تاکہ جس کا دل دکھایا گیا اس کو رنج

زیادہ نہ ہو) (۴۵۷۰)

تیری ہر ادایہ ہے جاں فدا

یاسمۃ (ابن الاکوع) ھَبْ لِي الْمِرَاقَةَ لِلَّهِ أَبُوكَ۔ حضور علیہ السلام نے حضرت سلمہ سے غنیمت میں ملنے والی لڑکی مانگی۔ ذرا انداز ملاحظہ ہو۔ اے سلمہ! وہ لڑکی مجھے دے دے تیرا باپ کتنا اچھا تھا۔ اس لڑکی کو مکہ بھیج دیا گیا اور اس کے بدلے کئی مسلمان چھڑا لیے گئے جو مکہ میں قید تھے۔ (۴۵۷۳)

* حضرت عباس نے حضرت علی المرتضیٰ کے بارے سخت الفاظ کہے (الکاذب الاثم الغادر الخائن) (۴۵۷۷)

اسی حدیث میں ہے: حضرت عمر کے سامنے حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کی تصدیق کی جس میں ہے کہ ہم نبیوں کی وراثت نہیں ہوتی۔ ماتر کنا صدقہ۔ جو ہم چھوڑ جائیں صدقہ ہے۔ نیز حضرت عمر نے کہا: تم نے ابوبکر کو بھی اور مجھے بھی جھوٹا، گناہ گار، دغا باز اور چور سمجھا

* حضرت فاطمہ کی ابوبکر صدیق سے رنجش، مرتے دم تک کلام نہ کرنا اور حضرت علی المرتضیٰ کا حضرت ابوبکر صدیق کو حضرت فاطمہ کے وصال کی اطلاع نہ دینا اور پھر حضرت علی کا ابوبکر صدیق سے مصالحت و بیعت کرنا اور یہ کہنا کہ میرے پاس اکیلے آنا کیونکہ حضرت علی ابوبکر صدیق کے ساتھ حضرت عمر کے آنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (۴۵۸۰)

* جب حضرت علی نے ابوبکر صدیق کی بیعت کی تب لوگ حضرت علی کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کی تحسین کرنے لگے۔ (۴۵۸۱)

* حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بھی فدک تقسیم نہ فرمایا بلکہ وہی کیا جو خلفاء ثلاثہ کرتے رہے۔ (۴۵۸۲)

بدر میں محبوب خدا ﷺ نے اپنے رب سے محبوبانہ انداز میں دعا کی

میدان بدر میں اہل اسلام کی ظاہری حالت بہت کمزور تھی اس سے پہلے جنگ کا تجربہ بھی نہ تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پہ محبوبانہ شان دکھائی اور ایسے الفاظ سے اپنے رب کی بارگاہ میں التجاء کی کہ تاریخ نبوت میں کسی نبی علیہ السلام کی ایسی دعا نہیں ملتی۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کیا ہاتھوں کو پھیلا یا اور اپنے رب کے سامنے پکار کر یوں دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ مَا وَعَدْتَنِيْ اَللّٰهُمَّ اِن تَهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبِدْ فِي الْاَرْضِ

اے اللہ! میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرما۔ اے اللہ! دے مجھ کو جو تو نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا: اے اللہ! اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو پھر زمین پہ تیری عبادت نہ ہوگی۔ (۴۵۸۸)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے اہل اسلام کی مدد فرمائی اور کافروں کی کمر توڑ دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک مسلمان ایک کافر کو مارنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اپنے میں کوڑا لگنے کی ایک آواز آئی اور ایک سواری کی آواز آئی۔ اَقْدِمُ حَيْزُومَ۔ اے حیزوم آگے بڑھ۔ پھر جو دیکھا تو وہ کافر (بغیر مسلمان کے مارے) مرا پڑا ہے اور اس کی ناک پہ (کوڑے کا) نشان ہے منہ اس کا پھٹ گیا ہے اور (کوڑے کے زہر سے) جسم اس کا سبز ہو گیا ہے جب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا: صَدَقْتَ ذَلِكَ مِنْ مَّقَدِّ السَّيِّئَةِ الثَّالِثَةِ۔ تو نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی تھی۔ (حیزوم فرشتے کے گھوڑے کا نام تھا)۔

مقام نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کیا ہے؟

اگر نبی علیہ السلام کا مرتبہ اور مقام اللہ کی بارگاہ میں اتنا ہے جتنا کہ صاحب تقویۃ الایمان نے جا بجا بیان کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور علیہ السلام اس انداز سے دعا نہ کرتے اور اگر کر بھی لی تھی تو اللہ فرماتا: تو نے میری عبادت کا ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا اگر یہ ہلاک ہو گئے تو کیا ہوگا میں اور مخلوق پیدا کر دوں گا جو میری عبادت کرے گی یا یوں فرمایا جاتا۔ لا تعدد فرشتے جو میری عبادت کرنے والے موجود ہیں۔ لیکن نہیں محبوب کی ادائے دنواز کو پذیرائی بخشی گئی کہ جب محبوب نے بانداز محبوبانہ عرض کیا: پھلا پھولا رہے یا رب چمن میری امیدوں کا جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

تو ادھر سے ایک ہزار فرشتے کے ساتھ مدد تین ہزار اور پھر پانچ ہزار کے ساتھ مدد کی آیات نازل ہونے لگیں حالانکہ فرشتہ تو ایک بھی کافی تھا لیکن ہزاروں کی بات کر کے بتا دیا..... جیسا میرا محبوب ہے ویسا نہیں کوئی۔

ہاتھ پھیلا کر دعا کرنا مستحب ہے

اس حدیث کے ابتدائی حصے کے ترجمہ میں علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: ”اس حدیث سے یہ نکلا کہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ہاتھ پھیلانا مستحب ہے۔“ میں عرض کروں گا کہ آپ کے اس فرمان سے یہ نکلا کہ اذان کے بعد جو دعا کی جاتی ہے پھر اس دعا کے لئے آپ کے پیروکار ہاتھ کیوں نہیں اٹھاتے جبکہ اس حدیث سے یہ نکل آیا کہ ہر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے چاہئیں اور پھر جب آپ کی طرف سے مستحب نکل آیا تو اسی طرح اگر قرآن و حدیث سے فقہاء کرام فقہی مسائل نکال لیتے ہیں تو وہ آپ کو کیوں چبھتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ کا تعلق ایسی قوم کے ساتھ ہے جو فقہ کے ساتھ عداوت رکھتی ہے۔ ذلک بانہم قوم لایفقہون جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو فقہ عطا کر دیتا ہے۔ من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین۔ ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ۔

* ثمامہ بن اثال سید اہل الیمامہ کا قبول اسلام (۳۵۸۹) (تفصیل اس واقعہ کی ہماری کتاب الباقیات الصالحات میں پوری تقریر کی صورت میں دیکھئے)

* اَعْلَمُوا اَنَّا الْاَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَان لُو۔ (اے یہودیو!) زمین ساری کی ساری اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ (۳۵۹۱)

* قَوْمُوا اِلٰی سَيِّدِكُمْ۔ قیام تعظیمی والی حدیث (۳۵۹۶)

* خندق میں جبرائیل علیہ السلام کا اسلحہ پہن کر آنا۔ (۳۵۹۸)

* شام کے بادشاہ ہرقل کو حضور علیہ السلام کا خط لکھنا۔ (۳۶۰۷)

ایک مشت خاک سے چار ہزار کافروں کو شکست ہو گئی

* غزوہ حنین میں جبکہ لڑائی خوب زوروں پر تھی حضور علیہ السلام نے کافروں کی طرف چند کنکریاں پھینکیں اور فرمایا: اِنْهَزْمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ شکست کھائی کافروں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم (وحید الزمان صاحب نے ترجمہ کیا ہے ”کعبہ کے مالک کی قسم“..... جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے) حضرت عباس فرماتے ہیں کنکریاں مارنے کی دیر تھی کہ کافروں کا زور ٹوٹ گیا اور ان کا کام الٹ ہو گیا۔ (۳۶۱۲)

ایک حدیث میں خاک کی مٹھی کا ذکر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں: شاہت الوجوہ۔ بگڑ گئے منہ (کافروں کے) راوی حضرت سلمہ بن الاکوع فرماتے ہیں۔

فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَا عَيْنِيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقُبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ

بذَلِكَ (۴۶۱۹)

کوئی انسان بھی ان (کافروں) میں سے ایسا نہ رہا جس کی آنکھ میں خاک نہ بھر گئی ہو اور اس ایک مٹھی کی وجہ سے آخر وہ بھاگے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

قرآن مجید میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ-

اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

وہی ہوا جو عالم ماکان و مایکون نے فرمایا۔ ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے طائف والوں کو گھیرا اور ان سے کچھ لیے بغیر اپنے صحابہ سے فرمایا: اَنَا قَاتِلُونَ اِنْ شَاءَ اللَّهُ۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم واپس جائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: نَرْجِعُ وَلَمْ نَفْتَحْهُ۔ فتح کے بغیر ہی لوٹ جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: اُغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ۔ ٹھیک ہے لڑ کر دیکھ لو۔ فَعْدُوا عَلَيْهِ فَاَصَابَهُمُ الْجُرْحُ۔ جب صبح کو لڑائی ہوئی تو صحابہ کرام کو زخم لگے (اب حضور علیہ السلام نے پھر) فرمایا: اَنَا قَاتِلُونَ غَدًا۔ ہم کل لوٹ جائیں گے۔ فَاَعَجَبَهُمْ ذَلِكَ۔ (جو بات کل ان کو عجیب لگی تھی آج وہی بات) ان کو بھلی معلوم ہوئی۔ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ حضور علیہ السلام اس پر ہنس پڑے (کہ ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ واپسی پر راضی نہ تھے اور لڑنے پر تیار تھے اور جب زخم لگے تو لوٹنے پر تیار ہو گئے ہیں اور اتنی جلدی اپنی رائے کو تبدیل کر لیا)۔ (۴۶۲۰)

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

* جنگ بدر کے لئے صحابہ کرام کا جذبہ اور حضور علیہ السلام کا علم غیب۔ (۴۶۳۱)

* نزول وحی کے وقت کوئی بھی حضور علیہ السلام کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا تھا

(فَإِذَا جَاءَ فَلَيْسَ أَحَدٌ يَرْفَعُ طَرَفَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (۴۶۲۲)

مکہ معظمہ بھی بزور شمشیر فتح ہوا

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُحْصِدُوهُمْ حَصْدًا۔ ان کو کاٹ کے رکھ دو اور باقاعدہ آپ نے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پہ رکھ کر کاٹنے کا اشارہ فرمایا (۲۴-۴۶۲۳) اور یہی قول ہے امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام احمد اور جمہور علماء کا۔

(نووی حاشیہ مسلم ص ۱۰۳ ج ۲)

* حضور علیہ السلام نے ”عاص“ نام بدل کر مطیع رکھ دیا۔ (۴۶۲۸) لہذا عاصی بھی اپنے آپ کو نہیں کہلوانا چاہئے۔

اگر یہ ادب کی وجہ سے ہے تو وہ بھی ادب ہے

حضرت علی المرتضیٰ نے حضور علیہ السلام کے حکم کے باوجود حدیبیہ کے موقع پر آپ کا نام مٹانے سے انکار کر دیا (۴۶۳۱)

(اگر یہ ادب کی وجہ سے تھا تو حدیث قرطاس میں حضرت عمر کا کاغذ قلم نہ دینا بھی ادب کی وجہ سے اور حضور علیہ السلام کی تکلیف کے پیش نظر تھا حالانکہ یہاں حضرت علی کو نام لے کر حکم دیا جا رہا ہے اور وہاں حضرت عمر کا نام نہیں لیا بلکہ تمام گھروالوں کو مخاطب فرمایا)

* سخت سردی کی رات میں حضور علیہ السلام کے حکم سے حضرت حذیفہ ساری رات گھومتے رہے تو ایسا گایا گویا گرم حمام میں پھر رہے ہیں اور کام مکمل کر کے واپس آئے تو سردی محسوس ہونے لگی۔ (۴۶۴۰) (شارح نووی علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا معجزہ تھا) (ج ۵ ص ۶۹)

* جنت میں حضور علیہ السلام کی رفاقت کی خواہش میں یکے بعد دیگرے سات انصار صحابہ شہید ہو گئے۔ (۴۶۴۱)

* نماز کی حالت میں کافروں کا حضور علیہ السلام کی پشت مبارک پہ اونٹنی کی بچہ دانی رکھنا۔ (۴۶۴۹)

* طائف سے واپسی پہ فرشتے کا حاضر ہونا کہ اگر اجازت ہو تو پورے شہر کو تباہ کر دوں مگر آپ نے اس کی اجازت نہ دی۔ (۴۶۵۳)

* عبد اللہ بن ابی کو اس قدر حضور علیہ السلام سے دشمنی اس لیے تھی کہ اس کی تاجپوشی اور سرداری کا معاملہ دھرا کا دھرا رہ گیا جو کہ حضور علیہ السلام کی مدینہ شریف آمد سے پہلے طے پا چکا تھا۔ (۴۶۵۹)

* کعب بن اشرف کو مارنے کے لئے صحابی کا حضور علیہ السلام کی شان میں بظاہر نازیبا الفاظ کہنے کی اجازت طلب کرنا اور آپ کا اجازت دے دینا۔ (۴۶۶۳)

جس کے لیے حضور علیہ السلام رحم کی دعا کر دیں وہ شہید ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے لئے رحم کی دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کی سعادت عطا فرمائی بلکہ سرکار جس کے لئے ایسی دعا فرما دیتے۔ صحابہ پہچان لیتے کہ اب اس کو جلد ہی شہادت ملنے والی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اشعار پڑھنے والے کو دعا سے نوازا۔ (۴۶۶۸)

* دشمن پہ رعب طاری کرنے کے لئے اپنی بڑائی کے کلمات کہے جاسکتے ہیں۔ حضرت سلمہ بن اکوع نے کہا: اَنَا ابْنُ الْاُكُوعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضْعِ۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے یا وہ دن ہے جس میں پہچان ہوگی کہ کس نے شریف ماں کا دودھ پیا ہے اور کس نے کمینی کا۔ (۴۶۷۷)

* ایک موقع پر تین مرتبہ ایک صحابی نے حضور علیہ السلام کے حکم سے آپ کی بیعت کی اور اس کی برکت سے دشمن پہ کامیابی ملی۔ (حدیث کا ابتدائی حصہ) حضرت علی المرتضیٰ کا مرحب کو قتل کرنا (حدیث کا آخری حصہ) (۴۶۷۸)

* حضرت ابو طلحہ انصاری کی فداکاری کا واقعہ کہ حضور علیہ السلام کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہو گئے اس حال میں بھی ان پہ اونگھ طاری ہو جاتی اور دو تین مرتبہ ان کے ہاتھ سے تلوار گر گئی (یہ ان کے بہادر ہونے کی اعلیٰ دلیل ہے) (۴۶۸۳)

صحابہ کرام کی فداکاریاں

سیرت ابن ہشام میں ہے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ کافروں کی طرف کر دی اور حضور علیہ السلام کا دفاع کرتے رہے اور تیر برابر ان کی پیٹھ پر برستے رہے۔ حضور علیہ السلام خود بھی تیر اندازی فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کی کمان کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا پھر وہ کمان حضرت قتادہ بن نعمان نے لی اور ان کے پاس رہی اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کافروں کی ضرب سے نکل کر رخسار پہ آگری۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی جگہ پہ کر دیا اور وہ درست ہو گئی بلکہ اس آنکھ سے (دوسری کی نسبت) خوب دکھاتی دیتا۔ (اصحیح مسلم شرح نووی ص ۱۰۱-۱۰۰ ج ۵)

* اُمّ عطیہ انصاریہ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ سات غزوات میں حصہ لیا۔ (۴۶۹۰)

* حضور علیہ السلام کے انیس جہادوں کا ذکر۔ (۴۶۹۲)

ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام بدر کی طرف نکلے اور حرۃ الوبره (مدینہ سے چار میل دور ایک مقام) پہ پہنچے تو ایک مشہور بہادر آپ کو ملا صحابہ کرام اس کو دیکھ کر خوش ہوئے لیکن حضور علیہ السلام کے سامنے آ کر جب اس نے اپنی خدمات پیش کیں تو آپ نے فرمایا: جب تو مسلمان ہی نہیں ہے تو فلن استعین بمشرك۔ ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے وہ دوبارہ آیا تو آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ ایک مقام پہ آپ سے ملا اور عرض کیا میں اللہ رسول پہ ایمان لایا تو آپ نے اس کو قبول فرمایا۔ (۴۷۰۰)

آج کے نام نہاد موحدین جو نبیوں و لیوں کی مدد کو تو شرک کہتے ہیں اور جب اپنے سر پر پڑتی ہے تو یہود و نصاریٰ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ اس حدیث پہ غور کریں تا کہ ان کے عقیدہ فاسدہ کا علاج ہو اور امریکہ و برطانیہ کی غلامی سے اہل اسلام کو نجات ملے۔ (کتاب الامارۃ کا آغاز ہو رہا ہے)

* مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت کسریٰ کے سفید محل کو فتح کرے گی۔ (حضرت عمر کے دور میں ایسا ہی ہوا)۔ (۴۷۱۱)

* حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عاجزی و انکساری۔ (۴۷۱۳)

* عہدہ و منصب مانگے بغیر لے لینا جائز ہے اور خدا ایسے عہدیدار کی مدد فرماتا ہے۔ (۴۷۱۵) اور جو عہدہ مانگے اس کو

نہ دیا جائے۔ (۴۷۱۷)

* حضرت ابو موسیٰ کے پاس حضرت معاذ بن جبل یمن میں گئے تو ایک قیدی کو دیکھ کر پوچھا: کیا معاملہ ہے۔ عرض کیا گیا یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوا پھر یہودی ہو گیا فرمایا: میں تب تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کو قتل نہ کیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(۴۷۱۸)

* عدل و انصاف کرنے والے حکمران اللہ کے ہاں دائیں طرف منبروں پہ ہوں گے۔ (۴۷۲۱)

* كُتِبَ رَاعٍ وَ كُتِبَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (۴۷۲۴)

يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ (حدیث کا خلاصہ یہ ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں چوری کرنے کے گناہ کی سنگینیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایسا نہ پاؤں کہ قیامت کے دن اس کی گردن پہ اونٹ بڑ بڑا رہا ہو، گھوڑا ہنہار ہا ہو، بکری منمنار ہی ہو یا کوئی اور چیز جو اس نے مال غنیمت سے چرائی ہوگی وہ اس کی گردن پہ ہو اور میرے پاس آ کر کہے: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي۔ اے اللہ کے رسول میری مدد فرمائیں تو میں کہوں مجھے تیری مدد کرنے کا کچھ اختیار نہیں کیونکہ میں تجھے پہلے سے خبردار کر چکا ہوں۔ (۴۷۳۴)

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی بھی مدد نہ فرمائیں گے تو بطور خاص ان لوگوں کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کی مدد فرمائیں گے اور اہل ایمان کی مدد فرماتے ہوئے دیکھ کر ہی یہ لوگ آگے بڑھ کے مدد کے لئے پکاریں گے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ جواب ارشاد فرمائیں گے۔ نووی فرماتے ہیں:

ويكون ذلك اولا غضبا عليه لمخالفته ثم يشفع في جميع الموحدين بعد ذلك كما سبق في

كتاب الايمان في شفاعات النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حاشیہ مسلم شریف ص ۱۲۳ ج ۲)

یہ ابتداء میں اس پہ غصہ کا اظہار کرنے کی وجہ سے فرمائیں گے کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی پھر آپ تمام موحدين کی شفاعت فرمائیں گے جیسا کہ کتاب الايمان میں گزر چکا جہاں حضور علیہ السلام کی شفاعتوں کا بیان ہے (اور قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی شفاعت سے بڑی کیا مدد ہو سکتی ہے)۔

غلامان محمد محشر میں یوں پہچانے جائیں گے

کہ محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یا رسول اللہ (ﷺ)

* عہدے اور منصب کی وجہ سے جو کچھ ملے گا وہ سرکاری کھاتے میں جمع ہوگا۔ (۴۷۳۹)

* حاکم حبشی غلام ہاتھ پاؤں کٹا بھی ہو تو اس کی اطاعت لازم ہے جب تک وہ اللہ رسول کی اطاعت کرتا رہے۔

(۴۷۵۶-۵۸-۶۵)

* إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ۔ اطاعت صرف نیکی میں ہے۔ (۴۷۶۶)

* حکمران اگر کھلم کھلا بے دین ہو جائے تو اس کے خلاف بغاوت کی جائے۔ (۴۷۷۱)

* كانت بنو اسرائيل تسو سهم الانبياء۔ بنی اسرائیل کے نبی سیاست فرمایا کرتے۔ (یعنی ایسی حکومت جو

عوام کی خیر خواہی اور خدمت کے ساتھ ہو)۔ (۴۷۷۳)

* حضرت امیر معاویہ کی حکومت کے بارے میں کچھ لوگوں کے خیالات اچھے نہ تھے۔ (۴۷۷۶)

* حضرت حذیفہ فرماتے ہیں: لوگ حضور علیہ السلام سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں شر کے بارے میں پوچھتا کہ کہیں اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ (۴۷۸۵)

* حاکم کی اطاعت کس قدر ضروری ہے کہ اگر وہ تیرا مال لے لے اور تیری پیٹھ پھوڑ دے تو بھی اس کی اطاعت کر (تا کہ ملک میں انتشار پیدا نہ ہو اور اسلامی حکومت کمزور نہ ہو اور دشمن کو حملے کا موقع نہ ملے) (۴۷۸۵) ایک حدیث میں ہے جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں (۴۸۰۵) (آج کل کے حکمران تو اتنا بھی نہیں کر رہے)۔
صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن عقیدہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان جب حدیبیہ کے مقام پہ (صلح حدیبیہ کے سال) پہنچے تو وہاں کے کنویں کا پانی بالکل خشک ہو چکا تھا (وحد و ابترھا انما تنزه مثل الشراك) فبصق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا ودعا فیہا بالبرکۃ فجاشت۔ پس حضور علیہ السلام نے اس میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی تو پانی کناروں کے قریب تک آ گیا۔ ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کتنے لوگ تھے (جنہوں نے پانی استعمال کیا۔ نووی کہتے ہیں سائل کو تکثیر ماء کے اس معجزے کا تو علم تھا لوگوں کی تعداد کا علم نہ تھا) تو حضرت جابر نے فرمایا (اس بات کو چھوڑ ہم کتنے تھے) لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَّكَفَانَا۔ اگر ہم ایک لاکھ (یا اس سے زائد۔ نووی) ابھی ہوتے تو پانی پھر بھی ختم ہونے والا نہ تھے (ختم کیسے ہو سکتا ہے جس پانی کا کنکشن صاحب حوض کوثر نے نہر جنت کے ساتھ کر دیا ہو) كُنَّا أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ۔ ویسے ہم پندرہ سو افراد تھے۔ (۷۸۱۲) بعض روایات میں چودہ سو کا ذکر ہے۔ (۷۸۱۳) نووی نے دونوں میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ چودہ سو سے زائد اور پندرہ سو سے کم ہوں گے جنہوں نے ان زائد یعنی کسر کا اعتبار کیا انہوں نے پندرہ سو کہہ دیا اور جنہوں نے اعتبار نہ کیا انہوں نے چودہ سو کہہ دیا۔ (حاشیہ صحیح مسلم ص ۱۲۹ ج ۲)

* بیعت اسلام پر جہاد پر اور نیکی پر ہو سکتی ہے (لہذا بیعت طریقت جائز ہوئی)۔ (۴۸۲۶)

* وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَاَنْفِرُوا۔ اور جب تمہیں کہا جائے جہاد کے لئے نکلو تو نکل پڑو (۴۸۳۱)

* ایک شخص میں ہجرت کرنے کی ہمت نہ تھی اور جب اس نے ہجرت کے بارے میں پوچھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: تو اپنی جگہ عمل کرتا رہ۔ اللہ تیرے کسی عمل کو ضائع نہ فرمائے گا۔ (۴۸۳۲)

* حضور علیہ السلام نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ نہ چھوا یعنی بیعت لیتے وقت بھی۔ (۴۸۳۳)

* پندرہ برس بلوغ کی آخری حد ہے۔ (۴۸۳۶)

* دشمن کی سرزمین پہ قرآن لے کر جانے سے منع فرمایا گیا۔ (۴۸۳۹) (اگر بے ادبی کا خطرہ نہ ہو تو جائز ہے۔

(نووی حاشیہ صحیح مسلم ص ۱۳۱ ج ۲)

* الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ۔ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک برکت و خوبی ہے۔

(۳۸۴) (شکال گھوڑے کو آپ نے ناپسند کیا جس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں سفید ہو یا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں سفید ہو۔)
(۳۸۵)

ق شہادت

* قیامت کے دن غازی و شہید زخمی حالت میں آئیں گے ان کے خون کا رنگ سرخ ہوگا اور خوشبو کستوری کی سی ہوگی۔
(۳۸۵۹)

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوِدِدْتُ أَنِّي أَعَزُّو فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَعَزُّو فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَعَزُّو فَأُقْتَلُ
اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کروں پھر قتل
کیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں پھر قتل کیا جاؤں پھر جہاد کروں پھر قتل کیا جاؤں۔

صرف شہید ہی دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا کرے گا۔ من فضل الشهادة. شہادت کی فضیلت دیکھ کر۔ اور کوئی نہ یہ
خواہش کرے گا اگرچہ اس کو ساری دنیا و مافیہا ملے۔ (۳۸۶۷)

حضرت عمر فاروق نے منبر رسول ﷺ کے پاس اونچی بولنے سے منع فرمایا

حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے منبر کے پاس جمعہ کے دن بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے کہا:

مَا أَبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أُسْقِيَ الْحَاجَّ

اسلام لانے کے بعد اگر میں حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ کوئی اور عمل نہ بھی کروں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں یعنی یہ عمل اس
کے لئے سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ دوسرے شخص نے کہا:

مَا أَبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أَعْمَرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

اسلام لانے کے بعد مسجد حرام کی مرمت کرنے کے علاوہ میں کوئی اور نیکی نہ بھی کروں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں یعنی میرے
لیے اس سے بڑی اور کوئی نیکی نہیں۔ تیسرے نے کہا: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ۔ ان تمام کاموں سے اللہ کی راہ
میں جہاد کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عمر نے ان سب کو ڈانٹ پلا دی اور فرمایا: تم حضور علیہ السلام کے منبر شریف کے پاس اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہو۔

یہ جمعہ کا دن تھا اور حضرت عمر نے جمعہ ادا کرنے کے بعد حضور علیہ السلام کی خدمت میں یہ مسئلہ رکھا تو قرآن مجید کی یہ

آیت نازل ہوئی: اجعلتم سكاية الحاج و عبادة المسجد الحرام التوبة۔ جس میں فرمایا گیا: ایمان کے برابر

کوئی نیک عمل نہیں ہو سکتا۔ (۳۸۷۱)

نیکو میرے آقا کی بارگاہ کے ادب کا نام ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کیسا شاندار اور جاندار عقیدہ تھا کہ حضور علیہ السلام کے سامنے تو آواز بلند کرنے سے قرآن نے منع فرما ہی دیا ہے (اسی طرح قبر انور کے پاس بھی آواز بلند کرنا منع ہے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے سامنے بھی آواز بلند نہ کی جائے اور یہ حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات کا واقعہ ہے جبکہ آپ بظاہر وہاں تشریف فرمانہ تھے۔ حضرت عمر نے بتا دیا کہ تم نیکوں کی بات کر رہے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور علیہ السلام کے منبر کا احترام نہ کر کے پہلی کمائی بھی برباد کر بیٹھو۔ تم جانتے نہیں ہو یہ میرے نبی علیہ السلام کا منبر ہے۔ کیا اللہ کی مسجد سے زیادہ منبر رسول کی اہمیت تھی جو حضرت عمر نے مسجد کا نام لینے کی بجائے منبر کا نام لے لیا

۔ یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

* اللہ تعالیٰ ہنستا ہے ان دو شخصوں پر کہ ایک قاتل ہے دوسرا مقتول لیکن دونوں جنت میں جا پہنچے۔ (۴۸۹۲)

* مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ۔ جو کسی کو نیکی پر رہنمائی کرے اس کو نیکی کرنے والے جتنا ثواب ملے گا۔ (۴۸۹۹)

* جنت میں جانے کا شوق رکھنے والے نے چند کھجوریں کھانے کی دیر کرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ (۴۹۱۳-۱۵)

* عَمِلَ هَذَا يَسِيرًا وَأُجِرَ كَثِيرًا۔

(ایمان لانے کے فوراً بعد شہید ہو جانے والے کے بارے میں فرمایا)

اس نے عمل تھوڑا کیا اجر زیادہ لے گیا۔ (۴۹۱۴)

جان عالم ﷺ کے فرمان یہ جان قربان کر دی

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دشمن کے سامنے تھے اور کہہ رہے تھے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ الشُّيُوفِ۔ بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں تلے ہیں۔

یہ سن کر ایک غریب میلا کچلا شخص کہنے لگا: يَا أَبَا مُوسَى ءَأَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا۔ اے ابو موسیٰ کیا واقعی تو نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ قَالَ نَعَمْ۔ وہ بولے ہاں! فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ

فَقَالَ أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَالْقَاهُ ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ۔ (۴۹۱۶)

پس وہ اسی وقت اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان کو الوداعی سلام کیا۔ تلوار کو نیام سے نکال کر نیام توڑ دیا۔ میدان میں دشمن کے سامنے گیا دشمنوں کو مارتا ہوا خود جام شہادت نوش کر لیا۔

* اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے قراء صحابہ کے شہید ہونے کی خبر ان کی خواہش پر حضور علیہ السلام کو پہنچائی۔ (۴۹۱۷)

اگر لڑائی ہوئی تو خدا دیکھے گا میں کیا کرتا ہوں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے چچا جو میرے ہم نام بھی تھے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے جس کا کو بہت افسوس تھا کہا کرتے تھے۔

أَوَّلُ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِبْتُ عَنْهُ وَإِنْ أَرَانِي اللَّهُ مَشْهَدًا فِيمَا بَعْدُ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَانِي اللَّهُ مَا أَصْنَعُ

میں حضور علیہ السلام کے ساتھ پہلے ہی غزوہ میں شامل نہ ہو سکا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے حضور علیہ السلام کی معیت میں جہاد کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ مجھے دیکھے گا میں کیا کرتا ہوں۔ ان لفظوں کے سوا کچھ کہنے سے ڈرے (کہ کہیں ایسا دعویٰ نہ کر بیٹھوں جو پورا نہ ہو سکے) پھر حضور علیہ السلام کے ساتھ غزوہ احد میں ان کو جہاد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت سعد بن معاذ کو احد کے دن کہنے لگے: وَاهَا لِرِيحِ الْجَنَّةِ أَجْدُهُ فُؤُونٌ أَحَدٍ۔ ہائے ہائے جنت کی ہوا مجھے احد کی طرف سے آرہی ہے۔ چنانچہ اس جرات کے ساتھ لڑے کہ ان کے جسم پر اسی سے زائد زخم تھے۔ تلواروں، برچھیوں اور تیروں کے پہچانے نہیں جا رہے تھے ان کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ قرآن پاک کی یہ آیت ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ۔ وہ مردان خدا جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دکھایا۔

(الاحزاب حدیث نمبر ۴۹۱۸)

* ریاکار شہید عالم قاری اور سخی سب سے پہلے دوزخ میں جائیں گے۔ (۴۹۲۳)

* صدق دل سے شہادت کی دعا کرنے والا شہید نہ بھی ہو اس کو شہادت کا ثواب مل جائے گا۔ (۴۹۲۹)

* جو جہاد یا نیت جہاد کے بغیر مر گیا وہ منافقت کی موت مرا۔ (۴۹۳۱)

* ایک حدیث میں تین معجزات اور غائب کی خبریں (۱) اپنی امت کی ترقی کی پیشین گوئی (۲) دریا میں جہاد کرنے کی

مردینا (۳) ام حرام اس وقت تک زندہ رہیں گی اور اس لشکر کے ساتھ شہید ہوں گی۔ (۴۹۳۴)

کون کون شہید ہے؟

* پانچ قسم کے شہداء کا ذکر۔ ان میں طاعون کی اور پیٹ کی بیماری میں مرنے والا، پانی میں ڈوب کر مرنے والا اور راہ

جہاد (ج یا جہاد) کو جاتے اور واپس آتے ہوئے مرنے والا بھی شامل ہے۔ (۴۹۴۰-۴۱)

* جہاد کی مشق چھوڑنے دینے والے کے بارے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں ہے یا فرمایا وہ گنہگار ہے۔

مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ قَدْ عَصَى (۴۹۴۹)

* مجاہدین ہمیشہ غالب رہیں گے۔ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ (۴۹۵۳)

* السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ۔ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے۔ (۴۹۶۱)

(کتاب الجہاد مکمل ہوا۔ اب شکار ذبیحہ اور حلال جانوروں کی احادیث کا آغاز ہو رہا ہے)

* نوک دارشیء سے شکار کیا تو حلال ہے چوڑائی کی طرف سے لگی تو حرام۔ (۴۹۷۷)

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

صحابہ کرام ایک ایک کھجور کو چوس کر پورا دن گزارتے رہے اور پتے تر کر کے کھاتے رہے۔ پھر اللہ نے ان کو ایسا جانور کھا دیا کہ تیرہ آدمی اس کی آنکھ کے حلقے میں بیٹھ گئے۔ تین سو افراد ایک مہینہ کھاتے رہے۔ (۴۹۹۸) یا اٹھارہ دن (۵۰۰۳)

* حضور علیہ السلام کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو بتایا جاتا کہ کون سا کھانا ہے۔ (۵۰۳۵)

(وَكَانَ قَلَمًا يُقَدَّمُ إِلَيْهِ الطَّعَامُ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ يُسْتَبَى لَهُ)

* حضور علیہ السلام نے گوہ سے کراہت محسوس کرتے ہوئے نہ کھائی۔ (۵۰۳۵)

* جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا گیا۔ (۵۰۵۷) (کتاب الاضاحی کا آغاز ہو رہا ہے)

* باختیار نبی علیہ السلام نے ایک شخص کو چھ ماہ کا بکری کا بچہ قربانی میں ذبح کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا:

بَهَا وَلَا تَصْلُحْ لِغَيْرِكَ۔ یہ صرف تیرے لیے ہے۔ تیرے علاوہ کسی اور کے لئے نہیں ہے۔ (۵۰۶۹-۷۰)

* جس کا ارادہ قربانی کا ہو وہ بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (۵۱۱۷) (اس کے بعد کتاب الاشریہ کا آغاز ہو رہا ہے)

* سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ (۵۲۳۹)

* شام کو شیاطین پھیل جاتے ہیں لہذا بچوں کو گھروں سے نہ نکلنے دو ڈروازے بند کر دو برتنوں کو ڈھانپ دو۔ (۵۲۵۰)

نگاہ نبوت کا کیا کیا دیکھ لیتی ہے؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو کھانے میں ہاتھ ڈالتے تا وقتیکہ حضور علیہ السلام شروع نہ فرما لیتے۔ ایک دن ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانے پر موجود تھے کہ ایک لڑکی دوڑ کر ہوئی آئی جیسے کوئی اس کو ہانک رہا ہو اور اس نے اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کا ہاتھ لیا۔ پھر ایک اعرابی آیا اس نے بھی ایسی ہی حرکت کی تو حضور علیہ السلام نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ارشاد فرمایا: شیطان کھانے پہ قابو پا لیتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے (تم نے دیکھا نہیں) وہ ایک لڑکی کو لایا اس کھانے پہ قدرت حاصل کرنے کے لئے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی کو لایا میں نے اس کو بھی ہاتھ پکڑ کر روک دیا۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِهَا

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ (میرے ہاتھ میں صرف لڑکی اور اعرابی کا ہاتھ ہی نہیں تھا بلکہ اس کے ہاتھ کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی تھا۔ (۵۲۵۹)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

* لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدُكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ - تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر نہ پئے اور جو بھول کر پی لے وہ قے لے۔ (۵۲۷۹)

* أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ - حضور علیہ السلام نے زمزم شریف لے ہو کر پیا۔ (۵۲۸۲)

* أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْأَنَاءِ - حضور علیہ السلام نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔ (۵۲۸۵)

* أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْأَنَاءِ - حضور علیہ السلام نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔ (۵۲۸۵)

* الْآيَمَنَ قَالَايَمَنَ - دایاں پھر دایاں ہے (دائیں ہاتھ سے لین دین کیا جائے) (۵۲۸۹)

یہ صلی علیکم کی شان والے آقا علیہ السلام کو ایک ایک امتی کی کتنی فکر ہے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لائے اور پانی مانگا ہم نے بکری کا دودھ دوہا پھر ان میں اپنے اس کنویں کا پانی ملا کر پیش کیا تو آپ نے نوش فرمایا۔ حضرت ابو بکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عمر سامنے۔ دائیں طرف ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے حضرت ابو بکر و عمر کو دینے کی بجائے اعرابی کو اپنا تبرکایت فرمایا (نیز فرمایا: دائیں طرف والے مقدم ہیں پھر دائیں طرف والے حضرت فرماتے ہیں: یہی تو سنت ہے) (۵۲۹۱)

اگلی حدیث جو حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز آئی آپ نے نوش جاں فرمائی دائیں طرف ایک لڑکا (غالباً عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بزرگ (حضرت خالد بن ولید وغیرہ) بیٹھے تھے آپ نے لڑکے سے پوچھا (حق تیرا ہے) اگر تو اجازت دے تو ان کو (کون) کو (تجھ سے پہلے) دے دوں؟ اس نے کہا: وَاللَّهِ لَا أُؤْثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا - اللہ کی قسم! میں تو آپ کا تبرکے خود ہی لوں گا پھر کسی اور کو دوں گا۔ چنانچہ آپ نے اس کو دے دیا۔ (۵۲۹۲)

نہ احادیث یہ امام نووی کا تبصرہ

نووی فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے (اوپر والی حدیث میں) اعرابی سے تو اجازت نہ مانگی لیکن (بعد والی حدیث میں) بچے سے اجازت طلب کی اس لیے کہ بچے کی طرف سے ناراضگی کا خطرہ نہ تھا اور اعرابی کی طرف سے اس کا خطرہ تھا کہ وہ راض ہو کر کہیں تباہ نہ ہو جاتے (لقرب عہدہ بالجاهلیۃ وانفتھا و عدم تمکنہ فی معرفۃ خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد تظاهرت النصوص علی تالفہ صلی اللہ علیہ وسلم قلب من یخاف علیہ) اس کے بعد نووی نے اس حدیث سے کئی مسائل کا استنباط بھی فرمایا ہے۔ (حاشیہ صحیح مسلم ۱۷۴)

- * گرے ہوئے لقمے کو اٹھانا اور صاف کر کے کھالینا اور انگلیوں کو چاٹنا۔ (۵۳۰۱)
- * طفیلی (بن بلائے مہمان) کے لئے میزبان سے اجازت لی جائے۔ (۵۳۰۹)
- * حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ کے بغیر دعوت کو قبول نہ فرمایا۔ (۵۳۱۲)
- * حضور علیہ السلام خود ہی ایک انصاری صحابی کے گھر بمعہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مہمان بن کر تشریف لے گئے۔

(۵۳۱۳)

- * چند افراد کا کھانا ایک ہزار نے کھایا اور پھر بھی اتنا ہی رہا (حضرت جابر نے عرش کے مہمان صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی) (۵۳۱۵)

- * بھنے ہوئے گوشت کے باوجود حضور علیہ السلام نے کدو شریف کو تلاش کر کے کھایا۔ (۵۳۲۵)
- * اکٹھے کھانا کھانا ہو تو برابری کی بنیاد پہ کھایا جائے یہ نہ ہو کہ ساتھ والا ایک ایک سجور وغیرہ پکڑے اور تم دو دو۔ الا یہ کہ اس کی اجازت ہو۔ (۵۳۳۵)

* إِنَّ فِي الْعَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً۔

مدینہ کے بالائی علاقہ کی عجوہ کھجور میں شفا ہے (۵۳۳۱)

* کھنسی میں آنکھ کی شفا ہے اور یہ مَن سے ہے جو بنی اسرائیل پہ اقرا تھا۔ (۵۳۳۵)

* ہرنی نے بکریاں چرائی ہیں۔ (۵۳۳۹)

نِعْمَ الْأَذْمُ الْخَلُّ۔ سرکہ اچھا سالن ہے۔ (۵۳۵۳)

مسوات محمدی کی ایک جھلک کہ اپنے برابر پورا پورا کھانا ساتھی کو بھی عطا فرمایا۔ (۵۳۵۵)

جو حضور پاک کی پسند وہی ہماری پسند

(حضرت جابر فرماتے ہیں: جس دن سے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا: مَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ میں ہمیشہ سرکے کو پسند کرنے لگا۔ (کچا) لہسن حضور علیہ السلام نے ناپسند فرمایا۔ حضرت ابویوب انصاری عرض کرتے ہیں: فَلَأَنِّي أَكْرَهُ مَا كَرِهْتَ۔ حضور جب یہ آپ کو ناپسند ہے تو مجھے بھی ناپسند ہے۔ (۵۳۵۷)

میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے میرے آقا تشریف فرما ہوں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ المکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف لائے تو آپ نے حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے نیچے والی منزل میں قیام فرمایا۔ حضرت ابویوب چونکہ اوپر والے حصہ میں تھے ایک رات کو بیدار ہوئے تو خیال آیا ہم حضور علیہ السلام کے اوپر رہ رہے ہیں چنانچہ ساری رات ایک کونے میں (دیوار کے ساتھ) بیٹھے رہے۔ دن کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: لَا أَعْلُو سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا۔ میں اس چھت پر نہیں چڑھوں گا جس کے نیچے آپ قیام فرما رہے ہیں۔

ن۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ان کے جذبے کی قدر فرمائی اور اوپر تشریف لے گئے۔ پھر جب حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے لئے کھانا تیار کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا کر بچا ہوا کھانا گھر والوں کو واپس بھیجتے تو حضرت ابوایوب لوگوں سے پوچھتے: سَأَلَّ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کہ حضور علیہ السلام کی انگلیاں کھانے میں کس جگہ لگی ہیں (اور جب بتایا جاتا تو برکت حاصل کرنے کے لئے) اسی جگہ سے کھاتے، ایک دن لہسن کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے کھانا تناول نہ فرمایا تو حضرت ابوایوب گھبرا گئے اور حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: کیا یہ کھانا حرام ہے؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: حرام تو نہیں لیکن میں (لہسن کی وجہ سے) اس کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابوایوب نے عرض کیا: فَإِنِّي أَكْرَهُهُ مَا تَكْرَهُهُ أَوْ مَا كَرِهْتَ۔ جو آپ کو پسند نہیں وہ مجھے بھی پسند نہیں۔ حضرت ابوایوب فرماتے ہیں (حضور علیہ السلام نے لہسن والا کھانا اس لیے ناپسند فرمایا کہ) آپ پر وحی نازل ہوتی تھی (اور لہسن کی بو کی وجہ سے فرشتوں کو اذیت پہنچتی تھی) (۵۳۵۸)

• ان عاشقوں کا میں ہوں ادنیٰ نیاز مند جن کو میرے حضور کی ہے ہر ادا پسند

* مہمان کی خدمت کا ایک انوکھا واقعہ اور آ یہ کریمہ:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ كَاشَانَ نَزُولِ (۵۳۵۹)

* حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے بکری کے تھنوں میں دودھ آ گیا۔ آپ نے فرمایا: مَا هَذِهِ إِلَّا رَحْمَةٌ مِّنَ

اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے (رحمۃ اللعالمین کے لئے) ہوا ہے۔ (۵۳۶۲)

* ایک بکری کی یکلیجی ایک سو تیس افراد میں سے ہر ایک کو ملی اور ایک بکری کا گوشت ایک سو تیس افراد نے کھایا پھر بھی بچ

گیا۔ (۵۳۶۳)

* حضرت ابو بکر صدیق کی کرامت کہ ان کے گھر مہمانوں نے کھانا کھایا جتنا پہلے تھا اس سے بھی زائد ہو گیا۔ صَارَتْ

أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ (۵۳۶۵) (اس کو وحید الزمان صاحب نے بھی ابو بکر صدیق کی کرامت مانا ہے اور مزید لکھا اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء کی کرامت حق ہے) (صحیح مسلم مع شرح نووی ج ۵ ص ۲۹۰)

* اصدق الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بَلْ أَنْتَ أَبْرَهُمْ وَأَخَيْرُهُمْ بَلْكَ تَوَان

سب سے زیادہ سچا اور سب سے اچھا ہے۔ (۵۳۶۶)

* ایک کا کھانا دو کو دو کا چار کو چار کا آٹھ کو کافی ہے۔ (۵۳۶۸)

* کافرسات آنتوں میں اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔ (۵۳۷۵) (ایک کافرسات بکریوں کا دودھ پی گیا اور

جب مسلمان ہوا تو ایک سے ہی سیر ہو گیا۔ (۵۳۷۹)

* کھانے کو عیب نہ لگایا جائے پسند آئے تو کھا لو ورنہ چپ رہو۔

(ہذہ سنۃ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم) (۵۳۸۳)

(اس کے بعد کتاب اللباس والزینہ کا آغاز ہو رہا ہے)

* سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے والا اپنے پیٹ میں آگ بھرتا ہے۔ (۵۳۸۶)

حضور علیہ السلام کے جبہ مبارکہ سے شفاء حاصل کی جاتی تھی

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک تھا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو وہ جبہ میں نے لے لیا (کیونکہ) وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہنا کرتے تھے (اس وجہ سے کہ یہ حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کے بو سے لیتا رہا ہے) نَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى نَسْتَشْفِي بِهِمَا۔ ہم اس کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلایا کرتے تھے تاکہ انہیں بیماریوں سے شفا حاصل ہو۔ (۵۴۰۹)

اگر یوسف علیہ السلام کی قمیص ان کے جسم اقدس کے ساتھ لگ کر یعقوب علیہ السلام کے لئے شفا کا باعث بن سکتی ہے تو ہمارے آقا علیہ السلام کا جبہ مبارک اس امت کے بیماروں کے لئے شفا کا باعث کیوں نہیں ہو سکتا۔ وہ یوسف بن یعقوب (علیہ السلام) ہیں اور حضور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

* الْفَوَاطِمُ۔ جمع ہے فاطمہ کی اور اس سے مراد تین فاطمہ ہیں۔ ایک فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری فاطمہ بنت اسد والدۃ علی المرتضیٰ اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ اور تیسری فاطمہ بنت حمزہ عم المصطفیٰ علیہ الوفاء التحیۃ والثناء ورضی اللہ عنہ (اللہ تعالیٰ ہمارا حشران کے نوکروں چاکروں میں فرمائے) (۵۳۲۲ حاشیہ صحیح مسلم ص ۱۹۲ ج ۲)

* حضرت عمر روتے ہوئے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آقا جو چیز (ریشمی قبا) آپ نے پسند نہ فرمائی وہ مجھے کیوں بھیج دی۔ فرمایا: پہننے کے لئے نہیں بھیجی اس کو بیچ کر پیسے کسی کام میں لگا لو۔ (۵۴۲۴)

* حضور علیہ السلام نے حضرت زبیر بن عوام اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت عطا فرمائی۔

(۵۴۳۳)

* رنگے ہوئے پیلے کپڑوں کے بارے میں فرمایا: إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسُهَا (۵۴۳۴) یہ کافروں کا لباس ہے اس کو نہ پہن۔ بَلْ أَحْرِقُهَا بَلْ كُفَّارًا۔ (۵۴۳۶) جمہور علماء شافعی ابو حنیفہ اور امام مالک فرماتے ہیں مباح ہیں اور بعضوں نے مکروہ تنزیہی کہا ہے۔ (تفصیل دیکھئے نووی حاشیہ مسلم ص ۱۹۳ ج ۲)

قبضے میں جس کے ساری خدائی.....

جن کپڑوں میں حضور علیہ السلام کا وصال ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو سنبھال کر رکھ لیا اور لوگوں کو دکھا کر فرماتی تھیں: **فِي هَذَا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**۔ اس لباس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ ایک موٹا تہبند تھا اور ایک پیوند لگا کھیل تھا اور جس بستر پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمایا کرتے تھے۔ وہ یہ تھا تکیہ چمڑے کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ (۵۴۴۶) اور اس طرح بچھونا بھی چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ (۵۴۴۷)

قبضے میں جس کے ساری خدائی اس کا بچھونا ایک چٹائی
نظروں میں اتنی ہیج تھی دنیا صلی اللہ علیہ وسلم

تاج کسریٰ زیر پائے امتش

حضرت جابر کو فرمایا تیرے پاس (انماط۔ سوزنیاں) غالیچے و قالین ہیں۔ عرض کیا: میرے پاس کہاں سے آئے؟ فرمایا: **أَمَّا أَنهَا سَتَكُونُ**۔ ہاں ہاں عنقریب ہوں گے۔ (۵۴۴۹)

چنانچہ حضرت جابر فرماتے ہیں: ایک وقت آیا کہ میری بیوی کے پاس قالین تھا۔ میں اس کو کہا کرتا تھا اس کو اپنے سے دور کر دے وہ کہا کرتی تھیں: **قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ**۔ حضور نے فرمایا نہیں تھا کہ تمہارے پاس قالین ہو کر رہیں گے۔ (حالانکہ حضرت جابر کے کہنے کا مطلب تو یہ تھا کہ حضور علیہ السلام نے ان کو اچھا نہ جانا کیونکہ یہ دنیا کی زیب و زینت ہے) (۵۴۵۰)

بوریا مومن خواب راحتش تاج کسریٰ زیر پائے امتش

ان احادیث یہ کون عمل کرے گا؟

ایک بستر میاں کا دوسرا بیوی کا تیسرا مہمان کا اور چوتھا (اگر ہو تو وہ) شیطان کا۔ (۵۴۵۲)
کیا ان احادیث پہ بھی اہل حدیث حضرات عمل کرتے ہیں اور ضرورت سے زائد اشیاء کو بدعت کہتے ہیں یا صرف نماز کے بعد کلمہ پڑھنا اور جمعہ کے بعد کلمے والے آقا علیہ السلام پہ درود و سلام پڑھنا ہی انہیں بدعت نظر آتا ہے ماننا پڑے گا کہ ان احادیث پہ اگر عمل کیا ہے تو صحابہ کرام نے کیا ہے یا ان کے بعد اولیاء و صوفیاء نے کہا ہے۔
گھر لٹانا جان دینا کوئی ان سے سیکھ لے

تکبر عزازیل را خوار کرد

* اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ **مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا** جو اپنا کپڑا (زمین پہ) تکبر و غرور کی وجہ سے تھپے۔ (۵۴۵۳) حدیث میں خیلہ بطرا، المخیلہ جیسے الفاظ ہیں جن سے معلوم ہوا تکبر کی نیت نہ ہو تو یہ وعید نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے

فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۱۰ نصف اول میں لکھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص (شاید پہلی امتوں میں سے) اپنی دو چادروں میں تکبر کی چال چل رہا تھا۔ فَخَسَفَ اللَّهُ بِهِ الْأَرْضَ فَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ (۵۴۶۸) پس اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزدان لعنت گرفتار کرد

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبہ اطاعت

* ایک شخص کے ہاتھ سے حضور علیہ السلام نے سونے کی انگوٹھی اتار کر پھینک دی۔ لوگ اس کو کہتے رہے اٹھالے بیچ کر کسی کام میں لگا لینا اس نے کہا: لَا وَاللَّهِ لَا اخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۵۴۷۲) نہیں اللہ کی قسم! میں اس کو کبھی نہیں پکڑوں گا جس کو اللہ کے رسول نے پھینک دیا ہے۔ یہی حال تمام صحابہ کرام کا تھا (۵۴۸۳) چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (سونا حرام ہونے سے پہلے) سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی جس کا ٹکینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہتھیلی کی طرف رکھا کرتے تھے پھر ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی اور فرمایا: وَاللَّهِ لَا الْبَسُّ أَبَدًا۔ اللہ کی قسم! اب میں اس کو کبھی نہ پہنا کروں گا۔ فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ۔ تمام لوگوں نے اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔ (۵۴۸۳)

یاد رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بائیں ہاتھ کی خضر (چھوٹی انگلی پھیننگلی) میں پہنی ہے۔ (۵۴۸۹) دائیں بائیں ہاتھ کی خضر اور بنصر (خضر کے ساتھ والی انگلی) میں انگوٹھی پہنی جاسکتی ہے۔ وسطی سبابہ (اور ابہام یعنی باقی تین) میں انگوٹھی نہ پہنی جائے۔ (۵۴۹۳)

* ایک جو تا پہن کر (بعذر) بھی نہ جائے۔ (۵۴۹۷) (بذصورتی کے ساتھ موج آنے کا بھی خطرہ ہے)

* یہود و نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔ (۵۵۱۰) چنانچہ اس سے اوپر والی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ فتح مکہ کے دن حاضر خدمت ہوئے تو ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ (گھاس) کی طرح سفید تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ۔ ان (کے بالوں) کو کسی شے سے متغیر کر دو اور سیاہی سے بچو۔ (۵۵۰۹)

* إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ الْمُصَوِّرُونَ۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔ (۵۵۳۷) كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ۔ ہر تصویر بنانے والا جہنمی ہے۔ (۵۵۴۰)

* کچھ سرمونڈا دینا کچھ نہ مونڈنا (پیالہ کٹنگ) منع ہے۔ (۵۵۵۹)

(اس کے بعد کتاب الاداب کا آغاز ہو رہا ہے)

* إِنَّ أَحَبَّ أَسْبَاءٍ كُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ

تمہارے ناموں میں سے بہترین نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔ (۵۵۸۷)

* يَا أُخْتَ هَارُونَ میں ہارون علیہ السلام مراد نہیں بلکہ آپ کے نام پہ حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا

تھا۔ (۵۵۹۸)

كَانُوا يُسْتَوْنَ بِأَنْبِيَاءِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ۔

وہ لوگ اپنی اولاد کا نام نبیوں و لیوں کے ناموں پہ رکھتے تھے۔

بعض اچھے نام کو بدلنے کی حکمتیں

بعض اچھے ناموں کو بدلا گیا برہ کا نام جویریہ رکھا۔ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ۔ آپ اچھا نہ سمجھتے کہ یوں کہا جائے میں برہ یعنی نیکی کے پاس سے نکلا یعنی نیکی مجھ سے دور ہوگئی۔ (۵۶۰۶) اسی طرح اَحْ رِبَاحْ فَلَاحْ نَافِعْ كُجَحْ یَسَارْ ناموں سے منع فرمایا کہ اگر تو کہے مثلاً اَحْ وہاں ہے تو جواب ملے نہیں تو یہ اچھی بات نہ ہوگی کہ کامیابی کی نفی ہو جائے۔ (۵۶۰۱)

* حضرت زینب بنت جحش کا نام بھی برہ تھا۔ آپ نے بدل کر زینب رکھا۔ (۵۶۰۸)

لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبَرِّ مِنْكُمْ۔ اپنی تعریف مت کرو اللہ زیادہ جانتا ہے کہ تم میں سے نیک کون ہے۔ (ایک یہ وجہ بھی بیان فرمائی) شہنشاہ یا ملک الملوک سب سے برے نام ہیں۔ (۵۶۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہنشاہ کہنے کے جواز پہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا پورا ایک فتویٰ فتاویٰ رضویہ شریف میں موجود ہے جو ہم نے اپنی کتاب شرح حدائق بخشش میں نقل کیا ہے آپ کے اس شعر کے تحت۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

* حضور علیہ السلام اپنے اونٹ کو خود مالش فرماتے تھے۔ يَهْنَأُ بِعَيْرِ اللَّهِ۔ (۵۶۱۲)

* حضرت ابو طلحہ کو فرمایا: رات کو جو تو نے صحبت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ برکت دے چنانچہ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔

(۵۶۱۳)

* پورے مدینہ سے ایک کھجور بمشکل ملی۔ (۵۶۱۷)

* يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النَّغِيرُ۔ اے ابوعمیر چڑیا کا کیا ہوا؟ ایک بچے کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خوش

طبعی۔ (۵۶۲۶)

* حضور علیہ السلام کا اپنے صحابی کو یا بُنَّیٰ کہہ کے مخاطب فرمانا۔ (۵۶۲۳)

* حضرت عمر فاروق حدیث کے صحیح ہونے پہ گواہ طلب فرماتے ورنہ سزا دیتے۔ (۵۶۲۸ تا ۵۶۳۴)

* جب کوئی پوچھے کون؟ تو میں کہنے کی بجائے اپنا نام بتایا جائے۔ (۵۶۳۵-۳۶)

* گھروں میں جھانکنے کی ممانعت (۵۶۳۸)

* اچانک نگاہ پڑ جائے (غلط جگہ پہ) تو فوراً ہٹائی جائے (اس کی معافی ہے) (۵۶۴۴)
(اس کے بعد کتاب السلام کا آغاز ہو رہا ہے)

* سوار پیدل کو چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔ (۵۶۴۶)

اہل کتاب کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

اہل کتاب کے سلام کے جواب میں ولیم کہہ دیا جائے۔ (۵۶۵۲)

یہودیوں نے حضور علیہ السلام کو السلام علیکم کہا اور آپ نے جواب میں ولیم کہا اور فرمایا: ہمارے خلاف ان کی دعا رد ہے اور ان کی خلاف ہماری دعا قبول ہے۔ چنانچہ یہودی مارے گئے (۵۶۶۰) السلام کا معنی موت ہے۔ حضرت عائشہ نے یہودی کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو انہیں خوب ڈانٹا جس پر حضور نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُتْلَه۔ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ (۵۶۵۶)

مزید فرمایا کہ جب کسی اہل کتاب کی راستے میں تمہارے ساتھ ملاقات ہو جائے تو فَاضْطَبُّوْهُ إِلَىٰ أَضْيَقِهِ۔ تو اس کو تنگ راستے کی طرف دبا دو۔ (۵۶۶۱)

یعنی راستے کے درمیان میں اس کو چلنے نہ دیا جائے تاکہ ان کی شان و شوکت کا اظہار نہ ہو۔ اگر کسی مجلس میں اہل اسلام اور اہل کتاب دونوں گروہ موجود ہوں تو سلام کہا جائے لیکن نیت مسلمانوں کی جائے۔

* حضور علیہ السلام بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو بھی سلام فرماتے۔ (۵۶۶۳)

* الْحَمُّ مَوْتُ۔ دیور تو موت ہے (لہذا اس سے پردہ زیادہ ضروری ہے)۔ (۵۶۷۴)

* غیر محرم کسی عورت کے پاس اکیلا نہ جائے بلکہ ایک دو (صالح) مردوں کے ساتھ۔ (۵۶۷۷)

شیطان کی کارگزاری

* إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّم۔ بے شک شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ (کسی وقت کسی کے بارے میں کسی طرح کا بھی خیال پیدا کر سکتا ہے) (۵۶۷۹)

* حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آنا اللہ ہی کی بارگاہ میں آنا ہے۔ (۵۶۸۱)

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مقر مقر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

* زنا نہ اور خنثی اجنبی عورتوں کے پاس نہ جائے۔ (۵۶۹۱)

* صحابی نے اپنی بیوی سے فرمایا: جب تجھے حضور علیہ السلام نے اپنی سواری پہ اپنے پیچھے سوار ہونے کا فرمایا: تو تو کیوں

نہ سوار ہو گئی۔ (۵۶۹۲)

* حضور علیہ السلام بیمار ہوتے تو جبرائیل علیہ السلام آپ کو دم کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوتے۔ (۵۶۹۹)

* اَلْعَيْنُ حَقٌّ۔ نظر برحق ہے۔ (۵۷۰۱)

* جادو سے شفا یابی پر جب کسی نے جادو کرنے والے سے انتقام لینے کی بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَاقَبَنِي اللَّهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا۔ مجھے تو اللہ نے شفا دے دی ہے میں نہیں چاہتا کہ (انتقام لے کر) لوگوں میں فساد بڑھاؤں۔ (۵۷۰۲)

* حضور علیہ السلام نے زہر دینے والی کو قتل کرنے سے منع فرمادیا: (۵۷۰۵)

* منتر سے منع فرمانے کے باوجود ایک شخص کو فرمایا: مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ۔ جو اپنے بھائی کو (منتر کے ذریعے) نفع پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے (یہ اس وقت فرمایا: جب ایک شخص کو بچھونے کاٹ لیا اور دوسرے کو اس کا منتر آتا تھا) (۵۷۲۷) (بشرطیکہ اس میں شرکیہ مضمون نہ ہو) (۵۷۳۲)

* صحابہ کرام نے سورۃ فاتحہ کا دم کر کے بکریاں وصول کیں۔ (۵۷۳۳)

* درد کا علاج۔ درد کی جگہ پہ ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ شریف اور سات بار یہ دعا پڑھو۔ اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ

مِنْ شَرِّ مَا آجَدُ وَأُحَاذِرُ۔ (۵۷۳۷)

* نماز میں وسوسہ ڈالنے والے شیطان کا نام خَنْزَبُ ہے۔ (۵۷۳۸)

* لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ ہر بیماری کا علاج ہے۔ (۵۷۴۱)

* کلونجی میں موت کے سوا ہر بیماری کا علاج (شفاء) ہے۔ (۵۷۶۶)

صاحب قرآن علیہ السلام کا قرآن مجید یہ یقین کامل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میرے بھائی کا پیٹ خراب ہے اس کو دست آرہے ہیں فرمایا: اس کو شہد پلاؤ۔ وہ گیا بھائی کو شہد پلایا پھر حاضر ہوا اور عرض کی: شہد پلانے سے دست زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اور پلا اس طرح چار بار آیا اور آپ نے ہر بار یہی فرمایا: شہد پلا اور وہ ہر بار یہی کہتا رہا اس کے دست اور زیادہ ہو گئے ہیں۔ چوتھی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ اللہ کا قرآن سچ فرماتا ہے (کہ شہد میں شفا ہے) اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے فَسَقَاهُ فَبَرَأَ۔ اس نے پھر پلایا تو اس کا بھائی تندرست ہو گیا۔ (۵۵۷۰) علماء فرماتے ہیں طب کے کسی مسئلہ کی تائید اگر حدیث سے ہو جائے تو بہت بہتر اور نور علی نور۔ اور اگر طبیب حضرات مشاہدہ سے حدیث کے خلاف اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیں تو پھر حدیث کی تاویل کی جائے گی اور شہد سے اسہال کا علاج کرنا طب کے بھی عین مطابق ہے۔ نووی فرماتے ہیں: عِلْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ دَاءَ هَذَا الرَّجُلِ مَا يَشْفَى بِالْعَسَلِ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ جو اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں فرمایا ہے اس میں اگر ہر بیماری

سے شفاء کی تصریح نہ بھی مانی جائے لیکن اس خاص شخص کے لئے حضور علیہ السلام جانتے تھے کہ اس کی بیماری کا علاج شہد میں ہی ہے۔ واللہ اعلم (حاشیہ صحیح مسلم ص ۲۲۸ ج ۲)

ہم تقدیر سے تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں، قول عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کی تحقیق کے لئے پہلے مہاجرین کو بلایا پھر انصار کو پھر قریش کے تجربہ کار بوڑھے لوگوں کو اس کے بعد فیصلہ فرمایا کہ وبائی علاقے میں داخل نہ ہوا جائے پھر جب حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے عرض کیا: اِفْرَادًا مِّنْ قَدْرِ اللّٰهِ۔ کیا تقدیر سے بھاگ رہے ہو؟ فرمایا: اَوْ غَيْرَكَ قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ كَاشٍ اے ابو عبیدہ: تو تو یہ اعتراض نہ کرنا۔ اب اس کا جواب سن لے۔ نَعَمْ نَفَرٌ مِّنْ قَدْرِ اللّٰهِ اِلَى قَدْرِ اللّٰهِ۔ ہاں ہم اگر تقدیر سے بھاگ رہے ہیں تو تقدیر ہی کی طرف جارہے ہیں یعنی تقدیر سے بھاگا نہیں جاسکتا۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمن بن عوف آگئے جو کسی کام کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: اس مسئلہ کی دلیل تو فرمان رسالت میں موجود ہے اور وہ یہ کہ آپ نے فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٌ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بَارِضٌ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِّنْهُ

جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں وبا پھوٹ پڑی ہے تو وہاں ہرگز نہ جاؤ اور اگر تم وہاں موجود ہو تو پھر وہاں سے بھاگو نہیں۔

یہ سن کر حضرت عمر نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور (وبا والے علاقے میں جانے کا ارادہ ترک کر کے راستے سے ہی) واپس آ گئے۔ (۵۷۸۴)

* ایک پیغمبر لکیریں کھینچ کر حساب لگایا کرتے جو ان کے موافق کزے خیر ہے۔ (۵۸۱۵) ورنہ عراف کا ہن نجومی کے پاس جا کر آئندہ کی بات پوچھنے سے چالیس دن کی نماز ضائع ہو جاتی ہیں۔ (۵۸۲۱) (اس کے بعد کتاب قتل الحیات وغیرہ کا آغاز ہو رہا ہے)

* دودھ باری والا سانپ مار دو کیونکہ وہ آنکھ پھوڑ دیتا ہے اور حمل نگر ادیتا ہے۔ (۵۸۲۳)

* صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام سے مردے کے زندہ ہو جانے کی دعا کی درخواست کی۔ اُدْعُ اللّٰهُ يُحْيِيْهِ لَنَا (۵۸۳۹) (اسی حدیث میں ہے کہ شیطان سانپ کی شکل میں آ سکتا ہے)

* گرگٹ کو پہلی ضرب میں مارو تو سونکیاں ملتی ہیں۔ (۵۸۴۷)

* ایک چیونٹی نے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کو کاٹا۔ انہوں نے تمام چیونٹیوں کو جلو ا دیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے میرے پیارے نبی صرف کاٹنے والی کو ہی جلایا ہوتا (باقی بے چاریوں کا کیا قصور تھا) آپ نے پوری ایک امت کو جلو ا دیا۔

(۵۸۵۰-۵۱)

* بلی کو باندھ کر بھوکا پیاسا مارنے والی دوزخ میں جا پہنچی۔ (۵۸۵۲)

* کتے کی پیاس بجھانے والی جنت میں چلی گئی۔ (۵۸۵۹)

* یوں نہ کہا جائے کہ زمانہ بہت برا آ گیا ہے کیونکہ زمانہ کچھ نہیں کر سکتا بلکہ سب کچھ اللہ ہی کرتا ہے یہی معنی ہے اَنَا

الَّذِي كَرَّمَكَ اللَّهُ فَرَمَاتَا هُوَ فِي خُودِ زَمَانِهِ هُوَ۔ (یا مطلب ہے انا خالق الدھر میں زمانے کو بھی پیدا کرنے والا ہوں) (۵۸۶۲)

ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

انگور کو کرم نہ کہو (کیونکہ اس کا معنی بزرگی ہے اور اہل عرب انگور سے شراب بناتے اور سمجھتے کہ اس کے پینے سے انسان

میں کرم کی صفت پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ شراب تو حرام ہے اور بدحواسی پیدا کرتی ہے تو اس کی وجہ سے اچھی صفت کس طرح پیدا

ہو سکتی ہے) فرمایا: فَإِنَّ الْكَرَّمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔ کرم تو مسلمان بندے کو کہا جاتا ہے۔ (۵۸۶۷) دوسری حدیث میں ہے:

إِنَّ الْكَرَّمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔ کرم تو دل مسلم ہے۔ (۵۸۶۸) اور دل مسلم کی شان یہ ہے کہ اقبال فرماتے ہیں:

دردِ دل مسلم مقامِ مصطفیٰ است ابروئے مازنامِ مصطفیٰ است

اور جہاں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی بات ہے تو ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ

پوچھو (اس حدیث سے اس طرح کا نکتہ بیان کرنا مجذوبیت ہی سمجھ لیجئے) (۵۸۷۵)

کس کو کیا کہا جائے؟

آقا و مالک کو رب کہنے کی بجائے مولا و سید کہا جائے (حالانکہ ایک حدیث میں ہے سید بھی اللہ کو ہی کہا جائے اس کے

باوجود و حید الزمان صاحب لکھتے ہیں بعضوں نے اللہ تعالیٰ پہ سید کا اطلاق مکروہ لکھا ہے۔ (شرح نووی ج ۵ ص ۴۱۴) پھر آج

کل یہی لوگ حضرت علی المرتضیٰ کو مولیٰ کہنے سے منع کرتے ہیں حالانکہ حضور علیہ السلام نے خود فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا

عَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ۔ اور قرآن پاک میں ہے: فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَ جَبْرِيلُ وَصَالِحُ

الْمُؤْمِنِينَ۔ (التحریم: ۴) اللہ بھی مولیٰ جبریل بھی مولیٰ اور ہر نیک مومن مولیٰ بلکہ سورۃ بقرہ کی آخری آیت میں ہے انت

مولانا۔ اے اللہ تو ہی مولانا ہے اس میں حصر ہے کہ اور کوئی مولانا نہیں ہے جبکہ ہر فرقے کا تھوڑا سا پڑھا لکھا بھی مولانا بنا ہوا

ہے بلکہ اب تو کچھ حضرات کو مولانا کا لفظ بھی اپنے شایان شان نظر نہیں دیتا اور فرماتے ہیں کہ ہمیں مولانا نہ کہا جائے یعنی خدا کو تو

مولانا کہا جاسکتا ہے لیکن ان کے لئے کوئی اس سے بھی اوپر والا لفظ بولا جائے۔ اگرچہ بظاہر کسر نفسی کے طور پر کہتے ہیں مگر

درحقیقت وہ اس لفظ میں اپنی توہین سمجھتے ہیں کیونکہ جب ان کو دور حاضر کا مجدد کہا جاتا ہے تو پھر وہ منع نہیں کرتے)

خداوند! تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

* یوں نہ کہا جائے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا (کہ خبیث کا لفظ کافر پلید کے لئے ہے) بلکہ یوں کہا جائے کہ میرا نفس

کاہل و ست ہو گیا۔

وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبِثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لَيَقُلَنَّ لَقِسَتْ نَفْسِي (۵۸۸۰)

خوشبو اور پھول کے تحفے کو رد نہ کیا جائے۔ (۵۸۸۳) (اس کے بعد کتاب الشعر کا آغاز ہو رہا ہے)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا شعری ذوق

* صاحب جوامع الکلم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پہ سوار ہو کر اپنے ایک صحابی سے امیہ بن ابی الصلت کے ایک شعر اشعار سنے۔ صحابی کہتے ہیں میں ایک شعر پڑھتا تو آپ فرماتے: ھینہ اور پڑھ۔ میں پھر پڑھتا تو آپ فرماتے: اور پڑھ۔ اس طرح سو پورے ہو گئے۔ (۵۸۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے عمدہ شعر جو عرب کے لوگوں (میں سے) لبید نے کہا (وہ یہ ہے)

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللَّهُ بَاطِلٌ

اللہ کے سوا ہر شے باطل (وفا ہونے والی) ہے۔ (۵۸۸۹)

معلوم ہوا! اچھے اشعار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھے اور آپ کا فرمان ہے ان من الشعر لحکمة۔ اس اشعار میں حکمت و دانائی کی باتیں ہوتی ہیں لہذا جن احادیث میں شعر و شاعر کی مذمت آئی ہے مثلاً فرمایا: پیٹ کو پھینچو لوں تک پیپ سے بھر لینا پیٹ کو شعروں سے بھرنے سے بہتر ہے۔ لَآنَ يَمْتَلِئُ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا۔ (۵۸۹۳) یا ایک شعر پڑھنے والے کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: خُذُوا الشَّيْطَانَ أَوْ امْسِكُوا الشَّيْطَانَ۔ اس شیطان کو پکڑو (۵۸۹۵) اس سے مراد بڑے اشعار و شعراء ہیں۔ قرآن مجید سورہ شعراء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے بھی شعراء کی مذمت فرمائی اور پھر فرمایا: اِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پہ ظلم ہوا۔ ہم نے آپ کو شاعر نہیں بنایا کا مطلب

حضور علیہ السلام کے بارے میں جو فرمایا گیا: وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ۔ ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھائے تو اس سے مغالطہ نہ ہو کیونکہ شاعر ہونا اور بات ہے اور شعر کو پسند کرنا یا کبھی کبھار کہہ لینا دوسری بات ہے۔ الغرض! اچھے اشعار کے ساتھ حضور علیہ السلام کی اس محبت پر چند اچھے اشعار بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر رہا ہوں۔

محمد کی عظمت کا کیا پوچھتے ہو	کہ وہ صاحب قاب تو سین ٹھہرے
بشر کی سر عرش مہماں نوازی	یہ عظمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالیں	جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دیں
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ	یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
قیامت کا اک دن معین ہے لیکن	ہمارے لیے ہر نفس ہے قیامت

مدینے سے ہم جاں نثاروں کی دوری قیامت نہیں ہے تو پھر اور کہا ہے
تم اقبال یہ نعت کہہ تو رہے ہو مگر یہ بھی سوچا کہ کیا کر رہے ہو
کہاں تم کہاں مدح ممدوح یزداں یہ جرات نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

یاد رہے اس تصویر (حضور علیہ السلام کے شعری ذوق) کا دوسرا رخ جو اشعار آپ نے اپنی زبان سے پڑھے یا وہ الفاظ جو آپ کی زبان اقدس سے نکلے اور شعر کا روپ دھار گئے۔ وہ تمام کے تمام بخاری شریف کی منتخب احادیث میں ایک مضمون کے اندر جمع کر دیئے گئے ہیں اور یہ مضمون اس مضمون کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے تو اہل محبت کو کچھ اور ہی لطف محسوس ہوگا۔ (اس کے بعد کتاب الرؤیا کا آغاز ہو رہا ہے)

اچھے برے خواب اور ان کی تعبیر

* برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ جب کوئی برا خواب دیکھے تو بائیں طرف منہ کر کے تین مرتبہ تھو کرے اور اللہ کی پناہ طلب کرے تو اس کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ (۵۸۹۷)

* اچھے خواب پر خوش ہونا چاہئے اور اس کو دوستوں کے سامنے بیان کرنا چاہئے۔ (۵۹۰۲)

* خواب تین طرح کے ہوتے ہیں: اچھا خواب اللہ کی طرف سے، برا شیطان کی طرف سے اور تیسرا وہ جو بندے کے خیالات ہوتے ہیں۔ خواب میں اپنے آپ کو بیڑیوں میں قید دیکھنا اچھا خواب ہے اور گلے میں طوق برا خواب ہے۔ (۵۹۰۵)

* رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتِّهِ وَآرْبَعِينَ جُزْءٌ مِّنَ النَّبُوءَةِ۔ مومن کا خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔ (۵۹۰۹) ایک روایت میں ہے الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءً مِّنَ النَّبُوءَةِ۔ اچھا خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک ہے۔ (۵۹۱۶) (بعض روایات میں پچاس، چالیس، انچاس، پچاس، چھپیس اور چوالیس کا ذکر بھی ہے۔ یہ بندے کے ایمان کی کیفیات کے اعتبار سے ہے)

جس نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی

مَنْ رَأَىٰ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَىٰ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي (۵۹۱۹)

جس نے خواب میں مجھے دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں آ ہی نہیں سکتا۔ (بعض نے کہا: جس کو حضور علیہ السلام کی شکل معلوم نہیں اس کے سامنے آ کر شیطان جھوٹ تو بول سکتا ہے لہذا حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک ہر مسلمان کے ذہن میں نقش ہونا چاہئے تاکہ شیطانی دھوکے سے بچا جاسکے)

* مَنْ رَأَىٰ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقْظَةِ..... جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔ مَنْ رَأَىٰ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے سچ (حق) دیکھا۔ (۵۹۲۰)

* خواب میں اپنا سر کٹا ہوا دیکھنا شیطان کا کھیل ہے۔ (۵۹۲۵)

* تلوار کا ٹوٹنا ہوا دیکھنا شہادت ہے۔ (۵۹۳۴) (مرد کا ہاتھ میں لنگن دیکھنا اس کی تعبیر تنگدستی و پریشانی ہے مگر گلے میں ہنسی دیکھنا عمدہ خدمت ملنے کی علامت ہے اور پاؤں میں گجرے دیکھنا قید ہونے کی دلیل ہے۔ (شرح نووی ص ۲۳۰ ج ۵ بحوالہ تحفۃ الاخبار اس کے بعد کتاب الفضائل کا آغاز ہو رہا ہے)

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی مکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عظمت نشان ہے۔
 اِنِّیْ لَا عَرَفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّیْ لَا عَرَفُهُ الْاَنَ (۵۹۳۹)
 میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مکہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔
 سبحان اللہ! پتھر تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہ سلام بھیجے اور وہ بھی اعلان نبوت سے پہلے اور آج کا مفسر اعتراض کرے کہ اذان سے پہلے سلام کہاں لکھا ہے اور جمعہ کے بعد سلام پڑھنا کہاں لکھا ہے؟ اللہ کتنا بے نیاز ہے پتھر کو اپنے محبوب علیہ السلام پہ سلام بھیجنے کی سعادت عطا فرما رہا ہے اور مفسر کو اس سعادت سے محروم فرما رہا ہے۔ وہ بعثت سے پہلے سلام بھیج رہا اور یہ بعثت کے بعد اس سعادت سے انکار کر رہا ہے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اگر حجر سلام بھیجے تو حضور علیہ السلام اس کو پہچانتے ہیں تو (اشرف المخلوقات) بشر آپ کا امتی صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ محبت پیش کرے تو سرکار اس کو کیوں نہ پہچانتے ہوں گے۔ مطالع المنیرات شہوخ دلائل الخیرات میں ہے: اسبع صلاة اهل محبتی و اعرفهم۔ محبت والوں کا درود و سلام میں خود سننا ہوں اور انہیں پہچانتا بھی ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل محبت نے کیا خوب کہا۔

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار کی سرداری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ الْاَدَمَ یَوْمَ الْقِیَمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفِّعٍ (۵۹۴۰)
 میں ہی قیامت کے دن ولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی قبر کھلے گی (اور میں قبر سے باہر تشریف لاؤں گا) اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری ہی سب سے پہلے شفاعت قبول ہوگی۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارے آقا علیہ السلام دنیا میں بھی تمام مخلوق کے سردار ہیں لیکن خاص قیامت کا ذکر اس لیے فرمایا کہ دنیا میں بہت سارے لوگ آپ کا کلمہ پڑھ کر بھی آپ کی سرداری کے قائل نہیں ہیں اور قیامت کے دن جب کھلی آنکھوں سے حضور علیہ السلام کی سرداری کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھ لیں گے تو انکار کی کوئی گنجائش نہ ہوگی اور اولاد آدم سے مراد ساری

حیث ہے جس میں آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں اور انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے جب اس پر سرداری مل گئی تو باقی مخلوق اسے فرشتے ہوں یا جن (پر بھڑیق اولیٰ مل گئی۔ اس کی وجہ اعلیٰ حضرت کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں۔

مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے تخم کرم میں ساری کرامت شمر کی ہے
ان کی نبوت ان کی ابوت ہے سب کو عام ام البشر عروس انہی کے پسر کی ہے
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل اس گل کی یاد میں یہ صدا بوالبشر کی ہے
(ان اشعار کی تشریح شرح حدائق بخشش میں دیکھیں اور لفظ انا سے شروع ہونے والی ایک سوا حدیث ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ انا میں ملاحظہ فرمائیں اور اپنے آقا کی شان پڑھ کر فدا ہو جائیں)

* سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا۔ (۵۹۴۱-۴۲-۴۳-۴۴)

حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم النشور کی برکت کے واقعات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام مالک (صحابیہ) رضی اللہ عنہا ایک کچی میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں گھی بھیجا کرتی تھیں (اللہ تعالیٰ نے اس کچی میں ایسی برکت ڈال دی کہ) وہ ہمیشہ اس میں سے گھی کو استعمال کرتی رہیں یہاں تک کہ ایک دن اس کو نچوڑ بیٹھیں تو ختم ہو گیا۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ گھی ختم ہو گیا ہے تو آپ نے فرمایا: **فَصَرَّتْهَا۔** کچی کو نچوڑا ہوگا؟ عرض کیا جی ہاں۔

فرمایا: **لَوْ تَرَ كَيْفَهَا مَا زَالَ قَائِمًا۔** اگر نہ نچوڑتی تو ہمیشہ گھی نکلتا رہتا۔ (۵۹۴۵)

* حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے کھانا طلب کیا۔ آپ نے اس کو آدھا سبق (تیس صاع) جو دیئے۔ پھر وہ خود اس کی بیوی اور اس کے گھر آنے والے مہمان ہمیشہ اس سے کھاتے رہے وہ جو ختم تب ہوئے جب اس نے ایک دن ان کو ماپ لیا۔ پھر وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ جو ختم ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: **لَوْ لَمْ تَكَلِّهِ لَا كَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ۔** اگر تو ان کو نہ ماپتا تو ہمیشہ کھاتا رہتا اور ختم نہ ہوئے۔ (۵۹۴۶)

* حضور علیہ السلام نے علم نبوت سے دن کے وقت بتا دیا کہ رات کو آندھی چلے گی لہذا کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور اپنے لٹ مضبوطی سے باندھ لینا۔ چنانچہ ایسی آندھی چلی کہ ایک شخص جو کھڑا ہوا تھا اس کو اٹھا کر طے کے دو پہاڑوں کے درمیان گرا رہا۔ (۵۹۴۸)

* سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے ساتھ اپنی شفقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: تم کیڑوں اور پتنگوں کی طرح آگ میں گر رہے ہو۔ **فَاَنَا اخِذٌ بِحُجْزِكُمْ۔** پس میں ہوں کہ تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں۔ (۵۹۵۵)

* میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ **اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔** (۵۹۶۱)

* کسی امت کا اپنے نبی علیہ السلام کی نگاہوں کے سامنے ہلاک ہونا اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے اور نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد امت کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی علامت ہے۔ (۵۹۶۳)

* مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں مجھے یہ خطرہ نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے۔ وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا۔ لیکن یہ ڈر ہے کہ دنیا کے لالچ میں آ کر ایک دوسرے پر حسد کرنے لگو گے۔ (۵۹۷۶)

دنیا و آخرت میں مدد کرنے کا ثبوت

* حوض کوثر کے بیان میں حدیث نمبر ۵۹۹۰ کے تحت علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ یمن والوں نے دنیا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور دشمنوں سے بچایا۔ پس حضرت صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی آخرت میں ان کی مدد کریں گے اور سب سے پہلے حوض کوثر سے وہ پیئیں گے۔ (شرح نووی ج ۶ ص ۲۵) جب دنیا و آخرت میں مدد جائز ہوگی تو پھر بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی مدد کے لئے بدر واحد میں فرشتوں کا نزول بھی تو فرمایا چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے احد کے دن سفید کپڑوں والے دو شخصوں کو حضور علیہ السلام کے دائیں بائیں دیکھا جو آپ کی طرف سے خوب لڑائی کر رہے تھے کہ اس سے پہلے اور بعد میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا تھا اور وہ جبرائیل امین اور میکائیل علیہما السلام تھے۔ (۶۰۰۴-۶۰۰۵)

* حالانکہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم جہاں احسن الناس اور اجود الناس تھے وہاں آپ اشجع الناس بھی تھے۔ (۶۰۰۶)

ہم تو پھر اضعف الناس ہیں اور اضعف الناس اگر اشجع الناس سے مدد نہ مانگے تو کس سے مانگے اور پھر ہم سرکار کی بارگاہ کے منگتے بھی تو ہیں اور سرکار اپنے منکوں کو نوازتے بھی تو ہیں اور اللہ نے ان کو غریب نواز بنایا بھی تو اسی لیے ہے لہذا مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے دس سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا موقع ملا۔ میرے آقا کریم علیہ السلام نے کبھی مجھے اف تک نہیں فرمایا اور نہ کبھی (اگر میں نے جو کام مجھے حضور علیہ السلام نے نہ کہا اور میں نے وہ کر دیا تو آپ نے مجھے یہ نہ فرمایا کہ) لِمَ فَعَلْتَ كَذَا۔ تو نے یہ کام کیوں کیا (اور اگر حضور نے مجھے کوئی کام کرنے کا حکم دیا اور میں نے نہ کیا تو) کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا: هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا تو نے یہ کام کیوں نہ کیا اور یہ بات حضرت انس نے قسم اٹھا کر کہی۔ اس کا مطلب ہے دس سالوں میں کبھی ایک بار بھی ایسا نہ ہوا۔ (۶۰۱۱) اگلی روایت میں سفر و حضر کا ذکر بھی ہے (حالانکہ حضر میں نہیں تو سفر میں مشقت کی وجہ سے کبھی انسان کو غصہ آ ہی جاتا ہے لیکن) حضرت انس فرماتے ہیں:

وَاللَّهِ مَا قَالَ لِي لَيْشَءٌ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتُ هَذَا هَكَذَا وَلَا لَيْشَءٌ لِمَ أَصْنَعُهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا

اللہ کی قسم! (کوئی کام میں نے جیسا بھی کیا) میرے کریم آقا علیہ السلام نے کبھی نہ فرمایا تو نے یہ کام ایسے کیوں کیا اور اگر کوئی کام نہیں کیا تو کبھی نہ فرمایا کہ تو نے یہ کام ایسے کیوں نہ کیا۔ (۶۰۱۳)

حضرت انس اس کی وجہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا۔ میرے آقا علیہ السلام تمام لوگوں سے بڑھ کر اچھے اخلاق والے تھے (اور اس بارے میں انتہائی بات یہ ہے کہ)

فرماتے ہیں: ایک مرتبہ سرکار نے مجھے کسی کام کے لئے جانے کو کہا تو میں نے زبان سے (صاف صاف) کہہ دیا: وَاللَّهِ لَا أَذْهَبُ۔ اللہ کی قسم! میں نہ جاؤں گا لیکن میرے دل میں یہ تھا کہ کیوں نہ جاؤں گا؟ ضرور جاؤں گا (سو بار جاؤں گا) لِمَا أَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ اللَّهِ۔ آخر اللہ کے نبی نے حکم دیا ہے۔ میں نکلا اور بازار میں بچوں کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچانک تشریف لے آئے اور (بجائے مجھے ڈانٹنے کے) پیچھے سے میری گردن تھامی (جیسے پوچھا جاتا ہے بھلا بتاؤ میں کون ہوں) میں نے سرکار کی طرف دیکھا تو میرے آقا (مسکرا ہی نہیں رہے تھے بلکہ) ہنس رہے تھے (حالانکہ عموماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرایا ہی کرتے تھے خاص خاص موقعوں پر ہنستے یعنی صُحْکُ فرماتے) فَقَالَ يَا أُنَيْسُ أَذْهَبْتَ حَيْثُ أَمَرْتُكَ۔ اے پیارے انس! (انیس انس کی تصغیر ہے جو پیار پہ دلالت کرتی ہے اس کے مطابق ترجمہ یہی بنتا ہے) جہاں جانے کا میں نے تجھے کہا تھا وہاں گیا تھا؟ انس فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: نَعَمْ أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ جی حضور یہ دیکھیں میں جا رہا ہوں۔ (۶۰۱۵) (وَلَا تَكْ لَعَلِّي خُلِقْتُ عَظِيمًا۔ تیرے خلق کو حق نے عظیم کیا، تیری خلق کو رب نے جمیل کیا)

تیری ہر اداپ ہے جاں فدا مجھے ہر ادانے مزہ دیا کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

لوگو! مسلمان ہو جاؤ محمد اتنا دیتے ہیں کہ پھر فاقہ کا ڈر نہیں رہتا

کسی نے اگر حضور علیہ السلام سے کوئی چیز مانگی ہے تو آپ نے کبھی ناں نہیں کی۔ (۶۰۱۸) اعلیٰ حضرت نے اسی حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔

واہ کیا جو دو کرم ہے شہ بطحا تیرا نہی سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ حضور علیہ السلام کے پاس اتنی بھریاں تھیں کہ پوری وادی بھری ہوئی تھی (یعنی دو پہاڑوں کے درمیان جتنی جگہ ہوتی ہے) آپ نے ساری کی ساری بھریاں اس کو عطا فرمادیں وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا:

يَا قَوْمِ اسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي عَطَاءً لَا يُخْشَى الْفَاقَةَ (۶۰۲۰)

اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ پھر تنگدستی وفاقہ کا خطرہ ختم ہو جاتا ہے۔ (اس کا ایک معنی یہ بھی ہے اور وہ معنی لَا يُخْشَى مُضَارِعٌ معروف کے اعتبار سے ہے کہ حضور علیہ السلام اتنا دیتے ہیں کہ فاقہ سے بھی نہیں ڈرتے یعنی سب کچھ ہی دے دیتے ہیں۔ وحید الزمان صاحب نے اس کو مضارع مجہول لکھا ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ

بھی کیا ہے۔ شرح نووی ج ۶ ص ۳۰-۳۱)

کاش یہ عقیدہ ان کے پیروکاروں کا بھی ہوتا جو اس اعرابی کا تھا کہ فان محمدًا يعطى عطاء الله توديتا ہی ہے اس رسول بھی دیتے ہیں اور اتنا کہ لایخشی الفاقة۔ ان کی عطاء کی بات نہ پوچھو

حضرت انس فرماتے ہیں (حضور علیہ السلام کی انہی اداؤں کو دیکھ کر) اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسَلِّمُ مَا يُرِيدُ اِلَّا الدُّنْيَا يُسَلِّمُ حَتَّى يَكُونَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. (۶۰۲۱)

ایک شخص دنیا کے حصول کی خاطر مسلمان ہوتا یہاں تک کہ ایک وقت آ جاتا کہ اسلام اس کے نزدیک دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے زیادہ پیارا ہو جاتا۔ (اور اس حدیث کی ایک روایت میں فنا یسلم کی بجائے فنا یسی ہے۔ اس کے مطابق جو ترجمہ بنتا ہے وہ سربراہ غیر مقلدین کے قلم سے پڑھیے۔ وہ لکھتے ہیں ”یعنی ایک رات بھی نہیں گزرتی تھی کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) صحبت کی برکت کی وجہ سے سچا مسلمان ہو جاتا اور اسلام (اس) کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ بہتر ہو جاتا) (ج ۶ ص ۳۱)

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

چنانچہ صفوان بن امیہ کو حضور علیہ السلام نے غزوہ حنین کے موقع پر سو سو کر کے تین سو اونٹ عطا کر دیے۔ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے میرے نزدیک ناپسندیدہ ترین تھے اور اس کے بعد انہ لاحب الناس الی۔ آپ مجھے سارے جہاں سے پیارے ہو گئے۔ (۶۰۲۲)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفاداری

حضور علیہ السلام کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنے آقا علیہ السلام کی ان عطاؤں کا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت جابر سے حضور علیہ السلام نے وعدہ فرمایا کہ بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھے اتنا اور اتنا اور اتنا دوں گا یعنی تین لپ کر۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت ابو بکر صدیق کے دور میں بحرین سے مال آیا تو انہوں نے حضرت جابر تین لپوں کے برابر دیا جو پندرہ سو بنے۔ (۶۰۲۳)

چشمِ رحمت کا اشارہ چاہیے	سبز گنبد کا نظارہ چاہیے
اس طرح میں چاہتا ہوں آپ کو	جیسے کشتی کو کنارہ چاہیے
لوگ ظالم ہیں میں ہوں ناتواں	آپ کا مجھ کو سہارا چاہیے
سامنے کچھ بھی نظر آتا نہیں	ظلمت شب میں ستارا چاہیے
زندہ رہنے کی مجھے ہے آرزو	راکھ میں کوئی شرارہ چاہیے

(رفعت سلطان)

* حضور علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم جو رضاعت کے دوران فوت ہوئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں

کے لئے دودائیاں مقرر فرمائیں جو مدت رضاعت تک ان کو دودھ پلاتی رہیں۔ (۶۰۲۶)

* حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنواری باحیا پردہ دار لڑکی سے بھی بڑھ کر شرم و حیا والے تھے۔ اس وجہ سے جس چیز کو آپ برا جانتے، صحابہ کرام چہرے سے پہچان لیتے (کہ آپ اس کو ناپسند فرما رہے ہیں مگر حیا کی وجہ سے زبان سے کچھ نہیں فرما رہے) (۶۰۳۲)

* حضور علیہ السلام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہنسی و مزاح کا موقع بھی دیتے۔ (۶۰۳۵)

* برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی کو تبرک بنانے کا عمل۔ (۶۰۴۲)

* حضور علیہ السلام حجامت کرواتے تو ہر بال کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پہ گرتا۔ (۶۰۴۳)

* مدینہ شریف کی دیوانی عورت کے ساتھ حضور علیہ السلام کا حسن سلوک۔ (۶۰۴۴)

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ذاتی انتقام نہ لیا اور آپ ہمیشہ دو کاموں میں سے (جن میں آپ کو اختیار دیا جاتا)

آسان کام کو اختیار فرماتے۔ (۶۰۴۵)

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک نہایت خوشبودار ٹھنڈے اور ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے۔ (۶۰۵۲-۵۳)

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار تھا۔ صحابیات شیشوں میں جمع کر لیتیں۔ (۶۰۵۵)

* حضور علیہ السلام پہلے تو بالوں کو سیدھا رکھتے تھے کیونکہ مشرکین مانگ نکالتے تھے اور آپ اہل کتاب کی موافقت کو

(جس کام میں حکم نہ آیا ہو تا مشرکین کے مقابلہ میں) پسند فرماتے بعد میں مانگ نکالتے رہے۔ (۶۰۶۲)

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قد انور درمیانہ تھا سینہ مبارک چوڑا

تھا۔ (بعید مابین المنکبین) بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں کی لوتک (بروایت دیگر کندھوں تک) تھے۔ ایک

مرتبہ آپ نے سرخ رنگ کا (زرد لکیروں والا) لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ۔ میں نے

کسی کو بھی آپ سے بڑھ کر خوبصورت نہیں دیکھا۔ (۶۰۶۴)

دل میں تڑپ ہے کوچہ سرکار کے لئے

سب کچھ بنا ہے احمد مختار کے لئے

کافی ہے خاک پا تیرے بیمار کے لئے

آنکھیں ہیں میری منتظر دیدار کے لئے

ارض و سماء لوح و قلم گلشن بہشت

آتی نہیں ہے اور موافق کوئی دوا

* حلیہ مبارکہ میں مَنَهُوْسُ الْعَقَبَيْنِ کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ایڑیاں کم گوشت والی تھیں جو کہ

ناؤں کے خوبصورت ہونے کی علامت ہے۔ (۶۰۷۰)

* کسی شخص نے کہا حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح (لمبا) تھا۔ حضرت جابر نے فوراً فرمایا: لَا بَلَّ كَانَ

مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ كَانَ مُسْتَدِيرًا۔ نہیں نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا۔ (۶۰۸۳)

* حضور علیہ السلام کے سر انور اور داڑھی مبارک میں بیس سے کم سفید بال تھے۔ (۶۰۸۹)

* حضور علیہ السلام اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے تریسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ (۶۰۹۸)

* حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کے بارے میں نووی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بھی ہزار نام ہیں اور حضور علیہ السلام کے بھی۔ (حاشیہ مسلم، ص ۲۶۱)

* فَوَاللّٰهِ لَا اَنَا اَعْلَهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشِيَّةً۔ قسم اللہ کی میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں (لہذا میری پیروی کرو جو کام میں جائز کروں اس سے پرہیز کرنے کی ضرورت نہیں) (۶۱۱۱)

* فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ..... کا شان نزول (۶۱۱۲)

* لَوْ تَعْلَمُونَ مَا اَعْلَمَ لَصَحَّحْتُمْ قَلِيلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا۔

جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو کم ہنسنا اور زیادہ روؤ۔ (۶۱۱۹)

* قسم اللہ کی مجھ سے جو پوچھو میں تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ (سلوٰنی ۶۱۲۱)

* آپ نے فرمایا: ایک وقت آئے گا کہ میرا دیدار تمہیں مال و اہل سے عزیز تر ہوگا۔ (۶۱۲۹)

* الْاَنْبِيَاءُ اَوْلَادُ عِلَاتٍ (۶۱۳۰) تمام نبی علاقائی بھائی ہیں (کا مطلب یہ ہے کہ اصول دین گویا باپ کی طرح ہیں جو

ہر دور میں ایک رہے۔ شرع لکم من الدین ما وصى به..... (الشوریٰ ۱۳) اور فروع گویا ماں کی طرح ہیں ان میں اختلاف ہے اور علاقائی بھائی وہی ہوتے ہیں جن کا باپ ایک اور مائیں مختلف ہوں۔ (نووی علی الصحیح المسلم ۶۵-۲۶۴ ج ۲)

اللہ تعالیٰ کا نام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے ایک شخص کو (اپنی کھلی آنکھوں سے) دیکھا کہ چوری کر رہا ہے اور آپ نے اس سے پوچھا: سرقت۔ تو نے چوری کی ہے ناں؟ اس نے کہا: کلا والذی لا الہ الا هو۔ ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ فَقَالَ عِيسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِيْ۔ میں اللہ پہ ایمان لایا اور میں نے اپنے آپ کو جھٹلایا۔ (مطلب یہ کہ تو جب قسم اٹھا رہا ہے تو تو ہی سچا ہوگا اور میرے دیکھنے میں ہی خطا ہوگئی ہوگی)۔ (صدقہ من حلف باللہ تعالیٰ و کذبت ما ظہر لی من ظاہر سرقتہ فلعلہ اخذ مالہ فیہ حق اوباذن صاحبه اولم یقصد الغصب والاستیلاء او ظہر له من مدیدیہ انه اخذ شیئا فلما حلف له اسقط ظنہ ورجع عنہ۔

* حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں اپنا ختنہ فرمایا۔ (۶۱۴۱)

* ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین کذبات (۶۱۴۵)

شان موسوی بزبان مصطفوی علیہما السلام

* پتھر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگ گیا۔ آپ نے پکارا: تَوْبِيْ حَجْرُ تَوْبِيْ حَجْرُ۔ اے پتھر میرے کپڑے اے پتھر میرے کپڑے۔ فَبَرَاهُ اللّٰهُ مَا قَالُوا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے الزامات سے آپ کو بری کر دیا۔

(۶۱۴۶-۴۷)

موسیٰ علیہ السلام کا عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ رسید کر کے آنکھ پھوڑ دینا۔ (۶۱۴۸-۴۹)

موسیٰ علیہ السلام ہی سب سے پہلے قیامت کے دن عرش کو تھا میں گے جبکہ لوگ بے ہوش پڑے ہوں گے۔ (۶۱۵۱)

معراج کی رات نبی اکرم علیہ السلام نے کثیب احمر کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھتے ہوئے

ملاحظہ فرمایا: مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةً أُسْرَى بِيْ عِنْدَ الْكُثَيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِہ۔ (۶۱۵۷)

مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِہ (۶۱۵۸)

شان موسوی بھی بڑھی تو یہیں آ کے بڑھی

* كَانَ ذَكَرَ يَا عَلِيْہِ السَّلَامُ نَجَارًا (۶۱۶۲)

زکریا علیہ السلام بڑھی کا کام کرتے تھے

* موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ (۶۱۶۵-۶۳)

ثانی اثنین ہجرت یہ لاکھوں سلام

جب غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کافروں کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ (کافر) اپنے قدموں

کی طرف نظر کریں تو ہمیں دیکھ لیں گے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاِثْنَيْنِ اللّٰهُ تَالِثُہمَا۔ اے ابوبکر!

ان دو کے بارے میں تو کیا سمجھتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔ (۶۱۶۹) اس حدیث سے جہاں حضور علیہ السلام کا توکل علی

اللہ ثابت ہوتا ہے وہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ انہوں نے ایسے خوفناک موقع پہ محبوب خدا صلی

اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور اس ساتھ کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا اور اس ساتھ کی برکت سے صدیق اکبر کو خدا کا ساتھ

نصیب ہو گیا۔ لَا تَحْزَنُ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ جو معیت خدا کی حضور علیہ السلام کو حاصل ہوئی، حضور علیہ السلام کی برکت سے وہی

معیت ابوبکر صدیق کو حاصل ہوئی، یوں نہ فرمایا: اللّٰہُ مَعِيَ وَ مَعَكَ۔ درمیان میں واؤ کا فاصلہ بھی نہ رکھا اور ضمیر بھی تثنیہ جمع

متکلم کی کیا مطلب؟ جس نے خدا کو پانا ہو میرے قدموں کو چوم لے پھر بھی خدا مل جائے گا اور تیرے قدموں کا بوسہ لے لے

پھر بھی خدا کو پا لے گا۔ ابوبکر صدیق وہ ہیں کہ جن میں اہل جنت کی تمام خوبیاں جمع ہیں۔ (۶۱۸۲) مَا اجتمعن فی امرء

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفیٰ
یعنی اس افضل المخلوق بعد الرسل
اصدق الصادقین سید المتقین
عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
ثانی اشین ہجرت پہ لاکھوں سلام
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعداء یہ شید اسفر

حضور علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے: جِئْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ۔ میں آیا اور ابوبکر و عمر آئے میں داخل ہوا اور ابوبکر و عمر داخل ہوئے میں نکلا اور ابوبکر و عمر نکلے۔ یہ فرمان بیان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے جو انہوں نے حضرت عمر کی وفات پہ جاری کیا۔ (۶۱۸۷)

اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے جنت میں ایک محل دیکھا اور پوچھا یہ کس کا (اتنا عالیشان) محل ہے تو مجھے بتایا گیا یہ (آپ کے غلام) عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو مجھے حضرت عمر کی غیرت یاد آ گئی۔ پھر میں داخل نہ ہوا۔ محل کے ایک کونے میں ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ حضرت عمر یہ سن کر رونے لگے اور عرض کرنے لگے: يَا بَنِي آدَمَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْكَ أَغَارُ۔ میرے ماں باپ آپ پہ فدا ہو جائیں یا رسول اللہ! کیا میں آپ پہ غیرت کروں گا (مطلب یہ کہ میں بھی آپ کا محل بھی آپ کا اگر مجھے مل گیا ہے تو آپ کے صدقہ ہی تو ملا ہے) (۶۱۹۸، ۶۲۰۱)

یہ فیضانِ نگاہ مصطفیٰ ہے
دل مضطر کو چین آنے لگا ہے
میں اب آرام سے سوتا ہوں شب کو
کہ اب میرا مقدر جاگتا ہے
مدد اے سید اولادِ آدم
یہاں ہر آدمی بے آبرا ہے
مجھے بھی چادرِ رحمت عطا ہو
یہی میرے قصیدے کا صلا ہے
مقامِ مصطفیٰ اللہ اکبر
میری فکر و نظر سے ماورا ہے
یہی در ہے پناہ گاہِ دو عالم
زمانہ جس پہ دستک دے رہا ہے
منیر اس در کا ممنون کرم ہوں
کہ جس در سے مجھے سب کچھ ملا ہے

نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ (۶۲۲۰) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے شیطان اس راستہ پہ نہیں چلتا جس راستہ پہ عمر چل رہا ہو۔

سوال یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے بارے میں تو ایسا نہیں ہے تو کیا حضرت عمر سے شیطان زیادہ ڈرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ ہو سکتا ہے حضور علیہ السلام سے زیادہ ڈرتا ہو کیونکہ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضور سے کم ڈرتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جتنا کو تو ال سے چور ڈرتا ہے اتنا بادشاہ سے نہیں ڈرتا اس سے کو تو ال کی بادشاہ پہ فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارق حق و باطل امام الہدیٰ تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام
ترجمان بنی ہم زبان بنی جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

پیکر شرم و حیاء امام الانبیاء علیہ الوف التحیۃ والثناء نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: **أَلَا اسْتَحْيِي مَنْ رَجُلٌ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ** میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (۶۲۰۹) مصابیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ میری امت میں سب سے زیادہ حیا والے عثمان غنی ہیں اسی لیے آپ کو کامل الحیاء کہا جاتا ہے۔

زاہد مسجد احمدی پر دزد
دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام
در منشور قرآن کی سلک بھی
زوج دونور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

مرضی شیر حق الشجع الاثجین

سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام الانبیاء علیہ السلام کا فرمان ہے: **أَنْتَ مِنِّي بِنَزْلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي**۔ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (۶۲۱۷)

اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ آپ کو امت میں بہت مرتبہ ملا۔ جو بنی اسرائیل میں حضرت ہارون علیہ السلام کو مرتبہ ملا تھا لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے اور حضرت علی پیغمبر نہیں تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر دنیا میں نہیں آ سکتا۔ حضرت علی حضور پاک کے چچا زاد بھائی تھے اور یہ حدیث آپ نے اس وقت ارشاد فرمائی جب آپ تبوک کی لڑائی کے لئے جانے لگے تھے اور حضرت علی کو مدینہ میں خلیفہ بنایا۔ انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اس وقت آپ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی کہ کیا تم خوش نہیں کہ تمہارا حال ہارون علیہ السلام جیسا ہو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے تھے تو ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا گئے تھے۔ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ میری وفات کے بعد تم ہی خلیفہ ہو گے کیونکہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں انتقال کر چکے تھے اور ان کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے۔ غرض یہ کہ وجہ تشبیہ ایک بھی کافی ہوتی ہے اور یہاں تو دو وجہیں موجود تھیں۔ ایک قرابت جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ دوسری خلافت اپنی قوم پر اب ساری باتوں میں ہارون علیہ السلام کا مثل ہونا ضروری نہیں مگر جب حدیث میں یہ مذکور ہے کہ

میرے بعد کوئی نبی نہیں تو معلوم ہوا کہ اور باتوں میں حضرت ہارون علیہ السلام کی مماثلت موجود ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی ایک صفت یہ تھی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سارے بنی اسرائیل سے افضل تھے اور اس لحاظ سے حضرت علی کی فضیلت تمام صحابہ کرام پر بنتی ہے اور یہ فضیلت اضافی ہو سکتی ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے علاوہ تمام صحابہ کرام سے حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں جیسا کہ اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے اور بالفرض فضیلت کل بھی مان لی جائے تو بھی شیخین کی خلافت میں کوئی قدح نہیں ہوتا اس لیے کہ خلافت مفضول کے باوجود فاضل کے لئے درست ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا متعدد احادیث میں اشارہ ہے اور اس پر صحابہ کرام نے اجماع کیا حتیٰ کہ حضرت علی نے بھی چھ ماہ کے بعد بیعت کر لی۔ (جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث گزر چکی) یہ بھی یاد رہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام ایک امر خاص میں خلیفہ ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں۔ پھر ایسا ہی حضرت علی کے لئے سمجھنا چاہئے۔ (خلاصہ کلام شرح نووی)

نووی فرماتے ہیں قال العلماء و فی هذا الحديث دليل على ان عيسى بن مريم عليه السلام اذا نزل في اخر الزمان نزل حكما من حکام هذه الامة يحكم بشریعة نبينا محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولا ينزل نبيا۔

علماء نے فرمایا ہے اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آخری زمانہ میں آسمان سے اس امت کے حاکم بن کر اتریں گے تو وہ شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلے فرمائیں نہ کہ اپنی نبوت و شریعت کے مطابق۔

مرتضی شیر حق الشجعین	ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا	باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام
اولیں دافع اہل رفض و خروج	چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیر شکن	پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
ماچی رفض و تفضیل و نصب و خروج	حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام

* حضرت سعد بن ابی وقاص نے فرمایا: میں تین وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ کو برا نہیں کہہ سکتا۔ ان کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اما تر ضی ان تکون منی بمنزلة هارون (۲) خیر کے دن انہیں جھنڈا عطا ہوا اور حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں اس کو جھنڈا دوں گا جو اللہ کا محبت بھی ہوگا، محبوب بھی (۳) آ یہ مباہلہ کے نزول پر حضور علیہ السلام نے انہیں فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے ساتھ ملا کر دعا فرمائی: اللھم هؤلاء اھلی (۶۲۲۰)

* ازواج مطہرات بھی اہل بیت ہیں وَلٰكِنْ اَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِّمَ الصَّدَقَةُ بَعْدَهُ اِلَّا عَلَيَّ وَاِلَّا عَقِيلٍ وَاِلَّا جَعْفَرٍ وَاِلَّا عَبَّاسٍ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ) (تو اہل بیت کے دو معنی ہو گئے۔ (۱) گھر میں رہنے والے (۲) جن پر صدقہ حرام ہے) (۶۲۲۵)

* حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے نام علی سے زیادہ کنیت ابو تراب پسند تھی۔ (۶۲۲۹) (کیونکہ اس کے پس منظر میں حضور علیہ السلام کا پیار ہے۔ قم یا اباتر اب)

فضائل الصحابة عليهم الرضوان بلسان النبوة علی صاحبها السلام

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مسلح ہو کر در رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر پہرہ دیتے تھے۔ (۶۲۳۰) انہی کو حضور علیہ السلام نے احد کے دن فرمایا: ارم فداک ابی وامی۔ تیز مار (کافروں کو) اے سعد میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ (۶۲۳۳) احد ہی کے دن ایک مشرک جس نے بہت مسلمانوں کو قتل کیا، حضرت سعد نے اس کو بغیر پیکان کے تیز مارا جو اسکی پسلی پہ لگا وہ گرا اور اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ سعد فرماتے ہیں اس کی یہ ذلت دیکھ کر فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی نظرت الی نواجذہ۔ حضور علیہ السلام اتنا ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھیں مبارک میں نے دیکھ لیں۔ (۶۲۳۷) حضرت سعد کے متعلق قرآن مجید کی تین آیات نازل ہوئیں۔ (۶۲۳۸) ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی جن چھ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی حضرت سعد بھی ان میں سے ایک ہیں۔ (۶۲۴۱)

* خندق کے دن حضور علیہ السلام نے تین مرتبہ لوگوں کو جہاد کی طرف بلایا اور تینوں ہی مرتبہ حضرت زبیر نے عرض کیا میں حاضر ہوں میں تیار ہوں تب آپ نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيُّ الزُّبَيْرِ (۶۲۴۳)

ہر نبی کا ایک جگہری یار اور مصاحب خاص ہوا ہے اور میرا جگہری یار زبیر (رضی اللہ عنہ) ہے اور اس دن ان کے لئے بھی حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا: فداک ابی وامی۔ میرے ماں باپ تجھ پہ فدا ہوں۔ (۶۲۴۵)

حضرت طلحہ و زبیر کی شہادت کا اعلان حضور علیہ السلام نے پہاڑ پہ چڑھ کر فرمایا جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) حرا پہاڑ پہ چڑھے تو وہ حرکت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا: اِهْدَا فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صَدِيقٌ اَوْ شَهِيدٌ۔ رک جا تجھ پہ نبی (علیہ السلام) ہے یا صدیق ہے یا شہید ہیں۔ اس وقت پہاڑ پہ نبی و صدیق کے علاوہ عمر، علی، عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ (۶۲۴۸)

* حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: وَاِنَّ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهُ۔ اپنے باپ (زید) کے بعد اسامہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔ (۶۲۶۴)

(علاوہ ازیں دیگر صحابہ کرام، امہات المومنین، امام حسن و حسین اور دیگر اہل بیت اطہار کے فضائل بھی صحیح مسلم کے اسی مقام پر مل سکتے ہیں۔ حضرت فاطمہ کا ذکر علیحدہ ہو گا باقی سب کی بارگاہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے مشہور زمانہ سلام سے نذرانہ عقیدت پیش کر دیتے ہیں)

مومنین پیش فتح و پس فتح سب
اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام
جس مسلمان نے دیکھا نہیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
وہ حسن مجتبیٰ سید الاخیاء
اس شہید بلا شاہ گلکوں قبا
اہل اسلام کی مادران شفیق
بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

* حدیث ام زرع۔ گیارہ عورتوں کی کہانی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی۔ (۶۳۰۵) (فہد کا معنی ہے چیتا قاتل الخامسة زوجی ان دخل فہد)
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
حضرت علی المرتضیٰ نے فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔ (۶۳۰۷) (اور حضرت فاطمہ کے دیگر فضائل)

پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس
آب تطہیر سے جس میں پورے جے
خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہرنے
سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ
ان کے مولیٰ کے ان پہ کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

الْكِنَايَةُ ابْلَغُ مِنَ التَّصْرِیحِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی ازواج مطہرات) سے فرمایا:

أَسْرَعُكُمْ لِحَاقًا بِي أَطْوَلُكُمْ يَدًا

تم میں سے سب سے پہلے (وصال کر کے) وہ مجھے ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ یہ فرمان عالی شان سن کر تمام ازواج مطہرات اپنے ہاتھ ماپنے لگیں تاکہ معلوم ہوا کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں (اور بظاہر لمبے ہاتھ ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے تھے حالانکہ حضور علیہ السلام کی لمبے ہاتھوں سے مراد یہ تھی کہ جو تم سب سے زیادہ نخی ہو۔ چنانچہ جب ۲۰ھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو سب کو معلوم ہو گیا کہ لمبے ہاتھوں سے حضور علیہ

سلام کی مراد کیا تھی)

قَالَتْ اطْوَلْنَا يَدًا زَيْنَبُ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ (۶۳۱۶)

(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں: ہم (ازواج میں) سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ام المومنین حضرت زینب تھیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے صدقہ و خیرات کیا کرتی تھیں۔

سچ کہا اہل عرب نے کہ اشارے کنائے سے جو بات کا لطف آتا ہے وہ صراحت کے ساتھ بات کرنے میں نہیں آتا اور پھر اس ذات کا اس انداز میں بات کرنا کہ جواصح العرب ہیں سبحان اللہ۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لمبے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

محبوبانہ جلال کی ایک مثال

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”بے شک یہ میری ماں (کے وصال) کے بعد میری ماں ہیں“ اس لیے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بایں ہمہ عظمت و شان حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد زیارت کے لئے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے کیونکہ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَزُورُهَا۔ حضور جو ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے پھر جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے نہیں پسند۔ چنانچہ ایک مرتبہ یہ دونوں بزرگ تشریف لے گئے تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا (حضور علیہ السلام کو یاد کر کے) رونے لگیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں روتی ہو؟ ما عند الله خير لرسوله۔ اللہ کے پاس اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو کچھ ہے بہت بہتر ہے۔ (اس سے معلوم ہوا جانتے تھے کیوں روتی ہیں صرف ان کی زبان سے سننا چاہتے تھے) وہ بولیں اس لیے روتی ہوں (کہ حضور کے پھڑنے سے ہم سے) وحی کا سلسلہ روک دیا گیا ہے۔ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا۔ ام ایمن کی اس بات سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے بھی رونا شروع کر دیا۔ (۶۳۱۸)

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صالحین کی زیارت کے لئے جانا مستحب ہے (اب لا تشدوا الرحال والی حدیث کہاں گئی) اور صالحین کی مفارقت پہ رونا بھی سنت ہے (پھر جب اہل محبت اپنے آقا علیہ السلام کی نعتیں سن کر روتے ہیں تو ان پر تمہیں غصہ کیوں آتا ہے) (شرح نووی ص ۱۳۴ ج ۶)

آدم برسر مطلب

جو حدیث بیان کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ حضرت انس فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام حضرت ام ایمن کے ہاں تشریف لے گئے جبکہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا وہ ایک برتن میں شربت لائیں (اب مجھے نہیں معلوم کہ حضور علیہ السلام کا روزہ تھا یا نہیں) لیکن آپ نے شربت نہ پیا اور واپس کر دیا۔ فَجَعَلْتُ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَتَنْمُرُ عَلَيْهِ۔ حضرت

ام ایمن رضی اللہ عنہا اس وجہ سے رونے چلانے لگیں (کہ کیا ہو جاتا ماں کا دل رکھنے کے لئے ہی پی لیتے روزہ تھا تو نفلی ہی بعد میں قضا ہو جاتی لیکن ابیت عند ربی يطعنی ویسقینی کی شان والے آقا علیہ السلام ہی ان حکمتوں کو جانتے ہیں کہ ام ایمن کے شربت میں زیادہ لذت تھی یا خدا کی شراب محبت میں زیادہ مزہ تھا۔ رموز سر دل بے دل چہ دانند) (۶۳۱۷)

* جنت میں حضرت بلال کو حضور علیہ السلام نے اپنے آگے آگے پایا بلکہ دیکھا فاذا بلال۔ (۶۳۲۱-۲۲)

* حضور علیہ السلام کو مافی الارحام کا علم۔ (۶۳۲۲)

* حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل (۶۳۲۵-۶۳۳۹)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی موت پہ عرش الہی جھوم اٹھا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پہ عرش الہی ہل گیا (یا کانپ اٹھایا جھوم گیا)

نووی فرماتے ہیں: اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ عرش کا حرکت کرنا کس معنی میں ہے۔ بعض نے کہا: تحرکہ فرحا لقدوم روح سعد۔ عرش کی حرکت سے مراد یہ ہے کہ ان کی روح عرش پہ پہنچی تو اس کے استقبال کی خوشی میں عرش وجد کرنے لگا اور جعل اللہ تعالیٰ فی العرش تمیز۔ احصل بہ هذا ولا مانع منه کما قال تعالیٰ وان منها لما يهبط من خشية الله اور یہ کوئی محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش میں تمیز و ادراک پیدا کر دیا ہو جس طرح کہ پتھروں کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ کے خوف سے گر جاتے ہیں۔ یہی حدیث کا ظاہر معنی اور قول مختار ہے۔

عقل کا تقاضا

عقلاً بھی یہ بات کوئی محال نہیں کیونکہ عرش بھی باقی اجسام کی طرح ایک جسم ہے اور جسم حرکت و سکون کو قبول کرتا ہے اور بعض نے کہا عرش کے جھومنے سے مراد ہے فرشتوں کا جھومنا کہ حضرت سعد کی روح جب عالم بالا میں پہنچی تو فرشتوں نے جھوم کر فرحت کا اظہار کیا۔ بعض نے یہ کہا کہ حضرت سعد کی موت کا اس قدر صدمہ ہوا کہ عرش الہی کانپ اٹھا (ہو کنایۃ عن تعظیم شان وفاته) اہل عرب عظیم شئی کی نسبت بڑی چیزوں کی طرف کر دیا کرتے تھے جیسے کہا جاتا ہے: اظلمت لموت فلان الارض وقامت له القيامة فلاں کی موت سے پوری زمین پہ اندھیرا چھا گیا اور اس کے لئے قیامت قائم ہو گئی۔ (نووی علی المسلم ص ۲۹۴ ج ۲) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان نے اسی تناظر میں یہ اشعار کہے ہیں جن میں اس پوری بحث کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے

عرش پہ دھوئیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش پہ ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا
حضرت سعد ہی کے بارے میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (جب ایک ریشمی جوڑا آپ کی خدمت میں تحفہ آیا اور صحابہ کرام اس کی نرمی پہ تعجب کرنے لگے) اَتَعْجَبُونَ مِنْ لَیِّنِ هَذِهِ لَمَّا دِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا وَآلِیْنِ۔
حضرت سعد بن معاذ کو جنت میں ملنے والا رومال (تولیہ) اس سے کہیں بہتر اور ملائم ہوگا۔ (۶۳۴۸)
اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن ایک تلوار ہاتھ میں لی اور فرمایا: مَنْ یَاْخُذُ مِنِّیْ هَذَا۔ یہ تلوار مجھ سے کون لے گا؟ فَبَسَطُوا اَیْدِیْہُمْ کُلُّ اِنْسَانٍ مِنْہُمْ۔ (تلوار لینے کے لئے) تمام لوگوں نے ہاتھوں کو بڑھا دیا اور ہر ایک کہنے لگا میں لوں گا میں لوں گا (ویقول انا انا) پھر آپ نے فرمایا: مَنْ یَاْخُذُ بِحَقِّہِ۔ اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟ تب سارے لوگ پیچھے ہٹ گئے (کیونکہ احد کے دن کی لڑائی بہت مشکل تھی) حضرت سماک بن خرشہ نے عرض کیا: اَنَا اُخْذُہُ بِحَقِّہِ۔ میں اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کروں گا۔ راوی کہتے ہیں: فَآخَذَہُ فَقَلَقَ بِہِ هَامَ الْمَشْرِکِیْنَ۔ انہوں نے تلوار لی اور مشرکین کی کھوپڑیوں کو اس سے خوب کاٹا۔ (۶۳۵۳)

- * حضرت جابر کے والد پہ فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کیے رکھا۔ (۶۳۵۴)
- * ایک صحابی کی جرات اور اس کی شہادت پہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا: هَذَا مِنِّیْ وَآنَا مِنْہُ۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں یعنی یہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے اس کی لاش کو اٹھا کر قبر میں رکھا۔ (۶۳۵۸)
- * حضرت ابوذر غفاری کا اسلام قبول کرنا اور ان کی فضیلت۔ (۶۳۵۹)
- * اسلام قبول کرنے کے بعد حضور علیہ السلام نے جب بھی مجھے دیکھا ہنس کر دیکھا۔ (۶۳۶۳) ایک صحابی کا فرمان
- * سینے پہ ہاتھ مار کر فیض عطا فرمانا۔ (۶۳۶۶)
- * ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل (۶۳۶۸ تا ۶۳۷۱)
- * حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ رازدارانہ بات اپنی ماں کو بھی نہ بتائی۔ (۶۳۷۷) یعنی پوچھنے کے باوجود۔

دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم نعت خوان

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مختلف مواقع پہ اپنے اشعار کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا تحفظ فرمایا۔ حضور علیہ السلام انہیں خود فرمایا کرتے:

اَجِبْ عَنِّی اَللّٰهُمَّ اَیَّدْہُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

اے حسان: میری طرف سے کافروں کو جواب دے اے اللہ روح القدس کے ساتھ اس کی مدد فرما۔ (۶۳۸۴)

اور کبھی حضرت حسان خود حضور علیہ السلام سے اجازت طلب کر کے کافروں کا منہ بند کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے مسروق نے عرض کیا کہ آپ حسان کو اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہیں حالانکہ وہ آپ پر تہمت لگائے والوں میں شامل تھے (اور ان کو سزا بھی مل چکی) تو حضرت عائشہ نے فرمایا: اس لیے کہ کان ینافعہ اویہا جی عن رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا تحفظ کیا کرتا تھا۔ (ملخصاً ۶۳۹۱) آپ فرماتی ہیں: حضرت حسان نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں۔ ابوسفیان (حارث بن عبدالمطلب جو آپ کی ہجو کرتا ہے) میں بھی اس کے بارے میں کچھ کہوں (حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرا اور اس کا نسب ایک ہے) یہ کیسے ہوگا کہ جب تو اس کے نسب کے بارے میں کچھ کہے گا تو اس کی ہجو کے ساتھ میری ہجو نہ ہو؟) حضرت حسان نے عرض کیا: وَالَّذِیْ اَکْرَمَکَ لَا سُلْتَنَکَ مِنْہُمْ کَمَا تُسَلُّ السَّعْرَةُ مِنَ الْخَوْبِرِ۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے میں آپ کو ایسے جدا کروں گا جس طرح آٹے سے بال کو جدا کیا جاتا ہے پھر حضرت حسان نے یہ اشعار کہے۔

وَإِنْ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ بَنُو بَنَاتٍ مَخْزُومٍ وَوَالِدُكَ الْعَبْدُ
وَمَنْ وَلَدَتْ أَبْنَاءَ زُهْرَةٍ مِنْهُمْ کِرَامٌ وَلَمْ يَقْرَبْ عَجَائِزُكَ الْمَجْدُ

یعنی بزرگی اور شرافت ہاشم کی اولاد میں بنت مخزوم کی اولاد کو حاصل ہے (اور بنت مخزوم فاطمہ بنت عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم تھیں جو ماں تھیں حضرت عبداللہ اور زبیر اور ابوطالب کی) اور تیرا باپ تو غلام تھا (کیونکہ حارث کی ماں سمیہ بنت مویہ تھی اور مویہ غلام تھا۔ بنی عبدمناف کا اور ابوسفیان کی ماں بھی لونڈی تھی۔ پھر کہتا ہے) اور شریف وہ ہیں جو زہرہ کی اولاد ہے۔ بنی ہاشم میں سے (اور زہرہ سے مراد ہالہ بنت وہب بن عبدمناف ہے۔ حمزہ اور صفیہ کی ماں) اور تیری بڑھیوں کے پاس شرافت پھٹکی بھی نہیں۔

صحیح مسلم میں شان رسالت کے سلسلہ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار لکھنے سے پہلے ایک حدیث کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔
حضرت حسان کو پیشل بلایا گیا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہجو کرو قریش کی کیونکہ ہجو ان کو زیادہ ناگوار ہے تیروں کی بو چھاڑ سے۔ پھر آپ نے ایک شخص کو بھیجا ابن رواحہ کے پاس اور فرمایا ہجو کر قریش کی۔ اس نے ہجو کی لیکن آپ کو پسند نہ آئی۔ پھر کعب بن مالک کے پاس بندہ بھیجا پھر حسان بن ثابت کے پاس بھیجا۔ (یعنی فرمایا: بلاؤ میرے حسان کو وہی ان کا دماغ ٹھیک کرے گا) جب حسان آپ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: آ گیا وہ وقت کہ آپ نے بلا بھیجا اس شیر کو جو اپنی دم سے مارتا ہے (یعنی زبان سے لوگوں کو قتل کرتا ہے) گویا میدان فصاحت اور شعر گوئی کے شیر (ہیں) پھر اپنی زبان باہر نکالی اور اس کو ہلانے لگے اور عرض کیا قسم اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ ڈالوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حسان جلدی مت

کیونکہ ابو بکر قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں اور میرا بھی نسب قریش ہی میں ہے تو وہ میرا نسب تجھے علیحدہ کر دیں گے۔ پھر سان ابو بکر کے پاس آئے۔ بعد اس کے لوٹے اور عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر نے آپ کا نسب مجھ سے بیان کر دیا۔ قسم اس کی میں نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا۔ میں آپ کو قریش میں سے ایسے نکال لوں گا جیسے بال آٹے میں سے نکال لیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے حضرت حسان سے کہ روح القدس ہمیشہ تیری مدد کرتے رہیں گے جب تک تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جواب دیتا رہے گا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے حضور علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ”هَجَاهُمْ حَسَانٌ فَشَفَا وَاشْتَفَى“۔ حسان نے قریش کی ہجو کر کے مومنین کے دلوں کو شفا دی اور کافروں کی عزت کو خاک میں ملا دیا (۶۳۹۵) (اشعار بمعہ ترجمہ اس طرح ہیں)

حضرت حسان بن ثابت کے اشعار

- | | |
|--|--|
| ۱- هَجُوتَ مُحَمَّدًا فَاجَبْتُ عَنْهُ | وَعِنْدَ اللَّهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ |
| ۲- هَجُوتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا | رَسُولَ اللَّهِ شَيْئَتُهُ الْوَفَاءُ |
| ۳- فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَتِي وَ عِرْضِي | لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وَقَاءُ |
| ۴- تَكَلَّمْتُ بُنَيْتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا | تُثِيرُ النَّقَمَ غَايَتَهَا كَدَاءُ |
| ۵- يُبَارِينَ إِلَّا عِنَّةَ مُصْعَدَاتٍ | عَلَى اكْتَاْفِهَا الْأَسْلُ الظَّمَاءُ |
| ۶- تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَبَطِّرَاتٍ | تُلَطِّهْنَ بِالْخُبْرِ النِّسَاءُ |
| ۷- فَإِنْ أَعْرَضْتُمْ عَنَّا اعْتَبَرْنَا | وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغَطَاءُ |
| ۸- وَإِلَّا فَاصْبِرُوا لِضَرَابِ يَوْمٍ | يُعِزُّ اللَّهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ |
| ۹- وَقَالَ اللَّهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا | يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خِفَاءُ |
| ۱۰- وَقَالَ اللَّهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا | هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا الْإِلْقَاءُ |
| ۱۱- لَنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعَدٍ | سِبَابٍ أَوْ قِتَالٍ أَوْ هِجَاءٍ |
| ۱۲- فَمَنْ يَهْجُوا رَسُولَ اللَّهِ مِنْكُمْ | وَيَبْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ |
| ۱۳- وَجَبْرِيلُ رَسُولُ اللَّهِ فِينَا | وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ |

(۱) تو نے برائی کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پس میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا۔

(۲) تو نے برائی کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نیک ہیں پر ہیزگار ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وفاداری ان کی خصلت ہے۔

(۳) میرے ماں اور باپ اور میری آبرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو بچانے کے لئے ڈھال ہیں۔

(۴) میں اپنی جان کو کھوؤں اگر تم نہ دیکھو اس کو کہ اڑا دے گا غبار کو کدواں کے دونوں جانب سے (کدواں ایک گھاٹی ہے مکہ کے

دروازہ پر

(۵) ایسی اونٹنیاں جو باگوں پر زور کریں گی اپنی قوت اور طاقت سے اوپر چڑھتی ہوئیں ان کے مونڈھوں پر وہ برجھے ہیں باریک ہیں یا خون کی پیاسی ہیں۔

(۶) اور ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے ان کے منہ عورتیں پونچھتی ہیں اپنے سر بندھن سے۔

(۷) اگر تم ہم سے نہ بولو تو ہم عمرہ کر لیں گے اور فتح ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا۔

(۸) نہیں تو صبر کرو اس دن کی مار کے لئے جس دن اللہ تعالیٰ عزت دے گا جس کو چاہے گا۔

(۹) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ایک بندہ بھیجا جو سچ کہتا ہے اس کی بات میں کچھ شبہ نہیں۔

(۱۰) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ایک لشکر تیار کیا وہ انصار کا لشکر ہے جن کا کھیل کافروں سے مقابلہ کرنا ہے۔

(۱۱) ہم تو ہر روز ایک نہ ایک تیاری میں ہیں گالی گلوچ ہے کافروں سے یا لڑائی ہے یا ہجو ہے کافروں کی۔

(۱۲) جو کوئی تم میں جھوکرے اللہ کے رسول کی اور ان کی تعریف کمرے یا مدد کرے وہ سب برابر ہیں۔

(۱۳) جبرائیل علیہ السلام اللہ کے رسول ہم میں ہیں اور وہ روح القدس ہیں جن کا کوئی مثل نہیں۔

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لئے حضور علیہ السلام کی دعا کا ایمان افروز واقعہ (۶۳۹۶) اور ان کے

حافظے کا علاج (۶۳۹۷)

* حاطب بن ابی بلتعہ کے اہل مکہ کو خط بھیجنے کا واقعہ اور حضور علیہ السلام کا علم غیب (۶۴۰۱)

حضور ﷺ کا تبرک لینے کے لئے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بے تابی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصدِ پانی میں تھوکا اس میں ہاتھ منہ دھویا اور حضرت بلال اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کو فرمایا
إِشْرَبَا مِنْهُ وَافْرِغَا عَلَيَّ وَجُوهَكُمَا وَنُحُورَكُمَا وَآبْشِرَا۔ اس میں سے پی لو اپنے منہ اور سینوں پہ ڈال لو اور خوش ہو جاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یہ منظر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر ذرے کے پیچھے چھپ کر دیکھ رہی تھیں پکاراٹھیں
أَفْضَلًا لِّأَمِّكُمَا مِنِّي إِنَاءٌ كُفَا فَأَفْضَلًا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةٌ۔ اپنی ماں کے لئے بھی کچھ بچانا چنانچہ انہوں نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بھی پیش کیا۔ (۶۴۰۵)

* اشعری قبیلہ کے لوگوں کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فَهُمْ مِثْنِي وَأَنَا مِنْهُمْ۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (۶۴۰۷)

* حضرت ابوسفیان نے تین گزارشات کیں جو قبول ہوئیں۔ (۶۴۰۹)

اس حدیث پہ ایک اشکال اور اس کا جواب (نووی حاشیہ مسلم ص ۳۰۴)

اسی تناظر میں دیکھئے حدیث نمبر ۶۴۱۲۔

* انصار کے بچوں اور عورتوں کو شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھ کر حضور علیہ السلام کا خوشی سے کھڑے ہونا اور مانا: تم مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو۔ (۶۴۱۷)

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے گھروں میں سے بہترین گھروں کو شمار کرتے ہوئے پہلے نمبر پر بنی بخار کا پھر بنی عبداللہ الفضل کا پھر حارث بن خزرج کا اور پھر بنی ساعدہ کا ذکر فرمایا اور آخر میں فرمایا: انصار کے ایک گھر میں بہتری ہے۔ یہ ارشاد من کر حضرت سعد بن عبادہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ہم آخر یہ ہیں۔ لوگوں نے کہا بیٹھ جا کیا تو اس بات پہ راضی نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام نے تیرا گھر انہ چاروں میں رکھا چنانچہ وہ بیٹھ گئے اور چپ ہو گئے۔ (۶۴۲۷)

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

* صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین کی برکت سے فتح و کامیابی ملے گی۔ (۶۴۶۷)

☆ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۔

لوگوں میں سے بہترین میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ جو ان کے نزدیک ہیں پھر وہ جو ان کے نزدیک ہیں یعنی صحابہ تابعین اور تبع تابعین۔ (۶۴۷۲)

* مونا پے کی مذمت پر حدیث يُحِبُّونَ السَّيَّانَةَ (۷۳-۶۴۷۵)

سوسال تک تم میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا

* سوسال کے بعد اس وقت زمین پہ موجود لوگوں میں سے کوئی نہ ہوگا۔ (۶۴۷۹ تا ۶۴۸۶) علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح نکلے اور ایسا ہی ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اس تاریخ سے سو برس کے بعد کوئی نہ رہا۔ سب سے آخری صحابی ابوالطفیل تھے وہ بھی بقول صحیح ۱۱۰ھ میں گزرے۔ (شرح نووی ص ۱۹۰ ج ۶)

نووی میں ہے کہ خضر علیہ السلام اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ جمہور کے نزدیک وہ زندہ ہیں اور وہ دریا والوں میں ہیں نہ کہ زمین والوں میں (اسی طرح جنوں میں سے بھی حضور علیہ السلام کو دیکھنے والے اس وقت تک زندہ ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں) (حاشیہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۰)

* حضرت اویس قرنی کی فضیلت (۶۴۹۰ تا ۶۴۹۲) (حضرت اویس کے جسم پہ برس کا داغ ہوگا حضور علیہ السلام نے اس کی بھی خبر دی)

* مصر میں دو شخص ایک اینٹ کے برابر جگہ لینے کے لئے لڑیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ (۶۴۹۴)

* حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان اور ان کی والدہ کی جرات و بہادری۔ (۶۴۹۶) (نفس کو سلام

کہنا اور اس کو خطاب کرنا)

* لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثَّرِيَا..... (۶۴۹۷) اگر دین ثریا ستاروں کے پاس بھی ہوتا تو اہل فارس میں سے شخص اس کو لے لیتا۔ اگلی حدیث میں دین کی بجائے ایمان کا لفظ ہے اور رجل کی بجائے رجال ہے۔ (۶۴۹۸)

* سو آدمیوں میں سے کوئی ایک دیندار ہوگا۔ (۶۴۹۹)

* باپ کی قسم جو عاداتاً غیر ارادی طور پہ اٹھالی جائے کا ثبوت (۶۵۰۲)

* جرتج اور اس کی ماں کا ذکر (۹-۶۵۰۸) (دودھ پیتا بچہ بول پڑا)

* حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ کے دوست کو اس قدر نوازا کہ اپنی سواری بھی دے دی اور اپنا عمار شریف بھی اپنے سر سے اتار کر اس کے سر پہ باندھ دیا (۶۵۱۵) (اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کے وصال کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے والدین کی رضا حاصل ہوتی ہے؟ یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے) نیکی اور گناہ کی جامع تعریف

حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ شریف میں پورا ایک سال رہا (اس دوران) میں نے حضور علیہ السلام سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطْلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ (۶۵۱۷)

نیکی تو اچھا اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور لوگوں کو اسی کے بارے میں علم ہونا تجھے اچھا معلوم نہ ہو۔

نیکی کی تمام اقسام صلہ رحمی ہو یا لطف و مہربانی، حسن صحبت ہو یا حسن معاشرت یہ سب حسن خلق میں آ جاتی ہیں اور گناہ اس سے زیادہ جامع تعریف ہو ہی نہیں سکتی جو صاحب جامع الکلم نے بیان فرمادی۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وزوں سے حل نہ ہوا

وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

ہمیں کیسا مسلمان ہونا چاہیے؟

لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَحْسَبُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا

تَنَاجَشُوا) وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ (۶۵۲۶)

یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ایک نیک سیرت مسلمان بننے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے ہی خوبصورت الفاظ میں ہدایات جاری فرمائی ہیں یقیناً انہی چند الفاظ پہ ہی عمل کر لیا جائے تو انسان کی دنیا و آخرت سنو سکتی ہے ترجمہ ملاحظہ ہو۔ (اگرچہ ترجمے کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔) آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نہ دشمنی رکھو نہ حسد کرو نہ دوری پیدا کرو (نہ قطع تعلقی کرو نہ ایک دوسرے کی بات پہ کان لگاؤ نہ ایک دوسرے کی ٹوہ میں رہو نہ دنیا کے معاملے میں ایک دوسرے پہ رشک کرو نہ ایک دوسرے کا کام خراب کرو) اور اللہ کے بندے ہو کر بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے

حلال نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے اوپر ہون جائیں اور وہ آپس میں سلام و کلام ہی نہ کریں۔ ایک حدیث میں ہے یلتقیان فیعرض هذا و یعرض هذا۔ آپس میں ملاقات ہو یہ ادھر منہ پھیر لے اور وہ ادھر منہ پھیر لے۔ وخیر ہما الذی یبدأ بالسلام۔ ان دونوں میں سے اچھا وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (۶۵۳۲) (اور اگر ایک دوسرے سے فضل و مال یا حسن و جمال میں بڑھ کو ہو اس لیے نہیں بولتے ہو تو یاد رکھو) إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ (۶۵۳۳)

اللہ تعالیٰ تمہارے حسن و جمال اور فضل و مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے قلوب و اعمال کو دیکھتا ہے۔

ایک حدیث میں بدگمانی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا: الظَّنُّ الْكَذِبُ الْحَدِيثُ۔ بدگمانی بڑا جھوٹ ہے۔ قرآن پاک میں ہے: إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ۔ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْزُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هُنَا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پہ ظلم کرے نہ اس کو ذلیل کرے نہ حقیر جانے (اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے (یعنی صرف ظاہری اچھے اعمال سے بھی بندہ متقی نہیں بنتا جب تک سینہ صاف نہ ہو)

فرمایا: آدمی (کی تباہی کے لئے) اتنی برائی بھی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے ایک مسلمان کا خون مال اور عزت دوسرے مسلمان پہ حرام ہے۔ (۶۵۳۱)

مزید فرمایا: دو مسلمان جن میں (بغیر شرعی عذر کے) رنجش ہو جب تک وہ رنجش ختم نہ کریں ان کی مغفرت نہیں ہوتی۔ (۶۵۳۷) بخاری شریف کی معروف حدیث ہے جس میں مسلمان کی تعریف ہی ان لفظوں سے فرمائی گئی۔ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔ مسلمان ہوتا ہی وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔ کاش اس دور کے مسلمان صرف اس مختصر سی حدیث پہ ہی عمل کر لیں تا کہ معاشرے میں جو دوزخ کی آگ لگی ہوئی ہے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون سے کھیل رہا ہے اس ”کھیل“ کا خاتمہ ہو اور جنت کی ہوائیں چلنا شروع ہو جائیں۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

* اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے سے قیامت کے دن اللہ کی رحمت کا سایہ نصیب ہوگا۔ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي۔ جس دن اس کی رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۶۵۳۸)

* جو اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کو بغیر لالچ اور بغیر احسان کا بدلہ چکانے کے لئے جائے وہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ (۶۵۳۹)

* بیمار پرسی کرنے والا واپس آنے تک جنت کے باغ میں رہتا ہے۔ (۶۵۵۱)

* قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں بیمار بھوکا اور پیاسا تھا تو نے مجھے پوچھا، کھلایا، پلایا نہیں۔ (۶۵۵۶)

* حضور علیہ السلام پہ بیماری کی شدت بہت زیادہ تھی۔ (۵۸-۶۵۵۷) اور بیماری سے گناہوں کا معاف ہونا۔

یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے

حضرت اسود بیان کرتے ہیں کہ قریش کے چند لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپ منیٰ میں تھیں وہ لوگ ہنس رہے تھے آپ نے ان سے ہنسنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا: فلاں شخص خیمہ کی طناب پہ گرا ہے بڑی مشکل سے اس کی گردن یا آنکھ بچی۔ آپ نے فرمایا: مت ہنسو (کیونکہ یہ ہنسنے والی بات نہیں ہے) میں نے خود حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كُتِبَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَمُحِيتُ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ (۶۵۶۱)

کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ اس کو ایک کانٹا بھی چبھے یا اس سے بھی (کم یا) زیادہ تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بھی بلند فرماتا ہے اور اس کا گناہ بھی مٹا دیتا ہے۔

ایک حدیث میں حَتَّى النُّكْبَةِ يُنْكَبُهَا کے الفاظ آتے ہیں کہ اس کو ٹھوکر بھی لگے تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

* بخار گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کا زنگ دور کرتی ہے۔ (۶۵۶۹)

* حدیث قدسی جس میں دس مرتبہ یا عبادی کا لفظ آیا (۶۵۷۲) (اس حدیث کو ہم نے اپنی کتاب الباقیات الصالحات میں بمعہ تشریح لکھ دیا ہے)

* مفلس کون ہے؟ (۶۵۷۹)

* اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم (۶۵۸۲)

صرف اور صرف اللہ مدد کا نعرہ

* اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبَنِيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا۔ ایک مومن دوسرے کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا بعض حصہ دوسرے بعض کو مضبوط کرتا ہے یعنی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے رہتی ہے (اسی طرح ایک مومن کو لازم ہے کہ دوسرے مومن کا مددگار رہے) (ترجمہ وحید الزمان شرح نووی ج ۶ ص ۲۲۱) (پھر غیر اللہ کی مدد شرک تو نہ ہوگی) حاشیہ میں مزید لکھتے ہیں ”ہر ایک مومن کو لازم ہے کہ دوسرے مومن کا مددگار رہے“ گو وہ مومن کتنا ہی دور ہو اور دوسرے ملک میں رہتا ہو“ مگر جہاں تک ہو سکے اس کی مدد کرنا چاہیے (لہذا دور سے مدد ثابت ہوگئی) خصوصاً اس حالت میں جب کافر اس کو ستائیں تو ایک مومن کے لئے تمام دنیا کے مومنوں کو لڑنا چاہئے۔ اب کہاں گیا وہ نعرہ جس کے سٹکر چھپوا کر لاکھوں روپیہ الگ برباد کیا جاتا ہے اور اہل سنت پر کفر و شرک کے فتوے الگ داغے جاتے ہیں۔ ”صرف اور صرف اللہ مدد باقی سب شرک و بدعت“

بتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادُّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالشَّهْرِ وَالْحُمَى (۶۵۸۶)

اہل ایمان کی مثال ان کی دوستی، رحم و کرم اور شفقت میں ایک بدن کی طرح ہے (گویا تمام اہل ایمان ایک جسم کی طرح ہیں) جس طرح پورے جسم کے کسی ایک عضو کو کوئی درد وغیرہ پہنچے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے نیند نہیں آتی یا بخار ہو جاتا ہے (اسی طرح ایک مومن کو تکلیف پہنچے تو تمام دنیا کے مسلمان بے چین و بے قرار ہو جاتے ہیں) کسی نے کیا خوب کہا۔

اخوت اس کو کہتے ہیں جیسے کانٹا جو کابل میں تو ہندوستان کا ہر پیرو جواں بے تاب ہو جائے جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو اس کا اظہار آنکھ کے آنسوؤں سے ہوتا ہے تو جب آنکھ پورے جسم کی اس قدر ہمدرد ہے تو اللہ کو اپنی مخلوق کے ساتھ اور نبی علیہ السلام کو اپنی امت کے ساتھ کس قدر ہمدردی ہوگی؟

بتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ * صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، معاف کرنے سے عزت بڑھ جاتی ہے اور عاجزی کرنے والا سر بلند کر دیا جاتا ہے۔

(۶۵۹۲)

غیبت اور بہتان میں کیا فرق ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اَتَدْرُونَ مَا الْغَيْبَةُ؟ کیا تم جانتے ہو غیبت (مغلخو زی) کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا: ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ۔ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے کہ اگر وہ سامنے ہوتا تو اس کو برا لگتا۔ لوگوں نے عرض کیا: اگرچہ ہمارے بھائی میں وہ عیب موجود ہو؟ فرمایا: تبھی تو غیبت ہے۔ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهْتَةٌ اور اگر وہ عیب اس میں ہے ہی نہیں پھر تو بہتان و افتراء ہے۔ (۶۵۹۳)

غیبت کے جواز کی صورتیں

نووی فرماتے ہیں: تباح الغيبة لغرض شرعي وذلك لستة اسباب۔ کسی شرعی غرض سے غیبت جائز ہے اور اس کے چھ اسباب ہیں۔

۱- التظلم فيجوز للمظلوم ان يتظلم الى السلطان والقاضي و غيرهما ممن له ولاية او قدرة

على انصافه من ظالمه فيقول ظلمي فلان او فعل بي كذا مظلوم

کا بادشاہ یا قاضی یا ان کے علاوہ کسی باختیار کے سامنے غیبت کرنا یعنی یہ بیان کرنا کہ مجھ پر یہ ظلم کیا گیا ہے۔

۲- الاستغاثة على تغيير النكر ورد المعاصي الى الصواب فيقول لن يرجو قدرته فلان يعمل

کذا فاجره عنه ونحو ذلك

کسی گناہ اور خلاف شرع کام کو مٹانے کے لئے دوسرے سے فریاد کرنا اور جس کو قدرت ہے اس سے کہنا کہ فلاں شخص ایسا کام کرتا ہے اس کو اس سے باز رکھو۔

۳- الاستفتاء یان یقول للمفتی ظلمنی فلان او ابی او اخى او زوجی بكذا فهل له ذلك وماطر یقی فی الخلاص منه ودفع ظلمه عنی ونحو ذلك فهذا جائز للحاجة والاجودان یقول فی رجل او زوج او والد او ولد کان من امره كذا ومع ذلك فالتعین جائز لحديث هند و قولها ان اباسفیان رجل شحیح۔

فتویٰ لینے کے لئے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے یا فرضی نام بیان کرے لیکن نام بیان کرنا بھی درست ہے کیونکہ ہندہ نے اپنے خاوند ابوسفیان کا نام لے کر نبی کریم علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تھا کہ وہ بخیل ہے۔

۴- تحذیر المسلمین من الشر و ذلك من وجوه منها جرح المجر و حین من الرواة والشهود والمصنفین و ذلك جائز بالاجماع بل واجب صونا للشریعة ومنها الاخبار یعبه عند المشاورة فی مواصله و منها اذا رایت من یشتری شیئا معیبا او عبدا سارقا او زانیاً او شاربا او نحو ذلك تذکره للمشتري اذا لم یعلیه نصیحة لا بقصد الایذاء والافساد و منها اذا رایت متفقها یتربدالی فاسق او مبتدع یاخذ عنه علما و خفت علیه ضرره فعلیک نصیحة بیان حاله قاصد انصیحة و منها ان یكون له ولاية لا یقوم بها علی وجهها لعدم اهلیة او لفسقة فیذکره لمن له علیه ولاية یتدل به علی حاله فلا یغتر به او یلزمه الاستقامة۔

مسلمانوں کو شر سے بچانے کے لئے جیسے حدیث کے راویوں اور گواہوں کی جرح اور مصنفین کی اور یہ جائز ہے بالاجماع بلکہ واجب ہے حفظ شریعت کے لئے۔ اسی طرح نکاح کے مشورے میں عیب بیان کرنا یا کوئی شخص کوئی چیز عیب دار مول لے رہا ہو یا چور غلام یا زانی غلام خرید کر رہا ہو تو مشتری کی خیر خواہی کے لئے نہ دوسرے کی ایذاء و فساد کی نیت سے اس کا عیب بیان کر دینا اور اسی میں داخل ہے۔ کسی عہدہ دار اور صاحب حکومت کا عیب بیان کرنا حاکم اعلیٰ کے سامنے تاکہ وہ دھوکہ نہ کھائے۔

۵- ان یكون مجاهر الفسقه او بدعته كالخمر ومصادرة الناس وجباة المکوس و تولی الامور الباطلة فیجوز ذکره بما یجاءه ریه ولا یجوز بغيره الاسباب آخر۔

یہ کہ وہ شخص علانیہ فسق کرتا ہو جیسے علانیہ شراب پیتا ہو یا بدعت کرتا ہو لوگوں سے جرمانہ لیتا ہو ظلم کرتا ہو تو جو بات علانیہ کرتا ہو اس کو بیان کر دینا نہ اور باتوں کو۔

۶- التعریف فاذا کان معروفا بلقب كالاعمش والاعرج والازرق والقصیر والاعمی والاقطع و نحوها جاز تعریفه و یحرم ذکره به تنقضا ولو امکن التعریف بغيره کان اولی واللہ اعلم

یہ کہ وہ مشہور ہو گیا ہو کسی لقب سے مثلاً اعمش اعرج ازرق قیصر اعمی وغیرہ سے تو بغرض اس کا لقب بیان کرنا درست ہے نہ بغرض تو ہیں اور جو اور طرح سے تعریف کرے تو بہتر ہے۔ (حاشیہ مسلم ص ۳۲۲ ج ۲)

* شریر کے شر سے بچنے کے لئے بظاہر اس کی مدارات کرنا جائز ہے اور یہ مدد اہنت فی الدین نہیں۔ (۶۵۹۷)

* جو زنی سے محروم ہے وہ بھلائی سے محروم ہے۔ (۶۵۹۸)

* ایک عورت نے اپنی اونٹنی کو لعنتی کہا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا (اگر یہ) لعنتی ہے تو اس سے سامان اتار لو اور اس کو چھوڑ دو پھر وہ اونٹنی مرتے دم تک آزاد پھرتی رہے کوئی بھی اس سے تعرض نہ کرتا (حالانکہ آپ نے زجر افرمایا تھا تا کہ لوگ جانوروں پر لعنت نہ کریں) (۶۶۰۴)

میں باعث زحمت نہیں بلکہ سرایا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں

* اِنِّی لَمْ اُبْعَثْ لَعَنًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً۔ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو سرایا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں (۶۶۱۳) (سرکار نے فرمایا: میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ میں بتقاضائے بشریت جس پر بددعا یا لعنت کروں اسکو بھی اجر سے نواز) (کر بددعا اور لعنت کو رحمت بنا) دینا (۶۶۱۴) اسی تناظر میں حضرت معاویہ کے بارے میں حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کو دیکھا جائے۔ لَا اَشْبِعُ اللّٰهَ بَطْنَهٗ۔ اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو نہ بھرے۔ (۶۶۲۸) یہی وجہ سے بعض نے اس حدیث کو امیر معاویہ کے مناقب میں بیان کیا ہے۔ (نوی علی السلم ص ۳۲۵ ج ۲)

منافق دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہے

ان من شر الناس ذا الوجهين الذي يأتي هولاء بوجه وهولاء بوجه (۶۶۳۰) لوگوں میں سے بدترین وہ شخص (منافق) ہے جو دو منہ رکھتا ہو۔ ادھر ان کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے (کوئی بات کرتا ہے) اور ادھر ان کے پاس دوسرا منہ لے کر جاتا ہے۔ (اپنا پہلا بیان بدل لیتا ہے) اس کو چالاکی اور ذہانت سمجھنا یا ہنر اور کمال جاننا پر لے درجے کی حماقت و خود فریبی ہے۔ ایسا شخص بے اعتبار ہو کر ذلیل ہو جاتا ہے اور معاشرے میں کوئی بھی اس کو منہ لگانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ مثل مشہور ہے ”دھوبی کا گدھانہ گھر کا نہ گھاٹ کا“ اور آخرت میں ایسے شخص کا کیا حال ہو گا یہ بات قرآن سے پوچھئے: ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار۔ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ایسوں کا ٹھکانہ ہو گا۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو ایسوں کو ڈگری دی ہے وہی کافی ہے: الا انهم هم المفسدون۔ الا انهم هم السفهاء۔ یہی فسادی ہیں یہی بے وقوف ہیں۔

* جھوٹ حرام ہے مگر تین مقامات پہ (بطور توریہ) اس کی اجازت ہے۔ (۱) جنگ میں (۲) دو مسلمانوں کی لڑائی میں صلح کراتے وقت (۳) میاں بیوی کا آپس میں معاملہ ہو تو ایک دوسرے کے سامنے۔ (۶۶۳۳)

* سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جھوٹ برائی کی طرف اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ بندہ سچ بول بول کر اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بول بول کر کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (۶۶۳۶)

* بے اولاد وہ ہے جس کے سامنے اس کا کوئی بیٹا فوت نہ ہوا ہو اور پہلوان وہ ہے جو غصے پہ قابو پالے۔ (۶۶۴۱)

* غصے کا علاج تعوذ میں ہے۔ (۶۶۴۶)

* انسان کے خالی پیٹ ہونے سے شیطان نے اس کی شہوت اور غصے کا اندازہ لگایا کہ اس کی وجہ سے یہ غصہ بھی کرے گا اور اس میں شہوت بھی ہوگی۔ (لہذا میرا دواؤ اس پر چل جائے گا) (۶۶۴۹)

* منہ پہ مارنے سے منع فرمایا گیا۔ (۶۶۵۴) فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْإِنَّمَّ عَلَى صُورَتِهِ۔ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی صورت پہ بنایا ہے۔ (ترجمہ وحید الزمان)

* مسلمان کو اسلحہ وغیرہ سے صرف ڈرانے پہ فرشتے ڈرانے والے پہ لعنت کرتے ہیں۔ (۶۶۶۶) (مسلمان سے لڑنا اور اس کو مارنا کس قدر گناہ کا باعث ہوگا)

معمولی کاموں پہ بخشش کی نوید جانفزا

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ایک عورت کا پیا سے کتے کو پانی پلانے پہ بخشا جانا آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں۔ اب اللہ کی رحمت و مغفرت کے مندرجہ ذیل نظارے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ایک شخص راستے میں جا رہا تھا تو اس نے ایک کانٹوں والی شاخ دیکھی اور اس کو راستے سے ہٹا دیا۔ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اس کو بخش دیا۔ (۶۶۶۹) (نووی فرماتے ہیں مسلمانوں کو ہر طرح کا فائدہ دینے کا یہی ثواب ہے۔ وفيہ التنبيه علی فضيلة كل مانفع المسلمين اوزال عنهم ضررا) (حاشیہ مسلم شریف ص ۳۲۸ ج ۲)

اس کے بعد والی حدیث میں ہے کہ اس شخص نے صرف ارادہ ہی کیا کہ

وَاللَّهِ لَأُنْحِيَنَّ هَذَا عَنِ الْمُسْلِمِينَ لَا يُؤْذِيهِمْ فَأَدْخَلَ الْجَنَّةَ

اللہ کی قسم! میں ضرور اس کو مسلمانوں کے راستے سے ہٹا دوں گا تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل فرما دیا۔ (۶۶۷۰)

حضرت ابو ہریرہ ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک درخت کو کاٹ دیا جو مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ۔ میں نے اس کو جنت میں مڑے اڑاتے ہوئے دیکھا۔ (۶۶۷۱) کر لے کوشش رب کی حمت ہے بڑی

تصویر کا دوسرا رخ

اور تصویر کا دوسرا رخ بھی سامنے رہے کہ ایک بلی کو بھوکا پیا سامارنے والی عورت دوزخ میں چلی گئی۔ (۶۶۷۵) تاہم کسی کو رب کی رحمت سے ناامید کرنا بذات خود اتنا بڑا جرم ہے کہ ایک شخص نے کہا: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اللہ نے

فرمایا: یہ کون ہوتا ہے جو قسم اٹھا کر ایسی بات کرتا ہے (جس سے میرا گناہ گار بندہ میری رحمت سے مایوس ہو) فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ۔ میں نے فلاں کو تو بخشش دیا ہے اور تیرے عمل (تیرے اس قول کی وجہ سے) ضائع کر دیئے ہیں۔ (۶۶۸۱) ایک حدیث شریف میں ہے (اپنے آپ کو بہتر سمجھ کر اور دوسروں کو حقیر جان کر) جب کوئی شخص یوں کہتا ہے هَلْكَ النَّاسُ۔ لوگ برباد ہو گئے۔ فَهُوَ أَهْلُكُهُمْ وہ خود (اپنی بڑائی بیان کر کے اور دوسروں کو حقیر جان کر) سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہوتا ہے۔ (۶۶۸۳) کیونکہ کئی لوگ ظاہر اُتبہ حال ہوتے ہیں لیکن اللہ کے ہاں وہ بہت مقبول ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

رَبُّ أَشْعَثَ مَذْخُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَأَهُ (۶۶۸۲)

بہت سارے لوگ پریشان حال، بکھرے بالوں والے اگر اللہ پہ بھروسہ کر کے کسی بات پہ قسم اٹھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا فرما دیتا ہے کیونکہ ان کا ظاہر اگرچہ بد حال و برباد ہوتا ہے مگر ان کے دل کی دنیا خوشحال و آباد ہوتی ہے اسی لیے کہا گیا۔

خاکساران جہاں راجھارت منگر توچہ دانی دریں گر دسوارے باشد

* مسلمان بھائی کو کشادہ پیشانی سے (مسکرا کر) ملنا بھی نیکی ہے۔ (۶۶۹۰)

* حضور علیہ السلام کے پاس لوگ حاجات لے کر آتے تھے۔ (۶۶۹۱) (آپ ان کی حاجات بھی پورے فرماتے اور اہل مجلس سے فرماتے سفارش کرو تا کہ انہیں بھی اچھی سفارش کرنے کا ثواب مل جائے۔) (مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا)

اچھی بری صحبت کی ایک عمدہ مثال

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ایسے ہے كَحَامِلِ الْمُسْكِ وَنَافِخِ الْكَيْسِ۔ جیسے کستوری بیچنے والا اور بھٹی دھونکنے والا یعنی کستوری بیچنے والا اچھے ساتھی کی مثال ہے۔ اِمَّا اَنْ يُحْذِيكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبًا۔ یا تو تجھے تحفہ دے دے گا یا تو اس سے خریدے گا ورنہ اچھی خوشبو تو پا ہی لے گا اور بھٹی دھونکنے والا اِمَّا اَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً۔ یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا پھر تجھے (اس کے پاس بیٹھ کر) بدبو تو آئے گی ہی۔ (۶۶۹۲)

حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کا کیا خوب ترجمہ فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

چنگے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں سودا بھاویں لیے نہ لیے ھلے اون ہزاراں
برے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں کپڑے بھاویں گنج کنج پیسے چنکاں پہن ہزاراں

* اپنی بیٹیوں کی پرورش پہ بھی ثواب ملتا ہے اور ایسا کہ اس پر جنت واجب اور دوزخ حرام ہوگئی۔ (۶۶۹۳)

* اولاد کے مرنے پہ والدین پہ جنت واجب اور دوزخ سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے۔ (۶۶۹۶ تا ۶۷۰۴)

* جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے زمین و آسمانوں میں اعلان کرواتا ہے۔ (۶۷۰۵)

* الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَةٌ۔ روحوں میں محبت تھی اسی لیے دنیا میں آ کر جسم بھی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

(۶۷۰۹)

جو جس کے ساتھ دنیا میں محبت کرے گا قیامت کو اسی کے ساتھ ہی ہوگا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک اعرابی دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر قیامت کے بارے میں پوچھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا: مَا أَعَدَدْتَ لَهَا؟ تو نے قیامت کی کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کیا: مَا أَعَدَدْتُ لَهَا مِنْ كَبِيرٍ أَحْمَدُ عَلَيْهِ نَفْسِي۔ قیامت کے لئے کوئی بڑی تیاری تو نہیں کر سکا جس پر اپنی تعریف کروں۔ ایک روایت میں ہے اس نے باقاعدہ نام لے کر کہا کہ نہ زیادہ نمازیں ہیں نہ روزے نہ صدقات۔ ولکنی احب اللہ ورسولہ۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضرور کرتا ہوں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّبت۔ تو اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تو نے محبت کی۔ ایک روایت میں ہے باقاعدہ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَكِنَّا يَلْحَقُ بِهِمْ۔ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایک قوم کے ساتھ محبت تو کرتا ہے مگر (اعمال کے اعتبار سے) اس جماعت کے ساتھ ملا نہیں تو سرکار نے فرمایا: الْبَرَاءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ بندہ اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا تھا۔ حضرت انس فرماتے ہیں: فَمَا فَرَحْنَا بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحًا أَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..... ہمیں اسلام لانے کے بعد کبھی اتنی خوشی نہ ہوئی جتنی کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان سن کر خوشی ہوئی کہ بندہ اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔ (پوچھا گیا کیوں؟) حضرت انس نے فرمایا: فَأَنَا أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَارْجُوا أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِأَعْيَانِهِمْ۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ رسول پاک اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں (لہذا قیامت کو انہی کے ساتھ ہوں گا تو پھر خوشی کیوں نہ ہوں) اگرچہ میرے اعمال ان کی طرح کے نہیں۔ (حدیث ۶۷۱۰ تا ۶۷۱۸ تک کا خلاصہ)

نیک لوگوں کے ساتھ محبت کا فائدہ

نووی فرماتے ہیں: فیہ فضل حب اللہ ورسولہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّالِحِينَ وَاهْل الْخَيْرِ الْآحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ..... اس میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک اور نیک لوگوں کے ساتھ محبت کرنے کی فضیلت ہے چاہے وہ نیک لوگ زندہ ہوں یا فوت شدہ (وحید الزمان صاحب نے نیک لوگوں کے ساتھ محبت کی فضیلت کی بات کو یوں گول فرما دیا ہے کہ ترجمہ میں نووی کی عبارت کے پہلے حصے کا ذکر ہی نہیں ہے جو ہم نے اوپر لکھ دی ہے) اور نووی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم علیہ السلام کی بہترین محبت تو یہ ہے کہ ان کے ادا مروا ہی پہ کار بند رہے اور آداب شریعت کا لحاظ کرے جبکہ یہ بات

صالحین کے ساتھ محبت کرنے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ان کے سے عمل بھی کرے کیونکہ حدیث میں خود اس کی صراحت موجود ہے۔ ولہذا یلحق بہم..... اور اگر ان جیسے اعمال کی شرط لگادی جائے تو پھر تو انہی کی طرح ہو جائے گا حالانکہ وہ تو ان کے ساتھ صرف محبت کی بات کر رہا ہے۔

گرچہ ناپاکم ولیکن دل بہ پا کاں بستہ ام

اور کسی نے بڑا اچھا شعر کہا ہے۔

أَحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللَّهَ يَرْزُقُنِي صَلاَحًا

میں نیکوں سے محبت تو کرتا ہوں اگرچہ خود نیک نہیں ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ (ان کا صدقہ) مجھے بھی نیک بنا دے گا۔
تو جب نیکوں کی محبت یہ ہے تو سیدالابرار کی محبت کا مقام کیا ہوگا۔ یقیناً

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

محمد کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی

ہست حب رحمۃ للعالمین

مغز قرآن جانِ ایمان روح دیں

حوالے

* جس کی نیکی پہ دنیا میں تعریف ہو اس کے اجر و ثواب میں کمی نہیں ہوگی بلکہ یہ مومن کے لئے بالفعل خوشخبری ہے کہ اس کی نیکی قبول ہوگئی ہے۔ (۶۷۲۱) (اس کے بعد کتاب القدر یعنی تقدیر کے بارے میں احادیث ہیں)

* آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا مکالمہ۔ (۴۵-۴۴-۴۳-۴۲-۶۷۴۲)

* مخلوق کی تقدیر کو زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھا گیا۔ (۶۷۵۰)

* دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔

یصرفہ کیف یشاء۔ انہیں پھیرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔ (۶۷۵۰)

* عاجزی اور دانائی بھی تقدیر سے ہے۔

انا کل شیء خلقنہ بقدر (۵۱-۶۷۵۲)

* آنکھ کان زبان اور نفس کا بھی زنا ہوتا ہے۔ (۵۲-۶۷۵۳)

* مامن مولود الایولد علی الفطرۃ..... ہر بچہ ایک فطرت پہ پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی

عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ (۶۷۵۵)

* بندر اور سور بننے والی قوموں کی نسل نہیں چلی۔ (۷۱-۶۷۷۰)

* تقدیر پر پختہ ایمان رکھو اگر مگر کرنا شیطان کے لئے راہ کھولنا ہے (کہ اگر ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا) ولکن قل قدرہ

اللہ وما شاء فعل۔ بلکہ یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا جو اس نے چاہا کیا۔ (۶۷۷۴) (اس کے کتاب العلم کی احادیث کا آغاز ہو رہا ہے)

* إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ۔

تمام لوگوں میں سے اللہ کے ہاں بہت برا وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہے۔ (۶۷۸۰)

یہود و نصاریٰ کی نقالی اور مسلمان

* اگر یہود و نصاریٰ گوہ کے سوراخ میں گھسیں گے تو تم بھی ایسا ہی کرو گے (کہ کوئی فائدہ تو ہوگا تبھی گھس رہا ہے)

(۶۷۸۱)

نوی فرماتے ہیں: وفي هذا معجزة ظاهرة لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقد وقع ما أخبرني صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حاشیہ صحیح مسلم ص ۳۳۹ ج ۲)

اس حدیث میں حضور علیہ السلام کا عظیم معجزہ ہے کہ جو آپ نے (آج سے چودہ سو سال پہلے) فرمایا: ہم کھلی آنکھوں سے اس کا ویسے ہی ہونا دیکھ رہے ہیں۔

عربی کا ایک لفظ بولنا پڑ جائے تو ہماری زبان نہیں ساتھ دیتی اور پنجابی بھی بول رہے ہوں تو آدھی انگریزی جھاڑ دیے ہیں۔ سکول و کالج میں جس نے اسلامیات و عربی پڑھانی ہے اس کے لئے میٹرک ایف یا انگریزی جاننا ضروری ہے حالانکہ اس نے تو اسلامیات پڑھانی ہے۔ انگریزی سے اس کا کیا کام لیکن جس نے انگلش پڑھانی ہے اس کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ چاہے اس کو پہلا کلمہ بھی نہ آئے جو زبان تمام زبانوں کی سردار ہے جو قرآن کی زبان ہے اہل جنت کی زبان ہے قبر و حشر میں بولی جانے والی زبان ہے اور محبوب خدا کی زبان ہے اس سے اس قدر بے اعتنائی اور یہود و نصاریٰ نے جس زبان کو اپنایا اس کے ساتھ اس قدر محبت کہ ایک عالم دین دو گھنٹے قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل تقریر کرے تو یہ معمول کی بات ہے دوسری طرف ایک برائے نام جدید تعلیم یافتہ نیم سافیشی نام نہاد علامہ اپنی تقریر میں دو جملے انگریزی کے بول دے تو صدائیں بلند ہوتی ہیں کہ بڑا پڑھا لکھا بندہ ہے۔ افسوس! اس قدر مرعوبیت؟

سر کے اندر دماغ انگریزی
جسم کا بال بال انگریزی
لہجہ صاحب سے اپنا مل جائے

طاق دل میں چراغ انگریزی
چال انگریزی ڈھال انگریزی
گلا چھلتا ہے اپنا تو چھل جائے

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

جس مسلمان کو خوبصورت بننے کے لئے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت نظر نہ آئے جو کہ خدا کے بھی محبوب ہیں اور ساری خدائی کے مطلوب بھی اور وہ انگریز کا روپ دھارنے چہرے کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجانے کی بجائے

حالانکہ اللہیۃ من نور اللہ۔ داڑھی اللہ کا نور ہے تو اس نور کو روزانہ اتار کر گندی نالی میں پھینک دے اس کا ایمان کتنا مضبوط ہوگا؟ بڑی آسانی کے ساتھ اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ولن ترضی عنک الیہود ولا النصری حتی تبتم ملتہم۔ یہود و نصاریٰ تم سے تبھی خوش ہوں گے کہ اسلام کو چھوڑ کر ان کا دین اپنالو۔

یہ تو نووی علیہ الرحمۃ نے اپنے زمانے کی بات کی ہے۔ آج ہماری حالت صرف مشابہت کی ہی نہیں رہی بلکہ ہم تو خواہ عوام ہوں یا حکمران پوری طرح یہود و نصاریٰ کی غلامی کر رہے ہیں۔ کھانا پینا رہن سہن شکل و صورت عادات و اطوار سب کچھ ان کے رنگ میں رنگا ہوا ہے جن کے ساتھ اللہ نے ہمیں دشمنی کرنے کا حکم دیا ہے ہم اپنی کم عقلی کی وجہ سے ان سے دوستی کرنے کو اپنی کامیابی قرار دے رہے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کی بجائے یہود و نصاریٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ٹکریں مار رہے ہیں۔ خدا ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے لیکن امریکہ ناراض نہ ہو اگر صرف اچھی باتوں میں (دنیوی اعتبار سے ہی سہی) ان کی مشابہت کرتے تو کوئی بات نہ تھی تاکہ کم از کم دنیوی طور پر تو ہمیں ان کی طرح ترقی اور شان و شوکت حاصل ہو جاتی۔ اگرچہ اس کام کے لئے بھی ہمیں ان کی طرف دیکھنے کی بجائے ہمیں اپنے شاندار ماضی سے روشنی حاصل کرنی چاہئے جبکہ مغرب ابھی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور اہل سلام بلندیوں پر فائز تھے اور یہ چیز ان کو قرآن و سنت پہ عمل صحابہ کرام کی روش کو اپنانے اور مدارس و مساجد کو آباد کرنے سے حاصل ہوئی۔ آج ہم اپنی اولاد کو دینی تعلیم دیتے ہوئے گھبراتے ہیں اور ضروری عقائد سکھاتے ہوئے شرماتے ہیں۔ لندن و امریکہ کا ویزہ مل جائے اگرچہ قادیانی بن کر ہی ملے تو ایمان کی دولت ہاتھ سے جاتی ہے تو سو بار جائے لیکن ڈالر اور پاؤنڈ ہاتھ میں آجائیں۔ پیسہ ہو خواہ کیسا ہو حلال کا ہو یا حرام کا اقبال نے انہی حالات کے لئے کہا تھا۔

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو

کیا یہ وہی امریکہ نہیں ہے؟

یہ وہی امریکہ ہے (جو آج پوری دنیا پہ حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے اور خاکم بدہن مسلمان حکمرانوں کی کمزوری کی وجہ سے وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوتا نظر آ رہا ہے) جو اپنے تجارتی بحری جہاز بحیرہ قلزم سے گزارنے کے لئے سالانہ چالیس ہزار ڈالر اور بیس ہزار عثمانی سکے خلافت عثمانیہ کو پیش کیا کرتا تھا حالانکہ یہ خلافت عثمانیہ کا بالکل آخری دور تھا جب وہ اپنے کمزور ترین دور تک پہنچ چکی تھی بلکہ یوں کہیں کہ وہ آخری سانس لے رہی تھی اور جب وہ اپنے عروج پہ تھی تو اہل اسلام کی اجتماعی قوت کا رعب و دبدبہ کیسا ہوگا۔ چنانچہ تاریخ کے اوراق الٹنے سے پتہ چلتا ہے کہ لندن کے ایک تھیٹر میں گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ایک ڈرامے کا اعلان ہو گیا اور دعوت نامے بھی تقسیم ہو گئے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک اضطراب کی کیفیت تھی۔ خلیفہ عبد المجید کو علم ہوا تو اس نے برطانوی سفیر کو طلب کر کے کہا: یہ دل آزار ڈرامہ نہیں ہونا چاہئے۔ سفیر نے معذرت خواہانہ

انداز میں کہا: ڈرامے کی ٹکٹیں اور پاس جاری کر دیئے گئے ہیں لہذا اب اس کا رکنا مشکل ہے۔ خلیفہ نے دوبارہ کہا تو سفیر پھر انکار کیا اور کہا جس شو کی ٹکٹیں فروخت ہو چکی ہیں اب اس کے بارے میں بعد میں ہی غور کیا جاسکتا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ چہرے پہ جلال و غضب کی سرخی چھا گئی اور اس نے نیام سے تلوار نکال کر برطانوی سفیر کے سامنے میز پہ رکھ دی اور کہا: اچھا اس بات کا فیصلہ کہ ڈراما ہوگا یا نہیں ہوگا یہ تلوار کرے گی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ڈرامے کا پہلا شو کرنے کی بھی کسی کو ہمت نہ ہو سکی (روزنامہ نوائے وقت ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۸ء براہ راست از اسرار بخاری)

اہل اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کا ایک خوفناک منصوبہ

آکسفورڈ ڈکشنری کے تازہ ایڈیشن میں دہشت گرد کا لفظ مسلمانوں کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے۔ یہ گستاخانہ جسارت ایک انجی ٹی وی کے مطابق آکسفورڈ ڈکشنری میں اس طرح سے کی گئی ہے کہ دہشت گرد شخص کی جگہ مسلمان تحریر کر دیا گیا ہے۔ ستم ظریفی دیکھیں کہ وہ آکسفورڈ ڈکشنری جسے پوری دنیا میں انگریزی لغت کے اعتبار سے قابل اعتبار اور وقار سمجھا جاتا ہے اور اس کے بڑے بڑے دفاتر اور نمائندے پاکستان میں براجمان ہیں آج اس قدر متعصب اور غیر یقینی ہو گئے ہیں کہ اس میں دہشت گرد کا معنی مسلمان لکھ دیا۔ کیسی عجیب بات ہے کہ برطانیہ نے محض اپنے مذہبی تعصب کی خاطر اپنی علمی روایت کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے۔ یہاں جو لوگ مغرب کی وکالت کرتے ہیں اور اسے مہذب ثابت کرنے پر زور لگاتے ہیں ان کے لیے یہ ایک مثال ہی کافی ہے کہ مغرب والے دہشت گردی کی جنگ کو کروسیڈ کہتے ہیں۔ جواب آں غزل تو یہی ہے کہ ہم بھی اپنی لغات میں دہشت گردی کو کروسیڈ لکھ دیں جس کا مقصد ہی مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کا پرانا اور نیا ایڈیشن رہتی دنیا تک اس برطانوی تعصب کو ظاہر کرتا رہے گا جو اس کے ہاں مسلمانوں کے خلاف موجود ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بار بار اسلام دشمنوں کو ہمارے سامنے بے پدہ کر رہا ہے مگر ہم ہنوز ان کے دامن سے چپکے ہوئے اپنوں کو برا اور غیروں کو اچھا کہتے ہیں۔ (اداریہ روزنامہ نوائے وقت ۱۷ نومبر ۲۰۰۸ء)

* علماء نہ رہیں گے لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے جو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (۶۷۹۶)

* مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے گا جب تک لوگ اس پہ عمل کرتے رہیں گے اس کو سب کے برابر ثواب ملتا رہے گا۔ (۶۸۰۰) (کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار کا آغاز ہو رہا ہے)

خدا بندے سے خود پوچھے.....

حدیث قدسی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي اتیتہ ہرولۃ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہی ہوتا ہوں..... بندہ میرے پاس چل کے آئے تو میں اس کے پاس (اپنی شان کے مطابق) دوڑ کر آتا ہوں۔ (۶۸۰۵)

* اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کو یاد کر لینے والا جنتی ہے۔ (۶۸۰۹-۱۰)

* اس طرح دعا مانگنا منع ہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے بلکہ پورے یقین سے دعا مانگی جائے۔

(۶۸۱۳)

* موت کی دعا مانگنے کی بجائے یوں کہو! اے اللہ! جب تک میرا زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب

میرا مرنا میرے لیے بہتر ہے مجھے موت دے دے۔ (۶۸۱۴)

* مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَائِهِ۔

جو اللہ سے ملنا چاہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا جاہتا ہے۔ (۶۸۱۹-۶۸۲۶)

* آخرت کے بدلے دنیا میں عذاب ملنے کی دعا نہ کرو۔ (۶۸۳۵)

* نیکوں کی مجلس کے پاس سے گزرنے والا بھی بخشا گیا۔

هُمْ الْقَوْمُ لَا يَشْفِي جَلِيسُهُمْ (۶۸۳۹)

* حضور علیہ السلام اکثر یہی دعا فرماتے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً..... (۶۸۴۰)

* کلمتان خفیفتان علی اللسان..... (۶۸۴۶)

(اس کی تشریح ہماری کتاب ”بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو“ کی آخری حدیث میں ملاحظہ ہو)

* حضور علیہ السلام نے انگلیاں بند فرما کر ایک سائل کو وظیفہ بتایا (یعنی نو مرتبہ یا ہو سکتا ہے ایک ہاتھ کی بند کی ہوں گی

یعنی چار مرتبہ پڑھ) انگوٹھے کے علاوہ۔ (۶۸۵۹)

* ایک سو مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے ہزار نیکیاں اور ہزار گناہ معاف (۶۸۵۲)

* علم دین قرآن کی تلاوت اور درس قرآن کی محفل کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ بدعمل کو اس کا عالی

نسب ہونا کچھ کام نہ آئیگا۔ (۶۸۵۳)

* محفل ذکر کے شرکاء پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے مباہات (فخر) فرماتا ہے۔ (۶۸۵۶)

* حضور علیہ السلام ایک دن میں سو مرتبہ استغفار فرماتے۔ (۶۸۵۸)

* لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ جنت کے خزانوں میں سے ہے۔ (۶۸۶۸)

* حضور علیہ السلام نے شہادتۃ الاعداء۔ دشمن کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی ہے۔ (۶۸۷۷)

* حضور علیہ السلام نے وظیفے میں بنییک کی بجائے برسولک کہنے سے روک دیا۔ (۶۸۸۲)

* حضرت فاطمہ الزہراء جب حضور علیہ السلام سے خادم مانگنے آئیں تو (تبیح فاطمہ کے علاوہ بھی) حضور علیہ السلام

نے ان کو ایک وظیفہ بتایا۔ (۶۸۹۱-۶۹۱۵)

ماں باپ کو بھی اولاد کے ساتھ وہ پیار نہیں جو حضور ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ ہے

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے فائدہ کے لئے چھوٹی سے چھوٹی بات بھی بتادی جو والدین بھی اپنی اولاد کو کہتے ہیں۔ کنگی کرنا، سرمہ لگانا، جوتا پہننا، ناخن کاٹنا، رات کو برتن ڈھانپ کر سونا، بچوں کو شام کے وقت باہر نہ نکالنا، رات کو چڑا بچا کے سویا کر دیکھیں کوئی جانور اس کو کھینچ کر گھر میں آگ نہ لگا دے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے ہر موقع کی بھی ارشاد فرمادی تاکہ امت ثواب بھی کماتی رہے اور اس کے گناہ بھی معاف ہوتے رہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پہ جائے تو اس کو جھاڑ لیا کرے۔ تمہیں کیا معلوم کہ دوران کیا (موزی) چیز تمہارے بستر پہ آگئی ہو جو تمہیں نقصان پہنچا دے اور داہنی کروٹ پہ لیٹ کر یہ دعا (سبحانک ربی بک وضعت جنبی.....) (۶۸۹۲)

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی آپ نے خود فرمایا: اَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لَوْلَاكُمْ۔ میں تمہارے لیے ایسے ہوں جس طرح باپ اپنی اولاد کے لئے ہے لیکن بخدا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ساتھ والدین سے بھی بڑھ کر محبت و خیر خواہی فرماتے ہیں لہذا ہزاروں ماں اور ہزاروں باپ آپ کے قدموں پہ قربان۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا۔

فان ابی ووالدتی و عرَضی لعرض محمد منکم وقاء

بے شک میرا باپ اور میری ماں اور میری عزت حضور علیہ السلام کی عزت پر قربان ہے اور اے کافر و میری یہ تمام چیز تمہارے مقابلے میں حضور کا تحفظ کرنے والی ہیں۔

حوالے

چار کلمات آدھے دن کی عبادت پہ بھاری ہیں اور وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَى نَفْسِهِ وَزَنَةَ عَرْشِهِ وَمِدادَ كَلِمَاتِهِ (۶۹۱۳)

* تسبیح فاطمہ کو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے صفین کی رات بھی پابندی سے پڑھا۔ (۶۹۱۷)

* مرغ فرشتے کو دیکھ کر بولتا ہے لہذا اس وقت اللہ سے اس کا فضل مانگو اور گدھا بولے تو (چونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے

لہذا) اللہ کی پناہ طلب کرو۔ (۶۹۲۰) نووی فرماتے ہیں: فیہ استحباب الدعاء عند حضور الصالحین والتبرک بہم (مسلم ص ۳۵۱ ج ۲) اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے پاس دعا کرنا اور ان سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔

* پس پشت کسی کے لئے دعا کرنے سے خود داعی کو فرشتے کی دعا ملتی ہے (کہ اللہ تجھے بھی وہی کچھ دے جو تو اسے

بھائی کے لئے مانگ رہا ہے) (۶۹۲۷) اور پس پشت کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔ (۶۹۲۹)

* بندہ ہمیشہ دعا کرتا رہے اور اس کی قبولیت کے بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے یعنی ناامید ہو کر دعا مانگنا

۷۔ (۶۹۳۶)

* جنت میں زیادہ تر فقیر لوگ اور دوزخ میں اکثر عورتوں کو دیکھا گیا اور امیروں کو جنت میں داخل ہونے سے روک دیا

۸۔ (۶۹۳۷)

* مرد کے لئے عورت سب سے بڑا فتنہ ہے۔ (۶۹۳۵)

* غار میں پھنس جانے والے تین افراد کا قصہ جنہوں نے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کی تو ان کو چھٹکارا ملا۔

(۶۹۳۹)

* اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے کس قدر خوش ہوتا ہے۔ (۶۹۵۳ تا ۶۹۶۱)

اگر تم گناہ نہ کرو گے تو.....

اللہ تعالیٰ گناہ کو پسند نہیں فرماتا لیکن گناہگار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا معاملہ ایسا ہوتا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام سے ایک ایسی حدیث سنی کہ جو تم لوگوں کو (آج تک اس لیے) نہ سنائی (کہ کہیں تم اس پر بھروسہ کر کے نیک اعمال کو ترک نہ کر دو لیکن آج تمہیں سنارہا ہوں تاکہ علم کو چھپانے والوں میں سے نہ ہو جاؤں تو سنو) میں نے حضور علیہ السلام سے سنا:

لَوْ لَا اَنَّكُمْ تَذُنُّوْنَ لِخَلْقِ اللّٰهِ خَلْقًا يُّذُنُّوْنَ يَغْفِرُ لَهُمْ

اگر تم گناہ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا فرمائے گا جو گناہ کرے گی تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمادے گا۔ (۶۹۶۳)

یہی حدیث حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم (فنا) کر کے ایسی مخلوق لائے گا جو گناہ کرے گی اور اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا۔ (۶۵-۶۴-۶۹۶۳) (تاکہ اس کی شان غفاری کا اظہار ہو)

یا الہی رحم کن برماہمہ عفو کن جملہ گناہ ماہمہ

* نَافِقَ حَنْظَلَةُ۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اتنی سی بات کو بھی منافقت سمجھتے تھے کہ ہماری جو حالت دربار رسالت میں

ہوتی ہے وہ گھر میں نہیں ہوتی۔ (۶۹۶۶)

رب کی رحمت سے بڑی

* اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پہ غالب ہے۔ (۶۹۶۹) زمین پہ اس نے اپنی رحمت کا سو میں سے ایک حصہ اتارا

ہے۔ (۶۹۷۲) ماں کو جتنی اولاد پیاری ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے پیار ہے۔ (۶۹۷۸)

اگر کافر کو بھی پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کس قدر مہربان ہے۔ مَا قَنْطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ۔ تو کوئی کافر بھی اللہ تعالیٰ کی

جنت سے ناامید نہ ہو۔ (۶۹۷۹)

خوف خدا یہ بخشش کا ایک عجیب واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم علیہ السلام نے ایک شخص کا واقعہ بیان فرمایا کہ جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی (لیکن تھا ایماندار) وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو مجھے جلا کر راکھ کر دینا آدھی راکھ جنگل میں ہوا کی نذر کر دینا اور باقی آدھی سمندر میں بہا دینا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے جاؤں گا تو وہ مجھے ایسی سزا دے گا جیسی سزا اس نے کسی کو نہ دی ہوگی۔ چنانچہ وہ مرا تو گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر اور جنگل کو حکم دیا کہ اس کی راکھ اکٹھی کر دو پھر اللہ نے (اس کو زندہ فرما کر) پوچھا: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا۔ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے ڈرتے ہوئے عرض کیا۔ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ۔ میرے پروردگار! تو بہتر جانتا ہے تیرے ڈر کی وجہ سے میں نے ایسا کیا۔ فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (۶۹۸۰)

* باریار گناہ کر کے توبہ کرے تو بھی قبول ہے۔ (۶۹۸۶)

* لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ..... اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں (اسی لیے اس نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے) (۶۹۹۱)

* إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ کا شان نزول نماز کیسے کیسے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ (۷۰۰۱)

* ننانوے بلکہ سو افراد کا قاتل نیکوں کے طفیل بخشا گیا۔ (۷۰۰۸-۹)

* ایک ایک مسلمان کے فدیے میں ایک ایک یہودی غیسائی کو جہنم رسید کیا جائے گا۔ (۷۰۱۱)

* اللہ تعالیٰ کی بندے سے سرگوشی (اس کی شان کے مطابق) (۷۰۱۵)

ایک حدیث اور چھتیس فائدے

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا۔ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے اصحاب ثلاثہ (حضرت کعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں) کی توبہ کا واقعہ۔ (طویل حدیث ۷۰۱۶)۔

امام نووی نے اس حدیث کے تحت جو فوائد لکھے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ غنیمت کا مال مباح ہونا ثابت ہوا۔

۲۔ اہل بدر اور اہل عقبہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔

۳۔ بغیر قسم دیئے قسم کھانا ثابت ہوا۔

۴۔ لڑائی کے وقت امام کا اپنے مقصد کو چھپانا۔

۵۔ نیک بات کی جو فوت ہو جائے آرزو کرنا۔

۶۔ مسلمان کی غیبت کوئی کرے تو اس کو رو کر ناجیسے حضرت معاذ نے کیا۔

- ۷- سچائی کی فضیلت
- ۸- سفر سے آتے وقت مسجد میں دو رکعت پڑھنا۔
- ۹- مجلس عام میں بیٹھنا۔
- ۱۰- ظاہر پر حکم کرنا۔
- ۱۱- اہل ہوا سے ملاقات ترک کرنا اور سلام و کلام نہ کرنا۔
- ۱۲- اپنے اوپر رونا گناہ کے ڈر سے۔
- ۱۳- ننکھوں سے دیکھنا نماز نہیں توڑتا۔
- ۱۴- سلام بھی کلام ہے۔
- ۱۵- اطاعت اللہ اور رسول کی عزیزداری پر مقدم ہے۔
- ۱۶- کلام میں یہ ضرور ہے کہ دوسرے سے بات کرنے کی نیت ہو۔
- ۱۷- کاغذ کا جس میں اللہ کا نام لکھا ہو جلانا درست ہے۔
- ۱۸- ایسی بات کو چھپانا جس میں فساد کا ڈر ہو۔
- ۱۹- عورت سے کہنا اپنے عزیزوں میں جا طلاق نہیں ہے جب تک نیت نہ ہو طلاق کی۔
- ۲۰- عورت اپنی خوشی سے خاوند کی خدمت کر سکتی ہے یعنی اس پر واجب نہیں۔
- ۲۱- صحبت وغیرہ کو کنایہ سے بیان کرنا بہتر ہے۔
- ۲۲- احتیاط کرنا بہتر ہے۔
- ۲۳- سجدہ شکر کرنا مستحب ہے۔
- ۲۴- خوشخبری دینا مستحب ہے۔
- ۲۵- مبارکباد دینا مستحب ہے۔
- ۲۶- خوشخبری دینے والے سے سلوک کرنا۔
- ۲۷- قسم کی تخصیص نیت سے ہو جاتی ہے۔
- ۲۸- عاریت جائز ہے۔
- ۲۹- کپڑوں کی عاریت درست ہے۔
- ۳۰- لوگوں کا جمع ہونا امام کے پیچھے۔
- ۳۱- اہل فضل جب آئیں کھڑا ہونا مستحب ہے۔

۳۲- مصافحہ ملاقات کے وقت مسنون ہے۔

۳۳- امام کا خوش ہونا اپنے لوگوں کی خوشی سے۔

۳۴- خوشی کے وقت صدقہ دینا

۳۵- تمام مال صدقہ نہ کرنا۔

۳۶- سب مال صدقہ کرنے سے منع کرنا اور جس سبب سے معافی ہوئی ہو اس کا خیال رکھنا جیسے حضرت کعب نے سچائی کا

خیال کیا۔ (نوی علی المسلم ص ۳۶۰ تا ۳۶۴)

واقعہ افک سے پچاس سے زیادہ فوائد

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہ تہمت کا واقعہ افک (تفصیل کے ساتھ) (۷۰۲۰)

(اس حدیث سے امام نووی نے پچاس سے زیادہ فوائد کا استنباط کیا ہے)

- (۱) حدیث کی روایت ایک جماعت سے درست ہونا اور ہر ایک سے ایک مبہم ٹکڑا (اور یہ اگرچہ زہری کا قول ہے لیکن اجماع کیا مسلمانوں نے اس کے قبول پر) (۲) قرعہ اندازی کا صحیح ہونا (۳) قرعہ کا واجب ہونا سفر کے وقت جب کسی ایک بیوی کو لے جانا منظور ہو متعدد بیویوں میں سے (۴) قضائے سفر مقیم عورتوں کے لئے واجب نہ ہونا (۵) سفر میں اپنی بیوی کو ساتھ لے جانا (۶) عورتوں کا ہودے (کجاوے) میں چڑھنا (۷) عورتوں کا جہاد میں جانا (۸) مردوں کا خدمت کرنا عورتوں کی سفر میں (۹) لشکر کا کوچ امیر کے حکم سے ہونا (۱۰) عورت کا جائے ضرور کے لئے بغیر اجازت خاوند کے جانا (۱۱) عورتوں کا سفر میں ہار پہننا (۱۲) جو لوگ عورت کو اونٹ وغیرہ پر سوار کریں وہ اس سے بات نہ کریں اگر محرم نہ ہوں (۱۳) کم کھانے کی فضیلت عورتوں کے لئے (۱۴) لشکر میں سے بعضوں کا پیچھے رہ جانا (۱۵) مدد کرنا اس کی جو رہ جائے (۱۶) حسن وادب اجنبی عورتوں سے یعنی بات نہ کرنا اور ان کے آگے چلنا (۱۷) آپ پیدل چلنا عورتوں کو سواری پہ چڑھا لینا (۱۸) انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا دینی یا دنیاوی مصیبت پر (۱۹) عورت کا منہ چھپانا اجنبی مرد سے اگرچہ وہ نیک ہو (۲۰) حلف کرنا بغیر استخلاف کے (۲۱) بے ضرورت کے بری بات افشاء نہ کرنا (۲۲) اپنی بیوی سے نرمی اور حسن معاشرت (۲۳) کسی امر کی وجہ سے حسن معاشرت میں کمی کرنا (۲۴) ہر مریض کا حال پوچھنا (۲۵) عورت کو ایک ساتھی لے کر نکلتا (۲۶) اپنے عزیز سے بیزار ہونا جب وہ بری بات کرے (۲۷) فضیلت اہل بدر کی (۲۸) عورت اپنے ماں باپ کے پاس بغیر اجازت خاوند کے نہ جائے (۲۹) تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا (۳۰) مشورہ لینا اپنے گھر والوں سے (۳۱) دوستوں سے بحث کرنا سنی ہوئی بات سے اگر اس سے تعلق ہو اور بے تعلق منع ہے (۳۲) امام کا خطبہ پڑھنا کسی امر مہم کے لئے (۳۳) امام کا شکایت کرنا اپنی رعیت سے (۳۴) فضیلت صفوان بن معطل کی (۳۵) فضیلت سعد بن معاذ کی اور اسید بن حضیر کی (۳۶) فتنہ کو قطع کرنا اور غصہ کو روکنا (۳۷) توبہ کا قبول کرنا (۳۸) استشہاد کرنا آیات قرآنی سے (۳۹) پہلے گفتگو بڑوں کے سپرد کرنا (۴۰) خوشخبری میں جلدی کرنا (۴۱) برائت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھنص قرآنی اگر اس میں شک کرے تو وہ بے ایمان ہے باجماع اہل اسلام۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کسی پیغمبر علیہ السلام کی بیوی نے بدکاری نہیں ہے (۴۲) تجدید شکر بروقت تجدید نعمت کے (۴۳) فضیلت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (۴۴) صلہ رحمی کا مستحب ہونا اگرچہ وہ لوگ گنہگار ہوں (۴۵) عفو کرنا گنہگاروں سے۔ (۴۶) صدقہ کا استحباب (۴۷) قسم کے خلاف کرنا اگر خلاف میں نیکی ہو اور کفارہ دینا (۴۸) فضیلت ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی (۴۹) گواہی میں ثابت قدم رہنا یعنی احتیاط سے گواہی دینا (۵۰) دوست کے دوستوں سے سلوک کرنا جیسے حضرت عائشہ نے حضرت حسان سے کیا اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ اور مداح تھے (۵۱) خطبہ شروع کرنا اما بعد سے (۵۲) خطبہ شروع کرنا اللہ کی حمد اور درود شریف سے (۵۳) مسلمانوں کا غصہ اپنے امام کی پریشانی کے وقت (۵۴) متعصب کو برا کہنا جیسے حضرت اسید بن حضیر نے حضرت سعد بن عبادہ کو کہا اور مطلب ان کا یہ تھا کہ تم منافقوں کا سا کام کرتے ہو جیسی تو منافقوں کی طرف داری کرتے ہو۔ انتہی مختصراً (ترجمہ وحید الزمان بتصرف بصر)

حرم نبی علیہ السلام کی حفاظت بھی ہوگئی اور ملزم بھی بچ گیا

حضور علیہ السلام کی ام ولد کے ساتھ ایک شخص کو تہمت لگائی گئی۔ حضور علیہ السلام نے اس کے قتل کا حکم جاری کیا پھر وہ شخص محبوب نکلا (یعنی اس کا ذکر کٹا ہوا تھا) چنانچہ بچ گیا (۷۰۲۳) (ہو سکتا ہے بذریعہ وحی آپ کو حکم ہوا ہو کہ قتل نہ کیا جائے اس کے باوجود قتل کا حکم دیا تا کہ اس کا حال کھل جائے اور تہمت لگانے والوں کا جھوٹ واضح ہو جائے اور نادم و شرمندہ ہوں) اس کے بعد کتاب صفات المنافقین و احکامہم کا آغاز ہو رہا ہے۔

* رئیس المنافقین علیہ اللعنة کے ساتھ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک۔ (۷۰۲۵ تا ۷۰۲۸)

* دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین نے بھی قبول نہ کیا۔ (۷۰۴۰)

* حضور علیہ السلام نے سفر میں ہوا کے چلنے سے پہچان لیا کہ کون منافق مر گیا ہے۔ (۷۰۴۱) (چنانچہ مدینہ آ کر لوگوں کو معلوم ہوا کہ بہت بڑا منافق مرا ہے)۔

* حضور علیہ السلام نے ایک یہودی عالم کے کلام کی تصدیق فرمائی۔ (۷۰۴۵)

* اللہ تعالیٰ نے کون سے دن کیا چیز پیدا فرمائی؟ (۷۰۵۳)

* جب زمین و آسمان کو بدلا جائے گا (یوم تبدل الارض غیر الارض) تو لوگ پل صراط پہ ہوں گے۔

(۷۰۵۶)

* قیامت کے دن زمین کی روٹی اور نیل و مچھلی کا سالن ہوگا۔ (۷۰۵۷)

دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے:

حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عاص بن وائل سے قرضہ کی واپسی کا تقاضا کیا تو اس نے مجھے کہا: لَنْ

اَقْضَىٰ حَتَّىٰ تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہرگز تجھے قرضہ واپس نہ کروں گا جب تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار نہ کرے۔ فَقُلْتُ لَهُ اِنِّیْ لَنْ اُكْفِرَ بِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) حتیٰ تموت ثم تبعث تو مر بھی جائے پھر زندہ ہو جائے۔ میں پھر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کروں گا

سر کٹے کنبہ مرے یا گھر لٹے دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

تو اس نے کہا: اچھا جب مر کر دوبارہ اٹھوں گا تو تیرا قرض بھی ادا کر دوں گا جب مجھے میرا مال اور اولاد ملے گی چنانچہ اس کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

اَفَرَأَيْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَآؤْتِیْنَ مَالًا وَّوَلَدًاۙ اِلٰی قَوْلِهِ یَاٰتِیْنَ فَرْدًاۙ (مریم)
کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا مجھے مال و اولاد دی جائے گی۔ (۷۰۶۲)

حوالے

ابو جہل حضور علیہ السلام کو تکلیف پہچانے آیا مگر یکدم بھاگ نکلا اور بولا خندق ہے ہول ہے اور بازو۔ سرکار نے فرمایا: اگر میرے قریب آتا تو فرشتے اس کی تکہ بوٹی کر دیتے۔ (۷۰۶۵)

* جس چیز کا علم نہ ہو تو یوں کہو اللہ اعلم۔ یہ بھی علم ہے کافروں پہ قحط اتر اتو ابوسفیان حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرنے لگا (گویا کافر بھی جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی دعا قبول فرماتا ہے) (۷۰۶۸)

* حضور علیہ السلام نے کافروں کے مطالبے پہ ان کو دو مرتبہ چاند کا ٹکڑے ہونا دکھا دیا۔ (۷۰۷۱ تا ۷۰۷۹)

* جو اللہ دنیا میں انسان کو پاؤں پہ چلا سکتا ہے وہ کافر کو قیامت کے دن منہ کے بل بھی چلا سکتا ہے۔ (۷۰۸۷)

* جنت کا ایک نظارہ دنیا کی ہر تکلیف اور دوزخ کا ایک غوطہ ساری زندگی کی تمام نعمتیں بھلا دے گا۔ (۷۰۸۸)

* کافروں کو ان کی اچھائیوں کا بدلہ دنیا میں ہی دے کر فارغ کر دیا جاتا ہے۔ (۷۰۹۲)

* مومن پہ دنیا میں بہت مصیبتیں آتی ہیں۔

لَا یَزَالُ الْمُؤْمِنُ یُصِیْبُهُ الْبَلَاءُ (۷۰۹۲)

* مومن کی مثال کھجور کے درخت کی سی ہے (مصائب پہ صبر اور نعمت پہ شکر کرتا ہے)

بیٹے کی قابلیت پہ باپ کو کتنی خوشی ہوتی ہے (۷۰۹۸)

میاں بیوی میں جدائی کرا کے شیطان کتنا خوش ہوتا ہے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: شیطان اپنا تخت (دربار) پانی پہ لگا کر اپنے کارندوں (شتو نگڑوں) کو دنیا میں فساد پیا کرنے کے لئے بھیجتا ہے تو اس کے نزدیک اس کارندے کا رتبہ زیادہ ہوتا جو زیادہ فساد ڈالے چنانچہ کوئی آکر کہتا ہے فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا۔ میں نے فلاں کام کیا (کسی کی چوری کروائی، کسی کی ڈکیتی کروائی، کسی

کو شراب پلوائی) فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا۔ شیطان کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک کارندہ کہتا ہے میں نے فلاں میاں بیوی کے درمیان جدائی کرادی ہے۔ فَيَذْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ نَعَمْ أَنْتَ۔ پس شیطان اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور اعمش کی روایت کے مطابق فیلتمزہ۔ اس کو سینے سے لگاتا ہے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے اور کہتا ہے تو بہت اچھا ہے اور تو نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ ایں کاراز تو آید و مرداں چنین کنند (۷۰۱۶)

حوالے

- * حضور علیہ السلام کا قرین (ہمزاد) مسلمان ہو گیا۔ (۷۱۰۷)
- * کوئی شخص بھی اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہ جائیگا۔ (۷۱۱۱)
- * أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس وقت فرمایا جب کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کے قدم مبارک سوج گئے اور عرض کیا گیا آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں حالانکہ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (۷۱۲۳)
- * وعظ وتبلغ میں میانہ روی سے کام لینا چاہئے تاکہ لوگ ملول نہ ہوں۔ (۷۱۲۷) (اس کے بعد کتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها کا آغاز ہو رہا ہے)
- * حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمِكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ۔ جنت مشقت والی چیزوں (عبادات و ریاضات) سے گھیری گئی ہے اور دوزخ نفسانی خواہشات سے گھیری گئی ہے۔ (۷۱۳۰)
- * جنت میں ایسی نعمتیں ہیں۔ لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ..... نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کوئی دل ان کا تصور کر سکتا ہے۔ (۷۱۳۲)
- * جنت میں ایک درخت کے سائے میں سوار سو برس چلتا رہے گا۔ (۷۱۳۶)
- * اللہ کی رضا جنت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ (۷۱۴۰)
- * اہل ایمان کے درجے جنت میں ستاروں کی طرح اونچے اور چمک رہے ہوں گے۔ (۷۱۴۴)

خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا ان کا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ أُمَّتٍ لِي حُبًّا نَاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَأَى بِأَهْلِيهِ وَمَالِهِ (۷۱۴۵)

میری امت میں میرے ساتھ بہت شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک چاہے گا کہ کاش وہ اپنے گھریبا ز اہل و عیال اور سامان و مال کے بدلے میری زیارت کر لیتا۔

یارب دکھا دے صورت زیبا حضور کی اشکوں میں ڈھل گئی ہے تمنا حضور کی

ہر لحظ ایک لطف ہے ہر لمحہ اک سرور
دونوں جہاں کا آپ کو سردار کر دیا
دامن میں اس نے گوہر مقصود بھر لیا
بعد از خدا ہے جس سے امید کرم ہمیں
مجھ پر نوازشات ہیں کیا کیا حضور کی
عقبی حضور کی ہے یہ دنیا حضور کی
مجلس میں ایک بار جو آیا حضور کی
وہ ایک ذات پاک ہے تنہا حضور کی

جنت و دوزخ کا بیان

جنتی عورتوں کی پنڈلیوں کی ہڈیوں کا گودا نظر آئے گا۔ (۷۱۴۷)

* جنتیوں کا قد آدم علیہ السلام کے قد جتنا یعنی ساٹھ ہاتھ ہوگا۔ (۷۱۴۹)

* جنتیوں کا کھانا ایک خوشبودار ڈکار سے ہضم ہو جائیگا۔ (۷۱۵۲)

* جنتی نہ بیمار ہوں گے نہ مریں گے نہ بوڑھے ہوں گے نہ غمگین (۷۱۵۷)

* جنت میں خولدار ایک ہی موتی میں ساٹھ میل لمبا محل ہوگا۔ (۷۱۵۸)

اس محل کے ہر کونے میں جنتی کی بیویاں ہوں گی۔ (۷۱۶۰)

* دوزخ کو چار ارب نوے کروڑ فرشتے ستر لگاموں کے ساتھ کھینچ کر لائیں گے۔ (۷۱۶۳)

* نار جہنم دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہوگی۔ (۷۱۶۵)

* ایک پتھر پھینکے جانے کے ستر سال بعد دوزخ کی تہہ تک پہنچا۔ (۷۱۶۷)

* اللہ تعالیٰ دوزخ میں اپنا قدم رکھے گا (اپنی شان کے مطابق) (۷۱۷۴)

* جنت کو بھرنے کے لئے ایک نئی مخلوق پیدا کی جائے گی۔ (۷۱۷۵-۷۱۷۹)

* قیامت کے دن موت کو دنبے کی شکل میں ذبح کر دیا جائیگا۔ (۷۱۸۱)

* کافر کا دانت دوزخ میں احد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ اس کی کھال تین دن کی مسافت ہوگی۔ دونوں کندھوں کے

درمیان فاصلہ تیز رو سوار کے تین دن کی راہ ہوگی۔ (۷۱۸۵-۸۶)

* جنت میں کمزور لوگ ہوں گے اور دوزخ میں متکبر، جھگڑالو، پیٹھ ہونگے۔ (۷۱۸۹)

* دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے دریا سے ایک انگلی ترکی۔ (۷۱۹۷)

قیامت اور سماع موتی کی احادیث

قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ اٹھیں گے۔ (۷۲۰۰)

* قیامت کے دن بعض کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ (۷۲۰۳)

کیونکہ سورج ایک میل کے فاصلے پہ آ جائیگا۔ (۷۲۰۶)

* تین جنتی اور پانچ دوزخی شخصوں کا بیان۔ (۷۲۰۷)

* حضور علیہ السلام نے قبر میں ہونیوالے عذاب کو سن لیا اور چاہیں تو اللہ سے دعا کر کے دوسروں کو سنا بھی سکتے ہیں۔ (۷۲۱۳)

* مردہ قبر میں دفن کر کے جانے والوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے۔ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ۔ اور مومن کی قبر ستر ہاتھ تک وسیع ہو جاتی ہے۔ (۷۲۲۱)

* حضور علیہ السلام کو کل کا علم بدر میں مشرکین کے بارے میں فرمایا: کل فلاں یہاں مرے گا فلاں وہاں اور ایسا ہی ہوا۔ پھر مرنے کے بعد ان سے کلام بھی فرمایا: عرض کیا گیا حضور! کیا یہ سنتے ہیں؟ فرمایا: تم ان سے زیادہ نہیں سنتے بات یہ ہے کہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔ (۷۲۲۲) (اس کے بعد فتنوں اور قیامت کی نشانیوں کا بیان ہے)۔

* ایک حدیث کی سند میں چار راوی عورتیں ہیں جن میں سے دو امہات المومنین ہیں۔ (۷۲۳۶)

* قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں۔ (۷۲۵۲)

مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کو بھی دے دیا

نبی اکرم علیہ السلام کی نگاہ نبوت اور علم رسالت کی تو بات ہی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ ذَوِي لِي الْأَرْضِ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا

اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو میرے لیے لپیٹ دیا تو میں نے زمین کے تمام مشرق اور تمام مغرب دیکھ لئے۔

وَأَنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا ذَوِي لِي مِنْهَا

میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین کو لپیٹا گیا یعنی تمام روئے زمین پر۔

وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ۔

اور مجھے سرخ و سفید (ساری دنیا کے تمام) خزانے دے دیئے گئے۔ (۷۲۵۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں منبر پہ جلوہ گر ہو کر فجر سے مغرب تک صحابہ کرام کو سب کچھ بتا دیا چنانچہ صحابہ

کرام فرماتے ہیں:

فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر وہ بات بھی بتا دی جو ہو چکی اور ہر وہ بات بھی جو (تا قیامت اور بعد القیامت)

ہونے والی تھی۔ ہم میں سے بڑا عالم وہ ہے جس نے حضور علیہ السلام کا اس دن کا وعظ یاد رکھا۔ (۷۲۶۷)

ایک روایت میں ہے: مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ (۷۲۶۲) آپ

نے قیامت تک ہونے والی کوئی بات نہ چھوڑی جس کو اس مقام پہ کھڑے ہو کر بیان نہ کر دیا ہو۔

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

حضور علیہ السلام نے فرمایا جو لوگ دجال سے لڑیں گے میں ان کے نام ان کے باپوں کے نام اور گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا پہچانتا ہوں (اور اس طرح کی بیسیوں احادیث کتاب الفتن و اشراط الساعة میں دیکھی جاسکتی ہیں) (۷۲۸۱)

آپ نے فرمایا: تم جزیرہ عرب میں (کافروں سے) جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا پھر فارس سے جہاد کرو گے تو فتح ہوگی پھر روم کے نصاریٰ سے لڑو گے تو کامیاب ہو گے پھر دجال سے لڑو گے تو بھی جیت جاؤ گے۔ (۷۲۸۲)

* قیامت سے پہلے دس نشانیوں کا بیان۔ (۷۲۸۶)

* قحط یہ نہیں کہ بارش نہ برے بلکہ یہ ہے کہ پانی تو برے مگر زمین سے کچھ نہ اُگے۔ (۷۲۹۱)

* مشرق سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ (۷۲۹۵)

* حضور علیہ السلام نے بتا دیا کہ قیامت سے پہلے دس قبیلہ کی عورتیں شرک کریں گی (اور یہ جو فرمایا: مجھے تم سے شرک کا خطرہ نہیں ہے اس سے گویا کہ آپ نے خود ہی استثناء فرما دیا یعنی عام خص عنہ البعض) (۷۲۹۸) (اسی طرح بعض قبائل کے شرک کرنے کی بھی نشاندہی فرمائی)

* قیامت سے پہلے ہر مومن پاکیزہ ہوا کے ذریعے انتقال کر جائے گا اور قیامت ان پر قائم ہوگی جن میں کوئی خیر نہ ہوگی۔ (۷۳۹۹) قبر کے پاس سے گزرنے والا تمنا کرنے کا کہ کاش اس قبر میں میں ہوتا۔ (۷۳۰۱) قتل کرنے والے کو پتہ نہ ہوگا کیوں قتل کر رہا ہے اور قتل ہونے والے کو علم نہ ہوگا کہ کیوں قتل ہو رہا ہے (ایسا اندھیرے کا) (۷۳۰۳)

* امام مہدی علیہ السلام کی سخاوت کا ذکر (۷۳۱۵)

* حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تَقْتُلُكَ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ۔ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ (۷۳۲۲) (اگلی حدیث میں فرمایا: لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوا هُمْ۔ اگر لوگ ان سے الگ رہیں تو اچھا ہے۔) (۷۳۲۵) معلوم ہوا کہ باطل پہ حضرت معاویہ کے گروہ کو بھی نہیں کہا جاسکتا ورنہ حضور علیہ السلام واضح حکم فرمادیتے کہ ان سے الگ رہنا ہاں حضرت علی المرتضیٰ حق پر تھے اور امیر معاویہ خطائے اجتہادی پہ تھے۔

پھر چمن آباد ہوگا نغمہ تو حید سے

جس طرح میرے آقا علیہ السلام نے کسریٰ (شاہ ایران) کی موت پہ فرمایا: مَاتَ كَسْرِي فَلَا كَسْرِي بَعْدَهُ۔ کسریٰ مر گیا۔ اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور روم کے بادشاہ کی ہلاکت پہ فرمایا: هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ۔ قیصر (روم کا بادشاہ) مر گیا اب اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مزید فرمایا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَنْفِقَنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (۷۳۲۹) مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ایران و روم کے خزانے تمہیں ملیں گے اور تم

ضرور بالضرور ان خزانوں کو براہِ خداؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہمارے آقا کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر لفظ پورا ہوگا کیونکہ وما ینطق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے تو بولتے ہی نہیں جب بلانے والا بلاتا ہے تب بولتے ہیں اور بلانے والا وہ ہے جو علی کل شئی قدیر ہے۔ آج یہودی پوری دنیا کی معیشت پر قبضہ کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے لیکن ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا اور ضرور آئیگا کیونکہ حضور صادق و مصدوق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

لَتُقَاتِلَنَّ الْيَهُودَ فَلَتَقْتُلَنَّہُمْ حَتَّى یَقُولَ الْحَجَرُ یَا مُسْلِمُ هَذَا یَهُودِیٌّ فَتَعَالَ فَاَقْتُلْہُ (۷۳۳۵)

تم ضرور ضرور یہودیوں سے لڑو گے اور ان کو قتل کرو گے یہاں تک کہ پتھر (بھی تمہاری مدد کرے گا اور بول کر) کہے گا اے مسلمان! ادھر آ یہ دیکھ (میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا) ہے اس کو قتل کر دے۔

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

بشر بے چین ہو تو انقلاب آیا ہی کرتے ہیں

مابوسیوں کے بادل چھٹیں گے انگریز کے ایجنٹ اسی کی گود میں جا کر پناہ لیں گے وہ بھی ان کو نہ مل سکے گی۔ ہاں! ذلت و رسوائی ان کا مقدر ہوگی۔ ملک پاکستان کی سر زمین کے ذروں سے ہی کوئی آفتاب بن کر ساری دنیا کو روشن و منور کر دے گا اور دنیا دیکھتی ہی رہ جائے گی کیونکہ جو حالات پیدا ہو چکے ہیں ان میں واضح اشارہ ہے کہ اب انقلاب آ کر ہی رہے گا۔

اندھیروں کے مقابل آفتاب آیا ہی کرتے ہیں بشر بے چین ہو تو انقلاب آیا ہی کرتے ہیں یہ مہنگائی کا سیلاب یہ لوڈ شیڈنگ کا عذاب یہ بد امنی و فسادات یہ بم دھماکوں اور خود کش حملوں کی بہتات اس بات کی عمار ہے کہ ضرور کچھ ہونے والا ہے اور تو سب کچھ ہو گیا۔ ڈاکو اور لٹیرے ملک کے سب سے اعلیٰ عہدے پہ فائز ہو چکے جہاد کو بدنام کیا جا چکا دین اور رجال دین کی تذلیل ہو چکی مساجد و مدارس کو دہشتگردی کے مراکز قرار دیا جا چکا۔ بس آ ب آفتاب رسالت کی کرنوں کے فیض سے نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر منیر طلوع ہونے والا ہے۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

وہ کون سا دھوکہ اور مذاق ہے جو اس ملک کے ساتھ نہ کیا گیا ہو اور ملک بھی وہ کہ جو پوری دنیا میں ایک نظریے کے تحت حاصل کیا گیا اور نظریہ بھی یہ کہ مسلمان الگ قوم ہے اور غیر مسلم الگ قوم مگر مسلمانوں نے مسلمان بن کر تو نہ دکھایا جو نعرہ لگایا تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ اس پہ عمل تو نہ کر سکے۔ دنیا کا ہر نظام آزمایا اور تحریک پاکستان کے شہیدوں کے لہو کے ساتھ فراڈ کیا۔ ان کی روحوں کے ساتھ بے وفائی کی۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ خدا سے دعا ہی کی جاسکتی ہے

جو قلب کو گرمادے جو روح کو تڑپا دے

پھر شوق تماشا دے پھر ذوق تقاضا دے

اس محمل خالی کو پھر شاہد لیلا دے

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

پھر وادیِ فاراں کے ہر ذرے کو ہمکا دے

پیدا دل ویراں میں پھر شورشِ محشر کر

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی؟
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے

دجال کے ذکر میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِفَةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السَّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا
فَيَتَسَلَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ أَلَا تَسْتَجِيبُونَ فَيَقُولُونَ فَمَا تَأْمُرُنَا فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُمْ فِي
ذَلِكَ دَارٌ رَزَقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ. (۷۳۸۱)

پھر برے لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جلد باز چیر یوں یا بے عقل درندوں کی طرح ان کے اخلاق ہوں گے نہ وہ اچھی بات
کو اچھا سمجھیں گے نہ بری بات کو برا۔ پھر شیطان ایک شکل بنا کر ان کے پاس آئے گا اور کہے گا تمہیں شرم نہیں آتی۔ وہ کہیں گے کیا
حکم ہے تو شیطان ان سے بت پرستی کروائے گا باوجود اس کے ان کی روزی کشادہ ہوگی اور مزے سے زندگی گزاریں
گے (کیونکہ آزمائش ہوگی۔ اس کے بعد صور پھونکا جائیگا اور قیامت پیا ہوگی)

* حضرت خضر علیہ السلام دجال سے ملیں گے۔

قال ابو اسحق يقال ان هذا الرجل هو الخضر عليه السلام (حاشیہ نووی بر صحیح مسلم ص ۴۰۲)

* قیامت سے پہلے تمیں کے قریب دجال ہوں گے۔

كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ - هَرَايَكُ كَيْفَ كَانُوا يَكْفُرُونَ - (۷۳۴۲)

* حضور علیہ السلام نے ابن صیاد سے سوال کیا اس نے جو جواب دیا آپ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ قَالَ
صَدَقْتَ (معلوم ہوا کہ دشمن کی صحیح بات کو صحیح کہنے میں کوئی قباحت نہیں) (۷۳۵۱) (ابن صیاد ابنا پھولا کہ راستہ بند ہو
گیا۔ ۷۳۵۹)

* دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوا ہوگا۔ (۷۳۵۶)

* دجال کے بارے میں تفصیلی حدیث (۷۳۷۳)

وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ - اللَّهُ تَعَالَى مِيرَا خَلِيفَهُ هِيَ هَرْمَسْلَمَانِ پُرْ جَبْ پورے سال کا اور مہینے کا اور چالیس دن کا
ایک دن ہوگا تو نمازیں پھر بھی پوری ہی ادا کرنا ہوں گی وقت کا اندازہ لگا کر۔

* دجال مردے کو زندہ بھی کرے گا۔ (۷۳۷۷)

* ہر ہزار میں سے نو سو نواوے دوزخ کے لئے اور ایک جنتی۔ (۷۳۸۱)

* دجال اور اس کے جاسوس کا آنکھوں دیکھا حال حضرت تمیم داری بیان فرماتے ہیں۔ (۷۳۸۶)

مَنْ أَحَبَّنِي فَيُحِبُّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ۔

جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بھی محبت کرے۔ ایضاً

حضور علیہ السلام کی طرف ہجرت کا ثواب حاصل کرنا چاہیے

نبی کریم علیہ السلام کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب کیا ہے اس بارے میں ایک حدیثِ ملاحظہ ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی نے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔ ان کا ساتھ بیٹا ہو گیا اور تکلیف کو برداشت نہ کرتے ہوئے چھری سے اپنی انگلیوں کے پورے کاٹ دیے اور خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے فوت ہو گیا۔ حضرت طفیل نے خواب میں اس کو اچھی حالت میں دیکھا لیکن اس نے اپنے ہاتھوں کو ڈھانپ رکھا تھا پوچھا: مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ۔ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فَقَالَ غَفَرْتُ لِي بِهَاجِرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔ پھر حضرت طفیل نے پوچھا: ہاتھوں کو کیوں ڈھانپ رکھا ہے؟ تو اس نے کہا: قِيلَ لِي لَنْ تُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتُ۔ مجھے کہا گیا جو تو نے خود خراب کیا ہے ہم اس کو صحیح نہیں کریں گے۔ حضرت طفیل نے یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے دعا کی: اللَّهُمَّ وَلِيْدِيهِ فَاغْفِرْ۔ اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی ٹھیک کر دے۔ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۳۰۰) اس حدیث میں حضور علیہ السلام کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب بخشش کو قرار دیا گیا ہے اور حضرت معقل بن سیار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الْعِبَادَةُ فِي الْهَرَجِ كَهَاجِرَةٍ إِلَى (۷۴۰۰)

فتنے اور فساد کے دور میں عبادت کرنا ایسے ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔

صحابی باپ کا اپنے نالائق بیٹے کو جواب

عامر بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ (میرے باپ) حضرت سعد اپنے اونٹوں میں تھے کہ ان کا بیٹا عمر (جس کو غلطی سے عمرو کہا جاتا ہے) یہی بد بخت تھا جو کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا اور اپنی آخرت برباد کر بیٹھا) آیا۔ حضرت سعد نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هَذَا الرَّاْكِبِ۔ میں اس سوار کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ پھر وہ سواری سے اتر اور اپنے باپ کو کوٹنے لگا کہ اونٹوں، بکریوں میں رہ رہے ہو اور لوگ (حکومت و خلافت کے لئے) جھگڑ رہے ہیں۔ حضرت سعد نے اس کے سینے پہ مارا اور فرمایا:

اَسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ۔ (۴۳۲)

چپ ہو جا میں نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے (جو فتنہ و فساد کے وقت اپنا ایمان بچا کر) استغناء کے ساتھ چھپ کر زندگی گزار رہا ہو (اور عبادت کا وقت ہو تو عبادت میں مصروف ہو جائے) مگر اس بد بخت نے اپنے عظیم باپ کی نصیحت کو ٹھکرا دیا بلکہ حضور علیہ السلام کے فرمان کی پرواہ نہ کی اور جہنم کا ایندھن بن

گیا) حالانکہ حضرت سعد وہ ہیں کہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! میں وہ پہلا شخص ہوں کہ جس نے خدا کی راہ میں اہل اسلام کی طرف سے تیر چلایا اور ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ جہاد کو جاتے تو کھانے کو سوا درخت کے پتوں کے کچھ نہ ہوتا اور بکری کی مینگنیوں کی طرح ہمارا پاخانہ ہوتا اور آج بنو اسد کے لوگ مجھے دین سکھانے چلے ہیں تب تو میں بہت خسارے میں ہوا۔ (۷۴۳۳)

حوالے

* حضور علیہ السلام نے انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔ میں اور قیامت دونوں اس طرح بھیجے گئے ہیں (کہ درمیان میں کسی نبی کا فاصلہ نہیں یا) جتنی ایک انگلی دوسری انگلی سے بڑی ہے (اتنا میں قیامت سے پہلے ہوں) (۷۴۰۳-۴)

* عَجَبُ الذَّنْبِ لِعِنَى اجْزَاءِ اصِيلِهِ فَنَانَهُ هُوَ يَكُونُ۔

وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (۷۴۱۴-۱۵)

* الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ (۷۴۱۷)

* دنیا خدا کے ہاں بھیڑ کے مردہ بد بودار بچے سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ (۷۴۱۸)

* مرنے کے بعد قبر کی طرف مردے کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو تو واپس آ جاتی ہیں (مال اور اہل) اور ایک ساتھ جاتی ہے۔ (اعمال) (۷۴۲۳)

* مال آنے کی خبر سن کر مسجد نمازیوں سے بھر گئی۔

فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۷۴۲۵)

حضور علیہ السلام (لوگوں کی اس حرص پہ) مسکرا دیے۔

* اپنے آپ سے کم تر شخص کو دیکھا کرو تا کہ اللہ کی نعمت کی ناشکری نہ کرو۔ (۷۴۲۸)

* بنی اسرائیل کے تین شخصوں کا امتحان اندھا، کوڑھی اور گنجا۔ (۷۴۳۲)

* کر بلا میں آنے والا حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیٹا عمر نامی تھا نہ کہ عمرو (جیسا کہ ہر کتاب میں لکھا ہوا ہے)

(۷۴۳۲)

* کھلے کافروں کی بجائے منافق پہ اللہ تعالیٰ غصہ فرمائے گا۔

وَذَلِكَ يَسْخَطُ اللَّهُ عَلَيْهِ۔ (۷۴۳۸)

* قیامت کے دن اعضاء بول کر بندے کے خلاف گواہی دیں گے۔ (۷۴۳۹)

* اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ الْاِلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا۔

اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو بقدر کفایت ہی روزی دے۔ (۷۴۲۰)

* جس کی بیوی ہو اور مکان ہو وہ امیر ہے اور اگر خادم بھی ہو تو بادشاہ ہے۔ (عبداللہ بن عمرو بن عاص کا فرمان)

(۷۴۶۲) خود حضور علیہ السلام کے گھروں میں تین تین مہینے تک آگ نہ جلتی۔ (۷۴۵۲)

* بیوہ، مسکین اور یتیم کی مدد کرنے والے کے درجات۔ (۷۴۶۸-۶۹)

* مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (۷۴۷۱)

بادل سے آواز آئی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص نے جنگل میں بادل سے آواز سنی کہ فلاں شخص (نام لے کر) کے باغ کو پانی (بیچ) دے پھر وہ بادل ایک طرف چل پڑا اور ایک پتھریلی زمین پہ پانی برسایا وہاں کی نالیوں میں سے ایک نالی بھر گئی تو وہ شخص پانی کے پیچھے پیچھے گیا کہ اچانک اس نے ایک بندے کو دیکھا کہ اپنے باغ میں پھاوڑے سے اسی پانی کو ادھر ادھر کر رہا ہے۔ اس نے باغ والے سے نام پوچھا تو باغ والے نے کہا تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ وہ بولا: اس لیے کہ میں نے بادل سے ایسی ایسی آواز سنی چنانچہ اس کا وہی نام تھا جو اس نے بادل سے سنا تھا باغ والے نے اللہ تعالیٰ کے اس احسان پہ وعدہ کیا کہ جو بھی پھل ہوگا ایک تہائی راہ خدا میں دوں گا۔ ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے رکھوں گا اور ایک تہائی سے باغ کے اخراجات پورے کروں گا۔ (۷۴۷۳)

حوالے

* بے عمل ناصح کی دوزخ میں سزا اس کی انتڑیاں باہر آ جائیں گی اور ان کو لے کر چکی پیسنے والے گدھے کی طرح چکر کاٹ رہا ہوگا۔ (۷۴۸۳)

* جو اپنا گناہ خود ظاہر کرے اس کا گناہ معاف نہ ہوگا۔ (۷۴۸۴)

* چھینکنے والا الحمد للہ کہے تب جواب دینا بنتا ہے ورنہ نہیں۔ (۷۴۸۶)

اسی طرح زکام والے کو بھی جواب دینا کچھ ضروری نہیں۔ (۷۴۸۹)

* التَّشَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ (۷۴۹۰)

اور جمائی کے دیگر آداب مثلاً جمائی کو جہاں تک ممکن ہو روکا جائے منہ پہ ہاتھ رکھا جائے ورنہ شیطان منہ میں (مکھی وغیرہ کی صورت میں) گھس جاتا ہے۔ (۷۴۹۱)

* خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ۔ فرشتے نور سے بنائے گئے ہیں۔ (۷۴۹۵)

* بنی اسرائیل کا ایک گروہ چوہوں میں تبدیل ہو گیا تھا چوہاؤنٹ کا دودھ شاید اسی لیے نہیں پیتا (کیونکہ ان کی شریعت

میں اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام تھا)۔ (۷۴۹۶)

* لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔

مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔ (۷۹۸)

* مومن کا سارا معاملہ خیر ہی خیر ہے۔ تکلیف پہ صبر اور نعمت پہ شکر کرتا ہے۔

إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ (۷۵۰۰)

* جو منہ پہ تعریف کرے اس کے منہ میں خاک ڈالو (جبکہ افراط و مبالغہ کے ساتھ کر رہا ہو یا جس کی تعریف کرتا ہے اس میں تکبر آنے کا خطرہ تھا پھر بھی کر رہا ہے) (۷۵۰۵)

(اور جو قابل تعریف ہو اس کی تعریف کرنے میں حرج نہیں۔ یقینی خوبی کو یقین کے ساتھ بیان کرے ورنہ یوں کہے) أَحْسِبُهُ۔ میرے خیال میں وہ ایسا ہے۔ (۷۵۰۲)

وہ بولیں تو ان کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو ابو ہریرہ کی باتیں سنتا ہے (کہ تھوڑی دیر میں کتنی ہی احادیث بیان کر جاتا ہے) جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح گفتگو فرماتے:

لَوْ عَدَّ الْعَادُّ لَأَخْصَاهُ (۷۵۰۹)

اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو آپ کی باتوں کو آسانی سے گن سکتا تھا۔

میں شار تیرے کلام پر ملی یوں تو کبھی کو زباں نہیں

وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

* حضور علیہ السلام نے اپنی احادیث لکھنے سے منع فرمایا (تا کہ قرآن کے ساتھ مکس نہ ہوں اور یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ نووی علی المسلم ص ۴۱۴ ج ۲) (۷۵۱۰)

* اصحاب الاخذود کا قصہ۔ (۷۵۱۱)

* ابوالیسر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی طویل حدیث جس میں حضور علیہ السلام کے کئی فرمودات، معجزات (درختوں کا آپ کی اطاعت کرنا، انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا آپ کی دعا کا قبول ہونا، قبر پہ ٹہنیاں لگانا، مسجد میں خوشبو لگانا، ایک بہت بڑی مچھلی کا تذکرہ، حضور علیہ السلام کی بابرکت مجلسوں کا حال) اور کچھ واقعات کا ذکر ہے۔ (۷۵۱۲)

یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے

باب حدیث ہجرت میں سراقہ بن مالک کے گھوڑے کا زمین میں دھنسا بیان ہوا اور پھر مدینہ والوں کا حضور علیہ السلام کا استقبال کرنا بیان ہوا چنانچہ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں:

فَصَعَدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ وَتَفَرَّقَ الْغُلَامَانُ وَالْخُدَّامُ فِي الطَّرِيقِ يُنَادُونَ يَا مُحَمَّدُ يَا

رَسُولَ اللَّهِ

پھر (آپ کی زیارت کرنے کے لئے) مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پہ چڑھ گئے۔ بچے اور غلام راستوں میں پھیل گئے (اور باوا از بلند سبل کے) پکار رہے تھے یا محمد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کسی نے اس منظر کو یوں بیان کیا: فَجَاءَ مُحَمَّدٌ سِرَّاجًا مُنِيرًا۔ فَصَلُّوا عَلَيْهِ كَثِيرًا كَثِيرًا (۷۵۲۲) اور اس کا ترجمہ کسی محبت والے نے اس طرح کیا کہ وہ کہہ رہے تھے۔

ہُن ہو گیا کم سُخَّلا جے اوہ: آ گیا کملی والے جے

وجید الزماں صاحب سے اور تو کچھ نہ بن آیا صرف اتنا لکھ دیا کہ ”یہ پکارنا ان کا خوشی سے تھا“

(شرح نووی مترجم ج ۶، ص ۵۱۴)

الحمد للہ! خوشی سے پکارنا تو ثابت ہو گیا، ہم بھی جب محافل میلاد میں حضور علیہ السلام کی عظمت سنتے ہیں تو خوش ہو کر ہی نعرہ رسالت لگاتے ہیں تو اس کو آپ کے ماننے والے ناجائز کیوں فرماتے ہیں۔ شاید وہ آپ کے فتوے کا مذاق اڑاتے ہیں اور آپ کو منہ چڑھاتے ہیں تو آپ ان کو کیوں نہیں بتاتے ہیں کہ جو اپنے بزرگوں کے ساتھ ایسا رویہ اپناتے ہیں۔ پھر وہ سیدھے جہنم ہی جاتے ہیں اسی لیے میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں

یار رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

مدنی آقا علیہ السلام کی مدینہ شریف آمد یہ اہل مدینہ کی خوشی

علامہ طنطاوی رجال من التاریخ میں فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ حضور علیہ السلام کی آمد پہ اتنے خوش تھے کہ

ولو استطاعت من الحب لفرشت له الطريق بقطع اكبادها حتى يمشي على قلوبها

(بحوالہ مدینۃ الرسول ص ۱۱۶)

اگر ان کا بس چلتا تو اپنے دلوں کے ٹکڑے فرش راہ کر دیتے تاکہ محبوب خدا علیہ الوفاء التحیۃ والثناء ان پہ چل کر مدینہ شریف میں داخل ہوتے۔

اس موقع پہ مدینہ شریف کے بچوں اور بچیوں نے یہ یادگار ترانہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔

طلع البدر علینا من ثنایات الوداع

وجب الشکر علینا مادعا لله داع

ایہا المبعوث فینا جئت بالامر البطاع

جئت شرفت المدینہ مرحبا یا خیر داع

وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا ہم پر ان کا شکر یہ ادا کرنا واجب ہو گیا جو بلانے والے نے ہمیں

اللہ کی بارگاہ کی طرف بلایا ہے۔ اے ہمارے پیارے نبی آپ ایسا دین لے کر آئے ہیں جس کی اطاعت ہوگی۔ آپ نے مدینہ شریف کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ اے بھلائی کی دعوت دینے والے آپ کا آنا مبارک ہو۔ حفیظ جالندھری جن کا ترانہ سن کر عام بندے سے لے کر صاحبان جبہ و دستار اور وارثان منبر و محراب بلکہ صدر پاکستان تک سارے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ترانہ تو اس قدر معتبر ہو گیا لیکن اگر وہ حضور علیہ السلام کی عظمت پہ اشعار لکھیں تو خدا جانے وہ کیوں غیر معتبر ہو جاتے ہیں تاہم وہ اس مبارک موقع کے لئے لکھتے ہیں۔

مسلمانوں کے بچے بچیاں سرور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہوتی جاتی تھی
گلی کوچے خدا کی حمد سے معمور تھے سارے
درود و نعت کے نعمات کی آواز آتی تھی
بہر حال! حدیث ہجرت کے تحت امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

وفي هذا الحديث معجزات ظاهرات لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(حاشیہ مسلم ص ۱۸۴ آخری سطر)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی عظیم الشان معجزات ہیں۔

* بنی اسرائیل نے دروازے میں داخل ہوتے ہوئے بجائے حِطَّة کہنے کے حَبَّة فِی شَعْرَةٍ (دانہ بالی میں) کہا۔
(۷۵۲۳)

* وفات کے دنوں میں حضور علیہ السلام پہ زیادہ وحی آتی اور سب سے زیادہ وحی اس دن آئی جس دن آپ کا وصال ہوا۔ (۷۵۲۴)

کیا عیدیں صرف دو ہی ہیں؟

حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں یہودیوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا! تم لوگ قرآن مجید میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہو کہ اگر وہ آیت ہم پہ اترتی تو ہم اس دن کو (جس دن وہ آیت نازل ہوئی) عید کے طور پر مناتے، حضرت عمر نے فرمایا: میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ آیت کہاں اتری اور یہ بھی جانتا ہوں کہ کس دن اتری اور یہ بھی جانتا ہوں کہ جب آیت نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام کہاں تھے (تو سن لو اے یہودیو) یہ آیت عرفات میں اتری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ (۷۵۲۵)

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں عرفہ کا دن بھی عید ہے مسلمانوں کی اور اس دن (جس دن یہ آیت اتری) جمعہ تھا اور جمعہ بھی عید ہے۔ ترجمہ شرح نووی ص ۵۱۵ (اور وہ آیت یہ ہے الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ.....)

کاش اس مسئلہ کا پتہ آپ کے نام لیواؤں کو بھی ہوتا تا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پہ یہ شور نہ مچاتے کہ عیدیں صرف دو ہی ہیں یہ تیسری عید کہاں سے آگئی۔ تمہیں تیسری عید کی فکر مارے جا رہی ہے یہاں تو پچاس سے زیادہ عیدیں منائی جاتی ہیں۔

ہی ہیں۔

عید نبوی کا زمانہ آ گیا لب پہ خوشیوں کا ترانہ آ گیا
ہر ستارے میں بڑھی ہے روشنی ہر کلی کو مسکرانا آ گیا
میرے ہونٹوں پر ہے نعت مصطفیٰ ہاتھ بخشش کا بہانہ آ گیا
پرچم دین نبی ہے سر بلند کفر کو گردن جھکانہ آ گیا

* جو کوئی مسلمان اسلام کو سمجھ کر کسی کو قتل کرے گا اس کی توبہ قبول نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما (۷۵۴۴) (اس بارے

میں منسوخ آیت اور اس کی ناخ (۷۵۴۵)

* سب سے آخر میں نازل ہونے والی پوری سورۃ النصر ہے۔ (۷۵۴۶)

یوں نہ نکلیں آپ بر چھاتان کر

علامہ وحید الزمان صاحب نے ترجمہ شرح نووی میں جا بجا اور بلا وجہ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ پہ چڑھائی کی ہے۔

چنانچہ مندرجہ ذیل حدیث جس میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: جان لو شراب جب حرام ہوئی تھی تو پانچ چیزوں سے بنا کرتی تھی۔ گندم، جوار، کھجور، انگور اور شہد اور شراب وہ ہے جو عقل میں

فقر پیدا کر دے۔ (۷۵۵۹)

اس کے تحت وحید الزمان صاحب نے حسب عادت پھر امام صاحب پہ چڑھائی کی اور لکھا کہ اس سے رد ہو گیا امام ابو حنیفہ

کے قول کا کہ شراب خاص ہے انگور سے کیونکہ یہ قول حضرت عمر نے منبر پہ فرمایا اور تمام صحابہ نے قبول کیا کسی نے اعتراض نہ کیا (تو

گویا اجماع ہو گیا) حالانکہ امام صاحب کا اس بارے میں موقف یہ ہے کہ کل مسکر حرام۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے پھر رد کس

طرح ہو گیا لیکن مترجم کو اپنے گھر کی بھی خبر لینی چاہئے کہ حضرت عمر کا یہ فیصلہ تو قابل قبول ہے کیونکہ اس میں آپ کے خیال کے

مطابق رد ہے امام ابو حنیفہ کا۔ تو حضرت عمر نے یکبارگی تین طلاق کا جو فیصلہ فرمایا، بیس تراویح کا جو فیصلہ فرمایا، عورتوں کو مسجد میں

جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کا بلکہ گھر میں چھپ کر نماز پڑھنے کا جو حکم دیا اور اس پر حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

کی تصدیق بھی ہے کہ انہوں نے فرمایا: زمانہ بدل گیا ہے عورتیں اب وہ نہیں رہیں اگر آج حضور علیہ السلام بھی ہوتے تو یہی فیصلہ

فرماتے۔ علاوہ ازیں بے شمار فیصلے جن کی آپ حضرات کھلے بندوں مخالفت کرتے ہوئے بے دھڑک یہ کہہ دیتے ہیں کہ شریعت

حضور کی ہے یا حضرت عمر کی؟ حالانکہ حضور علیہ السلام نے ہی فرمایا ہے: علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین

المہدیین۔ تم پہ میری اور میرے خلفاء کرام علیہم الرضوان کی سنت لازم ہے۔ جو کہ ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ ہیں۔

ایجا بیگانہ ذرا پہچان کر

بالا اتفاق حضرت عمر خلیفہ راشد ہیں اور ان کے مبارک فیصلوں کو صحابہ کرام کی تائید حاصل ہے اور ان کی اپنی عظمت و

شان یہ ہے کہ سرکار نے فرمایا: میرے بعد اگر کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا اور ان کی رائے کے مطابق قرآن پاک کی بیسیوں آیات نازل ہوئیں۔ ان کے علم پر شیطان کا اثر نہیں ہو سکتا کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: شیطان تو عمر کے سائے سے بھی گھبرا کر بھاگ جاتا ہے اور فرمایا: عمر کی زبان سے حق نکلتا ہے۔ شاید حضور علیہ السلام نے اس لیے حضرت عمر کے بارے میں یہ کچھ فرمایا کہ آپ کو معلوم تھا بعض نام نہاد اور جذباتی لوگ جو عمل بالحدیث کا دعویٰ کریں گے وہ میرے اس یار کے فیصلوں میں شک کریں گے لہذا میں پہلے ہی انتظام کر جاؤں کہ جو ان سے بے تعلق ہے وہ میرا ہونہیں سکتا اس لیے مودبانہ گزارش ہے کہ

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

مسلم شریف کی آخری حدیث

سورہ حج کی آیت ہذان خصان اختصوا فی ربہم (یہ دونوں گروہ جوڑتے ہیں اپنے رب کے لئے) بدر میں لڑنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی جب مسلمانوں کی طرف سے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ حیدر کرار اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب علی المرتضیٰ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور کافروں کی طرف سے ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ اور عتبہ بنیہ ولید نکلا۔ (اس حدیث کا نمبر ۶۳-۷۵۶۲) ہے اور یہ مسلم شریف کی آخری حدیث ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلم شریف کی منتخب احادیث مکمل ہوں۔ اس پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اہل نے مجھے اپنے پیارے نبی علیہ السلام کی پیاری پیاری احادیث کو جمع کرنے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ اس سے پہلے بخاری شریف کی منتخب احادیث کو جمع کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے پوری صحاح ستہ کی منتخب احادیث کو جمع کرنے کی اور اسی طرح مشکوٰۃ شریف کی احادیث کو بھی اپنے ذوق کے مطابق جمع کرنے کی توفیق بخشے۔ بتقاضائے بشریت خطا و بھول کو معاف فرمائے اور میری اس محنت کو قبول فرما کر بالخصوص میرے والدین اور تمام اہل اسلام کی بخشش کا سبب بنائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام بیماروں کو صحت و تندرستی سے نوازے تاکہ جو کام میں کرنا چاہتا ہوں باسانی کر سکوں۔

منشا یہی ہے سلسلہ قیل و قال کی
ہوتی رہے ثنا تیرے حسن و جمال کی

آمین، ثم آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واهل

بیتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ واهل سنۃ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(۲۲ شوال المکرم ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۲۲ اکتوبر ۲۰۰۸ء کا تک ۲۰۶۵ ب بروز بدھ بوقت چاشت)

سنن ترمذی شریف اور سنن ابی داؤد کی منتخب احادیث کا مجموعہ

راہِ ہدایت

مصنف

مفتی غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

اکبر پبلشرز
لاہور

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	راہ ہدایت
مصنف	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
اشاعت	2012ء
تعداد	1100
کمپوزنگ	فرخ علی
ناشر	اکبر بک سیلرز لاہور
قیمت	روپے

اکبر بک سیلرز
ناشر
اردو بازار
لاہور

حرف آغاز

سنن اربعہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ) کی بہت ساری احادیث بخاری و مسلم کے مجموعوں میں آچکی ہیں اور بہت ساری احادیث کے حوالے مصباح المشکوٰۃ میں لکھ دیے گئے ہیں اور چونکہ میری ڈائری میں ان چار کتابوں کی احادیث کے کچھ حوالہ جات لکھے ہوئے تھے اس لیے ان چاروں کتابوں کی منتخب احادیث کے حوالے دو مجموعوں میں یکجا کر دیے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ اس سے پہلے تین مجموعوں میں جن حوالوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے اس میں ان کے علاوہ احادیث کے حوالے جمع ہو جائیں۔ ان حوالوں کی نمبرنگ مجموعہ صحاح ستہ مطبوعہ دارالسلام کے مطابق ہے۔ جہاں ترمذی یا حاشیہ ترمذی کا حوالہ دیا ہے اس سے مراد مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی ہے۔ ترمذی شریف کی احادیث کے تراجم کے لئے مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب کے ترجمے سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔ جبکہ سنن ابی داؤد کی احادیث اور ترجمہ کے سلسلہ میں علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات کو سامنے رکھا گیا ہے۔ نمبرنگ موسوعۃ الحدیث الشریف الکتاب السنۃ کی ہے اور جہاں اصل کتاب ابوداؤد شریف کا صفحہ یا حاشیہ کا حوالہ دیا ہے اس سے مراد بھی ایچ ایم سعید کمپنی کی مطبوعہ ہے جبکہ انہی دو بزرگوں کی مترجم کتب سے دونوں میں سے ہر کتاب کا تعارف اور ہر دو اماموں کے حالات بھی لیے گئے ہیں۔ فقہ حنفی کے بنیادی قواعد جو کہ بعض کتب (مثلاً مجلۃ الاحکام العدلیہ جو کہ سلطنت عثمانیہ کی علماء کونسل نے مرتب کی اس کے مقدمہ) میں ننانونے اور مجامع الحقائق میں محمد بن سعید الخادمی (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے ایک سوچون لکھے اور پھر خود ہی اس کی شرح منافع الدقائق فی شرح مجامع الحقائق لکھی۔ اصول الکفرخی میں ابوالحسن عبید اللہ بن الحسین الکفرخی (متوفی ۳۴۰ھ) نے انتالیس قواعد فقیہ تحریر فرمائے جس کی شرح ابو حفص عمر بن محمد نسفی (متوفی ۵۳۷ھ) نے لکھی اور ہر قاعدہ کے تحت مسائل بھی لکھے۔ اسی طرح ”الاشباہ والنظائر“ میں زین العابدین ابراہیم بن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) نے تحریر فرمائی اور حال ہی میں علامہ محمد انور مگھالوی نے فقہ حنفی کے اساسی قواعد کے نام سے بڑی محنت سے ایک سو قواعد کو جمع کیا اور ہر قاعدے کے تحت مسائل بھی بیان کیے چنانچہ اسی کتاب سے اس کام کیلئے زیادہ تر استفادہ کیا گیا ہے۔ لیکن صرف قاعدہ کی عربی عبارت ترجمہ اور جہاں ضرورت محسوس کی کوئی ایک مسئلہ اور اس قاعدہ کا ماخذ اگر ہوا تو اس کو بیان کر دیا جائے گا۔ زیادہ تر احادیث فقہ حنفی کی تائید کنندہ لکھی گئی ہیں۔ پھر بھی اگر کہیں کوئی شبہ پڑے تو شرح معانی الآثار اور فقہ حنفی کی کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔ صحاح ستہ کی احادیث کو اس انداز سے جمع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہمارے بہت سارے مقررین و خطباء حضرات اپنی تقریروں میں غیر معتبر قصے کہانیاں بیان کر

کے اپنا مقصد تو حل کر لیتے ہیں عوام کو بھی خوش کر لیتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ ہم پہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس سوائے ان قصے کہانیوں کے اور کچھ بھی نہیں۔ ہمارے مقررین کمزور باتیں بیان کرنے سے جان چھڑائیں اور کتب صحاح ستہ جو کہ ہمارے عقائد کی احادیث کا اپنے اندر ایک عظیم ذخیرہ رکھتی ہیں۔ ان احادیث کو بیان کرنے کی اپنے آپ کو عادت ڈالیں تاکہ لوگوں میں علمی شعور بھی پیدا ہو اور ہمارے دامن پہ لگا ہوا یہ داغ بھی دھل جائے۔

اس لیے علامہ اقبال کی زبان میں 'میں یہ عرض کر سکتا ہوں۔

عشق کے درد مند کا طرز کلام اور ہے
یہ بھی سنو کہ نالہ طائر بام اور ہے
کہتا تھا مور ناتواں لطف خرام اور ہے
اس کا مقام اور ہے اس کا نظام اور ہے
گردش آدمی ہے اور گردش جام اور ہے
نعمکہ نمود میں شرط دوام اور ہے

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے
طائر زیر دام کے نالے تو سن چکے ہو تم
آتی تھی کوہ سے صدا راز حیات ہے سکوں
جذب حرم سے ہے فروغ انجمن حجاز کا
موت ہے عشق جاوداں ذوق طلب اگر نہ ہو
شمع سحر یہ کہہ گئی سوز ہے زندگی کا ساز

سنن ابی داؤد کے حوالے جہاں ختم ہوں گے وہاں سے ایک دلچسپ مضمون غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں صحاح ستہ کی احادیث پر مشتمل ہے جس میں ان سے بیسیوں سوالات کیے گئے ہیں اس سے پہلے اس انداز میں شاید ان سے کسی نے سوالات نہ کیے ہوں۔ لہذا حیرانگی ضرور ہوگی اور یہ میری زمانہ طالب علمی کے اس دور کی کاوش ہے جب میں مشکوٰۃ شریف پڑھ رہا تھا۔

مقدمہ

علامہ غلام رسول سعیدی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسلمانوں کے دین کا سرمایہ اور ان کی شریعت کی متاع کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ حیات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احوال اور آپ کے شب و روز کے معمولات ہی ان کیلئے سرچشمہ ہدایت ہیں۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی کتاب زندگی کے ایک ایک ورق کو حفظ کیا۔ خلوت و جلوت، سفر و حضر اور نجی حالات سے لے کر عام سیاسی معاملات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی واقعہ نہیں ہے مگر اس کو حضرات صحابہؓ نے محفوظ کر لیا۔ وہ حضور ﷺ کی احادیث کا تذکرہ کرتے اور سنیوں سے لے کر صحیفوں تک انہیں محفوظ رکھتے۔ ان کے بعد تابعین اور ان کے اتباع نے حفظ اور کتابت کے اس عمل کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور ابواب و کتب کی ترتیب سے حدیث کی کتابیں مدون ہوئیں۔ یوں ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع سیرت اور دین کی مکمل تصویر پہنچنے کا اہتمام ہوا۔

اکابر علماء ملت اور اسانید شریعت نے علم حدیث کی تحصیل کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ انہوں نے بارہا صرف ایک حدیث کی خاطر سینکڑوں میل کا سفر کیا۔ طلب حدیث میں کوئی چیز ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔ وہ اپنے شاگردوں سے بھی احادیث روایت کر لیتے تھے۔ انہوں نے احادیث کو اپنے سینوں میں اور پھر نوشتوں میں محفوظ کیا۔ ناقلین حدیث کو پرکھنے کیلئے علم رجال ایجاد کیا اور اس میدان میں حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے۔ مگر حدیث کے ان عظیم کارناموں کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ علم حدیث کی دین میں کیا اہمیت ہے اور اگر امت کے پاس آج احادیث کا یہ سرمایہ نہ ہوتا تو دین کی کیا شکل و صورت ہوتی۔

ضرورت حدیث

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسانی معیشت کے اصول اور مبادی اجمالاً بیان فرمائے ہیں۔ جن کی تعبیر و تشریح بغیر احادیث نبویہ کے ممکن نہیں ہے۔ نیز احکام کی عملی صورت بیان کرنے کیلئے اسوۂ رسول کی ضرورت ہے۔ احادیث رسول ہمیں قرآنی احکام کی عملی تصویر مہیا کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، تیمم، حج اور عمرہ یہ محض الفاظ ہیں۔ لغت عربی ان الفاظ کے

وہ معانی نہیں بتاتی جو شرع میں مطلوب ہیں۔ پس اگر احادیث رسول موجود نہ ہوں تو ہمارے پاس قرآن کریم کے معانی شرعی متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔

حجیت حدیث

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

۱- اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

۲- ما آتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانتہوا۔

رسول (ﷺ) تمہیں جو حکم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

۳- قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔

۴- لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

تمہارے اعمال کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بعد کے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور آپ کے افعال کا کس ذریعہ سے علم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لیے نمونہ بنایا ہے۔ پس جب تک حضور ﷺ کی زندگی ہمارے سامنے نہ ہو ہم اپنی زندگی کو حضور ﷺ کے اسوہ میں کیسے ڈھال سکیں گے اور جبکہ ہمیں اسوہ رسول ﷺ پر اطلاع صرف احادیث سے ہی ممکن ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح صحابہ کے لئے بنفس نفیس حضور ﷺ کی ذات ہدایت تھی۔ اسی طرح ہمارے لیے حضور ﷺ کی احادیث ہدایت ہیں اور اگر احادیث رسول ﷺ کو حضور ﷺ کی دی ہوئی ہدایات اور آپ کے نمونہ کیلئے معتبر مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کی حجت بندوں پر ناتمام رہے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کے لئے صرف قرآن کو کافی قرار نہیں دیا بلکہ قرآن کے احکام کے ساتھ ساتھ رسول کے احکام کی اطاعت اور ان کے افعال کی اتباع کو بھی لازم قرار دیا ہے اور ان کے اقوال اور افعال کو جاننے کیلئے احادیث کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

احادیث شریفہ کو اگر معتبر نہ مانا جائے تو نہ صرف یہ کہ حضور ﷺ کی دی ہوئی ہدایات سے ہم محروم ہوں گے بلکہ قرآن کریم کی دی ہوئی ہدایات سے بھی ہم مکمل طور پر مستفید نہیں ہو سکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیلئے قرآن نازل فرمایا لیکن اس کے معانی کا بیان اور اس کے احکام کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم

ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن کریم) نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کو بیان کریں کہ ان کی طرف کیا احکام نازل کئے گئے۔

ويعلمهم الكتاب والحكمة

اور رسول (ﷺ) مسلمان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ کہہ دے کہ آیات کے معانی کا بیان اور کتاب و حکمت کی تعلیم صرف صحابہ کیلئے تھی تو میں اولاً یہ کہوں گا کہ اسلام صرف صحابہ کا نہیں بلکہ قیامت تک کے مسلمانوں کا دین ہے اس لیے جس ہدایت کی انہیں ضرورت تھی ہمیں بھی ضرورت ہے۔ ثانیاً صحابہ کرام جب اپنی بلندی مقام اور جناب رسالت مآب ﷺ سے قرب کے باوجود قرآنی احکام کو سمجھنے کیلئے حضور ﷺ کے بیان اور آپ کی تعلیم کے محتاج تھے تو بعد کے لوگ تو بدرجہ اولیٰ اس بیان اور تعلیم کی طرف محتاج ہوں گے۔ ثالثاً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب

والحكمة وان كانوا من قبل لفی ضلال مبين و آخرین منهم لما يلحقوا بهم۔

وہ ذات جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک بہت بڑا رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے

اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ وہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور بعد کے

لوگوں کو جو ابھی پہلوں کے ساتھ لاحق نہیں ہوئے۔

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی جو تعلیم دی ہے وہ صحابہ کیلئے بھی ہے

اور بعد کے لوگوں کیلئے بھی۔ پس ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم کی تعلیم دینا اور آیات کے معانی بیان کرنا جس

طرح صحابہ کیلئے تھا اسی طرح قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے بھی ہے اور اگر احادیث کو معتبر نہ مانا جائے تو بعد کے لوگوں کیلئے

حضور ﷺ کی تعلیم اور تزکیہ کا کس طرح ثبوت ہوگا اور اس آیت کا صدق کیسے ظاہر ہوگا؟

آپ ہی سوچئے اگر حضور علیہ السلام نہ بتلاتے تو ہمیں کیسے معلوم ہوتا کہ لفظ صلوٰۃ سے یہ ہیئت مخصوصہ مراد ہے۔ مؤذن کی

اذان سے لے کر امام کے سلام پھیرنے تک نماز اور جماعت کی تفصیل ہمیں کیونکر معلوم ہوتی۔ اسی طرح حج اور عمرہ کا بیان احرام

کہاں سے اور کس دن باندھنا ہے۔ وقوف عرفہ طواف زیارت و وداع ان تمام احکام کی تفصیل اور تعیین قرآن میں کہیں نہیں

ملتی۔ حدیہ ہے کہ قرآن میں یہ بھی مذکور نہیں کہ حج کس دن ادا کیا جائے۔ زکوٰۃ کا صرف لفظ قرآن میں مذکور ہے لیکن عشر اور

زکوٰۃ کی کسی تفصیل کا قرآن میں بیان نہیں۔ پھر ان کی شرعی ہیئت کدائی جس سے فرائض واجبات اور آداب کی تمیز ہو قرآن

میں کہیں نہیں ملتی۔

قرآن کریم کے بیان کردہ ان تمام احکام کی تفصیل اور تعیین صرف حضور ﷺ ہی سے ملتی ہے۔ عہد رسالت میں صحابہ کو یہ بیان زبان رسالت سے حاصل ہوا اور بعد کے لوگوں کو یہی بیان احادیث نبویہ سے حاصل ہوگا اور جو شخص ان احادیث کو معتبر نہیں مانتا اس کے پاس قرآن کریم کے مجمل اور مبہم احکام کی تفصیل اور تعیین کیلئے کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح معانی قرآن کے مبین اور معلم ہیں اسی طرح آپ بعض احکام کے شارع بھی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آپ کی اس حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

يَحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ

رسول اللہ پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حلال اور حرام کیا قرآن میں کہیں ان کا ذکر نہیں ہے۔ ان کا ذکر صرف احادیث رسول ﷺ سے ہی ممکن ہے۔ حضور ﷺ نے شکار کرنے والے درندوں اور پرندوں کو حرام کیا۔ دراز گوش اور حشرات الارض کو حرام کیا اور ہمارے لیے ان احکام کا علم صرف احادیث رسول ﷺ سے ہی ممکن ہے اور اگر احادیث رسول ﷺ کو حجت نہ مانا جائے تو حلت و حرمت کے تمام احکام کیلئے شریعت اسلامیہ متکفل نہیں ہوگی۔

قرآن کریم کے نفس مضمون کو سمجھنے کیلئے بھی ہمیں احادیث کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ قرآن مجید کی بعض آیات کا نزول کسی خاص واقعہ سے متعلق ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کسی خاص سوال کے سبب سے کوئی آیت نازل ہوتی ہے اور بعض مرتبہ مشرکین یا منافقین کی کسی بات کے رد میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے۔ کبھی کسی آیت میں عہد رسالت میں ہونیوالے کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور کبھی صحابہ کے کسی عمل پر تنبیہ یا اس کی تائید میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے۔ لہذا جب تک اس قسم کی تمام آیات کے پس منظر اور اسباب نزول کا علم نہ ہو ان کا کوئی واضح معنی سمجھ میں نہیں آتے اور اگر قرآن کے لئے احادیث نبویہ کو اپنا معتبر مآخذ اور حجت نہ مانا جائے تو قرآن مجید کی بعض آیات ایک چیتان اور معمہ بن کر رہ جائیں گی۔

تدوین حدیث

عام طور پر منکرین حدیث یہ کہتے ہیں کہ احادیث کی تدوین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی ہے۔ اس لیے کتب احادیث قابل اعتبار نہیں ہیں لیکن ان کا یہ قول سخت مغالطہ آفرینی پر مبنی ہے کیونکہ احادیث رسول ﷺ کی حفاظت اور کتابت کے سلسلہ میں عہد رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک پورے تسلسل اور تواتر سے کام ہوتا رہا ہے اور اڑھائی سو سال کے اس طویل عرصہ کے کسی وقفہ میں بھی اس کام کا انقطاع نہیں ہوا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام نے احادیث کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا۔ امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل خطبہ دیا۔ یمن کے ایک شخص (ابو

شاہ) نے آ کر عرض کیا۔ اکتب لی یا رسول اللہ۔ میرے لیے یہ خطبہ لکھ دیجئے آپ نے حکم دیا ”اكتبوا لابی فلان“ اس شخص کیلئے یہ خطبہ لکھ دو۔ (۱)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو احادیث لکھنے کی عام اجازت تھی۔ انہی سے روایت ہے۔
عن عبداللہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیء اسبعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ اریذ حفظہ فنہتني قریش وقالوا اکتب کل شیء تسبعہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشریتکلم فی الغضب والرضا فامسکت عن الکتابۃ فذکرت ذالک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاوما باصبغہ الی فیہ فقال اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الا حق (۲)
عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں حفاظت کے خیال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہر بات لکھ لیتا تھا۔ قریش نے مجھے منع کیا اور کہا تم حضور سے سن کر ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ حضور ﷺ بھی ایک بشر ہیں آپ کبھی خوش ہوتے ہیں اور کبھی ناراض یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ سے میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: لکھا کرو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے احادیث لکھنے کا تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدا کثر حدیثا عنہ منی الا ما کان من عبداللہ بن عمرو فان کان یکتب ولا یتکتب (۳)
صحابہ میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس حضور ﷺ کی احادیث محفوظ نہ تھیں سوا عبداللہ بن عمرو کے کیوں کہ وہ احادیث لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

ابوداؤد اور بخاری کی ان روایتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو احادیث قلمبند کیا کرتے تھے۔ رہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کی وجہ سے ان کا حافظہ بہت تیز ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے وہ احادیث نہیں لکھتے تھے۔ تاہم ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کتب اور صحائف کی شکل میں بھی محفوظ تھیں۔ چنانچہ عمرو بن امیہ بیان کرتے ہیں:

(۱) امام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲

(۲) امام سلیمان بن اشعث ابوداؤد المتوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۵۱۴

(۳) امام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲

تحدث عند ابی ہریرہ بحديث فاخذ بيده الى بيته فارانا كتباهن حديث النبي صلى الله عليه وسلم وقال هذا هو مكتوب عندي. (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث پر گفتگو ہوئی تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور ہمیں احادیث کی کتابیں دکھائیں اور کہا دیکھو وہ حدیث میرے پاس لکھی ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی تمام مرویات لکھی ہوئی محفوظ تھیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ ابتدائے زمانہ رسالت میں احادیث نہیں لکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انہوں نے احادیث کو لکھ لیا۔ اسی زمانہ میں وہ کسی اور شخص سے ان احادیث کو لکھواتے رہے ہوں گے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تو احادیث لکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے کا شرف بھی حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ قنادہ روایت کرتے ہیں:

كان يبلى الحديث حتى اذا كثر عليه الناس جاء ببعال من كتب فالقاها ثم قال هذه احاديث سمعتها وكتبتها عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعرضتها عليه. (تفیر العلم ص ۹۶-۹۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ احادیث لکھوایا کرتے تھے اور جب لوگ زیادہ تعداد میں آئے تو وہ اپنا صحیفہ لے کر آئے اور اس کو ان کے آگے رکھ کر فرمایا۔ یہ وہ احادیث ہیں جن کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا اور انہیں میں آپ پر پیش کر چکا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی احادیث کو لکھ کر صحائف میں محفوظ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے:

يروى ان عبد الله بن عمر كان اذا خرج الى السوق نظر في كتبه وقد اكد الراوى ان كتبه هذه كانت في الحديث (الجامع لافلاخ الراوى وآداب السماع ص ۱۰۰)

روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کبھی بازار جاتے تو اپنی کتابوں کو دیکھ لیتے تھے۔ راوی تاکیداً کہتے ہیں کہ ان کی وہ کتابیں احادیث پر مشتمل تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں آپ کی نظر سے مستحکم حوالے گزر چکے ہیں کہ یہ حضرات عہد رسالت میں احادیث کو صحائف میں لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ اب ہم آپ کے مطالعہ میں ایک ایسا حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بالعموم صحابہ کرام احادیث لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ناس من اصحابه وانا معهم وانا اصغر القوم فقال النبي صلى الله عليه وسلم من كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار فلما خرج القوم

قلت كيف تحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد سمعتم ما قال وانتم تنهكون في الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فضحكوا وقالوا يا ابن اخينا ان كل ما سمعنا منه عندنا في كتاب^۱

میں دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر تھا اور میں ان سب سے عمر میں کم تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ جب لوگ باہر نکلے تو میں نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ نے حدیث کے معاملہ میں کتنی شدید وعید فرمائی ہے اور آپ لوگ بھی بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں۔ یہ سن کر وہ لوگ ہنسے اور کہنے لگے: اے بھتیجے ہم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ سب ہمارے پاس لکھا ہوا محفوظ ہے۔

ان احادیث سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ احادیث کو لکھنے اور محفوظ کرنے کا کام عہد رسالت میں شروع ہو چکا تھا اور صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کے افعال اور احوال قلمبند کیا کرتے تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بعض احادیث میں لکھنے کی جو ممانعت آئی ہے وہ بعض مواقع کے ساتھ مخصوص ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صورتوں میں لکھنے سے منع فرمایا تھا کہ جن میں قرآن اور حدیث کے اشتباہ کا احتمال تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دور صحابہ میں تابعین نے صحابہ کی مرویات کو لکھ کر محفوظ کرنا شروع کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جن سے پانچ ہزار تین سو چوبتر (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں۔ انہوں نے بے شمار شاگرد پیدا کئے اور ان لوگوں نے ان احادیث کو لکھ کر محفوظ کیا اور یہ سلسلہ روایت آگے بڑھایا۔ چنانچہ مسند دارمی میں ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے بشیر بن نھیک نے آپ کی روایات کو لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے دو ہزار چھ سو ساٹھ (۲۶۶۰) احادیث مروی ہیں ان کی روایات کو دوسرے شاگردوں کے علاوہ کرب نے محفوظ کر لیا تھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ جو کہ دو ہزار دو چھیالیس احادیث کے راوی ہیں۔ ان کے بارے میں مسند دارمی میں ہے کہ ان کی مرویات کو ابان نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث کی روایت کرتی ہیں ان کی احادیث کو عروۃ بن الزبیر نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو ایک ہزار چھ سو تیس احادیث کی روایت کرتے ہیں۔ طبقات ابن سعد اور دارمی میں ہے کہ ان کی روایات کو نافع نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا اور حضرت جابر جو ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث کے راوی ہیں۔ ان کی مرویات کو قتادہ بن دعامہ سروی نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔

(۱) حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی المتوفی ۸۰۷ھ مجمع الزوائد (ج ۱ ص ۲-۱۵۱)

(۲) محمد بن سعد کا تب واقعی طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۱۶

(۳) علامہ جلال الدین الخوارزمی الکفایہ ص ۲۳۹

(۴) محمد بن سعد کا تب واقعی طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۷۲

مذکورۃ الصدر سطور میں چند مثالیں پیش کی ہیں ورنہ صحابہ کرام سے احادیث کا سماع اور روایت کرنے والے تمام حضرات احادیث کو ضبط تحریر میں لے آئے تھے۔ پہلی صدی ہجری کے آخر تک اسی طرح متفرق طور پر کتابت کے سہارے تدوین حدیث کا کام آگے بڑھتا رہا۔ احادیث کے یہ صحائف اور نوشتے کسی نقطہ پر مشترک اور کسی جہت سے مجمع نہ تھے۔ بغیر کسی ترتیب کے تابعین کرام نے اپنی اپنی مرویات کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز زمانہ خلافت آیا اور انہوں نے احادیث کو یکجا کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس کام کیلئے انہوں نے معتمد اور مستند علماء کی ایک مقرر کی جن میں ابو بکر بن محمد بن عمر بن حزم، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز نے مختلف علاقوں سے احادیث کا لکھا ہوا ذخیرہ جمع کیا اور ابن شہاب زہری نے ان احادیث کو ترتیب دیا۔ تہذیب سے منظم اور منضبط کیا۔ احادیث کو جمع اور منظم کرنے کے ساتھ ساتھ حدیث کو سند کے ساتھ بیان کرنے کی ابتدا بھی ابن شہاب زہری نے کی ہے۔ اسی وجہ سے ان کو علم اسناد کا وضع کہا جاتا ہے۔^۱

احادیث کی ترتیب اور تہذیب کا جو کام ابن شہاب زہری نے شروع کیا تھا۔ اس کام کو ان کے مایہ ناز تلامذہ برابر آگے بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ دوسری صدی کے اخیر میں ان کے ایک نامور شاگرد امام مالک بن انس اصبہی نے احادیث کو با ترتیب دے کر پہلا مجموعہ حدیث موطا کے نام سے پیش کر دیا۔

موطا امام مالک کے علاوہ امام اعظم نے اپنی مرویات کو کتاب الآثار کے نام سے پیش کیا جس کو ان کے لائق اور قابل صد فخر تلامذہ نے الگ الگ روایت کیا ہے۔ ان حضرات کے علاوہ دوسری صدی کے جن دوسرے متعدد بزرگ مصنفین نے حدیث میں کتابیں پیش کی ہیں ان میں سے بعض کی کتابیں یہ ہیں: سنن ابوالولید (۱۵۱ھ) جامع سفیان ثوری (۱۶۱ھ) مصنف ابی سلمہ (۱۶۷ھ) مصنف ابی سفیان (۱۹۷ھ) جامع سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) اور تیسری صدی کے جن مصنفین نے حدیث کی کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں سے بعض حضرات کی کتابیں یہ ہیں۔ کتاب الام للشافعی (۲۰۴ھ) مسند احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) الجامع الصحیح للبخاری (۲۵۶ھ) الجامع الصحیح للمسلم (۲۶۱ھ) سنن ابوداؤد (۲۷۵ھ) الجامع للترمذی (۲۷۹ھ) سنن ابن ماجہ (۲۷۳ھ)

مضبوط اور مستحکم حوالہ جات کی روشنی میں ہم نے آپ کے سامنے عہد رسالت سے لے کر صحاح ستہ کے مصنفین تک تدوین حدیث کا ایک مربوط جائزہ پیش کر دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک دور میں احادیث کو قلمبند کیا جاتا رہا اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک ہر طرح سے حدیث کی حفاظت کی جاتی رہی۔ نیز

۱۔ حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ تدوین الراوی ص ۷۳

۲۔ تقدیمۃ المعرفة للکتاب المجرع والتعذیل ص ۲۰

میں لوگوں نے اپنے زمانہ کے مخصوص تقاضوں اور تصنیف و تالیف کے رجحانات کو سامنے رکھ کر احادیث کی تدوین کی۔
 اں تک کہ تیسری صدی میں مصنفین صحاح ستہ نے پہلے لوگوں کی خوبیوں کو نئے اضافوں کے ساتھ ضم کر کے ایک جامع
 لوب کے ساتھ اپنی تصانیف کو پیش کیا۔

حدیث کی ضرورت حجت اور تدوین پر بحث کرنے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی تعریف اور اس کی اقسام
 میرہ پر بھی گفتگو کر لی جائے۔

تعریف حدیث

علم حدیث کی دو قسمیں ہیں۔ علم حدیث رولۃ اور علم حدیث درایۃ حدیث از روئے روایت اس علم کو کہتے ہیں جس سے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، احوال اور اوصاف کی معرفت حاصل ہو۔ اس علم کا موضوع خود حضور ﷺ کی ذات
 قدسہ ہے اور علم حدیث از روئے درایت وہ علم ہے جس سے راوی اور مروی عنہ کے حالات بحیثیت رد اور قبول معلوم ہوں۔
 اس علم کا موضوع راوی اور مروی عنہ ہیں۔ (۱)

قسام حدیث

حدیث کی تعریف کے بعد اس کی بعض ضروری اقسام کی تعریف پیش کی جاتی ہے۔
 مرفوع: جس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔
 موقوف: جس حدیث میں صحابہ کرام کے اقوال، احوال اور تقریرات کا بیان ہو۔
 مقطوع: جس حدیث میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔
 متصل: جس حدیث کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔
 معلق: جس حدیث کی سند کے شروع سے رواۃ کو حذف کر دیا جائے خواہ یہ حذف بعض کا ہو یا کل کا۔
 مرسل: جس حدیث کی سند کے اخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے۔ مثلاً تابعی حضور علیہ السلام سے روایت کرے اور صحابی
 کو چھوڑ دے۔

معطل: درمیان سند سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔
 منقطع بمعنی اخص: دو سے زیادہ راویوں کو سند میں ایک جگہ سے یا دو راویوں کو متعدد جگہ سے چھوڑ دیا جائے۔
 مضطرب: سند یا متن حدیث میں زیادتی، نقصان یا تقدیم و تاخیر کر دی جائے۔
 مدرج: متن حدیث میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

شاذ: جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔ (اس کا مقابل محفوظ ہے)

(۱) حضور ﷺ کی تقریرات بھی احوال میں شامل ہیں۔ سعیدی غفرلہ

منکر: زیادہ ضعیف راوی جس راویت میں کم ضعیف کی مخالفت کرے۔ (اس کا مقابل معروف ہے)

معلل: جس حدیث میں علت خفیہ قاذحہ ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

صحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام راوی متصل عادل تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

صحیح لغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری جائے۔

حسن لذاتہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

حسن لغیرہ: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق روایت سے پوری جائے۔

ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

متروک: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

غریب: جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

عزیز: جس حدیث کے دور راوی ہوں پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

مشہور: جو حدیث دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو (یعنی سلسلہ سند میں کسی شیخ سے بھی تین سے کم راوی نہ ہوں) اور

زیادتی حد تو اتر سے کم ہو۔ (۱)

متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق علی الکذب عاۃ محال ہو۔

اقسام کتب حدیث

کتب حدیث کی انواع اور اقسام کافی زیادہ ہیں یہاں پر بعض ضروری اقسام کو بیان کیا جا رہا ہے۔

صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو جیسے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ۔

جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث لائی جائیں اور وہ یہ ہیں۔ سیر آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام

اشراط مناقب جیسے بخاری اور ترمذی وغیرہ۔

سنن: جس کتاب میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن ابوداؤد و نسائی۔

مسند: جس کتاب میں ترتیب صحابہ سے احادیث لائی جائیں جیسے مسند احمد بن حنبل

معجم: جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی۔

(۱) غریب، عزیز اور مشہوران میں سے ہر قسم کو خبر واحد کہا جاتا ہے۔

مستخرج: جس کتاب میں کسی اور کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کیلئے ان احادیث کو مصنف کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ کی سند سے وارد کیا جائے جیسے مستخرج لابن نعیم علی البخاری۔

مستدرک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو لایا جائے جو ان ابواب میں کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے حاکم کی مستدرک علیٰ یحسین۔

رسالہ: جس کتاب میں جامع کے آٹھ عنوانوں میں سے کسی ایک عنوان کے تحت احادیث ہوں جیسے امام احمد کی کتاب ہدایہ آداب میں اور ابن جریر طبری کی کتاب تفسیر میں۔

جز: جس کتاب میں صرف ایک ایک موضوع پر احادیث ہوں جیسے امام بخاری کی جز القراءۃ خلف الامام۔

اربعمین: جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعمین نووی۔

امالی: جس کتاب میں شیخ کے املاء کرائے ہوئے فوائد حدیث ہوں جیسے امالی امام محمد۔

اطراف: جس کتاب میں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا جائے جو بقیہ پر دلالت کرے اور پھر اس حدیث کے تمام طرق را سانیہ بیان کر دیئے جائیں یا بعض کتب مخصوصہ کی اسانید بیان کی جائیں جیسے اطراف الکتب الخمسة لابن العباس اور اطراف زی۔

فہرست کتب حدیث

شاہ ولی اللہ نے کتب حدیث کی صحت، شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے چار طبقے بیان کیے ہیں جن کو ہم تلخیص کے ساتھ ن کر دیتے ہیں۔

پہلا طبقہ ان کتابوں کا ہے جن کی صحت، شہرت اور مقبولیت سب سے زیادہ ہے جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موطا امام مالک۔

دوسرا طبقہ ان کتابوں کا ہے جو صحت، شہرت اور مقبولیت میں پہلے طبقہ کے قریب ہے۔ اس طبقہ کی اکثر کتابوں میں اکثر احادیث صحیح اور حسن ہیں۔ بعض ضعیف روایات بھی آگئی ہیں لیکن ان کا ضعف بیان کر دیا گیا ہے جیسے جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی۔

اس طبقہ میں ان مصنفین کی کتابیں ہیں جو امام بخاری اور مسلم پر مقدم ان کے معاصر یا ان کے مقارب تھے۔ حدیث میں ان کی فنی مہارت تو مسلم تھی لیکن ان کی تصانیف میں دوسرے طبقہ کی بنسبت ضعیف روایات زیادہ بلکہ بعض ایسی احادیث بھی ہیں جو متہم بالوضع ہیں جیسے مسند شافعی، سنن ابن ماجہ، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن دارمی، سنن دارقطنی، سنن بیہقی اور تصانیف طبرانی۔

چوتھے طبقہ میں ان متاخرین علماء کی کتابیں ہیں جن کی روایت کردہ احادیث کا قرون اولیٰ میں ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے دو

ہی مطلب ہیں یا تو متقدمین کو ان احادیث کی اصل نہیں مل سکی اور یا انہوں نے ان روایات میں کوئی علت خفیہ دیکھ کر ترک کر دیا۔ جیسے دیلمی، ابو نعیم اور ابن عساکر وغیرہ کی تصانیف۔

مراتب ارباب حدیث

سطور ذیل میں مراتب ارباب حدیث کا بیان کیا جاتا ہے۔

طالب: حدیث کا معلم

شیخ: حدیث کے معلم کو محدث یا شیخ کہتے ہیں۔

حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناً و سنداً اور اس کے راویوں کے احوال جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔

حجتہ: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناً و سنداً اور جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔

حاکم: جس شخص کو تمام احادیث مرویہ متناً و سنداً اور جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔

حدیث ضعیف کے افراد

جب حدیث کی سند میں کوئی طعن یا جرح پائی جائے تو وہ حدیث باعتبار سند کے مطعون اور مجروح ہو جاتی ہے۔ سطور سابقہ میں اس کی چند اقسام بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً مضطرب، منقطع، معلول، منکر، متروک، مبہم وغیرہم طعن کی یہ تمام اقسام حدیث ضعیف میں داخل ہیں۔ البتہ ان کے مراتب میں فرق ہوتا ہے اور حدیث متروک یعنی جس کا راوی مہتمم بالکذب یا باقی اقسام کی بہ نسبت زیادہ شدید ضعف کی حامل ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث کی سند میں متعدد وجوہ طعن ہوں۔ مثلاً وہ حدیث معلول بھی ہو منکر بھی اور متروک بھی لیکن متعدد وجوہ طعن جمع ہونے کے باوجود بھی وہ حدیث ضعیف ہی رہے گی البتہ جس قدر وجوہ طعن زیادہ ہوں گے اس کا ضعف بڑھتا جائے گا۔ بتلانا یہ مقصود ہے کہ سند میں طعن اور جرح کی زیادتی اس کے وضع اور بطلان کو مستلزم نہیں ہوتی حدیث کو صرف اس وقت موضوع قرار دیا جائے گا جب اس کی سند میں کوئی وضاع راوی آجائے۔

غیر صحیح کی تحقیق

بعض دفعہ محدثین حضرات کسی سند کے بارے میں لکھتے ہیں۔ لایصح یعنی یہ سند صحیح نہیں ہے۔ اس جملہ سے بعض ناواقف لوگ یہ مغالطہ کھاتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع یا باطل ہے حالانکہ اصطلاح محدثین میں صحیح، غلط یا باطل کا مقابل نہیں ہوتا بلکہ صحیح کے مقابلہ میں صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اور ضعیف یہ سب شامل ہیں اور جب وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے یہ صحیح لذاتہ نہیں ہے اور ایسی صورت میں یہ صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ یا حسن لغیرہ ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صحت کی نفی تو ضعف کو بھی مستلزم نہیں چہ جائیکہ صحت کی نفی سے وضع یا بطلان کا حکم لازم آئے۔ اس بحث کی نفیس تحقیق اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے مان بریلوی نے رسالہ منیر العینین میں بیان فرمائی ہے۔

متن اور سند میں احکام کا فرق

راوی کی مجروحیت اور وجوہ طعن کا تعلق سند سے ہوتا ہے۔ متن حدیث کا حکم دوسرے قرائن کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک وضاع راوی بیان کرے۔ پس اس سند کے اعتبار سے تو اس حدیث کو موضوع کہا جائے گا لیکن فی نفسہ وہ حدیث موضوع نہیں کہلائے گی۔ البتہ جب کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی ہو اور اس حدیث کا متن کسی طریقہ سے ثابت نہ ہو تو وہ حدیث مطلقاً موضوع کہلائے گی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ علامہ شمس الدین ذہبی میزان الاعتدال میں بیان فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے عن ابراهیم بن موسی المزوری عن مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ حدیث طلب العلم فریضۃ کو موضوع فرمایا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے موضوع ہے ورنہ نفس حدیث دیگر طرق ضعیفہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح تمہید میں حافظ ابن البر نے حدیث الصلوۃ بسواک خیر من سبعین صلاۃ کو باطل کہا ہے لیکن علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ حکم بھی اس خاص سند کے اعتبار سے ہے۔

اسی طرح حدیث ضعیف میں بھی ضعف کا حکم باعتبار سند کے ہوتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک ضعیف راوی بیان کرے۔ پس سند کے اعتبار سے وہ حدیث ضعیف کہلائے گی لیکن متن حدیث کا یہ حکم نہیں ہوگا۔ علامہ نووی فرماتے ہیں:

ان روایات الراوی الضعیف یكون فيه الصحيح والضعیف والباطل فیکتبونها ثم یبیز اهل الحفظ والاتقان بعض ذالك من بعض وذاك سهل علیهم معروف عندهم وبهذا احتج السفیان الثوری حین نهی عن الروایة عن الکلبی فقیل له انت تروی عنه فقال انا اعرف صدقه من کذبه (۱)

ضعیف راوی کی روایات میں صحیح، ضعیف اور باطل ہر قسم کی احادیث ہوتی ہیں۔ محدثین ان تمام روایات کو لکھ لیتے ہیں پھر اہل علم ان کو تمیز دیتے ہیں اور یہ ان کیلئے آسان ہے۔ اسی دلیل سے سفیان ثوری نے اس وقت استدلال کیا جب ان سے کلبی کی روایات قبول کرنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اس کے صدق اور کذب میں تمیز کر لیتا ہوں۔

حدیث موضوع کا حکم

حدیث موضوع سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی حدیث موضوع کو بغیر بیان وضع کے بیان کرنا جائز ہے۔ ایک حدیث متعدد ضعیف اسناد سے بیان کی جائے تو وہ قوی ہو جاتی ہے لیکن اگر ایک حدیث متعدد موضوع اسانید سے بیان کی جائے

(۱) ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ شرح مسلم للنووی علی مسلم ج ۱ ص ۲۱

تو وہ پھر بھی موضوع رہتی ہے کیونکہ شر کے ساتھ شر مل جائے تو وہ پھر بھی شر ہی رہتا ہے۔

احادیث سے ثابت ہونیوالے امور کی تفصیل

احادیث سے جو مسائل اور احکام ثابت ہوتے ہیں جن کا تعلق حلت اور حرمت کے ساتھ ہو وہ چار قسم کے ہیں:

(۱) عقائد قطعیہ جیسے توحید و رسالت اور مبداء و معاد

(۲) عقائد ظنیہ جیسے انبیاء کی ملائکہ پر فضیلت اور قبر کے احوال۔

عقائد قطعیہ: ان کے اثبات کیلئے حدیث متواتر ہونی چاہئے۔ عام ازینکہ تواتر لفظی ہو یا معنوی۔

عقائد ظنیہ: ان کے اثبات کیلئے اخبار آحاد کافی ہیں۔

احکام: ان کے اثبات کیلئے حدیث صحیح ہونی چاہئے یا کم از کم یہ کہ وہ حدیث حسن لغیرہ سے کم نہ ہو۔

فضائل و مناقب: اس باب میں بالاتفاق احادیث ضعیفہ کا بھی اعتبار کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں:

انهم قدیر دون عنهم احادیث الترغیب و الترهیب و فضائل الاعمال و القصص و احادیث الزهد و مکارم الاخلاق و نحو ذلك مما لا تتعلق بالحلال و الحرام و سائر الاحکام و هذا الضرب من الحديث يجوز عند اهل الحديث و غیرهم الساهل فيه و رواية ماسوی لموضوع منه و العمل به لان اصول ذلك صحيحة مقررہ غی الشرع معروفة عند اهلہ و علی کل حال فان الائمة لا یردون عن الضعفاء شیا یرتجون به علی انفرادہ فی الاحکام۔

حضرات محدثین ضعیف راویوں سے ترغیب، ترہیب، فضائل اعمال، قصص زہد اور مکارم اخلاق میں احادیث راویت کرتے ہیں اور حلال و حرام کے احکام میں ان سے اصلاً راویت نہیں کرتے اور اس قسم کی احادیث میں ضعیف راویوں سے راویت کرنا اور ان پر عمل کرنا صحیح اور شرع میں ثابت ہے اور احکام سے متعلق حدیث میں جب کوئی ضعیف راوی متفرد ہو تو اس کی راویت سے ہرگز استدلال نہیں کیا جاتا۔

علامہ نووی کی اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ فضائل اور مناقب میں ضعیف روایات کو قبول کیا جاتا ہے اور ان کے مقتضی پر عمل بھی ہوتا ہے البتہ احکام میں ضعاف کا اعتبار نہیں ہوتا لیکن بعض صورتوں میں احتیاط کے پیش نظر احکام میں بھی ضعیف روایات کا اعتبار کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی لکھتے ہیں۔

قال العلماء من المحدثین و الفقہاء و غیرہم يجوز و يستحب العمل فی الفضائل و الترغیب و الترهیب بالحديث الضعیف ما لم یکن موضوعا و اما الاحکام کالحلال و الحرام و البیع و النکاح و الطلاق و غیر ذلك فلا یعمل فیها الا بالحدیث الصحیح او الحسن الا ان یکون فی

احتیاط فی شئی کہا اذا ورد حدیث ضعیف بکراهة بعض البيوع او الانكحة. (۱)
حضرات محدثین، فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے جبکہ وہ موضوع نہ ہو لیکن حلال اور حرام کے احکام مثلاً بیع، نکاح اور طلاق وغیرہ میں حدیث صحیح یا حسن کے سوا اور کسی پر عمل درست نہیں الا یہ کہ اس میں احتیاط ہو مثلاً بیع یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف وارد ہو۔

حدیث ضعیف کی تقویت

فضائل اعمال اور باب مناقب میں عموماً احادیث ضعیفہ کا اعتبار کیا جاتا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ان بعض قرآن کا ذکر کر دیا جائے جن کی بنا پر حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے اور اس کا ضعف جاتا رہتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے چنانچہ تمام مستند اصول حدیث کی کتابوں میں یہ مسئلہ مرقوم ہے۔ محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام نے بھی فتح القدیر (ج ۱ ص ۲۴۸ مطبع مصر) میں اس کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور علامہ شعرانی لکھتے ہیں:

وقد احتج جمهور المحدثين بالحدیث الضعیف اذا كثرت طرقه ولحقوه بالصحيح تارة وبالحسن اخرى (۲)

جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو جمہور محدثین اس سے استدلال کرتے ہیں اور اس کو گاہ صحیح کے ساتھ اور گاہ حسن کے ساتھ لاحق کرتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جب کسی حدیث ضعیف کے موافق مجتہدین میں سے کسی کا قول مل جائے تو اس سے بھی حدیث ضعیف کی تقویت ہو جاتی ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

ان المجتهد اذا استدلل بحدیث كان تصحيحه حاله كما في التحرير وغيره. (۳)
مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے جس طرح تحریر میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اگر کسی حدیث ضعیف کے موافق اہل علم میں سے کسی کا قول ہو تو اس سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے چنانچہ امام ترمذی حدیث: اذا اتى احدكم الصلوة والامام على حال الحديث کے تحت لکھتے

(۱) ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم للنووی علی مسلم ج ۱ ص ۲۱

(۲) امام عبد الوہاب الشعرانی، میزان الشریعہ الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸

(۳) علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۲ ص ۱

ہیں: ہذا حدیث غریب لا نعرف احدا اسندہ الاماروی من ہذا الوجه والعمل علی ہذا عند اہل العلم۔ ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال النووی اسنادہ ضعیف نقلہ میرک فکان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اہل العلم (۱) علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی اہل علم کے عمل سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ فرما رہے ہیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ بعض اوقات صالحین کے عمل سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ صلوٰۃ التسبیح جس روایت سے ثابت ہے وہ حدیث ضعیف ہے اور حاکم اور بیہقی نے اس کی تقویت کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ عبد اللہ بن المبارک کے عمل کی وجہ سے یہ حدیث تقویت پا گئی۔ چنانچہ مولانا عبدالحی لکھتے ہیں:

قال البیہقی کان عبد اللہ بن المبارک یصلیہا وتداولہا الصالحون بعضهم عن بعض وفي ذالک تقویۃ للحدیث المرفوع (۲)

علامہ بیہقی لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن مبارک صلوٰۃ تسبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد کے تمام علماء اس کو ایک دوسرے سے نقل کر کے پڑھتے رہے۔ اس وجہ سے اس حدیث مرفوع کو تقویت حاصل ہو گئی۔

اس کے علاوہ تجربہ اور کشف سے بھی حدیث ضعیف کی تقویت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری نے اسی بحث میں ابن عربی کے کشف سے ایک حدیث کی تقویت کا واقعہ بیان کیا ہے۔

روایات مختلفہ میں مذاق ائمہ

جب کسی ایک مسئلہ پر متعدد متعارض روایات وارد ہوں تو اس سلسلہ میں تتبع اور تلاش سے جو ائمہ اربعہ کا مسلک معلوم ہو سکا ہے۔

وہ یہ ہے کہ امام اعظم ایسی صورت میں روایات کے درمیان تطبیق دیتے ہیں اور حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ ہر روایت پر کسی نہ کسی صورت میں عمل ہو جائے اور جب تطبیق نہ ہو سکے تو اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اسلام اور اصول روایت کے قریب تر ہو۔ امام شافعی ایسی شکل میں قوت سند کے لحاظ سے کسی ایک روایت کو لیتے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ امام مالک تعارض کی صورت میں اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اہل مدینہ کے تعامل کے موافق ہو اور امام احمد متقدمین کی اکثریت کا لحاظ کرتے ہیں۔

(۱) ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ مرقاۃ ج ۳ ص ۹۸

(۲) مولانا عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ الآثار المرفوعہ ص ۲۳

مشہور حفاظ

سطور ذیل میں ہم چاروں مسلکوں کے مشاہیر حفاظ کے اسماء پیش کر رہے ہیں۔

احناف: حافظ ابو بشر دولابی، حافظ اسحاق بن راہویہ، حافظ ابو جعفر طحاوی، حافظ ابن ابی العوام سعدی، حافظ ابو محمد حارثی، حافظ عبد الباقی، حافظ ابو بکر رازی جصاص، حافظ ابو نصر کلابازی، حافظ ابو محمد سمرقندی، حافظ شمس الدین سروجی، حافظ قطب الدین حلبی، حافظ علاء الدین ماردینی، حافظ جمال الدین ذیلیعی، حافظ علاء الدین مغلطای، حافظ بدر الدین عینی، حافظ قاسم بن قطلوبغا وغیرہم۔

شوافع: حافظ دارقطنی، حافظ بیہقی، حافظ خطابی، حافظ عز الدین ابن سلام، حافظ ابن دقیق العید، حافظ عراقی، حافظ ذہبی، حافظ مزنی، حافظ ابن اثیر جزری، سبکی، بیہقی، ابن حجر وغیرہم۔

مالکیہ: حافظ حسین بن اسماعیل، حافظ رحیلی، حافظ ابن عبد البر، حافظ ابو الولید الباجی، حافظ قاضی ابو بکر العربی، حافظ عبد الحق، حافظ قاضی عیاض، حافظ مازری، حافظ ابن رشد، حافظ ابو القاسم سہیلی وغیرہم۔

حنابلہ: حافظ عبد الغنی المقدسی، حافظ ابو الفرج بن الجوزی، حافظ ابن قدامہ، حافظ ابن رجب وغیرہم۔

امام ترمذی

امام ابو عیسیٰ ترمذی عابد و زاہد بے مثال حافظہ کے مالک اور یگانہ روزگار محدث تھے۔ اور یسی نے کہا ابو عیسیٰ ترمذی ان ائمہ میں سے ہیں جن کی علم حدیث میں پیروی کی جاتی ہے۔ انہوں نے جامع توارخ اور علل کی تصنیف کی وہ ایک ثقہ عالم تھے اور ایر حافظہ رکھتے تھے کہ لوگ حفظ میں ان کی مثال دیا کرتے تھے۔ (۱) امام ترمذی بے حد عبادت گزار اور پرسوز دل کے مالک تھے۔ یوسف بن احمد بغدادی بیان کرتے ہیں کہ کثرت گریہ وزاری کے سبب وہ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ (۲)

امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد تھے۔ نصر بن محمد خود امام ترمذی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن امام بخاری نے ان سے کہا کہ تم نے مجھ سے اس قدر استفادہ نہیں کیا جتنا استفادہ میں نے تم سے کیا ہے اور عمران بن علان نے کہا کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے فوت ہونے کے بعد اہل خراسان کے لئے علم و عمل میں امام ترمذی جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔ (۲)

ولادت اور سلسلہ نسب

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک ابن السکن سلمی ترمذی ۲۰۹ھ میں بلخ کے شہر ترمذ میں پیدا ہوئے جو دریائے جیحون کے قریب واقع ہے۔

کنیت ابو عیسیٰ

امام ترمذی کا نام محمد اور کنیت ابو عیسیٰ ہے۔ جامع ترمذی میں انہوں نے اپنے نام کی بجائے کنیت کو اختیار کیا ہے اور جہاں اپنا ذکر کرتے ہیں۔ اس جگہ یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے پوری سند کے ساتھ اپنی مصنف میں روایت کیا ہے کہ ایک شخص کی کنیت ابو عیسیٰ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: ”عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا“۔ اس روایت کے سبب بعض علماء نے ابو عیسیٰ کنیت رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیت ابو عیسیٰ سے نہ منع فرمایا ہے نہ اس کو ناپسند کیا ہے بلکہ صرف ایک امر واقعی کا بیان فرمایا ہے کہ واقعہ میں حضرت عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا۔

(۱) شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸۸

(۲) ایضاً ص ۳۸۹

ثانیاً یہ کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان مزاح کے قبیل سے تھا جیسا کہ ایک شخص نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لئے اونٹ مانگا تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں اونٹ کے بچے پر سوار کروں گا۔ وہ کہنے لگا حضور اونٹ کا بچہ تو مجھے گرا دے گا۔ آپ نے فرمایا: ہر اونٹ کسی نہ کسی اونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

کنیت ابو عیسیٰ کے سلسلہ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی کنیت بھی ابو عیسیٰ تھی۔ جب حضرت عمر کو اس کنیت کا علم ہوا تو انہوں نے اس کنیت کو ناپسند فرمایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے بتلایا کہ ان کی کنیت حضور نے رکھی تھی تو حضرت عمر نے اس کو حضور کی خصوصیت قرار دیا اور اس کنیت سے بدستور منع کرتے رہے لیکن اس استدلال میں بھی کچھ جان نہیں ہے کیونکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی یہ کنیت خود حضور علیہ السلام نے رکھی تھی اور حضرت عمر کا اس کو حضور کی خصوصیت قرار دینا اس وقت معتبر ہوتا جب حضور علیہ السلام نے اس کنیت سے منع فرمایا ہوتا۔ نیز یہاں اب کالفاظ ابوت کے معنی میں ہے ہی نہیں۔

امام ترمذی کے ہم نام

امام ترمذی کے ایک ہم نام حکیم ترمذی ہیں۔ بسا اوقات بعض ناواقف لوگ حکیم ترمذی کی روایات کو امام ترمذی کی روایات خیال کر لیتے ہیں۔ حالانکہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اکثر ضعیف اور غیر معتبر روایات جمع کی ہیں اور امام ترمذی کی جامع صحیح میں اکثر صحیح اور معتبر روایات ہیں۔

تحقیق یہ ہے کہ ترمذی نام کے تین مشاہیر اعلام گزرے ہیں:

۱۔ امام ابو عیسیٰ الترمذی صاحب الجامع الصحیح المتوفی ۲۷۹ھ

۲۔ ابوالحسن احمد بن الحسن بن جنید الترمذی المتوفی ۲۴۵ھ۔ یہ ترمذی کبیر کے نام سے مشہور تھے اور امام بخاری اور امام

ترمذی کے استاذ تھے۔ (۱)

۳۔ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن الحسن الحکیم الترمذی المتوفی ۳۵۵ھ۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ نبوت پر ولایت کی فضیلت کے قائل تھے۔ اس عقیدہ کے سبب ان کو ترمذ سے نکال دیا گیا۔ پھر یہ بلخ چلے گئے۔ جہاں ان کے ہمنوا مل گئے۔ (۲) ان کی کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول بہت مشہور ہے جس میں ۱۲۸۸ احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ حافظ سیوطی نے ان پر زیادتی بھی کی ہے۔ (۳)

(۱) امام عبد اللہ شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۳۶

(۲) امام عبد اللہ شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۵

(۳) حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۹۷

اساتذہ

امام ترمذی نے حصول علم کی خاطر خراسان، عراق اور حجاز کے متعدد شہروں کا سفر کیا اور اپنے وقت کے بہترین افاضل، علوم حدیث کے ماہرین اور جید اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔ ان کے اساتذہ میں سے چند حضرات کے اسماء یہ ہیں: قتیبہ بن سعید، ابومصعب، ابراہیم بن عبد اللہ ہروی، اسماعیل بن موسیٰ اسدی، سوید بن نصر، علی بن حجر، محمد بن عبد المالك بن ابی شوارب، عبد اللہ بن معاویہ، محمد بن اسماعیل البخاری، مسلم بن الحجاج القشیری، امام ابو داؤد۔ (۱)

تلامذہ

امام ترمذی کے تلامذہ کی بھی ایک طویل فہرست ہے اور بے شمار لوگوں نے ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان میں سے بعض حضرات کا ذکر کیا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

ابو حامد احمد بن عبد اللہ بن داؤد مروزی، یثیم بن کلیب شامی، محمد بن محبوب، ابوالعباس محبوبی مروزی، احمد بن یوسف نسفی، ابوالحارث اسد بن حمدویہ، داؤد بن نصر بن سہیل بزدوی، عبد بن محمد بن محمود نسفی، محمد بن نمیر، محمد بن محمود، محمد بن مکی بن فوج، ابو جعفر محمد بن سفیان بن نصر نسفی، محمد بن منذر ابن سعید ہروی اور امام بخاری۔ (۲)

امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں دو ایسی روایتیں ذکر کی ہیں جن کا امام بخاری نے امام ترمذی سے سماع کیا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

۱- حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی نا عفان نا حفص نا غیاث بن حبیب بن ابی جبرۃ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قول اللہ عزوجل ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها قال اللينة النخلة وليخزي الفاسقين قال استنزلوهم من حصونهم قال وامروا بقطع النخل فحك في صدورهم فقال المسلمون قد قطعنا بعضا وتركنا بعضا فلنستلن رسول الله صلى الله عليه وسلم هل لنا فيما قطعنا من اجر وهل علينا فيما تركنا من وزر فانزل الله ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها الاية هذا حديث حسن غريب وروى بعضهم هذا الحديث عن حفص بن غياث عن حبيب بن ابی عمرة عن سعید بن جبیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل قال ابو عیسیٰ سبع منی محمد بن اسماعیل هذا الحديث (۳)

۲- حدثنا علی بن المنذر نا ابن فضیل عن سالم بن ابی حفصه عن عطیه عن ابی سعید قال

(۱) امام ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۴

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸۷

(۳) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ الجامع الصحیح ص ۴۷۴

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى ياحلى لايحل لاحدان يجنب فى هذا السجد
غيرى و غيرك قال على بن المندرقلت لضرار بن صردما معنى هذا الحديث قال لا يحل لا
حد يستطرقة جنبا غيرى و غيرك هذا حديث غريب لا نعرفه الا من هذا الوجه وقد سمع
محمد بن اسماعيل منى هذا الحديث واستغربه. (۱)

بے مثل حافظہ

امام ترمذی غضب کا حافظہ رکھتے تھے۔ ان کی قوت حفظ سے متعلق ایک واقعہ عام تذکرہ نگاروں نے نقل کیا ہے۔ خود امام
ترمذی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شیخ سے ان کی احادیث کے دو جز نقل کیے تھے۔ ایک مرتبہ مکہ کے سفر میں وہ میرے ہمراہ
تھے۔ مجھے اب تک ان اجزاء کی دوبارہ جانچ پڑتال کا موقع نہیں ملا تھا۔ میں نے شیخ سے درخواست کی کہ آپ ان احادیث کی
قرأت کریں اور میں سن کر ان کا مقابلہ کرتا جاؤں۔ شیخ نے منظور فرما لیا پھر میں نے ان اجزاء کو اپنے سامان
میں تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکے۔ بالآخر میں نے ان اجزاء کی مثل سادہ کاغذ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیے اور شیخ سے قرأت کی
درخواست کی۔ شیخ قرأت کرتے رہے اور میں اپنے ذہن میں ان احادیث کو محفوظ کرتا رہا۔ اتفاقاً شیخ کی نظر ان سادہ کاغذوں پر
پڑ گئی اور وہ ناراض ہو کر کہنے لگے تم کو شرم نہیں آتی مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ پھر میں نے سارا ماجرا سنا کر اپنا عذر پیش کیا اور کہا کہ
آپ کی سنائی ہوئی تمام احادیث مجھے محفوظ ہو گئی ہیں۔ شیخ نے کہا سناؤ اور میں نے وہ تمام احادیث من وعن سنا ڈالیں۔ شیخ نے
دوبارہ امتحان لینے کیلئے چالیس ایسی احادیث پڑھیں جو صرف ان سے روایت کی جاتی تھیں۔ امام ترمذی نے ان احادیث کو بھی
اسی طرح ترتیب وار سنا ڈالا۔ اس پر شیخ نے انہیں تحسین و آفرین کرتے ہوئے بے اختیار کہا ”مارأيت مثلك“ میں نے
تمہاری مثل آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔ (۲)

ابن حزم کا انکار

ابو محمد ابن حزم المتوفی ۴۵۶ھ نے الصال میں امام ترمذی کو مجہول قرار دیا ہے کیونکہ غیر مقلدین حضرات کیلئے ابن حزم امام
اور پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے انہیں اس کے انکار پر تعجب ہوا اور انہوں نے ابن حزم کے قول کی تاویلات اور توجیہات
کرنی شروع کر دیں لیکن ہمارے لیے یہ امر چنداں باعث حیرت نہیں ہے کیونکہ ابن حزم نے محلی میں امام ابو حنیفہ امام مالک
اور امام شافعی وغیرہم مجتہدین کرام کیلئے جگہ جگہ کذب اور سفاہت کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ پس جو شخص ان جیسے صلحائے
امت اور ائمہ دین کیلئے کذب اور سفاہت کے الفاظ لاسکتا ہے ایسے زبان دراز شخص کیلئے امام ترمذی کو مجہول کہہ دینا کیا بڑی
بات ہوگی۔

(۱) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ الجامع الصحیح ص ۵۳۵

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸۸

تصانیف

درس و تدریس کی بے پناہ مصروفیات اور کثرت مشاغل کے باوجود امام ترمذی سے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار ہیں:

- | | | |
|----------------|-------------------------|--------------------------|
| (۱) جامع ترمذی | (۲) کتاب العلل | (۳) کتاب التاريخ |
| (۴) کتاب الزہد | (۵) کتاب الاسماء والکنی | (۶) کتاب الشمائل النبویہ |

وفات

۱۳ رجب ۲۷۹ھ کو مقام ترمذ میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا اور وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ اس سال جن اور مشاہیر محدثین کا وصال ہوا ان کے اسماء یہ ہیں۔ محدث ابن خلیل بن ثابت، ابو جعفر برجلانی، ابراہیم بن عبد اللہ العبسی الکوفی، محدث مکہ ابو یحییٰ عبد اللہ بن احمد بن ابی مسرۃ، محدث جعفر بن محمد بن شاکر۔ (۱)

جامع ترمذی

امام ابو عیسیٰ ترمذی کی جامع صحیح، ترتیب صحاح کے لحاظ سے نسائی اور ابوداؤد کے بعد آتی ہے لیکن اس کو اپنی جودت ترتیب افادیت اور جامعیت کی وجہ سے جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اس کے سبب اس کو عام طور پر بخاری اور مسلم کے بعد شمار کیا جاتا ہے چنانچہ حاجی خلیفہ اس کا ثالث الکتاب السنۃ کے عنوان سے کشف الظنون میں ذکر کرتے ہیں۔

حافظ ابن اثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کتب صحاح میں سب سے احسن ہے کیونکہ اس کی افادیت سب سے زیادہ اور ترتیب سب سے عمدہ ہے۔ نیز اس میں تکرار سب سے کم ہے۔ مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال کے ذکر اور انواع حدیث اور احوال رواۃ کے بیان میں یہ کتاب سب سے منفرد ہے۔

شیخ ابواسامیل ہروی نے کہا کہ میرے نزدیک ابو عیسیٰ ترمذی کی کتاب بخاری اور مسلم کی کتابوں سے زیادہ مفید ہے۔ انہوں نے اس کا سبب بتلاتے ہوئے کہا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے سوا ماہرین علوم حدیث کے اور کوئی شخص استفادہ نہیں کر سکتا۔ بخلاف صحیح ترمذی کے کیونکہ یہ کتاب فقہاء، محدثین اور عام علماء کیلئے یکساں مفید ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو تصنیف کے بعد علماء حجاز پر پیش کیا تو انہوں نے اس کو پسند کیا۔ پھر علماء خراسان پر پیش کیا تو انہوں نے بھی اس کو تحسین کی نظر سے دیکھا۔ امام ترمذی کہتے ہیں جس شخص کے گھر میں یہ کتاب ہو وہ یوں سمجھے گویا اس کے گھر میں نبی کلام کر رہا ہے۔ (۱)

صحیح ترمذی کے نام میں اختلاف ہے۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگ اس کو سنن ترمذی کہتے ہیں لیکن اس کا زیادہ مشہور نام الجامع الصحیح ہی ہے۔ سنن اصطلاح حدیث میں حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس کی ترتیب ابواب فقہ کی طرز پر کی گئی ہو اور چونکہ ترمذی کی ترتیب اسی طور پر ہے اس لیے اس کو سنن کہنا بھی درست ہے۔ رہا الجامع الصحیح کہنے میں ترمذی کے جامع ہونے میں تو کوئی کلام نہیں البتہ صحیح کہنے پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اس میں حسن اور ضعیف روایات بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ پھر اس کو صحیح کہنا کیونکر درست ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ اس کو صحیح تغلیباً کہا گیا ہے۔

(۱) حافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۴

اسلوب

امام ترمذی نے اپنی جامع کی ترتیب میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ اس قدر عمدہ اور مفید ہے جس کی وجہ سے اس کتاب کو تمام کتب صحاح میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ سطور ذیل میں ہم جامع ترمذی کی چند خصوصیات بمع امثلہ پیش کر رہے ہیں۔

۱- امام ترمذی حدیث ذکر کرنے کے بعد ائمہ مذاہب کے اقوال اور ان کا اختلاف ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے سلمہ بن قیس سے ایک روایت ذکر کی: اذا توضأت فانتشرو اذا استجموت فاوتر۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں:

واختلف اهل العلم فيمن ترك المضضة والاستنشاق فقال طائفة منهم اذا تركها في الوضوء حتى صلى اعادها واذالك في الوضوء والجنابة سواء وبه يقول ابن ابي ليلى و عبد الله بن مبارك و احمد واسحاق و قال احمد الاستنشاق او كد من المضضة قال ابو عيسى طائفة من اهل العلم يعيد في الجنابة ولا يعيد في الوضوء وهو قول سفيان الثوري و بعض اهل الكوفة وقالت طائفة لا يعيد في الوضوء ولا في الجنابة لانها سنة من النبي صلى الله عليه وسلم فلا تجب الاعادة على من تركها في الوضوء ولا في الجنابة وهو قول مالك وشافعي (۱)۔

۲- امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں یہ التزام کیا ہے کہ اس کتاب میں صرف ان احادیث کو درج کیا جائے جو کسی نہ کسی امام کا مذہب ہوں۔ البتہ دو حدیثیں ایسی ہیں جن کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ کسی امام کا مذہب نہیں ہے۔ پہلی حدیث یہ ہے: عن ابن عباس قال جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء بالمدينة من غير خوف ولا مطر۔ لیکن اس حدیث کو اگر جمع صوری پر محمول کر دیا جائے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے ابتدائی وقت میں اسی طرح مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا تو یہ حدیث ائمہ مذاہب میں سے کسی کے خلاف نہیں رہتی۔ دوسری حدیث یہ ہے: عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد في الرابعة فاقتلوه۔ چوتھی بار شراب پینے پر کسی شخص کو بطور حد قتل کر دینا بے شک کسی امام کا مذہب نہیں ہے لیکن اگر اس قتل کو تعزیر پر محمول کر دیا جائے تو یہ ائمہ مذاہب میں سے کسی کی خلاف نہیں ہے۔ اس تحقیق سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ جامع ترمذی کی تمام احادیث معمول بہا ہیں اور انہوں نے اس کتاب میں کوئی حدیث ایسی ذکر نہیں کی جو کسی نہ کسی امام کا مذہب نہ ہو۔ (۲، ۳)

۳- جب ایک حدیث کئی صحابہ سے مروی ہو تو جس صحابی سے اس حدیث کی روایت مشہور ہو امام ترمذی اس صحابی کی

(۱) ابویسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۰

(۲) ابویسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۲۷

(۳) ابویسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۷

روایت ذکر کرتے ہیں اور باقی صحابہ کی روایات کی طرف وفی الباب عن فلاں و عن فلاں کہہ کر اشارہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عن انس بن مالك قال قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل الخلاء قال اللهم اني اعوذ بك من الخبث والخبائث۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وفي الباب عن علي وزيد بن ارقم وجابر وابن مسعود۔ پھر اپنی روایت کی وجہ ترجیح ذکر کرتے ہیں۔ قال ابو عيسى 'حديث انس اصح شيء في هذا الباب واحسن۔ امام ترمذی کے اس طریقہ سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ باب کی غیر مشہور روایات بھی علم میں آ جاتی ہیں۔ ثانی یہ کہ بسا اوقات بعض غیر مشہور روایات کی کسی علت کا بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہی حدیث جس کو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور جس کے بعد فرماتے ہیں کہ وفی الباب عن علی و زید بن ارقم و جابر بن مسعود۔ اس میں زید بن ارقم کے بارے میں لکھتے ہیں: وحديث زيد بن ارقم في اسناده اضطراب اور پھر تفصیل سے وجہ اضطراب بیان کر دی ہے۔ ثالث یہ کہ بعض اوقات غیر مشہور روایات کے متن میں کوئی زیادتی یا کمی ہو تو اس کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں۔ عن جابر بن عبد الله قال نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان نستقبل القبلة ببول فرايته قبل ان يقبض بعام يستقبلها۔ پھر لکھتے ہیں: وفي الباب عن ابي قتاده و عائشة و عمار۔ اس کے بعد انہوں نے ابو قتادہ کی روایت ذکر کی ہے جس کے متن میں کمی ہے۔ لکھتے ہیں: عن ابي قتاده انه راى النبي صلى الله عليه وسلم يبول مستقبل القبلة اخبرنا بذلك قتيبة قال نابذالك ابن لهيعة۔ اس کے بعد مشہور روایات کی وجہ ترجیح بیان کرتے ہیں۔ وحديث جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم اصح من حديث ابن لهيعة وابن لهيعة ضعيف عندها اهل الحديث۔ (۲۱)

۳۔ امام ترمذی کا عام طریقہ یہ ہے کہ جب کسی صحابی کی روایت ذکر کرنے کے بعد وفی الباب عن فلاں کہتے ہیں تو فی الباب کے تحت اس صحابی کا نام ذکر نہیں کرتے جس کی روایت اصالتہ باب کے تحت لاتے ہیں لیکن بعض جگہ انہوں نے اس طریقہ کے خلاف بھی کیا ہے۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: عن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال في الجنة شجرة يسير الراكب في ظلها مائة عام۔ الحديث۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: وفي الباب عن ابي سعيد لیکن اس جگہ ابوسعید کی روایت سے وہ روایت مراد نہیں ہے جس کا امام ترمذی پہلے ذکر کر چکے ہیں بلکہ ایک اور روایت ہے۔ عن ابي سعيد الخدري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال له رجل يا رسول الله ما طوبى قال شجرة مسيرة مائة الحديث (یہ روایت موارد النظم میں ہے) (۲۲)

(۱) ابویسی الترمذی التوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۷

(۲) ابویسی الترمذی التوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۶۱

(۳) الحافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی التوفی ۸۰۷ھ موارد النظم رواد بن حبان ص ۶۵۲

(۴) ابویسی الترمذی التوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۷

۴- امام ترمذی مکمل سند بیان کرنے کے بعد انواع حدیث میں سے اس حدیث کی نوع کا بیان کر دیتے ہیں کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے، حسن ہے یا ضعیف ہے۔ مثلاً روایت کرتے ہیں: حدثنا بندار حدثنا ابو احمد ناسفیان عن معمر عن قتاده عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يطوف على نسائه في غسل واحد۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عيسى حديث انس حديث صحيح۔ حسن کی مثال یہ ہے: حدثنا علي بن حجرنا عبد الرحمن بن ابي الزناد عن ابيه عروة بن الزبير عن المغيرة بن شعبه قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم يمسح على الخفين على ظاهرهما قال ابو عيسى حديث المغيرة۔ حدیث حسن اور ضعیف کی مثال یہ ہے: حدثنا قتيبة قال ثنا رشدين بن سعد عن عبد الرحمن بن زياد بن انعم عن عتبة بن حميد عن عباد بن نسي عن الرحمان بن غنم عن معاذ بن جبل قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم اذا توضأ مسح وجهه بطرف ثوبه قال ابو عيسى هذا حديث غريب و اسناده ضعيف و رشدين بن سعد و عبد الرحمن بن زياد بن انعم الا فريقى يضعفان في الحديث۔ (۳۲۱)

۵- اگر کوئی حدیث مضطرب ہو تو تعیین کر دیتے ہیں کہ اضطراب سند میں ہے یا متن میں اور بسا اوقات وجہ اضطراب بھی بیان کر دیتے ہیں مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا جعفر بن محمد بن عمران الثعلبي الكوفي نازيد بن حباب عن معاوية بن صالح عن ربيعة بن يزيد الدمشقي عن ابي ادريس الخولاني و ابي عثمان بن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ فاحسن الوضوء ثم قال اشهدان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهدان محمدا عبده و رسوله الحديث۔ اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں: و هذا حديث في اسناده اضطراب و وجه اضطراب في لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن صالح وغیرہ نے زید بن حباب کی مخالفت کی ہے اور سند یوں ذکر کی ہے: عن معاوية بن صالح عن ربيعة بن يزيد عن ابي ادريس عن عقبه بن عامر عن عمر اور بعض کا یوں ذکر کیا ہے: عن ابي عثمان عن جبیر بن نفیر عن عمر۔

خلاصہ یہ ہے کہ زید بن حباب کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ادريس اور ابو عثمان ان دونوں اور حضرت عمر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے اور عبد اللہ بن صالح وغیرہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ابو ادريس اور حضرت عمر کے درمیان عقبه بن عامر کا اور ابو عثمان اور حضرت عمر کے درمیان جبیر بن نفیر کا واسطہ ہے۔ اس وجہ سے یہ حدیث مضطرب السند ہو گئی۔ (۳)

(۱) ابویسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۱

(۲) ابویسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۳

(۳) ابویسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۳

(۴) ابویسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۳

۵۔ جو حدیث معلول ہو امام ترمذی اس کی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات اس کی علت خفیہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا ابو الولید الدمشقی ناو لید بن مسلم اخبرنا ثور بن یزید عن رجاء بن رة عن كاتب المغيرة عن المغيرة بن شعبه ان النبي صلى الله عليه وسلم مسح اعلى الخف واسفله۔ حدیث کے ذکر کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: هذا حدیث معلول اور وجہ اعلال کے بارے میں فرماتے ہیں: لم یسندہ عن ثور بن یزید غیر الولید بن مسلم۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ حدیث دراصل مرسل ہے کیونکہ ثور بن یزید کے تمام روایں اپنی اسانید میں مغیرہ بن شعبہ کا ذکر نہیں کرتے اور کاتب مغیرہ کی حضور علیہ السلام سے اس حدیث کی مرسل روایت کرتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ اصل میں یہ حدیث مرسل ہے۔ اس کے برخلاف ثور بن یزید کے صرف ایک شاگرد ولید بن مسلم اس حدیث کو عن کاتب المغيرة عن المغيرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ موصولاً روایت کرتے ہیں اور حدیث مرسل کو موصول بیان کرنا یہی وہ علت خفیہ ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث معلل قرار پائی۔ (۱)

۶۔ اگر کوئی حدیث منقطع ہو تو امام ترمذی اس کے عدم انقطاع کی تصریح کر دیتے ہیں اور بعض اوقات عدم انقطاع کی وجہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: حدثنا علی بن حجرنا اسماعیل بن ابراہیم عن عبد الله بن الحسن عن امه فاطمة بنت الحسين عن جدتهما فاطمة الكبرى قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل المسجد صلى على محمد وقال رب اغفر لي ذنوبي وافتح لي ابواب رحمتك الحديث۔

اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابو عيسى 'حدیث فاطمة حدیث حسن وليس اسنادہ بمتصل اور اس کا سبب بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت الحسن نے حضرت سیدنا فاطمہ الکبریٰ کو نہیں پایا تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے صرف چند ماہ بعد آپ کا وصال ہو گیا تھا۔ (۲)

۷۔ جو حدیث غیر محفوظ اور شاذ ہو امام ترمذی اس کی بھی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات وجہ شذوذ بھی بیان کر دیتے ہیں مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: حدثنا عبد الله ابن ابی زیاد نازید بن حباب عن سفیان عن جعفر بن محمد عن ابی جابر بن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم حج ثلث حج جحتين قبل ان يهاجر وجهة بعد ما هاجر الحديث۔

اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: هذا حدیث غریب من حدیث سفیان لانعرفه الا من حدیث زید بن حباب عن ابی ان قال وسالت محمدا عن هذا فلم يعرفه من حدیث الثوري عن جعفر عن ابیه عن جابر عن

(۱) المعجم الترمذی ۲۷۹ ھ جامع ترمذی ص ۴۰

(۲) المعجم الترمذی ۲۷۹ ھ جامع ترمذی ص ۷۳

النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایتہ لایعد هذا الحديث محفوظا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث شاذ اور غیر محفوظ وہ ہوتی ہے جس میں ثقہ راوی اوثق کی مخالفت کرے یا ایک ثقہ شخص متعدد ثقہ لوگوں کی مخالفت کرے۔ اس حدیث کی وجہ شذوذ امام ترمذی نے امام بخاری سے یہ نقل کی ہے کہ اس حدیث کو دوسرے ثقہ راویوں نے سفیان ثوری سے مرسل روایت کیا ہے اور صرف زید بن حباب نے اس کو سفیان سے موصولاً روایت کیا ہے۔ (۱)

۸۔ جو حدیث منکر ہو امام ترمذی اس کی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات وجہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے حدثنا بشر بن معاذ العقدي البصري نايبوب بن واقد الكوفي عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نزل على قوم فلا يصوم من تطوعا الا باذنهم۔ اس حدیث کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابو عيسى هذا حديث منكر لا نعرف احدا من الثقات روى هذا الحديث عن هشام بن عروة۔ خلاصہ یہ ہے کہ منکر اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں غیر ثقہ راوی ثقہ راویوں کی مخالفت کرے اور یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ اس سند کے راوی ضعیف ہیں اور ہشام بن عروہ سے اس حدیث کی روایت میں کوئی ثقہ راوی ان کا ساتھ نہیں دیتا۔ (۲)

۹۔ بعض دفعہ امام ترمذی ایک اسناد سے ایک صحیح حدیث ذکر کرتے ہیں اور وہی حدیث بعض دوسری اسانید سے مدرج ہوتی ہے تو امام ترمذی اس کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے: حدثنا قتيبة بن الليث عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله ان ابن عباس اخبره ان الصعب بن جثامه اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر به بالابواء او بودان فاهدى له حمارا وحشيا فرده عليه فلما راى رسول الله صلى الله عليه وسلم الكراهية قال انه ليس بنارد عليك وانا حرم۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں۔ وقد روى بعض اصحاب الزهري عن الزهري هذا الحديث وقال اهدى له لحم حمار وحش وهو غير محفوظ حدیث مدرج اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے متن میں راوی اپنے پاس سے کچھ الفاظ داخل کر دے اور اصحاب زہری کی روایت میں ایسا ہی ہے کیونکہ صحیح حدیث میں فاهدی له حمارا وحشيا کے الفاظ ہیں اور اصحاب زہری نے لحم کا لفظ زیادہ کر کے اهدى له لحم حمار وحش روایت کیا گیا ہے۔ (۳)

۱۰۔ بعض دفعہ امام ترمذی کثرت طرق کا اظہار کرنے کیلئے حدیث ایک سند کے ساتھ مرفوعاً ذکر کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ موقوف ہوتی ہے تو امام ترمذی اس کے وقف کی تصریح کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من مات و عليه صيام شهر فليطعم عنه مكان كل يوم مسكينا۔ اس

(۱) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۴۰

(۲) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۳۶

(۳) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۴۵

کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث ابن عمر لا نعرفه مرفوعا الا من هذا الوجه والصحيح عن ابن عمر موقوف قوله (۱)

۱۱- اگر حدیث بعض طرق کے لحاظ سے غریب اور بعض کے لحاظ سے مشہور ہو تو اس کا بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً روایت کرتے ہیں: عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتوضوء لكل صلوٰۃ طاهرا و غیر طاهر قال قلت لانس فكيف كنتم تصنعون انتم قال كناتوضوء وضوء احدا۔ اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث انس حدیث حسن غریب والمشهور عند اهل الحديث حدیث عمرو بن عامر۔ (۲)

۱۲- امام ترمذی عام طور پر حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: هذا حدیث حسن صحیح یا هذا حدیث حسن غریب یا هذا حدیث حسن صحیح غریب پہلی صورت میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حسن اور صحیح دو مستقل قسمیں ہیں اور اقسام آپس میں متبائن ہوتی ہیں تو ایک حدیث حسن اور صحیح کیسے ہو سکتی ہے۔ بعض لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ صحیح اور حسن کے جمع ہونے میں کوئی تعدد نہیں اس لئے کہ حدیث کا حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہونا عین ممکن ہے۔ لیکن یہ جواب قطعاً باطل اور مردود ہے کیونکہ صحیح لذاتہ صحیح لغیرہ حسن لذاتہ حسن لغیرہ اور ضعیف ایک مقسم کے اعتبار سے متعدد اقسام ہیں اور اقسام آپس میں متبائن ہوتی ہیں ان میں سے کوئی سی بھی دو قسمیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس کی مزید وضاحت اس طرح ہے کہ صحیح لغیرہ اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راویوں کے ضبط میں کچھ کمی ہو اور تعدد طرق روایت سے اس کی کوپورا کر لیا جائے اور حسن لذاتہ اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں تعدد طرق روایت سے اس کی کوپورا نہ کیا جائے۔ اس تقدیر پر ایک روایت کے صحیح لغیرہ اور حسن لذاتہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کے تعدد طرق ہوں اور نہ ہوں اور یہ اجتماع نقیضین ہونے کی وجہ سے محال ہے۔ (۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اشکال کے دو جواب دیئے ہیں۔ اول یہ کہ اس حدیث کے راویوں کے اوصاف میں ائمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض اقوال کے لحاظ سے وہ حدیث حسن اور بعض کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس صورت میں یہاں حرف عطف اور مخذوف ہے۔ ثانی یہ کہ یہ حدیث دو سندوں سے مروی اور ایک سند کے لحاظ سے حسن اور دوسری کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس صورت میں یہاں حرف عطف واؤ مخذوف ہے۔

اس سوال کے چند اور جواب بھی منقول ہیں۔ حافظ عماد الدین نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح کے درمیان متوسط ہے اس لیے ان دونوں قسموں کا ذکر کر دیا۔ شمس الدین جزری نے کہا کہ اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو صحیح کے مشابہ ہو

(۱) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۲۷

(۲) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۳

(۳) محمد عبدة الفلاح فیروز پوری و عبد الرحمن مبارکپوری صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین ص ۱۳۵ و مقدمہ تحفة الاحوذی ص ۲۱۲

اس لیے اس پر دونوں وصفوں کا اطلاق جائز ہے۔ ابن دقیق العید نے کہا حسن سے مراد راوی کی صفت عدالت ہے اور صحیح سے مراد اس کی صفت ضبط ہے۔ بعض لوگوں نے کہا یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں اور حسن کے بعد صحیح باعتبار تاکید کے لائے ہیں اور بعض نے کہا حسن اسناد کا وصف ہے اور صحیح اس کا حکم ہے۔

امام ترمذی جس حدیث کے بعد ہذا حدیث حسن غریب کہتے ہیں وہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک حدیث حسن وہ ہوتی ہے جو طرق متعددہ سے مروی ہو کیونکہ وہ خود کتاب العلل میں لکھتے ہیں: وما قلنا فی کتابنا حدیث حسن فانما اردنا به حسن اسنادہ عندنا اذ کل حدیث یروی لایکون راویہ متہما بالکذب ویروی من غیر وجہ نحو ذالک ولا یکون شاذ افہو عندنا حسن (۱) اور حدیث غریب صرف ایک طریقہ سے مروی ہوتی ہے۔ پس ایک حدیث حسن اور غریب دو متضاد وصفوں کی حامل کیسے ہو سکتی ہے؟ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اشکال کے جواب میں فرمایا کہ حدیث حسن میں دو اصطلاحیں ہیں۔ ایک جمہور کی جس میں تعدد طرق کی شرط نہیں ہے اور ایک امام ترمذی کی جس میں تعدد طرق شرط ہے۔ امام ترمذی جس جگہ ہذا حدیث حسن غریب کہتے ہیں وہاں حسن کا لفظ جمہور کی اصطلاح پر ہے لہذا غرابت اس کے منافی نہیں ہے اور جس جگہ فقط ہذا حدیث حسن کہتے ہیں وہ ان کی اپنی اصطلاح پر ہے۔ (۱)

۱۳۔ بسا اوقات امام ترمذی سند کے بعض راویوں پر جرح کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے: حدثنا محمود بن غیلان حدثنا المقرئ قالنا یحییٰ بن ایوب عن زید بن جبیر عن داؤد بن حصین عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یصلی فی صبح موطن الحدیث۔ اس کے بعد ذکر کرتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث ابن عمر اسنادہ لیس بذاک القوہ وقد تکلم فی زید بن جبیر من قبل حفظہ۔ اس حدیث میں امام ترمذی نے زید بن جبیر کے حافظہ پر جرح کی ہے۔ (۲)

۱۴۔ اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی راوی مجہول ہو تو امام ترمذی اس کا تعین کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا ہنادنا شریک عن ابی فزارہ عن ابی زید عن عبداللہ بن مسعود قال سألنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما فی ادواتک فقلت نبیذ فقال ثمرة طيبة وماء طهور قال فتوضا منه۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے ابو زید امام ترمذی اس کے بارے میں فرماتے ہیں: و ابو زید رجل مجہول عند اہل الحدیث۔ (۳)

۱۵۔ اور اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی راوی منکر الحدیث ہو تو اس کی بھی تعین کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا نصر بن علی واحمد بن عبید اللہ السلمی البصری قالنا ابو قتیبہ۔ مسلم بن قتیبہ عن

(۱) ابویسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۵۶۵

(۲) ابویسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۷۷

(۳) ابویسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۹

الحسن بن علی الهاشمی عن عبدالرحمان عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جاءنی جبرئیل فقال یا محمد اذا توضأت فانتضح۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وسمعت محمد ایقول الحسن بن علی الهاشمی منکر الحدیث۔ (۱)

۱۶۔ عام طور پر جو راوی کنیت یا نسبت کے ساتھ مشہور ہوتے ہیں۔ ان کے اسماء اور کنی کی وضاحت خاص اہتمام سے کرتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں: ابوصالح والد سہیل ہوا ابو صالح السمان واسمہ ذکوان۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں: وابوایوب اسمہ خالد بن زید اور نسبت کی وضاحت میں لکھتے ہیں: والزہری اسمہ محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب الزہری وکنیۃ ابوبکر۔ (۲)

۱۷۔ اگر کسی راوی کے اسم میں اختلاف ہو تو اس کا بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں: ابوالملیح بن اسامہ اسمہ عامر ویقال زید بن اسامہ بن عمیر الہذلی۔ اسی طرح لکھتے ہیں: ابو ہریرہ اختلافوا فی اسمہ فقالوا عبد شمس وقالوا عبد اللہ بن عمر۔ (۳)

۱۸۔ اگر ایک وصف کے ساتھ دو راوی مشہور ہوں تو امام ترمذی ان کے اسماء اور مراتب کا فرق بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً وصف صناعی کے ساتھ دو راوی مشہور ہیں۔ ان کے بارے میں لکھتے ہیں: والصناعی الذی روی عن ابی بکر الصدیق لیس لہ سماع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسمہ عبدالرحمان بن عسلۃ وکنی ابا عبد اللہ رحل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی الطريق و قد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث والصناع بن الاعسر الاحمسی صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقال لہ الصناعی ایضاً وانما حدیثہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی مکاثر بکم الامم فلا تقتلن بعدی۔ یعنی ایک صناعی تابعی ہیں جن کا نام عبدالرحمان ہے اور دوسرے صناعی صحابی ہیں جن کا نام صناع ہے۔ یہ دونوں حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں مگر ایک کی روایت مرسل اور دوسرے کی روایت متصل ہے۔ (۵)

۱۹۔ بسا اوقات امام ترمذی کسی حدیث کے بارے میں مختلف اساتذہ اور ائمہ حدیث کے اقوال بھی پیش کرتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا قتیبة و ہنا دو ابو کریب و احمد بن منیع و محمود بن غیلان و ابو عمار قالوا و کیع عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن عروۃ عن عائشہ

(۱) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۳

(۲) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۶۶

(۳) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۷

(۴) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۶

(۵) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۶

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعض نسائه ثم خرج الى الصلوة ولم يتوضوا قال قلت من هي الا انت فضحكت۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: سمعت ابابکر العطار البصری يذكر عن علي بن المديني قال ضعف يحيى بن سعيد القطان هذا الحديث وقال هو شبه لاشي قال وسمعت محمد بن اسماعيل يضعف هذا الحديث وقال حبيب بن ابي ثابت لم يسمع من عروة۔ اس حدیث کے تحت امام ترمذی نے علی بن المدینی اور امام بخاری کی آراء پیش کی ہیں اور بتلایا ہے کہ ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ ان کے علاوہ امام ترمذی، امام ابو زرہ، امام احمد بن حنبل اور عبد الرحمن داری کی آراء بھی پیش کرتے ہیں۔ (۱)

۲۰۔ بعض جگہ امام ترمذی اپنے اساتذہ سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی۔ حدثنا هنادو قتيبة قال ناو كيع عن اسراييل عن ابي اسحاق عن ابي عبيدة عن عبد الله قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم لحاجته فقال التمس لي ثلاثة احجار قال فاتيته بحجرين وروثة فاخذ الحجريين والقي الروثة وقال انهار كس۔ اس حدیث کو ابواسحاق سے اسرائیل نے بھی روایت کیا ہے اور زبیر نے بھی۔ امام بخاری نے زبیر کی روایت کو مناسب خیال کیا ہے اور اسی کی روایت کو اپنی صحیح میں ذکر ہے لیکن امام ترمذی کہتے ہیں: واصلح شى فى هذا عندى حديث اسراييل وقيس عن ابي اسحاق عن ابي عبيدة عن عبد الله لان اسراييل اثبت واحفظ لحديث ابي اسحاق۔ امام ترمذی کہتے ہیں اسرائیل کی حدیث زبیر سے بہتر ہے کیونکہ زبیر نے اخیر عمر میں ابواسحاق سے سماع کیا ہے اور اس وقت ابواسحاق کا ذہن مختل ہو چکا تھا اس کے بعد امام ترمذی امام احمد بن حنبل کے قول سے اس بات پر شہادت لاتے ہیں کہ زبیر کی روایت ابواسحاق سے ساقط الاعتبار ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: سمعت احمد بن الحسن يقول سمعت احمد بن حنبل يقول اذا سمعت الحديث عن زائده و زبير فلا تبالي ان لا تسمع من غيرهما الاحديث ابي اسحاق (۲)

۲۱۔ امام ترمذی اپنی کتاب میں عنوان قائم کرتے ہوئے بسا اوقات لفظ ابواب کے بعد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں اور اس کے تحت عام طور پر احادیث مرفوعہ ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات لفظ ابواب کے بعد عن رسول اللہ نہیں لکھتے لہذا وہاں مرفوع روایات کا التزام نہیں کرتے۔

۲۲۔ کسی حدیث میں مرفوع اور موقوف کا اختلاف ہو تو اس کو بیان کر دیتے ہیں مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عن زيد بن ثابت عن النبي صلى الله عليه وسلم قال افضل صلاتكم في بيوتكم الا المكتوبة۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وقد اختلفوا في رواية هذا الحديث فرواه موسى بن عقبة و ابراهيم بن ابي النصر مرفوعا و اوقفه بعضهم (۳)

(۲) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۹

(۱) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۸

(۳) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۱

۲۳۔ بعض اوقات حدیث میں کوئی مشکل لفظ ہو تو امام ترمذی اس کا آسان لفظ سے معنی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہتے ہیں۔ اخبرنی بہا ولا تضن بہا علی۔ امام ترمذی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ومعنی قوله ولا تضن بہا علی يقول لا تبخل بہا علی والصنن والبخل والصنن المتهم (۱)

۲۴۔ بسا اوقات امام ترمذی کسی حدیث کا اختصار کرتے ہیں اور اس کے آخر میں لکھ دیتے۔ وفي الحديث قصة يا وفي الحديث قصة طويلة۔ اس کی مثال یہ ہے: عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعة فیہ خلق آدم وفيہ ادخل الجنة وفيہ اهبط منها وفيہ ساعة لا یوافقہا عبد مسلم یصلی فیسال اللہ فیہا شیئا الا اعطاه ایاہ قال ابو ہریرہ فلقيت عبد اللہ بن سلام فذكرت له هذا الحديث فقال انا اعلم بتلك الساعة فقلت اخبرنی بہا ولا تضن بہا علی قال ہی بعد العصر الى ان تغرب الشمس فقلت فكيف تكون بعد العصر وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یوافقہا عبد مسلم و هو یصلی وتلك الساعة لا یصلی فیہا فقال عبد اللہ بن سلام اليس قد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جلس مجلسا ينتظر الصلوة فهو فی الصلوة قلت بلی قال فهو ذالك۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وفي الحديث قصة طويلة۔ (۲)

سنن ابوداؤد میں یہ حدیث مفصل بیان کی گئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے: عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعة فیہ خلق آدم وفيہ اهبط وفيہ تيب عليه وفيہ مات وفيہ تقوم الساعة وما من دابة الا وهی مصیحة یوم الجمعة من حين تصبح حتی تطلع الشمس شفقا عن الساعة الا الجن والانس وفيہا ساعة لا یصاد فہا عبد مسلم و هو یصلی یسال اللہ عز وجل حاجة الا اعطاه ایاہا قال کعب ذالك فی کل سنة یوم فقلت بل فی کل جمعة قال فقراء کعب التوراة فقال صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو ہریرہ ثم لقيت عبد اللہ بن سلام فحدثتہ بمجلسی مع کعب فقال عبد اللہ بن سلام قد علمت اية ساعة هی قال ابو ہریرہ فقلت له فاخبرنی بہا فقال عبد اللہ بن سلام هی آخر ساعة من یوم الجمعة فقدت کیف هی آخر ساعة من یوم الجمعة وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصاد فہا عبد مسلم و هو یصلی وتلك الساعة لا یصلی فیہا فقال عبد اللہ بن سلام الم یقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جلس مجلسا ينتظر

(۱) ابویسٰی ترمذی متون ۹۲۷ ۲۷۷ جامع ترمذی ص ۹۷

(۲) ابویسٰی ترمذی متون ۹۲۷ ۲۷۷ جامع ترمذی ص ۹۷

الصلوة فهو في صلوة حتى يصلي قال فقلت بلى قال هو ذاك (۱)

۲۵۔ اگر دو حدیثوں میں تعارض ہو تو بسا اوقات امام ترمذی اس تعارض کو اٹھانے کیلئے کوئی توجیہ اور تاویل پیش کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت عائشہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز منہ اندھیرے پڑھا کرتے تھے۔ انصاری حضرات کہتے ہیں کہ عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی چلی جاتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ اس کے بعد دوسری حدیث انہوں نے رافع بن خدیج سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسفروا بالفجر فانه اعظم للاحقر۔ فجر روشن ہونے کے بعد نماز پڑھو کیونکہ اس سے زیادہ اجر ملتا ہے۔ پہلی حدیث کا مفاد یہ ہے کہ فجر کی نماز جلد پڑھنی چاہئے اور دوسری کا تقاضا یہ ہے کہ تاخیر سے پڑھنی چاہئے۔ امام ترمذی ان دو متعارض حدیثوں میں تطبیق دینے کیلئے امام شافعی کی طرف سے دوسری حدیث کی توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الاسفار ان يتضح الفجر فلا يشك فيه ولم يرد ان معنى الاسفار تاخير الصلوة۔ یعنی اسفار کا مطلب یہ ہے کہ جب صبح یقینی طور پر متحقق ہو جائے اور اس کا وجود مشکوک نہ رہے نہ یہ کہ نماز کو موخر کر کے پڑھا جائے۔ (۲)

ہمارے نزدیک یہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس توجیہ کے اعتبار سے معنی یہ ہوگا کہ جب فجر غیر مشکوک ہو تو زیادہ اجر ملے گا جس کو لازم ہے کہ اگر مشکوک وقت میں فجر پڑھی گئی تو نفس اجر پھر بھی ملے گا اور یہ بدالہتہ باطل ہے۔ ان متعارض روایتوں میں اصل تطبیق یہ ہے کہ پہلی حدیث میں نفس جواز بیان کیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں استحباب بتلایا گیا ہے۔ نیز پہلی حدیث میں عمل کا بیان ہے اور دوسری میں قول کا اور چونکہ قول عمل پر رائج ہوتا ہے اس لیے تعارض نہ رہا۔

۲۶۔ اور کبھی امام ترمذی رفع تعارض کیلئے دو متعارض حدیثوں میں سے کسی ایک کا منسوخ ہونا بیان کر دیتے ہیں مثلاً انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ذکر کی کہ جس چیز کو آگ نے چھوا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دوسری حدیث حضرت جابر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا گوشت کھانے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اور تازہ وضو نہیں کیا۔ اس حدیث کے اخیر میں امام ترمذی لکھتے ہیں: وهذا آخر الامرین من رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان هذا الحديث ناسخ للحديث الاول مما مست النار۔ یعنی یہ حدیث پہلی کیلئے ناسخ ہے۔

جامع ترمذی کے علوم

جامع ترمذی میں امام ترمذی نے احادیث کے ذیل میں جو مباحث ذکر کیے ہیں وہ اپنے اندر متعدد علوم و فنون کو سموئے ہوئے ہیں۔ حافظ ابو بکر بن العربی نے عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی میں ان میں سے چودہ علوم کی نشاندہی کی ہے۔ ہم نے مزید غور و فکر کر کے یہ عدد چوبیس تک پہنچا دیا ہے۔ اس کے باوجود اس عدد کو جامع ترمذی کے علوم کا آخری ہندسہ نہیں قرار دیا

(۱) ابوداؤد سلیمان بن الاشعث البجستانی المتوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ص ۱۳۹

(۲) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۵۰

جاسکتا۔ جامع ترمذی میں مذکور علوم کی فہرست حسب ذیل ہے۔ (۱) بیان مذاہب فقہاء (۲) متروک العمل روایات کی توضیح (۳) ایک حدیث کی روایات کرنے والے تمام صحابہ کا بیان (۴) متن حدیث میں زیادتی اور کمی کا بیان (۵) حدیث کی تصحیح، تحسین اور تضعیف (۶) حدیث مضطرب (۷) حدیث معلول (۸) حدیث مرسل (۹) متصل اور منقطع (۱۰) شاذ اور محفوظ (۱۱) منکر اور معروف (۱۲) حدیث مدرج (۱۳) اختصار حدیث (۱۴) مرفوع اور موقوف (۱۵) حدیث مشہور اور غریب (۱۶) بیان اسناد (۱۷) اختلاف اسماء (۱۸) اسماء مشترکہ میں امتیاز (۱۹) جرح و تعدیل (۲۰) اسماء، کنیت اور نسبت کی وضاحت (۲۱) ائمہ حدیث کی آراء (۲۲) ائمہ حدیث کا اختلاف (۲۳) تطبیق بین الروایات (۲۴) ناسخ اور منسوخ کا بیان اور یہ وہ علوم و فنون ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ مستقل حیثیت رکھتا ہے۔

رموز و اصطلاحات

امام ترمذی نے اپنی جامع میں بعض خاص اصطلاحات کا استعمال کیا ہے جن کا وہ اکثر ابواب میں ذکر کرتے ہیں۔ سطور ذیل میں ہم ان اصطلاحات کی وضاحت کر رہے ہیں۔

(۱) فلان ذاہب الحدیث: اس کا مطلب ہے کہ اس شخص کو حدیث یاد نہیں رہتی۔

(۲) فلان مقارب الحدیث: ابن السید کی رائے ہے کہ اگر مقارب بالکسر ہو تو یہ الفاظ تعدیل سے ہے اور اگر بفتح ہو تو الفاظ جرح سے ہے لیکن حافظ سیوطی اور حافظ ذہبی کی تحقیق یہ ہے کہ مقارب الحدیث ہر حال میں الفاظ تعدیل میں سے ہے اور یہ لفظ اگر بالکسر ہو تو اس کا معنی ہے۔ حدیثہ مقارب غیرہ اور بفتح کی تقدیر پر اس کا معنی ہے ان حدیثہ یقاربہ حدیث غیرہ بہر حال مقارب مشارک کا تقاضا کرتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ اس کی حدیث دوسرے راوی کی حدیث کے قریب ہے۔

(۳) شیخ لیس بذاك: ای لیس بذاك المقام الذی یوثق به یعنی اس کی روایت نامقبول ہے۔ اس اصطلاح پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ شیخ الفاظ تعدیل میں سے ہے اور لیس بذاك الفاظ جرح میں سے ہے اور یہ ترکیب تضاد کو مستلزم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ ایک شخص عدالت کے لحاظ سے کامل ہو اور حافظ کے لحاظ سے ناقص ہو۔ پس شیخ کا لفظ اس کے کمال عدالت اور لیس بذاك اس کے نقصان ضبط کی طرف راجع ہو اور طبیبی نے یہ بھی کہا ہے کہ شیخ کا لفظ اس ترکیب میں لغوی معنی میں مستعمل ہے یعنی بوڑھا آدمی اور اس لحاظ سے اس ترکیب پر کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۴) اسنادہ لیس بذاك: ذاک کا اشارہ مشتغل بالحدیث کے ذہن کی طرف ہے یعنی اس کے ذہن میں جو قوت اسناد کا تصور ہے وہ یہاں مفقود ہے۔

(۵) هذا حدیث جید: حافظ ابن صلاح جید اور صحیح کو مساوی قرار دیتے ہیں لیکن بلقینی کہتے ہیں کہ امام ترمذی جید یا قوی کے ساتھ حدیث کو اس وقت موصوف کرتے ہیں۔ جب حدیث حسن کے درجہ سے ترقی کر لے مگر صحیح تک نہ پہنچ سکے اور

یہی بات صحیح ہے۔

(۶) هذا اصح من ذلك: اس قسم کے مقامات پر اصح عموماً رنج کے معنی میں ہوتا ہے۔ یعنی دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور یہ ان میں اصح ہے یا دونوں حسن ہیں اور یہ ان میں زیادہ قوی ہے یا دونوں ضعیف ہیں اور یہ ان میں کم درجہ کی ضعیف ہے۔ اسی طرح جب هذا اصح شی فی هذا الباب کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس باب کی سب احادیث صحیح ہیں بلکہ بسا اوقات باب کی تمام احادیث ضعیف ہوتی ہیں اور جس حدیث کو امام ترمذی ترجمہ الباب کے اثبات کیلئے وارد کرتے ہیں وہ ان سب میں کم درجہ ضعیف ہوتی ہے اس لیے کہتے ہیں: هذا اصح شی فی هذا الباب۔

(۷) هذا حدیث غریب: امام ترمذی نے کتاب العلل میں غرابت حدیث کی تین وجہیں بیان کی ہیں۔ اول یہ کہ سند حدیث میں ایک راوی اپنے شیخ سے اس حدیث کی روایت میں منفرد ہوتا ہے۔ اگرچہ دوسرے طرق کے لحاظ سے وہ حدیث مشہور ہوتی ہے اس کی مثال یہ ہے۔ عن حماد بن سلمة عن ابی العشرء عن ابیہ قال یا رسول اللہ اما تکون الزکاة الا فی الحلق فقال لو طعنت فی فخرها اجزاء عنک۔ (۱)

حماد بن سلمہ کے علاوہ اور کوئی شخص ابوالشعراء سے اس حدیث کی روایت نہیں کرتا۔ اس وجہ سے یہ حدیث غریب قرار پائی ثانی یہ کہ ایک متن حدیث متعدد طرق سے مروی ہے مگر صرف ایک راوی متن حدیث میں دوسروں کی بنسبت کچھ زیادتی بیان کرتا ہے۔ تب بھی وہ حدیث غریب کہلاتی ہے بشرطیکہ وہ راوی ایسا ہو جس کے حافظہ پر اعتماد ہو (ورنہ وہ حدیث مدرج ہوگی) اس کی مثال یہ ہے: عن مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر من رمضان علی کل حرا وعبد ذکر او انثی من المسلمین صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر۔ امام مالک کے علاوہ دوسرے طرق سے جو حدیث مروی ہے اس میں من المسلمین کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ زیادتی صرف امام مالک کی روایت میں ہے اس لیے یہ حدیث غریب کہلائی۔ ثالث یہ کہ عام ائمہ حدیث کے نزدیک وہ حدیث کسی خاص سند سے معروف ہو اور اس کے سوا کسی اور طریقہ سے اس حدیث کی روایت کی جائے۔ پھر بھی وہ غریب ہوگی اس کی مثال یہ ہے۔ حدثنا ابو ہشام و ابو السائب والحسین بن الاسود قالوا نا ابو اسامة عن برید بن عبد اللہ بن ابی بردة عن جدہ ابی بردہ عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الکافر یا کل فی سبعة امعاء والمومن یا کل فی معا واحد۔ اس حدیث کی جو سند محمود بن غیلان اور امام بخاری اور دوسرے ائمہ حدیث کے نزدیک معروف ہے وہ یہ ہے: عن ابی اسامة عن برید بن عبد اللہ الخ۔ اور امام ترمذی کی سند چونکہ اس سند معروف کے خلاف ہے۔ لہذا اس سند کے ساتھ یہ حدیث غریب ہو گئی۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ جب میں نے امام بخاری کو بتلایا کہ ابو کریب کے علاوہ ابو ہشام، ابو السائب اور حسین بن اسود بھی یہ حدیث روایت کرتے ہیں تو وہ حیران رہ گئے اور کہنے لگے (۱) یہ اجازت حالت اضطرار کیلئے ہے۔

نہیں جانتا تھا کہ اس حدیث کو ابو کریم کے علاوہ کوئی اور بھی روایت کرتا ہے۔

(۸) ہذا حدیث حسن: جب امام ترمذی کسی حدیث کے ساتھ صرف حسن لکھتے ہیں یعنی صحیح یا غریب کے الفاظ اس کے ساتھ نہیں ہوتے اس وقت ان کی مراد اس حدیث سے وہ حدیث ہوتی ہے جو شاذ ہو اس کے راوی متہم بالکذب نہ ہوں اور طرق متعدد سے مروی ہو۔

کتاب العلل

(۹) اہل الراۓ: اس لقب سے عام طور پر امام ترمذی احناف کا ارادہ کرتے ہیں۔ رہا یہ کہ احناف کو اہل الراۓ کس وجہ سے کہتے ہیں تو امام ترمذی کے ساتھ حسن ظن یہی ہے کہ وہ احناف کو ان کی دقت رائے اور اصابت فکر کی وجہ سے اہل الراۓ کہتے ہیں۔

(۱۰) بعض اہل الکوفة: عام طور پر ان الفاظ سے امام ابو حنیفہ کا اور کہیں کہیں سفیان ثوری کا ارادہ کرتے ہیں۔ امام ترمذی نے یہ التزام کیا ہے کہ جامع ترمذی میں دنیا بھر کے مجتہدین کا ذکر کیا لیکن ایک جگہ کے سوا اس کتاب میں کسی جگہ بھی امام الائمہ سراج الائمۃ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔ البتہ کتاب العمل میں جابر جعفی سے متعلق امام ابو حنیفہ کی ایک روایت ذکر کی ہے اور وہ یہ ہے: حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو یحییٰ الحمانی قال سمعت ابا حنیفہ یقول ما رايت احد الا کذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطا بن ابی رباح۔ ہم اس طرز عمل پر اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ یغفر اللہ لنا وله وسائر المسلمین۔ (۱)

شرائط

حافظ ابو الفضل بن طاہر حازمی شروط ائمہ میں ذکر کرتے ہیں کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں پہلے چار طبقات کے راویوں سے استیعاب کیا ہے۔ (۱) کامل الضبط والاتقان و کثیر الملازمة مع الشیخ (۲) کامل الضبط والاتقان و قليل الملازمة مع الشیخ (۳) ناقص الضبط والاتقان و کثیر الملازمة مع الشیخ (۴) ناقص الضبط والاتقان و قليل الملازمة مع الشیخ۔ ان چار طبقوں کے علاوہ ایک پانچواں طبقہ بھی ہے۔ ناقص الضبط و قليل الملازمة نحوائل الجرح جس کو ضعفاء اور مجہولین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ امام ترمذی نے حسب ضرورت اس طبقہ سے بھی روایات کا انتخاب کیا ہے۔

حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کی احادیث کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) وہ احادیث جو امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہیں۔

(۲) وہ احادیث جو امام نسائی اور امام ابوداؤد کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں۔

(۱) باب فی اشعار البدن میں امام ترمذی نے ویقول ابو حنیفہ ہو مثله کہہ کر امام اعظم کا مذہب ذکر کیا ہے۔ (جامع ترمذی ص ۵۲)

(۳) وہ احادیث جن کا ابوداؤد اور نسائی نے اخراج کیا اور ان کی علت ظاہر کر دی۔

(۴) وہ احادیث جن کا خود امام ترمذی نے اخراج کیا اور ان کی علت بیان کر دی۔ (۱)

تساہل

احادیث پر کوئی حکم لگانے اور ان کی قسم متعین کرنے میں بعض اوقات امام ترمذی سے تساہل بھی واقع ہوا ہے۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا زیاد بن ایوب البغدادی نا ابو عامر البغدادی نا کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی الجمعہ ساعة لا یسال اللہ العبد فیہا شیئا الا آتاه اللہ ایاہ قالوا یرسل اللہ ایة ساعة ہی قال حین تقام الصلوة الی انصراف منها۔ اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ قال ابو عیسیٰ حدیث عمرو بن عوف حدیث حسن غریب۔ (۲)

امام ترمذی نے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف مزنی کی اس حدیث کو حسن قرار دیا حالانکہ کثیر بن عبد اللہ مزنی وہ شخص ہے جس کے بارے میں امام شافعی اور امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ کذاب ہے۔ امام ابوزرعہ اس کو واہی الحدیث اور لیس بالقوی لکھتے ہیں۔ ابو حاتم لیس بالمتین کہتے ہیں۔ نسائی اور دارقطنی لکھتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ ابراہیم بن منذر نے کہا کہ یہ شخص سخت جھگڑا لوتا تھا اور ہم میں سے کوئی شخص اس سے روایت نہیں کرتا تھا۔ علی بن مدینی احمد بن حنبل اور ابو نعیم نے اس کو ضعیف قرار دیا۔ ابن سعد اس کو ضعیف اور قلیل الحدیث کہتے ہیں۔ ابن سکین نے کہا اس کا جو نسخہ عن ابیہ عن جدہ مروی ہے اس میں نظر ہے۔ حاکم نے کہا اس نسخہ میں ضعاف اور مناکیر ہیں اور ابن حبان نے کہا اس نسخہ میں موضوع روایات ہیں۔ اس شخص کا نام اپنی کتاب میں لینا اور اس سے احادیث کی روایت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۳)

خیال رہے کہ امام ترمذی نے کثیر بن عبد اللہ کی جس روایت کو یہاں حسن قرار دیا ہے وہ عن ابیہ عن جدہ ہی ہے۔

کثیر بن عبد اللہ مزنی کی روایت کو حسن قرار دینا تو ایک تسامح تھا ہی اس سے بڑا تسامح یہ ہے کہ امام ترمذی نے اس کی ایک روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے اور وہ روایت بھی عن ابیہ عن جدہ ہے جس کو ابن حبان موضوعات میں سے اور حاکم ضعاف اور مناکیر میں سے شمار کرتے ہیں۔ روایت ملاحظہ ہوا۔ حدثنا الحسن بن علی الخلال ثنا ابو عامر العقدی ثنا کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا حرم حلالا او احل حراما و المسلمون علی شروطہم الا شرطا حرم حلالا او احل حراما۔ اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ ہذا حدیث حسن صحیح (۴)

(۱) حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۴ (۲) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۷

(۳) شہاب الدین ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۴۴۲

(۴) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۱۳

اسی طرح ایک اور حدیث امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا ابو کریب و محمد بن عمرو السواق قالنا
 یحییٰ بن الیمان عن المنہال بن خلیفہ عن الحجاج بن ارطاة عن عطاء عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم دخل قبر الیلافا سرج له سراج فاخذه من قبل القبلة وقال رحمک اللہ ان کنت لا واهاتلاء
 للقران و کبر علیہ اربعاً (۱)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے یحییٰ بن یمان اس کو امام احمد بن حنبل ضعیف قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں یس کجہ
 ابن معین لکھتے ہیں کہ یہ شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کوئی حدیث بیان کر رہا ہے۔ احادیث میں اس کو وہم لاحق ہوتے تھے اور
 یہ ثقہ نہ تھا۔ عبد اللہ بن علی بن مدینی کہتے ہیں کہ اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ یہ شخص کثیر الغلط تھا اور
 احادیث میں اس سے خطا ہوتی تھی۔ ابوداؤد لکھتے ہیں کہ یہ احادیث مقلوب کر دیا کرتا تھا اور اس سے احادیث میں خطا ہوتی
 تھی۔ امام نسائی اس کو کہتے ہیں یس بالقوی اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں اور اسی شخص کی حدیث
 کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ ہذا حدیث حسن۔ (۲)

اسی طرح بعض دفعہ ایک حدیث منکر ہوتی ہے اور امام ترمذی اس کو شاذ قرار دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ منکر وہ حدیث ہے
 جس میں ضعیف ثقہ کی مخالفت کرے۔ اس کو غیر محفوظ بھی کہتے ہیں۔ بہر حال امام ترمذی نے جس منکر حدیث کو غیر محفوظ کہا ہے۔
 اس کی مثال یہ ہے۔ حدثنا محمد بن عبید المحارب بنی ناعبد الرحمان بن زید بن اسلم عن ابیہ عن عطاء بن
 یسار عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لا یفطرن الصائم الحجامة
 والقی والاحتلام۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث ابی سعید الخدری غیر محفوظ۔ (۳)

اس کی وجہ امام ترمذی نے یہ بیان کی ہے کہ اس سند کا ایک راوی عبد الرحمان بن زید اس حدیث کو ابو سعید خدری سے
 موصولاً روایت کرتا ہے جبکہ دوسرے ثقہ راوی عبد اللہ بن زید عبد العزیز بن محمد اور دوسرے ثقات اس کو مرسل روایت کرتے ہیں
 اور ابو سعید خدری کا ذکر نہیں کرتے اور عبد الرحمان بن زید جو ثقہ راویوں کی مخالفت کر رہا ہے خود ضعیف راوی ہے۔ امام ترمذی
 نے امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کی شہادتوں سے اس کا ضعف ثابت کیا ہے۔ لہذا یہ حدیث منکر ہوئی اور امام ترمذی کا اس کو
 غیر محفوظ کہنا محض تساہل ہے۔

بعض اوقات ایک حدیث متصل ہوتی ہے اور امام ترمذی اس کو منقطع قرار دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے۔ امام ترمذی
 روایت کرتے ہیں: حدثنا ہنادنا ہیشم عن ابی الزبیر عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی عبیدہ بن عبد اللہ

(۱) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۱۳

(۲) شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب المعجم ج ۱۱ ص ۳۰۶

(۳) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۲۷

بن مسعود قال قال عبد الله ان المشرکین شغلوا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اربع صلوات يوم الخندق حتى ذهب من الليل ماشاء الله فامر بلالا فاذا ن ثم اقام فصلى العصر ثم اقام فصلى المغرب ثم اقام فصلى العشاء۔ اس حدیث کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: حدیث عبد اللہ لیس باسنادہ باس الا ان ابا عبيده لم يسمع من عبد الله (۱)

امام ترمذی کا کہنا ہے کہ ابو عبیدہ نے عبد اللہ بن مسعود سے سماع نہیں کیا۔ صحیح نہیں ہے عبد اللہ بن مسعود کی وفات کے وقت ابو عبیدہ کی عمر سات سال تھی اور جب پانچ سال کی عمر میں سنی ہوئی احادیث کی روایت جائز ہے جیسا کہ محمود بن ربیع نے پانچ سال کی عمر میں حضور علیہ السلام سے سنی ہوئی حدیث کی روایت کی ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے چھ سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث کی روایت کی ہے تو یہ کیوں نہیں جائز کہ ابو عبیدہ نے سات سال کی عمر میں اپنے والد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی احادیث کی روایت کی ہو۔ علامہ عینی لکھتے ہیں کہ محدثین نے غیر معروف راویوں کا سات سال کی عمر میں سماع تسلیم کیا ہے تو ابو عبیدہ جیسے معروف تابعی کا عبد اللہ بن مسعود جیسے معروف صحابی سے سات سال کی عمر میں سماع کا کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ کراچی میں کتاب المدلسین میں اور حاکم نے مستدرک میں ابو عبیدہ کی عبد اللہ بن مسعود سے روایت کا ذکر کیا ہے اور طبرانی نے معجم اوسط میں سند صحیح کے ساتھ ابو عبیدہ سے عبد اللہ بن مسعود سے سماع کی تصریح کی ہے اور وہ سند یہ ہے: عن زياد بن سعد عن ابي الزبير قال حدثني يونس بن عتاب الكوفي قال سمعت ابا عبیده بن عبد الله يذكر انه سمع ابا ه يقول كنت مع النبي عليه الصلوة والسلام في سفر الحديث۔ اور جب سند صحیح کے ساتھ خود ابو عبیدہ کی عبد اللہ بن مسعود سے سماع کی تصریح موجود ہے تو امام ترمذی کا نفی سماع کا قول کرنا تساہل کے سوا اور کچھ نہیں۔ (۳۲۲۱)

امام ترمذی کے تساہل کی بحث میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ حدیث ضعیف کو حسن یا صحیح کہنے میں انہوں نے ضرور تساہل کیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک یقینی امر ہے کہ جامع ترمذی میں انہوں نے کوئی موضوع حدیث شامل نہیں کیا۔ محدث ابن جوزی نے جامع ترمذی کی تیس احادیث کو موضوع قرار دیا ہے لیکن یہ ابن جوزی کا تشدد ہے اور اس باب میں ان کی عادت مشہور ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے الذب عن السنن میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان میں سے کوئی روایت موضوع نہیں۔

(۱) حافظ بدر الدین العینی المتوفی ۸۵۵ھ عمدة القاری ج ۲ ص ۳۰۳

(۲) امام محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷

(۳) شہاب الدین ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۲۵

(۴) الشیخ الحافظ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی المتوفی ۸۵۵ھ عمدة القاری ج ۲ ص ۳۰۲

تعداد احادیث

شیخ محمد فواد مصری نے جامع ترمذی کی کل احادیث مقصودہ کی تعداد ۱۳۸۵ بتلائی ہے اور توابع اور شواہد کو شامل کر کے شیخ ابراہیم مصری نے جملہ احادیث کی تعداد ۳۹۵۶ بتائی ہے۔

اعلیٰ اسانید

امام ترمذی کی جو حدیث اعلیٰ اسانید پر مشتمل ہے وہ ثلاثی ہے یعنی اس میں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں۔ جامع ترمذی میں صرف ایک ثلاثی ہے اور وہ یہ ہے: حدثنا اسماعیل بن موسیٰ الفزاری ابن ابنة اسدی الکوفی ناعم بن شاکر عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان الصابر فیہم علی دینہ کالقابض علی الجمر۔ (۱)

ملا علی قاری رحمہ الباری کو اس جگہ ایک تسامح لاحق ہوا ہے اور انہوں نے امام ترمذی کی اس حدیث کو ثنائی قرار دیا ہے۔ یعنی اس حدیث میں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔ حالانکہ سند حدیث سے ظاہر ہے کہ یہاں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین راوی ہیں۔ اسماعیل بن موسیٰ، عمر بن شاکر اور انس بن مالک۔ (۲)

کتب صحاح میں جامع ترمذی کا مقام

صحت احادیث اور قوت سند کے اعتبار سے جامع ترمذی کا مقام نسائی اور ابوداؤد کے بعد ہے اور کتب صحاح میں یہ پانچویں درجہ پر آتی ہے کیونکہ امام ترمذی طبقہ رابعہ سے اصالتہ احادیث روایت کرتے ہیں جبکہ نسائی اور ابوداؤد اس طبقہ سے صرف انتخاب کرتے ہیں۔ نیز امام ترمذی ضعیفاء اور مجہولین کے پانچویں طبقہ سے بھی روایت قبول کر لیتے ہیں۔ جبکہ نسائی اور ابوداؤد اس طبقہ سے اصلاً روایت نہیں کرتے۔ اسی سبب سے حافظ جلال الدین سیوطی امام ذہبی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کا مقام سنن نسائی اور ابوداؤد کے بعد ہے کیونکہ امام ترمذی مصلوب اور کلبی کی روایات کا بھی اخراج کر لیتے ہیں۔ (۳)

البتہ حسن ترتیب حدیث اور فقہ کے متعدد علوم کے شمول اور افادیت کے لحاظ سے جامع ترمذی کا نسائی اور ابوداؤد پر مقام ہے۔ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کے بارے میں یہ بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ مجتہد کے لئے کافی ہے اور مقلد کے لئے مغنی ہے اور غالباً اسی وجہ سے حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کو ثالث الکتاب السہ سے تعبیر کیا ہے اور شیخ

(۱) امام ابو یوسف ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۲۹

(۲) ملا علی قاری الحمی المتوفی ۱۰۱۳ھ مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۳

(۳) حافظ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ تدریب الراوی ص ۵۶

عبدالحق محدث دہلوی بھی شاید اسی وجہ سے بخاری اور مسلم کے بعد اسی کا ذکر کرتے ہیں۔

شرح

جامع ترمذی کی شرح بھی بکثرت تصنیف کی گئی ہیں لیکن بعض نامکمل رہیں۔ بعض طبع نہ ہو سکیں اور اکثر نایاب ہیں۔ خصوصاً برصغیر میں تو جامع ترمذی کی کوئی معتد بہ اور مشہور شرح دستیاب نہیں ہے۔ سطور ذیل میں چند شرح کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱- عارضۃ الاحوذی: یہ شرح الحافظ ابو بکر محمد بن عبد اللہ الاشعری الماکی المتوفی ۵۴۶ھ کی تالیف ہے جو ابن العربی کے نام سے مشہور ہیں۔

۲- المنقح الشذی: یہ شرح حافظ ابوالفتح محمد بن محمد الشافعی المتوفی ۷۳۴ھ کی تالیف ہے۔ یہ ایک مبسوط کتاب ہے ترمذی کے دوثلث سے کم کی شرح دس جلدوں میں کی گئی ہے۔ مصنف اس شرح کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ بعد میں حافظ زین الدین عراقی نے اس کو مکمل کرنا شروع کیا لیکن وہ بھی پوری نہ کر سکے۔

۳- شرح الزوائد علی الصحیحین و ابی داؤد: یہ شرح سراج الدین عمر بن علی ابن المقلن المتوفی ۸۰۴ھ کی تصنیف ہے۔

۴- العرف الشذی: یہ سراج الدین عمر ابن رسلان اللقینی المتوفی ۸۰۵ھ کی تالیف ہے اور نامکمل ہے۔

۵- شرح الجامع: یہ شرح حافظ زین الدین عراقی متوفی ۸۰۶ھ کی تالیف ہے اور نامکمل ہے۔

۶- شرح الترمذی: یہ شرح حافظ زین الدین عبدالرحمان بن احمد بن نقیب الحسنبلی کی تالیف ہے۔ یہ شرح بیس جلدوں پر مشتمل تھی مگر ایک فتنہ میں جل کر ضائع ہو گئی۔

۷- شرح الترمذی: یہ شرح حافظ زین الدین عبدالرحمان بن احمد بن رجب الحسنبلی متوفی ۷۹۵ھ کی تالیف ہے۔

۸- قوت المقتدی: یہ شرح الحافظ جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

۹- شرح ترمذی: یہ شرح علامہ محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار المتوفی ۹۸۶ھ کی تالیف ہے۔

۱۰- نفع قوت المقتدی: یہ شرح علامہ سید علی بن سلیمان الماکی المتوفی ۱۲۹۸ھ کی تالیف ہے۔ (۱)

مختصرات

شرح کے علاوہ جامع ترمذی کی مختصرات بھی تصنیف کی گئی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱- مختصر الجامع: یہ نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی الحسنبلی المتوفی ۷۱۰ھ کی تالیف ہے۔

۲- مختصر الجامع: یہ نجم الدین محمد ابن عقیل الشافعی المتوفی ۷۲۹ھ کی تالیف ہے۔ (۲)

(۱) ان شرح میں سے اکثر کا تذکرہ حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ نے کشف الظنون ج ۱ ص ۵۵۶ میں کیا ہے۔

(۲) حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ نے کشف الظنون ج ۱ ص ۵۵۶ میں کیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی کے ابواب)

نماز طہارت کے بغیر اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوَرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُولٍ (حدیث نمبر ۱)

نماز طہارت کے بغیر نامقبول ہے اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں۔

✦ وضو کرنے سے بندہ مومن کے اعضاء سے تمام گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں (حدیث نمبر ۲) اس حدیث کے آخر

میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي مُكَاثِّرٌ بِكُمْ الْأَمَمَ فَلَا تَقْتُلَنَّ بَعْدِي

میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پہ فخر کروں گا لہذا میرے بعد ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا

✦ وضو نماز کی چابی ہے (دنیاوی امور کو نماز میں) حرام کرنے والی تکبیر ہے اور (ان امور کو) حلال کرنے والا کام سلام

پھیرنا ہے۔ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطَّهْوَرُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ (حدیث نمبر ۳) حدیث نمبر ۴ میں ہے:

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوءُ۔ نماز جنت کی چابی ہے اور وضو نماز کی کنجی ہے۔

✦ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ الفاظ پڑھے جائیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ (حدیث نمبر ۶)

اے اللہ! میں ضرر رساں اشیاء اور ناپاکیوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور بیت الخلاء سے نکلتے وقت غفرانک پڑھا

جائے یعنی اے اللہ میں تیری ہی بخشش چاہتا ہوں۔

✦ قضائے حاجت یا پیشاب کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کیا جائے نہ پشت (اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا

الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا حدیث نمبر ۸ یہی احناف کا موقف ہے۔ اشعة اللمعات ج ۱ ص ۱۹۸)

✦ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا: لَا تَبْلُ قَائِمًا۔ اس بارے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو تمہیں یہ

جائے کہ حضور علیہ السلام کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اس کی ہرگز تصدیق نہ کرنا کیونکہ حضور علیہ السلام بیٹھ کر ہی پیشاب فرمایا

کرتے تھے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ حضرت ابن مسعود رضی

اللہ عنہ کا فرمان ہے: **إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ تَبُولَ وَأَنْتَ قَائِمٌ**۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم ہے (حدیث نمبر ۱۲) بعض اہل علم نے عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور حدیث نمبر گیارہ میں حضور علیہ السلام کا کھڑے ہو کر بول مبارک فرمانا بھی اس بنا پر تھا کیونکہ آپ نے کوڑے کے ڈھیر پہ پیشاب فرمایا تھا جہاں اگر بیٹھ کر پیشاب کرتے تو کپڑے خراب ہو جاتے۔

✦ حضور علیہ السلام پاخانہ و پیشاب کرتے وقت زمین سے قریب ہو کر شرمگاہ سے کپڑا ہٹاتے تھے۔ (حدیث نمبر ۱۴)

✦ شرمگاہ کو دایاں ہاتھ لگانے سے منع فرمایا گیا:

نَهَى أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ (حدیث ۱۵)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معترض کو لا جواب کر دیا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے استہزاء کے طور پر کہا (حاشیہ ۲ ترمذی ص ۱۰) **عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةِ**۔ تمہارے نبی نے تو تمہیں ہر بات ہی سکھادی ہے یہاں تک کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی۔ حضرت سلمان نے (احساس کمتری کا شکار ہونے کی بجائے بڑی جرات سے) جواب دیا۔

أَجَلُ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَنْ نَسْتَجِبَ بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ يَسْتَجِبَ أَحَدُنَا بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَجِبَ بِوَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ (حدیث ۱۶)

ہاں ہاں کیوں نہیں ہمارے آقا علیہ السلام نے ہمیں پاخانہ اور پیشاب کے وقت قبلہ رخ ہو کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے تین پتھروں سے کم اور گوبر بڑی کے ساتھ بھی استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ان کے اعتراض و استہزاء کا مطلب یہ تھا کہ یہ کیسا نبی ہے جو اس طرح کی باتیں بھی بتا دیتا ہے اور آپ کے جواب کا مقصد یہ تھا کہ یہ کیسے عظیم رسول ہیں جو اتنی شان کے مالک ہو کر ہمیں ہر چھوٹی بڑی بات بتا دیتے ہیں اور کچھ بھی چھپا کر نہیں رکھتے۔ اگر آپ ہی چھپائیں گے تو آپ کے علاوہ ہمیں کون بتائے گا اور دین مکمل کیسے ہوگا) امام ترمذی فرماتے ہیں حضور علیہ السلام سے اکثر صحابہ کرام اور تابعین کا قول یہ ہے کہ صرف پتھر سے بھی استنجا جائز ہے اگرچہ پانی استعمال نہ کرے جبکہ پاخانہ اور پیشاب کا اثر زائل ہو جائے اور یہی قول سفیان ثوری ابن مبارک امام شافعی و احمد و اسحاق علیہم الرحمۃ کا ہے۔ (جبکہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک اگر نجاست اپنے مخرج سے ایک درہم انداز اُبڑھ جائے تو دھونا فرض ہے ورنہ مستحب اسی طرح امام صاحب کے ہاتھ ڈھیلوں کی تعداد بھی متعین نہیں یعنی تین سے کم زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اصل مقصد صفائی کرنا ہے جتنوں سے بھی ہو جائے جیسے کہ حدیث ۱۵ پر امام ترمذی نے پورا باب باندھا ہے۔ باب فی الاستنجاء بالحجرین یعنی دو پتھروں کے ساتھ استنجا کرنے کا باب اور اس کے تحت جو حدیث لائے ہیں وہ حضرت عبداللہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کیلئے باہر تشریف لے گئے تو آپ نے مجھے تین ڈھیلے تلاش کرنے کا حکم دیا۔ میں دو پتھر اور ایک لید کا ٹکڑا لے کر حاضر ہوا۔

تو آپ نے ڈھیلے لے لیے اور لید کو یہ کہہ کر پھینک دیا اِنَّهَا رِئَسٌ ۔ یہ تو خود ناپاک ہے۔ (ہاں البتہ طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہیں جیسا کہ حدیث ۲۷ میں آیا ہے)

لید کی طرح ہڈی سے استنجا کرنے سے بھی منع فرمایا گیا اور فرمایا: فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجَنِّ ۔ یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے (حدیث ۱۶) پانی سے استنجا کرنے کو علماء نے پسندیدہ قرار دیا ہے۔ (یہی مسلک احناف ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان عورتوں کو فرمایا: اپنے خاوندوں کو پانی کے ساتھ استنجا کرنے کا کہو مجھے (تو انہیں کہتے ہوئے) شرم محسوس ہوتی ہے۔ پس بے شک حضور علیہ السلام پانی سے استنجا فرمایا کرتے تھے (حدیث ۱۹)

✦ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کیلئے دور تشریف لے جایا کرتے تھے اور نرم جگہ تلاش فرماتے (تا کہ چھینٹوں سے بچا جاسکے) حدیث ۲۰

✦ غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا (جبکہ وہاں پانی کھڑا ہو جاتا ہو) اور فرمایا کہ عموماً شبہات اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (حدیث ۲۱)

✦ حضرت زید بن خالد اپنی مسواک قلم کی طرح کان پہ رکھتے اور ہر نماز کیلئے (وضو کرتے وقت) مسواک کرتے پھر اسی جگہ رکھ لیتے تھے۔ (حدیث ۲۳)

✦ بہتر یہ ہے کہ کلی کیلئے علیحدہ پانی لے اور ناک کیلئے علیحدہ۔ البتہ ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے۔ (جیسا کہ حدیث ۲۸ میں ہے) بعض اہل علم نے یونہی کہا ہے۔

✦ داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے (یہی احناف کا موقف ہے) حدیث ۲۹

✦ سر کا مسح کرتے ہوئے پہلے آگے سے پیچھے کی طرف (سر کے درمیان میں) اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف (اطراف میں) حدیث ۳۲

✦ سر کے مسح کیلئے نیا پانی لیا جائے (حدیث ۳۵) اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

✦ پاؤں پہ موزے وغیرہ نہ ہوں تو ان کو دھویا ہی جائے گا ورنہ وَيَسْلُ لِّلْأَعْقَابِ (ایڑیاں خشک رکھنے والوں کے لئے خرابی ہے) کا کوئی معنی نہیں بنے گا۔ (حدیث ۳۱)

✦ اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونا۔ (حدیث ۴۴) عام علماء کے نزدیک یہی بہتر ہے۔ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں جو اس سے زیادہ مرتبہ دھوئے۔ اس کو گناہ سے امن نہیں جیسا کہ ابن ماجہ شریف کی حدیث میں اس کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی ص ۷۱ حاشیہ) باب فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف کان میں تین تین مرتبہ دھونا ہی حضور علیہ السلام کا وضو بتایا گیا۔ (حدیث ۴۸)

گناہ مٹانے والے اور درجات بلند کرنے والے تین کام

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جن کے سبب اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل تین کام بتائے۔

۱- اِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ۔ تکلیف کے وقت مکمل وضو کرنا۔

۲- كَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ۔ مساجد کی طرف زیادہ جانا۔

۳- اِنْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ۔ ایک نماز کے بعد دوسری کی انتظار کرنا۔

آخر میں فرمایا: فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ۔ یہ جہاد ہے۔ اگلی حدیث میں تین مرتبہ اس کو جہاد قرار دیا گیا۔ (حدیث ۵۱-۵۲) مجمع البحار کے حوالہ سے حاشیہ ترمذی میں ہے۔ وقيل معناها ان هذا الخلال تربط صاحبها عن المعاصي و تكفه عن الحرام۔ اس کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ خصلتیں بندے کو گناہ اور حرام سے روک دیتی ہیں (جیسا کہ جہاد سے ظلم و کفر کا خاتمہ ہو جاتا ہے) ✦ وضو کے بعد اعضاء کو تویلیے سے پونچھنا اور پانی کو خشک کرنا۔ (حدیث ۵۳-۵۴)

✦ وضو کے بعد کلمہ شہادت اور اس کے بعد یہ دعا پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے پڑھنے والوں کیلئے کھول دیے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ دعایہ ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ (حدیث ۵۵) اے اللہ! مجھے خوب توبہ کرنے والوں اور بہت پاک ہونے والوں میں سے بنادے۔

✦ وضو میں وسوسے ڈالنے والے شیطان کا نام ”ولہان“ ہے۔ (حدیث ۵۷)

✦ وضو ہونے کے باوجود ہر نماز کیلئے وضو کر لینا مستحب ہے جبکہ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لینا جائز ہے۔

(حدیث ۶۱-۶۰-۵۹-۵۸)

✦ مرد اور عورت ایک ہی برتن کے پانی سے غسل جنابت کر سکتے ہیں۔ (حدیث ۶۲) (اس سلسلہ میں ممانعت مکروہ تنزیہی یہ محمول ہوگی)۔

(لئلا يخالف الحديث الآتی)

✦ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا (حدیث ۶۸) ثابت ہوا جاری پانی یا وہ پانی جو جاری کے حکم میں ہے یعنی وہ درودہ حوض میں نجاست گر جائے اور اس کا وصف نہ بدلے تو ناپاک نہیں ہوتا یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا موقف ہے۔

نگاہ نبوت قبر کے اندر کے حالات بھی دیکھ لیتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے

فرمایا: ان دونوں (قبروں والوں) کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے جرم کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک کو اس لیے کہ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ
تَوْبِهِ۔ یہ پیشاب سے احتیاط نہیں کیا کرتا تھا اور دوسرے کو اس لیے کہ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ۔ چغل خوری کیا کرتا تھا۔ (حدیث
۷۷)

معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ قبروں کے اندر کے حالات جانتے ہیں بلکہ ان وجوہات سے بھی باخبر
ہیں کہ جن سے قبروں میں عذاب ہوتا ہے مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں۔ یعنی جو خود بے خبر ہیں وہ حضور علیہ السلام کے علم کی بھی نفی
کے درپے ہیں۔ معراج کی اندھیری رات میں تیز و براق پہ سوار ہو کر جاتے ہوئے حضور علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر
میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھتے دیکھ لیا۔

جس پا سے ٹر جائے سر کا نظر رکھ دے بیٹھے نے مدینے وچ دو جگہ دی خبر رکھ دے

✦ صرف شک پڑھنے سے کہ ہوا خارج ہو گئی ہوگی وضو نہیں ٹوٹتا جب تک آواز یا ہوا نہ محسوس کرے (حدیث نمبر ۷۵)
فقہ کا مشہور قانون ہے۔ اليقين لا يزول بالشك۔ شک یقین کو زائل نہیں کرتا۔ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں اس وقت
تک وضو نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ بے وضو ہونے کا اس قدر یقین نہ ہو جائے کہ جس پر قسم اٹھا سکے۔
امام ترمذی علیہ الرحمۃ کا عجیب استدلال کہ باب باندھا ہے ”بے وضو شخص سلام کا جواب دے تو مکروہ ہے“ اور اس کے
تحت حدیث وہ لائے ہیں کہ جس میں ہے حضور علیہ السلام پیشاب فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ
دیا۔ لہذا ترجمۃ الباب یہ ہونا چاہئے تھا کہ پیشاب کرنے والا سلام کا جواب نہ دے یا نہ گنا شخص سلام کا جواب نہ دے۔
(دیکھئے باب ۶۷، حدیث ۹۰)

✦ (بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے تو) عورت کو غسل کرتے ہوئے بال کھولنے کی ضرورت نہیں (جبکہ مرد ہر حال
میں کھولے گا) (حدیث ۱۰۵)

✦ غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ (حدیث ۱۰۷)

✦ جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو (حدیث ۱۱۰)

(احناف کے ہاں صرف شرمگاہوں کے مل جانے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ دخول سے غسل واجب ہوتا ہے چاہے
انزال نہ ہو) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: الْمَاءُ بِالْمَاءِ۔ (انزال سے غسل کا واجب ہونا) احتلام کے ساتھ
خاص ہے۔ (حدیث ۱۱۲)

لہذا احتلام یاد ہے مگر تری نہیں پائی تو غسل واجب نہ ہوگا۔ یہی احناف کا مسلک ہے۔

✦ إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ (احتلام کے مسئلہ میں) عورتیں مردوں ہی کی طرح ہیں۔ (حدیث ۱۱۳)

✦ مذی سے وضو اور منی سے غسل واجب ہوتا ہے۔ (حدیث ۱۱۴)

- ✦ (کپڑے پر منی لگ جائے تو کھرچنے اور رگڑنے کی بجائے دھونا ہی مناسب ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے کپڑے سے منی کو دھویا۔ (حدیث ۱۱۷)
- ✦ جنبی کا غسل سے پہلے سونا جائز اور کم از کم وضو کر لینا سنت ہے۔ (۱۱۹-۱۲۰)
- ✦ مرد غسل کے بعد جنبی عورت کے جسم کے ساتھ لگ سکتا ہے۔ (۱۲۳)
- ✦ حائضہ عورت سے بوس و کنار کی اجازت ہے۔ (۱۳۲) بشرطیکہ اپنے آپ پہ کنٹرول کر سکتا ہو۔ اس کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے اور حائضہ مسجد سے کوئی چیز پکڑ سکتی ہے صرف ہمبستری منع ہے۔ (۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵)
- ✦ دوبارہ جماع کیلئے کم از کم وضو کر لینا چاہئے۔ (۱۴۱)
- ✦ (توجہ بنتی ہو تو) پیشاب پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز نہ پڑھے۔ (۱۴۲)

أَبْوَابُ الصَّلَاةِ (نماز کے باب)

- ✦ صبح کی نماز کو اجالے میں پڑھنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَكْبَرُ لِلْآجِرِ (۱۵۴) یہ فضیلت صبح کی نماز کو اندھیرے میں پڑھنے پر نہیں بیان ہوئی۔
- ✦ ظہر کی نماز کو گرمیوں میں ٹھنڈا کیا کرو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی تپش سے ہے (۱۵۷) ظہر کی نماز کو جلدی پڑھنے کا اس طرح حکم نہیں دیا گیا۔
- ✦ نماز عشاء کے بعد بے فائدہ گفتگو مکروہ ہے جبکہ ضروری اور مفید گفتگو کی اجازت ہے۔ (۱۶۸-۱۶۹)
- ✦ الْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ۔ جنازہ (تب ہے) جب حاضر ہو۔ (۱۷۱) غائبانہ والے کسی حدیث میں دکھائیں۔ الْجَنَازَةُ إِذَا غَابَتْ۔
- ✦ نماز کو اس کے وقت پہ ادا کرنا افضل عمل ہے۔ (۱۷۳) حضور علیہ السلام نے ساری زندگی میں دو نمازیں بھی آخر وقت میں نہیں پڑھیں۔ (۱۷۴)
- ✦ نماز عصر کی خصوصی تاکید کہ جس کی عصر کی نماز رہ گئی گویا اس کی اولاد اور مال ہلاک ہو گئے۔ (۱۷۷)
- ✦ عصر اور فجر کی نماز کے بعد قضا نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ (۱۸۳)
- ✦ مغرب سے پہلے (اس حدیث کی بنا پر کہ بَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِمَنْ شَاءَ۔ ہر دو آذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان نماز ہے۔) دو نفل پڑھنے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔ (۱۸۵)
- ✦ سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت ادا کر لی تو اس کی نماز ہو گئی (۱۸۶) احناف کے ہاں صبح کی نماز کی ایک رکعت پالی اور سورج طلوع ہو گیا تو نماز نہ ہوگی کیونکہ عصر کا وقت سورج غروب ہونے سے پہلے بھی ناقص تھا بعد میں بھی

س رہا۔ لہذا عصر ہو جائے گی جبکہ صبح کا وقت طلوع آفتاب سے پہلے کامل تھا تو کامل وقت میں شروع کی ہوئی نماز ناقص وقت میں آ جانے کی وجہ سے نہ ہوئی۔ فقہی مسائل میں احناف کے عقلی و نقلی دلائل کے انبار دیکھنے ہوں تو شرح معانی الآثار امام ابو جعفر طحاوی کی کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

✦ اذان کا آغاز کس طرح ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے خواب (۹۰-۱۸۹) ✦ اذان و اقامت کے کلمات دو دو بار کہے جائیں (۱۹۴) اذان میں ترجیع یعنی کلمات شہادت کو پہلے آہستہ پھر اونچی آواز سے کہنا ابتداء میں صرف تعلیم کے لیے تھا یعنی حضرت عبداللہ بن زید آہستہ آہستہ بولتے تھے اور حضرت بلال بلند آواز سے اذان کہتے جاتے۔

اقامت کے وقت نماز کیلئے کب کھڑے ہونا چاہئے

✦ لَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي۔

مجھے دیکھے بغیر (نماز کیلئے) کھڑے نہ ہوا کرو۔ (۱۹۵)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب شرح وقایہ میں ہے: ویقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ ویشرع عند قد قامت الصلوٰۃ۔ امام و قوم (نماز کیلئے) حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں۔

یہ حدیث حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بخاری و مسلم میں بھی گزری ہے (بخاری ج ۱ ص ۸۸) جبکہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال بلال قد قامت الصلوٰۃ نهض فکبر۔ کہ جب حضرت بلال قد قامت الصلوٰۃ کہتے تو حضور علیہ السلام کھڑے ہوتے اور تکبیر تحریمہ کہتے۔ (اعلاء السنن ج ۳ ص ۳۲۶)

کنز العمال ج ۲ ص ۵۴ سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۶ مسند بزار ج ۸ ص ۲۹۸

نووی شرح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے: یقوم اذا قال المودن قد قامت الصلوٰۃ وبہ قال احمد علیہ الرحمة (ج ۱ ص ۲۲۱ عمدة القاری ج ۵ ص ۱۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول و عمل تھا۔ جبکہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمة کے بارے میں ہے کہ آپ حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہوتے۔

(فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۰ عمدة القاری ج ۵ ص ۱۵۳)

یعنی شرح بخاری میں قد قامت الصلوٰۃ سے پہلے نماز کیلئے اٹھنا مکروہ لکھا ہے اور اس قول کو مصنف میں ہشام بن عروہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے (ج ۵ ص ۱۵۳) اس بارے میں مزید حوالہ جات طحاوی، کنز الدقائق، نور الایضاح، تنویر الابصار، در مختار اور رد المحتار میں استنباب کے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اقامت کے شروع میں نماز کیلئے کھڑے ہونا مکروہ و نادرست ہے۔ طحاوی نے فرمایا یہ ایسا مسئلہ ہے کہ ہستانی نے اسے ذکر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑے ہونا مکروہ ہے۔ والناس عنها غافلون جبکہ لوگ اس سے غافل ہیں۔ ترندی شریف ہی میں حضرت ابن مبارک علیہ الرحمة کا

قول ہے کہ امام اگر مسجد میں موجود ہو تو اقامت کے وقت لوگ قد قامت الصلوٰۃ پہ کھڑے ہوں۔ (۵۹۲)

(بعض اس کے بھی قائل ہیں کہ اقامت کے وقت بھی انگلیاں کانوں میں ڈالی جائیں) (۱۹۷)

✦ جواذان کہے وہی اقامت کہے (۱۹۹) یا یہ کہ خود موزن دوسرے کو اقامت کہنے کی اجازت دے دے۔ حدیث میں بلا اجازت و رضامندی موزن کے علاوہ دوسرے شخص کیلئے اقامت کہنے کی ممانعت ہے جو کہ مکروہ تنزیہی کے درجہ میں ہے یعنی بہتر یہی ہے کہ موزن خود ہی اقامت کہے۔ ترمذی میں بعض علماء کا یہ مسلک بیان کیا گیا ہے کہ موزن اذان کا اور امام اقامت کا زیادہ حقدار ہے (۲۰۲) اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ بغیر وضو اذان نہ دی جائے۔ لَا يُؤْذَنُ إِلَّا مُتَوَضِّئًا

✦ اذان کے بعد بلا عذر مسجد سے باہر جانا مکروہ ہے۔ (۲۰۴)

✦ اذان و اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی۔ (۲۱۲)

نمازیں پانچ پڑھو ثواب پچاس کا ملے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر کم کی گئیں یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔

ثُمَّ نُودِيَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَإِنَّ لَكَ بِهَذِهِ الْخَمْسِ خَمْسِينَ (۲۱۳)

پھر آواز دی گئی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ہاں بات نہیں بدلتی اور آپ کیلئے (اور آپ کے صدقے پوری امت کیلئے) پانچ کے بدلے پچاس کا ثواب ہے۔

پھر ایک ایک نماز کا ثواب مزید بڑھایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے پر ایک نماز کا ثواب ستائیس درجے زیادہ ہے۔ (۲۱۵)

مسواک کر کے پڑھی جانے والی نماز کا ثواب اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ عمامہ شریف باندھ کر پڑھی گئی نماز کا ثواب میں اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

جمعہ اور نماز باجماعت کا اہتمام نہ کرنے والا دوزخی ہے

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو دن بھر روزے سے رہتا ہے اور ساری رات نوافل ادا کرتا ہے لیکن جمعہ اور نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی جمعہ اور جماعت سے اعراض کرتے ہوئے ان کے حق کو ہلکا سمجھے اور ان میں سستی کرتے ہوئے حاضر نہ ہو۔ (۲۱۸)

✦ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے والے کو پوری رات کے قیام کا ثواب۔ (۲۲۱)

✦ جو چالیس دن تکیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرے اس کیلئے دوزخ اور نفاق سے برات کو لکھ دیا جاتا ہے۔ (۲۲۱)

✦ نماز میں اونچی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنا بدعت ہے۔ (۲۴۴)

رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت

حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مجمع عام میں) فرمایا: **أَلَا أَصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**۔ کیا میں تمہیں حضور علیہ السلام کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ **فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ**۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کیا۔ (۲۵۷)

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور کئی صحابہ کرام اور تابعین عظام اسی کے قائل ہیں۔ حضرت سفیان ثوری اور اہل کوفہ (امام اعظم اور ان کے متبعین) کا یہی موقف ہے۔

✦ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ امام کو رکوع اور سجدے میں پانچ تسبیحات پڑھنی چاہئیں تاکہ مقتدی تین تسبیحات کو پاسکے۔ (۲۶۱)

✦ رکوع اور سجدہ میں قرأت کی ممانعت (۲۶۴) اسی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ریشم سے مخلوط اور پیلے کپڑے اور سونے کی انگٹھی پہننے سے (مردوں کو) منع فرمایا ہے۔

✦ سجدے میں چہرہ دو ہتھیلیوں کے درمیان رکھا جائے گا۔ (۲۷۱)

✦ سجدہ سات اعضاء پہ کرنا اور (نماز میں) کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹنا۔ (۲۷۳)

✦ جلسہ ۲ ستراحت کے بغیر قیام کیلئے اٹھنا۔ (۲۸۸)

✦ تشہد میں انگلی اٹھانے کا ذکر (۲۹۴)

✦ سلام پھیر کر تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھنا اور اللھم انت السلام..... دعا مانگنا (۳۰۰)

✦ اگر قرآن مجید نہ آتا ہو تو نماز میں حمد، تکبیر، تسبیح و تہلیل کرتے رہو۔ (۳۰۲)

✦ حضور علیہ السلام نے مغرب کی دو رکعتوں میں سورۃ اعراف پڑھی۔ (۳۰۸)

✦ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ حضرت جابر (۳۱۳)

✦ مسجد میں داخل و خارج ہوتے وقت دعا سے پہلے درود شریف پڑھو۔ (۳۱۴)

✦ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پہ رکھی گئی (مسجد اس علی التقویٰ) اس سے مراد مسجد نبوی شریف ہے۔ (۳۲۳)

✦ تکبیر اولیٰ کو پانے کیلئے تیز چلنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حدیث میں دوڑنے کی ممانعت ہے) (۳۲۷)

حضور علیہ السلام لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے چھوٹے بھائی سے (مزاحاً) فرماتے:

يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ - اے ابوعمیر تغیر (پرندے) کو کیا ہوا۔ (۳۳۳)

✦ مقرر امام اور صاحب منزل کی اجازت کے بغیر نماز کی امامت نہ کی جائے۔ (۳۵۶)

✦ امام کو اجتماعی دعا کرنی چاہئے ورنہ خیانت ہوگی۔ (۳۵۷)

✦ نماز میں جماعی کو کھانسی کے ذریعے بھی روکا جاسکتا ہے۔ (۳۷۰)

✦ حضور علیہ السلام کی طویل نمازوں (نوافل) کا حال (۳۷۳)

✦ نماز میں سدل ثواب (کپڑے کو سر یا کندھوں پہ اس طرح لٹکانا کہ اس کے دونوں سرے آپس میں نہ ملیں بلکہ لٹکے رہیں) مکروہ ہے۔ (۳۷۸)

✦ کولہوں پہ ہاتھ رکھ کر چلنا شیطانی چال ہے جس کو عربی میں اختصار کہتے ہیں اس طرح نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا۔

(۳۸۳)

✦ طویل قیام والی نماز افضل نماز ہے۔ (۳۸۷) بعض اس سے اگلی حدیث کی بنا پر کثرت رکوع وسجود والی نماز کو افضل قرار دیا ہے جس میں ہے کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ کرتا ہے تو اس کا ایک گناہ معاف اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔

(۳۸۸)

✦ حضرت علی کسی صحابی سے حدیث سنتے تو قسم لے کر تصدیق فرماتے۔ (۴۰۶) اس حدیث میں توبہ کی نماز کا ذکر بھی ہے۔

✦ بچہ دس سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو اس کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ (۴۰۷)

اس حدیث کی بنا پر امام احمد واسحاق فرماتے ہیں کہ دس سال کے بعد بچے نے جتنی نمازیں چھوڑیں ان کی قضا کرے۔

✦ طویل نماز کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے پاؤں مبارک پرورم آنا (۴۱۲)

✦ قیامت کے دن فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔ (۴۱۳)

✦ صبح کی سنتوں سے لے کر نماز فجر کی ادائیگی تک گفتگو کرنے کو صحابہ و تابعین مکروہ سمجھتے تھے۔ (۴۱۸)

✦ صبح کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھا جائے (۴۲۳)

عند الاحناف سنتوں کی قضا نہیں لہذا یہ سنتیں اگر پڑھے گا تو نوافل ہوں گے۔ ہاں اگر فرضوں کے ساتھ قضا ہو جائیں اور اسی دن زوال سے پہلے قضا کرے گا تو دونوں کو قضا کرے۔

✦ ظہر کی چار سنتیں نہ پڑھے گا تو فرضوں کے بعد پڑھے۔ (۴۲۶)

ان کی فضیلت میں آتا ہے کہ جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعت کی حفاظت کی اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا گیا۔ (۴۲۷)

- ✦ حضور علیہ السلام نے مغرب کے بعد کی دو سنتوں کو گھر میں ادا فرمایا۔ (۴۳۲)
- ✦ اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے (اس لیے نیند میرا وضو نہیں توڑ سکتی) (۴۳۹)
- اکل نور و شرب نور و خواب نور

امام نے آیت پڑھی تو خوف خدا سے جان نکل گئی

حضرت بہز بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ زرارہ بن اوئی بصرہ کے قاضی تھے اور بنی قشیر (قبیلہ) کی امامت کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے صبح کی نماز میں اس آیت کی تلاوت کی۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ (الدر)

پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ بڑا تنگی کا دن ہوگا۔

خرمیتا۔ آپ گرے اور روح پرواز کر گئی۔ (راوی کہتے ہیں یہ نہ سمجھنا کہ میں کسی سے سن کر یہ واقعہ بیان کر رہا ہوں بلکہ چشم دید گواہ ہوں) وَكُنْتُ فِي مَنْ احْتَمَلَهُ إِلَى دَارِهِ۔ میں خود ان کو اٹھا کر گھر پہنچانے والوں میں سے ہوں۔ (۴۴۵)

✦ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر رات اپنے بندوں کو اپنی بخشش اور عطاؤں کی طرف بلاتی رہتی ہے۔ (۴۴۶)

✦ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے قدرے اونچی آواز سے پڑھنے کا حکم دیا اور حضرت عمر کو ذرا آہستہ آواز سے پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ (۴۴۷)

✦ حضور علیہ السلام نے ایک ہی آیت میں ساری رات گزار دی۔ (۴۴۸)

✦ نقلی نماز گھر میں ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔ (۴۵۰) فرمایا گھر میں بھی نماز پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔

(۴۵۱)

أَبْوَابُ الْوُتْرِ (وتروں اور دیگر نقلی نمازوں کا بیان)

✦ نماز وتر کو سرخ اونٹوں (ہر نعمت) سے بہتر قرار دیا۔ (۴۵۲)

✦ وتروں کی نماز فرض نہیں بلکہ سنت (بمعنی واجب) ہے۔ (۴۵۳)

✦ جس شخص کو اپنے اوپر رات کو اٹھنے کا اعتماد نہ ہو اس کو سونے سے قبل وتر ادا کر لینے چاہئیں۔ (۴۵۵)

✦ حضور علیہ السلام نے رات کے اول درمیان اور آخر میں وتر پڑھے ہیں۔ (۴۵۶)

✦ وتر کی تین رکعتوں کا بیان (۴۵۹) پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں الکفر ون اور تیسری میں سورۃ اخلاص

پڑھی۔ (۴۶۲)

✦ وتروں کی قضا کی جائے گی۔ (۴۶۵)

✦ نماز چاشت کی بارہ رکعتوں پہ جنت میں سونے کے محل کی خوشخبری (۴۷۳)

✦ فتح مکہ کے موقع پہ (بڑی مصروفیت کے باوجود) حضور علیہ السلام نے چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں۔

(۴۷۴)

✦ چاشت کی دو رکعتیں پابندی سے پڑھنے والے کے گناہ معاف اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (۴۷۶)

✦ نماز حاجت استخارہ اور صلوٰۃ التبیح کے ابواب۔ (باب ۱۹-۱۸-۱۷)

حضور! آپ پہ درود کیسے بھیجیں؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: حضور ہمیں یہ تو پتہ چل گیا کہ (نماز میں) آپ پہ سلام کس طرح بھیجنا ہے (السلام علیک لعلک
النبی) یہ فرمائیں (کہ صلوٰۃ علیہ کے حکم پہ عمل کرتے ہوئے) درود شریف کس طرح پڑھیں۔ تب آپ نے درود ابراہیمی کی تعلیم
دی۔ (۴۸۳)

اس کے بعد درود شریف کی فضیلت پہ احادیث ہیں۔

یادوں کے چراغوں کی لو اور بڑھاؤں میں

کب نور حقیقت کا دیدار مجھے ہو گا!

یہ شے ہو کہ وہ شے ہو مجھ کو نہ طلب ہو گی

جالی ترے روضے کی کب سامنے آئے گی!

مجھ کو بھی میسر ہو ماحول مدینے کا!

مہلت جو غم گلشن مجھ کو دے نوید اتنی!

اب نام ترا آقا آنکھوں سے لگاؤں میں

کب تک تری فرقت میں اشکوں کو بہاؤں میں

اک تیری محبت کو سینے میں بساؤں میں

اللہ کرے در پر اک دن ترے آؤں میں

اک گھر تیری بستی میں اے کاش بساؤں میں

کچھ پھول درودوں کے ہونٹوں پہ اگاؤں میں

(محمد نوید رحمانی)

✦ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ

حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۴۸۶) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ درود پڑھے بغیر دعا زمین و آسمان کے
درمیان لٹکی رہتی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

أَبْوَابُ الْجُمُعَةِ (جمعہ کا بیان)

✦ جمعہ کی افضلیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دن آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے (ثابت ہوا کہ بظاہر کوئی

چیز خیر نظر نہ بھی آئے مگر مایول کے اعتبار سے اس میں خیریت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: حیاتی خیر لکم

ومماتی خیر لکم۔ میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور موت بھی۔ قرآن پاک میں ہے: کتب علیکم القتال

رہو کرہ لکم و عسی ان تکرہوا شیئا و هو خیر لکم (۴۸۸)

✦ جمعہ کے دن مقبول گھڑی بعد العصر تا مغرب ہے۔ (۴۸۹)

✦ جمعہ کے دن غسل کر کے مسجد میں آئے اور امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سنے تو ایک ایک قدم پہ ایک ایک

سال کے روزے اور قیام کا ثواب (۴۹۶)

✦ جمعہ کے دن پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب (۴۹۹)

✦ استن حنانہ از ہجر رسول۔ نالہ می زد ہچوار باب عقول (۵۰۵)

✦ دوران خطبہ اتنا کلام بھی کہ کسی کو کہا ”چپ ہو“ لغو ہے یعنی ثواب کو ضائع کرنے والا ہے۔ (۵۱۲)

✦ جمعہ کے دن گردنیں پھلانگنے والا ایسے ہے جیسے اس نے دوزخ کی طرف پل بنالیا۔ (۵۱۳)

✦ حضور علیہ السلام دوران خطبہ صرف انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (۵۱۵)

✦ جمعہ کی ایک اذان کا حضرت عثمان کے دور میں اضافہ کیا گیا۔ (۵۱۶)

✦ جمعہ کے فرضوں کے بعد دو اور چادر رکعتوں کا ذکر (۲۳-۵۲۱)

✦ حضور علیہ السلام کا حکم ماننا آپ کے پیچھے جمعہ ادا کرنے سے بھی افضل بلکہ دنیا کی ساری دولت خرچ کر دی جائے تو

وہ ثواب نہیں مل سکتا جو آپ کے حکم پہ عمل کرنے میں ملتا ہے۔ (۵۲۷)

أَبْوَابُ الْعِيدَيْنِ (عیدوں کا بیان)

✦ عذر نہ ہو تو عیدین کی نماز کیلئے پیدل چل کر جانا سنت ہے۔ (۵۳۰)

✦ عیدین کی نماز سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں (لہذا نوافل وغیرہ بھی نہ پڑھے جائیں نہ گھر میں اور نہ عید گاہ میں)

(۵۳۷)

✦ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں آج کے دور میں میرے نزدیک عورتوں کا نماز عید کیلئے جانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کوئی

عورت ضروری جانا چاہے تو اس کا خاوند اسے پرانے کپڑوں میں بغیر زینت کے جانے کی اجازت دے سکتا ہے اور اگر وہ اس

طرح جانے سے انکار کرے تو خاوند کو روکنے کا حق ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اگر حضور علیہ السلام عورتوں کی آج کی بدعات

دیکھتے تو منع فرمادیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا۔ (۵۴۰)

✦ عید گاہ کی طرف نماز عید کیلئے آتے جاتے راستہ بدلنا مستحب ہے۔ (۵۴۱)

✦ عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھانا اور عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اس حدیث کی بنا پر علماء نے مستحب قرار دیا

ہے۔ (۵۴۲)

أَبْوَابُ السَّفَرِ (سفر کا بیان)

✦ سفر میں سنن و نوافل نہ پڑھنے کی رعایت ہے (۵۴۴) وقت میں گنجائش ہو تو پڑھنے میں ثواب ہے چنانچہ اس حدیث کے تحت امام ترمذی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سفر میں (فرض) نماز سے پہلے اور بعد نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حدیث ۵۵۰ کے تحت یہی بات ذکر کر کے لکھتے ہیں۔ اگرچہ اس میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے نہ پڑھے اس نے رخصت پہ عمل کیا اور جس نے پڑھا لیے اس کیلئے زیادہ فضیلت ہے اور اکثر علماء کا مختار مذہب یہی ہے کہ سفر میں نفل پڑھے جائیں۔

✦ دو نمازوں کو جمع صوری کے طور پہ جمع کرنا کہ پہلی کو بالکل آخری وقت میں اور دوسری کو بالکل اول وقت میں ادا کرنا (۵۵۳) حقیقی جمع صرف حج کرنے والوں کیلئے میدان عرفات و مزدلفہ میں جائز ہے کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھا جاتا ہے جبکہ جمع صوری میں بظاہر ایسا ہی نظر آتا ہے لیکن درحقیقت ہر نماز اپنے اپنے وقت پہ ادا کی جاتی ہے۔

✦ نماز استسقاء کا بیان (۵۵۶) عند الاحناف یہ محض دعا ہے اگر نماز پڑھنا چاہیں تو اکیلے اکیلے پڑھ لیں۔ اس میں نہ جماعت ہے اور نہ خطبہ چادر الثنا بھی کوئی ضروری نہیں کیونکہ دعا میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

✦ صلوٰۃ کسوف کا ذکر (۵۶۰) ہمارے ہاں اس کی دو رکعتیں جماعت کے ساتھ ہیں۔ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ان کی روایت کو حضرت عائشہ کی روایت پہ ترجیح ہے جس میں زیادہ رکوعوں کا ذکر ہے کیونکہ عورتوں کی بہ نسبت مردوں کی صفیں امام کے قریب ہوتی ہیں اور ویسے بھی کوئی نماز ایسی نہیں جس میں ایک سے زیادہ رکوع ہوں۔

✦ صلوٰۃ الخوف کا بیان (۶۵-۵۶۴)

✦ رات کا وظیفہ رہ جائے تو صبح اور ظہر کے درمیان پڑھ لینے سے رات کو پڑھنے کا ثواب ہی ملے گا۔ (۵۸۱)

✦ امام سے پہلے سر اٹھانے والا ڈرے کہ اس کا سر گدھے کا سا ہو جائے (۵۸۲)

✦ نماز میں التفات (ادھر ادھر دیکھنا) شیطان کا پھسلانا ہے۔ (۵۹۰)

✦ مغرب کے بعد کی نماز گھر کی نماز ہے۔ (۶۰۴)

✦ اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا اچھا ہے۔ (۶۰۵)

أَبْوَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کے باب)

✦ دولت والے خسارے میں ہیں مگر وہ جو بہت خرچ کرتے ہیں۔

هكذا وهكذا (۶۱۷)

✦ عالم یا محدث کے سامنے سماع کے طریقے پہ پڑھنا جیسا کہ اعرابی نے حضور علیہ السلام پر دہرایا اور آپ نے اقرار کیا۔

فرمایا۔ دیکھئے حدیث (۶۱۹)

- ✦ حضور علیہ السلام شرعی احکام میں جس طرح چاہیں استثناء فرمادیں جیسا کہ حدیث ۶۲۰ میں ہے۔ تحقیق مزید کے لئے دیکھئے امام قسطلانی کی مواہب اللدنیہ امام سیوطی کی خصائص کبریٰ اور اعلیٰ حضرت کی الامن والعلیٰ۔
- ✦ ایماندار عامل (حکومتی ملازم) گھر لوٹنے تک مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ (۶۳۵)
- ✦ زکوٰۃ امراء سے لے کر غرباء میں تقسیم کی جائے۔ (۶۳۹)
- ✦ غنی و تندرست آدمی زکوٰۃ نہ لے۔ (۶۵۲) لیکن تندرست شخص اگر محتاج ہے تو اس کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جائے گی۔ (ایضاً)

- ✦ حضور علیہ السلام نے فرمایا نہ ہمارے لیے صدقہ جائز ہے اور نہ ہمارے غلاموں کے لئے۔ (۶۵۶)
- ✦ رشتہ دار کو زکوٰۃ و صدقہ دینے کا دو ہر اثواب ہے۔ ایک ادائیگی فرض دوسرا صلہ رحمی۔ (۶۵۸)
- ✦ اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ۔ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔ (۶۵۹)
- ✦ صدقہ رحمٰن کے دائیں ہاتھ میں بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ (اجر و ثواب کے اعتبار سے) پہاڑ سے بڑھ جاتا ہے۔ (۶۶۱)

حدیث ۶۶۲ میں ہے: حَتَّىٰ اِنَّ اللَّقْمَةَ لَتَصِيرُ مِثْلَ اُحَدٍ۔ یہاں تک کہ ایک لقمہ احد پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے اور اس کی تصدیق قرآن مجید میں ہے:

يَمْحَقُ اللَّهُ الرُّبُوۡا وَيَرْبِي الصَّدَقَتِ۔

- ✦ مال کے ذریعے میرے دل میں حضور علیہ السلام کی محبوبیت بڑھتی گئی (صفوان بن امیہ) مؤلفہ قلوب کے بارے میں حکم کہ ان کو اب زکوٰۃ دی جائے یا نہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو مال کے ذریعے اسلام کی طرف مائل کیا جاتا تھا۔ حَتَّىٰ اَسْلَمُوۡا یہاں تک کہ اسلام لے آئیں۔ (۶۶۶)

✦ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنے کا حکم (۶۷۷)

✦ وقت سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کی اجازت ہے۔ (۶۷۸)

أَبْوَابُ الصَّوْمِ (روزہ کے باب)

- ✦ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں بھی رمضان شریف کا مہینہ زیادہ تر انتیس دنوں کا ہوتا تھا۔ (لہذا اس بارے میں ہلال کمیٹی والوں پر روزہ کھالینے کا الزام حماقت ہے) (۶۸۹)
- ✦ ایک آدمی کی گواہی پر حضور علیہ السلام نے رمضان شریف کا اعلان کروا دیا۔ (۶۹۱)

✦ چاند دیکھنے میں مطلع کا اعتبار (۶۹۳)

✦ روزہ دار کا جھوٹ بولنا بہت ہی سخت گناہ ہے۔ (۷۰۷)

✦ حاملہ اور مرضعہ (اسی طرح مسافر) کیلئے روزہ نہ رکھنے کی رخصت (۷۱۵)

✦ چھپنے لگوانے سے کرنے (جبکہ قصد آمنہ بھرنہ ہو) اور احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا (۷۱۹)

✦ بھول کر کھاپی لیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ (۷۲۱)

✦ جان بوجھ کر روزہ توڑنے والے کو کھجوروں کا ٹوکرا مل گیا۔ (۷۲۴)

✦ مسواک کرنے سے سرمہ لگانے سے بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷)

✦ نقلی روزہ توڑنے سے قضا کا حکم (۷۳۵)

✦ صرف جمعہ کا روزہ رکھنے میں کراہت ہے۔ (۷۴۳)

✦ یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے سال قبل اور سال بعد کے گناہ معاف (جبکہ میدان عرفات میں نہ ہو) (۷۵۰) یہی

فضیلت عاشوراء کے روزے کی ہے۔ (۷۵۲)

✦ ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے روزے جہاد کے برابر جس جہاد میں مجاہد اپنا سب کچھ لٹا کر شہید ہو جائے۔ (۷۵۷)

✦ شوال کے چھ روزے عمر بھر کے روزوں کے برابر (۷۵۹) یہی فضیلت ایام بیض (چاند کی تیرہ چودہ پندرہ) کی ہے۔

(۷۶۰)

✦ روزانہ روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ (۷۶۷)

✦ صوم وصال اور حضور علیہ السلام کی بے مثلیت (۷۷۸)

✦ جنبی شخص بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔ (۷۷۹)

✦ روزہ دار ناک میں پانی ڈالتے ہوئے (اسی طرح کلی کرتے ہوئے بھی) مبالغہ سے کام نہ لے۔ (۷۸۸) اعتکاف

اور شب قدر کا باب (۷۱-۷۲)

✦ حضور علیہ السلام نے صرف تین دن نماز تراویح پڑھائی۔ (۸۰۶)

أَبْوَابُ الْحَجِّ (حج کا بیان)

✦ حج اور عمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے سونے اور چاندی کی میل کچیل کو اور حج

مقبول کا ثواب جنت ہے۔ (۸۱۰)

✦ اگر میں نعم (ہاں) کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔ (۸۱۴)

- ✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار عمروں کا ذکر (۸۱۶)
- ✦ عورت احرام میں نہ نقاب ڈالے اور نہ دستاں پہنے۔ (۸۳۳)
- ✦ بیت اللہ شریف کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے۔ (۸۵۵)
- ✦ حضرت عمرؓ نے حجر اسود سے فرمایا اگر میں نے حضور علیہ السلام کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تمہیں چوم رہے ہیں تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔ (۸۶۰)
- ✦ جس نے پچاس مرتبہ طواف کیا وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (۸۶۶)
- ✦ خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۸۷۴)
- ✦ حطیم میں نماز پڑھنا کعبہ کے اندر ہی نماز پڑھنا ہے۔ (۸۷۶)
- ✦ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا نام لیا بھی ہے تو کس انداز سے۔ (۹۰۶)
- ✦ حضور علیہ السلام نے اپنے بال مبارک حضرت طلحہؓ کو دے کر فرمایا: اَقْسَمُ بَيْنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں (بطور تبرک) تقسیم کر دو (۹۱۲) اس حدیث میں حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر منڈوانا ثابت ہے۔
- ✦ بچہ حج کرے تو والدین کو ثواب ملتا ہے۔ (۹۲۴)
- ✦ حج اکبر قربانی کا دن ہے۔ (۹۵۷)
- ✦ حضرت عائشہؓ زمزم شریف گھر لے جاتیں اور فرماتی تھیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَحْمِلُهُ۔ حضور علیہ السلام بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ (۹۶۳)
- آج کل زمزم شریف لانے پر بعض سعودی پاکستانیوں کو کہتے ہیں: هَذَا مَاءُ الْيَسِّ فِي الْبَاكِسْتَانِ مَاءٌ۔ یہ پانی ہی تو ہے کیا پاکستان میں پانی نہیں ہوتا؟

أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ (جنائز کا بیان)

- ✦ مومن کو کوئی بھی تکلیف آئے خواہ کتنا ہی چھبے تو اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔
- (۹۶۵-۶۶)
- ✦ بیمار کی عیادت کرنے والا مسلسل جنت کے پھل کھاتا رہتا ہے۔ (۹۶۷)
- ✦ حضور علیہ السلام کے دور میں جس کے پاس ایک درہم بھی نہ تھا بعد میں اس کے پاس چالیس ہزار درہم مگر پھر بھی موت کی تمنا کرنا چاہتے تھے۔ اگر حضور علیہ السلام نے منع نہ فرمایا ہوتا تو گر گزرتے۔ (۹۷۰)
- ✦ دعا کے ذریعے بیمار کو دم کرنا۔ (۹۷۳)

✦ اللہ کی راہ میں کل مال کی وصیت کرنے والے کو جس کی اولاد مالدار تھی حضور علیہ السلام نے تیسرے حصہ کی وصیت بڑی مشکل سے منایا۔ (۹۷۵)

✦ حضور علیہ السلام کو موت کی شدید تکلیف ہوئی۔ (۹۷۹)

✦ موت کے وقت پیشانی پہ پسینہ ایمان کی علامت ہے۔ (۹۸۲)

✦ موت کے وقت امید و خوف کا ہونا رب کی رحمت کی دلیل ہے۔ (۹۸۳)

✦ موت کی تشہیر کرنے سے پرہیز کیا جائے (یعنی اعلان کرنا کہ فلاں آدمی مر گیا ہے اس کے جنازے میں شریک ہوں) (۸۶-۹۸۵)

✦ حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان بن مظعون کی موت کے بعد ان کا بوسہ لیا۔ (۹۸۹)

✦ مرنے والے کی اچھائیوں کو بیان کرو اس کی برائیوں کا ذکر نہ کرو۔ (۱۰۱۹)

✦ نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعا اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَّتِنَا (۱۰۲۴)

✦ جنازہ میں تین صفیں ہوں تو مرے والے کی بخشش ہوگئی۔ (۱۰۲۸)

✦ جو جنازہ کے پیچھے چلا اور اس کو تین مرتبہ اٹھایا اس نے اپنا حق ادا کر دیا۔ (۱۰۴۱)

✦ قبروں پہ چلنا اور ان پہ بیٹھنا منع ہے۔ (۱۰۵۰)

✦ حضرت عائشہ اپنے بھائی کی قبر پہ گئیں (۱۰۵۶) لہذا عورتوں کیلئے زیارت قبر کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ باپردہ جائیں اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔

✦ مرنے والے کی تعریف اس کے جنتی ہونے کی دلیل ہے اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ (۱۰۵۸)

✦ جمعرات یا جمعہ کو مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ (۱۰۷۴)

✦ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ (۱۰۷۷)

ابواب النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)

✦ چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہیں:

(۱) حیا کرنا (۲) عطر لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا۔ (۱۰۸۰)

✦ رشتے میں دینداری کو ملحوظ خاطر رکھو (نہ کہ مال و جمال کو) (۸۶-۸۵-۱۰۸۴)

✦ منگیتر کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا نکاح کو قائم رکھنے کیلئے زیادہ مفید ہے۔ (۱۰۸۷)

✦ نکاح کرنے والے کو یوں دعا دی جائے بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ (اللہ تعالیٰ)

برکت فرمائے اور تم دونوں (میاں بیوی) کو بھلائی پر جمع فرمائے (۱۱۹۱)

✦ حضرت صفیہ سے نکاح پہ حضور علیہ السلام نے ستوؤں اور کھجوروں سے ولیمہ کیا۔ (۱۰۹۵)

✦ نکاح کے خطبہ میں سورۃ نساء کی پہلی آیت اور سورۃ احزاب کی آیت پڑھنا۔ (۱۱۰۵)

✦ حلالہ میں صحبت کا شرط ہونا۔ (۱۱۱۸)

✦ نکاح شغار (وٹہ سٹہ جس میں حق مہرنہ ہو) منع ہے۔ (۱۱۲۳)

✦ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی ایک وقت میں ایک شخص کے نکاح میں نہیں آ سکتیں۔ (۱۱۲۵)

أَبْوَابُ الرِّضَاع (رضاعت کا بیان)

✦ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مِنَ الرِّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ - بے شک اللہ تعالیٰ نے جو رشتہ نسب سے حرام فرمایا ہے وہی

رضاعت سے بھی حرام کیا ہے۔ (۱۱۳۷-۳۸)

✦ رضاعت میں ایک عورت کی گواہی کو مان لیا گیا۔ (۱۱۵۱)

✦ بچپن (دو سال سے کم عمر) کی رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ (۱۱۵۲)

✦ حضور علیہ السلام کی رضاعی والدہ (حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا) حاضر ہوئیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے

ان کے نیچے اپنی چادر بچھا دی اور وہ اس پہ بیٹھ گئیں۔ (۱۱۵۳)

✦ (زنا سے بچنے کی ایک تدبیر کہ) کسی عورت کو دیکھے تو اپنی بیوی کے پاس جا کر حقوق زوجیت ادا کرے۔ (۱۱۵۸)

✦ شوہر بیوی کو بلائے تو وہ تنور سے اٹھ کر بھی اس کی حاجت پوری کرے۔ (۱۱۶۰)

✦ اپنی عورت سے بھی غیر فطری حرکت کرنے کی ممانعت (۱۱۶۴)

✦ اپنے خاوند کے سوا دوسرے کیلئے زینت کرنے والی عورت قیامت کی تاریکی کی طرح ہے جس میں کوئی روشنی نہ

ہوگی۔ (۱۱۶۷)

✦ کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر ایک دن رات کا سفر بھی نہ کرے۔ (۱۱۷۰)

✦ عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے۔ (۱۱۷۳)

✦ جب کوئی عورت اپنے خاوند کو ستاتی ہے تو بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے اس کی بیوی اس عورت کو کہتی ہے خدا

تجھے غرق کرے اس کو تکلیف نہ پہنچا یہ تو تیرے پاس (چند روز کا) مہمان ہے جو عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا

(۱۱۷۴) رات کے اندھیرے میں چھپ کر ہونے والے یہ معاملات حوریں کیسے جان لیتی ہیں۔ پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کے علم کی وسعتوں کا انکار کیوں؟ مولانا محمد علی جوہر نے کیا خوب کہا کہ صرف علم نہیں ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں۔

اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
ہر وقت ہے دل جوئی، ہر دم ہیں مداراتیں
ہر روز یہی چرچے ہر رات یہی باتیں
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں!
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

تنہائی کے سب دن ہیں، تنہائی کی سب راتیں!
ہر لحظہ تسلی ہے، ہر آن تسلی ہے
کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں

مولانا محمد علی جوہر

أَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ (طلاق اور لعان کا بیان)

✦ حیض کی حالت میں طلاق رجعی (ایک یا دو) دے دی ہے تو اس سے رجوع کر لینا چاہئے (مگر وہ طلاق شمار کی جائے گی) (۱۱۷۵)

✦ حضرت عمر نے فاطمہ بنت قیس کی بات کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ایک عورت (اگرچہ صحابیہ ہے) کی بات پہ کتاب و سنت کو نہیں چھوڑا جاسکتا ہے نہ معلوم اسے یاد رہا ہو یا بھول گئی ہے۔ (۱۱۸۰)

✦ دل میں طلاق کا خیال لانے سے یا وسوسہ آنے سے طلاق نہیں ہوتی۔ (۱۱۸۳)

✦ طلاق سنجیدگی اور مذاق دو حالتوں میں ہو جاتی ہے۔

جَذُّهُنَّ جِدًّا وَهَزْلُهُنَّ جِدًّا (۱۱۸۴)

✦ بلا وجہ خلع لینی والی پہ جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ (۱۱۸۷)

✦ عورت ٹیڑھی پسلی کی طرح ہے اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور اگر اسی طرح چھوڑ دے گا تو اس کی کبھی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ (۱۱۸۸)

✦ دیوانے اور بے سمجھ کی طلاق نہیں ہوتی۔ اس حدیث میں عطاء بن عجلان ضعیف اور ذاہب الحدیث ہیں مگر صحابہ و تابعین کا اس پہ عمل ہے کہ دیوانے اور مغلوب العقل کی طلاق نہیں ہوتی لیکن وہ دیوانہ جس کو کبھی ہوش آ جاتی ہو تو اس نے افاقہ کی حالت میں طلاق دی تو واقع ہو جائے گی۔ (۱۱۹۱)

ثابت ہوا کہ حدیث کا راوی ضعیف ہونے کے باوجود اس کی بیان کی ہوئی حدیث معمول بہ ہو سکتی ہے۔

✦ الطلاق مرتن کا شان نزول (۱۱۹۲)

✦ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے (نہ کہ ابعدا الجلین کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما) (۱۱۹۲)

✦ ایلاء ظہار اور لعان کی احادیث (۱۱۹۸ تا ۱۲۰۳)

أَبْوَابُ الْبُيُوعِ (تجارتوں کا بیان)

- ✦ حلال و حرام واضح ہے اور شبہ والی چیزوں سے پرہیز کرو ورنہ حرام کا ارتکاب کر بیٹھو گے۔ (۱۲۰۵)
- ✦ وصال کے وقت بھی حضور علیہ السلام کی زرہ بیس صاع غلہ کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی اس کا مطلب ہے آخری وقت تک فقر محمدی اختیار ہی قائم رہا۔ (۱۲۱۴)
- ✦ خرید و فروخت کے وقت تحریر یوں ہو "فلاں نے فلاں سے یہ چیز خریدی ہے جس میں نہ بیماری ہے نہ دھوکہ ہے اور نہ وہ حرام ہے اور یہ مسلمان کا مسلمان سے سودا ہے۔ (۱۲۱۶)
- ✦ نیلام عام کرنا جس طرح حضور علیہ السلام نے ایک ٹاٹ اور پیالے کا کیا۔ اس کو بَيْعُ مَنْ يَزِيدُ کہتے ہیں یعنی اس سے زیادہ ریٹ لگانے والا کون ہے؟ (۱۲۱۸)
- ✦ جانور کو جانور کے بدلے بیچنا جائز ہے جبکہ نقد و نقد ہو۔ (۱۲۳۷)
- ✦ شراب سے متعلق دس آدمیوں پہ لعنت، نچوڑنے والا، نچروانے والا، پینے والا، اٹھانے والا، جس کیلئے اٹھا کر لائی گئی، پلانے والا، بیچنے والا اس کی قیمت کھانے والا خریدنے والا اور جس کیلئے خریدی گئی۔ (۱۲۹۵)
- ✦ تنگ دست کو مہلت دینے پر بخشش ایسا شخص قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوگا يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ جس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۷-۱۳۰۶)
- ✦ مسجد میں خرید و فروخت سے منع کیا گیا (جبکہ سامان مسجد کے اندر ہو)۔ (۱۳۲۱)

أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ (احکام کا بیان)

- ✦ حاکم غور و فکر سے فیصلہ کرے کیونکہ اگر اس کا فیصلہ صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں ورنہ ایک اجر کا خطا کی صورت میں بھی حقدار ہوتا ہے۔ (۱۳۲۶)
- ✦ حضرت معاذ بن جبل نے عرض کیا اگر کتاب و سنت میں مسئلہ نہ ملے گا تو اجْتَهِدْ رَأْيِي میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو یہ توفیق دی۔ (۱۳۲۷)
- ✦ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا عادل حکمران ہوگا اور سب سے دور بیٹھنے والا ظالم حکمران ہوگا۔ (۱۳۲۹)
- ✦ رشوت لینے اور دینے والا دونوں لعنتی ہیں۔ (۱۳۳۶)
- ✦ اگر غیر مستحق کے حق میں بھی فیصلہ ہو جائے تو اس کو وہ چیز لینا جائز نہیں ہے۔ (۱۳۳۹)

- ✦ مدعی گواہ پیش کرے ورنہ مدعی علیہ قسم اٹھائے۔ (۱۳۴۰)
- ✦ فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك كاشان نزول (۱۳۶۳)
- ✦ اولاد کو عطیہ دیتے ہوئے برابری کرنے کی تعلیم (۱۳۶۷)
- ✦ جب حدیں مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو شفعہ کا حق ختم۔ (۱۳۷۰)
- شفعہ صرف مکانات اور زمین میں ہوتا ہے بعض علماء کے نزدیک ہر چیز میں شفعہ ہے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔
- ✦ گرے ہوئے کوڑے کو اٹھانے کی تین سال تشہیر کا حکم دیا گیا۔ (۱۳۷۲)
- اگلی حدیث کے تحت اس بارے میں مختلف مذاہب کا بیان ہے۔
- ✦ جب انسان مرجاتا ہے تو تین کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں وہ تین اعمال یہ ہیں۔ صدقہ جاریہ، علم نافع اور مرحوم کیلئے دعا کرنے والی نیک اولاد۔ (۱۳۷۶)
- ✦ مزارعت یعنی حصے پر زمین دینا یا بٹائی پہ کھیت دینے کے بارے میں مختلف مذاہب (۱۳۸۳) امام صاحب کے ہاں ناجائز ہے جبکہ صاحبین اسے جائز کہتے ہیں اور اس کے جواز کی کچھ شرائط ہیں دیکھئے بہار شریعت ج ۱۵ ص ۹۹ اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہی ہے۔

أَبْوَابُ الدِّيَّاتِ (دیتوں کا بیان)

- ✦ حضور علیہ السلام نے دیت میں کل ایک سواونٹ مقرر فرمائے۔ (۱۳۸۶) اور نقدی کی صورت میں بارہ ہزار درہم (۱۳۸۸) امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہزار دینار سونے کے یا دس ہزار درہم چاندی ہے۔ لما روی عن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالدية فی قتیل بعشرة الاف درہم کذا فی اللمعات
- (حاشیہ ۶ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۸)
- ✦ ایسے زخم کی دیت جس سے ہڈی ظاہر ہو جائے پانچ اونٹ ہے۔ (۱۳۹۰)
- ✦ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے۔ ایک انگلی کی دیت دس اونٹ چھینگی اور انگوٹھا دیت میں برابر ہیں۔
- (۱۳۹۱-۹۲)
- ✦ دیت معاف کرنے پہ اجر ملنے کی بات سن کر تصدیق چاہی کہ واقعی حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے اور پھر دیت معاف کر دی۔ (۱۳۹۳)
- ✦ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مسلمان کا قتل ہو جانا ساری دنیا کے ختم ہو جانے سے زیادہ بھاری ہے۔ (قرآن میں ہے فکانما قتل الناس جمیعا) (۱۳۹۵)

- ✦ قیامت کے دن (حقوق العباد میں سے) سب سے پہلے قتل و خون کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔ (۱۳۹۶)
- ✦ ایک مسلمان کے قتل میں تمام اہل زمین شریک ہوں تو سب جہنمی ہیں۔ (۱۳۹۸)
- ✦ بیٹے سے باپ کا قصاص لیا جائے گا مگر باپ سے بیٹے کا نہیں۔ (۱۳۹۹)
- لان الوالد سبب لوجود الولد فلا یكون هو سببا لعدمه . كذا في اللمعات .
- ✦ مرتد شادی شدہ زانی اور قاتل کے علاوہ کسی کا قتل جائز نہیں۔ (۱۴۰۲)
- ✦ (قصاص میں مسئلہ کرنے کی بجائے) اچھے طریقے سے قتل کرو اور جانور کو بھی عمدہ طریقے سے ذبح کرو کہ چھری تیز ہو تاکہ ذبیحہ کو راحت ملے۔ (۱۴۰۹)
- ✦ کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کیا جائے (بقول بعض اہل علم جبکہ مقتول ذمی نہ ہو) (۱۴۱۲)
- ✦ اپنے مال (وجان و دین اہل و عیال) کی حفاظت میں مرنے والا شہید ہے۔ (۲۱-۲۰-۱۹-۱۴۱۸)

أَبْوَابُ الْحُدُودِ (سزاؤں کا بیان)

- ✦ سونے والے پر نہ بالغ بچے پر اور پاگل پر حد واجب نہیں۔ (۱۴۲۳)
- ✦ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو جبکہ معافی کا کوئی راستہ ہو حاکم کا غلطی سے معاف کرنا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔ (۱۴۲۴)
- ✦ جرم کا اعتراف کرنے والا اگر اپنے اعتراف سے پھر جائے تو اس سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ماعز کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ پھر لگنے سے بھاگنے لگا تھا تو تم نے اسے چھوڑ دینا تھا (گویا کہ وہ اپنے اعتراف سے پھر گیا تھا۔ ہاں اگر گواہوں سے جرم ثابت ہو تو بھاگنے کے باوجود سزا مکمل کی جائے گی۔ لان ہربہ رجوع ظاہر و رجوعه يعمل فی اقرار و لافی رجوع الشہود) (۲۹-۱۴۲۸)
- ✦ سنگسار کی جانیوالی کا حضور علیہ السلام نے خود جنازہ پڑھایا اور فرمایا۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر تمام اہل مدینہ پہ تقسیم کر دی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔ (۱۴۳۵) جبکہ حدیث ۱۴۲۹ میں ہے کہ اسلم قبیلہ کے شخص کو رجم کیا گیا تو حضور علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ وقیل فی الجمع بانہ علیہ السلام لم یصل وامر غیرہ بالصلوة علیہ ثم دعا له بعد عدة ايام وصلى الغامدية وامراة اخرى لتو بتھما کما فی ابی داؤد وفی حدیث الترمذی رقم (۱۴۳۵)

- ✦ حضور علیہ السلام نے ایک یہودی مرد اور عورت کو سنگسار کیا (۱۴۳۶)
- اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ جب اہل کتاب اپنا جھگڑا مسلمان حکمران کے پاس لائیں تو ان کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق

کیا جائے گا۔

- ✦ شرابی کی سزا صحابہ و تابعین اہل علم کے نزدیک اسی کوڑے طے ہوگئی۔ (۱۴۴۳)
- ✦ (دوسروں کی عبرت کیلئے) چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن سے لٹکا دینا۔ (۱۴۴۷)
- ✦ جہاد کے موقع پہ چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے (کہیں وہ دشمن کے ساتھ مل نہ جائے) (۱۴۵۰)
- ✦ چوپائے سے بد فعلی کر نیوالے اور لوطی کی سزا (۵۶-۱۴۵۵)
- ✦ جادوگر کی سزا تلوار کی ایک مار ہے۔ (۱۴۶۰)

✦ کسی کو ہجرہ یا یہودی کہنے کی سزا بیس درے (۱۴۶۲) وقال الطینی فیہ توریتہ وایہام لانہ یحتمل ان یراد بہ الکفر والذلة لان الیہود مثل فی الذلة والصغار والحمل علی الثانی ارجح للدرء فی الحدود و علی ہذا المخت (حاشیہ نمبر ۱ ترمذی ج ۱ ص ۲۷۱)

تغزیر کا بیان اور اس کے بارے میں تفصیل (۱۴۶۳)

أَبْوَابُ الصَّيْدِ (شکار کا بیان)

- ✦ سدھارے ہوئے کتے اگر چہ شکار کو مار ڈالیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی اور کتا شریک نہ ہو تو اس شکار کو کھالو اور تیرا اگر چوڑائی کی طرف سے لگے اور جانور مر جائے تو اس کو نہ کھاؤ۔ (۱۴۶۴)
- سدھارے ہوئے کتے کی تعریف کرتے ہوئے علماء فرماتے ہیں کہ اس میں تین اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے۔
- ۱- اذا اشلی استشلی۔ جب اس کو شکار کے پیچھے بھگایا جائے تو بھاگ پڑے۔
- ۲- واذا زجر انزجر۔ جب اس کو واپس بلایا جائے تو واپس آجائے (یا جب اس کو روکا جائے تو روک جائے)
- ۳- واذا اخذ الصيد امسک ولم یاکل منه۔ جب کسی جانور کو پکڑے تو روک رکھے اور اس سے خود نہ کھائے۔
- فاذا فعل ذلك مرار او اقلها ثلثا کان معلما یحل بعد ذلك قتلها۔ جب ایسا کئی مرتبہ اور کم از کم تین مرتبہ کرے تو وہ سکھایا ہو یا سدھارا ہو شکاری کتا ہے۔ (ہکذا قال القاری فی شرح الموطا وکذا قاله الطیبی۔ ترمذی۔ ص ۲۱۷ ج ۱ حاشیہ ۴) اور کتے کو اللہ کا نام لے کر چھوڑا جائے (حدیث ۱۴۶۵) مجوسی کے کتے کا شکار کھانے کی اجازت نہیں (۱۴۶۶) اکثر فقہا فرماتے ہیں کہ شکاری باز نے اگر شکار میں سے کچھ کھا بھی لیا تو اس کا شکار حلال ہے۔

(۱۴۶۷)

- ✦ تیرا لگا ہو شکار غائب ہو گیا اور مر گیا تو اگر تمہیں یقین ہے کہ تمہارے تیر سے ہی مرا ہے تو کھالو (۱۴۶۸) پانی میں گر کر مرا ہو تو نہ کھاؤ (۱۴۶۹)

- ✦ چھری کے علاوہ پتھر (یا کسی اور دھاری دار چیز چاہے بانس وغیرہ ہی ہو۔ ۱۳۹۱) سے جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے (۱۳۷۲) خرگوش کھانا اکثر علماء نے جائز کیا ہے اور بعض نے مکروہ۔ ایضاً
- ✦ کچلی والا درندہ اور بچوں والے پرندوں کو کھانے سے منع کیا گیا۔ اسی طرح زندہ جانور کا گوشت کاٹ لیا (بغیر ذبح کیے) وہ بھی حرام و مردار ہے۔ (۷۸-۷۹-۱۳۷۷-۱۳۸۰)
- ✦ گرگٹ کو مارنا ثواب ہے۔ (۱۳۸۲)
- ✦ بعض سانپ اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ حمل گرا دیتے ہیں اور بینائی ختم کر دیتے ہیں۔ (۱۳۸۳)
- ✦ بد کے ہوئے جانور کو تیر وغیرہ مارا جہاں بھی لگ جائے حلال ہے۔ (۱۳۹۲)
- فیہ دلیل علی ان الحيوان الانسی اذا توحش ونفر فلم يقدر علی قطع مذبحة يصیر جميع بدنه
کالمذبح (طبی حاشیہ نمبر ۱ ترمذی ج ۱ ص ۲۷۵)

أَبْوَابُ الْأَضَاحِي (قربانیوں کا بیان)

- ✦ قربانی کے جانور کا خون زمین پہ گرنے سے پہلے قبول ہو جاتا ہے۔ (۱۳۹۳)
- ✦ حضرت علی المرتضیٰ دو دنوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک حضور علیہ السلام کی طرف سے اور فرماتے: میں یہ کبھی نہ چھوڑوں گا کیونکہ مجھے حضور علیہ السلام نے اس کا حکم دیا ہے۔ (۱۳۹۵)
- ✦ چھ ماہ کے چھترے کی (جو دیکھنے میں سال بھر کا نظر آئے) قربانی جائز ہے (اسی طرح دنبے کی بھی) (۱۳۹۹)
- ✦ ٹوٹے سینگھ اور کٹے ہوئے کان والے جانور کی قربانی نہ کی جائے (۱۵۰۴) تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔
- ✦ ہر سال ہر گھر والوں پر (جو صاحب نصاب ہوں) قربانی (واجب) ہے۔ (۱۵۱۸)
- یہ حدیث دلیل ہے احناف کی کہ قربانی کا درجہ وجوب کا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عَلٰی كُلِّ اَهْلٍ بَيْتٍ فِیْ كُلِّ عَامٍ اور علی لزوم کیلئے آتا ہے جیسا کہ حج کے بارے میں فرمایا: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ .
- چند شبہات کا ازالہ

قربانی کے حکم پہ عقل پرستوں کے بعض شبہات کے جوابات

- ۱۔ بعض ملحد قسم کے دانشوروں نے قربانی سے متعلق عوام کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قربانی مکہ معظمہ کے ساتھ خاص ہے اور وہ بھی کسی عبادت کے طور پر نہیں بلکہ حجاج کی مہمانی کے طور پر ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ اگر صرف اتنا ہی تھا کہ حجاج کی مہمانی ہو جائے تو پھر
- ✦ نماز عید سے پہلے اور بعد کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ شہر والوں کیلئے نماز سے پہلے ذبح کرنا ممنوع کیوں ہے؟

✦ ۱۲ ذی الحجہ کی شام کے بعد قربانی ممنوع ہو جانے کے کیا معنی ہیں؟ کیا ۱۳ ذی الحجہ کو حجاج مکہ میں نہیں رہتے؟

✦ اگر صرف مہمانی مقصود تھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کی عمر وغیرہ کے لحاظ سے جو شرائط بیان فرمائیں ان کی کیا ضرورت تھی؟

✦ کیا مہمان کو صرف گوشت کی ضرورت ہوتی ہے؟ اور کسی چیز کی نہیں؟ اس کا انتظام کیوں نہیں کیا جاتا؟

۲- قوم کا اتنا روپیہ جو جانوروں کی قربانی پر ہر سال خرچ ہوتا ہے اور تین روز گوشت کھالینے کے سوا اس کا کوئی مفاد نظر نہیں آتا اگر اس سے رفاہی و فلاحی کام چلائے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جواب: یہ خیال اسی شخص کے ذہن میں آ سکتا ہے جو روحانیت سے مکمل غافل ہو کر صرف مادی خواہشات کی تکمیل کے پیچھے لگ جاتا ہے مادہ و صورت ہی اس کا اوڑھنا بچھونا اور علم و ہنر کا مقصد و محور بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور عجیب و غریب نظام اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

جس حقیقت شناس کے سامنے قوم کے اعمال کا مسئلہ بھی امن و سکون کے ساتھ صحیح طور پر اسی وقت حل ہو سکتا ہے جب انسان صحیح معنوں میں انسان بن جائے۔ وہ جس طرح قوم کی تعلیم پر خرچ کرنے کو دوسری ضروریات پر خرچ کرنے سے زیادہ اہم سمجھے گا اس سے بھی زیادہ اس خرچ کو اہمیت دے گا جس کے ذریعہ انسان کے اخلاق درست ہوں اور وہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار رہے۔ اطاعت اور نافرمانی سے اجتناب کا جذبہ ہی وہ جذبہ ہے جو خلوتوں میں بھی انسان کو جرائم سے باز رکھتا ہے اور قربانی سے مقصود اسی جذبہ کو قوت دینا ہے اور اگر قربانی اس استحضار کے ساتھ کی جائے تو اس جذبہ کو فروغ دینے میں خاص اثر رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لَحْمُهَا وَلَا دِمَائُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ

”اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کے گوشت یا خون نہیں پہنچتے ہاں تمہارا تقویٰ یعنی جذبہ اطاعت پہنچتا ہے۔“

معلوم ہوا کہ قربانی سے گوشت پوست مقصد ہی نہیں بلکہ جذبہ اطاعت اور اللہ کی رضا کیلئے سب کچھ قربانی کر دینے کا ولولہ پیدا کرنا اصل مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلی امتوں کیلئے یہ گوشت حلال بھی نہ تھا۔

۳- مقصود تو ثواب حاصل کرنا ہے جو رفاہی کام کرنے، غریبوں کی مدد کرنے میں زیادہ ہے تو پھر قربانی کرنے پر ہی کیوں

اصرار کیا جاتا ہے؟

جواب: اول تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو احکام اسلام کی صورت میں ایسا نظام عطا فرمایا ہے جس میں انسانوں کی مصلحت و فلاح کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس سے بہتر نظام نہ کبھی وجود میں آیا نہ آ سکے گا۔ اس نظام کو مکمل طور پر اختیار اور نافذ کر دیا جائے تو رفاہی کاموں اور غریبوں کی مدد کیلئے ان کے ہمدردوں کو قرآن و حدیث سے ثابت شدہ قطعی احکام میں تحریف و تبدیل کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمتیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے جو احکام بھی نازل فرمائے ہیں ان میں سے ہر حکم میں بے پناہ حکمتیں، مصلحتیں اور آثار و خواص و دلیلت فرمائے ہیں اور ہر ایک حکم پر عمل کرنے سے دوسرے کے خواص و آثار اور اس کی روح ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جیسے مادی اشیاء میں اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی ظاہری صورت بنائی اور اس میں مخصوص روح اور خواص رکھے جو دوسری شے میں نہیں رکھے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کی جو ظاہری صورت بنائی اس میں روح بھی گھوڑے کی رکھی، خواص بھی اسی کے و دلیلت کئے شیر کی جو ظاہری صورت بنائی، روح اور خواص بھی اسی کے رکھے ایسا نہیں کیا کہ گھوڑے کے کچھ افراد کی ظاہری صورت تو گھوڑے جیسی ہو اور روح و خواص شیر جیسے ہوں اور گھوڑا گھوڑے کی طرح ہنہانے کی بجائے شیر کی طرح دھاڑنا شروع کر دے اور سواری اور نقل و حمل کے کام آنے کی بجائے چیرنے پھاڑنے کا کام شروع کر دے یا اس کے برعکس شیر کی ظاہری صورت میں گھوڑے کی روح و خواص نہیں رکھے کہ شیر گھوڑے کی طرح ہنہانا شروع کر دے۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کی جس ظاہری صورت کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس کے اندر مخصوص روح و خواص رکھے جو دوسرے عمل کی ظاہری صورت میں نہیں رکھے۔ نماز کی اپنی ظاہری صورت ہے جس کی مخصوص روح و خواص ہیں اور روزہ کی اپنی صورت و روح ہے تو جس طرح کوئی شخص یہ کہے کہ میں پانچ نمازوں میں سے ایک نماز چھوڑ دیتا ہوں اس کی بجائے ایک سال روزے رکھوں گا تو سال بھر بلکہ عمر بھر کے روزے ایک نماز کا بدل نہیں بن سکتے یا کوئی شخص کہے کہ میں روزہ نہیں رکھتا، اس کے بجائے سال بھر پوری رات نوافل پڑھتا رہوں گا۔ ظاہر ہے کہ سال بھر کیا عمر بھر کے نوافل ایک روزے کا بدل نہیں بن سکتے۔ بالکل اسی طرح صدقہ و خیرات اور غریبوں کی مدد کیلئے خواہ کوئی شخص اربوں روپے خرچ کر ڈالے یہ دو تین ہزار کی قربانی کا بدل ہرگز نہیں بن سکتے۔

۴۔ قربانی کی تین تاریخوں میں بیک وقت لاکھوں جانور ہلاک ہو جاتے ہیں اس کا کم از کم مضر اثر اقتصادیات پر یہ ضرور پڑے گا کہ جانور کم ہو جائیں گے اور سال بھر لوگوں کو گوشت ملنے میں دقت ہوگی، گرانی زیادہ ہو جائے گی۔

جواب: خالق کائنات کی قدرت کاملہ اور اس کے نظام محکم کا دن رات مشاہدہ کرنے کے باوجود اس قسم کے خیالات کا آنا گناہوں کا وبال ہے۔ گناہ کا سب سے پہلا حملہ عقل پر پڑتا ہے پھر وہ اپنے مشاہدے کیخلاف ہدیان بولتا رہتا ہے۔

نظام قدرت ہمیشہ سے یہ ہے کہ کسی چیز کی ضرورت بڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پیداوار بھی بڑھا دیتا ہے اور جب ضرورت کم ہو جاتی ہے تو پیداوار بھی گھٹ جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کنویں کے پانی پر رحم کھا کر اس لئے نکالنا چھوڑ دے کہ کہیں ختم نہ ہو جائے تو اس کے سونٹھ بند ہو جائیں گے اور کنواں خشک ہو جائے گا اور اس کے برعکس جتنا زیادہ نکالتا چلا جائے گا اتنا ہی نکلتا چلا جائے گا۔

اعداد و شمار کا حساب لگا کر دیکھیں تو پہلے زمانے میں جتنی قربانی کی جاتی تھی اتنی آج نہیں کی جاتی، صحابہ و تابعین رحمہم اللہ

تعالیٰ کے زمانے میں قربانی کا عالم یہ تھا کہ ایک ایک آدمی سو سواونٹ قربانی کیلئے ذبح کرتا تھا۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سواونٹوں کی قربانی کی اور تریسٹھ کو اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔ قربانی کی اس قدر زیادتی کے زمانہ میں کسی جگہ یہ شکایت نہیں سنی گئی کہ جانور نہیں ملتے یا گراں ملتے ہیں۔

اس زمانے میں بہت سے ممالک ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے اور وہ بھی قربانی نہیں کرتے یا بہت کم کرتے ہیں۔ مگر جانور اور گوشت کی گراہی وہاں ہمارے ملک سے زیادہ نظر آتی ہے۔ ہمارا پڑوسی ملک ہندوستان موجود ہے جہاں گائے کی نہ صرف سالانہ قربانی بلکہ روزانہ گوشت خوری بھی بند ہے مگر کیا کسی نے دیکھا کہ وہاں گلی گلی گائے پھرتی ہے یا دودھ کی ندیاں بہتی ہیں یا گھی بہت ارزاں ہو گیا ہے؟ جب بس کروڑوں سے زائد مسلمان اور انگریزی فوج روزانہ لاکھوں گائے ذبح کیا کرتے تھے گوشت اور دودھ گھی وغیرہ کا جو بھاؤ اس وقت تھا اب مکمل پابندی کے باوجود اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

آج سے ڈیڑھ سو سال قبل تک تمام سفر گھوڑے پر کئے جاتے تھے اور پوری دنیا کی جنگیں گھوڑوں کے ذریعہ لڑی جاتی تھیں۔ فوج کیلئے لاتعداد گھوڑے پالے جاتے تھے۔ دور حاضر میں جب گھوڑوں کی جگہ موٹروں اور ہوائی جہازوں نے لے لی تو کیا دنیا میں گھوڑے زیادہ اور سستے ہوئے یا کم ہو گئے اور قیمت بڑھ گئی؟ یہ اللہ کا نظام ہے جو انسانی فہم و ادراک سے بہت بلند و بالا ہے۔

پیش نظر تو مرضی جاناناں چاہیے

یاد رہے! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف ایک جانور کی قربانی نہیں کی بلکہ پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارا جو حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا فوراً تعمیل کی۔ جان، مال، ماں، باپ، وطن، مکان، لخت جگر غرض سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان فرمایا۔ ہمیں بھی اپنے اندر یہی جذبہ پیدا کرنا چاہئے کہ دین کا جو تقاضا بھی سامنے آئے اور اللہ تعالیٰ کا جو حکم بھی سامنے آئے اس پر عمل کریں گے۔ اپنے اعزہ و احباب، بیوی، بچوں، ماں، باپ، خاندان، قوم کسی چیز کو بھی اللہ کے حکم کے مقابلے میں ترجیح نہیں دیں گے۔

مد نظر تو مرضی جاناناں چاہئے
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

سارا جہاں ناراض ہو پرواہ نہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ

(ماخوذ)

قربانی و ذبیحہ کے چند مسائل

✦ قربانی صرف اپنی طرف سے ہر اس عاقل بالغ، مقیم مسلمان پر لازم ہے جو صاحب نصاب ہو۔ صاحب نصاب سے مراد یہ ہے کہ اس کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان کی قیمت کامل ہو اور اس کی ضرورت اصلیہ سے زائد ہو۔

✦ قربانی مندرجہ ذیل جانوروں کی ہو سکتی ہے۔ بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، بھیڑ، مینڈھا، گائے، بیل، بھینسا، اونٹ، اونٹنی۔
 چھ جانوروں میں صرف ایک حصہ ہوتا ہے جبکہ باقی چھ جانوروں میں سات حصے ہوتے ہیں۔ قربانی کیلئے بکرا ایک سال کا ضروری ہے جبکہ گائے، بھینس، بیل کا دو سال کا ہونا ضروری ہے اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ اگر جانوروں کی عمر اس سے کم ہوں تو قربانی جائز نہیں ہے۔ بھیڑ اور دنبہ اگر چھ ماہ کا اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے لیکن اس سے کم عمر کا چاہے جتنا ہی موٹا تازہ کیوں نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

✦ گائے اور اونٹ وغیرہ کی قربانی میں شریک تمام افراد کی نیت اللہ عزوجل کی رضا کیلئے ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک کی نیت دنیا کو دکھانے اور گوشت کھانے کی ہوئی تو کسی کی طرف سے بھی قربانی قبول نہیں ہوگی۔

✦ اندھا، کانالنگڑا اور ایسا کمزور اور دبلا پتلا جانور کہ جس کی ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو اور قربانی کی جگہ پر اپنے پاؤں سے چل کے نہ جاسکتا ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں جو جانور غلاظت کھاتا ہے اس کو باندھنے سے پہلے اس کی قربانی جائز نہیں۔

✦ جس بھیڑ، بکری کے ایک تھن سے دودھ نہ اترتا ہو اور گائے، بھینس کے دو تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہو اس کی قربانی درست نہیں۔

✦ قربانی کی جگہ جانور کی قیمت کے برابر اگر کوئی صدقہ و خیرات کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا جیسے نماز کی جگہ روزہ اور روزے کی جگہ نماز قابل قبول نہیں اسی طرح قربانی کی جگہ صدقہ و خیرات بھی قابل قبول نہیں۔

✦ جانور کے گلے میں چند رگیں ہوتی ہیں جن کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور جس جانور کی رگیں کاٹی جائیں اسے ذبیحہ کہتے ہیں۔ ذبح کے وقت چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ (۱) حلقوم: یہ وہ رگ ہے جس سے سانس آتا ہے۔ (۲) مری: یہ وہ رگ ہے جس سے کھانا پانی اترتا ہے۔ (۳، ۴) دو جہین یہ وہ رگیں ہیں جس میں خون کی روانی ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا تمام رگوں کو کاٹنا ضروری ہے لیکن اگر صرف تین رگیں کٹ جائیں تب بھی قربانی درست ہے اس سے کم ہوں تو درست نہیں۔

✦ جانور ذبح کرتے وقت اللہ عزوجل کا نام لینا ضروری ہے مثلاً بسم اللہ اکبر، اللہ رحمٰن، اللہ اعظم، اگر مسلمان ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول گیا اور جانور ذبح کر دیا تو ذبح درست ہو جائے گا اور اگر یاد ہونے کے باوجود بسم اللہ نہ پڑھی تو جانور حرام اور قربانی ضائع ہو جائے گی۔

✦ قربانی سے پہلے جانور کو چارہ دے دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔ ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کریں۔ ذبح سے قبل چھری وغیرہ تیز کر لیں تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔

✦ گوشت کی تقسیم اس طرح کرنی چاہئے۔ ایک حصہ اپنے لیے، ایک عزیز و اقارب کیلئے اور ایک غریبوں و یتیموں کے

لئے۔ جانور کی کھال کا صدقہ کرنا ضروری ہے اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے یہ غریب، یتیم، بے سہارا لوگوں کا حق ہے۔ مدارس اسلامیہ اس کا بہترین مصرف ہیں۔

✦ قربانی کا چمڑا، گوشت اور اس کی کوئی بھی چیز قصاب کو بطور اجرت نہیں دی جاسکتی۔ (بہار شریعت اور دیگر کتب فقہ)

أَبْوَابُ النَّذُورِ وَالْأَيْمَانِ (نذروں اور قسموں کا بیان)

✦ گناہ کی نذر نہ مانی جائے (اور اگر مان لی ہے تو اس کو پورا نہ کیا جائے) اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے۔

(۲۵-۵۲۳)

اگر کسی نے عید کے دن روزے کی نذر مانی تو امام شافعی کے نزدیک یہ نذر ہوگی ہی نہیں لیکن ہمارے نزدیک نذر تو مان جائے گی مگر روزہ عید کے بعد رکھنا پڑے گا۔ لان صوم النحر مشروع باصلہ غیر مشروع بوصفہ وهو الاعراض عن ضیافة اللہ فالنذر به نذر بالطاعة ووصف المعصية متصلا بذاته فعلا لا باسمه ذکر او تحقیقہ فی اصول الفقہ۔

✦ کوئی شخص بچہ ذبح کرنے کی نذر مانتا ہے تو بکری ذبح کر دے۔

✦ امام شافعی کے ہاں نذر میں کفارہ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں حلال کو حرام کرنے پر کفارہ ہے۔ لان النذر ایجاب

المباح وهو يستلزم تحريم الحلال و تحريم الحلال يمين يدلل قوله تعالى يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك . كذا في اللغات۔

✦ امام محمد علیہ الرحمۃ موطا میں فرماتے ہیں: من نذر نذرا فی معصية فليطع الله وليكفر عن يمينه وهو قول ابی حنیفہ۔ جس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی وہ اللہ کی اطاعت کرے اور قسم کا کفارہ ادا کرے یہی قول ہے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا (حاشیہ نمبر ۳ ترمذی ج ۱ ص ۲۷۹)

✦ نذر غیر معین کا وہی کفارہ ہے جو قسم کا ہے۔ (۱۵۲۸)

✦ حضور علیہ السلام اکثر اس طرح قسم اٹھاتے لا وملقب القلوب دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔ (۱۵۴۰)

أَبْوَابُ السَّيْرِ (جہادی سفروں کا بیان)

✦ جس بستی میں مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو وہاں قتال نہ کرو۔ (۱۵۴۹)

کون سمجھائے آج کل کے نام نہاد مجاہدین کو جو مسجدوں کے اندر عین جماعت کے وقت بم چلا کر سینکڑوں نمازیوں کو خون میں نہلا کر مجاہد ہونے کا ”اعزاز“ حاصل کرنے کی ”سعادت“ حاصل کر رہے ہیں۔ خدارا! اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو۔

- ✦ ضرورت ہو تو مشرکین کے برتن دھو کر استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ (۱۵۶۰)
- ✦ وضع حمل سے پہلے حاملہ قیدی عورت کے ساتھ صحبت ناجائز ہے۔ (۱۵۶۴)
- ✦ شیخون کے علاوہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔ (۱۵۶۹-۷۰)
- ✦ کافروں کی لاشیں جلانے سے بھی منع فرما دیا گیا۔ (۱۵۷۱)
- ✦ حضور علیہ السلام مشرکین کے تحائف بھی قبول فرما لیتے تھے۔ (۱۵۷۷)
- ✦ اگرچہ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے تحائف قبول کرنے سے روک دیا گیا۔ (ایضاً)
- ✦ حضور علیہ السلام خوشی کے موقع پہ سجدہ شکر بجالاتے۔ (۱۵۷۸)
- ✦ بدفالی کو شرک کہا گیا۔ (۱۶۱۵) فرمایا: بیماری کے متعدی ہونے اور بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں لیکن فال یعنی اچھی بات پسند ہے۔ (۱۶۱۵) جیسے کسی کا نام راشد ہو یا کج تو اس سے ہدایت اور کامیابی مراد لے لینا۔ (۱۶۱۶)
- ✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پہ جانے والوں کو بھرپور نصیحت فرماتے۔ مثلاً یہ کہ تقویٰ اور مسلمانوں کی خیر خواہی مالِ مت میں خیانت نہ کرو، عہد شکنی نہ کرو، مثلہ نہ بناؤ..... (۱۶۱۷)

أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ (جہاد کی فضیلت کا بیان)

- ✦ ہر مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے لیکن مجاہد جب جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے تو اس کا عمل تا قیامت بڑھتا رہتا ہے اور وہ فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا: بڑا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس بخلاف جہاد کرتا ہے۔ (۱۶۲۱)

(امام غزالی فرماتے ہیں نفس کتے کی طرح ہے جس پہ لالچ کا غلبہ ہے تم نے دیکھا) صرف کتا ہی ہے جو قے کر کے کھاتا ہے۔ (ترمذی ج ۲، حدیث ۱۲۳۱) صرف اس لالچ میں کہ یہ بھی میرے ہی پیٹ میں جائے اسی لیے اگر کتا پالنے سے شکار مقصود ہو یا کھیتی باڑی کی حفاظت تو جائز ہے اور نفس کو پالنا بھی جائز ہے جب اس سے اعمال صالحہ کا شکار کرنا مقصود ہو اور اپنے دین کی حفاظت کرنا مقصود ہو ورنہ جائز نہیں جبکہ عموماً لوگ گناہ کرنے کیلئے نفس کو پالتے ہیں۔ دیکھو جانور گھاس وغیرہ کھاتے ہیں تو کھڑے ہو کر نفس پرستوں نے کہا ہم کیوں پیچھے رہ جائیں کیا ہم ڈنگڑوں سے بھی گئے گزر رہے ہیں چنانچہ اخروی نفع و نقصان کی فکر کیے بغیر کھڑے ہو کر کھانا شروع کر دیا، نفس کو راضی کر لیا اور خدا کو ناراض کر لیا۔ اچھے بھلے بیٹھے ہوتے ہیں کھانے کی آواز آتی ہے تو جانوروں کی طرح بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔ شادی بیاہ کے موقع پہ بچے بوڑھے دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں اور یہ حضرات برتنوں میں اتنا کھانا ڈال لیتے ہیں کہ جتنا کھا بھی نہیں سکتے۔ اچھے بھلے بیٹھے ہوتے ہیں پیشاب آتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور گدھے بیل کی طرف کام کر کے اپنے آپ کو مہذب کہلانے والے دراصل اپنے نفس کے پجاری ہیں

پھر کہتے ہیں شریعت میں اتنی سختی نہیں ہے۔ خدا اور اس کا رسول تو ہمیں انسان بنانا چاہیں اور ہم نفس کی پیروی میں شیطان کو پیچھے چھوڑ جائیں۔ پھر یہ دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا۔

✦ اللہ کی راہ میں رونے والا دوزخ میں داخل نہ ہوگا جب تک دودھ واپس تھنوں میں نہ چلا جائے۔ (۱۶۳۳)

✦ سب سے بُرا آدمی وہ ہے جو لوگوں سے اللہ کے نام پہ مانگے اور اس کو کچھ نہ دیا جائے۔ (۱۶۵۲)

أَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

✦ والدین کو چھوڑ کر (یا ان کی اجازت کے بغیر) جہاد پہ جانے والے کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: انہی کی خدمت میں کر جہاد کر (یعنی ان کی خدمت میں ہی تیرے لئے جہاد کا ثواب ہے) (۱۶۷۱)

✦ اکیلے سفر کرنے کو ناپسند فرمایا گیا۔ (۱۶۷۳)

✦ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ۔ جنگ ایک دھوکہ ہے (یعنی جنگ میں دشمن کو چکمہ دے کر حملہ کرنے کی اجازت ہے)

(۱۶۷۵)

✦ حضور علیہ السلام کے انیس غزوات کا ذکر (۱۶۷۶)

✦ لڑائی کے وقت حضور علیہ السلام نے یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اَهْزِمِ الْاَحْزَابَ وَزَلْزِلْ لَهُمُ الْعِلْمَ اے اللہ! اے کتاب کو اتارنے والے جلد حساب لینے والے دشمن کے لشکر کو شکست دے اور ان کے قدم اکھیڑ دے۔

(۱۶۷۸)

✦ فتح مکہ کے موقع پہ جھنڈا سفید رنگ کا اور عمامہ شریف سیاہ رنگ کا، حضور علیہ السلام نے سیاہ جھنڈا بھی استعمال کیا۔ چھوٹے سفید اور بڑا سیاہ۔ (۱۶۷۹-۸۰)

✦ پسندیدہ اور ناپسندیدہ گھوڑے (۹۸-۹۶-۱۶۹۵) گھوڑوں کے بارے میں بھی حضور علیہ السلام پوری معلومات رکھتے تھے۔ مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں۔

✦ جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا گیا۔ (۱۷۰۸)

✦ حضور علیہ السلام نے کافر کی لاش بیچنے سے انکار فرمادیا۔ (۱۷۱۵)

✦ جہاد سے واپس آنے والوں کا استقبال کرنا۔ (۱۷۱۸)

أَبْوَابُ اللَّبَاسِ (لباس کا بیان)

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی کڑھائی والا جبہ زیب تن فرمایا اور فرمایا: حضرت سعد کو جنت میں ملنے والے رومال اس سے زیادہ اچھے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سرخ کپڑے پہنے ہوئے کسی گیسوؤں والے کو حضور

علیہ السلام سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ (۲۴-۱۷۲۳)

قلب و نظر کا نور رسول کریم ہیں
اذہان کا شعور رسول کریم ہیں
پیش نظر ضرور رسول کریم ہیں
ہر عیب سے نفور رسول کریم ہیں
جلوہ نما حضور رسول کریم ہیں
جان دل غیور رسول کریم ہیں
ہر قلب کا سرور رسول کریم ہیں

شرح جمال طور رسول کریم ہیں
اقلیم عقل آپ کی ضو سے ہے مستنیر
پیکر ہے ایک عکس تصور سے بھی حسیں
انسانیت ہے آپ کی نسبت سے سرفراز
غرقاب انفعال ہے حسن مہ و نجوم
بخشا خروش برق مجاہد کی تیغ کو
راخ جہان ان کی ضیا سے ہے تابناک

(راخ عرفانی)

✦ جو تکبر کی وجہ سے اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلا قیامت کے دن اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (۱۷۳۰)

عورتیں اس میں شامل نہیں (۱۷۳۱)

موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کس حالت میں ہم کلام ہوئے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس دن موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اس دن ان پہ اونی چادر اونی ٹوپی اور اونی شلوار تھی اور آپ کی نعلین مبارک مرے ہوئے گدھے کی کھال کی تھی۔ (۱۷۳۲)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

✦ سیاہ عمامہ مبارک کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکانا۔ (۳۶-۱۷۳۵)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے۔ عمامہ کے ساتھ ایک نماز پڑھنا بغیر عمامہ ستر نمازوں سے افضل ہے اور فرمایا کہ شملہ لٹکانا افضل ہے دائمی سنت نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے کبھی شملہ چھوڑا ہے اور کبھی نہیں چھوڑا اور کبھی گردن کے نیچے سے گزارا ہے..... اسی طرح کبھی شملہ مبارک سینہ پہ بھی رکھا ہے دائیں طرف (حاشیہ نمبر ۲ ترمذی ج ۱ ص ۳۰۴)

✦ حضور علیہ السلام انگٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ (۱۷۴۱) امام حسن و حسین بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے (۱۷۴۳) گویا انگٹھی پہننا سنت ہوا خواہ دائیں ہاتھ میں ہو یا بائیں ہاتھ میں۔ معلوم ہوا ایسی باتوں کو خلاف سنت نہیں کہا جا سکتا۔ لہذا عمامہ باندھنا سنت ہے خواہ کسی رنگ کا ہو ورنہ تو جس طرح کے کپڑے کا حضور علیہ السلام نے عمامہ باندھا اسی طرح کا کپڑا بھی ہونا چاہئے اور اس سنت پہ کس طرح عمل ہو سکے گا۔ حضور علیہ السلام کی انگٹھی پہ محمد رسول اللہ کے الفاظ لکھے ہوتے تھے

(۱۷۴۵) اور نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا (۱۷۴۰) ایک روایت میں جزع یا عقیق کا ذکر ہے۔ (۱۷۳۹)

✦ مہندی اور رسمہ بہترین خضاب ہے۔ (۱۷۵۳)

✦ حضور علیہ السلام کے بال مبارک کندھوں سے اوپر اور کانوں سے نیچے تھے (۱۷۵۵) حضور علیہ السلام کے بالوں کے چار گچھے تھے۔ (۱۷۸۱)

✦ مصنوعی بال لگوانے والوں پہ لعنت فرمائی گئی۔ (۱۷۵۹)

✦ حضور علیہ السلام نے تنگ آستنیوں والا رومی جبہ پہنا (۱۷۶۸)

✦ سونے کی ناک لگوانا یا دانتوں پہ سونا چڑھوانا جائز ہے۔ (۱۷۷۰)

✦ صحابہ کرام کی ٹوپیاں سر سے ملی ہوئی ہوتی تھیں۔ (۱۷۸۲)

✦ ہمارے اور کفار کے درمیان فرق ٹوپوں پہ عمامہ باندھنا ہے۔ (۱۷۸۴)

✦ لوہے کی انگوٹھی اہل جہنم کا پہناوا ہے اور پیتل کی انگوٹھی سے بتوں کی بدبو آتی ہے۔ (۱۷۸۵)

✦ حضور علیہ السلام کا محبوب ترین کپڑا یمنی دھاری دار چادر تھی۔ (۱۷۸۷)

(ترمذی شریف کی پہلی جلد کے حوالے یہاں پر اختتام پذیر ہوئے)

أَبْوَابُ الْأَطْعَمَةِ (کھانوں کا بیان)

✦ کیا حضور علیہ السلام نے خرگوش کا گوشت کھایا؟ صرف قبول فرمایا۔ اکثر علماء جائز کہتے ہیں۔ بعض نے مکروہ کہا ہے کہ اسے حیض آتا ہے۔ (۱۷۸۹)

✦ گاوہ، بجا اور گھوڑے کے گوشت کا حکم (۹۳-۹۲-۹۱-۹۰-۱۷۹۰)

✦ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے میں برکت ہے۔ (۱۸۰۱)

✦ جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔ (۱۸۱۵)

✦ حضور علیہ السلام نے ایک کوڑھی کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ (۱۸۱۷)

✦ نجاست خور جانوروں کا گوشت اور دودھ کھانے پینے سے منع فرمایا گیا (۱۸۲۴) لیکن اس وقت جبکہ نجاست کا اثر

گوشت اور دودھ میں ظاہر ہو۔ اگر اسے باندھ کر اثر زائل کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں (زیلعی) کیونکہ حضور علیہ السلام نے

مرغی تناول فرمائی ہے (حالانکہ عموماً مرغی نجاست کھاتی ہے) (۱۸۲۷)

✦ حضور علیہ السلام کو حلوہ (میٹھی چیز) اور شہد پسند تھا۔ (۱۸۳۱)

✦ گوشت دانتوں سے نوچنا اور چھری سے کاٹ کر کھانا دونوں طرح جائز ہے۔ (۳۶-۱۸۳۵) حضور علیہ السلام کا

پسندیدہ ترین گوشت ران تھی (۱۸۳۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں پسند کی بات نہیں بلکہ گوشت پکتا ہی کبھی کبھی تھا تو ران کے

جلدی پک جانے کی وجہ سے اس کو لے لیتے۔ (۱۸۳۸)

✦ سرکہ بہترین سالن ہے۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں۔ (۱۸۳۹-۴۱)

✦ تربوز اور ککڑی کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا۔ (۱۸۴۳-۴۴)

✦ اَلْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَ بَعْدَهُ۔ وضو سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے۔ (۱۸۴۶)

✦ کدو شریف کے ساتھ حضور علیہ السلام کی پسندیدگی۔ (۱۸۴۹)

✦ رات کا کھانا ضرور کھاؤ اگرچہ تھوڑا ہی ورنہ جلد بوڑھے ہو جاؤ گے۔ (۱۸۵۴)

✦ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تری کو چہرہ انور بازوؤں اور سر پہ ملنا۔ (۱۸۶۰)

أَبْوَابُ الْأَشْرِبَةِ (پینے کا بیان)

✦ دنیا میں شراب کا عادی آخرت کی شراب طہور سے محروم رہے گا۔ (۱۸۶۱)

✦ شرابی کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں اگر توبہ کر لے تو تین مرتبہ تک توبہ قبول ہے۔ چوتھی مرتبہ ناقبول اور اسے

دوزخیوں کی پیپ سے پلایا جائے گا۔ (۱۸۶۲)

✦ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کی ممانعت۔ (۱۸۷۸)

✦ کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت (سوائے زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی پینے کے ہاں جبکہ کوئی عذر ہو) (۱۸۷۹) اور

کھڑے ہو کر کھانا تو کھڑے ہو کر پینے سے بھی زیادہ برا ہے۔

✦ پانی وغیرہ پیتے ہوئے تین سانس لینا زیادہ خوشگوار اور سیراب کرنے والا ہے۔ دو سانسوں میں بھی پانی پیا جاسکتا

ہے۔ پانی میں پھونکنا منع ہے اور برتن میں سانس لینا بھی مکروہ ہے۔ (۱۸۸۴-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹)

✦ کوئی چیز تقسیم کرو تو دائیں طرف سے شروع کرو چاہے بائیں طرف اشراف ہی بیٹھے ہوں چنانچہ حضرت انس رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں دودھ لایا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں

طرف ایک اعرابی تھا جبکہ بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش جاں کیا اور اس

کے بعد سب سے پہلے اعرابی کو دیا اور فرمایا: اَلْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ۔ دایاں پھر دایاں ہے یعنی زیادہ حقدار ہے۔ (۱۸۹۳) ایمن کو

ہر دو جگہ رفع بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی اَلْأَيْمَنُ أَحَقُّ اور نصب بھی یعنی اعطی الایمن۔

✦ سَاقِي الْقَوْمِ الْآخِرُهُمْ۔ پلانے والا سب سے آخر میں پئے۔ (۱۸۹۴)

✦ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند تھا۔ (۱۸۹۵)

أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَاةِ (نیکی اور صلہ رحمی کا بیان)

✦ مادہ اشتقاق کا اثبات حدیث پاک سے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں رحمن ہوں، میں نے رحمت کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔ (۱۹۰۷)

✦ اولاد کی محبت میں انسان بخیل، بزدل اور جاہل بن جاتا ہے (حسن و حسین اللہ تعالیٰ کے پھول ہیں) (۱۹۱۰)
✦ بچیوں، بہنوں کی تربیت پہ جنت کا وعدہ حضور علیہ السلام کا جنت میں ساتھ نصیب ہوگا اور یہ دوزخ سے آڑ ہو جائیں گی۔ (۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۱۱۹)

✦ جس نے چھوٹوں پہ رحمت نہ کیا اور بڑوں کا احترام نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۱۹۱۹)

✦ الَّذِينَ النَّصِيحَةُ دِينَ اِزْأَوَّلُ تا آخر خیر خواہی کا نام ہے۔ (۱۹۲۵)

✦ تین جگہ پہ جھوٹ (توریۃ کلام کرنا) جائز ہے (۱) خاوند اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے کوئی بات کرے (۲) لڑائی کے موقع پہ (۳) لوگوں میں صلح کراتے وقت۔ (۱۹۳۹)

✦ مسکرا کر بات کرنا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا، بھولے ہوئے کو راہ بتانا، راستے سے پتھر کاٹنا اور ہڈی (وغیرہ) اٹھانا، دوسرے کے ڈول میں پانی بھر دینا یہ سب صدقہ کے کام ہیں یعنی ان پہ صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ (۱۹۵۶)
✦ مسلمان بخیل اور بد اخلاق نہیں ہو سکتا۔ (۱۹۶۲)

✦ اپنے اہل و عیال پہ خرچ کرنے کا ثواب بھی صدقہ کے برابر ہے۔ (۱۹۶۵) بلکہ اللہ کی راہ میں جانور پہ خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔ (۱۹۶۶)

✦ امام و موذن قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پہ ہوں گے۔ (۱۹۸۶)

✦ حضور علیہ السلام کا مزاج فرمانا۔ (۹۲-۹۱-۹۰-۱۹۸۹)

✦ ایک شخص کے منہ پہ حضور علیہ السلام نے اس کی خاطر مدارت فرمائی اور اس کے جانے کے بعد اس کی برائی کا اظہار فرمایا (تاکہ لوگ اس کے شر سے بچیں)۔ (۱۹۹۶)

✦ دوستی اور دشمنی میں میانہ روی رکھو، ہو سکتا ہے دوست دشمن ہو جائے اور دشمن دوست بن جائے۔ (۱۹۹۷)

✦ قیامت کے دن مومن کی میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی شے نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ بے حیا اور بدگو سے نفرت فرماتا ہے۔ (۲۰۰۲)

✦ اللہ تعالیٰ نعمت دے تو اس کا اثر جسم پہ ظاہر ہونا چاہئے۔ (۲۰۰۶)

✦ لوگوں کی رائے پہ چلنے کی بجائے خود مستقل مزاج بنو اور پر اعتماد شخصیت کے مالک ہو جاؤ۔ (۲۰۰۷)

✦ میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔ (۲۰۱۰)

✦ بوڑھوں کی تعظیم کرنے والے کی بڑھاپے میں تعظیم کی جاتی ہے۔ (۲۰۲۲)

✦ پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور سوائے دو ناراض مسلمانوں اور مشرک کے سب کی

بخشش ہو جاتی ہے۔ (۲۰۲۳)

✦ اللہ کے ہاں مومن کی عظمت و حرمت کعبہ سے زیادہ ہے۔ (۲۰۳۲)

✦ محسن کی زبان سے تعریف کر دینا (اگر بدلہ میں دینے کیلئے کچھ نہ ہو) اس کا شکر یہ ادا کرنے کے مترادف ہے۔

(۲۰۳۴-۳۵)

کئی نبیوں کی تعلیمات کا خلاصہ آٹھ باتوں میں

مندرجہ بالا باب میں حکمت و دانائی کی بے شمار باتیں تھیں اور اگلے باب میں طب سے متعلقہ تعلیمات نبوی ہیں تو ان کے درمیان حضرت لقمان حکیم کا یہ فرمان بہت خوب رہے گا۔ ملاحظہ ہو۔

مردت علی کثیر من الانبياء ففدت منهم ثلثي حكم

میں نے کئی انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں سے آٹھ چیزوں کا فائدہ حاصل کیا۔

۱- اذا كنت في الصلوة فاحفظ قلبك۔ جب تو نماز میں ہو تو اپنے دل کی حفاظت کر۔

۲- واذا كنت في مجالس الناس فاحفظ لسانك۔ جب تو لوگوں کی مجلس میں ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کر۔

۳- واذا كنت في بيوت الناس فاحفظ بصرك۔ اور جب تو لوگوں کے گھروں میں ہو تو اپنی نگاہ کی حفاظت کر۔

۴- واذا كنت على الطعام فاحفظ معدتك۔ اور جب تو کھانے پہ ہو تو اپنے معدے کی حفاظت کر۔ اثنان فلا

تذكرهما۔ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا کبھی تذکرہ نہ کر۔

۵- اساءة الناس اليك۔ لوگ تیرے ساتھ برائی کریں تو اس کو یاد نہ رکھ۔

۶- واحسانك الى الناس۔ لوگوں کے ساتھ احسان کر کے یاد نہ رکھ۔

واثنان فلا تنسهما۔ اور دو چیزوں کو کبھی نہ بھلا۔

۷- اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھ اور اس کی ذات کو کبھی نہ بھلا۔

۸- والدار الاخرة۔ آخرت کو ہمیشہ یاد رکھ۔

جائز ہے غباروں میں اڑو عرش پہ جھولو

اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو

اک بات بندہ عاجز کی رہے یاد

أَبْوَابُ الطِّبِّ (علاج معالجہ کا بیان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ کس بیمار کیلئے کیا چیز مفید ہے۔ چنانچہ حضرت علی کی خرابی صحت کے باعث فرمایا: کھجوریں کھانے کی بجائے چقندر اور جو کا استعمال کرو۔ (۲۰۳۷)

✦ ہر بیماری کی اللہ تعالیٰ نے دوا اتاری ہے سوائے بڑھاپے کے لہذا علاج کیا کرو۔ (۲۰۳۸)

✦ حساء یا ہریرہ (سیرہ یا پتلا حلوا) دل کو طاقت دیتا ہے۔ (۲۰۳۹)

✦ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔ (۲۰۴۱)

✦ حرام اشیاء سے علاج کرنا منع ہے کیونکہ یہ بذات خود بیماری ہیں تو ان میں شفا کیسے ہو سکتی ہے۔ (۲۰۴۶)

✦ مہندی کے ذریعے زخم وغیرہ کا علاج کرنا۔ (۲۰۵۴)

✦ جھاڑ پھونک بھی تقدیر کا حصہ ہے۔ (۲۰۶۵)

✦ درد کی جگہ پہ سات مرتبہ ہاتھ پھیرو اور یہ الفاظ پڑھو: اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ۔ اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت اور غلبہ کے ساتھ میں اس درد کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ (۲۰۸۰)

✦ موت کے سوا کوئی اور بیماری ہو تو سات باریوں کہا جائے: أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ۔ اللہ بزرگ و برتر اور عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا فرماتے۔ ان شاء اللہ مریض تندرست ہو جائے گا۔ (۲۰۸۳)

✦ بخار والا جاری نہر میں پانی کے بہاؤ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یوں کہے: بِسْمِ اللَّهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ اللہ کے نام سے اے اللہ اپنے بندے کو شفا دے اور اپنے رسول ﷺ کو سچا کر۔ طلوع صبح کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے یہ عمل کرے۔ تین دن تک تین تین غوطے لگائے۔ اگر ٹھیک نہ ہو تو پانچ دن سات دن بالآخر نو دن میں شفا ہو جائے گی۔ (۲۰۸۴)

✦ زخم کا علاج راکھ سے کرنا جس طرح کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے احد کے دن بوریا جلا کر حضور علیہ السلام کے زخم میں رکھی۔ (۲۰۸۵)

✦ مریض کا دل خوش کرنے والی باتیں کرو اس سے اگرچہ کچھ نہ ہوگا لیکن اس کا دل تو خوش ہو جائے گا۔

أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کے ابواب)

علم الفرائض کو کل علوم کا نصف قرار دیا گیا ہے اور سب سے پہلے اسی علم کے اٹھ جانے کی خبر دی گئی اسی لیے علم ہوا: تعلموا الفرائض والقران وعلوم الناس۔ اس کو سیکھتے سکھاتے رہو۔ مطلقاً علم کی اہمیت کے بارے میں امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ کے خوبصورت اشعار ملاحظہ ہوں:

تعلم فان العلم زين لاهله وفضل وعنوان لكل المحامد
علم حاصل کیا کرو کیونکہ عالم کے لئے اس کا علم زینت دوسروں پر فضیلت اور قابل تعریف بننے کا ایک اہم ترین عنوان ہے۔
وكن مستقيدا كل يوم زيادة من العلم واسبح في بحور الفوائد
اور ہر روز علم میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے والا بن جا اور ہر وقت علمی فوائد کے بحر بے کراں میں غوطہ زنی کرنے والا بن کر رہا کرو۔

تفقه فان الفقه افضل قائد الى البر والتقوى واعدل قاصد
اللہ عزوجل کے دین میں فقہت پیدا کیا کرو کیونکہ دین میں فقہت کا ہونا نیکی اور تقویٰ کے راستے کا بہترین راہبر اور راہ اعتدال کا بہترین اصول ہے۔

هو العلم الهادي الى سنن الهدى هو الحصن ينجي من جميع الشدائد
علم ایسی دولت ہے جو راہ ہدایت کی راہبری کرتا ہے اور ایسا مضبوط قلعہ ہے جس میں داخل ہونے سے آدمی اپنی تمام مشکلات سے نجات پالیتا ہے۔

فان فقيها واحدا متورعا اشد على الشيطان من الف عابد
بلاشبہ اکیلا فقیہ جو متقی بھی ہو وہ شیطان کے مقابلے میں ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہے۔

مسائل وراثت کی احادیث

✦ آیہ میراث کا شان نزول (۹۶-۲۰۹۲) آیہ کلالہ کا شان نزول (۲۰۹۷)

✦ ایک بیٹی اور ایک پوتی حقیقی بہن ہو تو بیٹی کیلئے نصف پوتی کیلئے چھٹا حصہ (فلہما الثلثن) اور باقی جو (ایک ثلث) بچ گیا وہ حقیقی بہن کیلئے۔ (۲۰۹۳)

✦ حضور علیہ السلام کے وضو کے بچے ہوئے پانی کا چھینٹا پڑا تو بے ہوش کو ہوش آ گیا (تو حضور علیہ السلام بحکم واذن الہی دافع البلیات ہوئے لہذا درود تاج میں دافع البلاء کے لفظ کو سن کر چیس بہ جیس ہونا اور اس کو گمراہی کہنا خود جاہل و بے دین ہونے کی دلیل ہے۔ (۲۰۹۷)

✦ مقررہ حصہ وراثت متعلقہ افراد کو دے کر جو بیچ جائے وہ سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں کیلئے ہے۔

✦ دادے دادی کی وراثت کا مسئلہ (۲۱۰۰-۲۰۹۹)

✦ دادی جس کو بیٹے کی موجودگی میں چھٹا حصہ دیا گیا۔ (۲۱۰۲)

✦ (ذوی الارحام کی میراث کا بیان) جس کا اور کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں وارث ہوگا۔ (۲۱۰۳) آزاد کردہ غلام کو بھی دیا جائے گا ورنہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔ (۲۱۰۶) جس کے ہاتھ پہ وہ ایمان لایا وہ دوسروں (عام لوگوں) سے زیادہ حق دار ہے۔ (۲۱۱۲)

✦ عورت تین قسم کی وراثت کی وارث ہوئی ہے۔

(۱) عَتِيقَهَا: اپنے آزاد کردہ غلام کی (۲) لَقِيطَهَا: اپنے لقیط (گرا پڑا بچہ جو اس نے اٹھالیا ہو) (۳) وَلَدَهَا الَّذِي لَا عَنَتُ عَلَيْهِ: اور اپنے اس بچے کی جس پہ اس نے لعان کیا۔ (۲۱۱۵)

أَبْوَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

✦ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس بیماری میں جس میں وہ زندگی سے مکمل مایوس ہو چکے تھے۔ فرمایا: وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيَضُرُّكَ الْآخَرُونَ۔ تم میرے بعد زندہ رہو گے یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تجھ سے فائدہ ہوگا اور کچھ کو نقصان۔ (۲۱۱۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فتح عراق تک زندہ رہے اور یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک کہ تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تمہارے ذریعے کچھ لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ نقصان، حرف بحرف صحیح ہوا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو غیب اور مستقبل کی باتوں پر مطلع فرماتا ہے۔ کون کب اور کہاں مرے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں بتایا اس لئے یہ کہنا کہ ان باتوں کا کسی کو علم نہیں ہوتا یہ جہالت اور تعصب ہے۔ البتہ ذاتی علم خاصہ خداوندی ہے۔ وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی مسلمان اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے یہ عقیدہ شرک ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیاء و اولیاء کا علم عطیہ خداوندی ہے۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ لعل کا لفظ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بولا جائے تو وہ امید کے معنی میں نہیں بلکہ یقین کے معنی میں آتا ہے۔ (کلمۃ لعل من اللہ و رسولہ تحقیق۔ مجمع) ترمذی ص ۳۲ ج ۲ بین السطور) اسی حدیث میں مرثیہ کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف ہے۔ یرثی لہ رسول اللہ۔ حضور علیہ السلام کو سعد بن خولہ کے مکہ میں مرنے کا افسوس ہوا۔

أَبْوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهَبَةِ (ولاء اور ہبہ کا بیان)

ایک شخص عاقل بالغ کسی کے ہاتھ پہ اسلام لایا۔ اب اس نو مسلم نے اس کے یا کسی دوسرے کے ہاتھ پہ موالات کی یعنی یہ کہا کہ میں مرجاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور مجھ سے کوئی جنایت ہوگئی تو دیت تیرے ذمہ ہوگی۔ تو یہ موالات صحیح ہے اور یہ دونوں طرف سے ہو سکتی ہے۔ (بہار شریعت ج ۱۳ ص ۱۷۵)

✦ ولاء کو بیچنا اور ہبہ کرنا منع ہے۔ (۲۱۲۶)

✦ اولاد کی شکل والدین پہ نہ بھی ہو تو اس کا انکار نہ کیا جائے۔ (۲۱۲۸)

✦ قیافہ شناس نے دو شخصوں کے پاؤں دیکھ کر پہچان لیا اور کہا یہ قدم ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دو شخص حضرت زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید تھے۔ حالانکہ انہوں نے سر (اور چہرے) ڈھانپ رکھے تھے۔ اس واقعہ کو حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بڑی خوشی کے ساتھ بیان کیا: دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبَرُّقُ اسَارِيرُ وَجْهِهِ۔ اتنے خوش کہ چہرہ انور کے خطوط چمک رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جاہلیت میں حضرت اسامہ بن زید کے نسب کے بارے میں شک کیا جاتا تھا کیونکہ حضرت اسامہ کا رنگ قدرے سیاہ تھا اور حضرت زید کا سفید تو اس قیافہ سے نسب کی تائید ہوگئی اس لیے حضور علیہ السلام مسرور ہوئے۔ مجمع البحار حاشیہ ۳ ترمذی ج ۲ ص ۳۴ (حدیث ۲۱۲۹) امام ترمذی فرماتے ہیں: وقد احتج بعض اهل العلم بهذا الحديث في اقامة امر القافة۔ بعض علماء نے اس حدیث کے مطابق قیافہ لگانے کو درست قرار دیا ہے۔

✦ ہدیہ دینے سے دل کا کھوٹ دور ہو جاتا ہے۔ (۲۱۳۰)

✦ باپ بیٹے کو دیا ہوا عطیہ واپس لے سکتا ہے (عند الاحناف اس لیے تا کہ بوقت حاجت اس کی ضروریات پہ خرچ کرے جس طرح کہ دیگر اموال اس کے مفاد میں خرچ کرتا ہے کیونکہ باپ بوقت ضرورت اولاد کے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔ لمعات) (۲۱۳۲)

أَبْوَابُ الْقَدْرِ (تقدیر کا بیان)

✦ تقدیر کے مسئلہ پہ بحث مباحثہ کی وجہ سے حضور علیہ السلام سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: أَمِ بَهَذَا أَمَرْتُمْ أَمْ بِهَذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ۔ کیا تمہیں اس کام کا حکم دیا گیا ہے یا میں تمہاری طرف اسی بات کیلئے بھیجا گیا ہوں؟ پھر فرمایا: إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هَذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَلَّا تَنَازَعُوا فِيهِ۔ تم سے پہلے لوگوں نے جب اس مسئلہ کے بارے میں اختلاف کیا تو ہلاک ہو گئے۔ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس بارے میں جھگڑا مت کرنا۔ (۲۱۳۳)

✦ باوجودیکہ اچھی بری تقدیر لکھ دی گئی ہے پھر بھی عمل کرتے رہو۔ ہر شخص کیلئے وہ عمل آسان کر دیا گیا ہے جس کیلئے اس

کو پیدا کیا گیا ہے۔ (۲۱۳۶)

✦ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ - تقدیر کو دعا ہی بدل سکتی ہے اور نیکی ہی سے عمر میں

اضافہ ہوتا ہے۔ (۲۱۳۹)

✦ لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جس طرح چاہے پھیر دے۔ لہذا یہ دعا کرتے رہنا چاہئے:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ - اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پہ قائم رکھ۔ حضور علیہ السلام اکثر یہی دعا کیا کرتے۔ (۲۱۴۰)

✦ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو دو کتابیں دکھائیں جن میں جنتیوں اور دوزخیوں کی مکمل فہرست تھی بلکہ ان کے آباء

اجداد اور قبائل کے بھی نام تھے (۲۱۴۱)

تو دانائے ماکان اور مایکوں ہے مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں

✦ نہ بیماری (اپنے آپ) متعدی ہوتی ہے اور نہ صفر کی کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی ہامہ کی۔ (۲۱۴۳)

ہامہ رات کو اڑنے والا ایک پرندہ ہے۔ بعض نے کہا الو ہے جس سے لوگ بدفالی لیتے تھے اور صفر انسان کے پیٹ میں ایک جانور ہونے کا عقیدہ رکھنا ہے جو بھوک کے وقت تڑپتا ہے اور بعض دفعہ انسان کی جان لے لیتا ہے (طیبی) یا صفر کے مہینے کے بعض اوقات میں جنگ کو جائز سمجھنا اور بعض اوقات میں ناجائز سمجھنے کی نفی کی گئی ہے جیسا کہ اہل عرب کا عقیدہ تھا۔

✦ جس جگہ موت مقدر ہوتی ہے اس جگہ کے ساتھ کوئی حاجت متعلق کر دی جاتی ہے تاکہ بندہ وہاں جا کر مرے۔

(۲۱۴۶) یعنی موت کا جو مقام لکھ دیا گیا ہے اسی مقام پہ آئے گی۔

✦ علاج معالجہ بھی تقدیر الہی میں سے ہے (لہذا جھاڑ پھونک یا دوائی دارو کو بطور اسباب استعمال کیا جائے ورنہ موثر حقیقی

تو اللہ کی ذات ہی ہے) (۲۱۴۸)

✦ قدریہ اور مرجہ فرقوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۲۱۴۹)

قدریہ فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندوں کے افعال ان کی اپنی قدرت سے ہیں یعنی اللہ کے ارادے اور قدرت کا اس میں کوئی دخل نہیں جبکہ مرجہ کہتے ہیں انسان مجبور محض ہے سب کچھ تقدیر الہی سے ہی ہوتا ہے۔ (حاشیہ ۵۴ ترمذی ج ۲ ص ۳۷)

✦ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ - اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ (۲۱۵۵)

أَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

✦ محاصرہ کے دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بلوایوں کو خطاب (۲۱۵۸)

✦ مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنے پہ فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ (۲۶۲)

✦ حضرت عمر فاروق نے لوگوں کو فرمایا: اِنِّیْ قُمْتُ فِیْكُمْ كَمَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فِیْنَا۔ میں تمہارے درمیان اس طرح کھڑا ہوں جس طرح ہمارے درمیان حضور علیہ السلام کھڑے ہوئے (لہذا ایسا کلام بے ادبی کے زمرے میں نہیں آتا) (۲۱۶۵)

✦ ظالم کو ظلم سے نہ روکنا سب کیلئے تباہی کا باعث ہے۔ (۲۱۲۸)

✦ بھرے دربار میں ایک شخص نے حاکم وقت (مروان) کو کہا خَالَفْتَ السُّنَّةَ۔ تو سنت کا مخالف ہے۔ (۲۱۷۲)

✦ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةً عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔ سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ (۲۱۷۴)

✦ زمین کے تمام مشارق و مغارب حضور علیہ السلام کو دکھادیئے گئے اور قیامت تک ہونیوالے واقعات سے آپ کو آگاہ کر دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے یہ بھی بتا دیا کہ میری امت کہاں تک حکومت کرے گی اور کس طرح ان میں آپس کے اندر فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ (۲۱۷۵-۷۶) قیامت تک کے واقعات کی خبر دینا (۲۱۹۱)

✦ جس کا لین دین اچھا ہے وہ اچھا انسان ہے اور جس کا لین دین اچھا نہیں وہ برا انسان۔ اَلَا وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءُ الْحَسَنُ الْطَّلَبُ اَلَا وَشَرُّهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الْطَّلَبِ (۲۱۹۱)

✦ قرب قیامت زیادہ عزت والا وہ ہوگا جو کمینہ ابن کمینہ ہے۔ (۲۲۰۹)

✦ جب میری امت پندرہ باتوں میں مبتلا ہو جائے گی تو مصائب میں گھر جائے گی۔ وہ پندرہ باتیں حدیث ۱۲-۲۲۱۱ میں دیکھئے۔ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار لوگ مروائے۔ (۲۲۳۰)

✦ ہمارے بادشاہ کو دیکھو اس نے فاسقوں کا لباس پہن رکھا ہے۔ (۲۲۲۳)

✦ خلافت قریش میں ہی رہے گی۔ (۲۲۲۷) قُرَيْشٌ وَّلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالْشَّرِّ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (اس پر اعلیٰ حضرت کی کتاب ”ام العیش فی الائمة من قریش“ کا مطالعہ کیجئے)۔

✦ فتنہ دجال کے بارے میں طویل حدیث (۲۲۳۰) حضرت تمیم داری کا دجال کے بارے میں واقعہ جس کو حضور علیہ السلام نے پسند فرمایا اور بیان بھی کیا۔ (۲۲۵۳)

✦ ترمذی میں ایک ہی حدیث ثلاثی ہے۔ ملاحظہ ہو ج ۲ ص ۵۲

✦ خراساں سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے جو بیت المقدس میں گاڑ دیئے جائیں گے یعنی بیت المقدس فتح ہوگا ایسے لشکر کے ذریعے جس کے جھنڈے سیاہ ہوں گے۔ (۲۲۶۹)

أَبْوَابُ الرُّؤْيَا (خوابوں کا بیان)

✦ اچھی خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے اور خواب کی تین اقسام ہیں۔

(۱) اچھی خواب جو اللہ کی طرف سے بشارت ہے۔ (۲) شیطان کی طرف سے ہے (۳) انسان کے اپنے خیالات۔ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اٹھ کر دائیں طرف تھٹھکا کرے (اور تعوذ پڑھے) اور یہ خواب لوگوں سے بیان نہ کرے۔ خواب میں قید دین پہ ثابت قدمی ہے اور طوق (پا تھکڑی) کو ناپسند فرمایا گیا۔ (۸۰-۷۷-۷۶-۷۵-۷۴-۷۳-۷۲-۷۱-۷۰-۶۹-۶۸-۶۷-۶۶-۶۵-۶۴-۶۳-۶۲-۶۱-۶۰-۵۹-۵۸-۵۷-۵۶-۵۵-۵۴-۵۳-۵۲-۵۱-۵۰-۴۹-۴۸-۴۷-۴۶-۴۵-۴۴-۴۳-۴۲-۴۱-۴۰-۳۹-۳۸-۳۷-۳۶-۳۵-۳۴-۳۳-۳۲-۳۱-۳۰-۲۹-۲۸-۲۷-۲۶-۲۵-۲۴-۲۳-۲۲-۲۱-۲۰-۱۹-۱۸-۱۷-۱۶-۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۱-۱۰-۹-۸-۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱)

✦ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيٍّ۔ رسالت و نبوت ختم ہوگئی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی ہے۔۔۔۔۔ صرف مبشرات یعنی اہل اسلام کے خواب ہیں۔ (۲۲۷۲)

✦ لَهُمُ الْبَشَرَىٰ سے مراد مومن کا اچھا خواب ہے۔ (۲۲۷۵)

✦ أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ۔ سحری کے وقت کی خوابیں زیادہ سچی ہوتی ہیں۔ (۲۲۷۴)

✦ شیطان خواب میں بھی حضور علیہ السلام کا روپ نہیں دھار سکتا۔ (۲۲۷۶)

✦ خواب میں قمیض دیکھنا دینداری کی علامت ہے۔ (۲۲۸۵)

✦ کسی مردہ کو سفید لباس میں دیکھنا اس کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔ (۲۲۸۸)

✦ حضور علیہ السلام صبح کی نماز کے بعد لوگوں سے پوچھتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے (اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو تعبیر بیان فرماتے۔ کبھی اپنے خواب بھی بیان فرماتے۔ (۲۲۹۴)

أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)

✦ خَيْرُ الشَّهَادَةِ مَنْ أَدَّى شَهَادَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَ۔ گواہوں میں بہترین گواہ وہ ہے جو طلب کرنے سے پہلے گواہی دے۔ (۲۲۹۷)

✦ بھائی کی بھائی کے حق میں گواہی کے اندر کوئی اختلاف نہیں۔ (۲۲۹۸)

ولم يختلفوا في شهادة الاخ ل اخيه انها جائزة

✦ عَدَلْتُ شَهَادَةَ الزُّورِ إِشْرَاكَ بِاللَّهِ۔

جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے۔ (۲۳۰۰)

✦ نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِكَبِيرِ الْكِبَائِرِ۔ کیا میں تمہیں تمام بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا: الْإِشْرَاكَ بِاللَّهِ وَ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَ شَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ

وَلِ الزُّوْرِ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کرنا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی مرتبہ فرمایا کہ ہم چاہ رہے تھے کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں۔ (۲۳۰۱)

✦ فرمایا: بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ لوگ جو اس سے متصل ہوں پھر وہ جوان سے ملے ہوئے ہوں (صحابہ و بعین کا زمانہ) اَنْتُمْ بَجِیْءُ قَوْمٍ مِّنْ بَعْدِهِمْ يَتَسَمَّنُونَ وَيُحِبُّونَ السِّمْنَ وَيُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ يُسْئَلُوْهَا۔ پھر ایسی م آئیگی جو اپنے اندر نہ ہونے والی باتوں کی کثرت کا دعویٰ کریگی اور موٹا ہونا پسند کریگی اور بن مانگے گواہی دینے پر تیار ہو جائے گی (یعنی جھوٹی گواہی دینے پہ ہر وقت تیار رہیں گے) پیچھے جو یہی الفاظ آئے ہیں وہ تعریفی ہیں کہ وہ لوگ جو واقعاً گواہ ہیں وہ گواہی کو نہ چھپائیں گے بلکہ چاہیں گے کہ اس امانت کو ادا کریں اور یہاں مراد ہے جھوٹی گواہی پر کمر باندھے رکھنا۔ (۲۳۰۲)

اَبْوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)

✦ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ لوگ ان کے بارے میں نقصان کا شکار ہیں ایک فراغت اور دوسری تندرستی۔ (۲۳۰۳)

✦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کون ہے جو مجھ سے (پانچ) کلمات سیکھ کر عمل کرے یا اسے سکھائے جو عمل کرے میں نے عرض کیا: حضور میں سیکھوں گا پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پانچ باتیں بتائیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- (۱) حرام کاموں سے بچو سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔
- (۲) اللہ کی تقسیم پہ راضی رہو امیر ترین ہو جاؤ گے۔
- (۳) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو مومن ہو جاؤ گے۔
- (۴) لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو مسلمان ہو جاؤ گے۔
- (۵) زیادہ نہ ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (۲۳۰۵)

حضرت عثمان غنی اور قبر کا منظر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو رو کر داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر کر لیتے۔ پوچھا کیا۔ آپ جنت و دوزخ کے ذکر سے تو نہیں روتے (اور قبر کو دیکھ کر کیوں روتے ہیں) فرمایا: حضور علیہ السلام کا فرمان (یاد آ جاتا) ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے نجات مل گئی تو بعد کا معاملہ آسان ہو جائے گا ورنہ کام بہت مشکل ہوگا۔ پھر فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْطَعُ مِنْهُ۔ میں نے قبر سے زیادہ

جنت ناک منظر نہیں دیکھا۔ (۲۳۰۸)

✦ لوگوں کو خوش کرنے کیلئے معمولی جھوٹی بات کرنے والا بھی ستر سال جہنم میں کرتا رہے گا۔ (۲۳۱۲)

✦ فضول بات اور نخل بھی دوزخ میں جانے کا سبب ہو سکتا ہے۔ (۳۲۱۶)

✦ مِنْ حُسْنِ اسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔ انسان کے اسلام کی خوبی میں سے یہ بھی ہے کہ ہر فضول بات کو ترک

کر دے۔ (۲۳۱۸)

✦ ہر امت کیلئے ایک فتنہ ہے اور میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔ (۲۳۳۶)

✦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرنے لگے تو تین مرتبہ رو رو کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر (ریا کار) سخی عالم اور

شہید کے دوزخ میں جانے کی حدیث بیان فرمائی۔ (۲۳۸۲) اس حدیث کا امیر معاویہ پہ اثر یہ ہوا کہ.....

✦ اللہ کیلئے دنیا میں محبت کرنے والے قیامت کے دن نوز کے منبروں پہ ہوں گے جن پہ انبیاء و شہداء بھی رشک کریں

گے۔ (۲۳۹۰)

✦ اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ۔ تیرا ثواب تیری مصیبت کے ساتھ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ محبت

فرماتا ہے تو اس کو آزماتا ہے۔ (۲۳۹۶)

✦ مومن مرد اور عورت کو مال و اولاد میں مسلسل آزمایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتے ہیں کہ

ان پہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (۲۳۹۹)

✦ جب دنیا میں مصائب کی زندگی گزارنے والوں کو آخرت میں جزا ملے گی تو آرام و سکون کی زندگی گزارنے والے تمنا

کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹے جاتے (اور بھج انہیں بھی ان کی طرح جزا ملتی) (۲۴۰۲)

✦ قیامت کے دن نیکو کار نادم ہوگا کہ کاش زیادہ نیکیاں کرتا اور گناہ گار نادم ہوگا کہ کاش میں گناہوں سے بچتا۔

(۲۴۰۳)

ابوابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ (قیامت کا بیان)

✦ پانچ سوالوں کا جواب دیئے بغیر انسان کی خلاصی نہ ہوگی (۱) زندگی کیسے گزاری۔ (۲) جوانی کہاں ضائع کی۔ (۳)

مال کہاں سے کمایا۔ (۴) کہاں خرچ کیا۔ (۵) اپنے علم کے مطابق کہاں تک عمل کیا۔ (۲۴۱۷)

✦ قیامت کے دن حضور علیہ السلام کو تین جگہ تلاش کیا جائے گا۔

(۱) پل صراط پر (۲) میزان پر (۳) حوض کوثر پر۔ (۲۴۳۳)

✦ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (۲۴۶۰)

✦ جو دنیا سے بے رخی برتا ہے دنیا اس کے پاس لونڈی بن کر آتی ہے۔ (۲۴۶۵-۶۶)

✦ جو اللہ کی راہ میں دے دیا وہ بچ گیا جو اپنے پاس رکھ لیا..... (۲۴۷۰)

✦ کیوں جناب بوہریرہ کیساتھ اوہ جام شیر (۲۴۷۷)

✦ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔

یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ (۲۸۵)

✦ بہترین گناہ گار وہ ہیں جو توبہ کر نیوالے ہیں۔ (۲۴۹۹)

✦ باہمی تعلقات کو اچھا رکھنا روزہ نماز اور صدقہ سے بھی افضل ہے۔ (۲۵۰۹)

اور باہمی تعلقات کو کشیدہ کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل ایسا نہیں کہ جس کی دنیا و آخرت میں سزا دی جائے۔ (۲۵۱۱)

✦ پہلے اونٹ کو باندھ پھر اللہ پر بھروسہ کر۔ (۲۵۱۷)

✦ شبہات والی چیزوں کو چھوڑ کر بے شبہ چیز کو اختیار کرو۔ (۲۵۱۸)

اس بارے میں ایک تقریر ملاحظہ ہو۔

امام اعظم علیہ الرحمۃ کی اپنے بڑے بیٹے حماد کو ایک نصیحت

اس نصیحت کے بیس نکات ہیں جن میں سے انیسواں نکتہ چونکہ اس حدیث سے متعلق ہے اس لیے اس کو یہاں درج کیا جا

رہا ہے۔

فرمایا: يَا بُنَيَّ اَنْ تَعْمَلَ بِخَمْسَةِ اَحَادِيثٍ جَمَعْتُهَا مِنْ خَمْسِ مِائَةِ اَلْفِ:

(۱) اِنَّا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ اَمْرٍ مَّا نَوَى

(۲) مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْبَرِّ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنيهِ

(۳) لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِاخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

(۴) اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ اتَّقَى

الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ

الْحِمَى يُوشِكُ اَنْ يَقَعَ فِيهِ اَلَا اِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُ! اَلَا وَاِنَّ فِي

الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَهِيَ الْقَلْبُ۔

(۵) اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔

زندگی بھراں پانچ احادیث پر عمل کرنے کی کوشش میں رہنا جن کو میں نے پانچ لاکھ احادیث کے ذخیرہ میں سے عمل کیلئے

چنا ہے۔

(۱) تمام اعمال کا آخرت میں نتائج کے لحاظ سے نیت پر دار و مدار ہے اور ہر ایک شخص کو اس کے عمل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ

کی طرف سے وہی مراد ملے گی جس کی عمل کے آغاز کے وقت اس نے نیت ہوگی۔ اس حدیث کو امام بخاری اپنی صحیح میں سات

بار اور امام مسلم نے اپنی صحیح کی کتاب الامارۃ میں روایت کیا ہے۔

(۲) انسان کے اسلام کی سب سے بڑی خوبی اور اچھائی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور بے ضرورت کاموں کو ترک کر دے۔

لا یعنی کام کون سا ہے؟

لا یعنی اس کام کو کہتے ہیں جن کی انجام دہی سے انسان کو نہ دنیا کا فائدہ ہو اور نہ آخرت کا کوئی فائدہ ہو۔

اور صوفیاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ لایعنی کاموں کے ارتکاب سے آدمی کے اعمال کا نور ضائع ہو جاتا ہے اور دل سرور تباہ ہو جاتا ہے اور آدمی اسی طرح کے لایعنی کاموں میں آگے بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گناہ کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے اس لئے لایعنی کام میں پڑ کر اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے اور آدمی کی عقلمندی یہ ہے کہ وہ اس قسم کے کاموں سے مکمل اجتناب کرے جو اس کو لایعنی اور بے کار کاموں میں مبتلا کر دیں۔

(۳) تم میں سے کوئی بھی شخص حقیقی معنوں میں مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی یہ عادت نہ بن جائے کہ جو کچھ وہ اپنے

لئے پسند کرے وہی اپنے دوسرے مومن بھائیوں کیلئے بھی پسند کیا کرے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے احکامات میں حلال اشیاء بھی واضح ہیں اور حرام اشیاء بھی واضح ہیں اور ان دونوں یعنی حلال و حرام کے

درمیان ایسے امور ہیں جو مشتبہات میں سے ہیں اور جن کی حقیقی صورتحال سے عام لوگ آگاہ نہیں ہیں۔ ہاں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کو معلوم ہو سکتا ہے اور جو شخص شبہات والی اشیاء سے بچ گیا اس نے اپنی عزت اور آبرو کو محفوظ کر لیا اور جو شخص ان شبہات والی اشیاء میں پڑ گیا اور ان میں الجھ گیا وہ یقیناً حرام کے راستے پر پھل نکلے گا اور اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی چرواہا اپنے جانور کسی دوسرے کی حدود میں چرائے تو خطرہ یہ ہے کہ وہ غیر کی حدود میں داخل ہو جائے گا۔

خبردار! ہر ایک مالک کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی محرمات اور منع کردہ اعمال اور اشیاء ہیں اور وہی شخص اللہ تعالیٰ کی محرمات کی صحیح معنوں میں پاسداری کر سکتا ہے جو اس کی حدود پر رک جاتا ہے۔

خبردار! ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوتھڑا پیدا کیا ہے اور وہ لوتھڑا اس قدر اہم ہے کہ اس کی درنگی ساری جسم کی درنگی ہوتی ہے اور اس لوتھڑے کی خرابی سارے جسم کی خرابی کا باعث بن جاتی ہے اور اس لوتھڑے کا نام انسانی دل ہے۔

(۵) تم میں سے صحیح معنوں میں مسلمان وہی شخص ہو سکتا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان ہر طرح محفوظ ہوں۔

فائدہ

ایک مسلمان کے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کے محفوظ ہونے کا مطلب ایک تو یہ ہے کہ کسی کو گالی نہ دی جائے اور کسی کو مارا پیٹا نہ جائے اور دوم یہ ہے کہ کسی کی غیبت، چغلی، بہتان، گالی دینا بھی زبان سے نقصان ہے اور کسی کی طرف استہزاء کے اظہار میں اشارے کرنا۔

اور سوم یہ کہ انگلیوں کے اشاروں سے کسی کی توہین کرنا یا ہاتھ کے اشاروں سے کسی مومن کو ایذا پہنچانا مراد ہے۔ (مجموعۃ الوصایا)

أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ (جنت کا بیان)

- ✦ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ (۲۵۲۹)
- ✦ ایک حدیث میں اتنی مسافت بتائی گئی جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے یعنی پانچ سو سال۔ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ (۲۵۳۰)
- ✦ جنتی مرد کو سو مردوں کے برابر جماع کی طاقت دی جائے گی۔ (۲۵۳۶)
- ✦ اگر جنت کی ناخن برابر کوئی چیز دنیا میں ظاہر ہو جائے تو دنیا جگمگا اٹھے اور اگر کوئی جنتی زمین کی طرف جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے جس طرح سورج کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ (۲۵۳۸)
- ✦ جنتی لوگ تیس یا تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے۔ (۲۵۴۵)
- ✦ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں حضور علیہ السلام کی امت کی ہوں گی اور باقی چالیس تمام امتوں کی۔ (۲۵۴۶)

- ✦ جنت میں بازاروں کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کی اپنی شان کے مطابق گناہ گار بندے سے سرگوشی۔ (۲۵۴۹)
- ✦ اہل جنت کو کہا جائے گا میں تم سے راضی ہو گیا اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ (۲۵۵۵)
- ✦ سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور مقام جابیہ سے صنعاء تک اس کیلئے موتیوں زبرجد اور یاقوت کا خیمہ نصب کیا جائے گا۔ سر پر ایسا تاج ہوگا کہ مشرق سے مغرب تک کو روشن کر دے گا۔
- (۲۶۵۲)
- ✦ جنت میں اولاد کی خواہش بھی آن واحد میں پوری کر دی جائے گی۔ (۲۵۶۳) (مگر کوئی ایسی خواہش کرے گا ہی نہیں)
- ✦ جب اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کیا جائے تو جنت خود کہتی ہے کہ یا اللہ اسے جنت عطا کر دے۔ اسی طرح جو شخص دوزخ سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ طلب کرے تو دوزخ خود دعا گو ہوتی ہے کہ اے اللہ اس کو مجھ سے بچالے۔ (۲۵۷۲)

أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ (دوزخ کا بیان)

- ✦ دوزخ کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ کر لائیں گی۔ (۲۵۷۳)
- ✦ جہنم سے ایک گردن بلند ہوگی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھیں گی دوکان ہوں گے جو نیس گے زبان ہوگی جس سے بول کر کہے گی مجھے ہر متکبر و سرکش، مشرک اور تصویریں بنانے والے پہ مسلط کیا گیا ہے۔ (۲۵۷۴)
- ✦ ایک چٹان ستر سال بعد دوزخ کی تہہ میں پہنچی۔ (۲۵۷۵)

✦ کافر کی زبان ایک فرسخ تک نکل آئیگی۔ اس کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کی درمیانی مسافت کے برابر ہوگی۔ پانی پینے لگے گا تو منہ کی کھال اس میں گر جائے گی۔ جو کچھ پیٹ میں ہوگا کٹ کر باہر آ جائے گا۔ (۲۵۸۴ تا ۲۵۷۷)

✦ حضور علیہ السلام آخری جنتی اور آخری جہنمی کو بھی جانتے ہیں۔ (۲۵۹۵-۹۶)

✦ جنت میں زیادہ غرباء ہوں گے اور دوزخ میں نساء۔ (۲۶۰۲)

✦ کم ترین عذاب اس کو ہوگا جس کے پاؤں کے نیچے آگ کے دو انگارے ہوں گے جن سے اس کا دماغ کھول (اُبل) رہا ہوگا۔ (۲۶۰۴)

أَبْوَابُ الْإِيمَانِ (ایمان کا بیان)

✦ ایمان کے بہتر سے کچھ زائد دروازے ہیں ان میں سے سب سے ادنیٰ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا ہے اور سب سے بلند دروازہ کلمہ طیبہ پڑھنا ہے۔ (۲۶۱۴)

✦ زبان کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ (۲۶۱۶)

وَهَلْ يَكُ النَّاسُ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ السِّنَةِ

✦ انما يعمر مساجد الله..... میں تعمیر مسجد سے مراد مسجد کی بار بار حاضری ہے۔ (۲۶۱۷)

✦ کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔ (۲۶۱۸-۱۹)

✦ جس نے نماز کو (انکار کے ساتھ) چھوڑا اس نے کفر کیا۔ (۲۶۲۱)

✦ جس میں تین باتیں ہوں گی اس نے ایمان کا مزہ پالیا۔

(۱) جسے اللہ اور اس کا رسول تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو جائے۔ (۲) محض اللہ کی رضا کیلئے کسی سے محبت کرنا۔ (۳)

اسلام کے بعد کفر میں لوٹنا اس کو اتنا ہی ناپسند ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا۔ (۲۶۲۴)

✦ اسلام غربت کے ساتھ شروع ہوا اور غریبوں ہی کی طرف لوٹے گا اور غرباء کیلئے (جنت کی) خوشخبری ہو۔ (۲۶۲۹)

غرباء ہی میرے بعد میری سنت کے فساد کی اصلاح کریں گے۔ (۲۶۳۰)

✦ وعدہ کو پورا کرنے کی نیت ہو پھر پورا نہ کر سکے تو گناہ گار نہیں ہے۔ (۲۶۳۳)

✦ مومن پہ طعن طعن کرنے والا قاتل کی طرح ہے۔

لَا عَنِ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهِ (۲۶۳۶)

✦ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ . جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ ابتداءً اسلام

کے وقت اوامر و نواہی کے اترنے سے پہلے کی بات ہے۔ یا آخر کار جنت میں جائے گا۔ (۲۶۳۸)
 ✦ یہودی اکہتر فرقوں میں بڑے عیسائی بہتر ہیں اور مسلمان تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ (۲۶۴۰)

أَبْوَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)

✦ جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے جاننے کے باوجود اس کو چھپایا تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (۲۶۴۹)
 ✦ لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے۔ ان سے مسائل پوچھیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (۲۶۵۲)

✦ جس نے اللہ کی رضا کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے علم حاصل کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (۲۶۵۵)
 ✦ قرآن کو کافی سمجھنے کا یہ مطلب نہیں کہ حدیث کا انکار کر دیا جائے۔ (۲۶۶۳)
 قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ (الحشر) جو کچھ حضور علیہ السلام تمہیں دے لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔ حضور علیہ السلام نے اس حدیث میں فتنہ انکار حدیث کی خبر دی اور سنت کی تشریحی حیثیت کو واضح فرما کر امت کو اس فتنہ سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ (۲۶۶۴)
 ✦ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی احادیث لکھ لیا کرتے تھے اس لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان سے زیادہ کوئی بھی احادیث روایت کرنے والا نہیں ہے۔ (۲۶۶۸)

✦ بنی اسرائیل سے روایات لینے کی اجازت (بشرطیکہ ان کی روایات اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں)۔ (۲۶۶۹)

✦ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَّاعِلُهُ۔ نیکی پر رہنمائی کرنیوالا نیکی کرنیوالے کی طرح ہے۔ (۲۶۷۰)

✦ جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کو اس طریقے پہ عمل کرنیوالے تمام لوگوں جتنا ثواب ہوگا۔ (۲۶۷۵)

✦ تم پہ میرے اور میرے خلفاء راشدین مہدین کے طریقے کا اتباع لازم ہے۔ (۲۶۷۶)

✦ جس نے میری سنت کو زندہ کیا گویا اس نے مجھے زندہ کیا۔ (۲۶۷۸)

وَفِي رِوَايَةٍ فَقَدْ أَحْيَيْتَنِي۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔

✦ ایک شخص دمشق سے ایک حدیث لینے کیلئے مدینہ آیا۔ (۲۶۸۲)

✦ اچھا اخلاق اور دین کی سمجھ یہ دو عادتیں منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ (۲۶۸۳)

✦ الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا۔ دانائی کی بات مومن کی گمشدہ پونجی ہے

جہاں بھی پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔ (۲۶۸۷)

أَبْوَابُ الْإِسْتِئْذَانِ (اجازت طلب کرنے کا بیان)

✦ باہمی محبت کے بغیر کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہو سکتا اور باہمی محبت سلام کو عام کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔

(۲۶۸۸)

✦ سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (۲۶۹۴)

✦ ہمارے غیر (یہود و نصاریٰ) سے مشابہت کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے۔ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے

سے ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے۔ (۲۶۹۵)

✦ مسلم و غیر مسلم کی مخلوط مجلس ہو تو سلام کرنے میں مسلمانوں کی نیت کر لی جائے۔ (۲۷۰۲)

✦ حضرت زید نے حضور علیہ السلام کے حکم سے یہودیوں کی زبان سیکھی۔ (۲۷۱۵)

✦ بھوک کی وجہ سے صحابہ کرام کی آنکھیں اور کان جواب دے چکے تھے۔ (۲۷۱۹)

✦ عَلَيْكَ السَّلَامُ مُردوں کا سلام ہے۔ (۲۷۲۱)

✦ گلے مل کر بوسہ لینے سے منع فرمایا (جیسا کہ آج کل عربی کرتے ہیں) (۲۷۲۷)

✦ مریض کی پوری عبادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اس کی خیریت پوچھی جائے۔ (۲۷۳۱)

✦ مصافحہ کرنے سے فوراً گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (۲۷۳۸)

✦ حضرت زید کے ساتھ حضور علیہ السلام کی محبت کہ دوڑ کر ان کو گلے لگایا اور بوسہ لیا (۲۷۳۲) یہودیوں نے حضور علیہ

السلام کے ہاتھ پاؤں چومے۔ (۲۷۳۳)

✦ عکرمہ بن ابی جہل کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: مرحبا بالراکب المهاجر مهاجر سوار کا آنا مبارک ہو۔

(۲۷۳۵)

کوہ فاراں پہ خورشید غار خرا جب ہوا جلوہ گر دیکھتے دیکھتے

پر تو نور حق سے درخشاں ہوا نجم بخت بشر دیکھتے دیکھتے

دیکھتے دیکھتے انقلاب آ گیا پھول مہکے چمن پر شباب آ گیا

ڈھل گئے رنگ قوس قزح میں سبھی رنگ شام و سحر دیکھتے دیکھتے

جس طرف سے بھی گزرے شہ ذی حشم جس نے بھی سرور دیں کے چومے قدم

آسماں ہو گئی کہکشاں بن گئی ایک اک رہزور دیکھتے دیکھتے

واپس آئے تو بستر ابھی گرم تھا اور زنجیر در میں تھی جنبش ابھی

فرش سے فرش تک، فرش سے فرش تک، ہو گیا طے سفر دیکھتے دیکھتے
کملی والے کا یزدانی احسان ہے، ابن آدم پہ باران فیضان ہے
پتھروں سے بھی بدتر جو انسان تھے ہو گئے وہ گہر دیکھتے دیکھتے

(یزدانی جالندھری)

ابوابُ الْأَدَابِ (آداب کا بیان)

✦ چھینک آنے پہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہنا۔ (۲۷۳۸) ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس کی حضور علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی۔

✦ چھینک آئے تو کپڑے یا ہاتھ سے چہرہ ڈھانپ لیا جائے اور آواز کو پست رکھا جائے۔ (۲۷۴۵)

✦ نماز میں چھینک، جمائی، اونگھ، حیض، قے اور نکسیر شیطان کی طرف سے ہے۔ (۲۷۴۸)

✦ حلقہ کے درمیان بیٹھنے والا ملعون ہے۔ (۲۷۵۳)

✦ ناخن کاٹنے، مونچھیں کاٹنے اور موئے زیناف اتارنے کی مدت چالیس دن مقرر کی گئی۔ (۲۷۵۸)

✦ مونچھیں نہ کٹوانے والا ہم میں سے نہیں ہے۔ (۲۷۶۱)

✦ حضور علیہ السلام داڑھی مبارک کی سینٹنگ فرمایا کرتے۔ (۲۷۶۲)

(داڑھی کے بارے میں تفصیل دیکھئے۔ ترمذی ج ۲، ص ۱۰۵، حاشیہ ۱)

✦ سواری کی اگلی سیٹ کا وہی زیادہ حقدار ہے جو سواری کا مالک ہے۔ (۲۷۷۳)

✦ عورتوں کا نابینا شخص سے بھی پردہ کرنا۔ (۲۸۷۸) اَفْعَمِيَا وَاِنْ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہ۔ حضور علیہ السلام نے

حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ (امہات المومنین) کو فرمایا جب نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے بارے میں انہوں نے عرض کیا حضور کیا وہ نابینا نہیں؟ فرمایا: کیا تم بھی نابینا ہو؟

✦ مردوں عورتوں میں سے ایک دوسرے کی مشابہت کرنے والے لغتی ہیں۔ (۲۷۸۴)

✦ خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت ایسی ایسی (زانیہ) ہے۔ (۲۷۸۶)

✦ تین چیزیں قبول کر لی جائیں تکیہ، تیل (خوشبو) دودھ۔ (۲۷۹۰)

✦ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں اوڑھیں۔ (۲۸۱۲)

✦ حضور علیہ السلام کی کالی کمبلی کا ذکر جو سیاہ بالوں کی بنی ہوئی تھی۔ (۲۸۱۳)

✦ حضور علیہ السلام نے سیاہ رنگ کے موزے پہنے۔ (۲۸۲۰)

✦ سفید بالوں کو اکھیڑنے سے منع فرمایا گیا۔ فرمایا:

إِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ۔ یہ مسلمان کا نور ہیں۔ (۲۸۲۱)

✦ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بچوے (یا بُنّی) (۲۸۳۱)

أَبْوَابُ الْأَمْثَالِ (مثالوں کا باب)

✦ سیدھے راستے کی پہچان ایک مثال کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی زبان سے خود بیان فرمائی۔

(۲۸۵۹)

✦ حضور اکرم ﷺ آرام فرما رہے ہیں اور جبریل و میکائیل علیہ السلام ایک مثال کے ذریعے حضور علیہ السلام کی تعریف کر رہے ہیں۔ (۲۸۶۰)

✦ حضور علیہ السلام نیند کرتے ہوئے خراٹے لیتے تھے۔

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَقَدَ نَفَخَ (۲۸۶۱)

✦ حضرت یحییٰ عیسیٰ اور محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے پانچ پانچ باتوں کا حکم دیا۔ (۲۸۶۳)

✦ مومن کی مثال کھیتی کی طرح ہے کہ ہوائیں اس کو ہمیشہ ہلاتی رہتی ہیں۔ مومن کو بھی مصائب پہنچتے رہتے ہیں۔ اگلی

حدیث میں مومن کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے۔ (۲۸۶۶-۶۷)

✦ امت محمدیہ کی مثال یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں عصر سے مغرب تک کام کر نیوالے کی سی ہے۔ جس کو اجرت یہود و

نصاریٰ سے زیادہ ملی حالانکہ انہوں نے مزدوری زیادہ کی ہے مگر اجرت کم ملی۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے۔ (۲۸۷۱)

أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ (قرآن مجید کی فضیلت)

✦ سورۃ فاتحہ کی مثل نہ تورات میں ہے اور نہ زبور و انجیل میں۔ (۲۸۷۵)

✦ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت (۲۸۸۱-۸۲)

✦ ہر شی کا ایک دل ہوتا ہے وَقَلْبُ الْقُرْآنِ یُس۔ قرآن کا دل سورۃ یسین ہے۔ ایک مرتبہ پڑھنے سے دس قرآن

پاک پڑھنے کا ثواب۔ (۲۸۸۷)

✦ قبر سے سورۃ ملک کی تلاوت کی آواز (۲۸۹۰)

✦ اللہ تعالیٰ بندے کی دو رکعتوں (میں قرآن پڑھنے) کو جس طرح سنتا (توجہ فرماتا) ہے اس سے زیادہ کسی چیز کو نہیں

سنتا، نیکی ہمیشہ انسان کے سر پہ سایہ فگن رہتی ہے جب تک بندہ نماز میں مصروف رہتا ہے اور بندہ قرآن سے فارغ ہوتے ہی

اللہ تعالیٰ کے جس قدر قریب ہوتا ہے اتنا کسی اور وقت میں نہیں ہوتا۔ (۲۹۱۱)

✦ إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔

قرآن سے خالی سینہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (۲۹۱۳)

✦ قرآن کی کوئی آیت یا سورۃ بھلا دینا سب سے بڑا گناہ ہے۔ (۲۹۱۶)

✦ اس شخص کا ایمان نہیں جو قرآن کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حلال سمجھے۔ (۲۹۱۸)

✦ بلند آواز سے قرآن پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور آہستہ آواز سے قرآن پڑھنے والا پوشیدہ

صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ (۲۹۱۹)

✦ حضور علیہ السلام سونے سے پہلے سورۃ زمر اور بنی اسرائیل کی تلاوت فرماتے تھے۔ (۲۹۲۰) اسی طرح مستجابات کی

بھی یعنی جن سورتوں کے شروع میں سجّٰح اور سبحان کے الفاظ آتے ہیں۔ (۲۹۲۱)

✦ صبح کے وقت تعوذ و سورۃ حشر کی آخری تین آیات پڑھنے والے پہ ستر ہزار فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں جو شام تک

اس کیلئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ اسی دن مر گیا تو شہید مرا اسی طرح شام کو پڑھنے والا بھی۔ (۲۹۲۲)

✦ کام کرنے اور نہ کرنے میں اختیار کا دیا جانا اللہ کی نعمت ہے جس پر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي

جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً۔ تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اس معاملہ میں وسعت رکھی۔ (۲۹۲۳)

✦ کلام الہی کو دوسرے کلاموں پر ایسے ہی فضیلت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر۔ جو قرآن کی وجہ سے دیگر ذکر

و دعائیں نہ کر سکا اللہ تعالیٰ اس کو مانگنے والوں سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ (۲۹۲۶)

أَبْوَابُ الْقِرَاءَاتِ (مختلف قرأت کا بیان)

✦ حضور علیہ السلام کی قرأت ٹھہر ٹھہر کر ہوتی مثلاً الحمد لله رب العالمین پر وقف فرماتے۔ پھر الرحمن الرحيم

پہ پھر مالك يوم الدين پہ۔ (۲۹۲۷)

✦ سورۃ ہود میں اِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ بھی حضور علیہ السلام نے پڑھا۔ (۲۹۳۱)

✦ سورۃ روم میں ضَعْفٌ كَوْضَعٍ بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ (۲۹۳۶)

✦ قرآن مجید سات حروف (قرأت) پہ نازل ہوا۔ (۲۹۳۳) قال الطحاوی كانت السبعة في اول الامر

لضرورة اختلافهم لغة فلما ارتفعت بكثرة الناس عادت الى واحد۔ مجمع (حاشیہ ۳ ترمذی ج ۲ ص ۱۲۲)

ابتداء میں سات قرأت کے اندر پڑھنے کی اجازت تھی۔ زبان کے اختلاف کی ضرورت سے جب یہ اختلاف نہ رہا تو

اب ایک ہی قرأت میں پڑھا جائے۔ یعنی جس ملک میں جو قرأت رائج ہے وہی پڑھی جائے تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں۔ مثلاً

پاکستان میں امام عاصم کی قرأت بروایت حفص پڑھی جائے۔ (بہار شریعت جلد نمبر ۱)

✦ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و تروں کی ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے۔ حضرت سعید بن جبیر نے کعبہ شریف میں ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا۔ (۲۹۴۶) حضرت عبداللہ کو حضور علیہ السلام نے چالیس دنوں میں قرآن پاک پڑھنے کا حکم دیا۔ (۲۹۴۷)

✦ قرآن مجید مکمل کرنے کے بعد ابتداء سے کچھ حصہ اسی وقت پڑھ لیا جائے (جس کو قراء حضرات الحال المرتحل کہتے ہیں) اور یہ الفاظ بھی اس حدیث میں ہیں اور ان کی تعریف یہ ہے الَّذِي يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى آخِرِهِ كَلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ۔ جس کا مفہوم گزر چکا۔ (۲۹۴۸)

أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ (قرآن پاک کی تفسیر کا بیان)

✦ علم کے بغیر قرآن کی تفسیر کرنے والا اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنا لے۔ (۲۹۵۰)

✦ عدی بن حاتم کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ يَدَهُ فِي يَدِي۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔ پھر کیا ہوا ایسے ہی ہوا جیسے زبان اقدس سے نکلا تھا۔ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی۔ (۲۹۵۳)

✦ حضور علیہ السلام کی امت نبیوں کے حق میں گواہی دے گی۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا (۲۹۶۱)

✦ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔ دعا عبادت ہی ہے۔ (۲۹۶۹)

✦ مباہلہ کے دن حضور علیہ السلام نے حضرت علی، فاطمہ اور حسنین کو بلوایا اور دعا کی اَللّٰهُمَّ هُوَ لِآءِ اَهْلِيْ۔ اے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔ (۲۹۹۹)

✦ شراب کی حرمت سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر صحابہ کرام کا شراب پی کر نماز ادا کرنا۔ (۳۰۲۶)

✦ قرآن پاک کی ایک آیت کے نزول پر صحابی کی ران ٹوٹنے لگی۔ (۳۰۳۳)

✦ نماز قصر اللہ کا تحفہ ہے اس کو قبول کرو۔ (۳۰۳۴)

✦ جمعہ اور عرفہ کا دن بھی عید کے دن ہیں۔ (۳۰۴۴)

✦ حضرت عمر کی خواہش پہ شراب کے بارے میں پے درپے تین آیات نازل ہوئیں۔ (۳۰۴۹)

✦ حضور علیہ السلام جانتے ہیں کہ کس کا باپ کون ہے؟ (۳۰۵۶)

✦ نیکی کا ارادہ کرنے سے ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور نیکی کرنے کے بعد دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے جبکہ

گناہ کرنے کا ارادہ کرے تو گناہ نہیں لکھا جاتا اور گناہ کرنے کے بعد ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔ (۳۰۷۳)

موسیٰ علیہ السلام کتنی تجلی سے بے ہوش ہو گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: فلما تجلی ربہ للجبل پھر جب (موسیٰ علیہ السلام کی خواہش پر) رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو اسے پاش پاش کر دیا۔ حضرت حماد فرماتے ہیں اس طرح اور راوی (سلمان) نے انگوٹھے کا کنارہ دائیں ہاتھ کی انگلی کے پورے پہ رکھا (یعنی اتنی سی تجلی سے) پہاڑ دھنس گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (۳۰۷۴)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
حضور علیہ السلام کی میدان بدر میں دُعا: اے اللہ! اگر یہ جماعت (بدر میں) ہلاک ہو گئی تو زمین میں تیری عبادت نہ ہوگی۔ (۳۰۸۱)

✦ سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ شریف نہ لکھنے کی ایک وجہ (۳۰۸۶)
✦ مسجد میں آنے جانے والے کے ایمان کی گواہی دو۔ (۳۰۹۳)
✦ سونے کی صلیب کو بت قرار دیا گیا۔ اتخذوا احبارہم ورهبانہم کا مطلب ہے کہ اپنے پیشواؤں کی حلال و حرام کردہ باتوں پہ عمل کرتے تو اس طرح انہوں نے ان کو رب بنا لیا۔ (۳۰۹۵)
✦ جب فرعون غرق ہوا تو جبریل علیہ السلام اس کے منہ میں مٹی ٹھونس رہے تھے کہ کہیں وہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر اللہ کی رحمت نہ حاصل کرے۔ (۳۰۱۸)

✦ نماز پڑھنے سے گناہوں کی معافی۔ ان الحسنات یذہبن السیات۔ (۳۱۱۵)

✦ ایک حسینہ عورت کو نماز کے دوران لوگوں کا دیکھنا۔ (۳۱۲۲)

✦ اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ .

مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (۳۱۲۷)

✦ حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السلام کا واقعہ۔ (۳۱۳۹)

✦ سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات پہ عمل کی وجہ سے جنت کا حصول۔ (۳۱۷۳)

✦ حضور علیہ السلام نے کانوں میں انگلیاں ڈال کر لوگوں کو بلایا۔ (۳۱۸۶)

✦ سورۃ فاطر کا نام سورۃ الملائکہ بھی ہے۔ (باب نمبر ۳۵)

✦ سام اہل عرب کا حام حبشہ والوں کا اور یافث روم والوں کا باپ ہے۔ (۳۲۳۱)

مشرق و مغرب میں جو کچھ ہے حضور علیہ السلام اس کو جان گئے

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنی چھاتی میں محسوس کیا۔

فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ پس میں نے جان لیا جو کچھ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ (۳۲۳۴)

✦ یہ کہنا کہ میری تعریف کرنا زینت ہے اور میری برائی کرنا عیب ہے صرف اللہ ہی کی شان ہے۔ (۳۲۶۷)

✦ حضور علیہ السلام جب کسی کو جہاد پہ بھیجتے تو مسجد لوگوں سے اور سیاہ جھنڈوں سے بھر جاتی۔ (۳۲۷۴)

✦ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کا دیدار کیا (دو مرتبہ) (۳۲۷۹)

✦ بیٹے نے باپ کو کہا تو واپس نہیں جاسکتا یہاں تک کہ اپنی زبان سے کہے کہ تو خود ذلیل ہے اور حضور علیہ السلام عزت والے ہیں چنانچہ اس نے اقرار کیا۔ (۳۳۱۵) یہ وہ ذلیل ہے جس نے کہا تھا: لئن رجعنا الى المدينة ليخرجننا الا عزمنا الاذل۔ یعنی رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول۔

✦ مشرکین نے کہا ہمیں اپنے رب کا نسب بتائیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ اخلاص کا نزول فرمایا۔ (۳۳۶۴)

✦ تمام مخلوق سے زیادہ طاقتور وہ انسان ہے جو خفیہ طور پر صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ (۳۳۶۹)

أَبْوَابُ الدُّعَاءِ (ذکر و دعا کا بیان)

✦ اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ معزز چیز کوئی نہیں ہے۔ (۳۳۷۰)

✦ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِمَّنْ ذَكَرَ اللَّهَ۔ تیری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔ (۳۳۷۵)

✦ حلقہ ذکر کو فرشتے گھیر لیتے ہیں رحمت ان پہ سایہ فگن رہتی ہے ان پہ اطمینان قلب اترتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس (فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ (۳۳۷۸)

✦ اللہ تعالیٰ محفل ذکر کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے مباہات فرماتا ہے۔ (۳۳۷۹)

✦ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے اور پھر چہرے پہ مل لیتے۔ (۳۳۸۶)

✦ صبح و شام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھنے سے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی۔

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ..... (۳۳۸۸)

✦ بستر پر لیٹتے وقت کوئی بھی سورت پڑھ لی جائے تو ساری رات فرشتہ حفاظت کرتا ہے۔ (۳۴۰۷)

✦ حضرت عمیر بن ہانی ہر روز ایک ہزار سجدہ (پر مشتمل) نماز ادا کرتے اور ایک لاکھ بار تسبیح کرتے۔ (۳۴۱۵)

✦ حضور علیہ السلام کی ایک طویل دعا۔ (۳۴۱۹)

✦ بازار میں داخل ہوتے ہوئے چوتھا کلمہ پڑھنے سے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں دس لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور

دس لاکھ درجے بلند کیے جاتے ہیں۔ (۳۴۲۸-۲۹)

✦ مجلس کے گناہوں کے کفارے کی دعا (۳۴۳۳)

کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

حضرت علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس سواری کیلئے ایک چوپایہ لایا گیا۔ آپ نے اس پہ سوار ہوتے ہوئے دعا پڑھی اور پھر بس پڑے۔ میں نے عرض کیا آپ کس بات پہ ہنسے ہیں تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضور علیہ السلام کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا چنانچہ میں نے حضور علیہ السلام سے ہنسنے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:

إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ. (۳۴۳۶)

بے شک تیرا رب اس بندے سے خوش ہوتا ہے جب وہ یہ (مندرجہ بالا) کلمات کہتا ہے کہ اے اللہ میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بھی گناہ بخشنے والا نہیں ہے۔

✦ تین دعائیں (بہت جلد) قبول ہوتی ہیں۔

(۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) اولاد کی خلاف باپ کی دعا (۳۴۳۸)

✦ غصے کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھا جائے۔ (۳۴۵۲)

✦ دودھ پینے کی دعا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔ (۳۴۵۵)

✦ مَسْبَحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ کہنے سے پڑھنے والے کیلئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔

(۳۴۶۴)

سوچ، سو جہاد اور سو غلام آزاد کرنے کا ثواب

یہ اس شخص کیلئے ہے جو صبح و شام سو مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ سو مرتبہ الحمد للہ کہے۔ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اور سو مرتبہ

اللہ اکبر کہے۔ (۳۴۷۱) رمضان شریف میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے دوسرے دنوں میں ہزار مرتبہ تسبیح پڑھنے سے زیادہ

ثواب ہے۔ (۳۴۷۲) دن میں دس مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات کہنے سے دس کروڑ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا

اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ (۳۴۷۳)

✦ حضور علیہ السلام چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

(۱) غیر مطمئن دل (۲) مقبول دعا (۳) نہ سیر ہونے والے شخص

(۴) غیر نافع علم سے۔ (۳۴۸۲)

✦ آیہ کریمہ لا الہ الا انت سبحانک جو یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی ہر مقصد کو پورا کرنے والی ہے۔ (۳۵۰۵)

✦ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام والی حدیث جو انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (۳۵۰۷)

✦ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔ (۳۵۱۰)

✦ حضرت ابو امامہ سے مروی ایک جامع دعا اللہم اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ..... (۳۵۲۱)

نیند نہ آنے کا علاج

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید مخزومی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں نیند نہ آنے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: بستر پہ جاؤ تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْأَرْضِينَ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِي جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

اے اللہ! سات آسمانوں اور جن پہ وہ سایہ فگن ہیں ان کے رب سات زمینوں اور جو کچھ انہوں نے اٹھایا ہوا ہے ان کے رب شیاطین اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے ان کے رب اپنی تمام مخلوق کے شر سے مجھے پناہ عطا فرما کہ ان میں سے کوئی بھی مجھ پر زیادتی یا ظلم نہ کرے تیری پناہ میں آنے والا غالب ہے اور تیری بڑی تعریف ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (۳۵۲۳)

✦ اللہ سے صبر کا طالب ہونا مصیبت کو دعوت دینا ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۹۲ آخری حدیث)

✦ روح حلق تک پہنچنے تک اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا رہتا ہے۔ (۳۵۳۷)

✦ گناہ آسمان تک پہنچ جائیں یا زمین ان سے بھر جائے تو بھی توبہ کرنے سے اور اللہ کی رحمت کا امیدوار رہنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ شرک نہ کرے۔ (۳۵۴۰)

✦ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔ ننانوے رحمتیں اللہ کے پاس ہیں۔ (جن کا ظہور قیامت کو ہوگا)

(۳۵۴۱)

دعاؤں کے بارے میں مختلف احادیث

جو اللہ سے بخشش مانگتا رہے وہ گناہ پہ مصر نہیں کہلاتا۔ (ولم یصروا علی ما فعلوا) اگرچہ دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے۔

(۳۵۵۹)

✦ نیا لباس پہن کر پرانا صدقہ کر دیا جائے تو موت اور موت کے بعد بھی اللہ کی حمایت حفاظت اور پردے میں رہے گا۔

(۳۵۶۰)

✦ حضرت عمر نے عمرہ ادا کرنے کی اجازت طلب کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَيُّ اَخِي اَشْرِكُنَا فِي دُعَائِكَ وَلَا

سَنَا۔ اے بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں یاد رکھنا اور ہمیں بھول نہ جانا۔ (۳۵۶۲)

✦ پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اس دعا سے اتر جائے گا۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنْ سِوَاكَ

اے اللہ! مجھے رزق حلال عطا فرما کر حرام سے بچالے اور اپنے فضل سے اپنے علاوہ ہر غیر سے بے نیاز کر دے۔

(۳۵۶۳)

✦ حضور علیہ السلام کی دعا سے ساری عمر کیلئے بیماری دور ہوگئی۔ (۳۵۶۴)

✦ حافظے کو مضبوط کرنے کیلئے شب جمعہ کو چار رکعات نوافل پڑھنے کی ترکیب اور اس کے بعد دعا۔ (۳۵۷۰)

✦ دعائے وسیلہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهْ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ (۳۵۷۸)

✦ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ (۳۵۸۱)

✦ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا (پڑھنے والے) کیلئے آسمان کے

روازے کھول دیئے گئے۔ (۳۵۹۲)

✦ ذکر کرنے والوں کے پاس صرف بیٹھنے والا بھی بد بخت و محروم نہیں ہوتا۔

هُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْفِیْ جَلِیْسُهُمْ (۳۶۰۰)

✦ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا عبادت کے حسن سے ہے۔ (۳۶۰۳)

✦ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ (ایضاً)

مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے لیکن اس کی عطا کے حصول کیلئے دنیوی اسباب و وسائل کا استعمال شرعی حکم

ہے اور اس سے صرف نظر نہیں ہو سکتا۔ اب ظاہر ہے کہ جو تانٹوٹے گا تو موچی ہی سے صحیح کرائیں گے۔

اَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ (فضائل کا بیان)

✦ یا رسول اللہ آپ کیلئے نبوت کب سے واجب (ثابت) ہے۔ فرمایا: وَاَدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ جب آدم علیہ

السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (۳۶۰۹)

✦ حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تو ہمارے دل اجنبی ہو گئے اور مدینہ شریف تاریکی میں ڈوب گیا۔ (۳۶۱۸) ہو کنایہ

عن عدم وجدان النورانية والصفاء الذي كان حاصلًا من مشاهدته وحضوره صلى الله عليه وسلم لتفاوت حال الحضور والغيبة كذا في اللمعات (حاشية نمبر ۲ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۳) لا كما قال اهل التشيع بغض الصحابة رضوان الله تعالى عليهم اجمعين۔

✦ باب ما جاء في ميلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (باب ۲) وہ صحابی جو حضور علیہ السلام کے سن پیدائش (الفیل) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرصہ پہلے پیدا ہوئے ان سے پوچھا گیا: اَنْتَ اكْبَرُ اَمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ (عمر کے لحاظ سے) آپ بڑے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اكْبَرُ مِنِّیْ وَاَنَا اَقْدَمُ فِی الْمِلَادِ۔ بڑے تو حضور ہی ہیں لیکن پیدائش میری پہلے ہوئی ہے۔ (۳۶۱۹)

✦ بحیرہ راہب کا واقعہ اس نے حضور علیہ السلام پر بادل کو سایہ فگن دیکھ کر پہچان لیا کہ یہی آخر الزمان نبی ہیں۔ (۳۶۲۰)

✦ مکہ مکرمہ کے درخت و پتھر بھی حضور علیہ السلام پہ سلام بھیجا کرتے تھے۔ (۳۶۲۶)

✦ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سرخ لباس میں لمبے بالوں والے کسی شخص کو حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ (۳۶۳۵)

✦ حضور علیہ السلام کا چہرہ انور تلوار کی طرح نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا۔ (۳۶۳۷)

حضرت علی المرتضیٰ محبوب خدا کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہیں ،

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا اکرم اللہ وجہہ نے مختصر الفاظ میں ہمارے آقا علیہ السلام کا جو حلیہ مبارک بیان فرما دیا ہے وہ آہی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ حب علی علامت ایمان ہے اور بغض علی علامت نفاق ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بادۃ الفت حیدر میں پئے جاتا ہوں خلد میں جانے کا سامان کیے جاتا ہوں

نار دوزخ میں مجھے بھیجنے والا ہے کون اے نور میں عشق علی دل میں لیے جاتا ہوں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ نہ تو بہت لمبے قد کے تھے اور نہ ہی بہت پست تھے بلکہ درمیانہ قد تھا۔ آپ کے بال مبارک نہ تو بالکل گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل

سیدھے بلکہ کچھ کچھ گھنگھریالے تھے۔ چہرہ مبارک نہ تو بالکل پر گوشت تھا اور نہ ہی مکمل طور پر گول تھا بلکہ کچھ گولائی تھی۔ رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آنکھیں سیاہ پلکیں دراز جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں، مونڈھوں کے سرے اور

درمیان کی جگہ بھی پر گوشت تھی۔ بدن مبارک پر معمول سے زیادہ بال نہ تھے۔ سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھی۔ چلتے وقت قوت کے ساتھ چلتے گویا کہ ڈھلوان جگہ میں چل

رہے ہوں۔ کسی طرف متوجہ ہوتے تو نظر بھر کر توجہ فرماتے۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ خاتم النبیین تھے۔ سب سے زیادہ سخی دل اور سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب

سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔ آپ کو اچانک دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا اور آپ کے ساتھ معاشرت رکھنے والا مانوس ہو کر فدا ہو جایا کرتا۔ آپ کا وصف بیان کرنے والا کہتا ہے میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ (۳۶۳۸)

حسن ہے بے مثل صورت لا جواب میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب
سراپائے اقدس کی تفصیل ہماری کتاب شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ بلفظ انا کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد خلفاء
شدین اور صحابہ کرام کے مناقب ہیں جو ہماری کتاب یارانِ مصطفیٰ مع وارثانِ خلافتِ راشدہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔
مین و آسمان یہ حضور علیہ السلام کی حکومت ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ
السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ (۳۶۸۰)
ہر نبی کے دو وزیر آسمان پہ اور دو وزیر زمین پہ ہوتے ہیں۔ پس میرے آسمانی وزیر جبریل امین و میکائیل علیہما
السلام ہیں اور زمین کے وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

وزیر ای فی السماء و وزیر ای فی الارض طاہر ہے اس حدیث سے حکومت رسول کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
✦ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں۔ میرے خیال میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص کرنے والا حضور علیہ السلام کا
قت نہیں ہو سکتا۔ (۳۶۸۵)

✦ حضرت عمر کا جنت میں عالیشان محل (۳۶۸۸-۸۹)
✦ حضرت عثمان غنی کے ساتھ بغض رکھنے والے کی حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ ادا نہ فرمائی۔ (۳۷۰۹)
✦ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اِنَّ عَلِيًّا مَعِيَ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيٌّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔ علی میرے بعد ہر
مومن کا ولی ہے۔ (۳۷۱۲)

✦ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ۔ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولا۔ (۳۷۱۳)
علی امام من است ومنم غلام علی ہزار جان گرامی فدا بنام علی

پہراغ و مسجد و محراب و منبر

حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (ایک ہی حدیث میں خلفائے راشدین کی
تعریف کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ ابوبکر پہ رحمت فرمائے۔ اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔ ہجرت کے موقع پر مجھے اپنی اونٹنی پہ سوار کیا

اور اپنے مال سے حضرت بلال کو آزاد کیا۔

(۲) اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ پر رحم فرمائے۔ وہ حق بات کہتا ہے۔ اگرچہ کڑوا ہو اور حق بات کہنے نے اس کی یہ حالت کر دی ہے کہ اس کا کوئی دوست نہیں رہا۔

(۳) اللہ تعالیٰ حضرت عثمانؓ پر کرم کرے اس سے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ پر کرم فرمائے۔ اے اللہ! وہ جدھر رخ کرے حق بھی ادھر ہی ہو جائے۔ (۳۷۱۴)

چراغ و مسجد و محراب و منبر ابو بکر و عمر عثمان و حیدر

✦ علی دنیا و آخرت میں نبی علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ (۳۷۲۰)

پنجابی زبان کا ایک دو ہڑاشان صدیق و علی میں یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔

میں کی دساں شان علی دی جنہوں آکھیا نبی نے بھائی
پر جنت و ج او سے جاناں جنہوں علی نے ٹکٹ پھڑائی
کوثر اتے علی دا قبضہ ہتھ علی دے جنت آئی
علی نے ٹکٹ وی اودوں دینا جدوں مہر صدیق نے لائی

اے تیری آواز آواز خدا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے طائف کے دن حضرت علی المرتضیٰ کو بلایا اور ان سے سرگوشی فرمائی جس پر لوگوں نے کہا۔ اپنے چچا زاد بھائی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگوشی طویل ہوگئی ہے تو اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا اَنْتَبَحِيْتُهُ وَلَكِنَّ اللَّهَ اَنْتَبَحَاهُ (۳۷۲۶)

میں نے اس (علی) سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سرگوشی کی ہے۔

اے تیری آواز آواز خدا اور ”سرگوشی“ تیری راز خدا

✦ مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق عورتوں میں حضرت خدیجہ اور بچوں میں حضرت علی (رضی اللہ عنہم) اسلام

لائے۔ (۳۷۳۳)

✦ وَإِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صَنُوْا أَبِيْهِ۔ چچا باپ ہی کی طرح ہوتا ہے۔ (۳۷۶۱)

✦ حسن و حسین رضی اللہ عنہما جو انان جنت کے سردار ہیں۔ (۳۷۶۸)

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام حسن سے زیادہ حضور علیہ السلام سے مشابہ کوئی نہ تھا۔ (۳۷۷۶-۷۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ میں اس وقت ابن زیاد کے پاس موجود تھا۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور اس

کے دربار میں لایا گیا تو وہ چھڑی سے آپ کی ناک پہ مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا۔ اس جیسا حسن میں

نے کبھی نہیں دیکھا۔ (۳۷۷۸) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سر تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے نیچے حضور علیہ السلام کے سب سے زیادہ مشابہہ تھے۔ (۳۷۷۹) گویا کہ دونوں شہزادوں کو کھڑا کیا جاتا تو حضور علیہ السلام کی زیارت ہو جاتی۔

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

✦ عبید اللہ بن زیاد کے نقیوں میں سانپ گھس گیا پھر نکلا پھر گھسا دو تین بار ایسا ہی ہوا۔ (۳۷۸۰)

✦ حضرت ام سلمہ نے چادر میں داخل ہونے کی التجا کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَنْتِ عَلٰی مَكَانِكَ وَاَنْتِ اِلَيَّ

خَيْرٌ۔ تو اپنی جگہ پر رہ اور تو میری طرف (سے) بہتر ہے۔ (۳۷۸۱)

✦ مَاحِدٌ ثَنُكُم اَبْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ۔ ابن مسعود جو کچھ بھی تمہیں بیان کریں ان کی تصدیق کرنا (۳۷۹۹) علم چار

آدمیوں سے ڈھونڈوان میں ایک ابن مسعود ہیں۔ (۳۸۰۲) ابن مسعود اتنی کثرت سے حضور علیہ السلام کے گھر آتے جاتے

تھے کہ لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ وہ اہل بیت سے ہیں۔ (۳۸۰۶)

✦ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کرتا پھر تم اس کی نافرمانی کرتے تو عذاب میں مبتلا ہو جاتے۔

(۳۸۱۲)

محمد کی نسبت بڑی چیز ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کا وظیفہ تین ہزار اور حضرت

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا جس پر حضرت عبداللہ نے عرض کیا: آپ نے اسامہ کو مجھ پہ کس وجہ

سے فضیلت دی ہے حالانکہ وہ کسی جنگ میں مجھ سے آگے نہیں رہے تو حضرت عمر نے جواب دیا:

لَاَنَّ زَيْدًا كَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ رَسُوْلٍ اَللّٰهُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِيكَ وَكَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلَيَّ رَسُوْلٍ

اَللّٰهُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ فَاتَّرْتُ حُبَّ رَسُوْلٍ اَللّٰهُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حُبِّي (۳۸۱۳)

کیونکہ زید تمہارے باپ سے زیادہ اور ان کے بیٹے اسامہ تم سے زیادہ حضور علیہ السلام کو محبوب تھے تو میں نے حضور

علیہ السلام کے محبوب ترین کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔ بوقت وصال بھی حضور علیہ السلام حضرت اسامہ کے لئے

دعا فرما رہے تھے۔ (۳۸۱۷)

حضور علیہ السلام نے حضرت اسامہ کی ناک کا فضلہ خود صاف کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عائشہ نے عرض کیا: حضور میں

کرتی ہوں (۳۸۱۸)۔ حضرت اسامہ کی محبوبیت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے بیان فرمایا (۳۸۱۹)

ان کے جو غلام ہو گئے خلق کے امام ہو گئے

حضرت اسامہ کے والد کی بات بھی سن لیں کہ ان کے بھائی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ میرے بھائی کو

میرے ساتھ بھیج دیں (ان کے والدین واعزہ ان کو ملنے کیلئے بہت بے تاب ہیں) فرمایا: اگر تمہارے ساتھ جاتا ہے تو میں منع نہیں کرتا لیکن حضرت زید نے عرض کیا: یا رسول اللہ واللہ لا اخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا۔ آپ کا در چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا اور آپ پہ کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ چنانچہ ان کے بھائی نے بھی حضرت زید کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دی۔ (۳۸۱۵)

روئے بدرالدجی دیکھتے رہ گئے	چہرہ واضعی دیکھتے رہ گئے
حسن خیرالورئی میں خدا کی قسم	ہم جمال خدا دیکھتے رہ گئے
ہم گنہگار پہنچے درپاک پر	زاہد و پارسا دیکھتے رہ گئے
رک کے سدرہ کی منزل پہ روح الامین	زفت مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
چاند دو ٹکڑے ہو کر تصدق ہوا	دشمن مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
جو سکندر ہوا ان کے دربار سے	وہ کرم وہ عطا دیکھتے رہ گئے

✦ بلی کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ کی کنیت بلی والا پڑ گئی۔ (۳۸۴۰)

✦ حضرت جابر کے لئے حضور علیہ السلام نے ایک رات میں پچیس مرتبہ دعا فرمائی۔ (۳۸۵۲)

روشنی کے مینار

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بَارِضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُورًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۳۸۶۵)

میرا کوئی صحابی زمین کے کسی خطہ میں انتقال کر جائے تو وہ قیامت کے دن اس خطہ کے لوگوں کا قائد اور (مینارہ) نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔

کیا دیکھتے ہو دامن اغیار کی طرف	آؤ جناب احمد مختار کی طرف
انگلی نہ بدترین عدو بھی اٹھا نہ کا	میرے نبی کی خوبی کردار کی طرف
کیا ذکر عاصیوں کا کہ میدان حشر میں	بھاگیں گے نیکو کار بھی سرکار کی طرف
کتنا ہجوم خلق ہے شہر حبیب میں	دیکھے تو کوئی کوچہ و بازار کی طرف
وہ ناخدا ہیں خیر سے اب دیکھتا ہوں میں	موج بلا کی سمت نہ منجد ہار کی طرف
انصاف کیش آج بھی حیراں ہیں دیکھ کر	گفتار کی طرف ترے کردار کی طرف
گل ریز راہ گلشن طیبہ کو چھوڑ کر	ہر راستہ ہے وادی پُر خار کی طرف
گھائے میں ہے اگر نہیں انسانیت کا رخ	انسانیت کے قافلہ سالار کی طرف
دل میں امید بھی ہے ندامت کیساتھ ساتھ	جب دیکھتا ہوں بخشش سرکار کی طرف

طارق خدائے کعبہ کی توفیق خاص سے ساجد ازل سے ہم ہیں دریا کی طرف

طارق سلطان پوری

- ✦ حضرت عائشہ کو جبریل امین علیہ السلام کا سلام (۸۲-۳۸۸۱)
- ✦ حضرت عائشہ بھی حضرت خدیجہ پہر شک کرتی تھیں (باب فضل خدیجہ)
- ✦ ام المومنین کا دنیا سے اٹھ جانے سے بڑھ کر کیا نشانی ہوگی؟ (۳۸۹۱)
- ✦ اہل عرب سے بغض رکھنا حضور علیہ السلام سے نفض رکھنا ہے۔ (۳۹۲۷)

قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اونٹ کا بچہ تحفہ کے طور پر پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھ اونٹنیاں عطا فرمادیں اس کے باوجود بھی وہ راضی نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ (۳۹۴۵)
اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ قریشی، انصاری، ثقفی اور دوسی کے علاوہ کسی کا ہدیہ قبول نہ کروں۔ (۳۹۵۳)
✦ نجد سے شیطان کا سینگ نکلے گا (۳۹۵۳)

جو تیرھویں صدی کی ابتداء میں ابن عبد الوہاب کی شکل میں نکل آیا جس نے کتاب التوحید لکھ کر پوری امت کو کافر و مشرک قرار دے دیا اور پاک و ہند میں اسماعیل دہلوی اور احمد بریلوی نے تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم جیسی کتابوں کے ذریعے پوری ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیر دیا اور اس طرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔

✦ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے کی بجائے اپنے اندر کمال پیدا کرو۔ تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ وَادَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ۔ اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور خاندانی فخر دور کر دیا ہے۔ اب یا تو مومن و متقی ہو گا یا بد بخت و بدکار (یہ دونوں احادیث جامع ترمذی کی آخری احادیث ہیں) (۵۶-۳۹۵۵)

کتاب العلل میں امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ میری اس کتاب (ترمذی شریف) کی تمام احادیث معمول بھائی ہیں (یعنی ہر حدیث پہ بعض علماء نے عمل کیا ہے) البتہ دو حدیثیں ایسی ہیں کہ جن پہ کسی کا عمل نہیں ہے۔ (۱) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں بغیر کسی خوف سفر اور بارش کے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔ (۲) وہ حدیث جس میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی (پہلی مرتبہ) شراب پیئے تو اس کو کوڑے مارو (اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ بھی) اور اگر چوتھی مرتبہ شراب پیئے اس کو قتل کرو اور ان دونوں حدیثوں کی علت انہی مقامات پہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمادی ہے۔

شمال ترمذی کے حوالہ جات

ابتداء میں مختلف صحابہ کرام سے بشمول حضرت علی المرتضیٰ جن کی روایت اردو ترجمہ کے ساتھ ہم نے لکھ دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کی روایات ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کو چودھویں رات (کے ماہ کامل کی روشنی) میں دھاری دار سرخ یمنی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا کبھی میں حضور علیہ السلام (کے رخ و اضحیٰ) کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کو دیکھتا (آخر میں نے فیصلہ یہ کیا فلہو عندی احسن من القمر۔ میرے نزدیک حضور علیہ السلام چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (شمال ترمذی ص ۲)۔

جسے اللہ کہتے ہیں نرالی شان والا ہے
 دو عالم کا وہ خالق ہے اکیلا ہے نرالا ہے
 حقیقت میں جو ہے بعد از خدا تعریف کے قابل
 وہ عبد اللہ کا لعل محمد کملی والا ہے

✦ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کو چاند کی طرح کہا۔ (ایضاً) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ كَأَنَّمَا صَيَّغَ مِنْ فِضَّةٍ۔ حضور علیہ السلام سفید رنگ کے تھے گویا کہ چاندی ڈھالی گئی ہے۔ (ایضاً) یاد رہے کہ زیادہ سفید رنگ جس میں سرخی نہ ہو اور زیادہ گندم گوں جو مائل بہ سیاہی ہو یہ دونوں خوبصورت نہیں لگتے اور جب ہمارے آقا احسن الناس ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کا رنگ ایسا تھا کہ جس سے زیادہ حسین رنگ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ گویا

حسن نمکین والا ہمارا نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم

نور وحدت کا ”نکڑا“ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام أَفْلَجُ الشَّيْئَيْنِ۔ یعنی آپ کے سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی بالکل جڑے ہوئے نہ تھے۔ إِذَا تَكَلَّمَ رَأَى كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَائِيَاهُ۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو اس کشادگی سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک صرف معنوی نہیں تھا بلکہ حسی بھی تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی نورانیت کے جامع ہیں۔ چاہے وہ ایمان کا نور ہو یا اسلام کا یا عرفان کا یا علم و ہدایت کا۔ اس پر بہت ساری احادیث دیگر

کتب سے بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ پہلے شامل ترمذی کی ہی چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں ربیب ہند بن ابی ہالہ سے سوال کیا جو کہ حضور علیہ السلام کے بہترین و صاف تھے کہ حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک کیسا تھا اور میرا دل چاہتا تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان کریں اور میں اس سے پوری طرح متعارف ہو جاؤں تو انہوں نے فرمایا۔

چہرہ انور چودھویں کا چاند

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُخَمُّ مَفْخَمًا يَتَلَاؤُ وَجْهَهُ تَلَاؤُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ
حضور علیہ السلام عظیم الشان و معظم و معزز تھے۔ آپ کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ (اس روایت میں آگے چل کر فرماتے ہیں) لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک آپ پہ چھایا رہتا۔ (ص ۲)

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے
جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

اس حدیث کی شرح میں علامہ شیخ ابراہیم بیجوری لکھتے ہیں: وَمَعْنَى يَتَلَاؤُ يَضِي وَيُشْرِقُ كَاللُّؤْلُؤِ وَقَوْلُهُ تَلَاؤُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ اِي مِثْلُ تَلَاؤُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔ (شرح شامل مطبوعہ مصر ص ۲۳)
تیلالو کا معنی روشن ہونا اور چمکنا ہے۔ جیسے موتی چمکتا ہے اور تلالو القمر لیلۃ البدر کا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ انور اس طرح چمکتا تھا جیسے چودھویں رات میں چاند چمکتا ہے۔

نہ آیا آنکھ سے جب تو نظر تو دل سے پہچانا
تیری پہچان مشکل تھی بڑی مشکل سے پہچانا
کسی کی آنکھ روشن ہے کسی کا دل منور ہے
کسی نے آنکھ سے دیکھا کسی نے دل سے پہچانا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو شامل میں پہلے نمبر پر گزر چکی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں۔ فَهُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔ اس کی شرح میں شیخ ابراہیم شرح شامل میں فرماتے ہیں۔ ”ایک روایت میں عنندی کی بجائے عینی کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ صرف میرے نزدیک ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اور فی الواقع حضور علیہ السلام چاند سے زیادہ حسین تھے۔ جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جس میں اَنْجُ الثَّانِيْنِ کے الفاظ ہیں اس کے تحت یہی علامہ ابراہیم مواہب اللدنیہ شرح شامل محمدیہ ص ۳۴ پہ لکھتے ہیں۔

اِي رَوَى لَهُ صَفَاءٌ يَلْمَعُ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَائِيَا وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُونَ الْكَافُ زَائِدَةً

لِلتَفْخِيمِ وَيَكُونُ الْخَارِجُ حِينَئِذٍ نُورًا حَسِيًّا مَعْجُزَةً لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نور کی طرح صاف و شفاف چیز چمکتی ہوئی دیکھی جاتی تھی جو حضور علیہ السلام کے نورانی دانتوں

کے درمیان سے نکلتی تھی اور یہ بھی احتمال ہے کہ ”کالنور“ میں کاف زائدہ برائے تخم ہو اس تقدیر پہ نور حسی ہوگا جو کہ دندان مبارک سے بطور معجزہ چمکتا تھا۔

چہرے کی چمک سبحان اللہ

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضور علیہ السلام سرور ہو کر میرے پاس تشریف لائے۔ تب سرق اساریر و جہہ۔ پیشانی اقدس کے خطوط چمک رہے تھے۔ (ج ۱ ص ۵۰۲)

دوسری جگہ حضرت کعب بن مالک سے ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ وہو یسرق و جہہ من السرور۔ تو چہرہ انور فرحت و سرور سے چمک رہا تھا۔ (مزید فرماتے ہیں) وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سراسنار و جہہ کانه قطعة من القمر۔ حضور علیہ السلام جب خوش ہوتے تو چہرہ انوریوں چمکتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۲) فتح الباری شرح بخاری اور دیگر شروح بخاری میں ان احادیث سے حضور علیہ السلام کا حسی نور ہی ثابت کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے حضور علیہ السلام کے حسی نور ہونے کو ہی آپ کے بے سایہ ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

اب تو ہیں مشرق و مغرب بھی تجس میں سخی کی
درکار ہے سب کو تیرے دامن کا سہارا
اس تپتے ہوئے ماحول میں گھبرا کے یہ دنیا
اب ڈھونڈ رہی ہے تیری دیوار کا سایہ
المواہب اللدنیہ علی شمائل الحمد یہ مطبوعہ مصر ص ۳۰ پر شیخ ابراہیم لکھتے ہیں۔

وانما کان صلی اللہ علیہ وسلم احسن لان ضوءہ یغلب علی ضوء القمر بل وعلی ضوء الشمس ففی رواية لابن المبارک وابن الجوزی لم یکن لی ظل ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضوءہ علی ضوء الشمس ولم یقم مع سراج الاغلب ضوءہ علی ضوء السراج۔ انتہی ترجمہ: اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت اس لئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی چاند کی روشنی بلکہ سورج کی روشنی پر بھی غالب رہتی تھی کیونکہ سیدنا ابن مبارک اور علامہ ابن جوزی محدث کی روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوتے تھے مگر حضور علیہ السلام کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی۔ اسی طرح چراغ کے سامنے بھی حضور علیہ السلام کبھی کھڑے نہیں ہوئے تھے مگر چراغ کی روشنی پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی غالب رہتی تھی۔

آنکھ میں جچتی نہیں ہے اب کوئی بھی روشنی
شب کی تاریکی میں ایسا مل گیا ان کا چراغ
ایک ہل میں کٹ گیا سات آسمانوں کا سفر
دیکھ لی میرے تصور نے اک ایسی روشنی
بن گئی ہے ساری دنیا روشنی ہی روشنی
وہ شب معراج اور اس کی نرالی روشنی

تو نے تو دونوں جہانوں کو منور کر دیا
میں نے مانگی تھی تیرے در سے ذرا سی روشنی
(شہزاد احمد)

درود یوار تیرے نور سے اب جگمگاتے ہیں

مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۷۱ پر امام قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے یثلاً لؤ فی الجدر (رواہ البزار) تو حضور علیہ السلام کا نور درود یوار کو چمکا دیتا تھا۔ امام قسطلانی حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یشرق نورہ علیہا اشراقا کاشراق الشمس علیہا۔ کہ حضور علیہ السلام کا نور دیواروں پہ ایسے چمکتا تھا جیسے سورج کی روشنی دیواروں پہ چمکتی اور چمکاتی نظر آتی ہے۔

مطالع المسرات میں علامہ ابن سبع سے منقول ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضئ البیت اظلم من نور۔ تاریک گھر بھی حضور علیہ السلام کے نور سے روشن

ہو جاتا تھا۔

خصائص کبریٰ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ میں کپڑا اسی رہی تھی کہ ہاتھ سے سوئی گر پڑی۔ چراغ گل ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا سوئی تلاش کرنے کے باوجود نہ ملی۔ ایسے میں حضور علیہ السلام تشریف لائے تو چہرہ انور سے ایسا نور نکلا کہ سوئی مل گئی۔ روزن گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: ما احتاج الی السراج من یوم اخذناہ۔

جس دن ہمارے گھر حضور علیہ السلام تشریف لائے ہمیں چراغ جلانے کی حاجت نہ رہی۔
دیے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ

حضرت سلمان فارسی کا مقدر جاگ اٹھا

کوئی دیکھے تو سہی ان کے غلاموں کا مقدر ان کی چاہت میں مرے ان کی چاہت میں جیئے
حضرت سلمان فارسی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اولاً صدقہ کی کھجوریں لے کر حاضر ہوئے جو آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیں۔ اِرْفَعَهَا فَإِنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ۔ اٹھا لو ان کو ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ دوبارہ حاضر ہوئے تو تحفہ کھجوریں پیش کیں جو آپ نے قبول فرمائیں۔ پھر حضرت سلمان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پہ مہر نبوت دیکھی تو ایمان لے آئے چونکہ یہودی کے غلام تھے اس لیے اس نے اس شرط پہ بیچا کہ کھجوروں کے درخت لگائیں گے اور ان کے پھلدار ہونے تک حفاظت کرنا ہوگی (تاکہ کئی سال ان کی نوکری کرتے رہیں) چنانچہ حضور علیہ السلام نے تمام درخت اپنے ہاتھوں سے لگائے جن پر ایک ہی سال میں پھل لگ گیا۔ ایک درخت حضرت عمر نے لگایا تھا جس پہ پھل نہ لگا چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو اکھیڑ کر دوبارہ لگایا تو وہ

بھی اسی سال پھلدار ہو گیا اور اس طرح حضرت سلمان کی یہودیوں کی غلامی سے جان چھوٹی اور غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو گئے۔ (ص ۳۰)

بہت ہی تیز سہی دشمنوں کی تلواریں
میرے تھی بس میں کہاں مدحت مصطفیٰ امجد
جہاں میں اسم محمد سی کوئی ڈھال نہیں
یہ صرف ان کا کرم ہے میرا کمال نہیں

✦ سرانور اور داڑھی مبارک میں چودہ سے بیس تک سفید بال تھے۔ (ص ۳)
✦ حضور علیہ السلام درد سر کی وجہ سے کبھی کبھار مہندی لگایا کرتے تھے۔ (ص ۴)
✦ مردوں کو بھی سیاہ سرمہ لگانے کا حکم دیا گیا۔ (ص ۴)

یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ مزینہ کے ایک گروہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کریں (میں نے دیکھا کہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک کھلی تھی یا راوی نے کہا قمیض کا بٹن کھلا ہوا تھا۔ (میں نے موقع کو غنیمت جانا اور) اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈال کر مہربوت کو چھولیا۔ (فَاذْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ فَسَسْتُ الْخَاتَمَ ص ۵)

یہ کیسے مقدر ہیں کہ سرکار کا جلوہ
جو پھول نہیں آپ کی خوشبو سے معطر
خوابش ہے مگر ابھی تک نہیں دیکھا
ایسے گل تر میں نے ابھی تک نہیں دیکھا
یہ خوف یہ ڈر میں نے ابھی تک نہیں دیکھا
دیکھوں گا وہ درجو میں نے ابھی تک نہیں دیکھا

حضور علیہ السلام کے قدم کی برکت سے جنت واجب ہو گئی

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دوزر ہیں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹان پر چڑھنے لگے (تو زخمی ہونے کی وجہ سے) نہ چڑھ سکے۔ چنانچہ آپ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھایا (اور ان پہ اپنا قدم انور رکھ کر) اوپر چڑھے۔ یہاں تک کہ چٹان پہ جلوہ گر ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: أَوْجَبَ طَلْحَةُ طَلْحِي نے (اپنے لیے جنت کو) واجب کر لیا ہے۔ (ص ۸)

ای حقا علی ذمتی اوشفاعتی له اولنفسه الجنة بهذا القعود تحتی کہا هو المتبادر۔ والاظہر ان یحصل علی ایجابہ لما عمل فی هذا اليوم حتی شلت یدہ فی دفع الاعداء عنہ صلی اللہ علیہ وسلم و جرح ببضع و ثمانین جراحة (حاشیہ) یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے دفاع میں ان کا ہاتھ شل ہو گیا اور اسی سے زیادہ زخم آئے ان کی وجہ سے جنت یا شفاعت واجب ہوئی۔ بہر حال جو بھی توجیہ کیجئے حضور علیہ السلام کی خدمت پر ہی یہ انعام

لا اور آپ کے صدقے سے ہی بلکہ آپ کی رضا کیلئے خدائی نظام میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

آپ کے واسطے چلی نبض حیات و کائنات
آپ کی ذات کیلئے خالق و خلق کا درود
کیسی عجیب شب تھی وہ اقصیٰ میں تھی عجب بہار

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ (ص ۸)
میں نے حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت کوئی شے نہیں دیکھی گویا چہرہ انور میں سورج چلتا (قص کرتا) ہوا معلوم ہوتا تھا۔

گردش میں کیوں ہے روز ازل سے یہ آسماں
ہر گل میں بوئے زلف نبی ہے بسی ہوئی
کس چیز کی کمی ہے اسے کائنات میں
جینا اسی کا مرنا اسی کا ہے باخدا

حدیث کے اگلے حصے میں حضور علیہ السلام کی چال مبارک کا تذکرہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوَى لَهُ إِنَّا
لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرٍ

میں نے کسی کو بھی آپ سے زیادہ تیز چلتے ہوئے نہ دیکھا یوں لگتا تھا کہ زمین آپ کیلئے سمیٹی جا رہی ہے۔ ہم (تیز چلنے کیلئے) اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے اور حضور علیہ السلام بلا تکلف (اتنا تیز) چلتے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”جب آپ چلتے تو یوں معلوم ہوتا گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (ایضاً)
دوسری روایت بھی حضرت علی سے ہے کہ جب حضور علیہ السلام چلنے کو کسی قدر آگے جھک کر چلتے گویا کہ آپ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (ایضاً)

تیرے انداز بتاتے ہیں کہ خالق کو تیری سب حسینوں سے پسند آئی ہے صورت تیری

✽ حضور علیہ السلام مسجد میں بغلوں میں ہاتھ دبائے اس قدر عاجزی سے بیٹھے ہوئے تھے کہ صحابیہ (قیلہ بنت مخرمہ)

ہیبت اور خوف سے کانپ اٹھیں۔ (ص ۸-۹)

میری آنکھوں میں وہ رہتے ہیں اجالوں کی طرح میں نے دیکھا ہے انہیں دیکھنے والوں کی طرح

✽ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک کھجور پیش کی گئی اور میں نے دیکھا کہ آپ بھوک

کی وجہ سے اکڑوں بیٹھ کر تناول فرما رہے تھے۔ (ص ۹) یہ کون ہیں ذرا غور کرو وہی ہیں جن کی شان اقدس یہ ہے کہ
آپ سرخیل رسل ختم رسل خیر رسل
یہ تو اعلیٰ ظرف وارفح حوصلے کی بات ہے
جز شفیع روز محشر حضرت حق کے حضور
✦ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت تناول کیا۔ (ص ۱۱ سطر ۱)

ایک بکری کی کتنی دستیاں ہو سکتی ہیں؟

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کیلئے ہانڈی پکائی چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بازو کا
گوشت پسند تھا چنانچہ میں نے حضور علیہ السلام کو ایک دستی نکال کر دی تو آپ نے فرمایا: ایک اور دو میں نے دوسری بھی دی۔
پھر فرمایا اور دو۔ میں نے عرض کیا: حضور! بکری کی کتنی دستیاں ہوتی ہیں؟ (یعنی دو ہی ہوتی ہیں جو میں نے آپ کو پیش کر دی
ہیں) اس پر آپ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ سَكَّتْ لَنَا وَلَتَنَى الذِّرَاعَ بَعْدَ ذِرَاعٍ مَا دَعَوْتُ

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں تجھ سے طلب کرتا رہتا تو دستیاں
نکال نکال کر دیتا رہتا۔ (ص ۱۱)

نور خدا کا حسن و جمال آپ ہی تو ہیں
غم کی شبوں میں صبح خیال آپ ہی تو ہیں
ہر ایک حد عصر و مکاں توڑ کر کبھی!
بھیجے خدا نے سینکڑوں کامل نبی مگر
جو ظلمتیں جہاں میں تھیں اپنے عروج پر
کیوں شہنشاہ کے سامنے پھیلاؤں ہاتھ کو
✦ پشت کے گوشت کی حضور علیہ السلام نے تعریف فرمائی ہے۔

إِنَّ أَطْيَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ۔ (ص ۱۱)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی

حضرت عبید اللہ بن علی اپنی دادی حضرت سلمیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت امام حسن، حضرت ابن عباس اور
حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے اور کہا: ہمارے لیے وہ کھانا تیار کریں جو حضور علیہ السلام کو پسند تھا اور اسے آپ
شوق سے تناول فرماتے تھے۔ حضرت سلمیٰ نے کہا: اے میرے بیٹو! آج تم وہ کھانا خوشی سے نہیں کھاؤ گے۔ عرض کیا کیوں نہیں

(ضرور کھائیں گے) آپ تیار کریں۔ چنانچہ حضرت سلمیٰ نے تھوڑے سے جو لے کر ان کو پیسا اور ہنڈیاں میں ڈال کر پھر ان میں کچھ زیتون کا تیل ملایا اور کچھ سیاہ مرچ مصالحہ کوٹ کر اس میں ڈالے اور پھر ان کے سامنے رکھ کر فرمایا: هَذَا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحْمِنُ أَكْلَهُ۔ یہ ہے وہ کھانا جو حضور علیہ السلام پسند فرماتے اور اس کو خوشی سے تناول فرماتے تھے۔ (ص ۱۱)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی ان چھنا آٹا روٹی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پہ کھجور رکھ کر فرمایا: هَذِهِ آدَامُ هَذِهِ فَأَكَلْ۔ یہ (کھجور) اس (روٹی) کا سالن ہے۔ (ص: ۱۲)

طاعت گزار ہے جو رسالت ماب کا کیا کام اس سے فکر و غم و اضطراب کا
سرکار کے درود سے کایا پلٹ گئی ورنہ برا تھا حال جہان خراب کا
اللہ نے کیا انہیں نبیوں سے انتخاب رتبہ بیاں ہو کیا شہ عالی جناب کا
بھجوائی تھیں مدینہ میں کچھ عرضداشتیں لاہور میں ہوں منتظران کے جواب کا
قدموں میں جا کے نذر کرں آنسوؤں کے ہر ارمان ہے یہی مری چشم پر آب کا

محشر میں بھی حضور کی درکار ہے نگاہ

ورنہ ہے کس میں حوصلہ عابد حساب

(خواجہ عابد نظامی)

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں مجھے (میرے چچا) معاذ بن عفراء نے تازہ کھجوروں کا ایک تھال دے کر بھیجا جس کے اوپر روئیں دار خر بوزے رکھے ہوئے تھے کیونکہ حضور علیہ السلام کو خر بوزہ پسند تھا۔ جب میں یہ تھال لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے بحرین سے آیا ہوا مال بہت سارے زیورات کی صورت میں پڑا ہوا تھا۔ فَمَلَأَ يَدَهُ فَأَعْطَانِيهِ۔ پس جتنا زیور (وفی رواہ قالت ذہبا) سونا آپ کے ہاتھ میں آیا آپ نے مجھے عطا فرمادیا۔ (ص ۱۳)

اے روح کائنات محبت خن ثار تیرے لئے ازل سے ابد تک کا اقتدار
تیرے نقوش پاکی شعاعیں افق افق ارض و سما کو تھا ترے آنے کا انتظار
سانسوں میں تیرے نام کی خوشبو کا ذائقہ ہونٹوں پہ ثبت ہے تری نسبت کا افتخار
تو کشت آرزو میں مہکتا ہوا گلاب انسانیت کے نخل تمنا کا بھی نکھار

قدموں سے پھر لپٹ کے مناتا میں رتجگے ہوتا میں تیری راہ گزر کا اگر غبار
 کشلول جاں میں حرف ندامت ہے یا نبی مشکور ہو نوائے رگ جاں کا انکسار
 تو رحمت دوام ہے اے سید البشر تو قلب کا سکون ہے تو روح کا قرار
 اے نور اولیس مرے گھر میں کوئی چراغ تیرہ شعی کے زخم بدن پر ہیں بے شمار
 دست کرم کا سایہ رہے ہر نفس حضور گلشن میں مختصر نہ ہو اب عرصہ بہار
 میرے دکھوں کا کوئی مداوا ہو آج بھی روز ابد حریم شفاعت کے تاجدار

حکمت کے نور سے بھرے خالی مراسیو
 ہو آشنا حروف تدبر سے گفتگو

(ریاض حسین چودھری)

✦ زمزم شریف کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پینا۔ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ پانی کو دو اور تین سانسوں میں پینا
 (بیان جواز کے لئے) (کبھی) حضور علیہ السلام کھڑے ہو کر بھی پانی پی لیتے۔ باب ماجاء فی صفة شرب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ شامل ترمذی، ص ۱۳-۱۴

سادی سادی طبیعت یہ لاکھوں سلام

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ (جو کہ حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے اچھی طرح واقف
 اور آپ کے اعلیٰ اوصاف تھے) سے حضور علیہ السلام کی گفتگو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس طرح بیان فرمایا۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت غمگین اور متفکر رہتے اور آپ کو (کسی بھی وقت) چین نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی خاموشی دراز
 تھی اور بغیر ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے کلام کی ابتدا اور انتہا منہ بھر کر (واضح) ہوتی تھی اور جامع کلام فرماتے تھے۔
 آپ کا کلام مفصل ہوتا (لیکن) نہ ضرورت سے زیادہ اور نہ کم۔ آپ نہ تو سخت طبیعت تھے اور نہ دوسروں کو ذلیل کرنے والے۔
 اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر فرماتے۔ اگرچہ تھوڑی ہی ہو۔ آپ کسی نعمت کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ کھانے پینے کی چیزوں کی نہ تو برائی
 کرتے اور نہ تعریف آپ کو دنیا اور اس کا مال و متاع غضبناک نہیں کرتا تھا۔ جب (کہیں) حق بات سے تجاوز کیا جاتا تو کوئی چیز
 آپ کے غصے کو ٹھنڈا نہ کر سکتی۔ جب تک آپ اس کا انتقام نہ لے لیتے۔ آپ اپنی ذات کے لئے نہ ناراض ہوتے اور نہ انتقام
 لیتے۔ آپ پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور جب خوش ہوتے تو ہاتھ الٹ لیتے۔ جب گفتگو فرماتے تو دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ
 کے انگوٹھے کے پیٹ پر مارتے۔ جب آپ کو غصہ آتا تو منہ پھیر لیتے اور کنارہ کش ہو جاتے جب آپ خوش ہوتے آنکھ مبارک
 بند فرما لیتے۔ آپ کی ہنسی عام طور پر مسکراہٹ ہوتی اور اولوں کی طرح سفید اور چمکدار دانت مبارک ظاہر ہوتے۔ (ص ۱۴-۱۵)
 یہی حدیث قدرے تفصیل کے ساتھ چند صفحات کے بعد سیرت النبی کے نورانی جلوے کے عنوان سے آرہی ہے۔

روح و دل و نظر کی صفائی ہو کس طرح
اللہ تک کسی کی رسائی ہو کس طرح
بندے سے ان کی مدح سرائی ہو کس طرح
بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی ہو کس طرح
دل کی تہوں سے ختم برائی ہو کس طرح
غیروں کے در پہ ناصیہ سائی ہو کس طرح

عکس جمال سرور کونین کے بغیر
محبوب کبریا کا در پاک چھوڑ کر
قرآن میں جن کی شان بیاں خود خدا کرے
جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی
جب تک پرت پرت میں نہ عشق رسول ہو
محمود میں ہوں بندہ محبوب کبریا

کیا حضور علیہ السلام اشعار پڑھتے تھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کیا حضور علیہ السلام شعر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشُعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَيَتَمَثَّلُ لِقَوْلِهِ وَيَقُولُ - آپ ابن رواحہ کے اشعار پڑھا کرتے اور کبھی یہ شعر بھی پڑھتے۔

وَيَا تَيْلَكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ

تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تو نے اجرت نہیں دی۔ (ص ۱۶)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام عمرہ کی قضاء کیلئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے آگے آگے حضرت ابن رواحہ یہ (اشعار) پڑھتے جا رہے تھے۔

حَلُّوْا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ

ضَرْبًا يَزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

اے کفار کی اولاد! ہمارے آقا علیہ السلام کی راہ سے ہٹ جاؤ۔ آج ہم قرآن مجید کے حکم کے مطابق تمہیں ایسی مار ماریں گے جو تمہارے سروں کو ان کے مقام سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔

حضرت عمر نے فرمایا: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ وَفِي حَرَمِ اللَّهِ تَقُولُ شِعْرًا - اے ابن رواحہ کیا حضور علیہ السلام کے سامنے اور حرم شریف کے اندر تو شعر پڑھ رہا ہے؟ اس پہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر سے فرمایا:

خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ فَلَهُيَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مَن نَّضَحِ النَّبَلِ

اے عمر! اسے اشعار کہنے دو اس کے اشعار کافروں کو تیروں سے بھی زیادہ سخت لگتے ہیں۔ (ص ۱۶)

حضور علیہ السلام کا شعری ذوق ہم تفصیل سے ”بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو“ میں بیان کر آئے ہیں۔

شامل ترمذی کے حوالوں میں زیادہ اشعار دیکھ کر کوئی محسوس کرے تو اس کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اچھے اشعار حضور علیہ السلام نہ صرف پسند فرماتے تھے بلکہ پڑھتے بھی تھے۔ آقا علیہ السلام کے عمل مبارک نے ہمارے لیے یہ راستہ بھی آسان فرما دیا ہے۔

میری صفائی میں آ کر بیان دے آقا

میں بے زبان ہوں مجھ کو زبان دے آقا

مسافتوں کی یہ فٹ پاتھ مار ڈالے گی
مرا حریف بھی قائل ہو میری نیت کا
بھٹک رہا ہوں شب تیرگی کے جنگل میں
کوئی تو ہو کہ جو مجھ کو بھی ٹوٹ کر چاہے

غریب شہر ہوں مجھ کو امان دے آقا
میری خلوص کو اتنی اٹھان دے آقا
سحر نواز رتوں کا نشان دے آقا
کوئی تو ہو کہ جو مجھ پر بھی جان دے آقا

(سلیم شہزاد)

✦ گیارہ عورتوں کی کہانی حضرت عائشہ کی زبانی۔ (ص ۱۷)

✦ اللہ تعالیٰ کا ہر نبی خوبصورت اور خوش آواز ہوتا ہے۔ (ص ۲۱)

✦ اپنی مرحومہ صاحبزادی کو اس صحابی کے ذریعے قبر میں اتارا جس نے گزشتہ رات حقوق زوجیت ادا نہیں کیے تھے۔

(ص ۲۲)

✦ حضور علیہ السلام جو کی روٹی اور کئی دن کی باسی چکنائی کی دعوت بھی قبول فرما لیتے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی جلوے

حضرت امام حسن اپنے ماموں ہند بن ہالہ سے حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ امام حسن فرماتے ہیں: حضرت ہند نے فرمایا حضور علیہ السلام نہایت ذی شان، معزز تھے۔ يَتَلَاءُ لَوْ وَجْهَهُ تَلَاءُ لَوْ لَقَمَرٍ لَيْلًا الْبَدْرِ۔ آپ کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا پھر انہوں نے پوری حدیث بیان فرمائی۔ امام حسن فرماتے ہیں عرصہ دراز تک امام حسین سے یہ حدیث میں نے مخفی رکھی پھر جب ایک دفعہ بیان کی تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی یہ حدیث (اپنے ماموں ہند سے) سن چکے ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے والد ماجد (حضرت علی المرتضیٰ) سے حضور علیہ السلام کے گھر تشریف لانے، باہر جانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طور طریقوں کے بارے میں پوچھ لیا ہے اور کوئی بات بھی بلا تحقیق نہیں چھوڑی۔

حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات

چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لاتے تو اپنے گھریلو اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کیلئے۔ ایک حصہ گھر والوں کے (حقوق کی ادائیگی کیلئے) اور ایک حصہ اپنی ذات کیلئے پھر اپنا حصہ اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے اور (اپنی تعلیمات و فیوضات) خاص صحابہ کرام کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچاتے اور ان سے کوئی چیز روک کر نہ رکھتے۔ امت کے حصے (وقت) میں آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ علم و عمل والوں کو (گھر میں آئے) کی اجازت عطا فرماتے اور ان کی دینی فضیلت کے اعتبار سے ان پر وقت تقسیم فرماتے۔ ان میں سے کسی کی ایک ضرورت

ہوتی، کوئی دو ضرورتوں والا ہوتا اور کسی کی بہت سی حاجتیں ہوتیں۔ آپ ان (کی ضروریات) میں مشغول ہوتے اور ان کو ان کی اپنی اور باقی امت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول رکھتے۔ ان سے ان کے مسائل کے بارے میں پوچھتے اور ان کے مناسب حال ہدایات فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، حاضر کو غائب تک (سنے ہوئے مسائل) پہنچانے چاہیں اور میرے پاس ایسے آدمی کی ضرورت بھی پہنچایا کرو جو خود نہیں پہنچا سکتا کیونکہ جو شخص ایسے آدمی کی حاجات کسی صاحب اختیار کے پاس پہنچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثابت قدم رکھے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی ہی ضروریات کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آپ اس کے خلاف (یعنی فضول بات) قبول نہیں فرماتے تھے۔ لوگ آپ کے پاس (علم و فضل) کی چاہت لے کر آتے اور جب واپس جاتے تو (علم و فضل کے علاوہ) کھانا وغیرہ بھی کھا کر جاتے اور بھلائی کے رہنما بن کر جاتے۔

حضور علیہ السلام کی بیرونی مصروفیات

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے (اپنے والد ماجد سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لے جانے (کی کیفیت) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک کو صرف بامقصد کلام کیلئے استعمال فرماتے۔ صحابہ کرام کو باہم محبت سکھاتے اور ان کو جدانہ ہونے دیتے۔ آپ ہر قوم کے معزز آدمی کی عزت کرتے اور اسے ان پر حاکم مقرر کرتے۔ لوگوں کو (عذاب الہی سے) ڈراتے اور ان سے اپنی حفاظت فرماتے لیکن اس کے باوجود ہر ایک سے خندہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ اپنے صحابہ کرام کے حالات دریافت کرتے اور لوگوں کے حالات بھی معلوم فرماتے رہتے۔ آپ اچھے کو اچھا سمجھتے اور اس کی تائید فرماتے برے کو برا سمجھتے اور اسے ذلیل و کمزور کرتے۔ آپ ہمیشہ میانہ روی اختیار فرماتے اور (صحابہ کرام سے) بے خبر نہ رہتے کہ کہیں وہ غافل یا ست نہ ہو جائیں۔ آپ کے پاس ہر حالت کیلئے مکمل سامان ہوتا۔ آپ نہ تو حق سے قاصر رہتے اور نہ آگے بڑھتے (یعنی حق پر رہتے) لوگوں میں سے بہترین افراد آپ کے ہم نشین ہوتے۔ جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا وہ آپ کے نزدیک افضل ہوتا اور جو شخص لوگوں پر زیادہ احسان کرتا اور ان سے اچھا برتاؤ کرتا آپ کے نزدیک وہ بڑے مرتبے والا ہوتا۔

حضور علیہ السلام کی مجلس کا حال

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے ان سے (اپنے والد ماجد سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے جب آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی تشریف رکھتے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے۔ ہر بیٹھنے والے کو اس کا حق دیتے (یعنی سب سے برابر پیش آتے) کوئی بیٹھنے والا یہ نہ سمجھتا کہ اس سے کوئی زیادہ باعزت ہے۔ جب کوئی شخص آپ کے پاس بیٹھتا یا آپ سے گفتگو کرتا تو جب تک وہ خود نہ چلا جاتا آپ اس کے پاس بیٹھنے رہتے اور جو آپ کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرتا آپ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیدیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش مزاجی اور حسن اخلاق عام تھا۔ چنانچہ آپ

لوگوں کیلئے باپ کی طرح تھے اور تمام لوگوں کے حقوق آپ کے نزدیک برابر تھے۔ آپ کی مبارک مجلس بردباری، حیا، صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی نہ تو وہاں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ ہی (معزز لوگوں کی) عزتوں پر عیب لگایا جاتا۔ اس مجلس مبارک کی غلطیاں (اگر کسی سے صادر ہو جاتیں) پھیلانی نہیں جاتی تھیں۔ اہل مجلس آپس میں برابر ہوتے تھے۔ (ایک دوسرے پر فخر نہیں کرتے تھے) صرف تقویٰ کی وجہ سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے تھے۔ اہل مجلس عاجزی کرتے، بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر رحم کرتے۔ حاجتمندوں کو ترجیح دیتے اور مسافر (کے حقوق) کا خیال رکھتے۔ (ص ۲۲)

تیرے تو وصف عیب تنہا ہی سے ہیں بڑی حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تھے
صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی زیارت سے اپنی بھوک کا علاج کر لیتے

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جب بھوک ستاتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔ چنانچہ شائل ترمذی کی ایک حدیث میں ہے جو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ایک دن ایسے وقت میں گھر سے باہر تشریف لائے کہ جس وقت نہ تو آپ گھر سے باہر تشریف لاتے اور نہ ہی آپ سے اس وقت کوئی ملاقات کرتا تھا۔ اسی اثناء میں ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی حاضر ہوئے اور حضور علیہ السلام نے ان کے آنے کا سبب پوچھا تو حضرت صدیق عرض کیا: خرجت القی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانظر فی وجہہ والتسلیم علیہ۔ میں تو ملاقات کیلئے حاضر ہوا ہوں اور اس لئے کہ آپ کی زیارت کروں اور سلام عرض کروں جبکہ حضرت عمر نے صاف صاف عرض کر دیا۔ الجوع یارسول اللہ۔ حضور مجھے بھوک نے ستایا ہے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ چنانچہ تینوں حضرات حضرت ابو الہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف لے گئے اور انہوں نے میزبانی کا شرف حاصل کیا۔ (ص ۲۵) اس حدیث پر حاشیہ میں لکھا ہے۔
لعل عمر جاء لیتسلى بالنظر فی وجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کان اهل مصر فی زمن یوسف علیہ السلام

ہو سکتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کی زیارت کر کے اپنے دل کو سکون یعنی بھوک کا علاج کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہوں جس طرح کہ مصر میں قحط کے دوران لوگ یوسف علیہ السلام کی زیارت کر کے اپنی بھوک کا علاج کرتے تھے۔ کسی نے خوب کہا:

تین مہینے رچی خلقت ویکھ یوسف کنعانی جہاں نبی محمد ڈٹھارج گئے دوئیں جہانی
میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا

حضرت عتبہ بن عروان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور میں ہمارے (جو سب سے پہلے سات مسلمان ہوئے) پاس کھانے کو صرف درختوں کے پتے ہوتے تھے جو کھا کھا کر ہمارے منہ اندر سے زخمی ہو گئے اور مجھے ایک (گری پڑی) چادر ملی جسے میں نے اپنے اور حضرت سعد کے درمیان تقسیم کر دیا۔ فَمَا مِنَّا مِنْ أُولَئِكَ السَّبْعَةِ أَحَدًا إِلَّا وَهُوَ أَمِيرٌ مُّصْرٍ

الْمُصَارِ۔ اب ہم ساتوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے۔ (ص ۲۵-۲۶)

بوریا ممنون خواب راحتش تاج کسری زیر پائے امتش

✦ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر نے اپنا منہ حضور علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا اور اپنا ہاتھ آپ کی دونوں کلائیوں کے درمیان رکھ کر عرض کیا۔ **وَإِنِّي أَنَا وَاصِفِيَا وَآخِلِيْلَا**۔ ہائے نبی ہائے برگزیدہ ہائے پیارے۔ (ص ۲۷، ۲۸)

✦ مرض الموت اور وصال پاک کا واقعہ (ص ۲۷)

بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت میں سے جس کے دو فرط (نابالغ بچے جو مر جائیں اور والدین صبر کریں) ہوں تو اسے (والد و والدہ) کو ان کے سبب اللہ تعالیٰ جنت عطا فرما دے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جس کا ایک ہی نابالغ بچہ فوت ہو گیا ہو (اس کا کیا حکم ہے) فرمایا: ہاں اے نیکی کی توفیق دی گئی (عائشہ وہ بھی اس کے سبب جنت میں جائے گا) عرض کیا: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرْطٌ مِّنْ أُمَّتِكَ۔ جس کا کوئی بھی نہ ہو اس کا کیا بنے گا؟ فرمایا: فَإِنَّا فَرْطٌ لِّأُمَّتِي۔ جس کا کوئی نہ ہو گا اس کیلئے میں جو ہوں۔ لَنْ يُصَابُوا بِمِثْلِي۔ اولاد کی جدائی سے والدین کو اتنی تکلیف کب پہنچتی ہے جتنی میری رحلت سے میری امت کو پہنچی یا والدین دوزخ میں جائیں تو اولاد کو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی امتی کے دوزخ میں جانے سے مجھے ہو گا۔ لہذا میں اس کی بخشش کا سامان کروں گا۔ (ص ۲۷)

خداوند عالم نے سب انبیاء سے کیا رتبہ اعلیٰ تمہارا محمد
تم آزرده خاطر کس امر میں ہو، نہیں یہ خدا کو گوارا محمد
چھنا قید رنج و الم سے وہ فوراً لیا نام جس نے تمہارا محمد
بلا لو مجھے اپنے در پہ خدارا، کہاں تک پھروں مارا مارا محمد
کرے فکر محشر بلا میری فائق، مددگار ہے میرا پیارا محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

✦ حضور علیہ السلام نے (بوقت وصال) 'صرف ہتھیار، خنجر اور کچھ زمیں چھوڑی۔ حَـعَـلَـہَا صَدَقَـةٌ۔ جسے آپ نے صدقہ کر دیا۔ (ص ۲۷ باب ماجاء فی میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

✦ حضرت عمر نے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا: لَا نُورِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً، ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے۔ (جو ہمارے لیے حلال نہیں ہے) دونوں حضرات نے تصدیق کرتے ہوئے کہا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ۔ ہاں بالکل حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ (ص ۲۸)

حبیب خدا کا نظارہ کروں میں

✽ حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک سینے کو پر کرنے والی تھی۔ ایک شخص نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی اور جو حلیہ بیان کیا اس میں ایک جملہ یہ بھی تھا۔ حضرت ابن عباس نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: لَوِ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقَظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هَذَا۔ اگر تو بیداری میں حضور علیہ السلام کو دیکھتا تو ان صفات سے زیادہ نہ بیان کر سکتا یعنی تو نے حضور علیہ السلام ہی کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے اس فرمان کی تائید ہوگئی کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اپنا سکتا اور آپ کا فرمان: مَنْ رَأَى يَعْنَى فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ مزید فرمایا: فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بَنِي۔ شیطان میری مثل بن ہی نہیں سکتا یا شیطان کو میری مثل بننے کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں حضور ﷺ کی مثل بنوں۔ کتنی جسارت ہے ان لوگوں کی جو روزانہ اپنی تقریروں میں بباغ دہل علی رؤس الاشهاد حضور علیہ السلام کی مثل ہونے کا برملا اعلان کرتے پھر رہے ہیں۔ ان کے منہ سے اس طرح کی باتیں سن کر شیطان کتنا خوش ہوتا ہوگا اور ان پہ رشک کرتا ہوگا کہ شاباش جو کچھ بننے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تم کتنی دلیری سے وہ کچھ بننے کی باتیں کر رہے ہو۔ احمقو! جس کا نبیوں میں کوئی مثل نہیں ہے بھلا تم ان کی مثل ہونے کی بات کرتے ہو تم سے بڑا شیطان کون ہو سکتا ہے۔ (ص ۲۸)

محمد حبیب خدا بن کے آئے وہ نبیوں میں سب سے سوا بن کے آئے
چمک جس کی پڑتی ہے ہر آئینہ پر جوہ دنیا میں شمس الضحیٰ بن کے آئے
بھلا ان کی توصیف کیا کوئی لکھے وہ سرتاپا معجزہ بن کے آئے
ہوئی ظلمت کفر کا نور دم میں جہاں میں جو نور خدا بن کے آئے
بندھایا شفاعت کا سہرا خدا نے جو دولہا حبیب خدا بن کے آئے
کہیں ڈوب سکتی ہے کشتی امت رسول خدا بنا خدا بن کے آئے
ہلائی وہ دران کا دارالشفاء ہے کہ ہر درد دل کی دوا بن کے آئے

دین کو دینداروں سے حاصل کرو

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: هَذَا الْحَدِيثُ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ۔ یہ احادیث مبارکہ دین ہیں۔ پس تم دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔ (ص ۲۸) یعنی حدیث کا علم حاصل کرنے کیلئے صرف یہ نہ دیکھا جائے کہ فلاں شیخ الحدیث ہے۔ لہذا اس سے حدیث پڑھو۔ شیخ الحدیث ہو لیکن حدیث والے کی محبت بھی دل میں رکھتا ہو اور دین دار و دیانت دار و صحیح العقیدہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بے کار ہو جائے۔

صرف علم کا ہونا ہی کافی نہیں ہے کئی ایسے بھی علم والے ہوتے ہیں کہ خود ان کا علم ان کی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: **واضله الله على علم**۔ اللہ نے اس کے علم کی وجہ سے اس کو گمراہ کر دیا۔ کیا مرزا قادیانی عالم نہیں تھا اور کیا بڑے بڑے حکیم الامت اور کاسم العلوم والخیرات کے القابات سے ملقب ہونے والے عالم نہیں تھے؟ ہاں ایک اعتبار سے نہیں تھے کیونکہ علم کے راہ حق نہ نماید جہالت است۔ ایسوں کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو گئے تو جی جھوٹا کبہ بن گیا۔ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تھو کو بھی لے ڈوبیں گے۔ علم سکھو تو ایسوں سے سکھو جو عالم بھی ہوں اور ساتھ ساتھ ان کا یہ بھی دھیندہ ہو کہ

نہ کیونکر نام لوں آقا تمہارا یا رسول اللہ خدا نے جبکہ خود تم کو پکارا یا رسول اللہ
خدا پوچھے گا جب اسمان تم اپنے امتی اور باری طرف بھی کرتا اشار یا رسول اللہ
تمہارے نام کا تکیہ دونوں جہاں میں ہے تمہاری ذات اقدس کا سہارا یا رسول اللہ
اندھیری گود میں روشن تمہارے نور انور کا ہمارے سامنے چمکے ستارا یا رسول اللہ
نہیں پہنچا ہوں منزل تک پھر ایوں راہ گم گشتہ میں آیا دور سے منزل کا راہ را یا رسول اللہ
قد رہتا رخ روشن ہر تن نور محیونی خدا نے ہاتھ سے اپنے سنوارا یا رسول اللہ

ترمذی شریف اور فقہی مذاہب

چونکہ امام ترمذی نے اپنی کتاب میں تقریباً احکام کی ہر حدیث کے تحت مختلف فقہی مسالک بڑے اہتمام سے بیان فرمائے ہیں۔ لہذا مناسب ہوگا کہ ائمہ احناف نے کتاب و سنت اور اجماع امت کے فقہی احکام شرعی قوانین اور مجموعہ قضایا و فتاویٰ کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی روشنی میں جو فقہی اصول منضبط فرمائے ہیں جنہیں وہ ضوابط کلیہ کے طور پر احکام کی تخریج میں استعمال فرماتے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر کر دیا جائے چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ”الاشباہ والنظائر اور دیگر کتب سے کچھ قواعد کو بیان کیا جا رہا ہے (یاد رہے کہ الاشباہ والنظائر نام کی چار کتابیں ہیں)

۱- زین العابدین ابراہیم بن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) کی یہ حنفی ہیں۔

۲- صدر الدین محمد بن عمر بن وکیل ابی عبداللہ (متوفی ۷۱۶ھ) کی۔

۳- تاج الدین عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) کی۔

۴- الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع الشافعیۃ یہ امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی ہے اور یہ تینوں شوافع کی ہیں۔ تاکہ صاحبان علم و دانش اور اصحاب فکر و نظر اور قارئین کرام ائمہ احناف کی قانونی بصیرتوں، فکر و نظر کی وسعتوں اور تمدن و معاشرت اور انسانیت کے طبعی حالات و ضروریات پر ان کے گہرے اور وسیع مطالعہ کا اندازہ لگا سکیں لیکن اس سے پہلے فقہ کی تعریف، بنیاد، ضرورت، تاریخ، فقہی ادوار و فقہاء کرام، فقہ اسلامی کے ماخذ، قرآن و سنت اور قیاس و اجماع امت کے بارے میں ایک نہایت ہی مفید و معلوماتی مضمون سپرد قلم کر رہے ہیں جو کہ محقق دوران علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے ترتیب دیا ہے۔

ایک بنیادی اور ضروری بحث

یاد رہے کہ قاعدہ اور ضابطہ دونوں عربی زبان کے الفاظ ہیں اور اس لحاظ سے تو مترادف ہیں کہ ہر دو کے تحت فقہی احکام درج ہوتے ہیں لیکن فقہاء کرام نے ان میں ایک باریک سافرق یہ بیان فرمایا ہے کہ قاعدہ وہ ہے جس کے تحت مختلف ابواب کی فروعات درج ہوتی ہیں جبکہ ضابطہ کے تحت صرف ایک باب کی فروعات درج ہوتی ہیں۔ گویا قاعدہ عام ہوا اور ضابطہ خاص اور ان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے۔ مثلاً قاعدہ ہے کہ ”یقین شک سے زائل نہیں ہوتا“ تو اس کا اطلاق فقہ کے متعدد ابواب (طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزہ، حج اور نکاح و طلاق وغیرہ) پر ہوگا اور ضابطہ کی مثال یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک

وہ چیز جس کا نماز کے سجدہ میں اعتبار کیا جاتا ہے اس کا سجدہ تلاوت میں بھی اعتبار کیا جائے گا تو یہ صرف ایک ہی باب (صلوٰۃ) کے ساتھ خاص ہوگا۔

قاعدہ اور نظریہ میں فرق

اسی طرح نظریہ اور قاعدہ میں بھی فرق ہے کہ نظریہ فقیہ بذات خود کسی حکم فقہی کو شامل نہیں ہوتا جیسے نظریہ ملک، نسخ یا بطلان وغیرہ جبکہ قاعدہ فقیہ بذات خود حکم فقہی پر دلالت کرتا ہے۔ بعد ازاں یہ حکم اپنے تحت آنے والی تمام فروعات کو شامل ہو جاتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ قاعدہ فقیہ ارکان و شرائط پہ مشتمل نہیں ہوتا جبکہ نظریہ فقیہ کیلئے ان کا وجود ضروری ہے۔ پھر قواعد فقیہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) متفقہ جن پر مذاہب اربعہ یا ایک مذہب کے تمام محققین کا اتفاق ہو بجز بعض قواعد کے تحت چند استثنائی صورتوں کے اور ان میں صیغہ استفہام مذکور نہ ہو۔ (۲) مختلفہ جن میں صیغہ استفہام یا ایسا قرینہ مذکور ہو جو ائمہ اربعہ یا ایک مذہب کے محققین کے مابین ان کے مختلف فیہا ہونے کی دلیل ہو اور پھر ان کے تحت بیان ہو نیوالے مسائل فرعیہ میں اختلاف ظاہر ہو پہلی قسم کے قواعد کو امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے القواعد الکلیہ میں ابو سعید الخادمی نے جامع الحقائق میں اور ابن الہادی نے مغنی ذوالاضہام میں بیان کیا ہے جبکہ قواعد مختلفہ کو ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں اور ابن الحاجب نے المختصر الفقہی میں درج فرمایا ہے۔ قواعد فقیہہ کو معلوم کرنے کے فوائد میں سے یہ ہے کہ انسان میں فقہی ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ مقاصد شریعت اور اس کے اسرار و رموز کا ادراک ہوتا ہے اور فقہی مسائل کی وہ فروعات و جزئیات جو مختلف کتب اور متعدد ابواب میں بکھری ہوتی ہیں جن کو علیحدہ علیحدہ یاد کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ان قواعد کے ذریعے آسانی کے ساتھ ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔ قواعد فقیہہ کا ماخذ کبھی قرآن ہوتا ہے جیسے ان مع العریسرا۔ یرید اللہ بکم الیسر اور اس طرح کی دیگر آیات سے مشہور قاعدہ المشقة تجلب التیسر (مشقت آسانی لاتی ہے) حاصل کیا گیا ہے۔ کبھی اس کا ماخذ حدیث ہوتی ہے جیسا کہ الامور بمقاصدھا کا ماخذ حضور علیہ السلام کا مشہور فرمان ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اور کبھی ان قواعد کا ماخذ ایسے فقہی مسائل کا مجموعہ ہوتا ہے جو کسی قرینہ کی بنا پر جمع ہوں۔

فقہی مسئلہ کا علم نحو سے جواب

ایک دفعہ نحو کے مشہور امام امام کسائی نے امام محمد بن حسن شیبانی سے کہا مجھ سے کسی فقہ کے مسئلہ کا سوال کیا جائے تو میں اس کا جواب نحو کے قواعد سے دے سکتا ہوں۔ چنانچہ امام محمد نے کہا ایک شخص نماز میں سجدہ سہو کے اندر بھول گیا تو کیا وہ دوبارہ سجدہ سہو کرے گا تو انہوں نے کہا نہیں اور دلیل نحو کے قانون سے دی۔ لَآَنَّ الْمُصَغَّرَ لَا يُصَغَّرُ۔ کیونکہ مصغر کو دوبارہ مصغر نہیں بنایا جاسکتا۔ اس تمہید کے بعد قاعدہ کی تعریف ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی لغوی تعریف یہ ہے کہ قاعدہ اساس و بنیاد کو کہتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے: قواعد البیت۔ گھر کی بنیادیں قرآن پاک میں ہے: واذیرفع ابراہیم القواعد من البیت۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے: الامر الکلی الذی ینطبق علیہ جزئیات ینفہم احکامھا منها۔ الاشباہ والنظائر للسبکی۔

قاعدہ وہ امر کلی ہے جس پر جزئیات منطبق ہوتی ہوں اور ان جزئیات کے احکام اس سے سمجھے جاتے ہیں۔ مختصر قواعد العلانی میں ان کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ حکم کلی ینطبق علی جمیع جزئیاتہ لتعرف احکامہا منہ۔ ایسا حکم کلی جو اپنی تمام جزئیات پہ منطبق ہوتا ہوتا کہ ان کے احکام اس سے پہچانے جائیں۔ یہ تو مطلقاً قاعدہ کی تعریف ہے جبکہ قاعدہ فقیہہ کی تعریف یہ ہے:

حکم اخلی یتعرف منہ حکم الجزئیات الفقہیۃ مباشرة۔ (القواعد ابو عبد اللہ محمد بن احمد المقرئ ص ۱۰۷)

قاعدہ فقیہہ وہ اعلیٰ حکم ہے جس سے جزئیات فقیہہ کے احکام بلا واسطہ پہچانے جاتے ہیں۔ (اب ہم ایک سو پچیس قواعد فقیہہ کو بیان کرتے ہیں)

فقہ حنفی کے ایک سو پچیس اساسی قواعد

ثواب کا دار و مدار نیت پر ہے

بخاری شریف کی مشہور حدیث انما الاعمال بالنیات سے فقہاء کرام نے یہ قاعدہ اخذ فرمایا ہے: لَا ثَوَابَ إِلَّا بِالنِّيَّةِ۔ عبادت کو عادت سے نیت کے ذریعے ہی ممتاز کیا جاتا ہے۔ لہذا عبادات کے صحیح ہونے کیلئے اور ان کا ثواب حاصل کرنے کیلئے نیت کو بنیادی شرط قرار دیا گیا۔ مثلاً نماز کے صحیح ہونے اور اس کا ثواب پانے کیلئے ضروری ہے کہ جہاں اس کے فرض واجب سنت یا نفل ہونے کی نیت کی جائے وہاں باجماعت پڑھ رہے ہیں تو امامت و اقتدار کی نیت بھی ضروری ہے اور یاد رکھیں کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے جیسا کہ مرقات میں ہے توجہ القلب نحو الفعل ابتغاء لوجه الله۔ (ج ۱ ص ۴۰) اس قاموس میں ہے: نوى الشيء۔ اس نے کسی شے کا ارادہ کیا۔ بیضاوی میں نیت کی تعریف یہ کی گئی ہے: الارادة المتوجهة نحو الفعل ابتغاء لوجه الله تعالى وامثالاً لحكمه۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے کیلئے اور اس کے حکم پہ عمل کرنے کیلئے کسی کام کی طرف متوجہ ہونے کا ارادہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔ تلوخ کی عبارت کا بھی تقریباً یہی مفہوم ہے۔ قصد الطاعة والتقرب الى الله تعالى في ايجاد الفعل۔ قاموس کی تعریف لغوی ہے اور مرقات بیضاوی اور تلوخ کی تعریف شرعی ہے۔

یہ قانون بہت سے فقہی مسائل کی بنیاد ہے مثلاً جو شخص زکوٰۃ دینے سے انکار کر دے اور اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے (جو کہ نہیں کرنی چاہئے) تاہم چونکہ اس کی رضا کے بغیر وصول کی گئی ہے لہذا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (محیط) کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت نیت کا ہونا شرط ہے (حاشیہ کنز) یہی حال تمام عبارات کا ہے بلکہ عبادات کی طرح قربانی کا جانور خریدتے وقت اس کی نیت کرنا جہاد کے وقت اعلیٰ کلمۃ الحق کا ارادہ کرنا اور وصیت و وقف وغیرہ میں قربت کا ارادہ کرنا ثواب کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ نکاح کرنا اگرچہ سنت موکدہ ہے مگر غلبہ شہوت کی صورت میں واجب ہے۔ الاشباہ والنظائر میں اس بارے میں احناف کا موقف یوں بیان کیا گیا ہے: انه اقرب الى العبادات حتى ان الاشتغال به افضل من التخلي لمحض العبادة (ص ۲۳) اور اس میں نیت یہی ہوگی کہ پاکدامن رہنے کیلئے عورت کی عصمت کی حفاظت اور اولاد کے حصول کا ارادہ (ایضاً)

مور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ من یرد ثواب الدنیا نؤتہ منها ومن یرد ثواب الآخرۃ نؤتہ منها (ال عمران ۱۴۵) جو دنیا کا مفاد چاہتا ہے تو ہم اس کو اس سے دے دیتے ہیں اور جو آخرت کا فائدہ چاہے تو اسے اس سے نواز دیتے ہیں۔ اس آیت 'سورۃ شوریٰ' کی آیت ۲۰ اور حدیث انما الاعمال بالنیات سے فقہاء احناف نے یہ قانون اخذ فرمایا ہے۔ الامور بمقاصدھا۔ کہ اعمال کے احکام ان کے مقاصد یعنی نیتوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ مثلاً راستے میں گری پڑی چیز کسی نے اس نیت سے اٹھالی کہ اس کے مالک تک پہنچا دے گا تو اس کا یہ عمل جائز بلکہ باعث اجر و ثواب ہے اور اگر ذاتی استعمال کی نیت سے اٹھائی تو اٹھانے والا غاصب و گناہ گار ہوگا اور اس کا یہ عمل باعث عتاب ہوگا۔ الاشباہ والنظائر میں ہے: الکافر اذا ترس بالمسلم فان رماہ مسلم فان قصد قتل المسلم حرم وان قصد قتل الکافر لا۔ میدان حرب میں مسلمانوں کے مقابل کافروں نے مسلمانوں کو (جو کہ کافروں کے ملک کے باسی یا قیدی ہیں) بطور ڈھال کھڑا کر دیا اور مسلمان فوج نے کفار کو قتل کرنے کے ارادے سے حملہ کیا تو ان کا یہ اقدام درست ہے اگرچہ بلا قصد مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچ جائے۔

شک سے یقین زائل نہیں ہوتا

نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ پیٹ سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو مسجد سے نہ نکلے (اس ارادے سے کہ شاید میرا وضو ٹوٹ گیا ہے) حتیٰ یسمع صوتاً او یجد ریحاً۔ یہاں تک کہ آواز سن لے یا بو محسوس کرے۔ (ترمذی الاشباہ والنظائر) اس حدیث سے فقہاء کرام نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے۔ الیقین لا یزول بالشک۔ شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی نے یقین کے ساتھ نماز مکمل کر لی۔ پھر رکعت چھوٹ جانے کا شک پڑ گیا تو نماز نہ لوٹائی جائے گی۔ اسی طرح کپڑا نجس ہو گیا اور یہ معلوم نہیں کہ نجاست کہاں لگی ہے تو پورا کپڑا دھویا جائے گا یہاں محل نجاست جانے کیلئے تحری کی ضرورت نہیں۔ مکمل کپڑا دھونے میں چونکہ طہارت یقینی ہے جس کو محل نجاست کا مشکوک ہونا زائل نہیں کر سکے گا۔

ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں

قرآن مجید میں مردار خون خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے۔ (البقرہ ۱۷۳) لیکن اگر کوئی بندہ حلال چیز نہ ہونے کی وجہ سے شدید بھوک اور پیاس سے مر رہا ہے تو اس کیلئے جان بچانے کی خاطر ان چیزوں کا استعمال بقدر ضرورت اور بادل نحو استہ حلال قرار دیا گیا ہے اور اس پہ کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اس سے یہ قاعدہ حاصل ہوا کہ الضرورات تبیح المحظورات۔ حاجات ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ مثلاً کسی کے گلے میں لقمہ انک گیا اور شراب کے سوا کوئی چیز پانی وغیرہ موجود نہیں ہے تو ایسی حالت میں جان بچانے کیلئے بقدر ضرورت شراب کا استعمال جائز ہو جائے گا۔ اسی طرح کشتی میں ساز و سامان زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے غرق ہونے کا خطرہ ہے تو اس سے کچھ سامان تلف کر دینا مباح ہے اور تلف کرنے والے پہ ضمان نہ ہوگا۔

لیکن اگر کسی نے دوسرے کو قتل کرنے پہ مجبور کر دیا اور انکار کی صورت میں وہ جانتا ہے کہ یہ مجھے قتل کر دے گا تو اس (مکرہ) کو کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لان مفسدة قتل نفسه اخف من مفسدة قتل غيره (الاشباہ) کیونکہ اس کا خود قتل ہو کر دوسرے کو قتل کرنے سے ہلکا ہے۔

جو چیز ضرورۃً مباح کی گئی ہو وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوگی

یعنی وہ چیز جس کا استعمال ضرورت کی بنا پر مباح کیا گیا ہو یعنی حقیقتاً وہ شئی ممنوع ہے مگر اضطراری حالت میں اس کا استعمال مباح ہوا ہے تو اس کی صرف اتنی مقدار ہی مباح ہوگی جتنی ضرورت ہے اور جس سے دفع ضرر ہو جائے۔ ضرورت کے دائرہ سے باہر اسے مباح نہیں سمجھا جائیگا۔ مثلاً حکیم و ڈاکٹر کا مریض کے مقام ستر کو بقدر حاجت دیکھنا مباح ہے چاہے مریض مرد ہو یا عورت اس سے زائد استمتاع کیلئے ان اعضاء کا دیکھنا یا چھونا حرام ہے۔ اسی طرح شہید کا خون اس کے حق میں پاک ہے مگر دوسروں کے حق میں عدم ضرورت کی بنا پر یہی خون نجس ہو گا یا دوران جنگ فوج کیلئے خالص ریشمی لباس پہننا مباح ہے جبکہ مسلسل ہتھیار اٹھائے رکھنے سے جسم کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے اس طرح بیان فرمایا ہے: مَا أُبِيحَ لِلضَّرُورَةِ يُقَدَّرُ بِقَدْرِهَا۔

عادت کو حکم بنایا گیا ہے

یعنی فیصلہ عادت کے مطابق کیا جائے گا اور عادت سے مراد ایسا عمل ہے جو بار بار وقوع پذیر ہونے کے سبب لوگوں میں پختہ ہو جائے اور سلیم الفطرت لوگوں کے نزدیک مقبول ہو (الاشباہ والنظائیر) بشرطیکہ عرف و عادت نص صریح کے خلاف نہ ہو وہ عادت عام اور غالب ہو نہ یہ کہ کچھ افراد یا کسی ایک شخص کا ذاتی فعل ہو۔ وہ عرف عام ہو کیونکہ عام حکم عرف خاص سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس قاعدہ کی اصل مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے۔ مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔ وہ عمل جو عام لوگوں کے نزدیک اچھا ہو وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہوتا ہے۔ مثلاً دوران نماز کوئی ایسا عمل کرنا کہ دیکھنے والے کو گمان ہو کہ یہ حالت نماز میں نہیں تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اس فساد کی علت عرف ہے۔ اسی طرح اگر اپنی جائیداد کا کچھ حصہ وقف کیا مگر وقف کے مخصوص الفاظ ”وقفت لفلان“ نہ بولے بلکہ اپنے عرف میں مروجہ الفاظ بولے تو وقف صحیح ہو گا یا قسم اٹھاتے وقت یا نذر مانتے وقت مخصوص الفاظ کی بجائے عرفی الفاظ بولے تو نذر و قسم کو صحیح مانا جائے گا۔ اس قاعدہ کو فقہاء نے الْعَادَةُ مَحْكَمَةٌ کا نام دیا ہے۔

جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض آ جائے تو مانع کو ترجیح ہوگی

یعنی ایک مسئلہ میں دو دلیلیں ہیں اور آپس میں اس طرح متعارض ہیں کہ ایک حکم کی نفی کر رہی ہے اور دوسری اسی حکم کے اثبات کا تقاضا کر رہی ہے تو دلیل مثبت پہ دلیل مانع کو ترجیح ہوگی۔ اس قاعدہ کو کہتے ہیں إِذَا تَعَارَضَ الْمَانِعُ وَالْمُقْتَضَى فَإِنَّهُ يُقَدَّمُ الْمَانِعُ۔ مثلاً اذان جمعہ کے بعد بیع مکروہ تحریمی ہے۔ اگرچہ بیع کی تمام شرائط کا پایا جانا اس کے جائز ہونے کا تقاضا

کرتا ہے لیکن بحکم الہی و ذروا البیع اس جواز کا مانع ہے۔ لہذا مانع کو ترجیح دیتے ہوئے احناف نے مکروہ تحریمی اور امام احمد و مالک نے فرمایا کہ سرے سے بیع ہوئی ہی نہیں۔ (کنز الدقائق)

اسی طرح اگر کسی کو دوزخ مل گ جائے ایک عداً اور دوسرا خطاً تو اس صورت میں قصاص نہیں ہوگا (جبکہ نہ معلوم ہو کہ کونسا عداً لگا ہے اور کونسا خطاً) کیونکہ عداً لگایا ہوا زخم قصاص کا مقتضی ہے اور خطاً لگا ہوا زخم قصاص سے مانع ہے لہذا مانع کو ترجیح ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص نے دوسرے کے پاس کوئی چیز گروی رکھی تو جب تک وہ چیز مرہن کے پاس ہے راہن کے لئے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے حالانکہ راہن کی ملکیت تصرف کے جواز کا تقاضا کرتی ہے جبکہ مرہن کی حق تلفی اس سے مانع ہے تو مانع کو مقتضی پہ ترجیح ہوگی

ہر ولایت میں اس شخص کا حق دوسروں سے مقدم ہوگا جو اس کے حقوق و مصالح کے قیام پر زیادہ قادر ہو
اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی ملک یا علاقے یا خاص محکمے کی ولایت ایسے شخص کے سپرد کی جائے گی جو اس کے مسائل کو حل کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہو۔ لہذا حکمرانی کا حق اس کو ہوگا جو ملکی مسائل کے حل کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہوگا۔ مسائل کی پیچیدگیوں سے خوب واقف ہوگا اور ساتھ ساتھ احکام و مقاصد شریعت سے بھی زیادہ آگاہ ہو۔ دشمن کے مکروہ فریب اور ان کی چالوں سے خوب واقف ہو کیونکہ یہ ایک بڑا اہم عہدہ ہے اور اس کو باحسن وجوہ نہ نبھانے والے کے لئے حدیث شریف میں بڑی سخت وعیدیں ہیں جہاں حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ قیامت کے دن تمام لوگوں سے بلند مقام عادل حکمران کا ہوگا۔ (مسند امام اعظم، ص ۳۶۳)

وہاں یہ بھی فرمایا: امارت امانت ہے اور قیامت کے دن یہ ذلت و شرمساری ہوگی مگر جس نے اس کا حق ادا کیا اور اپنے اوپر عائد ذمہ داری کو ادا کیا۔ (ایضاً، ص ۳۶۳)

اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے عربی میں یہ نام دیا ہے: يُقَدَّمُ فِي كُلِّ وَلَايَةٍ مَنْ هُوَ أَقْدَرُ عَلَى الْقِيَامِ بِحُقُوقِهَا وَمَصَالِحِهَا۔

جس چیز کا جواز عذر کی وجہ سے ہے عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا

جیسا کہ کوئی شخص معذور ہو تو اس کے لئے بعض کاموں کی اجازت ہوتی ہے جو کہ غیر معذور کیلئے نہیں ہوتی مثلاً بیماری کی وجہ سے کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتا تو اس کیلئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح سجدہ و رکوع کرنے پر قادر نہیں ہے تو اشارے سے سجدہ و رکوع کر سکتا ہے لیکن جو نہی بیماری و تکلیف ختم ہوئی اور قیام و رکوع وجود پہ قادر ہو گیا تو اب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی یا رکوع و سجدہ کیلئے اشارہ کرنے کی اجازت بھی ختم ہوگئی۔ ایسے ہی مسح علی الخفین (مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کیلئے تین دن اور تین رات) کی مدت ختم ہوگئی لیکن سردی اتنی شدید ہے کہ اندیشہ ہے موزے اتارنے سے پاؤں شل ہو جائیں گے تو اس صورت میں موزے اتار کر پاؤں دھونا ضروری نہیں ہے بلکہ مسح کرتا رہے تا آنکہ وہ خطرہ ختم ہو جائے کیونکہ

قاعدہ ہے مَا جَازَ لِعُذْرٍ بَطْلَ بَزْوَالِهِ۔ وہ شئی جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہوا ہو عذر ختم ہوتے ہی اس کا حکم ختم ہو جائے گا۔

جو جز کل سے جدا نہ ہو سکتا ہو وہ کل کے ذکر کی طرح ہے

یعنی جس کو تقسیم نہ کیا جاسکتا ہو اس کے بعض کا ذکر کل کے ذکر کی طرح ہے۔ جیسا کہ طلاق چونکہ آدھی یا ثلث یا ربع میں تقسیم نہیں ہو سکتی تو کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو کہے تجھے میں نے آدھی طلاق دی یا تجھے تیسرا حصہ طلاق دی تو آدھی اور تیسرا حصہ طلاق نہیں ہوگی بلکہ پوری طلاق ہی ہوگی یا یوں کہا تیرے نصف حصے کو یا تیرے تیسرے حصہ کو طلاق تو چونکہ عورت کا وجود ناقابل تقسیم ہے۔ لہذا اس کے نصف یا ثلث حصہ کی بجائے مکمل جسم کو طلاق ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کسی نے نصف جانور کی قربانی کی نیت کی یا یوں کہا کہ میں تجھے اس جانور کا تیسرا حصہ بہہ کرتا ہوں تو اس کا اطلاق پورے جانور پہ ہوگا۔ کیونکہ آدھے جانور کی قربانی شرعاً جائز نہیں اور آدھا جانور کاٹ کر کسی کو بہہ نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا جز بول کر کل مراد ہوگا۔ الغرض ہر وہ شئی جو تقسیم و اجزاء کو قبول نہ کرتی ہو اور اس کا جز بولا گیا تو کل ہی مراد ہوگا۔ اس قاعدے کو ذِکْرُ بَعْضٍ مَّا لَا يُتَجَزَّءُ کَذِکْرِ کُلِّہِ کہا گیا ہے۔

جب کسی کام میں مباشر اور مسبب جمع ہو جائیں تو حکم کی نسبت مباشر کی طرف ہوگی

مطلب یہ کہ کام کرنے والا (مباشر) اور کام کا سبب بننے والا (مسبب) جب کسی عمل میں جمع ہو جائیں تو حکم کا تعلق مرتکب (کام کرنے والے) کے ساتھ ہوگا۔ (یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ بعض صورتیں ایسی ہیں جہاں حکم کا استعمال مباشر کی بجائے مسبب کی طرف ہوتا ہے مثلاً کسی نے بچے کے ہاتھ میں تیز دھار آلہ پکڑا دیا جس سے بچے نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا تو مباشر یعنی آلہ پکڑانے والا مسبب ہی ضامن ہوگا نہ کہ مباشر یعنی بچہ۔ اسی طرح کسی حاسد نے ظالم حاکم کے پاس کسی کے مال کی چغلی کھائی جس کی وجہ سے حاکم نے مال کا کچھ حصہ ضبط کر لیا تو اس مال کا ضامن چغل خور ہوگا جو کہ مسبب ہے۔ (یہ لفظ مسبب اور متسبب دونوں طرح پڑھا گیا ہے) بہر حال ان استثنائی صورتوں کے علاوہ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے غیر کے مال پہ دوسرے کی رہنمائی کی اور اس نے وہاں پہنچ کر اس کا مال چوری کر لیا تو چوری کی سزا اور تاوان سارق پہ ہوگا جو کہ مباشر ہے۔ رہنمائی کرنے والا ضامن نہ ہوگا۔ اسی طرح کسی نے کنواں کھودا اور پھر اس میں کسی کی کوئی چیز پھینک دی یا کسی کو اس میں گرا دیا اور وہ مر گیا تو قصاص و ضمان مباشر یعنی پھینکنے والے پہ ہوگا نہ کہ وہ جس سے اس نے کنواں کھدوایا ہے۔ اس قانون کو عربی میں اس عبارت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ إِذَا اجْتَمَعَ الْمُبَاشِرُ وَالْمُتَسَبِّبُ أُضِيفَ الْحُكْمُ إِلَى الْمُبَاشِرِ۔

حکم مصلحت راجحہ کے تابع ہوتا ہے

جیسا کہ قرآن مجید میں شراب اور جوا کے بارے میں فرمایا گیا: فِيهِمَا اِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔ ان میں بہت بڑا گناہ (نقصان) ہے اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں۔ مثلاً سردی سے محفوظ رہنا، ذہنی آرام و سکون، خون میں اضافہ کا سبب وغیرہ مگر نقصان (عقل ضائع ہو جانا، ماں بہن کی تمیز ختم ہو جانا وغیرہ) چونکہ زیادہ ہے لہذا اس میں مصلحت راجحہ یہی ہے کہ اس

کی حرمت کا حکم دیا جائے۔ اسی طرح زکوٰۃ و جہاد وغیرہ میں بظاہر نقصان کے پہلو بھی ہیں۔ مثلاً مال کوئی کماتا ہے اور زکوٰۃ و جہاد وغیرہ میں لطف اندوز کوئی ہوتا ہے لیکن نفع کا پہلو غالب ہے کہ اللہ کے حکم پہ عمل ہوتا ہے۔ غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ لوگ (غرباء و مساکین) طرح طرح کے جرائم سے بچ جاتے ہیں کہ ان کو ان کا حق مل جاتا ہے اور معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ اس طرح جہاد میں اگر جان چل بھی جائے تو اعلائے کلمۃ الحق۔ ظلم کا خاتمہ اور دیگر بہت ساری خرابیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ لہذا فقہاء نے قانون بنایا: **اَلْحُكْمُ يَتَّبِعُ الْمَصْلِحَةَ الرَّاجِحَةَ**۔ اور یہ قانون دیگر احکام شرعیہ مثلاً قصاص، حدود و دیت، عبادات کی تمام اقسام، فواحش و مظالم اور اوامر و نواہی میں بھی جاری ہوتا ہے۔

جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے

نوحہ حرام ہے لہذا اگر کسی نے اس فعل حرام کیلئے کسی کو اجرت پہ لیا تو اس فعل حرام پہ جس طرح اجرت دینا حرام ہے۔ اس طرح نوحہ کرنیوالی کا اجرت لینا بھی حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے نوحہ کرنیوالی اور سننے والی پہ لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

اسی طرح سود لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام ہے کیونکہ **اَحْلَی اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبَا**۔ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام فرمایا ہے۔ ربو' کا لغوی معنی تو مطلقاً زیادتی ہے جبکہ اس کی شرعی تعریف یہ ہے کہ ہو فضل مال بلا عوض فی معاوضۃ مال بمال (کنز الدقائق، ۳۲۸) مال کی وہ زیادتی جو مال کے بدلے مال کے معاوضہ میں بلا عوض ہو۔ احناف کے ہاں ربو' کے ثبوت کے لئے قدر و جنس کا ایک ہونا ضروری ہے۔ حضور علیہ السلام نے سود لینے والے دینے والے اس کی دستاویز لکھنے والے اور اس کا گواہ بننے والے پہ لعنت فرمائی اور ان سب کو گناہ میں برابر شمار فرمایا (مسلم شریف) فرمایا: سود کا گناہ ستر گناہوں کے برابر ہے اور ان ستر میں سے سب سے کم درجے کا گناہ یہ ہے۔ **اِنْ يَنْكَحِ الرَّجُلُ امْرَاةً (ابن ماجہ بیہقی) کوئی شخص اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ بہر حال فقہاء کرام نے اس سے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے۔ مَا حَرَّمَ اَخْذُهُ حَرَّمَ اَعْطَاءَهُ۔ جس شی کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔**

جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا

مطلب یہ ہے کہ ایک دلیل حرمت کا تقاضا کرتی ہے اور دوسری حلت کا تو حرمت کی دلیل کو اباحت کی دلیل پر ترجیح ہوگی۔ مثلاً حدیث میں حائضہ عورت کی ناف سے اوپر استمتاع کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں سوائے وطی کے جمیع اعضاء سے استمتاع کو حلال فرمایا گیا (اصنعوا کل شیء الا النکاح) تو فقہاء کرام نے حرمت والی دلیل کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا کہ ایام حیض میں ناف سے گھٹنوں تک استمتاع حرام ہے۔ اسی طرح اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا مل گیا اور ان دونوں نے شکار کیا تو شکاری (سکھائے ہوئے) کتے کا شکار حلت کا مقتضی ہے جبکہ دوسرے کتے کا شکار حرمت کا تقاضا کرتا ہے تو اسی قاعدہ کے مطابق حرمت کی دلیل کو ترجیح دیتے ہوئے شکار کو حرام قرار دیا جائے گا۔ شکار پہ وار کیا تو وہ پانی میں گرایا پہاڑی پہ تھا تو

وہاں سے لڑھکتا ہوا ز میں پہ آ گیا تو چونکہ احتمال ہے کہ شکاری کے وار سے نہ مرا ہو بلکہ پانی میں گرنے یا چٹان سے لڑھکنے سے مراد ہو۔ لہذا احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو استعمال نہ کیا جائے۔ ایک ہی بیج میں مردار بکری اور مذبوچہ بکری جمع ہو گئیں تو مردار کی بیج چونکہ باطل ہے۔ لہذا دلیل بطلان کو دلیل جواز پر ترجیح دیتے ہوئے بیج کو باطل قرار دیا جائے گا۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا کہ إِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ جب حلال و حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا۔

گواہ پیش کرنا مدعی پر ہے اور قسم مدعی علیہ پر

ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۴۹ کی طویل حدیث جو کہ حضرت عکرمہ نے اپنے باپ وائل سے روایت کی ہے۔ اس قانون کی اصل و بنیاد ہے۔ فقہی مسئلہ میں اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید نے خالد کے خلاف عدالت میں چوری کا دعویٰ کیا تو اب زید پر لازم ہے کہ گواہ بھی پیش کرے تاکہ خالد جو کہ مدعی علیہ ہے اس کو سزا دی جاسکے اور اگر زید گواہ نہ پیش کر سکا تو پھر خالد سے قسم لی جائے گی اور دعویٰ خارج کر دیا جائے گا اور اگر خالد قسم اٹھانے سے انکار کرے تو مال سرقہ کی ضمانت اس پہ لازم ہوگی مگر قسم سے انکار کی وجہ سے اس پہ حد سرقہ (قطعید) نہیں لگائی جائے گی۔ کنز الدقائق میں ہے: وَيَسْتَحْلِفُ السَّارِقُ فَإِنْ نَكَلَ ضَمِنَ۔ قاضی چور سے قسم لے گا۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو مال کا ضامن ہوگا۔ یہ اس قاعدہ کی بنا پر ہے کہ اَلْيَسْنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي (اَوْ عَلَى مَنْ ادعى) وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ اَنْكَرَ۔

زمانہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی کا انکار نہ کیا جائے گا

ایسے احکام جن کا دار و مدار عرف اور عادت پر ہے۔ وہ زمانے کے تغیر و تبدل کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں چونکہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ لوگوں کی حاجات و ضروریات میں تبدیلی بھی لازمی امر ہے۔ چنانچہ یہی تبدیلی عرف میں تغیر کا سبب بن جاتی ہے لیکن جن احکام کا مدار عرف کی بجائے اولہ شرعیہ پر ہوتا ہے ان میں تبدیلی نہیں ہو سکتی جیسے قصاص و حدود وغیرہ۔ اس قانون کی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ اذان چونکہ اعلان ہے اس لیے حضور علیہ السلام کے دور اقدس اور بعد کے ادوار میں بلند مقام پر دی جاتی تھی تاکہ دور دور تک آواز پہنچ جائے۔ ہدایہ میں ہے ان الاذان علی موضع عال مستحب۔ اونچی جگہ اذان دینا مستحب ہے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بنی بخاری کی ایک عورت کے گھر اذان دیا کرتے تھے کیونکہ اس کا گھر مسجد کے ارد گرد تمام گھروں سے زیادہ اونچا تھا۔ (عمدة القاری ج ۵ ص ۱۱۵) آج ہمارے دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے اس حکم میں تغیر آ گیا۔ لہذا بند کمرے میں بھی اذان دی جائے تو یہ مقصد حل ہو جاتا ہے۔ اس لیے مینار پہ یا بلند جگہ اذان کہنا ضروری نہ رہا۔ فقہ کے اس قاعدے کی رو سے کہ لَا يَنْكَرُ تَغْيِيرُ الْأَحْكَامِ بِتَغْيِيرِ الْأَزْمَانِ

حقوق باہم متعارض ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟

پورے قاعدے کی عبارت اس طرح ہے: إِذَا تَعَارَضَتِ الْحُقُوقُ قُدِّمَ مِنْهَا الْمُضِيقُ عَلَى الْمَوْسِعِ وَالْفُورِيُّ عَلَى الْمُتَرَاخِي وَفَرَضُ الْعَيْنِ عَلَى الْكِفَايَةِ۔ حقوق آپس میں متعارض ہو جائیں تو جس کا وقت تنگ ہو اس کو اس پہ ترجیح

ہوگی جس کا وقت وسیع ہے اور جس کی ادائیگی فوراً ضروری ہے اس کو اس سے مقدم کیا جائے گا جس کی ادائیگی تاخیر کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور فرض کفایہ کو فرض عین پہ مقدم کیا جائے گا۔

جیسا کہ تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ اس دوران اگر اذان شروع ہو جائے تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کا جواب دے کیونکہ تلاوت تو اذان کے بعد بھی ہو سکتی ہے (بہار شریعت ج ۳ ص ۳۰ بحوالہ درمختار و عالمگیری) اس طرح عام حالات میں بوڑھے والدین کی خدمت کرنا فرض عین ہے اور جہاد میں شرکت فرض کفایہ ہے مگر نفیر عام کے وقت چونکہ جہاد فرض عین ہو جاتا ہے تو اس وقت خدمت والدین پہ جہاد کو ترجیح ہوگی۔

عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً قبول ہے قضاء نہیں

مثلاً کسی نے کہا میں جس عورت سے بھی نکاح کروں اس کو طلاق لہذا بعد میں اگر یہ کہے کہ میں نے فلاں شہر کی عورتوں کی نیت کی تھی تو اس کی نیت قضاء قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ کل امرأة تزوجھا فھي طالق میں لفظ کل امرأة نکرہ کی طرف مضاف ہو رہا ہے جو کہ استغراق کا متقاضی ہے۔ اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے تَخْصِیْصُ الْعَامِ بِالنِّيَّةِ مَقْبُولَةٌ دِيَانَةً لَا قَضَاءً کا نام دیا ہے۔

قسم کا دار و مدار الفاظ پر ہے نہ کہ اغراض پر

مثلاً کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ دس روپے میں فلاں چیز نہیں بیچے گا۔ پھر اس نے وہی چیز نو یا گیارہ روپے میں بیچ دی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ دس کا عدد مخصوص ہے لہذا اسی کا اعتبار ہوگا یا قسم اٹھائی کہ فلاں کیلئے فلوس کے عوض کوئی چیز نہ خریدے گا۔ پھر دراہم کے عوض خرید لی تو قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ فلوس کے عوض نہیں خریدی۔ لہذا الفاظ تبدیل ہو جانے کی وجہ سے حانث نہ ہوگا۔ (الْأَيْمَانُ مَنِیَّةٌ عَلَى الْأَلْفَافِ لَا عَلَى الْأَغْرَاضِ)

جو چیز جس حالت پہ ہو اس پہ باقی رہتی ہے

مثلاً عورت نے اپنے خاوند کے خلاف نفقہ اور لباس وغیرہ نہ دینے کا دعویٰ کیا اور خاوند تسلیم نہیں کرتا تو بات عورت کی معتبر ہوگی کیونکہ اس میں اصل خاوند کے ذمے باقی رہنا ہے۔ اسی طرح گراہوا بچہ جو دارالاسلام میں ملا ہے وہ آزاد متصور ہوگا کیونکہ اس میں اصل آزادی ہے۔ (الْأَصْلُ بَقَاءُ مَا كَانَ عَلَى مَا كَانَ)

اصل میں بری الذمہ ہونا ہے

مطلب یہ کہ ہر انسان اصل میں اس ذمہ سے بری ہوتا ہے جس کو اس نے قبول نہ کیا ہو۔ مثلاً کسی نے اپنے مرنے سے پہلے اپنی وراثت کے تیسرے حصے میں سے اپنی نمازوں، روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت نہ کی تو وراثت کے ذمے اس کی ادائیگی لازم نہیں ہاں اگر اپنے طور پہ (تبرعاً) ادا کر دیں تو ہو جائے گا۔ اس قانون کا نام ہے: الْأَصْلُ بَرَاءَةُ الذِّمَّةِ۔ بنیادی طور پہ انسان بری الذمہ ہے۔

ولایت خاصہ ولایت عامہ کے مقابلہ میں زیادہ قابل ترجیح ہوتی ہے

مثلاً باپ دادا یا دوسرے قریبی رشتہ داروں کو اپنا حق استعمال کرنے کا بہ نسبت قاضی یا امام وقت وغیرہ کے زیادہ حق ہے کیونکہ باپ دادا کو ولایت خاصہ حاصل ہے اور قاضی امام کو عامہ۔ لہذا یتیم بچے یا بچی کا ولی خاص موجود ہو تو ان کے نکاح کا حق قاضی وغیرہ کو حاصل نہ ہوگا (الْوِلَايَةُ الْخَاصَّةُ أَقْوَى مِنَ الْوِلَايَةِ الْعَامَّةِ) یا در ہے باپ دادا وغیرہ کو مال اور نکاح دونوں کی ولایت حاصل ہوتی ہے۔ عصبات ماں اور ذوالارحام کو صرف ولایت نکاح حاصل ہوتی ہے اور اجنبی وصی وغیرہ کو صرف مال کی ولایت حاصل ہوتی ہے۔

قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی تو

قاعدہ یہ ہے: مَنْ اسْتَعْجَلَ الشَّيْءَ قَبْلَ اَوَانِهِ عُوِقِبَ بِحَرَمَانِهِ۔ یعنی جو شخص قبل از وقت کسی شی کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ اس شی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے اپنے مورث کو اس لیے قتل کر دیا تا کہ اس کی جائیداد کا مالک ہو جائے تو اس کو نہ صرف جائیداد سے محروم کر دیا جائے گا بلکہ قصاص کے طور پر قتل بھی کر دیا جائے گا اور اس کی اولاد بھی مقتول کی جائیداد کی وارث نہ بن سکے گی۔ مگر اس قانون سے بعض مسائل مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً قرض خواہ نے مقروض کو قتل کر دیا تو اگرچہ قصاصاً اس کو قتل تو کر دیا جائے گا مگر قرضہ سے محروم نہ کیا جائے گا۔ اسی طرح کسی عورت نے حیض جاری کرنے کیلئے دوائی استعمال کی تو وہ حائضہ شمار ہو جائے گی اور اس دوران نمازوں کی اس کو معافی ہوگی۔

جہاں تک ممکن ہو کلام کو بامعنی بنانا اس کو مہمل بنانے سے بہتر ہے

مثلاً کسی نے اپنی بیوی سے یوں کہہ دیا ”یہ میری بیٹی ہے“ تو اتنا کہنے سے وہ اس پر حرام نہ ہوگی کیونکہ لفظ بنت کو حقیقی و مجازی دونوں معنوں پر محمول کرنا معتذر ہے۔ لہذا اس کا کلام لغو ہوگا۔ اسی طرح کسی نے کہا میں نے یہ چیز اپنی اولاد کے لئے وقف کی حالانکہ اس کے صرف پوتے ہیں بیٹے نہیں ہیں تو مجازاً وہ چیز پوتوں کو ہی دے دی جائے گی تا کہ اس کا کلام لغو نہ جائے کیونکہ (اعْمَالُ الْكَلَامِ اَوْلٰى مِنْ اِهْمَالِهِ مَتٰى اَمْكَنَ فَاِنْ لَّمْ يُمْكِنْ اُهْمِلْ)

شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو

پورا قاعدہ اس طرح ہے۔ كَلَامُ صَاحِبِ الشَّرْعِ اِذَا كَانَ مُحْتَمَلًا اِحْتِمَالَيْنِ عَلٰى السَّوَاءِ صَارَ مُجْمَلًا وَلَيْسَ حَمْلُهُ عَلٰى اِحْدَاهُمَا بِاَوْلٰى مِنْ حَمْلِهِ عَلٰى الْاٰخَرِ۔ یعنی شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو تو وہ مجمل ہوگا اور اسے دوسرے کی نسبت صرف ایک پر محمول کرنا بہتر نہیں ہوگا۔ مثلاً لفظ مولیٰ اپنی وضع کے اعتبار سے آقا اور غلام دونوں پر بولا جاتا ہے اور بولا بھی مساوی جاتا ہے یعنی کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے۔ لہذا اگر کسی نے اپنے موالی کے لئے مال کی وصیت کی جبکہ اس کے دونوں قسم (موالی اسفل و اعلیٰ) موجود ہیں تو ایک معنی متعین نہ ہونے کی وجہ سے وصیت قابل عمل نہ ہوگی جب تک کہ وہ خود وضاحت نہ کرے۔

احتمال کی وجہ سے استدلال باطل ہو جاتا ہے

ایسا احتمال جو رنج اور اتقویٰ ہو اس سے استدلال باطل ہوتا ہے نہ کہ ضعیف اور مرجوح احتمال سے کیونکہ اس طرح تو ہر عام باطل ہو جائے گا اس وجہ سے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہوتا ہے مثلاً حد زنا کے ثبوت کیلئے چار افراد نے گواہی دی مگر بعد میں ان کا فسق و فجور ثابت ہو گیا تو ان کی گواہی رد کر دی جائے گی کیونکہ فسق کے ظاہر ہونے کی وجہ سے کذب کا احتمال پیدا ہو گیا اور احتمال کی وجہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔ (اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ)

نقصان و ضرر کا ازالہ کیا جائے گا

اس اصل کی بنیاد حضور علیہ السلام کا یہ فرمان ہے: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِي الْاِسْلَامِ۔ اسلام میں نہ تو نقصان اٹھانا جائز ہے اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے۔ چنانچہ بیع میں عیب کے سبب اسے واپس کرنے کا اختیار قصاص، حدود اور کفارات کی مشروعیت اور دیگر تلف شدہ اشیاء کی ضمانت وغیرہ کے مسائل اسی قانون کے تحت آتے ہیں۔ اگر کسی مقروض نے اپنی جائیداد کو قرض ادا کرنے سے پہلے وقف کر دیا تو اس کا وقف صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اس میں قرض خواہوں کا نقصان ہے۔ لہذا پہلے قرض ادا کرے پھر وقف کا معاملہ کرے۔ (الضَّرَرُ يُزَالُ)

نقصان کا ازالہ نقصان کے ساتھ نہیں کیا جائے گا

مطلب یہ کہ ایک حقدار سے اس کا حق چھین کر دوسرے کو دینا جائز نہیں ہے۔ پہلے یہ محروم تھا اب وہ محروم ہو گیا۔ مثلاً ایک کارخانہ دار مزدوروں سے کام تو پورا لیتا ہے مگر اجرت کم دیتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے کہ اس سے کارخانہ چھین کر دوسرے کے حوالے کر دیا جائے بلکہ اسی کو مزدوروں کی اجرت پوری دینے کا پابند بنایا جائے گا۔ اسی طرح ایک انسان شدید بھوک میں ہو اور اس نے دوڑ دھوپ کر کے کہیں سے کھانا حاصل کر لیا اتنے میں اسی طرح کا ایک دوسرا بھوکا آ گیا تو اس کا کھانا چھین کر اس کو دینا جائز نہیں ہے کیونکہ (الضَّرَرُ لَا يُزَالُ بِالضَّرَرِ)

عام نقصان کو دور کرنے کیلئے خاص نقصان کو برداشت کیا جائے گا

مثلاً کسی کے مکان کی دیوار عام راستے کی طرف جھک جائے اور کسی بھی وقت اس کے گرنے کا اندیشہ ہو تو اس موہومہ نقصان سے بچنے کیلئے دیوار کے مالک کو دیوار اکھیڑنے کا حکم دیا جائے گا اور اس پر لازم ہے کہ اس حکم کی تعمیل کرے۔ اسی طرح کسی مقروض نے اپنے قرض خواہوں کو قرضہ واپس کرنے سے انکار کر دیا یا حیلے بہانے کر رہا ہے تو ایسی صورت میں اس کا ساز و سامان بیچ کر قرض خواہوں کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ کیونکہ

(يَتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ لِاجْلِ دَفْعِ الضَّرَرِ الْعَامِ)

جب دو نقصان جمع ہو جائیں تو؟

قانون یہ ہے کہ إِذَا اجْتَمَعَ الضَّرَرَانِ وَكَانَ أَحَدُهُمَا أَعْظَمَ ضَرَرًا مِّنَ الْآخَرِ فَإِنَّ الْأَشَدَّ يُزَالُ بِالْأَخْفِ۔ یعنی جب دو نقصان جمع ہو جائیں اس حال میں کہ ایک نقصان دوسرے کی نسبت شدید ہو تو جس میں نقصان کم ہے اس کو برداشت کر لیا جائے گا اور زیادہ نقصان والے پہلو کو چھوڑ دیا جائے گا۔ مثلاً کسی مردار کے پیٹ میں بچہ ہو اور غالب گمان ہے کہ بچہ زندہ ہوگا تو مردار کا پیٹ چاک کر کے بچے کی زندگی کو بچانے کی اجازت ہے۔ بخلاف اس کے کہ کسی انسان نے سونا یا کوئی اور قیمتی چیز نگلی تو اس کو نکالنے کیلئے انسان کا پیٹ چاک نہ کیا جائے گا۔ لَانِ حَرَمَةُ الْإِنْسَانِ أَكْبَرُ مِنْ حَرَمَةِ الْمَالِ۔ کیونکہ انسان کی حرمت بہر حال مال سے زیادہ ہے۔

تائیس تاکید سے بہتر ہے

یعنی کلام میں مکرر ذکر کئے گئے الفاظ سے نیا معنی مراد لینا اس سے بہتر ہے کہ تاکید کے طور پر دوسرے لفظ سے بھی وہی معنی مراد لے لیا جائے جو پہلے سے لیا گیا ہے بشرطیکہ دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہوں۔ مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی کو انت طالق طالق طالق کہا۔ پھر کہتا ہے کہ میں نے بعد والے دو الفاظ سے پہلے لفظ کی ہی تاکید مراد لی ہے اور میرا ارادہ ایک طلاق دینے کا ہی تھا تو دینا تو اس کی بات مانی جاسکتی ہے مگر قضاء نہیں مانی جائے گی۔ (لَا تَأْسِيسَ خَيْرٌ مِّنَ التَّأْكِيدِ)

سوال جواب میں لوٹ آتا ہے

مثلاً ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا اَنَا طَالِقٌ؟ کیا مجھے طلاق ہے؟ اور خاوند نے جواب میں صرف نعم کہہ دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ جواب میں اگرچہ صراحۃً لفظ طلاق کا ذکر نہیں لیکن درحقیقت یہ لفظ ان الفاظ کو متضمن ہے کہ نعم انت طالق۔ ہاں تجھے طلاق ہے کیونکہ (السُّؤَالُ مُعَادٍ فِي الْجَوَابِ)

حصول نفع کی بہ نسبت نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہے

مطلب یہ ہے کہ ایک ہی عمل کے کچھ فوائد اور کچھ نقصانات ہوں تو فوائد کو حاصل کرنے کی بجائے نقصانات اور مفاسد سے بچنا بہتر ہے۔ یہ قانون مندرجہ ذیل دو احادیث سے ماخوذ ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اسے بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو اس سے رک جاؤ۔ دوسری روایت یوں ہے: لَتَرْكُ ذَرَّةٍ مِّمَّا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ۔ جس ذرہ سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اس سے رک جانا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ شراب اور جوئے میں منافع و نقصانات بتائے گئے مگر نقصان (اٹم کبیر) کی وجہ سے منافع کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اسی طرح کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ کرنا۔ وضو و غسل میں سنت ہے لیکن روزہ دار کیلئے مکروہ ہے کہ کہیں سنت کا ثواب لیتے ہوئے فرض سے ہی ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔ اس کو کہتے ہیں (دَرَأُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَىٰ مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ)

جب دو برائیاں باہم متعارض آجائیں تو ہلکی کو اپنالیا جائے

اور یہ اس وقت ہے جبکہ دونوں میں سے ایک کا ارتکاب کیے بغیر چارہ نہ ہو۔ مثلاً کسی عورت کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں شرمگاہ کے ننگا ہونے کا گمان غالب ہو اور بیٹھ کر پڑھنے میں یہ اندیشہ نہ ہو تو قیام فرض ہونے کے باوجود وہ نماز کو بیٹھ کر ادا کرے گی کیونکہ کشف عورت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی نسبت قیام کو ترک کر دینا اخف (ہلکا) ہے۔ اس قانون کو فقہاء کرام نے عربی میں اس طرح بیان فرمایا ہے: إِذَا تَعَارَضَتْ مَفْسَدَتَانِ أُرْتُكِبَ أَخَفُهُمَا وَعُدِلَ عَنْ أَعْظَمِهَا ضَرَرًا۔ اسی بنا پر فرمایا گیا کہ وہ مقامات جہاں سچ بولنے سے مفاسد عظیمہ کا یقین ہو اور جھوٹ کے مشابہہ تعریض کرنے سے حالات بہتر ہونے کا ظن غالب ہو تو اس صورت میں تعریضاً جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اس کے کئی مقامات ہیں۔ مثلاً لوگوں میں صلح کرانے کیلئے جنگ کے دوران بیوی کی اصلاح کی خاطر ورنہ تو جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور ترمذی شریف کی حدیث میں ہے جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے اور فرمایا: مومن بزدل اور بخیل تو ہو سکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا (مشکوٰۃ، موطا امام مالک، بیہقی) اسی سے یہ قانون اس طرح بھی بیان ہو سکتا ہے۔ أَعْظَمُ ضَرَرًا يَزَالُ بِالْأَخْفِ۔ زیادہ ضرر والی چیز کم ضرر والی چیز کے ذریعے زائل کی جائے گی۔

اور ایک حدیث کے خلاصے کو قاعدہ کے طور پر اس مفہوم میں یوں بیان فرمایا گیا:

مَنْ ابْتُلِيَ بِبَلِيَّتَيْنِ وَهُمَا مُتَسَاوِيَانِ يَأْخُذُ بِأَيَّتِهِمَا شَاءَ وَإِنْ اِخْتَلَفَا يَخْتَارُ أَهْوَنَهُمَا۔

عبادت میں ایثار مکروہ ہے

مثلاً ایک طالب علم اپنے ساتھی کیلئے اپنے پڑھنے کی باری کا ایثار کرتا ہے تو یہ مکروہ ہے کیونکہ علم پڑھنا اور اس کے حصول میں جلدی کرنا قرب کا سبب ہے اور ایثار بالقرب مکروہ ہے۔ (الاشباہ، ص ۱۱۹) لیکن اگر ایک بندے کے پاس صرف اپنے لیے کھانا موجود ہے اور عین کھانے کے وقت کوئی سائل آجائے اور وہ اپنا کھانا اس کو دے دے تو یہ ایثار جائز ہے اور قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے۔ وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ فرق اس میں یہ ہے کہ قربت و عبادت اللہ کا حق ہے اور انسان پہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور کھانا بندے کا اپنا حق ہے اور اس میں بندہ خود مختار ہے۔ خود کھائے یا کسی کو دے یہی وجہ ہے کہ وضو کے لئے پانی صرف اپنے لیے موجود ہے تو اس کا ایثار دوسرے پر نہیں کر سکتا کیونکہ (يُكْرَهُ الْإِثَارُ بِالْقُرْبِ)

جب دو امر ایک ہی طرح کے جمع ہو جائیں اور دونوں کا مقصود ایک ہو تو.....

قاعدہ یہ ہے کہ إِذَا اجْتَمَعَ أَمْرَانِ مِنْ جَنْسٍ وَاحِدٍ وَلَمْ يَخْتَلِفْ مَقْصُودُهُمَا دَخَلَ أَحَدُهُمَا فِي الْآخَرِ عَالِيًا۔ ایک ہی جنس کے دو امر جمع ہو جائیں اور مقصود دونوں کا مختلف نہ ہو تو اکثر وہ ایک دوسرے میں داخل ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی نے نماز میں قرأت کے دوران سجدہ والی آیت تلاوت کی اور اس کے بعد فوراً (تین آیات پڑھنے سے پہلے) رکوع اور سجدہ کر لیا

تو نماز کے سجدے کے ساتھ ہی سجدہ تلاوت بھی خود ہی ادا ہو جائے گا کیونکہ دونوں سجدوں کا مقصود ایک ہی ہے اور وہ تعظیم ہے۔ اسی بنا پر ایک مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ کو کئی بار پڑھ لیا تو بعد میں ایک سجدہ کر لینا کافی ہے۔ نماز میں کئی بار بھول گیا جس بھولنے سے سجدہ سہولاً کم ہوتا ہے تو آخر میں ایک ہی سجدہ سہولاً کافی ہوگا ہر بھول کے بدلے علیحدہ سجدہ سہولاً کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر متعدد افعال کی جنس و مقصود مختلف ہو مثلاً ایک شخص نے بدکاری کی اور اس پہ حد جاری ہونے سے پہلے ہی اس نے شراب بھی پی لی پھر اسی طرح چوری بھی کر لی تو ہر جرم کی علیحدہ علیحدہ سزا ملے گی۔ جیسے محرم نے خوشبو لگائی پھر سلا ہوا کپڑا پہنا تو دونوں جنایتوں کی جنس اور مقصد مختلف ہونے کی وجہ سے فدیہ بھی علیحدہ علیحدہ دینا پڑے گا۔

غالب اور مشہور امر کا اعتبار ہو گا نہ کہ نادر کا

غالب و مشہور امر وہ ہے جو عوام الناس میں مشہور ہو اور سب کو معلوم ہو اور نادر وہ امر ہے جو کبھی کبھی وقوع پذیر ہوتا ہو مثلاً مشہور قول کے مطابق بچہ پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے اور یہی مروج بھی ہے لیکن اگر کبھی سترہ اٹھارہ سال کی عمر کے بچے میں بلوغ کی علامات ظاہر نہ ہوں تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ ایسا بہت کم اور نادر ہے بلکہ قول مشہور کا اعتبار کرتے ہوئے پندرہ سال کی عمر کے بچے کو بالغ قرار دے دیا جائے گا۔ ایک صورت ایسی بھی ہے کہ امر نادر پہ حکم لگایا گیا ہے اور امر غالب کو چھوڑ دیا گیا ہے مثلاً نکاح کے چھ ماہ بعد کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو اس کا نسب باپ سے ثابت ہوگا کیونکہ کم از کم حمل کی یہی مدت ہے (اقلہا ستۃ اشھر بالا جماع لقولہ تعالیٰ و حملہ و فصالہ ثلثون شہرا..... روى هذا عن علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم۔ کنز الدقائق۔ ۱۵۰)۔

حالانکہ چھ ماہ کے بعد بچے کی پیدائش نادر امر ہے اور یہ اس لیے کیا تا کہ بچے کا نسب بھی ثابت ہو جائے خاندان ربوائی سے بھی بچ جائے اور ذلت کی وجہ سے عورت کا سکون تباہ نہ ہو اور اس کی زندگی اجیرن نہ ہو۔ اس قاعدے کو دو طرح کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ **الْعَبْرَةُ لِلْغَالِبِ الشَّائِعِ لَا النَّادِرِ**۔ (۲) **الْأَصْلُ اِعْتِبَارُ الْغَالِبِ وَ تَقْدِيمُهُ عَلَى النَّادِرِ**۔ دونوں کا مفہوم تقریباً وہی ہے جو عنوان میں بیان ہو چکا ہے۔

نقصان بھی نفع کے ساتھ ہی ہوتا ہے

مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی شی کا نفع اٹھاتا ہے تو اس میں نقصان ہو جائے تو وہ بھی اسی کو اٹھانا پڑے گا۔ (الْغُرْمُ بِالْغَنَمِ) مثلاً کسی نے زمین خریدی تو اس کی رجسٹری و انتقال وغیرہ کے تمام اخراجات زمین خریدنے والے پر ہوں گے کیونکہ اس سے حاصل ہونیوالے تمام منافع بھی تو اسی کیلئے ہیں۔ اسی طرح اگر دو شخص باہم شراکت پر کاروبار کرتے ہیں تو جس طرح اس کا روبا سے حاصل ہونے والے منافع دونوں کیلئے ہیں اگر کاروبار میں خسارہ ہو جائے تو اس میں بھی دونوں ہی شریک ہوں گے۔

غیر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں

لقولہ علیہ السلام الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ (بیہقی) خبردار! ظلم نہ کرنا اور

خوب اچھی طرح سن لو کہ کسی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔ بخاری شریف میں حدیث ہے ”جس نے دوسرے کی زمین کے کچھ حصہ پہ ناحق قبضہ کر لیا اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسیا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے جو ایک بالشت بھی کسی کی زمین پہ ناحق قبضہ کرے گا اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) لیکن اگر کسی نے کسی کی زمین غضب کی اور وہ اس کے قبضے میں ضائع ہوگئی تو غاصب اس کا ضامن نہ ہوگا اور غاصب کی سکونت اور زراعت کے سبب مغصوبہ زمین میں جو نقص پیدا ہوگا اس نقصان کا وہ ضامن ہوگا جس طرح کہ منقولہ مغصوبہ چیز کا وہ ضامن ہوتا ہے (کنز، کتاب الغصب ۳۹۶) یعنی کسی نے دوسرے کی زمین پہ غاصبانہ قبضہ کر کے درخت لگا لیے یا فصل کاشت کر لی یا مکان وغیرہ بنالیا تو اس کے لئے مغصوبہ زمین میں کسی طرح کا بھی تصرف جائز نہیں ہوگا اور اس کے تصرف کی وجہ سے زمین میں جو نقص یا عیب پیدا ہوگا وہ اس نقصان کا ضامن ہوگا۔ (لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَتَصَرَّفَ فِي مِلْكِ الْغَيْرِ بِإِذْنِهِ) اذن چاہے صریح ہو یا دلالت حال سے اس کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھیں۔

اجرت اور ضمان ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے

مثلاً کسی نے دکان کرائے پر لے کر لوہاروں والا کام شروع کر دیا یا اس دکان میں آٹا پیسنے کی مشین لگالی اور ان کام کی مالک کو پیشگی اطلاع نہ دی تو اگر ان کاموں کی وجہ سے دکان منہدم ہوگئی تو کرائے دار کو ضمان دینا پڑے گا اور اس صورت میں اجرت نہ دینی پڑے گی اور اگر ان کاموں کے سبب دکان کو نقصان نہیں پہنچا تو پھر کرایہ دار کو مقررہ اجرت ہی دینا لازم ہوگی (کنز، بحر الرائق) کیونکہ (الْأَجْرُ وَالضَّمَانُ لَا يَجْتَمِعَانِ)

الْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ . منافع ضمانت کے عوض ہے

خراج سے مراد وہ شئی ہے جو کسی چیز سے نکلے جیسے درخت کا خراج اس کا پھل ہے۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک کیس آیا کہ ایک شخص نے کسی سے غلام خریدا پھر کچھ عرصہ بعد وہ خریدار اس غلام کے کسی عیب پہ مطلع ہوا تو مشتری و بائع کے درمیان تنازع ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے غلام کی واپسی کا فیصلہ فرمایا تو بائع نے عرض کیا کہ مشتری نے میرے غلام سے خدمت لی ہے۔ تب آپ نے فرمایا: الْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ ۔ یہی الفاظ فقہاء نے فقہ کا قاعدہ بنا لیے۔ لہذا مشتری کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ خیار عیب کے سبب بیع بائع کو واپس کر دے کیونکہ مشتری کا مال قیمت ادا کرنے کے سبب اس کا مستحق ہوا ہے لہذا اس کو بیع بھی کامل ہی ملنا چاہئے اور اگر کامل قیمت کے بدلے ناقص بیع ملا تو اس نقص پہ مطلع ہونے کے بعد اس کو واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔

اجتہاد اجتہاد کے ساتھ باطل نہیں ہوگا

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شئی پر اجتہاد کے ذریعے حکم لگایا گیا اس کے بعد اجتہاد کے ذریعے ہی پہلے حکم کے برعکس حکم ثابت ہو جائے تو پہلا حکم باطل نہیں ہوگا کیونکہ لیس الاجتہاد الثانی باقوی من الاول۔ دوسرا اجتہاد پہلے کی نسبت قوی نہیں ہوتا اور یہ قاعدہ (الْإِجْتِهَادُ لَا يَنْقُضُ بِالْإِجْتِهَادِ) اجماع سے وجود میں آیا ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ اگر نمازی پہ قبلہ کی سمت مشتبہ ہو جائے تو اس پہ تحرری لازم ہے چنانچہ اس نے تحرری کے بعد ایک طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کرنی شروع کر دی۔ بعد میں ظن

غالب سے یہ ظاہر ہوا کہ قبلہ کی سمت دوسری ہے تو اس دوسرے اجتہاد سے پہلا اجتہاد باطل نہ ہوگا اور اس کی نماز درست قرار دی جائے گی۔

نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں

یہ قانون (لَا اجْتِهَادَ عِنْدَ ظُهُورِ النَّصِّ) قرآن مجید کی کئی آیات سے مستنبط ہے۔ سورہ احزاب میں فرمایا: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مَوْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا سورہ مائدہ میں فرمایا: وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۔ ہم الظلمون، ہم الفسقون۔ اور اجتہاد تو یہ ہے کہ دلیل شرعی کے ذریعے حکم شرعی تک پہنچنے کیلئے اپنی پوری طاقت صرف کر دینا۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی ایک حکم واضح فرمادیا ہے تو پھر اجتہاد کی ضرورت ہی کیا باقی رہ گئی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کے واضح فرمان کے ہوتے ہوئے بھی کسی اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے بلکہ قرآن و سنت کے مقابلہ میں فیصلہ دینا حرام ہے۔ سود کی حرمت، میراث کی تقسیم، زانی مرد و عورت کی سزا واضح طور پر قرآن پاک میں بیان فرمادی گئی۔ اب کوئی شخص اجتہاد کے ذریعے کمی بیشی کرے گا تو قابل قبول نہ ہوگی۔ اس بارے میں ایک قاعدہ کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ لَا اجْتِهَادَ لَا يُعَارِضُ النَّصَّ۔ اجتہاد نص کے معارض نہیں ہو سکتا یعنی منصوص حکم کے سامنے کوئی اجتہاد قابل قبول نہیں۔

مسائل اجتہادیہ میں حاکم کا حکم اختلاف ختم کر دیگا

مطلب یہ ہے کہ ایک ہی مسئلہ میں اگر ائمہ کی آراء مختلف اور متعدد ہوں تو حاکم وقت (بشرطیکہ وہ شرعی احکام سے پوری طرح آگاہ بھی ہو اور ان کا پابند بھی) کو اختیار ہے کہ جو رائے اجتہاد درعایا کے لئے زیادہ مفید سمجھے اس کو اپنالے۔ اگرچہ وہ قول مرجوح ہی ہو کیونکہ اس سے ہی توقع ہے کہ وہ ایسا قول اپنائے گا جو کہ عوام کیلئے زیادہ نفع بخش ہوگا۔ گویا حاکم کا اختیار ہی قول مرجوح کی خامیوں کو دور کر کے اسے رائج بنانے کا سبب بن جائے گا۔ اسی لیے فقہ حنفی میں عند الضرورت دوسرے امام کے قول پر فتویٰ دینے کی اجازت ہے جیسا کہ مفقود الخبر کے بارے میں امام مالک علیہ الرحمۃ کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

(حُكْمُ الْحَاكِمِ فِي مَسَائِلِ الْاجْتِهَادِ يَرْفَعُ الْخِلَافَ)

ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ کمائی کو صدقہ کرنا

جائز ہے بشرطیکہ اصل مالک کو لوٹانا مشکل ہو۔ فتاویٰ شامی میں ہے: والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب

رده عليهم والافان علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه (ج ۵ ص ۹۹)

حاصل کلام یہ ہے کہ جس کے پاس مال حرام ہو۔ اگر وہ اس مال کے مالک کو جانتا ہو تو مالک کو مال لوٹانا واجب ہے اور اگر مالک کا علم نہ ہو تو یہ مال اس کیلئے حلال نہیں اور وہ اصل مالک کی نیت سے صدقہ کر دے۔ اسی میں ج ۲ ص ۳۵ پہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اس مال سے صدقہ کیا جو حرام قطعی ہے اور ثواب کی امید رکھی تو کافر ہو گیا اور اگر فقیر کو مال کی حرمت کا علم ہو گیا پھر اس نے دینے والے کو دعادی اور اس نے آمین کہی تو دونوں کافر ہو گئے۔ بہر حال قاعدہ یہ ہے کہ (سَبِيلُ الْكَسْبِ الْخَبِيثِ

الْفَضْلُ بِهِ إِذَا تَعَذَّرَ الرَّذُّ عَلَى صَاحِبِ الْحَقِّ

مئے واقعہ کی نسبت اس کے قریب ترین وقت کی طرف کی جائے گی

مثلاً کسی نے نماز ادا کرنے کے بعد اپنے کپڑے پہ ایسی نجاست دیکھی جس کے لگنے کا وقت اسے معلوم نہیں تو قریبی حالات کا اعتبار کیا جائے گا اور صرف آخری حدث لاحق ہونے کے بعد ادا کی جانے والی نمازوں کا اعادہ اس پہ لازم ہوگا۔ اسی طرح جنگ یا جھگڑے فساد میں کوئی شخص زخمی ہو کر صاحب فراش ہو گیا اور اس کی موت واقع ہو گئی تو اس موت کا سبب قریب ترین لگنے والے زخم کو سمجھا جائے گا اور اس کے مطابق تمام معاملات طے پائے جائیں گے۔ یہی اس قاعدے کا مطلب ہے۔

(الْأَصْلُ إِضَافَةُ الْحَادِثِ إِلَى أَقْرَبِ أَوْقَاتِهِ)

شک کی بنا پر کسی عمل کا اعتبار نہ ہوگا

یعنی ایک بندے کو شک لاحق ہوا کہ اس نے فلاں عمل کیا ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ اس نے وہ عمل نہیں کیا۔ مثلاً کسی شخص کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں دی تو طلاق واقع نہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا یا کسی شخص کو نماز شروع کرنے سے پہلے شک لاحق ہوا کہ میرا وضو ہے یا نہیں تو وضو نہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اس پر واجب ہے کہ وضو کر کے نماز ادا کرے اور اگر نماز ادا کرنے کے دوران کسی رکن کے بارے میں شک لاحق ہو جائے کہ وہ ادا کیا ہے یا نہیں اور کسی جہت میں گمان غالب نہ ہو تو اس صورت میں مشکوک رکن کی عدم ادائیگی کا حکم لگایا جائے گا۔ (مَنْ شَكَّ هَلْ فَعَلَ شَيْئًا أَمْ لَا فَلَا ضَلَّ أَنْهُ لَمْ يَفْعَلْ)

قلت وکثرت میں شک لاحق ہوا تو قلت کا حکم لگایا جائے گا

قاعدہ یہ ہے کہ مَنْ تَيَقَّنَ الْفِعْلَ وَشَكَّ فِي الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ حُمِلَ عَلَى الْقَلِيلِ لِأَنَّهُ الْمُتَيَقَّنُ۔ جس کو کام کرنے کا تو یقین ہو لیکن قلت وکثرت میں شک ہو تو اس عمل کو قلیل مقدار پہ محمول کیا جائے گا کیونکہ وہ تو یقینی ہے۔ مثلاً کسی کو طلاق کی مقدار میں شک لاحق ہوا کہ ایک دی ہے یا زیادہ تو ایک یقینی ہوگی جبکہ ایک سے زائد کا نہ یقین ہو اور نہ ہی ظن غالب۔ اسی طرح نمازی کو پہلی بار شک لاحق ہوا کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو نئے سرے سے نماز ادا کرے اور اگر یہ شک لاحق ہوتا رہتا ہے تو ظن غالب کا اعتبار ہوگا ورنہ اقل مقدار پہ عمل کرے کیونکہ اس کی ادائیگی یقینی ہے لیکن ہر دو مشکوک رکعتوں کے بعد ان میں سے ہر رکعت کو آخری سمجھ کر قعدہ کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے تاکہ آخری قعدہ کی ادائیگی اپنے محل پہ ہو سکے۔

کسی عمل میں تعین شرط نہ ہو تو اس میں خطا ہو جانا نقصان دہ نہیں ہے

مثلاً گواہی دیتے وقت گواہ کسی خاص چیز کے بارے میں خطا کر جائے تو وہ اس کی شہادت کے لئے نقصان دہ نہ ہوگی جیسے گواہوں نے قاضی کے سوال پہ جانور کا ایک رنگ ذکر کیا۔ پھر گواہی دیتے ہوئے خطا دوسرا رنگ بیان کر دیا تو ان کی شہادت قبول ہوگی اور اس وجہ سے گواہی رد نہ کی جائے گی۔ جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ لَوْ سَأَلَهُمُ الْقَاضِي عَنْ لَوْنِ الدَّابَّةِ

فذکروا لونا..... اس قاعدے کو فقہاء کرام نے ”الْخَطَا فِيمَا لَا يَشْتَرِطُ التَّعَيُّنُ لَهُ لَا يَضُرُّ“ کا نام دیا ہے۔
اصل یہ ہے کہ کلام میں حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا

مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا لفظ کلام میں موجود ہے جس سے حقیقی و مجازی دونوں معانی مراد ہو سکتے ہیں تو اولاً اس سے حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا۔ ہاں اگر حقیقی معنی مستعد رہو تو پھر مجازی معنی کی طرف جائیں گے یہی مفہوم ہے اس قاعدے کا الْأَصْلُ فِي الْكَلَامِ الْحَقِيقَةُ۔ مثلاً کسی نے کہا: هذه الدار لذيد۔ یہ گھر زید کی ملکیت ہے پھر اگر بعد میں یہ کہا کہ انھا مسکنہ یہ اس کی رہائش ہے تو اس کا دوسرا بیان (مجاز) ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہ ہوگا۔ اسی طرح کہا ”میں نے یہ مکان فلاں کے بیٹے کیلئے وقف کیا تو فلاں کے حقیقی بیٹے پر ہی اس کا اطلاق ہوگا نہ کہ پوتے پر لیکن اگر فلاں کا حقیقی بیٹا نہ ہو تو مجازی طور پر پوتے پہ اطلاق ہوگا کیونکہ ولد کا حقیقی اطلاق صرف سگے بیٹے پر ہی ہوتا ہے۔ یوں ہی اگر کہا اللہ کی قسم میں اس بکری سے کچھ نہ کھاؤں گا تو اس کا اطلاق گوشت کھانے پہ ہوگا۔ دودھ پی لیا تو قسم نہ ٹوٹی۔ میں اس گندم سے نہ کھاؤں گا اس کا اطلاق گندم کے دانوں پہ ہوگا اگر اس گندم کی روٹی کھالی تو قسم نہ ٹوٹے گی۔

شرط میں شک پڑ جانا مشروط میں شک کو ثابت کر دے گا

مثلاً نماز کے صحیح ہونے کیلئے وضو شرط ہے تو اگر نماز کے دوران یا فارغ ہونے کے بعد وضو کے بارے میں شک پڑ گیا تو نماز کی صحت مشکوک ہو جائے گی اور ظن غالب کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ اسی طرح ناپاک بدن اور نجس کپڑے کو پاک کرنے کیلئے پانی سے دھونا شرط ہے اگر دھونے کے بعد معلوم ہوا کہ پانی کی طہارت مشکوک ہے تو اس سے بدن اور کپڑے کی طہارت بھی مشکوک ہو جائے گی تو بھی فیصلہ ظن غالب کے مطابق ہوگا۔ (لَا نَ الشَّكَّ فِي الشَّرْطِ يُوجِبُ الشَّكَّ فِي الْمَشْرُوطِ)
عوام کے مسائل و حقوق میں حاکم وقت کے تصرفات مصلحت یہ مبنی ہوتے ہیں

بشرطیکہ امامت کی چار شرائط علم عدالت کفایت (شرعی حدود قائم کرنے اور جہاد میں شریک ہونے میں جبری ہو۔ الغرض حکومتی ذمہ داریاں نبھانے میں پوری طرح واقف بھی ہو اور عمل بھی کرا سکتا ہو) سلامتی ہوش و حواس۔ حدیث شریف میں ہے ”جسے مسلمانوں کے امور کا والی بنایا گیا اور پھر اس نے محنت اور کوشش نہ کی اور اخلاص سے کام نہ لیا تو اس پہ جنت حرام ہے۔ اسی بنا پہ فقہاء کرام نے یہ قاعدہ متعین فرمایا ہے: تَصَرُّفُ الْإِمَامِ فِي شُؤْنِ الرَّعِيَّةِ مَنْوُوطٌ بِالْمَصْلَحَةِ (ترجمہ عنوان میں گزر چکا) گونگے کا اشارہ معھودہ بیان کی مانند ہے

(إِشَارَةُ الْآخَرَسِ الْمَعْهُودَةُ كَالْبَيَانِ بِاللِّسَانِ) معھودہ بیان سے مراد یہ ہے کہ وہ اشارہ جو اس نے کسی عمل یا بیان کیلئے مختص کر رکھا ہے۔ اس کو بیان ہی کا درجہ دیا جائے گا۔ بشرطیکہ قاضی بذات خود اشارے سے واقف ہو یا کوئی معتبر عادل و صادق القول ترجمان ہو جو اس کے اہل خانہ پڑوسیوں یا احباب میں سے ہو ردالمحتار میں ہے کہ گونگا اگر چہ لکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ پھر بھی اس کا اشارہ معتبر ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں یعنی لکھنا اور اشارہ حجت ضروریہ ہیں اور یہ اشارہ وصیت اقرار بیع و شرا

الطلاق وغیرہ تمام احکام میں زبان کے قول کی طرح معتبر ہے جبکہ وہ گونگا ہو یا بعد میں اسے عذر لاحق ہو اور ہمیشہ باقی رہا (حاشیہ کنز الدقائق ص ۱۱۵) لیکن حدود و شہادت میں اس کا اشارہ معتبر نہیں ہوگا کیونکہ حدود و شہادت سے ساقط ہو جاتی ہیں اور اشارہ میں قطعیت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ لفظ شہادت کہنے پہ قادر ہے جبکہ بوقت شہادت یہ قول لازم ہے۔ لکن والے کا اشارہ معتبر نہیں ہے لیکن اگر لکنت اس حد تک بڑھ جائے کہ کلام کر ہی نہ سکے۔ مگر اس میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اس کی لکنت تادم واپس باقی رہے جبکہ ترمناشی نے ایک سال لکنت برقرار رہنے کا قول کیا ہے۔ (طحطاوی شامی)

ترجمان کا قول مطلقاً قبول کیا جائے گا

جب متکلم اور سامع ہم زبان نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی بات سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔ وہاں ترجمان کی ضرورت پڑتی ہے جو متکلم کی زبان سے بھی واقف ہو اور اس کے کلام کے اسرار سے بھی آگاہ ہو اور سامع تک متکلم کی گفتگو کا حقیقی مفہوم پہچاننے کی صلاحیت تامہ رکھتا ہو۔ ایسے ترجمان کا قول بلا قید و شرط قبول ہوگا۔ یہی مطلب ہے اس قاعدہ کا یُقْبَلُ قَوْلُ الْمُتَرْجِمِ مُطْلَقًا۔ ائمہ کرام کے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ شہادت کی ترجمانی کیلئے صرف ایک آدمی کافی ہے یا شاہدین کی طرح ان کا بھی دو ہونا ضروری ہے۔ امام اعظم اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما ایک ترجمان کو کافی قرار دیتے ہیں جبکہ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے کہ شاہدین کی مثل ان کا بھی دو ہونا ضروری ہے۔

اشیاء میں اصل جائز ہونا ہے جب تک کہ عدم اباحت یہ کوئی دلیل نہ ہو

اس قاعدہ کی بنیاد قرآن مجید کی یہ آیت هو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۶۳) اور حضور علیہ السلام کے کئی فرمودات عالیہ ہیں۔ لہذا کسی کام کے جائز ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس کی حرمت کراہت یا عدم اباحت کا قول کرنے والے پہ دلیل لازم ہے۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱ ص ۱۷۱ پہ ہے: ان الاشیاء مباحۃ حتی یقوم الدلیل علی الحظر۔ اشیاء میں اصل مباح ہونا ہے جب تک کہ منع پہ دلیل قائم نہ ہو جائے۔ اس کی وجہ اسی میں یوں بیان فرمائی گئی۔ ان الاثبات اولی من النفی لان المثبت اولی و اقدم من النافی قال بعضهم وهو وفاق اهل العلم (ج ۱ ص ۱۹۸) کسی شئی کو ثابت کرنا نفی کرنے کی نسبت اولی ہے کیونکہ مثبت نافی سے اولی ہے اور بعض نے کہا کہ اس اصول پہ اہل علم کا اتفاق ہے۔ اس قانون سے بیسیوں مسائل کا استنباط ہو سکتا ہے بالخصوص وہ مسائل جن پہ اس دور میں بحث و مناظرے ہوتے ہیں۔ ختم درود عرس گیارہویں، محفل میلاد و جلوس میلاد صلوٰۃ و سلام وغیرہ۔ مخالفین سے ان مسائل کے ناجائز ہونے پہ دلیل طلب کی جائے تو الثاویہ ہم سے جائز ہونے کی دلیل مانگتے ہیں جبکہ اس قانون کو مانتے بھی ہیں: الْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ حَتَّى يَدُلَّ الدَّلِيلُ عَلَى عَدَمِ الْإِبَاحَةِ۔

تصریح کے مقابلہ میں دلالت کا اعتبار نہیں

مطلب یہ کہ جب حکم صریح اور حکم دلالت باہم متعارض ہوں تو صریح حکم پہ عمل ہوگا اور حکم دلالت کو چھوڑ دیا جائے گا۔ مثلاً

دو آدمیوں نے ایک معین شے خریدنے کا دعویٰ کیا لیکن دونوں نے خریدنے کی تاریخ بیان نہ کی یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کر دی تو جس کا اس شے پہ قبضہ ہے اس کا قول معتبر ہوگا لیکن جب دوسرے نے اس سے پرانی تاریخ بیان کر دی تو پھر اس کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ تاریخ کا قدیم ہونا اس کی ملکیت کو صراحتہ ثابت کرتا ہے لیکن دلائل پہ عمل کر لینے کے بعد صریح کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً فضولی نے کسی کا سامان فروخت کیا اور اس نے فضولی سے سامان کی قیمت کا مطالبہ کیا پھر یہ اس کی طرف سے بیع کا جائز قرار دینے کی دلالت ہوگی۔ اس کے بعد مالک نے صراحتاً بیع کو رد بھی کر دیا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ دلالت پہ عمل ہونے کے بعد صراحت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (کنز الدقائق ص ۲۵۲ درمختار) لَا عِبْرَةَ لِلدَّلَالَةِ فِي مُقَابَلَةِ التَّصْرِیحِ۔

جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس آ جاتا ہے

مطلب یہ کہ جب کسی مانع کی وجہ سے کوئی حکم ممنوع ہو جائے تو مانع ختم ہونے کے ساتھ ہی ممنوع حکم پہلی حالت پر واپس آ جاتا ہے جیسا کہ کسی نے بیع فاسد کے ساتھ کوئی چیز خریدی تو اسے بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہے لیکن جب مشتری نے بیع بطور رہن مرہن کے حوالے کر دی تو اس سے بیع فسخ کرنے کا حق ساقط ہو جاتا ہے مگر جو نہی مشتری نے مرہن سے وہ چیز واپس لے لی تو اسے بیع فسخ کرنے کا اختیار بھی دوبارہ حاصل ہو جائے گا۔ (مجمع الانهر) کیونکہ اِذَا زَالَ الْمَانِعُ عَادَ الْمَمْنُوعُ ساقط ہو نیوالا حکم واپس نہیں آتا جس طرح کہ معدوم نہیں لوٹتا

مطلب یہ کہ ایسا حق یا حکم جو ایک بار ساقط ہو گیا وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا جس طرح کہ معدوم یعنی جو ابتداء ہی نہ ہو واپس نہیں آتا۔ مثلاً کسی شخص کو دوسرے کی مملوکہ زمین سے گزرنے کا حق حاصل تھا۔ پھر مالک زمین نے اس کے گزرنے پہ پابندی لگا کر اس کے حق کو ساقط کر دیا یا اس کی گزرگاہ پہ مکان یا دیوار بنادی تو گویا مالک نے اس کے گزرنے کا حق ساقط کر دیا تو مالک کے خلاف نہ اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا اور نہ ہی مالک زمین کو اس کا حق واپس لوٹانے پہ مجبور کیا جائے گا۔ اسی طرح فسق و فجور کے سبب کسی کی گواہی رد کر دی گئی تو بعد ازاں تو بہ کرنے کے باوجود اس معاملہ میں دوبارہ شہادت قبول نہ ہوگی لیکن بچے اور نابینا کیلئے بعض شرائط کے ساتھ دوبارہ قابل تسلیم ہوتی ہے یعنی اندھے کے بینا اور بچے کے بالغ ہونے کے بعد اس واقعہ میں ان کی گواہی تب قبول ہوگی جب اندھا واقعہ پیش آنے کے وقت بینا ہو اور بعد میں بصارت سے محروم ہوا ہو اور بچے کی شہادت سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد تب قبول ہوگی جب واقعہ پیش آنے کے وقت وہ تمیز کی صلاحیت رکھتا ہو بصورت دیگر ان کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

ممنوع عادی ممنوع حقیقی کی طرح ہوتا ہے

مطلب یہ کہ ایسا امر جو عادی ممنوع ہو وہ اس امر کی مثل ہوتا ہے جو حقیقہ ممنوع ہو۔ امتناع کی مذکورہ دونوں قسمیں حکم کے اعتبار سے مساوی ہیں (الْمُمْتَنِعُ عَادَةً كَالْمُمْتَنِعِ حَقِيقَةً) کسی شے کا خلاف عقل ہونے کے سبب بالضرورة ممنوع ہونا امتناع حقیقی کہلاتا ہے۔ جیسے کسی شخص نے ایسے آدمی کے بارے میں اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کیا جو عمر میں اس سے بڑا ہو تو اس کا یہ اقرار خلاف عقل ہونے کے سبب حقیقہ باطل ہوگا اور کسی شے کا صرف حکم عادت کے ساتھ ممنوع ہونا امتناع عادی کہلاتا ہے۔ ایسا

دعویٰ جس کے حق میں ایک جم غفیر گواہی دے اس کو رد کرنا عادتہ ممتنع ہے۔ لہذا ایسی متواتر شہادت کے خلاف کوئی شہادت قابل تسلیم نہ ہوگی۔ اسی طرح شادی کے وقت بچیوں کو دیا جانیوالا جہیز واپس لوٹانا عادتہ ممتنع ہے۔ لہذا اس کے بارے میں کسی کا دعویٰ تسلیم نہ کیا جائے گا۔

پرائی چیز کو اس کے پرانے پن یہ ہی چھوڑا جائے گا

قدیم وہ ہے جس کی ابتداء کو پہچاننے والا نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً کسی گھر کا بارش کا پانی ساتھ والے گھر سے بہہ کر باہر جاتا ہو اور پانی کی یہ گزر گاہ اتنی قدیم ہے کہ وہاں کے رہنے والے بھی اس سے آگاہ نہ ہوں کہ یہ پانی کب سے گزر رہا ہے تو پڑوسی کو یہ پانی روکنے کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ اپنی سابقہ حالت پر ہی برقرار رکھا جائے گا۔ اسی طرح اگر پڑوسی کے ساتھ ملحقہ دیوار میں دراڑیں پڑ جائیں یا اس کا کچھ حصہ اس کے صحن میں گر جائے اور پڑوسی کے گھر داخل ہوئے بغیر اس کی مرمت ممکن نہ ہو اور وہ اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا ہو تو دیوار کو اپنی قدیمی حالت پہ برقرار رکھنے کیلئے اس کی ضد مانع نہیں ہو سکتی بلکہ زبردستی اس کو کہا جائے گا کہ یا دیوار کی مرمت کروایا گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے۔ (يَجِبُ تَرْكُ الْقَدِيمِ عَلَى قَدَمِهِ)

حاضر شئی میں وصف لغو اور غائب میں معتبر ہوتا ہے

ہاں اگر بیع مشار الیہ نہ ہو بلکہ اس کی پہچان صرف تسمیہ اور وصف بیان کرنے سے ممکن ہو تو اس صورت میں وصف کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً رات کے وقت کسی نے نگینہ بیچا اور کہا یہ یا قوت احمر ہے لیکن صبح ہوئی تو وہ یا قوت اصفر (پیلے رنگ کا یا قوت تھا) تو بیع صحیح ہوگی مگر مشتری کو اختیار ہوگا اور خیاری کی یہ قسم خیاری وصف کہلاتی ہے۔ جنس مختلف ہونے کی صورت میں مسمی کا اعتبار تب ہوگا جب بائع اور مشتری دونوں یہ نہ جانتے ہوں کہ مشار الیہ جنس مسمی کے خلاف ہے اور اگر دونوں اس سے آگاہ ہوں تو پھر اعتبار مشار الیہ کا ہوگا مثلاً کسی نے کہا میں نے یہ گائے تجھے فروخت کی اور اشارہ بکری کی طرف کیا جو ان دونوں کے سامنے ہے تو مشار الیہ کا اعتبار کرتے ہوئے بکری کی بیع صحیح ہوگی۔ (اس قاعدے میں مزید تفصیل ہے جو کتب فقہ و اصول فقہ میں دیکھی جاسکتی ہے اور اس قاعدے کا نام ہے۔ اَلْوَصْفُ فِي الْحَاضِرِ لَغْوٌ وَفِي الْغَائِبِ مُعْتَبَرٌ۔ جس کا ترجمہ عنوان میں گزر چکا)

سب ملکیت کا تبدیل ہونا ذات کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہے

مثلاً کسی نے اپنے باپ کی میراث کا مالک ہونے کا دعویٰ کیا مگر اپنے دعویٰ پہ گواہ ایسے پیش کیے کہ جنہوں نے گواہی دی کہ یہ ماں کی طرف سے اس جائیداد کا وارث ہے تو یہ گواہی دعویٰ کے ثبوت کے لئے قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ دعویٰ اور شہادت میں مطابقت نہیں ہے تو چونکہ گواہی نے سبب شہادت تبدیل کر دیا ہے جو کہ ذات ملکیت کی تبدیلی کے قائم مقام ہے۔ لہذا دعویٰ ہی باطل ہوگا تَبَدُّلُ سَبَبِ الْمِلْكِ قَائِمٌ مَقَامَ تَبَدُّلِ الذَّاتِ۔

اپنے ہی عقد کو توڑنے کی کوشش مردود ہوگی

یعنی ایک شخص خود ہی کسی عقد کے مکمل ہونے کا سبب بنا اور پھر عقد کی تکمیل کے بعد خود ہی اس کو توڑنے کے درپے ہو گیا تو

اس کی کوشش بے کار ثابت ہوگی اور عقد قائم رہے گا۔ اس قاعدے کا نام ہے: مَنْ سَعَى فِي نَقْضِ مَاتَمٍ مِنْ جِهَتِهِ فَسَعِيُهُ مَرْدُودٌ عَلَيْهِ۔ مثلاً کسی عقد میں ایک شخص تاوان یا اس پہ لازم ہونے والی رقم کا ضامن بنا اور پھر بیع پہ اپنی ملکیت کا دعویٰ کر دیا تو اس کا دعویٰ قبول نہ ہوگا کیونکہ ضامن بن کر اس نے خود ہی عقد کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے اور اب ملکیت کے دعوے کے ساتھ خود ہی اس کے توڑنے کا ارادہ رکھتا ہے لہذا اس کا دعویٰ رد کر دیا جائے گا۔

جو کسی چیز کا مالک ہوگا وہ اس کی ضروریات کا بھی مالک ہوگا

یعنی اس شئی کے منافع کی تکمیل کا سبب بننے والی تمام چیزوں کا بھی وہی مالک ہوگا۔ مثلاً کسی نے رہائش یا دکان بنانے کیلئے زمین خریدی تو اس عقد کے ساتھ ہی مشتری مکان یا زمین تک پہنچنے والے راستے کا بھی خود بخود ہی مالک ہو جائے گا کیونکہ بائع پر راستہ مہیا کرنا لازم ہوتا ہے اس لئے کہ جس مکان تک پہنچنے کیلئے راستہ ہی نہ ہو وہ رہائش کے قابل نہیں ہوتا اور اس سے منافع کا حصول دشوار ہوتا ہے۔ لہذا کسی بھی شئی کی وہ چیزیں جن کا پایا جانا اس شئی کے لئے ضروری ہے اور ان کے بغیر اس شئی سے حقیقی منافع حاصل نہیں ہو سکتے تو اس پر ملکیت ثابت ہونے سے وہ تمام چیزیں ملکیت میں آ جاتی ہیں۔ (مَنْ مَلَكَ شَيْئًا مَلَكَ مَا هُوَ مِنْ ضَرُورَاتِهِ)

شرعی سبب کے بغیر کسی غیر کا مال لینا کسی کیلئے جائز نہیں

قرآن مجید میں ہے: اے ایمان والو! آپس میں اپنے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ (النساء) حدیث شریف میں ہے: ”کسی کے لئے اپنے بھائی کا مال لینا حلال نہیں اور اگر وہ لے لے تو اسے چاہئے کہ واپس کر دے اور اگر کوئی ایسی غلطی کر لے تو اولاً اس کا اصل مال واپس کرے اور اگر اصل مال نہیں ہے بلکہ ضائع ہو گیا ہے تو اگر اس کا تعلق ذات الامثال سے ہے تو پھر اس کی مثل دے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ۔ ورنہ اس کی قیمت ادا کرے (جبکہ اس کا تعلق ذات القیم سے ہے۔ الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۳۶ کتاب الغصب) انہی تصریحات سے فقہاء نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے: لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ مَالَ غَيْرِهِ بِلَا سَبَبٍ شَرْعِيٍّ۔

جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے

مثلاً موکل فوت ہو گیا یا پاگل ہو گیا تو وکیل کی وکالت بھی ساقط ہو گئی جبکہ اس پہ کسی غیر کا حق نہ ہو۔ اسی طرح اصلی گواہوں کی گواہی رد ہو گئی تو فرعی گواہوں کی گواہی خود بخود ہی رد ہو جاتی ہے کیونکہ اِذَا سَقَطَ الْأَصْلُ سَقَطَ الْفَرْعُ جب کوئی شئی باطل ہوگی تو اسکے ضمن میں آنیوالی شئی بھی باطل ہو جائے گی

مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو کہا: بعتك دمي بالف۔ میں نے تجھے اپنا خون ہزار کے عوض بیچ دیا۔ پھر اس نے اس کو قتل کر دیا تو اس میں قصاص واجب ہوگا۔ اس مثال میں خون کی بیع متضمن (بصیغہ اسم فاعل) ہے اور قتل کی اجازت متضمن (بصیغہ اسم مفعول) کیونکہ یہ خون کی بیع کے سبب ہی ثابت ہو رہی ہے لیکن خون (قتل) میں چونکہ بیع شرعاً باطل ہوتی ہے لہذا متضمن

بطل ہونے کی وجہ سے متضمن (قتل کی اجازت) بھی باطل تو نتیجتاً قصاص واجب ہو گیا کیونکہ اِذَا بَطَلَ الشَّيْءُ بَطَلَ مَا فِيْ ضَمْنِهِ .

جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا جائے گا

مثلاً رمضان کے روزے اگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے نہ رکھ سکا تو فدیہ (جو کہ روزوں کا بدل ہے) ادا کرنا لازم ہوگا۔ نماز جمعہ کے وجوب کی شرائط پائی جانے کے باوجود ادا نہ کر سکا تو نماز ظہر کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اسی طرح کوئی فرض نماز وقت پہ ادا نہ کر سکا جو کہ اصل ہے تو اس کا بدل (قضا) لازم ہوگی۔ اِذَا بَطَلَ الْأَصْلُ يُصَارُ إِلَى الْبَدْلِ۔

مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہتا ہے

مطلق سے مراد ایک ماہیت کے افراد کا وہ مشترک حصہ ہے جو کمال نقصان یا وصف کی خصوصیت کا لحاظ کیے بغیر تمام میں یکساں پایا جائے (حاشیہ اصول الشاشی ص ۹) پورا قاعدہ اس طرح ہے: الْمَطْلُوقُ يَجْرِي عَلَى إِطْلَاقِهِ مَا لَمْ يَقُمْ دَلِيلُ التَّقْيِيدِ نَصًّا أَوْ ذِلَالَةً۔ جب تک نص یا دلالت دلیل تقیید قائم نہ ہو جائے مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہے گا۔ مثلاً موکل نے اپنے وکیل کو سامان فروخت کرنے کی اجازت مطلق دی تو وکیل موکل کا سامان اس قیمت پہ بیچ سکتا ہے جو مناسب خیال کرے خواہ وہ قیمت کم ہو یا زیادہ لیکن اگر موکل نے وکیل کیلئے سامان کی قیمت متعین کر دی تو پھر اسے اس سے کم قیمت پہ بیچنے کا اختیار نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں دلیل تقیید نصاً قائم ہے۔

صفات عارضہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے

مطلب یہ کہ بنیادی طور پر صفات عارضہ موجود نہیں بلکہ بعد میں لاحق ہوتی ہیں۔ صفات اصلہ وہ ہیں جو ابتداء ہی سے اصل کے وجود کے ساتھ پائی جائیں جیسے صحت زندگی وغیرہ اور عارضہ وہ ہیں جو بعد میں عارض ہوں جیسے بیماری، نفع، عیب مثلاً بائع اور مشتری کے درمیان بیع کو دیکھنے کے بارے میں اختلاف ہو جائے۔ بائع نے کہا کہ مشتری نے چیز دیکھی ہوئی ہے۔ لہذا اسے خیار رویت حاصل نہیں ہو سکتا جبکہ مشتری نے عدم رویت کا قول کیا تو اس میں مشتری کا قول قبول کیا جائے گا اور اسے خیار رویت حاصل ہوگا کیونکہ عدم رویت اصل ہے لیکن اگر دونوں میں بیع کے اندر عیب پائے جانے میں اختیار ہو جائے یعنی بائع نے کہا جب بیع کو تیرے حوالے کیا تھا تو اس میں عیب نہیں تھا جبکہ مشتری اس کا انکار کرتا ہے تو بائع کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس صورت میں اصل بیع کے اندر عیب کا نہ پایا جاتا ہے۔ اس قاعدہ کا نام ہے:

الْأَصْلُ فِي الصِّفَاتِ الْعَارِضَةِ الْعَدَمُ

امور باطنیہ میں شئی کی دلیل ہی اس کے قائم مقام ہوتی ہے

یعنی وہ کام جن کی حقیقت پہ اطلاع پانا محذور ہو ان پہ ظاہر کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ مثلاً قتل عمد ثابت ہو جانے کی صورت میں قاتل کی خلاف قصاص کا فیصلہ ہوگا اور جن افعال کا تعلق قلب سے ہے۔ مثلاً خشوع و خضوع، بغض و حسد، محبت و عداوت ان کی

حقیقت تک چونکہ رسائی ممکن نہیں لہذا ظاہری افعال و اعمال اور حرکات و سکنات کو دیکھ کر ہی ان میں سے کسی شئی کا حکم کسی شخص پہ لایا جائے گا یعنی کسی کا عمل جس حکم کا تقاضا کرے گا وہ حکم اس پہ لاگو ہوگا۔ اس قانون کا پورا نام ہے: دَلِيلُ الشَّيْءِ فِي الْأُمُورِ الْبَاطِلَةِ يَقُومُ مَقَامَهُ يَعْنِي أَنَّهُ يُحْكَمُ بِالظَّاهِرِ فِيمَا يَتَعَذَّرُ الْإِطْلَاقُ عَلَيْهِ۔

گویا ہی خلاف ظاہر کے اثبات اور قسم اصل کو باقی رکھنے کیلئے ہوتی ہے

یہی وجہ ہے کہ مدعی گواہ لانے کا پابند ہوتا ہے کیونکہ اس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوتا ہے اور مدعی علیہ سے صرف قسم لی جاتی ہے کیونکہ اس کا مقصود ظاہر حالت کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ مثلاً عورت نے مرد کی خلاف لباس و نفقہ نہ دینے کا دعویٰ کیا تو اس کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس میں اصل ان دونوں کا مرد کے ذمہ باقی رہنا ہے جیسا کہ اگر مدیون قرض کی ادائیگی کا دعویٰ کرے اور دائن اس کا منکر ہو تو قول دائن کا معتبر ہوگا مگر گواہ لانا لازم ہوگا (الاشباه والنظائر) اسی قاعدہ کو اَلْبَيِّنَةُ لِاثْبَاتِ خِلَافِ الظَّاهِرِ وَالْيَمِينُ لِإِبْقَاءِ الْأَصْلِ کا نام دیا گیا ہے۔

بندے کا اپنے اقرار کے ساتھ مواخذہ ہوگا

لیکن اس کیلئے چند شرائط ہیں (۱) اقرار مقرر کی رضامندی سے ہو اگر اقرار بالجبر ہوگا تو قابل اعتبار نہ ہوگا (۲) مقرر عاقل و بالغ ہو اگر نابالغ یا مجنون ہوگا تو اقرار درست نہ ہوگا۔ (۳) حاکم کا حکم اسے جھٹلانا نہ سکتا ہو (۴) مقرر نے جس شئی کا اقرار کیا ہے وہ امر محال نہ ہو کیونکہ امر محال کا اقرار شرعاً باطل ہے مذکورہ قاعدہ (الْمَرْءُ مَوَاحِظٌ بِاِقْرَارِهِ) قرآن پاک کی آیت وَلِيْمَلَلِ الذِّي عَلَيْهِ الْحَقُّ (البقرہ ۲۸۲) حضور علیہ السلام کے عمل کہ آپ نے حضرت ماعز اور غامدہ عورت کے اقرار پہ عمل کرتے ہوئے ان پہ حدود شرعیہ کا نفاذ کیا اور اجماع سے ثابت ہے کنز الدقائق ۳۲۲ پہ ہے: لان الامۃ اجتمعت علی ان الاقرار حجة فی حق نفسه۔

کسی شئی کے بارے میں شہادت کب جائز ہوتی ہے؟

اس بارے میں قانون یہ ہے کہ الْأَصْلُ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الشَّهَادَةُ لِشَيْءٍ إِلَّا إِذَا عُلِمَ بِوَجْهِهِ مِنَ الْوُجُوهِ الْمَوْجِبَةِ لِلْعِلْمِ۔ یعنی بنیادی طور پر کسی شئی کے بارے میں شہادت جائز نہیں ہوتی مگر جبکہ اسے موجب علم اسباب میں سے کسی کے ذریعے جانا جائے اور اسباب علم چار ہیں حواس خمسہ (دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی قوت) نقل متواتر (اتنے لوگوں کی کسی واقعہ کی شہادت دینا کہ جن کا جھوٹ پہ اتفاق عقلاً محال ہو۔) عقل صحیح اور استدلال۔ قاعدہ مذکور کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ کسی شئی کی شہادت کیلئے بھی بلا تحقیق و ثبوت شہادت دینا ہرگز جائز نہیں ہے بلکہ شہادت کے سچ ہونے کے لئے گواہ کسی شک و شبہ میں بھی مبتلا نہ ہو اور جو گواہی محض حسد، کینہ اور بغض و عداوت کی بنا پر دی جائے اسے حدیث میں گناہ کبیرہ بلکہ شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

حرمت سے اباحت اور اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونا

اس بارے میں قانون یہ ہے کہ الْإِنْتِقَالُ مِنَ الْحُرْمَةِ إِلَى الْإِبَاحَةِ يُشْتَرَطُ فِيهِ الرُّتْبُ وَالْإِنْتِقَالُ

الْإِبَاحَةُ إِلَى الْحُرْمَةِ يَكْفِي فِيهِ أَيْسَرُ الْأَسْبَابِ۔ یعنی حرمت سے اباحت کی طرف منتقل ہونے کیلئے اعلیٰ اور قوی اسباب کا موجود ہونا شرط ہے جبکہ اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونے کیلئے آسان اور خفیف اسباب بھی کافی ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کوئی حرام شئی تب تک مباح نہیں ہو سکتی جب تک کہ انتہائی اور قوی اسباب و علل موجود نہ ہوں مگر اس کے برعکس مباح چیز کو حرام قرار دینے کیلئے اتنے قوی اسباب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک مسلمان (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا تو اس کا خون مباح ہو جاتا ہے اور ارتداد اباحت کیلئے بہت قوی دلیل ہے مگر اس کے برعکس اباحت کے حرمت میں تبدیل ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ تائب ہو کر از سر نو دائرۃ اسلام میں داخل ہو جائے اور یہ سبب پہلے کے مقابلہ میں خفیف ہے۔

حدود کو قیاس سے نہیں بلکہ توفیقی احکام و دلائل سے ثابت کرنا ہوگا

اور وہ توفیقی احکام و دلائل قرآن و حدیث اور اجماع ہیں۔ (نور الانوار ص ۱۵۳) مثلاً زنا کے ثبوت کیلئے ایسے چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے مرد و عورت کو اس حالت میں دیکھا ہو کہ جیسے سلائی سرمدہ دانی میں اور رسی کنویں میں۔ اگر تین گواہ تو ایسی گواہی دیں اور چوتھا کہے کہ میں نے ایسے تو نہیں دیکھا بلکہ یوں دیکھا ہے کہ دونوں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے تو چاروں کو حد قذف لگے گی (فتاویٰ رضویہ) پھر ان گواہوں کی عدالت کردار اور خصائل وغیرہ کے بارے میں سزا اور جبراً تحقیق کرنا قاضی کے ذمہ لازم ہے۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا "لَا يَجُوزُ اثْبَاتُ الْحُدُودِ مِنْ طَرِيقِ الْقِيَاسِ وَ إِنَّمَا طَرِيقُ اثْبَاتِهَا التَّوْقِيفُ"۔

حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں

حد اس سزا کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہو اور اس پہ تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ شبہ کی بنا پر حد ساقط ہو جاتی ہے۔ لقولہ علیہ السلام ادروا الحدود بالشبہات (مسند امام اعظم) اور شبہ سے مراد وہ شئی ہے جو ثابت ہونے والی شئی کے مشابہہ ہو اور درحقیقت ثابت نہ ہو (شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۸۳ کنز الدقائق ص ۱۸۲) پھر شبہ کی تین اقسام ہیں۔ شبہ فی الفعل فی المحل فی العقد پہلی دو متفق علیہ ہیں اور تیسری میں اختلاف ہے۔ بہر حال تینوں قسمیں حد زنا سے متعلق ہیں۔ ہر ایک کی تعریف اور مثالیں کتب فقہ سے معلوم کریں تاہم اس میں قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ الْحُدُودُ تُدْرَوُ بِالشُّبُهَاتِ۔ یا غلط دیگر الْحُدُودُ تُنْكَرُ بِالشُّبُهَاتِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ادفعوا الحدود عن عباد اللہ ما وجدتمہ له مدفعاً (ابن ماجہ) اللہ کے بندوں سے حدود کو دور کرو جب تک تم دور کرنے کا راستہ پاؤ۔

و جو میں تابع حکم میں بھی تابع ہی ہوتا ہے

یعنی جو حکم متبوع کا ہو گا وہی تابع کا ہوگا۔ مثلاً باجماعت نماز میں امام اصل اور متبوع ہوتا ہے اور مقتدی اس کے تابع ہوتا ہے تو اگر امام پہ دوران نماز سجدہ سہو لازم ہو گیا تو مقتدی پہ خود بخود ہی ہو جائے گا لیکن اس کے برعکس مقتدی سے بھولی ہوئی تو

اس کی وجہ سے امام پہ کچھ لازم نہیں اور نہ ہی مقتدی پہ کیونکہ وہ امام کے تابع ہے۔ وَالَّتَابِعُ تَابِعٌ۔ اسی طرح کسی نے جنین (پیش) میں موجود بچے کو قتل کر دیا جبکہ حاملہ عورت کی جان محفوظ رہی تو قاتل کے ذمہ کفارہ قتل لازم نہ ہوگا کیونکہ اس مسئلہ میں حاملہ عورت اصل ہے اور حمل اس کی فرع اور تابع ہے تو جب اصل محفوظ ہے تو کفارہ لازم نہ ہوا۔

متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے

مطلب یہ کہ متبوع اور اصل سے کوئی حکم ساقط ہوگا تو تابع و فرع سے بھی وہ حکم ساقط ہو جائے گا۔ مثلاً گونگے کیلئے تکبیر تحریمہ اور تلبیہ کہتے وقت اپنی زبان کو حرکت دینا لازم ہے مگر قرأت کے وقت زبان کو حرکت دینا لازم نہیں کیونکہ قرأت میں تلفظ متبوع ہے اور زبان کی حرکت تابع اور چونکہ متبوع ساقط ہو چکا ہے۔ لہذا تابع بھی ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح مناسک حج میں سے وقوف عرفہ کسی حاجی سے رہ گیا تو اس کیلئے رمی جمار کرنا اور منیٰ میں رات گزارنا وغیرہ بھی لازم نہیں بلکہ افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دے کیونکہ یہ احکام وقوف عرفہ کے تابع ہیں تو جب متبوع ساقط ہو گیا تو تابع بھی ساقط ہو گیا۔ (الَّتَابِعُ يَسْقُطُ بِسُقُوطِ الْمَتَّبُوعِ وَيَسْقُطُ الْفَرْعُ إِذَا سَقَطَ الْأَصْلُ)

تابع متبوع پر مقدم نہیں ہوتا

نماز میں مقتدی امام کے تابع ہے لہذا امام سے پہلے نہ کرے بلکہ اگر نماز کا رکوع یا سجدہ امام سے پہلے کر لیا اور امام کے ساتھ بالکل شامل نہ ہوا تو نماز کو دہرائے گا۔ (نور الایضاح ص ۸۳، مراقی الفلاح ص ۶۹) اذان وقت کے تابع ہے اگر وقت سے پہلے دے دی تو اعادہ واجب ہوگا (کنز ص ۱۹) طواف زیارت ایام نحر میں کرنا واجب ہے گویا ایام نحر متبوع اور طواف زیارت تابع ہے تو اگر کسی نے ایام نحر سے پہلے ہی طواف زیارت کر لیا تو ایام نحر میں دوبارہ کریگا اور ان ایام سے موخر کریگا تو بکری کی قربانی دے گا (نور الایضاح ص ۱۷۶) (الَّتَابِعُ لَا يَتَقَدَّمُ عَلَى الْمَتَّبُوعِ۔)

جس شئی کا عقد کرنا موکل کیلئے جائز ہے اس کیلئے وکیل بنانا بھی صحیح ہے

اس قاعدے سے معلوم ہوگا کہ کن چیزوں میں کسی کو وکیل بنانا جائز ہے اور کن میں ناجائز۔ نماز روزے میں وکیل بنانے کی اجازت نہیں کیونکہ موکل پہ خود یہ چیزیں لازم ہیں۔ اسی طرح شہادت میں تو وکیل درست نہیں کیونکہ اس میں مقصود اصل شاہد کی عدالت و صداقت کا ثبوت ہوتا ہے جو کہ وکیل کے پیش ہونے سے پورا نہ ہو سکے گا۔ ہاں اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں جس میں شاہد کا عدالت میں پیش ہونا ممکن ہی نہ ہو تو پھر ایسا آدمی اس کی طرف سے بطور گواہ پیش ہو سکتا ہے جسے شاہد اصل کی شہادت و عدالت پہ پختہ یقین ہو۔ اسی طرح ارتکاب معاصی پہ سزا کیلئے تو وکیل جائز نہیں ہے۔ اس قانون کو فقہاء نے ”صَحَّ التَّوَكُّلُ لِكُلِّ شَيْءٍ جَازٍ أَنْ يَعْقِدَهُ“ کا نام دیا ہے۔

کسی شرط پہ معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جب شرط پائی جائے گی

تعلیق بالشرط کا مطلب یہ ہے کہ ایک جملہ کے مضمون کے حصول کو دوسرے جملے کے حصول پر منحصر کرنا یعنی ایک کے پائے

جانے کا حصول دوسرے پہ ہو جس کو معلق کیا گیا اسے معلق بالشرط اور جزاء کہتے ہیں اور جس کے ساتھ معلق کیا جائے اسے معلق علیہ اور شرط کہتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: انت طالق اذا دخلت دار فلان۔ تجھے طلاق اگر تو فلاں کے گھر میں داخل ہو تو جو نہی دخول دار کی شرط پائی جائے گی طلاق واقع ہو جائے گی۔ شرط کے ثبوت کیلئے ضروری ہے کہ شرط مناسب ہو عقد کے وقت موجود نہ ہو اور اس کا پایا جانا ممکن ہو ورنہ وہ شرط باطل ہوگی۔ اگر موجود شرط پہ کسی فعل کو معلق کیا گیا تو جزاء فوراً پائی جائے گی اور نافذ العمل ہوگی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا: میں تمہیں یہ گھر اجرت پہ دوں گا اگر تو نے پتھر کو سونے میں تبدیل کر دیا تو اس مثال میں چونکہ عقد اجارہ کو محال شرط پہ معلق کہا گیا ہے لہذا یہ شرط باطل ہوگی جس کی وجہ سے اجارہ بھی باطل ہو جائے گا۔ (باقی مثال کتب فقہ سے دیکھ لیں) بہر حال اس قاعدے کا نام ہے (الْمُعَلَّقُ بِالْشَرْطِ يَجِبُ ثُبُوتُهُ عِنْدَ ثُبُوتِ الشَّرْطِ) ہر نص یہ اس کے مطلق و مقید ہونے کے اعتبار سے عمل کیا جائے گا

مطلق کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید میں وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ہے کہ رکوع کرو رکوع کر نیوالوں کے ساتھ۔ اس میں مطلقاً رکوع کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اس لیے مطلقاً رکوع کو فرض کہا جائے گا اور مقید کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید کو چھونے کیلئے طہارت (با وضو ہونے) کی قید لگائی گئی ہے۔ لہذا بغیر طہارت کے قرآن مجید کو چھونے کی اجازت نہ ہوگی یا تیمم کیلئے صعبدا کے ساتھ طہا۔ یعنی پاک مٹی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ لہذا اگر کسی نے اس شرط کا لحاظ نہ کیا تو تیمم صحیح نہ ہوگا۔ قتل خطا میں رقبہ مومنہ کی قید ہے۔ لہذا کفارہ میں غیر مومن آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا کیونکہ الْأَصْلُ أَنْ يُعْمَلَ بِمُقْتَضَى كُلِّ نَصٍّ إِطْلَاقًا وَتَقْيِيدًا۔

غیر مقصود عمل میں مشغول ہونا مقصود عمل سے اعراض کے مترادف ہے

مثلاً کسی نے اپنی زمین فروخت کی اور اس کے شریک نے اس پہ شفعہ کرنے کے ارادے کا اظہار کیا لیکن جب مشتری سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا کہ تو نے یہ زمین کتنے کی خریدی ہے یا کہا کیا تو نے سستی خریدی ہے تو اتنا کہنے سے شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا کیونکہ ایسے سوالات غیر مقصود عمل میں مصروف ہونا ہے جس کے سبب مقصود سے اعراض ثابت ہوتا ہے۔ مرد نے عورت کو کہا تو اپنے آپ کو طلاق دے لے لیکن اس کے ساتھ ساتھ طلاق کے اختیار کو مجلس کے ساتھ مقید کر دیا تو اگر اس عورت نے اسی مجلس میں اپنے آپ کو طلاق دے لی تو واقع ہوگئی کیونکہ یہی مقصود عمل ہے اور اگر اس مجلس سے اٹھ کھڑی ہو یا دوسرے کام میں مصروف ہوگئی تو اب اگر اپنے آپ کو طلاق دے گی بھی تو واقع نہ ہوگی کیونکہ الْأَشْتِغَالُ بِغَيْرِ الْمَقْصُودِ اعْرَاضٌ عَنِ الْمَقْصُودِ۔ غیر مقصود عمل میں مصروف ہونا مقصود عمل سے اعراض سمجھا جائے گا۔

ظاہر صرف استحقاق کا دفاع کرتا ہے اس کو ثابت نہیں کرتا

مثلاً کسی کی زمین میں پرندے نے بچے یا انڈے دیئے یا ہرن وغیرہ نے اپنی رہائش بنالی تو جس نے ان پہ قبضہ کر لیا یہ اسی کی ملکیت ہو جائیں گے۔ زمین کا مالک ان پہ اپنے استحقاق کا دعویٰ نہیں کر سکتا بشرطیکہ اس نے یہ زمین اس مقصد کیلئے مخصوص نہ

کر رکھی ہو کیونکہ بظاہر اٹھانے والے کا قبضہ اس کے استحقاق کے مانع ہے لیکن جب مالک زمین نے اپنی زمین اسی مقصد کیلئے مخصوص کر رکھی ہے تو پھر ان پہ اسی کا استحقاق ثابت ہو جائے گا جیسا کہ حاشیہ کنز الدقائق ص ۲۵۹ پہ ہے۔ اسی سے فقہ کا یہ قاعدہ وجود میں آیا: الْأَصْلُ أَنَّ الظَّاهِرَ يَدْفَعُ الْإِسْتِحْقَاقَ وَلَا يُوجِبُ الْإِسْتِحْقَاقَ۔

گواہ لانا اسی کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوگا

مثلاً کسی نے دوسرے کے دین موجل (جس کی مدت مقرر ہو) کا اقرار کیا اور مقررہ نے دین کے بارے میں اس کی تصدیق کر دی مگر معینہ مدت کا انکار کر دیا اور کہا کہ تیرے ذمے یہ قرض بالفور واجب الادا ہے تو اس مسئلہ میں مقررہ کا قول معتبر ہوگا کیونکہ ظاہر حالت اسی کی تائید کر رہی ہے کیونکہ اس میں مقرر نے مقررہ کیلئے قرض کا اقرار کیا ہے جو اس کا حق ہے جس کا تقاضا ہے کہ فوراً ادا کیا جائے اور دوسرا مدت معینہ کا دعویٰ کیا ہے جو کہ مقرر کا اپنا حق ہے اور یہ ظاہر کیخلاف ہے اس لیے اس پر اپنے دعوے کے گواہ لانا لازم ہوں گے ورنہ اس کا دعویٰ تا جیل قبول نہ ہوگا۔ (حاشیہ کنز ص ۲۷۲) قاعدہ فقہیہ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں: الْأَصْلُ أَنَّ مَنْ سَاعَدَهُ الظَّاهِرُ فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ وَالْبَيِّنَةُ عَلَى مَنْ يَدْعِي خِلَافَ الظَّاهِرِ کہ بنیادی طور پر (متخاممین میں سے) جس کی مدد ظاہر حال کرے گا اس کا قول معتبر ہوگا اور بینہ لانا اس کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کیخلاف ہوگا۔

مسلمانوں کے امور صواب وصلاح پہ محمول ہوں گے

یعنی امت مسلمہ کے ہر فرد کے عمل کو نیکی، حسن ظن اور درست سمت پہ محمول کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی برائی یا غلط پہلو بالکل واضح نہ ہو جائے اور اگر جانب فساد ظاہر ہو جائے تو پھر اسی پہ محمول کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں بدگمانی سے منع فرمایا گیا ہے بلکہ اس کو گناہ قرار دیا گیا ہے: اِنْ بَعْضُ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ ہاں اگر کسی کی ظاہری صورت مشکوک ہو تو اس کے بارے میں سوء ظن رکھنا تو مباح ہے مگر یقینی دلائل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف کارروائی کرنے کی اجازت نہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: اِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تَحْقُقُوا۔ اگر کسی کے بارے میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس کی تحقیق میں نہ لگ جایا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں تک کسی معاملہ کا احسن پہلو نکلتا ہو اس کے مطابق ہی حکم لگانا چاہئے جب تک کہ اس کے برعکس صورت واضح نہ ہو جائے۔ الْأَصْلُ أَنَّ أُمُورَ الْمُسْلِمِينَ مَحْمُولَةٌ عَلَى السَّادَةِ وَالصَّلَاحِ حَتَّى يَظْهَرَ غَيْرُهُ۔

امین کا قول ہی بینہ کے بغیر قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے

مثلاً مضارب کے پاس دو ہزار روپے ہوں اور اس نے رب المال سے کہا کہ تم نے ایک ہزار روپے بطور مضاربت مجھے دیئے تھے اور میں نے ان پہ ایک ہزار کا نفع حاصل کیا ہے لیکن رب المال نے کہا نہیں بلکہ میں نے دو ہزار روپے بطور مضاربت تمہیں دیئے تھے تو اس اختلاف کی صورت میں مضارب کا قول معتبر ہوگا کیونکہ مضارب اور رب المال کے درمیان اختلاف مقدار مقبوض میں ہے اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ مقدار مقبوض میں اختلاف کی صورت میں قابل کا قول معتبر ہوتا ہے خواہ وہ امین ہو یا ضمیمین اور مذکورہ

دست میں مضارب مال مضارب بت کا امین ہے: وَالْأَصْلُ أَنَّ الْقَوْلَ قَوْلُ الْأَمِينِ مَعَ الْيَمِينِ مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ۔

عادت عام یا غالب ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے

مثلاً کسی درزی کو کپڑا سینے کیلئے دیا تو دھاگہ بٹن اور سوئی وغیرہ کے اخراجات درزی کے ذمے ہی ہوں گے جبکہ اس کی مقررہ اجرت کپڑے کے مالک کے ذمہ ہوتی ہے چونکہ اس پہ عوام الناس کا عام عمل ہے۔ لہذا یہ عادت (شرعاً بھی) معتبر ہے۔ اشتہار اور کتابوں کی کتابت کیلئے سیاہی اور قلم وغیرہ کے اخراجات کاتب کے ذمہ ہوں گے اور اس کی معینہ اجرت مستاجر کے ذمہ یہی عادت ہے جو کہ معتبر ہے۔ الغرض معاشرہ میں جاری ایسے تمام احوال عرفاً درست ہیں اور انہیں اپنانا جائز ہے جبکہ کوئی شرعی مانع نہ ہو کیونکہ اِنَّمَا تُعْتَبَرُ الْعَادَةُ إِذَا اطَّرَدَتْ أَوْ غَلَبَتْ۔

واجب کو مکمل کرنے والی شئی بھی واجب ہے

حدیث میں ہے: ”اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں فرماتا جبکہ وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے“۔ (سنن ابی داؤد عن ابی ہریرہ) تو چونکہ نماز وضو کے بغیر مکمل نہیں۔ لہذا وضو نماز کیلئے واجب ٹھہرا۔ اسی طرح نماز کے صحیح ہونے کیلئے بدن و جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ تعدیل ارکان بھی نماز میں واجب ہیں کیونکہ ان کے بغیر نماز پڑھنے والے کو حضور علیہ السلام نے بار بار نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ (دیکھئے سنن ابی داؤد مترجم ج ۱ ص ۳۳۴ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) اس سے ہمیں یہ قاعدہ ملا کہ مَا لَا يَتِمُّ الْوَجِبُ إِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ۔ یاد رہے کہ تعدیل ارکان کے ترک پہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے ہاں سجدہ سہو لازم ہے۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۷۴)

شرط کی رعایت بقدر امکان لازم ہوتی ہے

جبکہ وہ شرط شرعاً اور عرفاً ممنوع نہ ہو کیونکہ شرط کی تین اقسام ہیں۔ جائز، فاسد اور لغو۔ شرط جائز اور لغو کے ساتھ عقد صحیح ہو جاتا ہے جبکہ شرط فاسد کے ساتھ عقد بھی فاسد ہو جاتا ہے لیکن بعض ایسے معاملات ہوتے ہیں جو شرط فاسد کے ساتھ فاسد نہیں ہوتے اس صورت میں وہ شرط لغو بن جاتی ہے جیسے قرض، ہبہ، صدقہ، رہن، وصیت، شرکت، مضارب بت اور قضا وغیرہ۔ مثلاً اگر کسی نے گھریا کوئی شئی کسی کو ہبہ کی اس شرط پہ کہ وہ اس کے عوض اس کو کوئی چیز دے گا تو اس کا ہبہ تو صحیح ہوگا مگر شرط باطل ہوگی کیونکہ ہبہ فاسد شرط کے ساتھ باطل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کنز ص ۳۵۶ پہ ہے۔ من وھب دار اعلیٰ..... اسی طرح دیگر امور مذکورہ کا بھی حال ہے۔ شرط جائز وہ ہے کہ عقد اس کا تقاضا کرے اور وہ عقد کے مناسب بھی ہو یا وہ شرط عرف میں جاری ہو یا پھر اس کے جواز میں شرعی حکم موجود ہو۔ اس تعریف میں جائز شرط کی تین علامات بھی بیان کی گئی ہیں۔ (۱) عقد اس کا تقاضا کرتا ہو اور وہ عقد کے مناسب بھی ہو (۲) عرف عام میں وہ شرط جاری ہو (۳) شرعاً وہ شرط جائز ہو۔ شرط فاسد وہ ہے جس کا تقاضا نہ عقد کرے اور نہ ہی وہ عقد کے مناسب ہو اور اس میں متعاقدین میں سے ایک کا نفع ہو۔ مثلاً کپڑا فروخت کرتے وقت بائع یہ شرط لگا دے کہ وہ بذات خود اس کی سلائی کریگا اور شرط لغو ان دونوں کے علاوہ ہے جیسے بیع کے نفع اور فائدہ کی شرط عائد کر دینا مثلاً حیوان بیچتے وقت یہ شرط لگا دی کہ مشتری اسے آگے فروخت نہیں کر سکتا یا دودھ دینے والی گائے بھینس فروخت کی اور شرط لگا دی

کہ مشتری اس کا دودھ نہ نکالے گا بلکہ سارا دودھ اس کے بچے کو پلائے گا۔ یہ سب کچھ اس قاعدہ کے تحت ہے: يَلْزَمُ مُرَادُ الشَّرْطِ بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ۔

شرعاً ثابت ہونے والا عمل ایسے عمل یہ مقدم ہوتا ہے جو شرط سے ثابت ہو

اسی قاعدہ کے تحت ان چیزوں کی نذر ماننا صحیح نہیں جو بندے کے ذمے شرعاً واجب ہوتی ہیں۔ اسی لیے فرض حج نہ کرنا والا نفلی یا نذر کے حج کا احرام باندھ لے تو اس کا حج فرضی ہی ادا ہوگا کیونکہ فرض حج بالشرع ثابت ہے اور نذر والا بالشرط۔ حال رمضان شریف کے مہینے میں نفلی یا نذری روزے کی نیت کا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنا مال زکوٰۃ فقیر کو نفلی صدقہ کی نیت سے دے دیا تو ان کی زکوٰۃ ہی ادا ہوگی نہ کہ نفلی صدقہ۔ بیوی کو کہا تجھے ہزار کے عوض اس شرط پہ طلاق دی کہ میرے لیے رجوع حق باقی ہے تو طلاق رجعی ہو جائے گی مگر ہزار کا لفظ ساقط ہو جائے گا کیونکہ ہزار شرط سے ثابت ہے اور رجعت شرع سے ثابت ہے۔ شرع شرط کے مقابلہ میں اقویٰ ہے لہذا اسی کے مطابق حکم ہوگا۔ مَا ثَبَتَ بِالشَّرْعِ مُقَدَّمٌ عَلَى مَا ثَبَتَ بِالشَّرْطِ۔

حکم ثابت کرنیوالا دلیل لانے کا محتاج ہوتا ہے

لَقَوْلِهِ تَعَالَى قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اور یہ قاعدہ (الْمُثْبِتُ لِلْحُكْمِ يَحْتَاجُ اِلَى اَقَامَةِ الدَّلِيلِ) تمام کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ مثلاً زید نے بکر کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس کے ذمے ہزار روپے قرض واجب الادا ہیں لیکن بکر نے اس دعویٰ کا انکار کر دیا تو اب دعویٰ کے اثبات کیلئے دلائل اور گواہ لانا زید کی ذمہ داری ہے۔ اگر زید نے اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دیا تو بکر ہزار روپیہ دینے کا پابند ہوگا۔

گواہی حجت متعدیہ ہے اور اقرار حجت قاصرہ ہے

مطلب یہ کہ گواہی سے ثابت ہونے والا حکم صرف مدعی کی ذات تک محدود نہیں ہوگا بلکہ اس کے ورثاء کیلئے بھی حجت ہوگا کیونکہ بینہ کے حجت ہونے کیلئے قضا و قاضی کا ہونا ضروری ہے جس کو ولایت عامہ حاصل ہوتی ہے۔ لہذا اس سے ثابت ہونے والا حکم صرف مدعی کی ذات تک محدود نہ ہوگا بخلاف اقرار کے کیونکہ وہ بذات خود حجت ہے اس کیلئے قضا و قاضی کا ہونا ضروری نہیں۔ لہذا اس سے ثابت ہونے والا حکم صرف مقرر کی ذات تک محدود ہوگا کیونکہ مقرر کو صرف اپنے نفس پہ ولایت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ زید نے عمرو سے ایک پلاٹ خریدا۔ پھر بکر نے اس میں سے بعض پہ اپنے استحقاق کا دعویٰ کر دیا تو اگر اس نے اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دیا اور قاضی نے اس کے مطابق فیصلہ دے دیا تو زید اپنے حصے کی قیمت لوٹانے کیلئے عمرو سے رجوع کر سکتا ہے کیونکہ بینہ حجت متعدیہ ہے۔ لہذا صرف مشتری تک محدود نہیں رہے گی بلکہ مشتری سے بائع کی جانب بھی منتقل ہوگی اور اگر مشتری (زید) نے بکر کیلئے اس پلاٹ میں سے بعض کا اقرار کیا کہ وہ بکر کی ملکیت ہے تو اس صورت میں وہ بائع کی طرف اس حصے کی قیمت کیلئے رجوع نہیں کر سکتا کیونکہ اقرار حجت قاصرہ ہے جو مشتری سے بائع کی طرف منتقل نہیں ہو سکتا۔ (الْبَيِّنَةُ حُجَّةٌ مُتَعَدِيَةٌ وَالْاِقْرَارُ حُجَّةٌ قَاصِرَةٌ)

آسان کام تنگی کے سبب ساقط نہیں ہوگا

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: **إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرِ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ**۔ جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اس میں سے اتنا بجالاؤ جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ مثلاً کسی شخص کے بعض اعضاء وضو کئے ہوئے ہوں تو وضو یا غسل کرتے ہوئے باقی اعضاء کا دھونا واجب ہوگا۔ ایسا نہ ہوگا کہ کئے ہوئے اعضاء کی وجہ سے صحیح اعضاء کا دھونا بھی ساقط ہو جائے کیونکہ درست اعضاء کا دھونا آسان ہے اور مقطوع اعضاء کا دھونا محال اور محال کے سبب ممکن عمل ساقط نہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی عضو اگر زخمی ہے جس کا دھونا نقصان دہ ہے تو صحیح عضو کو دھولیا جائے تو زخمی کا مسح کر لیا جائے۔ کسی کے پاس پوری شرمگاہ ڈھانپنے کیلئے بھی کپڑا نہیں ہے تو جتنا ہے اس کو استعمال کر لیا جائے۔ ایسا نہیں ہے کہ مکمل ستر عورت کیلئے کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے جتنا ہے اسے بھی استعمال نہ کریں کیونکہ **الْمَيْسُورُ لَا يَسْقُطُ بِالْمَعْسُورِ**۔ آسان عمل تنگ حالی کے سبب سے ساقط نہیں ہوتا۔

فائدہ مشقت کی مقدار حاصل ہوتا ہے اور مشقت فائدے کی مقدار ہوتی ہے

یعنی جتنا انعام اعلیٰ ہوتا ہے اتنی ہی محنت بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ عبادات کو نلے لیجئے گھر کی نماز کا وہ ثواب نہیں جو مسجد کی نماز کا ہے۔ بے جماعت نماز کا وہ ثواب نہیں جو باجماعت کا ہے۔ نوافل بیٹھ کر پڑھو تو آدھا ثواب کھڑے ہو کر پڑھو تو پورا۔ حج میں زیادہ مشقت ہوتی ہے اس لیے اس کی فضیلت بھی زیادہ ہے کہ تمام گناہ ختم کر دیتا ہے۔ رجب کیوم ولدتہ امہ۔ عبادات کی طرح معاملات کا بھی یہی حال ہے۔ ایک عمارت چند اشخاص کی مشترکہ ملکیت ہے اور اس کے بوسیدہ ہو جانے سے اس کی مرمت ضروری ہے ورنہ سب کا نقصان ہوگا لہذا ہر شریک اپنے حصے کی مقدار خرچہ برداشت کرے کیونکہ اس کے منافع میں تمام شریک ہیں۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے **كَالِنِعْمَةِ بِقَدْرِ النِّعْمَةِ وَالنِّعْمَةُ بِقَدْرِ النِّعْمَةِ**۔

مشقت آسانی لاتی ہے

لیکن ایسی مشقت جو انسان کے لئے ضرر رساں ہو ورنہ تو سردی میں بٹھندے پانی سے وضو کرنا اور گرمیوں میں رمضان کے روزے رکھنا بھی مشقت سے خالی نہیں مگر یہ مشقت قابل برداشت ہے ہاں بندہ پانی کے استعمال پہ قادر نہ ہو جانے سے منع ہونے کا خطرہ ہو یا بیماری بڑھنے کا گمان غالب ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ اسی طرح بیماری کے سبب کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو یا رکوع سجدہ نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھ لے۔ سفر کی وجہ سے موزوں پہنچنے کی مدت بڑھادی جاتی ہے۔ مگر وہ کلمہ کفر زبان پہ لانے کی اجازت ہے جبکہ قلبہ مطمئن بالا یمان۔ اس قاعدہ **(الْمُسْتَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ)** کا ماخذ قرآنی آیات قرآنی آیات **يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ**۔ وما جعل عليكم في الدين من حرج۔ اور نبی احادیث الدین یسر۔ یسر واولا تعسروا وغیرہ ہیں۔

ممنوع و فاسد افعال کا سبب بننے والے ذرائع کو ختم کرنا ضروری ہے

مطلب یہ کہ جو افعال خود تو مباح ہوں مگر کسی ممنوع فعل تک پہنچانے کا سبب بنیں وہ بھی ممنوع قرار پائیں گے۔ اسی لیے

بدکاری کے قریب جانے سے بھی روک دیا گیا یعنی یہ نہ فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ فرمایا: وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانَا زَنَا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ لہذا وہ تمام راستے جو جنسی خواہش کو ابھارتے ہیں۔ فلمیں، ڈرامے، فحش لٹریچر، مردوزن کا اختلاط، بے پردگی، نظربازی، چست و تنگ اور بھڑکیلے لباس ان تمام سے بچا جائے۔ ارتکاز دولت سے بھی اسی لیے منع فرمایا گیا کہ اس سے معاشرے میں معاشی بدحالی اور مالی ناہمواری پیدا ہوگی۔ پھر بعض ذرائع سے اجتناب واجب ہے جیسا کہ مذکورہ مثالیں، بعض ذرائع سے بچنا مستحب ہے جیسے اس آدمی سے معاملہ کرنا جس کا اکثر مال حرام ہو۔ بعض سے بچنا مکروہ بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصتوں کو قبول نہ کرنا (عمدة القاری ج ۱ ص ۱۶۶) اس قاعدہ (سَدُّ الذَّرَائِعِ أَوْ حَسْمُ مَادَّةِ وَبَسَائِلِ الْفَسَادِ) کی اصل کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک یہ ہے: دَعِ مَا يَرْبِيكَ إِلَى مَا لَا يَرْبِيكَ۔ مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک کو اپناؤ۔ (رواہ الترمذی عن حسن بن علی رضی اللہ عنہ)

کوئی حکم فعل کی جہت سے ثابت ہو جاتا ہے جبکہ وہ قول کی نسبت سے ثابت نہیں ہوتا

مطلب یہ کہ کبھی ایک حکم قولاً ثابت نہیں ہوتا مگر فعلاً ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے کسی کو اپنا وکیل بنایا اور پھر وکیل کی عدم موجودگی میں اس کو (زبان سے) معزول کر دیا تو جب تک وکیل کو اپنے معزول ہونے کا علم نہ ہوگا تب تک وہ وکالت سے معزول نہیں ہوگا اور معزول ہونے کے علم سے پہلے وہ جتنا بھی تصرف مامور پہ میں کریگا وہ صحیح ہوگا اور اگر موکل نے بذات خود اس مجلس میں مامور پہ میں تصرف کر دیا تو موکل کے اس فعل سے وکیل معزول ہو جائے گا چاہے اسے معزول ہونے کا علم ہو یا نہ ہو کیونکہ موکل کے بنفسہ تصرف کرنے سے وکیل کیلئے موکل فیہ باقی ہی نہیں رہا جس کے سبب وہ تصرف کرنے سے عاجز آ گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وکیل کی معزولی کا حکم قول سے نہیں بلکہ فعل سے ثابت ہوا ہے۔ اس قاعدے کا نام ہے الْأَصْلُ أَنَّ قَدْ يَثْبُتُ مِنْ جِهَةِ الْفِعْلِ مَا لَا يَثْبُتُ مِنْ جِهَةِ الْقَوْلِ۔

وہ حقوق جو ورثاء کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور جو منتقل نہیں ہوتے

مثلاً خیار شرط کا حق ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ کسی نے قاضی کی عدالت میں شفعہ کا دعویٰ دائر کر دیا اور فیصلہ سے قبل فوت ہو گیا تو اس کا یہ حق ورثاء کی طرف منتقل نہ ہوگا کیونکہ شفعہ کیلئے شرط ہے کہ سبب شفعہ پر شفع کی ملکیت بیع کے وقت سے لے کر شفعہ کے ساتھ لینے تک باقی رہے مگر شفع کی موت کے سبب یہ شرط معدوم ہو جاتی ہے۔ کنز الدقائق میں ہے تبطل الشفعة لموت الشفيع (ص ۴۰۵) علاوہ ازیں وراثت کے حقوق دوسروں کی طرف منتقل ہوتے ہیں ان کی پوری تفصیل کتب فقہ میں دیکھ لیں کہ وراثت کے تین اسباب ہیں زوجیت قرابت اور ولاء کیونکہ بنیادی طور پر اسباب ارث کی دو صورتیں ہیں (۱) جنہیں زائل کرنا ممکن ہے (۲) جنہیں زائل کرنا ممکن نہ ہو۔ نمبر ۱ کی مثال زوجیت ہے کہ خاوند مرض الموت سے قبل ہی بیوی کو طلاق دے دے تو یہ سبب ختم ہو جاتا ہے اور بیوی اپنے سابق شوہر کی میراث میں حصہ دار نہیں ہو سکتی۔ نمبر ۲ کی پھر دو قسمیں ہیں (۱) جانبین کے لئے وراثت کا استحقاق ثابت ہوگا جیسے خاوند بیوی، باپ بیٹا، ماں اور اس کی اولاد۔ یہ تمام تعلقات ایسے ہیں جو ختم نہیں ہو سکتے اور طرفین میں سے کسی کی موت سے دوسرے کیلئے وراثت کا حق ثابت ہوتا ہے یہ سبب قرابت کہلاتا ہے۔ (۲) وراثت کا حق جانب واحد سے تو ثابت ہے جبکہ دوسری جانب سے یہ حق ثابت نہیں اس کا نام ولاء ہے مثلاً کسی آقا نے اپنے غلام کو آزاد

کیا پھر وہ کاروبار کرتا رہا حتیٰ کہ کافی جائیداد کا مالک بن گیا اور مرتے وقت اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ کوئی قریبی یا بعیدی رشتہ دار موجود نہ ہو تو وہ آقا اس کی جائیداد کا وارث ہوتا ہے لیکن اگر آقا فوت ہو جائے تو وہ آزاد ہونے والا اس کا وارث نہیں بن سکتا یعنی یہاں وراثت کا حق ایک جانب سے ہوگا بس یہی صورتیں سبب ارث ہیں اور اس قاعدہ کا نام ہے: **مِنْ الْحُقُوقِ مَا يَنْتَقِلُ إِلَى الْوَارِثِ وَمِنْهَا مَا لَا يَنْتَقِلُ**۔

اب آخر میں پچیس قواعد فقہیہ کو صرف ترجمے کے ساتھ لکھ کر اس موضوع کو مکمل کیا جا رہا ہے۔

۱۰۱- **مَا ثَبَّتَ بَيِّقِينَ لَا يَرْتَفَعُ إِلَّا بِالْيَقِينِ**۔ جو بات یقین سے ثابت ہو وہ یقین ہی کے ذریعے مرتفع ہوتی ہے یعنی یقینی دلیل سے ثابت ہونے والی چیز کا ارتقاء بھی یقینی دلیل سے ہی ہوتا ہے۔

۱۰۲- **الْأَصْلُ الْعَدَمُ**۔ نہ ہونا اصل ہے (اس قاعدے کا تعلق ان اوصاف سے ہے جو کسی چیز کو عارض ہوتے ہیں)۔

۱۰۳- **الْأَصْلُ الْوُجُودُ**۔ وجود ہی اصل ہے اس ضابطے کا تعلق کسی چیز کی صفات اصلیہ کے ساتھ ہے۔

۱۰۴- **التَّعْزِيرُ يَثْبُتُ بِالشُّبْهَةِ**۔ شبہ بھی تعزیر کیلئے کافی ہے۔ **والشُّبْهَةُ مَا يَشْبَهُهُ بِالثَّابِتِ وَلَيْسَ بِثَابِتٍ**۔ شبہ وہ ہوتا ہے جو ثابت نہ ہو لیکن ثابت کے مشابہ ہو۔

۱۰۵- **مَا حَرَّمَ فِعْلُهُ حَرَّمَ طَلَبُهُ**۔ جس کام کا کرنا حرام ہے اس کی طلب بھی حرام ہے۔

۱۰۶- **لَا عِبْرَةَ بِالظَّنِّ الْبَيِّنِ خَطَاؤُهُ**۔ اس گمان کا کوئی اعتبار نہیں جس کا غلط ہونا ظاہر ہو۔

۱۰۷- **الْحَرْبُ خُدْعَةٌ**۔ جنگ (میں دشمن کو) دھوکہ (دیا جاسکتا) ہے۔

۱۰۸- **الثَّابِتُ بِالْعُرْفِ كَالثَّابِتِ بِالنَّصِّ**۔ جو چیز عرف کے ذریعے ثابت ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی چیز نص کے ذریعے ثابت ہو۔

۱۰۹- **الْعَادَةُ تُجْعَلُ حُكْمًا إِذَا لَمْ يُوْجِدِ التَّصْرِيحُ بِخِلَافِهِ**۔ عادت و عرف پہ وہاں حکم لگایا جائے گا جہاں نص صریح اس کے مخالف نہ ہو۔

۱۱۰- **الْبِنَاءُ عَلَى الظَّاهِرِ وَاجِبٌ مَا لَمْ يَتَبَيَّنْ خِلَافُهُ**۔ ظاہر پر بنیاد رکھنا واجب ہے جب تک کہ اس کی خلاف ثبوت نہ ہو۔

۱۱۱- **مُجَرَّدُ الْخَبَرِ لَا يُصْلِحُ حُجَّةً**۔ محض خبر دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

۱۱۲- **الثَّابِتُ بِالْبَيِّنَةِ كَالثَّابِتِ بِالْمُعَايَنَةِ**۔ گواہی سے ثابت شدہ امر مشاہدہ سے ثابت شدہ امر کی طرح ہے۔

۱۱۳- **الْمُعْلَقُ بِالشَّرْطِ مَعْدُومٌ قَبْلَ الشَّرْطِ**۔ جو چیز کسی شرط پر معلق ہو وہ شرط کے پہلے معدوم سمجھی جائے گی۔

۱۱۴- **يَسْقُطُ اعْتِبَارُ دَلَالَةِ الْحَالِ إِذَا جَاءَ التَّصْرِيحُ بِخِلَافِهَا**۔ دلالت حال کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کا مخالف پہلو صراحت کے ساتھ ثابت ہو جائے۔

۱۱۵- **يَجِبُ الْعَمَلُ بِالْمَجَازِ إِذَا تَعَدَّرَ الْعَمَلُ بِالْحَقِيقَةِ**۔ مجاز پہ عمل واجب ہو جاتا ہے جبکہ حقیقت پہ عمل متعذر ہو

جائے۔

۱۱۶- الْكِتَابُ إِلَى مَنْ نَأَى كَالْخَطَابِ بِمَنْ دَنَى۔ دور والے کے نام خط حکم کے لحاظ سے ایسے ہی ہے جیسے سامنے والے سے خطاب

۱۱۷- اَلْوَلَدُ يَتَّبِعُ خَيْرَ الْاَبَوَيْنِ دِينًا۔ بچہ اپنے والدین میں سے اس کے تابع سمجھا جائے گا جو دین کے اعتبار سے بہتر ہے۔

۱۱۸- مَنْ فِي دَارِ الْحَرْبِ فِي حَقِّ مَنْ فِي دَارِ الْاِسْلَامِ كَالْمَيِّتِ۔ دار الحرب میں رہنے والا اس شخص کے حق میں جو دار الاسلام میں رہتا ہے میت کی طرح ہے۔

۱۱۹- مَالُ الْمُسْلِمِينَ لَا يَصِيرُ غَنِيمَةً لِلْمُسْلِمِينَ بِحَالٍ۔ مسلمانوں کا مال کسی حال میں بھی مسلمانوں کیلئے مال غنیمت نہیں ہو سکتا۔

۱۲۰- شَرُّ صِحَّةِ الصَّدَقَةِ التَّمْلِيْكُ۔ صدقہ واجبہ کے صحیح ہونے کی شرط مالک بنانا ہے۔

۱۲۱- التَّبَرُّعُ فِي الْمَرَضِ وَصِيَّةٌ۔ مرض الموت میں احسان و حسن سلوک وصیت کے حکم میں ہے۔

۱۲۲- خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَاطُهَا۔ ہر چیز میں بہتر وہی ہے جو درمیانی ہو۔

۱۲۳- اَلْسُكْرَانُ فِي الْحُكْمِ كَالصَّاحِي۔

نشے میں مدہوش حکم کے اعتبار سے باہوش کی طرح ہے۔

۱۲۴- عِنْدَ اجْتِمَاعِ الْحُقُوقِ يُبْدَأُ بِالْأَهَمِّ۔

مختلف حقوق جمع ہو جائیں تو جو سب سے اہم ہے اس کو اولیت دی جائے گی۔

۱۲۵- لَا يَجُوزُ تَرْكُ الْوَاجِبِ لِلْاِسْتِحْبَابِ۔ کسی مستحب کی وجہ سے واجب کا ترک کر دینا جائز نہیں ہے۔

(الاشباہ والنظائر۔ شرح السیر الکبیر)

سنن ابوداؤد شریف کی منتخب احادیث

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ

امام بخاری اور مسلم کے بعد جو امام حدیث سب سے زیادہ مرتبہ اور مقام کے مالک ہیں وہ امام ابوداؤد سجستانی ہیں۔ جس زمانہ میں امام ابوداؤد نے تصنیف و تالیف کا آغاز کیا اس وقت عام طور پر علم حدیث میں جوامع اور مسانید کی تالیف کی جاتی تھیں انہوں نے سب سے پہلے کتاب السنن لکھ کر علم حدیث میں ایک نئی راہ دکھائی اور اس کے بعد متعدد آئمہ حدیث نے ان کے چراغ سے چراغ جلانے شروع کر دیئے اور فن حدیث میں کتب سنن کا ایک قابل قدر ذخیرہ جمع ہو گیا۔ امام ابوداؤد علم و حکمت میں جس طرح بے مثال تھے اسی طرح عبادت و ریاضت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علماء اور فضلاء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اولیاء کرام ان کی زیارت کے لئے آتے اور حکام وقت ملاقات کے لئے پہروں ان کے دروازے پر کھڑے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ شہرت اور مقبولیت عطا فرمائی تھی وہ جس قدر دین کی خدمت کی لگن رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اتنا ہی اونچا کر دیا۔

ولادت و سلسلہ نسب

امام ابوداؤد کے نسب میں اختلاف ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کا نسب ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن شداد بن عمرو بن عامر بیان کیا ہے۔ بعض لوگوں نے عامر کی جگہ عمران بھی لکھا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمران جنگ صفین میں حضرت علی کی رفاقت میں شہید ہو گئے تھے اور ابن واسطہ اور آجری نے آپ کا نسب یوں بیان کیا ہے۔ حافظ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد سجستانی۔ (حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متونی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۶۹)

امام ابوداؤد ۲۰۲ھ کو سجستانی میں خاندان ازود کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے یہ سال ولادت خود امام ابوداؤد کا بیان کردہ ہے۔

وطن مالوف

اس بات پر مورخین کا اتفاق ہے کہ امام ابوداؤد کا وطن سجستان ہے البتہ سجستان کے تعین میں مورخین کا اختلاف ہے ابن خلطان نے بیان کیا کہ سجستانی کی نسبت سجستان کی طرف ہے جو بصرہ کی ایک بستی ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس پر تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس نسبت کی تحقیق میں ابن خلطان نے مغالطہ کھایا ہے اور ان جیسے شخص سے اس مغالطہ

پر حیرت ہے کیونکہ انہیں تاریخ اور تصحیح انساب میں کمال حاصل ہے چنانچہ امام تاج الدین سبکی نے بھی ان کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ابن خلطان کا وہم ہے اور تصحیح یہ ہے کہ بختانی کی نسبت بختان کی طرف ہے اور وہ سندھ اور ہرات کے درمیان قندھار سے متصل ایک مشہور ملک ہے جو ہند کے پہلو میں واقع ہے اور بزرگان چشت کا مشہور شہر چشت بھی اسی ملک میں ہے۔..... (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ، بستان المحدثین ص ۲۸۳)

تختیل علم حدیث

ابتدائی تعلیم کے بعد امام ابوداؤد نے علم حدیث کی طرف رغبت کی اور اپنے وقت کے مشہور اور جید اساتذہ اور جلیل القدر ائمہ حدیث سے اس علم کو حاصل کیا۔ علم حدیث کی تحصیل کی خاطر انہوں نے متعدد اسلامی شہروں کا سفر کیا خاص طور پر مصر، شام، حجاز، عراق اور خراسان وغیرہ میں کثرت کے ساتھ قیام کر کے علم حدیث حاصل کیا۔

سنن ابوداؤد میں انہوں نے اپنے ایک سفر کا واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے مصر میں ایک لمبی لکڑی دیکھی جب اس کی پیمائش کی تو وہ تیرہ بالشت نکلی۔ نیز میں نے ایک بہت بڑا ترنج دیکھا جب اس کو کاٹ کر اونٹ پر لادنا تو اس کے دونوں حصے بڑے نقاروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔ (الحافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۹۲)

خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ امام ابوداؤد بصرہ میں سکونت رکھتے تھے اور تحصیل علم کے دوران ان گنت مرتبہ بغداد گئے اور وہیں بیٹھ کر انہوں نے اپنی کتاب السنن لکھی۔ امام ابوداؤد نے اپنے بصرہ کے سفر کا ایک واقعہ لکھا کہ میں عثمان موزن سے سماع کے لئے بصرہ گیا جس دن بصرہ پہنچا اسی دن ان کا انتقال ہو گیا۔

(الحافظ ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ، تہذیب المعجم ج ۲ ص ۱۷۰)

سادگی

امام ابوداؤد حفظ حدیث، اتقان، روایت اور عبادت و ریاضت میں جس قدر بلند درجہ پر فائز تھے طبیعت کے اعتبار سے اسی قدر سادہ اور منکسر المزاج تھے۔ ان کی سادگی اور بے نفسی کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی ایک آستین فراخ اور دوسری آستین تنگ رکھا کرتے تھے جب ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا ایک آستین کشادہ اس لئے رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزاء رکھ سکوں اور دوسری آستین بلا ضرورت کشادہ رکھنا اسراف میں داخل سمجھتا ہوں۔ (الحافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۷۱)

اساتذہ

جن مشاہیر اور اعاظم اساتذہ حدیث سے امام ابوداؤد نے روایت حدیث کی ہے ان کی پوری فہرست تو بے حد طویل ہے۔ چند اسماء یہ ہیں۔ ابوسلمہ بن زکی، ابوالولید طیا لسی، محمد بن کثیر العبدی، مسلم بن ابراہیم، ابو عمر حوضی، ابوتوبہ حلبی، سلیمان بن عبدالرحمن دمشقی، سعید بن سلیمان واسطی، صفوان بن صالح دمشقی، ابو جعفر نفیلی، احمد، علی، یحییٰ، اسحاق، قطن بن نسیر یہ اسماء علامہ

ابن حجر نے ذکر کئے ہیں۔ (الحافظ ابن حجر المتوفی ۸۵۳ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۶۹) ان کے علاوہ حافظ ذہبی نے ابو عمرو ضریر، قعنبنی، عبد اللہ بن رجا، احمد بن یونس اور سلیمان بن حرب کا بھی امام ابوداؤد کے اساتذہ میں تذکرہ کیا ہے۔

(امام شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۹۱)

امام ابوداؤد خود اپنے مشائخ کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عمرو ضریر سے ایک مجلس میں سماع کیا۔ ایک مجلس میں سعدیہ سے سماع کیا اسی طرح عاصم بن علی سے بھی ایک مجلس میں سماع کیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں عمر بن حفص کے پیچھے ان کے گھر گیا لیکن ان سے کسی چیز کا سماع نہ کر سکا۔ آجری کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے ابن حمانی، سوید، ابن کاسب، ابن حمید اور ابن وکیع سے کبھی حدیث روایت نہیں کی اور خلال بیان کرتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے امام احمد بن حنبل سے بھی ایک حدیث کا سماع کیا تھا اور وہ اس بات پر بے حد فخر کیا کرتے تھے۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۱)

تلامذہ

امام ابوداؤد کے تلامذہ کا حلقہ بھی بے حد وسیع تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کے تلامذہ میں ان حضرات کا ذکر کیا ہے۔ ابو علی محمد بن عمرو اللؤلؤی، ابو طیب، احمد بن ابراہیم بن عبد الرحمن اشثانی، ابو عمرو احمد بن علی الحسن البصری، ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد اعرابی، ابوبکر محمد بن عبد الرزاق بن داسۃ، ابوالحسن علی بن الحسن بن عبد اللہ الانصاری، ابو عیسیٰ بن اسحاق بن موسیٰ بن سعید رطلی، وراقہ، ابواسلمۃ محمد بن عبد الملک بن یزید رواس یہ وہ خوش نصیب حضرات ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے سنن ابوداؤد کو روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن یعقوب البصری ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب الرد علی اہل القدر کو روایت کیا ہے اور ابوبکر احمد بن سلیمان التجار ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب النسخ والمسنوخ کو روایت کیا ہے اور حافظ ابوعبید محمد بن علی بن عثمان آجری ہیں انہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب المسائل کو روایت کیا ہے اور اسمعیل بن محمد صغار ہیں انہوں نے امام ابوداؤد سے مسند مالک کو روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ امام ابو عبد الرحمن نسائی، امام ابو عیسیٰ ترمذی، حرب بن اسماعیل کرمانی، ذکر یا ساجی، ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون الخلال الحسینی، عبد اللہ بن احمد بن موسیٰ عبدان الالبوزی، ابوبشر محمد بن احمد الدولابی، ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی، ابوبکر بن ابی داؤد ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی الدنیا، ابراہیم بن حمید بن ابراہیم بن یونس عاقولی، ابو حامد بن جعفر اصہبانی، احمد بن معلى بن یزید دمشقی، احمد بن محمد بن یاسین ہروی، حسن بن صاحب الشاشی، حسین بن اوریس انصاری، عبد اللہ بن محمد بن عبد الکریم رازی، علی بن عبد الصمد، محمد بن مخلد دوری، محمد بن جعفر بن مستغاض قریابی اور ابوبکر محمد بن یحییٰ صولی (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۱) ان کے علاوہ امام ابو عیسیٰ ترمذی صاحب الجامع اور امام ابو عبد الرحمن نسائی صاحب السنن کو بھی امام ابوداؤد سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

کلمات الثناء

امام ابوداؤد کی علم حدیث میں بے نظیر مہارت اور ان کی عظیم خدمات پر ان کے اساتذہ، معاصرین اور دیگر علماء نے ان

کی بے حد تعریف اور تحسین کی ہے۔ نیز ان کی خدا خونی، پاک دامن اور عبادت اور ریاضت کی بھی لوگوں نے بے حد قدردانی کی ہے چنانچہ احمد بن محمد بن یاسین ہروی کہتے ہیں کہ وہ حافظ حدیث تھے اور سند حدیث اور اس کی علل کے ماہر تھے۔ خدا نے بے حد ڈرتے تھے اور بے حد عبادت گزار تھے۔ محمد بن اسحاق صفانی اور ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوداؤد کے لئے علم حدیث اس طرح سہل کر دیا تھا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو ملائم کر دیا تھا اور موسیٰ بن ہارون کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوداؤد کو دنیا میں خدمت حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کیا تھا اور ابو حاتم بن حبان نے کہا کہ ابوداؤد علم حدیث، علم فقہ اور تقویٰ اور خدا خونی میں دنیا والوں کے امام تھے اور ابو عبد اللہ بن مندہ نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے احادیث کا اخراج کیا اور حدیث معلول کو غیر معلول اور صواب کو خطا سے متمیز کیا وہ دنیا میں صرف چار شخص تھے امام بخاری، امام مسلم اور ان کے بعد ابوداؤد اور نسائی۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب المعجم ج ۲ ص ۱۷۲)

حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد عالم باعمل تھے۔ حاکم نے کہا کہ وہ اپنے زمانہ میں تمام اصحاب حدیث کے امام تھے اور بعض آئمہ نے بیان کیا ہے کہ ابوداؤد اپنے خصائل میں امام احمد بن حنبل کے مشابہ تھے اور امام احمد اپنی سیرت میں امام وکیع کے مشابہ تھے اور وکیع، سفیان کے اور سیان، منصور کے مشابہ تھے اور منصور ابراہیم نخعی کے اور ابراہیم نخعی، علقمہ کے مشابہ تھے اور علقمہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور ان مشائخ اور اساتذہ کے واسطوں سے امام ابوداؤد کی سیرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مشابہ تھی۔

ع (حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۲۹)

رجوع خلائق

امام ابوداؤد کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے تھے۔ عقیدت مندوں کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا۔ تشنگان علوم حدیث دور دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ معاصرین علماء آپ کی مجلس میں مختلف علمی موضوعات پر مذاکرات کرتے۔ خدا رسیدہ اور درویش صفت بزرگ آکر آپ کی زیارت کرتے اور بسا اوقات شاہان وقت بھی آکر آپ کے دروازے پر دستک دیا کرتے تھے۔

قاضی ابو محمد احمد بن محمد بن لیث بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مشہور عارف باللہ حضرت سہل بن عبد اللہ تسری امام ابوداؤد سے ملاقات کے لئے آئے جب امام ابوداؤد کو معلوم ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے حضرت سہل کو خوش آمدید کہا۔ حضرت سہل نے کہا اے امام ذرا اپنی وہ مبارک زبان دکھائیں جس سے آپ احادیث رسول بیان کرتے ہیں تاکہ میں اس مقدس زبان کو بوسہ دوں۔ امام ابوداؤد نے زبان منہ سے باہر نکالی اور حضرت سہل نے اس کو انتہائی عقیدت کے ساتھ بوسہ دیا۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب المعجم ج ۲ ص ۱۷۲)

عبد اللہ بن محمد سبکی کہتے ہیں کہ مجھ سے امام ابوداؤد کے ایک خادم ابو بکر بن جابر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں امام

ابوداؤد کے ساتھ بغداد میں تھا۔ ہم مغرب کی نماز سے فارغ ہوئے تو کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے جا کر دروازہ کھولا تو دروازہ پر امیر ابو احمد موفق کھڑا ہوا تھا میں نے جا کر امام کو خبر دی انہوں نے امیر کو بلالیا اور پوچھا کہ اس وقت کون سی ضرورت امیر کو یہاں لے آئی ہے۔ امیر نے کہا میں تین سوال لے کر آیا ہوں پوچھا کون کون سے؟ امیر نے کہا پہلا سوال یہ ہے کہ آپ یہاں سے بصرہ تشریف لے چلیں اور اس کو اپنا وطن بنالیں تاکہ وہاں زیادہ طلباء آپ سے فیض یاب ہو سکیں۔ آپ نے پوچھا دوسرا سوال کون سا ہے؟ امیر نے کہا دوسری درخواست یہ ہے کہ آپ میری اولاد کے لئے کتاب السنن کی روایت کریں۔ آپ نے اس سے پھر تیسرا سوال پوچھا امیر نے کہا تیسری درخواست یہ ہے کہ میری اولاد کو باقی طلباء سے علیحدہ پڑھائیں کیونکہ خلیفہ کی اولاد کے لئے عام لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنا مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری پہلی دو خواہشیں تو پوری ہو سکتی ہیں لیکن تیسری خواہش پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ حصول علم میں عام طلباء اور خلیفہ کی اولاد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ امام ابوداؤد نے بصرہ میں درس قائم کر دیا جہاں پر خلیفہ کے صاحبزادے بھی عام طلباء کے ساتھ بیٹھ کر کتاب علم کیا کرتے تھے۔

تصانیف

امام ابوداؤد کی زندگی طلب حدیث میں مختلف علاقوں کے سفر اور درس و تدریس کی بے پناہ مشغولیات میں گزری ہے۔ اس کے باوجود مندرجہ ذیل تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔

- (۱) کتاب السنن (۲) کتاب المراسیل (۳) کتاب المسائل (۴) کتاب الرد علی القدریہ (۵) کتاب النسخ و المنسوخ (۶) کتاب الفرد (۷) کتاب فضائل الانصار (۸) مسند مالک بن انس (۹) کتاب الزہد (۱۰) دلائل النبوة (۱۱) کتاب الدعاء (۱۲) کتاب بدء الوجی (۱۳) اخبار الخوارج (۱۴) کتاب شریعة التفسیر (۱۵) فضائل الاعمال (۱۶) کتاب التفسیر (۱۷) کتاب نظم القرآن (۱۸) کتاب فضائل القرآن (۱۹) کتاب البعث والنشور (۲۰) کتاب شریعة المقارنہ۔

وصال

تہتر سال کی قابل رشک اور لائق تقلید زندگی گزار کر امام ابوداؤد ۱۶ شوال ۲۵۷ھ کو جمعہ کے دن وصال فرما گئے۔

(حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۹۳)

آپ نے وصیت کی تھی کہ حسین بن ثنیٰ سے آپ کو غسل دلایا جائے اور اگر وہ نہ ہوں تو حماد بن زید کی روایت کے مطابق آپ کو غسل دے دیا جائے چنانچہ آپ کی اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب البندی ج ۲ ص ۱۷۳)

سنن ابوداؤد

سنن ابوداؤد کی تصنیف سے پہلے کتب احادیث میں مساتید اور جوامع کا رواج تھا جس میں سنن اور احکام اخبار اور قصص اور مواعظ اور آداب سب قسم کی احادیث شامل ہوتی تھیں۔ امام ابوداؤد نے سب سے پہلے مجرد سنن میں یہ کتاب تالیف کی۔ جب اس کتاب کو انہوں نے امام احمد بن حنبل پر پیش کیا تو انہوں نے بے حد تحسین کی۔ یحییٰ بن یحییٰ ذکر یا ساجی نے کہا اسلام کی بنیاد قرآن کریم اور اس کا ستون سنن ابوداؤد ہے۔ ابن عربی نے کہا کہ دین کے مقدمات کا علم حاصل کرنے کے لئے کتاب اللہ اور سنن ابوداؤد کافی ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ علم حدیث میں اجتہاد کرنے کے لئے سنن ابوداؤد میں کافی سرمایہ ہے۔

حسن قبول

اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی اور تمام طبقات فقہاء میں باوجود اختلاف مذاہب کے یہ کتاب یکساں مقبول رہی ہے۔ مصر، عراق، بلاد مغرب بلکہ مسلمانوں کے ہر علاقہ میں اس کتاب کا درس دیا جاتا ہے۔ حسن بن محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک بار انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا جو شخص سنن کا علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ سنن ابوداؤد کا علم حاصل کرے۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ، بستان المحمدین ص ۲۸۷) حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے ظاہر ہوا کہ یہ کتاب بارگاہ رسالت میں مقبول ہے اور غالباً اسی سبب سے اس کتاب کو قبول خاص و عام حاصل ہوا۔

کلمات الثناء

سنن ابوداؤد کی حسن افادیت، جامعیت اور احکام فقہیہ کے ماخذ ہونے کے لحاظ سے اس کو بعد کے علماء اور محققین نے بے حد پسند کیا اور تقریباً ہر دور کے علماء اس کو اپنے تعریفی کلمات سے نوازتے رہے۔ امام حافظ ابو جعفر بن زبیر غرناطی صحاح ستہ کی خصوصیات پر تبصرہ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ احادیث فقہیہ کے حصرواحصاء میں ابوداؤد کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ صحاح ستہ کے باقی مصنفین میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ (حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب الراوی ص ۵۶) امام غزالی فرمانے ہیں علم حدیث میں صرف یہی ایک کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے۔ (حافظ ثس الدین بخاری، فتح المغیث ص ۲۸) ایک مرتبہ حافظ

سکن کی خدمت میں طلبہ حدیث کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمارے سامنے حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں بہتر ہوگا کہ شیخ ہماری رہنمائی کچھ ایسی کتابوں کی طرف کریں جن پر ہم کفایت کر سکیں۔ حافظ ابن سکن نے یہ سن کر کچھ جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کر سیدھے گھر چلے گئے اور کتابوں کے چار بستے لا کر اوپر تلے رکھ دیئے پھر فرمانے لگے ہذا قواعد الاسلام کتاب مسلم و کتاب بخاری و کتاب ابی داؤد و کتاب نسائی۔ (یہ وہ کتابیں ہیں جو اسلام کی بنیاد ہیں۔ کتاب مسلم، کتاب بخاری، کتاب داؤد اور کتاب نسائی۔ (حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی، شروط الائمة الناصۃ ص ۱۶)

ابوسلیمان خطابی لکھتے ہیں امام ابوداؤد کی کتاب السنن بلا ریب ایسی نفیس کتاب ہے کہ اس جیسی کتاب علم دین میں آج تک تصنیف نہیں ہوئی اس کتاب کو ہر قسم کے لوگوں نے پسند کیا اور یہ کتاب علماء کے سب فرقوں اور فقہاء کے تمام طبقات میں باوجود اختلاف مذاہب کے حکم مانی جاتی ہے۔ سب لوگ اسی گھاٹ پر آتے ہیں اور یہیں سے سیراب ہوتے ہیں۔ اسی کتاب پر اہل عراق، اہل مصر، بلاد مغرب اور روئے زمین کے اکثر رہنے والوں کا اعتماد ہے البتہ خراسان میں بہت سے لوگ محمد بن اسماعیل، مسلم بن حجاج اور ان لوگوں کی کتابوں کے پسند کرنے والے ہیں جو جمع صحیح میں ان دونوں حضرات کے تابع اور ان کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوں لیکن ابوداؤد کی کتاب ترتیب کے اعتبار سے بہت عمدہ اور فقہ کے لحاظ سے ان سے بہت پیڑھی ہوئی ہے۔ (امام ابوسلیمان احمد بن محمد خطابی متوفی ۳۸۸ھ، معالم السنن ج ۱ ص ۶)

امام نووی فرماتے ہیں جو شخص فقہ میں اشتغال رکھتا ہو اس کو سنن ابوداؤد کا خوب غور سے مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ عام احکام جن احادیث پر موقوف ہیں وہ تمام احادیث اس کتاب میں آگئی ہیں اور امام ابوداؤد نے ان احادیث کو اس طرح تلخیص اور تہذیب کے ساتھ پیش کیا ہے کہ ان سے احکام کو حاصل کرنا سہل ہو گیا ہے۔

اسلوب

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں احادیث کو جمع کرنے اور ترتیب دینے میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ بہت سی خوبیوں اور نکات پر مشتمل ہے چند خوبیاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یہ التزام کیا ہے کہ اس میں صرف احکام سے متعلق احادیث لائیں گے چنانچہ اہل اللہ کے نام مکتوب میں انہوں نے خود لکھا ہے ولم اصنف فی الزهد و فضائل الاعمال و غیرھا فهذا اربعة الاف و الثمانمائة کلھا فی الاحکام۔ یعنی میں نے زہد اور فضائل اعمال وغیرہا کے اثبات میں روایات جمع نہیں کی ہیں میری اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں اور وہ سب احکام سے متعلق ہیں۔

(۲) اس کتاب میں امام ابوداؤد نے اپنے علم کے مطابق زیادہ تر صحیح ترین روایات ذکر کی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں: فان سالتہمونی ان اذکر لکم الاحادیث التی فی کتاب السنن اھی اصح ما عرفت فی الباب فاعلموا انه كذلك اور جن روایات میں کوئی ضعف یا علت ہو تو امام ابوداؤد اس کو بیان کر دیتے ہیں جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

(۳) اگر کوئی حدیث دو صحیح طریقوں سے مروی ہو اور ان میں سے ایک طریقہ کاراوی اسناد میں مقدم ہو (یعنی اس کی سند عالی ہو) اور دوسرے طریقہ کاراوی حفظ میں بڑھا ہوا ہو تو امام ابوداؤد ایسی صورت میں پہلے طریقہ کا ذکر کر دیتے ہیں لکھتے ہیں۔ قد روی من وجهین احدهما اقوی اسناد والاخر صاحبہ اقدم فی الحفظ۔

(۴) بسا اوقات ایک حدیث کو دو تین سندوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں بشرطیکہ بعض سے متن میں کچھ زیادتی ہو چنانچہ مکتوب میں فرماتے ہیں: واذا اعدت الحدیث فی الباب من وجهین او ثلاثہ مع زیادة کلام فیہ۔
(۵) بسا اوقات ایک حدیث بہت طویل ہوتی ہے اور اس کو تمام ذکر کر دینے سے یہ خوف ہوتا ہے کہ بعض سامعین اس کی غرض کو نہ سمجھ سکیں گے ایسی صورت میں امام ابوداؤد حدیث کا اختصار کر دیتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں وربما فیہ کلمة زائدة علی الحدیث الطویل لانی لو کتبت بطوله لم یعلم بعض من سعه ولا یفهم موضع الفقه منه فاختصرته لذلك۔

(۶) جن احادیث کی اسانید میں کوئی ضعف ہو یا اور کوئی علت خفیہ ہو اس کو امام ابوداؤد بیان کر دیتے ہیں اور جس حدیث کی سند کے بارے میں امام ابوداؤد کوئی کلام نہیں کرتے وہ عام طور پر صالح للعمل ہوتی ہے چنانچہ امام ابوداؤد مکتوب میں فرماتے ہیں۔ مالم اذکر فیہ شیئا فهو صالح۔

(۷) اس کتاب میں امام ابوداؤد نے عام طور پر مشہور روایات ذکر کی ہیں۔ انہوں نے شاذ اور غریب روایات اس کتاب میں بہت کم درج کی ہیں۔ لکھتے ہیں: والاحادیث التي وضعتها فی کتاب السنن اکثرها مشاہیر۔
(۸) امام ابوداؤد نے اپنی اس کتاب میں متروک الحدیث راوی سے کوئی روایت نہیں کی لکھتے ہیں: ولیس فی کتاب السنن الذی صنفته من رجل متروک الحدیث۔

(۹) ایک حدیث اگر متعدد اسانید سے مروی ہو تو بسا اوقات امام ابوداؤد وہ تمام اسانید ایک جگہ ذکر فرما دیتے ہیں۔ مثلاً امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ حدثنا سلیمان بن حرب قال ثنا حماد وحدثنا مسدد وقتيبة عن حماد بن زید عن سنان بن ربیعة عن شهر بن حوشب عن ابی امامة ذکر وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۸)

(۱۰) کسی حدیث میں اگر مرفوع یا موقوف کا اختلاف ہو تو اس کا ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ابوداؤد ابوامامہ سے روایت کرتے ہیں۔ قال کان رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم یسبح الماقین قال وقال الاذان من الراس قال سلیمان بن حرب یقولها ابو امامة قال قتیبة قال حماد لا ادری اهو من قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم او ابی امامة یعنی قصة الاذنین۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۸)

(۱۱) اگر کوئی حدیث معلول ہو تو اس کی خفیہ علت بیان کر دیتے ہیں مثلاً باب کرہیۃ الکلام عند الخلاء کے تحت انہوں نے

ابوسعید خدری سے ایک روایت اس بارے میں ذکر کی ہے اس کے بعد لکھتے ہیں قال ابوداؤد هذا لم یسندہ الا عکرمہ بن عمار۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التونی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۳) یعنی یہ حدیث عام طرق سے مرسلًا مروی ہے صرف عکرمہ بن عمار نے اس کو موصولاً روایت کیا ہے اس لئے یہ حدیث معطل قرار پائی۔

(۱۲) جو روایت منکر ہو اس کی تصریح کر دیتے ہیں مثلاً باب الخاتم یكون فیہ ذکر اللہ تعالیٰ کے تحت ہمام کی سند سے ایک روایت ذکر کی حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء جانے لگے تو آپ نے انگٹھی اتار دی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور معروف روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگٹھی بنائی اور پھر اس کو پھینک دیا اور بتلایا کہ پہلی روایت میں ہمام کو وہم ہوا ہے۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التونی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۴) اب یہ بات الگ ہے کہ محدثین نے اس معروف روایت کو بھی زہری کا وہم قرار دیا ہے اور بتلایا کہ یہ انگٹھی سونے کی تھی۔

(۱۳) جو روایت ضعیف ہو اس کی بھی تصریح کر دیتے ہیں مثلاً باب کیف التکشف عند الحاجة کے تحت ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں قال ابوداؤد رواہ عبدالسلام بن حرب عن الاعشش عن انس بن مالک وهو ضعیف۔ (۱۴) بعض اوقات احادیث کے راویوں کے اسماء، کنی اور القاب کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ابن ربیعہ کنیتہ ابن ربیعہ۔

(۱۵) امام ابوداؤد نے اپنی اس کتاب میں تکرار سے حتی الامکان گریز کیا ہے اگر کہیں کسی حدیث کو دوبارہ ذکر کرتے بھی ہیں تو اس میں اسناد یا متن حدیث میں کوئی مزید فائدہ پیش نظر ہوتا ہے۔

شرائط

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ امام ابوداؤد نے اپنی کتاب میں احادیث درج کرنے کے لئے یہ شرط مقرر کی ہے کہ وہ احادیث متصل السند اور صحیح ہوں اور وہ احادیث ایسے راویوں سے مروی ہوں جن کے ترک پر اجماع نہ ہوا ہو اور علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ ابوداؤد کی کتاب صحیح اور حسن دونوں قسم کی احادیث کی جامع ہے اور ان کی اس کتاب میں احادیث سقیمہ میں سے مقلوب اور مجہول روایات اصلاً نہیں ہیں۔ (فخر الحسن، مقدمہ التعلیق المحمود ص ۴)

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں چونکہ ان احادیث کو جمع کرنے کا قصد کیا ہے جن سے فقہاء استدلال کرتے ہیں اور جن احادیث کو عام طور پر احکام کا مبنی قرار دیا جاتا ہے اس لئے امام ابوداؤد نے اپنی شرائط میں وسعت رکھی ہے اور اس کتاب میں صحیح اور حسن سے لے کر لین صالح العمل تک احادیث کی گنجائش رکھی ہے۔ البتہ اس کتاب میں وہ ایسی کوئی حدیث نہیں لائے جس کے ترک پر لوگوں کا اجماع ہو چکا ہو۔

شیخ ابوبکر حازمی نے تصریح کی ہے کہ امام ابوداؤد راویوں کے پہلے تین طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں اور چوتھے طبقہ

سے انتخاب کرتے ہیں۔ یعنی کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ، کامل الضبط والاتقان اور قلیل الملازمۃ اور کثیر الملازمۃ ان تین طبقوں سے امام ابوداؤد استیعاب کرتے ہیں اور ناقص الضبط اور قلیل الملازمۃ کے چوتھے طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں۔

چار جامع حدیثیں

امام ابوداؤد خود فرماتے ہیں کہ سنن ابوداؤد میں چار حدیثیں ایسی ہیں جو مرد عاقل کے لئے اس کے دین میں کافی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔ (حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۴)

(۱) انما الاعمال بالنیات۔ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

(۲) من حسن اسلام البرء ترکہ ما لا یعنیه۔

کسی شخص کے اچھا مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دے۔

(۳) لایومن احدکم حتی یحب لاخلیه ما یحب لنفسه۔

کوئی شخص اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۴) الحلال بین والحرام بین و بینہما مشتبہات فمن اتقى الشبهات استبرأ الدنیه۔

حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں پس جو شخص مشتبہات سے بچتا رہے اس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا۔

شاہ عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ان احادیث کے دین میں کفایت کے معنی یہ ہیں کہ ان میں شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ بیان کئے گئے ہیں اور شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ معلوم ہو جانے کے بعد جزئیات مسائل میں کسی مجتہد اور مرشد کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسلئے فقط ان چار احادیث کا جان لینا ہی انسان کی ہدایت کے لئے کافی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ صحت عبادات کے لئے پہلی حدیث کافی ہے اور عمر عزیز کی حفاظت کے لئے دوسری حدیث ضامن ہے اور ہمسائیگان، خویش و اقارب اور دوسرے اہل معاملہ سے حسن سلوک کے لئے تیسری حدیث کفایت کرتی ہے اور اختلاف علماء یا اختلاف دلائل سے جو شکوک پیدا ہوتے ہیں ان کے ازالہ کے لئے چوتھی حدیث کافی ہے گویا مرد عاقل کے لئے یہ چاروں حدیثیں استاذ اور مرشد کا حکم رکھتی ہیں۔

تعداد احادیث

امام ابوداؤد نے اپنے مکتوب میں بیان کیا ہے کہ ان کی سنن مراسل سمیت اٹھارہ اجزاء پر مشتمل ہے ایک جز مراسل کا ہے اور باقی اجزاء پر دوسری احادیث مشتمل ہیں اور کل احادیث کی تعداد چار ہزار آٹھ سو ہے اور چھ سو مراسل ہیں۔

امام ابوداؤد کا مکتوب

اہل مکہ نے امام ابوداؤد کو خط لکھ کر سنن احادیث کے بارے میں سوال کیا انہوں نے اس کا جواب لکھا وہ یہ ہے۔
 ”آپ لوگوں نے مجھ سے سنن کی احادیث کے بارے میں سوال کیا ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ اس میں درج شدہ احادیث کیا میرے نزدیک صحیح ترین احادیث ہیں تو سن لیجئے یہ تمام احادیث ایسی ہی ہیں سوان احادیث کے جو دو طریقوں سے مروی ہوں اور ان میں سے ایک طریقہ علو اسناد کے لحاظ سے فائق ہو اور دوسرا حفظ رواۃ کے اعتبار سے قوی ہو تو ایسی صورت میں پہلے طریقہ سے ہی حدیث کی روایت کر دیتا ہوں اور جب میں کسی ایک حدیث کو دو یا تین اسانید سے روایت کرتا ہوں تو اس کی وجہ بعض طرق میں کچھ زیادتی ہوتی ہے اور بسا اوقات میں کسی حدیث کا اس وجہ سے اختصار کر دیتا ہوں کہ کہیں اس کی طوالت کی وجہ سے سامعین اس حدیث کی فقہ سے نہ محروم رہ جائیں۔

باقی مراہیل کا جہاں تک تعلق ہے تو پہلے زمانہ میں امام مالک، سفیان ثوری اور امام اوزاعی وغیرہ ان سے استدلال کرتے تھے یہاں تک کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا زمانہ آیا اور انہوں نے مرسل حدیث پر کلام کرنا شروع کر دیا بہر حال جب حدیث متصل نہ ہو تو حدیث مرسل سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ متصل کی طرح قوی نہیں ہوتی۔

میں نے اپنی اس سنن میں کسی ایسے شخص کی روایت درج نہیں کی جو متروک الحدیث ہو نیز اگر کوئی منکر حدیث اس مجموعہ میں آگئی ہے تو میں نے اس کا بیان کر دیا ہے اسی طرح اگر حدیث میں کوئی اور کمزوری ہو تو میں نے اس کا بھی بیان کر دیا ہے اور جس حدیث کے بعد میں نے کچھ نہیں لکھا وہ حدیث صالح للعمل ہوتی ہے سنن میں بعض احادیث بعض سے زیادہ صحیح ہیں۔ آپ کو سند صحیح کے ساتھ حضور علیہ السلام کی جو سنت بھی ملے گی وہ اس کتاب میں موجود ہوگی سوا ان چیزوں کے جو سیرت کے ذیل میں بیان کی جاتی ہیں اور میرے خیال میں قرآن کریم کے بعد لوگوں کے لئے اس کتاب سے زیادہ کسی چیز کا سیکھنا ضروری نہیں ہے اور اس کتاب کو لکھ لینے کے بعد اگر کوئی شخص اور کچھ نہ لکھے تو کوئی حرج نہیں ہے اور جب کوئی شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے تب ہی اس کی قدر معلوم ہوگی۔

سفیان ثوری، امام مالک اور امام شافعی کے مسائل کی بنیاد ہی احادیث پر ہے تاہم میں پسند کرتا ہوں کہ اس کتاب کے ساتھ صحابہ کرام کے فتاویٰ کو بھی لکھ لیا جائے نیز جامع سفیان ثوری کی طرز پر بھی کوئی کتاب نقل کر لی جائے کیونکہ وہ ان تمام جوامع میں سب سے بہتر ہے۔

میں نے اس کتاب میں اکثر احادیث مشہورہ جمع کی ہیں اور ہر وہ شخص جس کے پاس کچھ احادیث لکھی ہوئی ہوں ان میں مشہور احادیث ہوتی ہیں لیکن ان کو متمیز کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے احادیث مشہورہ کی فضیلت یہ ہے کہ وہ قابل استدلال ہوتی ہیں اور غریب اور شاذ روایات اگرچہ امام مالک اور یحییٰ بن سعید جیسے آئمہ ثقات سے مروی ہوں پھر بھی لائق استدلال نہیں ہوتیں اور جو شخص غریب اور مطعون حدیث سے استدلال کرے تو اس استدلال کی وجہ سے وہ شخص خود ساقط

الاعتبار ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جو حدیث صحیح اور مشہور ہو اس کو کوئی شخص رد نہیں کر سکتا۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ لوگ حدیث غریب کو ناپسند کرتے ہیں اور یزید بن حبیب کہتے ہیں کہ جب تم کسی شخص سے کوئی حدیث سنو تو اس کے توابع تلاش کرو اگر مل جائیں فبہا ورنہ اس حدیث کو چھوڑ دو۔

کتاب السنن میں مراسل بھی ذکر کی گئی ہیں اور آئمہ حدیث کے نزدیک یہ معروف ہے کہ جب متصل حدیث نہ ملے تو مرسل بھی متصل کے حکم میں ہوتی ہے جیسے عن جابر و الحسن عن ابی ہریرۃ یا عن الحكم عن المقسم عن ابن عباس یہ متصل نہیں ہے اور حکم نے مقسم سے جن چار حدیثوں کا سماع کیا ہے سنن کی روایات ان میں سے نہیں ہیں اور رہی یہ سند ابواسحاق عن الحارث عن علی تو اس میں ابواسحاق نے حارث سے صرف چار حدیثوں کا سماع کیا ہے جن میں سے ایک بھی متصل نہیں ہے اور کتاب السنن میں اس قسم کی احادیث بہت کم ہیں اور حارث کی تو اس میں صرف ایک روایت ہے بعض دفعہ حدیث کی کوئی علت مجھ پر مخفی رہتی ہے ایسی صورت میں کبھی میں اس حدیث کو ذکر کر دیتا ہوں اور کبھی نہیں کرتا کیونکہ یہ چیز عام لوگوں کے حق میں نقصان دہ ہے۔

کتاب السنن مراسل سمیت اٹھارہ اجزا پر مشتمل ہے جن میں سے ایک جز مراسل کا ہے اور مراسل میں سے بعض غیر صحیح ہیں اور بعض وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کے نزدیک متصل اور صحیح ہیں کتاب السنن کی کل احادیث کی تعداد چار ہزار آٹھ سو ہے بعض احادیث فی نفسہ مرسل ہوتی ہیں اور بعض دوسری اسانید سے متصل معلوم ہوتی ہیں لیکن درحقیقت وہ احادیث معلول ہوتی ہیں۔ میں نے کتاب السنن میں صرف احکام ہی کو تصنیف کیا ہے زہد اور فضائل اعمال سے متعلق احادیث نہیں لایا لہذا یہ چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں جو سب احکام سے متعلق ہیں۔ ان کے علاوہ زہد اور فضائل سے متعلق بہت سی احادیث صحیحہ تھیں جن کا میں نے اس کتاب میں اخراج نہیں کیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تساہل

امام ابوداؤد کا سنن ابوداؤد میں ایک عام تساہل یہ ہے کہ وہ حدیث کے متابعات کی کامل تحقیق نہیں کرتے اور محض سرسری نظر سے اس پر تفرد کا حکم لگا دیتے ہیں مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے حدثنا عبید اللہ بن عمرو بن میسرۃ ثنا ابن مہدی ثنا عکرمۃ ابن عمار عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ہلال بن عیاض قال حدثنی ابوسعید قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یخرج الرجلان یضربان الغائط عن عورتہما یتحدثان فان اللہ عز و جل یمقت علی ذلک۔ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں: هذا لم یسنده الا عکرمۃ بن عمار۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن الأشعث التونی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۳) خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے اس روایت پر اس لئے تفرد کا حکم لگایا ہے کہ اس روایت کو صرف عکرمہ بن عمار نے موصولاً بیان کیا ہے حالانکہ امام ابن دقیق العید نے بیان کیا ہے کہ ابان بن یزید نے بھی عکرمہ کی متابعت کر کے اس کو موصولاً بیان کیا ہے۔ (علامہ علاء الدین بن علی

بن عثمان المارونی الشہر بابن الترمذی المتوفی ۲۵۷ھ، الجوزہ لہی فی ذیل البیہقی ج ۱ ص ۱۰۰) لہذا اس روایت میں عکرمہ کا تفرد نہ رہا۔

اسی طرح ایک اور روایت کے بارے میں امام ابوداؤد نے تفرد کا قول کیا ہے وہ یہ ہے حدثنا نصر بن علی عن ابی علی الحنفی عن ہمام عن ابن جریج عن الزہری عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلا وضع خاتمہ۔ اس حدیث کے بارے میں امام ابوداؤد لکھتے ہیں والوہم فیہ من ہمام ولم یروہ الاہمام (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۱۰۹) اس روایت کے بارے میں امام ابوداؤد ہمام کے تفرد کا قول کرتے ہیں حالانکہ امام دارقطنی نے کتاب العلل میں بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن متوکل اور یحییٰ بن خریس نے بھی اس حدیث کی ابن جریج سے روایت کرنے میں ہمام کی متابعت کی ہے۔ لہذا اس حدیث کی ابن جریج سے روایت میں تفرد نہ رہا۔ ابن قیم نے یحییٰ بن متوکل پر جرح کیا ہے لیکن ابوطیب شمس الحق نے عبد اللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی کی تصریحات سے ثابت کر دیا ہے کہ جو شخص مجروح ہے وہ یحییٰ بن متوکل نام کا ایک اور راوی ہے اس کی کنیت ابو عقیل ہے۔ مزی اور امام مذہبی کا بھی یہی قول ہے نیز ایک طویل بحث کے بعد حاکم نے تصریح کر دی ہے۔ ہما ثقتان (شمس الحق عظیم آبادی، غایت المقصود ج ۱ ص ۴۱) کہ یہ دونوں ثقہ راوی ہیں اور جبکہ یہ دو ثقہ راوی اس حدیث میں ہمام کی متابعت کرتے ہیں تو اس حدیث کی رایت میں ہمام کا تفرد نہ رہا۔

اسی طرح ایک اور حدیث امام ابوداؤد نے روایت کی ہے حدثنا محمد بن الصباح البزاز ناشریک عن یزید بن ابی زید عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا فتحت الصلوۃ رفع یدیه الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود اس روایت کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں قال ابوداؤد روی هذا الحدیث ہیشم و خالد و ابن ادیس عن یزید لم یذکروا ثم لا یعود یعنی شریک، یزید بن ابی زیاد سے ثم لا یعود کی اس روایت میں متفرد ہیں کیونکہ یزید بن ابی زیاد کے دوسرے شاگرد اس حدیث میں ثم لا یعود کے الفاظ کی روایت نہیں کرتے لیکن یہاں بھی حسب سابق امام ابوداؤد نے تساہل سے کام لیا ہے اور تتبع نہیں فرمایا کیونکہ امام ابن عدی نے کامل میں بیان کیا ہے کہ ہیشم، شریک اور ان کے ساتھ ایک جماعت نے یزید بن ابی زیاد سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اس میں ثم لا یعود کے الفاظ موجود ہیں لہذا ثم لا یعود کی روایت میں یزید سے شریک کا تفرد نہ رہا۔ نیز خیال رہے کہ ثم لا یعود کی روایت میں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے یزید بھی متفرد نہیں ہے کیونکہ امام طحاوی نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ بن عبدالرحمن نے بھی اس حدیث کو عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے رہا امام ابوداؤد کا یہ کہنا کہ ہیشم اور خالد وغیرہ نے اس حدیث کو یزید سے ثم لا یعود کے بغیر روایت کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ممکن ہے کہ یزید نے پہلے اس حدیث کے صرف بعض حصہ کو روایت کیا ہو اور بعد میں مکمل حدیث بیان کی ہو۔ (حافظ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۵ ص ۲۷۳) بہر حال ثم لا یعود کی زیادتی کے ساتھ اس روایت میں نہ یزید سے شریک متفرد ہے اور نہ ابن ابی لیلیٰ سے یزید متفرد ہے اور امام ابوداؤد کا اس روایت کے بارے میں تفرد کا قول کرنا تساہل کے سوا کچھ نہیں۔

شروحات

سنن ابوداؤد کی افادیت اور مقبولیت کے پیش نظر اس کی متعدد شروح تصنیف کی گئی ہیں۔ چند شروح کے اسماء یہ ہیں۔
(۱) معالم السنن

یہ شرح ابوسلیمان احمد بن محمد ابن ابراہیم الخطابی المتوفی ۳۸۸ھ کی تصنیف ہے۔ یہ ایک مبسوط شرح ہے۔ حافظ شہاب الدین ابو محمود احمد ابن محمد مقدسی متوفی ۷۶۵ھ نے اس شرح کا خلاصہ لکھا ہے اور اس کا نام عجلۃ العلام من کتاب المعالم لکھا ہے۔

(۲) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح قطب الدین ابوبکر بن احمد الشافعی ۷۵۲ھ کی تالیف ہے اور چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۳) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح حافظ علاؤ الدین مغلطی متوفی ۷۶۲ھ کی تصنیف ہے اور نامکمل ہے۔

(۴) شرح الزاوند علی صحیحین

یہ شرح شیخ سراج الدین عمر بن علی الشافعی المتوفی ۸۰۴ھ کی تالیف ہے۔

(۵) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم عراقی متوفی ۸۲۶ھ کی شرح ہے اور نامکمل ہے۔ یہ شرح بہت مبسوط انداز پر لکھنی شروع کی گئی تھی صرف سجدہ سہو تک کی شرح سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۶) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح حافظ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ کی تالیف ہے۔

(۷) مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد

یہ شرح حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

(۸) غایت المقصود

یہ شرح علامہ ابوطیب شمس الحق عظیم آبادی کی ایک مبسوط تالیف ہے جس کا صرف ایک جزو دستیاب ہے۔

مختصرات

سنن ابوداؤد کا اختصار بھی کیا گیا ہے اور اس مختصر کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مختصر سنن ابی داؤد

یہ مختصر ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری المتوفی ۶۵۶ھ کی تالیف ہے علامہ جلال الدین سیوطی نے اس مختصر کی شرح لکھی اور اس کا نام زمر الربی علی المجتبیٰ رکھا۔

(۲) تہذیب السنن

ابن قیم محمد بن ابی بکر الجوزی المتوفی ۷۵۱ھ نے سنن ابوداؤد کی تہذیب کی اور اس کی شرح لکھی جس کا نام تہذیب السنن رکھا۔ (شروح اور مختصرات کی یہ تمام تفصیل حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کی کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۳ تا ۱۰۰۵ سے لی گئی ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت اس قدر ضروری ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی بلکہ جان بوجھ کر بغیر طہارت کے نماز ادا کرنے کو علماء نے کفر لکھا ہے کیونکہ ایسا شخص عبادت کی توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ نماز کے علاوہ بھی بغیر طہارت کے قرآن مجید کو چھونے تک کی اجازت نہیں ہے۔ لایسہ الا المٹھرون۔ حدیث شریف میں ہے نماز جنت کی کنجی ہے اور طہارت نماز کی کنجی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے مشابہہ لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے، انہیں کی وجہ سے امام کو قرأت میں شبہ پڑ جاتا ہے۔ (نسائی) تو جب بغیر طہارت کاملہ کے نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو بے طہارت نماز پڑھنے کی وہ نحوست کیوں نہ ہو۔ اسی لئے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی) پھر طہارت کی دو قسمیں ہیں صغریٰ جیسے وضو، کبریٰ جیسے غسل۔ جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنن حدیث کی ہر کتاب کا آغاز طہارت سے ہی فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے کتاب الطہارت کے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

پیکر شرم و حیا امام الانبیاء علیہ الوفاء التحیۃ والثناء

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اگر وہ جب سے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو بہت دور چلے جاتے تھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اتنی دور تشریف لے جاتے تھے کہ کسی کو نظر نہ آتے۔ آپ نے اپنی امت کو بھی یہی تلقین فرمائی۔ اِذَا ارَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّبُولَ فَلْيُرْتَدِّ لِوَلِيْهِ۔ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو کوئی مناسب جگہ تلاش کر کے پیشاب کرے۔ (حدیث نمبر ۳۱۲۱) ایمانی غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ کھلی جگہ ہو تو آبادی سے دور جا کر قضائے حاجت کی جائے تاکہ ستر پوشی برقرار رہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر وہ ارادہ حاجۃ لا یرفع ثوبہ حتی یدنو من الارض۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جب تک زمین کے قریب نہ ہو جاتے اس وقت تک کپڑا نہ اٹھاتے تھے۔ (حدیث نمبر ۱۳) کیونکہ حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری) ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کو اپنا کر معاشرے میں شرم و حیا کی خوشبو پیدا کریں تاکہ بے شرمی و بے حیائی کی بدبودور ہو

اور یہود و نصاریٰ کی تقلید میں ڈوبا ہوا ماحول جنت نظیر بن جائے اور جنت کی ہوائیں چلنے لگیں۔

مستقل سوچ کا درجا نبی بطحا کھولیں بند سب در ہیں تو کیا پیار کا رستہ کھولیں
ہر طرف کفر کی افواج نے یورش کردی آئے عشق محمد کا..... پھریرا کھولیں
کشتی فکر کی پتوار عقیدت ٹھہرے حلقہ چشم میں لپٹا ہوا دریا کھولیں
آپ ہی آپ پس خواب ہوں جلوہ آراء آپ ہی آپ مری آنکھ کا در..... آ، کھولیں
ایک مدت سے اندھیرے میں مسلط ہر سو عقدہ وقت سے یثرب کا سویرا کھولیں

سحر حالات کا گفتار مداوا ہے یہی

مل کے سب عشق محمد کا صحیفہ کھولیں

ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس قدر مجسمہ طہارت و نظافت تھے کہ بغیر وضو سلام کا جواب دینا بھی پسند نہ فرماتے جب تک کم از کم تیمم نہ فرمالیتے۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۱۶-۱۷) ان احادیث سے علماء نے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ جو حضرات وضو سے پہلے بسم اللہ شریف کا پڑھنا شرط بتاتے ہیں ان کا موقف کمزور ہے جبکہ جمہور نے ان احادیث کو جن میں بسم اللہ شریف کا وضو سے پہلے پڑھنا بیان ہوا ہے نفی کمال پہ محمول کیا ہے اور پھر اگر بسم اللہ شریف وضو سے پہلے شرط ہوتی تو قرآن پاک میں فاغسلوا وجوہکم سے پہلے بسم اللہ شریف کا ضرور ذکر ہوتا لہذا وضو سے پہلے تسمیہ سنت یا مستحب ہے جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

مصائب اٹھ گئے آقا تیرے تشریف لانے سے

حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھال لے کر باہر تشریف لائے۔ پھر اس کے ساتھ پردہ کر کے آپ نے بول مبارک فرمایا۔ ہم نے (آپس میں) کہا دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عورتوں کی طرح پردہ کر کے پیشاب فرماتے ہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر فرمایا:

أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا لَقِيَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَطَعُوا مَا أَصَابَهُ الْبَوْلُ مِنْهُمْ فَتَنَاهُمْ فَعُتِبَ فِي قَبْرِهِ. کیا تم جانتے نہیں ہو کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے ساتھ کیا ہوا تھا جب ان میں سے کسی کو پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو کاٹ دیتے تھے جہاں پیشاب لگا ہوا ہوتا اس شخص نے ان (لوگوں کو) ایسا کرنے سے روکا تو اس کو قبر میں عذاب دیا گیا (حدیث نمبر ۲۳) اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے پیدا فرما کر ہم سے ان تمام تکالیف کو دور فرما دیا ہے۔ ویضع عنہم اصرہم والاغلل التي كانت علیہم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو یاد کر کے کثرت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تک رسائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

رسول اللہ علیہ وسلم نے صحابی کی درازی عمر کی خبر دی

حضرت رویف رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: يَا رُوَيْفَعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتُطَوَّلُ بِكَ بَعْدِي خَيْرَ النَّاسِ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحَيَّتِهِ أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا أَوْ اسْتَنْجَى بِرَجِيمٍ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بَرِيءٌ. اے رویف! ہو سکتا ہے تیری عمر دراز ہو اور میرے بعد تو زندہ رہے تو لوگوں کو بتا دینا کہ جس نے (جس طرح کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جنگ کے دوران گھہ لگاتے) یا گھوڑے کے گلے میں تانت حلقہ ڈالا (مختلف مقاصد کے لئے لوگ ایسا کرتے تھے) یا جانور کے گوہر یا ہڈی سے استنجاء کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔ (نمبر ۳۶) اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لعل کا لفظ ترجی و امید کے لئے نہیں بلکہ یقین کے لئے آتا ہے۔ تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رویف کو بتا دیا کہ تو یقیناً میرے بعد ایک عرصے تک زندہ رہے گا اور میری یہ تعلیمات بعد والوں تک پہنچا دینا۔

پیدا ہمیں خدا کرتا ان کے عہد میں اے کاش ہم بھی کرتے زیارت حضور کی استنجاء کرنے کے بعد مٹی پہ ہاتھ رگڑنا تا کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ (نمبر ۴۵) اب اس دور میں اگر صابن وغیرہ سے ہاتھ صاف کر لئے جائیں تو اس سنت پر عمل ہو جائے گا۔

سواک کے آداب

سواک کرتے ہوئے مبالغہ کرنا آہ آہ کی آواز نکالنا جیسے کوئی قے کر رہا ہے۔ (نمبر ۴۹) حجة اللہ البالغہ میں ہے: يَتَّبِعِي لِلانسان ان يبلغ بالسواك اقاصى الفم فيخرج بلاغم الحلق والصدر والاستقصاء في السواك يذهب القلاء اى داء الفم ويصفي الصوت ويطيب النكهة..... (حاشیہ ۱۸، سنن ابی داؤد ص ۱۰۷ ایچ ایم سعید کمپنی) مسواک کرنے میں مبالغہ سے کام لینا چاہئے تاکہ منہ کی تمام اطراف کی اچھی طرح صفائی ہو جائے اور حلق و سینہ کی بلغم نکل جائے اس میں منہ کی بیماریوں کا خاتمہ بھی ہوگا آواز بھی صاف ہوگی اور منہ کی بو بھی ختم ہوگی۔

★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی مسواک کو دھو کر باری باری کر لیا کرتے تھے۔ (نمبر ۵۲)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں تین مرتبہ اٹھے اور ہر بار مسواک کے ساتھ وضو کیا اور نماز ادا فرمائی۔ (نمبر ۵۸)

جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کا شانہ اقدس پر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام یہ ہوتا کہ مسواک فرماتے (نمبر ۵۱)

★ وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طَهْرٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ۔ (نمبر ۶۳)

★ ایسا آدمی لوگوں کی امامت نہ کرے جو (نماز کے بعد) صرف اپنے لئے دعا کرے (اور اجتماعی دعا نہ کرے) فَإِنْ

فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ۔ اگر اس نے ایسا کیا (یعنی اجتماعی دعا نہ کی) تو اس نے لوگوں کے ساتھ خیانت کی۔ (نمبر ۹۱)

★ سرکاسح نئے پانی سے کیا جائے وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِنَاءٍ غَيْرِ فَضْلٍ يَدِيهِ (نمبر ۱۲۰) (بیان جواز کے لئے) ہاتھوں پہ پہلے سے لگے ہوئے پانی کے ساتھ بھی سرکاسح فرمایا۔ یعنی نیا پانی نہ لیا (مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنْ فَضْلِ مَاءٍ كَانَ فِي يَدِهِ)

(نمبر ۱۳۰)

★ وضو میں منہ دھوتے ہوئے آنکھوں کے کونوں کو ملنا (يَمْسَحُ الْبَاقِيْنَ) (نمبر ۱۳۷)

★ اعضاء وضو کو ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار دھونے کی اجازت (در اصل مقصد خوب اچھی طرح پانی کا بہانا ہے) (نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کی ایک رکعت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا فرمائی۔ (نمبر ۱۳۹)

★ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر دین میں رائے کو کوئی دخل ہوتا تو موزوں کے اوپر والے حصے پہ مسح کرنے کی بجائے نیچے والے حصے پہ مسح کرنا بہتر ہوتا (کیونکہ زمین پہ تو نیچے والا حصہ لگتا ہے) لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر والے حصے پہ مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ (نمبر ۱۶۲)

★ وضو میں ناخن کے برابر بھی جگہ خشک رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔ (نمبر ۱۷۳)

تیر پہ تیر کھاتے رہے مگر نماز نہ توڑی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع کی طرف گئے تو ایک آدمی (مسلمان) نے کسی مشرک کی بیوی کو مار دیا اس (مشرک) نے قسم اٹھائی کہ اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھوں گا جب تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کا خون نہیں بہا لوں گا۔ چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے کے پیچھے پیچھے آتا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک منزل پہ اترے تو فرمایا: مَنْ رَجُلٌ يَكْلُوْنَا كُونِ هَمَارٍ پھر دے گا، ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی نے یہ ذمہ داری قبول کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُونَا بِفَمِ الشَّعْبِ گھاٹی کے دھانے پہ چلے جاؤ، جب وہ دونوں گھاٹی کے دھانے پہ پہنچ گئے تو مہاجر صحابی لیٹ گیا اور انصاری نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ ایک شخص آیا اور اس نے پہچان لیا کہ یہی نگرانی کر رہا ہے پس اس نے تیر مارا جو اس صحابی کو لگا لیکن انہوں نے تیر نکالا اور نماز جاری رکھی یہاں تک کہ تین تیر مارے لیکن انصاری صحابی تیر نکالتے رہے اور سجدہ و رکوع کے ساتھ نماز مکمل کی اور اپنے ساتھی کو ساری صورتحال بتائی۔ تیر انداز تو بھاگ گیا لیکن جب مہاجر نے انصاری کا خون دیکھا تو تعجب سے کہا سُبْحَانَ اللَّهِ لَا أَنْبَهَتْهُنَّ أَوَّلَ مَا دَمِي۔ آپ نے مجھے پہلے تیر پر ہی کیوں نہ بتا دیا (تاکہ میں آپ کا دفاع کرتا) انہوں نے کہا كُنْتُ فِي سُورَةٍ أَقْرَوُهَا فَلَمْ أَحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا میں ایک سورۃ پڑھ رہا تھا میں نے اچھا نہ سمجھا کہ اس کو درمیان میں چھوڑ دوں (اور اپنا دفاع شروع کر دوں) (نمبر ۱۹۸)

اسے صدیوں نہ بھولے گا زمانہ یہ جو حادثہ ہو گیا

بے خبر بے خبر جانتے ہیں

کوئی بے خبر یہ نہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ سے بے خبر تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فرمان ہے میری کہیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا (بخاری) اور باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی یہی حالت ہے۔ واقف اسرار حقائق مایہ ملت کے نگہبان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (جو بڑے بڑے حکام کو خط لکھتے ہیں تو یوں مخاطب فرماتے ہیں جیسے تم اپنے غلام کو یقین نہ آئے تو دیکھ لیجئے مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۵۰ اور ۵۲۔ بنام شیخ فرید بخاری گورنر لاہور) فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حق میں ریوڑ کے محافظ کی طرح ہوتا ہے جس طرح نگران کا اپنے ریوڑ کی نگرانی سے غافل ہونا مناسب نہیں اسی طرح نبی کا بھی اپنی امت سے نیند میں بھی غافل ہو جانا ان حضرات کی شان کے خلاف ہے اور پروردگار عالم انہیں بوقت خواب بھی امت کے حانات سے بے خبر نہیں ہونے دیتا۔ (سنن ابی داؤد ترجمہ علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہ جاپوری ج ۱ ص ۱۲۵) عظمت رسالت کی یہ باتیں کچھ کلمہ گو نہیں مانتے تو نہ مانیں ایک عیسائی شاعر نے کیا خوب کہہ دیا:

رنگ و نسل کا پرچم پاؤں میں ڈال دیا	بندے کو انسان کا حسن و جمال دیا
کھل نہ سکا جو ارض و سما کی آنکھوں پر	تو نے وہ منظر دامن میں ڈال دیا
صفحہ شب خالی تھا تیرے ہاتھوں نے	صرف ستارہ لکھا اور اچھال دیا
تیرا سایہ نہیں تھا، لیکن عالم پر	تو نے رحمت رب کا سایہ ڈال دیا
طاق ابد تک منزل منزل صبحوں نے	تیرے نقش قدم کا دیوا بال دیا

(نذیر قیصر)

معراج کی رات کے تین تحائف

حضرت عبداللہ بن عصم بیان فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

كَانَتْ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَغَسَلَ الْبَوْلُ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ نمازیں پچاس تھیں، غسل جنابت سات دفعہ کیا جاتا اور پیشاب لگنے سے کپڑا سات مرتبہ دھویا جاتا تھا۔

فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ حَتَّى جُعِلَتِ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغَسَلَ الْبَوْلُ مِنَ الثَّوْبِ مَرَّةً۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم (معراج کی رات) برابر (اپنے رب سے تخفیف کا) سوال کرتے رہے چنانچہ نمازیں پانچ

کر دی گئیں۔ غسل جنابت ایک مرتبہ کر دیا گیا اور پیشاب لگنے سے کپڑے کو ایک دفعہ دھویا جانا ٹھہرا۔ (۲۴۷)

اے غریبوں کے سہارے السلام امت یکس کے پیارے السلام

عرش کی معراج والے السلام
اپنے رب سے کیجئے مولا دعا
بیکسوں کی لاج والے السلام
عرش سے ہو بارش لطف و عطا
ختم ہو دنیا سے ہر ظلم و جفا
رحم فرمائے زمانے پہ خدا

★ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جب سے میں نے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا
تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَّمْ يَغْسِلْهَا فُوعَلْ بِهَا كَذًا وَكَذَا مِّنَ النَّارِ۔

جس نے اپنے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑی جسے نہ دھویا اسے آگ کا اس اس طرح عذاب دیا جائے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں (یہ فرمان سننے کے بعد) فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي (تین مرتبہ فرمایا) اس وجہ سے میں اپنے سر کے ساتھ دشمنی کر لی ہے و كَانَ يَجْزُ شَعْرَةَ جَنَابَةٍ آفَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اپنے بال کٹا دیا کرتے تھے۔ (نمبر ۲۳۹)

حریم قدس میں ایمان کامل لے کے آیا ہوں
گدائے عشق ہوں نظرانہ دل لے کے آیا ہوں
مرادیں لے کے سب آئے ہیں میں دل لے کے آیا ہوں
یہی اک چیز تھی لانے کے قابل لے کے آیا ہوں
زہے جذب و کشش یہ ہوش تک باقی نہیں مجھ کو
مجھے دل لے کے آیا ہے کہ میں دل لے کے آیا ہوں

★ حالت خیف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معاملہ (نمبر ۲۷۰)

★ جب آدمی نے طلوع فجر کے بعد غسل کر لیا تو وہ غسل جمعہ کیلئے کافی ہوگا۔ خواہ وہ جنبی ہی کیوں نہ ہوا ہو۔ (امام ابوداؤد کا فرمان) نمبر ۳۳۲۔ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۳۵۳ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے ہاں مسنون و مستحب ہے۔ اس لئے امام ابوداؤد نے باب باندھا الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة جمعہ کے دن غسل نہ کرنے کی اجازت۔ لہذا بغیر مجبوری کے غسل ترک نہ کیا جائے تاکہ ثواب میں کمی نہ ہو لیکن محنت مزدوری کرنے والے لوگوں کو جن کے بدن اور کپڑوں سے پسینے وغیرہ کی بدبو آتی ہو ان کو ضرور غسل کرنا چاہئے اور کپڑے بھی تبدیل کرے چاہئیں تاکہ دوسرے نمازیوں کے لئے اذیت کا سبب نہ بنیں۔

اسلام قبول کرنے پر کفر کی تمام نشانیاں ختم کر دینی چاہئیں

اسلام قبول کرتے وقت جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (قیس بن عاصم) کو پیری کے پتے ڈالے ہوئے پانی سے غسل کرنے کا حکم دیا (نمبر ۳۵۵) وہاں عثیم بن کلیب اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ۔ اپنے زمانہ کفر کے بال منڈوا دو۔

اور یہی فرماتے ہیں کہ ایک اور شخص جو میرے ساتھ ہی حاضر ہوا تھا اس کو بھی آپ نے فرمایا: أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنِ۔ تم بھی زمانہ کفر کے بال منڈوا دو اور ختنہ کروالو۔ (نمبر ۳۵۶) معلوم ہوا کہ برائی سے مکمل طور پر کنارہ کش ہوئے

لئے اس برائی کی تمام تر علامات کو ختم کر دیا جائے تاکہ دوبارہ اس برائی کی طرف انسان کی توجہ ہی نہ جائے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حرمت پہ جن برتنوں میں شراب استعمال کی جاتی تھی ان کو بھی توڑ دینے کا حکم دیا تاکہ اس سے پوری طرح نفرت پیدا ہو جائے۔ بعض لوگ کسی وقتی پریشانی، صدے یا نصیحت کا اثر لے کر برائی چھوڑنے کا ارادہ لیتے ہیں مگر اس برائی کے آثار اپنے گھروں میں باقی رکھتے ہیں اور جب وقتی اثر ختم ہو جاتا ہے تو برائی کا سلسلہ دوبارہ اسی در و شور سے جاری ہو جاتا ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے میں تھوکا اور پھر اس کو مل دیا۔ (نمبر ۳۸۹)

کِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان)

یاد رہے! اخروی کامیابی کا دار و مدار تین چیزوں پر ہے۔ ایمان یعنی عقائد کا درست ہونا لیکن اگر ایک عقیدہ بھی غیر اسلامی اختیار کر لیا تو دولت ایمان سے محرومی ہو جائے گی چاہے لوگوں کی نگاہ میں وہ قطب الاقطاب بنا پھرے۔ (۲) اعمال صالحہ قرآن مجید میں کئی جگہ پہلے ایمان اور پھر اعمال صالحہ پر جنت کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے وبشر الذین آمنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنت۔ (البقرہ) پھر نیک اعمال میں درجہ بندی کا خیال ضروری ہے یہ نہیں کہ فرائض کی پرواہ نہ کرے اور تجلیات کو فرائض سے بھی اونچا درجہ دیتا رہے جیسا کہ اس دور میں یہ بیماری عام ہے کہ نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کی طرف کوئی میان نہیں اور جائز رسومات کی فرائض کی طرح پابندی کی جاتی ہے۔ اس بارے میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان شیخ نظر رہنا چاہئے جو کہ فتوح الغیب کے مقالہ نمبر ۳۸ میں ہے۔

غوث غوث اعظم کا فرمان

ينبغي للمؤمن ان يشتغل اولاً بالفرائض فاذا فرغ منها اشتغل بالسنن ثم يشتغل بالنوافل
المضائل..... ایماندار کے لئے یہی مناسب ہے کہ پہلے فرائض کو ادا کرنے میں مشغول ہو جب ان سے فارغ ہو تو سنتوں
الطرف متوجہ ہو پھر نوافل اور فضیلت والے کام کرے کیونکہ فرائض ادا نہ کر کے سنتوں میں مشغول ہونا حماقت اور روگردانی
فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم يقبل منه واهين۔ اگر فرائض کو ادا نہ کرے اور سنن و نوافل
میں مشغول ہو جائے تو قبولیت نہ ہوگی بلکہ ذلیل و رسوا ہوگا۔ کیونکہ فرائض و واجبات کی تکمیل کے لئے سنن و نوافل کو رکھا گیا
ہے۔ فرائض و واجبات شجر اسلام کے تنے کی حیثیت رکھتے ہیں اور سنن و نوافل ٹہنیاں اور پھل ہیں اگر جڑ اور پتا ہی نہ ہوگا تو
ساق اور پھل کہاں لگیں گے۔ اس لئے جہاں احادیث میں کسی ایک کام پر نجات کا دار و مدار رکھا گیا ہے وہاں یہ ساری باتیں
مکمل کی جائیں گی مثلاً جہاں فرمایا گیا من قال لا اله الا الله دخل الجنة جس نے لا اله الا الله کہہ لیا وہ جنت میں داخل
ہوگا تو وہاں ان کلمات کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا مراد ہے ورنہ تو تمام عقائد اسلام کی اہمیت ہی ختم ہو جائے گی۔ پھر تو صرف

یہی ایک حدیث ہی کافی تھی پورا قرآن و ذخیرہ احادیث کی کیا ضرورت رہ جائے گی۔ مرزائی سب کچھ کرتے ہیں مگر ختم نبوی کے عقیدے کا انکار کرنے کی وجہ سے پوری امت کے نزدیک کافر و مرتد اسی لئے تو ہیں۔ کتاب الصلوٰۃ کی احادیث حوالے شروع کرنے سے پہلے فقہی اعتبار سے اعمال کی درجہ بندی کا ذکر اسی لئے کیا جا رہا ہے کہ۔ گر حفظ مراتب نہ زندگی۔ کیونکہ ان اصطلاحات کی ضرورت ہر جگہ پڑتی ہے۔ یہ اصطلاحات بہار شریعت سے لی گئی ہیں۔ ص ۶۵، ۶۶ ج ۲۔

احکام کے متعلق ضروری اصطلاحات

فرض اعتقادی

جو دلیل قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماع قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے اور بہر حال جو کسی فرض اعتقادی کو بلا عذر صحیح شرعی قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکب کبیرہ و مستحق عذاب نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرض عملی

وہ جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظر مجتہد میں بحکم دلائل شرعیہ جزم ہے کہ بے اس کے کئے آدمی بری الذمہ نہ ہو یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل و کالعدم ہوگی اس کا بے وجہ انکار فسق و گمراہی ہے ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائل شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے جیسے آئمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا۔ حنفیہ کے نزدیک وضو میں بسم اللہ کہنا اور نیت سنت ہے اور حنبلیہ و شافعیہ کے نزدیک فرض اور ان کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرض عملی میں ہر شخص اس کی پیروی کرے جس کا مقلد ہے اپنے امام کے خلاف بلا ضرورت شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

واجب اعتقادی

وہ کہ دلیل ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو۔ فرض عملی و واجب عملی اسی کی دو قسمیں ہیں اور وہ انہیں دو میں منحصر۔

واجب عملی

وہ واجب اعتقادی کہ بے اس کے کئے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے۔ مجتہد دلیل شرعی سے واجب کا انکار کر سکتا ہے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا کبیرہ۔

سنت موکدہ

وہ جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ادا کیا ہو۔ البتہ بیان جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمادی ہو اس کا ترک اسات اور کرنا ثواب اور نادر اُترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاق عذاب۔

سنت غیر موکدہ

وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادت ہو موجب عتاب نہیں۔

مستحب

وہ کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو خواہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

مباح

وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

حرام قطعی

یہ فرض کا مقابل ہے اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ و فسق ہے اور بچنا فرض و ثواب۔

مکروہ تحریمی

یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگرچہ اس کا کرنا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

اسات

جس کا کرنا برا ہو اور نادر اُترک کرنے والا مستحق عتاب اور التزام فعل پر استحقاق عذاب یہ سنت موکدہ کے مقابل ہے۔

مکروہ تنزیہی

جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے یہ سنت غیر موکدہ کے مقابل ہے۔

خلاف اولیٰ

وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا کیا تو کچھ مضائقہ و عتاب نہیں یہ مستحب کا مقابل ہے۔ ان کے بیان میں عبارتیں مختلف ملیں گی مگر یہی عطر تحقیق ہے۔ (وللہ الحمد حمداً کثیراً مبارکاً فیہ مبارکاً علیہ کہا یحب ربنا و یرضی)

★ عصر ان (یا عصرین) صبح و مغرب کی نماز کو کہا گیا ہے۔ (نمبر ۴۲۸)

★ جہاں قبروں کو کھودنے کا ذکر ہے وہاں مشرکین کی قبروں کا بیان ہے۔

فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ. (نمبر ۴۵۴، ۴۵۳)

★ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ الفاظ پڑھنے والا پورا دن شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. (نمبر ۴۶۶)

کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے کو امامت سے معزول کر دیا گیا

احمد بن صالح بیان فرماتے ہیں: حضرت ابوسہلہ السائب بن خلاد سے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کی امامت کی تو قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے پس جب (نماز سے) فراغت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ. یہ تمہیں نماز نہ پڑھایا کرے۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو منع کر دیا اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا پھر اس نے اس بات کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّكَ الذِّيتَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ هَا تَوَدُّ نِي (کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوک کر) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے (۴۸۱) جب کعبہ معظمہ کی توہین کرنے والا قابل امامت نہیں ہے تو کعبہ کے کعبہ، امام الانبیاء والرسول، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب ہونے والا کب امامت کے قابل ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کعبہ کو مخاطب ہو کر فرمایا! اے کعبہ مرد مومن کی شان تجھ سے زیادہ ہے (ابن ماجہ) تو جن کے فیض نبوت سے کائنات کو ایمان کی دولت نصیب ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی کیا ان کی توہین کرنے والا اس نبی کی امت کا امام ہو سکتا ہے۔ اس خیال است و محال است و جنون۔ جن کو خدا نے معراج کی رات اپنی ملاقات و زیارت کے لئے اس قدر اہتمام سے بلایا اور مسجد اقصیٰ میں نبیوں، رسولوں کا اور بیت المعمور میں فرشتوں کی امامت کا منصب عطا فرمایا اور کس شان سے، اس بارے میں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

بلایا لامکاں پہ جب خدا نے

بلایا لامکاں میں جب خدا نے گئے سرکار امت بخشوانے

درود پاک حوریں پڑھ رہی تھیں ملک گاتے تھے رحمت کے ترانے

شب معراج مل کر چاند تارے بجاتے تھے خوشی کے شادیانے

مرے سرکار کے پیچھے ادا کی نماز شوق سارے انبیاء نے
 ہوئے جبریل جب سدرہ پہ عاجز لگے آقا ہمارے مسکرانے
 خدا کو علم ہے یا مصطفیٰ کو! کہ وہ لمحات تھے کتنے سہانے
 سر ”قوسین“ تحفہ عاجزی کا کیا پیش خدا جب مصطفیٰ نے
 کئی صدیاں گئیں معراج کے بعد مگر حیران ہیں اب تک زمانے
 نبی کا جسم بھی معراج میں تھا
 کوئی فیضان مانے یا نہ مانے

★ ایک شخص نے جب پوچھا کہ تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں تو صحابہ کرام نے اس کو اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا۔ هَذَا الْاَبْيَضُ الْمَتَكِيُّ۔ یہ ہیں گورے رنگ والے جو ٹیک لگا کر تشریف فرما ہیں۔ (نمبر ۴۸۶)

★ پہلی اذان حضرت بلال نے پڑھی۔ حضرت عبداللہ بن زید بتاتے گئے اور حضرت بلال اذان پڑھتے گئے۔ (نمبر ۴۹۸) اور اقامت حضرت عبداللہ بن زید نے کہی۔ (نمبر ۵۱۲)

★ حضرت ابو محمد ورہ کی پیشانی کے بالوں پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تو انہوں نے (ساری زندگی) نہ وہ بال کٹوائے اور نہ منڈوائے۔ (نمبر ۵۰۰، ۵۰۱)

اذان سے پہلے دعا اور اذان کے بعد درود

★ حضرت بلال اذان سے پہلے انگڑائی لے کر یہ دعا کرتے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ وَأَسْتَعِينُكَ عَلَى قُرَيْشٍ أَنْ يُقِيمُوا دِينَكَ۔ اے اللہ میں تیری حمد و ثناء بیان کرتا ہوں اور قریش کے مقابلہ میں تیری مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں اور یہ دعا ہر اذان سے پہلے کرتے اور ایک صحابیہ سنتی تھیں حالانکہ مینارہ پر یہ دعا ہوتی تھی پھر اذان کہتے۔ (نمبر ۵۱۹)

★ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا، دس نیکیاں اور شفاعت واجب۔ (نمبر ۵۲۳)

کس قدر ظلم کی بات ہے کہ امت کو اتنی بڑی سعادت سے روکا جا رہا ہے کہ خبردار اذان سے پہلے یا بعد درود و سلام نہ پڑھا جائے کہیں زمین نہ پھٹ جائے یا آسمان نہ گر جائے ان لوگوں سے بندہ پوچھے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے درود و سلام کے لئے کوئی نائم مقرر فرمایا ہے کہ اس وقت کے علاوہ ہرگز درود و سلام نہ پڑھا جائے جب ایسا نہیں ہے تو حضور علیہ السلام کا امتی جب چاہے اپنے محبوب کی بارگاہ میں درود و سلام پڑھے اور دس نیکیوں کا حق دار بن جائے، دس گناہ معاف کرا لے اور دس درجے بلند کروا لے۔ درود و سلام سے روکنا ابوجہل کا مشن تو ہو سکتا ہے ابو بکر صدیق کا نظریہ نہیں ہو سکتا۔

بے یقینی کے دھند لکوں میں ہے امت تیری آج تو کل سے بھی زیادہ ہے ضرورت تیری قائد قافلہ عظمت و ادراک بشر ثبت ہے لوح حقیقت پہ صداقت تیری

دل میں بوجہل، زبانوں پہ تیرے ذکر کا نور
وجہ تخلیق بساط ہمہ اسباب و علل
تیرے مسلک سے جنہیں کوئی سروکار نہیں
دعویٰ عشق نہیں، فخر غلامی ہے مجھے
حرف حق کب لب اظہار کا محتاج رہا
ہر زمانے سے مسلسل ہے ہدایت تیری
چشم گستاخ نے دیکھا لب و رخسار کا رنگ
اور عقیدت کو نظر آئی فضیلت تیری
سچ کے اظہار کی عاشور کو توفیق ملی

میرے مولا تیرا الطاف، عنایت تری

★ جب مؤذن اشہدان محمد رسول اللہ کہتا تو حضور فرماتے: اَنَا اَنَا. (نمبر ۵۲۶)

★ وقت سے پہلے دی جانے والی اذان کو دہرایا جائے۔ (نمبر ۵۳۲)

★ ظہر یا عصر کے وقت حضرت ابن عمرؓ کو بدعت سمجھتے تھے۔ (نمبر ۵۳۸)

نماز باجماعت اور سنت کی اہمیت

★ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَكُفِّرْتُمْ۔ اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دیا تو تم نے کفر کیا۔ پوری حدیث اس طرح ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے پانچ نمازوں کی حفاظت کرو جن کے لئے اذان کہی جاتی ہے کیونکہ یہ ہدایت کے راستے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدایت کے راستے واضح فرما دیئے ہیں۔ صحابہ کہتے ہیں ہم نے دیکھا نماز (باجماعت) سے وہی منافق پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق واضح تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی دو کا سہارا لیکر صف میں آکر کھڑا ہوتا تم میں سے ایسا کوئی ہے جس کے گھر میں مسجد نہ ہو اور اگر تم اپنے گھروں میں (ہی فرض) نماز پڑھنے لگو گے تو تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دیا اور اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑو گے تو کفر تک پہنچ جاؤ گے۔ (نمبر ۵۵۰) آج کا مسلمان ذرا صحابہ کرام کے دور کے ساتھ موازنہ کرے کہ ان کی نگاہوں میں نماز کی کیا اہمیت تھی اور ہماری حالت کیا ہے

وہ تھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے

شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جانے کا ثواب

حضرت ابو عبد الرحمن نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَوةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ إِلَى

تَسْبِيحِ الصُّحَى لَا يَنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فَاجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ۔

جو شخص اپنے گھر سے طہارت کر کے فرض نماز کے لئے نکلا تو اسے حج کے لئے احرام باندھ کر نکلنے والے کی طرح اجر ملے گا اور جو چاشت کی نماز کے لئے نکلے اور کوئی مقصد نہ ہو تو اسے عمرہ کرنے والے کی طرح ثواب ملے گا۔ (مزید فرمایا اور جن دو نمازوں کے درمیان کوئی لغو بات نہ کی گئی ہو تو وہ علیین میں لکھی جاتی ہے) (نمبر ۵۵۸)

★ سدل ثوب (نماز میں کپڑا لٹکانے) سے منع فرمایا گیا ہے۔ (نمبر ۶۴۳)

★ یہود کی مخالفت کرو کیونکہ وہ جوتوں اور موزوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ (نمبر ۶۵۲)

★ امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے۔ (نمبر ۷۰۸)

★ نماز میں صرف ایک مرتبہ ہی رفع یدین کیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مجمع عام کے سامنے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھانا (اور ظاہر بات ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کا واقعہ ہے تو اس حدیث سے رفع یدین والی احادیث کو منسوخ مانا جائے گا۔ یہی احناف کی دلیل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ رفع یدین کرنے والی حدیث منقول نہیں ہے۔ پھر رفع یدین نہ کرنے میں اسکنوا فی الصلوۃ یہ عمل ہے جو کہ مطلوب و مقصود ہے۔ (حدیث نمبر ۷۴۸ تا ۷۵۲)

کارپا کاں راقیاس از خود مکیر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک بندے نے کہا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ اس آدمی نے عرض کیا میں نے۔ فرمایا: میں نے تم سے زائد فرشتوں کو لپکتے دیکھا کہ کون انہیں سب سے پہلے لکھتا ہے۔ (نمبر ۷۷۰) معلوم ہوا ہر نئی بات بدعت سیئہ نہیں ہے ورنہ ان کلمات کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہیں دی تھی اور نہ آپ نے یہ فرمایا کہ تو نے اپنی طرف سے یعنی نماز یعنی دین میں اضافہ کر دیا ہے بلکہ آپ نے یہ کلمات سن لئے فرشتوں کو آتے دیکھ لیا، ان کی تعداد بھی معلوم کر لی، ان کے آنے کا مقصد بھی جان لیا اور ان کو دوڑتے ہوئے بھی ملاحظہ فرمایا کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں اتنے امور پہ توجہ ہوتے ہوئے بھی نماز میں توجہ الی اللہ پوری طرح قائم رہنی، بنظر غائر دیکھا جائے تو ہر حدیث سے علوم و کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے نظر آتے ہیں مگر یہ نگاہ قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

مقدر کو مرے بخشی گئی رحمت کی تابانی مرے حصے میں آئی ہے محمد کی ثنا خوانی
محبت سرور کو عین کی جس دل کو حاصل ہو اسے ہوگی نہ روز حشر کوئی بھی پریشانی
زمانہ تا ابد جھکتا رہے گا انکے قدموں میں جنہیں حاصل ہوئی ہے والی بطحا کی درباری

عرب کی عظمتیں اللہ اکبر آپ کے دم سے ہوئی صحرائینوں کے مقدر میں جہانبانی
نبی کو نور کہنا تو اک ادنیٰ سی عقیدت ہے جہاں ذکر محمد ہو وہ ساری بزم نورانی
کبھی تو کہہ کے مستانہ ظہوری کو بلا یینگے کبھی تو کام آجائے گی میری چاک دامانی

★ ایک صحابی نے ساٹھ حج کئے اور جس اونٹ پہ جو حج کیا ہم اس اونٹ کو بھی پہچانتے ہیں کہ کونسا حج کس اونٹ پہ کیا۔

(نمبر ۸۸۷)

★ سورہ انفال و توبہ کے مضامین میں مشابہت کی وجہ سے بسم اللہ شریف نہ لکھی گئی۔ (نمبر ۷۸۶)

★ صرف سورہ فاتحہ کو نماز میں ضروری بتانے والے فصحاء اور فہمازاد کو کیوں بھول جاتے ہیں اور پھر یہ بھی تو ہے

قال سفین لمن یصلی وحده۔ جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ (نمبر ۳۱، ۳۰، ۸۱۹)

★ قیامت کے دن فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔ (نمبر ۸۶۴)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمبی نماز ایک رکعت میں سورہ بقرہ پڑھنا اور اتنا ہی لمبارکوع کرنا، دوسری رکعت میں

آل عمران پھر نساء اور مائدہ کی تلاوت۔ (نمبر ۸۷۳)

★ دور رکعتوں پہ سابقہ گناہ معاف اور جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۷-۹۰۶)

★ نماز کے دوران آسمان کی طرف دیکھنے کی ممانعت۔ (نمبر ۱۳، ۹۱۲)

★ عورتوں کا نماز میں تصفیح (تالی بجانا) یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں بائیں ہتھیلی پہ ماریں۔ (۹۴۲)

سراپا نور مکمل بشر صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھ کر نماز (نفل) پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا
ثواب ملتا ہے تو ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور
(حیران ہو کر) اپنا ہاتھ اپنے سر پہ رکھ لیا۔ جس پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَجَلٌ وَلَکِنِّی لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ۔
مسئلہ یہی ہے لیکن میں تمہاری طرح تو نہیں ہوں۔ (نمبر ۹۵۰)

اس پہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”جان لو کہ خلق محمدی دوسرے انسانی افراد کی پیدائش کی طرح
نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی بھی فرد کی پیدائش سے مناسبت نہیں رکھتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عصری پیدائش کے باوجود
اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا: خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللّٰهِ میں خدا کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔
دیگر اس را اس دولت میسر نشدہ است۔ دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہے۔ (مکتوبات ۳: ۱۰۰)

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

دوسرے مقام پہ حضرت مجدد پاک فرماتے ہیں ”حقیقت سے ناواقف لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر

سمجھا جس کے باعث وہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے) منکر ہو گئے جبکہ خوش قسمت لوگوں نے رسالت کے رنگ میں دیکھا، آپ کو رحمت عالمیاں جانا، تمام انسانوں سے ممتاز سمجھا تو ایمان جیسی متاع عزیز کے حقدار ہو گئے۔ واز اہل نجات آمدند۔ اور اہل نجات میں سے ہو گئے۔ (مکتوب ۳: ۶۴)

راہزن خضر راہ کی قبا چھین کر راہ نما بن گئے دیکھتے دیکھتے

نماز کے تشہد میں حضرت ابن عمر نے اضافہ کیا تو کسی نے اعتراض نہ کیا

حضرت نصر بن علی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی ان سے حضرت شعبہ نے ابی بشر سے، انہوں نے کہا میں نے مجاہد سے سنا کہ حضرت ابن عمر نے تشہد کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ بیان فرمائے۔ التحیات لله الصلوات الطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ راوی کہتے ہیں قال ابن عمر زدت فیہا و برکاتہ۔ اس میں و برکاتہ کا اضافہ میں نے خود کیا ہے (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ جاری رکھتے ہوئے فرمایا) السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ پھر حضرت ابن عمر نے فرمایا زدت فیہا وحدہ لا شریک لہ۔ اس میں وحدہ لا شریک لہ کے الفاظ کا اضافہ میں نے خود کیا ہے۔ (نمبر ۹۷۱)

کسی بھی صحابی یا تابعی نے اس پہ کسی قسم کا اعتراض نہ کیا کہ آپ نے دین (نماز) میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے بدعت کا ارتکاب کیا ہے۔ اس سے کم از کم یہ تو معلوم ہو گیا کہ صحابی اور وہابی کے عقیدے میں فرق ضرور ہے۔ اے مسلمانو! سنبھل کے چلو بڑا نازک دور ہے بات بات پہ ایمان کو خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

یہ دور کچھ ایسا ہے کہ لاکھوں ڈھب سے فرعون یہ کہتا ہے کہ میں موسیٰ ہوں

★ تشہد میں انگلی کو حرکت نہ دی جائے۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُشِیرُ بِأَصْبَعِہِ إِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّکُهَا۔ (نمبر ۹۸۹)

★ فرائض اور سنن و نوافل کے درمیان وقفہ نہ کرنا اہل کتاب کی ہلاکت کا سبب بنا۔ (نمبر ۱۰۰۷)

★ جو درمیانہ تشہد بھول جائے اور کھڑا (ہونے کے قریب) ہو جائے تو واپس نہ آئے اور سجدہ سہو کر لے۔ (نمبر ۱۰۳۶)

★ نماز مکمل کرنے کے بعد ہمیشہ دائیں جانب ہی نہ منہ کیا جائے۔ (نمبر ۱۰۴۱)

★ جمعہ کی نماز سے روکنے کے لئے شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازاروں میں پھیل جاتے ہیں تاکہ انہیں کاروبار میں مصروف رکھیں۔ (نمبر ۱۰۵۱)

★ جمعہ کی دوسری اذان (بمعا اقامت تیسری) کا اضافہ حضرت عثمان نے کیا۔ (نمبر ۱۰۸۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور صحابی کی اطاعت

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پہ جلوہ

گر ہوئے تو فرمایا: اجلسوا بیٹھ جاؤ۔ جب یہ ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے (حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ فرمایا تھا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا تَعَالٰی يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ اے عبداللہ بن مسعود تم آگے آ جاؤ۔ (نمبر ۱۰۹۱)

اپنے قائد کی محبت کا یہ جذبہ کارکنوں میں پیدا ہو جائے تو کیوں نہ اشارۂ ابرو پہ جان قربان کرنے کو تیار ہو جائیں لیکن قائد کو اپنے کارکنوں سے اس قدر محبت بھی تو ہو جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو عطا فرمائی ہے۔ شکوہ کارکنوں سے نہیں ہے قائدین سے ہے۔

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا

مجھے راہزنوں سے غرض نہیں تیری راہبری کا سوال ہے

اب اس دور میں تو حالت یہ ہے کہ الا ماشاء اللہ راہزنوں سے وہ خطرہ نہیں جو کہ راہبروں سے ہے۔ جانے والا سوچتا ہے کہ اگر اتنا نذرانہ نہ دے سکا تو خدا جانے میرا کیا حال ہوگا؟ کیا خوب کہا حبیب جالب نے:

لوگ ڈرتے ہیں دشمنی سے تیری ہم تیری دوستی سے ڈرتے ہیں

★ خطبہ و تقریر میں احتیاط، ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ میں کہا جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور جو دونوں کی نافرمانی کرے (یعنی اللہ و رسول کا علیحدہ علیحدہ نام نہ لیا) حضور نے فرمایا: قُمْ اَوْ اَذْهَبْ بِشَسِّ الْخَطِيبِ اَنْتَ۔ دفع ہو جا تو برا خطیب ہے۔ (نمبر ۱۰۹۹)۔

★ خطبہ اور وعظ مختصر ہونا چاہئے۔ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُطِيلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٌ يَسِيرَاتٌ۔

★ خطبے میں امام کے قریب بیٹھنے سے جنت میں پہلے جائے گا۔ (نمبر ۱۱۰۸)

نور ہی نور عرش پر نور ہی نور فرش پر

میں نے کہا یہ کیا ہے بات اس نے کہا رسول ہیں

★ نماز عید سے پہلے اور بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ (نمبر ۱۱۵۹)

ازواج مطہرات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ فوراً سجدے میں گر گئے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ اس وقت سجدہ کرنے کا کیا مطلب؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِذَا رَأَيْتُمُ آيَةَ فَاسْجُدُوا۔ جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔ پھر فرمایا وَآيَةُ اَعْظَمُ مِنْ ذِهَابِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے

جانے سے بڑھ کر کون سی بڑی نشانی ہوگی۔ (نمبر ۱۱۹۷) اے غافل مسلمان جن کے بارے میں قرآن میں لستن کا حد من النساء کے الفاظ آئے ہیں کہ اے میرے محبوب کی بیویو! دنیا میں کوئی عورت تمہاری عظمت و شان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور جن کے دنیا سے اٹھ جانے کو حضرت ابن عباس جیسے حبر الامۃ عظیم نشانی قرار دے رہے ہیں تیری اور میری کیا حیثیت ہے۔ اپنے کچھ ہونے کا دعویٰ کرتے رہیں جبکہ آخرت میں نبی علیہ السلام کی ازواج پاک تو آپ کے ساتھ جنت میں ہوں گی اور تیرا میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا کبھی اس نکتے پر بھی غور کر کے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

تخت والوں کا پتہ دیتے ہیں تختے گور کے کھوج ملتا ہے یہاں تک بعد ازاں کچھ بھی نہیں
گو بجتے تھے جن کی نوبت تھے زمین و آسمان چھپ کھڑے ہیں مقبروں میں بعد ازاں کچھ بھی نہیں
چار دن کی زندگی ہے پھر اندھیری رات ہے تیرا یہ حسن و جمال اے نوجوان کچھ بھی نہیں
☆ سفر و حضر میں نماز کی دو دور کعتیں فرض تھیں پھر سفر میں تو وہی دو قائم رہیں اور حضر میں اضافہ کر دیا گیا۔

(نمبر ۱۱۸۸)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پہ فرض نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (نمبر ۱۲۳۴) جنہوں نے وتروں کو نوافل میں شمار کیا انہوں نے وتروں کو بھی سواری پہ پڑھنے کا ذکر فرمایا۔

☆ مغرب کے فرض کے بعد والی نماز کو گھر کی نماز قرار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی دو سنتوں میں اتنی لمبی قرأت فرماتے کہ تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تو آپ پھر بھی نماز ادا فرماتے رہتے۔ (نمبر ۱۳۰۱، ۱۳۰۰)
ان کی دھن، ان کی لگن، ان کی تمنا، ان کی یاد مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامان حیات

اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لے

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری اور آپ کے لئے وضو اور قضائے حاجت کے لئے پانی پیش کیا تو آپ نے (خوش ہو کر فرمایا) سَلْنِيْ مِنْكَ مَجْهًا۔ تو میں نے آپ سے جنت میں آپ کی ہمسائیگی مانگی پھر آپ نے فرمایا اس کے علاوہ بھی کچھ مانگنا ہے تو مانگ لے۔ (نمبر ۱۳۳۰)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے کو شرک کہنے والے سوچیں کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو نعوذ باللہ شرک کی دعوت دی ہے اور کیا صحابی نے مافوق الاسباب چیز مانگ کر شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر تو حید کہاں سے ملے گی؟ اور محدثین نے یہ احادیث لکھ کر کیا امت مسلمہ کو مشرک بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔

فان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

(امام بصری)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً فرمانا کہ مانگ (جو کچھ بھی مانگنا ہے) اس

کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی ہر نعمت دے سکتے ہیں۔ یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ ممکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری بدر گاہش بیا و ہرچہ می خواہی تمنا کن

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی تین رکعتیں ادا فرمائیں۔ (۱۳۵۳)

★ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک ایک مجلس کے اندر سات سات بار جبریل امین حاضر ہوتے رہے (انزل القرآن علی سبعة احرف حتی بلغ سبعة احرف - ۱۲۷۸) مولانا حسن رضا فرماتے ہیں:

بے لقائے یاران کو چین آجاتا اگر بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

★ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے اجسام (کا کھانا یعنی ان کو نقصان پہنچانے) کو حرام فرما دیا ہے۔

(۱۵۳۱)

★ جو کوئی اپنے بھائی کے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں اور دعا کرنیوالے کے لئے بھی۔

(نمبر ۱۵۳۲)

★ تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

(۱) والد کی۔ (۲) مسافر کی اور (۳) مظلوم کی۔ (نمبر ۱۵۳۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے تھے۔ بزدلی، بخل، بُری عمر، امراض قلب اور عذاب قبر سے۔ (نمبر ۱۵۳۹) اتنی بھی پناہ مانگے گا تو ضرور خلاصی ہوگی۔ نہ بھی ہوئی تو یہ چیزیں کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔

عشق کی آگ میں جو بھی جل گیا نار دوزخ سے وہ گھبراتا نہیں

قرض ادا ہو گیا اور پریشانی دور ہو گئی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ وہاں ایک انصاری ابو امامہ بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا بات ہے میں تمہیں مسجد میں ہی بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں حالانکہ نماز کا وقت نہیں ہوتا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! تفکرات اور قرضوں نے گھیر رکھا ہے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جب تم اسے کرو گے تو تمہارا غم دور ہو جائے گا اور قرض اتر جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا صبح و شام یوں کہا کرو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبَخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں فکر اور غم سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں کمزوری اور سستی سے اور تیری پناہ لیتا ہوں قرض کے غلبے اور لوگوں کے دبانے (قہر و غضب) سے۔ قَالَ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَتِي وَقَضَىٰ عَنِّي دَيْنِي۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری پریشانی دور فرمادی اور قرض ادا کر دیا۔ (نمبر ۱۵۵۵) مدینے والی سرکار کا تصور کر کے آپ کی بتائی ہوئی ہدایات پہ عمل کرنے سے سارے کام ہو جاتے ہیں کیونکہ محبوب خدا کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ لہذا ہاتھ اٹھا کر آنسو بہا کر حضور کا واسطہ رب کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا کرنے سے قبولیت یقینی ہے۔

بس مدینے میں آنکھ روتی ہے ہاتھ اٹھتے نہیں دعا کے لئے
تم ہو جاتے کہاں صدا کے لئے ہے مدینہ تو ہر گدا کے لئے
یہ ٹھکانہ نہیں ہے غیروں کا دل بنایا ہے مصطفیٰ کے لئے
جانے کب آئیں وہ طبیب میرے مرض بڑھتا ہے یہ دوا کے لئے
مر کے پہنچا ہوں ان کی چوکھٹ پر اب نہ روکو مجھے خدا کے لئے
ہے حسن اس امید پر زندہ جان نکل جائے مصطفیٰ کے لئے

کِتَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کا بیان)

★ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا: اَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِي نُبْعِدُ لِلْبَيْعِ۔ ہم تجارتی مال سے زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ (نمبر ۱۵۶۳)

★ لوگوں کو بتدریج اسلام، نماز، زکوٰۃ کی دعوت دی جائے۔ مظلوم کی بددعا اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی پردہ نہیں۔ زکوٰۃ (لینے دینے) میں زیادتی کرنے والا اس سے روکنے والے کی طرح ہے۔ (نمبر ۸، ۱۵۸۶) زکوٰۃ وصول کرنے والے کو عدل و انصاف سے زکوٰۃ کا مال وصول کرنا چاہئے۔ کمی بیشی کرنے کا وبال اسی پر ہوگا۔ مال کو چھانٹ کر نہ لے بلکہ درمیانی جانور لے اور زکوٰۃ دھندگان کے حق میں دعائے خیر کرے کیونکہ منصف مصدق کی دعا قبول ہوتی ہے اور زکوٰۃ دھندگان بھی مصدق سے ساتھ تعاون کریں اور ایسا کہ اس کا دل موہ لیں تاکہ اس کے دل سے دعائیں نکلیں، اس سے اپنا مال نہ چھپائیں گے کیونکہ اس سے چھپا بھی لیں گے تو اللہ سے تو نہیں چھپا سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مصدق تم پہ ظلم بھی کرے تو بھی اس کو راضی رکھو (تم پہ ظلم کا بدلہ خدا خود اس سے لے گا) (نمبر ۱۵۸۹) آج حکمرانوں کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ بقول اقبال:

خود طلسم قیصر و کسریٰ شکست خود سر تخت ملوکیت نشست

الہی پھر مسلمانوں میں پہلی شان پیدا کر صلاح الدین غازی سا کوئی سلطان پیدا کر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو دعاؤں سے نوازتے

ہمارے حکمران لوگوں پہ زیادتیاں بھی کرتے ہیں اور پھر ان پہ طرح طرح کے رعب جما کر اپنی جیبیں بھی بھرتے ہیں ورنہ ان کو کئی قسم کی مشکلات و مقدمات میں پھنسا دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا:

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلوٰتكم سكن۔ پیارے ان سے زکوٰۃ کا مال وصول کر کے ان کو پاک کریں اور ان کے لئے دعا کریں بیشک آپ کی دعا اس کے لئے باعث سکون ہے۔ یقیناً جنت سکون کی جگہ ہے مگر مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ جب کسی غلام کے لئے دعا کی خاطر اٹھتے ہوں گے تو اس سے بڑھ کر سکون اس کو کہاں ملے گا۔ اس موقع پہ کسی نے اپنے ذوق کا اظہار اس طرح کیا ہے

جنت میں لا کے تو نے مجھے چھوڑ دیا ہے رضوان میری جنت تو گلزار مدینہ ہے

آہستہ قدم رکھنا گستاخی نہ ہو جائے یہ فرش نہیں نادان یہ عرش کا زینہ ہے

ہر شے میں محمد کے جلوؤں کی تجلی ہے دنیا یہ انگٹھی ہے اور طیبہ نگینہ ہے

بات چلی تھی دعا سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد بیعت رضوان کرنے والوں میں شامل تھے۔ فرماتے ہیں کہ لوگ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زکوٰۃ پیش کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس طرح دعا سے نوازتے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ۔ اے اللہ فلاں کی آل پہ رحمت فرما۔ چنانچہ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰی۔ اے اللہ ابو اوفیٰ کی آل پہ رحمت فرما۔ (نمبر ۱۵۹۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کے ساتھ صحابہ گرام علیہم الرضوان کے دلوں کو جو خوشی و سکون حاصل ہوتا ہوگا اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے جبکہ خود قرآن نے بھی گواہی دے دی۔ ان صلوٰتکم سکین لہم۔

نبی کی محفل سجائے رکھنا دیئے دلوں کے جلائے رکھنا جو راحت دل سکون جان ہے وہ ذکر ذکر محمدی ہے وہ گالیاں سن کے دیں دعائیں بروں کو اپنے گلے لگائیں سراپا لطف و کرم جو ٹھہری وہ میرے آقا کی زندگی ہے

مالدار ہونے کے باوجود کون کون صدقہ و زکوٰۃ لے سکتا ہے

- (۱) مجاہد فی سبیل اللہ۔ (۲) والعاملین علیہا۔ (۳) مقروض ہو۔ (۴) مال زکوٰۃ کو اپنے مال سے خریدنے والا۔
- (۵) جس کا ہمسایہ غریب ہو اس کے مسکین کو صدقہ دیا اور مسکین نے غنی کو ہدیہ دے دیا۔ (نمبر ۱۶۳۵، عن عطاء ابن یسار رضی اللہ عنہ) شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیسی کیسی آسانیاں رکھی گئی ہیں کہ عام حالات میں یہ لوگ مال زکوٰۃ و خیرات لینے کے حقدار نہیں ہیں مگر جیسے مال غنیمت و قربانی کا گوشت پہلے لوگوں کے لئے حلال نہیں تھا اور اس امت کے لئے حلال ہو گیا اسی طرح بہت سارے احکام میں اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی وجہ سے اس امت کے لئے آسانیاں پیدا فرمادیں چاہے ان

کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے۔ مگر انہی لوگوں کے لئے جو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہیں۔
نماز عشق کا اک رکن محترم یہ ہے شبیہ سرور کونین روبرو رکھنا

(راجہ رشید محمود)

کیونکہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ يَكْفُلُ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَاتَّكَفَلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ جو مجھے اس بات کا یقین دلائے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا تو میں اسے جنت کا یقین دلاتا ہوں۔ (نمبر ۱۶۴۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خزانوں کا مالک بنا دیا ہے جسے چاہیں جو چاہیں عطا فرمادیں اور یہی نہیں کہ جو مانگا صرف وہی ملا بلکہ قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے۔ حضرت ربیعہ بن کعب کی حدیث گزر چکی ہے آپ نے فرمایا جنت تیری ہوگئی۔ او غیر ذلك اس کے علاوہ بھی کچھ مانگنا ہے تو مانگ لے۔
دل کی کھڑکی کھلی رہنے دو محبوب کی یاد کا دل میں بسیرا کرو ایک دن ضرور دستک ہوگی کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔

صرف اتنا یاد ہے دستک ہوئی تھی اک بار زندگی بھر دل کا دروازہ کھلا رہنے دیا

★ سدا گل گھوڑے پر سوار ہو کر بھی آئے (بشرطیکہ پیشہ ورنہ ہو) تو اس کو اس کا حق دو (نمبر ۱۶۶۵)

★ اللہ تعالیٰ کے نام پہ جنت ہی مانگی جائے۔ (نمبر ۱۶۷۱) آج لوگ بے دھڑک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پہ ایک ایک روپیہ اور اس سے بھی کم چیز کا سوال کرتے ہوئے نہیں شرماتے اور اس طرح اللہ رسول کے نام کی بے وقعتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تو پھر اللہ ہے اس کے رسول اکرم کا مقام کون بیان کر سکتا ہے۔

زمین و آسمان جھوٹے عقیدت کا سلام آیا زباں میری پہ جب بھی ساقی کوثر کا نام آیا

بن بن کر امام آتے تھے اپنی اپنی امت کے مگر میرا نبی (ﷺ) بن کر رسولوں کا امام آیا

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ملنے والی تھیلی جس میں دو سو دینار تھے دو سال تشہیر کرنے کا حکم دیا (یا تین سال راوی کو شک ہے) پھر فرمایا گنتی یاد رکھنا مالک آجائے تو لوٹا دینا ورنہ خود فائدہ اٹھا لینا۔

(نمبر ۲-۱۷۰۱)

★ لقطہ (گری پڑی چیز) پہ ایک یا دو معتبر گواہ بنا دیئے جائیں۔ (نمبر ۱۷۰۹) تاکہ بوقت ضرورت واپس کی جاسکے

اور حقدار کو اس کا حق کما حقہ مل سکے یہ ہے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ نہیں ڈوبتے دریاؤں کی طغیانی میں جن کی کشتی ہو محمد کی نگہبانی میں

کِتَابُ الْمَنَاسِكِ (ارکان حج کا بیان)

★ بغیر محرم کے عورت کا سفر کرنا (یا حج پہ جانا) جائز نہیں ہے۔ (نمبر ۱۷۲۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عورتوں کی کس قدر خیر خواہی فرمائی ہے کہ حج جیسی عبادت کو بھی بغیر محرم کے معلق فرما دیا تو ایک مسلمان عورت کو بغیر محرم کے بیرون ممالک کے دورے کرنا اور غیر مردوں کے سامنے کرکٹ کبڈی میں بے پردہ ہو کر کھیلنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ جس عورت کو اپنی آخرت کی ذرہ برابر بھی فکر ہے وہ کبھی ایسی بے ہودہ حرکتوں کا ارتکاب نہیں کرے گی۔ آخرت میں آرام ملے گا تو مغرب کی غلامی سے نہیں بلکہ امام المشرقین والمغربین کے قدموں کی خاک کا سرمہ بنانے میں میسر آئے گا۔ جو لوگ انسانیت کا قتل عام کر کے دنیا میں امن قائم کرنے کی بات کرتے ہیں وہی درحقیقت انسانیت کے دشمن ہیں اور انسانیت کا سچا خیر خواہ کون ہے؟

کہ آقا چل دیئے پیدل سواری پہ غلام آیا
بجز حب نبی نہ کوئی جذبہ میرے کام آیا

یہ منظر پیش کرتا ہے میرا مذہب زمانے کو
ظہور زندگی میں جب کبھی مشکل پڑی کوئی

توکل کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ حج کرنے جاتے اور زاد راہ (سفر خرچ) ساتھ نہ لے جاتے (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ یمن کے کچھ لوگ تھے) اور کہتے نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ۔ ہم خدا پر توکل کرنے والے ہیں (اور وہاں جا کر بھیک مانگتے تھے) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَتَزِدُوا فَاِنْ خَيْرِ الزَّادِ التَّقْوَى۔ زاد راہ ساتھ لے کر جاؤ اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ (نمبر ۱۷۳۰) بتایا گیا کہ جو کام میرے حبیب نے تمہیں بتایا ہے وہی نیکی ہے اور وہی تقویٰ ہے اور حضور علیہ السلام کی تعلیمات سے منحرف ہونا نہ اس میں عزت ہے اور نہ ہی کوئی ثواب ہے۔ ساری عظمتیں اور فضیلتیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دی گئی ہیں۔

زمین اونچی زمین سے آسمان کا ہے مقام اونچا
یونہی پھر آسمان سے عرش اعلیٰ کا ہے بام اونچا
یونہی پھر عرش حق سے لامکاں ہے لاکلام اونچا
یونہی پھر لامکاں سے ہے محمد کا مقام اونچا

اونٹوں میں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں ذبح ہونے کا جذبہ

★ یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نحر (قربانی) کے لئے اونٹ پیش کئے گئے تو ہر اونٹ دوڑ کر آگے آتا کہ حضور پہلے مجھے اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمائیں۔ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ بَأَيْتِهِنَّ يَبْدَأُ۔ (نمبر ۱۷۶۵) کاش آج کے مسلمان کے دل میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر کٹ مرنے کا یہی جذبہ پیدا ہو جائے۔ جب جانور حضور علیہ السلام کی اتباع کا جذبہ رکھتے ہیں تو انسان کو تو حکم ہے ان کنتم تحبون الله فاتبعوني اگر تم اللہ سے محبت

کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ بحبیبکم اللہ۔ اللہ تمہیں اپنا محبوب بھی بنا لے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔ یہ مقام اس کو نصیب ہوتا ہے جو جیتا بھی حضور پاک کی غلامی میں ہے اور مرتا بھی حضور علیہ السلام کی محبت میں ہے۔

جس میں خوشبو ہو ان کی زلفوں کی میں تڑپتا ہوں اس ہوا کے لئے
بس مدینے میں آنکھ روتی ہے ہاتھ اٹھتے نہیں دعا کے لئے
مر کے پہنچا ہوں ان کی چوکھٹ پر اب نہ روکو مجھے خدا کے لئے
مر ہی جاتا میں ہجر میں صائم جی رہا ہوں تیری ثناء کے لئے

★ قربانی کے جانور کی کھال قصاب کو بطور اجرت نہ دی جائے۔ (نمبر ۱۷۶۹)

★ یوم حج ہی حج اکبر ہے (چاہے جمعہ کو ہو یا کسی اور دن) (نمبر ۴۶-۱۹۳۵)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو سلام بھیجے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (۲۰۴۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرشی غلام بھی ہر وقت اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام نیاز پیش کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور آپ کے عرشی غلام ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام ہر آن درود و سلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور آپ اپنے ہر غلام کو اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں یہی تو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

شعائیں نور کی پھوٹیں گی تیرے سینے سے ملا کے دیکھ ذرا سلسلہ مدینے سے
دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُ۔ (۲۰۴۲) اور
مجھ پہ درود بھیجتے رہنا کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

تیرا آستان جو نہ مل سکا تیری راہ گزر کی زمین سہی ہمیں سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

كِتَابُ النِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ (نکاح اور طلاق کا بیان)

★ چار باتوں کی وجہ سے عورت کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔ مال، حسن و جمال، حسب و نسب اور دین اور جو دین داری کی وجہ سے نکاح کرتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ (۲۰۴۷)

★ جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ دودھ (رضاعت) سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ (نمبر ۲۰۵۵)

★ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ہی وقت میں ایک شخص کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ (نمبر ۲۰۶۶)

★ جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کو (چھپ کر) دیکھنے کی اجازت (نمبر ۲۰۸۲)

★ دو ولیوں نے یکے بعد دیگرے ایک (نابالغہ) عورت کا نکاح کر دیا تو پہلے کا کیا ہوا نکاح منعقد ہو جائے گا اسی طرح بیع کا معاملہ بھی ہے۔ (نمبر ۲۰۸۸)

★ شب زفاف بیوی کے پاس جانے سے پہلے اس کو کچھ دینا۔ (نمبر ۲۶-۲۱۲۵)

★ آنکھوں، ہاتھوں، پاؤں، زبان اور منہ کا زنا۔ (نمبر ۵۳-۲۱۵۲) کانوں کا زنا۔ (نمبر ۲۱۵۴)

★ جس نے عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بدظن کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا أَوْ عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ (نمبر ۲۱۵۷)

★ بیوی کو بہن کہنا منع ہے مگر اس سے طلاق نہیں ہوتی۔ (نمبر ۱۱-۲۲۱۰)

★ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو حضرت سارہ کو اپنی بہن کہا وہ ظالم بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لئے (الضرورات تبیح المحظورات) (نمبر ۲۳۱۲)

★ بلا وجہ خاوند سے طلاق مانگنے والی پہ جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۲۲۳۶)

★ میاں بیوی اکٹھے مسلمان ہو جائیں تو ان کا سابقہ نکاح ہی برقرار ہے۔ (نمبر ۳۹-۲۲۳۸) لیکن عورت نے اگر کہیں اور نکاح نہیں کیا اگرچہ دونوں دارالسلام میں رہیں یا دارالکفر میں یا ایک دارالاسلام میں اور دوسرا دارالکفر میں تو بھی نکاح قائم ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو ان کے خاوند ابوالعاص کے ساتھ بھیج دیا اور دوبارہ نکاح نہ کیا حالانکہ وہ ایک مدت (چھ سال) کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ (نمبر ۲۲۴۰)

حضرت علی کا حضور کے سامنے فیصلہ کرنا اور حضور کا مسکرانا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے یمن سے آکر کہا: حضرت علی کے سامنے تین آدمیوں کے بارے میں جھگڑا پیش ہوا جس جنہوں نے ایک ہی طہر میں کسی عورت سے صحبت کی۔ حضرت علی نے ان میں سے دو کو کہا بخوشی لڑکا تیسرے کو دے دو مگر وہ دونوں چیخے چلائے یعنی نہ مانے پھر باقی دو کو بھی اسی طرح فرمایا وہ بھی نہ مانے تو فرمایا: تم جھگڑے والے برابر کے شریک ہو۔ لہذا میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں جس کے نام قرعہ نکلا بچہ اسی کا ہوگا اور وہ اپنے ساتھیوں کو دو تہائی دیت ادا کرے گا۔ پس ایسا ہی کیا جس کے نام قرعہ نکلا لڑکا اس کو دے دیا۔ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَضْرَاسُهُ أَوْ تَوَاجِدَتْ حُضْرَتُهُ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مسکرائے کہ داڑھیں مبارک نظر آنے لگیں۔ (نمبر ۷۰-۲۲۶۹)

★ دور جاہلیت کے نکاح کی چار قسموں کا ذکر (مذکور حدیث میں بھی انہی میں سے کسی قسم کا ذکر ہے) (نمبر ۲۲۷۳) ورنہ

تو قانون ہے الْوَلَدُ لِلْفَرَّاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ بچہ بستر (نکاح) والے کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ (نمبر ۳۲۷۳)

- ★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دے کر پھر رجوع فرمایا۔ (نمبر ۲۳۸۳)
- ★ حضرت فاطمہ بنت قیس کو ان کے خاوند نے تین طلاقیں دیں طَلَّقَهَا ثَلَاثًا۔ (نمبر ۲۳۸۸)
- ★ حلالہ کا بیان: لَا تَحِلُّ لِلأَوَّلِ حَتَّى تَذُوقَ عُسَيْلَةَ الْآخِرِ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقہ ثلاثہ کو فرمایا) وہ پہلے کے لئے حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ دوسرے کا ذائقہ نہ چکھ لے اور دوسرا اس کا ذائقہ نہ چکھ لے۔ (نمبر ۲۳۰۹)

كِتَابُ الصَّوْمِ (روزوں کا بیان)

- ★ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ۔ (نمبر ۲۳۵۳)
- دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ (افطار) میں دیر کیا کرتے تھے۔
- ★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی مبارک کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی سے زائد ہوتی اس کو کاٹ دیتے تھے۔ (نمبر ۲۳۵۷)
- ★ روزے کی حالت میں ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ نہ کیا جائے۔ (نمبر ۲۳۶۶)
- اسی طرح روزہ دار کلی کرتے ہوئے غسل کرتے وقت غرارہ بھی نہ کرے گا۔
- ★ روزہ دار سرمہ لگا سکتا ہے۔ إِنَّهُ كَانَ يَكْحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ۔ (۲۳۷۸)
- ★ بوڑھے کو روزے کی حالت میں بیوی سے میل جول (مباشرت) کی اجازت دی اور جوان کو منع فرما دیا۔ (نمبر ۲۳۸۶)
- ★ اپنے آپ کو تمہمت کے مقامات سے بچاؤ کیونکہ شیطان کسی کے دل میں کسی کے بارے میں بھی کسی قسم کا وسوسہ پیدا کر سکتا ہے۔ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔ (نمبر ۲۳۷۰)
- یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت کسی کام کے لئے حاضر ہوئیں، کچھ باتیں کیں اور پھر واپس جانے لگیں تو دو انصاری صحابی گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک کر فرمایا یہ صفیہ بنت حی (میری بیوی) ہے تاکہ تمہیں کوئی غلط فہمی نہ رہے۔

کِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

★ فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزْعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ نَرَىٰ مِنْهُ سُنُورَ جَانِهِ
خفی سے بگڑ جاتا ہے۔ (نمبر ۲۳۷۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک گروہ ہمیشہ دین کے دشمنوں کے ساتھ لڑتا رہے گا اور غالب رہے گا یہاں
تک کہ آخری گروہ دجال کے ساتھ لڑے گا۔ (نمبر ۲۳۸۴)

★ إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَىٰ. میری امت کی سیر و سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

(نمبر ۲۳۸۶ (نمبر ۲۳۸۴))

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: قَفْلَةٌ كَفَزَوْا جِهَادًا مِنْ وَاپْسِي جِهَادٍ
ہی کی طرح ہے۔ (نمبر ۲۳۸۷) یعنی اس سے مراد جہاد سے بھاگنا نہیں ہے یہ تو بڑا سخت گناہ ہے بلکہ فتح کے بعد واپسی یا
کسی عذر کی وجہ سے واپسی مراد ہے یا پھر بار بار پلٹ کر حملہ کرنا مراد ہے۔

میرا بیٹا شہید ہوا ہے حیا تو نہیں مری

ڈرتا ہوں خرد والے گناہ گار نہ کہہ دیں میں سر کو جھکاتا نہیں جھکتی ہے جبیں آپ

حضرت عبدالنیر بن ثابت بن قیس کے والد گرامی سے ان کے والد محترم نے فرمایا کہ ایک عورت جس کو ام خلد کہا جاتا
تھا نقاب اوڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی (اور اپنے بیٹے کے متعلق پوچھنے آئی جو جنگ میں شہید ہو گیا
تھا) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا: حضور سے بات کر رہی ہے تو نقاب اٹھا کے بات کر تو اس عورت نے جو جواب دیا (وہ
سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے کہا)

أَنْ أُرَدَّ ابْنِي فَلَمْ أُرَدَّ حَيَاتِي. میرا بیٹا مرا ہے میری حیا تو نہیں مری۔

ہم کو نسبت ہے محمد سے نہیں دنیا کا خوف
ہم سے ٹکرائی تو گردش کو بھی چکر آئے گا
مدح خوان مصطفیٰ تو سراٹھا کر جائے گا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ حوصلہ، صبر اور برداشت دیکھ کر ارشاد فرمایا: ابْنُكَ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ. (دوسروں
کو ایک ایک لیکن تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ہے) قَالَتْ وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. عرض کیا حضور وہ کس وجہ سے؟
فَرَمَا لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ. کیونکہ اس کو اہل کتاب نے شہید کیا ہے۔ (نمبر ۲۳۸۸)

مجھے تو صرف اتنا ہی یقین ہے میرا تو بس یہی ایمان و دیں ہے
اگر تم مقصد عالم نہیں ہو تو پھر کچھ مقصد عالم نہیں ہے

★ جہاد چھوڑ دینا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة۔ (نمبر ۲۵۱۲)

★ کفر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اسلحہ بنانے کی فضیلت، تیر بنانے والا، پھینکنے والا اور پکڑانے والا تینوں جنتی ہیں۔ (نمبر ۲۵۱۳)

★ شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔ (نمبر ۲۵۳۳)

قبر انور سے نور کے جلوے

عجب زلف داری عجب روئے گلگوں گہ صبح خنداں گہ تیرہ شامے

اے شاہ خوبان عالی مقامے نگاہ کن جانے ایں غلامے

حضرت محمد بن عمرو الرازی، سلمہ بن الفضل، محمد بن اسحاق، یزید بن رومان اور عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورٌ۔

جب نجاشی (شاہ حبشہ) کا وصال ہوا تو ہم کہا کرتے تھے کہ ان کی قبر پر ہمیشہ نور پھوٹا رہتا ہے۔

نجاشی حالانکہ باقاعدہ صحابی نہیں ہیں تو جب ان کی قبر کی نورانیت کا یہ حال ہے تو پھر اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کی مبارک قبروں کے بارے میں فلا اقسم بمواقع النجوم فرمائے اور اس کی تفسیر میں مفسرین لکھیں کہ اس سے مراد صحابہ کرام کی قبریں ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پھر اس پر کیا اعتراض ہے یہ وہ خوش نصیب ہیں کہ جس طرف رخ کیا اسلام کا نور پھیلتا گیا اور کفر کا اندھیرا چھٹتا گیا اور اپنے آقا علیہ السلام کے اشارہ ابرو پہ اپنی جانیں قربان کرتے گئے۔

رخ سے نقاب ناز اٹھاتے جدھر گئے لاکھوں کے دل گئے تو ہزاروں کے سر گئے

کس کس ادائے ناز سے پلٹا نقاب حسن اک اک ادائے ناز پہ لاکھوں ہی مر گئے

نجات کا دار و مدار ایمان و عقیدے پر ہے

طالب پاک نبی کے طالب صدا محبت والے لوگ

ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عمرو بن قیس زمانہ جاہلیت میں سود لیا کرتے تھے۔ انہوں نے سود کی وصولی سے پہلے مسلمان ہونا پسند نہ کیا یہاں تک کہ اسے وصول کر لیا۔ احد کے دن حاضر ہوئے..... لڑے اور شہید ہو گئے۔ فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَا صَلَّى لِلَّهِ صَلَوةً۔ (نہ کوئی نماز پڑھنے کا موقع ملا نہ کوئی اور نیک کام کرنے کا) ان سے پوچھا گیا کیا کافروں سے ناراض ہو کر جنگ میں شامل ہوئے ہو یا اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے ہوئے فرمایا: بَلْ غَضَبًا

لِّلّٰهِ وَلِیْرٌ سُوْلِهٖ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے غضب سے ڈرتے ہوئے۔ یعنی خدا اور رسول کی رضا کے لئے جان قربان کر رہا ہوں۔ (نمبر ۲۵۳۷)

میرے لب پہ ذکر نبی نبی وہ حبیب میرا حبیب ہے میں بیمار عشق رسول ہوں وہ حبیب میرا طبیب ہے معلوم ہوا! نیک اعمال ایمان کی تقویت اور بلندی درجات کے حصول کے لئے ضروری ہیں مگر انہی پر بھروسہ کر کے عقیدے و ایمان کی پرواہ نہ کرنا دخول جنت کے لئے کافی نہیں ہے جبکہ سینکڑوں حج و نمازیں تو محبوب خدا کی ایک بے ادبی پہ ضائع ہو جاتی ہیں۔ ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ (الحجرات) لہذا دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کرو پھر اعمال صالحہ کا فائدہ اٹھاؤ ورنہ ایک نئی مصیبت میں پھنس جاؤ گے

آنکھوں میں بس کے دل میں سما کے چلے گئے اور آرزوئے دید بڑھا کے چلے گئے
آئے تھے دل کی پیاس بجھانے کے واسطے اک اور آگ دل میں لگا کے چلے گئے
اور پھر مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا بات کرتے ہو بھلا کوئی حد ہے ان کے عروج کی۔ جہاں تمام نبیوں کے مقامات کی انتہا ہوتی ہے وہاں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہاں تو ابوالانبیاء بھی عرض کر رہے ہیں ”ابنی صوۃ وابی معنی“۔

ابتداء کیا انتہاء کیا دونوں عالم دور ہیں سرحد آدم ہے آگے ہے مقام مصطفیٰ

اپنے ہر پروگرام کو باعث ثواب اور اجتماع میں جانے پہ انچاس کچھڑ نیکیوں کی بات کرنے والو اور ذکر مصطفیٰ، میلاد مصطفیٰ کی بابرکت محافل کو بدعت کہنے والو! کیا یہی تقاضا ہے کلمہ پڑھنے کا اور اسی نیکی سے لوگوں کو بچانے کے لئے دنیا بھر میں کلمہ پڑھاتے پھر رہے ہو۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ نجات چاہتے ہو تو یہ عقیدہ اپناؤ۔

آسمانوں پہ کیوں آتے ہیں نظریہ ستارے اس طرح قدسیوں میں تو کہیں محفل میلاد نہ ہو
یہ تمنا ہے قیامت میں سب کچھ بھولوں نام احمد کے سوا کچھ بھی مجھے یاد نہ ہو
اب تو ان لوگوں کی بدبختی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اپنے بڑوں کی منقبتیں بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں۔ جہادی ترانے بڑے زور و شور سے سناتے ہیں اور جن (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں پورا قرآن نازل ہوا ان کے بارے میں قد جاء کم من اللہ کا ترجمہ بھی یوں کر دیا جائے نور والا آیا ہے نور لے کر آیا ہے۔ حالانکہ حضور نور ہیں اس آیت کی روشنی میں بالاتفاق اور قرآن بھی نور تو اس میں بھی ان حضرات کو شرک نظر آتا ہے۔ اگر ماتم کرنا جائز ہوتا تو ان کی عقل کا ضرور ماتم کیا جاتا۔ صرف یہی عرض کروں گا:

میری زندگی پہ نہ مسکرا مجھے زندگی کا الم نہیں
تیرے غم سے ہو جسے واسطہ وہ خزاں بہار سے کم نہیں

عرش سے اونچا ہے ان کے پاؤں کا تلوا بلند

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرا ایک اونٹ کے پاس سے ہوا تو بھوک کی وجہ سے اس کی کمر پیٹ کے ساتھ لگی ہوئی تھی (آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جانور پہ بھی یہ زیادتی برداشت نہ کر سکے اور آپ کے قدم انور رک گئے اور فرمایا: اتَّقُوا اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً وَكُلُّوهَا صَالِحَةً۔ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان پہ اچھی طرح سواری کیا کرو اور اچھی طرح کھلایا کرو۔ (نمبر ۲۵۴۸) کیوں نہ کہا جائے۔

تیز جاتا ہے سوار برق سے ان کا کمند عرش اعظم سے ہے انکے پاؤں کا تلوا بلند جانوروں پہ ظلم نہ برداشت کرنے والے محبوب کی امت پہ جب ہر طرف آج دنیا میں ظلم و ستم ہو رہا ہے اور پوری دنیا کے کافر گجر مولیٰ کی طرح امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاٹ رہے ہیں خدا ہی جانتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پہ کیا گزر رہی ہوگی؟ حضور جیسارحیم و کریم آقا جس کو مل جائے پھر وہ غیروں کی طرف دیکھے تو اپنی قسمت کا ماتم کرے۔

جس سے تو بات کرے یا تیرا چہرہ دیکھے پھر اسے شہر نظر آئے نہ قریہ دیکھے

جانوروں کی مشکل کشائی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اونٹ نے آنسو بہا کر اپنی تکلیف کا اظہار کیا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر دست شفقت پھیر کر اس کے مالک کو بلا کر فرمایا: أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُذَيِّبُهُ۔ تم اس بے زبان جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے جس کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو۔ (نمبر ۲۵۴۹) جب جانور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مشکل کشا سمجھ کر اپنی حاجات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تو انسان کو کیا ہو گیا ہے جو اس عقیدے کو شرک کہہ رہا ہے یقیناً ہمارے آقا یہاں بھی ساری کائنات کی مشکلیں حل فرماتے ہیں اور قبر و حشر میں بھی۔ جب قبر و حشر میں سرکار کی زیارت ہوگی تو سارے مسائل خود ہی حل ہو جائیں گے۔ پھر حضور پاک کا دیوانہ فرشتوں سے بھی عرض کرے گا۔

آج پوری ہوئی دل کی حسرت کیوں نہ جی بھر کے کرلوں زیارت

قبر میں اے فرشتو نہ آنا میرے سرکار آئے ہوئے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے کسی منزل پر پڑاؤ کرنا ہوتا تھا تو پہلے اونٹوں سے کجاوے اتارتے تھے پھر نماز ادا کرتے تھے (تاکہ جانوروں کو اتنی دیر بھی بلا وجہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے) (۲۵۵۱) حضور پاک کی رحمت کے یہ واقعات کاسن کر دوسرے لوگ بھی اپنی جماعتوں کے سامنے بیان کریں تاکہ جہاں عقیدہ توحید مضبوط ہو وہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رافت و رحمت کے بارے میں بھی پتہ چلے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مہربان ہیں تو خدا کی مہربانی کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اور زبان اور نگاہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پہ درود و

سلام کا نذرانہ پیش کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ اور اس تصور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو عرض کریں۔

ترس رہی ہیں تیری دید کو جو مدت سے وہ بے قرار نگاہیں سلام کہتی ہیں

★ لَا تَصْحَبُ اللَّائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ (رحمت کے) فرشتے ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے

درمیان گھنٹی ہو۔ (نمبر ۲۵۵۴) گھنٹی کے اندر شیطان کا باجا ہے۔ (۲۵۵۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ، سفید اور زرد رنگ کا جھنڈا (لہذا کسی مخصوص رنگ کا جھنڈا ضروری نہیں ہے) (نمبر

۹۳-۹۲-۲۵۹۱)

کرنے کے اصل کام

وہ کام جو کرنے والے ہیں ان کو چھوڑ کر ہم نے آج ان چیزوں کو موضوع بحث بنالیا ہے کہ آپ کے عمامہ شریف کا رنگ کیا تھا، جھنڈے کا رنگ کیسا تھا، یہ نہیں دیکھتے کہ آپ نے اسلام کے لئے کیا کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اس بات کو ضرور پیش نظر رکھتے ہیں کہ حلوہ کھانا سنت ہے لیکن پتھر کھانے کی سنت، لہو لہان ہونے کی سنت، پیٹ پر پتھر باندھنے کی سنت کو بھول جاتے ہیں۔ اگر اصل مقصد سامنے نہ ہو تو خالی رنگوں پہ مناظرے کرنے سے کیا فائدہ؟

امروز قدر گوہر و خارا برابر است باد سموم و باد مسیحا برابر است

چوں در مشام اہل جہاں نیست امتیاز سرگین گاؤ و غنبر سارا برابر است

کسی رنگ کا جھنڈا ہاتھ میں پکڑو اور پوری دنیا پہ چھا جاؤ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈنکے بجا کر یہود و نصاریٰ کے زور کو توڑ کر اسلام کا بول بالا کرو اور دنیا بھر میں جو مسلمان مظلومیت کی زندگی گزار رہے ہیں ان کو ظلم سے نجات دلاؤ اور دشمنان اسلام کو بتادو۔

مر کے بھی میکدے سے ہم باہر نہ جائیں گے مے کش ہماری خاک کے ساغر بنائیں گے
کیونکہ

جو ان کی بزم ناز میں آئے نہیں گئے جو چل دیے تو پھر وہ بلائے نہیں گئے

ضعیف، کمزور، مظلوم اور لاچار لوگوں کی پرواہ نہ کرنا اور خود ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارنا یہ اسوہ حسنہ نہیں ہے کیونکہ ان کی خبر گیری نہیں کرو گے تو خدا کی رحمت تم سے بھی روٹھ جائے گی۔ حدیث میں ہے اَبْغُونِي الضُّعْفَاءَ فَإِنَّا تُرْزَقُونَ وَتُنَصَّرُونَ بِضَعْفَائِكُمْ۔ مجھے ضعیف و کمزور لوگوں میں تلاش کرو تمہیں انہی کی وجہ سے روزی دی جاتی ہے اور مدد کئے جاتے ہو۔ (نمبر ۲۵۹۴)

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا
اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو اپناؤ گے تو پھر یہ کہنے میں یقیناً حق بجانب ہو گے۔

میرا کیا کر سکے گی حشر میں بلا ناز ہے آپ پہ یا حبیب خدا
آپ کا نام لیتے ہی بیڑا میرا ڈوبتے ڈوبتے ہی سنور جائے گا

الوداعی دعا

★ اعزہ واقرباء کو الوداع کہتے وقت کی دعا: اَسْتَودِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔ میں نے تمہارا دین، امانت اور اعمال کے انجام کو اللہ کے سپرد کیا۔ (زیادہ افراد ہوں تو) دینکم، امانتکم و عملکم کہا جائے۔ (نمبر ۱-۲۶۰۰)

خدا تعالیٰ ہمیں رسمی و مروجہ کاموں کے ساتھ ساتھ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بموقع بموقع کی جانے والی دعاؤں کی برکات سمجھنے کی اور ان کو پڑھنے کی بھی توفیق دے کم از کم یہ تو ہے کہ یہ وہ بابرکات کلمات ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ادا ہوئے ہیں۔ آج ہم مدینہ شریف جاتے ہیں تو احد پہاڑ کو تکتے ہیں کہ چلو ہر چیز بدل گئی ہے مگر پہاڑ تو وہی ہے جس پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں پڑی ہیں تو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پڑی وہاں ہماری بھی نگاہ پڑھ جائے گی تو ہو سکتا ہے نجات ہو جائے اور یہ تو وہ الفاظ ہیں جو من و عن سرکار کی زبان اقدس سے ادا ہوئے۔ زندگی کے ان لمحوں کو غنیمت جانو اور آج ہی سے تہیہ کر لو کیونکہ:

ہر روز حسینوں کا دیدار نہیں ہوتا محبوب کا جلوہ ہے ہر بار نہیں ہوتا

نية المومن خير من عمله مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔ آج ہی نیت ہو جائے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعائیں بھی یاد ہونی شروع ہو جائیں اور مدینہ شریف کی حاضری کا بھی انتظام ہو جائے۔

اے موت ابھی ٹھہر مجھے ہے جینے کی تمنا باقی ہے میرے دل میں مدینے کی تمنا
تربت پہ میری عطر گلابی نہ چھڑکنا دل میں میرے آقا کے پسینے کی تمنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کی پناہ گاہ ہیں

کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہم میں روانہ فرمایا ان میں سے کچھ واپس آگئے اور سمجھے کہ ہم بھاگنے والوں میں سے ہیں چنانچہ ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر توبہ کرتے ہیں ہم نماز فجر سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظار میں بیٹھ گئے جب آپ تشریف لائے تو ہم نے ماجرا عرض کیا کہ ”ہم تو فرار ہونے والوں میں ہیں“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: لَا بَلْ أَنْتُمْ الْعَكَارُونَ۔ نہیں بلکہ تم جہاد کرنے والے ہو۔ صحابہ کرام کہتے ہیں ہم (خوشی سے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گئے۔ فَقَبَّلَنَا يَدَهُ۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو بوسہ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِينَ۔ میں تو مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں۔ (نمبر ۲۶۴۷)

آہوں کے سہارے جیتے ہیں اشکوں پہ گزارا کرتے ہیں
ہر وقت عشق کی مستی میں آقا کو پکارا کرتے ہیں

★ ایک عورت کو یقین تھا کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا پھر بھی ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔ (نمبر ۲۶۷۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کافروں کو جو آپ کو اور آپ کے صحابہ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے (ان پہ قابو پا کر) معاف کر دیا۔ (نمبر ۲۶۸۸)

تیور بدل گئے تو زمیں کاپنے لگی ابرو کے اک اشارے سے محشر پٹا ہوا

اولاد کی محبت

★ حضرت ابوالعاص (داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت زینب (بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما کا جہیز میں دیا ہوا ہار اپنے فدیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا رِقَّ لَهَا رِقَّةٌ شَدِيدَةٌ۔ فرط غم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا اور لوگوں سے پوچھا اگر تم مناسب سمجھو تو ابوالعاص کو بغیر فدیہ لئے چھوڑ دیا جائے چنانچہ سب نے اجازت دے دی۔ (نمبر ۳۶۹۱)

ان کا درد کہاں تک پہنچا قلب و جگر اور جاں تک پہنچا

ساری دنیا کعبے پہنچی میں کعبے کی جان تک پہنچا

★ صلح حدیبیہ کے موقع پہ جب عروہ بن مسعود (قریش کے ترجمان) نے بات کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگایا تو حضرت مغیرہ نے اس کے ہاتھ پہ تلوار کا دستہ مارا اور فرمایا: أَخْرِيدَكَ عَنْ لَحْيَتِهِ اپنا ناپاک ہاتھ میرے پاک نبی کی داڑھی مبارک سے دور رکھ۔ (نمبر ۲۷۶۵) کیونکہ تو نجس ہے اور میرے نبی کے بال مبارک تو وہ ہیں کہ:

جس چمن وچ یار میرے جا کے زلفاں کھولیاں لے چلی باد صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

★ کعب بن اشرف گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح ٹھکانے لگا پا گیا۔ کعب چونکہ با اثر یہودی تاجر اور بہت مالدار تھا اور اس کا اپنا قلعہ بھی تھا قریش مکہ کی اور یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ اور بنو نضیر کی مسلمانوں کے خلاف بدخواہی پہ آمادہ رہتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واصل فی النار کرنے والے صحابی حضرت محمد بن سلمہ کو ایسی بات کرنے کی اجازت بھی دے دی جو بظاہر اس کی حمایت میں جاتی تھی تاکہ کسی طرح اس کو پھنسا کر مارا جاسکے چنانچہ اس کا عبرتناک انجام حدیث (نمبر ۲۷۶۸) میں پڑھئے اور سمجھ کر پڑھئے کیونکہ بے سمجھے پڑھنے میں ذہن کوئی الجھن پیدا ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی کہتے ہیں:

سمجھ کو سمجھو، سمجھ کے سمجھو، سمجھ سمجھنا بھی اک سمجھ ہے

سمجھ کو گر تو بھی نہ سمجھا، میری سمجھ میں تو نا سمجھ ہے

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے

★ فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا تین سو اوقیہ (بارہ ہزار درہم) کی کمائی سے بہتر ہے۔ (۲۷۸۵) کاش خدا تعالیٰ ہمیں دنیوی دولت اکٹھی کرنے کے ساتھ ساتھ دین و آخرت کا سرمایہ جمع کرنے کی بھی توفیق دے کہیں ایسا نہ ہو کہ زندگی کی شام ہو جائے اور ہم صرف چند گز کفن کا لباس لے کر قبر میں پہنچ جائیں۔ محبت الہی میں مست ہو کر عبادت کرنے میں جو لطف ہے وہ دنیا کے جام و مینا میں کہاں ہو سکتا ہے۔

ساقی پلا دے جام ہن تے شام ہوگئی دے دے کسے نام ہن تے شام ہوگئی

ہم تو وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون کے مقصد کو بھی بھول چکے ہیں اور کل من علیہا فان، کل شیء ہالک کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ یہ آیات شاید ہمارے بارے میں اتری ہی نہیں۔

ایسی یادوں میں گھرے ہیں جن سے کچھ حاصل نہیں اور کتنا وقت ان یادوں میں کھونا ہے ابھی

(منیر نیازی)

دنیا کی رنگینیوں میں کھو جانا اور اپنے رب کو بھی بھلا بیٹھنا یہ کیا عقلمندی کی بات ہے؟ دنیا جتنی بھی حسین و جمیل اور دلفریب ہے اس کی جنت کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے؟ پچھڑ کے پر کے برابر اور ہاں جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر بنائی گئی۔ اس پر میر تقی میر کی ایک ظریفانہ رباعی سن لیں کہ جب وہ کسی یورپی ملک میں پراگندہ حالت میں ایک مشاعرہ میں شامل ہوا تو اہل مجلس جو نہ جانتے تھے وہ اس کو ہنس ہنس کے دیکھ رہے تھے اور جب تعارف چاہا تو میر صاحب نے فرمایا:

کیا بود و باش پوچھو ہو یورپ کے ساکنو ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

کیا یورپ اور کیا دنیا کی دولت جس کی طرف اب دیندار لوگ بھی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ساری زندگی دولت کمانے کے لئے بیرون ممالک گزار دیتے ہیں۔ الامان الحفیظ۔ حضرت میاں محمد صاحب فرماتے ہیں:

تنے حرف طمع دے یارو تنے ای نکلیوں خالی خالی نال پیادو میرا میں وی رہ گیا خالی

کِتَابُ الصَّحَايَا (قربانی کا بیان)

★ قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا، بال کٹائے، ناخن اترائے، مونچھیں پست کرائے اور موئے زیر ناف صاف کر لے تو یہی اس کی قربانی ہے۔ (نمبر ۲۷۸۹)

★ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کو

دو دنیوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا اور عرض کیا ہا ہذا؟ یہ کیا ہے؟ یعنی قربانی تو ایک لازم ہے آپ دو کیوں کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف سے بھی قربانی کرنا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پہ عمل کر رہا ہوں۔ (نمبر ۲۷۹۰)

رمز ہستی، راز فطرت سر ذات و کائنات ہر خبر پائی تلاش مصطفیٰ کرتے ہوئے

عام لوگوں کو فوت ہونے کے بعد جو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے وہ تو ان کی نیکیوں میں اضافہ کے لئے، اخروی نجات کے لئے، گناہوں کی معافی کے لئے کیا جاتا ہے مگر محبوبانِ بارگاہِ خداوندی کی بارگاہوں میں ایصالِ ثواب ان کی ذواتِ قدسیہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے کیا جاتا ہے کیوں کہ وہ تو ایصالِ ثواب کے حاجت مند نہیں ہوتے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان کے بعد جب تم میرے لئے مقامِ محمود و وسیلہ کی دعا کرو گے تو تم پہ میری شفاعت واجب ہو جائے گی تو اصل میں۔ نام اپنا ان کے ذکر سے چمکار ہے ہیں ہم:

لوگ چمکاتے چلے جائیں گے اپنے روز و شب اسوۂ سرکار سے کسبِ ضیاء کرتے ہوئے

★ اونٹ کی قربانی بھی سات آدمیوں کی طرف سے ہوگی۔ (نمبر ۸-۹-۲۸۰۷)

★ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ (نمبر ۳۶۳۳-۳۸۳۳)

مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک دنبہ سے کیا۔ (نمبر ۲۸۴۱) لہذا ہر طرح جائز ہوا۔

★ حضرت سفیان نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے خیال میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت ہے۔ مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَاً وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ افْتَنَّ. (نمبر ۲۸۵۹)

جنگل (یادِ بہات) میں رہنے والے کا دل سخت ہو جاتا ہے شکار کا پیچھا کرنے والا غافل ہو جاتا ہے اور جو بادشاہ کے پاس حاضری دے وہ فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

کِتَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

★ اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ انہیں تنگ دست چھوڑا جائے اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اہل و عیال پر خرچہ کرنا بھی ثواب کا کام ہے۔ (نمبر ۲۸۶۴)

★ زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا موت کے وقت ایک سو درہم صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ (نمبر ۲۸۶۶)

★ وصیت کرتے ہوئے ورثاء کو نقصان پہنچانا ساٹھ سال کی عبادت کو ضائع کر دیتا ہے اور اس کے لئے دوزخ واجب

ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۲۸۶۷)

★ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔ وارث کے لئے وصیت (کی ضرورت)

نہیں۔ (نمبر ۳۸۷۰)

★ احلام کے بعد تیشی ختم ہے اور دن بھر خاموش رہنا کوئی روزہ نہیں ہے۔ (نمبر ۲۸۷۳)

★ اگر مرنے والا مسلمان ہو پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرو یا صدقہ کرو یا حج کرو تو اس کو ضرور ثواب پہنچے گا۔

(نمبر ۲۸۸۳) مرنے والے کے ورثاء کو جو اپنے پیارے کی وفات کا صدمہ پہنچا اس صدمہ کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کتنی مہربانی فرمائی کہ ہم اس کو ایصالِ ثواب کرتے رہیں اور ہمارے دل کو تسلی ہوتی رہے کہ اس کو فائدہ پہنچ رہا ہے پھر ایسے محبوب کی بارگاہِ ناز میں کیوں نہ ہر وقت عقیدت کے پھول نچھاور کرتے رہیں اور جسم سے نہیں تو دل سے آپ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

مدعا اپنا حضور مصطفیٰ کرتے ہوئے

بارگاہ پاک میں پہنچیں ثناء کرتے ہوئے

کھوتے یوں نظارۂ غارِ حرا کرتے ہوئے

کوئی آنے جانے والا ہر گھڑی نظروں میں تھا

میں کہ گھبراتا تھا ان کا سامنا کرتے ہوئے

تھام کر دامن کو ان کے بے محابا رو دیا

(حفظِ تائب)

کِتَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کا بیان)

★ علم (در اصل) تین ہیں باقی زائد ہیں۔ (۱) محکمہ آیات کا علم۔ (۲) قائم کرنے والی سنتوں کا علم۔ (۳) میراث

کے حصوں کا علم از روئے انصاف۔ (نمبر ۲۸۸۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا (بچا ہوا) پانی چھڑکا تو بے ہوش ہوش میں آ گیا۔ (نمبر ۲۸۸۶)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسالے میں اللہ تعالیٰ نے یہ برکت رکھی ہے تو آپ کے طریقوں میں کتنی برکت ہوگی کاش

کہ مسلمان اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنا کر ہوش مندی کی زندگی گزاریں اور آخرت کی کامیابیاں حاصل

کر لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع خدا کی محبوبیت کی علامت ہے فَاتَّبِعُونِي يَحَبِّبْكُمْ اللَّهُ إِلَيَّ وَأَنَا خَدَاكَ بُولَانُ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ وَهُوَ خَوَّاهُشَ سَ نَبِیْ یُوْلَتِی مَرُوْدَ جَوَانِ کِی طَرْفِ وَجْهِ کِی جاتی ہے۔

یہ کیا اعجاز ہے اے کملی والے خدا لہجے میں تیرے بولتا ہے

★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب اپنی بیماری کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا جَابِرُ لَا أَرَاكَ مَيِّتًا مِّنْ وَجَعِكَ هَذَا۔

اے جابر! میں نہیں دیکھتا کہ تم اس بیماری میں فوت ہو جاؤ گے۔ (نمبر ۲۸۸۷)

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

اس موقع پہ آیت کلالہ کا نزول ہوا۔ سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا فتویٰ خدا نے خود دیا۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ۔

اللہ اللہ ان کی زبان کا رتبہ عرش سے فرش نشینوں کو سلام آتا ہے

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طَبْتُمْ فَاَدْخَلُوهَا خُلْدِيْنَ۔ فَسَلَّمَ لَكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَسِيْنِ

جا کے طیبہ کی فضاؤں میں محسوس ہوا آسمان بھی تیرے کوچے کی زمیں ہوتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں کے بھی ہم سے زیادہ مالک ہیں

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم تاجدار عرب و عجم احمد مجتبیٰ حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

اَنَا اَوَّلِيْ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهِ۔ (نمبر ۲۹۰۱)

میں ہر مسلمان کا اسکی جان سے بھی زیادہ مالک ہوں لہذا جو قرضہ یا اولاد چھوڑ کر مرے تو وہ میری ذمہ داری ہے اور جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور میں اس کا والی وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

اہل علم میں سے بالخصوص امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں، امام احمد خطیب قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں نقل و تذکیر بیان فرمایا، امام شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض میں اور علامہ محمد عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں شرحاً و تفسیراً بیان کیا۔

من لم ير ولاية الرسول عليه السلام في جميع احواله ولم ير نفسه في ملكه لا يذوق حلاوة لسنة
جو شخص ہر حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں نہ جانے وہ آپ کی سنت کی حلاوت کو نہ چکھ سکے گا۔

دل تو کیا سرکار دو عالم کے حضور بارہا جاں سے گزرنے کا مقام آیا ہے

خراج، غنیمت اور حکمرانی کا بیان

★ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدہ طلب کیا ان کو نہ عطا فرمایا اور ابن ام مکتوم (ناپیدنا صحابی) کو دو مرتبہ مدینہ شریف میں اپنا نائب بنایا۔ (نمبر ۳۱-۲۹۳۰)

★ اچھا وزیر وہ ہے جو حکمران کا خیر خواہ ہو وہ بھولے تو اس کو یاد دلائے اور برا وہ ہے جو اس کے برعکس ہو۔ (نمبر ۲۹۳۲) اس حدیث شریف میں شرعی حکمرانی کے ایسے عمدہ اصول بیان فرمائے گئے ہیں کہ جو لالچ و مفاد پرستی سے بالاتر ہو کر حکومت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں ان کو یہ حدیث ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے۔ دو جہاں کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی امت کی کامیابیوں کے لئے ہر قسم کی ہدایت سے نواز دیا ہے۔ اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی۔

کملی والے آقا دو جگ کے سہارے ہیں والی ہیں وہ امت کے اللہ کے پیارے ہیں

★ جہاد نہ کرنے، زکوٰۃ نہ دینے پر ایک وفد کے ساتھ رضا مندی ظاہر فرمادی مگر نماز کی معافی نہ دی اور فرمایا: لَا خَيْرَ

فِي دِينٍ لَّيْسَ فِيهِ رُكُوعٌ۔ جس دین میں رکوع (نماز، خدا کی بارگاہ میں جھکنا) نہیں اس دین میں کوئی خیر نہیں۔

(نمبر ۳۰۲۶)

★ نجران کے عیسائیوں سے اس شرط پر صلح فرمائی کہ ان کا کوئی گرجا نہ گرایا جائے گا نہ ان کے کسی پادری کو نکالا جائے

گا اور نہ ان کے دین میں مداخلت کی جائے گی جبکہ وہ کوئی نئی بات نہ نکالیں اور سود نہ کھائیں۔ (نمبر ۳۰۴۱)

بیٹھا ہوں اس درخت کے سائے میں اس لئے اک زلف مہرباں تھی اسی چھاؤں کی طرح

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

حلال و حرام کا اختیار اللہ اور اس کے رسول دونوں کو ہے۔ (نمبر ۳۰۵۰) قرآن حکیم میں ہے وَيَحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبُ

وَيَحْرُمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثُ۔ مسلم شریف کی ایک حدیث (نمبر ۴۷۳) میں گزرا کہ ایک خارجی (یزید الفقیہ) نے حضرت

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما پہ اعتراض جڑ دیا کہ آپ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے حالانکہ

قرآن فرماتا ہے کَلِمًا اَرَادُوا اَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا اَعِيدُوا فِيهَا۔ (غور کرو جابر بن عبد اللہ کو قرآن سمجھا رہا ہے) انہوں

نے فرمایا فہل سبعت بمقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو نے محمد رسول اللہ کے مقام (محمود) کے بارے میں نہیں

سنا۔ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است۔ آج کل بھی اسی ذہنیت کے لوگ قرآن فہمی کی بات کر کے بڑے بڑوں کو غلط ثابت

کرنے کی کوشش میں ہیں۔ جن اولیاء کی وجہ سے دین پھیلا وہ نعوذ باللہ سب بے دین تھے اور آج ان کو پتہ چلا ہے دین کیا

ہے شریعت کیا ہے اور عقیدہ توحید کیا ہے۔ ان ابلیسی توحید والوں کو کیا کہا جائے سوائے اس کے کہ یہ حکمت اپنی گھر

رکھئے ہمیں بیمار رہنے دیں۔ اور صاحب اختیار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے بارے میں اس کے سوا کیا کہوں:

وہ رفعت خیال وہ حسن بیاں نہیں جو کچھ کہا حضور کے شایان شاں نہیں

پہچانے جو مقام رسالت رموز عشق وہ دل نہیں، وہ آنکھ نہیں، وہ زباں نہیں

پاس ادب ہے شرط متاع ہنر کے ساتھ یہ کوچہ حبیب ہے، کوئے بتاں نہیں

سرکار دو جہاں سا کوئی کائنات میں مشفق نہیں، رفیق نہیں، مہرباں نہیں

کردار وہ، کہ اپنے پرائے امیں کہیں محسن وہ، جس سے دشمن جاں بدگماں نہیں

عفو و عطاء، نمود و نمائش سے بے نیاز جود و سخا میں مصلحت اندیشاں نہیں

اتنے سکڑ گئے ہیں محبت کے فاصلے اب میرے اور ان کے کوئی درمیاں نہیں

اعظم گزر رہی ہے کس آسودگی کے ساتھ

سایہ ہے ان کا سر پہ مرے آسمان نہیں

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کے ساتھ قرضہ کے سلسلہ میں بدکلامی کرنے والے کا سارا قرضہ اتار دیا اور حضرت بلال خوش ہو گئے۔ (نمبر ۳۰۵۵)

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

★ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درختوں کا علاقہ عطا فرمادیا۔ (نمبر ۳۰۶۹)

اس حدیث کا حوالہ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں نے ایک بد زبان شیعہ ذاکر کی زبان سے خود بھری مجلس میں زمانہ طالب علمی میں سنا کہ وہ بکو اس کر رہا تھا ”ہم سے صحابہ کے بارے میں بات نہ کیا کرو ورنہ تمہیں بتائیں گے کہ کس کے باپ کا نام کیا ہے اور کس کے باپ کا نام کیا ہے اور حضرت زبیر کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا جس کے باپ کا پتہ ہی نہیں اس کا باپ پوری عوام کو بنا دیا یعنی حضرت زبیر بن عوام۔ وہ بد بخت کیا جانے کہ حضرت زبیر حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے صاحبزادے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں نو عمری میں اسلام قبول کیا تمام غزوات میں شریک ہو کر داد شجاعت وصول کی۔ راہ خدا میں سب سے پہلے تلوار اٹھائی۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے ساتھ تھے، میدان کارزار گرم ہوا تو حضرت علی نے انہیں مصروف پیکار دیکھ کر بلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان سنایا بس فرمان اقدس سننے کی دیر تھی کہ جنگ سے ہاتھ اٹھالیا اور مدینہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے اور راستے ہی میں عبد اللہ بن جرموز یا عمیرہ بن جرموز نے وادی سباع میں دھوکے سے شہید کر دیا۔

صحابہ کرام کی توہین بد بختی کی انتہا ہے

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی کے بارے میں بدکلامی کرنے والا بد بخت ہے۔ پھر ایسے عظیم الشان صحابی کے بارے میں ایسی گندی بات کرنا یہ سلسلہ کہاں تک جائے گا۔ یقیناً ایسے بدکلام کو دوزخ تک لے جائے گا۔ حبیب جالب نے تو شاید کس مقصد کے تحت کہا تھا مگر ایسے بد زبانوں کی بد زبانی یاد آتی ہے تو یہ نظم اس موقع پر بے جا نہیں لگتی ہے۔ بیکسوں غریبوں کی جگہ صحابہ کا لفظ پڑھ لیں اور امیروں متکبروں کی جگہ ایسے بد زبان ذاکروں اور جگ ہنسائی کی جگہ ان کی مجلسوں میں جو بد زبانی ہوتی ہے اور اس کو سن کر واہ واہ کی آوازیں اٹھائی جاتی ہیں وہ مراد لے لیں۔

ہوئی ظلم کی انتہاء کملی والے

بچا کملی والے، بچا کملی والے

غریبوں کی عزت کھلونا بنی ہے ازل سے امیروں کی گردن تنی ہے
کرن کوئی چھوتی نہیں بیکسوں کو جہاں روشنی ہے وہیں روشنی ہے

نئے چاند سورج اگا، کملی والے

بچا کملی والے، بچا کملی والے

یہی ایک فیصد ہیں گھیرے خدائی انہی کی بدولت ہے ہر جگ ہنسائی
ترے نام پر نفرتیں بانٹتے ہیں دہائی محبت کے رہبر دہائی

نشاں ان کے شر کا مٹا کملی والے

بچا کملی والے، بچا کملی والے

تجھی کو ہر اک زخم اپنا دکھاؤں کسی مقتدر کا نہ احساں اٹھاؤں
مددگار تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا مدد کے لئے میں تجھی کو بلاؤں

یہی آئی دل سے صدا کملی والے

بچا کملی والے، بچا کملی والے

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم شمود کے ایک شخص کی قبر کے اندر کے حالات دیکھ لئے اور ہزاروں سال بعد یہ بھی بتا دیا کہ اسکی قبر کھودو گے تو تمہیں سونے کی سلاخ بھی ملے گی۔ (نمبر ۳۰۸۸)

اور کوئی غیب تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

کِتَابُ الْجَنَائِزِ (جنازے وغیرہ کا بیان)

★ مومن بیمار ہونے کے بعد جب شفا پاتا ہے تو اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور آئندہ کے لئے نصیحت
إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ أَعْفَاهُ اللَّهُ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ وَمَوْعِظَةً لَهُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ
..... اور منافق..... اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کتنا پیار فرماتا ہے۔ (نمبر ۳۰۸۹) اور اس پیار کا مکمل ظہور اس وقت ہوگا کہ

حشر میں جب آقا کی سواری آئے گی ان کے صدقے میں رحمت نکالی جائے گی

★ جیسے آگ سے سونے چاندی کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے اسی طرح بیماری سے گناہوں کی میل اتر جاتی ہے فَإِنَّ
مَرَضَ الْمُسْلِمِ..... (نمبر ۳۰۹۲)

★ شہادت اگرچہ بہت بڑا اعزاز ہے لیکن کسی عزیز کی شہادت پہ غمگین ہونا تقاضائے فطرت ہے۔ حضرت عثمان بن

مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بوسہ دے رہے تھے اور رو رہے تھے۔ (نمبر ۳۱۶۳) جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان (حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ) کی شہادت پر غم کا اظہار فرمایا: يُعْرِفُ فِي وَجْهِهِ الْحُزْنَ۔ (۳۱۲۲) لہذا نام نہاد جہادی تنظیموں کا لوگوں کے بچوں کو مرد کر جتن و خوشیاں منانا کس کھاتے میں جائے گا شاید اس لئے کہ ان کے شہید چند ماہ بعد بخیر و عافیت اپنے اپنے گھروں کو واپس آجاتے ہیں۔ ایسی شہادت پہ خوشیاں منائی جاسکتی ہیں قاری حفیظ بے چارہ قسمت کا مارا اب تک رو رہا ہے کہ حافظ سعید نے میرے بیگناہ بچے کو مروادیا۔

شیخ دوزخ سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو صورت ہی تیری دیکھ کے ڈر جاتے ہیں

بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا.....

مگر حضرت امیر حمزہ عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا منظر سامنے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہوں اگر مجھے اپنی پھوپھی صفیہ کی اذیت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو اسی طرح چھوڑ دیتا۔ (نمبر ۳۱۳۶) اب ہم آج کل کے نام نہاد لیڈران کے کردار کو دیکھیں یا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنائیں۔

یہ زائران حریم مغرب لاکھ رہبر بنیں ہمارے بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

★ حضرت عائشہ صدیقہ افسوس فرماتی تھیں کہ کاش وہ بات جو مجھے بعد میں یاد آئی وہ پہلے یاد آ جاتی اور ہم (ازواج مطہرات) خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتیں (کیونکہ خاوند کی وفات کے بعد بیوی اس کے جسم کو ہاتھ بھی لگا سکتی ہے غسل بھی دے سکتی ہے لیکن بیوی کے مرنے کے بعد خاوند اس کے جسم کو چھو بھی نہیں سکتا اور غسل بھی نہیں دے سکتا)

(نمبر ۳۱۴۱)

★ کفن میں مبالغہ کرنے سے منع فرمایا گیا: فَإِنَّهُ يَسْلُبُهُ سَلْبًا سَرِيعًا۔ کیونکہ آخر کار وہ جلد ہی خراب ہو جائے گا (تو فضول خرچی کرنے کی کیا ضرورت ہے لہذا گدے چادر پر بچھانے سے پرہیز کیا جائے) (نمبر ۳۱۵۴)

★ بہترین قربانی سینگوں والے دنبے کی ہے۔

خَيْرُ الْأُضْحِيَّةِ الْكَبْشُ الْأَقْرَنُ۔ (نمبر ۳۱۵۶)

★ غیر مقلدین کو چاہئے کہ میت کو کندھا دینے پر وضو کیا کریں کیونکہ حدیث میں ہے وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ۔ (نمبر ۳۱۶۱) اسی طرح کی الزامی باتیں کتاب کے آخر میں لکھی جائیں گی تاکہ صرف اونچی آمین، رفع یدین وغیرہ پر سارا زور لگانے والے ان باتوں کی طرف بھی توجہ کریں۔

بلند آواز سے ذکر کرنے والے کی مرنے کے بعد عزت و شان

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں (یا احتیاط کے پیش نظر فرماتے

(سبعۃ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا: لوگوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی تو وہاں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں نَادُوْنِيْ صَاحِبَكُمْ۔ اپنا ساتھی (مرنے والا) مجھے پکڑاؤ (تاکہ میں خود اپنے ہاتھوں سے اسے قبر میں اتاروں) جب تحقیق کی گئی کہ اس کو اتنا بڑا اعزاز کیوں عطا کیا جا رہے تو معلوم ہوا کہ فَاِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ۔ یہ دنیا میں بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتا تھا۔ (نمبر ۳۱۶۴)

بہت سارے علماء ذکر خفی کو افضل کہتے ہیں کیونکہ اس میں ریاکاری نہیں ہوتی لیکن اونچی آواز سے ذکر کرنے والے کو اللہ کے نبی کی بارگاہ سے یہ اعزاز زہے نصیب۔ لہذا ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق ذکر کرتا رہے مگر دوسرے پر تنقید نہ کرنی چاہئے۔ بلند آوازوں سے ذکر کرنے والے کو کسی نے جب ریاکار کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریاکار نہیں بلکہ آواہ۔ آہ وزاری کرنے والا ہے۔ (مسند احمد) جس کو الف ب بھی نہیں آتی وہ بھی اپنے آپ کو سو فیصد صحیح اور دوسرے کو کم از کم سنانوے فیصد غلط سمجھتا ہے۔

کہاں مارا ہے لاکر آدمیت کی تمنانے یہاں تو منصفوں کے فیصلے قاتل بدلتے ہیں
مگر ایسوں کو جواباً کہا جاسکتا ہے کہ:

اتنی بدخویاں نہیں اچھی ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
کوئی پوچھے تو مدعا کیا ہے

اور مدعا اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ جب مریں گے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رحمت والے نورانی ہاتھوں سے ہمیں قبر میں اتاریں گے۔

راہزنوں اور راہبروں کو غور سے پہچان کر مولوی جی منصفی کرنا خدا کو مان کر

★ جس کی نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۳۱۶۶) اور چالیس مخلص مسلمان بھی

نماز جنازہ میں شامل ہو جائیں تو ان کی سفارش قبول ہوگی۔ (نمبر ۳۱۷۰)

★ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا عمل منسوخ ہو گیا۔ (نمبر ۳۱۷۵)

★ نبی علیہ السلام کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ (کسی کو قتل کرانے کے لئے) اشارے سے کام لیں۔ قتل ہونے والا قتل

سے بچ گیا اور اس کو اسلام کی دولت نصیب ہو گئی۔ (نمبر ۳۱۹۴)

اِنَّهٗ لَيْسَ لِنَبِيِّ اَنْ يُّوْمِضَ۔ (حدیث کے آخری الفاظ)

★ عورت کا جنازہ پڑھاتے ہوئے میت کے درمیان میں کھڑے ہونا اور چار تکبیر نماز جنازہ کی حدیث۔

(نمبر ۹۶-۳۱۹۵)

نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى النَّبِيِّتِ فَأَخْلَصُوا لَهُ الدُّعَاءَ. جب تم میت پہ نماز (جنازہ) پڑھ چکو تو پھر خالصتاً اس کے لئے دعا کرو۔ (نمبر ۳۱۹۹) کیونکہ پہلی دعا تو سب کے لئے ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا..... نہ کہ خالصتاً میت کے لئے۔ پھر فاتعقیب کے لئے ہے کہ نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کیا کرو۔ بعض لوگ بڑے دھڑلے سے کہہ دیتے ہیں جی نماز جنازہ خود دعا ہے تو دعا کے بعد دعا کرنے کا کیا مطلب؟ اس کا ایک جواب تو حدیث میں آگیا کہ نماز جنازہ کی دعا خالص میت کے لئے نہیں ہوتی بلکہ سب کے لئے ہوتی ہے جب کہ حدیث میں خالص میت کے لئے دعا کا حکم ہے اور دوسرے جواب الزامی ہے جو یہ ہے کہ کیا دعا کے بعد دعا کی جائے تو وہ بد دعا ہو جاتی ہے؟

ہم بدلنا چاہتے تھے نظم میخانہ تمام آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانے کا نام

مرنے والے کے لیے دعا کیوں کی جاتی ہے؟

ہاں یہ مسئلہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد صفوں کو توڑ کر دعا کرنی چاہئے اسی جگہ کھڑے ہو کر نہ کی جائے تاکہ نماز جنازہ میں زیادتی کا شبہ پیدا نہ ہو۔ (الجامع الصغیر ج ۲ ص ۵۳۳) پھر دعا تو عبادت کی جان اور مغز ہے اس سے روکنا کس قدر بدبختی ہے۔ حدیث میں ہے لیس شیء اکرم علی اللہ تعالیٰ من الدعاء (مشکوٰۃ ص ۱۹۵) اللہ کی بارگاہ میں دعا سے بڑھ کر عزت والی کوئی چیز نہیں ہے اور قرآن مجید میں ہر وقت دعا کا حکم ہے اور قبولیت کی بشارت بھی ہے۔ اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ (البقرہ: ۱۸۶) اور پھر مرنے کے بعد سوائے دعا کے انسان کا مرنے والے کے ساتھ تعلق ہی کیا رہ جاتا ہے تو کیا دعا اس لئے نہ کی جائے کہ کہیں بخشنا نہ جائے؟ الدعاء یرد البلاء (الجامع الصغیر ص ۲۵۹) دعا مصیبت کو ٹال دیتی ہے اور اس سے بڑھ کر کیا مصیبت ہوگی کہ انسان دنیا سے جا رہا ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایمان کی پونجی سے محروم ہو کر چلا جائے اس لئے اہل اسلام دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے لے جانا اور خدا کا حکم بھی ہے ادعونی استجب لکم (الغافر) تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے بندے مجھ سے دعا کریں (مشکوٰۃ ص ۱۹۵) بلکہ جو دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۵)

نگاہ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے وفا کے بھیس میں بیٹھا ہے کوئی بے وفا ہو کر

★ نماز جنازہ کے اندر مانگی جانے والی دعا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا..... (نمبر ۳۲۰۱)

★ مردے کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ (نمبر ۳۲۰۷)

كَسَّرَ عَظْمَ النَّبِيِّتِ كَكَسْرِ حَيًّا.

ایک ذوق کی بات

ہم نے بخاری و مسلم کی کئی احادیث میں تصور شیخ کے عنوان سے یہ بات لکھی ہے کہ کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی حالت میں مثلاً مسواک کرتے ہوئے دیکھا تو سالوں بعد بیان کرتے ہوئے فرمایا گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے ہیں۔ یہاں ایک حوالہ ان چار صحابہ کرام کے بارے میں ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر انور میں اتارا تھا راوی کہتے ہیں کَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ أَرْبَعَةً. گویا میں ان چاروں کو اب بھی دیکھ رہا ہوں (کہ کس طرح آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اتار رہے ہیں) (نمبر ۳۲۱۰) گویا کہ یہ صحابہ کرام کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کی دلیل ہے اور دنیا و آخرت کی سربلندی کا راز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت میں ہی پوشیدہ ہے۔ (فاتبعونی یحببکم اللہ) مگر امیر کارواں ہی اس ذوق کا نہ ہو تو جماعت تو بھاڑ میں جائے گی۔

رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ امیر کارواں ہیں انہی گم کردہ راہوں میں
★ قبر میں مردے کو پاؤں کی طرف سے بھی داخل کیا جاسکتا ہے۔ (نمبر ۳۳۱۱) اس بارے میں اختلاف آئمہ دیکھئے
(ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۳ حاشیہ نمبر ۵)

(ابوطالب کے بارے میں اعلیٰ حضرت کے رسالہ شرح المطالب فی بحث ابی طالب میں تین آیات، پندرہ احادیث اور دس صحابہ کرام و تابعین کے ایک سو پچاس اقوال جمع فرمائے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائے تھے (حدیث نمبر ۳۳۱۲) کے تحت علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری کی تحقیق)

★ قبر پر نہ بیٹھو، نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو، نہ جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلو۔ (نمبر ۲۹-۳۲۲۸)
★ سماع موتی کے بارے میں حدیث کہ مردہ لوٹنے والوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے۔ (نمبر ۳۲۳۱) اس مسئلہ پہ اعلیٰ حضرت کا رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات دیکھئے جس میں پوری وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو واضح فرمایا گیا ہے جس کو پڑھ کر آپ یقین کر لیں گے کہ:

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

چھ ماہ بعد قبر کھودی گئی تو جسم سلامت تھا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد کو ایک اور آدمی کے ساتھ دفن کیا گیا تھا اور میرے دل میں ایک تمنا کروٹیں لے رہی تھی (کہ میں ان کو علیحدہ دفن کروں چنانچہ)

فَأَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَمَا أَتَنَكَّرْتُ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا شَعِيرَاتٍ كُنَّ فِي لِحْيَتِهِ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ. پس میں نے سوائے داڑھی مبارک کے چند بالوں کے جو زمین کے ساتھ لگے ہوئے تھے اور کوئی تبدیلی نہ پائی۔ (نمبر ۳۳۳۲) کیا خیال ہے ان بد بختوں کے بارے میں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مقدسہ کے بارے میں اس قدر گندہ عقیدہ رکھتے

ہیں کہ اس کو بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے اس حدیث نے ان کے اس نظریہ کی خوب حجامت کر دی ہے۔
کل تک حجام سب کا مونڈتا پھرتا تھا سر آج اس کو بچے میں اس کی بھی حجامت ہو گئی

کِتَابُ الْاَيِّمَانِ وَالنُّذُورِ (قسم اور نذر کا بیان)

- ★ جو مغلوب ہو کر دیدہ دانست جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (نمبر ۳۲۴۲)
- ★ جھوٹی قسم کا وبال سن کر دعویٰ واپس لے لیا اور زمین مد مقابل کو دے دی۔ (نمبر ۳۲۴۳)
- ★ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھوٹی قسم اٹھانے کا گناہ عظیم اگرچہ ترسواک کی ہو۔ (نمبر ۳۲۴۶)
- ★ جو قسم اٹھائے کہ میں اسلام سے دور ہوں تو وہ دور ہو گیا۔ (نمبر ۳۲۵۸)
- ★ کسی دوسرے کو قسم نہ دی جائے کہ تجھے قسم ہے یہ کام کر۔ (نمبر ۳۲۶۷)
- ★ نذر کسی شے کو نکالتی تو نہیں مگر اس سے بخیل کا مال نکل آتا ہے۔ (جو اس نے ویسے نہیں نکالنا تھا) (نمبر ۳۲۸۷)
- ★ گناہ کی قسم توڑنے پر بھی کفارہ ہے۔ (نمبر ۸۱-۳۲۹۰)
- ★ بیت المقدس میں نفل پڑھنے کی نذر مانی ہے تو جہاں چاہے پڑھ لے۔ (نمبر ۶-۳۳۰۵)
- ★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پہ دف بجانے کی نذر ماننے والی کو نذر پوری کرنے کی اجازت دی۔ (نمبر ۳۳۱۲)
- ★ نذر اسی شے کی مانی جائے گی جو اپنی ملک میں ہو ورنہ اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ (نمبر ۳۳۱۶) النذر فی مال لا یملک۔
- ★ ان شاء اللہ کہنے سے عمل کرنا لازم نہیں ہوتا۔ (نمبر ۳۳۳۲)

کِتَابُ الْبَيُوعِ (تجارتوں کا بیان)

تجارت چونکہ بڑا مقدس پیشہ ہے جس کا تعلق مال بڑھانے سے ہوتا ہے اس لئے اس میں حدود و قیود کو متعین کیا گیا ہے اور پھر لین دین میں غلط بیانی کے خدشات بھی ہوتے ہیں اس لئے صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دے کر مال کی محبت کو دل سے کم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ لہذا جہاں دنیوی زندگی کے تحفظ کے لئے اپنا مال بینکوں اور مختلف سیکموں میں استعمال کیا جاتا ہے وہاں اخروی زندگی کو سنوارنے کے لئے بھی راہ خدا میں خرچ کر کے اس کو توشہ آخرت بنایا جائے۔ اسی کو قرآن نے مال کو بڑھانا قرار دیا ہے کہ سود لینے سے مال گھٹتا ہے اور زکوٰۃ دینے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

مال کی کثرت اگر منظور ہے خیرات کر ایک کے دنیا میں دس، عقیقی میں ستر دیکھ لے وہ خلاق عالم جس کی قدرت کاملہ کا ادراک انسانی طاقت سے باہر ہے، عرش سے فرش تک جدھر نظر کیجئے اسی کی

قدرت جلوہ گر ہے۔ حیوانات و نباتات و جمادات اور تمام مخلوقات اسی کی مظہر ہیں۔ اس نے اپنی مخلوقات میں انسان کے سر پر تاج کرامت و عزت رکھا اور اس کو مدنی الطبع بنایا کہ زندگی بسر کرنے میں یہ اپنے بنی نوع کا محتاج ہے کیونکہ انسانی ضروریات اتنی زائد اور ان کی تحصیل میں اتنی دشواریاں ہیں کہ ہر شخص اگر اپنی تمام ضروریات کا تنہا متکفل ہونا چاہے تو غالباً عاجز ہو کر بیٹھ رہے گا اور اپنی زندگی کے ایام خوبی کے ساتھ گزار نہ سکے گا۔ لہذا اس حکیم مطلق نے انسانی جماعت کو مختلف شعبوں اور متعدد قسموں پر منقسم فرمایا کہ ہر ایک جماعت ایک ایک کام انجام دے اور سب کے مجموعہ سے ضروریات پوری ہوں۔ مثلاً کوئی کھیتی کرتا ہے، کوئی کپڑا بنتا ہے، کوئی دوسری دست کاری کرتا ہے۔ جس طرح کھیتی کرنے والوں کو کپڑے کی ضرورت ہے، کپڑا بننے والوں کو غلہ کی حاجت ہے، نہ یہ اس سے مستغنی نہ وہ اس سے بے نیاز، بلکہ ہر ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج۔ لہذا یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اس کی چیز اس کے پاس جائے اور اس کی اس کے پاس آئے تاکہ سب کی حاجتیں پوری ہوں اور کاموں میں دشواریاں نہ ہوں۔ یہاں سے معاملات کا سلسلہ شروع ہوا۔ بیع وغیرہ ہر قسم کے معاملات وجود میں آئے۔

اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس کا حکم نافذ ہے، جہاں عبادات کے طریقے بتاتا ہے معاملات کے متعلق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تشنہ باقی نہ رہے۔ اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز، اسی طرح تحصیل مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز۔ اور حلال روزی کی تحصیل اس پر موقوف کہ جائز و ناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور بھاگے۔ (بہار شریعت)

قرآن مجید میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَاْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَدْلُوا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (۲-۱۸۸) آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ اور حکام کے پاس اس کے معاملہ کو اس لئے نہ لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ جانتے ہوئے کھا جاؤ اور فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَاْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ۔ (۴-۲۹)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر باہمی رضا مندی سے تجارت ہو تو حرج نہیں۔

سود سے کوئی نہیں بچ سکے گا

★ ایک زمانہ ضرور آئے گا کہ کوئی بھی سود کھانے سے نہ بچ سکے گا۔ فَإِنْ لَّمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ۔ اگر کھائے گا نہیں تو اس کا بخار اسے ضرور پہنچے گا۔ (نمبر ۳۳۳۱) قال ابو عیسیٰ اصابه من غباره۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آج بہت سے لوگ جو بظاہر متقی و پرہیزگار دکھائی دیتے ہیں کسی نہ کسی طریقے اور کسی نہ کسی نام سے اس بیماری میں ملوث ہو چکے ہیں جبکہ

حدیث میں اس کے کھانے والے، کھلانے والے، گواہی دینے والے اور لکھنے والے پہ لعنت فرمائی گئی ہے۔ (نمبر ۳۳۳۳) پھر ہماری پرہیزگاری کے کیا معنی؟ شاید اس لعنت کی وجہ سے اتنی عبادات و دعاؤں کے باوجود مسلمان ذلت و رسوائی کی دلدل سے نہیں نکل رہے اور رحمت خداوندی سے محروم ہیں۔ (بامسلمان اللہ اللہ بابر ہمن رام رام)

وہ راہنما کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی میں کیا بتاؤں رات کو مجھے کس جگہ ملا

★ قرضہ کی ادائیگی کے ساتھ مزید کچھ دے دینا (جبکہ بغیر کسی مطالبہ و شرط کے اپنی طرف سے ہو) تو اجازت ہے (اور یہ سود کے زمرے میں نہیں آتا۔ نمبر ۴۷-۳۳۴۶) جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر سے قرضہ لیا تو فرماتے ہیں فَقَضَانِي وَذَاذْنِي قرضہ بھی ادا فرما دیا اور مزید بھی عطا کیا۔

گدائے شاہ عرب ہوں فقیر راہ نہیں فقیر وہ ہوں کہ نظروں میں بادشاہ نہیں

نیک نیتی کی برکات اور تجارت کا فائدہ

حضرت عروہ بن ابی الجعد فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینار عطا فرمایا۔ بکری یا قربانی کا جانور خریدنے کے لئے چنانچہ انہوں نے اس دینار کی دو بکریاں خرید لیں اور پھر ایک بکری ایک دینار کی بیچ دی اور دینار اور بکری لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کی تجارت میں برکت پیدا فرما۔ عروہ فرماتے ہیں: فَكَانَ لَوْ اشْتَرَيْتُ دَابَّةً لَدَرَيْحَةٍ فِيهِ۔ پھر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس سے بھی نفع حاصل ہوتا تھا۔ (نمبر ۳۳۸۴) معلوم ہوا جہاں تجارت میں مہارت منافع کا سبب بنتی ہے وہاں محبوبان خدا کی دعاؤں سے بھی برکات نصیب ہوتی ہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ یہی وجہ ہے کہ آج ان چیزوں سے محرومی دولتوں کے انبار کے باوجود ہمارے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے۔ پھر ہم مال کے حقوق بھی تو ادا نہیں کرتے کیا خوب کہا ریس امر وہی نے۔

اس قدر خوف زدہ ہوں ڈکیتی سے ریس ڈاک آتی ہے تو ڈاکے کا گماں ہوتا ہے

اس سے اگلی حدیث حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بازے میں بھی اس سے ملتی جلتی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ انہوں نے ایک دینار کی ایک بکری خریدی پھر اس کو دو دینار کی بیچ کر پھر ایک دینار کی اور خرید لی اور دینار و بکری لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔ (۳۳۸۷) کیا بابرکت دور تھا کہ تجارت میں اس قدر ایمانداری برتی جاتی تھی جس کے نتیجے میں اتنی برکات حاصل ہوتی تھیں آج روزانہ اخبارات میں اشتہارات آتے ہیں مشتری ہوشیار باش اور تصویر دیکھنے سے کئی بڑے حاجی نمازی بھی دکھائی دیتے ہیں مسلمان تو بہر حال ہوتے ہی ہیں خدا جانے کتنا عرصہ بے ایمانی کرنے کے بعد پردہ فاش ہوتا ہے تو اگلی پچھلی کسر نکل جاتی ہے اور ساری زندگی کی عزت برباد ہو جاتی ہے جو پھر دوبارہ ہاتھ نہیں آتی۔

بڑی ہمت سے ہر اک ڈالتا ان پر رہا پردہ مگر پردوں سے حضرت کا تو سارا کھل گیا پردہ

مزارعت کا مسئلہ

★ مزارعت سے بہتر ہے کہ زمین ٹھیکے پر وے دی جائے یَتَنَحَّ أَحَدُكُمْ أَرْضَهُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرَجًا مَّعْلُومًا۔ (نمبر ۳۳۸۹) اس کے بعد اگلی دو احادیث ہیں کہ اس سے جھگڑے کا خطرہ ہوتا ہے۔ (نمبر ۹۱-۳۳۹۰) بہت ساری ایسی احادیث کی بنا پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مزارعت کو ناجائز فرمایا ہے مگر باقی تمام آئمہ کرام نے دیگر کئی دلائل، عوام کی سہولت و ضرورت کی بنا پر جائز فرمایا ہے اور اسی پہ فتویٰ ہے (جواز پر) آج بعض بدنصیب لوگ انہی آئمہ کے بارے میں بدگمانیاں بلکہ بدزبانیاں کرتے ہیں جنہوں نے امت کی سہولت کی خاطر ساری زندگیاں قرآن و سنت میں عوام الناس کی سہولت کے لئے مسائل اخذ کرنے میں کھپادی ہیں۔

کیا کہیں راز ان کی الفت کے کانٹوں سے ہیں گھرے چاروں طرف سے پھول

مگر ہزار مخالف فتوؤں کے باوجود تب سے اب تک اور اب سے قیامت تک اہل حق اپنا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے اور امت کے فائدے کے لئے کام کرتے رہیں گے کیونکہ ان کی ساری محنتیں خوشنودی باری تعالیٰ اور رضائے مصطفیٰ کے لئے ہیں۔ مشہور واقعہ ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر مہمان ٹھہرے تو امام شافعی شاگرد ہو کر ساری رات نوافل پڑھتے رہے اور امام محمد لیٹے رہے اور صبح کی نماز کے لئے وضو بھی نہ کیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو ساری رات امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن پاک سے مسائل کا استنباط کرتے رہے ہیں اور مسائل بھی کتنے؟ ایک ہزار۔ امام شافعی اپنی سوچ پہ شرمندہ ہوئے کہ میں تو اپنا ہی فائدہ کرتا رہا اور میرے استاد پوری امت کا فائدہ سوچتے رہے۔

(خلاصۃ روح البیان ج ۵ ص ۱۴۰)

لوگ ملتے نہیں طبیعت کے پھر بھی کہنا پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک انداز

حضرت یسہ نامی ایک عورت اپنے والد سے روایت فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کے اندر اپنا منہ داخل کر کے بوسہ لیں اور آپ کے جسم اقدس کے ساتھ لپٹیں) چنانچہ جب اجازت مل گئی تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ایک مسئلہ پوچھا کہ حضور! وہ کون سی چیز ہے جس کا روکنا حلال نہیں ہے؟ فرمایا نمک۔ پھر انہوں نے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع جواب عطا فرمایا:

أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ الْخَيْرَ لَكَ۔ اگر تو نیکی کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ (نمبر ۳۴۵۶) مسئلہ پوچھنے سے پہلے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق محبت اس دور کے کس طبقے کی ترجمانی کر رہا ہے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے غلاموں کے ساتھ کس قدر محبت فرمایا کرتے تھے۔ آج کے انسان کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسے عاشقانہ مزاج والوں پر بدعت و شرک کے فتوے داغے نہیں تھکتے۔ یہ تو مذہبی طبقہ کہلاتا ہے دوسری طرف بابو طبقہ کتوں بلوں سے جن کی قیمت وصول کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ (۸۱-۳۲۷۹) ان سے اتنی محبت اور خدمت کرتے ہیں کہ والدین کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ قیامت کی نشانی اور انسانیت کا جنازہ نکالنے والی بات نہیں اور کیا ہے جبکہ دعویٰ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا کرتے ہیں کہ جن کے بارے میں یوں کہتے نہیں تھکتے:

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا
جب تک ہر ایک امتی بخشا نہ جائے گا
خالی رسول پاک کا وعدہ نہ جائے گا
دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا
کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

والدین اور اولاد کا رشتہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اولاد کی کمائی کو والدین کی کمائی قرار دیا ہے بلکہ فرمایا: **وَوَلَدٌ مِّنْ كَسْبِهِ**۔ خود اولاد بھی والدین کی کمائی ہے۔ (نمبر ۳۵۲۸) دوسری حدیث میں فرمایا: **وَلَدُ الرَّجُلِ مِّنْ كَسْبِهِ وَهِنِ أَطْيَبُ كَسْبِهِ فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ**۔ (نمبر ۳۵۲۹) آدمی کا بیٹا اس کی کمائی ہے بلکہ بہترین کمائی ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا: **أَنْتَ وَمَا لَكَ لِوَالِدِكَ**۔ تو اور تیرا مال تیرے والد ہی کا ہے۔ (۳۵۳۰) تو اولاد اگر جانوروں کے ساتھ اس قدر محبت کرے اور ان پر اپنا مال بے دریغ استعمال کرے اور والدین کو جانوروں کا درجہ بھی نہ دے تو وہ کس منہ سے امام الانبیاء کا امتی کہلانے کی حق دار ہے۔ جس رسول کے لئے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر نعمت بنائی جب وہ فرمائیں سب کچھ تیرے والدین کا ہے پھر بھی ہم والدین سے یہ رویہ اپنائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہی ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنا امتی بنایا ہوا ہے۔ ہم جس طرح جانوروں کو سنبھالنے کے لئے ملازم رکھیں اسی طرح والدین کی نگہداشت کے لئے بھی ملازم رکھیں تو یہ مقدس رشتہ کس زمرے میں جائے گا۔ وہ خون جگر کے ساتھ اپنی اولاد کو پالیں اور ہم ان کی اولاد ہو کر ان کے لئے ملازم رکھتے پھریں اور ان کی خدمت کو سعادت سمجھ کر یہ فریضہ سرانجام نہ دیں تو تف ہے ہماری زندگی پر اور افسوس ہے ہماری کمائی پر جو اتنی انتظار کر کے ہمیں دعائیں مانگ مانگ کر اللہ سے حاصل کریں اور ہم ان کے بڑھاپے کے وقت ان کے مرنے کے لئے سورۃ یسین کی تلاوت کرائیں۔ الامان الحفیظ۔

سزاوار کرم ہوں امتی ہونے کے ناطے سے وگرنہ نامیہ اعمال میں کچھ بھی نہیں

★ سفارش کے بدلے تحفے کو سود کا بڑا دروازہ قرار دیا گیا۔ (نمبر ۳۵۳۱)

کِتَابُ الْقَضَاءِ (فیصلوں کا بیان)

قاضی یا جج ہونا بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان کی ذرا سی غلطی سے بڑے نقصان کا احتمال ہے لہذا اسی شخص کو ہی یہ منصب سونپا جائے جو ورع و تقویٰ کے اعلیٰ مقام پہ فائز ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نازک ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا: جس کو قاضی بنایا گیا اس کو بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ (نمبر ۳۵۷۱) ایک مقام پہ فرمایا قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جنتی، جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور دو جہنمی ایک وہ جس نے حق پہچاننے کے باوجود فیصلہ کرنے میں زیادتی کی اور دوسرا وہ جس نے جہالت کی بنا پر لوگوں میں فیصلے کئے۔ (نمبر ۳۵۷۳) انہی ارشادات کی وجہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسے علم و عمل کے امام نے بڑی بڑی تکالیف تو برداشت کر لیں لیکن قاضی بننا منظور نہ فرمایا۔ آج لوگ ان عہدوں کے لئے نا اہل ہونے کے باوجود کس طرح مارے مارے پھرتے ہیں اور تنقید اس امام پہ کرتے ہیں جو امام الائمہ بھی ہے اور سراج الائمہ بھی۔ حالانکہ حدیث میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے جو عہدہ طلب کرے ہم اس کو ہرگز عہدہ نہ دیں گے۔ لَنْ نَسْتَعْمِلَ اَوْ لَا نَسْتَعْمِلَ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهُ (نمبر ۳۵۷۹)

★ عامل کے لئے سوئی کے دھاگے کے برابر یا اس سے بھی کم کوئی چیز چھپانا خیانت ہے۔ یہ ارشاد سن کر فوراً ایک عامل کھڑا ہو گیا اور عرض کیا حضور! اِقْبِلْ عَنِّي عَمَلِكَ (یہ ذمہ داری مجھ سے واپس لے لیجئے) (نمبر ۳۵۸۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت علی کو کوئی بھی فیصلہ کرنے میں کبھی کسی قسم کی دقت نہ ہوئی مَا شَكَّكَتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ (نمبر ۳۵۸۳)

مجتہدین کے لئے اسوۂ حسنہ

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (آئمہ مجتہدین کو راہنمائی دیتے ہوئے) فرمایا اس بارے میں مجھ پہ کوئی حکم نازل نہیں ہوا اِنِّیْ اِنَّمَا اَقْضِیْ بَیْنَكُمْ بِرَآئِیْ میں اپنی رائے سے تمہارے درمیان فیصلہ فرما رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب دو شخص میراث اور پرانی چیزوں کے بارے میں جھگڑالے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ (نمبر ۳۵۸۵)

اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے درست ہی درست ہے۔ لَآنَ اللّٰہَ کَانَ یُرِیْہِ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ دکھا دیتا ہے۔ (قرآن پاک میں ہے لتحکم بین الناس بما اراک اللہ۔ النساء) ظن اور گمان (یا غلطی کا امکان) دوسروں کی طرف سے ہے کما قال عمر بن الخطاب علی المنبر۔ (نمبر ۳۵۸۶)

★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلائل کی ترتیب اولاً کتاب اللہ، ثانیاً سنت رسول اللہ، ثالثاً اجماع اور قیاس۔ (نمبر ۳۵۹۲)

امت کے لئے آسانیاں پیدا کرو

اس سلسلہ میں احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو امت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی آسانیاں پیدا فرمائی ہیں جن کو متعصب قسم کے لوگوں نے الٹا مشکلات میں تبدیل کر دیا ہے اور یہ امت پہ کس قدر ظلم ہے کہ اللہ بھی فرمائے: یرید اللہ بکم الیسر۔ حضور بھی فرمائیں۔ الدین یسر، یسروا ولا تعسروا اور یہ لوگ آئمہ مجتہدین کی صدیوں پہ محیط محنت شاقہ کو خدا و رسول کی مخالفت قرار دے کر امت کو ایک نئی مصیبت میں مبتلا کر دیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کی نحوست سے دور رکھے اور اس نبی رحمت کے دامن کے ساتھ پختہ وابستگی کی توفیق دے جن کے دامن رحمت کی چھاؤں میں محسنین امت نے زندگی گزاری ہے اور جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کائنات میں جلوہ گری سے پہلے ہی ان کی روح مقدس سے ارواح انبیاء علیہم السلام علم کی دولت سے مالا مال ہوتے رہے۔

مگر بزم عناصر میں تیرے آنے کا چرچا تھا
کاش آنکھوں میں رہے گنبد خضریٰ تیرا
ایسی شان بے نہایت آپ کو بخشی گئی

۔ ابھی مٹی نہ کھنکی تھی ابھی پانی نہ برسا تھا
۔ کاش ہوتی رہے معراج نظر کو
۔ بعد محشر بھی نہ آئے گا جس کو تائب زوال

غلط سفارش، باطل پہ جھگڑا کرنا اور تہمت کا گناہ و وبال

حضرت یحییٰ بن راشد فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انتظار میں بیٹھے تھے تو وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ فرمانے لگے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ضد بازی کی اور جو جان بوجھ کر باطل کی حمایت میں جھگڑا وہ ہمیشہ خدا کے غضب میں رہے گا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے اور جس نے کسی مومن کے متعلق ایسی بات کی جو اس میں نہ ہو اَسْكَنَهُ اللَّهُ رَدْعَةَ الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهَا قَالَ تَوَدُّهُ دُوزُخِيَّوْنَ کی گندگی میں رہے گا یہاں تک کہ اپنی بات سے توبہ کر لے۔ (نمبر ۳۵۹۷)

★ سفر میں مسلمان گواہ نہ ملے تو ذمی کی گواہی پہ فیصلہ کرنا۔ (نمبر ۳۶۰۵)

حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو کے برابر قرار دیا۔ ایمان افروز واقعہ حدیث نمبر ۳۶۰۷ میں ملاحظہ فرمائیں اس پہ مواہب الدنیہ میں امام احمد خطیب قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ لکھتے ہیں من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم انه كان يخص من شاء بباشاء من الاحكام۔ اور اس کی شرح میں امام زرقانی نے لکھا من الاحكام وغیرہ۔ اسی موضوع پہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندہ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بانه يخص من شاء بباشاء من الاحكام۔ ان تمام عبادات کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ

نے تشریحی امور میں یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ جس کے لئے جو حکم چاہیں خاص فرمادیں اور جس کو چاہیں اس حکم سے مستثنیٰ فرمائیں۔ اس طرح کے بیسوں واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں بہر حال اس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو ہندوں کے برابر قرار دیا (حالانکہ ہر جگہ دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے فاستشهدوا شہیدین من رجالکم۔ (القرآن) خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

”میرے لئے اللہ ہی کافی ہے“ کا نامناسب جگہ پہ استعمال

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ فرمایا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو اس نے کہا۔ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَإِذَا غَلَبَ عَلَيْكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ (نمبر ۳۶۲۷)

اللہ تعالیٰ مجبور بن بیٹھنے والے کی ملامت فرماتا ہے کیونکہ تمہارے لئے ہوشیاری لازم ہے۔ جب کسی معاملہ میں بے بس ہو جاؤ تو یہ الفاظ کہو حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ مطلب یہ کہ اب جبکہ تیرے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے تو تو اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہے۔ مزا تو تب تھا کہ میرے پاس آنے سے پہلے ہی معاملہ اللہ پہ چھوڑ دیتا۔ آج بھی بہت سارے لوگ ان الفاظ کا استعمال غیر مناسب جگہ پہ کرتے ہیں اور لوگوں کو کافر و مشرک بناتے پھرتے ہیں اس مسئلہ پہ دیکھئے ہماری کتاب ”مسئلہ توحید و شرک“۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں اپنا وکیل مقرر فرمایا ہوا تھا فَقَالَ إِذَا أَتَيْتَ وَكَيْلِي..... (نمبر ۳۶۳۲)

★ راستے کے بارے میں جھگڑا ہو جائے تو سات ہاتھ (ذراع) رکھو۔ (۳۶۳۳)

تازہ خواہی داشتن گرد اغمائے سینہ را گا ہے گا ہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را
چوں سرمہ رازی را از دیدہ فرو شستم تقدیر امم دیدم پنہاں بہ کتاب اندر

کِتَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)

ایک حدیث لینے کے لئے مدینہ شریف سے دمشق تک کا سفر کرنا۔ جس میں ہے علم حاصل کرنے والوں کے پاؤں تلے فرشتوں کا پر بچھانا اور زمین و آسمان کی ہر چیز کا عالم کے لئے دعا کرنا یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں بھی عالم کے لئے دعا کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر۔

وَأَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ۔ (نمبر ۳۶۴۱)

★ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کتابت حدیث سے بعض لوگوں کے کہنے کی وجہ سے رک گئے کہ تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ کبھی حضور ناراضگی میں ہوتے ہیں کبھی رضا مندی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وہن اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ۔

(میں جس بھی حالت میں بولوں) تم لکھتے رہا کرو خدا کی قسم اس (منہ) سے جو کچھ بھی نکلتا ہے حق ہی نکلتا ہے۔

اے تیری آواز آواز خدا اور خاموشی میری راز خدا

★ بعض صحابہ احتیاط کی بنا پر زیادہ احادیث نہ بیان کیا کرتے تھے۔ (من کذب علی متعمداً) اور بعض نے اس ڈر سے کچھ لکھی ہوئی احادیث مٹا بھی دیں۔ (نمبر ۴۸-۳۶۴۷)

★ بعض صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ابو شاہ (یمنی) کو میری حدیث (بلکہ پورا خطبہ) لکھ کر دو۔

(نمبر ۳۶۴۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث سننے والوں، یاد رکھنے والوں اور آگے پہنچانے والوں کو دعا سے نوازا۔ (نصر اللہ امرء.....) (نمبر ۳۶۶۰)

★ بات صحیح ہو چاہے بنی اسرائیل کی طرف سے ہو تو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ساری ساری رات بیان فرماتے رہتے۔ (نمبر ۶۳-۳۶۶۲)

★ دنیا کے لئے علم حاصل کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔ (نمبر ۳۶۶۳)

★ صحابہ کرام کے دور میں محفل قرأت (نمبر ۳۶۶۶)

علماء حق کی عظمت و شان

ترمذی شریف کی احادیث آپ نے ملاحظہ فرمائیں علاوہ ازیں قرآنی آیات کے اندر کئی مقامات پہ علماء حق کی عظمت و شان کو واضح فرمایا گیا ہے۔ (انہا یخشی اللہ من عبادہ العلماء یرفع اللہ الذین امنوا۔ کونوا ربانین بہا کنتم تعلمون الکتب۔ وغیرہ) اس کے علاوہ دیگر کتب میں علم کی فضیلت پر احادیث مبارکہ میں سے چند کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

★ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴-۱ ابن ماجہ ص ۲۰)

علم (دین) حاصل کرنا ہر مسلمان پہ فرض ہے۔

★ افضل العبادۃ طلب العلم۔ (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق علامہ عبدالرؤف مناوی ج ۱ ص ۳۵)

علم دین حاصل کرنا تمام عبادات میں سے افضل عبادت ہے۔

★ افضل الصدقة ان يتعلم البرء المسلم علما ثم يعلمه اخاه المسلم۔ (جامع صغیر ص ۱۸۰)

تمام صدقات میں سے افضل صدقہ کسی مسلمان بھائی کو علم سکھانا ہے جو وہ آگے سکھائے

★ من وقر علماء وقر ربہ۔ (کنز الحقائق ج ۲ ص ۱۲۱)

جس نے عالم کی عزت کی اس نے رب کی عزت کی۔

★ العالم سلطان الله في الارض فمن وقع فيه فقد هلك (کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۳۴)

عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے جو اس کی توہین کرے گا رسوا ہوگا۔

★ من طلب العلم مشى في رياض الجنة (کنز ج ۱ ص ۱۱۱)

جس نے علم سیکھا وہ باغات جنت کی سیر کو نکل پڑا۔

★ اذا جاء الموت لطالب العلم وهو على هذه الحالة مات وهو شهيد (الجامع الصغیر ج ۱ ص ۳۹)

جو علم پڑھتے ہوئے فوت ہو گیا وہ شہید ہو گیا۔

★ من طلب العلم تكفل الله له برزقه (کنز ج ۱ ص ۱۱۱)

علم دین حاصل کرنے والے کے رزق کا خود اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے۔

من زار بيت المقدس محتسبا اعطاه الله ثواب الف شهيد وحرّم الله جسده على النار ومن

زار عالما فكاننا زار بيت المقدس (روح البیان ج ۱ ص ۱۰۲)

جس نے ثواب کی نیت سے بیت المقدس کی زیارت کی۔ اللہ تعالیٰ اسے ہزار شہیدوں کا درجہ عطا فرمائے گا

اور اللہ تعالیٰ اس کا جسم دوزخ کی آگ پر حرام کر دے گا اور جس نے (باعمل صحیح العقیدہ سنی) عالم کی

زیارت کی تو گویا اس نے بیت المقدس کی زیارت کی۔

جلوس ساعة عند العالم احب الى الله من عبادة الف سنة (درۃ الناصحین ص ۳۴)

عالم کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ہزار سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

★ طالب العلم بين الجهال كالحي بين الاموات۔ (الجامع الصغیر ج ۱ ص ۳۴)

طالب علم جاہلوں کے درمیان ایسے ہے جیسے زندہ مردوں کے درمیان۔

عالم باعمل دوزخ کی آگ سے آزاد ہے

تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۰۲ پر علامہ اسماعیل حقّی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من اراد ان ينظر الى عتقاء الله من النار فلينظر الى المتعلمين فوالذي نفس محمد صلي

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدہ ما من متعلم یختلف ای یذهب ویجیء الی باب العالم الا یکتب اللہ لہ بكل قدم عبادۃ سنة ویبنی لہ بكل قدم مدينۃ فی الجنة ویبشی علی الارض والارض تستغفر لہ ویسی مغفورا لہ۔

جس شخص کا ارادہ ہو کہ ان لوگوں کو دیکھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے تو اسے چاہئے کہ علم دین سیکھنے والوں کو دیکھ لے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جو کوئی طالب علم عالم دین کے دروازے پر بار بار جاتا ہے یعنی جاتا اور آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور ہر قدم کے بدلے اس کے لئے جنت میں ایک شہر بناتا ہے اور طالب علم زین پر چلتا ہے تو زمین اس کی بخشش کی دعا کرتی ہے اور وہ اس حال میں شام کرتا ہے کہ بخشا ہوا ہوتا ہے۔

عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے

اسی طرح روح البیان ج ۱ ص ۱۰۲ پر ہے۔

النظر الی وجه الوالد عبادۃ والنظر الی الکعبۃ المکرمۃ عبادۃ والنظر الی البصحف عبادۃ والنظر الی وجه العالم عبادۃ من زار عالیا فکانہا زارنی ومن صافح عالیا فکانہا صافحنی ومن جالس عالیا فکانہا جالسنی ومن جالسنی فی الدنیا اجلسہ اللہ معی یوم القیامۃ۔ والد کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ کعبہ مکرمہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے اور عالم دین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے (فیضان سنت میں حدیث شریف اس طرح منقول ہے اور عالم کے چہرے پر نگاہ کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے) جس نے عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زیارت کی، جس نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو عالم کے پاس بیٹھا تو گویا وہ میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن میرے پاس بٹھائے گا۔

جب عالم اور عابد پل صراط پہ جمع ہوں گے

الجامع الصغیر ج ۱ ص ۲۷ پر ہے۔

اذا اجتمع العالم والعابد علی الصراط قیل للعابد ادخل الجنة وتنعم بعبادتک وقیل للعالم قف هنا فاشفع لمن احببت فانک لا تشفع لاحد الا شفعت فقام مقام الانبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) جب عالم اور عابد پل صراط پر اکٹھے ہوں گے، عابد سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا اور جو تو عبادت کرتا تھا اس کے بدلے ناز و نعم کی زندگی بسر کر اور عالم سے کہا جائے گا اس جگہ ٹھہر جا جس سے تجھے محبت تھی اس کی

شفاعت کر یقیناً تو جس کی بھی سفارش کرے گا قبول ہوگی پھر وہ عالم انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات پہ کھڑا ہوگا۔

درة الناصحین ص ۲۲ پہ ہے۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علماء و فقہاء سے بھاگیں گے (کہ کہیں مسائل بتا کر ہم پر پابندیاں نہ لگا دیں) تو اللہ تعالیٰ ان کو تین بلاؤں میں مبتلا فرمادے گا۔

(۱) یرفع البرکة من کسبهم۔ ان کی کمائی سے برکت اٹھالی جائے گی۔

(۲) یسلط اللہ علیہم سلطاناً ظالماً۔ ان پر ظالم بادشاہ مسلط کر دیئے جائیں گے۔

(۳) یدخرجون من الدنیا بغیر ایمان۔ دنیا سے بے ایمان ہو کر جائیں گے۔

اسی کتاب کے ص ۲۳ پہ بعض حکماء کا قول لکھا ہوا ہے ”علم کے تین حروف ہیں۔ عین کو علیین سے کلا ان کتب الابرار نفی علیین۔ وما ادراك ما علیون، کتب مرقوم یشہدہ المقربون۔ لام کو لطف (مہربانی) سے اور میم کو ملک سے لیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے علم والے کو علیین میں پہنچا کر اس پہ لطف و کرم کیا جائے گا اور مخلوق پہ اس کو (مالک) بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ (از رشد الایمان بتصرف یسر۔ یاد رہے ہر جگہ عالم سے مراد عالم باعمل، صحیح العقیدہ یعنی سنی عالم دین ہی مراد ہے)

کتابُ الاُشْرِبَةِ (پینے کی چیزوں کا بیان)

★ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش پر شراب کے بارے میں قرآن مجید کی تین آیات کا نزول۔ اس دور میں پانچ چیزوں سے شراب بنائی جاتی تھی۔ انگور، شہد، گندم اور جو۔ (نمبر ۷۰-۳۶۶۹)

★ شراب کی حرمت سے پہلے حضرت علی نے شراب پی کر نماز مغرب پڑھائی اور سورۃ کافرون میں خلط ملط کر دیا جس پہ یہ آیت نازل ہوئی:

لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری (نمبر ۱۷۱-۳۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ والی چیز سے منع فرمایا۔ (نمبر ۷۷-۳۶)

یعنی اتنی استعمال کی جائے کہ نشہ دے اسی صورت میں اسے خمر (لغوی) کہا گیا ہے ورنہ مطلقاً خمر انگوری شراب کو کہا جاتا ہے۔

★ لوگ شراب کا نام بدل کر شراب پیئیں گے۔ (نمبر ۸۸-۳۶)

★ قبروں کی زیارت سے منع فرمانا اور پھر اجازت عطا کرنا۔ (نمبر ۹۸-۳۶)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات میں سے ہے کہ بعض کاموں کو (حجی خفی کے ذریعے) حلال و حرام فرمادیں قرآن مجید میں آپ کے اس اختیار کا یوں ذکر فرمایا گیا یحل لهم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس منصب کا انکار کرنا کھلی گمراہی ہے۔

★ شراب کے برتنوں کو استعمال کرنے سے منع فرمایا پھر اجازت عطا فرمائی۔ (نمبر ۳۶۹۹)

★ سَاقِي الْقَوْمِ اخْرُجْهُمْ شَرْبًا. لوگوں کو پلانے والا خود سب سے آخر میں پیتا ہے۔ (نمبر ۳۷۲۵)

★ جس کے گھر میں کھانا کھایا اس کو یوں دعا دینا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَاَرْحَمْهُمْ۔ اے

اللہ جو تو نے انہیں رزق دیا اس میں برکت ڈال اور ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم کر۔ (نمبر ۳۷۲۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنی ہوئی گاوہ کو دیکھ کر نفرت سے تھوکا۔ (۹۳-۳۷۳۰)

★ شیطان بند دروازے، برتن اور مشک کو نہیں کھولتا۔ (نمبر ۳۷۳۱)

کِتَابُ الْأَطْبَعَةِ (کھانے کا بیان)

★ ولیمہ کی دعوت کو ضرور قبول کیا جائے۔ (بشرطیکہ وہاں خلاف شرع کوئی کام نہ ہو) چاہے تو کھائے چاہے تو نہ

کھائے، روزہ دار ہے تو دعا ہی کر دے۔ (نمبر ۳۷۳۸-۳۷۳۷-۳۷۳۶)

اور اگر بلا وجہ نہ جائے گا تَوَفَّقَ عَصَى اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی

ہے اور (طفیلی) جو بن بلائے دعوت پہ چلا جائے دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغَيِّرًا۔ وہ چور بن کر گیا اور ڈاکو بن کر واپس آیا۔

(نمبر ۳۷۴۱) اس حدیث کے تحت بعض کتب میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہوا ہے آپ بھی پڑھیں اور محفوظ ہوں۔

ایک محدث اور طفیلی کا عجیب واقعہ

شہور محدث ”ابو عمرو“ بیان فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک طفیلی رہتا تھا۔ میں جہاں بھی دعوت ولیمہ میں جاتا تھا

شخص نہایت بہترین پوشاک پہن کر میرے ساتھ چل پڑتا۔ میرا خاص آدمی سمجھ کر لوگ اس کا بے حد احترام و اکرام کرتے

تھے۔

اتفاق سے ایک دن بصرہ کے گورنر ”جعفر بن قاسم ہاشمی“ کے یہاں ختنہ کی تقریب میں میری دعوت تھی۔ جیسے ہی گورنر

کا قاصد مجھے بلانے کے لئے آیا یہ طفیلی صاحب نہایت نفیس لباس پہن کر میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس دن مجھے بڑا غصہ

آیا اور میں نے عزم کر لیا کہ آج اس کو ذلیل کر دوں تاکہ کسی طرح اس سے میرا پیچھا چھوٹ جائے۔ چنانچہ جب دسترخوان

لگ گیا اور تمام علماء و مشائخ اور اکابر بصرہ تناول فرمانے لگے تو میں نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث پڑھ دی کہ حدیثی

درسة بن زياد عن ابان بن طارق عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من

دخل دار قوم بغير اذنهم فاكل طعامهم دخل سارقا و خرج مغيرا۔

یعنی جو شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہوا اور ان کا کھانا کھالیا تو وہ چور بن کر داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا۔

حدیث سن کر طفیلی ایک دم غصہ سے برہم ہو گیا اور مجھ پر بگڑ کر کہنے لگا اے ابو عمرو! خدا کی قسم تم نے یہ حدیث صرف مجھے

کرنے کے لئے پڑھی ہے جس کا ایک راوی ”درسہ بن زیاد“ ضعیف ہے اور ایک راوی ”ابان بن طارق“ متروک ہے اور پھر یہ حدیث اجماع مسلمین کے بھی خلاف ہے کیونکہ کسی امام کا بھی یہ مذہب نہیں کہ بغیر دعوت اور بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہو کر اس کے مہمانوں کے ساتھ کھانا کھالینے والے کو چور قرار دے کر اس کا ہاتھ کاٹا جائے یا اس کو ڈاکو کی سزا دی جائے۔

یہ بھی تو حدیث ہے

اے ابو عمرو! آخر تم کو اس وقت یہ حدیث کیوں نہیں یاد آئی؟

حدثنا ابو عاصم عن ابن جریج عن الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعام الواحد یکفی الاثنین وطعام الاثنین یکفی الاربعة و طعام الاربعة یکفی الثمانية.

یعنی ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کو اور چار آدمیوں کا آٹھ آدمیوں کو کافی ہوتا ہے۔ اس حدیث کا متن اور سند بالکل صحیح ہے۔ ابو عمرو فرماتے ہیں کہ اس طفیلی نے اپنی حاضر جوابی اور چرب زبانی سے مجھے حیران اور لا جواب کر دیا۔ جب ہم گورنر کے محل سے روانہ ہوئے تو وہ میرے پیچھے پیچھے چلنے کی بجائے مجھ سے دور دور سڑک کی دوسری جانب چلنے لگا اور مجھے سنا سنا کر بار بار وہ یہ شعر پڑھتا رہا۔

ومن ظن ممن یلاقی الحرب بان لا یصاب فقد ظن عجزا
یعنی جو شخص یہ خیال کر کے جنگ میں کود پڑے کہ مجھے چوٹ نہیں لگے گی تو اس کا یہ گمان بہت بڑی کم عقلی کی بات ہے۔ (ثمرات الاوراق ج ۱ ص ۱۵۵)

اس حکایت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگلے مسلمانوں میں علم حدیث کا اس قدر چرچا اور ذوق تھا کہ معمولی کلاس کے مسلمان بھی سینکڑوں احادیث زبانی یاد رکھتے تھے اور معانی حدیث پر انہیں اس قدر عبور حاصل ہوتا تھا کہ وہ بر محل احادیث کو پڑھ کر اس سے اپنے مدعا پر استدلال بھی کرتے تھے اور راویوں کے جرح و تعدیل کا بھی انہیں ملکہ حاصل رہتا تھا۔ مگر افسوس! کہ آج وہ دن آگئے کہ عوام تو عوام بعض علماء کرام بھی علم حدیث کے اس نورانی ذوق سے محروم نظر آتے ہیں۔

★ ریاکاری اور دکھاوے کی دعوتوں میں جانے سے روکا گیا۔ (نمبر ۳۷۵۴)
★ متفش پردے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر میں (دعوت دینے کے باوجود) داخل نہ ہوئے۔ (نمبر ۳۷۵۵)

★ بھوک شدید ہو، کھانا کھائے بغیر نماز میں توجہ نہ جمتی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ بعد میں نماز پڑھو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسی حالت میں اقامت و قرأت کی آواز سنتے رہتے اور کھانا کھاتے رہتے۔ (نمبر ۳۷۵۷) اگر ایسی صورت نہیں تو حکم ہے لَا تُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهِ کھانے یا کسی اور کام کے لئے نماز کو موخر نہ کیا جائے۔ (نمبر ۳۷۵۸)

کیا اسلاف کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح تھا؟

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کے دوران میں اپنے والد گرامی کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں موجود تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے بیٹے عباد نے کہا کہ ہم نے ہے کہ وہ (لوگ یا ابن عمر) نماز سے پہلے رات کا کھانا شروع کر دیتے تھے تو اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

وَيَحَكَ مَا كَانَ عَشَاءُ هُمْ أَتَرَاهُ كَانَ مِثْلَ عَشَاءِ أَبِيكَ

تجھ پر افسوس ہے ان (اسلاف) کا رات کا کھانا کیا ہوتا کیا تو سمجھتا ہے کہ ان کا کھانا تمہارے باپ کی طرح ہوتا ہوگا (نمبر ۳۷۵۹) اس سے کوئی طعن مقصود نہ تھا بلکہ دور اول کی مفلسی اور غربی کو بیان کرنا مقصود تھا کہ اس دور میں تو ایک کھجوریں یا دو گھونٹ دودھ یا اسی طرح کی کوئی چیز رات کا کھانا ہوتا تھا۔

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہ بطحا کی رضا جوئی وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

سرورِ عالم نبی الانبیاء میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی دیکھئے کہ کبھی دو آدمی بھی آپ کے پیچھے نہیں چلتے دیکھے گئے۔ (نمبر ۳۷۷۱)

یعنی انہ من غایۃ التواضع لا یتقدم اصحابہ فی المشی۔ و حاصل الحدیث انہ لم یکن علی طریق الملوک والجبابرة فی الاکل والمشی۔ حاشیہ نمبر ۵ سنن ابی داؤد ص ۳۷۱ ج ۲) مگر اس دور کے دوسرے دنیا دار طبقے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طریقہ حسنہ کو بھلا چکے ہیں تو دیندار یعنی دینی راہنما، علماء و مشائخ وغیرہ ہر وقت نہیں تو کبھی کبھی تو اس سنت کو بھی زندہ کرنے کی کوشش کر لیا کریں اور من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائتہ شہید (مشکوٰۃ ص ۳۰) شہیدوں کا ثواب حاصل کر لیا کریں بشرطیکہ ہدیوں اور نذرانوں کے علاوہ ثواب کی بھی ان کی نگاہوں میں کوئی قدر و قیمت ہو۔

سرورِ عالم، نبی الانبیاء میرے رسول اولین و آخرین کے پیشوا میرے رسول

صدر بزم انبیاء مولائے کل فخرِ رسل محرم اسرار حق، شان خدا میرے رسول

مہبط لولاک، سیار فلک، عرش آستان صاحب معراج و مصداق دنا میرے رسول

منصب شان رسالت میں لقب ختم رسل منزل محبوبیت ہیں مصطفیٰ میرے رسول

اعظمیٰ مومن ہوں، رب العالمین میرے خدا رحمتہ للعالمین صلی علی میرے رسول

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان دونوں سے دو مختلف مواقع کی احادیث مروی ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سالن کے برتن سے کدو شریف کو تلاش کر کے تناول فرما رہے تھے۔ بس اسی دن سے ہم سالن میں کدو شریف کو پسند کرنے لگے۔ (نمبر ۸۳-۸۲-۳۷۸۲)

یہی محبت کا تقاضا ہے کہ عاشق صادق اپنی پسند کو اپنے محبوب کی پسند پہ قربان کر دیتا ہے اور پھر یہ اپنی ساری عمر کا معمول بنا لیتا ہے۔

ان عاشقوں کا میں ہوں ادنیٰ نیاز مند جن کو میرے محبوب کی ہے ہر ادا پسند
 ★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (نمبر ۳۸۰۶، ۳۷۹۵)
 ★ خرگوش حلال ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہ فرمایا اور اس کی وجہ بیان فرمادی کہ اِنَّهَا تَحِيضُ۔ (نمبر ۳۷۹۲) اسے حیض آتا ہے۔

★ جو مچھلی تیر کر پانی پہ آجائے (مردہ) اس کا کھانا ممنوع ہے۔ (نمبر ۳۸۱۵)
 ★ بعض جائز چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہ فرمائیں اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی فَاتَىٰ اُنَا جِئِ مَنْ لَا تَنَاجِيْ فِيْهِ اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم نہیں کر سکتے۔ (نمبر ۳۸۳۳)
خانہ کعبہ کی فضیلت

حضرت زربن حبیش رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور (راوی کا بیان ہے) میرے خیال میں مرفوعاً فرمایا (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے)

مَنْ تَقَلَ تُجَاهَ الْكَعْبَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ تَقْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ.....

جس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا تو قیامت کے دن دونوں آنکھوں کے درمیان اس تھوک کو لے کر آئے گا۔

(نمبر ۳۸۳۲)

سارے جہانوں کے پروردگار کی عبادت جس کی طرف منہ کر کے کی جاتی ہے اس کی ہی تعظیم نہ کی تو یہ کیسی عبادت ہے؟ خدا تعالیٰ ہمیں عبادت کے ساتھ اپنے محبوب کی غلامی میں ہر عزت والی شے کی عزت کرنے کی بھی توفیق دے۔ اسی حدیث کا اگلا جملہ ہے کہ جو (کچا) لہسن کھائے وہ ہماری اس مسجد کے قریب بھی نہ آئے جب تک کہ اس کے منہ سے بدبو ختم نہ ہو۔ اس لئے کثرت کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیا گیا) اللہ پاک ہمیں اس طرح کے (بظاہر معمولی کاموں سے) بچ کر آخرت کی ذلت و رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین۔

اے مرے معبود حق اے کردگار	سارے عالم کا تو ہے پروردگار
فضل سے تیرے ہی اے رب کریم	گلشن ہستی کی ہے ساری بہار
کردیا مجھ کو غلام مصطفیٰ	ہو گیا میں دو جہاں کا تاجدار
بخش دے یا رب خطائیں سب مری	تو ہے غفار، اور میں عصیاں شعار
تیری رحمت پر بھروسہ ہے مجھے	فضل کا تیرے ہوں میں امیدوار

خاک پائے مصطفیٰ ہے اعظمیٰ حشر میں یا رب نہ ہو یہ شرمسار
★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی کا ٹکڑا کھجور کے ساتھ کھایا اور فرمایا:

هَذِهِ اِدَامُ هَذِهِ۔ یہ اس کا سالن ہے۔ (۳۸۳۰)

★ صحابہ کرام روزانہ ایک کھجور اور پیری کے ترپتے کھا کر جہاد کرتے رہے۔ (نمبر ۳۸۴۰)

★ انگلیاں چاٹنے یا چٹانے کے بعد ہاتھوں کو کپڑے سے پونچھا جائے۔ (نمبر ۳۸۴۷)

علاج معالجہ، کہانت، بدشگونی اور عتق کا بیان

★ صحابہ کرام علیہم الرضوان جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے تو اس قدر احترام سے حرکت ہو کر بیٹھتے گانثا علی رؤسہم الطیبر۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (نمبر ۳۸۵۵)
★ چھپنے لگوانے سے عقل جاتی رہی لہذا کسی ماہر سے ہی چھپنے لگوائے جائیں۔ (نمبر ۳۸۵۹)
★ نجومیوں کے علم کو جادو قرار دیا گیا۔ (نمبر ۲۹۰۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ بدشگونی کو شرک قرار دیا۔ (نمبر ۳۹۱۰)

★ مکاتب اپنا زر کتابت اگر ادا نہ کرے تو جس عورت کا مکاتب ہے وہ اس سے پردہ کرے کیونکہ ساری رقم ادا کرنے تک وہ غلام ہی رہے گا۔ (نمبر ۳۸۲۷-۳۹۲۷) اسی بناء پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت کو اپنے مکاتب سے پردہ کرنا چاہئے جبکہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ بدل کتابت ادا کر سکے کیونکہ اس صورت میں مکاتب مثل آزاد کے ہے۔
★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک گمان کہ حضرت جویریہ کے حسن و جمال کی وجہ سے کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر نظر نہ پڑ جائے۔ تَرَهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَرِي مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ۔ (نمبر ۳۹۳۱)

محمد کی غلامی ہے ”شرط“ آزاد ہونے کی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو اس شرط پہ آزاد کیا کہ تم زندگی بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہو گے اس نے عرض کیا۔

وَإِنْ لَمْ تَشْتَرِ طِيَّ عَلَى مَا فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَشْتُ۔

اگر آپ یہ شرط نہ بھی لگاتیں تو میں تب بھی ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہتا۔ (نمبر ۳۹۳۲)

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

★ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کہ غلام کا ایک حصہ نہیں بلکہ پورا ہی آزاد ہوگا۔ (نمبر ۳۸۳۷-۳۹۳۷) اس کی مثال

یہ ہے کہ ایک غلام تین اشخاص کا مشترک ہے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو باقی دونوں کو اختیار ہے اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو اس سے اپنے اپنے حصے کی قیمت وصول کریں یا پھر غلام سے اپنے اپنے حصے کی محنت کروالیں یا پھر وہ بھی پہلے کی طرح آزاد کر دیں۔ امام شافعی و احمد کا اس میں اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں جتنا آزاد کیا گیا اتنا ہی ہوگا باقیوں کا حصہ آزاد نہ ہوگا اور نہ ہی قیمت کا مطالبہ کر سکتے ہیں تاہم ہر دو حدیث کے آخری الفاظ کہ غلام سے اس کی حیثیت کے مطابق مشقت کروانے پر سب کا اتفاق ہے۔ باقی رہی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ کہ جتنا آزاد کیا گیا اتنا ہو جائے گا یہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث (نمبر ۴۳-۳۹۴۱) میں حضرت نافع سے ہے۔

قرأت کا بیان

- ★ غزوہ بدر میں گم ہونے والی سرخ چادر کے بارے میں بعض لوگوں کا گمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لی ہوگی اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وما كان لنبي ان يغفل۔ (نمبر ۳۹۷۱)
- ★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الانساب میں مہارت کہ ملکہ و ملکہ سبا کے بارے میں وجہ تسمیہ ان کے جد اعلیٰ اور اولاد و اوطان کے بارے میں بتا دیا (یہ عورت وہی ہے جس کا ذکر سورۃ نمل میں ہے) (بلقیس) جو بعد میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لا کر آپ کی زوجیت میں آئی۔ (نمبر ۳۹۸۸)
- ★ سب سے زیادہ عظمت والی آیت ”آیۃ الکرسی“ ہے۔ (نمبر ۴۰۰۳)
- ★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ران کو عورت (یعنی چھپانے کی چیز قرار دیا) فرمایا: اَنَّا عَلِمْتُ اَنَّ الْفَخِخَذَ عَوْرَةٌ تَوُجَّاهُ جَانِبًا لَا يَحِلُّ لَهَا اَنْ تَبْصُرَ رَانَ اَوْ تَبْصُرَ رَانَ اَوْ تَبْصُرَ رَانَ (نمبر ۴۰۱۴)

كِتَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان)

- ★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربی کے علاوہ حبشہ کی زبان بھی جانتے تھے۔ (۴۰۲۴) (سناہ حبشہ کی زبان میں عمدہ چیز کو کہتے ہیں) اور صرف حبشی زبان کیا جب آدم علیہ السلام کو ہر زبان سکھا دی گئی تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی زبان چھپا کر رکھی ہوگی۔ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔
- ★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین پہنچوں (گٹوں) تک ہوتی تھی۔ (نمبر ۴۰۲۷)
- ★ متکبرانہ لباس کے بدلے آگ اور ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ (نمبر ۴۰۲۹)
- ★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں صحابہ کرام کا لباس ایسا ہوتا کہ بارش ہوتی تو اس سے بھیڑ بکریوں کی سی بو آتی۔ (نمبر ۴۰۳۳)

ہدیوں، تحفوں کا تبادلہ

شاہ ذی یزن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کپڑوں کا ایک جوڑا تحفہ بھیجا جو اس نے پینتیس اونٹوں کے بدلے میں خریدا تھا اور آپ نے قبول فرمایا۔ (نمبر ۴۰۳۴) اور جواب میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نہایت قیمتی جوڑا بھیجا تا کہ اس کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ یہ صرف لینے والے ہی ہیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تو اللہ کے خزانوں میں ہیں۔

آسمان خوان زمین خوان زمانہ مہمان صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا
مسند ارشاد پہ فائز ہونے والوں کے لئے اس میں بڑا قیمتی درس ہے کہ اپنے آپ کو صرف لینے کی عادت ہی نہ ڈالو جو عقیدت کی بنا پر آپ کے پاس حاضر ہو کر جیبیں خالی کرتے ہیں ان کی جیب میں کچھ ڈالا بھی کرو تا کہ شمع رسالت کے پروانوں پر دنیا کی محبت یا منت کش ہونے کا دھبہ نہ آئے۔ بلکہ تحائف و نذرانوں کی روح بھی یہی ہے کہ ہر کوئی دینے والا نہیں ہوتا لہذا دینے والوں سے لیتے جاؤ اور حقداروں کو دیتے جاؤ۔ توخذ من اغنیاء ہم و ترد الی فقراء ہم۔ امیروں سے لو غریبوں کو دو مگر ہماری حالت تو یہ ہے کہ:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں، سیاہ چادر بھی اوڑھی۔ (۷۴-۴۰۶۵-۴۳۰۶)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق محبت

★ جو کپڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو جلا دیا (حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلانے کا حکم نہ دیا تھا بلکہ بعد میں) فرمایا: أَقْلًا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ گھر میں کسی عورت کو پہنا دیا جاتا عورتوں کے لئے تو (ایسا کپڑا پہننے میں) کوئی حرج نہیں۔ (نمبر ۶۸-۴۰۶۶) یہ سرخ کپڑے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے سرخ کپڑے (نہ سرخ ہونہ گلابی ہو اس کو مضرب کہتے ہیں) پسند نہ تھے۔ (۴۰۶۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ چادر استعمال فرمائی۔ (نمبر ۷۲-۴۰۷۲) (وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ نمبر ۵ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۰۷)

★ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمامہ شریف باندھا، ایک شملہ سینہ پر لٹکایا اور دوسرا پشت پر۔ (نمبر ۷۹-۴۰۷۹)

★ (کسی مجبوری کی وجہ سے) گریبان کھلا رکھنا (نمبر ۸۳-۴۰۸۳)

★ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو (بوجہ مجبوری) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی اجازت۔ (نمبر ۸۵-۴۰۸۵)

★ اپنے آپ کو خوبصورت بنانا تکبر نہیں بلکہ تکبر تو یہ ہے مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَطَ النَّاسَ حَقَّ كَوْمَثَانَا اور لوگوں کو ذلیل کرنا۔ (نمبر ۹۲-۴۰۹۲)

★ چادر کو آگے سے لٹکانا اور پیچھے سے اٹھائے رکھنا (جیسا کہ سادہ دیہاتی لوگ کرتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔ (نمبر ۴۰۹۶)

★ خاتون جنت کے پاس ایک ہی چادر تھی سر ڈھانپتیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے پاؤں چھپاتیں تو سر ننگا ہو جاتا۔ (نمبر ۴۱۰۶)

★ حضرت مقدم بن معدی کرب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لا جواب کر دیا۔ (نمبر ۴۱۳۱)

کنگھی کرنے اور انگوٹھی پہننے کا بیان

★ مصر کے حاکم حضرت فضالہ بن عبید کے بال بکھرے ہوئے تھے اور ننگے پاؤں پھر رہے تھے پوچھا گیا تو فرمایا: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا. ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کبھی ننگے پاؤں بھی رہا کرو۔ (نمبر ۴۱۶۰) کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فرمان ہے: إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ سَادَةٌ وَضَعٌ فِي رِجْلِ الْإِيمَانِ كَاحْصَةٍ۔ (نمبر ۴۱۶۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نامی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (۴۱۶۲) (فی القاموس بالضم طیب يتخذ من الرامك مدقوقا معجوناً بالباء ويعرك ويسح بالدهن الخیری لثلا يلصق بالاناء) (حاشہ نمبر ۱۸ ابی داؤد ج ۲ ص ۳۱۷)

★ حضرت ابن مسعود کا استدلال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی پہ لعت کرنا اللہ ہی کا لعت کرنا ہے اور استدلال اس آیت سے تھا۔ وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا۔ (نمبر ۴۱۶۹)

★ جنبی جب تک وضو نہ کر لے اس کے پاس (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔ (نمبر ۴۱۸۵)

★ جن بالوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ لگایا ساری زندگی ان کو (بطور تبرک) نہ کاٹا گیا۔ (نمبر ۴۱۹۶)

★ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک ہی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی تو لوگوں نے بھی بنوالیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دی تو لوگوں نے بھی پھینک دیں۔ (نمبر ۴۲۳۱)

انگوٹھی پہننا کوئی بھی ناجائز نہیں کہتا لیکن اس طرح کی احادیث پڑھ کر عام قاری شش و پنج میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کیا کریں کیا نہ کریں اس لئے انہی احادیث کو معمول یہ بنایا جائے جن کو فقہاء نے قبول کیا ہے۔ اس طرح کی چند مثالیں اس کتاب کے آخر میں دی جائیں گی ان شاء اللہ۔ جس سے فقہ اور فقہاء کی ضرورت کا احساس ہر شخص کے دل میں پیدا ہوگا۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پہ چاندی کا طع تھا۔ (نمبر ۴۲۲۴) جبکہ اس سے پہلی حدیث میں ہے انگوٹھی چاندی کی ہو اور پورے مثقال کی نہ ہو۔ (ساڑھے چار ماشہ سے کم) پیتل کی انگوٹھی سے بتوں کی بدبو اور لوہے کی انگوٹھی دوزخیوں کا زیور۔ (نمبر ۴۲۲۳)

★ إِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ۔ حضرت عمر نے ایک عورت کے پاؤں میں گھنگرودیکھے اور کاٹ کر فرمایا کہ میں نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (نمبر ۴۲۳۰) لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ۔ (نمبر ۴۲۳۱)

★ امام ابوداؤد نے سونے سے دانت بندھوانے کا باب باندھا مگر جاء فی ربط سنان بالذهب۔ حالانکہ پورے باب میں اس پہ کوئی حدیث نہیں ہے۔ خدا جانے امام ابوداؤد کا یہ قیاس و اجتہاد غیر مقلدین کس طرح برداشت کرتے ہوں گے۔ (کتاب الخاتم ج ۲ ص ۳۳۵)

★ بچوں کو بھی سونا نہ پہنایا جائے۔ (نمبر ۴۲۳۶)

کِتَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

★ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں قیامت تک رونما ہونے والے تمام حالات و واقعات، فتنوں اور ان کے سرغنوں کا، ان کے باپ داداؤں کا، ان کے قبیلوں کا بلکہ ان کی تعداد بھی بتادی۔ (نمبر ۴۲۳۰-۴۱-۴۲۳۰)

★ فرمایا میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی پوجا کریں گے (جہاں شرک نہ کرنے کا ذکر ہے وہاں مجموعی طور پر یہ مراد ہے کہ ساری امت مشرک نہ ہوگی۔ لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ وَأَنْ لَا يَظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ وَأَنْ لَا تَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ) (نمبر ۴۲۵۲) سے بھی یہی مراد ہے۔ یتقارب الزمان زمان قریب ہو جائے گا۔ (نمبر ۴۲۵۵)

★ فتنہ کے دور میں زبان چلانا تلوار چلانے سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے (کیونکہ ایسے وقت میں چند الفاظ حالات کو خراب سے خراب تر کر کے فتنہ کی آگ کو مزید بھڑکا دیتے ہیں) (نمبر ۴۳۶۴)

★ حضرت امام مہدی چوڑی پیشانی اور اونچی ناک والے ہوں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی اور وہ سات سال حکومت فرمائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام ہوں گے اور ان کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ہم نام ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل اور حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی امام حسن کی اولاد سے۔ ان کا اخلاق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھے گا۔ (کتاب المہدی کا خلاصہ)

کِتَابُ الْمَلَا حِم (جنگلوں کا بیان)

★ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے بعد ایک ایسا شخص (مجدد) پیدا فرمائے گا جو دین کی درستگی فرمائے گا۔ (۴۲۹۱)

★ اہل اسلام پہ اقوام عالم ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے بھوکے لوگ کھانے سے بھرے ہوئے پیالے پہ حالانکہ مسلمان اس وقت کثیر ہوں گے مگر بزدلی کی وجہ سے سمندر کی جھاگ اور خس و خاشاک کی طرح ہوں گے۔ (نمبر ۴۳۹۷)

ہاں دکھا دے یا الہی پھر وہ صبح و شام تو دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

☆ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کون ہے جو مسجد عشر میں ”میرے لئے“ دو یا چار رکعات پڑھے اور اس کا ثواب مجھے پہنچائے۔ (نمبر ۴۳۰۸) کسی نے نہ کہا نماز تو اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے اور آپ فرماتے ہیں: اَنْ يُصَلِّيَ لِي۔ میرے لئے نماز پڑھے معلوم ہوا یہ عقیدہ بعد کی ایجاد ہے۔

☆ بروں کو برائیوں سے نہ روکنے سے بے گناہ بھی عذاب کی زد میں آ جاتے ہیں۔ (نمبر ۴۳۳۹) واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة (القرآن)

☆ ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کرنا افضل جہاد ہے۔ (نمبر ۴۳۴۴)
یا الہی رحم کن برما ہمہ عفو کن جملہ گناہ باہمہ

کِتَابُ الْحُدُودِ (سزاؤں کا بیان)

- ☆ حضرت علی نے اپنی خطا تسلیم فرمائی اور ابن عباس کو شاباش دے کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ (نمبر ۴۳۵۱)
- ☆ اسلام سے پھر جانے والے کو بیس روز کی مہلت دی گئی یعنی اس کو تبلیغ کی جاتی رہی۔ (نمبر ۴۳۵۶)
- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا پھر حضرت عثمان کی سفارش پہ پناہ عطا فرمادی۔ (نمبر ۴۳۵۸) اسی طرح حضرت عباس کے ساتھ چمٹ جانے والے نشئی کو معاف کر دیا۔ (نمبر ۴۳۷۶)
- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کر نیوالی کو بذات خود (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر) قتل کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون رائیگاں فرمادیا۔ (نمبر ۶۲-۴۳۶۱)
- ☆ حدود کے علاوہ باعزت لوگوں سے درگزر کیا کرو۔ اَقْبِلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُودَ (نمبر ۴۳۷۵)
- ☆ عدالت میں معاملہ پہنچ جائے تو معافی نہیں۔ (نمبر ۴۳۷۶)
- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کی برکت سے سزا مل گئی۔ (نمبر ۴۳۶۸-۴۳۸۱)
- ☆ مار پیٹ کر اقرار جرم کروالینا سراسر ظلم و زیادتی ہے۔ (نمبر ۴۳۸۲)
- ☆ بلوغ کی ایک علامت موئے زیر ناف بھی ہیں۔ (نمبر ۴۳۰۴-۵) اگرچہ معتبر اور مفتی بہ قول مرد کو احتلام، عورت کو حیض یا پھر پندرہ سال کی عمر ہو جائے۔

- ☆ چور کا ہاتھ کاٹ کر (برائے عبرت) اس کی گردن کے ساتھ لٹکانا۔ (نمبر ۴۳۱۱)
- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کی (سنگسار کرنے کے بعد) تعریف تو فرمائی مگر (خود) ان کی نماز جنازہ میں شامل نہ ہوئے۔ (نمبر ۴۳۳۰) شاید اس سے فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ تو پڑھی جائے گی لیکن دینی اعتبار سے زیادہ معزز لوگ حاکم اسلام قاضی اسلام وغیرہ نہ پڑھائیں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو کہ یہ اتنا قبیح

فعل ہے کہ کئی عظیم الشان لوگوں کی دعاؤں سے محروم کر دیتا ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معز کا منہ بھی سونگھا (کہ کہیں نشے میں تو اقرار جرم نہیں کر رہا) (نمبر ۴۴۳۳) اس سے پتہ چلتا ہے کہ جرم کو ثابت کرنے کے لئے کس قدر چھان بین کرنی پڑتی ہے چہ جائیکہ پولیس والے چھترول کر کے زبردستی اقرار کروالیں۔

★ ضرورت کی بنا پر حیلہ کرنے کی اجازت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔ (نمبر ۴۴۷۲) اَنْ يَّاخُذُوا لَهُ مِائَةً شِرَاخٍ فَيَضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً

کِتَابُ الدِّيَّاتِ (ذیتوں کا بیان)

★ یہودیوں کے بنی نضیر اور بنی قریظہ قبیلے بھی اپنے فیصلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کروایا کرتے تھے۔ (نمبر ۴۴۹۴) ہائے افسوس کہ آج ہم مسلمان ہو کر اپنے فیصلے خدا کے قرآن کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ سے کروا رہے ہیں۔ ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار فرمانے پر مقتول کے ولی نے قاتل کو معاف کر دیا۔ (نمبر ۴۵۰۱-۴۴۹۹)

وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

★ بھنی ہوئی بکری کی دیتی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ میرے اندر زہر ہے۔ اَخْبَرْتَنِي هَذِهِ فِي يَدِي الدِّرَاعُ۔ (نمبر ۴۵۱۰)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم (ﷺ) نے خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

★ قتل کسی نے کیا دیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ادا کر دی۔ (نمبر ۴۵۲۴)

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

قتل کی تین اقسام ہیں

(۱) قتل عمد کہ جو آلہ جارح سے کیا جائے۔ (۲) قتل خطا شبہ عمد کہ جو آلہ جارح سے قتل نہیں کیا لیکن معلوم قتل عمد کی طرح ہوتا ہے۔ (۳) قتل خطا یعنی مذکورہ دونوں اقسام کے علاوہ باقی سب قتل خطا میں شامل ہیں۔ مذکورہ تینوں اقسام کی تعریفوں اور تعین میں آئمہ کے درمیان اختلاف ہے۔ مذکورہ تینوں اقسام کی دیت یوں ادا کی جاتی ہے۔

قتل خطا

کی دیت میں بالاتفاق پانچ قسم کے اونٹ ادا کئے جاتے ہیں یعنی بیس ایک سالہ اونٹیاں بیس دو سالہ اونٹیاں بیس تین

سالہ اونٹنیاں اور بیس چار سالہ اونٹنیاں ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔

قتل خطا شبہ عمد

میں امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک دیت کے سوا اونٹوں میں چار قسم کے جانور ادا کرنا واجب ہے یعنی پچیس ایک سالہ اونٹنیاں، پچیس دو سالہ اونٹنیاں پچیس تین سالہ اونٹنیاں اور پچیس چار سالہ اونٹنیاں۔ جبکہ امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک تین قسم کے جانور دینے واجب ہوتے ہیں۔ یعنی تیس چار سالہ اونٹنیاں، تیس تین سالہ اونٹنیاں اور چالیس ایسی اونٹنیاں جو سب حاملہ ہوں۔

قتل عمد

کی دیت بھی وہی ہے جو قتل خطا شبہ عمد کی ہے جبکہ مقتول کے وارث رضا مند ہوں ورنہ قصاص ہے۔ یہ دیت اس صورت میں ہے جبکہ اونٹوں کی شکل میں ادا کی جائے نقدی کی شکل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم جبکہ امام شافعی کے نزدیک بارہ ہزار درہم۔ گائے بھینسوں کی صورت میں ادا کریں تو دو سو گائیں، بکریوں کی صورت میں ادا کی جائے تو ایک ہزار بکریوں اور کپڑوں کی صورت میں ادا کی جائے تو دو سو جوڑے کپڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ السُّنَّةِ (اتباع سنت کا بیان)

★ تَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً مِثْرِي أَمْتِ كَيْ تَهْتَفِرْقَ هُنَّ هُنَّ هُنَّ۔ (نمبر ۴۵۹۶) غنیۃ الطالبین میں ہے واما الفرقة الناجية فهي اهل السنة والجماعة نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے (ج ۱ ص ۳۰۹ مطبوعہ کراچی) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا اور اہل سنت کے ناجیہ ہونے کی دلیل بھی بیان فرمائی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۴۱-۱۴۰) امام مذہب و اعتقاد ایشاں قدیم اسنت و طریقہ ایشاں اتباع احادیث نبوی و اقتداء باثار اسلف و حمل نصوص بر ظاہر است و محدثین اصحاب ستہ و غیر ہا از کتب مشہورہ معتمدہ کہ معنی و مدار احکام اسلام بر آئنا افتادہ و آئمہ فقہائے ارباب مذاہب اربعہ و غیر ہم از انہا کہ در طبقہ ایشاں بردہ اند۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مکتوبات و فتاویٰ مکتوب ۴۹ میں اہل سنت کو ہی فرقہ ناجیہ قرار دیا ہے۔

★ اہل ہوا و بدعت کے سلام کا جواب نہ دینے کی رخصت (نمبر ۴۶۰۱)

★ شیطان عالم (یعنی حکمت والے) شخص کے ذریعے بھی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ پہلے وہ قرآن پڑھتا ہے جب کوئی اس کی بات نہیں مانتا حتیٰ ابتداء لہم غیرہ پھر ساتھ کوئی نیا شوشہ چھوڑتا ہے۔ (نمبر ۴۶۱۱) یقین نہ آئے تو دیکھ لو ہندوستان کے چند علماء نے بھی انگریزی حکومت کے اشاروں پہ عظمت رسالت کے بارے میں چند ایسی زہریلی باتیں کیں

کہ پوری امت میں انتشار پیدا ہو گیا اور اس سلسلہ میں حقانیت یہی ہے کہ:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

★ امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ میرا آسمان سے گر پڑنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ یوں کہوں **الْأَمْرُ بِيَدِي**۔ یہ معاملہ میرے اختیار میں ہے۔ (نمبر ۴۶۱۷) یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا کہ قرہ بن خالد فرمایا کرتے تھے **يَا فِتْيَانُ لَا تَغْلِبُوا عَلَى الْحَسَنِ فَإِنَّهُ كَانَ رَأْيُهُ السُّنَّةَ وَالصَّوَابَ**۔ (نمبر ۴۶۲۳) اے لڑکوں! حسن بصری کے متعلق مبالغہ نہ کرنا کیونکہ ان کی رائے سنت و صواب ہے۔

★ حضرت سفیان فرمایا کرتے تھے پانچویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ (نمبر ۴۶۳۱)

★ حجاج کو قابل گردن زدنی سمجھنے کے باوجود بھی لوگ اس کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے (ایک تو فاسق عمل ہونے کی وجہ سے اور دوسرا تاکہ امت میں انتشار پیدا نہ ہو۔ نمبر ۴۶۴۲) حالانکہ صحابہ کی شان یہ ہے کہ اگر ان کے چہرے پر گرد بھی پڑ جائے تو ان کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ دوسروں کو ساری زندگی کی نیکیوں پر بھی نہ ملے گا خواہ ان کی عمر نوح علیہ السلام کے برابر ہو۔ (نمبر ۴۶۵۰)

خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

★ بیعت رضوان و اتوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔ (نمبر ۴۶۵۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے کون جنت میں جائے گا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ میرے پاس جبریل امین حاضر ہوئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ **وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَكَ حَتَّى أَنْظَرَ إِلَيْهِ كَاشٍ** میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ وہ دروازہ دیکھتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي۔

اے ابو بکر! میری امت میں تو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ (نمبر ۴۶۵۲)

عورت کا ایک فتنہ عظیمہ

★ عورتیں خود ناقصات العقول والدین ہوتی ہیں لیکن بڑے بڑوں (کی عقل خراب کر کے ان) کو بے سمجھ بنا دیتی ہیں۔ (نمبر ۴۶۷۹)

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حقیقت بن کر سامنے آرہا ہے ہمارے مشاہدے میں ہے کہ نسلی صحیح العقیدہ مردوں کی عورتیں بد عقیدہ مبلغات کے دروس میں شامل ہو کر اپنے خاوندوں کے عقیدوں کو خراب کر رہی ہیں۔ یہ ان عورتوں کا کمال

تو ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ تو ناقصات العقل ہیں بلکہ ان مردوں کی نا سمجھی ہو سکتی ہے یا پھر میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اس موقع پر میرا دل چاہ رہا ہے کہ الروض الفائق فی المواعظ والدقائق (جو کہ علامہ شعیب خریفیش المتونی ۸۱۰ جن کی حکایات کے حوالوں سے تبلیغی جماعت کا تبلیغی نصاب بھرا پڑا ہے) سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عربی درود و سلام بمعہ اردہ ترجمہ پیش کروں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے صرف حکایات ہی نہیں لکھیں بلکہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان بھی بڑے اچھوتے انداز میں بیان فرمائی ہے۔ یہ کتاب حال ہی میں دعوت اسلامی کے شعبہ المدینہ العلمیہ نے شائع کی ہے اور اس کے صفحہ نمبر ۳۸-۳۹ پر یہ اشعار بمعہ ترجمہ موجود ہیں۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوم کر اور تصور ہی تصور میں مدینہ پاک کی گلیوں میں گھوم کر سبز گنبد کی سنہری جالیوں کا منظر دل کی نگاہوں کے سامنے رکھ کر پڑھئے اور اصل عنوان ذہن میں رکھ کر پڑھئے کہ ان ناقصات العقل والدین کی بات مانی جائے یا چھ صدیاں پہلے کے بزرگوں کے عقائد کو اپنایا جائے اور ان تمام بزرگوں کی تعلیمات اللہ کے حقیقی ترجمان امام احمد رضا خان کی پاک زبان میں کہا جائے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے

اللَّهُ زَادَ مُحَبَّدًا تَكْرِيْمًا حَبَاهُ فَضْلًا مِّنْ لَّدُنْهُ عَظِيْمًا
وَاخْتَارَهُ فِي الْمُرْسَلِيْنَ كَرِيْمًا ذَا رَافِقَةٍ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا
يَا اُمَّةَ الْهَادِيْ خُصِّصْتُم بِالْوَفَا بَيْنَ الْوَرَى وَالصِّدْقِ اَيْضًا وَالصَّفَا
صَلُّوْا عَلَي النَّبِيِّ الْهَادِيْ الْمُصْطَفٰى فَاَلَلَهُ قَدْ صَلَّى عَلَيْهِ قَدِيْمًا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا
فَتَنِيْ اَرَى الْهَادِيْ يُبَشِّرُ بِاللِّقَا وَيَضُنُّنَا بِاَبِ الْمَحْصَبِ وَالنَّقَا
وَاَرَى ضَرِيحَ الْمُصْطَفٰى قَدْ اَشْرَفَا مَوْلٰى رَحِيْمًا لَا يَزَالُ حَلِيْمًا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا
ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اِلٰهِ الْكُرَمَاءِ وَكَذٰلِكَ عَنْ اَصْحَابِهِ الْخُلَفَاءِ
فَهُوَ هُوَ دِيْنِيْ وَعَقْدُ وَلَائِيْ قَوْمًا تَرَاهُمْ فِي الْمَعَادِ نَحْوَمًا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا

ترجمہ

(۱) اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت بڑھائی اور اپنی طرف سے فضل عظیم فرمایا اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام رسولوں میں کرم والا بنایا۔ یہ مومنین کے ساتھ مہربان اور رحیم ہیں، پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔
(۲) اے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! تمہیں تمام مخلوق میں سے وفا اور صدق و صفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس تم ہدایت دینے والی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھو، کیونکہ اللہ عز و جل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیجتا ہے۔ لہذا تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۳) میں کب حبیب خدا عز و جل کے دیدار کی خوشخبری دینے والے سوار کو پاؤں گا جو ہمیں باب محب اور ریت کے ٹیلوں کی جانب لے جائے گا اور میں مزار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کر لوں گا جس کو رحیم و حلیم مولیٰ نے منور فرما دیا ہے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۴) پھر اللہ عز و جل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریم آل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راضی ہو، وہ میرا دین اور میری محبت کی گرہ ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں کہ تم انہیں بروز قیامت ستاروں کی طرح دیکھو گے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

★ حضور علیہ السلام سے مشرکین کے فوت شدہ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔ (نمبر ۴۷۱۱)

★ حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کے کان کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو برس کی مسافت ہے۔

(نمبر ۴۷۲۷)

آسمانی ملائک اور خیر الخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مسروق نے جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:
اِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ اَهْلُ السَّمَاءِ لِلْسَّمَاءِ صَلَٰوَةً كَجَزْرِ السِّلْسِلَةِ عَلٰی الصَّفَا فَيَضَعُوْنَ فَلَا يَزَالُوْنَ كَذٰلِكَ حَتّٰی يَأْتِيَهُمْ جَبْرِیْلٌ حَتّٰی اِذَا جَآئَهُمْ جَبْرِیْلٌ فُزِعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا جَبْرِیْلُ مَاذَا قَالَ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ الْحَقَّ فَيَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ الْحَقَّ۔

جب اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے تو اسے ایک آسمان والے دوسرے آسمان والوں سے یوں سنتے ہیں جیسے صاف پتھر پہ زنجیر کی آواز پھر وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں تو وہ ہوش میں آ جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں اے جبریل! آپ کے رب نے کیا فرمایا ہے؟ جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں حق فرمایا ہے پھر وہ سارے حق حق کہنے لگتے ہیں۔ (نمبر ۴۷۳۸) فرشتے ایک وحی کی آواز سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں قربان اس قلب اظہر پر جس پر پورا تمیں پارے قرآن نازل ہوا۔ فانہ نزلہ علی قلبك البقرہ۔ نزل به الروح الامین علی قلبك لتكون من المندرين۔ (الشعراء) یہ دل بھی کیا دل ہوگا اس کے بارے میں پوری حقیقت تو خدا ہی جانتا ہے لیکن

امام اہل سنت نے ایک اشارہ فرمایا ہے اس سے کچھ نہ کچھ سمجھ میں آجائے گا۔

دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں غنچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام فرشتوں کا امام

اور جہاں تک فرشتوں کی بات ہے تو اگرچہ ان کی شان بہت بلند و بالا ہے لایعصون اللہ ما امرهم ویفعلون ما یؤمرون لیکن شرح الصدور ص ۲۳ پر ایک واقعہ لکھا ہے جو یہاں ذکر کر دینا بہت ہی مناسب رہے گا اور وہ یہ ہے کہ حفص بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے امام المحدثین ابو زرعہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ پہلے آسمان پر فرشتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ اے ابو زرعہ! کون سی عبادت کے صلہ میں آپ کو یہ اعزاز و اکرام ملا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں اور ہر حدیث میں عن النبی کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے اور تم جانتے ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو مسلمان ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ یہ درود شریف کی برکت ہے کہ خداوند عالم نے مجھے فرشتوں کا امام بنا دیا ہے۔

تیری درگاہ کے فقیروں کا ذکر ہوتا ہے بادشاہوں میں

اس واقعہ سے جہاں امام ابو زرعہ کی کرامت کا حال معلوم ہوتا ہے ساتھ ہی یہ مسئلہ بھی سامنے آیا کہ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا بے شمار اجر و ثواب ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف لکھنے کا بھی اتنا ہی ثواب و اجر ہے۔ جو لوگ حضور اقدس کے نام نامی کے ساتھ پورا درود شریف نہیں لکھتے بلکہ صرف ”یا“ یا ”صلعم“ لکھتے ہیں وہ نہ صرف اس اجر سے محروم رہتے ہیں بلکہ گنہگار بھی ہوتے ہیں۔ خداوند کریم اس عادت بد سے بچائے۔ (آمین)

یا رسول اللہ سلام علیک یا حبیب اللہ سلام علیک

انت شمس الضحی انت بد الدجی انت نور الہدی انت کھف الوری

یا نبی الہدی سلام علیک یا شفیع الوری سلام علیک

فریاد امتی جو کرے حال زار میں

تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا (لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ان تین مقامات پر مل سکتا ہوں) (۱) میزان کے پاس جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی نیکیاں ہلکی ہیں یا زیادہ (۲) نامہ اعمال کے وقت جب کہا جائے گا نامہ اعمال پڑھو جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس طرف سے ملے گا دائیں ہاتھ میں یا بائیں میں یا پیچھے سے (۳) پل صراط کے پاس جب کہ وہ دوزخ کی پشت پہ رکھا جائے گا۔ (نمبر ۵۵۵)

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

★ جب تک حکمران نماز پڑھتے رہیں ان سے قتال نہ کرو (یہ کم از کم شرط ہے یہ بھی ہمارے حکمرانوں میں نہیں پائی جا

رہی فیاء للعجب (نمبر ۶۰۷۷)

★ جو امت میں پھوٹ ڈالے تو اسے مار ڈالو خواہ وہ کوئی ہو۔ (نمبر ۶۳۷۷)

★ خارجیوں کی علامات۔ گفتار کے اچھے اور کردار کے برے ہوں گے۔ قرآن پڑھیں گے لیکن حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ (باب الخوارج و قتال الخوارج۔ نمبر ۲۸۵۸ تا ۲۷۷۰) نجات کا دار و مدار حسن عمل کے ساتھ حسن عقیدہ پر بھی ہے۔ قرآن، نماز اور دیگر عبادات کے ساتھ گستاخیاں بھی ہوتی رہیں اور پھر نجات کی امید؟ ایس خیال است و محال است و جنون۔ حضرت بلھے شاہ نے کیا خوب کہا:

نہ میں بہتی رب رب کیتی نہ تبا کھڑکایا شاہ عنایت نے نظر چاکیتی انجے چا بخشایا

کِتَابُ الْآدَبِ (ادب کا بیان)

کتاب الادب میں نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم تاجدار عرب و عجم احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم و اخلاق کا، عادات و اطوار کا اور صفات و کمالات کا ذکر خیر ہوگا۔ یاد رکھنا دربار رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم (جس کی مشک و عنبر سے بھی بڑھ کر خوشبودار باتوں کا حسین تذکرہ آپ پڑھ رہے ہیں) وہ بارگاہ ہے کہ جب محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی، قندیل نورانی، شیر یزدانی، غوث صمدانی (۵۱۷ھ) مدینہ شریف مواجہہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں تو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان اشعار کے ساتھ نذرانہ محبت پیش کر رہے ہیں۔ بمعہ ترجمہ فارسی اشعار پڑھ لیجئے تاکہ دل کے بند درتے مزید کھل جائیں اور جنت کی پر کیف فضائیں اور معطر و معنبر ہوائیں آپ کے دلوں کی دنیا کو آباد کرتی رہیں۔ چنانچہ پیر پیراں میر میراں دستگیر جہاں یوں عرض گزار ہیں اور کیوں عرض گزار ہیں اس لئے کہ وہ اس مقام کے حامل ہو کر بھی آج کل کے خشک عبادت گزاروں کی طرح گھمنڈ میں آنے والے نہ تھے بلکہ اتنے مرتبے و مقام کے حامل ہو کر بھی کسی کے دامن کے ساتھ وابستہ رہنے کو ضروری سمجھتے تھے۔ یہاں پہلے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن لیں کہ چکی چل رہی تھی اور آٹا پس کر باہر آ رہا تھا تو آپ یہ منظر دیکھ کر رونے لگے کہ جب دو پتھروں میں کوئی دانا سلامت نہیں رہ رہا تو خدا کے عذاب کی چکی چلے گی تو کیا کوئی سلامت رہے گا چنانچہ چکی چلانے والے سے اس طرح مکالمہ ہوا۔

چکی چلدی دیکھ کے فرید نے دتا رو دو پڑاں وچ آ کے ثابت ریا نہ کو

تو چکی چلانے والی نے ایک پڑ (پتھر) اٹھایا اور جو دانے کلی کے ساتھ سلامت بچے ہوئے تھے وہ دکھائے اور عرض کیا۔

سن فقیرا رب دیا ذرا کن دے دے کھول ایہہ تک لے بچ گئے نی جہڑے بیٹھے کلی دے کول

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

اے قصر رسالت از تو معمور منشور لطافت از تو مشہور

اے شہنشاہ کونین آپ کی تشریف آوری سے قصر رسالت معمور ہو گیا اور لطافت کا منشور آپ کی وجہ سے مشہور ہوا۔

روشن زوجہ تست کونین اے ظاہر و باطن ہمہ نور

حضور آپ کے وجود گرامی سے یہ دونوں جہاں روشن ہیں۔ آپ کا ظاہر و باطن سب نور ہی نور ہے۔

ہر کس بہ جہاں گنہ گار ست گشتہ بہ شفاعت تو مغفور

اس جہاں میں ہر شخص گنہگار ہے آپ کی شفاعت سے خطا کاروں کی خطائیں بخشی جائیں گی۔

اے سید انبیاء و مرسل وے سرور اولیائے مستور

اے سید انبیاء آپ رسولوں کے سردار ہیں اور جو اولیاء اللہ مستور ہیں ان کے بھی آپ ہادی اور رہنما ہیں۔

معراج تو تابہ قاب قوسین جبریل برہ بماند از دور

سرکار آپ کو قاب قوسین تک شرف معراج حاصل ہوا۔ آپ اس مقام تک تشریف لے گئے جہاں جبریل بھی راستہ

میں رہ گئے۔ (ماخوذ از ماہنامہ رضائے مصطفیٰ اپریل ۲۰۰۹ء)

تَحْظُوا مِنَ الرَّحْمَنِ بِالْغُفْرَانِ

فِي مُحْكَمِ الْآيَاتِ وَالْقُرْآنِ

صَلُّوا عَلَى الْهَادِي الْبَشِيرِ مُحَمَّدٍ

قَالَ لَهُ قَدْ أَتْنِي عَلَيْهِ مُصَرِّحًا

(الروض الفائق)

قیام تعظیمی اور اخلاق و سخاوت نبوی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف فرما رہتے، ہم سے باتیں فرماتے جب گھر جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی زوجہ محترمہ کے گھر میں داخل ہو جاتے ایک دن اسی طرح ہی گفتگو ہوتی رہی جب آپ کھڑے ہوئے تو ایک اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں چادر ڈالی اور اتنا کھینچا کہ چادر کھردری ہونے کی وجہ سے گردن مبارک سرخ ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے تو اعرابی نے آپ سے کہا:

إِخْوَلْ لِي عَلَى بَعِيرَيَّ هَذَيْنِ فَإِنَّكَ لَا تَحْمِلُ لِي مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ أَبِيكَ. میرے ان دونوں اونٹوں کو سامان سے لاؤ دیں کیونکہ آپ نے مجھے کوئی اپنے یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں جب تک تجھ سے (تیری بد اخلاقی کا) بدلہ نہ لوں گا تجھے مال نہیں دوں گا چنانچہ اعرابی اپنی بات دھراتا رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فرمان دھراتے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا:

إِخْوَلْ لَهُ عَلَى بَعِيرَيْهِ هَذَيْنِ عَلَى بَعِيرٍ شَعِيرًا وَعَلَى الْآخِرِ تَمْرًا.

اس کے دونوں اونٹوں کو لاؤ دو ایک پر جو اور دوسرے پر کھجوریں پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: انْصَرِفُوا عَلَى

بَرَکَةُ اللَّهِ. جَاءَ اللَّهُ تَعَالَى كِي بَرَكَتِ كَسَاتِهِ۔ (نمبر ۴۷۷۵)

صَلُّوا عَلَى خَيْرِ الْآنَامِ مُحَمَّدٍ إِنَّ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ نُورٌ يَعْقِدُ
مَنْ كَانَ صَلَاتِي قَاعِدًا يَغْفِرُ لَهُ قَبْلَ الْقِيَامِ وَلِلتَّابِ يُجَدِّدُ
وَكَذَلِكَ إِنْ صَلَاتِي عَلَيْهِ قَائِمًا يَغْفِرُ لَهُ قَبْلَ الْقُعُودِ وَيُرْسِدُ

(الروض الفائق)

★ غصے کو پی جانے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے گا۔ مِنْ آتِي
الْحُورِ الْعِينِ شَاءَ جِسْ حُورِ كُو چاہے پسند کر لے۔ (نمبر ۴۷۷۷)

★ جو اللہ کے لئے کسی کا نکاح کروائے تَوَجَّهَ اللَّهُ تَابَخَ الْمَلِكِ۔ اللہ تعالیٰ اس کو شاہی تاج پہنائے گا۔ (نمبر ۴۷۷۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ذاتی انتقام نہ لیا، نہ کسی خادم یا عورت کو پیٹا، ہمیشہ درگزر کرنے کا حکم دیا۔

(نمبر ۴۷۸۵، ۸۶، ۸۷)

★ اَلْمُؤْمِنُ غَرٌّ كَرِيمٌ وَالفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ۔ مومن بھولا بھالا اور خبی ہوتا ہے اور فاسق وفا جردھوکہ باز اور بخیل ہوتا ہے۔ (نمبر ۴۷۹۰)

گر تم ہی نہ سنو گے تو پھر کون سنے گا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے اپنا منہ (بات کرنے کے لئے) نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک کے ساتھ لگایا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک پیچھے ہٹا لیا ہو یہاں تک کہ
وہ آدمی خود ہی (بات مکمل کر کے) سر ہٹا لیتا اور میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست
مبارک پکڑا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک (جلدی سے) ہٹا لیا ہو۔ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي
يَدْعُ يَدَهُ۔ یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی اپنا ہاتھ ہٹا لیتا۔ (نمبر ۴۷۹۴) دنیا کی وہ کون سی خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب
صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل اور اکمل طور پر نہ رکھی ہو۔ صاحب الروض الفائق نے کیا خوب کہا:

وَهُوَ الَّذِي قَدْ حَازَ كُلَّ الْكَمَالِ وَخُصَّ بِالْفَضْلِ وَحُسْنِ الْمَقَالِ
وَهُوَ الَّذِي قَدْ جَاءَنَا رَحْمَةً مُفَرَّقًا بَيْنَ الْهُدَى وَالضَّلَالِ
مُحَمَّدٌ ۝ الْمَبْعُوثُ مِنْ هَاشِمٍ أَفْضَلُ مَنْ حَازَ جَمِيعَ الْخِصَالِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ طَوْلَ الْبُدَى مَا عَظَرَ الْكُونُ نَسِيمَ الشِّبَالِ

ترجمہ

(۱) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ ہستی ہیں جو ہر کمال کی جامع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فضل و کمال اور عمدہ

کلام کے ساتھ خاص ہیں۔

(۲) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت و گمراہی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ہمارے پاس رحمت بن کر تشریف

لائے۔

(۳) حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (قبیلہ) بنو ہاشم سے مبعوث ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں

جنہوں نے تمام اچھی عادات کو جمع فرمالیا۔

(۴) اللہ عز وجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصہ دراز تک رحمت نازل فرمائے جب تک کہ شمال کی خوشگوار ہوا کائنات کو

معطر کرتی رہے۔

★ مومن حسن اخلاق کے ذریعے صائم النہار اور قائم اللیل کا درجہ پالیتا ہے۔ (نمبر ۴۷۹۸)

مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا زَعِيمٌ بَبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْبِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبَبَيْتٍ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ

تَرَكَ الْكُذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبَبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ (نمبر ۴۸۰۰)

جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے میں اس کے لئے جنت میں ایک مکان کا ضامن ہوں۔ جو جھوٹ کو

چھوڑ دے میں اس کے لئے جنت کے وسط میں ایک مکان کی ضمانت دیتا ہوں اگرچہ جھوٹ ہنسی مذاق میں ہی

بولتا ہو اور جو اپنے اخلاق اچھے کر لے اس کے لئے جنت کے اعلیٰ درجہ میں (مکان کی ضمانت دیتا ہوں)

جنت میں مکان کی ضمانت ہر کوئی نہیں دے سکتا ہے بلکہ وہی دے سکتے ہیں جو خدا کی خدائی کے مالک، اللہ کے خلیفہ

اعظم، خدا کی رحمتوں کے خزانوں کے قاسم ہوں۔ لہذا طالب رحمت کو اس رحمۃ للعالمین کی بارگاہ میں رحمت کی بھیک مانگتے رہنا

چاہئے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اپنی بارگاہ میں بٹھا کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی عظیم بشارتیں عطا فرماتے رہے

ہیں۔ یہاں پھر الشیخ شعیب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الروض الفائق سے چند عربی اشعار بمعہ ترجمہ لکھنے پہ مجبور ہو گیا ہوں۔

هَنِيئًا لِعَيْنٍ قَدْ رَأَتْ نُورَ أَحْمَدَ وَفَازَتْ جَهَارًا مِنْهُ بِالْحُسْنِ وَالرُّوْيَا

وَقَدْ أَسْعَدَ الرَّحْمَنُ عَبْدًا دَعَا لَهُ فَأَضْحَى سَعِيدًا فِي الْمَنَاتِ وَفِي الْمَحْيَا

وَبَدَّلَ دِينَ الشِّرْكِ بِالنُّورِ وَالْهُدَى بَلَغَ مَا يَهْوَى مِنَ الدِّينِ وَالْدُّنْيَا

وَفَازَ بِرُؤْيَا الْمُصْطَفَى سَيِّدِ الْوَرَى نَبِيُّ حَبَاهُ اللَّهُ بِالرُّتْبَةِ الْعُلْيَا

عَلَيْهِ صَلَاةُ اللَّهِ مَا طَافَ طَائِفٌ بِمَكَّةَ بَيْتِ اللَّهِ قَصْدًا أَلَى سَعْيَا

صَلَاةً شَذَاهَا عِطْرُ الْكَوْنِ جَهْرَةً فَمَنْ قَاسَهَا بِالْمُسْكِ يَوْمًا فَمَا اسْتَحْيَا

ترجمہ

(۱) مبارک ہو اس آنکھ کو جس نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دیکھا اور خواب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سرمدی (یعنی دائمی حسن) کو بلا حجاب دیکھنے میں کامیاب ہوگئی۔

(۲) رحمن عزوجل نے اس بندے کو نیک بخت کیا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دروک پاک پڑھا) تو وہ زندگی اور موت میں سعادت مند ہوگیا۔

(۳) اور اس نے شرک والے دین کو نور ہدایت سے بدل لیا اور دین و دنیا کی بلندیوں کو پالیا۔

(۴) اور وہ مخلوق کے سردار مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی بدولت کامیاب ہوگیا جو ایسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے بغیر کسی بدلے کے بلند و بالا مرتبہ عطا فرمایا۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تکریمًا میں طواف کرنے والے بیت اللہ شریف کے طواف کا قصد کرتے رہیں۔

(۶) درود پاک کی خوشبو واضح طور پر کائنات کا عطر ہے، تو جس نے کسی دن کستوری کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو کیا اس کو شرم نہ آئی۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاجزی کے طور پر فرمایا (جب صحابہ کرام نے عرض کیا) اَنْتَ سَيِّدُنَا۔ آپ ہمارے سید (سردار) ہیں تو آپ نے فرمایا: اَلْسَيِّدُ اللّٰهُ سَيِّدُ اللّٰهِ ہي ہے۔ (ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا انا سید ولد ادم يوم القيامة۔ قرآن مجید میں یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے خود فرمایا: سَيِّدًا وَ حَصُورًا وَ نَبِيًّا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ پھر حضور کے بارے میں کیوں نہ کہا جائے:

سید و سرور محمد نور جہاں مہتر و بہتر شفیع مجرماں

اس کے بعد حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا:

وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا۔ آپ ہم میں خوبیوں کے لحاظ سے افضل اور درجے کے اعتبار سے اعلیٰ ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجِرْ يَنْتَكُمُ الشَّيْطَانُ۔ اپنی باتیں (یا فرمایا کوئی اور بات کرو) کہیں شیطان تمہیں اپنا مزدور نہ بنالے۔ (اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ کا فرمان عالی شان عاجزی کی وجہ سے تھا) (نمبر ۷۸۰۷) لہذا شیطان کے چیلے بن کر ایسے الفاظ کا سہارا لے کر اور ان کی غلط تاویلات کر کے اپنے ایمان کو ضائع ہونے سے بچاؤ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے خدا کی بارگاہ میں یوں دعا گور ہو۔

خدا یا میں ہم مسلمان ہو کے
نام ہو میرا محمد کے ثنا خوانوں میں

محمد کے قدموں پہ قربان ہو کے
عمر ہو میری بسر حمد خدا میں ماجد

★ جوزی سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم رہا۔ (نمبر ۴۸۰۹)

★ کسی کے لئے دعا کرنا اور اس کی تعریف کرنا بھی اس کے ثواب میں شامل ہوتا ہے۔ (نمبر ۴۸۱۳)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کہ جب مہاجرین نے عرض کیا: حضور انصار تو سارا ثواب لے گئے تب آپ نے فرمایا: لَا مَا دَعَوْتُمْ اللَّهَ لَهُمْ وَأَتَيْنْتُمْ عَلَيْهِمْ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی تعریف کرے اور ان کے لئے دعا کرنے سے بندہ ان کے ثواب میں شامل ہو جاتا ہے تو جو محبوب خدا کی تعریف میں رطب اللسان رہے اور آپ کی ذات بابرکات پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھتا رہے وہ کس قدر ثواب کا حق دار ہوگا اس پر بھی الروض الفائق سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

رحمت کا ہے دروازہ کھلا مانگ ارے مانگ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا، نشہ کی وجہ سے اسے صبح و شام کا علم نہ ہوتا، میں اسے وعظ و نصیحت کرتا لیکن وہ قبول نہ کرتا، توبہ کی ترغیب دیتا مگر وہ توبہ نہ کرتا، اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں بلند مقام پر فائز دیکھا، اس پر جنت کے اعزاز و اکرام کا لباس تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ”کس کام کے سبب تو نے یہ مقام و مرتبہ پایا؟“ تو اس نے جواب دیا: ”میں ایک دن محفل ذکر میں حاضر ہوا تو میں نے ایک محدث (یعنی حدیث بیان کرنے والے) کو کہتے ہوئے سنا کہ ”جس شخص نے حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پاک پڑھا اس کے لئے جنت لازم ہوگئی“۔ پھر انہوں نے پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر باواز بلند درود پاک پڑھا، میں نے بھی ان کے ساتھ بلند آواز سے درود پاک پڑھا اور دیگر لوگوں نے بھی اپنی آوازوں کو بلند کیا تو اسی دن ہم سب کو بخش دیا گیا۔ مغفرت کا میرا یہ حصہ اللہ عز و جل نے مجھے اس نعمت (یعنی درود پاک کے پڑھنے) کی برکت سے عطا کیا ہے۔“

يَا فَوْزَ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ فَإِنَّهُ
إِنْ شِئْتَ بَعْدَ الضَّلَالَةِ تَهْتَدِي
يَا قَوْمَنَا صَلُّوا عَلَيْهِ لِيَتَفَرُّوا
وَيَخْصَكُمُ رَبُّ الْأَنَامِ بِفَضْلِهِ
صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ
يَحْوِي الْأَمَانِي بِالنَّعِيمِ السَّرْمَدِي
صَلَّى عَلَى الْهَادِي النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
بِالْبُشْرِ وَالْعَيْشِ الْهَنِيِّ الْأَرْغَدِ
وَالْفَوْزِ بِالْجَنَّاتِ يَوْمَ الْمَوْعَدِ
مَالَاخَ فِي الْأَفَاقِ نَجْمُ الْفَرْقَدِ

ترجمہ

(۱) کامیاب وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا اس لئے کہ وہ ہمیشہ رہنے والی نعمت کی جگہ (یعنی جنت) میں خواہشات جمع کرتا ہے۔

(۲) اگر تو گمراہی کے بعد ہدایت حاصل کرنا چاہے تو ہدایت دینے والے نبی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھ۔

(۳) اے لوگو! درود پاک پڑھو تا کہ کشادہ روئی اور آرام وہ مبارک زندگی پا کر کامیابی حاصل کر لو۔

(۴) اور تا کہ تمہیں رب الانام عز وجل بروز قیامت اپنے فضل اور جنت (کو حاصل کرنے) کی کامیابی کے ساتھ خاص کر دے۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عز وجل درود پاک بھیجے جب تک آسمان کے کناروں میں فرقہ (یعنی قطبی) ستارہ چمکتا رہے۔

زباں تا بود در دھاں جائے گیر
نمائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بود دل پذیر
★ دوست بناؤ تو مومن کو کھانا کھلاؤ تو پرہیزگار کو۔

لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامُكَ إِلَّا بَقِيٌّ۔ (نمبر ۴۸۳۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے ہوئے کتنی ہی مرتبہ آسمان کی طرف دیکھتے۔ (۴۸۳۷)

★ جو گفتگو اللہ تعالیٰ کی حمد سے نہ شروع کی جائے وہ لنڈی (بے برکتی، ادھوری، نامکمل) ہوتی ہے۔ (نمبر ۴۸۴۱) اس

حدیث میں اجزم کا لفظ ہے اور اگلی حدیث میں ہے كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح۔ (نمبر ۴۸۴۱)

تین شخصوں کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم سے ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے۔

(۱) ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ۔ بوڑھا مسلمان۔

(۲) حَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ۔ قرآن پاک کے عالم کی جو اس میں کمی بیشی یا تجاوز نہ کرتا ہو۔

(۳) ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔ انصاف کرنے والا بادشاہ۔ (نمبر ۴۸۴۳)

قرآن مجید کی خدمت کرنے والے فقراء جنہوں نے دوسرے طبقوں کی طرح (جو چند گھنٹے دفتروں میں کرسیوں پر بیٹھ کر چائے بسکٹ کھاپی کر لاکھوں روپیہ ماہانہ اپنے گھروں میں جمع کر لیتے ہیں) کبھی جلوس نہیں نکالے کہ ہماری تنخواہوں میں

بھی اضافہ کیا جائے بلکہ صبر و شکر کر کے مسجدوں کی صفوں پہ بیٹھ کر قرآن کی تعلیم دیتے رہتے ہیں ان کا ذکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں سے بھی پہلے فرمایا ہے اور ان کو جو اخروی مقام و مرتبہ عطا کیا ہے یہ سب قرآن مجید کی برکت ہے انہی درویشوں کے بارے میں اس مقام پہ چند اشعار الروض الانف کے صفحہ ۲۳ اور ۳۳ پر پڑھیے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے قرآن پاک کے ساتھ اور زیادہ محبت کیجئے کیونکہ:

ہادی نہ ملے گا تمہیں قرآن سے بڑھ کر دولت نہ ملے گی تمہیں ایمان سے بڑھ کر

فقراء کی فضیلت

اے حضور کی امت کے فقراء! تمہیں مبارک ہو کہ حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے فقراء کے گروہ! صبر کرو یہاں تک کہ تم حوض (کوثر) پر مجھ سے ملو اور بے شک تم سب سے پہلے میرے پاس آؤ گے۔“ (فضائل الصحابة لابن حنبل، الحدیث ۴۴۹، الجزء ۲، ص ۸۰۵، ”یامعشر الفقراء“)

پس پاک ہے وہ ذات جس نے تمہیں خوشی و مسرت اور کمال عطا فرمایا: تم سے محبت کی اور تمہیں فقر اختیار کرنے کی ترغیب دی اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان کے ساتھ تمہیں اس کے مانگنے کا حکم فرمایا کہ ”میری امت کے فقراء، امیروں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ (نصف دن) پانچ سو سال کا ہوگا، وہ کھائیں گے، پیئیں گے، نعمتیں لوٹیں گے اور لوگ حساب کے غم میں ہوں گے۔“ (المسند الامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ الحدیث ۱۰۸۳۵، ج ۳، ص ۶۰۵)

(جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ما جاء ان فقراء، الخ۔ الحدیث ۲۳۵۴، ص ۱۸۸۸)

پاک ہے وہ ذات جس نے فقراء کے مقام کو بلند کیا۔ ان کے ذکر کو عام کیا، صبر عطا کیا، ان کے لئے اجر و ثواب دگنا کر دیا اور کیا ہی اچھا کلام ہے جو ان کے غلام حریفیش رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شان میں کہا ہے:

هُمْ الْفُقَرَاءُ أَهْلُ اللَّهِ حَقًّا وَقَدْ جَاؤُوا بِضَيْقِ الْفَقْرِ فَخَرًّا
هُمْ الْفُقَرَاءُ قَدْ صَبَرُوا وَأَوْدُوا فَعَوَّضَهُمْ بِذَلِكَ الصَّبْرَ أَجْرًا
هُمْ الْفُقَرَاءُ وَالسَّادَاتُ حَقًّا وَمِنْهُمْ تَكْتَسِي الْأَكْوَانُ عِطْرًا
هُمْ الْفُقَرَاءُ عَنْهُمْ فَارَ وَذُكْرًا وَحَدَّثَ عَنْهُمْ سِرًّا وَجَهْرًا
فَبَكُمُ صَبَرُوا عَلَى ضَيْمِ اللَّيَالِي فَعَوَّضَهُمْ بِذَلِكَ الْكُسْرَ جَبْرًا
وَقَدْ زَارُوا الْحَبِيبَ وَشَاهَدُوهُ وَقَدْ سَجَدُوا لَهُ حَمْدًا وَشُكْرًا

ترجمہ

(۱) یقیناً فقراء ہی اللہ والے ہیں، تحقیق فقر کی تنگی کے بدلے انہوں نے فخر (یعنی بلند مقام) کو پالیا۔

(۲) انہوں نے صبر کیا اور اذیتیں جھیلیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صبر پر اجر عطا فرمایا۔

(۳) یہی لوگ حقیقی فقراء اور سردار ہیں اور انہی کی بدولت کائنات خوشبو میں لپیٹی ہوئی ہے۔

(۴) یہی فقراء ہیں کہ جن سے خوشبو پھیلی اور یہ لوگ سرا و جہراً (یعنی آہستہ اور بلند آواز سے) ذکر الہی عز و جل میں مشغول رہتے ہیں۔

(۵) کتنی ہی بار انہوں نے زمانے کی سختیوں پر صبر کیا لہذا اللہ عز و جل نے اس صبر کے عوض ان کو درستی عطا فرمادی۔

(۶) انہوں نے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور دیدار کیا اور اس کی حمد اور شکر بجالاتے ہوئے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا ایک انداز

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرفصا کی حالت میں (گھٹنے کھڑے کر کے اور ہاتھوں سے حلقہ بنا کر جیسے کوئی بڑی ہی عاجزی اور انکساری کے ساتھ بیٹھتا ہے) تشریف فرماتے، فرماتی ہیں:

فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخْتَشِعَ (وَقَالَ مُوسَى الْمَتَخَشِعَ فِي الْجَلْسَةِ) أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ۔ (نمبر ۲۸۴۷)

پس جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں تشریف فرما دیکھا تو میرے اوپر رعب طاری ہو گیا۔ مطلب یہ کہ جن کی بارگاہ میں جبریل امین علیہ السلام بھی دوزانوں ہو کر بیٹھیں وہ خود کس قدر عاجزی و انکساری کے ساتھ تشریف فرما ہیں بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا:

جبریل امین رہ گئے راہ میں عرش اعلیٰ پہ پہنچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

★ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: لَا يُبْلَغُنِي أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَلَأَنِّي أَحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمٌ الصَّدْرِ۔ میرا کوئی صحابی کسی دوسرے کی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے صاف سینہ لے کر جاؤں۔ (نمبر ۲۸۵۹)

★ اپنی بیوی کا راز فاش کرنا سب سے بڑی خیانت ہوگی۔ (نمبر ۲۸۷۰)

★ معراج کی رات غیبت کرنے والوں کا تانے کے ناخنوں کے ساتھ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچنا۔ (نمبر ۲۸۷۸)

مسلمان کی عزت و حرمت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو کسی مسلمان کو ایسی جگہ ذلیل کرے جہاں اس کی عزت کی جاتی ہوتا کہ اس کی

عزت میں کمی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ رسوا فرمائے گا جہاں اس کو اللہ کی مدد درکار ہوگی اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزت کو کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہو حالانکہ وہاں اس کی عزت ہوتی ہے تو ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں اس کو خدا کی مدد درکار ہوگی۔ (نمبر ۲۸۸۴)

★ ایک حدیث میں ہے کسی کے بھید کو چھپانا زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو دوبارہ زندہ کرنے کی طرح ہے۔ (نمبر ۲۸۹۱)

حدیث میں ذلیل کرنے اور عزت کرنے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قدرت کے باوجود اس کی عزت کا دفاع نہ کرے چاہے قول سے چاہے فعل سے کوئی اس کی توہین کرے تو اس کو روکے کوئی اس کی غیبت کرے تو اس کو منع کرے۔ (ص ۳۱۳ ج ۲ حاشیہ نمبر ۱۲) یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الدَّرَبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ۔ حاکم جب گمان اور اندازے سے لوگوں کے درمیان (فیصلے کرنے) میں لگ جائے گا تو ان کو تباہ کر دے گا۔ (نمبر ۲۸۸۹) قرآن مجید میں ہے: وَلَا تَجَسَّسُوا۔ اور حدیث میں ہے: نُهَيْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ۔ ہمیں کسی کی ٹوہ میں رہنے سے منع فرمایا گیا۔ ہاں کوئی بات ظاہر ہو تو اس پہ مواخذہ ہونا بھی لازم ہے ورنہ معاشرہ میں خرابیاں پیدا ہوں گی اور زمین میں فساد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چاہے وہ فساد دین کے نام پہ ہو یا دنیا کے نام پہ۔ آج کل روزانہ سینکڑوں لوگ جو سوات، مالاکنڈ اور دیگر علاقوں میں دین کے نام پر مارے اور مروائے جا رہے ہیں ان کا حساب کون دے گا۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے کیا حساب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

مسلمان تو اس پر تبصرہ اپنے اپنے ذہن کے مطابق کر رہے ہیں لیکن عالم کفر کی حالت یہ ہے کہ:

حدہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں

جو مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی خوبیاں ہی بیان کرو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

إِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ وَلَا تَقْعُوا فِيهِ۔ (نمبر ۲۸۹۹)

جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کو نظر انداز کرو اس کی برائی نہ کیا کرو اس سے اگلی حدیث حضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ (نمبر ۲۹۰۰)

اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے زبان کو روک رکھو۔ کیونکہ جب وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ

چکا ہے تو وہ جانے اور اس کا پروردگار جانے ہاں اس کی نیکیوں کا چرچا کر سکتے ہو لیکن اگر وہ بد عقیدہ یا گمراہ ہو کر مرا ہے تو اس

کی بد عقیدگی اور گمراہی کو ضرور بیان کیا جائے گا بلکہ اس میں زندہ ہونے یا مرنے کی بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

★ کسی (گناہ گار) مسلمان کو یہ کہنا کہ خدا کی قسم اللہ تجھے نہیں بخشے گا یا تجھے جنت میں داخل نہ کرے گا یہ ایسی بات ہے جس سے کہنے والے کی دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۴۹۰۱)

★ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک آدمی سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ (نمبر ۴۹۱۶)

کیا یہ شرک ہے؟

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفرا فرماتی ہیں کہ میری شادی کی اگلی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے کچھ لڑکیاں دف بجا کر غزوہ بدر میں شہید ہونے والے اپنے بزرگوں کے کارناموں کے اشعار پڑھنے لگیں اور ان میں سے ایک بچی نے یہ الفاظ کہے: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ اور ہم میں ایسے نبی تشریف فرما ہیں جو کل کے بارے میں بھی جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ سن کر فرمایا: دَعِيَ هَذَا وَقُولِي الَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ۔ اس کو چھوڑ اور وہ کہہ جو پہلے کہہ رہی تھی۔ (نمبر ۴۹۲۲)

یقیناً یہ اشعار کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہی لکھے ہوئے ہوں گے اور یہ مصرعہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ما فی غد کا علم بیان ہوا اس سے صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ بھی معلوم ہو گیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے کو شرک قرار نہ دیا کہ یہ تو علوم خمسہ سے ہے جو اللہ ہی جانتا ہے نہ ہی یہ مصرعہ پڑھنے والی کو کہا کہ تو شرکیہ بات کر رہی ہے اور نہ ہی یہ فرمایا کہ جس نے میرے بارے میں یہ الفاظ لکھے ہیں اس کو کہو کہ تو نے شرک کیا ہے۔ لہذا اس سے توبہ کر۔ آج کے مولوی کو تو اس بات کا پتہ چل گیا کہ شرکیہ بات ہے۔ مگر شرک کی جڑیں کاٹنے والے نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو سکا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اہم مسئلہ پہ خاموش رہ سکتے تھے؟ باقی رہا کہ یہ الفاظ پڑھنے سے روکا کیوں؟ تو اس وجہ سے کہ جو موضوع چل رہا ہے اسی کو بیان کرتے رہو اور اس موقع پہ اس نازک موضوع کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ اسی بدر میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پہلے نشان لگا کر بتا دیا تھا کہ کل فلاں یہاں مرے گا اور فلاں یہاں مرے گا اور جس کے بارے میں آپ نے جہاں نشان لگایا وہ اگلے دن وہیں پہ مرا۔ پھر یہ شرک کس طرح ہو سکتا ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

★ حضرت ابن عمر کا گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں ڈالنا اور راستے سے ہٹ جانا۔ (نمبر ۴۹۳۴)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا منٹ جو ہاتھوں پاؤں پہ مہندی لگاتا کہ عورتوں سے مشابہت پیدا کرے اس کو شہر بدر کر دیا گیا اور قتل کرنے سے منع فرمایا کیونکہ نمازی تھا۔ (نمبر ۴۹۲۸)

★ قیامت کے دن باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ (نمبر ۴۹۳۸)

★ اپنے آپ کو شہنشاہ کہلانا قیامت کو سب سے برا ہونے کی نشانی ہے۔ (نمبر ۴۹۶۱)

★ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات کہو کہ جس کو وہ سچی جانے اور تم اس میں جھوٹے ہو۔

(نمبر ۴۹۷۱)

شیطان کو ذلیل کرنے کا نسخہ

حضرت ابوالخیر سے روایت ہے انہوں نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پہ بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی سواری پھسلی تو میں نے کہا: تَعَسَ الشَّيْطَانُ شَيْطَانُ كَابِئْرٍ غَرِقَ هُوَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقُلْ تَعَسَ الشَّيْطَانُ۔ یوں نہ کہو کہ شیطان کا ستیاناس ہو کیونکہ جب تم اس طرح کہو گے تو وہ (خوشی سے) بھول کر اتنا بڑا ہو جائے گا جتنا مکان ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میری قوت کو مان لیا گیا ہے بلکہ (ایسی بات ہو تو) تو کہا کرو ”بِسْمِ اللّٰهِ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ تَصَاغَرَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ۔ جب تو یہ کہے گا تو وہ سکڑ کر مکھی جتنا ہو جائے گا۔

(نمبر ۴۹۸۳)

ذکر ان کا چھیڑے ہر بات میں چھڑنا شیطان کا عادت کیجئے

★ جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے اس کیلئے خرابی ہے۔ (نمبر ۴۹۹۰)

★ حسن ظن حسن عبادت سے ہے۔ (نمبر ۴۹۹۳)

بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وعدہ وفائی

حضرت عبداللہ بن ابوالحکمساء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز خریدی اور اس کی قیمت میری طرف باقی رہ گئی تھی میں نے عرض کیا (ٹھہریے) میں اسی جگہ آپ کو (باقی رقم) لا کر دیتا ہوں۔ چنانچہ میں بھول گیا اور مجھے تین دن بعد (اپنا وعدہ) یاد آیا جب میں اس جگہ حاضر ہوا تو فاذا هو فی مکانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام پہ تشریف فرما ہیں اور مجھے صرف یہ فرمایا:

يَا قَتِي لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ اَنَا هَهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِ اَنْتَظَرُكَ۔ (نمبر ۴۹۹۶)

اے جوان تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے میں تین دن سے یہیں پر تیری انتظار کر رہا ہوں۔

سارے اونچوں سے اونچا سمجھے جسے ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

★ چرب زبان اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ (نمبر ۵۰۰۵)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمِرْتُ اَنْ اَتَجَوَّزَ فِي الْقَوْلِ فَإِنَّ الْجَوَّازَ هُوَ خَيْرٌ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ متوسط اور اعتدال والا کلام کروں کیونکہ اعتدال ہی بھلائی ہے (نمبر ۵۰۰۸) اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے:

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

ان کی باتوں کی لذت پہ بے حد درود
ان کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
★ جس کو قرآن مجید اور ذکر الہی کی بھی فرصت نہ ملے وہ شاعر قابلِ مذمت ہے۔ (نمبر ۵۰۰۹)

حَتَّى يَشْغَلَهُ عَنِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللَّهِ وَرَنَّهُ وَإِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةً. (نمبر ۵۰۱۰)

★ قرب قیامت لوگوں کے خواب (اکثر) سچے ہوں گے۔ (نمبر ۵۰۱۹)

★ یہودی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس امید پہ چھینک لیتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یرحمکم اللہ فرمائیں گے لیکن آپ فرماتے یَهْدِيْكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بَالِكُمْ. (نمبر ۵۰۳۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اٹھ کر قضائے حاجت فرمائی پھر ہاتھ منہ دھو کر سوئے۔ (نمبر ۵۰۴۳)

★ كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا قِمًّا يُوضَعُ الْإِنْسَانُ فِي قَبْرِهِ. حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر مبارک تقریباً اسی طرح کا ہوتا جیسے بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے۔ (نمبر ۵۰۴۴)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ (ثلث مرات) اے اللہ مجھے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ (نمبر ۵۰۴۵)

★ وظیفے میں نبی کی بجائے رسول کا لفظ بولنے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کی اصلاح فرمائی کہ نبی کا لفظ ہی بولا جائے۔ (نمبر ۵۰۴۶)

★ سونے سے پہلے اور بعد ذکر الہی نہ کرنے والے کو قیامت کے دن حسرت ہوگی۔ (نمبر ۵۰۵۹)

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہرنے

★ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا چکی پیستی تھیں حتیٰ کہ ہاتھوں پہ نشان پڑ گئے، مشکیزے میں پانی بھر کر لاتیں یہاں تک کہ گردن پہ نشان پڑ گئے، گھر میں جھاڑ و دیتیں کہ کپڑے گرد و غبار سے اٹ جاتے اور ہانڈی پکایا کرتیں کہ کپڑے سیاہ ہو جاتے اور جب لونڈی غلام کا سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح فاطمہ بتا دی۔ (معلوم ہوا کہ ذکر الہی کے صرف دینی اخروی فوائد ہی نہیں بلکہ دنیوی فوائد و برکات بھی ہیں) (نمبر ۵۰۶۳) حضرت علی فرماتے ہیں جب سے ہم نے اس تسبیح کی فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی (غلام لونڈی بھول گئے) مگر یہ تسبیح بغیر کسی ناغے کے پڑھی صرف جنگ صفین کی رات (زیادہ مصروفیت کی وجہ سے) آخری رات یاد آئی تو میں نے اسی وقت پڑھ لی۔ (نمبر ۵۰۶۴) یاد رہے تسبیح فاطمہ کا ذکر رات کو سوتے وقت بھی آیا ہے اور ہر نماز کے بعد بھی۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ۔

اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ جملہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

مور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے میں ہی بھول گیا

حضرت ابان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا صبح و شام تین تین مرتبہ مندرجہ ذیل الفاظ پڑھ لے اس پہ ناگہانی مصیبت نہ آئے گی۔

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے ساتھ کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی نہ زمین میں نہ آسمان میں وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

چنانچہ حضرت عثمان کے صاحبزادے ابان کو فالج کا ایک ہو گیا تو جس شخص نے ان سے یہ حدیث سنی تھی وہ (حیران ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگا) مطلب یہ تھا کہ آپ نے ہی تو یہ حدیث بیان کی تھی پھر آپ پر ناگہانی آفت کیسے آگئی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ میری طرف کیوں غور سے دیکھ رہا ہے۔ فرمایا میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو فَوَاللَّهِ مَا كَذَبْتُ عَلَى بَنَانٍ وَلَا كَذَبَ عُثْمَانُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللہ کی قسم! نہ میں نے حضرت عثمان پہ جھوٹ بولا ہے اور نہ حضرت عثمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کی ہے (پوچھا پھر فالج کیوں ہو گیا آپ تو ضرور یہ دعا کہتے ہوں گے) فرمایا: وَلَكِنَّ الْيَوْمَ الَّذِي أَصَابَنِي فِيهِ مَا أَصَابَنِي غَضِبْتُ فَتَنَسَّيْتُ أَنْ أَقُولَهَا۔ بات یہ ہے کہ آج غصہ کی حالت میں تھا تو یہ دعا پڑھنا بھول گیا (اس لئے یہ عارضہ لاحق ہو گیا) (نمبر ۵۰۸۸) غور فرمائیں صحابہ کرام ہر بات میں سے کس طرح کمی کی نسبت اپنی طرف کر لیتے تھے اور فضیلت کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے بلکہ ہر بات سے اپنے آقا کی فضیلت بیان کر کے لوگوں کو یہ عقیدہ عطا فرما دیتے تھے کیونکہ ان کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ:

آپ کی مدحت نگاری کا ہنر اچھا لگا	موسم نعت نبی شام و سحر اچھا لگا
سبز گنبد پہ نظر صل علی ورد زباں	دیکھنا یوں روضہ خیر البشر اچھا لگا
ان کے دامن کی ہوائے سرخوشی بخشی مجھے	اس بھری دنیا سے ہونا بے خبر اچھا لگا
ذکر اوصاف نبی کرنا ہے عین زندگی	چشمہ آب بقا پیش نظر اچھا لگا
فیض ہے ان کا اندھیروں سے چھڑالائے مجھے	قریہ جاں میں اجالوں کا سفر اچھا لگا
ملت بیضا کا غم تازہ رہا ان کے حضور	اشک خوں بہنا مجھے اے چشم تر اچھا لگا
خلمہ مڑگاں سے لکھا اسم پیغمبر حسن	روشنائی کے لئے خون جگر اچھا لگا

ندھی اور بادل دیکھ کر محبوب خدا کی کیفیات

★ آندھی اور بادل دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام چھوڑ دیتے چاہے نماز میں ہی کیوں نہ ہوں (اور ہماری طرح بوائے کرنے کی بجائے اللہ سے ڈرتے ہوئے کئی قسم کی دعائیں کرتے ان میں سے ایک یہ دعا ہے) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ

بَكَ مِنْ شَرِّهَا۔ اے اللہ میں اس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اگر رحمت کی بارش برس پڑتی تو عرض کر
اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا هَنِيئًا۔ اے اللہ سیراب کر رہتا چتا۔ (نمبر ۹۹-۵۰۹۸)

ایک مرتبہ بارش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے اتار دیئے (یعنی قمیض کے بٹن کھول کر سینہ اقدس
فرمایا) بارش آپ کے جسم انور پر پڑی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا حضور! لِمَ صَنَعْتَ هَذَا۔ آپ نے ایسا
کیا؟ فرمایا: لِاَنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ۔ اس لئے کہ یہ (بارش ابھی ابھی) اپنے رب کے پاس سے آرہی ہے۔ (نمبر ۱۰۰)
سبحان اللہ رحمت رب کے پاس سے آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوں اور مجھ جیسا گناہ گار رحمۃ اللعالمین
کے قدموں میں پہنچ جائے تو زہے نصیب۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے:

کبھی وہ کوچہ و بازار دیکھیں مدینے کے در و دیوار دیکھیں
جو یارو ہو کبھی قسمت ہماری دیار احمد مختار (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھیں
وہ شہر مصطفیٰ..... ارماں ہمارا اگر دیکھیں تو پھر سو بار دیکھیں
مدینے کے گلی کوچوں میں گھومیں جمال مصطفیٰ ضو بار دیکھیں
کھلی آنکھوں سے نظارہ کریں ہم گلستان..... دشت و در کہسار دیکھیں
زیارت گنبد خضریٰ کریں ہم حرم کے خوشنما مینار دیکھیں
کبھی مہر و مہ و انجم کو شاہا تریء دہلیز پر ضو بار دیکھیں
مدینے میں بسر وہ زیست عاقل وہاں کے روز و شب انوار دیکھیں

مرغ تو نماز کے لئے جگائے اور.....

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ مرغ کو برانہ کہہ
اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ بَشَكٍّ وہ نماز کے لئے (لوگوں کو) جگاتا ہے۔ (نمبر ۵۱۰۱)
مرغ تو سارے لوگوں کو نماز کے لئے جگائے اور جو انسان ہو کر مسلمان ہو کر خود ہی نماز کے لئے نہ جاگے اور اپنے
والوں کو بھی نہ جگائے اس کو پھر کیا کہا جائے کیا یہی اشرف المخلوقات ہونے کا تقاضا ہے؟ حالانکہ جب مرغ دوسروں کو
کے لئے جگاتا ہے تو خود بھی اپنے حال کے مطابق نماز ادا کرتا ہوگا کیونکہ یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض
کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ۔ نماز بندے کو مولیٰ سے ملاتی ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر ان کے کان میں نماز کی طرح خود ادا
پڑھی۔ (نمبر ۵۱۰۵)

★ دوسووں کا آنا ایمان کی علامت ہے اور دوسووں کے علاج کا وظیفہ۔ (نمبر ۱۱-۵۱۱۰)

★ اقرباء کی مدافعت کرنے والا بہتر ہے جبکہ قصور پر نہ ہوں کیونکہ عصبیت یہ ہے کہ کسی (رشتہ دار) کی ظلم پہ مدد کی جائے۔ (نمبر ۲۰-۵۱۱۹)

★ ایک بندہ ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے (نیک) عمل نہیں کر سکتا تو حضرت ابوذر کے اس سوال پہ حضور اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتَ۔ تم اس کے ساتھ ہی ہو گے جس کے ساتھ محبت رکھتے ہو۔ انہوں نے یہ سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ (نمبر ۵۱۲۶)

ہر ذرہ تیرا دیوانہ ہے ہر دل تیرا کاشانہ ہے ہر شمع تیری پروانہ ہے اے شمع ہدایت کیا کہنا بہ کرام کی خوشی کی انتہاء ہو گئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کسی بات پر اتنا دیکھا جتنا اس بات پہ خوش ہوئے کہ جب ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ: الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلَى نِيكَامٍ أَوْ عَلَى بِيْئَةٍ أَوْ عَلَى شَيْءٍ آخَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا يَعْدِلُ بَيْنَهُمَا۔ ایک آدمی دوسرے سے اس کے نیک کاموں کی وجہ سے محبت کرتا ہے لیکن طرح کا نیک عمل نہیں کر سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الْبِرُّ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔ (نمبر ۵۱۲۷)

لہذا ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہر پیارے بندے سے محبت کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ان سے محبت فرماتا ہے اور ان سے نیک تقاضا یہ ہے کہ ان کے مناصب کو تسلیم کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے حکم بھی تو دیا ہے وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ ولی نبی نما نبی خدا نما ہوتا ہے۔ ولی کی صفات نبی کی صفات کا اور نبی کی صفات خدا کی صفات کا ذہن میں تصور جماتی ہیں۔

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ

داد اور والدین

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے باپ نے ان سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ انہوں نے حضور اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ کیا کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طَلِّقْهَا۔ طلاق دے دو۔ (نمبر ۵۱۳۸) باپ کہنے پر بیوی کو چھوڑنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور اب ہماری حالت یہ ہو گئی ہے کہ ہزاروں لوگ بیوی کے کہنے پر والدین کو ڈرتے ہیں۔ رب اور رسول کی رضا بیوی کی رضا میں نہیں بلکہ والدین کی رضا میں ہے۔ اگر دین کے ساتھ ہماری وابستگی ہی عالم رہا تو ایمان، اسلام اور قرآن کی باتیں صرف رسمی ہوں گی۔

رہ گئی رسم ازاں روح بلالی نہ رہی فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وفات کے بعد بھی والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) ان کے لئے دعا و استغفار کرنا۔ (۲) ان کے عہد کو پورا کرنا۔ (۳) اس رشتے کو جوڑنا جو ان کی وجہ سے جڑتا تھا۔ (۴) ان کے دوستوں

(پیاروں) کی تعظیم کرنا۔ (نمبر ۵۱۴۳) بلکہ اس آخری بات کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے۔ إِنَّ أَبْرَأَ الْبَرِّ صَلَاحُ أَهْلِ وَدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُؤَلَّى (نمبر ۵۱۴۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رضاعی والدین کو اپنی چادر پہ بٹھالیا اور رضاعی بھائی کے لئے کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھالیا۔ (نمبر ۵۱۴۵) اس سے جہاں قیام تعظیمی کا مسئلہ وہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بڑا اگر چھوٹے کے لئے یہی معاملہ کرے تو یہ اس کی عزت افزائی کی نشانی ہے اور ازدیاد و علامت ہے۔

وہ قیام جو منع ہے وہ وہ ہے کہ بندہ خود چاہے کہ لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے ہوں جیسا کہ ابن عامر حضرت کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے فرمایا بیٹھ جاؤ کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْشُلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ (نمبر ۵۲۲۹)

جو یہ پسند کرے کہ لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں یا کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنا لے (کیونکہ شخص متکبر ہے اور اس کے لئے قیام عموماً جبری ہوتا ہے نہ کہ تعظیمی) اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تشریف لانے پہ کھڑے ہونے سے منع فرمایا: لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ..... (نمبر ۵۲۳۰) امام سیوطی رحمۃ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف و مضطرب الاسناد قرار دیا ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوالعبس راوی مجہول ہے لہذا اس حدیث قیام تعظیمی کی ممانعت پہ استدلال درست نہیں۔ (مرقاۃ الصعود للسیوطی عن الطبرانی)

★ تین بیٹیوں کی پرورش کرنے والے، ان کو ادب سکھانے والے، ان کی شادی کرنے والے اور ان سے اچھا سلوک

کرنے والے کے لئے جنت واجب ہے۔ (نمبر ۵۱۴۷)

★ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو بھی اسی طرح کا لباس پہناتے جیسا خود پہنتے۔ (نمبر ۵۸-۵۱۵۷)

★ خادم سے ستر بار روزانہ درگزر کرنے کا حکم۔ (نمبر ۵۱۶۴)

غلام کو دو گنا ثواب

حضرت نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ۔

غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اچھے طریقے سے کرے تو اس کے لئے دوہرا ثواب

ہے۔ (نمبر ۵۱۶۹)

اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور اسلام کی برکت سے اب ظاہری غلامی کا دور تو

رہا لیکن رہی خیر خواہی تو یہ قیامت تک رہے گی کیونکہ دین سراپا خیر خواہی کا نام ہے لہذا کوئی مزدور آج سے ماتحت افسر

حکمران رعیت کی اور رعایا حکمرانوں کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی احسن طریقے سے کرے تو ان کے

نا ثواب ہے۔

ایت حدیث کے بارے میں حضرت عمر کی احتیاط

★ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرنے پر گواہ طلب کیا۔ (نمبر ۵۱۸۳) اور فرمایا: اِنِّیْ لَمْ اَتَّهِنْكَ وَلٰكِنَّ الْحَدِیْثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَدِیْدٌ (نمبر ۵۱۸۳) آپ کو جھوٹا نہیں کہتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اگلی روایت میں ہے کہ میں تجھ پہ تہمت نہیں لگاتا۔ وَلٰكِنَّ خَشِیْتُ اَنْ یَّتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰی رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

لیکن ڈرتا ہوں کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف باتوں کو (بلا تحقیق) منسوب کرنے لگیں۔ (نمبر ۵۱۸۴) لہذا ہر ت عمر کے بارے میں جو یہ آتا ہے کہ وہ حدیث لکھنے سے منع کرتے تھے یا درے مارتے تھے اسکو اسی تناظر میں دیکھا جائے گا اور پھر اس لئے بھی تاکہ قرآن و حدیث میں اختلاط نہ ہو جائے کیونکہ قرآن پاک بعد میں علیحدہ یکجا لکھا گیا اور اس میں مختلف نسخے مختلف شہروں میں بھیجے گئے اس کے بعد کتابت حدیث میں کوئی خدشہ نہ رہا۔

★ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلامتی کی دعا (السلام علیک) لینے کے لئے آہستہ سے سلام کا ب دینا (تاکہ تین بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم فرمائیں) (نمبر ۵۱۸۵)

جس کو غم جہاں میں بھی یاد رہے غم بے کساں میری طرف سے ہمنشین جا کے اسے سلام دے

★ صحابی نے کا شانہ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (نمبر ۵۲۰۱)

★ مصافحہ کرنے والے جدا ہونے سے پہلے بخش دیئے جاتے ہیں۔ (نمبر ۵۲۱۲)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے معاف فرمایا: وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (نمبر ۵۲۲۰)

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کرنا۔ (نمبر ۵۲۳۲)

★ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زارع کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چومنا۔ (نمبر ۵۲۲۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (نے خوش ہو کر) کہا: اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنْتَکَ اللّٰهُ تَعَالٰی آپ کو ہنستا ہوا رکھے۔ (نمبر ۵۲۳۴)

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

★ بیری کا درخت کاٹنے سے منع فرمایا گیا اور اس پہ وعید کہ اللہ تعالیٰ اسے سر کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔

(نمبر ۵۲۳۹-۴۱)

قيل سدرۃ الحرم او المدينة تفصيل دیکھئے (ص ۳۵۵، ج ۲ حاشیہ نمبر ۴)

اتنی ہی بات پہ جنت مل گئی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ إِمَّا كَانَ فِي شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ وَالْقَاءَ وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ. ایک بندے نے قطعاً کوئی نیکی نہ کی تھی سوائے ایک کا دار ٹہنی کو راستے سے ہٹانے کے خواہ اسے درخت سے کاٹ کر کسی نے ڈال دیا تھا یا کسی اور طرح (راستے میں) پڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (نمبر ۵۲۳۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ اپنے (مرحوم) بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔

(نمبر ۵۲۷۷)

★ گر گٹ کو ایک ہی ضرب میں مارنے پہ ستر نیکیاں ملتی ہیں۔ (نمبر ۵۲۶۴)

★ چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ چیونٹی کو (جلا کر) شہد کی مکھی، ہد ہد اور چڑیا کو (نمبر ۵۲۶۷)

★ عورت کے ختنے کا ذکر (امام ابوداؤد کے ہاں اس حدیث کی سند قوی نہیں) (نمبر ۵۲۷۱)

★ جب عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا تو ہر عورت دیوار کے اتنا سا

ہو کر چلنے لگی کہ اس کا کپڑا دیوار کے ساتھ اٹک جاتا تھا۔ (نمبر ۵۲۷۳) ۴

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ مرد دو عورتوں کے درمیان چلے۔ (نمبر ۵۲۷۳)

★ ابوداؤد شریف کی آخری حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يُؤْذِنُنِي ابْنُ آدَمَ

يَسُبُّ الدَّهْرَ. انسان زمانے کو گالی دے کر مجھے اذیت پہنچاتا ہے۔ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلِبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، اختیار میرا ہے اور رات دن کو میں خود بدلتا ہوں۔ (نمبر ۵۲۷۴) اہل عرب کی عادت تھی کہ جب

پہ کوئی تکلیف آتی تو زمانے کو برا کہتے کیونکہ ان کا اعتقاد تھا کہ زمانہ ہی فاعل حقیقی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَنَا الدَّهْرُ

یعنی انا الذی احل لهم ذلك لا الدهر۔ میں زمانہ ہوں یعنی ان پہ مصائب میں خود نازل کرتا ہوں نہ کہ زمانہ۔ ولیس

المراد ان الدهر اسم من اسماء الله تعالى۔ یہ مراد نہیں کہ دھر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

غیر مقلدین کی توجہ کیلئے ایک انوکھا مضمون

زمانہ طالب علمی میں ایک شوق تھا کہ جو دلیل بھی مسلک حقہ کے بارے میں ملتی چاہے وہ نقلی ہو یا عقلی پورے حوالے کے تھے ہو یا نہ ہو اس کو لکھ لیا کرتا تھا بعض باتیں اساتذہ کرام کی زبانی سن کر لکھ لیتا۔ غیر مقلدین حضرات جن کا دعویٰ ہے کہ صرف وہی حدیث پہ عمل کرنے والے ہیں اس موضوع پہ اگرچہ بہت ساری کتابیں علماء نے لکھی ہیں مگر میرے پاس بھی ان تمام نہاد اہل حدیث حضرات کے لئے چند اشارات ہیں جو کہ آج سے پچیس سال پہلے درس مشکوٰۃ کے دوران کچھ ابواب سے اپنے اساتذہ کرام سے سنے اور ان کو چند صفحات پہ محفوظ کر لیا چونکہ الزامی جوابات کے لئے اس طرح کے دلائل کام آجاتے ہیں اس ارادے سے انہیں لکھا جا رہا ہے کہ وہ جو اکثر مواقع پہ حدیث کے چند الفاظ پڑھ کر سادہ لوح اہل سنت کو مرعوب کر لیتے ہیں اور اہل سنت چونکہ مودب ہوتے ہیں لہذا حدیث کا نام آجائے تو سر تسلیم خم کر لیتے ہیں حالانکہ احادیث تو ہر طرح کی ملتی ہیں لیکن ہم ان احادیث پہ عامل ہیں جن پر امت کی اکثریت نے عمل کیا اور فقہاء و مجتہدین نے ان سے مسائل کا استنباط کیا۔ (بہتر تو یہ تھا کہ یہ مضمون مصباح المشکوٰۃ یعنی اپنی کتاب جس میں مشکوٰۃ شریف کی منتخب احادیث کو جمع کیا گیا ہے اس میں لکھا جاتا کیونکہ یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف میں ہی ہیں اگرچہ ہر حدیث کا اصل ماخذ لکھ دیا گیا ہے لیکن چونکہ ترمذی شریف کی منتخب احادیث کے آخر میں اصول فقہ کے حوالے سے ایک مضمون لکھا گیا ہے تو میں نے سوچا کہ اس سے ملتا جلتا مضمون ابوداؤد شریف کی منتخب احادیث کے آخر میں بھی ہو جائے کیونکہ دونوں کتب کی منتخب احادیث کو ایک ہی جلد میں شائع کیا جا رہا ہے اور نام بھی ایک ہی رکھا گیا ہے۔ ”راہ ہدایت“ جو کہ فقہاء کرام ہی کی راہ ہے اور یہ صرف احادیث میں ہی نہیں آں پاک کی کئی آیات کا بھی ظاہری معنی مراد نہیں لیا جاسکتا ورنہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

آں پاک سے

مثلاً قرآن مجید کی آیات میں صم بکم عی فہم لا یرجعون۔ صم بکم عی فہم لا یعقلون۔ ان میں بالاتفاق ہرے، گونگے اور اندھے سے حقیقتاً بہرے، گونگے اور اندھے مراد نہیں بلکہ سنتے بولتے اور دیکھتے تھے لیکن جب اللہ رسول کی سنت نہ سنتے تھے تو ان کو بہرہ قرار دیا گیا جب خدا اور رسول کے حکم کے مطابق نہ بولتے تھے تو ان کو گونگا فرمایا گیا اور جو کچھ اللہ اور رسول ان کو دکھانا چاہتے تھے جب وہ کچھ نہیں دیکھتے تھے تو انہیں اندھا قرار دیا گیا بلکہ ایک قدم اس سے بھی آگے چلیے کہ سننے سے مراد صرف سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جو ماننے والا سننا ہو۔ جس طرح ایک بندہ آپ کی بات کو سن رہا ہے مگر مانتا نہیں ہے تو آپ اس کو کہتے ہیں تو سنتا نہیں یا تو نے میری بات کو سنا ہی نہیں ہے اسی طرح بڑے فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود ان کو گونگا قرار دیا گیا۔ کوئی اگر انکار کرے اس حقیقت کا تو اس کو قرآن سے ہی جواب دو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ومن کان فی ہذہ اعنی

فہو فی الاخرۃ اعمی۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا تو کیا غیر مقلدین اس قاعدے کو تسلیم کریں گے کہ کوئی جتنا بھی نیک پرہیزگار ہو مگر نابینا ہو تو وہ آخرت میں بھی نابینا ہی رہے گا حالانکہ حدیث میں تو آتا ہے کہ جس کی دنیا میں آنکھیں (کریستہ) نہ ہوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ صرف اس نعمت کے دنیا میں نہ ملنے پر اس کو جنت عطا فرمائے گا اسی طرح قرآن مجید کی ایک آیت ہے انک لا تسمع الموتی۔ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور یہ ان حضرات کا مردوں کے نہ سننے کے بارے میں بڑا مرغوب موضوع ہے جس پر بڑی بڑی کتابیں لکھی جاتی ہیں اور مناظرے ہوتے ہیں اور اس جوش میں پھر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا اور اللہ والوں کے کمالات کا بھی انکار کر دیتے ہیں حالانکہ یہاں مردوں سے مراد دل کے مردے یعنی کافر ہیں کیونکہ اسی آیت کے آخر میں ہے اذا ولوا مدبرین (النحل: ۸۰) جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں بندہ پوچھے وہ کس قبرستان کے مردے ہیں جو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں اور پھر واضح حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ مردہ کو جب دفن کیا جاتا ہے تو وہ دفن کر کے واپس آنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو بھی سنتا ہے (انہ لیسع قرع نعالہم) حالانکہ ہو سکتا ہے خود جنہوں نے جوتے پہنے ہوئے ہیں وہ اپنے جوتوں کی آہٹ کو نہ سن سکتے ہوں۔ پھر صحیح مسلم کی حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کا معراج کی رات قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھنا، اس کا کون انکار کر سکتا ہے بہر حال قرآن پاک سے بھی اس موضوع پہ کئی اور مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں لیکن ہم اس وقت چند احادیث کے ذریعے ان حضرات کی خدمت میں سرایا سوال ہیں کہ ان پر تم کیسے عمل کرتے ہو یا ان کی کیا تاویل کرتے ہو اور تم چونکہ قرآن و سنت کے علاوہ کسی دلیل کو نہیں مانتے تو فقہاء و محدثین کی راہنمائی کے بغیر پھر تمہارا کیسے کام چلتا ہے؟ یہ میرا ایک عجزانہ سوال ہے جس کا جواب آپ حضرات نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ قرآن و حدیث سے دینا ہے کیونکہ آپ حضرات تو جب اپنے تاؤ میں آتے ہیں تو جمعہ کی اذان ثانی اور تین طلاق کے مسائل پہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کو بھی نہیں چھوڑتے اور برملا کہہ دیتے ہو کہ شریعت حضور کی ہے یا عمر و عثمان کی۔ حالانکہ حضور نے ہی تو فرمایا ہے: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المہدیین۔ اپنی سنت کے ساتھ صرف واؤ سے خلفاء راشدین کی سنت کا ذکر فرمایا ہے کیا عمر و عثمان خلفاء راشدین نہیں یا مہدیین نہیں (نعوذ باللہ) یہاں ثم کا لفظ بھی نہیں ہے کہ آپ اس طرح کی بات کریں کہ ماشاء اللہ و ماشاء فلاں کہنا منع ہے بلکہ ثم ماشاء فلاں (یہ چونکہ اشارات ہیں اس لئے ہر بات کی پوری وضاحت نہیں کر رہا ورنہ تو یہ موضوع خود ایک کتاب بن جائے گا اہل علم حضرات ان اشارات کو جاننے جائیں گے اور عوام الناس کے لئے اس سے پہلے بہت کچھ لکھ چکا ہوں) بتانا صرف یہ ہے کہ:

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اہل علم سے گزارش

اہل علم سے گزارش ہے کہ چونکہ یہ صدری نسخے ہیں اور الزامی باتیں ہیں اس لئے اگر کسی جگہ کمزوری نظر آئے تو میری علمی کمزوری سمجھیں اور میرے اساتذہ کی طرف اس کو منسوب نہ کریں۔ بہت سارے حوالوں کی بھی پوری نشاندہی نہیں کر سکا

لیکن الحمد للہ! ہر بات کسی نہ کسی معتبر کتاب سے ضرور مل جائے گی۔ اگر اس موضوع پہ تحقیق شروع ہو جائے گی تو اگلا کام رہ جائے گا یا موخر ہو جائے گا یوں سمجھیں کہ یہ عنوان صرف تفنن طبع کے لئے اس مجموعہ کے آخر میں لکھ رہا ہوں۔ چونکہ ترمذی شریف کے آخر میں اصول فقہ کے بارے میں کچھ لکھا گیا ہے لہذا ابوداؤد شریف کے آخر میں اس نعمت کے منکرین کے بارے میں لکھ دیا ہے۔ ذلک بانہم قوم لا یفقہون۔ اور نیت صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو فقہاء کرام کی محنت کا مذاق اڑانے کی بجائے ان سے ہدایت لینے کی اور ان کا شکر یہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ اگرچہ ان میں اکثر احادیث آپ میرے سابقہ مجموعہ ہائے احادیث میں پڑھ چکے ہیں لیکن بارگرا نہیں میں سے چند کا ذکر کر رہا ہوں، ان کو فائدہ ہو یا نہ ہو کم از کم اپنے لوگ تو ان کی چالبازیوں سے بچ جائیں گے۔ ورنہ واللہ لا یہدی القوم الظالمین۔ مقصد یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات اپنی اپنی مساجد میں خاص طور پر وہ روایات جو فقہ حنفی کی تائید میں نہیں ہیں بڑے زور و شور سے ان کا پرچار کرتے ہیں۔ مثلاً فجر کے فرضوں کے فوراً بعد سنتوں کی ادائیگی، مغرب کے فرائض سے پہلے دو نفل پڑھنا۔ پچھلے دنوں ایک مسجد میں اعلان ہوا کہ بارش ہو رہی ہے لہذا اپنے اپنے گھر میں نماز ادا کرلو۔ نابالغ بچہ امامت کروا سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ سوال یہ ہے کہ مندرجہ ذیل روایات جو کہ صحیح کتب میں موجود ہیں ان پہ عمل کیوں نہیں کیا جاتا اور ان کا پرچار نہ کرنے کی کیا وجہ ہے صرف فقہ حنفی سے عداوت و بغض؟

جوتے پہن کر نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خالفوا الیہود فانہم لا یصلون فی نعالہم وخفافہم۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۷۳ باب الستر)

یہودیوں کی مخالفت کرو پس بے شک وہ جو توں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔ کیا غیر مقلدین حضرات اس حدیث پہ عمل کر کے یہودیوں کی مخالفت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم (جو آپ نے امر کے صیغے سے دیا) پہ عامل ہیں یا ان پہ صرف احناف کی مخالفت کا بھوت ہی سوار ہے جبکہ اس سے اگلی حدیث میں وضاحت بھی ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور (تمام) صحابہ کرام جوتا پہن کر نماز ادا فرماتے۔ لہذا قالینوں، صفوں اور دریوں کے خراب ہونے کا بہانہ بنا کر ان احادیث پہ عمل نہ کرنا کہاں تک درست ہے اور بزعم خویش اہل حدیث (غیر مقلدین) علماء اس بارے میں کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں؟

علماء نجد سے ایک سوال

اس کے اوپر والی حدیث میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن السدل فی الصلوٰۃ۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل ثوب یعنی کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ فقہ حنفی میں نماز میں سدل ثوب فی الصلوٰۃ مکروہ تحریمی ہے اور وہ یہ ہے ان یجعل ثوبہ علی راسہ وکتفہ ثم یرسل اطرافہ فی جوانبہ (ہدایہ) کپڑے کو سر اور کندھے پر اس طرح رکھنا کہ اس کے اطراف آپس میں ملے ہوئے نہ ہوں۔ حج و عمرہ پہ جانے والے تمام لوگ کھلی آنکھوں سے دیکھ کر آتے ہیں کہ ان کے عوام تو عوام آئمہ بھی سرخ رنگ کے رومال اس طرح سر پہ

ڈالتے ہیں کہ کنارے جدا جدا رہتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ نماز میں بار بار دونوں ہاتھ کھول کر (عمل کثیر کے ذریعے) ان کناروں سے کھیلتے بھی ہیں اس موقع پر علامہ اقبال کا شعر یاد آ جاتا ہے:

ایسے امام سے گزرا ایسی نماز سے گزر

اور پھر یہی حضرات جب حرم شریف کے برآمدوں میں درس دیتے ہیں تو بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں ابوحنیفہ یوں کہتے ہیں شافعی یوں کہتے ہیں فلاں نے یوں کہا لیکن شیخ (ابن عبدالوہاب) کا اس بارے میں یہ موقف ہے جو کہ قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ کاش اس کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی پیش کر دیا جائے لیکن جب فوقیت شیخ کے فرمان کو ہی دینی ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کیوں بیان کیا جائے؟ کیا کیا مسئلہ بیان کیا جائے آج سعودی عرب کے علماء میں سے کوئی بھی عمامہ شریف باندھ کر نماز نہیں پڑھاتا خاص طور پر حرمین شریفین کے آئمہ میں سے۔ کیا اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد نہیں ہے۔ اس بارے میں ہمارے علماء (جنہیں یہ لوگ سنت کا تارک بدعتی اور خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں) جو کچھ لکھا ہے اس میں سے کچھ آپ بھی پڑھ لیں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود و سلام بھی پیش کریں اور علماء ربانین علماء حق کو دعائیں بھی دیں جنہوں نے ہر مسئلہ پہ حضور علیہ السلام کی امت کی خوب راہنمائی فرمائی ہے۔

عمامہ شریف کے بارے میں ارشادات و تصریحات

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعتصموا اتزادوا احلبا والعبائم تیجان العرب۔ (ابن عدی بیہقی)

عمامہ باندھو تمہارا حلم (یعنی حوصلہ اور صبر) زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔ (شعب الایمان، ج ۵، ص ۱۷۶)

العبائم وقار المؤمن وعز العرب فاذا وضعت العرب عبائہا وضعت عزہا۔

(دیلمی الفردوس، ج ۳، ص ۸۸)

عمامے مسلمان کا وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں گے، اپنی عزت اتار دیں گے۔

فرق ما بیننا و بین المشرکین العباءۃ علی القلائس۔

(کنز العمال ج ۸، ص ۱۸، ابوداؤد ج ۲، ص ۲۰۸، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۷۴)

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپوں پر عمامے ہیں۔

علامہ مناوی التیسیر شرح الجامع الصغیر میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فالمسلمون یلبسون القلنسوة وفوقها العباءۃ اما لبس القلنسوة وحدها فزی المشرکین فالعباءۃ سنۃ۔

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں (عمامے سے نفرت کی بنا پر) تنہا ٹوپی پہننا کافروں کی وضع ہے تو

عمامہ سنت ہے۔ (تیسیر شرح جامع صغیر، ج ۲، ص ۲۶۹)

صرف پگڑی باندھنا کہ نیچے ٹوپی نہ ہو یہ بھی اسلامی طریقہ نہیں ہے۔

لا تزال امتی علی الفطرة ما لبسو العباءة علی القلائس۔ (ویلی الفردوس، ج ۵، ص ۹۳، کنز العمال ج ۸، ص ۱۹)

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپوں پر عمامے باندھے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

هكذا تيجان الملكة (ابن شاذان کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۸۳)

فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

عليكم بالعباءة فانها سيماء الملكة وارخوالها خلف ظهوركم۔

(المعجم الكبير للطبرانی، ج ۱۳، ص ۳۸۳، کنز العمال، ج ۸، ص ۱۸، مشکوٰۃ ص ۳۷۷، الخصائص الكبرى ج ۳، ص ۲۰۹)

عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے پس پشت چھوڑ دو۔

ان الله عزوجل وملئكة يصلون علی اصحاب العباءة يوم الجمعة (مجمع الزوائد ج ۲، ص ۱۷۶، المعجم الكبير، طبرانی)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

الصلوة فی العمامة تعدل بعشر الاف۔ (ویلی الفردوس، ج ۲، ص ۴۰۹)

عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

ركعتان بعمامة خير من سبعين ركعة بلا عمامة۔ (مسند الفردوس، ج ۲، ص ۲۶۵)

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

العمامة علی القلنسوة فصل ما بیننا و بین المشرکین يعطى بكل كورة يدورها علی راسه

نورا۔ (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۳۰۵)

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ ہر چیچ کہ مسلمان اپنے سر پردے گا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

عمامہ شریف سے شیطان لعین کی نفرت

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: میں اپنے والد ماجد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور حاضر

ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے۔ جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا: اتحب العمامة تم عمامہ کو دوست رکھتے

ہو۔ میں نے عرض کی: کیوں نہیں، فرمایا: احبها تکرّم ولا يراك الشيطان الا ولی۔ اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور

جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔

سبع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول صلوة تطوع او فريضة بعمامة تعدل

خمساً و عشرين صلاة بلا عمامة و جمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بلا عمامة.
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل ہو خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے۔

ای بنی اعمہ فان الملئكة يشهدون يوم الجمعة معتمين فيسلون على اهل العمامة حتى تغيب الشمس۔

پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے فرزند عمامہ باندھا کر کیونکہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھ کر آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(اسی مفہوم کے لئے دیکھئے کنز العمال، ج ۸، ص ۱۸، لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۲۲، ابن عساکر، دیلمی، ج ۳، ص ۷۷، فتاویٰ رضویہ ص ۷۹، ج ۳)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ شریف کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا سر جھکاتے ہیں الہی بول بالا نور کا اور عمامہ شریف کے شملہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا عمامہ شریف کے آداب کے سلسلہ میں فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عمامہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تو اثر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچتا ہے۔ لہذا علماء کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذہ یعنی شملہ چھوڑنا جو اس کی فرع اور سنت غیر موکدہ ہے اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ٹھہرایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۶)

عمامہ شریف کھڑے ہو کر باندھا جائے، پیچ سیدھی جانب ہوں، سات ہاتھ سے چھوٹا اور بارہ ہاتھ سے بڑا نہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ بحوالہ فیضان سنت، ص ۷۳۷)

اس بارے میں چند مزید مسائل

★ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

كان صلى الله تعالى عليه وسلم يامر بستر الراس بالعمامة او القلنسوة وينهى عن كشف الراس في الصلوة (كشف الغم، ج ۱، ص ۸۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانپنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور نماز میں نگا سر کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

(ٹوپی کے اوپر) رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں (کم از کم تین) تو وہ عمامہ ہو گیا اور چھوٹا رومال جس سے صرف ایک دو پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ ہے اور بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال، حدیث میں ہے:

فرق ما بیننا و بین المشرکین العمامہ علی القلانس

ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپوں پر ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۱۸)

★ ابو نعیم نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا ینظر اللہ الی قوم لا یجعلون عمامتہم تحت ردائہم یعنی فی الصلوٰۃ۔ (الفردوس، ج ۵، ص ۱۳۶)

اللہ تعالیٰ اس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۱۸)

★ اعتبار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ پیچ سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھا مکروہ

ہے۔ (مرآۃ الفلاح ص ۱۹۲، رد المحتار، ج ۱۱ ص ۴۸۲، بہار شریعت ج ۳ ص ۸۵)

(شیعہ کتب میں بھی یہی لکھا ہے حالانکہ شیعہ ذاکر اعتبار کے ساتھ ہی پگڑی باندھتے ہیں۔)

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تھے۔ (فروع کافی، ج ۲ ص ۳۹)

(۲) غزوہ بدر میں فرشتے سفید عمامے باندھے ہوئے تھے۔ (فروع کافی، ج ۲ ص ۳۹)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی ثوب واحد مشتبلا بہ فی بیت ام سلمہ رضی

اللہ عنہا واضعا طرفیہ علی عاتقیہ۔ (مشکوٰۃ باب الستر کی پہلی حدیث)

میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کپڑے کے دونوں کنارے آپ کے مبارک کندھوں پر تھے تو کیا کبھی کوئی ایسا اشتہار کسی نے چھپایا ہے؟ یا کسی مسجد میں کبھی اعلان ہوا ہے کہ اتنی معتبر حدیث ہے لہذا آج اس پر عمل کرتے ہوئے ہر نمازی تمام کپڑے اتار کر صرف ایک ہی چادر میں آئے اور اس سنت کو زندہ کر کے سوشیڈوں کا ثواب پالے۔ اگر فقہ کو ماننے والے اپنے فقہاء کی تصریحات پہ عمل کر کے احادیث کے تارک ہیں تو کم از کم اہل حدیث کہلانے والے تو یہ ظلم نہ کریں لیکن وہ شاید اس بات کو نہیں جانتے کہ جو فقہ کی دولت سے محروم ہے اس کے سینے میں حدیث و سنت کا نور نہیں آسکتا کیونکہ فقہ اسی کو ملتی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرمالتا ہے۔ من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین۔ یہی ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث صحیح مسلم میں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۷۳)

ہر نماز کے لئے الگ وضو کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يتوضا لكل صلوة حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے نیا وضو فرماتے تھے۔ اس حدیث کے اگلے الفاظ ہیں۔ وکان احدنا یکفیه الوضوء مالم یحدث۔ ہم میں سے ہر ایک ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں پڑھنے کو کافی سمجھتا تھا۔ (مشکوٰۃ ص ۷۷) کبھی کسی نے حضرت انس پہ فتویٰ نہیں لگایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے الگ وضو فرماتے تھے تو آپ کون ہوتے ہیں ایسی بات کرنے والے۔ آج ہمیں کہا جاتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام نہیں کیا تو آپ کیوں کرتے ہیں یہ تو بدعت ہے تو جب حضور نے ایک کام کیا اور صحابی کہتے ہیں ہم اس کام کے بغیر بھی کام چلا لیا کرتے تھے تو یہ کس زمرے میں آتا ہے اگر کوئی کہے کہ اس سے اگلی حدیث کے اندر ہی اس سوال کا جواب موجود ہے تو اس سے گزارش ہے کہ اسی طرح جو روایات آپ فقہ حنفی کے خلاف پیش فرماتے ہیں ان کا جواب بھی احادیث میں موجود ہے خدا تو فقیہ دے تو تعصب کی عینک اتار کر شرح معانی الآثار (طحاوی) کا مطالعہ ہی کر لیجئے۔

یاد رہے کہ کئی احادیث میں اذا توضأ وضوء الصلوة کا ذکر آتا ہے کہ جب نماز کا وضو فرماتے اس سے فقہاء نے مسئلہ اخذ کیا کہ جن احادیث میں کوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا ذکر ہے مثلاً چکنائی والی چیز یا اونٹ کا گوشت اس سے مراد فقط ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہوگا کیونکہ اگر وضو کا ایک ہی معنی ہوتا تو یہ فرمانے کی ضرورت نہ تھی اذا توضأ وضوء الصلوة

(عن ابی رافع مشکوٰۃ باب سنن الوضوء کی آخری حدیث)

کیا تیمم کے ساتھ نماز نہیں ہوتی؟

اس مسئلہ پہ کتنے ہی مناظرے ہوئے کتابیں لکھی گئیں کہ لا صلوة الا بفاتحة الكتاب کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ اس کے بیسیوں جوابات علماء نے دیئے ہیں لیکن میں موضوع کی مناسبت سے ہی عرض کروں گا کہ یہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا صلوة لمن لا وضوء له جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں (مشکوٰۃ ص ۷۶) تو کیا جس نے تیمم کر کے نماز پڑھی اس کی نماز اس حدیث کے الفاظ کے مطابق ہوئی یا نہ ہوئی۔ حالانکہ اس نے وضو تو نہیں کیا۔ اسی طرح لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۷۶) اور لا صلوة الا فاتحة الكتاب کا جو معنی فقہاء کرام نے بیان فرمایا ہے وہی صحیح ہے تاکہ قرآن مجید پہ بھی عمل ہو جائے اور حدیث پاک کا مفہوم بھی قائم و دائم رہے۔ ایسے اختلافات اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت قرار دو گے تو معاملہ بہت دور چلا جائے گا اور کسی کا ایمان بھی سلامت نہ رہے گا کیا صحابہ کرام میں یہ اختلافات نہیں تھے؟ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا الاذن من الراس (ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۷۶ آخری حدیث) مگر حضرت حماد کہتے ہیں لا ادری الاذن من

الراس من قول ابی امامة ام من قول رسول الله صلى الله عليه وسلم میں نہیں جانتا کہ یہ قول کہ کان سر کا حصہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا ابی امامہ کا اپنا۔ اب یہ فیصلہ اگر فقہاء کرام کا تسلیم نہیں ہے تو اہل حدیث حضرات ہی فرمادیں اور ساتھ دلیل بھی قرآن و سنت کی ہونی چاہئے۔

وضو کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

توضاً رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة مرة لم يزد على هذا. (رواه البخاری مشکوٰۃ ص ۲۶ پہلی حدیث) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو میں صرف ایک ایک مرتبہ اعضاء کو دھویا اس پہ کچھ اضافہ نہ فرمایا۔ کیا ایک سے زائد مرتبہ اعضاء وضو کو دھونا بخاری شریف کی اس حدیث کے خلاف کہہ کر کوئی فتویٰ جڑا جائے گا جس طرح کہ اس سے کم معتبر احادیث چھوڑ کر بہت معتبر اور کئی صحابہ کرام سے مروی احادیث کی بنا پر جب احناف کوئی موقف اختیار کرتے ہیں تو آپ ضرور کوئی نہ کوئی فتویٰ جڑتے ہیں یا کم از کم امام اعظم جیسی ہستی کا نام بھی اتنے روکھے انداز سے لیتے ہیں کہ جس طرح وہ بالکل عام سے آدمی ہوں اور جب اپنے بڑوں کا نام آئے تو میں کیا کیا لکھوں کہ تم کیا کیا لکھتے ہو۔ اس بارے میں صرف ایک ہی کتاب سے چند مشاہیر کے القابات دیکھ لیں پھر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا یہی انصاف ہے؟ مثلاً

علماء غیر مقلدین کے القابات

(۱) بدیع الزماں راشد صاحب کے القابات عطاء اللہ ثاقب صاحب نے یہ لکھے ہیں۔ ناصر السنۃ النبویہ، ناصر العقیدۃ السلفیہ، قامع البدعۃ، المجاہد لا علاء کلمۃ اللہ، الصلب فی السنۃ، الملازم للعبادۃ، العالم الفاضل، المحدث الفقیہ رئیس المحققین العلمائہ الشیخ السید بدیع الدین الشاہ السندی الراشدی۔ (ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح المجید شرح کتاب التوحید ج ۱ ص ۳۴) یاد رہے پہلے دو القاب میں ناصر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے ”مددگار“ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو مددگار ماننا ان حضرات کے ہاں شرک ہے بلکہ باقاعدہ اس موضوع پہ کانفرنسیں ہوتی ہیں ”مددگار صرف اللہ ہے“ اور سٹیکرز چپتے ہیں یا اللہ مدد باقی سب شرک و بدعت۔ اس بارے میں ہماری کتاب مسئلہ توحید و شرک کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲) شیخ الكل، امام المتقین، سید المحدثین، تاج فقہاء، علم العلماء، جامع العلوم العقلیہ والعقلیہ، ناصر السنۃ النبویہ، عمدۃ العالمین، زبدۃ الکاملین، حجۃ اللہ علی الخلق مجدد القرن، الامام، المحدث الفقیہ الاصولی الشیخ شیخنا السید نذیر حسین (بدیع الدین شاہ راشدی ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح الحمید ج ۱ ص ۱۰۰) یہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب ہیں دنیا میں کبھی کسی ڈپٹی صاحب کے اتنے القابات نہ دیکھے سنے ہوں گے ان کو بھی راشدی صاحب نے ”ناصر“ مانا ہے ہاں یہ تو ناصر ہو سکتے ہیں کیونکہ ڈپٹی جو تھے اور جب ان حضرات کو کوئی مشکل پیش آتی ہے تو گورنمنٹ کے افسران سے مدد لینا ان کا پرانا وطیرہ ہے جو امریکہ جیسے حرامی کی مدد عراق کے خلاف لے سکتے ہیں وہ شیخ الكل ڈپٹی صاحب کی مدد کے قائل ہو جائیں تو کیا قباحت ہے۔ محمد علی جناح کو

قائد اعظم کہہ دیں (اگرچہ سیاسی طور پر ہی سہی) تو فوراً کہیں گے کہ قائد اعظم تو محمد رسول اللہ ہیں تو کیا امام المتقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نہیں۔ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء والرسل بھی ہیں امام المتقین بھی ہیں۔ (آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا، پڑھتا جا شرماتا جا)

(۳) رئیس المفسرین، شیخ المحدثین، امام المناظرین، ابن تیمیہ زماں، شوکانی دوراں، سردار اہل حدیث فی الہند، الشیخ، الامام المتقی، النقی العاقل، الورع الکامل، محب السنۃ، محسود اہل البدعۃ، بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، مجدد القرن ابو الوفاء ثناء اللہ بن محمد خضر الکشمیر الاصل ثم الامر تری (ایضاً ص ۱۰۳)

یہ ہیں قاضی ثناء اللہ امرتسری صاحب اگر یہی القابات ہم قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دیں جو کہ ان کی طرح برائے نام قاضی نہیں بلکہ حقیقتاً قاضی بلکہ قاضی القضاۃ ہیں تو خدا جانے یہ لوگ ہم پہ کیا کیا فتوے لگا دیں۔

(۴) نواب معالی القاب، مرجع العلماء، عمدۃ الحکماء، منبع الفیوض الرحمانیہ، ناشر السنۃ النبویہ، المحدث الفقہیہ علامہ السید صدیق بن حسن بن علی الحسینی البخاری القنوجی البوفالی (ایضاً) نواب صاحب کو القابات کچھ کم ملے ہیں شاید انہوں نے اپنی نوابی کا اظہار پوری طرح نہ فرمایا ہوگا۔ ورنہ ڈپٹی صاحب جتنے القاب تو ملنے چاہئیں تھے۔ (بہر حال! جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے)

(۵) شیخنا علامہ، المحدث، استاد العلماء، افضل الفضلاء، الصابر، الصائم، الشیخ الحافظ عبداللہ بن روشن دین امروبری الامرتسری لاہور (ایضاً) یہ روپڑی صاحب ہیں جن کو ”الروبری“ لکھا ہے کہیں اپنے لئے یہ لفظ سن کر حضرت رونہ پڑے ہوں کہ مجھے کیا سے کیا بنا دیا ہے لیکن نہیں اتنا تو جانتے ہی ہوں گے کہ روپڑی کو عربی میں روبری ہی کہتے ہیں (تو یہ ان کے پانچ اکابر کے القابات ہیں جنہیں ان کے پیچتن کہہ لیں لیکن آگے کچھ نہ کہیں کہ کہیں شرک نہ ہو جائے کہ اللہ بھی پاک اور یہ بھی پاک)

بات وضو کی چل رہی تھی تو درمیان میں یہ ”جملے معترضے“ کچھ لمبے ہی ہو گئے۔ الغرض حدیث میں دو دو بار اعضاء وضو کا دھونا بھی آیا ہے، تین تین بار بھی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۶، بحوالہ بخاری، مسلم) ایک اعرابی کے سوال پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونے کے بعد فرمایا فہن زاد هذا فقد اساء و تعدی و ظلم۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷، بحوالہ نسائی، ابن ماجہ وروی ابوداؤد معنہ) جو اس سے زائد کرے اس نے برا کیا، زیادتی کی، ظلم کیا۔ حضرت عبداللہ بن زید نے دو دو مرتبہ بیان کر کے فرمایا ہونوڑ علی نور جبکہ حضرت عثمان نے تین تین بار دھونا بیان کر کے فرمایا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے) یہ میرا اور پہلے نبیوں کا اور ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے۔ بات کو یہاں ختم کرتے ہیں کہ جب دو مرتبہ دھونا نوڑ علی نور ہے تو تین مرتبہ دھونا کیا ہے؟ یقیناً نوڑ علی نور علی نور ہوا جبکہ یہ حضرات تو ایک بار بھی اللہ کے رسول کو نور کہنے کے روادار نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک کو تین دفعہ کیسے نور کہیں گے؟

اور جب اس امام کی بات ہوتی ہے جس کی شان میں امام مالک و شافعی و ابن مبارک جیسے رطب اللسان ہیں (مناقب امام اعظم پہ ہماری کتاب دو عظیم راہنما ابو حنیفہ اور رضا کا مطالعہ فرمائیں) تو کس قدر غلیظ زبان استعمال کرتے ہیں کہ ہم اس

لو دہرانا بھی مناسب نہیں سمجھتے اس پر حکیم فیض عالم کی کتاب اختلاف امت کا المیہ ص ۳۷-۳۸ پڑھ لیں۔ اور امام صاحب کے بارے میں ان کی اس قدر غلیظ زبان سے ان کے اپنے بھی تنگ ہیں اور امام صاحب کی شان میں گستاخی کو اپنے لئے روحانی بدعا اور باعث نحوست سمجھتے ہیں چنانچہ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

غیر مقلدین کو امام اعظم کی بد دعا لگ گئی

مشہور مورخ اسحاق بھٹی، داؤد غزنوی صاحب غیر مقلدین کے نامور عالم کے تذکرے میں لکھتے ہیں: ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہلحدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی، بڑے دردناک الجے میں فرمایا: مولوی اسحاق۔ ”جماعت اہلحدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بد دعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ یا غریبۃ العلم انما اشکو بئى و حزنى الى الله“

ایک موقع پر آپ نے فرمایا: ”دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلحدیث حضرات آئمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں، بلا وجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اسی گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور آئمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں۔ یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی سے اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔“ (ص ۱۳۶/۸۷)

مشہور مورخ پروفیسر اسلم نے لکھا ”ہمارے علاقے کا ایک بھنگی چند سال ہوئے خا کروبوں میں بھرتی ہو کر سعودی عرب چلا گیا، وہاں قیام کے دوران وہ مشرف بہ اسلام ہوا اور اس نے مسلک اہل حدیث اختیار کر لیا۔ اس نے حج بھی کیا اور اب واپس آچکا ہے۔ میں بھی اس سے مل چکا ہوں۔ وہ اکثر لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا کرتا ہے کہ ابوحنیفہ کو میرے سامنے لاؤ میں اسے نماز کا طریقہ بتاؤں پھر وہ یہ آیت پڑھتا ہے فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ یقیناً ایک بھنگی سے اس طرح کی باتوں کی ہی امید رکھی جاسکتی ہے۔ ابوحنیفہ کا مقام بھنگی کیا جانے۔

رہے نہ اہل بصیرت تو بے خرد چمکے فروغ نفس ہوا عقل کے زوال کے بعد

پانی کو کوئی شے ناپاک نہیں کرتی

حضرت حکم بن عمرو فرماتے ہیں: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان يتوضأ الرجل بفضل طهور المرأة (مشکوٰۃ ص ۵۰، رواہ ابوداؤد ابن ماجہ والترمذی و تذاویر سور حاد قال حدیث حسن صحیح) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا مرد کے لئے ممنوع قرار دیا۔ حمید الحمیری تابعی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں چار سال رہنے والے اور وہ

بھی ابو ہریرہ کی طرح (یعنی ہر وقت رہنے والے) صحابی سے میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ عورت بندے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے اور بندہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۰، بحوالہ ابوداؤد، نسائی) حالانکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت کرنے والی زوجہ محترمہ کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا اور جب انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حالت جنابت میں تھی تو آپ نے فرمایا: ان الباء لا یجنب۔ پانی جنبی نہیں ہوتا۔ (رواہ الترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۴۹) جبکہ ایک حدیث میں فرمایا: ان الباء طہور لا ینجسہ شئی۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ص ۵۱) پانی پاک ہی رہتا ہے کوئی شے اس کو ناپاک کر ہی نہیں سکتی۔ لہذا فقہاء کرام کی مخلصانہ کوششوں کا مذاق اڑانے والوں کو چاہئے کہ آدھا گلاس پانی اور آدھا گلاس ملا کر بے دھڑک پی لیا کریں اور بعد میں یہ نعرہ لگائیں کہ ہم نے حدیث پہ عمل کیا ہے۔ (استغفر اللہ العظیم)

آگ والی چیز کو کھا کر وضو کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا توضؤا مما مست النار جس شے کو آگ نے چھو لیا (اس کو استعمال کرنے کے بعد) وضو کرو۔ (مسلم) جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اکل کتف شاة ثم صلی ولم یتوضا۔ (متفق علیہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا کندھا (دستی کو) کھایا اور پھر آپ نے بغیر وضو کئے نماز ادا فرمائی (تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنی ہوئی دستی کھائی تھی یا کچی ہی کھالی تھی) حضرت ابورافع فرماتے ہیں کنت اسوی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن الشاة ثم صلی ولم یتوضا۔ (مسلم) حضرت انس، حضرت ابی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم نے گوشت روٹی کھائی اور وضو نہ کیا اور جب حضرت انس نے پوچھا کہ تم نے وضو کیوں نہیں کیا تو دونوں نے یہی جواب دیا کہ ان پاک چیزوں کو کھانے سے وضو کریں۔ حالانکہ لم یتوضا منه من هو خیر منك۔ (مشکوٰۃ ص ۴۰ و ۴۱ رواہ احمد) اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھنے ہوئے گوشت کی چانپ رکھی فاکل منه ثم قام الی الصلوۃ ولم یتوضا۔ آپ نے اس سے کھایا اور پھر بغیر وضو کئے کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص ۴۱) یہ حوالے طحاوی، موطا امام محمد یا مسند امام احمد یا کسی اور حنفی محدث کی کتابوں کے نہیں ہیں بلکہ ان کتب کے ہیں جن کو غیر مقلدین حضرات تسلیم کرتے ہیں تو ان مسائل کو بھی قبول کرنا ہوگا اور قرآن و سنت کے مطابق بغیر اجتہاد و قیاس کے ان کی تاویل کرنی ہوگی بلکہ تاویل کی ضرورت کیا ہے جب اہل حدیث ہیں تو عمل کر کے دکھائیں ہم اہل سنت ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کر سکتے ہیں کیونکہ سنت ہوتی ہی عمل کے لئے ہے لہذا اہل حدیث بھی وہی ہونا چاہئے کہ جو ہر حدیث پہ عمل کرے۔ میں یہاں معجزات والی احادیث نہیں لکھ رہا کہ جن پہ عمل نہ ہو سکے بلکہ اعمال والی احادیث ہی لکھ رہا ہوں۔

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی ہم نے تو دل جلا کے سر بام رکھ دیا

ریت کو چھونے سے وضو کا لازم ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قبلۃ الرجل امراته وجسہا بیدہ من البلامۃ ومن قبل امراته جسہا بیدہ فعلیہ الوضو۔ بندے کا اپنی عورت کو چومنا اور اپنے ہاتھ سے چھونا ملامت سے ہے (یعنی قرآن پاک میں اولستمن النساء آتا ہے جس سے وضو یا غسل فرض ہو جاتا ہے اسی طرح) جو اپنی عورت کا بوسہ لے یا اس کو ہاتھ سے چھوئے تو اس پہ وضو کرنا لازم ہے اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ من قبلۃ الرجل امراته الوضو۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱ آخری دو احادیث) خود حضرت عمر فرمایا کرتے تھے ان القبلة من اللبس فتوضاً وامنها عورت کا بوسہ اس سے ہے اس سے وضو لازم ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲-۴۱) لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبل بعض ازوجہ ثم یصلی ولا یتوضا۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے مگر بغیر وضو کے نماز ادا کرتے۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان اہل حدیث کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور وہ بھی حضرت عمر، ابن عمر اور ابن مسعود جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف فتویٰ دیتے تھے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

موزوں پہ مسح کرنے کا مسئلہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا اور جب معاملہ پاؤں تک پہنچا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتارنے کی طرف بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے موزے اتارنے سے روک دیا اور فرمایا میں نے انہیں پاؤں دھو کر پہنا ہے (لہذا اتارنے کی ضرورت نہیں ہے) فمسح علیہما۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں موزوں کے اوپر مسح کیا۔ (رواہ مسلم) اسی طرح تمام روایات میں موزوں کے اوپر مسح کرنے کا ذکر ہے جبکہ اسی راوی سے اسی غزوۂ تبوک کے موقع کی روایت ہے فمسح اعلی الخف واسفلہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر بھی مسح فرمایا اور نیچے بھی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴) قطع نظر اس کے کہ محدثین نے اس حدیث کو لیس بصحیح یا ضعیف فرمایا لیکن آپ حضرات جب ان محدثین کے استاذوں اور دادا استاذوں کی بات ماننے (تقلید) کو شرک کہتے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ اپنے لوگوں (مقلدین) کو یہ تلقین کریں کہ یہ کام بھی سنت ہے اور اس پر بھی عمل کیا کرو۔ جب حدیث کی بات ہوگی تو پھر حدیث ہی کی بات کریں نہ کہ کسی راوی یا محدث کی۔ اور اگر آپ راویان حدیث کی تصریحات سے جواب دینے کا حق رکھتے ہیں تو ہم امام ابوحنیفہ کی تصریحات کو کیوں نہیں اپنا سکتے اور یہ شرک کے سرے میں کیوں آ جاتا ہے۔

نہ صدے تم ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

غسل کے بارے میں سوال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذا جلس احدکم بین شعبہ الاربع ثم جهدھا فقد وجب الغسل وان لم ينزل۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۷) جب تم میں سے کوئی چار گھاٹیوں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو انزال نہ بھی ہو تو غسل واجب ہے۔ سوال یہ ہے کہ حدیث میں جلس کا لفظ ہے تو اگر کوئی کھڑا ہو کر یہ عمل کرے تو کیا غسل واجب نہیں ہوگا اور اگر آپ اس سے جماع مراد لے سکتے ہیں تو ہم جب قرأت خلف الامام میں قرأت حکمی مراد لیتے ہیں تو وہ کیوں ناجائز ہو جاتا ہے اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث اذا جاوز الختان الختان وجب الغسل۔ (مشکوٰۃ ص ۸۴) کا معنی حکمی کس بنا پر کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ انہا الباء من الباء حضرت ابن عباس کے مطابق اختلاف کے بارے میں ہے اور باقی حضرات فرماتے ہیں یہ اول اسلام میں رخصت تھی ثم نہی عنہا (رواہ الترمذی و ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۴۹) اگر محی السنہ نے کہا ہے ہذا منسوخ تو ان کی بات تو معتبر ہو جائے اور امام الائمہ اگر کسی حکم کے منسوخ ہونے کی بات کریں تو وہاں آپ کیوں سیخ پا ہو جاتے ہیں۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا مسئلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یا عبد اللہ لاتبل قائنا۔ اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: فَمَا بُلْتُ قَائِنًا بَعْدُ اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۳) اگر آپ کہیں کہ آخر میں قیل کان لعذر کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل عذر کی وجہ سے تھا تو یہاں تو قیل بھی قابل قبول ہے اور جب فقہاء و مجتہدین قال فرماتے ہیں تو ان کا قال: آپ کو کیوں اچھا نہیں لگتا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو تمہیں یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے فلا تصدقوا تو ہرگز اس کی تصدیق نہ کرنا۔ ما کان یبول الا قاعدا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ بیٹھ کر ہی بول فرمایا ہے۔ (ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ ص ۴۳) اس طرح کی روایات جب عام بندہ پڑھے گا تو ضرور شش و پنج میں مبتلا ہوگا اور اگر غیر مسلم ایسی باتیں پڑھے گا تو اس کو پاکبازان امت، محدثین کرام پہ طعن کا موقع ملے گا اور پھر اس سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کچھ اچھالے گا لہذا اس کا بہترین حل یہی ہے کہ بارہ سو سال سے فقہاء و مجتہدین جو محنت فرما رہے ہیں اس کا انکار کرنے کی بجائے جس روایت کو انہوں نے جس معنی پہ محمول کیا ہے اس کا وہی مطلب سمجھا اور بیان کیا جائے تاکہ اسلام کے بارے میں دشمنان اسلام کو جگ ہنسائی کا موقع نہ مل سکے لیکن جن لوگوں کا کام ہی دین میں انتشار پیدا کرنا ہو اور اسلام میں رخصت ڈالنا ہو اور مساجد کے پر امن ماحول کو خراب کرنا ہو ان کے لئے اس نصیحت کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے اور یہ بات محض افواہ اور

ہوائی نہیں بلکہ حقیقی اور باحوالہ ہے اور حوالہ حاضر ہے۔

دین ملاں فی سبیل اللہ فساد

غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد اعظم کے پوتے عبدالغفار سلفی خفیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یوں گواہ افشانی کرتے ہیں۔ اہل حدیث کی نماز غیر الحمدیث کی اقتداء میں بہتر نہیں۔ اگر سنت اور صحیح مسلک کی اشاعت کی خاطر احناف کی اقتداء میں نماز پڑھی جائے تو جائز کیا بلکہ ضروری ہے کیونکہ آپ احناف کی مسجد میں جا کر صحیح طریقے کے مطابق صحیح وضو کریں گے پھر نماز سنت طریقے کے مطابق آمین و رفع یدین سے پڑھیں گے مقلدین کو تبعین سنت کی نماز کا علم ہوگا وہ آپ سے دریافت کریں گے آپ نے آمین کیوں کہی؟ رفع یدین کیوں کیا؟ آپ ان کو جواب دیں گے سننے والوں میں دس ہوں گے تو ایک تو آپ کا حامی بھی ہوگا۔ اس طرح آپ کا مسلک پھیلے گا۔ اگر اس پوری کارروائی کی ہمت و جرات نہ ہو تو پھر آپ اہل حدیث مسجد بنانے کی الگ کوشش کریں اور تا قیام مسجد اپنی نماز گھر پر پڑھیں۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۴ ص ۲۸-۲۹)

ورنہ تو ان حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ قرآن و سنت کے ہوتے ہوئے فقہ مروجہ پہ عمل و عقیدہ رکھنا سخت جرم ہے اور کتب فقہ شریعت اسلام کے بالکل منافی ہیں۔ کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے اس پہ عمل محض گمراہی اور حرام ہے بھلا اکل حلال کے ہوتے ہوئے خنزیر کھانا کب روا ہے۔ (عبدالستار مفتی خطبہ امارت ص ۱۳)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا (معتزاً فی الصلوٰۃ) اگر جانتا کہ یہ کس قدر (گناہ) ہے تو قدم اٹھانے کی بجائے سو سال تک کھڑا رہنا اس کے لئے بہتر ہوتا (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۷۴) اور پھر دیکھئے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز ادا فرماتے وانا معترضة بینہ و بین القبلة کاعتراض الجنازۃ (مشکوٰۃ ص ۷۴) وہی الفاظ جو اوپر والی حدیث میں ہیں معتزاً وہی اس میں ہیں اگر یہ اتنا بڑا گناہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اس سلسلہ میں کبھی تنبیہ نہ فرمائی۔

★ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ عورت، گدھا اور کتا (نمازی کے آگے سے گزرے تو) نماز ٹوٹ جائے گی جبکہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گاؤں میں تشریف لائے ساتھ حضرت عباس بھی تھے۔ آپ نے صحرا میں نماز ادا فرمائی، ہماری گدھی اور کتیا آگے کھیلتی رہیں۔ فہا بالی بذلك تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پرواہ نہ فرمائی (رواہ ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ص ۷۴) ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے کہ بغیر سترہ کے نماز پڑھنے والے کی نماز کو گدھا، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت توڑ دیتی ہے۔ الا یہ کہ پتھر پھینکنے کی مقدار دور سے گزرے۔

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۷۵) اس مسئلہ کے بارے میں مفتیان اہل حدیث کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں؟

انسان کو اشارہ ہی کافی ہے

یاد رہے! غیر مقلدین کی طرف سے توفیق حنفی پہ اعتراضات پہ پوری پوری کتابیں چھپی ہوئی ہیں جبکہ علماء احناف نے بھی غیر مقلدین پہ جواباً لکھا اور پھر سوالات بھی کئے ہیں جیسا کہ فقہ الفقیہ میں مولانا محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ کوٹلی لوہاراں کے والد ماجد فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد شریف صاحب محدث کوٹلوی نور اللہ مرقدہ نے۔ لیکن میرے یہ سوالات میرے اپنے ذہن کی ایک طالب علمانہ کوشش ہے، ہو سکتا ہے اپنوں میں سے کئی حضرات کو عجیب لگیں لیکن جو میرے مخاطب ہیں وہ چونکہ ہر بات پہ حدیث کی بات کرتے ہیں لہذا جواب بھی انہی سے مطلوب ہے ورنہ علماء احناف تو ان سوالات کے جوابات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ موضوع چونکہ طویل ہو رہا ہے اس لئے اب صرف اشارات ہی کرتا جاؤں گا اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ مشکوٰۃ شریف میں سے چند ابواب سے حاصل شدہ سوالات ہیں اگر حدیث کی کوئی ایک کتاب بھی لے لی جائے تو اس طرح کے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں سوالات بن سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخاطبین کو تورفع یدین، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام، جلسہ استراحت اور دیگر چند اس طرح کے مسائل کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں ہے لہذا اسی پر مناظرے اور اس پہ کتابیں اور اسی پہ تمام بحثیں ہیں اور اصل اختلاف جو اعتقادات کا ہے اس کی طرف آتے نہیں ہیں۔ کیا کسی صحابی کا عقیدہ تھا کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نعوذ باللہ گدھے اور بیل سے بھی برا ہے۔ استغفر اللہ۔ اس بارے میں چونکہ اپنے آپ کو حنفی کہلانے والے دیوبندی حضرات بھی ان کے ہم نوالہ، ہم پیالہ ہیں لہذا اس طرف نہیں آئیں گے۔ ان لوگوں کی گستاخیاں دیکھنی ہوں تو براہین قاطعہ، تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، حفظ الایمان، صراط مستقیم، اوضح البراہین وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے:

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا
ظالموں محبوب کا تھا حق یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

اشاروں کی زبان میں غیر مقلدین سے پچاس سوالات

★ لا تشدوا الدحالی (مشکوٰۃ ص ۶۸) متفق علیہ حدیث پڑھ کر مزارات پہ جانے سے توروکا جاتا ہے جبکہ مزارات سے اس حدیث کا تعلق ہی نہیں بلکہ مساجد سے تعلق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کبھی سواری پہ کبھی پیدل مسجد قبا میں تشریف لے جاتے (ایضاً) اگر مطلقاً سفر ہی حرام ہے تو بھی اس بارے میں آپ کے علماء کیا فرماتے ہیں؟

★ مسجدوں کو سجانے سے منع فرمایا گیا اور اس کو یہود و نصاریٰ کا طریقہ قرار دیا گیا (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۶۹) لہذا اپنی مسجدوں کو سجاوٹوں سے پاک کرو۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی امامہ کو اٹھا کر امامت کروائی، رکوع سجدہ کرتے تو ان کو زمین پہ کھڑا کر دیتے اور پھر اٹھا لیتے (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۹۰)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات فی الصلوٰۃ (نماز میں آنکھوں کے گوشوں سے ادھر ادھر دیکھنے) سے منع فرمایا اور اس کو اختلاس یختسلہ الشیطان من صلوٰۃ العبد (بندے کی نماز میں سے شیطان کا حصہ) قرار دیا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۹۰) جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نماز میں ایسا فرماتے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یلحظ فی الصلوٰۃ یمینا و شمالا۔ (رواہ الترمذی والنسائی مشکوٰۃ ص ۹۱)

★ صلوٰۃ الوسطیٰ کون سی نماز ہے۔ حضرت علی، ابن مسعود، سمرہ بن جندب نے نماز عصر کہا ہے۔ زید بن ثابت، حضرت عائشہ نے ظہر کی نماز فرمایا ہے۔ حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم صلوٰۃ الوسطیٰ صبح کی نماز کو قرار دیتے ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۶۳ فصل ثانی و ثالث باب فضائل الصلوٰۃ)

★ سورۃ نجم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ تلاوت فرمایا ہے (رواہ البخاری عن ابن عباس جبکہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں ہے کہ فلم یسجد فیہا سجدہ نہیں فرمایا۔) (مشکوٰۃ ص ۹۳) باب سجود القرآن فصل اول۔

★ لا صلوٰۃ الا بفاتحة الكتاب۔ پہ شور مچانے والے یہ کیوں نہیں بیان کرتے لا صلوٰۃ بحضرة الطعام۔ کھانا موجود ہو تو پھر بھی نماز نہیں ہوتی۔ (رواہ مسلم عن عائشہ، مشکوٰۃ ص ۹۶) من سمع النداء فلم یحبہ فلا صلوٰۃ لہ۔ جو اذان کی آواز سنے اور اس کا جواب نہ دے (یعنی مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا نہ کرے) اس کی نماز نہیں (جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔ عن ابن عباس، مشکوٰۃ ص ۹۷)

★ عورت خوشبو لگا کر عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں نہ آئے۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ، مشکوٰۃ ص ۹۶) کیا باقی نمازوں میں خوشبو لگا کر مسجد میں آسکتی ہے۔ اگر نہیں تو پھر صرف العشاء الاخرہ کا ذکر خصوصاً کیوں فرمایا جواب عقلی نہیں نقلی ہو اور حدیث سے ہو۔

★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کرتے پھر جا کر یہی نماز اپنی قوم کو پڑھاتے (رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۱۰۳) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز کو دو مرتبہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(رواہ احمد و ابوداؤد و النسائی عن سلیمان مولیٰ میمونہ رضی اللہ عنہا، مشکوٰۃ ص ۱۰۳)

★ جمعہ کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جا کر دو رکعتیں ادا فرماتے (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۱۰۴) جبکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنا فرمان ہے من کان منکم مصلیاً بعد الجمعة فلیصل اربعاً (رواہ مسلم) وفی اخری لہ قال اذا صلی احدکم الجمعة فلیصل بعدها اربعاً (مشکوٰۃ ص ۱۰۴ باب السنن و فضائلہا فصل اول کی آخری حدیث) حضرت ابن عمر دو بھی پڑھتے اور چار بھی (ابوداؤد، ترمذی عن عطاء، مشکوٰۃ ص ۱۰۵ باب کی آخری حدیث)

★ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت سمجھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ (متفق علیہ عن عبداللہ بن مغفل مشکوٰۃ ص ۱۰۴) صحابہ کہتے ہیں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے دیکھتے تھے لیکن فلم یامرنا ولم ینہنا نہ ہمیں ان کے پڑھنے کا حکم دیا اور

نہ منع فرمایا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۰۵ عن البخاری بن قفل) حالانکہ عبداللہ بن مغفل والی حدیث میں حکم موجود ہے صلوا قبل صلوٰۃ المغرب بلکہ دو دفعہ فرمایا اس بارے میں کوئی تسلی بخش فتویٰ جاری فرمائیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک عصر کے بعد دو رکعتیں ادا فرمائیں (بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا) جبکہ حضرت عمر لوگوں کو عصر کے بعد نماز پڑھنے پہ مارا کرتے تھے کان عمر یضرب الایدی علی صلوٰۃ بعد العصر (رواہ مسلم عن عبداللہ بن مغفل) اسی سے صاحب مشکوٰۃ نے مغرب کے فرضوں سے پہلے کی دو رکعتوں کے نہ پڑھنے کا ارشاد دیا ہے جیسا کہ اسلوب کلام بتا رہا ہے۔ (ایضاً)

★ وتروں کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ حدیث سے فرمائیں، چار تین، چھ تین، دس تین (ابوداؤد) ایک جگہ ہے سات سے کم نہ پڑھتے اور تیرہ سے زائد نہ پڑھتے (ابوداؤد) ایک میں ہے تین پڑھتے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں الکافرون اور تیسری میں آخری تین سورتوں کا ذکر ہے پھر فرمایا جو چاہے پانچ پڑھ لے جو چاہے تین پڑھ لے جو چاہے ایک پڑھ لے پھر اس میں دعائیں مختلف ہیں۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ عن ابی ایوب باب الوتر اب مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعتیں پڑھتے آٹھویں رکعت کے سوا کہیں نہ بیٹھتے۔ اسی میں سے تیرہ رکعتیں پڑھتے جن میں پانچ وتر ہوتے اور قعدہ صرف آخر میں ہوتا۔ باب الوتر ابتدائی احادیث جو کہ بخاری و مسلم کی ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز کو دن کے وتر قرار دیا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۸) اور ظاہر ہے مغرب کی تین رکعتیں ہیں لہذا وتر بھی تین رکعت قرار پائے۔

★ نماز چاشت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں میں اتنی اہمیت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن بھی اتنی مصروفیت کے باوجود حضرت ام ہانی کے گھر جا کر غسل فرمایا اور آٹھ رکعات نماز چاشت ادا فرمائی۔ (متفق علیہ عن ام ہانی، مشکوٰۃ ص ۱۱۵) اور اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا جو بارہ رکعات چاشت کی ادا کرے اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنایا جائے گا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۶) ایک روایت میں ہے جو دو رکعات چاشت کی ادا کرتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۶) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آپ نے فرمایا اگر میرے والدین بھی زندہ کر دیئے جائیں تو میں اس نماز کو نہ چھوڑوں (مشکوٰۃ ص ۱۱۶) لیکن بخاری کی حدیث حضرت مورو القحلی سے ہے نہ ابن عمر نے یہ نماز پڑھی نہ حضرت عمر نے اور نہ حضرت ابوبکر نے پوچھا گیا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے تو فرمایا لا اخالہ میرا نہیں خیال کہ آپ نے پڑھی ہو۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۶ باب صلوٰۃ النبیؐ کی آخری حدیث)

★ صلوٰۃ خسوف و کسوف کی تمام احادیث کو پیش نظر رکھ کر تسلی بخش فتویٰ جاری فرمائیں کہ احادیث کے مطابق ان میں رکوعات اور سجدوں کی تعداد کتنی ہونی چاہئے۔ (دیکھئے باب الخسوف مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

★ نجاشی کے جنازہ سے غائبانہ کی دلیل پکڑتے ہو مگر چار تکبیر کا انکار کیوں؟ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۲۲ آخری حدیث) حضرت

رید بن ارقم نے پانچ تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا اور پوچھنے پہ فرمایا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبرھا۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۳۵ پہلی حدیث) لوگوں کا (حیرت سے) سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ پہلی مرتبہ انہوں نے چار سے زائد تکبیرات کے ساتھ جنازہ پڑھاتے دیکھا ورنہ سوال کرنے کا مطلب؟ تو پھر جنازہ کتنی تکبیرات کے ساتھ پڑھایا جائے۔ پہلی حدیث متفق علیہ ہے اور دوسری صحیح مسلم کی۔ پھر پہلی حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب بھی ماننا ہوگا کیونکہ آپ نے اسی دن لوگوں کو بتا دیا تھا جس دن وصال ہوا حالانکہ کہاں حبشہ اور کہاں مدینہ؟ نعی للناس النجاشی الیوم الذی مات فیہ۔

★ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اگرچہ یہودیہ کا ہو (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۳۴) اس حکم کا منسوخ ہونا اگرچہ ثابت ہے مگر کیا جواز باقی ہے یا نہیں؟

★ احرام و صوم کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپنے لگوائے (عن ابن عباس، متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۶) دوسری حدیث میں افطر الحاجم والحجوم ہے کہ چھپنے لگوانے والے اور لگانے والے کا روزہ ختم ہو گیا۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چھپنے لگوانا آپ لوگ روزہ دار کے لئے مکروہ سمجھتے تھے تو انہوں نے فرمایا لا الا من اجل الضعف۔ نہیں مگر صرف کمزوری کی وجہ سے (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص ۱۷۷) کہاں افطار اور کہاں کراہت۔ لہذا الاصلوۃ الابفاتحة الكتاب میں اگر صلوٰۃ کامل معنی کر لیا جائے گا تو اس حدیث کی بنا پر کیوں نہ درست ہوگا؟

★ سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت دی (متفق علیہ) اور یہ بھی فرمایا: لیس من البر الصوم فی السفر (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۷) اس کے بارے میں حدیث کی روشنی میں واضح حکم بتائیں۔

★ کسی کے ذمے روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۸) نافع نے ابن عمر سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جو مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، فصل ثانی کی پہلی حدیث)

★ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں کو کبھی نہیں چھوڑا ان میں سے ایک عشرہ ذی الحجہ کے روزے ہیں۔ (رواہ النسائی مشکوٰۃ ص ۱۸۰) جبکہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم صائما في العشر قط (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۷۹) میں نے کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

★ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۲۳۵) جبکہ حضرت ابورافع بیان کرتے ہیں نکاح بھی حلت میں ہوا شب زفاف بھی و کنت انا الرسول بينهما میں خود دونوں میں قاصد تھا۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۲۳۶)

★ رافع بن خدیج فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کی کمائی (چھپنے لگانے کی کمائی) کو خبیث قرار دیا (رواہ

مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۴۱) جبکہ حضرت انس فرماتے ہیں ابو طیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھنے لگائے تو آپ نے حکم دیا کہ اس کو ایک صاع کھجوریں دو اور اس کے خراج میں بھی کمی کر دو۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۲۴۲ پہلی حدیث)

★ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ الشفعة فی کل شیء (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۲۵۷) حق شفیع ہر شے میں ثابت ہے اور حضرت عثمان فرماتے ہیں لا شفعة فی بئر ولا فحل النحل۔ (رواہ مالک، مشکوٰۃ ص ۲۵۷)

★ حضرت جابر سے روایت ہے بعنا امہات الاولاد علی عہد رسول اللہ و ابی بکر فلما کان عمر نہانا عنہ فانتھینا۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۲۹۵) ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں امہات الاولاد کی بیچ کیا کرتے تھے جب حضرت عمر کا دور آیا تو آپ نے ہمیں اس سے روک دیا پس ہم رک گئے (کسی نے نہ کہا کہ جب حضور علیہ السلام نے نہیں روکا تو آپ کیوں روکتے ہیں جس طرح تین طلاق کے مسئلہ میں غیر مقلدین کہتے ہیں کہ شریعت حضور کی ہے یا عمر کی؟ کیونکہ وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے)

★ حضرت عائشہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ چوتھائی دینار سے کم کی چوری پر چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۱۳) جبکہ حضرت ابو ہریرہ سے انڈا، رسی کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹنا منقول ہے اور یہ حدیث بھی متفق علیہ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۱۳)

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں کے پاس سفر سے رات کو واپس آنے سے منع فرمایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۳۹) جبکہ ص ۳۴۰ پر حضرت جابر ہی سے ابوداؤد شریف کے حوالے سے ہے رات کے شروع والے حصے میں سفر سے واپسی کو آپ نے بہت اچھا قرار دیا ہے۔

★ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موتیوں کی تھیلی آزاد عورت اور لونڈی میں تقسیم فرمائی اور آپ ہی فرماتی ہیں۔ کان ابی یقسم للحر والعبد (راہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۳۵۶) جبکہ میرے والد آزاد مرد اور غلام میں تقسیم کرتے تھے (حضرت عائشہ نے بھی نہ کہا کہ حضور علیہ السلام تو ایسا کرتے تھے اور آپ یوں کرتے ہیں آج اللہ کے حکم صلوا علیہ وسلموا تسلیا پہ جھگڑا کیا جاتا ہے کہ کیوں پڑھتے ہو، جب مطلقاً حکم الہی ہے تو جب بھی پڑھو حکم الہی پہ ہی عمل ہو رہا ہے)

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۵۹) اور حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (رواہ ابوداؤد و الترمذی مشکوٰۃ ص ۳۶۱) اسی طرح گوہ کا گوشت آپ کے سامنے کھایا گیا اور آپ دیکھتے رہے (گویا اجازت دی) اور ابوداؤد ہی کی روایت ہے حضرت عبدالرحمن بن شبل سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں منع بھی فرمایا ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن اکل لحم الضب۔ (مشکوٰۃ ص ۳۶۱)

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ (نجاست کھانے والی گائے) کا

گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا ہے (ترمذی) ابوداؤد میں ہے کہ اس پہ سواری کرنے سے بھی منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۶) آپ کے علماء اس بارے میں کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ خوب مزے لے لے کر کھاتے ہیں یا منع فرماتے ہیں۔ یا فقہاء کرام کا ہی مذاق اڑاتے ہیں۔ ان دلائل میں سے اگر بعض کو آپ نے اپنایا اور بعض کو انہوں نے اپنالیا تو صرف اپنے دلائل کو دیکھ کر ان کو مخالفین حدیث ٹھہراتے ہیں یا ان کے دلائل پہ بھی نظر فرماتے ہیں۔

★ باپ دادا کی قسم اٹھانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے مگر حضرت فحج العامری فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود باپ کی قسم اٹھائی قال ذلك و ابى الجوع (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۷۰) ان احادیث پہ ہمارے علماء کے حاشیے دیکھے بغیر جواب دینا ہوگا تاکہ پتہ چلے آپ لوگ کتنے پانی میں ہیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر (کوئی مشروب) پینے سے منع فرمایا بلکہ فرمایا فبن نسی منکم فلیستقی (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۷۰) جو بھول کر پی لے وہ قے کر دے (وضو کا بچا ہوا پانی اور زمزم کا یہ حکم نہیں) جبکہ ترمذی کی روایت ہے آپ نے خود کھڑے ہو کر پانی پیا اور بیٹھ کر بھی (مشکوٰۃ ص ۳۷۱) اور ابن عمر سے ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چلتے پھرتے کھاتے بھی تھے اور کھڑے ہو کر پیتے بھی تھے۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۷۱)

اسی لئے فقہاء نے فرض، واجب، سنت، موكده، غير موكده، اسات، خلاف اولی، حرام، مکروہ تحریمی، تنزیہی، اباحت وغیرہ اصطلاحات قائم کی ہیں تاکہ ہر بات کو نا فرمانی اور حرام و خلاف سنت کہہ کر ان جلیل القدر ہستیوں کی توہین کر کے کسی کا ایمان خراب نہ ہو کہ اگر یہ لوگ دین پہ عمل نہیں کرتے تھے تو پھر کون کرے گا؟ مخاطب چونکہ غیر مقلد ہیں لہذا وہی اس بارے میں غور کریں ہمارے فقہاء نے تو ہر بات نکھار کر لکھ دی ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے حضور علیہ السلام کی امت کی خوب خوب راہنمائی فرمائی ہے۔

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گھر میں) ایک بستر مرد کا، دوسرا عورت کا، تیسرا مہمان کا اور چوتھا شیطان کا ہے (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۷۳) اہل حدیث حضرات اس حدیث پہ کہاں تک عمل کرتے ہیں وہ خود جانتے ہیں۔

★ انگٹھی پہننے کے بارے میں دو احادیث ہیں دونوں ابوداؤد کی ہیں عبداللہ ابن جعفر فرماتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتختم فی یمنہ اور ابن عمر سے ہے کان النبی یتختم فی یسارہ (مشکوٰۃ ص ۳۷۸) کسی تیسری حدیث کی رو سے فیصلہ آپ فرمادیں کہ انگٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہئے۔

★ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۸۰) جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اور حضرت عائشہ بھی ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلے ہیں

(ترمذی عن القاسم بن محمد عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مشکوٰۃ ص ۳۸۰)

★ روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، عن عبد اللہ بن مغفل) مگر خود کثرت کے ساتھ کنگھی فرمائی

یکثر دھن داسہ و تسریح لحیة (عن انس، مشکوٰۃ ص ۳۸۱) عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بالوں کو زیادہ سنوارنے سے منع فرمایا (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۸۲) دوسری حدیث میں ہے من کان له شعر فلیکرمہ جس کے بال ہوں وہ ان کو سنوار کر رکھے۔ (ابوداؤد عن ابی ہریرۃ، مشکوٰۃ ص ۳۸۲)

★ سفید بالوں کو اکھیڑنے سے منع فرمایا اور ان کو نور المسلم قرار دیا اور فرمایا کانت له نوراً یوم القیمة پھر ان کا رنگ بدلنے کا حکم بھی دیا (یہ تینوں احادیث کتب صحاح کے حوالے سے مشکوٰۃ ص ۳۸۳ پر موجود ہیں) حضرت انس فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۸۴) جبکہ حضرت عثمان بن عبد اللہ فرماتے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک نکالا (موئے مبارک کی زیارت کرائی) تو وہ مخضوب (اس پہ خضاب لگا ہوا تھا) (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص ۳۸۴)

★ زخم کو داغنے سے منع فرمایا (رواہ البخاری عن ابن عباس مشکوٰۃ ص ۳۸۷) مگر حضرت جابر و سعد رضی اللہ عنہما کے زخم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود داغا (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۸۷) اور حضرت ابی کے زخم کو داغنے کے لئے طبیب کو بھیجا۔ جس نے ان کا زخم داغا (رواہ مسلم عن جابر، مشکوٰۃ ص ۳۸۷) اسی طرح دم کرنے کی اجازت بھی عطا فرمائی (عن عائشہ، عن ام سلمہ، عن جابر، عن عوف بن مالک مشکوٰۃ ص ۳۸۸) پھر دم کرنے اور داغنے کو توکل کے خلاف بھی قرار دیا (عن المغیرۃ بن شعبۃ، رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۸۹) لا عدوی فرمایا (عن جابر رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۹۲) حالانکہ مجذوم کو دور سے بیعت فرمایا اور فرمایا ان قد با یعنناک فارجع (رواہ مسلم عن عمرو بن العزید) دوسری طرف مجذوم کا ہاتھ پکڑا، اس کو اپنے ساتھ بٹھایا اور کھانا کھلایا (عن جابر، رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۳۹۲)

★ خط لکھ کر اوپر مٹی ڈالنے کا حکم دیا (رواہ الترمذی عن جابر، مشکوٰۃ ص ۳۹۹) لکھنے والے کو قلم کان پہ رکھنے کا حکم دیا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۹۹ عن زید بن ثابت) کیا اہل حدیث حضرات ان احکام پہ بھی عمل کرتے ہیں اور ان روایات کو بھی احادیث مانتے ہیں۔

★ عند الملاقات جھکنے، چومنے سے منع فرمایا (عن انس، رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۰۱) جبکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ملاقات کے وقت خود چوماقبلہ (عن عائشہ، رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۰۳) اس طرح جعفر بن ابی طالب کو قبل ما بین عینیہ، عن الشعبي، (مشکوٰۃ ص ۴۰۲) پہ اور بھی احادیث دیکھیں۔ وفد عبد القیس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بھی چومے اور پاؤں بھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کا ہاتھ چومتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اور ایک دوسرے کے لئے کھڑے بھی ہوتے جبکہ صحابہ کرام کو منع فرمایا کہ لا تقوموا کھڑے نہ ہوا کرو یہ عجمی لوگوں کا طریقہ ہے پھر بھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تو گھر میں داخل ہونے تک صحابہ کرام کھڑے رہتے (عن ابی ہریرہ، مشکوٰۃ ص ۴۰۳) اب بتاؤ کس کس پر کیا کیا فتویٰ لگاؤ گے؟ اس لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر فقہاء کرام اور علماء حق کی تصریحات سامنے نہ رکھی جائیں تو

صرف حدیث پڑھنے سے عام بندے کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ لہذا احادیث کو سمجھنے کے لئے سلف صالحین کی راہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔ خود آپ کے اپنے عوام وہ کرتے ہیں جو آپ ان کو بتاتے ہیں تو اور تقلید کیا ہوتی ہے؟ جبکہ دلائل تو دونوں طرف موجود ہیں تو گویا انہوں نے آپ کی بات کو بے دلیل مانا۔

★ پشت کے بل یعنی چت لیٹنے (مستلقیا) ایک پاؤں دوسرے پہ رکھ کر سونے سے منع فرمایا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۰۴) جبکہ حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بالکل اسی طرح لیٹے ہوئے دیکھا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۰۴) اسی طرح کی کوئی تیسری حدیث آپ کے پاس ہے تو اس کے ذریعے جواب عنایت کریں ورنہ فقہاء و مجتہدین و محدثین کو گالیاں دینے کی بجائے دعائیں دیں جنہوں نے اس طرح کی احادیث میں تطبیق دیگر امت پہ بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔

★ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نام (یعنی، برکہ، ایلح، یسار، نافع وغیرہ) رکھنے سے منع فرمانے کا ارادہ کیا ولہ ینہ عن ذلك۔ لیکن منع نہ فرمایا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۰۷)

لیکن حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تھا۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۰۷)

★ اشعار و شعراء کی مذمت بھی فرمائی اور خود اشعار سننے بھی پڑھے بھی، پسند بھی فرمائے (دیکھئے پورا باب البیان والاشعر ص ۴۰۹)

★ غیبت کرنے والوں کو نماز، روزہ قضا کرنے کا اور وضو دوبارہ کرنے کا حکم دیا

(روی البیہقی عن ابن عباس فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص ۴۱۵)

کیا آپ کے مفتیان کرام کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

★ عبادت میں اللہ کے علاوہ (غیر) کی نیت کرنے کو آپ حضرات بھی شرک فرماتے ہیں اور حدیث میں بھی حضرت

ابو ہریرہ سے ہے قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشکاء عن الشک من عمل عملا اشک فیہ معی غیری ترکته

وشرکہ وفی رواۃ فانا منہ بری ہو للذی عملہ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۵۴)

وعن ابی سعید بن ابی فضالہ، فصل ثانی کی پہلی حدیث جبکہ ہجرت جیسے عظیم عمل میں عظیم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللہ اور اس کے رسول کی نیت کی اور پھر حضور کی بارگاہ ناز میں عرض بھی کیا یا رسول اللہ ما کانت ہجرتی للہال وما

کان اللہ ولسولہ۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۶) اس مسئلہ میں ذرا تفصیلی وضاحت فرمائیں کیونکہ آپ حضرات کو ایسی باتوں میں کچھ

زیادہ ہی شرک دکھائی دیتا ہے۔

★ دجال کی دائیں آنکھ ”کافی“ ہوگی یا بائیں، حضرت عبداللہ سے روایت ہے وان المسیح الدجال اعور عین

الیمین کان عینہ عنبة طافیة یعنی دائیں آنکھ کافی ہوگی (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۷۲) جبکہ صحیح مسلم کے حوالے سے حضرت

حذیفہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدجال اعور العین الیسری کہ اس کی بائیں آنکھ کافی ہوگی۔

(مشکوٰۃ ص ۴۷۳) شاید آپ کا فتویٰ ہو کہ دونوں ہی کافی ہوں گی۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے بارے میں مشکوٰۃ ص ۵۲۱ باب المبعث و بدء الوحی کی ابتداء میں بخاری و مسلم کی احادیث ابن عباس اور حضرت انس جیسے جید صحابہ کرام سے ہیں۔ ساٹھ سال، تریسٹھ سال، پینسٹھ سال اس بارے میں آپ حضرات قرآن و سنت سے کیسے فیصلہ فرمائیں گے۔ ذرا ہمیں بھی آگاہ کریں اور کسر کو شامل کرنے نہ کرنے کے چکر میں نہ پڑیں کیونکہ یہ تو پھر تقلید ہو جائے گی۔

★ حضرت علی سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کے علاوہ کسی کے لئے اپنے والدین کو فدا کرنے کا ذکر نہیں فرمایا: فداك ابی و اُمی (مشکوٰۃ ص ۵۶۵) متفق علیہ۔ صفحہ کی آخری حدیث۔ ص ۵۶۷ صفحہ کی پہلی حدیث۔ لیکن بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث حضرت زبیر سے بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بنی قریظہ کی خبر لائے پس میں گیا اور جب واپس آ کر خبر دی تو جمع لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوہ فقال فداك ابی و اُمی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۵) اب بتاؤ کہ باب مدینۃ العلم کے علم میں کمی نکالو گے یا کوئی اس سے بڑھ کر گستاخی کرو گے۔

★ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زمین پہ جتنے بھی چلنے والے ہیں ان میں سے حضرت عبداللہ بن سلام کے علاوہ میں نے کسی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ انه من اهل الجنة جنت والوں میں سے ہے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۵۷۵) حالانکہ عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کا نام لے کر فرمایا ابوبکر فی الجنة، عمر فی الجنة..... ایسی باتوں کو لے کر ہی فقہاء پر طعن کرتے ہونالں، تو ان جلیل القدر صحابہ کے بارے میں کیا کہو گے۔

★ آخری بات یہ ہے کہ مسئلہ ثابت کرنے کا تم نے ایک ہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ قرآن و سنت کے ظاہری الفاظ پہ اکتفا کر لیتے ہو حالانکہ اس طرح کئی مقامات پر تمہیں پریشانی ہوگی۔ مثلاً قرآن میں ہے کہ والدین کو اف نہ کہو تو کیا اس سے والدین کو مارنا بطریق اولیٰ ثابت نہیں ہوگا۔ یا صرف اف کہنا ہی جائز نہیں باقی مار کٹائی میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث شریف میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں تو کیا صرف زبان سے اور ہاتھ سے ہی مسلمان کو تکلیف پہنچانا منع ہے اگر پاؤں سے ٹھڈے مارے جائیں تو اس کی اجازت ہے؟ تو فقہاء نے عبارة النص، اشارة النص، دلالة النص اور اقتضاء النص، حقیقت مجاز صریح کنایہ، خاص عام مشترک مؤول۔ خفی مشکل مجمل متشابہ وغیرہ اصطلاحات قائم فرمائی ہیں یہ باقاعدہ قرآن و احادیث میں جاری ہوتی ہیں اور انہی کے ذریعے ہی مذکورہ سوالات کے جوابات حاصل ہو سکیں گے۔ لہذا ہمیں ان کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ باقی ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اب آپ کی مرضی ہدایت سے دور رہ کر ظالم بنے رہیں یا ادب کا دامن تھام کر ان کے لئے دعا گور ہیں کیونکہ الایمان کلمہ ادب۔

از خدا جویم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

سنن نسائی کی منتخب احادیث

اکبر نیکو
ناشر
زمین و آسمان
پبلشرز
لاہور

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	نجات کا راستہ
مصنف	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
صفحات	416
تعداد	1100
کمپوزنگ	فرخ علی
ناشر	اکبر بک سیلرز لاہور

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین کہ اس مجموعہ کے ساتھ ہی صحاح ستہ کی منتخب احادیث کا سلسلہ تمام ہوا۔ بخاری، مسلم، ترمذی اور ابوداؤد کی طرح اس مجموعہ کی دونوں کتب کی منتخب احادیث کی نمبرنگ بھی مجموعہ صحاح ستہ مطبوعہ دارالسلام کے مطابق ہے۔ قارئین کرام کو میرے مجموعہ ہائے منتخب احادیث پڑھ کر یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ جس وسیع پیمانے پہ میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے منتخب احادیث کے مجموعے ترتیب دیئے ہیں اس طرز پہ اس سے پہلے کام نہیں ہوا اور یہ سب میرے اساتذہ کرام کی محنت کا نتیجہ ہے جن سے میں نے دورۂ حدیث، مشکوٰۃ شریف اور حدیث کی دیگر کتب پڑھیں اور زمانہ طالب علمی کا میرا ذوق ہے کہ میں اس طرز پہ حدیث شریف کی تعلیمات آپ حضرات تک پہنچاؤں۔ صرف اس لئے تاکہ جو لوگ حدیث کی بڑی کتب خریدنے سے اور پھر ان کو اٹھا کر پڑھنے سے گھبراتے ہیں وہ کم از کم صحاح ستہ اور مشکوٰۃ شریف و مؤطا امام مالک کی احادیث کو خلاصے کے طور پر آسانی سے پڑھ سکیں۔ کوشش یہی کی گئی ہے کہ جن احادیث کی نشاندہی سابقہ مجموعوں میں کی گئی ہے ان کا ذکر اس مجموعہ میں نہ ہوتا کہ تکرار سے بچا جاسکے تاہم بعض اہم مسائل والی احادیث کا ذکر بالتکرار کر بھی دیا گیا ہے تاکہ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور بعض معنوں احادیث کا ذکر عنوان بدل کر کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی حدیث سے کئی طرح کے موضوع سامنے آجائیں۔ فقہی مسائل والی احادیث کی بہ نسبت فضائل والی احادیث زیادہ لکھی گئی ہیں، صرف اپنے ذوق کے پیش نظر۔ تو پھر اب

آؤ مل کر احمد مختار کی باتیں کریں	لشکر اسلام کے سردار کی باتیں کریں
ظلمتوں میں پیکر انوار کی باتیں کریں	حرفِ لا کے شارح اسرار کی باتیں کریں
جذبہ عشق و محبت کی تسلی کے لئے	ہم مدینے کے درود یوار کی باتیں کریں
مانگتے ہیں بھیک شاہانِ زمانہ بھی جہاں	آج ہم اُس کو چہ و بازار کی باتیں کریں
جس پہ قربان ہیں جہانِ حسن کی رعنائیاں	خلعِ فطرت کے اس شہکار کی باتیں کریں
دید سے ملتا ہے جس کے دیدہ و دل کو سرور	گنبدِ خضریٰ کے اس مینار کی باتیں کریں
بیٹھتے ہیں دم بخود جس میں فصیحانِ زمن	ہاں اسی دربارِ گوہر بار کی باتیں کریں
ذکر چھیڑیں رحمت کونین کے اخلاق کا	شافع محشر، شہِ ابرار کی باتیں کریں
جس نے انساں کو دیا درسِ اخوت اے ”حسن“	کیوں نہ ہم اس صاحبِ کردار کی باتیں کریں

انشاء اللہ اس کے بعد مؤطا امام مالک کی منتخب احادیث بھی اسی طرح جمع کرنے کا پروگرام ذہن میں ہے کیونکہ مجھے

موظا امام مالک چند مرتبہ پڑھانے کا موقع ملا ہے تو اس کی کافی احادیث کے حوالہ جات میں نے محفوظ کر لئے ہیں۔ ویسے بھی یہ کتاب پہلے ابن ماجہ کی جگہ صحاح ستہ میں شامل تھی اس لیے دل چاہ رہا ہے کہ اس کی منتخب احادیث بھی منظر عام پہ آجائیں۔

طویل احادیث کو تمامہ لکھنے سے گریز کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا حجم زیادہ نہ ہو جائے اور ضروری سمجھا تو صرف ایک دو لائنوں میں حوالہ لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ کتاب الفتن کی طویل احادیث اور اشراف السلفۃ کی احادیث میں سے چند احادیث جو مختصر تھیں ان کا حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔ تو آئیے پہلے امام نسائی اور ان کی سنن کے بارے میں پڑھتے ہیں اور پھر سنن نسائی کی منتخب احادیث کے سلسلہ کا آغاز کرتے ہیں۔

خزاں کے دن ہوئے تو کچھ نہ تھا جز خار، گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو کے یہ غنچہ تھا، یہ گل تھا

امام نسائی

ائمہ صحاح ستہ میں امام ابو عبد الرحمن نسائی اہم حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ حافظ ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں: میں نے اپنے وطن اور بیرون وطن میں صرف چار ائمہ حدیث دیکھتے ہیں۔ نیشاپور میں محمد بن اسحاق اور ابراہیم بن ابی طالب۔ مصر میں نسائی اور ابواز میں عبدان۔ ان کے علاوہ ابوالحسین بن المظفر نے بیان کیا کہ مصر میں ہمارے تمام مشائخ امام نسائی کے تقدم اور ان کی امامت کا اعتراف کرتے تھے اور حافظ علی بن عمر کہتے ہیں: امام نسائی علم حدیث میں اپنے تمام معصروں پر فائق تھے۔^۱

حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں: امام نسائی نقد رجال میں انتہائی محتاط، معتمد اور اپنے تمام معاصرین پر مقدم تھے۔ نیز فرماتے ہیں: فن رجال میں ماہرین کی ایک جماعت نے امام نسائی کو امام مسلم بن حجاج پر بھی ترجیح دی ہے اور دارقطنی وغیرہ نے ان کو فن اسماء رجال اور دیگر علوم حدیث میں امام الائمہ ابو بکر بن خزیمہ صاحب الصحیح سے بھی افضل گردانا ہے۔^۲ اور حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں کہ امام نسائی حدیث، علل حدیث اور اسماء رجال کے علوم میں مسلم ترمذی اور ابوداؤد سے زیادہ ماہر ہیں اور اس میدان میں وہ ابوزرعہ اور بخاری سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔^۳ الغرض امام نسائی ماہرین علوم حدیث کی نظر میں ہمیشہ قابل احترام اور شائقین حدیث میں ہمیشہ مقبول رہے۔ اسی گمن میں زندہ رہے اور اسی راہ میں فوت ہوئے۔

ولادت و سلسلہ نسب

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سان بن دینار نسائی ۲۱۵ھ میں خراسان کے ایک مشہور شہر نسا میں پیدا ہوئے۔^۴ امام نسائی کے سال ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے لیکن اس باب میں قول فیصل امام نسائی کے قول کو قرار دینا چاہیے اور وہ فرماتے ہیں: الشبہ بالحق یہی ہے کہ میرا سال پیدائش ۲۱۵ھ ہے۔ حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی کا بھی یہی مختار ہے۔ لیکن شاہ عبدالعزیز نے آپ کا سال ولادت ۲۱۴ھ بیان کیا ہے۔

۱..... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب المعجم ج ۱ ص ۳۸۴۳

۲..... ایضاً..... ہی الساری ج ۱ ص ۲۲

۳..... محدث محمد بن اسماعیل توضیح الافکار جلد ۱ ص ۲۲۰

۴..... امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۶۹۸

۵..... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب المعجم جلد ۱ ص ۳۸

ابتدائی حالات

ابتدائی تعلیم کے بعد پندرہ سال کی عمر میں امام نسائی نے علم حدیث کی تحصیل شروع کی۔ سب سے پہلے وہ قتیبہ بن سعید بلخی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر علم حدیث حاصل کیا۔ بعد ازاں دوسرے اساتذہ حدیث کی طرف رجوع کیا۔

احادیث کے لئے سفر

امام نسائی نے دور دراز شہروں میں جا کر علم حدیث کا اکتساب کیا اور احادیث کی طلب اور روایت کی خاطر متعدد سفر اختیار کیے۔ جن شہروں میں جا کر آپ نے علم حدیث حاصل کیا۔ ان میں حجاز، عراق، شام، خراسان اور مصر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کا مولد اور وطن خراسان ہے لیکن بعد میں آپ نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

اساتذہ و مشائخ

امام نسائی نے اپنے وقت کے نادر اور یگانہ روزگار مشائخ سے سماع حدیث کا شرف حاصل کیا جن میں ان حضرات کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راہویہ، ہشام بن عمار، عیسیٰ بن زغبہ، محمد بن نصر مروزی، ابوکریب، سوید بن نصر، محمود بن غیلان، محمد بن بشار، علی بن حجر، ابوداؤد سلیمان بن اشعث اور ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔^۱

تلامذہ

امام نسائی کے تلامذہ کا سلسلہ بھی بہت وسیع ہے۔ متعدد شہروں سے کثیر تعداد میں طلبہ آ کر آپ سے اکتساب فیض کیا کرتے تھے۔ چند تلامذہ کے اسماء یہ ہیں۔ عبد الکریم بن احمد نسائی، ابوبکر احمد بن اسحاق ابن انس، ابوعلی الحسن بن الخضر الاسیوطی، الحسن بن رشیق العسکری، حافظ ابوالقاسم اندلسی، علی بن ابوجعفر طحاوی، ابوبکر بن حداثہ، ابو جعفر عقیلی، ابوعلی بن ہارون، حافظ ابوعلی نیشاپوری، ابوالقاسم طبرانی وغیرہم۔^۲

شخصیت اور عام حالات زندگی

امام نسائی طبع رنگ کے نہایت خوبصورت شخص تھے۔ بے حد توانا اور جسیم تھے۔ ان کے بدن پر عموماً خون کی سرخی دوڑتی رہتی تھی۔ ان کا دسترخوان انواع و اقسام کے لذیذ کھانوں سے پر ہوتا تھا۔ عام طور پر مرغ وغیرہ بھنوا کر کھایا کرتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ کھانے کے بعد نبیذ پیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ خوش وضع اور خوش پوشاک تھے اور انتہائی قیمتی اور عمدہ

۱..... امام ابو عبد اللہ ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرہ الحفاظ جلد ۲ ص ۶۹۸

۲..... امام ابو عبد اللہ ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرہ الحفاظ ج ۲ ص ۶۹۸

۳..... شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۷

لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ آپ کی چار بیویاں تھیں اور کنیزوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے ساتھ رہتی تھی۔^۱

عبادت و ریاضت

امام نسائی بے حد عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ ایک دن روزہ دار ایک دن افطار صوم داؤدی طریقہ کو اپنایا ہوا تھا۔ طبیعت اور مزاج میں حد درجہ استغناء تھا۔ اس لیے حکام کی مجلس سے ہمیشہ احتراز کرتے تھے۔

امام نسائی عقائد میں بھی راسخ اور متصلب تھے۔ جس زمانہ میں معتزلہ کے عقیدہ خلق قرآن کا چرچا تھا۔ ان دنوں محمد بن اعین نے ایک مرتبہ عبد اللہ بن مبارک سے کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ جو شخص آیہ کریمہ اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی کو مخلوق مانے وہ کافر ہے۔ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: یہ حق ہے۔ امام نسائی نے جب یہ روایت سنی تو کہا: میرا بھی یہی مذہب ہے۔^۲

عبادات میں امام نسائی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حافظ محمد بن مظفر اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں: امام نسائی دن کے وقت میں امیر مصر کے ساتھ جہاد کرتے اور رات ساری عبادت میں گزار دیتے تھے۔ طبعاً فیاض تھے اور مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اسوہ رسول کو اپنانے اور اخلاق صالحین کے تخلق میں گزاری یہاں تک کہ دمشق میں خوارج کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔^۳

تشیع کی بحث

امام نسائی اخیر عمر میں مصر سے دمشق تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگ امیر معاویہ کی شان اور فضیلت میں انتہائی غالی اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں انتہائی متعصب تھے بلکہ دمشق میں اس وقت اکثریت ہی ان لوگوں کی تھی جو حضرت علی کے بارے میں علی الاعلان بدگوئی کیا کرتے تھے۔ امام نسائی نے جب وہاں بدعقیدگی کی یہ فضا دیکھی تو اصلاح عقائد کی غرض سے حضرت علی کے مناقب پر مشتمل کتاب الخصائص تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کی تصنیف سے ان کا مقصد حضرت علی کے فضائل اور مناقب کا احصاء کرنا تھا۔ اس لیے اس میں بعض ایسی روایات بھی آگئی ہیں جو روایت اور روایت کے اصول پر صحیح نہیں ہیں۔

خصائص کی تصنیف کے بعد امام نسائی نے دمشق کی جامع مسجد میں لوگوں کے سامنے اس کو پڑھ کر سنایا۔ چونکہ یہ کتاب وہاں کے لوگوں کے نظریات کی خلاف تھی اس لیے اس کتاب کو سن کر وہاں کے لوگ مشتعل ہو گئے۔ مجمع سے کسی شخص نے کہا ہمیں آپ کوئی ایسی روایت سنائیں جس سے حضرت معاویہ کی حضرت علی پر برتری ظاہر ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا: کیا معاویہ کے لئے علی کے مساوی ہونا کافی نہیں ہے جو تم برتری کا سوال کر رہے ہو۔ کسی نے کہا: آپ حضرت معاویہ کے فضائل بھی بیان کریں۔ آپ نے جواب میں فرمایا: مجھے معاویہ کے بارے میں لا اشبع اللہ بطنہ کے سوا اور کوئی حدیث نہیں ملی۔ اس بات

۱۔..... الذہبی م ۷۲۸ ھ تذکرہ ج ۲ ص ۶۹۸ ۶۹۹

۲۔..... الذہبی م ۷۲۸ ھ تذکرہ ج ۲ ص ۷۰۰

۳۔..... امام ابو عبد اللہ ذہبی متوفی ۷۲۸ ھ تذکرہ الحفاظ جلد ۲ ص ۷۰۰

کا سنا تھا کہ وہ لوگ آگ بگولہ ہو گئے اور تمام آداب کو بالائے طاق رکھ کر انہوں نے آپ کو زد و کوب کرنا شروع کر دیا۔ اس حادثہ میں آپ کو شدید ضربات پہنچیں۔ بعض اشیاء نے آپ کے جسم کے نازک حصوں پر بھی لاٹھیاں ماریں جس کی وجہ سے آپ بہت نڈھال اور بے حال ہو گئے۔

یہ ہے وہ قضیہ جس کی بنا پر بعض لوگوں نے آپ کو رفض کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ اس الزام سے آپ کا دور کا علاقہ بھی نہیں تھا۔ بعض لوگوں نے اس باب میں بن خلکان کی اس عبارت سے دھوکا کھایا ہے۔ وکان یتشیع^۱ (وہ تشیع کرتے تھے) علامہ ابن خلکان نے امام نسائی کے لئے تشیع کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور تشیع اور رفض میں بہت فرق ہے اس کی تحقیق کے لئے علامہ ابن حجر کا یہ کلام ملاحظہ فرمائیے:

فالتشیع فی عرف المتقدمین هو اعتقاد تفضیل علی علی عثمان وان کان علیاً مصیباً فی حروبه وان مخالفه مخطی مع تقدیم الشیخین وتفضیلهما الی ان قال واما التشیع فی عرف المتأخرین فهو الرفض المحض۔ (شہاب الدین ابن حجر العسقلانی التوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۹۷)

متقدمین کی اصطلاح میں حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دینے کو تشیع کہتے ہیں جبکہ حضرت علی کو تمام جنگوں میں حق پر اور ان کے مخالف کو خطا کار مانا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت علی پر شیخین کے تقدم اور ان کی فضیلت کو بھی مانا جائے اور متاخرین کی اصطلاح میں تشیع محض رفض کو کہتے ہیں۔

نیز علامہ عسقلانی اسی موضوع پر بحث کرتے ہوئے مقدمہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

والتشیع محبة علی وتقديمه علی الصحابة فمن قدمه علی ابی بکر و عمر فهو غال فی تشیعه و يطلق علیه رافضی ولا فشیعی فان انضاف الی ذالک السب او التصريح بالبغض فغال فی الرفض۔ (ہدی الساری ج ۲ ص ۳۱)

حضرت علی کی محبت اور انہیں صحابہ سے افضل جانے کو تشیع کہتے ہیں پس جو شخص انہیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بھی افضل جانے وہ غالی شیعہ ہے جس کو رافضی کہتے ہیں ورنہ وہ شیعہ ہے اور اگر وہ شیخین کو سب و شتم بھی کرے یا ان سے بغض ظاہر کرے تو وہ غالی رافضی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص حضرت علی کو شیخین سے افضل جانے وہ رافضی اور جو ان کو حضرت عثمان سے افضل جانے وہ شیعہ ہے لیکن امام نسائی کی تصانیف سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حضرت علی کو شیخین یا حضرت عثمان پر فضیلت دیتے ہوں۔ انہوں نے اپنی کتاب السنن میں بیعت حضرت ابوبکر کے وقت حضرت عمر کا یہ فرمان روایت کیا ہے: الستم تعلبون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امر ابابکر ان یصلی بالناس فایکم تطیب نفسه ان یتقدم ابابکر قالوا نعوذ

۱..... امام ابو عبد اللہ ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ص ۶۹۹-۷۰۰

۲..... قاضی شمس الدین احمد بن محمد المعروف بابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ وفيات الاعیان جلد ۱ ص ۳۵

باللہ ان نتقدم ابابکر (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۷۹) (حضرت عمر نے سقیفہ بنو ساعدہ میں مہاجرین اور انصار کے اجتماع سے خطاب کر کے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو امامت کرانے کا حکم دیا؟ پھر تم میں سے کون ابوبکر پر مقدم ہونا چاہتا ہے۔ ان سب نے بیک زبان ہو کر کہا ہم ابوبکر پر مقدم ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں) امام نسائی کی اس روایت کے ہوتے ہوئے ان کی طرف تشیع کی نسبت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ انہوں نے باقی صحابہ کے فضائل بھی تصنیف کیے ہیں۔ چنانچہ ان کے شاگرد محمد بن موسیٰ مامونی فرماتے ہیں:

سمعت قد ماينكرون علي ابي عبد الرحمن كتاب الخصائص لعلي رضي الله عنه وتركه تصنيف فضائل الشيخين فذكرت له ذلك فقال دخلت دمشق والبنحرف عن علي بها كثير فصنفت كتاب الخصائص رجوت ان يهديهم الله ثم انه صنف بعد ذلك الصحابة.

(ابو عبد الرحمن شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرہ الحفاظ ج ۲ ص ۶۹۹)

مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگ حضرت علی کے فضائل لکھنے اور فضائل شیخین پر کچھ نہ لکھنے کی وجہ سے امام ابو عبد الرحمن نسائی کا انکار کرتے ہیں تو میں نے اس مسئلہ پر امام نسائی سے گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا: جب میں دمشق گیا تو وہاں اکثر لوگوں کو حضرت علی سے منحرف پایا۔ پس میں نے خصائص علی اس توقع سے تصنیف کیے کہ وہ لوگ راہ راست پر آجائیں۔ مامونی کہتے ہیں اس کے بعد انہوں نے باقی صحابہ کے فضائل بھی تصنیف کئے۔

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ امام نسائی حسب مراتب تمام صحابہ کے فضائل کے معتقد تھے۔ البتہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی سے محبت میں شدت کی وجہ سے ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا تشیع کی طرف میلان تھا۔ اسی وجہ سے ابن کثیر نے لکھا ہو قد قیل عنه انه كان ينسب الى شيء هو التشيع (کہا گیا ہے کہ وہ کچھ تشیع کی طرف مائل تھے)

تصانیف

امام نسائی نے کثرت مشاغل کے باوجود متعدد کتب تصنیف کی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) السنن الکبریٰ (۲) المجتبیٰ (۳) خصائص علی (۴) مسند علی (۵) مسند مالک (۶) مسند منصور (۷) فضائل الصحابة (۸) کتاب التمييز (۹) کتاب المدسلین (۱۰) کتاب الضعفاء (۱۱) کتاب الاخوة (۱۲) کتاب الجرح والتعديل (۱۳) مشیخہ النسائی (۱۴) اسماء الرواة (۱۵) مناسک حج۔

وفات

امام نسائی نے جب دمشق کی مسجد میں خصائص علی کا اقتباس سنایا اور لوگوں نے آپ کو زد و کوب کیا تو خدام اٹھا کر آپ کو گھر لے آئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے فوراً مکہ معظمہ پہنچا دو تا کہ مکہ یا اس کے راستہ میں میرا انتقال ہو جائے چنانچہ مکہ معظمہ پہنچنے پر ۱۳ صفر ۳۰۳ھ کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ وصال کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان آپ کو دفن کر دیا گیا اور بعض روایات کے مطابق مکہ جاتے ہوئے راستہ میں رملہ (فلسطین) کے مقام پر آپ کا وصال ہو گیا اور وہاں سے آپ کی نعش مکہ معظمہ پہنچائی گئی۔ (شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ بستان الحدیث ص ۱۸) حافظ ذہبی کے قول کے مطابق یہی بات صحیح ہے۔

سنن نسائی

امام نسائی کی سنن کتب صحاح ستہ میں انتہائی اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام نسائی نے اپنی کتاب میں عام طور پر صحیح الاسناد روایات بیان کی ہیں حافظ سیوطی زہر الربی میں لکھتے ہیں کہ امام نسائی نے فرمایا ہے کہ کتاب السنن کی اکثر احادیث صحیح ہیں۔ البتہ بعض احادیث معلول ہیں اور جس انتخاب کا نام مجتبیٰ رکھا گیا ہے اس کی کل احادیث صحیح ہیں (امام نسائی کا یہ قول تقریب پر محمول ہے ورنہ المجتبیٰ میں بھی شاذ، منکر اور معطل روایات موجود ہیں۔ منہ)۔ بعض مشاہیر علماء نے بیان کیا ہے کہ سنن نسائی، امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے طریقوں کی جامع ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب افادیت میں ان کی کتابوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ امام نسائی نے اپنی سنن میں صرف روایات کو جمع ہی نہیں کیا بلکہ علل حدیث اور دیگر فنون حدیث کا بھی بیان فرمایا ہے۔ حافظ ابو عبد اللہ بن رشید فرماتے ہیں: علم حدیث میں جس قدر کتابیں تالیف ہوئی ہیں یہ کتاب تصنیف کے لحاظ سے ان سب سے بہتر اور ترتیب کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ ہے۔ خصوصیات کے لحاظ سے یہ بخاری اور مسلم کے اسلوب کی جامع اور بیان علل میں یہ ان سے منفرد اور ممتاز ہے۔ (حافظ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ فتح المغیث ص ۱۱۲)

حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ امام ابوالحسن نے کہا ہے کہ جب تم محدثین کی روایات پر نظر ڈالو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ جس حدیث کا نام نسائی اخراج کرتے ہیں۔ وہ باقی محدثین کے اخراج کی بہ نسبت صحت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ (حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ مقدمہ زہر الربی ص ۳۰) بعض مغاربہ سنن نسائی کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ حافظ سخاوی فرماتے ہیں: بعض مغربی محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام نسائی کی کتاب امام بخاری کی صحیح سے زیادہ بہتر ہے۔ (حافظ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ فتح المغیث ص ۱۲) اور محدث ابن احمر نے اپنے بعض مشائخ سے یہاں تک روایت کیا ہے کہ سنن نسائی علم حدیث کی تمام مصنفات میں سب سے افضل ہے اور کتب اسلامیہ میں سنن نسائی اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ (حافظ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ فتح المغیث ص ۱۲)

تسمیہ اور سبب تالیف

امام نسائی نے ابتداء میں حدیث کی ایک مبسوط کتاب تالیف کی جس کا نام سنن کبریٰ رکھا۔ سید جمال الدین فرماتے ہیں: یہ ایک عظیم کتاب ہے اور طرق حدیث کے جمع اور بیان مخرج میں آج تک اس کتاب کی کوئی نظیر سامنے نہیں آئی۔

(محدث ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۵)

امام نسائی نے تالیف کے بعد امیر رملہ (فلسطین) کے سامنے اس کتاب کو پیش کیا۔ امیر نے پوچھا: کیا آپ کی اس کتاب میں تمام احادیث ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں اس میں صحیح اور حسن دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں۔ امیر نے عرض کیا: آپ اس

کتاب میں سے میرے لیے ان احادیث کو منتخب فرمادیں جو تمام تر صحیح ہوں۔ لہذا امیر کی اس فرمائش پر آپ نے سنن کبریٰ میں سے احادیث صحیحہ کا انتخاب فرمایا اور وہ احادیث جن کی اسانید میں کلام کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ سے خارج کر دیں اور اس انتخاب کا نام انہوں نے المجتبیٰ رکھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں: یہ نام المجتبیٰ ہے۔ بہر حال ان دونوں لفظوں میں معنی مقاربت ہے۔ مجتبیٰ کے معنی منتخب کے ہیں اور مجتبیٰ اجتناء سے ماخوذ ہے جس کے معنی درخت سے پختہ میوے چننے کے ہیں۔ اس کتاب کو سنن صغریٰ بھی کہتے ہیں اور عرف عام میں یہ سنن نسائی کے نام سے مشہور ہے اور جب محدثین مطلقاً رواہ النسائی کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد یہی کتاب ہوتی ہے۔ اسی طرح جب مطلقاً کتب ستہ یا اصول ستہ کہیں تو ان کتب ستہ میں یہی کتاب معتبر ہوتی ہے۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ بستان الحدیث ص ۲۹۷) اور اطلاقات محدثین میں سنن کبریٰ کا اعتبار نہیں ہوتا۔

مصنف سنن نسائی کی تحقیق

تمام علماء اور محققین کے نزدیک یہ امر معروف اور محقق ہے کہ کتاب السنن امام نسائی کی تصنیف ہے اس کے برخلاف حافظ ذہبی نے یہ کہا ہے کہ یہ کتاب امام نسائی کے شاگرد ابن السنی کی تصنیف ہے کیونکہ انہوں نے ہی سنن کبریٰ کا اختصار کیا اور اس کا نام المجتبیٰ رکھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: بل المجتبیٰ اختصار ابن السنی تلمیذ النسائی۔ (علامہ محمد بن اسماعیل امیریمانی توضیح الافکار ج ۱ ص ۲۲۱) لیکن جمہور علماء اور محققین اس تحقیق میں ان کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اور حافظ سیوطی ملا علی قاری شیخ عبدالحق اور شاہ عبدالعزیز وغیرہم نے اپنی اپنی تصانیف میں امیر رملہ کی فرمائش کا واقعہ بیان کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام نسائی نے خود اس کتاب کا سنن کبریٰ سے اختصار کیا ہے۔ نیز حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام نسائی کو تہذیب التہذیب میں صاحب کتاب السنن کے نام سے تعبیر کیا ہے اور ابن السنی کے ساتھ امام نسائی کے نو شاگردوں کا ذکر کیا ہے جو امام نسائی سے کتاب السنن کی روایت کرتے ہیں۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۷) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کتاب السنن کے بارے میں امام نسائی خود فرماتے ہیں: کتاب السنن صحیح کلمہ۔ (امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ مقدمہ زہر الربی ص ۳۵) اس تفصیل کے بعد اس بات میں شک کرنے کی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ کتاب خود امام نسائی کی تالیف ہے۔

اسلوب

امام نسائی نے اپنی اس تصنیف کی ترتیب اور تالیف میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ اکثر کتب صحاح کے اسالیب کا جامع ہے انہوں نے امام بخاری کی طرح ایک حدیث کو متعدد ابواب میں ذکر کر کے اس سے مختلف مسائل کا اثبات کیا ہے۔ امام مسلم کے طرز پر ایک حدیث کے تمام طرق کو اختلاف الفاظ کے ساتھ روایت کر کے ایک جگہ جمع کیا ہے۔ امام ابوداؤد کے انداز پر صرف احکام فقہیہ سے متعلق احادیث کی تدوین کی ہے اور امام ترمذی کی طرح احادیث کے ذیل میں ان پر فنی نقطہ نگاہ سے گفتگو کی ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں جن میں سے چند کا ذکر مع امثلہ کیا جاتا ہے۔

(۱) امام بخاری کی طرح امام نسائی بھی ایک حدیث کو متعدد مسائل کے اثبات کے لئے مختلف ابواب کے تحت ذکر کرتے

ہیں۔ مثلاً اسامہ بن عمیر سے ایک روایت ہے: ان الله عز وجل لا يقبل صلوة بغير طهور ولا صدقة من غلول۔ اس حدیث کو امام نسائی نے کتاب الطہارۃ میں بھی ذکر کیا ہے اور کتاب الزکوٰۃ میں بھی۔ اسی طرح ضمام بن ثعلبہ کی وہ روایت جس میں اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارکان اسلام دریافت کئے ہیں اس کو امام نسائی نے کتاب الصلوٰۃ کے باب کھ فرضت فی الیوم واللیلہ اور کتاب الایمان میں باب الزکوٰۃ کے تحت ذکر کیا۔ نیز حدیث جبریل کو کتاب الایمان کے باب نعت الایمان اور باب صفت الایمان والسلام میں ذکر کیا ہے۔

(۲) ایک حدیث جس قدر طرق اور اسانید سے مروی ہو امام نسائی اس حدیث کو اختلاف الفاظ کے ساتھ ان تمام طرق سے ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں جیسا کہ امام مسلم کا طریقہ ہے لیکن امام نسائی میں یہ خوبی زائد ہے کہ وہ تمام طرق ذکر کرنے کے بعد بسا اوقات ان طرق میں جو اسانید مجروح ہوں ان کی نشاندہی کر دیتے ہیں اور بسا اوقات ان طرق کے درمیان محاکمہ کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ ان میں کون سا طریقہ صحیح اور کون سا مبنی برخطا ہے اور اگر تمام اسانید صحیح ہوں تو بتلاتے ہیں کہ ان میں سے کون سا طریقہ اصح ہے اور ارجح کون سی اسناد ہے۔ مثلاً امام نسائی باب النہی عن التہلک کے تحت وہ حدیث لائے جس میں حضور نے تجرد سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کو انہوں نے پانچ طرق سے ذکر کیا ہے جن میں سے تین طرق پر جرح کی ہے۔ ایک روایت اسماعیل بن مسعود کی ہے جس کی سند میں اشعث ہے۔ دوسری روایت اسحاق بن ابراہیم کی ہے جس کی سند میں قتادہ ہے۔ فرماتے ہیں: قتادہ اشعث سے زیادہ احفظ اور اشعث اثبت ہے مگر اشعث کی حدیث اشبہ بالسواب ہے۔ تیسری روایت یحییٰ بن موسیٰ کی ہے۔ اس کی سند میں اوزاعی ہیں جو زہری سے روایت کرتے ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں: اوزاعی کا زہری سے سماع ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح باب التوقیت فی الخیار کے تحت وہ حدیث لائے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اختیار دیا تھا کہ وہ تنگی گذران کی وجہ سے حضور کو چھوڑ دیں یا اس کے باوجود حضور کے نکاح میں رہیں۔ اس حدیث کو انہوں نے دو سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ پہلی سند یونس بن عہد عن ابن وہب عن موسیٰ بن علی ہے اور دوسری سند محمد بن عبد اللہ عن محمد بن ثور عن معمر ہے۔ ان دونوں سندوں کے ساتھ حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد دوسری حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن هذا خطأ والاول اولی بالصواب۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۸۶) اسی طرح مردار جانور کی کھال کے استعمال کے جواز میں حدیث ان لا تتنفعوا من البیتۃ باہاب کو انہوں نے جلود المیتۃ میں اختلاف الفاظ کے ساتھ چار اور طرق سے ذکر کیا ہے۔ اس طرح اس حدیث کو انہوں نے اٹھارہ طرق سے ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد ان اٹھارہ طرق کے درمیان محاکمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن اصح ما فی هذا الباب فی جلود المیتۃ اذا دبغت حدیث الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس عن میمونہ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۶۹) یعنی ان اٹھارہ حدیثوں میں جو صحیح ترین حدیث ہے وہ زہری کی۔ عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس عن میمونہ ہے اور وہ حدیث یہ ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر علی شاة میتہ فقلل لبن هذا فقالوا لیمونہ فقال ما علیہا لو انتفعت باہا قالوا انہا میتہ۔

فقال انما حرم الله عز وجل اكلها۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۶۸)

(۳) بعض مرتبہ ایک حدیث سند غریب سے مرفوعاً مروی ہوتی ہے اور سند مشہور کے لحاظ سے وہ حدیث موقوف ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں امام نسائی اس کی غرابت اور وقف کا بیان کر دیتے ہیں مثلاً روایت کرتے ہیں۔ ان قتیبہ بن سعید عن مالك عن عمرو بن يحيى عن سعيد بن يسار عن ابن عمر قال رایت رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْلِي عَلَى حَبَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ۔ اس کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن لا نعلم احدا تابع عمرو بن يحيى عن قوله يَصْلِي عَلَى حَبَارٍ وَحَدِيثِ يَحْيَى بن سعيد عن انس الصواب موقوف۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۷۶) یعنی اس حدیث کے رفع میں عمرو بن یحییٰ متفرد ہیں اور اصل میں یہ حدیث موقوف ہے۔

(۴) بعض اوقات ایک حدیث مضطرب المتن ہوتی ہے یعنی راوی ایک حدیث کے متن کو دوسری حدیث کے متن میں ملا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں امام نسائی اس کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے: عن عائشة قالت مَالَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ لَعْنَةٍ تَذَكَّرُ وَكَانَ إِذَا كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِجَبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدَارِسُهُ كَانَ أَجُودَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔ دراصل یہ الگ الگ حدیثیں ہیں جن کو راوی نے ملا دیا ہے۔ امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن هذا خطأ وادخل هذا حديثا في حديث۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۲۱۳)

(۵) بعض اوقات ایک حدیث فی نفسہ مشہور ہوتی ہے لیکن بعض الفاظ کے لحاظ سے اس کو غریب قرار دیا جاتا ہے۔ ایسی شکل میں امام نسائی اس کی غرابت کا بیان کر دیتے ہیں مثلاً وہ روایت کرتے ہیں۔ اخبرنا علي بن حجر اخبرنا علي بن مسهر عن الاعمس عن ابي رزين وابي صالح عن ابي هريرة قال قال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي أَنْاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَرْقِهِ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۰) اس حدیث میں صرف علی بن مسہر نے فلیرقہ کے الفاظ کی روایت کی ہے۔ دوسرے راوی اس کی متابعت نہیں کرتے اس لیے امام نسائی فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن لا اعلم احدا تابع علي بن مسهر على قوله فليرقه۔

(۶) جو حدیث شاذ اور غیر محفوظ ہو اس کی تصریح کر دیتے ہیں مثلاً حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں: ان رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَيْهَا مَسْكَتِي ذَهَبٍ الْحَدِيثِ۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۳۵) اس کے بعد فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن هذا غير محفوظ۔ یعنی یہ حدیث شاذ ہے۔

(۷) جو حدیث منکر ہو اس کی تعیین کر دیتے ہیں مثلاً انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے ایک روایت ذکر کی ہے کہ حضور نے فرمایا: امرک بیدک تین طلاقیں ہیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن هذا حديث۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۸۲) یعنی یہ حدیث منکر ہے۔

(۸) بعض اوقات ایک حدیث کسی راوی سے موصولاً ذکر کرتے ہیں لیکن وہ روایت درحقیقت مرسل ہوتی ہے۔ صورت میں امام نسائی اس کا ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: اخبرنا محمد بن وہب قال حدثنا محمد بن سلمة عن ابی عبدالرحیم قال حدثنی زید بن ابی انیسہ عن طلحة بن مصرف عن یحییٰ بن سعید عن انس بن مالک قال قدم اعراب من عرینة الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث۔ اس کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابو عبدالرحمن لا نعلم احد اقال عن یحییٰ بن انس فی هذا الحدیث غیر طلحة والصواب عندی واللہ اعلم یحییٰ عن سعید بن المسیب مرسل۔ (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۳۳) یعنی اس حدیث کے تمام طرق میں سے صرف طلحہ نے عن یحییٰ عن سعید عن انس روایت کر کے اس کو موصول قرار دیا اور درحقیقت یہ حدیث سعید بن المسیب سے مرسل مروی ہے۔

(۹) امام نسائی حدیث مرسل اور منقطع میں کوئی فرق نہیں کرتے اور حدیث منقطع پر بھی مرسل کا اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً وہ روایت کرتے ہیں۔ اخبرنا اسحاق بن ابراہیم قال حدثنا نصر بن محمد البروزی ثقة قال حدثنا العلاء بن السیب عن عمرو بن مرة عن طلحة بن یزید الانصاری عن حذیفہ انه صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فکرم فقال فی رکوعہ سبحان ربی العظیم مثل ما کان قائماً الحدیث۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابو عبدالرحمان هذا الحدیث عندی مرسل وطلحة بن یزید لا اعلم سمع من حذیفہ وغیر العلاء بن السیب قال فی هذا الحدیث عن طلحة عن رجل عن حذیفہ۔ (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۲) خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث میں طلحہ اور حذیفہ کے درمیان ایک اور شیخ کا واسطہ ہے جس کا دوسرے راوی ذکر کرتے ہیں مگر طلحہ نے اس کا ذکر نہیں کیا اس لیے یہ حدیث منقطع قرار پائی اور امام نسائی نے اس کو مرسل کہا ہے۔ خیال رہے کہ امام نسائی کا حدیث منقطع پر مرسل کا اطلاق کرنا بعض محدثین کے مذہب کے مطابق ہے کیونکہ بہت سے محدثین مثلاً امام ابو زرہ، ابو حاتم اور دارقطنی وغیرہ حدیث مرسل اور منقطع میں فرق نہیں کرتے۔

(۱۰) بعض دفعہ شیخ کی بیان کی ہوئی سند میں کسی راوی کا نام صحیح نہیں ہوتا تو حدیث ذکر کرنے کے بعد امام نسائی راوی کی اصلاح کر دیتے ہیں مثلاً روایت کرتے ہیں اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبداللہ وھو ابن مبارک عن شعبہ عن مالک عن عرفطة عن عبد خیر عن علی انه اتی بکرسى فقعد علیہ ثم دعا بتورفیه ماء الحدیث۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابو عبدالرحمان هذا خطاء والصواب خالد بن علقمة لیس مالک بن عرفطة۔ (امام ابو عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۳) یعنی سند حدیث میں جس راوی کا نام مالک بن عرفطہ ذکر کیا گیا ہے اس کا نام اصل میں خالد بن علقمہ ہے۔

(۱۱) اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی غریب راوی آجائے تو اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ مثلاً روایت کرتے ہیں اخبرنا بشر بن خالد العسکری قال حدثنا عنه وقال حدثنا شعبہ عن سلیمان و منصور و حباد و مغیرہ

وابی ہاشم عن ابی وائل عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی التشہد التحیات للہ الحدیث۔ اس کے بعد لکھتے ہیں قال ابو عبد الرحمن ابو ہاشم غریب۔

(امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۱۷)

(۱۲) بعض اوقات سند حدیث میں کوئی راوی قوی نہیں ہوتا تو اس کا تعین کر دیتے ہیں۔ مثلاً روایت کرتے ہیں: اخبرنا احمد بن نصر قال حدثنا یحییٰ بن ابی بکیر قال حدثنا ابو جعفر الرازی عن محمد بن المنکدر عن سعید بن جبیر عن عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذكر نحوه۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن ابو جعفر الرازی لیس بالقوی فی الحدیث (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۳)۔ یعنی اس سند میں ابو جعفر نام کا ایک راوی ہے جو قوی نہیں ہے۔

(۱۳) اسی طرح اگر سند میں کوئی راوی ضعیف ہو تو اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں مثلاً روایت کرتے ہیں۔ اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک قال حدثنی یحییٰ بن اسحاق قال حدثنا محمد بن سلمان عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی فی یوم ثنتی عشرہ رکعة الحدیث اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن هذا خطأ و محمد بن سليمان ضعيف وهو ابن الاصبهاني۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۵) یعنی اس سند میں محمد بن سلمان نام کا ایک ضعیف راوی ہے۔

(۱۴) اگر ایک نام کے دو راوی ہوں اور ان میں سے ایک راوی ضعیف اور دوسرا قوی ہو تو اس کا بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً روایت کرتے ہیں: اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن بزیع قال ثنا بشر یعنی ابن الفضل قال اخبرنا عبد الرحمن بن اسحاق عن الزہری عن سہل بن سعد قال رايت مروان بن الحكم جالسا الحدیث۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن عبد الرحمن بن اسحاق هذا ليس به باس و عبد الرحمن بن اسحاق يروى عنه علي بن مسهر وابو معاوية و عبد الواحد بن زياد عن النعمان بن سعد ليس بثقة۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۴۳) یعنی عبد الرحمن بن اسحاق نام کے دو راوی ہیں ایک وہ جن سے بشر بن مفضل اور ابراہیم بن طہمان روایت کرتے ہیں۔ یہ قوی راوی ہیں اور اس حدیث میں انہیں سے روایت ہے اور ایک عبد الرحمن بن اسحاق وہ ہیں جن سے علی بن مسہر اور ابو معاویہ وغیرہ روایت کرتے ہیں یہ ضعیف راوی ہیں۔

(۱۵) بعض دفعہ کسی راوی میں کوئی ابہام ہوتا ہے تو اس کی کسی صفت کا ذکر کر کے اس ابہام کا ازالہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ اثناء سند میں محمد بن ابراہیم کا ذکر کیا پھر اخیر میں اس کی وضاحت کی کہ وہ ابو بکر بن ابی شیبہ کے والد ہیں۔ لہذا لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن محمد بن ابراہیم والد ابی بکر بن ابی شیبہ۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۶)

(۱۶) بسا اوقات امام نسائی حدیث کے راویوں کے مراتب اور ایک استاذ کے متعدد شاگردوں کے درجات کا بھی تعین کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے وتر کے بعد ذکر بالجہر کے جواز پر یہ روایت ذکر کی: فاذا اراد ان ينصرف قال سبحان

الملك القدوس ثلثا يرفع بها صوته۔ اس روایت کو اختلاف الفاظ کے ساتھ انہوں نے پانچ طرق سے ذکر کیا ہے۔ اولاً یہ روایت قاسم بن یزید سے ثانیاً محمد بن عبید سے اور ثالثاً ابو نعیم سے ذکر کی ہے پھر ان تینوں طرق کے مراتب کا فرق بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن ابو نصير اثبت عندنا من محمد بن عبید ومن قاسم بن یزید۔ یعنی پہلے دور اوپوں کی نسبت ابو نعیم رائج ہے اور ابو نعیم سفیان سے روایت کرتے ہیں۔ اس لیے سفیان کے شاگردوں میں ابو نعیم کی حیثیت متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں: واثبت اصحاب سفیان عندنا والله اعلم يحيى بن سعيد القطان ثم عبد الله بن المبارك ثم وكيع بن الجراح ثم عبد الرحمن بن مهدي ثم ابو نعيم۔ (امام عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۰) یعنی سفیان کے شاگردوں میں ابو نعیم پانچویں درجہ میں شمار ہوتے ہیں۔

(۱۷) بعض دفعہ امام نسائی کسی حدیث کی تخریج میں دوسرے ائمہ حدیث سے اختلاف کرتے ہیں۔ پھر اپنے موقف پر عقلی اور نقلی دلائل فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی: اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال قرأت على ابي قرة موسى بن طارق عن ابن جريج قال حدثنا عبد الله بن عثمان بن خثيم عن ابي الزبير عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم حين رجع من عمرة الجعرانة بعث ابا بكر على الحج الحديث۔ اس حدیث کی سند میں ابن جریج اور ابو الزبیر کے درمیان ایک راوی ہے۔ ابن خثیم جو ضعیف ہے۔ دوسرے ائمہ حدیث جب اس روایت کو ذکر کرتے ہیں تو ابن جریج اور ابو الزبیر کے درمیان ابن خثیم کا ذکر نہیں کرتے۔ امام نسائی نے اس کا ذکر اس وجہ سے کیا ہے کہ درمیان میں اس کا ذکر نہ کرنے کی صورت میں یہ حدیث منقطع ہو جائے گی۔ چنانچہ لکھتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن ابن خثيم ليس بالقوى في الحديث وانما اخرجت هذا لئلا يجعل ابن جريج عن ابي الزبير۔ پھر اپنی تخریج کی تائید کے لئے ان محدثین کے حوالے دیتے ہیں جنہوں نے ابن خثیم کا اسناد میں ذکر کیا ہے۔ پس لکھتے ہیں: وما كتبناه الا عن اسحاق بن راهويه بن ابراهيم۔ ويحيى بن سعيد القطان لم يترك الحديث ابن خثيم ولا عبد الرحمن يعني اسحاق يحيى اور عبد الرحمن یہ سب لوگ ابن خثیم سے روایت کرتے ہیں۔ اخیر میں ابن خثیم کے ضعف کی وجہ بتلاتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ان علي بن المديني قال ابن خثيم منكر الحديث۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۳۳)

(۱۸) سنن نسائی میں ایک جگہ امام نسائی نے ایک حدیث سب سے طویل اسناد کے ساتھ بیان فرمائی ہے جس میں چھ تابعین کا ذکر ہے اور اس حدیث کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں۔ میرے علم میں اس سے طویل اسناد اور کوئی نہیں ہے وہ روایت یہ ہے: اخبرنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمن حدثنا زائدة عن منصور عن هلال بن سياف عن ربيع بن خثيم عن عبد بن ميمون عن ابي ليلى عن امرأة عن ابي ايوب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قل هو الله احد ثلث القرآن قال ابو عبد الرحمن ما اعرف اسناد اطول من هذا۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۰۰)

(۱۹) بعض دفعہ متن حدیث میں کوئی مشکل لفظ مستعمل ہوتا ہے تو امام نسائی اس کا آسان لفظ کے ساتھ معنی بیان کر دیتے ہیں چنانچہ امام نسائی نے ایک روایت ذکر کی کہ ایک اعرابی نے مسجد میں آ کر پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام اس کو ڈانٹنے لگے تو حضور

علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تذرموه امام نسائی اس کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن یحییٰ لا تطعوا علیہ۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۹)

(۲۰) امام نسائی نے سنن صغریٰ کی تالیف میں انتہائی غور و فکر، تتبع اور تحقیق سے کام لیا ہے اس کے باوجود جس بات کی کنہ تک پہنچنے سے قاصر رہتے ہیں صاف کہہ دیتے ہیں۔ لہٰذا افہم کما اردت میں اس بات کو حسب منشا نہیں سمجھ سکا۔

شرائط

فن حدیث کے ماہرین نے امام نسائی کی شرائط کو بڑی اہمیت سے بیان کیا ہے۔ بعض لوگ شرائط کے لحاظ سے امام نسائی کو امام مسلم پر ترجیح دیتے تھے۔ حافظ ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں: رجال میں امام نسائی کی شرائط امام مسلم سے زیادہ سخت ہیں اسی طرح حاکم نیشاپوری اور خطیب بغدادی نے بھی امام نسائی کی شرائط کو امام مسلم کی شرائط سے زیادہ سخت قرار دیا ہے۔

(حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۶)

اور بعض لوگ تو شرائط کے لحاظ سے امام نسائی کو امام بخاری پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ ابن طاہر کہتے ہیں میں نے امام ابو القاسم سعد بن علی زنجانی سے ایک راوی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کی توثیق کی۔ میں نے کہا کہ امام نسائی تو اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ رجال میں امام نسائی کی شرائط امام بخاری اور امام مسلم سے زیادہ سخت ہیں۔ (شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۷۰۰) اور حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ بہت سے راوی ایسے ہیں جن کی روایت کو امام ابوداؤد اور امام ترمذی قبول کر لیتے ہیں لیکن امام نسائی ان سے روایت نہیں لیتے بلکہ امام نسائی نے تو صحیحین کے راویوں کی ایک جماعت سے بھی روایت میں احتراز کیا ہے۔ (حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ مقدمہ زہر الربی ص ۳۵)

امام نسائی کی شرائط کے بارے میں اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں لیکن ان کو ماننے میں ہمیں تامل ہے کیونکہ ان باتوں کے ماننے سے لازم آتا ہے کہ سنن نسائی کی احادیث صحت اور قوت کے اعتبار سے صحیحین کی احادیث سے زیادہ معتمد ہوں اور یہ واقعہ اور تحقیق کے سراسر خلاف ہے کیونکہ خود امام نسائی کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہے کہ ان کی اس کتاب میں شاذ، منکر، منقطع، معلول، مضطرب اور مرسل روایات بکثرت موجود ہیں اس لیے امام نسائی کی شرائط کے بارے میں ان کا اپنا بیان کیا ہوا ضابطہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ لا یتروک عندی حتی یجتمع الجميع علی ترکہ۔ یعنی وہ کسی راوی کو اس وقت جائز الروایت سمجھتے ہیں جب تک کہ اس کے ترک پر سب کا اتفاق نہ ہو اور سنن نسائی میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ اولاً کسی موضوع پر حدیث صحیح کو درج کرتے ہیں اور اگر حدیث صحیح نہ مل سکے تو حدیث ضعیف کو بھی لے آتے ہیں مگر اس کے ضعف کی تصریح کر دیتے ہیں۔

حافظ ابوبکر حازمی نے شروط الائمہ میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوداؤد کی طرح امام نسائی بھی کامل الضبط اور کثیر الملازمۃ کامل الضبط اور قلیل الملازمۃ اور ناقص الضبط اور کثیر الملازمۃ راویوں کے ان طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں اور ناقص الضبط اور قلیل الملازمۃ سے انتخاب کرتے ہیں اور پانچویں طبقہ سے اصلاً روایت نہیں کرتے۔

اور حافظ جلال الدین سیوطی نے مقدمہ زہر الرئی میں بیان کیا ہے کہ احادیث نسائی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ احادیث جو بخاری اور مسلم میں ہیں۔

(۲) وہ احادیث جو بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق ہیں۔

(۳) وہ احادیث جن کا خود امام نسائی نے اخراج کیا اور اگر ان میں کوئی علت تھی تو اس کا بیان کر دیا۔

تعداد مرویات

بعض تذکرہ نگاروں کی تصریح کے مطابق سنن نسائی کی مرویات کی کل تعداد پانچ ہزار سات سو اکٹھ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تساح

کتاب السنن میں بعض مقامات پر تتبع کی کمی کی وجہ سے امام نسائی سے تساح بھی واقع ہوا ہے۔ عام طور پر کسی حدیث کے بارے میں امام نسائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ فرد ہے اور اس کا کوئی متابع نہیں ہے حالانکہ واقع میں اس کے بہت سے متابع ہوتے ہیں۔ مثلاً امام نسائی نے حماد سے فاطمہ بنت ابی جیش کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذکر کیا ہے: انما ذالك عرق وليست بالحیضة فاذا قبلت الحيضة فدى الصلوة واذا ادبرت فاغتسلي عنك الدم و توضي و صلى فانما ذالك عرق وليست بالحیضة۔ اس حدیث کے بارے میں امام نسائی فرماتے ہیں: قال ابو عبد الرحمن قد روى هذا الحديث غير واحد عن هشام بن عروة ولم يذكر فيه و توضي غير حماد۔ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۳۹) یعنی اس حدیث کے راویوں میں سے صرف حماد نے و توضي کا لفظ ذکر کیا ہے حالانکہ حماد اس زیادتی میں منفرد نہیں ہیں بلکہ اور راویوں نے بھی اس حدیث میں توضي کا ذکر کیا ہے چنانچہ امام بخاری نے محمد بن سلام عن ابی معاویہ عن هشام عن عروة عن عائشہ کی سند سے یہ حدیث روایت کی ہے اور اس میں سے ثم توضي لكل صلوة حتی یجئ ذالك الوقت۔ (امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ معجم بخاری ج ۱ ص ۳۶) اسی طرح امام ترمذی نے بھی ابو معاویہ کی روایت سے و توضي کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: قال ابو معاویة فی حدیثه وقال توضي لكل صلوة حتی یجئ ذالك الوقت۔ (امام ابو یسٰی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۴) امام ابوداؤد نے حماد اور ابو معاویہ کے علاوہ ایک اور سند سے اس حدیث کو روایت کیا جس میں و توضي کا لفظ مذکور ہے اور وہ روایت اس طرح ہے۔ حدثنا محمد بن المثنی نا محمد بن ابی عدی عنہ یعنی ابن عمر قال ثنی ابن شہاب عن عروة بن الزبیر عن فاطمة بنت ابی جیش..... فاذا كان الا آخر فتوضي و صلى فانما هو عرق..... (امام ابوداؤد بحسانی متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ص ۳۹) اس کے علاوہ بیہقی نے ایک اور سند سے و توضي کا ذکر کیا ہے۔ (ابو بکر احمد بن علی البیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵) پس اس تفصیل اور تحقیق سے یہ ظاہر ہو گیا کہ و توضي کی روایت میں حماد تنہا نہیں ہیں اور ان پر تفرد کا حکم لگانا امام نسائی کا محض تساح ہے۔ یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ اس قسم کے مسامحات سنن نسائی میں کافی تعداد میں ہیں۔

شروح و حواشی

صحاح ستہ کی دوسری کتب کی جس قدر شروح اور تعلیقات تحریر میں آئی ہیں۔ سنن نسائی کی شروح اور حواشی پر اس قدر توجہ نہیں دی گئی اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ کتاب آسان اور سہل الحصول ہے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ سنن نسائی کی اکثر احادیث چونکہ دوسری کتب صحاح میں آچکی ہیں اور وہاں ان کی مفصل شرح کی جا چکی ہے اس لیے سنن نسائی کے عنوان سے ان احادیث کی مزید شرح نہیں کی گئی۔

سنن نسائی کی ایک مشہور شرح الامعان فی شرح سنن النسائی لابن عبد الرحمان کے نام سے ہے۔ یہ شرح علامہ ابوالحسن علی بن عبد اللہ الانصاری المتوفی ۵۶۷ھ کی تالیف ہے۔ (ابوبکر محمد بن محمود و طری متوفی ۱۰۰۲ھ نیل الابدان ج ۳ ص ۲۰۰) اور یہ غالباً سنن کی سب سے پہلی مبسوط شرح ہے جس میں بہت سے مفید مطلب مباحث آگئے ہیں۔ دوسری شرح ابن الملقن متوفی ۸۰۴ھ نے زوائد نسائی کے نام سے لکھی ہے۔ تیسری شرح زہر الربی علی المجتبیٰ کے نام سے حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے تحریر کی۔ اس شرح کو قبول عام حاصل ہوا۔ سنن نسائی کے موجودہ نسخوں کے حواشی پر اس کتاب کو چھاپ دیا گیا ہے۔ (حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۷) ان شروحات کے علاوہ سنن نسائی پر حواشی اور تعلیقات کو بھی تصنیف کیا گیا جن میں حاشیہ سندھی بہت مشہور ہے۔

سنن نسائی کے روایات

امام نسائی سے جن لوگوں نے اس کتاب کو روایت کیا ہے ان کے اسماء یہ ہیں: (۱) عبد الکریم بن نسائی (۲) ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی (۳) ابوعلی الحسن بن الخضر الاسیوطی (۴) الحسن بن رشیق العسکری (۵) الحافظ ابوالقاسم حمزہ بن محمد اکثانی (۶) ابوالحسن محمد بن عبد اللہ بن زکریا (۷) محمد بن معاویہ بن الاحمر (۸) محمد بن قاسم الاندلسی (۹) علی بن ابی جعفر طحاوی (۱۰) ابوبکر بن محمد احمد۔ (ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۷)

ماخوذ از تذکرۃ المحدثین

کِتَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی کا بیان)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنْ أَحَدُكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ -" (حدیث ۱)

جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ اسے تین مرتبہ دھونہ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ (دوران نیند) اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری (یعنی کس کس جگہ پہ لگتا رہا)

شریعت کا ہر حکم علت کے ساتھ جڑا ہوا ہے

نووی فرماتے ہیں: امام شافعی اور ان کے علاوہ علماء نے اس حدیث کا معنی یوں بیان فرمایا ہے کہ اہل حجاز چونکہ پتھروں سے استنجا کرتے تھے اور گرم علاقے کے رہنے والے تھے تو سونے کے دوران پسینہ آ جاتا اور نجاست کی جگہ ہاتھ لگنے کا امکان ہوتا۔ امام بیضاوی نے فرمایا: اس میں اشارہ ہے کہ ہاتھ دھونے کا حکم نجاست کے احتمال کی وجہ سے ہے کیونکہ شریعت جب ایک حکم دیتی ہے تو اس کی علت بھی بیان کرتی ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ حکم اس علت کی وجہ سے ہے اور اسی قبیل سے محرم کے بارے میں حدیث کے اندر آیا جو کہ حالت احرام میں گرا اور فوت ہو گیا۔ قانہ یبعث ملیبا کہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔ اسی لیے اس کو خوشبو لگانے سے منع کیا اور اس کی علت بھی بیان فرمادی۔ وہی کونہ محرما۔ کیونکہ حالت احرام میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا: اگر کسی کو یقین ہو کہ اس کا ہاتھ نجاست کی جگہ پہ نہیں لگایا پانی سے استنجا کر کے سویا ہے یا ایسا لباس پہنے ہوئے ہے (شلوار پاجامہ وغیرہ) کہ ہاتھ پہ نجاست لگنے کا امکان نہیں تو پھر علت نہ ہونے کی وجہ سے یہ حکم بھی نہ ہوگا۔

مسواک کی اہمیت و فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو سو کر اٹھتے تو مسواک کے ساتھ اپنا دھن مبارک صاف فرماتے (حدیث ۲) حالانکہ حضور علیہ السلام کے دھن اقدس سے ناگوار بو کے آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تو پھر ہمارے لیے اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ سونے سے پہلے بھی مسواک کر لیا کریں اور سو کر اٹھنے کے بعد بھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الْتِسْوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ -" مسواک منہ کو پاک کرنے والی بھی ہے اور رضائے الہی کے حصول کا سبب بھی ہے (حدیث نمبر ۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”قَدْ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السَّوَاكِ“۔ میں تمہیں کثرت کے ساتھ مسواک کرنے کا فرما چکا ہوں یا میں تمہیں مسواک کی بہت تاکید کر چکا ہوں (حدیث ۶) لیکن مسواک کو فرض یا واجب کیوں نہیں قرار دیا اس کی وجہ بھی خود ہی بیان فرمادی:

”لَوْلَا أَنَّ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ“۔

اگر میں اپنی امت کے لئے یہ بات تکلیف دہ نہ سمجھتا تو اسے ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا (حدیث ۷) لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی حالت یہ تھی کہ حضرت شریح بن ہانی فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ حضور علیہ السلام جب گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام کون سا کرتے؟ تو انہوں نے فرمایا: بِالسَّوَاكِ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے مسواک فرماتے (حدیث ۸) مسواک کرنے میں کثرت کے ساتھ مبالغہ بھی فرماتے چنانچہ حدیث نمبر تین میں ہے کہ مسواک کرتے ہوئے حضور علیہ السلام عا کا کی آواز نکالتے۔ (عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ)

فطرت کے کام

مندرجہ ذیل کاموں کو فطرتی خصائل قرار دیا گیا (مگر ان پہ سنت کا ثواب ہے) یعنی فطرت سے مراد صرف عادات نہیں۔

(۱) الْإِخْتِمَانُ۔ ختنہ کرانا (۲) الْإِسْتِحْدَادُ۔ موئے زیر ناف مونڈنا (۳) قَصُّ الشَّارِبِ۔ مونچھوں کو کاٹنا یعنی پست کرانا (۴) تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ۔ ناخنوں کو کاٹنا (۵) نَتْفُ الْإِبْطِ۔ بغلوں کے بال اکھیرنا (حدیث ۹) ان کاموں کو فطرتی خصائل اس لیے فرمایا گیا کہ یہ پرانی سنتیں ہیں جو کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے برابر منقول ہیں۔ زیر ناف بالوں کی صفائی کے بارے میں حدیث کے اندر حَلَقُ الْعَانَةِ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر نر چکا۔ (حدیث ۱۱) مونچھوں کے بارے میں ایک حدیث کے اندر ہے۔ ”مَنْ لَمْ يَأْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا“ جو مونچھوں کے بال نہ لے یعنی نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے (حدیث ۱۳) یاد رہے اکثر سلف صالحین کے نزدیک مونچھوں کا کٹنا ہی بہتر ہے نہ کہ منڈوانا بلکہ منڈوانے کو مکروہ لکھا گیا ہے اور کٹنا بھی اس قدر کہ پانی وغیرہ پیتے وقت مونچھوں کے بال مشروب کو نہ لگیں یعنی اوپر والا ہونٹ مکمل نیچا رہے۔ ان کاموں کی انتہائی مدت حضور علیہ السلام نے چالیس دن رات مقرر فرمائی (حدیث ۱۴) ایک حدیث میں دائیں اور مونچھ دونوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحْيَ“ (بکسر اللام افصح من ضمہ جمعہ لحية۔ نسائی شریف ص ۴۴ بین السطور) مونچھوں کو کٹنا اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔ (حدیث ۱۵)

داڑھی مبارک کے بارے میں دیگر روایات و فتاویٰ

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ قَوَامًا وَأَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاطْيَبَ النَّاسِ رِيحًا وَالْأَمِينَ النَّاسَ كَفًّا وَكَانَتْ لَهُ جِمَّةٌ أَلَى شَعْمَةِ أُذُنَيْهِ وَكَانَتْ لِحْيَتُهُ قَدْ مَلَأَتْ مِنْ هَهْنَا أَلَى هَهْنَا أَمْرَ يَدِيهِ عَلَى عَارِضِهِ (تہذیب ابن عساکر ج ۳ ص ۳۴۲ مجمعی ص ۱۹۱ ترمذی رضوی ج ۱ ص ۱۲۳)

رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کی بناوٹ تمام انسانوں سے بہتر چہرہ انور تمام عالم سے خوب تر مہک سارے زمانہ سے خوشبو تر ہتھیلیاں سب لوگوں سے نرم تر بال کانوں کی لوتک (پھر اپنے رخساروں پر اشارہ کر کے بتایا کہ) ریش مبارک (ڈاڑھی) یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔

(2) خالفوا البشر کین احفوا الشوارب وافرؤا اللحیة

(بخاری ج: ۲ ص: ۸۷۵ کتاب الاطعمہ ج: ۲ ص: ۲۳۲ لابی یوسف کتاب الاطعمہ ج: ۲ ص: ۱۹۸ مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۸ ص: ۳۷۵ ابوداؤد ج: ۱ ص: ۳۲۱ مشکوٰۃ ص: ۳۸۰ مرقات ج: ۱ ص: ۲۹۰)

حضور پر نور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: مشرکوں کا خلاف کرو، مونچھیں خوب پست (ابرو کی مثل) اور ڈاڑھیاں کثیر وافر رکھو۔ (ایک مٹھی برابر)

(اس مفہوم کیلئے دیکھئے مسلم ج: ۱ ص: ۱۲۹ جامع مغیر ج: ۱ ص: ۱۲ طحاوی ج: ۲ ص: ۳۳۳ مجمع الزوائد ج: ۵ ص: ۸۶)

(3) جزوا الشوارب وارخوا اللخی خالفوا المجوس

(احمد طبرانی صحیح مسلم ج: ۱ ص: ۱۲۹ اسی مفہوم کی حدیث شیعہ کی کتاب حلیۃ المتقین ص: ۶۰)

مونچھیں کتر و اور ڈاڑھیاں بڑھنے دو آتش پرستوں کا خلاف کرو۔

کسریٰ ایران کے اپیلچی دربار رسالت میں

جب حضور اقدس ﷺ نے ہدایت اسلام کا فرمان سگ ایران خسرو پرویز (قتله اللہ تعالیٰ) کے پاس بھیجا تو اس نے فرمان اقدس چاک کر دیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور باذان (گورنر) صوبہ یمن کو لکھا کہ دو مضبوط آدمی بھیج کر انہیں یہاں بلائے۔ باذان نے اپنے داروغہ اور ایک پارسی خسرہ نامی کو مدینہ روانہ کیا۔ یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ سید عالم ﷺ کو ان کی طرف نظر فرماتے کراہیت آئی اور فرمایا: ویلکما من امر کما بھذا خرابی ہو تمہارے لیے کس نے تمہیں اس کا حکم دیا؟ وہ بولے: ہمارے نبی خسرو پرویز (خبیث) نے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: لکن ربی امر فی ان احفی شاربی واعفی لحتیتی۔ مگر مجھے تو میرے رب نے ڈاڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم فرمایا ہے۔

(ابن سعد فی الطبقات ج: ۱ ص: ۲۳۹ تاریخ الخلفاء ج: ۲ ص: ۳۵ تاریخ ابن جریر ج: ۳ ص: ۹۰ البدایہ والنہایہ ج: ۲ ص: ۲۷۰)

مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ وہ دونوں شخص اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے۔ ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہیت کی تو جو مسلمان جان بوجھ کر مصطفیٰ ﷺ کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور اکرم ﷺ کی کراہیت و بیزاری کا باعث ہوگا۔ مسلمان کی پناہ امان نجات رستگاری جو کچھ ہے حضور علیہ السلام کی نظر رحمت میں ہے۔ اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہیت لائیں۔ (ماخوذ از لحدۃ النبی فی اعفا للہ ص: ۲۹ فتاویٰ رضویہ ج: ۱ ص: ۱۲۸ از اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

رشتوں کی تسبیح

حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد مبارک کہ ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جن کی تسبیح یہ ہے۔“

سبعلن من زین الرجال باللحی وزین النساء بالذو آتب

(در مختار ج: ۲ ص: ۲۰۷ رد المحتار ج: ۲ ص: ۵۱۶ البدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۱۳۱ تبیین الحقائق ج: ۲ ص: ۳۹ بحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۵۵ مرقاة ج: ۲ ص: ۳۰) (کیسائے سعادت ص: ۱۳۰)

پاکی ہے اسے جس نے مردوں کو زینت دی ڈاڑھیوں سے اور عورتوں کو کیسوؤں (لبے بالوں) سے۔

(6) لا تبشروا بآدمی ولا بهیمة

(اسی مفہوم کیلئے بیہقی ج: ۹ ص: ۱۹ جامع صغیر ج: ۲ ص: ۱۸۹ ابوداؤد ج: ۱ ص: ۳۵۲ طبرانی ج: ۱۱ ص: ۳۹ طحاوی ج: ۳ ص: ۸۲ مسلم ج: ۱ ص: ۸۲)

مشلہ نہ کرو نہ کسی آدمی کو نہ چوپائے کو (یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ نہ کاٹو)۔

ہدایہ میں ہے:

حلق الشعر فی حقها مثلة کحلق اللحية فی حق الرجال

(کیسائے سعادت ص: ۱۳۰ احیاء العلوم ج: ۱ ص: ۲۲۹ بحر الرائق ج: ۸ ص: ۱۳۱ تبیین الحقائق ج: ۲ ص: ۱۳۰)

عورت کے سر کے بال موٹڈ نا اس کے حق میں مثلہ ہے جیسے مردوں کے حق میں ڈاڑھی موٹڈ نا مثلہ ہے۔

داڑھی کی مقدار کے بارے میں ائمہ اربعہ کا فتویٰ

حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چاروں مذاہب میں ڈاڑھی ایک مشت رکھنا لازمی ہے۔ در مختار فتح القدیر بحر الرائق وغیرہ معتبر

کتب فقہ میں لکھا ہے:

واما الاخذ منها وهی دون القبضة کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد

(کیسائے سعادت ص: ۱۳۰ مرقات ج: ۱ ص: ۳۰ فتح القدیر ج: ۲ ص: ۷۷)

جب تک ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم ہے اس میں سے کچھ لینا جس طرح کہ بعض مغربی اور مخنث آدمی کرتے ہیں اسے کسی

نے حلال نہیں کیا اور سب لے لینا (یعنی بالکل ہی منڈا دینا) آتش پرستوں، یہودیوں، ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔

سرور عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

من تشبه بقوم فهو منهم (ابوداؤد ج: ۲ ص: ۲۰۳ مسند امام احمد ج: ۲ ص: ۵۰ جامع صغیر ج: ۲ ص: ۱۶۷ مشکوٰۃ ص: ۳۷۵)

یعنی جو شخص کسی قوم کی شکل بنائے وہ انہیں میں سے ہے۔ (اس کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا)

ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹ سکتے ہیں

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یاخذ من لحیتہ من عرضها وطولها

(ترمذی ص: ۳۹۸ شعب الایمان ج: ۵ ص: ۲۲۱ فتح القدیر ج: ۲ ص: ۶۱۷ مرقات ج: ۲ ص: ۲۹۸)

نبی پاک ﷺ اپنی ڈاڑھی مبارک چوڑائی اور لمبائی میں چھانٹ لیا کرتے تھے۔ (البنایہ شرح ہدایہ ج: ۳ ص: ۳۳۶)
 قال محمد بن الحسن فی کتب الآثار اخبرنا ابو حنیفہ عن الہیثم بن ابی الہیثم عن ابن عمر
 (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) انه کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص ما تحت القبضۃ ورواہ ابو داؤد
 والنسائی (کتاب الآثار ص: ۱۹۸)

محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں فرمایا: ہمیں امام ابو حنیفہ نے حضرت یثیم بن ابی ہشیم سے خبر دی۔ انہوں نے
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیتے تھے
 پھر جو ڈاڑھی مٹھی سے نیچے ہوتی اسے کاٹ دیتے اور اسے ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

(باختلاف الفاظ یہ روایت ان کتب میں بھی موجود ہے۔ بخاری ج: ۲ ص: ۸۷۵ ابو داؤد ج: ۱ ص: ۳۲۱ کتاب الآثار لابن یوسف ص: ۲۳۲ احیاء العلوم ج: ۱ ص: ۱۲۷ کتاب الآثار امام محمد ص: ۲۷ فتح القدیر ج: ۲ ص: ۷۷ فتح الباری ج: ۱ ص: ۲۸۸)

مسئلہ: داڑھی منڈانے والا یا بخشی رکھنے والا یا کتروا کر حد شرع سے کم کرنے والا فاسق معلن ہے۔ ایسے شخص کی امامت
 اذان اور اقامت مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

(شرح غنیۃ المستملی ص: ۲۶۵ فتاویٰ امجدیہ ج: ۱ ص: ۱۱۳ مراقی الفلاح ص: ۸۸ صرح فی اکثر کتب الفقہ)

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل ہالہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

قضائے حاجت کے لئے آبادی سے دور جانا اور اس بارے میں رخصت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے آبادی سے دور تشریف لے جاتے (تاکہ ستر قائم رہے) حدیث ۱۷-۱۶-
 اور اس بارے میں دور نہ جانے کی رخصت بھی عنایت فرمائی جیسا کہ حدیث ۱۸ پر امام نسائی نے باب باندھا الرخصة فی
 ترك ذلك۔ ان احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل وغیرہ میں ہے جہاں آڑ نہیں تو دور جانا بہتر ہے تاکہ کسی
 کی نظر نہ پڑے اور اگر پردہ یا آڑ وغیرہ ہو تو دور جانے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ آج کل گھروں میں یہ سہولتیں موجود ہیں۔
 بہر حال یہ سب شرم و حیا کی وجہ سے ہے اور حیا ایمان کا ایک اہم جز ہے۔

حدیث ۱۸ میں ہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے قوم کے کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ (روڑی) پہ کھڑے ہو کر بول فرمایا۔ اس کی
 وجہ ظاہر ہے کہ وہاں گندگی تھی یا آپ کی پشت مبارک میں درد تھا۔ بعض نے کہا اس لیے تاکہ دوسری جانب سے حدیث نہ نکلے اور
 یہ کھڑے ہونے میں ہی مطمئنان و تسلی سے ہو سکتا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہاں نجاست ہوگی اور جگہ گیلی ہوگی۔ لہذا اپنے اوپر چھینٹے
 پڑنے کے خدشہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بول فرمایا۔ علاوہ ازیں حضور علیہ السلام نے ہمیشہ بیٹھ کر ہی بول
 مبارک فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص تمہیں یہ کہے: حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر
 پیشاب فرمایا۔ فَلَا تُصَدِّقُوهُ مَا كَانَ يُسْوِلُ إِلَّا جَالِسًا۔ اس کی تصدیق نہ کرو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ہی پیشاب

فرماتے تھے۔ (حدیث ۲۹) اس روایت کو امام ترمذی نے بھی لکھا اور فرمایا: پیشاب کرنے کے بارے میں یہ بہترین اور اصح ہے۔
حاکم علیہ الرحمۃ کے مطابق بھی یہی روایت شیخین کی روایت پہ درست ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیکر شرم و حیا

حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ڈھال کی مانند ایک چیز تھی جس کی آڑ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بول مبارک فرمایا تو قوم میں سے بعض لوگوں نے کہا: دیکھو! عورتوں کی طرح (حیا کی وجہ سے پردہ کر کے) پیشاب کرتے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا:

”أَوْ مَا عَلِمْتُ مَا أَصَابَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذَا أَصَابَهُمْ شَيْءٌ مِّنَ الْبَوْلِ قَرَضُوهُ بِالْمَقَارِيطِ“

کیا تو اس چیز کو نہیں جانتا جو بنی اسرائیل کے ایک شخص کو پہنچی؟ کہ انہیں (بنی اسرائیل کو) جہاں پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو وہ قینچی سے کاٹ دیتے (یعنی اتنا چمڑا جسم کا چھیل ڈالتے) ان کے ایک ساتھی نے انہیں اس سے منع کیا (جو کہ ان کے لئے شرعی حکم تھا) فَعَذِبَ فِي قَبْرِهِ۔ اس (حکم شرعی سے منع کرنے کی پاداش میں) اس (منع کرنیوالے) کو قبر میں عذاب دیا گیا۔ (حدیث ۳۰)
معلوم ہوا: حضور علیہ السلام کے مخالفین بھی حضور علیہ السلام کے اندر شرم و حیا کی صفت کو بدرجہ اتم تسلیم کرتے تھے۔
الفضل ما شهدت به الاعداء۔

☆ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے اور چغل خوری کرنے کی وجہ سے دو قبروں میں عذاب ہو رہا تھا جو حضور علیہ السلام نے دیکھ لیا اور پھر اس کا مداوا بھی فرما دیا۔ (حدیث ۳۱)

☆ مجبوری کی وجہ سے برتن میں پیشاب کرنے کا جواز (حدیث ۳۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا (۳۵)

حضور علیہ السلام اپنی امت کے لئے باپ کی مانند ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ فِي تَهَارِئِهِ لِي بَابُكَ طَرَحَ هُوَ۔ میں تمہیں سکھاتا ہوں کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو نہ اپنا منہ قبلہ کی طرف کرے اور نہ پیٹھ اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔ پھر آپ نے ہمیں تین پتھروں سے استنجا کرنے کا فرمایا اور پرانی ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے روکا (کیونکہ ان چیزوں کے ساتھ جنوں کی خوراک وابستہ ہے) (حدیث ۴۰)

حدیث کے ابتدائی الفاظ سے ان لوگوں کے عقیدے کا ردِ بلیغ ہو گیا جو حضور علیہ السلام کے بارے میں بھائی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: آپ کی تعظیم بڑے بھائی کی طرح کرو بلکہ اس سے بھی کم کہہیں شرک نہ ہو جائے۔ اس کا جواب اعلیٰ حضرت نے یوں دیا۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (ازرہ مذاق یہ کہنے والے کافر کو کہ تمہارے نبی نے تو تمہیں پیشاب تک کرنے کا طریقہ بھی سکھا دیا ہے) فرمایا: ہاں ہمارے آقا نے ہمیں پیشاب پاخانہ کرنے کا طریقہ بھی سکھایا اور یہ بھی بتایا ہے کہ قبیلہ روہو کر پیشاب نہ کرو۔ دائیں ہاتھ سے استنجانہ کرو اور تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجانہ کرو۔ (۴۱) یاد رہے کہ اگلے دو بابوں میں دو ڈھیلوں اور ایک پتھر کے ساتھ استنجا کرنے کا بھی ذکر ہے۔ اصل مقصد پاکیزگی حاصل کرنا ہے ڈھیلے کم استعمال کرے یا زیادہ۔ اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرنے سے کیوں نہ روکا گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور اس نے پیشاب کرنا شروع کر دیا، لوگ اس کی طرف (مارنے کے لئے) دوڑے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: دَعُوْهُ لَا تَزِدُّوْهُ۔ اسے چھوڑ دو اور اس کو (پیشاب کرنے سے) نہ روکو جب وہ پیشاب کر کے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور پیشاب کی جگہ بہا دیا۔

(۵۵-۵۴-۵۳)

حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں آخری الفاظ یہ ہیں: فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُبْتَسِرِينَ وَلَمْ تَبْعَثُوا مُعْتَسِرِينَ۔ تم نرمی اور آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو نہ کہ دشواری اور تنگی پیدا کرنے کے لئے۔ (۵۶)

شارحین حدیث نے اس حدیث کے تحت لکھا کہ حضور علیہ السلام نے کئی وجوہات کی بنا پر اس اعرابی کو پیشاب کرنے سے نہ روکا اور صحابہ کو بھی حکم دیا کہ اس کو پیشاب پورا کر لینے دو۔ ایک وجہ تو خود حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث کے اندر بیان ہو چکی کہ اگر کسی میں کوئی خلاف شرع کام دیکھو تو نرمی اور ملائمت سے منع کیا جائے نہ کہ سختی اور مار پیٹ کر۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پیشاب اگر اچانک روک دیا جائے تو اس سے بیماری پیدا ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

تیسری یہ کہ جو نصیحت آپ نے اس کو بعد میں فرمائی اگر اس کو مار پیٹ کر بھگا دیا جاتا تو اس نصیحت سے محروم ہو جاتا۔

چوتھی یہ کہ اگر اس کو بھگا دیا جاتا تو ایک جگہ کی بجائے کئی مقامات پہ پیشاب گرتا اور وہ تمام مقام دھونے پڑتے بلکہ نمازیوں پہ بھی پیشاب کے قطرات گر جاتے۔

اور پانچویں یہ کہ وہ گھبرا جاتا اور مسلمانوں کو بد اخلاق سمجھ کر ہو سکتا ہے دین سے ہی پھر جاتا۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا

وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں

تمام محدثین قیاس کو ماننے والے تھے

گدھے کا گوشت پلید اور نجس ہے۔ (۶۹) اس پر امام نسائی نے گدھے کے جوٹھے کو قیاس کر کے باب باندھا۔ بابُ سُوْر الْحِمَارِ۔ گدھے کا جوٹھا۔ حالانکہ حدیث میں گدھے کے جوٹھے کی بات نہیں ہے۔ لہذا جب اس کا گوشت نجس ہے تو اس کا جوٹھا بھی ناپاک ٹھہرا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اصل اہل حدیث یعنی محدثین میں سے کوئی بھی قیاس کا منکر نہیں ہوا کیونکہ تراجم ابواب محدثین کے قیاس ہی ہیں جو حدیث کی ہر کتاب میں سینکڑوں کی تعداد میں آپ کو ملیں گے۔ ابھی باب الوضوء بالثلث

برف کے پانے سے وضو کرنا۔ باب الوضوء بقاء البرد۔ اولوں کے پانی سے وضو کرنا بھی امام نسائی علیہ الرحمۃ نے قیاس سے ہی ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے دعا کی: اللھم اغسلنی من خطایای بالثلج والماء والبرد۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے تو اس سے امام نسائی نے استدلال فرمایا کہ برف اور اولوں کے پانی سے وضو کرنا درست ہے کیونکہ گناہ وضو سے دھو دیئے جاتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ایسی دعائیں تعلیم امت کے لئے ہوتی ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام تو نہ صرف معصوم بلکہ سید المعصومین ہیں۔ پھر آپ کے گناہ اور خطائیں کیسی؟ ہمارا مقصد یہاں یہ بتانا ہے کہ حدیث کی ہر کتاب میں تراجم ابواب کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام محدثین کے نزدیک قیاس حجت و دلیل ہے اور ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ اول من قاس فھو ابلیس۔ جو کہ موجودہ دور کے نام نہاد اہل حدیث اپنے عقیدے کا ایک اہم جز بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے اس بدبودار عقیدے کی نحوست کہاں کہاں تک جاتی ہے۔ اس کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں اور محدثین کرام کے خوشنودار عقیدے کی مہک ان شاء اللہ تاقیامت بڑھتی رہے گی اور زمانے کو معطر کرتی رہے گی۔

☆ حدیث پاک: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ..... اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ (۷۵)

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک موقع پر) نماز عصر کا وقت ہو گیا لیکن پانی نہیں تھا (اتنا کہ جس سے تمام لوگ وضو کر کے نماز ادا کر لیے چنانچہ تھوڑا سا پانی ایک برتن میں) حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں:

فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوْضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ الْخَبَرِ

پس میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے پانی بہہ رہا تھا یہاں تک کہ آخر تک تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ (۷۶) وضو کرنے والے لوگ کتنے تھے اس بارے میں اگلی حدیث میں (جو کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے) ہے جس میں اعمش کہتے ہیں: انہیں سالم بن ابی الجعد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ آپ لوگ اس دن کتنے تھے تو انہوں نے بتایا: اَلْفٌ وَخَمْسٌ مِائَةً ہم پندرہ سو تھے۔ (۷۷)

ایسا کیوں نہ ہو کہ حضور علیہ السلام کے دست انور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہیں۔ ان ہاتھوں پر بیعت کرنے والوں کو انہا یبایعون اللہ کا اعزاز عطا کیا گیا اور ان ہاتھوں سے ہونے والے عمل کو ولکن اللہ رمی کی شان عطا ہوئی۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے۔

لہ ہم لا منتهی لکبارھا وہبتہ الصغری اجل من الدھر

حضور علیہ السلام کی بڑی ہمتیں اور قوتیں کوئی کیا جانے کیونکہ ان کی توانہا ہی نہیں۔ آپ کی چھوٹی سی قوت پورے جہان

سے بڑی ہے۔

یہ شانیں دنیا میں اگر کسی اور کی ہیں تو ہمیں بھی بتا دو لیکن جب ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا کم و بیش) نبیوں اور رسولوں میں۔

آپ جیسا کوئی نہیں تو اور کس کی ہمت ہے کہ آپ سرکار کے سامنے ہمسری کا دعویٰ کرے اس لیے کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

کوئی نبی نہ کوئی پیغمبر حضور سا
بعد از خدا نہ افضل و برتر حضور سا
ہے ان کے راستے سے بھٹکنے کا کیا سوال
جن کو ملا ہو ہادی و رہبر حضور سا
ثابت ہوا یہ سایہ نہ ہونے سے آپ کے
کوئی نہیں ہے نور کا پیکر حضور سا
بندے کی ہر صفت سے ہے معبود کا ظہور
ظاہر ہوا نہ ایک بھی مظہر حضور سا
احسان ہے یہ ہم پہ خدائے کریم کا
ہم کو دیا ہے محسن اکبر حضور سا
تظہیر وصف ذات ہے طہ خطاب ہے
طاہر حضور سا ہے نہ اطہر حضور سا
خوش قسمتی پہ اپنی نہ کیوں فخر ہو ہمیں
پایا ہے ہم نے رحمت داور حضور سا
ہم عاصیوں کی بڑھ کے شفاعت جو کر سکے
ہو گا نہ کوئی بھی سر محشر حضور سا
ہر ہر قدم پہ شکر خدا کیوں نہ ہم کریں
رہبر کیا ہے ہم پہ مقرر حضور سا
گیتا خدا نے جب نہ بنایا ہو دوسرا
کونین میں ہو پھر کوئی کیونکر حضور سا

علم نبوت کی وسعتیں

☆ روزے کی حالت میں وضو (غسل) کرتے ہوئے ناک میں پانی ڈالنے (اسی طرح کلی کرنے) میں مبالغہ نہ کیا جائے۔ (۸۷) فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ۔ کیونکہ شیطان ناک کے بانے پر رات گزارتا ہے (۹۰) لہذا سوکراٹھو تو ناک کی خوب صفائی کرو اور چونکہ روزے کی حالت میں خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں روزہ خراب نہ ہو جائے لہذا اس مبالغے کی روزہ کی حالت میں اجازت نہ دی گئی۔

دوران نیند بلغم دماغ سے اتر کر ناک کی جڑ (خیشوم) میں جمع ہو جاتی ہے۔ اسی لیے آدمی سست ہو جاتا ہے لہذا ناک کو اچھی طرح جھاڑنے کا حکم ہوتا کہ غفلت و سستی دور ہو جائے اور شیطان کی آرزو کا قتل عام کر کے رب رحمان کو خوش کر لیا جائے اور حضور علیہ السلام کے علاوہ یہ راز کی بات اور کون بتا سکتا ہے کیونکہ آپ کی نگاہوں کے سامنے تو کوئی چیز چھپی رہ نہیں سکتی۔ اگر حضور نہ بتاتے تو کون بتاتا کہ شیطان کہاں رات گزارتا ہے اور اس کو کیسے دفع کیا جاسکتا ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

☆ حضرت علی المرتضیٰ نے کرسی پہ بیٹھ کر وضو فرمایا۔ (۹۴)

☆ وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ وَشَرِبَ فَضْلَ وَضُوئِهِ قَائِمًا (۹۵-۱۳۶-۱۳۰)

☆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہوں نے خواب میں اذان سنی تھی۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کو وضو میں دو مرتبہ سر کا مسح کرتے ہوئے دیکھا (۹۹) پیشانی پہ مسح فرمانے کا ذکر (۱۰۹) ان دونوں احادیث پہ غیر مقلدین کا عمل بھی نہیں ہے۔ اس طرح جوتے پہن کر وضو فرمانا بھی حدیث ۱۱۷ باب الوضوء فی النعال میں ہے کیا اس پہ ہر حدیث پہ عمل کرنے کے

دعوے دار نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلد) عمل کرتے ہیں؟

حضرت عائشہ صدیقہ نے مسئلہ پوچھنے کے لئے سائل کو حضرت علی نے پاس بھیجا

حضرت شریح بن ہانی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں موزوں پہ مسح کی مدت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنِّي وَهُوَ اس بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں حکم سنایا کہ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ يَمْسَحَ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثًا - حضور علیہ السلام ہمیں حکم فرماتے تھے کہ مقیم ایک دن ایک رات اور مسافر تین دن رات تک مسح کر سکتا ہے۔ (۱۲۹)

اس حدیث سے حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان دشمنی ثابت کرنے والوں کے منہ میں خاک پڑ گئی اور واضح ہو گیا کہ ان میں آپس کے اندر کوئی کشیدگی نہ تھی بلکہ ایک دوسرے کی عظمت و علمی شان کو تسلیم کرتے تھے۔ رہی دشمنی کی بات تو - یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔

☆ با وضو شخص نماز کے لئے تازہ وضو کرنا چاہیے تو تھوڑا سا پانی لے کر اعضاء کو تر کر لے تو اس کے لئے کافی ہو جائے گا کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: وَهَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ - جس کا وضو نہ ٹوٹا ہو اس کا یہی وضو ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود حضور علیہ السلام کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا۔ (۱۳۰)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے وضو سے بچا ہوا پانی (بطور تبرک) لینے کے لئے دوڑتے تھے۔ فَأَبْتَدَرَهُ النَّاسُ - اور جس کو مل جاتا اس کی خوشی کی انتہا ہو جاتی چنانچہ ایک صحابی (حضرت ابو جحیفہ) بڑی عقیدت سے بیان کرتے ہیں۔ فَنِلْتُ مِنْهُ شَيْئًا (ان دوڑنے والوں میں میں بھی شامل تھا تو) مجھے بھی تھوڑا سا پانی مل گیا۔ (۱۳۱) پانی کیا مل گیا کونین کی نعمت مل گئی۔

جسے مل گیا ”ان کے قدموں کا دھوون“ اسے دو جہاں کا خزانہ ملا ہے

میں بوڑھا ہو گیا ہوں، کیا اس عمر میں حضور علیہ السلام یہ جھوٹ بولوں گا؟

ایک صحابی (حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ) نے وضو کرتے ہوئے اعضاء وضو کے گناہ جڑھ جانے کا ذکر فرمایا اور مزید فرمایا: وضو کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا یعنی تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ تو سننے والے (ابو امامہ) نے تعجب کے طور پر کہا:

کیا ہر شخص کو اتنے کام پہ اتنی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں؟ تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللَّهِ لَقَدْ كَبُرَتْ سِنِّي وَدَنَا أَجَلِي وَمَا بِي مِنْ فَقْرٍ فَكَذِبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ أَذْنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

سن لے! خدا کی قسم میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میری موت کا وقت قریب ہے۔ میں محتاج بھی نہیں ہوں کہ کسی لالچ

میں حضور علیہ السلام کی نسبت غلط بات کروں (تو کیا اس حالت میں میں حضور پاک پہ جھوٹ بولوں گا؟) بلاشبہ میری کانوں نے حضور علیہ السلام سے یہ بات سنی اور دل نے یاد رکھی۔ (۱۴۷)

عاشقان اوز خواہاں خوب تر

☆ وضو کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

(۱۴۸)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وضو میں ہاتھوں کو کہنیوں تک کی بجائے بغلوں تک دھو ڈالتے تھے۔ (۱۴۹)

☆ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو فرمایا: ”تم میرے اصحاب ہو، میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے“ میں حوض کوثر میں ان کا منتظر ہوں گا۔ (۱۵۰)

☆ تحیۃ الوضوء کے دو نفل پڑھنے والے کے لئے جنت واجب۔ (۱۵۱)

☆ فرشتے طالب عالم کیلئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔ (۱۵۸)

انَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنَحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ۔ عن صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ

☆ نیند کی حالت میں (نفل) نماز نہ پڑھی جائے۔ (۱۶۲)

ایمان دل میں آیا تو ناپسندیدہ ترین پسندیدہ ترین نظر آنے لگا

۔ فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر ادا میں لاہک اور بیتاب اک دل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمامہ بن اثال حنفی کو جب اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا تو اس نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهَ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهَكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ كُلِّهَا إِلَيَّ۔ اے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم! اس (اسلام لانے) سے پہلے کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے بڑھ کر مجھے ناپسند نہ تھا اور اب (ایمان قبول کرنے کے بعد) آپ کا رخ انور مجھے تمام جہاں کے چہروں سے زیادہ پسندیدہ ترین دکھائی دے رہا ہے۔ (۱۸۹)

۔ مصطفیٰ آئینہ مصقول دوست ترکی و ہندی بہ بیند آنکہ اوست

☆ حضور علیہ السلام کی برکت سے امہات المؤمنین بھی احتلام سے پاک تھیں تبھی تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا حیرانگی سے عرض کر رہی ہیں کہ بھلا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ (۱۹۷-۱۹۶)

☆ جنبی شخص رکے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔ (۲۲۱) بلکہ وہاں سے پانی لے اور الگ ہو کر غسل کرے اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی کیونکہ اگر پانی وہ درودہ ہے تو جنبی کے غسل کرنے سے وہ پلید نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس سے کم ہے تو نجس و مستعمل ہو جائے گا۔ لہذا اگر پانی جاری ہو تو اس میں جنبی کا غسل کرنا بالکل جائز ہوا۔

☆ ٹھہرے ہوئے پانی میں (اگر وہ ٹھوڑا ہے تو) پیشاب نہ کرے (کہ اس سے وہ نجس ہو جائے گا اور اگر زیادہ بھی ہے تب بھی خراب ہو جائے گا اور اس کا پینا لوگوں کے لئے نقصان کا باعث ہوگا۔ پانی قلیل ہو تو یہ نجس تحریمی ہے ورنہ تنزیہی) اس

پانی میں پیشاب کرنے کے بعد غسل کرنے سے بھی منع فرمایا گیا (اس میں بھی نہیں کے یہ دونوں پہلو مندرجہ بالا دونوں صورتوں کے ساتھ متعلق ہوں گا) (۲۲۲)

ایک کام میں دونوں پہلو جائز ہوں تو یہ اللہ کی نعمت سے جس پر شکر ادا کیا جائے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ السلام رات کے کس حصے میں غسل (جنابت) فرماتے تو انہوں نے فرمایا: کبھی رات کے ابتدائی حصے میں اور کبھی آخری حصے میں تو پوچھنے والے (حضرت غصیف بن حارث رضی اللہ عنہ) نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں گنجائش رکھی ہے۔ حمد و شکر کے الفاظ یہ ہیں: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس معاملہ میں گنجائش رکھی ہے۔ (۲۲۳-۲۲۴) بعض نام نہاد تعلیم یافتہ ایسی بات کو طعن کا باعث بنا لیتے ہیں اور علماء کو کوسنا شروع کر دیتے ہیں جب کسی مسئلہ کے بارے میں ان کو بتایا جائے کہ دونوں طرح جائز ہے حالانکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اس نے مسئلہ میں یہ گنجائش رکھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہے کہ آپ نے کئی مسائل میں دونوں پہلوؤں کو جائز قرار دے کر امت کے لئے آسانی پیدا کر دی ہے۔ حدیث کی کتابوں میں بیسیوں ابواب ایسے ہیں کہ ایک کام کے کرنے کا حکم دیا گیا پھر اس میں رخصت دے دی گئی اور ایک کام سے منع کیا گیا پھر اس کے کرنے کی اجازت دے دی۔ مثلاً پیچھے آیا کہ استنجا میں تین ڈھیلوں سے کم استعمال نہ کیے جائیں پھر دو ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کرنے کی اجازت دی۔ پھر ایک ڈھیلے کے ساتھ بھی۔ ان ابواب کے نام بالترتیب اس طرح ہیں: النهی عن الاكتفاء في الاستطابة باقل من ثلاثة احجار۔ الرخصة في الاستطابة بحجرين۔ باب الرخصة في الاستطابة بحجر واحد۔ یہی حال غسل میں پانی کی مقدار کا ہے کہیں کم مقدار بیان ہوئی کہیں زیادہ تو اسراف سے بچتے ہوئے جتنے بھی پانی سے طہارت و نظافت حاصل ہو جائے اجازت ہے۔ احادیث میں مقدار حجاز مقدس میں پانی کی قلت کے پیش نظر تھی۔ ورنہ نسائی شریف میں باب ہے۔ باب الدلالة على انه لا وقت في ذلك۔ اس باب کے بیان میں کہ غسل کے پانی میں کوئی مقدار معین نہیں۔ اس لیے آٹھ رطل ایک صاع اور پانچ مکوک کی احادیث پانی کم ہونے پر محمول ہوں گی۔ چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اور حضور علیہ السلام ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے آپ چاہتے کہ آپ جلدی غسل کر لیں اور میں چاہتی کہ میں جلدی غسل کروں آپ مجھے فرماتے کہ میری لیے بھی پانی باقی رہنے دے اور میں عرض کرتی کہ آپ میرے لیے پانی رہنے دیجئے۔ (۲۴۰) اس حدیث سے جنبی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کی اجازت ثابت ہوتی ہے جبکہ حدیث ۲۳۹ میں اس سے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ تو یہ امت کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے لئے تھا کہ اگر پانی وافر ہے تو ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کر ورنہ کوئی حرج نہیں۔

ثواب ہو گئے کتنے عذاب کیا کہنا

تیرے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا

★ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يتوضأ بعد الغسل۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد

وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔ (۲۵۳)

☆ وضو غسل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تولیہ استعمال فرمائے بغیر واپس کر دیا۔ (امام نووی نے غسل کے بعد بدن پونچھنا مستحب قرار دیا کیونکہ اس سے بدن مزید صاف ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے حضور علیہ السلام کا عمل نہ استعمال کرنے کو جائز قرار دینے کے لئے ہو یا اس لیے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ تولیہ کا استعمال ضروری ہے۔ بہر حال ایک مشہور قول یہ بھی ہے کہ نہ پونچھنا بہتر و افضل ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ بالصواب) (۵۵-۲۵۴)

☆ جس گھر میں کتا، تصویر اور جنبی ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (۲۶۲)

پیارے نبی علیہ السلام کا اپنے پیارے صحابہ کرام سے ایک پیارا انداز

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی:

إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ مِنْ أَصْحَابِهِ مَسَّحَهُ وَدَعَا لَهُ (۲۶۸)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے صحابہ کرام میں سے) کسی شخص کے ساتھ ملاقات فرماتے تو اس پر (اظہار محبت کے لئے) ہاتھ پھیرتے اور برکت کی دعا کرتے۔

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

حضرت حذیفہ کہتے ہیں: ایک صبح میں نے آپ کو دیکھا اور ایک طرف چلا گیا۔ پھر سورج نکلنے وقت میں (غسل جنابت کر کے) حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: میں نے تجھے دیکھا تھا پھر تو الگ ہو کر کہاں چلا گیا؟ میں نے عرض کیا: حضور! میں حالت جنابت میں تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ۔ مسلمان کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔ یعنی طہارت حقیقی تو مسلمان کے اندر رہتی ہے۔ اگرچہ جنبی ہو اور طہارت حکمی (جنابت) ملاقات سے مانع نہیں ہے۔

☆ حائضہ عورت کی گود میں سر رکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کی جاسکتی ہے۔ (۲۷۵)

☆ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں حائضہ ہوتی تو جس جگہ (گوشت کی ہڈی والی) بوٹی پہ میں منہ لگا کر دانتوں سے گوشت اتارتی، حضور علیہ السلام بھی اسی جگہ منہ رکھتے، پانی پیتے ہوئے جہاں پیالے پہ میں منہ لگا کر پانی پیتی، اسی جگہ حضور علیہ السلام بھی منہ رکھ کر پانی پیتے۔ (۲۸۱-۲۸۰)

☆ کپڑے میں تھوک کر اس کو مل دینا، چاہے نماز میں ہو یا غیر نماز میں۔ (۳۱۰-۳۰۹)

☆ حضرت ابوبکر کے کچو کے لگانے کے باوجود حضرت عائشہ صدیقہ نے حرکت نہ کی کیونکہ گود میں حضور علیہ السلام آرام فرما تھے (اس احترام پر) تیمم کی آیت کا نزول ہوا اور صحابہ کرام میں سے حضرت اسید بن حضیر نے کہا: اے ابوبکر کی آل! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (یعنی اس سے پہلے بھی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امت پہ آسانیاں پیدا فرمائی ہیں) (۳۱۱)

☆ (جس طرح ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں اسی طرح) ایک تیمم سے بھی کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

کِتَابُ الْمِيَاهِ (پانیوں کا بیان)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا (الفرقان) اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا جو پاک کرنے والا ہے۔ نیز فرمایا: وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَ كُمْ۔ اور (اللہ تعالیٰ) تمہیں پاک کرنے کے لئے آسمان سے پانی اتارتا ہے۔

(الانفال)

☆ مندرجہ بالا آیات سے جہاں یہ معلوم ہوا: طہارت و نظافت کے لئے پانی ضروری ہے اور بغیر کسی معقول عذر کے پانی کے علاوہ کسی اور چیز (مائع) سے وضو و غسل جائز نہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوا: غسل وغیرہ کرتے وقت کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ننگا ہو کر نہا رہا ہو تو پڑھنا جائز ہی نہیں اور کسی چیز کو پاک کرنے کے لئے بھی پانی کا استعمال ہی کافی ہے۔ جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے یوں عرض کرتے: ”اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا“ (۳۳۴) ایک حدیث میں ہے: ”اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرْدِ۔“ (۳۳۵) اے اللہ! میری خطاؤں کو برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔

عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام

اس طرح کی تمام دعائیں تعلیم امت کے لئے ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت قرآنی آیات، احادیث صحیحہ، اجماع امت اور عقلی دلائل سے ثابت ہے اور کوئی بھی مسلمان اس کا انکار کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ انبیاء کرام تو پھر معصومین ہیں ان کے مخلص غلاموں تک بھی شیطان کی رسائی نہیں اور گناہ تو شیطان کے بھٹکانے سے ہوتے ہیں جبکہ ان کے غلاموں پر جس قرآن شیطان اثر انداز نہیں ہو سکتا تو پھر ان کے آقاؤں پہ شیطان کا کیسے بس چل سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ان عبادی لیس لک علیہم سلطان (اے ابلیس) میرے خاص بندوں پر تیرا بس نہ چل سکے گا۔ اور شیطان کا اپنا اقرار ہے: ولا یؤینہم اجمعین الاعبادک منهم المخلصین۔ (ہاں اے اللہ! واقعی) میں تمام لوگوں کو گمراہ کر سکوں گا مگر تیرے مخلص بندوں تک میری رسائی نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لاینال عہدی الظالمین۔ میرا عہد (نبوت) ظالموں (فاسقوں) کو نہ ملے گا تو معلوم ہوا: فسق اور نبوت دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے دل کو تسلی دینے کے لئے معراج کی رات سینہ مبارک چاک کروا کر گوشت کا ایک ٹکڑا نکلوا دیا (جو لوگوں کے دلوں میں شیطان کا حصہ ہوتا ہے) اور قلب منور کو زمزم شریف سے دھویا گیا (باب علامات نبوت مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”جس راستے سے عمر گزرتا ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے

۔ یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

حضور علیہ السلام کی صحبت کی برکت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے جسے قرین کہتے ہیں جبکہ میرا قرین مسلمان ہے یعنی وہ مجھے اچھا مشورہ ہی دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب الوسوسۃ)

ہر بچے کو بوقت ولادت شیطان کچھ لگاتا ہے جس کی وجہ سے بچہ روتا ہے جبکہ حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شیطان یہ معاملہ نہ کر سکا (ایضاً) یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو خواب میں احتلام نہیں ہوتا کیونکہ احتلام شیطان اثرات سے ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تو بیویاں بھی شیطانی اثرات سے پاک ہیں یہی وجہ ہے کہ انہیں بھی احتلام نہیں ہوتا بلکہ جس عورت نے بالآخر حضور علیہ السلام کے نکاح میں آنا ہے وہ آپ کے نکاح میں آنے سے پہلے بھی اس اثر سے محفوظ رکھی گئی۔ جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ حدیث میں ہے کہ جب ایک عورت نے احتلام کے بارے میں حضور علیہ السلام سے پوچھا تو حضرت ام سلمہ نے عرض کیا: کیا عورتوں کو بھی احتلام آتا ہے۔ (اگر ام سلمہ کو احتلام آیا ہوتا تو تعجب کے سوال کیوں کرتیں حالانکہ وہ بہت عرصہ حضرت ابو سلمہ کے نکاح میں رہیں اور ان سے ان کی اولاد بھی ہوئی لیکن خدا کو معلوم کہ یہ میرے حبیب کی بیوی بنے گی لہذا پہلے سے ہی ان کو اس اثر سے محفوظ رکھا) مشکوٰۃ کتاب الغسل۔ خدا تعالیٰ حضور علیہ السلام کی برکت سے ہمیں بھی ہر مقام پر شیطانی اثرات سے محفوظ رکھے۔

اے نور خدا آ کر آنکھوں میں سما جانا یا در پہ بلا لینا یا خواب میں آ جانا
اے پردہ نشین دل کے پردے میں رہا کرنا جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
میں قبر اندھیری میں گھبراؤں گا جب تنہا امداد کو میری تم آقا قبر میں آ جانا
روشن میری تربت کو للہ ذرا کرنا جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
مجرم ہوں جہاں بھر کا محشر میں بھرم رکھنا رسوائے زمانہ ہوں کملی میں چھپا لینا

کِتَابُ الْخَيْضِ وَالْإِسْتِحَاظَةِ

حیض واستحاضہ (کے خون) کا بیان

☆ حیض ونفاس والی عورت دوران حج طواف کے علاوہ تمام کام کر سکتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ حج کے ارادے سے نکلے اور جب مقام سرف پہ پہنچے تو مجھے حیض آ گیا چنانچہ میں رو کر لگی (اس خیال سے کہ میرا حج ضائع ہو گیا) حضور علیہ السلام میرے پاس سے گزرے تو مجھ سے رونے کا سبب پوچھا (اور پھر ہی) فرمایا: کیا تجھے نفاس (حیض) آ گیا ہے۔ میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا: (یہ پریشانی کی کوئی بات نہیں)۔
”هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ“

(۳۴۹) یہ بات اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پہ لکھ دی ہے لہذا تو حاجیوں والے تمام کام کر سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے۔

ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

ایک صحابیہ سات سال تک (استحاضہ خون کی وجہ سے) ہر نماز کے لئے غسل کرتی رہیں۔ (۵۷-۳۵۲) حالانکہ ان پر ہر نماز کے لئے غسل کرنا لازم نہ تھا (۳۶۳) اس سے وہ عورتیں سبق حاصل کریں جو ذرا سی بات پہ نماز چھوڑ دیتی ہیں۔ مثلاً بچے نے کپڑوں پہ پیشاب کر دیا ہے لہذا نماز چھوڑ دی حالانکہ نہ کپڑوں کی کمی ہے نہ پانی کی جبکہ حدیث میں اس دور کا ذکر ہے جب کوئی عورت ہی ایسی ہوگی جس کے پاس دوسرا سوٹ ہوگا اور پانی بھی باہر سے بھر کے لانا پڑتا تھا الغرض جتنی نعمتیں زیادہ ہو رہی ہیں اتنے ہی زیادہ ہم ناشکر گزار ہو رہے ہیں۔ خدا نے اولاد اس لیے تو نہیں دی کہ ہم اللہ کی عبادت کی چھوڑ دیں۔ نعمت تو اس لیے ملتی ہے تاکہ اللہ کی شکرگزاری پہلے سے زیادہ کی جائے۔ لئن شکرتم لازیدنکم اللہ سے ڈرو اس لیے کہ اگر وہ نعمت دے سکتا ہے تو واپس بھی لے سکتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پہلے لوگوں کے پاس نعمتیں کم ہوتی تھیں مگر اللہ کا شکر زیادہ کرتے تھے تو ان کے دلوں کو سکون ہوتا تھا۔ ہمارے پاس جس قدر نعمتیں زیادہ آ رہی ہیں بے سکونی اتنی ہی بڑھتی جا رہی ہے۔ جو عورتیں کچھ نہ کچھ نماز کی پابندی کرتی بھی ہیں وہ دیگر معاملات میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پرواہ نہیں کرتیں۔ دیکھا گیا ہے کہ سر سے دوپٹہ اتر اہوا ہے بازو کہنیوں سے اوپر تک ننگے ہیں۔ گریبان کھلا ہوا ہے لیکن ہاتھ میں تسبیح ہے اور مردوں کے ساتھ پارک میں ”واک“ بھی کر رہی ہے اور ساتھ تسبیح بھی پڑھ رہی ہے۔ اگر خود باپردہ ہے تو جوان بچیوں کو بے پردہ کیے ہوئے ہے۔ شوہر کے حقوق کا خیال نہیں۔ شادی بیاہ اور غمی و خوشی کے موقع پہ تو تمام شرعی پابندیاں بالائے طاق رکھ دی جاتی ہیں۔ پھر کہنا یہ ہے کہ ہم اتنا کچھ پڑھتی پڑھاتی بھی ہیں پھر بھی حالات درست نہیں ہوتے جبکہ نافرمانیوں کا ذکر ہی نہیں۔ بعض لوگ وظائف بڑی پابندی سے کرتے ہیں مگر فرائض کی پرواہ نہیں کرتے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ آپ نے کہا تھا گیارہ دن پڑھنے سے کام ہو جائے گا ہوا تو نہیں۔ کاش ہمارا پڑھنا پڑھانا اللہ کی رضا کے لئے ہو جائے کیونکہ من کان لله کان الله له۔ جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے

اے ابوالہوس جزاء کی تمنا بھی چھوڑ دے

بندہ گناہ کرتا ہے تو صرف اخروی نقصان ہی نہیں کرتا بلکہ دنیوی نقصان بھی کر بیٹھتا ہے اور جب بندہ عبادت کرتا ہے تو اخروی فوائد کے ساتھ ساتھ دنیوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں بشرطیکہ باقی معاملات بھی درست رکھے۔ مجھے اس وقت دو واقعات یاد آ رہے ہیں جو ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہوں گے ان کو غور سے پڑھ لیں۔

ایک نو مسلمہ عورت کا بیان

جرمنی کی ایک عورت مسلمان ہوئی جو کہ ایک سکول میں بچوں کو پڑھاتی تھی۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تو مسلمان کیوں

ہوئی تو اس نے بتایا کہ میرے سکول میں ایک مسلمان کا چھ سات سالہ بچہ پڑھتا تھا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ ہاتھ دھوتا ہے تو کچھ پڑھتا ہے، سیڑھیاں چڑھتا ہے تو کچھ پڑھتا ہے اترتا ہے تو کچھ پڑھتا ہے ایک دن میں نے اس سے پوچھا ہی لیا کہ تو ہر کام کرتے وقت کچھ نہ کچھ پڑھتا ہے۔ یہ کیا پڑھتا ہے؟ تو اس نے مجھے بتایا کہ ہمارے نبی علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہر کام سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھا کرو۔ سیڑھیاں چڑھو تو اللہ اکبر پڑھو، اترو تو سبحان اللہ پڑھو تو میں اپنے نبی علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق یہی کچھ پڑھتا ہوں تو اس کی ٹیچر کہتی ہے کہ میں یہ سوچنے پہ مجبور ہو گئی کہ اس بچے پہ کوئی جبر نہیں کرتا، اس کوئی شک لے کر نہیں کھڑا ہوا کہ اگر تو اس موقع پہ یہ الفاظ نہیں پڑھے گا تو تجھے سزا دی جائے گی۔ ایک چھ سات سالہ بچہ اتنے ذوق و شوق کے ساتھ چودہ سو سال پہلے گزرنے والے ایک انسان کو اتنی محبت سے ”فالو“ کر رہا ہے ذرا میں اس کی سیرت کا مطالعہ تو کروں۔ وہ کیسا انسان تھا کہ جس کی عقیدت ہر چھوٹے بڑے کے دل میں دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے اور جب میں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کا مطالعہ شروع کیا تو ان کی سیرت اتنی حسین تھی کہ ان کی اتباع کیے بغیر نہ رہ سکی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی (یہ واقعہ مجھے ایک معتبر شخص نے سنایا) خدا تعالیٰ تمام غیر مسلموں کو اسی طرح حضور علیہ السلام کی سیرت پاک کا مطالعہ کر کے دولت ایمان کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کی توفیق دے۔

دعا ہے کہ الہی قوم کو چشم بصیرت دے

الہی رحم کر ان پر انہیں نور ہدایت دے

ایک غیر مسلمہ عورت کا کردار اور ہم

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور بھی کئی گنا ہوں کے بارے میں ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کی تنبیہات فرمائی ہیں لیکن آج ہمارے اندر ملاوٹ دھوکہ دہی اور دیگر بے شمار خرابیاں اپنے پورے عروج پہ ہیں اور اس سلسلہ میں ہمارے ضمیر نے کبھی ہمیں ملامت تک نہیں کی ایک متدین و متشرع حاجی صاحب نے مجھے ایک واقعہ سنا کر حیران کر دیا کہ (ان کے ایک دوست نے انہیں اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کیا کہ) برطانیہ میں ایک عورت کے پاس نو گائیں تھیں اور وہ مشین کے ذریعے ان کا دودھ دھو رہی تھی، آٹھ گایوں کا جو کہ تندرست و توانا تھیں اس نے دودھ دوہا اور ایک ٹب میں ڈال دیا جبکہ نویں گائے لاغر اور کمزور تھی لیکن بیمار نہ تھی بلکہ زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے کمزور تھی۔ اس کا دودھ بھی اس نے دوہا لیکن بجائے ٹب میں ڈالنے کے نہر میں بہا دیا۔ دیکھنے والے نے حیران ہو کر پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو اس نے ایک جملہ بول کر مجھے حیران کر دیا اور مجھے اپنے اور اپنے جیسے مسلمانوں کو (جن کا نظریہ یہ ہے کہ ”پیسہ ہو اگر چہ کیسا ہو“) اپنے کردار پہ نظر ثانی کرنے پہ مجبور کر دیا۔ جملہ یہ تھا کہ ”میں اپنی قوم کے بچوں کو ایسی لاغر و کمزور گائے کا دودھ نہیں پلا سکتی“ وہ پاکستانی دل میں سوچنے لگا کہ ہمارے پاکستانی بھائی اپنی قوم کے بچوں کو کیا کیا زہر کھلا رہے ہیں اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی ایک چیز بھی تو ایسی نہیں ہے کہ جس میں ملاوٹ نہ کی جا رہی ہو اور ہماری پاکستانی قوم ملاوٹ کی اس قدر ماہر ہے کہ نقل اصل سے بہتر دکھائی دیتی ہے اور جھوٹ پہ سچ کا گمان ہونے لگتا ہے۔

کِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ (غسل اور تیمم کا بیان)

☆ حضرت ایوب علیہ السلام پہ غسل کرتے ہوئے سونے کی مٹی گری تو آپ اسے کپڑے میں سمیٹنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّوبُ اأَلَمْ أَكُنْ أَغْنِيكَ؟ کیا میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا؟ تو انہوں نے جواباً عرض کیا: بَلَى يَا رَبِّ وَلَكِنْ أَغْنَى بَنِي عَنْ بَرَكَاتِكَ کیوں نہیں اے اللہ! لیکن میں تیری برکات کا تو محتاج ہی رہوں گا۔ (۴۰۹)

☆ پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس کی رقت و سیلان باقی رہے تو اس پانی سے وضو اور غسل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حدیث ۴۱۵ سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بڑے پیالے کے پانی سے غسل فرمایا جس میں آٹا لگا ہوا تھا۔

☆ جہاں تک ممکن ہوتا حضور علیہ السلام ہر کام کو دائیں طرف سے ہی شروع کرنا پسند فرماتے مثلاً جوتا پہننے میں کنگھی کرنے میں طہارت کرنے میں۔ (۴۲۱)

حضور علیہ السلام کی پانچ خصوصیات

حضور علیہ السلام کو پانچ نعمتیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو کسی (نبی علیہ السلام) کو بھی آپ سے پہلے نہ دی گئیں (۱) رعب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی گئی یعنی آپ ایک ماہ کی دوری پہ ہوتے تو دشمن پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب طاری ہو جاتا۔ (۲) روئے زمین کو آپ کے لئے پاک اور سجدہ گاہ بنا دیا گیا۔ (۳) تیمم کی نعمت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ (۴) شفاعت کا اذن سب سے پہلے آپ کو ہوگا۔ (۵) آپ کو تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ (۴۳۲) ان میں سے نعمت کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ صرف شان شفاعت پہ پوری پوری کتب لکھی گئی ہیں جس کے متعلق ہم ان شعار پہ اکتفا کر رہے ہیں کہ میدان محشر میں یہ منظر ہوگا

جدھر خدا ہے ادھر نبی ہے جدھر نبی ہے ادھر خدا ہے
خدا کی مرضی ہے ان کی مرضی ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی
خدا کی مرضی ہے ان کی مرضی ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی
ان کی مرضی ہے ان کی مرضی ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی

☆ حضور علیہ السلام کی نیند وضو کو نہیں توڑتی۔ (۴۴۳)

☆ اونگھنے والا پہلے نیند پورے کرے پھر نماز ادا کرے (۴۴۴) کیونکہ عین ممکن ہے کہ اونگھتے ہوئے بجائے اپنے حق میں دعا کرنے کے اپنے خلاف بددعا کرنے لگے۔

کِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان)

☆ دو طویل احادیث جن میں واقعہ معراج میں حضور علیہ السلام کا انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کروانا اور آسمانوں پہ ان کے ساتھ ملاقات کرنا (اولا پچاس نمازوں کی فرضیت اور پھر ان میں تخفیف) کا ذکر ہے۔ (۴۵۱-۴۴۹)

☆ سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان پہ ہے (اس کی جڑیں چھٹے آسمان پہ ہیں اور شاخیں ساتویں آسمان تک جاتی ہیں اسی لیے

بعض احادیث میں اس کا ذکر ساتویں آسمان پہ آیا ہے) نیچے کی چیزیں اوپر نہیں جاسکتیں اور اوپر والی چیزیں (ادامرو نواہی) یہاں آ کر رک جاتے ہیں پھر فرشتے جہاں حکم ہوتا ہے لے جاتے ہیں۔ معراج کی رات حضور علیہ السلام کو تین چیزیں عنایت فرمائی گئیں۔ پانچ نمازیں سورۃ بقرہ کی آخری آیات اور تیسری یہ کہ جو آپ کا امتی شرک کیے بغیر مر جائے گا اس کے کبیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (۴۵۲) سدرۃ المنتہی کے بارے میں اسی حدیث کے اندر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اذ یغشی السدرۃ ما یغشی کے بارے میں ہے کہ جس چیز نے سدرۃ المنتہی کو ڈھانپ رکھا تھا وہ سونے کے پروانے ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ بیری کے اس درخت پہ علم خلایق کی انتہا ہو جاتی ہے۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام کی زیارت کا اذن طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو یہیں پہنچنے کا حکم دیا کہ میرے حبیب کی سواری گزرے گی تو زیارت کر لینا چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں نے سدرۃ کے ہر پتے پہ ایک فرشتے کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔ صاحب تفسیر نیشاپوری فرماتے ہیں: یہیں پہ جبریل امین علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: لودنوت انملہ لاحترقت۔ اگر میں ایک انگلی کے پورے کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا۔

(معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

☆ پانچ نمازیں ادا کرنے کا وعدہ کر نیوالے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی قرار دے دیا۔ (۴۶۰)

بیعت جہاد و بیعت اسلام کے علاوہ بیعت کا ثبوت

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ کئی طوح کی بیعت کرتے تھے اور انہیں قسموں میں سے بیعت طریقت بھی ہے جو کہ مرید اپنے پیر کے ہاتھ پہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں اور بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں: بیعت جہاد و بیعت اسلام کے علاوہ کوئی بیعت نہیں جبکہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: اَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ کیا تم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پہ بیعت نہیں کرو گے۔ (یہ ارشاد سن کر) ہم نے اپنے ہاتھ بڑھادیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت فرمائی۔ پھر ہم نے عرض کیا: حضور! ہم بیعت تو کر چکے لیکن یہ بھی تو فرمائیں کہ ہماری یہ بیعت کن امور میں ہے۔ آپ نے فرمایا:

عَلٰی اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِہٖ شَیْئًا وَ الصَّلٰوَاتِ الْخَمْسِ

اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور پنجگانہ نماز ادا کرو گے۔

وَأَسْرَ کَلِمَۃً خَفِیَّۃً پھر آہستہ سے فرمایا: اَنْ لَا تَسْأَلُوْا النَّاسَ شَیْئًا۔ یہ کہ لوگوں سے بھیک نہ مانگو گے۔ (۴۶۱) حضرت حکیم

نے صرف اس بات پہ حضور علیہ السلام کی بیعت کی کہ اَنْ لَا اَخْرَجَ اِلَّا قَانِمًا (۱۰۸۵) میں کھڑا کھڑا سجدے میں چلا جاؤں۔

مرشد کامل جب اپنے مرید کو بیعت فرماتا ہے تو انہی باتوں اور اس طرح کی دیگر کئی باتوں کی تلقین کرتا ہے۔ لہذا بیعت

طریقت کا ثبوت مل گیا۔ مرشد کو بھی چاہیے کہ اپنے مرید کو ایک ایک کر کے تمام ممنوعات شرعیہ سے روکے اور پوری طرح اس

معروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔ صرف مریدین کی تعداد میں اضافہ کر کے ان سے نذرانے بٹورنے پر ہی اکتفا کرے اور پھر وقتاً فوقتاً پوچھتا بھی رہے کہ جو تم نے بوقت بیعت عہد معاہدہ کیا تھا اس پہ عمل کرتے ہو یا نہیں؟ یاد رہے! ممنوعات شرعیہ بے شمار ہیں۔ جس طرح کہ نیکی کے کام بے حساب ہیں۔ اس دور میں جو بیماری بہت ہی عام ہے وہ گانا بجانا ہے جو کہ شریعت میں حرام ہے اور قرآن میں اسے شیطانی آواز قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت اس پہ چند تصریحات شد الا یمان سے اس کتاب کی زینت بنارہا ہوں۔

گانے باجے کی حرمت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ (لقمان: ۶)

اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں (گانا بجانا) خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں ان کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔

عوارف وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے تھے کہ بے شک ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ان المراد به التغنی کہ آیت میں لہو حدیث سے مراد گانا ہے۔

یہی مفہوم دیکھئے طبری ج: ۲۱ ص: ۶۲، تفسیرات احمدیہ ص: ۶۰۳، ابن کثیر ج: ۳ ص: ۳۸۶، ابن ابی شیبہ ج: ۶ ص: ۳۰۹، مستدرک ج: ۲ ص: ۳۱۱، بیہقی ج: ۱۰ ص: ۲۲۳

قرآن پاک میں ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَمْ يَغْفِرْ لَهُمْ قَوْلَهُ يَوْمَئِذٍ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَرٍّ ظَلَمٍ (پ: ۱۵: ع: ۷)

اور (اے ابلیس) گرا لے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔ اس سے مراد گانا اور مزامیر ہیں ملاحظہ کریں۔ تفسیر جلالین میں ہے:

بدعائک بالغناء والمزامیر وکل داعٍ الی المعصیة

یعنی شیطان کی آواز سے مراد گانے مزامیر اور گناہ کی طرف لے جانے والی ہر چیز کے ذریعے بلانا ہے۔ (تفسیر جلالین ص: ۲۳۵)

گانے باجے کے بارے میں احادیث

اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں

(۱) کان ابلیس اول من ناح و اول من تغنی

سب سے پہلے ابلیس نے نوحہ کیا اور سب سے پہلے اسی نے گانا گایا۔ (تفسیرات احمدیہ ص: ۶۰۱)

(۲) التغنی حرامٌ والتلذذ بها كفرٌ والجلوس عليها فسقٌ ومعصيةٌ

گانا حرام ہے اور (حلال جان کر) اس سے لذت لینا کفر ہے اور (سننے سنانے کیلئے) گانے پر بیٹھنا فسق و فجور اور گناہ ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص: ۶۰۱)

(۳) الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الباء الزرع

گانا دل میں منافقت پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ ص: ۴۱۱)

(۴) حضرت نافع فرماتے ہیں: ایک راستہ میں میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ پس انہوں نے مزار کی آواز سنی

اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے دوسری جانب دور ہو گئے۔ پھر دور جانے کے بعد مجھ سے فرمایا: یا نافع هل تسمع شيئاً اے نافع کیا تم مزار کی کچھ آواز سنتے ہو؟ میں نے کہا نہیں تو انہوں نے اپنے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور فرمایا: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمع صوت يراع فصنع مثل ما صنعت في رسول پاک ﷺ کے ہمراہ تھا پس آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے اسی طرح کیا جیسے میں نے کیا۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس وقت چھوٹا تھا۔

(ابوداؤد ج: ۲ ص: ۳۱۸، مشکوٰۃ ص: ۴۱۱، بیہقی ج: ۱ ص: ۱۰، حلیۃ الاولیاء ج: ۶ ص: ۱۲۹، طبرانی صغیر ج: ۱ ص: ۱۳، مسند امام احمد ج: ۲ ص: ۳۸، مرقا ج: ۹ ص: ۱۳۳)

اعضاء جسمانی کی بدکاری

فالعینان زناهما النظر والاذنان زناهما الاستماع واللسان زناه الكلام واليد زناها البطش

والرجل زناها الخطی والقلب یهوی ویتمنی ویصدق ذلك الفرج ویكذبہ۔

(مشکوٰۃ ص: ۲۰، مسلم شریف جلد: ۲ ص: ۳۳۶، الزواجر ج: ۲ ص: ۳، اسی مفہوم کی حدیث دیکھئے صحیح بخاری ج: ۲ ص: ۹۲۲، صحیح ابن حبان ج: ۲ ص: ۲۹۹)

آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چل کر

جانا ہے اور دل خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے فرج اس کی تصدیق کرتا ہے اور اسے جھوٹا کرتا ہے۔

لہذا گانے باجے، فلمیں، ڈرامے، ٹیلی ویژن، وی سی آر ڈش انشیا وغیرہ (کے گندے پروگرام) بے حیائی و حرام کاری کا

سامان ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الغناء رقية الزنا

گانا زنا کا منتر ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص: ۶۰۳، کنز العمال ج: ۱۵ ص: ۲۲۰)

گانا سننے کی سزا

من قعد الی قینۃ یستمع منها صب اللہ فی اذنیہ الأذن
جو کوئی شخص گانے والی عورت کے پاس بیٹھے اس سے گانا سنے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کانوں میں
(پگھلا ہوا) سیسہ ڈالے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰)

(7) قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ بعثنی رحمةً للعالمین وهدی
للعالمین وامرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر والاولیاء والصلب وامر الجاہلیۃ
نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور میرے
رب نے مجھے باجوں اور بانسریوں اور بتوں اور صلیبوں اور جاہلیت کے کاموں کو باطل کرنے کا حکم فرمایا۔

(مشکوٰۃ مسند امام احمد ج: ۵ ص: ۲۵۷)

(8) لیکونن فی امتی اقوامٌ یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف
ضرورہ ضرور میری امت میں وہ لوگ ہوں گے جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور
شراب اور باجوں کو۔

(بخاری شریف ج: ۲ ص: ۸۳۷ بیہقی ج: ۱۰ ص: ۲۲۱ مسند الشامیین ج: ۱ ص: ۳۳۳ تاریخ کبیر ج: ۱ ص: ۳۰۴ فتح الباری ج: ۱۰ ص: ۵۱)
حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الغناء مفسدة للقلب ومسخطة للرب

گانا دل کو خراب کرنے والا اور رب تعالیٰ کو ناراض کر نیوالا ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص: ۶۰۳)

مسئلہ قوالی

(دف بجانے کی بعض مقامات میں اجازت کے علاوہ) مزامیر بہر حال حرام ہیں۔ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل
بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعات یا متشابہ غیر معتبر ہیں۔ ہدایہ وغیرہ کتب معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں۔ حضرت
سلطان الاولیاء محبوب الہی نظام الحق والدین فوائد الفوائد شریف میں فرماتے ہیں: مزامیر حرام است یعنی مزامیر حرام ہیں۔

مولانا فخر الدین رازی خلیفہ سیدنا محبوب الہی رضی اللہ عنہ نے خود حضور علیہ السلام کے حکم سے رسالہ ”کشف القناع عن
اصول السماع“ تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرمادیا کہ

اما سماعٌ مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبرئ عن هذه التهمة وهو مجرد صوت القوال مع

الاشعار الشعرية

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے۔ وہ صرف قوال کی آواز ہے جو کمال صفت

الہی سے خبر دیتے ہیں۔

سماع کہ بے مزامیر ہو اور مسموع (سنانے والا) نہ عورت ہو نہ امرؤ (بے ریش خوبصورت لڑکا) اور مسموع (کلام) نہ فحش نہ باطل اور سماع (سننے والا) نہ فاسق ہو نہ شہوت پرست تو اس کے جواز میں شبہ نہیں قادر یہ و چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے ورنہ سب کے نزدیک ناجائز۔ (فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰)

اگر عورتیں کسی مرشد کامل کی بیعت کریں تو ان کو خاص طور پر بے پردگی کے گناہ کی سنگینیت بتائی جائے، اس بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ سنائے جائیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

بے پردگی کا گناہ

قرآن پاک میں ہے:

(۱) و قدن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عورت کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا فرض ہے اور بغیر عذر شرعی گھر سے نکلنا حرام ہے۔ جب کسی حاجت کیلئے ان کو نکلنا ہو تو باپردہ نکلیں۔

(۲) یا ایہا النبی قل لا ذواجک و بنتک و نساء المؤمنین یدنین علیہن من جلابیبہن (پ: ۲۲: ع: ۵)

اے نبی (علیک الصلوٰۃ والسلام) اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا

ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ (کنز الایمان)

حضور علیہ السلام کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

(۱) المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطن

(مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۲، ص: ۳۸۴، مجمع الزوائد ج: ۲، ص: ۱۳۵، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۹)

عورت قابل پردہ ہے (چاہیے کہ غیر محرم مردوں سے پوشیدہ رہے) وہ جب گھر سے نکلتی ہے شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے۔

(۲) ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ ارایت الحموا قال الحموا الموت

(ترمذی ج: ۱، ص: ۲۲۲، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۸)

تم عورتوں پر داخل ہونے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کے شوہر کے رشتہ دار یعنی

عورت کے دیور، جیٹھ وغیرہ کیلئے کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: دیور، جیٹھ تو موت ہے یعنی عورت کو دیور، جیٹھ سے پردہ کرنا

نہایت ضروری ہے۔

(3) لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ (تفسیر مظہری ج: ۲ ص: ۲۱۱ مشکوٰۃ شریف ص: ۲۷۰)

اللہ تعالیٰ لعنت کرے غیر محرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اس بے پردہ عورت پر جو دیکھی جائے۔

علماء فرماتے ہیں خوبصورت مرد لڑکے کا حکم مثل عورت کے ہے۔ منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور

امرد کے ساتھ ستر (۷۰) (فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰)

نابینا سے پردے کا حکم

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اور ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھیں کہ جلیل القدر نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احتجبا منہ تم دونوں ان صحابی سے پردہ کرلو۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہوا اعمیٰ لا یبصرنا کیا وہ تو نابینا نہیں ہیں! وہ ہمیں دیکھتے نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: افعمیا وان انتما لتبصرا نہ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟ (ابوداؤد ج: ۲ ص: ۲۱۲ مشکوٰۃ شریف ص: ۲۶۹ ترمذی ج: ۲ ص: ۱۰۶)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا: جیسے مردوں کیلئے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا ناجائز ہے ویسے ہی عورتوں کیلئے غیر محرم مردوں کو دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

(5) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا عَلِي لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ

النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ

(ترمذی شریف ج: ۲ ص: ۱۰۶ مشکوٰۃ شریف ص: ۲۶۹ مجمع الزوائد ج: ۲ ص: ۶۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے علی! ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ نہ کرو کیونکہ تم کو پہلی نظر

ہی جائز ہے دوسری جائز نہیں۔“

پہلی نگاہ سے مراد وہ نگاہ ہے جو بغیر قصد کے اجنبی عورت پر پڑ جائے اور دوسری نگاہ سے مراد دوبارہ اسے قصداً دیکھنا ہے اگر پہلی نگاہ بھی جمائے رکھی تو بھی دوسری نگاہ کے حکم میں ہوگی۔

پردہ کے باب میں پیرو غیر پیر اجنبی کا حکم یکساں ہے۔ جو ان عورت کو چہرہ کھول کر سامنے آنا منع ہے اور بڑھیا کیلئے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضا لفقہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰ ص: ۱۰۲)

(6) مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى مُحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوْ مَرْءَةٍ ثُمَّ يَغْضُ بَصَرَهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللَّهُ عِبَادَةً

يَجِدُ حِلَّالَتَهَا (احمد مشکوٰۃ ص: ۲۷۰)

ایسا کوئی مسلمان نہیں جو اچانک کسی اجنبی عورت کی خوبیاں پہلی بار دیکھے تو فوراً اپنی نگاہ نیچی کر لے مگر اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت دیتا ہے جس کی وہ لذت پاتا ہے۔

محبوبہ محبوب رب العالمین کا عمل مبارک

وعن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت كنت ادخل بيتي الذي فيه رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم واني واضع ثوبي واقول انبا هو زوجي وابي فلما دفن عمر معهم فوالله ما دخلت الا وانا مشدودة على ثيابي حياء من عمر (احمد مشکوٰۃ ص: ۱۵۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں داخل ہوئی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبور پر انوار میں) جلوہ فرما تھے حالانکہ میں نے کچھ کم کپڑے اوڑھے ہوتے تھے اور میں کہتی تھی کہ وہ (حضور علیہ السلام) میرے شوہر اور (ان کے ساتھ) میرے والد ہی تو ہیں۔ پس جب ان کے ساتھ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو اللہ کی قسم میں داخل نہیں ہوئی مگر پورے کپڑے پہن کر (مکمل باپردہ ہو کر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے۔ انہوں نے تو قبر والے سے پردہ فرمایا تو جو عورت زندہ غیر محرم سے پردہ نہ کرے تو وہ کتنی باحیا ہوگی؟

اس بارے میں خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا ارشاد بھی یاد رکھیں، کون خاتون جنت اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ آراء عفت پہ لاکھوں سلام ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

ای شیء خیر للنساء عورت کے لئے کون سی چیز بہتر ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہی سوال سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا: قالت لا یرین للرجال ولا یرونھن۔ سیدہ: نے کہا: عورتیں غیر مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ہی غیر محرم مرد انہیں دیکھیں۔ یہ جواب جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمة بضعة منی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

(شہادت نواسہ سیدالابرار ص: ۱۲۹ بحوالہ دارقطنی)

اور یہ بھی منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گلے سے لگالیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰)

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہ کے پردے کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا:

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

☆ نماز فجر اور عصر ادا کرنے والا ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ (۸۸-۴۷۲) عصر کی نماز چھوڑ دینے والے کے اعمال ضائع ہو گئے۔ (۴۷۵) عصر کی نماز قضا کرنے والے کا گویا گھر بار لٹ گیا۔ (۴۷۹)

کِتَابُ الْمَوَاقِیْتِ (اوقات نماز کا بیان)

- ☆ حضور علیہ السلام نماز فجر میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت فرماتے۔ (۴۹۶)
- ☆ گرمیوں میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی آگ کا جوش ہے۔ (۵۰۱-۲)
- امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ظہر کا آخری وقت سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل تک ہے اور عصر کا وقت اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ موسم گرما میں سایہ اصلی کم ہوتا ہے کیونکہ سورج سمت الراس کے قریب ہوتا ہے۔ ان ممالک میں جو اقلیم دوم میں واقع ہیں۔ جیسے مکہ مکرمہ وغیرہ جبکہ سردیوں میں سورج سمت الراس سے ہٹا ہوا ہوتا ہے۔ لہذا سایہ اصل گرمیوں کی بہ نسبت سردیوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ یہ (حدیث ۵۰۱-۲) امام صاحب کی دلیل ہے کہ گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا جائے۔
- ☆ جبریل امین علیہ السلام کی بارگاہ نبوت میں ایک ایک دن میں پانچ پانچ مرتبہ حاضری (۵۱۴/۵۲۷) مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بے لقائے یاران کو چین آ جاتا اگر بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر
☆ اگر لوگ جانتے کہ اذان کہنے اور پہلی صف میں کھڑا ہونے کا کیا ثواب ہے تو اس کام کے لئے قرعہ اندازی کرتے۔ (۵۴۱)

☆ نماز فجر کو جتنا تاخیر سے پڑھو گے اتنا ہی زیادہ ثواب پاؤ گے۔ (۵۵۰)

حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے

فجر کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو قیامت تک ہونے والے تمام امور بتا دیے۔ (۶۲۲)
حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ۔ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا (یعنی سب کچھ بیان کر دیا) اس کتاب سے مراد قرآن ہو یا لوح محفوظ۔ بہر حال حضور علیہ السلام کا علم غیب عطائی کلی ثابت ہوا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: وَتَفْصِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ۔ اور (لوح میں جو) لکھا ہوا ہے۔ (یہ قرآن) سب کی تفصیل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ تو لوح محفوظ کا سارا علم قرآن میں ہے اور قرآن کا سارا علم سینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وَمِنْ عِلْمِكَ عِلْمُ اللّٰوْحِ وَالْقَلَمِ

لوح و قلم کا علم تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم کا ایک حصہ ہے۔

کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ تو وہ کتاب اتری جس کی شان تبیاناً لکل شئی ہے۔

ان پر کتاب اتری تبیاناً لکل شئی تفصیل جس میں ماعبر و ماغبر کی ہے

اور وہ کتاب آپ کو سکھائی کس نے؟ جس نے نازل فرمائی۔ الرحمن علم القرآن

تو دانائے ماکان و ما یکون ہے مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں
علم غیب عطائی یہ احادیث مبارکہ

(۱) عن عمر رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسیه من نسیه (بخاری ج: ۱ ص: ۲۵۳ کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ وهو الذی یبدؤ الخلق مشکوٰۃ: ۵۰۶ کتاب الفتن باب بدء الخلق الخ قدیمی کتب خانہ عمدة القاری ج: ۱۰ ص: ۵۳۳ دار الکتب الحدیث ملتان)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پھر ہم کو ابتداء پیدائش سے لے کر جنتیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے اور دوزخیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے تک تمام خبریں دیں۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(۲) مسلم نے حضرت عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا:

فاخبرنا بها هو کائن الی یوم القیمة قال فاعلمنا احفظنا (صحیح مسلم ج: ۲ ص: ۲۹۰ مشکوٰۃ شریف ص: ۵۳۳)
پس نبی پاک ﷺ نے ہم کو قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کی خبر دے دی۔ پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔

(۳) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ یوحی الی الارض فرایت مشارقها ومغاربها

(مشکوٰۃ ص: ۵۱۲ کتاب الفتن باب فضائل سید المرسلین ﷺ الفصل الاول قدیمی کتب خانہ کراچی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی۔ پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

(۴) قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رایت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال

فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردھا بین ٓئدیی فعلبت ما فی السہوت والارض (مشکوٰۃ ص: ۵۰ کتاب الصلوٰۃ باب الساجد ومواضع الصلوٰۃ الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی ترمذی ص: ۱۵۹ ج: ۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو احسن (بہت اچھی) صورت میں دیکھا (جو اس کی شان کے لائق ہے) فرمایا: رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے قلب میں پائی۔ پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جان لیا۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”عبارت است حصول تمام علوم جزوی و کلی واحاطہ عام“

عبارت ہے کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام علوم حاصل ہو گئے جزوی بھی اور کلی بھی اور سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے احاطہ علم میں ہو گیا۔ (اشعۃ اللمعات ص: ۳۴۲ ج: ۱)

(۵) احمد و ترمذی نے حضرت مغاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی۔

فتجلی لی کل شیء و عرفت

(مسند امام احمد بن حنبل ص: ۲۴۳ ج: ۵ اشعۃ اللمعات ص: ۳۴۳ ج: ۱ مشکوٰۃ ص: ۷۲ کتاب الصلوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ الفصل الثالث قدیمی کتب خانہ کراچی)

پس ہر شے میری لیے ظاہر ہو گئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

حضور علیہ السلام تا قیامت ہر شے کو دیکھتے ہیں

ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيمة كاننا انظر الى
كفى هذه جليانا.

(زرقانی ص: ۲۳۷ ج: ۷ مواہب اللدنیہ ص: ۱۹۲ ج: ۲ طبرانی الخصائص الکبریٰ مجمع الرواۃ ص: ۲۸۷ ج: ۸ کنز العمال ص: ۳۲۰ ج: ۱۱)
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمایا۔ پس میں اس دنیا کو اور
جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کے ظاہر کو دیکھتا ہوں۔

(۷) ما من شيء لم اكن اريته الا رايته في مقامي هذا حتى الجنة والنار.

(بخاری شریف ص: ۱۸ ج: ۱ کتاب العلم باب الغيا وحوادث الخ قدیمی کتب خانہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک میں نے اپنے اس مقام میں ہر وہ چیز دیکھی جو میں نے پہلے دیکھی نہ تھی یہاں تک
کہ میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

(۸) عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال والله ما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم من

قائد فتنة الى ان تنقضي الدنيا يبلغ من معه ثلاث مائة فصاعدا الا قد سماه لنا باسمه واسم

ابيه واسم قبيلته (ابوداؤد ج: ۲ ص: ۲۲۶ مشکوٰۃ ص: ۳۶۳ کتاب الغن قدیمی کتب خانہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ختم ہونے تک کسی فتنہ کے چلانے

والے کو نہیں چھوڑا جس کے پیروکار تین سو سے زیادہ ہوں گے مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فتنہ چلانے والے کا

نام اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔

(۹) رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول

اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی: یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام آج رات میں نے ایک برا خواب دیکھا فرمایا: وہ خواب کیا ہے؟ عرض کی: وہ بہت شدید خواب ہے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ خواب کیا ہے؟ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا قطع کیا گیا اور میری گود میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رایت خیراً تلد فاطمة ان شاء الله غلاماً يكون في حبرك

تو نے اچھا خواب دیکھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں رہے گا۔

حضرت ام فضل فرماتی ہیں پس حضرت فاطمہ کے ہاں حضرت امام حسین پیدا ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تو وہ میری گود میں رہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ (مشکوٰۃ ص: ۱۲۷۳، ابن ماجہ ص: ۱۳، مسند امام احمد ج: ۲ ص: ۳۲۵)

کل کی خبر اور دل کی بات

قال يوم خيبر لا عطين هذه الراية غداً رجلاً يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ خیبر کے دن فرمایا: میں آئندہ کل یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ خیبر فتح فرمائے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اسے دوست رکھتے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایمن علی بن ابی طالب، علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا تو آنکھیں بالکل درست ہو گئیں۔ گویا درد تھا ہی نہیں۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح فرمادیا۔

(بخاری ج: ۱ ص: ۴۱۳، مسلم شریف ج: ۲ ص: ۲۷۸، مشکوٰۃ شریف ص: ۵۶۳، مناقب علی رضی اللہ عنہ قد ہی کتب خانہ)

(11) بدر کے مقام پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

هذا مصرع فلان ويضع يده على الارض ههنا وههنا قال فما ماط احدهم عن موضع يد رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم

(صحیح مسلم ج: ۲ ص: ۱۰۲، ابوداؤد ج: ۲ ص: ۸، نسائی ج: ۱ ص: ۲۲۶، مشکوٰۃ ج: ۱ ص: ۵۴۳، مسند ابوداؤد طیالسی ص: ۹، الخصائص الکبریٰ ج: ۱ ص: ۱۹۹)

یہ فلاں شخص کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور اپنے مبارک ہاتھ کو زمین پر ادھر ادھر رکھتے تھے۔ راوی نے فرمایا: قتل کیے جانیا لوں میں سے کوئی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ذرا نہ ہٹا (بلکہ اسی جگہ قتل کیا گیا جس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشاندہی فرمائی تھی)۔

کِتَابُ الْاِذَاَنِ (اذان کا بیان)

☆ اذان کا مذاق اڑانے والا مستقل مؤذن بن گیا اور حضور علیہ السلام نے اس کو چاندی کی تھیلی عنایت فرمائی (۶۳۳) یہ حضور علیہ السلام کا کمال اخلاق تھا کہ لاعلمی کی وجہ سے شعار دین کا مذاق اڑانے والے کو آپ نے احسان کے بوجھ سے شرمندہ فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو ہدایت کی دولت سے نواز دیا کیونکہ جس کو حضور پاک پسند فرما لیتے ہیں خدا بھی ان کو نواز دیتا ہے۔ اگلی حدیث میں ہے: اس شخص کی آواز اچھی تھی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو بلا کر اس کی پیشانی پہ ہاتھ پھیرا اور تین مرتبہ برکت کی دعا فرمائی اور پھر فرمایا: اِذْهَبْ فَاِذِنْ عِنْدَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ۔ جا اور کعبہ معظمہ کے پاس جا کر اذان پڑھ۔ (۶۳۴)

☆ مؤذن کی اذان کی آواز جہاں تک جائے گی وہاں تک کے جن اور انسان اور ہر چیز قیامت کے دن (اس کے ایمان کی) گواہی دیں گے۔ حضرت ابوسعید نے یہ بات کی اور فرمایا (یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ) حضور علیہ السلام کا فرمان ہے جو میں نے خود آپ سے سنا ہے۔ (۴۶-۶۴۵) اور اس کو تمام نمازیوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (۶۴۷)

☆ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”اِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي“ (۷۹۱-۶۸۸) جب نماز کی تکبیر ہو تو نہ کھڑے ہوا کرو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔ معلوم ہوا تکبیر شروع ہونے سے پہلے یا شروع ہوتے ہی نماز کے لئے کھڑے ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ یہ مسئلہ ہم نے اپنی کتاب فضائل و مسائل نماز میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ فقہ کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ ویقوم الامام والقوم عند حی الصلوۃ (شرح وقایہ) امام اور قوم حی علی الصلوۃ کے قتل کھڑے ہوں اس کے باوجود حنفی کہلانے والے دیوبندی حضرات نے بھی یہ ضد بنا رکھی ہے کہ اس پہ عمل نہیں کرتے۔

اذان میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ انگوٹھے چومنا

(۱) دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

جب انہوں نے مؤذن کو اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتے سنا تو یہ پڑھا:

اشہد ان محمداً عبداً ورسولہ رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبعہد صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نبیاً

اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے نیچے کی جانب سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت لہ شفاعتی

جو شخص ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

(المقاصد الحسنہ، ص: ۳۸۴ از علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۲) حضرت سیدنا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے روایت ہے کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں:

جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے مشاق ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے

اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخ پر نور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جب جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

من سمع اذنان فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه ومسح علی عینیہ لم یعمد ابداً
جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھانہ ہوگا۔

(روح البیان ج: ۲ ص: ۲۲۹)

اے انی اے عاشق محبوب حق	اے ثارو طالب و مطلوب حق
جب نے تو نام پاک مصطفیٰ	چوم انگوٹھے اور آنکھوں سے لگا
پڑھ درود ان پر بصیغۂ خطاب	آنکھیں تیری ہوں گی نہ ہرگز خراب
ہوں گے محشر میں شفیع وہ بالیقین	پھر خدا دے گا تجھے خلد بریں
جس نے کی تعظیم سن کے ان کا نام	آتش دوزخ ہوئی اس پر حرام
تعظیم ان کی مومنوں پر فرض ہے	جو نہ مانے اس کے دل میں مرض ہے
اے شفیع من کرم برائیں غلام	صد ہزاراں الصلوٰۃ والسلام

(خازن روح البیان زیر آیت بدت لھا سواتھا از حدیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

صرف ناخن ہی کیوں چومے جاتے ہیں؟

اس لیے کہ آدم علیہ السلام کا جنتی لباس ناخن تھا۔ جب وہ واپس لے لیا گیا اور صرف انگلیوں پہ باقی رکھا گیا تو یادگار کے طور پر اس جنتی لباس کو چوم لیتے ہیں جس طرح کہ حجر اسود کو جنت کی یادگار ہونے کی وجہ سے چوما جاتا ہے کیونکہ اس کو آدم علیہ السلام جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے اور چونکہ جنت ہمیں حضور علیہ السلام کے صدقہ سے ملے گی کیونکہ آپ جنتی مخلوق کے قائد و سردار ہیں۔ لہذا جنت کے سردار کے نام پہ جنت کی یادگار کو چوما جاتا ہے اور یہ چومنے والے کے جنتی ہونے کی علامت ہوگی۔

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

تقبیل ابھامین کی روایت کی فنی حیثیت

اگر کوئی کہے انگوٹھے چومنے والی حدیث صحیح نہیں لہذا اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحت حدیث کے انکار سے اس کے حسن ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ پھر اسے محض باطل اور موضوع ٹھہرانا تو سراسر جہالت ہے۔ صحیح اور موضوع کے وسط میں بہت اقسام حدیث ہیں۔ اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو فضائل اعمال میں معتبر ہے۔

فتح المبین مولفہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ (ص: ۳۶) میں ہے:

اتفق العلماء علی جواز العمل بالحديث الضعیف فی فضائل الاعمال (میر العینین از اعلیٰ حضرت بریلوی)

یعنی تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ وضو کے اعضاء دھوتے ہوئے دعائیں پڑھنا وضو میں گردن کا مسح کرنا اور نماز ادا بین کا ثبوت ضعیف حدیثوں سے ہے مگر فقہاء انہیں مستحب لکھتے ہیں۔ منکرین بھی ان اعمال میں کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت انہیں ضعیف حدیث مضر نہیں ہوتی لیکن حضور اکرم نبی محترم ﷺ کا پیارا نام سن کر انگوٹھے چومنے کو ناجائز اور شرک بتاتے ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ موضوعات کبیر (ص: ۲۱۰) میں فرماتے ہیں:

قلت واذا ثبت رفعه الى الصديق رضى الله تعالى عنه فيكفى للعمل به لقوله عليه الصلوة

والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين

میں نے کہا اور جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہوا تو اس کا ثبوت عمل کیلئے کافی ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔

آدم عليه السلام کو تو نور نظر آیا تھا تو انہوں نے آنکھوں کو چوما تم کیوں چومتے ہو؟

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر نور مصطفیٰ ﷺ انگوٹھوں کے ناخنوں میں دیکھ کر چوما تھا تو تم کونسا نور دیکھتے ہو؟ جو چومتے ہو چومنے کی جو وجہ وہاں تھی یہاں نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سعی رمی اور رمل میں جو وجہ اس وقت تھی جبکہ ان کا آغاز ہوا وہ وجہ آج نہیں ہے پھر آج تم حج میں یہ کام کیوں کرتے ہو؟

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے فرزند حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑی تھیں۔ اب کہاں پانی کی تلاش ہے؟ تم حج میں صفا و مروہ کے درمیان کیوں دوڑتے ہو؟

حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کیلئے جاتے ہوئے راستے میں تین جگہ شیطان کو کنکر مارے تم اب وہاں کنکر کیوں مارتے ہو کیا آپ کو شیطان دھوکا دیتا نظر آتا ہے؟

کفار مکہ پر قوت کے اظہار کیلئے مسلمانوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا: طواف میں اکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئے چلو۔ اب طواف قدوم میں مرد رمل کیوں کرتے ہیں؟ یعنی اکڑ کر کیوں چلتے ہیں؟

حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعض اعمال ایسے مقبول ہو جاتے ہیں کہ ان کی یادگار باقی رکھی جاتی ہے اگرچہ وہ ضرورت باقی نہ رہے۔

یہاں بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار قائم رکھنے کیلئے ہم انگوٹھے چومتے ہیں اگرچہ ہمیں نور نظر نہیں آتا۔ حضرت آدم و حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے باہر تشریف لائے تو جنتی لباس اتار لیا گیا صرف ناخنوں میں

لباس رہ گیا۔ ہم اس لیے بھی ناخن چومتے ہیں کہ ہو سکتا ہے جنتی لباس چومنے کی برکت سے جنت مل جائے۔
یاد رہے! احناف کے علاوہ امام شافعی کے ہاں بھی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن کر انگوٹھوں کو چومنا ثابت ہے۔ جیسا کہ
مذہب شافعی کی مشہور کتاب ”اعانة الطالبین علی حل الفاظ فتح العین“ مطبوعہ مصر کے ص ۲۴۷ پر ہے۔ ثم یقبل
ابہامیہ ویجعلہا علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا۔ پھر اپنے انگوٹھوں کو چومے اور آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا
ہوگا اور نہ ہی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

اسی طرح فقہ مالکی کی کتاب کفایۃ الطالب الربانی لرسالہ ابن ابی زید القیر وانی میں بھی ہے۔ شیخ علامہ مفسر نور الدین
خراسانی فرماتے ہیں: ایک شخص یہ عمل مبارک کرتا تھا پھر اس نے چھوڑ دیا تو اس کی آنکھیں خراب ہو گئیں۔ خواب میں حضور علیہ
السلام تشریف لائے اور آپ نے فرمایا تم نے یہ عمل کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اگر اپنی آنکھوں کی سلامتی چاہتے ہو تو یہ عمل دوبارہ
شروع کر دو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو اس کی آنکھیں پھر کبھی خراب نہ ہوئیں۔ (نہج السلامہ الشیخ علی الصعیدی عدوی ص ۱۷۷)
مولوی عبدالستار تونسوی کے استاد عبدالشکور لکھنوی اپنی کتاب علم الفقہ ج ۲ ص ۱۴۳ کے پہلے ایڈیشن میں لکھتے ہیں۔
اذان سننے والے کے لئے مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشہدان محمد رسول اللہ نے تو یہ کہے: صلی اللہ علیک
یا رسول اللہ۔ اور دوسری بار سنے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھ کر کہے: فرة عینی بک
یا رسول اللہ اللهم متعنی بالسمع والبصر (بحوالہ جامع الرموز کنز العبادہ فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

براہین قاطعہ کے ص ۲۸ پر ہے جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ ہو جو خارجی ان قرون میں ہوا ہو یا
نہ ہوا ہو اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے۔
اور اس بابرکت عمل کی کراہت کے لئے صحیح حدیث تو کیا ضعیف حدیث بھی نہ ملے گی۔ لہذا کوئی اگر اس عمل کو اس لیے
مستحب نہیں مانتا کہ اس کا نظریہ ہے کہ استحباب ضعیف حدیث سے نہیں ہو سکتا تو وہ بتائے کہ کراہت کے لئے اس کے پاس کون
سی حدیث ہے جس سے اس عمل کی کراہت کا قول کر رہا ہے۔

کِتَابُ الْمَسَاجِدِ (مسجدوں کا بیان)

☆ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (۶۸۹)
اگر پہلے سے ایک جگہ مسجد موجود ہے تو نئی مسجد اس جگہ نہ بنائی جائے اور یہی رقم اس کی تعمیر و ترقی پر لگائی جائے یا جس چیز
کی وہاں ضرورت ہے وہ بنائی جائے۔ جیسے مدرسہ بنانا، کنواں کھدوانا، سرائے بنوانا، دینی کتب چھپوانا یا تبلیغی اجتماعات کرنا
وغیرہ۔ اسی طرح ریاکاری کے لئے مسجد بنوانا اس کو قیامت کی نشانی قرار دیا گیا۔ ”مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ
فِي الْمَسَاجِدِ“ (۶۹۰)

☆ داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں اپنی طرح کی حکومت عطا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرما دی۔ سَأَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأُوتِيَهُ (۶۹۴) لہذا یہ کہنا کہ داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے جیسی حکومت (ہوا پانی، حیوان، انسان پہ) عطا فرمائی۔ جائز ہوا کیونکہ یہ عطائی تھی نہ کہ ذاتی۔

مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب

حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد (نبوی شریف انبیاء کرام علیہم السلام کی بنائی ہوئی) مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔

”فَإِنِّي أَخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّهُ أَخِرُ الْمَسَاجِدِ“ (۶۹۵)

لہذا مرزائی اجرائے نبوت کے باطل عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے یہ نہیں کہہ سکتیکہ اگر مسجد نبوی آخری مسجد ہے تو اس کے بعد لاکھوں مسجدیں بن چکی ہیں اور تاقیامت بنتی رہیں گی۔ اسی طرح حضور آخر الانبیاء ہیں تو آپ کے بعد نبی بھی ہو سکتے ہیں۔

☆ حضور علیہ السلام کے منبر کے پائے جنت میں گڑے ہوئے ہیں۔ (۶۹۷)

☆ جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پہ رکھی گئی وہ مسجد نبوی شریف ہے۔ (۶۹۸)

☆ حضور علیہ السلام مسجد قبا میں (ہر ہفتے) کبھی پیدل اور کبھی سواری پہ تشریف لے جاتے۔ (۶۹۹) حالانکہ یہ مسجد ان تین میں سے نہیں ہے جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ تین مساجد کے علاوہ کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) (۷۰۱) پھر اس میں تو مساجد کا ذکر ہے زیارت قبور سے روکنا اس سے کس طرح ثابت ہو گیا۔

حدیث لَا تُشَدُّوا الرِّحَالُ کا مطلب

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ چنانچہ مسجد الحرام میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر بیت المقدس اور مدینہ پاک کی مسجد میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار کے برابر۔ لہذا ان مساجد میں یہ نیت کر کے دور سے آنا چونکہ فائدہ مند ہے لہذا جائز ہے لیکن کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنا یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے محض لغو اور ناجائز ہے۔ کیونکہ ہر جگہ کی مسجد میں ثواب یکساں ہیں جیسے بعض لوگ لاہور کی بادشاہی مسجد میں جمعۃ الوداع پڑھنے کے لئے سفر کر کے جاتے ہیں یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے یہ ناجائز ہے۔ تو سفر کرنا کسی اور مسجد کی طرف اور پھر زیادتی ثواب کی نیت سے منع ہے۔ اگر حدیث کی یہ توجیہ نہ کی جائے تو بہت سے دوسرے سفر بھی حرام ہوں گے۔ آج تجارت کے لئے علم دین کے لئے دنیوی کاموں کے لئے لوگ صد ہا قسم کے سفر کرتے ہیں۔ وہ سب حرام ٹھہریں گے۔ چنانچہ اس حدیث کی شرح اشعة اللمعات میں ہے کہ بعض علماء نے فرمایا ہے: یہاں کلام مسجدوں کے بارے میں ہے یعنی ان تینوں مسجدوں کے علاوہ اور مقامات تو وہ اس کلام کے مفہوم سے خارج ہیں۔ مرقات میں ہے کہ ابو محمد نے فرمایا: سوا ان تین مساجد کے اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنا حرام ہے مگر یہ محض غلط ہے۔ احیاء علوم میں ہے کہ بعض علماء متبرک مقامات اور قبور علماء کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو منع کرتے ہیں۔ مجھے جو تحقیق معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ زیارت قبور کا حکم ہے اس

حدیث کی وجہ سے ”اَلَا فُزُّوْهُمَا“ ان تین مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنے سے اس لیے منع فرمایا گیا کہ تمام مساجد یکساں ہیں لیکن مقامات متبرکہ برابر نہیں بلکہ ان کی برکات بقدر درجات ہیں۔ کیا یہ مانع انبیاء کرام کی قبور کے سفر سے بھی منع کرے گا جیسے حضرت سیدنا ابراہیم و موسیٰ و یحییٰ علیہم السلام اس سے منع کرنا سخت دشوار ہے۔ اس طرح مزارات اولیاء کرام بھی اس حکم میں شامل ہیں۔ پس کیا بعید ہے کہ ان کی طرف سفر کرنے میں بھی کوئی خاص غرض ہو جیسا کہ علماء کی زندگی میں ان کی زیارت کرنا (نووی شرح مسلم) مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد فی فضائلہ میں ہے ”دریا میں فقط حاجی نمازی یا عمرہ کرنے والا ہی سوار ہو“۔ یہاں بھی تین سفروں کے علاوہ اور اطراف میں سفر حرام نہیں۔ اگر حدیث کا یہ مفہوم نہ لیا جائے تو دنیا میں زندگی محال ہو جائے گی (جاء الحق حصہ اول ۳۳۵)

قبروں پہ جا کر فاتحہ پڑھنا اور دعا کرنا بھی سنت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قبروں کی زیارت کرو کیونکہ قبروں کو دیکھنے سے موت یاد آتی ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی قبرستان تشریف لے جاتے تھے اور مردوں کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جنت البقیع میں تشریف لے جا کر مردوں کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے۔ (دین مصطفیٰ ص ۲۸۳)

☆ گھر سے مسجد کی طرف نکلیں تو ایک قدم پہ ایک نیکی ملتی ہے اور دوسرے قدم پہ ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ (۷۰۶)

☆ حضور علیہ السلام کے دو راقدس میں ایک بے گھر نو جوان مسجد میں سویا کرتا تھا۔ (۷۲۳)

حضور علیہ السلام نے ناراضگی کا تبسم فرمایا: تَبَسَّمَ تَبَسَّمَ الْبُغْضُ (۷۳۲)

کِتَابُ الْقِبْلَةِ (قبلہ کا بیان)

نماز کی شرائط میں سے تیسری شرط استقبال قبلہ ہے یعنی کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ شَطْرَہٗ۔ پس اس (قبلہ مسجد حرام) کی طرف منہ پھیر لو۔

یاد رہے! نماز اللہ ہی کے لئے پڑھی جائے اور اسی کے لئے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لئے سجدہ کیا تو حرام و گناہ کبیرہ کیا اگر عبادت کعبہ کی نیت سے کی جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے (در مختار سے افادات رضویہ)

استقبال قبلہ عام ہے کہ بعینہ کعبہ معظمہ کی طرف منہ ہو جیسے مکہ مکرمہ والوں کے لئے یا اس جہت کو منہ ہو جیسے اوروں کے لئے (در مختار) یعنی تحقیق یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص تحقیق کر سکتا ہے۔ اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو جیسے مکہ معظمہ کے مکانوں میں جبکہ مثلاً چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں تو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ جہت کافی نہیں اور جسے یہ تحقیق ناممکن ہو اگرچہ خاص مکہ معظمہ میں ہو اس کے لئے جہت کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے۔ (افادات رضویہ)

کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھی تو جس رخ چاہے پڑھے کعبہ کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔ (غنیۃ وغیرہا)

اگر صرف حطیم کی طرف منہ کیا کہ کعبہ معظمہ محاذات میں نہ آیا نماز نہ ہوئی۔ (غنیۃ)

جہت کعبہ کو منہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ منہ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے مگر منہ کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے نماز ہو جائے گی۔ اس کی مقدار ۴۵ درجہ رکھی گئی ہے تو اگر ۴۵ درجے سے زائد انحراف ہے استقبال نہ پایا گیا نماز نہ ہوئی۔ (بہار شریعت)

☆ مدینہ شریف آ کر سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی رہی۔ (۷۴۳)

☆ کپڑوں کی قلت ہو تو ایک کپڑے (چادر یا قمیص) میں بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ (۶۶-۶۵-۶۴)

کِتَابُ الْإِمَامَةِ (امامت کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد جب انصار نے کہا: مِمَّنَا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ۔ ایک امام ہم میں سے ہوگا اور ایک تم (مہاجرین) میں سے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور علیہ السلام نے خود ابو بکر صدیق کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ تم میں سے کون ہے جو ابو بکر صدیق پہ مقدم ہونے پہ راضی ہو؟ تو سب نے کہا: نَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق سے مقدم ہوں۔ (۷۷۸)

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر نماز پڑھائے۔ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۹۴-۸۵)

☆ پہلی صف میں علم و عقل والے (پرہیزگار لوگ) کھڑے ہوں۔ (۸۰۸)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو سیدھا کرنے کے لئے ایک طرف سے دوسری طرف جاتے لوگوں کے کندھوں اور سینوں پہ ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: اختلاف (صفیں ٹیڑھی) مت کرو ورنہ تمہارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اگلی صفوں پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں۔ (۸۱۲)

☆ فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں شیطان کو بکری کے بچے کی طرح صفوں (کے خلا میں) گھستا ہوا دیکھتا ہوں۔ (۸۱۶)

☆ بچوں کے رونے کی آواز سن کر حضور علیہ السلام نماز کو مختصر فرما دیتے تاکہ ان کی ماؤں کو (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوتی تھیں) تکلیف نہ ہو۔ (۸۲۶)

☆ امام سے پہلے سر اٹھانے والا ڈرے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر کی طرح نہ کر دے۔ (۸۲۹)

☆ ”مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ“..... آپ نے فرمایا: ابو بکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے..... (۸۳۴)

☆ صحابہ کرام زیادہ نیکیاں لینے کے لئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے۔ نماز باجماعت کے لئے ایک شخص دو بندوں

کے سہارا لے کر آتا۔ صرف منافق ہی جماعت سے پیچھے رہتے تھے۔ (۸۵۰)

☆ نماز باجماعت کی نیت سے گھر سے وضو کر کے مسجد میں آنے والے کو جماعت نہ بھی ملے تو ثواب پالے گا۔ (۸۵۶)

☆ نماز باجماعت کو پانے کے لئے دوڑنا نہ چاہیے۔ (۸۶۲)

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو قبیلہ بنو عبدالاشہل کے پاس تشریف لے جاتے اور ان سے بات چیت فرماتے اور مغرب کی نماز کے لئے واپس تشریف لے آتے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز کے لئے جلد جلدی تشریف لارہے تھے جبکہ ہم لوگ بقیع کی طرف نکلے۔ حضور علیہ السلام نے اُفِّ لَکْ اُفِّ لَکْ فرمایا۔ ابورافع کہتے ہیں: آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر میرے دل میں ڈر پیدا ہوا (کہ شاید میرے بارے میں فرما رہے ہوں) کہ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ میں پیچھے ہٹ گیا، آپ نے مجھ سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے چلتے کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا: کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں؟ فرمایا: میں نے تمہیں نہیں کہا بلکہ فلاں شخص کے بارے میں کہا ہے جس کو میں نے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے ایک کھال چوری کر لی۔ فَدَرَّعَ الْاَنَ مِثْلَهَا مِنْ نَارٍ۔ تو اس کو اس کی مثل آگ پہنا دی گئی۔ (۸۶۳)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

☆ قرآنی آیت ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستأخرین کے شان نزول میں ایک عجیب

واقعہ۔ (۸۷۱)

کِتَابُ الْاِفْتِاحِ (نماز شروع کرنے کے بیان میں)

☆ تکبیر تحریمہ میں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا۔ (۸۸۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگلیوں کو کانوں کی لوتک پہنچاتے۔

(۸۸۳)

مسئلہ رفع یدین

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین کرنا منع ہے۔ رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کر نیوالی حدیثیں منسوخ ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں:

انه كان في بدء الاسلام ثم نسخ (عمدة القاری شرح بخاری ج: ۵ ص: ۲۷۲)

یعنی رفع یدین شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

حدیث (۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اذا كبر لافتتاح الصلوة رفع يديه حتى يكون ابهاماه قريباً من شحمتي اذنيه ثم لا يعود (طحاوی ج: ۱ ص: ۱۳۲ ابوداؤد ج: ۱ ص: ۱۰۹ دارقطنی ج: ۱ ص: ۲۹۴) نبی کریم ﷺ جب نماز شروع فرمانے کیلئے تکبیر کہتے تو اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کی لوت تک قریب ہو جاتے۔ پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ فرماتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۱ ص: ۲۳۶)

حدیث (2)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الا اصلی بكم صلاة رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فصلی فلم يرفع يديه الا مرة واحدة (نسائی ج: ۱ ص: ۱۱۷ ابوداؤد ج: ۱ ص: ۱۰۹ ترمذی ج: ۱ کتاب الصلوة باب ماجاء ان النبي ﷺ لم يرفع الا في اول مرة ۲۵۷ ص: ۷۱) کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز نہ پڑھوں! پس آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تو صرف ایک (بار) شروع نماز میں) ہاتھ اٹھائے یعنی شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ فرمایا۔ یہ دیکھ کر کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حدیث (3)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان العشرة المبشرة ما كانوا يرفعون ايديهم الا في افتتاح الصلوة (عمدة القاری ج: ۵ ص: ۲۷۲) بے شک عشرہ مبشرہ علیہم الرضوان رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز شروع کرتے وقت۔ (یہی مفہوم دیکھیے شرح سفر سعادت ص: ۶۶)

عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ علیہم الرضوان ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی ہونے کی خوشخبری دے دی تھی ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی (۴) حضرت علی المرتضیٰ (۵) حضرت طلحہ (۶) حضرت زبیر (۷) حضرت عبدالرحمن بن عوف (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص (۹) حضرت سعید بن زید (۱۰) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

حدیث (4)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا تو آپ نے فرمایا:

لا تفعل انه شيء قد تركه رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بعد ما فعله
ایسا نہ کرو بے شک یہ ایسا فعل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا بعد میں چھوڑ دیا۔ (عمدة القاری ج: ۵ ص: ۲۷۳)

رفع یدین کے مسئلہ پر امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ کا مناظرہ

فتح القدیر اور مرقات میں ہے کہ امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے کہا کہ آپ رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ تو امام صاحب نے جواب دیا: اس لیے کہ اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ امام اوزاعی نے کہا: میں آپ کو اس بارے میں صحیح حدیث سناتا ہوں۔ حدیثی الزہری عن سالم عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه کان یرفع یدیه۔ امام صاحب نے فرمایا: میرے پاس اس سے قوی حدیث ہے جو یہ ہے۔ ہم سے حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف بیان کی انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے حضرت علقمہ اور اسود سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز کی ابتدا میں ہاتھ اٹھاتے۔ اس کے بعد کبھی اپنے ہاتھ مبارک نہ اٹھاتے تھے۔

امام اوزاعی: آپ کی پیش کردہ حدیث کو میری پیش کردہ حدیث پر کیا فوقیت ہے جس کی وجہ سے آپ نے اسے قبول فرمایا اور میری حدیث کو چھوڑ دیا؟

امام اعظم: اس لیے کہ حماد زہری سے زیادہ عالم اور فقیہ ہیں۔ علقمہ سالم کے والد عبداللہ بن عمر سے علم میں کم نہیں۔ اسود بہت بڑے متقی فقیہ و افضل ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔ قرأت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں حضرت ابن عمر سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں کہ بچپن سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ چونکہ ہماری حدیث کے راوی تمہاری حدیث کے راویوں سے علم و فضل میں زیادہ ہیں۔ لہذا ہماری پیش کردہ حدیث بہت قوی اور قابل قبول ہے۔ امام اوزاعی: خاموش ہو گئے۔

☆ تشہد میں رفع سبائہ کے لئے انگلیوں اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا۔ (۸۹۰)

☆ حالت قیام میں پاؤں کو ملا کر کھڑا ہونا ممنوع ہے۔ (۹۴-۸۹۳)

نماز میں قرأت کا آغاز کہاں سے ہو؟

قرأت کا آغاز (با آواز بلند) الحمد للہ رب العالمین سے حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (۹۰۴) امام نسائی نے پورا باب باندھا۔ ”ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم“۔ اور اس میں تین احادیث درج فرمائیں۔ (۹-۸-۹۰۷) اگلے باب میں سورۃ فاتحہ میں بسم اللہ شریف نہ پڑھنے سے مراد بھی یہی ہے کہ جھرانہ پڑھی جائے۔

☆ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ آخری دو آیات ایسے دونور ہیں جو حضور علیہ السلام سے پہلے کسی کو نہ دیئے گئے۔ (۹۱۳)

☆ حضرت عمران بن حصین سے دو احادیث مروی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے سورۃ الاعلیٰ پڑھی۔ آپ نے نماز کے بعد پوچھا: مَنْ قَرَأَ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی۔ سورۃ الاعلیٰ کون پڑھ رہا تھا۔

ایک شخص نے عرض کیا: میں۔ اور اس سے میری نیت صرف ثواب کی تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”عَرَفْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَ جَنِيهَا“ مجھے ایسا لگا کہ کوئی مجھ سے قرآن چھین رہا ہے۔ (۹۱۸-۹۱۹) اسی طرح حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے اور اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ جہری نماز میں کوئی بھی آپ کے پیچھے قرأت نہ کرتا (۹۲۰) عند الاحناف نماز سری ہو یا جہری امام کے پیچھے مقتدی کا سورہ فاتحہ یا قرآن پاک کا کوئی حصہ پڑھنا ممنوع ہے جس کے چند دلائل حسب ذیل ہیں۔

قرأت خلف الامام کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَإِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَكُمْ تَرْحَمُونَ ۝ (پ: ۹: ۶: ۱۴)
اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ (کنز الایمان)
(فتاویٰ ابن تیمیہ میں لکھا ہے کہ یہ آیت ”نماز فرض“ کی قرأت کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

فتاویٰ ابن تیمیہ ج: ۲۳ ص: ۲۶۹

اس آیت سے پتہ چلا کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنا منع ہے خواہ امام بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ۔ اگر مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہوتا تو رکوع میں مل جانے سے اس کو رکعت نہ ملتی۔
(آئمہ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت نماز میں قرأت کی بابت نازل ہوئی۔

تفسیر کبیر ج: ۳ ص: ۵۰ روح البیان ج: ۲ ص: ۲۸۰

اس بارے میں مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا

(نسائی ج: ۱ ص: ۱۰۷ ابن ماجہ ص: ۶۱ مشکوٰۃ ص: ۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے تو جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

(۲) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من
کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرآۃ

(ابن ماجہ ص: ۶۱ مططاوی ج: ۱ ص: ۱۰۶ دار قطنی ج: ۱ ص: ۳۳۳ موطا امام محمد ص: ۹۸ مسند امام احمد ج: ۳ ص: ۳۳۹ کتاب الاثار ج: ۱ ص: ۱۷۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے شرح بخاری میں فرمایا: اس حدیث کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج: ۲ ص: ۱۷۱)

ان میں حضرت علی ابن عبد اللہ ابن عمر ابو سعید خدری ابو ہریرہ ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم ہیں اور اسی (۸۰)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ان سے حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ (عمدة القاری ج: ۶، ص: ۱۳)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

من صلی خلف الامام کفته قرآءتہ
جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اسے کافی ہے۔ (موطا امام محمد ص: ۷۹)

(4) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

من صلی رکعة لم یقرء فیہا بام الکتب فلم یصل الا وراء الامام
جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نہ ہوئی مگر امام کے پیچھے ہو تو (بغیر فاتحہ) ہو جائے گی۔
(ترمذی ج: ۱، کتاب الصلوٰۃ باب (ما جاء فی ترک القراءة خلف الامام اذا جهر الامام الخ ۳۱۳ ص: ۸۶) موطا امام مالک ص: ۲۸، طحاوی)

(5) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لیت الذی یقرء خلف الامام ملئ فوه تراباً
کاش امام کے پیچھے قرأت کرنے والے شخص کے منہ میں مٹی بھر دی جائے۔ (طحاوی ج: ۱، ص: ۱۲۹)

☆ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا امام کے پیچھے قرأت کرنی

چاہیے؟ تو انہوں نے جواب دیا: لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ..... (نسائی شریف حدیث ۹۶۱)

چند احادیث درج کی گئیں اور بھی بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ مقتدی کو قرأت منع ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد دین و ملت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھ کر ولی بن گئے تو جوان کی مخالفت کرے وہ کامیاب کیسے ہوگا؟

امام کے پیچھے آمین کہنے کا مسئلہ

امام نسائی علیہ الرحمۃ نے باب کا نام تو رکھا ہے جَہْرُ الْإِمَامِ بِأَمِينٍ۔ امام کا بلند آواز سے آمین کہنا اور اس کے تحت تین روایات درج فرمائی ہیں اور تینوں میں کسی ایک کے اندر بھی اونچی آواز سے آمین کہنے کا ذکر نہیں بلکہ ہر روایت میں یہی ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس کی آمین فرشتوں سے مل گئی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔ ظاہر بات ہے فرشتوں کے ساتھ آمین میں تبھی موافقت ہوگی کہ جس طرح فرشتوں کی آمین آہستہ ہوتی ہے اسی طرح ہماری بھی آہستہ ہو۔ تاہم اس پر چند دلائل سے دیئے جا رہے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ ہی ہونی چاہیے۔ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قد اجیبت دعوتكما (پ: ۱۱: ع: ۱۳)

تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

تفاسیر میں ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگ رہے تھے اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام آمین کہہ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دعوتكما فرمایا یعنی دونوں کی دعا۔ ثابت ہوا آمین کہنا دعا ہے۔

قال عطاء امین دعاء

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آمین دعا ہے۔ (بخاری ج: ۱ ص: ۱۰۷)

دعا آہستہ ہونی چاہیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ادعوا ربکم تضرعاً وخفیةً انه لا یحب المعتدین۔ (پ: ۸: ع: ۱۳)

اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے اور آہستہ بیشک خدا سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ (کنز الایمان)
اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا امین فمن وافق قوله قول
الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه

جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(بخاری ج: ۱ ص: ۱۰۸ مسلم ج: ۱ ص: ۷۶ مسند امام احمد ج: ۲ ص: ۲۳۳ نسائی ج: ۱ ص: ۱۰۷ دارمی ج: ۱ ص: ۲۲۸ صحیح ابن خزیمہ ج: ۱ ص: ۲۸۱)

فرشتے آمین آہستہ کہتے ہیں۔ ہم نے ان کی آمین آج تک نہیں سنی۔ ان کی موافقت اسی وقت ہوگی جب ہم آہستہ آمین کہیں گے۔ جو لوگ چیخ کر آمین کہتے ہیں وہ فرشتوں کی مخالفت کرتے ہیں۔

(۲) حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بن وائل اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے قال امین وخفض بها صوته آپ نے آمین کہا اور آمین کے ساتھ اپنی آواز آہستہ فرمائی۔ (ترمذی ج: ۱ کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی التامین ص: ۶۹ بیہقی ج: ۲ ص: ۵۷۵ دارقطنی ص: ۲۳۳)

(۳) حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا:

اربع یمخفین الامام التعوذ و بسم الله الرحمن الرحيم۔ وآمین واللهم ربنا لك الحمد
امام چار چیزوں کو آہستہ پڑھے:

(۱) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ (۲) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۳) آمین (۴) اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (ابن جریر کنز العمال ج: ۸ ص: ۲۷۳)

نماز کے بعد بآواز بلند ذکر کرنے کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) فَادْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ الْاَبَاءَ كَمْ اَوْ اَشْدَّ ذِكْرًا (پ: ۲: ع: ۹)

تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے زیادہ۔ (کنز الایمان)

(۲) فاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَادْكُرُوا اللّٰهَ (پ: ۵: ع: ۱۲)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو (فوراً) اللہ کی یاد کرو (ذکر کرو) (کنز الایمان)

لہذا فرض نماز کے بعد بلند آواز سے کلمہ شریف یاد رو پاک پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔ یہ آیت اس کا ماخذ ہے۔

اس مسئلہ میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهٖ يَقُولُ بِصَوْتِهٖ الْاَعْلٰی لَا

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهٗ الْمَلِكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جَبَّ اُپْنِیْ نَمَازٍ سَے سَلَامٌ پھیرتے تو بلند آواز سے پڑھتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (مسلم مشکوٰۃ ص: ۸۸)

لہذا فرض نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنت ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اِنْ رَفَعَ الصَّوْتُ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

بے شک فرض نماز سے فارغ ہو کر فوراً بلند آواز سے ذکر کرنا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمان برکت نشان میں جاری تھا۔

(بخاری ج: ۱ ص: ۱۱۶ صحیح مسلم ج: ۱ ص: ۲۱۷ مشکوٰۃ ص: ۸۸)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

كَنتُ اَعْرِفُ اتِّقْضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ

میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نماز کا ختم ہونا اللہ اکبر کہنے (بلند آواز سے ذکر کرنے) سے معلوم کرتا تھا۔

(بخاری ج: ۱ ص: ۱۱۶ مسلم ج: ۱ ص: ۲۱۷ مشکوٰۃ ص: ۸۸)

قَالَ عِيَاْضُ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ لَمْ يَحْضُرُ الْجَمَاعَةَ لِاَنَّهُ كَانَ صَغِيْرًا مِنْ لَا يُوَاطَّبُ عَلٰی ذٰلِكَ

عیاض نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے کیونکہ آپ بچے تھے جماعت کی پابندی نہیں کر سکتے تھے۔

باقی رہی یہ بات کہ جو لوگ ابھی نماز پڑھ رہے ہیں یا بعد میں جماعت کے ساتھ شامل ہوتے ہیں (مبسوق) اونچی آواز سے ذکر کریں تو ان کی نماز میں خلل آئیگا تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ جب قرآن و حدیث سے ایک مسئلہ ثابت ہو گیا تو جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی غلطی اسی کی ہے نہ کہ ذکر کرنے والوں کی۔ وہ تو اپنے وقت پر سنت کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔ خلل اس صورت میں منع ہے کہ پہلے سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اس کے پاس آ کر بلند آواز سے ذکر کرنا شروع کر دیا جائے۔ ایک تارک جماعت کیلئے پوری جماعت کی سنت چھڑوانا کہاں کی عقلمندی ہے!

اذان اقامت درس و عطا اور تکبیرات تشریق سے ایسے لوگوں کی نمازوں میں خلل کیوں نہیں آتا؟ لہذا ان کی خاطر یہ کام ہرگز نہیں چھوڑے جائیں گے۔ سنت واجب اپنے وقت پر ادا ہوں گے۔ بے وقت آئیوالوں کو تنبیہ ہوگی کہ وہ وقت پر آئیں۔ ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی ﷺ

قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق احادیث

- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار پر سات قرأت (مشہورہ) پہ قرآن مجید پڑھنے کی اجازت مل گئی۔ (۹۴۰)
 - ☆ یوں نہ کہنا چاہیے کہ میں قرآن پاک کی فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہا جائے میں بھلا دیا گیا۔ (۹۴۴)
 - ☆ نمازیوں کے اچھی طرح طہارت نہ کرنے کی وجہ سے امام بھول سکتا ہے۔ (۹۴۸)
 - ☆ حضور علیہ السلام ظہر کی نماز میں اتنی طویل قرأت فرماتے کہ جانے والا بقیع کی طرف جاتا اور حاجت سے فراغت کے بعد وضو کر کے واپس آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پہلی رکعت میں ہوتے (۹۷۴) نماز مغرب میں حضور علیہ السلام نے سورۃ اعراف بھی پڑھتے تھے۔ (۹۹۰-۹۱)
 - ☆ سورۃ اخلاص پڑھنے والے کو فرمایا: تجھ پہ جنت لازم ہوگئی جو اس کی محبت دل میں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ یہ سورۃ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (۹۹۳ تا ۹۹۷)
 - ☆ نماز میں کھانسی آ جانے کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے قرأت روک کر رکوع کر لیا۔ (۱۰۰۸)
 - ☆ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا چھت پہ حضور علیہ السلام کی قرأت سنتی تھیں۔ (۱۰۱۴)
 - ☆ خوش آوازی سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے بارے میں احادیث۔ (۱۰۱۶ تا ۱۰۲۲)
 - ☆ جو سجدہ و رکوع میں اپنی پیٹھ برابر نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (۱۰۲۸)
- اس سے معلوم ہوا: نماز میں تعدیل ارکان واجب ہے۔ اس حدیث کو حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

کِتَابُ التَّطْبِيقِ

(رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھنا)

تطبیق یعنی حالت رکوع میں دونوں ہاتھوں کو ملا کر گھٹنوں کے درمیان رکھنے کے بارے میں جب حضرت ابن مسعود کا عمل (جو کہ حضور علیہ السلام ہی کی طرف سے تھا) پہنچا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

صَدَقَ أَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أَمَرْنَا بِهَذَا يَعْنِي الْإِمْسَاكَ بِالرُّكْبِ

میرے بھائی (ابن مسعود) نے سچ کہا ہے۔ پہلے ایسے ہی حکم تھا۔ بعد ازاں گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم دیا گیا۔ (۱۰۳۲) چنانچہ اگلے باب کا عنوان ہی یہ ہے نسخہ ذلك۔ اس حکم کا منسوخ ہونا اور اس میں حضرت مصعب بن سعد سے دو احادیث ہیں۔ اب رکوع میں گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کر ان کو پکڑنا سنت ہے۔ (۱۰۳۵-۳۶)

☆ حالت رکوع میں سر کو پشت کے برابر کر کے (رکوع و سجدہ میں) بغلوں کو کھولا جائے۔ (۱۰۳۸-۳۹)

☆ رکوع میں صرف سبحان ربی العظیم اور سجدے میں صرف سبحان ربی الاعلیٰ کہنا (اس حدیث میں کسی اور

دعا وغیرہ کا ذکر نہیں ہے)۔ (۱۰۴۷)

☆ حضور علیہ السلام کا سورہ بقرہ کے برابر رکوع کرنا اور اس میں سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ

وَالْعِظَمَةِ پڑھنا۔ (۱۰۵۰)

☆ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کے بعد رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (۱۰۵۸) دونوں طرح آیا ہے۔

بہار شریعت میں ہے رکوع سے اٹھنے میں امام کے لئے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنا اور مقتدی کے لئے اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر واؤ کا ہونا بہتر ہے اور اللَّهُمَّ

ہونا اس سے بہتر اور سب میں بہتر یہ کہ دونوں ہوں یعنی اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (ح ۳ ص ۴۴ بحوالہ در مختار)

اس کی بھی وہی فضیلت ہے جو آمین کی کہ جس کا یہ قول فرشتوں کے موافق ہو جائے۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(رواہ البخاری و مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بہار شریعت ح ۳ ص ۴۴)

منگتے ہیں کرم ان کا سدا مانگ رہے ہیں

☆ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: سَلْنِي مَجْهُ سَے مانگ۔ انہوں نے عرض کیا:

مَرَأَقْتِكَ فِي الْجَنَّةِ۔ جنت میں آپ کا قرب (مانگتا ہوں) فرمایا: أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ۔ اس کے علاوہ (بھی کچھ مانگنا ہے تو مانگ

لے) انہوں نے عرض کیا: هُوَ ذَلِكَ۔ بس یہی کافی ہے۔ (۱۱۳۸)

منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ قصیدہ نعتیہ میں لکھتے ہیں: ”ہمیں نظر نہیں آتا مگر حضور علیہ السلام ہر مصیب کے وقت غمخواری فرماتے ہیں۔“ ایک مقام پہ لکھا: ”حضور علیہ السلام قیامت کے دن خوف زدوں اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ ہیں زمانہ کے حوادث کے هجوم کے وقت لوگوں کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔“ پھر سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: ”اے خلق خدا میں بہترین اے عطا فرمانے والے اور مصیبت کے وقت امیدوار کی مصیبت ٹالنے والے۔“ پھر عرض کرتے ہیں: ”آپ مصیبتوں کے هجوم میں پناہ دینے والے ہیں۔“ (الامن والعلی ص ۵۱)

☆ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا بھی حدیث سے ثابت ہے۔ (۱۱۴۷) پھر اہل حدیث حضرات اس مقام پہ رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

کِتَابُ السَّهْوِ (نماز میں بھول جانے کا بیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نماز کے دوران اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیان میں سختی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَيَسْتَهَنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخَطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ

ایسی حرکت سے رک جائیں ورنہ ان کی بینائی جاتی رہے گی۔ (۱۱۹۴)

اگلی حدیث میں ہے: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَرْفَعُ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ يُلْتَمَعَ بَصَرُهُ۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو دوران نماز اپنی آنکھیں آسمان کی طرف نہ اٹھائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بینائی سلب ہو جائے (۱۱۹۶) ہمارے لیے تو یہ حکم ہے لیکن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگر نماز میں آسمان کی طرف چہرہ اقدس کرتے ہیں تو اللہ فرماتا ہے: قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ۔ ہم آپ کے چہرے کو تکتے رہتے ہیں۔

باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

☆ حضور علیہ السلام نے عصر کی تین رکعات پڑھائیں پھر گھر تشریف لے گئے ایک شخص نے توجہ دلائی کہ تین رکعات نماز پڑھائی گئی ہے آپ گھر سے واپس تشریف لائے لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے؟ حاضرین نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے ایک رکعت اور پڑھائی اور سجدہ سہو کر کے نماز کو مکمل فرمایا۔ (۱۳۳۰-۱۳۳۸)

☆ رفع سبابہ کے وقت انگلی کو حرکت نہ دینے کی روایت (۱۲۷۱)

☆ کچھ فرشتے زمیں میں پھرتے رہتے ہیں۔ (سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ) اور امت کا سلام حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں

پیش کرتے ہیں۔ (۱۲۸۳)

☆ بارگاہ رسالت میں درود کے بعد کی جانیوالی دعا قبول ہوتی ہے۔ (۱۲۸۵)

☆ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دائیں اور بائیں طرف سے دیکھتے اور سلام پھیرتے وقت آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی کو ملاحظہ کر کے اس کا بیان کرتے۔ (۲۰-۱۳۱۸) لہذا یہ کہنا کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آنے سے نماز خراب ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرام کے عمل کے خلاف عقیدہ ہے۔ حدیث ۲۶-۲۵-۲۴-۱۳۲۳ میں بھی اسی حسن عمل کا بیان ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر حدیث بیان کرنا

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر بھی صحابہ کرام حدیث بیان کرتے جیسا کہ حضرت کعب نے کہا کہ اَنَّ صُحْبًا حَدَّثَهُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ صَلَاتِهِ - بے شک حضرت صہیب نے ان سے بیان کیا کہ وہ (کلمات جو داؤد علیہ السلام نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نماز مکمل کرنے کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے۔ (۱۳۴۷) نام اقدس کی معنویت کو پیش نظر رکھ کر اگر ایسا کیا جائے تو یہ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا کی نہی کے تحت نہیں آتا بلکہ اس آیت میں عامیانہ انداز میں نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا گیا۔

☆ حضور علیہ السلام انگلیوں پہ تسبیحات شمار کیا کرتے تھے۔ (۱۳۵۶)

☆ نماز کے بعد حضور علیہ السلام اکثر دائیں جانب چہرہ اقدس پھیر کر بیٹھتے۔ (۱۳۶۰)

☆ سونے یا چاندی کا ایک ٹکڑا جو گھر میں موجود تھا اس نے حضور علیہ السلام کو بے چین کر دیا، چنانچہ آپ نے عصر کی نماز پڑھائی تو لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے گھر تشریف لے گئے اور اس کو راہ خدا میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ (۱۳۶۶)

کِتَابُ الْجُمُعَةِ (جمعة المبارک کا بیان)

☆ یہود و نصاریٰ کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے بارے میں گمراہ کیا (یعنی انہوں نے ہفتہ اور اتوار کو عبادت کے لئے خاص کر لیا) اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے جمعہ عطا فرمایا تو قیامت کے روز بھی جس طرح جمعہ پہلے ہے ہفتے اور اتوار سے اس طرح یہود و نصاریٰ ہمارے تابع ہوں گے تو ہم دنیا والوں میں پیچھے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے یعنی سب سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔ (۱۳۶۹)

☆ جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی (لہذا جمعہ مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے تو بارہ ربیع الاول کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی وجہ سے کیوں نہ عید منائی جائے؟) فرمایا: اس دن مجھ پہ کثرت کے ساتھ درود بھیجو (لہذا جمعہ کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنا ثابت ہو گیا) تمہارا درود مجھ پہ پیش کیا جاتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پہ نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ (۱۳۷۵)

☆ جمعہ کے دن غسل کرنے اور (مجامعت کر کے بیوی کو) غسل کرانے والا جب نماز جمعہ کے لئے جلدی جائے اور امام

کے قریب بیٹھے بے ہودہ گفتگو نہ کرے تو ہر قدم یہ ایک سال کے روزوں اور عبادت کا ثواب پائے گا۔ (۱۳۸۲)

☆ جمعہ کے لئے آنے والوں کی حاضری لگتی ہے جو پہلے آتا ہے اس کا نام پہلے لکھا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اسی کے مطابق ثواب ملتا ہے پہلے کو مکہ میں اونٹ کی قربانی کرنے کا ثواب پھر گائے پھر بکری پھر بٹخ پھر مرغی پھر انڈے جتنا ثواب تا آنکہ امام خطبہ شروع کر دے (۱۳۸۶) اگلی حدیث میں دینے کا اور اس سے اگلی میں چڑیا کا بھی ذکر ہے۔

☆ جمعہ کے دن اذان (جیسی چیز) کے اضافہ پر کسی صحابی نے کوئی اعتراض نہ کیا اور یہ اذان حضرت عثمان نے شروع کروائی۔ (۹۳-۱۳۹۳)

☆ دونوں ہاتھ اٹھا کر وعظ کرنے والے کو صحابی کی بددعا اور فرمایا: حضور علیہ السلام تو صرف سبابہ انگلی سے زیادہ نہ اٹھاتے تھے۔ (۱۴۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو خطبہ چھوڑ کر منبر سے اتر کر اٹھایا، گود میں اپنے ساتھ منبر پہ بٹھایا پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۱۴۱۴)

کِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان)

☆ حضرت یعلیٰ بن امیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ تعالیٰ تو قصر نماز کے بارے میں یوں فرماتا ہے۔ اِنْ خِفْتُمْ..... اگر تمہیں کافروں کی طرف سے خطرہ ہو تو نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اب تو لوگ امن و حفاظت میں (سفر کرتے) ہیں تو انہیں سفر میں نماز قصر نہ کرنی چاہیے تو حضرت عمر نے جواباً فرمایا: میں نے بھی حضور علیہ السلام کے سامنے یہی عرض کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: صَدَقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ يَهْدِي اللَّهُ تَعَالَى فِي تَمِّمِ صَدَقَةِ (انعام) کیا ہے تو اللہ کے صدقہ (تحفہ و انعام) کو قبول کرو۔ (۱۴۳۴)

یعنی سفر میں خطرہ ہو یا نہ ہو نماز قصر ہی ادا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا جیسا کہ کسی کا تحفہ قبول نہ کیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مکہ سے مدینہ تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العالمین کے سوا کسی کا ڈرنہ ہوتا لیکن آپ نماز قصر یعنی چار رکعت کی بجائے دو رکعت ادا فرماتے۔ (۳۷-۱۴۳۶)

میرے ماں باپ آپ یہ قربان

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی حضور علیہ السلام کو اس طرح مخاطب کرتیں۔ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَا بَنِيَّ اَنْتَ وَاَقْبَىٰ۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ یہ قربان ہوں۔ (۱۴۵۷)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کی حالت میں دو فرض ہی ادا کرتے تھے نہ کچھ پہلے پڑھتے نہ بعد میں۔ ایک شخص نے پوچھا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ۔ میں نے حضور علیہ السلام کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ (۱۴۵۸) بلکہ آپ نے کچھ لوگوں کو سفر میں نوافل پڑھتے ہوئے دیکھ کر

فرمایا: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتَيْتُهَا۔ اگر میں نے فرضوں سے پہلے یا بعد میں نفل ہی پڑھنے ہوتے تو فرض ہی پورے پڑھ لیتا (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے فرضوں کو آدھا کر دیا ہے تو نوافل پڑھنے کہاں سے ضروری ہو گئے۔ پھر فرمایا: میں حضور علیہ السلام کے ساتھ وصال تک رہا اسی طرح ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ انہوں نے ایسا ہی کیا (۱۴۵۹) یاد رہے کہ سفر میں مطلقاً نوافل پڑھنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت بھی ہے اور خود حضور علیہ السلام سے بھی اور جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں ہے کہ لوگ پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا اس موقع پہ نہ پڑھنا یا پڑھنے والوں کو تعجب کے ساتھ ایسا فرمانا اس لیے تھا کہ کوئی ضروری نہ سمجھ بیٹھے۔ لہذا وقت میں گنجائش ہو اور بندے کا ذوق چاہے تو پڑھ سکتا ہے یعنی ضروری نہیں جائز اور باعث برکت ضرور ہے۔

کِتَابُ الْكُسُوفِ (سورج و چاند) گہن کا بیان

☆ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان کو کسی کے مرنے یا زندہ (پیدا) ہونے کی وجہ سے گہن نہیں لگتا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان سے ڈراتا ہے۔ (۱۴۶۰) تاکہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور نماز ادا کریں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو راقدس میں سورج کو گہن لگا تو آپ نے مسجد میں جا کر تسبیح و تہلیل و دعا کی حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا اور گہن ختم ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات چار سجدوں کے ساتھ ادا کیں۔ (۱۴۶۱) بعض روایات میں دو رکعتیں چار رکوعوں اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے۔ بعض میں آٹھ رکوعوں کا ذکر ہے۔ لیکن عند الاحناف ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں جیسا کہ ہر نماز میں ہوتا ہے۔ چونکہ نماز لمبی تھی اور لوگ زیادہ تھے تو بعد والے سمجھے کہ زیادہ رکوع کیے جا رہے ہیں۔ ایک روایت میں ہر رکعت کے اندر تین رکوعوں کا ذکر ہے (۱۴۷۱)

چنانچہ حدیث ۱۴۷۹ میں ہے کہ یہ اتنی لمبی نماز تھی کہ لوگ گرنے لگے۔ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ فَمَا رَكَعْتُ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ۔ میں نے اتنا لمبا رکوع اور سجدہ کبھی نہ کیا۔ (۸۱-۱۴۸۰) اور قیام اندازاً کتنا تھا اس کے بارے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں: فَحَسِبْتُ قَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ۔ میرا خیال ہے کہ حضور علیہ السلام نے سورۃ بقرہ کی تلاوت فرمائی ہوگی۔ (۱۴۸۲)

نماز کے دوران جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمانا

حضرت عبداللہ بن عمر و فرماتے ہیں: اس نماز کی دوسری رکعت میں حضور علیہ السلام ہانپے اور روئے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے۔ اے اللہ! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا؟ (مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ.....) وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ۔ ہم تجھ سے بخشش طلب کر رہے ہیں۔ اسی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت و دوزخ کو اپنے سامنے دیکھا۔ اتنا قریب کہ ہاتھ آگے کرتے تو جنت کے میووں میں سے خوشے توڑ لیتے اور دوزخ میں ایک عورت جس نے بلی کو باندھ کر بھوکا

پیا سامار دیا تھا اس کو وہ بلی نوچ رہی ہے..... (۱۳۸۳)

ایک حدیث میں فرمایا: فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا كَأَحَدٍ صَلَّيْتُمْوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ۔ جب تم ایسا دیکھو فرض نماز کی طرح (نفل) نماز پڑھو۔ (۹۰-۸۹-۸۷-۱۳۸۶) اور کسی فرض نماز میں ایک رکعت کے اندر ایک سے زائد رکوع نہیں ہوتے۔ پھر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سورج گرہن میں حضور علیہ السلام نے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ مِثْلَ صَلَّوْتِكُمْ هَذِهِ۔ تمہاری اس (عام) نماز کی طرح (۱۹۹۳) تو معلوم ہوا سورج اور چاند گرہن کی نماز بھی دوسری نمازوں کی طرح ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ دو رکعتیں ادا کی جائے گی صرف یہ ہے کہ قرأت رکوع اور سجدہ جتنا لمبا ہو سکے کیا جائے۔ یہاں تک کہ سورج اور چاند روشن ہو جائیں۔ (واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب)

کِتَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ (بارش طلب کرنے کا بیان)

جب بارش نہ ہو رہی ہو تو حاکم اسلام کو چاہیے کہ رعایا کو لے کر شہر سے باہر نکلے اور دعا و استغفار کرے۔ اس میں پہلی حدیث وہی ہے جو بخاری شریف میں کئی مقامات پہ آئی۔ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! راستے بند ہو گئے، جانور مرنے لگے، بارش کی دعا کیجئے۔ آپ نے دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، اگلے جمعہ پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر یہی کچھ عرض کیا اور بارش رکنے کے لئے دعا کی درخواست کی جس پر حضور علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا:

اللَّهُمَّ عَلَى رُءُوسِ الْجِبَالِ وَالْأَكْثَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ

اے اللہ! پہاڑوں کی چوٹیوں، ٹیلوں، نالوں اور درختوں پہ بارش نازل فرما (اور مدینہ شہر میں بارش نہ ہو چنانچہ) فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ۔ مدینہ شریف سے بادل اس طرح پھٹ گیا جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

(۱۵۰۵-۱۶-۱۸-۱۹)

دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

☆ بارش طلب کرنے کے لئے دعا کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے جس قدر ہاتھ بلند فرمائے اس قدر کسی موقع پہ

ہاتھ نہ اٹھائے۔ (۱۵۱۴)

☆ نزول باران کی مختصر دعا اللَّهُمَّ اسْقِنَا۔ اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔ (۱۵۱۷)

ایک حدیث میں ہے کہ جب بارش ہوتی تو حضور علیہ السلام یوں دعا کرتے: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ صَيِّبًا نَافِعًا۔ اے اللہ!

موسلا دھار مفید بارش نازل فرما (۱۵۲۴)

کِتَابُ صَلَوةِ الْخَوْفِ (نماز خوف کا بیان)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زبان کے ذریعے حضر میں

العات نماز فرض فرمائی سفر میں دو رکعات اور خوف میں ایک رکعت (۱۵۳۳) اور وہ اس طرح کہ آپ ہی سے روایت ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ شریف کے قریب ایک) مقام ذی قرد پر نماز پڑھائی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ ایک صف آپ کے پیچھے رہی اور دوسری دشمن کے سامنے بعد ازاں جو صف آپ کے پیچھے تھی اس کے ساتھ حضور علیہ السلام نے ایک رکعت پڑھی پھر وہ صف دشمن کے سامنے چلی گئی اور دشمن کے سامنے والی صف حضور علیہ السلام کے پیچھے آگئی تو اس صف کو بھی آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور کسی کی قضا نہ فرمائی۔ (۱۵۳۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے رہا پھر یہ ادھر چلے گئے اور وہ ادھر آ گئے تو ان کو بھی آپ نے ایک رکعت پڑھائی بعد ازاں حضور علیہ السلام نے سلام پھیرا اور ہر گروہ اپنی رکعت پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ (۱۵۳۹)

☆ صلوٰۃ خوف کی آیت مقام عسفان میں ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی۔ (۱۵۵۰)

☆ جن احادیث میں ہر گروہ کو دو رکعتیں پڑھانے کا ذکر ہے وہاں شرعی سفر کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے دو دو رکعتیں پڑھائیں اور جن میں ایک ایک رکعت پڑھانے کا ذکر ہے وہاں سفر اور خوف دونوں حالتیں تھیں۔ چنانچہ حدیث ۱۵۵۲، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶ میں دو دو رکعات پڑھانے کا ذکر ہے۔ صلوٰۃ الخوف کے مسائل کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ فرمائیں۔

کِتَابُ صَلَوةِ الْعِيدَيْنِ (نماز عیدین کا بیان)

☆ اللہ تعالیٰ نے خوشیاں منانے کے لئے جاہلیت کے دو دن جن میں لوگ کھیل تماشا کرتے تھے کی جگہ اہل ایمان کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے بابرکت دن عطا فرمائے۔ (۱۵۵۷)

☆ دوپہر کے قریب روزہ توڑنے کا حکم دے دیا گیا اور بعض لوگوں کی گواہی پہ عید کا اعلان کر دیا گیا لیکن نماز عید اگلے دن ادا فرمائی گئی۔ (۱۵۵۸)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا جب بھی حضور علیہ السلام سے حدیث بیان کرتیں تو فرماتیں ”میرا باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ قربان ہو (۱۵۵۹)

☆ جب عید اور جمعہ ایک ہی دن میں آتے تو عید بھی ادا کی جاتی اور جمعہ بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نمازوں کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں الغاشیہ کی تلاوت فرماتے۔ (۱۵۶۹)

☆ (عیدین کا خطبہ سننا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ جمعہ کا خطبہ سننا ضروری ہے کیونکہ) حضور علیہ السلام نے نماز عید پڑھائی اور فرمایا: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْصَرِفَ فَلْيَنْصَرِفْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقِيمَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَقُمْ۔ جو جانا چاہے چلا جائے اور جو خطبہ سننے کے لئے بیٹھنا چاہے وہ ٹھہرا رہے۔ (۱۵۷۲)

یاد رہے! بعض احادیث صرف حوالے کے لئے لکھ دی گئی ہیں اگر وہ فقہ حنفی کی تائید میں نہ ہوں تو فقہ حنفی کے مسائل کے

مطابق ہی عمل کیا جائے کیونکہ فقہ حنفی کے ہر مسئلہ کی تائید احادیث سے ہوتی ہے اگر اس کتاب سے نہیں تو کسی دوسری کتاب سے ہی۔

☆ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں اپنے اوپر لپیٹ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۱۵۷۳)

☆ حضور پاک کے دور میں عورتیں زیادہ صدقہ و خیرات کرتی تھیں۔ (۸۰-۱۵۷۷)

☆ دوران خطبہ کسی نے ساتھ والے کو انصت ”چپ رہ“ بھی کہہ دیا تو اس نے فضول بات کی (یا خطبہ کا ثواب ضائع کر

دیا) (۱۵۷۸)

حضور علیہ السلام کا خطبہ اور اس میں بدعت کے لفظ کی وضاحت

فرمایا: كُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٍ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ..... ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے..... حالانکہ ایسے بہت سے اعمال ہیں جو قرون اولیٰ کے بعد حادث ہونے کے باوجود کار ثواب ہیں اس لئے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ من سن فی الاسلام سنة فعمل بها العبد كتب له مثل اجر من عمل به (مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۳۴۱) جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے پس اس پر کسی بندے نے عمل کیا تو اسے (اچھا طریقہ جاری کرنے والے کو) عمل کرنے والے کی مثل ثواب حاصل ہوگا۔ امام نووی اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔ خواہ یہ طریقہ از سر نو ایجاد کیا گیا ہو یا اس سے قبل شرع میں اس کی نظیر موجود تھی (نووی جلد ۲، صفحہ ۳۴۱) اور اسے بدعت نہ کہا جائے گا کیونکہ کل بدعت ضلالة عام مخصوص البعض (خص عند البعض) ہے اور محدثین کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی جلد ۳، صفحہ ۱۲۸) چنانچہ دلائل کے طور پر مندرجہ ذیل امور ذہن نشین رہیں!

کام نیا ہے لیکن بدعت نہیں

(۱) وفاء الوفاء جلد ۱۰، صفحہ ۳۷۲ میں علامہ سہودی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا: مسجد شریف کی محراب حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں نہ تھی بلکہ سب سے پہلے اسے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بنوایا۔ (تو کیا یہ بدعت ہے؟) (فتاویٰ عبدالحی جلد ۱۰، صفحہ ۱۰۸ سطر ۲۱)

(۲) بوقت ملاقات مصافحہ سنت ہے اور بوقت رخصت مصافحہ کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں یعنی یہ کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بوقت رخصت مصافحہ کرتے تھے۔ (یہ ثابت نہیں) (فتاویٰ عبدالحی جلد ۲، صفحہ ۲۳ سطر ۳)

(۳) ایک شہر کی متعدد مساجد میں جواز جمعہ کسی صحابی یا تابعی سے ثابت نہیں۔ (مگر کوئی بھی اس کو بدعت نہیں کہتا) (ایضاً جلد ۱، صفحہ ۲۱۱ سطر ۱۷)

(۴) بناء مدارس کا مروجہ طریقہ بدعت (حسنہ) ہے۔ (ایضاً جلد ۳، صفحہ ۱۲۹)

(۵) اہل سنت و جماعت مذہب حقہ کا نام ابوالحسن اشعری متولد ۲۶۰ھ اور متوفی ۳۳۰ھ کے زمانے میں ہوا (لیکن کوئی

اس کو بدعت کہہ کر تو دیکھے) (نبراس شرح عقائد صفحہ ۳۰ سطر ۵)

(۶) امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اوائل میں ذکر فرمایا: سب سے پہلے اذان کے لئے منبر کو حضرت سلمہ نے بنوایا اور یہ اس سے قبل نہ تھا۔ (در مختار از شامی جلد ۱ صفحہ ۳۶۰) چنانچہ موجودہ دور میں شعائر الہی کو بدعت قرار دینا ایک شرمناک زیادتی ہے اور اگر ان معترضین موجدوں کے بقول ہر بدعت حرام قرار پائے تو بقول قاضی ثناء اللہ پانی پتی زندگی گزارنا اور جینا دو بھر اور محال ہو جائے گا لہذا بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ بدعت حسنہ وہ نیا کام جو کسی سنت کی خلاف نہ ہو جیسے نئے نئے عمدہ کھانے پر لیس میں قرآن مجید اور دینی کتب کا چھپوانا اور بدعت سیئہ جو کسی سنت کے خلاف ہو یا سنت کو مٹانے والی ہو۔ حضور علیہ السلام کی (عموماً) نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی۔ (۸۵-۱۵۸۳)

کِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ (دن اور رات کے نوافل کا بیان)

☆ (نقلی) نماز اپنے گھروں میں ادا کرو اور گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ (۱۶۰۱-۱۵۹۹)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ۔ حضور علیہ السلام کے اخلاق عالیہ قرآن مجید (کے مطابق) تھے۔ (۱۶۰۲)

☆ جو رات کو اٹھ کر نماز نہیں پڑھتا شیطان اس کے سر پہ گرہیں لگا دیتا ہے اور اس کا دن سستی و نحوست میں گزرتا ہے ورنہ خوش مزاج اور ہنس مکھ رہتا ہے۔ (۱۶۰۸)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ کے جواب پر ران پہ ہاتھ مارے اور یہ آیت پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے۔ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرُ شَيْءٍ جَدلاً إِنَّسَانٍ بَهِتَ جَهْلُ الْوَحْيِ (۱۶۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے سفر میں بھی تین مرتبہ رات کو اٹھ کر نماز تہجد ادا فرمائی اور ہر مرتبہ مسواک بھی کی۔ (۱۶۲۷) اس لیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے سائل (یعنی بن مملک سے فرمایا: مَا لَكُمْ وَصَلَاتِهِ۔ تمہیں کیا لگے حضور علیہ السلام کی نماز سے) (یعنی تم حضور علیہ السلام کی طرح نماز تہجد ادا نہیں کر سکتے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو اٹھ کر) نماز پڑھتے پھر جتنی دیر نماز پڑھتے اتنی دیر سو جاتے۔ پھر جتنی دیر سوتے رہتے اتنی دیر نماز پڑھتے اور قرأت کا ایک ایک حرف صاف صاف ادا فرماتے۔ (۱۶۳۰)

☆ معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ (۱۶۳۲ تا ۱۶۳۸) فیوض الحرمین ص ۶۸ پہ ہے ”حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بے شک انبیاء کرام علیہم السلام مردہ نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہیں۔ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔

وہ نبیوں میں نبی ایسے.....

یاد رکھو! انبیاء کرام علیہم السلام کے مختلف درجوں میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان اولوالعزم رسل عظام میں سے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں اور آپ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ نیز تمام انبیاء کرام اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت اور عزت والے ہیں انہیں اللہ کے نزدیک معاذ اللہ چوڑے چمار کی طرح کہنا کھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے! دوسروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے وہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہو گئے۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمالات ملے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہم پلہ نہیں بلکہ دوسروں کو جو کچھ ملا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور ویسے سے ملا لہذا یہ امر محال ہے کہ کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہو اور جو شخص کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور علیہ السلام کا مثل بتائے وہ گمراہ و بے دین ہے۔

وہ نبیوں میں نبی ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے۔ حسینوں میں حسین ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

☆ تہجد کی نماز کا عادی اگر کبھی تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے تو اس کو تہجد کا ثواب مل جائے گا اور اس کی نیند اس کے لئے صدقہ کے ثواب کا باعث بنے گی۔ (۸۸-۱۷۸۶)

☆ رات کو وظائف نہ پڑھ سکے والا فجر سے ظہر تک پڑھ لے تو گویا اس نے وہ وظائف رات کو ہی پڑھے۔

(۱۷۹۱ تا ۱۷۹۴)

کِتَابُ الْجَنَائِزِ (بیماری، موت اور تجہیز و تکفین کا بیان)

☆ دنیوی تکالیف سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا منع ہے بلکہ یوں کہا جائے ”اے اللہ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرا مرنا بہتر ہو تو مجھے موت دے“۔ (۱۸۲۳)

موت کی وجہ سے انسان برائیوں سے بچتا ہے اور نیکیوں کی طرف راغب ہوتا ہے لہذا انسان کے لئے خوشی اور رنج دونوں ضروری ہیں۔ پھر موت کی یاد اکثر تفکرات کو مٹا دیتی ہے اور دنیوی رنج و غم، افلاس و تنگدستی و حسد وغیرہ کو دور کر دیتی ہے۔

غم جوانی کو جگا دیتا ہے لطف خواب سے ساز پیدا ہوتا ہے یہ اسی مضراب سے

موت و حیات کے بارے میں نکتہ قرآنی

قرآن مجید میں ہے: خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيْكُمُ احْسَنُ عَمَلًا۔ اللہ تعالیٰ نے موت و حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

بظاہر تو حیات کا ذکر پہلے اور موت کا ذکر بعد میں ہونا چاہیے تھے اور پھر اعمال کا ذکر حیات کے بعد اور موت سے پہلے ہونا چاہیے تھا لیکن اہل اللہ فرماتے ہیں: یہ ترتیب اس لیے ہے کہ اسی زندگی میں نیک اعمال کیے جاسکتے ہیں جس میں انسان موت کو پیش نظر رکھتا ہے۔

☆ قریب المرگ شخص کے لئے دعا کرنے سے فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (۱۸۲۶)

☆ مومن کی موت پیشانی کے پسینے سے ہے۔ (۳۰-۱۸۲۹) یعنی موت کی شدت کی وجہ سے اس کی پیشانی پہ پسینہ آ جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے گناہ مٹتے ہیں اور وہ رب کی بارگاہ میں گناہوں سے پاک ہو کر حاضر ہوتا ہے۔ گویا مومن کے لئے موت کی سختی باعث بخشش اور بلندی درجات کا سبب ہے۔ حضور علیہ السلام کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ (آپ پر شدت کو دیکھ کر) اب مجھے کسی کی سخت موت بری نہیں لگتی جب سے میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا۔

(۱۸۳۱)

☆ غربت و مسافرت کی موت کی فضیلت کہ پیدائش کی جگہ سے لے کر مرنے کی جگہ کے برابر اس کو جنت دے دی جاتی ہے۔ (بشرطیکہ مسافرت اچھے مقصد کے لئے ہو) (۱۸۳۳)

مومن و کافر کی موت کا حال

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان کی موت قریب ہوتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے اور کہتے ہیں: اے روح! تو راضی خوشی کی حالت میں اور اس حالت میں کہ اللہ جل شانہ بھی تجھ سے راضی ہے نکل، تو اللہ کی رحمت اور اس کے رزق سے اپنے پروردگار کی طرف نکل جو ناراض اور غصے نہیں (یہ فرشتے روح سے کہتے ہیں) پھر روح عمدہ خوشبودار مشک کی طرح خارج ہوتی ہے اور فرشتے اسے ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کے دروازے کی طرف لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کتنی اچھی خوشبو ہے جو زمین سے آئی ہے۔ بعد ازاں اسے مسلمانوں کی روحوں کے پاس لاتے ہیں تو اس شخص کو اس سے زیادہ خوش ہوتی ہے جو تمہیں کسی گئے ہوئے شخص کے آنے سے ہوتی ہے اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ دنیا میں پیچھے رہنے والا فلاں شخص کیسے کام کرتا ہے؟ پھر روچیں کہتی ہیں: کیا فلاں شخص تمہارے پاس نہیں آیا؟ روچیں کہتی ہیں کہ وہ دوزخ میں گیا ہوگا اور جب کافر کی موت قریب ہوتی ہے تو عذاب کے فرشتے ایک بوریے کا ٹکڑا ڈالے آ کر کہتے ہیں تو اللہ کے عذاب کی طرف نکل کیونکہ تو اللہ سے ناراض ہے اور اللہ جل جلالہ تجھ سے ناراض ہے۔ بعد ازاں وہ جلے ہوئے اور بدبودار مردار کی طرح نکلتی ہے حتیٰ کہ اسے زمین کے دروازے پر لاتے ہیں تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا بدبو ہے؟ بعد ازاں اسے کافروں کی روحوں میں لے جاتے ہیں۔ (۱۸۳۴)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد فرشتوں نے اپنے پروں سے مسلسل ڈھانپے رکھا۔

میت پہ رونا کیسا ہے؟

رنج و غم دل کے صدمہ سے پیدا ہوتا ہے اور گریہ و بکا اسی کا نتیجہ ہے۔ غم دو طرح کا ہوتا ہے ایک دنیوی مال و اولاد کا غم دوسرا دین و عقبی کا غم ان ہر دو کے متعلق مولانا شرف الدین بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اپنی فارسی کی کتاب ”نام حق“ میں فرماتے ہیں۔

غم دیں خور کہ غم، غم دین است ہمہ غمها فروتر ازین است
غم دنیا مخور کہ بیہود است ہیچ کس در جہاں نیا سود است

پہلی قسم کا غم بھی اگرچہ اضطراری ہوتا ہے اس لیے شرع نے اس پر مواخذہ نہیں فرمایا مگر پھر بھی صبر کا حکم دیا ہے اور جزع و فزع سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سیدنا حضرت ابراہیم جب ڈیڑھ برس کی عمر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں فوت ہوئے تو شفقت پداری کے باعث حضور علیہ السلام کی آنکھوں سے اشک غم جاری تھے اور آپ فرما رہے تھے اے ابراہیم! تیرے فراق سے میں غمگین ہوں آنکھیں روتی ہیں دل پریشان ہے لیکن وہ بات نہیں کہتا جس سے خدا ناراض ہو۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوا کوئی کلمہ زبان مبارک سے نہ نکالا۔ سرو سینہ پیٹنا اور نوحہ و بین کا تو ذکر ہی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو گریہ و زاری و نالہ و بکا سے بھی محترز رہے۔ اولاد کا غم اگرچہ بہت زیادہ ہوتا ہے مگر بتدریج کم اور محو خاطر ہوتا ہے۔ دوسری قسم کا غم اللہ والوں کو ہوتا ہے جو فحوائے آنکھ ”نزدیکاں را بیش بود حیرانی“ خوف عقبی سے مغموم ہو جایا کرتے ہیں۔ ☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے مقابلہ میں عقلی دلیل دینے والے کو فرمایا: صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَذَبْتَ أَنْتَ۔ حضور نے سچ فرمایا ہے اور تو نے جھوٹ بولا ہے۔ (۱۸۵۵)

حضور علیہ السلام کی دعا سے عورت کی عمر بہت طویل ہوگئی

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا اور میں رو رہی تھی میں نے غسل دینے والے کو کہا: میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو اور اسے نہ مارو۔ (یعنی مزید تکلیف نہ دو مطلب ان کا یہ تھا کہ میری پریشانی میں اضافہ نہ کرو) ان کی یہ بات سن کر حضرت عکاشہ بن محسن بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضرت ام قیس کا قول عرض کیا جس پر حضور علیہ السلام نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا: مَا قَالَتْ طَالَتْ عُمرُهَا۔ کیا کہہ دیا اس نے اس کی عمر لمبی ہو (راوی کہتے ہیں) فَلَا نَعْلَمُ امْرَأَةً عُمِدَتْ مَا عُمِدَتْ۔ ہم نہیں جانتے کہ کسی عورت کی اتنی عمر ہوئی ہو جتنی کہ اس (ام قیس) کی (اور یہ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت تھی۔ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی۔

☆ ضرورت ہو تو رات کو کفن و دفن کی اجازت ہے۔

إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى ذَلِكَ (۱۸۹۶)

☆ حضور علیہ السلام کو یمن کی روئی کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور ان میں کرتا اور عمامہ نہ تھا۔ (۱۹۰۰)

☆ عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تَصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا (۱۹۰۱)

☆ حضور علیہ السلام غرباء و مساکین کی بیمار پرسی فرمایا کرتے تھے۔

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُ الْمَسَاكِينَ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ پھر ان کے بارے پوچھتے رہتے تاکہ جنازے میں شریک ہوں اور اگر اطلاع کے بغیر دفن کر دیا گیا تو بعض کی قبر پہ جا کر نماز ادا فرمائی۔ (۱۹۰۸)

ہر مردہ بولتا ہے نیک ہو یا بد

☆ مردہ نیک ہو یا بد جب اس کو دفن کے لئے لے جاتے ہیں تو بولتا ہے اور اس کی آواز کوانسانوں کے علاوہ ہر کوئی سنتا

ہے۔ انسان گرس لے تو بے ہوش ہو جائے۔ یَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ نِكَ
ہو تو کہتا ہے قَدِمُونِي قَدِمُونِي۔ مجھے آگے لے چلو جلدی لے چلو برا ہو تو کہتا ہے: يَا وَيْلَهَا إِلَيَّ آتَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا۔ ہائے
افسوس! مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ (۱۰-۱۹۰۹)

☆ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہے۔ (۲۷-۱۹۲۶) یہودی کے جنازے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اس لیے کھڑے ہوئے تاکہ وہ سروں سے اونچا ہو کر نہ گزرے۔ (۱۹۲۸) ایک روایت میں ہے کہ ہم فرشتوں (کی تکریم) کے
لئے کھڑے ہوئے۔ (۱۹۳۱)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی برائی کرنے سے منع فرماتے ہوئے فرمایا: ان کا نیکی کے ساتھ تذکرہ کرو
(۱۹۳۷) مزید فرمایا: لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا۔ مردوں کو برا نہ کہو۔ وہ تو اپنے اعمال کو پہنچ
گئے۔ (۱۹۳۸)

غنجوں کے مسکرانے پہ کہتے ہیں ہنس کے بھول اپنا کرو خیال ہماری تو کٹ گئی
☆ مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ جنت میں جائے گی یا دوزخ میں؟ فرمایا: اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا
عَامِلِينَ۔ اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔

سرکٹانے کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے

سیدنا حضرت شہاد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دیہات کے رہنے والوں میں سے ایک شخص حضور پر نور صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ پر ایمان لایا اور آپ کی اتباع کی پھر کہنے لگا! میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق بعض صحابہ کو وصیت فرمائی۔ جب ایک غزوہ میں چند قیدی بطور غنیمت حاصل
ہوئے تو حضور علیہ السلام نے ان قیدیوں کو تقسیم فرمایا اور اس شخص کا حصہ بھی متعین فرمایا۔ آپ کے صحابہ کرام نے اس کا حصہ اس
کے پاس پہنچایا اور وہ ان حضرات کے سواری کے جانور چرایا کرتا تھا جب وہ اس کا حصہ دینے آئے تو اس نے دریافت کیا کہ یہ
کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ تیرا حصہ ہے جو حضور علیہ السلام نے تجھے بخشا ہے۔ اس نے یہ حصہ لے لیا اور اسے لے کر حضور
علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے یہ تیرا حصہ نکالا ہے۔ اس نے
عرض کیا: میں مال و دولت جمع کرنے کی غرض سے آپ پر ایمان نہیں لایا تھا بلکہ میں نے آپ کی پیروی محض اس لیے کی کہ میری
اس جگہ یعنی حلق پر تیرا مارا جائے بعد ازاں میں مروں اور جنت میں جاؤں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر تو سچے دل سے
اللہ کی تصدیق کرے گا تو اللہ بھی تجھے سچا کر دے گا۔ بعد ازاں لوگ کچھ دیر کے لئے ٹھہرے رہے اور اس کے بعد دشمن سے جہاد
کے لئے اٹھے۔ کچھ آدمی اسے (زخمی حالت میں) اٹھا کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لائے اسے اسی جگہ تیر لگا تھا
جہاں اس نے کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ وہی شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا: یا رسول اللہ! جی ہاں وہی ہے
تب آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی جو صفات ارشاد فرمائی ہیں۔ اس نے عملاً تصدیق کی تو شہادت پا کر مراد کو پہنچا اور

اللہ نے اسے بھی سچا کیا۔ بعد ازاں حضور علیہ السلام نے اپنے حبہ مبارکہ کا کفن اسے مرحمت فرماتے ہوئے اسے آگے رکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی تو آپ کی نماز میں سے جتنا لوگوں کو سنائی دے سکا وہ یہ تھا کہ آپ دعا کر رہے تھے۔ اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے۔ تیری راہ میں ہجرت کر کے نکلا اور شہادت پائی میں اس بات پر گواہ ہوں۔ (۱۹۵۵)

مال غنیمت میں معمولی چوری کی قباحت

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص خیبر میں فوت ہوا تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے فرمایا: اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ میں تو نہیں پڑھوں گا کیونکہ اس نے راہ خدا میں چوری کی ہے اور جب اس کے مال کی تلاشی لی گئی تو یہودیوں کے نگینوں میں سے ایک نگینے کی چوری ملی۔ مایسا وی درہمین، جس کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔ (۱۹۶۱)

☆ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ بھی حضور علیہ السلام نے نہ پڑھی۔ (۱۹۶۶)

☆ نجاشی کی نماز جنازہ میں دو صفوں کا ذکر۔ (۱۹۷۵)

☆ حضور علیہ السلام نے نو جنازے (مردوں عورتوں کے) ایک ہی دفعہ پڑھائے اور صحابہ فرماتے ہیں: ہی السنۃ یہی سنت ہے (۱۹۸۰)

☆ حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ میں ایسی دعا کی کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ خواہش کرنے لگے اَنْ تَوَكُنْتَ الْبَيْتَ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذَلِكَ الْبَيْتِ۔ (۱۹۸۵) کاش اس مرنے والے کی جگہ پہ میں ہوتا۔

☆ چالیس آدمیوں کو امت کہا جاسکتا ہے۔ (۱۹۹۵)

☆ دو قیراط ثواب دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہے۔ (۱۹۹۷)

☆ قبر کو زیادہ سے زیادہ گہرا کھودا جاتے۔ (۲۰۱۲) اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ مردے کی عفت باہر نہ نکلے گی اور زندہ لوگ اس کی بدبو سے محفوظ رہیں گے۔

☆ حضور علیہ السلام کی مبارک کملی (سرخ رنگ کی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں بچھا دی گئی۔ (۲۰۱۳) تاکہ کوئی دوسرا شخص اس چادر کو استعمال نہ کر سکے۔

قرآن والے قبر میں بھی آگے آگے

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن میرے والد بھی شہید ہو گئے تو حضور علیہ السلام نے قبریں کھودنے کا حکم دیا اور فرمایا: دو دو تین تین کو ایک ہی قبر میں دفن کرتے جاؤ اور فرمایا: جو قرآن زیادہ جانتے تھے ان کو آگے یعنی قبلہ کی طرف کرو۔ (۲۰۱۷ تا ۲۰۲۰)

☆ حضور علیہ السلام کو اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کرنے کی خدا نے خود اجازت دی چنانچہ آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے گئے خود بھی روئے اور انہیں بھی رلایا۔ (۲۰۳۶) جب عام ماں کے قدموں میں جنت ہے تو سردار دو جہاں

کی ماں کیسی ماں ہوگی؟

ہے سراسر رب کی نعمت والدہ
انسان تو انکار کر سکتا نہیں
ہے رسول پاک کا ارشاد یہ
منفرد ممتاز ہے ہر ایک سے
یومیہ حج کی سعادت پائے گا
بچے کو پالے جو اپنے خون سے
ہے شب تاریک بچوں کے لئے
جو بھی آیا اس جہاں سے چل دیا
میرے سانسوں میں ہے تابش ساتھ ساتھ
پاک سیرت نیک طینت والدہ
نعمتوں کی ماں ہے نعمت والدہ
جس کے قدموں میں ہے جنت والدہ
واہ کیا ہے مال و دولت والدہ
جو کرے دن رات خدمت والدہ
ہے سراپا مہر و شفقت والدہ
اس جہاں سے جب ہو رخصت والدہ
سب سے بھاری دکھ ہے فرقت والدہ
بس دعا ہے پائے جنت والدہ

☆ حضور علیہ السلام نے نجاشی کے لئے خود بھی دعا کی اور اپنے صحابہ سے بھی فرمایا: اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ۔ اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا کرو (۲۰۴۳) معلوم ہوا: کسی کے مرنے کے بعد اجتماعی دعا کرنا (جس کو عموماً فاتحہ پڑھو کہتے ہیں یا اسی مقصد کے لئے مرنے کے بعد چند دن پھوڑی ڈالتے ہیں) جائز ہے۔

☆ قبر میں صرف حضور علیہ السلام کے متعلق سوال (مَنْ رَبُّكَ مَا دِيْنُكَ کا ذکر نہیں ہے) (۲۰۵۲-۵۳)

☆ حضور علیہ السلام دعا فرمادیں تو قبر میں ہونے والے عذاب کی آواز عام بندہ بھی سن سکتا ہے۔ (۲۰۶۰)

جس کا بچہ فوت ہو جائے اس کی فضیلت

حضرت معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضور انور علیہ السلام جب تشریف فرما ہوتے تو کئی اصحاب آپ کی خدمت میں بیٹھتے ان میں سے ایک ایسا شخص تھا جس کا چھوٹا سا بچہ اس کی پیٹھ کی طرف آتا اور وہ اسے اپنے سامنے بٹھاتا۔ اچانک اس بچے کی وفات ہو گئی تو اس شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آنا (اس خیال سے کہ بچہ یاد آئے گا اور صدمہ ہوگا) چھوڑ دیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے نہ پایا تو آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: کیا وجہ ہے میں فلاں شخص کو نہیں پاتا۔ لوگوں نے عرض کیا: حضور اس کا وہ چھوٹا بچہ جسے آپ نے دیکھا تھا فوت ہو گیا ہے، حضور علیہ السلام یہ سن کر اس شخص سے ملے اور اس سے اس بچے کا حال دریافت فرمایا: اس نے عرض کیا: وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے اسے تسلی و تشفی دیتے ہوئے اس کا رنج کم فرمایا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا: یا فلاں! تجھے کون سی بات پسند ہے؟ یہ کہ تو اس سے عمر بھر فائدہ اٹھاتا یا یہ کہ تو روز قیامت جنت کے کسی دروازے پر جائے گا تو اپنے بچے کو وہاں پہلے ہی پائے گا وہ تیرے لیے دروازے کھولے گا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کہ وہ جنت کے دروازے پر مجھ سے پہلے پہنچے اور میرے لیے دروازہ کھولے مجھے اس کی زندگی سے زیادہ پسند ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تیرے لیے یہی ہوگا۔ (۲۰۹۰)

کِتَابُ الصَّیَامِ (روزوں کا بیان)

پڑھ کر کلمہ مسلمان ہو گیا

☆ صحابہ کرام نے ایک آنے والے شخص کو حضور علیہ السلام کے بارے میں یوں بتایا: هَذَا الرَّجُلُ الْآبِیْضُ الْمُتَّكِيُّ۔ یہ ہیں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) گورے رنگ والے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ آنے والے (ثعلبہ بن ضمام من بنی سعد بن بکر) نے اونچی اونچی آواز سے سوالات کئے اور حضور علیہ السلام نے اس کے ہر سوال کا بڑی بردباری سے جواب دیا اور معاملہ بائیں جا رسید کہ

۔ گر کر قدموں پہ قرباں ہو گیا پڑھ کر کلمہ مسلمان ہو گیا

فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي آمَنْتُ بِمَا جِئْتُ بِهِ وَأَنَا رَسُولٌ مِنْ وَرَاءِي مِنْ قَوْمِي (۲۰۹۵)

اس نے عرض کیا! میں دین اسلام پہ ایمان لایا اور میں اپنی پیچھے رہ جانوالی قوم کا قاصد ہوں۔

☆ چاند نظر آنے میں اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کی روایت جس میں شام سے مدینہ شریف آنے والے کی شام میں چاند دیکھنے کی خبر کو مدینے والوں کے لئے معتبر نہ مانا گیا۔ حالانکہ مدینہ سے شام کا فاصلہ صرف تقریباً دو سو کلومیٹر ہے۔

(۲۱۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک بندے کی گواہی پہ رمضان شریف کا اعلان کر دیا۔ (۲۱۱۵/۲۱۱۴)

☆ سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (۲۱۲۸) اس سے عروڑہ دار کا دن خوشگوار گزرتا ہے۔ جسم میں طاقت آتی ہے اور سحری کے وقت اٹھ کر عبادت و دعا کرنے کا لطف اپنی جگہ ہے۔

۔ نہ چھوڑاے دل فغانِ صبح گا ہی اماں شاید ملے اللہ ہو میں حضور علیہ السلام لوگوں کو سحری کے کھانے کی طرف ان الفاظ سے بلاتے تھے۔

هَلُّوْا اِلَى الْغَدَاۤءِ الْمُبَارَكِ۔ آؤ مبارک کھانے کی طرف۔ (۲۱۶۵)

☆ ایک صحابی (قیس بن عمرو) رضی اللہ عنہ کی تکلیف کی وجہ سے سحری کھانا شروع ہوا۔ (۲۱۷۰)

☆ ایک روزہ (جہاد یا حج کے سفر میں) رکھنے والا دوزخ سے ستر سال کی مسافت دور کر دیا جائے گا۔ (۲۲۵۲ تا ۲۲۴۶)

سفر اگر تکلیف دہ نہ ہو تو ہمارے احناف کے نزدیک روزہ رکھنا افضل ہے۔ وان تصوموا خیر لکم۔ ورنہ لیس من البرّ الصّیام فی السّفر۔ حدیث کی وجہ سے منع ہے۔ (۲۲۵۷)

کِتَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کا بیان)

☆ مکمل وضو کرنا نصف ایمان ہے۔ الحمد للہ کہنا ترازو کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ، اللہ اکبر کہنے سے زمین و آسمان (ثواب

سے) بھر جاتے ہیں۔ نماز (قیامت کے دن کا) نور ہے۔ زکوٰۃ (اللہ کے ہاں خلوص اور نجات کی) دلیل ہے۔ صبر (عقل کی) روشنی ہے یعنی عقل مند ہی صبر کرتا ہے۔ قرآن تیرے لیے دلیل ہے (اگر تو حق پہ ہے) یا تیرے خلاف دلیل ہے (جبکہ تو باطل پہ ہو)۔ (۲۴۳۹)

☆ حضور علیہ السلام نے وعظ فرمایا تو ہر شخص رونے لگا۔ پھر آپ کے چہرہ انور پہ مسرت کے آثار دیکھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ (۲۴۴۰)

وہ ہنستے تھے تو دنیا بے خودی میں مسکراتی تھی
وہ روتے تھے تو ساری کائنات آنسو بہاتی تھی

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔ (۲۴۴۱)
آپ (رضی اللہ عنہ) نے مانعین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ فرمایا تو ابتداء حضرت عمر کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی اور آخر کار فرمانے لگے: فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔ میں پہچان گیا کہ ابو بکر حق پر ہیں۔ (۲۴۴۵)
☆ جانوروں کی زکوٰۃ کے نصاب کے بارے میں تفصیلی حدیث (۲۴۴۷)
اور ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی اخروی سزا کا ذکر (۲۴۵۰)

میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو کہیں سے زکوٰۃ لینے بھیجا تو زکوٰۃ دینے والے نے ایک کمزور سا اونٹ کا بچہ زکوٰۃ کے طور پر دے دیا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے بارے میں اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: اَللّٰهُمَّ لَا تَبَارِكْ فِيْهِ وَلَا فِیْ اِبِلِهٖ۔ اے اللہ! اس کے اونٹوں میں برکت نہ دے۔ اس شخص کو پتہ چلا تو ایک بہت اچھی اونٹنی لے کر حاضر ہو گیا اور عرض گزار ہوا: اَتُوبُ اِلَیْكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَاِلَی نَبِیِّہٖ۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ تب حضور علیہ السلام نے اس کے حق میں یوں دعا کی: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَفِیْ اِبِلِهٖ۔ اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹ میں برکت ڈال دے۔ (۲۴۶۰) حضور علیہ السلام کی رضا میں رب کی رضا ہے اور آپ کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ اس لیے جب حضور علیہ السلام ناراض ہو جاتے تو ایماندار کو اس وقت تک چین نہ آتا جب تک اپنے آقا کو راضی نہ کر لیتا۔ یہی حضور علیہ السلام کی سچی محبت اور آپ کی ذات کے ساتھ والہانہ عشق کا تقاضا ہے۔

خدا یا کر عطا عشق دوا می	حضور میں رہوں ہر دم سلامی
محمد مصطفیٰ پر جاں فدا ہو	یہی ہے آرزو میری مدا می
یقیناً ہو چکا ہے نقش دل پر	خدا و مصطفیٰ کا نام نامی
مجھے ان نسبتوں کا پاس دے دے	جو تیری رحمتوں سے ہیں گرامی
نبی کی نعت گوئی کی بدولت	سعادت یافتہ سعدی نظامی

نفس گم کردہ می آید ہمیشہ
جنید و بایزید اس جاتنامی
میرے ہاتھوں میں ہے دامن نبی کا
خوشا قسمت ملی ان کی غلامی
ہو تابش خاتمہ عشق نبی پر
میسر ہو مجھے یوں شاد کامی
حق سید الکونین تابش
عطا ہو عشق رومی سوز جامی

☆ جب لوگ صدقات و زکوٰۃ لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یوں دیتے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی فُلَانٍ (۲۳۶۱)

☆ گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں (جبکہ تجارت کے لیے نہ ہو بلکہ خدمت کے لئے ہو) (۲۳۶۹)

وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی جس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی اور اس (بیٹی) نے اپنے ہاتھوں (بازوؤں) میں سونے کے موٹے موٹے دو کنگن پہن رکھے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا: اَتُؤَدِّیْنَ زَكُوٰةَ هٰذَا؟ کیا ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَيَسْرُكَ اَنْ يُسَوِّرَكَ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ سَوَادَيْنِ مِنْ نَّارٍ

کیا تجھے اچھا لگے گا جب قیامت کے دن (ان کی زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ سے) تجھے اللہ تعالیٰ (دوزخ کی) آگ کے دو کنگن پہنائے گا (حضور علیہ السلام کے اس جملے کا اس لڑکی پہ اتنا اثر ہوا کہ) اس نے اسی وقت وہ کنگن اتارے اور حضور علیہ السلام کے سامنے رکھ کر عرض کیا: هُبَا لِيْلَهٗ وَلِرَسُوْلِهٖ۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔ (۲۳۸۱)

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا: سونا چاندی چاہے زیورات کی شکل میں ہو ان پہ زکوٰۃ لازم ہے۔

☆ جس مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے گی قیامت کے دن وہ مال گنجا سانپ بن کر جس کی آنکھوں پہ سیاہ حلقے ہوں گے (نہایت زہریلا) اس کی باچھیں پکڑ کر کہے گا: اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر حضور علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت کی: وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ..... (۲۳۸۳)

☆ صدقہ فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ میں جاتا ہے۔ (۲۵۲۶)

☆ محتاج کا ایک درہم صدقہ کرنا مالدار کے لاکھ درہم سے بہتر ہے۔ (۲۵۲۸)

بہترین صدقہ کون سا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے بہترین صدقہ وہ قرار دیا ہے جس کے بعد آدمی مالدار رہے یعنی سارا مال صدقہ نہ کر دے بلکہ اپنی ضرورت کے مطابق رکھ لے تاکہ خود بھیک نہ مانگنے لگے۔ اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔ وَابَدًا بَيْنَ تَعُوْلٍ۔ اس سے (صدقہ دینے کا) آغاز کر جس کی تو پرورش کرتا ہے۔ (۲۵۳۵) اس حدیث کی تفسیر اگلی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ہے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ دو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک اشرفی ہے! آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اسے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے خرچ کرو۔ اس نے کہا: میرے پاس ایک اور اشرفی ہے! آپ علیہ السلام نے فرمایا: اسے اپنی بیوی پر صدقہ کر۔ اس نے کہا: میرے پاس ایک اور اشرفی ہے! آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اسے اپنے بیٹے پر صدقہ کر۔ وہ بولا: ایک اور ہے! آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اسے اپنے نوکر پر خرچ کر! وہ بولا: ایک اور ہے! تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اب تو خود سمجھ لے (یعنی جو مستحق ہو اسے دے) (۲۵۳۶) اسی موضوع کی ایک حدیث دیکھئے جس کا نمبر ہے (۲۵۴۷)

☆ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً..... جَوَّاسِلَامِ مِیْل اچھا طریقہ رائج کرے تو اس کو وہ طریقہ رائج کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کے برابر بھی ثواب ملے گا لیکن عمل کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہ کی جائے گی۔ (۲۵۵۵)

☆ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں نہ آنے کی بیسیوں قسمیں اٹھانے والا بالآخر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا۔ (۲۵۶۹)

☆ وَإِنْ كُنْتَ سَائِلًا لِأَبَدٍ فَاسْتَلِ الصَّالِحِينَ۔

اگر ضرور ہی مانگنا ہے تو نیکوں سے مانگا کر (۲۵۷۸)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک غریب شخص کو تھوڑے سے جو اور سو کھے انگور دیئے (تو اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ وہ کہتا ہے)

أَغْنَانَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مالدار کر دیا۔ (۲۵۹۷)

☆ إِبْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ۔ قوم کا بھانجا انہی میں سے ہے۔ (۲۶۱۲)

كِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ (ارکان حج کا بیان)

حج صاحب استطاعت مسلمان پہ فرض ہے یعنی جس کے پاس اتنی دولت ہو جو خوراک اور سواری کو کافی ہو یہاں تک کہ وہ حج کر کے واپس آجائے اور گھر والوں کے اخراجات کے لئے بھی رقم کافی ہو راستہ بھی پر امن ہو۔

☆ حضور علیہ السلام نے ایک شخص (اقرع بن حابس) کے سوال پہ فرمایا: لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوْ جَبْتُ۔ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔ (۲۶۲۱)

معلوم ہوا! حضور علیہ السلام ایسے شارع ہیں جو ماذون من اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے احکام آپ کے سپرد فرمادیئے ہیں جس کے لئے جو چاہیں حلال فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حرام فرمادیں۔ وَيَحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَيُحْرَمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ۔ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ وَلَا يَحْرَمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ وَمَا كَانَ لِبُؤْمَنِ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ۔ ان تمام قرآنی آیات سے

یہی عقیدہ روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے۔

حضور پاک کے فرمان کے مقابلہ میں کسی کی بات نہ مانی جائے گی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کے مقابل کسی کی بات نہ مانی جائے گی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حج قرآن احرام باندھنے وقت لبیک کہتے ہوئے سن کر حضرت عثمان نے (بھول کر یا عدم توجہ و علم کی بنا پر کہا۔ میں تو اس سے منع کرتا ہوں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مندرجہ بالا بات کہی۔ اصل عربی عبارت یہ ہے:

لَمْ أَكُنْ لِأَدْعَ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ (۲۷۲۴)

حج تمتع کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک تھا اور حضرت بلال کا بھی کہ گمانت لَنَا خَاصَّةً ہمارے لیے مخصوص تھا۔ (۲۸۱۰ تا ۲۸۱۴)

- ☆ احرام کی حالت میں سفید سانپ کو مارنے سے منع کیا گیا (۳۸۳۵) کیونکہ اس میں زہر نہیں ہوتا۔ نیز ہو سکتا ہے کہ جن ہو جس نے سانپ کا روپ دھارا ہوا ہے (یتشکل باشکال مختلفة۔ جن مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں)۔ لہذا وہ نظر آئے تو زبان سے کہے کہ یہاں سے چلا جا پھر بھی نظر آئے تو مارنے میں حرج نہیں۔
- ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بچو کھانے کا حضور علیہ السلام نے حکم دیا۔ (۲۸۳۹)
- ☆ احرام کی حالت میں نکاح کرنے کی اجازت و ممانعت کی احادیث۔ (۲۸۴۰ تا ۲۸۴۵)
- ☆ محرم (حج یا عمرہ کے احرام میں) فوت ہو جائے تو اس کو کفن ذبیحے ہوئے اس کا منہ اور سر نہ ڈھانپا جائے۔

(۲۸۵۷)

حضور علیہ السلام کی رنگت رات کو بھی خالص چاندی کی طرح چمکتی تھی

- ☆ حضور علیہ السلام کا رنگ رات کے وقت بھی خالص سفید چاندی کی طرح چمکتا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ سے رات کے وقت نکلے تو راوی نے مندرجہ بالا بیان دیا جس کی عربی عبارت یہ ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْجَعْرَانَةِ لَيْلًا كَأَنَّهُ سَبِيكَةٌ فِضَّةَ (۲۸۶۷)

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے
جس کی خُصو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

- ☆ مکہ مکرمہ میں داخلے کے وقت حضور علیہ السلام کے جھندے کا رنگ سفید تھا۔ (۲۸۶۹)
- ☆ ابن نخل کو کعبہ کے پردوں میں لپٹے ہوئے ہونے کے باوجود قتل کر دینے کا حکم (۲۸۷۰) بوجہ اس کے مرتد ہونے کے زکوٰۃ کا مال لے کر بھاگ جانے کے اور اپنے نوکر کو ناحق قتل کر دینے کے۔
- ☆ حضور علیہ السلام کے سر انور پہ فتح مکہ کے دن سیاہ عمامہ شریف تھا جبکہ آپ بغیر احرام کے تھے۔ (۲۸۷۲)

☆ حضور علیہ السلام کا (عمرۃ القضاء) کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہونا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے اشعار پڑھنا۔ حضرت عمر کی حیرانگی (کہ حضور علیہ السلام کے سامنے حرم میں شعر پڑھتے ہو؟) پر حضور علیہ السلام کا حضرت عمر کو فرمانا: خَلَّ عَنْهُ فَلَهُوَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضِجِ النَّبْلِ۔ یہ اشعار کافروں کے دلوں میں تیر لگنے سے بھی زیادہ اثر کرتے ہیں۔ (۲۸۷۶) آج بعض نام نہاد مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کی تعریف کے اشعار تیر و تلوار کی طرح لگتے ہیں۔

☆ بیت اللہ کا طواف نماز (کی طرح) ہے لہذا اس میں بات چیت کم کرو۔ اَلطَّوَّافُ بِالْبَيْتِ صَلَوةٌ فَأَقِلُّوا مِنْ اَلْكَلامِ (۲۹۲۵)

☆ حج افراد کے احرام میں طواف کعبہ کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جائز اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ناجائز سمجھتے تھے۔ (۲۹۳۲)

☆ طواف میں رمل کفار کو اپنی طاقت دکھانے کے لئے شروع کیا گیا۔ (۲۹۳۸)

☆ یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد کا شان نزول (۲۹۵۹)

☆ حضور علیہ السلام کے بال مبارک تیر کے ساتھ کاٹے گئے۔ (۲۹۹۰-۹۱)

☆ منیٰ کے قریب دو پہاڑوں کے درمیان ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی ناف کاٹی گئی۔ (۲۹۹۸)

☆ حجاج کہا کرتا تھا سورۃ بقرہ نہ کہو بلکہ یوں کہو: اَلسُّورَةُ الَّتِي يُذَكَّرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ۔ وہ سورت جس میں بقرہ (گائے) کا ذکر ہے۔ (۳۰۵۷)

کِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

☆ سب سے پہلی آیت جس میں اہل ایمان کو جہاد کرنے کی اجازت دی گئی۔ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا..... (الحج) حدیث نمبر (۳۰۸۷)

☆ آیت کے نزول کے وقت حضور علیہ السلام کی ران، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پہ تھی وہ فرماتے ہیں: ”مجھے ایسے لگا کہ گویا میری ران ٹوٹ رہی ہے۔ (۳۱۰۱)

بہترین اور بدترین شخص کون ہے؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تبوک کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کے ساتھ پیٹھ لگا کر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا (حمد و ثنا کے بعد) فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین اور بدترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟

اِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلًا عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَلٰی ظَهْرِ فَرَسِهِ اَوْ عَلٰی ظَهْرِ بَعِيرِهِ اَوْ عَلٰی قَدَمِهِ حَتّٰی يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ

بہترین شخص وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے یا اونٹ کی پیٹھ پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں عمل (جہاد) کیا پیدل چل کر یہ کام کیا یہاں تک کہ اس کو موت آگئی۔

وَأَنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلًا فَاجِرًا يَقْرَأُ كِتَابَ اللَّهِ لَا يَرْعَوِي إِلَى شَيْءٍ مِّنْهُ

اور بدترین شخص وہ بدکار ہے جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے مضامین پر غور ہی نہیں کرتا (یعنی عمل کرنے کی طرف نہیں آتا) (۳۰۱۸)

اگلی حدیث کے اندر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والے کو دوزخ کا لقمہ بنانا ایسے ہی محال ہے جیسے دودھ کا واپس تھنوں میں جانا اور خدا کے راستے کا غبار اور دوزخ کا دھواں مسلمان کے نتھنوں میں کبھی جمع نہ ہوگا۔ (یعنی ایسا شخص دوزخی ہرگز نہیں ہو سکتا) (۳۱۰۹) اسی طرح فرمایا: لَا يَجْتَمِعُ الشَّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبٍ عَبْدٍ أَبَدًا بخل اور ایمان ایک شخص کے پیٹ (دل) میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ (۳۱۱۲)

اس سے اوپر والی حدیث میں ہے: ایمان اور حسد ایک بندے کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (۳۱۱۱)

☆ جس کے قدم اللہ کی راہ میں خاک آلود ہوئے وہ دوزخ پہ حرام ہو گیا۔ (۳۱۱۸)

☆ جہاد کرنے سے مجاہد کے سودر جات جنت میں بلند ہو جاتے ہیں اور ہر درجہ میں زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہے۔

(۳۱۳۳)

ایمان، جہاد اور ہجرت کا ثواب

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں اس شخص کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لائے اور میری اطاعت کرے اور ہجرت کرے اس کو جنت کے اندر اور وسط میں ایک گھر ملے گا اور میں اس شخص کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لائے میری اطاعت کرے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے اسے جنت کے عین وسط میں اور جنت کے بالا خانوں میں ایک ایک گھر ملے گا اور یہ ایسا شخص ہوگا کہ اس نے نیکی کا کوئی کام نہ چھوڑا اور ہر برائی سے بچ گیا۔ يَمُوتُ حَيْثُ شَاءَ أَنْ يَمُوتَ۔ جہاں بھی اس کو موت آئے (یہ سعادتیں ضرور حاصل کرے گا) (۳۱۳۵)

☆ شیطان کس طرح مسلمان کو ہجرت اور جہاد سے روکتا ہے؟ (۳۱۳۶)

☆ قیامت کے دن سب سے پہلے دوزخ میں جانیوالا (ریاکار) شہید عالم وقاری اور نخی (۳۱۵۱)

☆ جہاد میں رسی جتنے مفاد کی نیت سے شامل ہونے والا بھی ثواب سے محروم رہے گا۔ (۳۱۴۰-۴۱)

تو جب جہاد جیسی عبادت بھی خلوص نہ ہونے کی وجہ سے رائیگاں جاتی ہے تو پھر اور کون سا عمل بغیر اخلاص کے قبول ہو سکتا ہے کیونکہ جہاد تمام عبادات سے افضل عبادت ہے بلکہ فرمایا: ایک صبح یا ایک شام راہ خدا میں نکلنا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پہ سورج نکلا یا ڈوبا (۳۱۴۱) ایمان کے بعد جہاد کو ہی افضل عمل قرار دیا گیا (۳۱۳۲) لہذا بھولے بھالے لوگ جو ریا و نمود کے لئے ماہانہ یا سالانہ محفل میلاد کروا لیتے ہیں یا کسی بزرگ کے عرس پہ خرچ کر کے بزم خویش عاشقان مصطفیٰ اور غلامان اولیاء

کے اشتہار چھپا لیتے ہیں ان کے لئے مقام غور ہے۔

کِتَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا: ہم نکاح نہ کریں گے اور بعض نے کہا: ہم گوشت نہ کھائیں گے اور بعض کہنے لگے ہم بستر پہ نہ سوئیں گے، بعض بولے کہ ہم روزانہ ایسا روزہ رکھیں گے جس میں افطار نہ ہو۔ جب یہ باتیں حضور علیہ السلام کو پہنچیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ جو میرے طریقے سے انحراف کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (۳۲۱۹)

☆ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے اپنے لیے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہ کا رشتہ طلب کیا۔ (۳۲۲۳)

☆ دنیا داروں کا حسب و نسب مال و دولت ہے۔ اِنَّ اَحْسَابَ اَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِي يَذْهَبُونَ اِلَيْهِ الْمَالُ (۳۲۲۷)۔ قبلہ اہل دنیا سیم و زر

مطلب حدیث کا یہ ہے کہ دنیا دار لوگ دولت کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں حالانکہ حسب تو ان عمدہ عادات اور بہترین اخلاق کا نام ہے جو نسل در نسل چلیں خواہ دولت دنیا نہ بھی ہو۔

☆ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بیوہ ہونے کے بعد حضرت عثمان اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو ان کے رشتے کی پیشکش کی..... پھر حضور علیہ السلام نے ان سے نکاح کر لیا۔ (۳۲۶۱-۳۲۵۰)

☆ ایک حبشی عورت کی گواہی پہ کہ میں نے فلاں خاوند و بیوی کو دودھ پلایا ہے حضور علیہ السلام نے جدائی کا حکم دے دیا۔ (۳۳۳۲)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا جس کا جواب انہوں نے ایک مہینے بعد دیا۔ (۳۳۵۷) اور جب ایک صحابی نے یہ کہا کہ حضور علیہ السلام نے بھی اس طرح کے مسئلہ کا ایسے ہی جواب دیا تھا تو حضرت ابن مسعود نے نعرۂ تکبیر بلند کیا (۳۳۵۶) اور اسلام لانے کے بعد سے اب تک اتنا خوش نہ ہوئے جتنا اس وقت خوش ہوئے۔ فَمَا رُبِّي عَبْدُ اللَّهِ فَرِحَ فَرَحَةً يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِإِسْلَامِهِ (۳۳۶۰)

☆ نکاح کے وقت دف بجانے کا ارشاد اور فرمایا: فَصَلْ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدَّفْ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ۔ حلال و حرام نکاح کی پہچان آواز اور دف سے ہے۔ (۳۳۷۲)

☆ شادی کے موقع پہ بچوں کا گانا بجانا اور بدری صحابہ کرام کا سننا۔ (۳۳۸۵)

ولیمے کے کھانے میں برکت

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لے گئے اور میری والدہ نے حبس بنایا (جو کہ ایک قسم کا کھانا ہے) یعنی کھجور، جو، گھی اور پنیر ملا کر بنایا جاتا ہے بعد ازاں میں اس کھانے کو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گیا اور میں نے عرض کیا: میری والدہ نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور عرض کیا ہے کہ یہ تھوڑی سی چیز آپ کے لئے ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے رکھ دو اور جاؤ فلاں فلاں آدمیوں کو بلا لاؤ اور بھی جو کوئی ملے اسے بھی بلا کر لاؤ۔ حضرت انس فرماتے ہیں: کچھ لوگوں کا نام آپ نے لیا اور پھر میں ان لوگوں کو بلا کر لایا جن کا آپ نے نام لیا تھا اور انہیں بھی جو مجھے راستے میں ملے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد نے دریافت کیا: کل کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا: تعداد میں تین سو آدمی۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: دس دس افراد حلقہ بنا کر بیٹھو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سب لوگوں نے کھانا کھالیا اور دوبارہ دوسرا گروپ آیا اور انہوں نے بھی کھانا کھالیا۔ اسی طرح ایک گروہ آتا تھا اور دوسرا جاتا تھا۔ جب سب لوگ کھانا تناول کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا: اے انس! اس کھانے کو اٹھا چنانچہ میں نے وہ کھانا اٹھالیا جو میں نے رکھا تھا۔ حضرت انس فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہ تھا کہ اٹھاتے وقت زیادہ تھایا رکھتے وقت۔ یعنی کم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ خیال گزرا کہ شاید پہلے سے زیادہ ہو گیا ہے یا اتنا ہی ہے۔ فَمَا أَذْرَى حِينَ رَفَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِينِ وَضَعْتُ (۳۳۸۹) اس حدیث سے ولیمے کے کھانے کا ثبوت بھی مل گیا اور حضور علیہ السلام کے عظیم الشان معجزے کا ظہور بھی ہو گیا۔

مہاجرین و انصار صحابہ کرام کی ایک دوسرے پر فداکاری

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار کو بھائی بھائی بنایا تو آپ نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن سے کہا: میرے پاس مال و دولت ہے اور میں اسے دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں ایک حصہ تم لے لو اور ایک حصہ میں اپنے پاس رکھوں گا اور میرے پاس دو بیویاں ہیں آپ دیکھیں ان میں سے جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا اور جب عدت گزر جائے تو آپ اس سے نکاح کر لیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا: اللہ تمہارے مال اور بیویوں میں برکت دے مجھے بازار دکھا دو پھر وہ بازار تشریف لے گئے حتیٰ کہ گھی اور پنیر کا نفع کما کر لائے۔ حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں: حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر زردی کا نشان ملاحظہ فرمایا تو دریافت فرمایا: یہ زردی کا نشان کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ تمہیں اس کے لئے ایک بکری ہی ذبح کرنا پڑے۔ اَوَّلِمُ وَلَوْ بِشَاةٍ (۳۹۰)

کِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ (بیویوں کے ساتھ سلوک کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مجھے دنیا کی تین چیزوں سے محبت ہے۔ نمبرا (حلال) عورتیں (یعنی اپنی بیویاں) نمبر ۲۔ خوشبو نمبر ۳۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (۳۳۹۱) ان تین چیزوں کے بعد گھوڑوں کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کا ذکر ہے۔ (۳۳۹۳)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت اور اس سلسلہ میں دیگر احوال و اطوار مطہرات کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حضرت فاطمہ کو اور پھر حضرت زینب بنت جحش کو بھیجنا..... طویل حدیث (۳۳۹۶)

☆ حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا۔ (۴-۳۴۰۳) امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک رسالے الادب فی الدین میں نکاح اور حسن معاشرت کے آداب کے بارے میں بہت اچھا لکھا ہے، مناسب ہو گا کہ اس کو یہاں درج کر دیا جائے۔

خاوند کے لئے آداب و ہدایات

اگر نکاح کا ارادہ ہو تو پہلے دین پھر حسن و جمال اور مال و دولت دیکھے لڑکی والے جو کچھ اسے دیں گے اس کا انہیں پابند نہ کرے نکاح کا ارادہ ہو تو اسے پوشیدہ نہ رکھے کسی مسلمان کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ دے اپنی مملوکہ چیزوں اور شادی وغیرہ میں (کسی کو ایسے کام کی) اجازت نہ دے جو اسے رحمت الہی سے دور کر دے اور اس کی عزت کو داغدار کرنے کا باعث بنے تنہائی میں بیوی کے ساتھ ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں کوئی دوسرا اس کی بیوی کو دیکھے اپنے گھر والوں کے سامنے اس کا بوسہ نہ لے۔ جب تنہائی میں ہو تو عورت کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کرے اس کا قاصد جھوٹا نہ ہو اور جس سے لڑکی کے متعلق پوچھا جائے وہ بھی چغل خور نہ ہو بلکہ اس کے خاص رشتہ داروں میں سے ہو اور اس شخص سے لڑکی کے دین نماز روزے کی پابندی شرم و حیاء پاکیزگی حسن کلام و بدکلامی خانہ نشین رہنے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے متعلق پوچھے عقد نکاح سے پہلے اسے دیکھ لے اور نکاح کے بعد اچھی گفتگو کرتے ہوئے ان باتوں کے متعلق پوچھے۔ اسے پہنچی ہیں اور اس سے والدین کی عادتوں حالات و کیفیات اور دین و اعمال کے متعلق پوچھ گچھ کرے۔

(حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ایک حدیث کہ: ”ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا: میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرنا ہے۔ فرمایا: اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھ میں کچھ ہوتا ہے۔“ کی شرح میں فرماتے ہیں: دیکھنے سے مراد چہرہ دیکھنا ہے کیونکہ حسن و قبح (یعنی خوبصورت و بدصورت ہونا) چہرے ہی میں ہوتا ہے اور اس سے مراد وہی صورت ہے جو ابھی عرض کی گئی یعنی کسی بہانہ سے دیکھ لینا یا کسی معتبر عورت سے دکھوا لینا نہ کہ باقاعدہ عورت کا انٹرویو کرنا جیسا کہ آج کل کے بے دینوں نے سمجھا۔

(مرآۃ العیون شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ ضیاء القرآن)

بیوی کے لئے آداب و ہدایات

عورت کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے گھر کی چار دیواری میں گوشہ نشین رہے (بلا ضرورت) چھت پر نہ چڑھے۔ اپنی گفتگو پر پڑوسیوں کو آگاہ نہ کرے (یعنی اتنی آواز میں گفتگو کرے کہ اس کی آواز چار دیواری سے باہر نہ جائے) بلا ضرورت پڑوسیوں کے پاس آیا جائیاد نہ کرے۔ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرنے شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت کرے گھر سے نہ نکلے ہاں! (ضرورتاً) اگر کسی کام سے نکلنا پڑے تو باپردہ ہو کر نکلے ایسے راستے اور جگہ سے گزرے جہاں زیادہ ہجوم اور آمد و رفت نہ ہو اپنی غربت وغیرہ کو چھپائے بلکہ جاننے والے کے سامنے بھی اپنے آپ کو اجنبی ظاہر کرے اپنی تمام تر کوشش نفس کی اصلاح اور گھریلو معاملات کی درستگی میں صرف کرے نماز روزے کی پابندی کرے اپنے عیوب پر نظر رکھے دینی معاملہ میں خوب غور و فکر کرے خاموشی کی عادت بنائے نگاہیں نیچی رکھے اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرے کثرت سے اللہ عز و جل کا ذکر کرے اپنے شوہر کی فرمانبرداری ہے اسے رزق حلال کمانے کی ترغیب دلائے تحائف وغیرہ کی زیادہ فرمائش نہ کرے شرم و حیاء کو لازم پکڑے بدزبانی و فحش کلامی نہ کرے صبر و شکر کرے اپنے نفس کے معاملے میں ایثار کرے اپنی حالت اور خوراک کے معاملے میں خود کو تسلی دے جب شوہر کا دوست گھر میں آنے کی اجازت چاہے اور شوہر گھر میں موجود نہ ہو تو اسے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے اور اپنے نفس اور شوہر سے غیرت کرتے ہوئے اس سے زیادہ کلام نہ کرے۔

(بیوی کو چاہیے کہ) ہمیشہ شوہر سے حیا کرے اس سے لڑائی جھگڑا نہ کرے ہمیشہ شوہر کے ہر (جائز) حکم کی اطاعت کرے۔ جب شوہر کلام کرے تو خاموشی اختیار کرے شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے (اپنے شوہر کے لئے) خوشبو وغیرہ لگائے منہ کی صفائی اور کپڑوں کی پاکیزگی کا خاص خیال رکھے قناعت پسندی اختیار کرے محبت و شفقت کا انداز اپنائے زیب و زینت کی پابندی کرے شوہر کے گھر والوں اور قرابت داروں کا احترام کرے اچھے انداز میں اس کا حال دریافت کرے اس کے ہر کام کو شکریہ کے ساتھ قبول کرے جب شوہر کا قرب پائے تو اس سے محبت کا اظہار کرے اور جب اسے دیکھے تو خوشی و مسرت کا اظہار کرے۔

نکاح و جماع کے آداب

(جس عورت کو پیغام نکاح دیا جائے اسے چاہیے کہ) اپنے گھر کے قابل اعتماد مرد کو کہے کہ وہ نکاح کا پیغام دینے والے کے مذہب، دین، عقیدے، صاحب مروت ہونے اور اپنے وعدے میں سچا ہونے کے متعلق معلومات حاصل کرے عورت مرد کے کسی قریبی رشتہ دار کو دیکھ لے اور معلومات حاصل کرے کہ اس کے گھر کون آتا جاتا ہے نیز اس کی باجماعت نماز کی پابندی کے متعلق دریافت کرے اور یہ کہ وہ اپنے کاروبار اور تجارت میں مخلص ہے یا نہیں؟ اور اس کے دین اور سیرت میں دلچسپی رکھے نہ کہ مال و دولت اور شہرت میں۔ اس کے ساتھ قناعت اختیار کرتے ہوئے زندگی گزارنے کا عزم کرے۔ اس کے حکم کی فرمانبرداری کرے کہ یہ الفت و محبت کو مضبوط و مستحکم کرنے اور پایہ تکمیل تک پہنچانے کا سبب ہے۔

(شوہر کو چاہیے کہ) بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، نرمی کے ساتھ گفتگو کرے، محبت و چاہت کا اظہار کرے، تنہائی میں اس کے ساتھ خوش مزاجی اور بے تکلفی سے پیش آئے، لغزشوں سے درگزر کرے، لڑائی جھگڑا نہ کرے، اس کی عزت کی حفاظت کرے، کسی معاملہ میں اس سے بحث و مباحثہ نہ کرے، بغیر کنجوسی کئے اس کی معاونت کرے، اس کے گھر والوں کی عزت و تعظیم کرے، ہمیشہ اچھے وعدے کرے، اپنی بیوی پر شدید غیرت کھائے (تاکہ وہ اپنا حسن و جمال غیر کے سامنے ظاہر نہ کرے)۔ (ہم بستری کرنے والے شوہر کو چاہیے کہ) خوشبو لگائے، اچھی گفتگو کرے، محبت کا اظہار کرے، شہوت کے ساتھ بوس و کنار کرے، چاہت و دلچسپی کا اظہار کرے۔ پھر بسم اللہ شریف پڑھے، شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے کہ یہ (یعنی شرمگاہ کی طرف دیکھنا) اندھی اولاد پیدا ہونے کا باعث ہے، ستر کو کسی کپڑے وغیرہ سے چھپالے اور قبلہ کی سمت رخ نہ کرے۔

کِتَابُ الطَّلَاق (طلاق کا بیان)

☆ حیض کی حالت میں طلاق (اگرچہ سنت کے خلاف ہے مگر) واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کیا کہ اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی اور حضور علیہ السلام کے حکم پہ رجوع کر لیا چنانچہ فرماتے ہیں: **فَرَأَجَعْتُهَا وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَ الَّذِي طَلَّقْتُهَا**۔ میں نے جو (حیض کی حالت میں) طلاق دی۔ پس میں نے اس سے رجوع کر لیا اور اس کو طلاق شمار کیا۔ وہ واقع ہو گئی۔ (۳۴۲۰) یہی مطلب ہے اس آیت کا **فَطَلِّقُوهُنَّ لَعَدَّ تِهْن** یعنی جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو طلاق دو۔

☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: طلاق سنت یہ ہے کہ **أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا فِي غَيْرِ جَمَاعٍ**۔ طہر میں بغیر جماع کیے طلاق دی جائے۔ (۳۴۲۳)

☆ حلالہ میں صرف خلوت صحیحہ کافی نہیں بلکہ جماع ضروری ہے۔ (۳۴۴۴)

☆ زیر ناف بالوں کا نکل آنا بھی بلوغ کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ (۳۴۵۹-۶۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متوفی عنہا زوجہا (جس عورت کا خاوند فوت ہو گیا اس) کو آنکھوں کی خرابی کے خدشے کے باوجود بھی عدت میں سرمہ لگانے کی اجازت نہ دی۔ (۳۵۳۱-۳۲) اور حدیث ۳۵۶۳ کا آخری حصہ بھی اسی سے متعلق ہے۔

☆ حاملہ عورت چاہے مطلقہ ہو یا بیوہ اس کی عدت وضع حمل ہے نہ کہ بعد الاجلین (۳۵۴۱)

☆ سخت ضرورت پیش ہو تو عورت عدت میں سرمہ وغیرہ لگا سکتی ہے (مگر رات کو لگائے اور دن کو دھو دے) **لَا تَكْتَحِلُ**

إِلَّا مِنْ أَمْرِ لَا بُدَّ مِنْهُ (۳۵۶۷)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا**۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دی اور پھر رجوع فرمایا۔ (۳۵۹۰)

کِتَابُ الْخَيْلِ وَالسَّبْقِ وَالرَّمْيِ

(گھوڑوں کا، گھڑ دوڑ کا اور تیر اندازی کا بیان)

☆ حضرت سلمہ بن نفیل کندی فرماتے ہیں: میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں نے گھوڑوں کو رسوا کر دیا ہے، ہتھیار رکھ دیئے ہیں اور کہتے ہیں: اب جہاد نہیں رہا اور لڑائی ختم ہو گئی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بات سنی اور اپنا رخ انور اس شخص کی طرف پھیر کر فرمایا: لوگ جھوٹ بولتے ہیں، ابھی جہاد کا حکم آیا ہے اور میری امت کے لوگ دین کی خاطر ہمیشہ لڑتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو ان کے لئے پھیر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کو قیامت تک رزق دے گا اور اللہ تعالیٰ نے بھلائی (اجر و ثواب) کو گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک رکھ دیا ہے اور مجھے یہ بات بذریعہ وحی بتائی گئی اور میرا وصال جلد ہونے والا ہے اور تم لوگ مختلف جماعتوں میں بٹ جاؤ گے اور آپس میں لڑو مرو گے اور ایمان والوں کا گھر شام میں مقرر ہوگا۔ (۳۵۹۱)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تَسْتَوُوا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پہ نام رکھا کرو۔ (۳۵۹۵)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکل گھوڑے (جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور چوتھا کسی اور رنگ کا ہو یا تین پاؤں کسی دوسرے رنگ کے ہوں اور چوتھا سفید ہو) (۳۵۹۶-۹۷)

☆ تین چیزوں میں نحوست ہے (۱) گھوڑے میں (کہ عیب دار اور نقصان دہ ہو) (۲) عورت میں (بداخلاق اور زبان دراز ہو) (۳) گھر میں (کہ وہ اچھے پڑوس میں نہ ہو یا سخت سردی، گرمی کی وجہ سے سکون دہ نہ ہو) (۳۵۹۸) ایک حدیث میں ہے: ”اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی“۔ (۳۶۰۰)

☆ گھوڑے کو دود عائنیں کرنے کی صبح کے وقت اجازت ہوتی ہے..... (۳۶۰۹)

☆ خچر کے حصول کے لئے گھوڑیوں پہ گدھوں کو چھوڑنے سے منع کیا گیا۔ (۳۶۱۰)

☆ جہاد کے لئے رکھے ہوئے گھوڑے کا چارہ پانی، پیشاب اور لید کو بھی نیکیوں کے ترازو میں رکھا جائے گا۔ (۳۶۱۲)

کِتَابُ الْإِحْبَاسِ (راہ خدا میں مال وقف کرنے کا بیان)۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز دینار، درہم، غلام اور لونڈی وغیرہ راہ خدا میں تقسیم فرمادی۔ صرف ایک سفید خچر جس پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سواری فرماتے تھے رکھا۔ (۳۶۲۳) اس خچر کو شہباء کہا گیا ہے (اور شہباء اس اونٹ، خچر یا گھوڑے کو کہتے ہیں جس میں سیاہی کی نسبت سفیدی غالب ہو) (۳۶۲۶)

☆ جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ۔ تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا نہایت عمدہ باغ (جو مسجد نبوی شریف کے سامنے تھا) راہ خدا میں وقف کر دیا۔ (۳۶۳۲)

یاد رہے: وقف کرنے کا رواج زمانہ جاہلیت میں نہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے فائدے اور بھلائی کے لئے یہ سلسلہ جاری فرمایا۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کے اسی سے زائد انصار صحابہ کبار علیہم الرضوان نے صدقات وقف کیے۔ اسی تناظر میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا باغ بیرحاء وقف کر دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر کی عمدہ زمین جو ان کے حصے میں آئی، حضور علیہ السلام سے مشورہ کر کے اس کی آمدنی فقراء اقرباء اور غلاموں کو آزاد کرنے میں وقف کر دی۔ حضرت عمر نے عرض کیا: میں بہت پسند کرتا ہوں کہ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهَا۔ کہ زمین بھی وقف کر دوں لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَحْبَسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا۔ اصل روک لے اور اس کا پھل صدقہ کر دیا کر۔ (۳۶۳۵)

☆ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے لوگوں کو مفصل خطاب فرمایا جس میں آپ نے اپنے فضائل خود اپنی زبان سے بیان فرمائے۔ خاص کر مسجد نبوی شریف کی توسیع کے لئے جگہ خرید کر وقف کرنا، بیرومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنا، غزوہ تبوک کے موقع پر راہ خدا میں بے دریغ خرچ کرنا اور جبل ثبیر پہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ہونا اور حضور علیہ السلام کا آپ کی شہادت کی کئی سال پہلے خبر دینا بیان فرمایا۔ (۳۶۳۶-۳۷-۳۸-۳۹)

کِتَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

☆ اجر و ثواب میں سے افضل نیکی یہ ہے کہ اس وقت صدقہ کیا جائے جب صحت ہو مال کی حرص ہو محتاجی اور فقر کا ڈر ہو اور زندگی کی امید ہو اور وصیت کرنے میں موت تک تاخیر نہ کرے (۳۶۴۱) لہذا جس کو موت کے بعد دلوانا مقصود ہو اسے اپنی زندگی میں ہی دلوا دے اور کسی کے اعتماد پہ نہ چھوڑ جائے اسی لیے وصیت میں دیر لگانا اچھا نہیں ہے۔

☆ موت کے وقت صدقہ دینے والا یا غلام آزاد کرنے والا ایسے ہے جیسے کوئی شخص خوب سیر ہو جانے کے بعد کسی کو کوئی ہدیہ دیتا ہے۔ (۳۶۴۳) خوبی اور بڑائی تو یہ ہے کہ اپنی ضرورت و حاجت کے وقت کسی کو کچھ دیا جائے، قبل از موت وصیت کر کے رکھنا مستحب ہے اور جس شخص پہ حقوق و فرائض ہوں اس پر (بعض علماء کے نزدیک) لازم ہے کہ وصیت کر کے رکھے تاکہ بعد میں جھگڑا پیدا نہ ہو (یعنی وہ چیز جس میں وصیت کرنے کی حاجت ہو جیسا کہ حدیث میں ہے: مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَّهٗ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ..... ۳۶۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب (پہ عمل کرنے) کی وصیت فرمائی۔ (۳۶۵۰) کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ درہم و دنیا چھوڑے نہ اونٹ اور بکری نہ کوئی اور چیز (جس کی وصیت کی جائے) (۳۶۵۱)

کفر کے رسم و رواج کے مطابق مرنے والے شخص کے وارث اولاد کے سوا دوسرے کوئی نہ تھے اور اولاد میں بھی فقط بیٹا۔ پس اللہ جل شانہ نے صرف اولاد ہی وارث رکھی لیکن یہاں میت کے لئے ضروری ہے کہ وہ زندگی میں ماں باپ اور رشتہ داروں کو بمطابق ضرورت اپنے روبرو دلوا جائے یہ حکم ابتدا اسلام میں تھا۔ بعد ازاں اللہ رب العزت نے تمام رشتہ داروں اور والدین کا حصہ

مقرر فرمادیا اور وصیت فرض نہ رہی۔ حدیث ۳۶۵۰ میں حضرت عبداللہ بن اوفیٰ نے فرمایا: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی تھی کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال نہ تھا جس کے لئے آپ وصیت فرمانے اس لئے ثابت ہوا کہ وصیت کرنے کے لئے کچھ مال ضروری نہیں بلکہ جس امر میں خیر و بھلائی دیکھے اس کی وصیت کر جائے۔
☆ ورثاء کو غنی چھوڑ کر مرنا اس سے بہتر ہے کہ سارا مال صدقہ و خیرات کر جائے اور ورثاء بعد میں بھیک مانگتے پھریں۔

(۳۶۵۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے قرضے کا معاملہ

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ کے والد غزوہ احد کے دن شہید ہوئے اور آپ نے اپنے ورثاء میں چھ لڑکیاں چھوڑیں اور بہت سا قرض بھی چھوڑ گئے۔ جب کھجوریں اتارنے کا وقت آیا تو میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد گرامی غزوہ احد کے دن شہید ہو گئے اور ان کے ذمے بہت سا قرض ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں۔ (تاکہ مجھ پہ نرمی کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: تم جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کا ڈھیر علیحدہ علیحدہ لگاؤ۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ بعد ازاں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لایا جب ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کو اس وقت دیکھا تو وہ اور زیادہ دلیر ہوئے اور مجھ پر مطالبہ کرنے میں تشدد کرنے لگے۔ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے سب سے بڑے ڈھیر کے ارد گرد تین مرتبہ چکر لگائے اور پھر اس پر تشریف فرما ہو گئے اور مجھے حکم فرمایا: میں قرض خواہوں کو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر کروں۔ جب وہ سب لوگ حاضر خدمت ہو چکے تو آپ تول تول کر ان کو عطا فرمانے لگے۔ آپ نے یہاں تک عطاء اور بخشش فرمائی کہ اللہ رب العزت نے میرے والد کا قرض ختم فرمادیا اور اتنی برکت ہوئی گویا کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی اور میں دل ہی دل میں اس بات پر راضی تھا کہ کسی طرح میرے والد کا قرض ادا ہو جائے تو اچھا ہے۔ (چاہے ہمارے لیے ایک کھجور بھی نہ بچے) (۳۶۶۷) دوسری احادیث میں ہے حضرت جابر فرماتے ہیں: لَمْ تَنْقُصْ تَبْرَةً وَاحِدَةً (۳۶۶۶) كَانَ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ (۳۶۶۸) اس ڈھیر سے ذرہ برابر بھی کھجوریں کم نہ ہوئیں یعنی ایک ہی ڈھیر سے سارا قرض ادا ہو گیا اور باقی تمام ڈھیر اسی طرح بچے رہے۔ اگرچہ میرا خیال یہ تھا کہ چاہے ایک کھجور بھی نہ بچے لیکن میرے باپ کا قرضہ ادا ہو جائے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ”اس وقت مدینہ شریف میں تقریباً اسی قسم کی کھجوریں ہوتی تھیں۔“ (مراۃ ج ۸ ص ۲۱۳)

کِتَابُ النُّحْلِ (عطیہ کے بیان میں)

اس باب میں زیادہ تر روایات حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جن میں ہے کہ ان کے والد گرامی نے انہیں ایک غلام کا عطیہ دیا اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ اس پہ گواہ ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

کیا تو نے سب بچوں کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، تو حضور علیہ السلام نے وہ عطیہ واپس لینے کا حکم دیا۔ (۳۷۰۲) ایک روایت میں ہے: فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْهَدَ لَهُ حُضُورُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي اسِّ پر گواہ بننا ناپسند فرمایا (۳۷۰۶) ایک روایت میں ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: فَلَا تُشْهَدُنِي إِذَا قَاتَنِي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْدٍ۔ تب مجھے گواہ نہ بنا کیوں کہ میں ظلم پہ گواہ نہیں بنتا۔ (۳۷۱۱)

☆ حضرت سیدنا جابر بن مغفل رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں: میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ اَعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ (۳۷۱۷)

اپنے بچوں کے درمیان عدل کرو! اپنی اولاد میں مساوات رکھو۔

كِتَابُ الْهَبَةِ (ہبہ کا بیان)

☆ قبیلہ ہوازن کے لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے اوپر نازل ہونے والی مصیبت کا اظہار کیا تو حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا:

اخْتَارُوا مِنْ اَمْوَالِكُمْ اَوْ مِنْ نِسَائِكُمْ وَاَبْنَائِكُمْ

یا تو اپنا مال واپس لے جاؤ اور یا اپنی عورتیں اور بچے آزاد کرو! اور بچوں کو آزاد کرو! الیا۔

مفصل حدیث (۳۷۱۸)

☆ باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لے سکتا۔ لَا يَرْجِعُ أَحَدٌ فِي هَبَتِهِ إِلَّا وَالِدٌ مِنْ وَلَدِهِ (۳۷۱۹) علاوہ ازیں ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے والا ایسے ہے جیسے کتا کے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقْبِضُ ثُمَّ يَعُوذُ فِي قَيْئِهِ۔ (۳۷۲۱) لہذا ایک مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ بری مخلوق سے مناسبت پیدا کرے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان اس قدر شہرت پا گیا کہ حضرت طاؤس فرماتے ہیں۔

كُنْتُ أَسْمَعُ الصَّبْيَانَ يَقُولُونَ يَا عَائِذًا فِي قَيْئِهِ

میں بچوں کی زبان سے یہ بات سنتا تھا کہ وہ کہا کرتے تھے: اے قے کر کے چاٹنے والے لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ حضور علیہ السلام نے یہ جملہ مثال کے طور پہ بیان فرمایا جو مجھے بعد میں معلوم ہو گیا کہ یہ حضور علیہ السلام نے بطور مثال بیان فرمایا ہے۔ (۳۷۳۳) مطلب یہ ہے کہ لالچ کتے کی مشہور صفت ہے کہ اس کو کوئی چیز ملے تب بھی وہ صبر نہیں کرتا اور نہ ملے تب بھی صبر نہیں کرتا۔ اسی طرح یہ بندہ خود ہی ایک چیز دوسرے کو دے کر پچھتا تا رہتا ہے اور جب تک واپس نہیں لے لیتا اس کو صبر نہیں آتا۔ ماہرین حیوانات نے جس طرح ہر جانور کی کوئی نہ کوئی خوبی بیان کی ہے اسی طرح بعض کتب کے اندر کتے کی بہت ساری اچھی صفات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جن کا ذکر ہم نے اپنی ایک کتاب ”زبدۃ الحسن مقالات و خطبات حسن“ المعروف اٹھارہ تقریریں میں کیا ہے۔

کِتَابُ الرُّقْبَى وَالْعُمْرَى (رقبی اور عمری کا بیان)

رقبی یہ ہے کہ کسی شخص کا دوسرے شخص کو اپنا مکان یا زمین دے دینا اس شرط پر کہ اگر میں پہلے فوت ہو گیا تو تم میرا مکان لے لینا اور اگر تو پہلے فوت ہو گیا تو پھر میں اپنا مکان واپس لے لوں گا جبکہ عمری میں وہ چیز واپس نہیں لی جاسکتی یعنی دینے والے کی موت کے بعد وہ چیز لینے والے کے ورثاء کی ہو جائے گی۔ بعض روایات میں رقبی اور عمری دونوں کا یہی حکم بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ ہبہ ہے اور ہبہ میں رجوع کرنا منع ہے جیسا کہ کتاب الہبہ میں گزر چکا۔

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: الرُّقْبَى جَائِزَةٌ۔ رقبی جائز ہے (۳۷۳۶) آپ ہی سے ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الرُّقْبَى لِلَّذِي أَرْقَبَهَا۔ حضور علیہ السلام نے رقبی کا مالک اسی کو قرار دیا جس کو مالک نے وہ چیز دے دی تھی۔ (۳۷۳۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف یہ ہے رقبی نہیں کرنا چاہیے پھر جو کرے تو اس کا راستہ میراث کا ہے یعنی وہ رقبی لینے والے کے وارثوں کا ہوگا۔ (۳۷۳۸) اور اس بات کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کی طرف سے بیان فرمایا:

لَا تَرُقِبُوا أَمْوَالَكُمْ فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لِمَنْ أَرْقَبَهُ (۳۷۳۹)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی فرماتے ہیں: الْعُمْرَى وَالرُّقْبَى سَوَاءٌ۔ رقبی اور عمری برابر ہیں (۳۷۴۱) جبکہ بعض کے نزدیک عمری میں ساری عمر کے لئے چیز کا مالک بنایا جاتا ہے اور بعد میں اس (لینے والے) کے ورثاء کو ملتی ہے اور رقبی ایسے ہے جیسے مانگی ہوئی چیز جس کو کام ہو جانے کے بعد واپس کرنا ہوتا ہے۔

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: الْعُمْرَى لِلْوَارِثِ (۳۷۴۶) عمری (کی ہوئی چیز) وارث کو مل جائے گی (یعنی جس کو دی گئی ہے اس کے وارث کو) اور فرمایا: الْعُمْرَى جَائِزَةٌ۔ عمری کے طور پر کوئی چیز دینا جائز ہے۔ (۳۷۴۷)

جن احادیث میں رقبی اور عمری سے منع کیا گیا ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو بعد میں واپسی کا مطالبہ کرے۔ رقبی اور عمری کے بارے میں جو کچھ ان احادیث کے تحت لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ اس کے قبضے میں رہے گی جسے اس نے بخش دی تھی اور اس کے مرنے کے بعد اسے اس کے وارث لے لیں گچس کو دی گئی ہے دینے والا یعنی اس کا مالک زندگی میں اس کو نہیں لے سکتا۔

عمری کی اقسام

عمری کی تین اقسام ہیں: پہلی یہ کہ کہنے والا یہ کہے: میں نے یہ چیز تجھے دی اور یہ تمہارے پاس زندگی تک ہے اور تمہاری وفات کے بعد یہ تمہارے وارثوں کے سپرد ہے اس میں بالاجماع اس کے وارث مالک ہو جاتے ہیں اور اگر اس کا کوئی وارث نہ ہوگا تو وہ مال بیت المال میں جمع ہوگا اور اگر دینے والے نے یہ کہہ دیا کہ یہ تمہیں تمہاری زندگی تک دیتا ہوں (مثلاً مکان) تو اس کا حکم بھی پہلے حکم کی طرح ہے تاہم بعض علماء کے نزدیک یہ حکم پہلے حکم کی طرح نہیں ہے بلکہ دینے والا دوبارہ اس کو واپس لے سکتا ہے لیکن یہ قول زیادہ معتبر نہیں ہے اور تیسرا یہ کہ دینے والا جس کو دے رہا ہے یہ کہہ کر دے کہ میں نے یہ گھر تمہیں زندگی

بھر کے لئے دیا اور تمہاری وفات کے بعد یہ گھر میرا ہو جائے گا اور اگر میں فوت ہو گیا تو میرے وارثوں کا ہو جائے گا۔ رائج اور درست قول یہ ہے کہ یہ بھی پہلے قول کی طرح ہے یعنی مال دینے والے شخص کی طرف نہیں لوٹایا جاسکتا بلکہ وہ لینے والے کا ہو گیا پھر اس کے وارثوں کا ہوگا اور یہ اس کے مرنے کے بعد اور عطا کرنے والے نے زندگی کی جو شرط لگائی ہے وہ فاسد ہے اور قابل اعتبار نہیں کیونکہ حدیث میں ہے: لَا تَنْتَهَ اَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِثُ فَقَطَعَتْ الْمَوَارِثُ شَرْطَهُ (۳۷۷۸) کیونکہ اس نے ایسی بخشش کی ہے کہ جس میں وراثت ثابت ہوگئی اور شرط ختم ہوگئی۔

کِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُورِ (قسموں اور نذروں کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام ان الفاظ سے زیادہ تر قسم اٹھاتے۔ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ (دلوں کو بدلنے والی ذات کی قسم) (۳۷۹۲) لَا وَمُصْرِفِ الْقُلُوبِ دلوں کو پھیرنے والے کی قسم (۳۷۹۳)

☆ جنت کو مکروہات سے اور دوزخ کو مرغوبات سے ڈھانپ دیا گیا ہے (۳۷۹۴) مکروہات سے مراد نیکیاں اور اعمال صالحہ ہیں جن کا کرنا نفس کو نہایت ناگوار اور مشکل ہوتا ہے جب تک عاجزی و انکساری محنت و ریاضت و عبادت نہ کی جائے جنت ملنا دشوار اور محال ہے۔ دنیا داروں اور لالچی لوگوں کو اہل جنت کے افعال برے معلوم ہوتے ہیں اور یہ لوگ بہشتیوں کی وضع سے ڈرتے ہیں۔ خصوصاً اس دور میں جبکہ مسلمانوں پر فاسقوں اور کافروں کا غلبہ ہے اللہ رب العزت پناہ دے۔ ہزاروں اہل علم بھی کافروں کی چال پسند کرتے ہوئے علم کو رسوا کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی لپیٹ میں لیے جاتے ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی: دوزخ کا ایک حصہ دوسرے پر لپٹا اور چڑھا جاتا ہے یعنی اس میں انتہائی شدت حدت اور گرمی ہے۔ حدیث پاک کے آخر میں ہے دوزخ کے متعلق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! مجھے تیری جلالت و عظمت کی قسم! اس میں سب لوگ جائیں گے کیونکہ دوزخ میں جانے کا کام نفس کو نہایت بھلا اور لذیذ معلوم ہوتا ہے اور پھر ہر شخص ان کاموں میں پھنس جاتا ہے۔ ہاں وہ شخص جسے اللہ رب العزت بچائے۔ حدیث ہذا کے یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی جلالت کی قسم کھائی جس سے معلوم ہوا اس طرح کی قسم کھانا درست اور جائز ہے۔

☆ جو شخص کسی کام کی قسم اٹھائے پھر اس کے غیر میں بھلائی دیکھے تو وہ کام (بھلائی والا) کرے اور بعد میں قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (۱۷-۳۸۱۶)

☆ جس چیز کا بندہ مالک ہی نہیں اس کی نذر و قسم نہیں ہو سکتی (مثلاً بیمار شخص کہے کہ اگر میں بیماری سے صحت یاب ہو گیا تو فلاں شخص کے غلام کو آزاد کر دوں گا اسی طرح) قطع رحمی کی قسم بھی نہیں ہو سکتی (مثلاً یوں کہے کہ میں اپنے فلاں رشتہ دار سے نہیں بولوں گا۔ ایسی قسموں کو توڑنا لازم ہے اور ان کا کفارہ ادا کیا جائے گا) (۳۸۲۳)

☆ قسم کھانے کے بعد (متصلاً) انشاء اللہ کہہ دیا تو قسم توڑنے پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (۳۸۲۴)

☆ نذر اور منت ماننے سے پرہیز کیا جائے اور اگر مان لی ہے تو اس کو پورا کیا جائے۔ اس سے بخیل کا مال خرچ کرایا جائے۔ (۳۸۳۲ تا ۳۸۳۷-۴۰) یعنی ہوگا وہی جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔

☆ دوسری ملت کی قسم اٹھانا (مثلاً اگر میں فلاں کام کروں تو یہودی عیسائی ہو جاؤں) ایسا شخص اس ملت کے ساتھ مل جائے گا۔ (۳۸۳۳)

☆ نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے (یعنی جب پوری نہ کر سکے یا گناہ کے کام کی نذر مان لی) (۶۶-۳۸۶۳)

کِتَابُ الْمَزَارَعَةِ (زمین کو بٹائی پر دینے کا بیان)

☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے اور ہمیں ایسے کام سے منع فرمایا: جس میں بظاہر ہمارے لیے نفع تھا۔ آپ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرِعْهَا أَوْ لِيَذَرْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا

جس کے پاس زمین ہو وہ یا تو اس میں خود کاشتکاری کرے یا پھر چھوڑ دے یا کسی کو عطیہ دے دے۔ (۳۹۰۳)

☆ حضرت حنظلہ بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج سے سونے یا چاندی کے بدلے زمین کو کرائے پر دینے کا مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۳۹۳۱)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں لوگ کھیتوں کو کرائے پر دیا کرتے تھے مگر اس شرط پر کہ کھیت والے شخص کا حصہ اس زراعت میں ہوگا جو نہروں کے کنارے پر ہے اور اس نہر سے اس زمین کو پانی پہنچتا ہے اور تھوڑی سی گھاس کے بدلے کرائے پر دیتے تھے۔ تاہم اس گھاس کی مقدار نہیں معلوم کہ وہ کتنی گھاس لیا کرتے تھے۔ (۳۹۳۹)

☆ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو بخشے میں ان سے زیادہ اس حدیث کو جانتا ہوں (جس میں حضور علیہ السلام نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے) اصل واقعہ یہ ہے کہ دو شخصوں کی آپس میں لڑائی ہوئی جس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِنْ كَانَ هَذَا شَأْنُكُمْ فَلَاتُكْرُوا الْمَزَارِعَ۔ اگر تمہاری یہی حالت ہے تو اپنے کھیتوں کو کرائے پر نہ دیا کرو۔ فَسَمِعَ قَوْلَهُ "لَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ"۔ پس حضرت رافع نے حضور علیہ السلام کا یہی فرمان سن لیا کہ کھیتوں کو کرائے پر نہ دو (اور یہ خیال نہ کیا کہ ممانعت کا سبب کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ زمین کو بٹائی پر دینا درست سمجھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا: صرف حدیث کے الفاظ ہی یاد کر لینا کافی نہیں بلکہ اسباب کا جاننا بھی ضروری ہے) (۳۹۵۹)

زمین کو کرائے پر لین دین کرنے میں تحریر لکھنے کا طریقہ

☆ حضرت سعید بن مسیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: خالی زمین کو سونے یا چاندی کے بدلے کرائے پر دینا برا نہیں اور جو شخص

کسی کو کوئی مال مضاربت کے طور پر دے تو پھر اسے چاہیے کہ وہ اور اس پر نوشتہ کرا لے اور اس طرح لکھے ”یہ وہ کتاب ہے جس کو فلاں ابن فلاں نے اپنی خوشی سے صحت میں لکھا ہے اور جواز امر (جبکہ اس کا کاروبار چلنے کے قابل ہے) کی حالت میں فلاں ابن فلاں کے بیٹے کو تو نے دیئے جبکہ فلاں مہینہ اور فلاں سنہ شروع ہوا تھا۔ ایسے دس ہزار درہم دیئے جو کہ کھرے اور عمدہ تھے اور ہر دس درہم سات مثقال کے وزن کے برابر ہیں اس شرط پر کہ میں ظاہراً اور باطناً اللہ سے ڈرتا رہوں گا اور امانت ادا کروں گا اور اس شرط پر کہ ان درہموں سے جو چاہوں گا خریدوں گا اور جہاں چاہوں گا صرف کروں گا اور جہاں مناسب سمجھوں گا یعنی بطور نقد یا ادھار فروخت کروں گا اور اپنی رائے کے مطابق اس کے عوض میں نقدی یا دیگر سامان لوں گا اور جسے چاہوں گا وکیل بناؤں گا اور پھر اس مال پر جو تو نے مجھے دیا ہے اور کتاب میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ جتنا نفع دے گا وہ ہم دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا۔ تیرے مال کے بدلے میں اور مجھے میری محنت کے بدلے میں نصف ملے گا اور اگر تجارت میں مجھے کچھ نقصان ہو وہ تیرے مال میں سے ہوگا“ شرط ہذا پر یہ دس ہزار درہم کھرے میں نے اپنے قبضے میں کیے اور فلاں سن میں فلاں مہینے کے شروع سے یہ مال بطور قرض (مضاربت) میرے قبضے میں آیا ہے اور فلاں فلاں نے اس بات کا اقرار کیا۔ اگر صاحب مال کا یہ ارادہ ہو کہ مضارب ادھار کا سودانہ کرے تو کتاب میں یوں لکھے ”تو نے مجھ کو ادھار خرید و فروخت سے منع کیا۔“ (۳۹۶۸)

تاجر کے آداب

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب آداب دین میں لکھتے ہیں۔

(تجارت کرنے والے کو چاہیے کہ) مسلمانوں کے راستے میں نہ بیٹھے کہ اس سے انہیں چلنے میں دشواری ہوگی، ایسے سمجھدار و ذہین غلام (نوکر) کو کام کے لئے رکھے کہ جو نہ تو ناپ تول میں اور نہ ہی وزن میں کمی کرے، اسے برابری کا حکم دے، سامان وغیرہ تولنے میں جلدی نہ کرے، اس کا ترازو درستی میں سنار کے ترازو اور اعتدال میں معیاری ترازو کی طرح ہو، اس کی ڈوریاں لمبی اور اوپری کنارے باریک ہوں، اس کے چھوٹے بڑے تمام باٹ وزن میں پورے ہوں، روزانہ سب سے پہلے ترازو صاف کرے، رطل اور سنگ ترازو (بٹ یعنی تول وغیرہ کے پتھر) کے عیبوں کا خاص خیال رکھے۔ غلام (نوکر) کو حکم دے کہ تیل اور روغنیاں وغیرہ تولتے وقت احتیاط سے کام لے۔ جب کوئی مہذب شخص کچھ لینے آئے تو اس کی عزت و تکریم کرے، پڑوسی آئے تو اس پر احسان کرے، کوئی ضعیف و ناتواں آئے تو اس کے ساتھ شفقت و مہربانی سے پیش آئے یا ان کے علاوہ کوئی بھی آئے تو اس کے ساتھ انصاف سے پیش آئے۔ چیزوں کو ان کی قیمت و بھاؤ کی مقدار کے اعتبار سے بیچے، اگر کسی چیز کی قیمت کم ہو تو (بیچنے والا) خریدار کو زیادہ قیمت میں دے سکتا ہے جیسا کہ بعض اوقات اگر چیز کی قیمت زیادہ ہو تو وہ خریدار کو کم قیمت میں دے دیتا ہے اس کی تمام تر توجہ درس قرآن (اور علم دین) کی محفل میں حاضری کی طرف رہے، غیر محرموں اور مردوں کو دیکھنے سے نگاہوں کو بچائے رکھے، واقف کار بے وقوف سے اپنی عزت بچائے، سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹائے، خوشی ملنے پر عطیہ و بخشش کو نہ روکے۔

تاجر نے جو کام ملازم پر لازم کیا ہے اگر خود اس کا ذمہ دار ہے تو بہتر یہ ہے کہ خود کرے، ناپ تول اور وزن کرنے کا پیمانہ اور

ترازو کا پتھر معتبر و قابل اعتماد لوگوں سے خریدے بیچتے وقت مال کی جھوٹی تعریف اور خریدتے وقت بے جا مذمت نہ کرے لوگوں کوئی خبر وغیرہ دیتے یا سنا تے وقت سچائی سے کام لے نیلامی کے وقت فحش گوئی اور گفتگو کرتے وقت جھوٹ بولنے سے بچے دکان داروں کے ساتھ بے ہودہ و لغو باتوں میں نہ پڑے اور نئے لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق نہ کرے اور لڑائی جھگڑانہ کرے۔

کِتَابُ الْمَحَارِبَةِ (لڑائی کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا ہے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی گواہی نہ دیں۔ (۳۹۷۲)

☆ مسلمان کا ناحق قتل کرنا اللہ کے ہاں ساری دنیا کے تباہ ہو جانے سے بڑا گناہ ہے۔ (۳۹۹۱)

☆ قیامت کے دن سب سے پہلے (حقوق العباد میں سے) خون کا حساب ہوگا اور (حقوق اللہ میں سے) نماز کا حساب ہوگا۔ (۳۹۹۶)

☆ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ..... الْفِرْقَانِ أَوْ رِيعَادِي الَّذِينَ اسْرَفُوا..... الزمر کا شان نزول (۴۰۰۸)

☆ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (مسلمانوں کی) جماعت پر ہے۔

فَإِنَّ يَدَ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (۴۰۲۵)

☆ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ۔ جو مرتد ہو جائے اسے قتل کر دو۔ (۴۰۶۵)

☆ عکرمہ بن ابی جہل کے اسلام لانے کا سبب (۴۰۷۲)

ناہینا صحابی کی غیرت ایمانی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے دور میں ایک ناہینا شخص تھا جس کی ایک لونڈی تھی اور اس لونڈی کے بطن سے اس کے دو بچے بھی تھے۔ وہ لونڈی اکثر حضور علیہ السلام کا ذکر غلط الفاظ کے ساتھ کرتی یہ اس کو ڈانٹتے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتی تھی ایک رات جب اس لونڈی نے یہ حرکت کی تو ان سے ضبط نہ ہو سکا۔ تکلہ اٹھایا اور اس کے پیٹ پہ رکھ کر دبا دیا جس سے وہ مر گئی۔ دن کے وقت خبر پھیل گئی کہ فلاں کی لونڈی مر گئی ہے حضور علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا:

أَنْشُدُ اللَّهَ رَجُلًا لِّي عَلَيْهِ حَقٌّ فَعَلَ مَا فَعَلَ إِلَّا قَامَ

میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جس پر میرا حق ہے جس نے اس لونڈی کو قتل کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ یہ سن کر وہ ناہینا صحابی کھڑے ہوئے اور ڈر کے مارے گرتے اٹھتے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: حضور! اس کو قتل کرنے میں نے کیا ہے۔ یا رسول اللہ! یہ میری لونڈی مجھ پر انتہائی مہربان تھی اور اس کے بطن سے موتیوں کی طرح میرے دو بچے بھی

ہیں لیکن یہ اکثر آپ کو برا بھلا کہتی تھی اور میں اس کو منع کرتا مگر یہ باز نہ آتی، آخر گزشتہ رات میں نے اس کی آپ کے بارے میں بدکلامی پر اس کا کام تمام کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

أَلَا أَشْهَدُوكُمْ أَنَّ دَمَهَا هَذَرٌ۔ لوگو! گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون بیکار گیا (کیونکہ اس نے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کی یہی سزا تھی) (۴۰۷۵)

تخلیق کائنات کا منشا تمہی تو ہو ہر ایک دل کی پہلی تمنا تمہی تو ہو
تم کائناتِ حُسن ہو تم حُسن کائنات جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو
قائم تمہارے دم سے ہوئی ”بزم کائنات“ صبح ازل کا چہرہ زیبا تمہی تو ہو
کرتے رہے تمہاری تمنا کلیم بھی روشن ہے جس سے وادی سینا تمہی تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہی تو ہو

☆ حضور علیہ السلام کے بعد یہ درجہ کسی کا نہیں کہ اس کو برا کہنے والے کو قتل کر دیا جائے۔ (قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ)
(۴۰۷۷ تا ۴۰۸۲)

یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں چومے

سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں چلتے ہیں دوسرے یہودی نے کہا: تم انہیں نبی نہ کہو۔ اگر وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسے سن لیں گے تو وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خوشی کے مارے جاے (لباس) میں پھولے نہ سائیں گے (کہ یہودیوں نے آپ کو نبی کہہ دیا ہے) بہر حال وہ دونوں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ وہ نو آیات کون سی ہیں (جو اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھیں؟ جیسے کہ ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ) تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو اور جس جان کو اللہ جل جلالہ نے حرام فرمایا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور ناحق سزا دلوانے کے لئے کسی شخص کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ، جادو نہ کرو، سود مت کھاؤ، پاک دامن عورتوں پر تہمت زنا نہ لگاؤ، جہاد کے دن پیٹھ نہ پھیرو۔ یہ نو احکام ہیں اور اے یہود! ایک حکم تو فقط تمہارے ساتھ مخصوص ہے اور وہ یہ کہ تم ہفتے کے دن کی حرمت قائم رکھو اور اس دن مچھلیوں کا شکار نہ کرو کہ اس میں زیادتی ہو یہ سن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا: بلاشبہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تو پھر تم میری تابعداری کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی کہ آپ کی اولاد سے ہمیشہ ایک پیغمبر ہوا کرے (یعنی آپ ان کی اولاد میں سے نہیں ہیں۔ یہ فقط ایک بہانہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے خود جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے دیکھئے زبور ہیکل سوم) اور ہمیں اس بات کا کھٹکا

ہے کہ اگر ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی تو دوسرے یہودی ہمیں جان سے مار ڈالیں گے (بس اصل بات تھی کہ انہیں ذات اور برادری کا ڈر تھا اور معاشرے میں ان کی ناک کھنتی تھی) (۴۰۸۳)

پھر یاد نبی آئی بھر انجمن آرائی بھولا ہوں نہ بھولوں گا اعجازِ مسیحائی
اشکوں سے جھلکتی ہے انوار کی رعنائی جو روح میں بس جائے خوشبو وہ صبا لائی
دنیا کو تو تکتے ہو دنیا کے راس آئی مغموم نہیں ہوتا سرکار کا شیدائی
کس کس کی نہیں ہوتی اس در پہ پذیرائی کیا کیا نہ ہمیں عظمت سرکار نے دلوائی
مسرور عجب میں نے توفیقِ ثنا پائی

حضور کی آنکھیں اور کانِ لعل کرامت

حدیث ہذا میں ہے کہ اَرْبَعَةٌ اَعْيُنٍ یعنی آپ کی آنکھیں چار ہیں۔ اس سے دو معنی مراد لیے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو ترجمے میں گزرا اور دوسرا معنی یہ کہ اس سے مراد ظاہر کی دو آنکھیں اور دل کی دو آنکھیں یعنی ظاہر اور باطن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے۔ فتح الباری میں ہے کہ جب معراج کی رات حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تو فیہ عینان تبصران و اذنان تسبعان۔ قلب اطہر میں دو آنکھیں تھیں جو دیکھ رہی تھیں اور دو کان تھے جو سن رہے تھے۔

(۲) آیات سے مراد یا تو (۹) نو معجزے ہیں اور وہ یہ تھے۔ ید بیضاء عصا طوفان ٹڈیاں جوئیں مینڈکیں خون قحط اور پھلوں کا کم ہونا یا وہ احکام مراد ہیں جو تمام شریعتوں میں عام تھے اور انہی کا ذکر حدیث ہذا میں بھی ہے۔

☆ خوارج کی علامات (۸-۷-۶-۵-۴)

ایک حدیث کے سات مطالب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ (۴۱۳۰)

تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

اس حدیث کے سات معانی بیان کیے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) وہ لوگ مراد ہوں جو ناحق خون کو حلال سمجھ کر کسی کو قتل کر دیں۔

(۲) اسلام سے مراد حق ہو اور کفر سے مراد ناشکری ہو۔

(۳) ایسا شخص جو کسی کو ناحق قتل کرتا ہے وہ کفر کے قریب ہو جاتا ہے۔

(۴) ناحق قتل کرنا کفار کا سا فعل ہے۔

(۵) واقعاً کفر ہی مراد ہے یعنی میرے بعد مسلمان ہی رہنا کافر نہ ہو جانا۔

(۶) کفر سے مراد (ایک دوسرے مسلمان کی خلاف) ہتھیار اٹھانا ہے۔

(۷) ایک دوسرے کو کافر نہ گردانا اور پھر ان کی گردنیں نہ کاٹنا شروع کر دینا۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے چوتھے قول کو راجح قرار دیا ہے کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے۔ (امام نووی)

سرف سرکار کی غلامی سے ہم غلاموں کا کام بنتا ہے
داد و تحسین سے ستائش سے کچھ کسی کا بنا نہ بنتا ہے
کیسے مسرور میں بتاؤں تجھے کس کے قدموں پہ دل یہ بجاتا ہے
(بترف)

کِتَابُ قِسْمِ الْفَيْءِ (مال فئی کی تقسیم کا بیان)

اللہ تعالیٰ نے مال فئی کے پانچ حصے فرمائے ہیں:

(۱) اللہ اور اس کے رسول کا خاص حصہ۔ (۲) حضور علیہ السلام کے رشتہ داروں کا حصہ۔ (۳) یتیموں کا حصہ۔ (۴) مساکین کا حصہ۔ (۵) مسافروں کا حصہ۔ چنانچہ فرمایا:

فَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ (الحشر)

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گاؤں والوں (بنو نضیر کے یہود) سے دیا، وہ اللہ کا اس کے رسول کا قریبیوں کا، یتیموں کا، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ رہا مال غنیمت تو اس کے لئے ارشاد فرمایا:

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ (الأنفال)

یعنی تم جو مال غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ و رسول کا ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ رہے باقی چار حصے تو وہ لڑنے والوں کے لئے ہیں اور اس میں بھی خمس کا خمس (پانچواں حصہ) ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ مال غنیمت وہ مال ہے جو مسلمانوں کو کفار سے جنگ میں بطریق قہر و غلبہ حاصل ہو۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ان میں سے ایک حصہ جو کہ کل مال کا پچیسواں حصہ ہو وہ حضور علیہ السلام کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو ملیں گے اور یہ پانچواں حصہ انہی تین پر تقسیم ہو جائے گا۔

یہی امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔ (حاشیہ کنز الایمان)

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے

☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوہ حنین کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا ایک بال لیا اور فرمایا: اے لوگو! مجھے اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اس ایک بال برابر بھی لینا جائز نہیں۔ ہاں مگر پانچواں

حصہ اور وہ بھی تمہاری ہی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ (یعنی یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔) (۴۱۴۴)

سبحان اللہ! ہمارے آقا علیہ السلام کا سب کچھ اپنی امت ہی کے لیے ہے حریص علیکم بالیومنین رؤف رحیم۔ پھر امتی کیوں نہ اپنے نبی علیہ السلام کے گن گائے اور کہے:

دل کی مرادیں پاؤں میں	پھر شہر مدینے جاؤں میں
پیار کی جوت جگاؤں میں	دل میں پھول کھلاؤں میں
ان کی عطا پہ سو سو بار	ناز کروں اتراؤں میں
خاک پا میں وصف ہے کیا	آؤ تو بتلاؤں میں
پیارے نبی کے قدموں پر	واری واری جاؤں میں
لطف کی بارش برسے تو	اپنا رنگ دکھلاؤں میں
شہر نبی کے کنکر کو	سر کا تاج بناؤں میں
اتنا کیف ملے مجھ کو	جتنے اشک بہاؤں میں
کام ہے یہ مسرور مرا	ان کے گیت سناؤں میں

کِتَابُ الْبَيْعَةِ (بیعت کا بیان)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان جہاد کے علاوہ بھی حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ بیعت کرتے۔ مثلاً سننے، ماننے یعنی جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم اسے سنیں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے۔ آسانی اور مشکل، خوشی ورنج ہر حالت میں آپ کی اطاعت کریں گے۔ حاکم اسلام کے ساتھ جھگڑا نہ کریں گے۔ ہم جہاں بھی ہوں گے حق کے تابع رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔ (۱۵۳)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے حضور علیہ السلام کی ”اثرہ“ پر بیعت کی یعنی یہ کہ آپ اگر کسی کو مال میں ہم پہ ترجیح دیں گے تو ہم جھگڑا نہیں کریں گے اور اس بات پر کہ ہم جہاں بھی ہوں گے سچ بولیں گے۔ (۴۱۵۷)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کی اس بات پہ بیعت کی کہ میں ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آؤں گا۔ (۴۱۶۱)

حضرت جابر فرماتے ہیں: ہم نے موت پر نہیں بلکہ اس بات پہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ اس بات کی بیعت کی کہ ہم (موت یا جنگ سے) بھاگیں گے نہیں۔ (۴۱۶۳)

بعض صحابہ کرام نے موت پہ حضور علیہ السلام کی بیعت کی (۴۱۶۴) یہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ بیعت کی کہ جہاد کریں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں یا فتح پالیں۔

۔ انسانیت کو درس ملا تیری ذات سے بے نور ہی تھا سارا زمانہ تیرے بغیر
 ☆ والدین کی مرضی کی خلاف اور ان کو روتا ہوا چھوڑ کر ہجرت پہ بیعت کرنے کے لئے آنے والے کو حضور علیہ السلام نے
 فرمایا: اِرْجِعْ اِلَيْهَا فَاُضَحِّكُهَا كَمَا اَبْكَيتُهَا۔ واپس چلا جا اور انہیں اسی طرح ہنسا جس طرح تو نے ان کو رلایا ہے۔
 (۴۱۶۸)

مشکل کام کے لئے آنے والے کو آسان کام بتا دیا

یاد جس وقت بھی آتے ہیں مدینے والے
 دل کے ویرانے سجاتے ہیں مدینے والے
 جس کی تقدیر بناتے ہیں مدینے والے
 اس بُرے سے بھی بُرے کا تو مقدر دیکھو
 تم کو معلوم نہیں دشمن جاں کو اپنے
 اپنے ماں باپ بھی کیا ناز اُٹھاتے ہوں گے
 پھول ہی پھول کھلاتے ہیں مدینے والے
 اپنا جلوہ جو دکھاتے ہیں مدینے والے
 اس کو در پر بھی بلاتے ہی مدینے والے
 جس کو سینے سے لگاتے ہیں مدینے والے
 کس طرح اپنا بناتے ہیں مدینے والے
 جس طرح ناز اُٹھاتے ہیں مدینے والے

سیدنا حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے بارے
 میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری خرابی ہو، ہجرت بہت مشکل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا
 تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتے ہو۔ اس نے
 عرض کیا: جی دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور بستیوں کے اس پار محنت اور عمل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کسی
 عمل کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ (۴۱۶۹)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم دور میں ملاحظہ فرما رہی تھیں کہ اس گنوار کا ہجرت پر ثابت قدم رہنا مشکل ہے لہذا آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث پاک بیان فرمائی۔ ہجرت بہت مشکل ہے یعنی اپنا گھریا راعزہ واقرباء دوست و آشنا سب کچھ خدا
 کے لئے چھوڑ دینا اور پھر اسی پر جے رہنا یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

- ☆ عورتوں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ نوحہ نہ کرنے کی بیعت کی۔ (۴۱۸۵)
- ☆ حضور علیہ السلام نے نابالغ لڑکے سے ہاتھ نہ ملایا نہ اسے بیعت فرمایا۔ (۴۱۸۸)
- ☆ افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا ہے۔ (۴۲۱۴)

کِتَابُ الْعَقِيقَةِ (عقیقہ کا بیان)

عقیقہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو پیدائش کے وقت بچے کی پی کے سر پر ہوتے ہیں۔ پھر اس جانور کو عقیقہ کہا جانے لگا جو پیدائش
 کے ساتویں دن بعد ذبح کیا جاتا ہے کیونکہ وہ جانور ان بالوں کو موٹنے کے دن ذبح کیا جاتا ہے۔

☆ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کو بطور عقیقہ ذبح کرنا۔ (۴۲۱۷)

☆ لڑکے کی طرف سے ایک جانور بھی بطور عقیقہ ذبح کیا جاسکتا ہے۔

فی الغلام عقیقۃ فأهریقوا عنه دمًا (۴۲۱۹) یعنی دو بہتر ہیں اور ایک جائز ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے حضرات حسنین کریمین میں سے ہر ایک کی طرف

سے دو دو ذنبوں کا عقیقہ کیا۔ (۴۲۲۲)

☆ ساتویں روز عقیقہ کیا جائے سر منڈایا جائے اور نام رکھا جائے۔ (۴۲۲۵)

اسی حدیث میں ہے: کُلُّ غُلَامٍ رَّهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهِ۔ ہر بچہ اپنے عقیقے میں گروی ہوتا ہے۔ خطابی فرماتے ہیں اس جملہ میں لوگوں نے بہت گفتگو کی ہے اور سب سے بہتر قول امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ شفاعت کے متعلق ہے کہ اگر کوئی شخص بچے کی عقیقہ نہ کرے اور وہ بچپن میں ہی فوت ہو جائے تو قیامت کے دن اپنے والدین کی شفاعت نہ کر سکے گا۔ کیونکہ باقی سب کی شفاعتیں محدود ہیں اور ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بھی شفاعت فرمائیں گے جن کی شفاعت کرنے کی کسی میں بھی ہمت نہ ہوگی۔

اپنی کملی میں چھپاتے ہیں مدینے والے
میرے گھر میں بھی تو آتے ہیں مدینے والے
مجھ کو دُڑ پر تو بلاتے ہیں مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

جس کو ٹھوکر میں نہ رکھتا ہو زمانہ اس کو
مہکے مہکے ہوئے رہتے ہیں در و بام مرے
مجھ میں جرأت یہ کہاں کہ مدینے جاتا
میرا دل اور میری جان مدینے والے

کِتَابُ الْفَرَعِ وَالْعَتِيْرَةِ (فرع اور عتیرہ کا بیان)

فرع اس بچے کو کہتے ہیں جو اونٹنی پہلے پہل جنے۔ دور جاہلیت میں اسے بتوں کے لئے ذبح کیا جاتا تھا۔ بعض علماء کے نزدیک فرع اس اونٹ کو کہتے ہیں جو بتوں کے نام پر اس وقت قربان کیا جاتا جب کسی شخص کے سوا اونٹ پورے ہو جاتے اور عتیرہ اس بکری کو کہتے ہیں جو رجب کے مہینے میں بتوں کے لئے ذبح کی جاتی۔ اسلام کی ابتدا میں مسلمان بھی فقط خدا کے لئے فرع اور عتیرہ کرتے لیکن بعد ازاں اس سے منع کر دیا گیا تا کہ جاہلیت کی مشابہت نہ ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةً۔ اب نہ فرع ہے نہ عتیرہ ہے۔ (۴۲۲۷) ایسے جانوروں کو بھی خدا کے نام پہ ذبح کیا جائے گا تو ان کا کھانا حلال ہے جیسا کہ حضرت معاذ نے بتایا کہ ابن عون کو رجب میں عتیرہ کرتے ہوئے میں نے خود دیکھا۔ (۴۲۲۹) اور حضور علیہ السلام کا فرمان اسی صورت میں ہے: الْعَتِيْرَةُ حَقٌّ۔ عتیرہ حق ہے۔ (۴۲۳۰) نیز فرمایا: مَنْ شَاءَ عَتَرَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَعْتَرَ وَمَنْ شَاءَ فَرَعَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يُفَرِّعْ فِي الْغَنَمِ أَصْحَابُهَا۔ عتیرہ اور فرع جس کا دل چاہے کر لے جس کا نہ چاہے نہ کرے۔ تاہم بکریوں میں قربانی لازم ہے۔ (۴۲۳۱) یعنی قربانی کے لازم ہونے کے بعد ان کا جواز باقی رہ گیا۔

علم نبوت کی توحید ہی نہیں

☆ برتن میں (کھانے پینے والی شئی کے اندر) مکھی گر جائے تو اس کو اچھی طرح ڈبونے کا حکم دیا۔ (۴۲۶۷) پھر اگر چاہے تو وہ چیز استعمال کر لے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے جو وہ خود ڈبوتی ہے اور دوسرے میں شفا۔ جس کو نہیں ڈبوتی جیسا کہ آج کل سائنس نے بھی تحقیق کر کے بتا دیا ہے کہ ایک پر میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں جو پانی میں اور دوسرے میں شفا کے جراثیم ہوتے ہیں جب دوسرا پر ڈبویا جاتا ہے تو شفا کے جراثیم پھیل کر بیماری کے جراثیموں کو مار دیتے ہیں اور یہ بات ہمارے آقا علیہ السلام نے آج سے صدیاں پہلے بیان کر دی جب نہ سائنس کا نام و نشان تھا اور نہ جراثیم کا کسی کو علم تھا۔ پھر اہل محبت حضور کے قدموں پہ قربان ہو کر کیوں نہ عرض کریں:

اپنی آنکھوں میں چھپا لاتا حضور	نقش پا جو مجھ کو مل جاتا حضور
اپنی پتا کیا کہوں کیسے کہوں	مجھ کو تو سمجھ بھی نہیں آتا حضور
بخت میرا ساتھ جو دیتا پھر	میں مدینے سے کہاں جاتا حضور
آپ نے بلوایا تو آ گیا	بے خودی میں جھومتا گاتا حضور
دولت اشک رواں کو چھوڑ کر	اور اپنے ساتھ کیا لاتا حضور
جھوم کر کوئی پکارے آپ کو	نام نامی نور برساتا حضور
جس کو بن مانگے ملی ہوں نعمتیں	وہ کہیں کیوں ہاتھ پھیلاتا حضور
گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں میں	اور کس کے گیت میں گاتا حضور
آپ کا دامن نہ ہوتا ہاتھ میں	میں تو کب کا ہی مر جاتا حضور

کِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ (شکار اور ذبیحوں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کھیت کی رکھوالی حفاظت اور پہرے کے لئے رکھے ہوئے کتوں کے علاوہ باقیوں کو مار دینے کا حکم دیا بالخصوص کالے کتے کو کیونکہ وہ دوسروں کی نسبت زیادہ موزی اور شریر ہوتا ہے اور فرمایا (مذکورہ مقاصد کے علاوہ جو کتابا لے) اس کے نیک اعمال کے ثواب میں ایک قیراط کی روزانہ (دوسری روایت میں دو قیراط) کی کمی ہوگی۔ (۴۲۸۵-۹۱)

☆ جو شخص جنگل میں سکونت اختیار کرے وہ سخت (مزاج) ہو جائے گا اور جو شکار کے پیچھے ہی پڑا رہے (یعنی بلا ضرورت شکار کی دھن میں رہے) وہ (دین و دنیا کے دیگر کاموں سے) غافل ہو جائے گا اور بادشاہ کے ساتھ رہنے والا (اپنے دین پہ) آفت میں مبتلا ہو جائے گا۔ مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنِ اتَّبَعَ السُّلْطَانَ افْتِنَ (۴۳۱۴)

☆ ایک امت کو گوہ کی شکل میں مسخ کر دیا گیا۔ (اسی لیے حضور علیہ السلام نے گوہ کے گوشت سے کراہت فرمائی) (۴۳۲۶)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کا گوشت تناول فرمایا۔ (۴۳۵۱)

☆ مچھلی کی آنکھ کے حلقے میں چار آدمی اتر گئے اور پندرہ دن تک تین سو افراد اس کا گوشت کھاتے رہے حالانکہ اس سے پہلے روزانہ تین اونٹ ذبح کرنے پڑتے تھے۔ (۴۳۵۷-۵۸)

☆ ایک طبیب نے مینڈک کو دوائی میں استعمال کرنے کے متعلق سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔ (۴۳۶۰)

☆ چیونٹیاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں۔ فَإِنَّهِنَّ يُسَبِّحْنَ (۴۳۶۳)

کِتَابُ الصَّحَايَا (قربانیوں کا بیان)

☆ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں: قربانی کرنے والا عورتوں سے بھی الگ رہے اور خوشبو بھی نہ لگائے۔ (۴۳۶۸)

☆ جس کے پاس قربانی کی وسعت نہیں ہے وہ بال کٹوائے، ناخن اتروائے، مونچھیں کٹوائے، زیر ناف بال اتارے، یہی اس کی قربانی کی تکمیل ہے۔ (۴۳۷۰)

میرا ہاتھ اور انگلیاں حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور انگلیوں کی طرح نہیں

رنگ نکلت کے نور کے جلوے	میرے پیارے حضور کے جلوے
اللہ اللہ سارے عالم کو	جگمگاتے ہیں نور کے جلوے
میری آنکھوں میں نقش رہتے ہیں	نقش پائے حضور کے جلوے
تاب جلوہ نہیں نگاہوں میں	دیکھتے کیا حضور کے جلوے
ان کے جلوؤں کو دیکھنے کے بعد	کون دیکھے گا ”طور“ کے جلوے
میں نے دیکھے ہیں اپنی آنکھوں سے	ہر قدم پر حضور کے جلوے
بند کرتا ہوں جس گھڑی آنکھیں	دیکھ لیتا ہوں دور کے جلوے
میری سرور خشک آنکھوں میں	رنگ بھرتے ہیں نور کے جلوے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا ایک فرمان ہاتھ کے اشارے سے سمجھانا تھا تو فوراً فرمایا: وَيَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدَيْهِ۔ اور میرا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے چھوٹا ہے۔ (۴۳۷۴) یعنی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے ہاتھ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ جیسا قرار نہیں دے رہے بلکہ احتیاطاً کسی کے ذہن میں پیدا ہونے والے خیال کی بھی نفی کر رہے ہیں کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں حضور علیہ السلام کی طرح ہاتھ سے اشارہ کر رہا ہوں تو میرا ہاتھ حضور علیہ السلام کے ہاتھ جیسا ہو گیا ہوگا۔ وہ کیسے کلمہ گو ہیں جو اپنے آپ کو مکمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل قرار دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں یہی صحابی انگلیوں سے اشارہ کر کے فرماتے ہیں: وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ میری انگلیاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے بہت چھوٹی ہیں۔ (۴۳۷۶) انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

☆ گائے کی قربانی میں سات افراد کی شرکت۔ (۴۳۹۸)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے خصوصی اختیار سے) ایک صحابی کو بکرے کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کرنے کی اجازت دی اور ساتھ فرمایا: وَلَٰكِنْ تُجْزَىٰ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ - تیرے بعد کسی کے لئے جائز نہیں۔ (۴۴۰۰)

سرور عالم سے کوئی خلق میں برتر نہیں
ہے محبت شاہ دیں کی جس کے دل میں جاگزیں
دولت عشق نبی سے دامن دل ہے بھرا
خلق میں اعلیٰ اور خلق میں بہتر نہیں
اس کو روز حشر کا کچھ غم نہیں کچھ ڈر نہیں
کیا ہوا دنیا کا میرے پاس مال و زر نہیں

اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر
یہ در وہ ہے جہاں ملتا ہے التجا کے بغیر

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشیاء کی حلت و حرمت کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ اس پر قرآن مجید کی کئی آیات گواہ ہیں۔ وَيَحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتُ (اعراف) وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر) مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (توبہ) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مَوْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا..... (الاحزاب) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمَوكَ فِيهَا شِجْرَ بَيْنَهُمُ (النساء) اسی طرح بے شمار احادیث بھی موجود ہیں۔ مثلاً سولہ احادیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف کو حرم قرار دیا۔ پچاسی احادیث سے احکام کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کے سپرد کیا جانا معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ مکہ شریف کی گھاس گائے کی ممانعت مگر اذخر کاٹنے کی اجازت۔ میں امت پہ مشقت نہ دیکھتا تو عشاء کی نماز کو موخر کرنے کا حکم دیتا۔ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔ حضرت ام عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کی اجازت دی اور فرمایا: وَلَا رِخْصَةَ فِيهَا لِأَحَدٍ بَعْدَكَ - تیرے بعد کسی کو اجازت نہیں۔ اس موضوع کے لئے دیکھئے اعلیٰ حضرت کی کتاب الامن والعلی۔ جس میں صحاح ستہ سے آپ کو احادیث کا ایک ذخیرہ ملے گا اور اس مسئلہ میں کوئی اخفاء و ابہام باقی نہیں رہے گا۔

☆ ناخن اور ہڈی کے علاوہ کسی بھی تیز دھار چیز سے ذبح اضطراری ہو سکتا ہے۔ (۴۴۰۸) اسی طرح عند الضرورت جبکہ حلق اور سینے میں ذبح کرنا ناممکن ہو جائے تو کسی جگہ میں کوئی چیز مار کر ذبح کیا جاسکتا ہے۔ (۴۴۱۳)

☆ جو کسی جانور (مرغی، مینڈھے وغیرہ) کو نشانہ باندھ کر مارے اس پہ لعنت فرمائی گئی۔ (۴۴۲۶)

كِتَابُ الْبَيُوعِ (خرید و فروخت کا بیان)

☆ إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ (۴۴۵۵)

تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے لہذا اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔

☆ لوگوں پہ ایسا وقت آئیگا کہ کوئی شخص اس کی پروا نہ کرے گا کہ مال کہاں سے آیا ہے حلال کا ہے یا حرام کا (پیسہ ہو خواہ کیسا ہو) (۴۴۵۹) ہر شخص سود میں ملوث ہوگا جو سود کھائے گا نہیں اس پہ بھی سود کا گرد و غبار ضرور پڑے گا۔ (۴۴۶۰) یعنی سودی مقدموں میں گواہ یا وکیل بن جائے گا یا خود نہیں کھائے گا تو دوسروں کو کھلائے گا۔

☆ جھوٹ بولنے اور مال کا عیب چھپانے سے بندہ تجارت کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے یعنی بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے۔ (۴۴۶۲) قسمیں کھا کر مال بیچنے سے بھی برکت اٹھ جاتی ہے۔ (۴۴۶۶) خرید و فروخت میں سچی قسم کھانے پر بھی صدقہ کا حکم دیا گیا۔ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ (۴۴۶۸)

حدیث شریف میں قاعدہ کلیہ فقہیہ

أَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ۔ مال کا نفع اس کا ہے جو ضامن ہو۔ (۴۴۹۵) انہی الفاظ کو فقہاء کرام نے قاعدہ کلیہ قرار دے کر اس سے بہت سارے مسائل اخذ فرمائے ہیں۔

یاد رہے: یہاں خراج سے مراد کسی شے سے حاصل ہونے والا منافع ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے: ”خَرَاجُ الشَّيْءِ مَنَافِعُهُ الْخَرَاجُ كُلُّ مَا خَرَجَ مِنَ الشَّيْءِ فَخَرَاجُ الشَّجَرَةِ ثَمَرُهَا“ (کسی شے کا خراج اس کا منافع ہے) اور خراج سے مراد ہر وہ شے ہے جو کسی شے سے نکلے۔ پس درخت کا خراج اس کا پھل ہوتا ہے۔

مذکورہ معنی کے مطابق قاعدے کا مفہوم یہ ہوگا کہ منافع اور پھل محنت و مشقت کے مطابق ہوتا ہے۔ اس قاعدہ کی اصل اور بنیاد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک آدمی نے کسی سے غلام خریدا کچھ وقت کے بعد وہ غلام کے ایسے عیب پر مطلع ہوا جو بائع کے پاس اس میں موجود تھا۔ اسی عیب کے سبب مشتری اور بائع کے مابین تنازع شروع ہو گیا۔ جب یہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کی واپسی کا فیصلہ فرمایا تو بائع نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: حضور! اس نے میرے غلام سے خدمت بھی لی ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: ”الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ“ (منافع ضمانت کے برابر ہے) جیسا کہ اولاد کی تعلیم و تربیت میں سب سے زیادہ محنت و مشقت اور اخراجات والدین برداشت کرتے ہیں اس لئے بعد میں اولاد کی سب سے زیادہ خدمت کے مستحق بھی والدین ہی ہیں تاکہ وہ پرسکون زندگی بسر کر سکیں۔ اس قانون کے ضمن میں چند فقہی مسائل ملاحظہ ہوں۔

فقہی مسائل

نمبر ۱: مشتری کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ خیار عیب کے سبب بیع بائع کو واپس کر دے کیونکہ مشتری کامل قیمت ادا کرنے کے سبب اس کا مستحق ہوتا ہے کہ اسے کامل بیع دی جائے اور اگر بائع نے کامل قیمت کے عوض عیب دار اور ناقص بیع مشتری کے حوالے کی تو اسے اس کے عیب پر مطلع ہونے کے بعد اسے واپس لوٹانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

نمبر ۲: اگر کسی نے غیر مملوکہ بنجر زمین پر محنت کر کے اسے قابل کاشت بنا دیا تو اس سے حاصل ہونے والی پیداوار کا مستحق

بھی وہی ہوگا بلکہ وہی اس کا مالک ہوگا کیونکہ اس کی محنت و مشقت اس کی متقاضی ہے کہ اس زمین کے منافع اسے ہی دیئے جائیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ" (رواہ احمد والترمذی) (جس نے غیر آباد زمین آباد کی تو وہ اسی کی ملکیت ہوگی) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کے مطابق صاحبین (حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: "يَهْلِكُهُ مَنْ أَحْيَاهُ" (کنز الدقائق، ص ۴۱۷) (جو زمین کو آباد کرے گا وہ اس کا مالک بن جائے گا)۔

نمبر ۳: عالمین زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی رقم سے دینا جائز ہے۔ عالمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں امام وقت زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کرتا ہے چونکہ وہ اپنے علاقہ سے مال زکوٰۃ اکٹھا کرنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اس لئے ان کی یہ محنت معاوضہ کا تقاضا بھی کرتی ہے کیونکہ مشقت کے ساتھ ساتھ منافع بھی ہوتا ہے مگر جو رقم وہ وصول کریں گے وہ زکوٰۃ شمار نہیں ہوگی بلکہ وہ ان کی محنت اور سعی کی اجرت ہوگی۔ جیسا کہ کنز الدقائق، ص ۶۴ پر ہے: "فَيُعْطِيهِ الْإِمَامُ وَإِنْ كَانَ غَنِيًّا لِأَنَّ مَا يَأْخُذُهُ لَيْسَ زَكَاةً وَإِنَّمَا هُوَ بِمُقَابَلَةِ عَمَلِهِ" امام وقت مال زکوٰۃ میں سے عامل کو دے گا اگرچہ وہ غنی ہو کیونکہ جو کچھ وہ وصول کرے گا وہ زکوٰۃ نہیں ہوگی بلکہ اس کے عمل اور محنت کا معاوضہ ہوگا۔

نمبر ۴: موجودہ دور میں سرکاری ملازمین اور پرائیویٹ اداروں میں کام کرنے والوں کی تنخواہیں بھی مذکورہ اصول کے زمرہ میں ہی آتی ہیں چونکہ سرکاری یا غیر سرکاری ملازمین اپنے آپ کو اپنے اداروں کے سپرد کر دیتے ہیں اور ہر ادارے کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنے مخصوص اوقات میں اپنے ملازمین سے پیشہ وارانہ مشقت لے سکتا ہے لہذا یہ مشقت اور ادارہ کی جانب سے عائد ہونے والے فرائض کی ادائیگی تقاضا کرتی ہے کہ ملازمین کو باقاعدہ اتنا معاوضہ دیا جائے جس سے وہ اپنی دیگر حاجات و ضروریات احسن انداز میں پوری کر سکیں تاکہ ان کی زندگی اطمینان بخش اور پرسکون بسر ہو سکے۔ (فقہ حنفی کے اساسی قواعد)

الغرض! جس شخص کے ذمے مال کا تاوان ہو یعنی تلف ہو جانے کی صورت میں اس شخص کا نقصان ہو تو وہی شخص اس کے نفع کا بھی مستحق ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے بیل خریدا اور اس سے کھیتی باڑی کی اس کے بعد اسے کوئی عیب اور نقص معلوم ہوا اور بیل بائع کو لوٹا دیا گیا تو کھیتی باڑی سے حاصل ہونے والی آمدنی کا پیسہ خریدار کا ہوگا کیونکہ مثلاً اگر بیل مر جائے تو مشتری کا نقصان ہوگا بائع سے کچھ غرض نہ تھی اور نہ ہی اس سے کوئی پوچھتا۔

كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْقَوْدِ وَالْدِّيَّاتِ (قسم، قصاص اور دیتوں کا بیان)

قسامت کا مطلب قسم ہے جبکہ اصطلاحی قسامت یہ ہے کہ مقتول کی قوم میں سے اس کے پچاس وارث قسم اٹھائیں کہ فلاں شخص نے اس کو قتل کیا ہے اور اگر پچاس سے کم ہوں تو انہی سے پچاس قسمیں لی جائیں یا پھر جن لوگوں پہ قتل کی تہمت لگی ہے وہ قسمیں اٹھائیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا۔

☆ دور جاہلیت میں رائج قسامت کے بارے میں طویل حدیث (۴۷۱۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسامت کو اسی حال پہ باقی رکھا جیسے دور جاہلیت میں تھی۔ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ الْقَسَامَةِ عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ (۴۷۱۱) قسامت میں مقتول کے ورثاء کو پہلے قسم کا موقع دیا جائے گا اگر وہ قسم اٹھائیں تو جن پہ قتل کا گمان ہے وہ دیت ادا کریں گے اور اگر قسم نہ کھائیں تو جن پہ قتل کا گمان ہے وہ قسم اٹھائیں گے اور بری ہو جائیں گے ورنہ دیت ادا کریں گے۔

☆ تین صورتوں کے سوا مسلمان کا قتل حرام ہے۔ (۱) قتل کے بدلے میں قتل (۲) شادی شدہ بدکار کو (سنگسار کیا جائے گا) (۳) مرتد (جو اسلام سے پھر جائے پہلے اس کو سمجھائیں گے نہ مانے گا تو قتل کر دیں گے) (۴۷۲۵)

☆ حضور علیہ السلام کے ایک جملہ نے اتنا اثر کیا کہ قتل کی اجازت کے باوجود بھائی کے قاتل کو معاف کر دیا گیا۔

(۴۷۳۱)

☆ ذی کوناق قتل کرنے والے پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔ (۴۷۵۳)

حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔ (۴۷۵۴)

اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے لئے حضور علیہ السلام کی غیرت

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے دور جاہلیت میں کسی کے باپ دادا کو برا کہا تو سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے برا جانے ہوئے اسے تھپڑ مارا۔ اس کے قبیلہ کے لوگ آ کر کہنے لگے کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اسی طرح طمانچہ ماریں گے جیسے انہوں نے طمانچہ مارا اور ہتھیار لگا لئے اس بات کی اطلاع حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا: ابے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ زمین پر رہنے والوں میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت کس کی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حضور آپ کی عزت اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو عباس میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔ ہمارے فوت شدہ باپ دادا کو برا نہ کہو کہ اس سے ہمارے زندوں کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر وہ قوم حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے لگی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ سے آپ کی ناراضگی اور بے ادبی کی پناہ مانگتے ہیں آپ ہمارے لئے بخشش کی دعا فرمائیے۔ (۴۷۷۹)

☆ جو شخص طب نہ جانتا ہو اور علاج کرنا شروع کر دے (نیم حکیم یا عطائی ڈاکٹر) وہ نقصان کا ضامن ہوگا (اس کی دوائی سے کوئی مریض مر جائے تو اس کو دیت ادا کرنا ہوگی) (۴۸۳۳)

☆ باپ کی جگہ بیٹا نہیں پکڑا جائے گا اور اگر بیٹا قصور کرے تو باپ ذمہ دار نہ ہوگا۔ (۴۸۳۶) اسی طرح کوئی بھی غیر مجرم کسی مجرم کے بدلے نہ پکڑا جائے گا۔ (۴۸۳۷)

کِتَابُ قَطْعِ السَّارِقِ (چور کا ہاتھ کاٹنے کا بیان)

چوری اگرچہ گناہ کبیرہ ہے مگر اس سے بندہ کافر نہیں ہوتا بشرطیکہ اس کو جائز نہ سمجھے اور جن احادیث میں یہ ہے کہ شراب پینے سے بدکاری کرنے سے اور چوری کرنے سے بندے کا ایمان اس کے ساتھ نہیں رہتا۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کامل مومن نہیں رہتا۔ پھر یہ کہ کتنی چوری پہ ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے۔ یہ تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ملزم اگر مشکوک ہو لیکن اس کا جرم قانوناً ثابت نہ ہو تو چند دنوں تک اسے قید میں رکھا جاسکتا ہے تاکہ جرم ثابت ہو جائے۔ اگر جرم ثابت ہو جائے تو اس کو سزا دی جائے ورنہ آزاد کر دیا جائے۔ مار مار کر اقرار کروانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس پر ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

ملزم کو مار کر جرم تسلیم کرانا منع ہے

جناب حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعض کلاعی لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا: بعض جولاہوں نے ہمارا سامان چوری کر لیا ہے۔ حضرت نعمان نے ان جولاہوں کو چھوڑ دیا نہ تو ان کا امتحان لیا اور نہ مارا۔ نعمان نے پوچھا: آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں انہیں ماروں؟ لیکن اگر تمہارا سامان ان کے پاس سے نکلا تو بہتر و گرنہ میں اسی قدر تمہاری پیٹھ پر ماروں گا۔ انہوں نے پوچھا: کیا یہ تمہارا حکم ہے؟ نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ رب العزت کا حکم ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ (۴۸۷۸)

اگلی حدیث میں ہے کہ شک کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو قید کیا پھر چھوڑ دیا۔ (۴۸۷۹-۸۰)

☆ چور نے سزا کے بعد توبہ کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ (۴۸۸۱)

کِتَابُ الْإِيْمَانِ وَشَرَائِعِهِ (ایمان اور اس کے ارکان کا بیان)

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے لیکن شرعی احکام کے نفاذ کے لئے زبانی اقرار بھی ضروری ہے۔ ایمان میں کمی زیادتی نہیں ہوتی۔ جن احادیث میں کمی زیادتی کا ذکر ہے اس سے قوت و ضعف مراد ہے ورنہ تو آدھا پوتا ڈیوڑھا ایمان دار بھی ہونا چاہیے حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ ایمان کا درجہ چونکہ اعمال سے زیادہ ہے اس لیے اعمال کے بعد ایمان کا ذکر کیا گیا تاکہ افضل پہ کتاب کو مکمل کیا جائے۔ کوئی نیکی اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ ایمان نہ ہو۔ کافر اور غیر مسلم اگر کوئی نیک کام کرتے ہیں تو انہیں اس کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے مگر آخرت میں نہیں ملے گا بلکہ اگر کوئی صاحب ایمان بھی کوئی نیک کام اللہ اور یوم آخرت کے تصور کے بغیر کرے تو ثواب نہیں ملے گا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

یعنی اعمال کا ثواب اسی وقت ملے گا جب انسان بہ نیت ثواب اس کام کو کرے گا۔ مثلاً ایک شخص صرف دکھاوے کے لئے نماز پڑھتا ہے اور دوسرا شخص اپنے معبود اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے عبادت کرتا ہے دونوں نماز ایک ہی طرح کی پڑھیں گے۔ ثناء حمد قرأت، تسبیح، تحمید وغیرہ سب یکساں ہوں گے۔ اسی طرح قیام رکوع و سجود بھی ویسا ہی ہوگا لیکن پہلے نمازی کے لئے قرآن مجید میں ہلاکت ہے اور دوسرے کے لئے کامیابی اور کامرانی کا اعلان ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ پہلا شخص نماز ایمانی تقاضے سے نہیں پڑھ رہا ہے اور دوسرا ایمانی تقاضے کے مطابق پڑھ رہا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم جو کام بھی کریں ایمانی تقاضوں کے مطابق کریں اور اس میں ثواب کا تصور رکھیں۔ اسی چیز کو حدیث شریف میں ”ایمان و احتساب“ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ایمان کے اصل معنی کسی کے اعتبار و اعتماد پر کسی بات کو سچ ماننے کے ہیں۔ کمافی القرآن:

وما انت بمومن لنا ولو كنا صادقین (سورہ یوسف ع ۳)

اصطلاحی ایمان

اصطلاح شرع میں ایمان یہ ہے کہ جو کچھ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائیں اس کی تصدیق کرنا اور کو حق جان کر قبول کرنا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قسم کی کسی بات کو نہ ماننا ہی اس کی تکذیب ہے جو انسان کو کافر کر دیتا ہے۔ لہذا مومن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کل ما جاء به الرسول من عند الله کی تصدیق۔

یعنی ان تمام چیزوں کی تصدیق جو اللہ کے پیغمبر اللہ کی طرف سے لائے لیکن ان سب چیزوں کو پوری تفصیل جانی ضروری نہیں۔ یعنی ایمانیات سے متعلق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر تشریح خود فرمادی ہے اس کو اسی تشریح کے ساتھ ضروری ہے اور ایمان کی جن جن باتوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجمل رکھا ہے ان کو اسی اجمال کے ساتھ ماننا کافی ہے غرضیکہ جن امور کا ثبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسے قطعی و بدیہی طریقہ سے ہو جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو دین کی ایسی باتوں کو اصطلاح شرع میں ضروریات دین کہتے ہیں۔ ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک انکار کرے گا تو مومن نہیں ہے۔ مختصراً ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کا دوسرا نام ہے ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آیت سے قطعی اور ضروری طور پر ہوا ہے۔ جو بات حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تواتر کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے اس کا ثبوت قطعی ہے۔ جیسے قرآن نمازوں کی تعداد رکعات کی تعداد رکوع و سجدہ کی کیفیات اذان، زکوٰۃ، حج، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نبوت کا ختم ہونا بایں معنی کہ آپ آخری نبی ہیں اور ضروری کے معنی یہ ہیں کہ اس بات کی شہرت مسلمانوں میں اس درجہ کی ہو کہ عوام تک اس سے واقف ہوں جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہونا، جنت، دوزخ، نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ۔

تین صفات سے ایمان کی حلاوت نصیب ہو جاتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں تین صفات ہوں گی وہ ایمان سے کما حقہ لطف اندوز ہوگا۔

(۱) وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہو۔

(۲) وہ (نیک) لوگوں سے اللہ کے لئے دوستی رکھے اور (برے لوگوں سے) اللہ کے لئے دشمنی رکھے۔

(۳) آگ کا بہت بڑا لاؤ روشن کیا جائے تو وہ اس میں گرنا قبول کر لے لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

(۲۹۹۰)

تینوں صفات کا مقصد دراصل ایک ہی ہے کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوگی تو بندہ باقی صفات بھی اپنا لے بلکہ پورے دین پہ عمل پیرا ہو جائے گا اور منہیات سے بیزار ہو جائے گا۔

اہل ایمان لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے

سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تمہارے کسی ایک شخص کا دنیا میں کسی کے لئے جھگڑا اس سے زیادہ نہیں ہے جو مسلمان اپنے پروردگار سے اپنے ان بھائیوں کے لئے کریں گے جو جہنم میں جائیں گے۔ یہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمارے بھائیوں کو جو ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے حج کرتے تھے انہیں دوزخ میں ڈال دیا۔ اللہ رب العزت فرمائے گا: اچھا جا کر جنہیں تم پہچانتے ہو انہیں دوزخ سے نکالو۔ وہ جہنم میں ان کے پاس جائیں گے اور ان کی شکلیں دیکھ کر ان کو پہچان لیں گے ان میں سے بعض کو تو آگ نے پنڈلیوں کے نصف تک پکڑا ہوگا اور بعض کو ٹخنوں تک پھروہ انہیں نکالیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں جن کے نکالنے کا حکم فرمایا ہم نے انہیں نکالا پھر اللہ رب العزت فرمائے گا انہیں بھی نکالو جن کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہو۔ پھر فرمائے گا انہیں بھی نکالو جن کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہو حتیٰ کہ فرمائے گا انہیں بھی نکالو جن کے دل میں رتی برابر ایمان ہو۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب جس شخص کا یقین نہ ہو تو وہ یہ آیت پڑھے: ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ آخر تک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ شرک کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ (۵۰۱۳)

کِتَابُ الزَّیْنَةِ (آرائش و زیبائش کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام نے ارفاقہ (روزانہ کنگھی کرنے) سے منع فرمایا۔ (۵۰۶۱) یہ اگرچہ ممانعت تزیہی ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمان کو یہ کام ہرگز زیب نہیں دیتا کہ عورتوں کی طرح بناؤ سنگھار میں مصروف رہے بلکہ جو ضروری کام ہیں انہیں سرانجام دیا کرے۔

کنگھی یا اس قسم کی دوسری آرائش و زیبائش کی باتیں جن کی وجہ سے انسان عیش و عشرت کا عادی ہو جائے۔ جو شخص دن رات عیش و عشرت میں پڑ جاتا ہے وہ سست اور کاہل ہو جاتا ہے اس سے دین و دنیا کے کام نہیں ہوتے لہذا ہر مسلمان کو محنت، جہد مسلسل اور جفاکشی کی عادت ڈالنی چاہیے۔ زمانہ یکساں نہیں رہتا جو قوم زیادہ عیش میں پڑ جاتی ہے وہ آہستہ آہستہ خراب و برباد ہو جاتی ہے اور محنتی اور جفاکش قوم اسے مغلوب کر لیتی ہے اسی لیے محنت میں عظمت ہے اور محنتی قوم کے افراد ہاتھ پاؤں جسمانی محنت اور کام سے عقلی کاموں میں بے پناہ ترقی کرتے ہیں اور عیش و عشرت کے دلدادہ ہاتھ پاؤں سے کام نہ کرنے والے ناکام اور برباد ہوتے ہیں۔

☆ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے، تم ان کی مخالفت کرو (یعنی بالوں کو رنگا کرو مگر کالے سیاہ کرنے سے منع فرمایا)

(۵۰۷۵-۷۹)

☆ حضرت عائشہ نے فرمایا: میں مہندی کو ناپسند کرتی ہوں (کہ ہاتھوں پہ لگاؤں) کیونکہ حضور علیہ السلام کو اس کی بو

نا پسند تھی۔ (۵۰۹۳)

☆ انگٹھی میں چاندی چار ماشے سے کم ہو۔ لَا تُجَنِّدَنَّ مِثْقَالَاً۔ (۵۱۹۸)

☆ انگٹھی میں عربی عبارت لکھوانے (کندہ کروانے) سے منع کیا گیا۔ (۵۲۱۲)

نعمت کا اظہار کیا جائے یہی حکم خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

حضرت ابو الاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بوسیدہ کپڑے پہن کر حاضر ہوئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا: اَلَيْكَ مَالٌ - کیا تیرے پاس مال ہے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَاِذَا اَتَاكَ اللّٰهُ مَا لَا قَلْبِيْرَ اَثَرُهُ عَلَيْكَ - پس جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال سے نوازا ہے تو اس کا اثر تم پہ ظاہر ہونا چاہیے (یعنی اچھے کپڑے پہننے چاہئیں) (۵۳۲۵-۲۶) یہی حکم خدا بھی ہے: واما بنعمة ربك فحدث - اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ عیسائیت نے چرچ اور سٹیٹ کو الگ الگ کر دیا ہے جبکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ پہلے فی الدنيا حسنة اور پھر فی الآخرة حسنة۔ اسلام میں دین و دنیا کا ملاپ ہے۔ لا یرهبانیه فی الاسلام۔

☆ حضور علیہ السلام کے بال مبارک کندھوں کے قریب تھے۔ (۵۳۳۵) نصف کانوں تک تھے۔ (۵۳۳۶) کندھوں کو چھوتے تھے۔ (۵۳۳۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی کڑھائی والاجبہ زیب تن فرمایا

جناب حضرت واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جناب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا تو انہوں نے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟ میں نے کہا: میں عمرو کا بیٹا واقد ہوں اور حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ جو بہت بڑے صحابی تھے کا پوتا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تو بہت بڑے عظیم اور طویل القامت شخص تھے۔ یہ فرمانے کے بعد وہ بہت زیادہ روئے۔ بعد ازاں فرمایا: سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیدر بادشاہ کے پاس ایک لشکر بھیجا جو رومہ کا سردار تھا اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ریشم اور سونے کا بنا ہوا ایک جہہ بھیجا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہنا بعد ازاں آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ پھر بیٹھ گئے اور بات تک نہ فرمائی اور پھر منبر سے نیچے تشریف لائے۔ لوگ اس جہے کو اپنے ہاتھوں سے چھونے لگے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اسے دیکھ کر حیران ہوتے ہو؟ جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بہتر اور افضل ہیں۔ (۵۳۰۴)

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس حسین تر لباس میں کتنے حسین ترین لگتے ہوں گے۔

مصطفیٰ کی نوری صورت کو سلام	مصطفیٰ کی نوری سیرت کو سلام
اے حبیب کبریا شاہ جہاں	آپ کی ختم رسالت کو سلام
جس قدر ہیں انبیاء و اولیاء	ان کی عظمت اور نبوت کو سلام

ضروری وضاحت

(۱) سیدنا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بہت بڑے جلیل القدر صحابی تھے نیز آپ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ آپ کو جنگ احد میں ایک تیرگا جس سے آپ شہید ہو گئے۔

(۲) دومہ مدینہ منورہ سے تیرہ منزلوں کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔

(۳) لوگ اس جتے کو چھونے لگے اور اس طرح اس کی چمک دمک سے حیران ہونے لگے۔

(۴) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال جنت میں اس جے سے کہیں زیادہ بہترین ہیں تو دوسرے لباس اور کپڑوں کا کیا حال ہوگا؟ تاہم یہ حدیث مبارکہ اگلی حدیث پاک سے منسوخ ہے۔

☆ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں زیب تن فرمائیں۔ (۵۳۲۱)

☆ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ اگر تصویر کپڑے پہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (۵۳۵۲)

حالانکہ حضور علیہ السلام نے تصویر والے کپڑے کو دیکھا تو چہرہ انور کا رنگ بدل گیا، کپڑے کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسَ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ الَّذِينَ يُشَبُّهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ بَشَكِّ قِيَامَتِ كَدْنِ سَبِّ سَخْتِ عَذَابِ انْ لَوْ كُوْهُو
گا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں یعنی اللہ کی مخلوق کی تصاویر بناتے ہیں۔ (ظاہر ہے کپڑے پر بُت وغیرہ تو نہیں بنے ہوئے تھے) (۵۳۵۹)

مسک سے بہتر پسینہ

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھال پر آرام فرما ہوئے جب آپ کو پسینہ آیا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا انھیں اور آپ کے پسینہ کو جمع کر کے ایک شیشی میں بھرا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کا پسینہ اپنی خوشبو میں ملاؤں گا۔ یہ سن کر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ (۵۳۷۳)

نور سے معمور سینہ

یا شهنشاه مدینه

یا رسول سلام علیک

صلوة اللہ علیک

ۛ آپ سلطان مدینہ

مسک سے بہتر پسینہ

یا نبی سلام علیک

یا حبیب سلام علیک

دولت کے آنے یہ آنسو بہانا

جناب حضرت سمرہ بن سہم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں حضرت ابو ہاشم بن عتبہ کے پاس حاضر خدمت ہوا اور آپ بیماری میں مبتلا تھے اسی دوران حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھنے کے لئے آئے، حضرت ابو ہاشم رونے لگے! تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ روتے کیوں ہیں؟ کوئی تکلیف ہے یا دنیا کے لئے روتے ہو؟ وہ تو تمہاری بہت اچھی گزری۔ آپ نے جواب دیا: ایسی تو کوئی بات نہیں، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک نصیحت فرمائی تھی۔ میں اس کی پیروی کرنا چاہتا ہوں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مال غنیمت کو لوگوں کے درمیان تقسیم ہوتے دیکھو تو تمہیں خدمت اور ضرورت کے لئے ایک خادم اور ایک سواری فی سبیل اللہ کافی ہے مگر جب مجھے مال ملا

ور میں نے اسے جمع کیا۔

(یعنی میں نے ضرورت سے زیادہ مال اکٹھا کیا اس لئے روتا ہوں۔ ایک حدیث شریف کے مطابق دنیا اس قدر کافی ہے کہ سکونت کے لئے ایک مکان ہو خدمت کے لئے خادم ہو اور ضرورت کے لئے ایک سواری ہوتا کہ خدا کی راہ میں جہاد کیا جاسکے تاہم! جب مجھے مال و دولت ملا تو میں نے اسے جمع کیا) (۵۳۷۴)

دنیا کی محبت کو جو رخصت نہ کریں گے
اللہ کا یہ دین ہے اللہ کی امانت
ہم پر وہ کبھی چشم عنایت نہ کریں گے
جو لوگ امیں ہیں وہ خیانت نہ کریں گے

کِتَابُ آدَابِ الْقَضَاةِ (قاضیوں کے آداب کا بیان)

☆ عدل و انصاف کرنے والے (حاکم) اللہ تعالیٰ کے ہاں نور کے منبروں پہ خدا کی دائیں جانب ہوں گے۔ (۵۳۸۱)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس روز سات شخصوں کو اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ ایک تو امام عادل اور دوسرا وہ نوجوان جو اللہ رب العزت کی عبادت میں بڑھتا چلا جائے۔ تیسرا وہ شخص جس نے علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو چھلک پڑے۔ چوتھا وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے۔ پانچویں وہ دو (۲) شخص جو محض اللہ کے لئے آپس میں دوست ہیں۔ چھٹا وہ شخص جسے صاحب جمال اور رتبے والی عورت بلائے اور وہ خدا سے ڈر کر اس سے باز رہے۔ ساتواں وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایسے چھپا کر دیا کہ بائیں ہاتھ کو علم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔ (۵۳۸۲)

نور کے منبروں پہ بیٹھنے والے سات اشخاص

مندرجہ بالا حدیث میں جن سات اشخاص کا ذکر ہوا اس بارے میں ایک وضاحت بھی ذہن میں رہے۔

(۱) وہ شخص جس کی آنکھوں میں سے آنسو چھلک پڑے خدا کو یاد کر کے یا اپنے گناہوں کو یا اللہ کے خوف سے۔

(۲) وہ شخص جس کا دل مسجد کی طرف لگا ہوا ہے کہ کب اور کس وقت نماز کا وقت ہوتا ہے اور میں جا کر نماز پڑھوں۔ حضور انور کا ایک اور ارشاد گرامی ہے: مسلمان مسجد میں اس طرح ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں اس طرح ہے جیسے پرندہ پنجرے میں قید ہو۔

(۳) دو (۲) شخص جو اللہ کے لئے دوست ہیں یعنی ان میں کوئی دنیوی لالچ، خواہش اور غرض نہیں۔

(۴) چھٹا وہ شخص جس کو رتبے والی عورت اپنے ساتھ برابر کرنے کو بلائے اور وہ بدنامی یا عزت و جان کی بجائے صرف اللہ کے خوف سے باز رہے۔

(۵) بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا یعنی کسی شخص کو خدا کے سوا فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی خبر اور اطلاع نہ ملی۔

حدیث شریف میں مندرجہ امور کو اس وقت تک نہیں بجالایا جاسکتا جب تک دل میں پکا اور سچا اعتماد اور ایمان نہ ہو۔ حدیث

اے معلوم ہوا: جو شخص خدا کو نہ مانے اس سے عدل و انصاف بھی نہیں ہو سکتا جب کبھی موقع ملا وہ چوری، خیانت اور رشوت و ظلم و ستم سے بے جا زیادتی کرے گا اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ راس الحکمة مخافة الله یعنی دانائی کا سرچشمہ اللہ کا خوف ہے یا خدا ترسی سب نیکیوں کی اصل اور جڑ ہے اور اسی لیے بے دین سے کبھی بھی بھلائی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے نیز یہ کہ بد عقیدہ اور گمراہ لوگ قابل اعتماد نہیں ہوتے۔

کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمن دل کو کہ خورشید قیامت بھی ہو ترے خوشہ چینوں میں

درست فیصلہ کرنے والے کو دو ہر ا ثواب

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی منصف سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے اور پھر وہ فیصلہ درست ہو تو اس کو دگنا ثواب ہے اور جو شخص غور و فکر کرے لیکن وہ ٹھیک نہ فیصلہ کر سکے تو اسے اکہرا ثواب ہے۔ (۵۳۸۳)

یہ اس لئے ہے کہ اس شخص نے اپنا فرض ادا کیا اور ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ جس چیز کو صداقت اور سچائی سے درست اور ٹھیک سمجھے اسے اختیار کرے۔ اگر اس کی سمجھ میں کوئی غلطی ہوئی تو اس پر کوئی گناہ نہیں باز پرس اس شخص سے ہوگی جو ایک بات کو اپنی قوت ایمانی سے غلط سمجھے پھر دنیا داری کے خیال یا مال وغیرہ کے لالچ اور منصب و عہدہ وغیرہ کے لئے اس میں تامل کرے۔ ایسے شخص کی زندگی قابل افسوس ہے جو چند روزہ زندگی کیلئے اپنی حقیقی اور دائمی خوشی اور فرحت بھول جائے اور دنیا کی گھڑی بھر کے لطف اور مزے کے لئے اپنی زندگی کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تلخ بنالے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میں حق کو ناحق اور ناحق کو حق کہہ کر دنیا اور دولت کی ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی میں رہوں گا وہ کوتاہ اندیش اور بے وقوف ہے۔ خوشی درحقیقت وہ ہے جو ہمیشہ قائم رہے اور وہ خوشی اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک انسان اپنی قوت ایمانی سے حق کو حق نہ کہے اور غلط کو غلط نہ کہے۔ اب جو خوشی دل میں پیدا ہوتی ہے کہ میں نے اچھا کام کیا میرا خدا مجھ سے خوش ہے۔ یہی حقیقی اور اصلی خوشی ہے جو نہ کبھی مٹی ہے اور نہ ہی کم ہوتی ہے۔

یونہی پتھر نہیں ہوتا کسی قطرے کا مزاج وہی جانے ہے کیا سیپ کے اندر گدڑی
☆ قرآن و سنت میں اگر کسی بات کا حکم نہ ملے تو نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ (حضرت ابن مسعودؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) (۵۳۹۹-۵۴۰۰)

کِتَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ (اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا باب)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان احترام کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی سواری پہ سوار نہ ہوتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام نے پوچھا: اے عقبہ سوار کیوں نہیں ہوتے ہو؟ تو عرض کیا: اَنْ اَرْكَبَ مَرْكَبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بھلا میں حضور کی سواری پہ کس طرح سوار ہو جاؤں۔ (۵۴۳۹)

حضور کی سواری کا اتنا احترام کرنے والے خود حضور علیہ السلام کا کس قدر احترام کرتے ہوں گے

نبی کے در کا رستہ ہے
ہمارا گھر مہکتا ہے
عجب جھونکا ہوا کا ہے
مقدر سے چمکتا ہے
محمد مصطفیٰ کا ہے
مجھے تو ایسا لگتا ہے
مدینہ میں نے دیکھا ہے
کرم اس نقش پا کا ہے
کہ میرے سر پہ سایہ ہے

نرانے رنگ رکھتا ہے
لکھو جب نعت لگتا ہے
ثنائے سرورِ عالم
ستارہ بھی سرِ مژگاں
نہ پوچھو جو کرم مجھ پر
بلانے والے ہیں آقا
مجھے بھی ناز ہے اس پر
یہ جتنے بھی اجالے ہیں
مری مسرور یہ قسمت

کن کن چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے

کتاب الاستعاذہ میں مندرجہ ذیل چیزوں سے پناہ مانگنے کے ابواب کا ذکر بھی ہے۔ اس دل سے جس میں خوف خدا نہ ہو، سینے کے فتنے سے، کان اور آنکھ کے فتنے سے، نامردی اور بزدلی سے، بخل سے، رنج سے، غم سے، جرمانے اور گناہ سے، ہستی سے، عجز سے، ذلت سے، غربت سے، قبر کے فتنے سے، سیر نہ ہونے والے نفس سے، بھوک سے، خیانت سے، دشمنی، نفاق اور برے اخلاق سے، قرض سے، امارت کے فتنے سے، دنیا کے فتنے سے، ذکر کی برائی سے، کفر کی برائی سے، گمراہی سے، دشمن کے غلبے اور اس کی ملامت سے، بڑھاپے سے، بری قضا سے، بد بختی اور جنون سے، جنوں کی نظر سے، فخر و غرور کی برائی سے، بری عمر سے، نفع کے بعد نقصان سے، مظلوم کی بددعا سے، سفر سے واپسی پر اللہ کی پناہ طلب کرنا، برے پڑوسی سے، لوگوں کے بلوے سے، فتنہ و جال سے، عذاب جہنم سے، انسانی شیطان سے، زندگی کے فتنے سے، موت کے فتنے سے، جو کام ابھی نہیں کیا اس کی برائی سے، زمین میں دھنس جانے سے، گر پڑنے سے، مکان کے نیچے دب جانے سے، خدا کے غضب سے، قیامت کے دن جگہ کی تنگی سے، وہ دعا جو قبول نہ ہو اس سے۔

کِتَابُ الْأَشْرَبَةِ (شراب اور دیگر پی جانے والی چیزوں کا بیان)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعا پہ شراب کے متعلق واضح حکم (سورۃ مائدہ کی آیت میں) نازل ہوا۔ (۵۵۴۲)
☆ شراب کی حرمت کا حکم سن کر اہل اسلام نے شراب کے برتن الٹا دیئے۔ (۵۵۴۳)

اس کتاب میں کئی اشیاء کو ملا کر نبیذ (ایسا پانی بنانا کہ جس میں جوش اور تیزی آجائے اور اس میں نشہ پیدا ہو جائے) سے منع فرمایا گیا مثلاً گدر اور خشک کھجور کی نبیذ (خلیطین) سے، پکی اور کچی کھجور، کچی اور تر کھجور، کچی اور گدر کھجور، گدر اور تر کھجور، گدر اور خشک کھجور، کھجور اور انگور، تر کھجور اور انگور، گدر کھجور اور انگور کی نبیذ سے منع کیا گیا اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی گئی۔ وہی لَیَقْوِیْ أَحَدُھُمَا عَلٰی صَاحِبِہ کہ ایک سے دوسری شئی میں طاقت آجاتی ہے یعنی نشہ۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ احتیاط کے پیش نظر اس کھجور کو ایک طرف سے کاٹ دیتے تھے جو آدھی کچی اور آدھی پکی ہوتی تھی۔ (۵۵۶۶-۶۷)

☆ صرف انگور یا صرف کھجور بگو کر نبیذ بنانے کی اجازت ہے۔ (جبکہ اس میں نشہ نہ آئے) (۵۵۷۲-۷۳)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو و ما اتکم الرسول فخذوه..... اور و ما کان لہومن لا مومنة اذا قضی اللہ ورسولہ امر..... کی روشنی میں دیکھا کرتے تھے۔ (۵۶۲۶-۲۷)

☆ پہلے تین چیزوں سے منع فرمایا گیا۔ پھر اجازت دے دی۔ (۱) زیارت قبور سے (۲) قربانی کا گوشت تین دن سے راند رکھنا (۳) نبیذ بنانے سے۔ (۵۶۵۲)

☆ کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر شراب پییں گے۔ غیبی خبر (۵۶۶۱)

☆ شرابی کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۵۶۶۷)

شراب تمام برائیوں کی جڑ (ام الخبائث) ہے

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شراب سے بچو کیونکہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ پہلے زمانے میں ایک عابد شخص تھا اسے ایک بدکارہ عورت نے اپنے دام فریب میں گرفتار کرنا چاہا اور ایک لونڈی کو اس شخص کے پاس اس بہانہ سے بھیجا کہ میں تجھے گواہی دینے کے لئے بلارہی ہوں (گواہی دینے جانا ضروری ہے) وہ شخص اس لونڈی کے ساتھ چلا آیا۔ اس لونڈی نے جب مکان کے ہر دروازے کو بند کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ ایک عورت کے پاس پہنچا جو نہایت حسین و جمیل تھی اور اس عورت کے پاس ایک لڑکا تھا اور شراب کا ایک برتن تھا اس عورت نے کہا: خدا کی قسم! میں نے تجھے گواہی کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے تاکہ تو مجھ سے صحبت کر لے یا اس شراب میں سے ایک گلاس پئے یا اس لڑکے کو قتل کر ڈالے۔ وہ شخص بولا: مجھے اس شراب کا ایک گلاس پلا دو! اس عورت نے ایک گلاس اسے پلا دیا جب اسے لطف آیا تو وہ بولا اور دو۔ اور وہ پھر وہاں سے نہ ہٹا جب تک کہ اس عورت سے صحبت نہ کر لی اور اس لڑکے کا ناحق خون نہیں کیا۔ تو تم شراب سے بچو کیونکہ اللہ کی قسم شراب اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے۔ (۵۶۶۹)

یعنی اگر ایمان غالب ہو تو شراب چھوٹ جائے گی اور اگر شراب نہ چھوٹی تو ایمان ندارد (معاذ اللہ)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت ایمانی

۔ پھر مجھے کہتا ہے میرا چاہنے والا میں موم ہوں اس نے مجھے چھو کر نہیں دیکھا

سیدنا حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت سعد کے باغ میں انگور کی بہت زیادہ بیلئیں اور انگور تھے اور آپ کی جانب سے باغ میں ایک شخص داروغہ مقرر تھا۔ ایک دفعہ جب انگور بہت زیادہ گئے تو داروغہ نے حضرت سعد کو لکھا: مجھے انگوروں کے تلف ہونے کا خدشہ ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کا شیرہ نکال لوں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا: جب ہی تمہیں میرا یہ خط پہنچے تو باغ چھوڑ دو خدا کی قسم! آج کے بعد میں تمہاری کسی بات کا یقین نہیں کروں گا۔ پھر آپ نے اس کو باغ کی ملازمت سے معزول کر دیا۔ (۵۷۱۶)

یہ اس لئے تھا کہ لوگ عبرت حاصل کریں نیز شیرہ نکالنا شراب تیار کرنے کا ذریعہ ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تقویٰ

مجھ سے مت پوچھ تیرے عشق میں کیا رکھا ہے میں نے اس درد میں دنیا کو بھلا رکھا ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے انواع و اقسام کے مشروب ایجاد کر رکھے ہیں لیکن میں نے بیس یا چالیس برس سے پانی اور ستو کے سوا کچھ نہیں پیا اور انہوں نے نبیذ کا ذکر بھی نہ فرمایا (۵۷۵۸) حالانکہ نبیذ جس میں تیزی نہ آئی ہو اور نشہ کا خدشہ نہ ہو وہ شربت کی طرح شیریں اور لذیذ ہونے کے ساتھ حلال بھی ہے اور اس کے پینے میں کوئی حرج بھی نہیں لیکن یہ آپ کا تقویٰ تھا کہ آپ اس سے بھی بچا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت شبرمہ فرماتے ہیں: حضرت ابو طلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل کوفہ نبیذ کے متعلق آزمائش میں مبتلا ہو گئے جس میں چھوٹا بڑا ہوتا ہے اور بڑا ضعیف العمر ہوتا ہے یعنی سب لوگ اس فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت شبرمہ کہتے ہیں: جب کوئی شادی ہوتی تو حضرت طلحہ اور زید رضی اللہ عنہما لوگوں کو دودھ اور شہد پلایا کرتے تھے۔ کسی نے حضرت طلحہ سے پوچھا: آپ لوگوں کو نبیذ کیوں نہیں پلاتے؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بات ناگوار گزرتی ہے کہ میری وجہ سے کسی مسلمان کو نشہ آئے۔ (۵۷۶۰) حضرت جریر فرماتے ہیں: حضرت شبرمہ (اسی وجہ سے) صرف پانی اور دودھ ہی پیا کرتے تھے۔ (۵۷۶۱)

ان حضرات کے دل میں ایک ہی آرزو ہوتی تھی کہ کہیں سرکار کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو جائے تاکہ ہمارا دل جلوہ گاہِ یار رہے

مجھ کو بھی ہے حضور: خزانے کی آرزو	دل کو دیارِ شوق بنانے کی آرزو
نعت نبی کے پھول کھلانے کی آرزو	اللہ رے: یہ موج میں آنے کی آرزو
نام نبی پہ جان لٹانے کی آرزو	دل میں وہی ہے خود کو مٹانے کی آرزو
ہر آرزو ہے اپنی جگہ خوب تر مگر	قدموں میں آ کے اشک بہانے کی آرزو
رہتا ہوں فرشِ خاک پہ لیکن حضور میں	رکھتا ہوں دل کو عرش بنانے کی آرزو
مشتاق دید سارا زمانہ ہے اے حضور	پوری ہو کاش سارے زمانے کی آرزو
میرے حضور آپ کے قدموں کے سامنے	کس کو نہیں نصیب جگانے کی آرزو
پھر سوچتا ہوں بار نہ گزرے مزاج پر	ورنہ ہے دل میں نعت سنانے کی آرزو
مسرور کیا بتاؤں کسی کو جو دل میں ہے	شہر نبی میں جھوم کے جانے کی آرزو

آخر کتاب الاشربة وهو آخر کتاب المجتبیٰ من النسائی والحمد لله رب العالمین و صلی اللہ

علی سیدنا محمد خاتم النبیین و علی الہ الطیبین الطاہرین و رضی اللہ عن کل الصحابة اجمعین و عن التابعین لهم باحسان الی یوم الدین۔ نسائی شریف کی منتخب احادیث یہاں پہ مکمل ہوئیں اس کے بعد ابن ماجہ شریف کی منتخب احادیث کا آغاز ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

سنن ابن ماجہ کی منتخب احادیث

امام ابن ماجہ کے حالاتِ زندگی

فنِ حدیث کے آئمہ ستہ میں امام ابن ماجہ کا نام سب سے آخر میں آتا ہے دوسرے آئمہ حدیث کی طرح امام ابن ماجہ نے بھی خدمتِ حدیث میں بڑا نام کمایا اور اپنے بے شمار مداحین پیدا کیے۔ امام ابوالقاسم تاریخ قزوین میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ آئمہ مسلمین کے ایک عظیم امام ثقہ شخصیت کے مالک اور اہل علم میں بے حد مقبول تھے۔ محدث خلیلی کہتے ہیں: وہ تفسیر حدیث اور تاریخ کے بہت بڑے عالم تھے خصوصاً علم حدیث میں تو وہ بڑے ماہر اور حافظ گردانے جاتے تھے اور ان کے اقوال لوگوں کے لئے سند کا درجہ رکھتے تھے۔ علامہ یاقوت حموی معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ کا قزوین کے ممتاز آئمہ میں شمار ہوتا تھا۔ اسی طرح شمس الدین ذہبی، شہاب الدین ابن حجر عسقلانی، ابن خلکان، ابن ناصر الدین اور دیگر مورخین اور ناقدین فن نے امام ابن ماجہ کی علم حدیث میں امام رفعت شان، وسعت نظر، حفظ حدیث اور ثقاہت کا اعتراف و اقرار کیا ہے ان کی علمی اور فنی خدمات کو سراہا ہے اور شاندار طریقہ سے ان کے فضائل اور مناقب بیان کیے ہیں۔

نام و نسب

امام ابن ماجہ کا پورا نام اس طرح ہے: حافظ ابو عبد اللہ بن یزید الربیع ابن ماجہ لقب ہے۔^۱..... ابو عبد اللہ کنیت محمد نام یزید آپ کے والد کا نام ہے اور ربیعہ بن نزار کی طرف نسبت ہے۔ قبیلہ ربیعہ سے نسبت ولاء کی بنا پر ان کو ربعی کہا جاتا ہے جس طرح امام بخاری کو ولاء کی وجہ سے جعفی کہتے ہیں اور قزوینی قزوین کی طرف نسبت ہے جو عراق و عجم کا مشہور شہر ہے یہ ایران کے صوبہ آذربائیجان میں واقع ہے اور امام ابن ماجہ کا وطن ہے۔

ابن ماجہ میں ماجہ فارسی لفظ ہے اور غالباً یہ لفظ ماجہ کا معرب ہے۔ ماجہ کے مصداق میں مورخین کا اختلاف ہے اور ان کی عبارات اس باب میں کافی مضطرب ہیں۔ شاہ عبدالعزیز نے ”بستان المحدثین“ میں لکھا کہ ماجہ آپ کی والدہ کا نام تھا اور عجالہ نافعہ میں لکھا ہے کہ یہ آپ کے والد کا لقب ہے۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ آپ کے دادا کا نام ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ماجہ آپ کے والد یزید کا لقب ہے اور یہی اکثر علماء اور قزوین کے مورخین کا مختار ہے اس لیے قواعد املاء کے مطابق اس لفظ کو اثبات الف کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ یعنی یوں محمد بن یزید ابن ماجہ تا کہ معلوم ہو کہ ابن ماجہ محمد کی صفت ہے اور یزید کی صفت نہیں ہے۔ اس لفظ کی املاء میں ملا علی قاری سے ایک تسامح واقع ہوا ہے کیونکہ انہوں نے ابن ماجہ کو یزید کا لقب اور محمد کی صفت

۱..... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب المعجم جلد ۹ ص ۵۳۱

قرار دینے کے باوجود یہ کہا ہے کہ اس لفظ کو بغیر الف کے لکھنا چاہیے حالانکہ اس صورت میں ابن کو الف کے ساتھ ہی لکھنا چاہیے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں:

وابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ باثبات الف ابن خطاء فانه بدل من ابن یزید ففی القاموس ماجہ لقب والد محمد بن یزید صاحب السنن لاجده۔^۱

اور ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ کو اثبات الف کے ساتھ ابن ماجہ لکھنا خطا ہے کیونکہ یہ ابن یزید سے بدل ہے (یعنی محمد کی صفت ہے) قاموس میں ہے کہ ”ماجہ“ محمد بن یزید صاحب سنن کے والد کا لقب ہے نہ کہ دادا کا۔

امام نووی نے لفظ ابن لکھنے کا قاعدہ یہ بیان کیا ہے کہ اگر دو متناسل ناموں کے درمیان ابن آئے تو بغیر الف کے لکھا جاتا ہے۔ جیسے عبد اللہ بن عمر یا عبد اللہ بن عباس اور اگر ابن دو متناسل ناموں کے درمیان نہ ہو بلکہ پہلے نام کی صفت ہو تو الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے جیسے عبد اللہ بن عمرو ابن ام مکتوم میں ابن ام مکتوم یا عبد اللہ بن ابی ابن سلول میں ابن سلول کیونکہ پہلی مثال میں ام مکتوم عبد اللہ بن عمرو کی اور دوسری مثال میں سلول عبد اللہ بن ابی کی والدہ کا نام ہے اور ابن ام مکتوم عبد اللہ بن عمرو کی اور ابن سلول عبد اللہ بن ابی کی صفت ہے۔^۲

ولادت اور حالات زندگی

امام ابن ماجہ ۲۰۹ھ کو عراق عجم کے مشہور شہر قزوین میں پیدا ہوئے۔^۳ عام دستور کے مطابق ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد علم حدیث کی طرف رجوع کیا۔ وطن اور بیرون وطن ہر جگہ روایت حدیث کو تلاش کیا اور درواز علاقوں میں جا کر علم حدیث حاصل کیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے خراسان، عراق، حجاز، مصر اور شام کے متعدد شہروں کا سفر کیا۔ جن میں مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، کوفہ، بصرہ، بغداد اور طہران کے نام قابل ذکر ہیں۔ امام ابن ماجہ کے اساتذہ اور شیوخ کے اوطان پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ان اساتذہ سے حصول علم کی خاطر اور شہروں کا بھی سفر کیا ہوگا جن میں اصفہان، رہواز، ایلہ، بلخ، بیت المقدس، حران، دمشق، فلسطین، عسقلان، مرو اور نیشاپور کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔

اساتذہ

امام ابن ماجہ کے اساتذہ کی بھی ایک کثیر تعداد ہے جن میں چند حضرات کے اسماء یہ ہیں: محمد بن عبد اللہ بن نمیر، جبارہ بن المغلس، ابراہیم بن المنذر، الخرامی، عبد اللہ بن معاویہ، ہشام بن عمار، محمد بن رحم اور داؤد رشید۔^۴ ان کے علاوہ ابو بکر بن ابی شیبہ

۱..... ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ الفاتیح، جلد ۱، ص ۶۸

۲..... امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۸ھ شرح مسلم علی حاشی، مسلم جلد ۱، ص ۶۸

۳..... امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرہ جلد ۲، ص ۳۰

۴..... امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرہ جلد ۲، ص ۶۳۰

نصر بن علی الجہضمی، ابومروان محمد بن عثمان، محمد بن یحییٰ نیشاپوری، احمد بن ثابت الحجدری، ابوبکر بن خلاد باہلی، محمد بن بشار، علی بن منذر، محمد بن عباد بن آدم، عباس بن عبد العظیم احمد بن عبیدہ، عبد اللہ بن عامر بن زرارۃ، ابو خثیمہ زہیر بن حرب، عثمان بن ابی شیبہ، عبد اللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان دمشقی، اسماعیل بن بشر بن مصور اور یحییٰ بن حکیم بھی ابن ماجہ کے مشہور اساتذہ میں شامل ہیں۔

تلامذہ

امام ابن ماجہ سے فیض حاصل کرنے والے اور ان سے احادیث کی روایت کرنے والوں کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔ چند حضرات کے اسماء یہ ہیں۔ علی بن سعید بن عبد اللہ الفلانی، ابراہیم بن دینار الجرجسی، الصمدانی، احمد بن ابراہیم القزوی، ابوالطیب احمد بن روح الشحرانی، اسحاق بن محمد القزوی، جعفر بن ادریس حسین بن علی بن براین، سلیمان بن یزید القزوی، محمد بن عیسیٰ الصغار، حافظ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سلمہ قزوی، ابو عمرو احمد بن محمد، حکیم المدنی الاصبہانی۔^۱

تصانیف

امام ابن ماجہ سے تین کتابیں یادگار ہیں۔ (۱) سنن ابن ماجہ اس کا تعارف بالتفصیل آتا ہے۔ (۲) تفسیر ابن ماجہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: ولابن ماجہ تفسیر حافل اور امام سیوطی نے بھی الاتقان میں تیسرے طبقہ کی تفسیروں میں ابن ماجہ کی تفسیر کا شمار کیا ہے۔^۲ لیکن اب یہ کتاب نایاب ہو چکی ہے۔ (۳) التاریخ یہ صحابہ سے لے کر مصنف کے عہد تک کی تاریخ ہے۔ حافظ ابن طاہر مقدسی متوفی ۵۰۷ھ فرماتے ہیں: میں نے قزوین میں اس کا ایک نسخہ دیکھا تھا لیکن اب یہ کتاب ناپید ہو چکی ہے۔

وصال

چونٹھ سال زندگی گزار کر ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ پیر کے دن ابن ماجہ کا انتقال ہو گیا اور منگل کے دن آپ کو دفن کیا گیا۔^۳ حافظ ابوالفضل مقدسی شروط الائمہ السنۃ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے بھائی ابوبکر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے صاحبزادے عبد اللہ اور دو بھائیوں نے مل کر آپ کو قبر میں اتارا۔ متعدد شعراء نے آپ کی وفات پر دردناک مرثیے لکھے۔ محمد بن الاسود قزوی نے مرثیہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لقد اوهی دعائم علم وضع ركنه فضوا ابن ماجه

ابن ماجہ کے وصال نے سریر علم کے ارکان اور ستون توڑ ڈالے ہیں۔

الا لله ما جنت المنایا علینا من تحفظها ابن ماجه

موت نے ابن ماجہ کو ہم سے چھین کر جو یادتی کی ہے اس کی فریاد بس اللہ ہی سے ہے۔

۱..... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب المعجم جلد ۹ ص ۵۳۱

۲..... حافظ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ الاتقان جلد ۲ ص ۱۹۰

۳..... شاہ عبدالعزیز دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ بستان المحمدین ص ۲۹۹

فمن یرجی لعلم او لحفظ بشرح بین مثل ابن ماجہ
اب علم اور حفظ کے باب میں کس سے توقع کی جائے کہ وہ ابن ماجہ کی سی شرح کر سکے۔

ابا عبد اللہ مضیت فردا وما خلفت مثلك یا ابن ماجہ
اے ابو عبد اللہ! تم اپنے دور میں یگانہ اور منفرد تھے اور تم نے اپنے بعد اپنی نظیر نہیں چھوڑی۔

بعض مرثیوں کے اشعار حافظ ابن حجر نے بھی تہذیب التہذیب میں نقل فرمائے ہیں۔ بہر حال ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ امام ابن ماجہ اپنے دور کی محبوب اور ہر دلعزیز شخصیت تھے اور قزوین میں ان کے لئے بے حد خلوص اور احترام پایا جاتا تھا۔

سنن ابن ماجہ

کتب صحاح ستہ میں جس کتاب کو سب سے آخر میں شمار کیا جاتا ہے وہ سنن ابن ماجہ ہے۔ اس کتاب کو پانچویں صدی کے اخیر میں صحاح ستہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہر دور میں یہ کتاب اپنی اہمیت منواتی گئی۔ صحت اور قوت کے لحاظ سے صحیح ابن حبان، سنن دارمی، دارقطنی اور دوسری کئی کتب ابن ماجہ سے برتر تھیں لیکن ان کتب کو وہ قبول عام اور فروغ حاصل نہ ہو سکا جو سنن ابن ماجہ کو نصیب ہوا۔ سنن نسائی کو قوت اور صحت اسناد کے لحاظ سے بعض مغاربہ نے بخاری و مسلم پر بھی ترجیح دی لیکن اس کے باوجود سنن نسائی پر حواشی اور شروحات کے سلسلہ میں اس قدر کام نہیں ہوا جس قدر کام سنن ابن ماجہ کے حواشی اور شروحات کے سلسلہ میں ہوا ہے۔

سنن ابن ماجہ کی افادیت اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ جب امام ابن ماجہ نے یہ کتاب تصنیف کر کے حافظ ابوزرعہ کی خدمت میں پیش کی تو وہ اس کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھے کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تو اس دور کی اکثر جوامع اور مصنفات بیکار اور معطل ہو کر رہ جائیں گی۔^۱..... حافظ ابوزرعہ کا یہ قول حرف بحرف صادق ہوا اور سنن ابن ماجہ کے فروغ کے سامنے متعدد جوامع اور مصنفات کے چراغ دھندلا گئے۔

اسلوب

سنن ابن ماجہ کو جس چیز نے عوام و خواص میں پذیرائی اور قبولیت عطا کی وہ اس کا شاندار اسلوب اور روایت کا حسن انتخاب ہے۔ ابواب کی فقہی رعایت سے ترتیب احادیث سے مسائل کے واضح استنباط اور تراجم ابواب کی احادیث سے بغیر کسی پیچیدگی اور الجھن کی مطابقت نے بھی سنن ابن ماجہ کے حسن کو نکھارا ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم سنن ابن ماجہ کے اسلوب کی چند خوبیاں اور خصوصیات پیش کر رہے ہیں۔

(۱) امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں زیادہ تر ان احادیث کو روایت کیا ہے جو کتب خمسہ میں موجود نہیں ہیں۔ علامہ ابوالحسن سندھی لکھتے ہیں: امام ابن ماجہ اپنے اس اسلوب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے تابع ہیں کیونکہ وہ بھی انہی احادیث کی روایت کرتے تھے جو دوسرے صحابہ کے پاس نہیں ہوتی تھیں اور جس طرح حضرت معاذ کا یہ طریقہ کثرت افادہ کے لئے تھا اسی طرح امام ابن ماجہ نے بھی زیادتی افادہ کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا اور اپنے اس اسلوب کو قائم رکھنے کے لئے انہوں نے اسانید کی صحت اور قوت کی طرف بھی چنداں التفات نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ سنن ابن ماجہ میں ضعیف الاسناد روایات بکثرت

۱..... امام عبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۴۳۶

موجود ہیں۔

(۲) سنن ابن ماجہ کی ایک اہم انفرادیت اور خصوصیت یہ ہے کہ امام ابن ماجہ اپنی سنن میں کوئی حدیث مکرر نہیں لائے اور یہ وہ خوبی ہے جو بقیہ کتب اصول میں سے کسی کتاب میں موجود نہیں۔

(۳) سنن ابن ماجہ میں باقی کتب سنن کی بنسبت بہت زیادہ اختصار سے کام کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود یہ کتاب تمام ضروری مسائل اور احکام کی جامع ہے۔

(۴) زیادہ تر اس کتاب میں مسائل اور احکام کے متعلق احادیث ہیں یعنی فضائل اور مناقب سے متعلق احادیث اس کتاب میں نہیں لائی گئیں۔

(۵) اس کے باوجود آپ اس فقیر (غلام حسن قادری) کے مجموعہ احادیث ابن ماجہ کا مطالعہ فرمائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ انہی احادیث سے فضائل کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر بہہ رہا ہے

(۶) بعض مقامات پر امام ابن ماجہ حدیث کی فنی حیثیت پر بھی گفتگو کرتے ہیں۔ مثلاً وہ ایک روایت ذکر کرتے ہیں: حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ ثنا ابن ابی غنیۃ عن الاعش عن ابراہیم عن علقمہ عن عبد اللہ انہ سئل اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب قائماً او قاعدا قال او ما تقرأ وترکوک قائماً: اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد ابن ماجہ لکھتے ہیں: ابو عبد اللہ غریب لا یحدث بہ الا ابن ابی شیبہ وحده۔^۱

(۷) اگر کسی حدیث کے بارے میں لوگوں میں تشویش اور اضطراب رہا ہو تو امام ابن ماجہ اس حدیث کے ثبوت ملنے کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی ایک واقعہ کا انہوں نے اس روایت کے بعد ذکر کیا ہے۔ حدثنا محمد بن یحییٰ ثنی ابراہیم بن موسیٰ انبأنا عباد بن العوام عن عمرو بن ابراہیم عن قاده عن الحسن عن الاحنف بن قیس عن العباس بن عبد المطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال امتی علی الفطرة ما لم یؤخروا المغرب حتی تشتبك النجوم۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ابن ماجہ لکھتے ہیں: قال ابو عبد اللہ ابن ماجہ سمعت محمد بن یحییٰ یقول اضطربوا الناس فی هذا الحدیث ببغداد فذهبت انا و ابوبکر الاعین الی العوام بن عباد بن عمرو بن ابراہیم عن قاده عن الحسن عن الاحنف بن قیس عن العباس بن عبد المطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال امتی علی الفطرة ما لم یؤخروا المغرب حتی تشتبك النجوم۔ اس حدیث کے بارے میں اس حدیث کے بارے میں کچھ اضطراب تھا۔ پس میں اور ابوبکر اعین دونوں اس حدیث کی تحقیق کی خاطر عباد بن عوام کے صاحبزادے عوام کے پاس گئے انہوں نے بعض روایات بعض شہروں کے محدثین کے ساتھ خاص ہوتی تھیں اور دوسرے شہروں میں اس کے راوی نہیں ہوتے

۱..... امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۷۷

۲..... امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۵۰

ہمیں اپنے والد عباد بن عوام کا اصل نسخہ لا کر دکھایا تو اس میں یہ حدیث موجود تھی۔

تھے۔ امام ابن ماجہ جب اس قسم کی روایات ذکر کرتے ہیں تو بتلا دیتے ہیں کہ یہ فلاں شہر والوں کی روایت ہے۔ مثلاً ایک روایت ذکر کرتے ہیں: حدثنا ابو عمیر عیسیٰ بن محمد النحاس وعیسیٰ بن یونس والحسین بن ابی اسری العسقلانی قالوا ثنا حمزہ بن ربیعۃ عن ابن شوذب عن ثابت البنانی عن انس بن مالک قال اتی رجل یقاتل ولیہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث بطولہ^۱..... اس کے بعد ابن ماجہ لکھتے ہیں: هذا حدیث الرملیین لیس الا عنده۔ یعنی یہ حدیث سوا اہل فلسطین کے اور کسی کے پاس موجود نہیں ہے۔

ثلاثیات ابن ماجہ

کتب صحاح ستہ کے مصنفین میں سے صرف چار کو اپنی تصانیف میں ثلاثیات روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں مع کمرات کے بائیس ثلاثیات روایت کی ہیں۔ امام ترمذی اور امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں صرف ایک ایک ثلاثی حدیث کو روایت کیا ہے اور امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں پانچ ثلاثیات کو روایت کیا ہے اور یہ پانچوں روایات سند واحد سے مروی ہیں اور وہ سند یہ ہے: حدثنا جبادة بن المغلس ثنا کثیر بن سلیم عن انس بن مالک۔ اس سند کے ایک راوی جبارہ بن مغلس ہیں جو امام ابن ماجہ کے شیخ ہیں۔ حافظ ابو زرعہ ابن معین ابن سعد اور بزاز وغیرہ محدثین نے ان کی سخت تضعیف کی ہے اور ان کی روایات کو منکر اور مضطرب قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے سامنے جب ان کے صاحبزادے نے جبارہ کی روایات کو پڑھا تو انہوں نے بعض روایات کو موضوع اور بعض کو کذب قرار دیا۔ تاہم بعض محدثین نے ان کی تعدیل اور تقویت بھی کی ہے۔ ابن نمیر کہتے ہیں: وہ صدوق تھے اور انہوں نے عمد کسی روایت میں جھوٹ نہیں بولا۔ ابن عدی بھی کہتے ہیں: وہ عمد روایات میں دروغ بیانی نہیں کرتے تھے۔ البتہ وہ روایات میں غفلت سے کام لیتے تھے۔ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا کہ وہ احفظ تھے اور روایت حدیث میں ہمیں سب سے زیادہ مطلوب تھے۔ وہ مزید کہتے ہیں: اثرم نے ہمیں ان سے احادیث لکھنے کا امر کیا تھا۔^۲

اور دوسرے راوی ہیں کثیر بن سلیم یہ جبارہ کے شیخ ہیں اور افسوس یہ ہے کہ یہ ضعف میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ جبارہ کی تو بعض حضرات نے تعدیل اور تقویت بھی کی ہے لیکن کثیر کی روایت کو کسی کا سہارا نہیں ملا۔ عبد اللہ بن علی بن مدینی کہتے ہیں: کثیر بن سلیم جو صاحب انس ہیں انتہائی ضعیف راوی ہیں۔ اس نے حضرت انس سے پانچ حدیثیں روایت کی تھیں جو بعد میں سو بن گئیں۔ یحییٰ بن معین ان کی احادیث لکھنے سے منع کرتے تھے۔ نسائی اور ازدی نے انہیں متروک الحدیث ابو زرعہ نے داہی الحدیث اور ابو حاتم نے انہیں ضعیف اور منکر الحدیث قرار دیا۔ ابن حبان نے کہا کہ کثیر حضرت انس کی طرف نسبت کر کے احادیث وضع کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ابن عدی اور امام بخاری وغیرہ۔ دیگر محدثین نے بھی ان پر سخت جرح کی ہے اور ان کی

۱..... امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۱۹۳

۲..... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب المعجم ص ۵۸ تا ۵۹

تائید اور تقویت میں سب خاموش ہیں۔^۱

بہر حال امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں پانچ ثلاثیات روایت کر کے اپنی اہمیت تو منوائی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ یہ روایات جبارہ اور کثیر کے ضعف کا شکار ہو گئیں اور یوں ان ثلاثیات کا کچھ وزن باقی نہیں رہا۔

شرائط

امام ابن ماجہ رواۃ کے انتخاب میں وسیع المشرَب ہیں اور ہر قسم کے راویوں کی روایت قبول کر لیتے ہیں اور اس کی وجہ غالباً یہی ہے کہ وہ اپنی سنن میں ایسی روایات لانا چاہتے تھے جو دوسری کتب اصول میں موجود نہیں ہیں۔ اسی شوق کی خاطر انہوں نے راویوں کے شدید ضعف کو بھی برداشت کر لیا ہے۔

روایات ابن ماجہ کی فنی حیثیت

سنن ابن ماجہ میں بکثرت ضعیف احادیث ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ ففیہ احادیث کثیر منکرۃ۔^۲

اس کتاب میں منکر روایات بکثرت ہیں اور حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں: سنن ابن ماجہ عمدہ اور صاف کتاب تھی کاش اس کو چند ضعیف احادیث مکرر اور خراب نہ کرتیں اور جن ضعیف احادیث نے ابن ماجہ کی صفائی کو مکرر کر دیا ہے ان کی تعداد کے بارے میں حافظ شمس الدین ذہبی نے حافظ ابو زرہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ شاید اس پوری کتاب میں تیس حدیثیں بھی ایسی نہیں ہوں گی جن کی اسناد میں ضعف ہو۔^۳..... حافظ ذہبی سیر النبلاء میں حافظ ابو زرہ کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اور ابو زرہ کا یہ بیان کہ اس میں پوری تیس حدیثیں بھی شاید ضعیف الاسناد نہ ہوں اگر صحیح ہو تو ان تیس حدیثوں میں ان کی مراد انتہائی کمزور اور ساقط روایتیں ہیں ورنہ ابن ماجہ کی جو احادیث قابل استدلال نہیں ہیں ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔^۴

یہ صحیح ہے کہ ابن ماجہ میں ایک ہزار کے قریب ضعیف روایتیں موجود ہیں لیکن سنن ابن ماجہ میں صحیح روایات بھی بکثرت موجود ہیں بلکہ ناقدین فن نے تو سنن ابن ماجہ کی بعض روایات کو صحیح بخاری کی بعض روایات سے بھی رائج قرار دیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کے باب میں ہم تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں کہ امام بخاری نے باب ما جاء اذا قيمت الصلوة فلا صلوا الا المكتوبة کے تحت شعبہ کی اسناد سے ایک روایت ذکر کی ہے جس میں دو غلطیاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں یہ روایت مالک سے بیان کی ہے حالانکہ یہ روایت عبد اللہ بن مالک سے ہے۔ دوسرے یہ کہ اس روایت کی سند میں تحسینہ کو مالک کی والدہ قرار دیا گیا ہے۔

۱..... حافظ ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب، جلد ۸، ص ۳۱۶ تا ص ۳۱۷

۲..... حافظ ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب، جلد ۹، ص ۵۳۱

۳..... امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ، جلد ۲، ص ۶۳۶

۴..... علامہ محمد بن اسماعیل امیریمانی، توضیح الافکار، جلد ۱، ص ۲۳۳

ہے حالانکہ وہ عبداللہ کی والدہ ہیں؛ مالک کی نہیں اور ابن ماجہ نے جس اسناد کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے اس میں یہ طایاں نہیں ہیں۔ اسی طرح صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابوسفیان کی موت کی خبر شام سے آئی حالانکہ ان کا انتقال مکہ میں ہوا تھا۔ اس کے برخلاف سنن ابن ماجہ میں اس مضمون کی کسی روایت میں یہ بات نہیں ہے۔ نیز صحیح بخاری میں ولید بن عقبہ شراب کی حد لگانے میں اسی کوڑوں کا ذکر ہے جبکہ فی الواقع ان کو چالیس کوڑے لگائے گئے تھے۔ اس کے برعکس ابن ماجہ پر یہ متراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ ان کی روایات میں کوڑوں کی تعداد کا ذکر نہیں ہے۔ اس طرح کی اور مثالیں بھی ہیں جن پر تمام تفصیلی گفتگو صحیح بخاری کے باب میں کی جا چکی ہے۔

حداد مرویات

حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ میں بتیس کتب ہیں اور ابوالحسن القطان بیان کرتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ میں ایک ہزار پانچ سو ابواب ہیں اور کل احادیث کی تعداد چار ہزار ہے۔^۱ محمد بن طاہر مقدسی متوفی ۵۰۷ھ نے اپنی کتاب شروط الائمہ السنہ میں ابن ماجہ کی شروط سے بھی بحث کی اور اس کو بھی بنیادی کتابوں کے ساتھ لاحق کر کے صحاح کی اصل چھ کتابوں کو قرار دیا۔ اس دور میں حافظ ابن طاہر کے معاصر محدث رزین بن معاویہ مالکی متوفی ۵۲۵ھ نے اپنی کتاب التجرید للصحاح والسنن میں کتب خمسہ کے ساتھ سنن ابن ماجہ کی جگہ موطا امام مالک کو لاحق کر دیا۔ اس کے بعد سے یہ اختلاف رہا کہ صحاح ستہ کی چھٹی کتاب موطا امام مالک ہے یا سنن ابن ماجہ عام مغاربہ موطاء کو ترجیح دیتے تھے اور مشارق سنن ابن ماجہ کو فوقیت دیتے تھے لیکن متاخرین نے بہر حال سنن ابن ماجہ کے حق میں اتفاق کر لیا اور اب غالب اکثریت اسی طرف ہے۔ صحاح ستہ کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ ہی ہے۔ علامہ ابوالحسن سندھی مقدمہ شرح ابن ماجہ میں لکھتے ہیں: وغالب المتأخرین علی انه سادس السنۃ۔

آٹھویں صدی ہجری میں یہ آواز بھی سنائی دی کہ صحاح ستہ میں سنن ابن ماجہ کی جگہ سنن دارمی کا اعتبار ہونا چاہیے۔ چنانچہ حافظ صلاح الدین خلیل متوفی ۶۱۷ھ فرماتے ہیں۔ سنن ابن ماجہ کی جگہ سنن دارمی کو رکھنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کتاب میں سنن ابن ماجہ کی بنسبت ضعیف، منکر اور خراب روایتیں کم ہیں اور مجموعی طور پر یہ کتاب سنن ابن ماجہ سے بہتر ہے۔^۲ لیکن جمہور نے اس ترمیم میں ان کا ساتھ نہیں دیا اور آج مشرق و مغرب میں ہر جگہ اصول ستہ میں سنن ابن ماجہ ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

شروح و حواشی

سنن ابن ماجہ کی شروح و حواشی کے سلسلہ میں کافی قابل قدر کام ہوا ہے جس سے اس کتاب کی افادیت، شہرت اور مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم چند شروح و حواشی کا ذکر کر رہے ہیں:

(۱) شرح سنن ابن ماجہ: یہ سنن ابن ماجہ کے ایک حصہ کی شرح ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کو حافظ علاؤ الدین

۱..... امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۶۳۶

۲..... شمس الدین بخاری فتح المغیث جلد ۱ ص ۳۳

مغلطای حنفی متوفی ۷۶۲ھ نے تالیف کیا ہے۔

(۲) ماتمس الیہ الحاجۃ علی سنن ابن ماجہ: شیخ سراج الدین عمر بن علی متوفی ۸۰۴ھ کی شرح ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں صرف ان احادیث کی شرح کی گئی ہے جو کتب خمسہ پر زائد ہیں۔

(۳) الدیبا جہ علی سنن ابن ماجہ: یہ شرح شیخ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ کی تالیف ہے۔ مصنف اس کتاب کی تحریر اور تہیض سے پہلے ہی وصال کر گئے تھے۔

(۴) شرح ابن ماجہ: یہ کتاب حافظ برہان الدین حلبی متوفی ۸۴۱ھ کی تالیف ہے۔

(۵) مصباح الزجاجة: یہ حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کا سنن ابن ماجہ پر ایک مختصر حاشیہ ہے۔^۱

(۶) شرح سنن ابن ماجہ: یہ شرح حافظ ابوالحسن محمد بن عبدالبہادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ کی تالیف ہے۔

(۷) انجاء الحاجۃ: یہ شرح عبدالغنی بن ابی سعید حنفی دہلوی متوفی ۱۲۹۵ھ کی تالیف ہے۔

سنن ابن ماجہ کے رواۃ: حافظ عسقلانی نے سنن ابن ماجہ کے چھ راوی بیان کیے ہیں۔ (۱) ابوالحسن بن القطان (۲) سلیمان بن یزید (۳) ابو جعفر محمد بن عیسیٰ (۴) ابوبکر حامد الابہری (۵) سعود بن (۶) ابراہیم بن دینار۔^۲

(ماخوذ از تذکرۃ المحمدین)

۱..... حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون جلد ۲ ص ۱۰۰۴

۲..... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۵۳۲

کِتَابُ السُّنَّةِ (سُنَّتِ رَسُولِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بیان)

☆ ابو بکر بن ابی شیبہ شریک، اعمش، ابوصالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

جس کام کا میں تمہیں حکم دوں اسے لازم پکڑو اور جس کام سے میں تمہیں منع کروں اس سے رک جاؤ۔ (حدیث ۱)

فرمایا: جب تک میں تمہیں کسی امر کے بارے میں چھوڑے رکھوں تم مجھے چھوڑے رکھو یعنی مجھ سے سوال نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلی امتیں اپنے نبیوں پہ کثرت سوال اور اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئیں لہذا جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اسے کر گزرو جہاں تک تم میں طاقت ہو اور جب تمہیں کسی کام سے روکوں تو باز آ جاؤ۔ (حدیث ۲)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ۔ جس نے میرا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (حدیث ۳) پہلی دو احادیث میں سورہ حشر کی آیت وما اتکم الرسول فخذوه وما نہکم عنہ فانتہوا (آیت ۷) اور تیسری حدیث میں سورہ نساء کی آیت کی طرف اشارہ ہے جو یہ ہے مَنْ يَطْعِ الرِّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ (آیت ۸۰) چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سن لیتے لَمْ يَعْذُوهُ وَلَمْ يَقْصُرْ دُونَهُ نہ اس میں کچھ بڑھاتے اور نہ کچھ گھٹاتے۔ (حدیث ۴)

غیبی خبر جو سو فیصد درست ہوئی

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم فقیری کے موضوع پہ گفتگو کر رہے تھے اور اس سے خوف زدہ تھے۔ آپ نے فرمایا:

الْفَقْرَ تَخَافُونَ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ.....

غریبی سے خوفزدہ ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم پر دنیا اس طرح بہادی جائے گی کہ دنیا کی طرف کسی کا دل ذرا بھی متوجہ نہ ہوگا۔ خدا کی قسم میں تمہیں اس حال میں چھوڑ کر جاؤں گا جس کے شب و روز سفیدی میں برابر ہوں گے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَدَقَ وَاللَّهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْنَا وَاللَّهِ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ
خدا کی قسم! حضور علیہ السلام نے سچ فرمایا: خدا کی قسم! آپ ہمیں اس حال میں چھوڑ کر گئے جس کی سفیدی

(مالداری) میں شب و روز برابر ہیں۔ (حدیث ۵)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بھی غیبی خبر ارشاد فرمائی:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي مُنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ (حدیث ۶)

میری امت میں ایک جماعت قیامت تک غالب رہے گی اسے کوئی ذلیل کرنے والا نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (اس سے اگلی چند احادیث کے اندر بھی یہی موضوع بیان ہوا ہے)

یعنی حضور علیہ السلام کی نگاہ کرم اور آپ کی توجہات و لطف و شفقت سے ایک جماعت حق پر ہمیشہ غالب رہی ہے اور رہے گی۔

آپ کے لطف و کرم کو دیکھ کر غمزدہ ہوں گے نہ غم کو دیکھ کر
بخش دے گا داور محشر ہمیں آپ کے قدموں میں ہم کو دیکھ کر
کیسے کیسے رنگ سمٹے آنکھ میں آپ کے نقش قدم کو دیکھ کر
عاصیوں کی جان میں جاں آ گئی ان کے دامان کرم کو دیکھ کر
احتراماً میری آنکھیں جھک گئیں خواب میں آقا کو یکدم دیکھ کر
اللہ اللہ آپ کا حسن و جمال ہم نے دیکھا ہے حرم کو دیکھ کر
آپ کی رحمت کا اندازہ کیا ہم نے اپنی چشم نم کو دیکھ کر
چاہتے ہیں آپ کو کس درجہ ہم آپ بھی خوش ہوں گے ہم کو دیکھ کر
نعت جب مسرور لکھ لیتا ہوں میں ناز کرتا ہوں قلم کو دیکھ کر

حضور علیہ السلام کا حرام فرمایا ہوا.....

☆ حضور علیہ السلام کا حرام فرمایا ہوا ایسا ہی ہے جیسے اللہ کا حرام فرمایا ہوا اور یہ آپ کا اپنا فرمایا ہوا ہے: **أَلَا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ** (حدیث ۱۲) اس حدیث کے پہلے حصے میں بھی غیبی خبر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہت جلد ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ایک بندہ اپنے تخت پہ تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور اس کے سامنے میری حدیث بیان کی جائے گی تو وہ کہے گا ہم تو صرف اللہ کی کتاب کو مانیں گے جو اس میں حلال پائیں گے اس کو حلال سمجھیں گے اور جو اس میں حرام پائیں گے اسے حرام جانیں گے۔ حدیث ۱۳ کا بھی یہی مفہوم ہے۔

حضور علیہ السلام کے انہی اختیارات کے پیش نظر مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو اللہ کو معلوم ہے کیا جانے کیا ہو
یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

جس بات میں مشہور جہاں ہے لب عیسیٰ اے جانِ جہاں وہ تری ٹھوکر سے ادا ہو
یوں جھک کے ملے ہم سے کمینوں سے وہ جسکو اللہ نے اپنے ہی لیے خاص کیا ہو
مٹی نہ ہو برباد پس مرگ، الہی جب خاک اڑے میری مدینہ کی ہوا ہو
منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
اللہ یوں ہی عمر گزر جائے گدا کی سرخم ہو درِ پاک پر اور ہاتھ اٹھا ہو
شباباش حسن اور چمکتی سی غزل پڑھ
دل کھول کہ آئینہ ایمان کی چلا ہو

جو چیز دین میں نہیں اس کو دین سمجھنا ”مردود“ ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

جو ہمارے اس امر (دین) میں نئی بات پیدا کرے جو کہ اس میں نہیں ہے تو وہ بات مردود ہے۔ (۱۴)

بدعت سے نفرت دلاتے ہوئے سنت کی پیروی کی ترغیب دیتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
اے فرزند جو چیز کل کام آنے والی ہے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ باقی احوال و کیفیات اور علوم و معارف
و اشارات اگر اسی پیروی کے ساتھ ہوں تو خیر اور خوب ورنہ سوائے خرابی اور استدراج کے کچھ نہیں۔ ہر فضیلت سنت کی پیروی
میں ہے اور ہر کمال آپ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے۔ مثلاً سنت نبوی کے اتباع کے طور پر دو پہر کا سونا کروڑوں رات
جاگنے سے بہتر اور افضل ہے جبکہ یہ شب بیداری سنت کے مطابق نہ ہو۔ (مکتوبات شریف)

حدیث یہ عمل نہ کرنیوالے بھتیجے سے صحابی نے ہمیشہ کے لئے بول چال بند کر دیا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ان کا بھتیجا بیٹھا ہوا تھا جو کہ کنکریاں پھینک رہا تھا۔ آپ نے اس کو
حضور علیہ السلام کا فرمان سنایا کہ حضور علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ نہ اس سے شکار کیا جاسکتا ہے اور نہ دشمن کو زخمی
کیا جاسکتا ہے۔ ہاں اس سے کسی راہ چلتے کی آنکھ ضائع ہو سکتی ہے یا دانت ٹوٹ سکتا ہے اور جب اس نے دوبارہ یہی حرکت کی
تو حضرت عبداللہ نے فرمایا:

أَحَدُكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا ثُمَّ عُدْتَ تَخْدِفُ لَا أَكَلِمَكَ أَبَدًا (۱۷)

میں نے تجھے حضور علیہ السلام کا فرمان سنایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے تو نے پھر وہی کام شروع
کر دیا ہے۔ آئندہ میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔

معلوم ہوا! صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی دین تھا اور رشتہ داریاں بعد
میں تھیں اور صرف زبانی کلامی ”غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے“ کی بات نہ تھی بلکہ اس پر عمل بھی کر کے دکھاتے

تھے۔ ان کے دین و ایمان اور رشتے ناطے کا مدار ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔

لب حرف مدحت ہے لطف و کرم ہے رحمت ہے
آپ کے ذر کا ذرہ خاک دل والوں کی دولت ہے
جب چاہوں دیدار کروں مجھ کو اس کی سہولت ہے
نام و نمود عز و شرف سب کچھ ان کی بدولت ہے

وہ صاحب عظمت ہے آپ سے جس کو نسبت ہے
لوگوں کو معلوم نہیں اشکوں کی کیا قیمت ہے
ٹھنڈک، خوشبو رنگ ہوا اور کہیں یہ راحت ہے؟
کون سے گا کس سے کہوں دل میں کیا کیا حسرت ہے

پہلے تو مسرور نہ تھی چاہت میں جو شدت ہے

حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے؟

حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقیب تھے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روم کی جنگ میں شریک ہوئے تو وہاں لوگوں کو دیکھا کہ وہ سونے کے بدلے اشرفیوں اور چاندی کے بدلے درہموں کا لین دین کر رہے تھے۔ عبادہ نے فرمایا: اے لوگو! تم تو سود کھا رہے ہو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر نہ تو اس میں کوئی زیادتی ہو اور نہ قرض ہو۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو بغیر قرض کے اس میں کوئی سود نہیں سمجھتا۔ عبادہ نے فرمایا: میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تم اپنی رائے بیان کر رہے ہو۔ خدا کی قسم! میں جب اس جنگ سے واپس لوٹوں گا تو اس زمین پر ہرگز نہ رہوں گا جہاں آپ کی حکومت ہو جب واپس آئے تو مدینہ تشریف لے گئے۔ حضرت عمر نے دریافت کیا: اے ابوالولید! تم واپس کیوں آ گئے؟ عبادہ نے ان سے تمام قصہ بیان کیا اور یہ بات بھی بتائی کہ میں نے وہاں نہ رہنے کی قسم کھائی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: اے ابوالولید! تم وہاں واپس جاؤ کیونکہ جس زمین میں تم یا تمہارے مانند آدمی نہ ہوں گے اللہ تعالیٰ اس میں مصیبت نازل فرمادے گا اور امیر معاویہ کو تحریر فرمایا: عبادہ کو تم کوئی حکم نہ دو گے اور جو کچھ عبادہ نے کہا ہے لوگوں سے اسی کی پیروی کرو کیونکہ یہی حکم ہے۔ (حدیث ۱۸)

نہ منزل نہ رستے کا مجھ کو پتہ ہے • مگر ایک خوشبو میری رہنما ملے
یہ کیسا کرشمہ یہ کیسی ادا ہے دیا اک جگہ روشنی جا بجا ہے
محبت کا بیمار یہ جانتا ہے مدینہ دوا ہے مدینہ دعا ہے
جہاں سے بھی گزرے تھے سرکار میرے مہکتا مہکتا ہوا راستہ ہے

حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت ابن مسعود کی حالت غیر ہو گئی

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں عمرو بن میمون کہتے ہیں: میں ان کی خدمت میں جمعرات کی شام کو جایا کرتا تھا اور میں نے کبھی انہیں یہ کہتے ہوئے نہ سنا کہ کسی کام کے بارے میں کہیں: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک شام انہوں نے یوں کہا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد انہوں نے سر جھکا لیا۔ (میں)

نے دیکھا تو ان کی قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے آنکھیں پھٹی ہوئیں اور رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا: **أَوْ دُونَ ذَلِكَ أَوْ فَوْقَ ذَلِكَ أَوْ قَرِيبًا مِّنْ ذَلِكَ أَوْ شَبِيهًا بِذَلِكَ**۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہی ارشاد فرمایا یا کم و بیش یا اس کے قریب یا اس کی طرح (حدیث ۲۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتے تو گھبرا جاتے اور فرماتے: **أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** (۲۴)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے حدیث بیان کرنے کو کہا تو انہوں نے فرمایا: **كَبَّرْنَا وَنَسِينَا وَالْحَدِيثُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدٌ**۔ ہم بوڑھے ہو گئے اور بھولنے لگے جبکہ حضور علیہ السلام کی طرف سے حدیث بیان کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ (۲۵)

حضرت شعبہ فرماتے ہیں: میں پورا ایک سال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھتا رہا میں انہیں کبھی بھی حضور علیہ السلام کی طرف نسبت کر کے حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ (۲۶)

آپ کی شان ہے کیا شان رسول عربی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو احادیث کم بیان کرنے کی نصیحت فرماتے۔ (۲۸) اس کی وجہ اگلے باب میں بیان ہو رہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ (۳۰ تا ۳۷) کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کی یہ شان نہیں کہ اس کی طرف غلط بات منسوب کرنے سے اس قدر وبال ہو اور یہ صرف آپ ہی کی شان کیوں نہ ہو کہ

آپ پر جان ہے قربان رسول عربی
ہوئے اللہ کے مہمان رسول عربی
جو ہوا آپ کا فرمان رسول عربی
آپ کے در کے ہیں دربان رسول عربی

آپ کی شان ہے کیا شان رسول عربی
کس نے یہ مرتبہ پایا یہ ہوا کس کو عروج
ہے وہی حکم خداوند تعالیٰ بے شک
آپ کا رتبہ ہوا ایسا کہ جناب جبریل

(داغ دہلوی)

☆ خلفاء راشدین مہدیین کی پیروی کا حکم اور حضور علیہ السلام کا رقت انگیز خطبہ **فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ**..... (۳۳-۳۴)

☆ خطبہ ارشاد فرماتے وقت حضور علیہ السلام کی پشمان مقدس سرخ ہو جاتیں آواز بلند ہو جاتی اور غصہ تیز ہو جاتا۔

(۳۵)

ایک جامع ترین نصیحت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہی دو باتیں ہیں کلام اور

ہدایت۔ تو سب سے عمدہ کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے عمدہ ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔ خبردار! تم بدعتوں سے احتراز کرنا کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ دیکھو تم لوگوں میں لمبی عمروں کا خیال پیدا نہ ہو جائے ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ جو چیز آنے والی ہے (موت) اسے بہت قریب سمجھو اور جو گزر گئی اسے بہت دور سمجھو۔ بدنصیب تو وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے ہی بدنصیب ہوا اور خوش بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔ خبردار! مومن سے لڑنا کفر اور اسے گالی دینا گناہ ہے اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع کرے۔ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ سے نہ تو کوئی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ کوئی بات دور ہو سکتی ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بچے سے وعدہ کرے اور اسے پورا نہ کرے کیونکہ جھوٹ فسق و فجور تک لے جاتا ہے اور فسق و فجور دوزخ تک۔ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف۔ سچ بولنے والے سے کہا جائے گا تو نے سچ کہا اور نیک کام کیا اور جھوٹے سے یہی کہا جائے گا تو نے جھوٹ بولا اور فسق و فجور کیا۔ خبردار! بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (۴۶)

آنکھیں جو خدا دے تو ہو دیدار محمد
اے کاش میری قسمت خفتہ کبھی جاگے
سودائے محبت کی جنہیں ملتی ہے دولت
قید وہ ہے جو عشق محمد سے ہے آزاد
حافظ کی دعا تجھ سے ہے اے شافی مطلق
ہوں کان تو سنتے رہیں گفتار محمد
اے کاش ملے خواب میں دیدار محمد
سر بیچ کے ہوتے ہیں خریدار محمد
آزاد وہ ہے جو ہے گرفتار محمد
جیتا رہوں جب تک رہوں بیمار محمد (ﷺ)

(حافظ پبلی بھتی)

ایک عظیم الشان سند والی حدیث

ائمہ اہل بیت میں سے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضاؑ اپنے باپ (موسیٰ الرضا) سے وہ جعفر بن محمد سے وہ علی بن الحسین (امام زین العابدین) سے وہ حضرت امام حسین سے امام حسین مولائے کائنات علی شیر خدا سے اور حضرت علی المرتضیٰ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

الْإِيمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَقَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ

ایمان دل کی پہچان (تصدیق بالقلب) زبان کے قول (اقرار باللسان) اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔

ابوہمלט ہروی (اس حدیث کے راوی) فرماتے ہیں (کہ یہ سند اتنی بابرکت ہے کہ) لَوْ قُرِئَ هَذَا الْإِسْنَادُ عَلَى مَجْنُونٍ لَّبَرَأَ۔ اگر یہ سند کسی پاگل و دیوانے پر پڑھی جائے تو وہ تندرست ہو جائے۔ (۶۵) جب حضور علیہ السلام کی اولاد کے ناموں میں یہ برکت ہے تو سرکار کی بارگاہ عالی کے مرتبے و مقام کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

آتے تھے یوں ملائکہ حضرت کے سامنے
جیسے فقیر صاحب دولت کے سامنے

چاہیں جسے وہ دولت کو نین بخش دیں
ہو سامنا اجل کا تو یثرب میں یا خدا
اندھا کیا ہے شوق نے دریا ہو یا کنواں

یہ بات کیا ہے ان کی سخاوت کے سامنے
مرقد بنے تو شاہ کی تربت کے سامنے
کچھ سو جھتا نہیں ہے محبت کے سامنے

(امیرینائی)

طاقتور مومن کمزور مومن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ** (۷۹) طاقتور مومن زیادہ بہتر اور اللہ کو محبوب ہے کمزور مومن سے اور ہر ایک میں بھلائی ہے۔ تجھے ہر اچھے کام میں حریص ہونا چاہیے تاکہ تجھے فائدہ پہنچے۔ خدا سے مدد طلب کرتا رہ اور معذور نہ بن۔ اگر کسی کام میں تجھے صدمہ پہنچے تو یہ نہ کہہ کہ اگر میں یہ کام ایسے کرتا تو ایسا نہ ہوتا بلکہ یہ کہا کر کہ خدا نے ایسے ہی مقدار کر دیا تھا وہ جو چاہے کرتا ہے ورنہ تجھ پہ شیطان کا عمل کھل جائے گا یعنی شیطان کا اثر ہو جائے گا۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تقدیر پہ بحث مباحثہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمادیا۔ (۸۵)
☆ اس امت کے آتش پرست وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلاتے ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو؛ اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو اور اگر ان سے تمہاری ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔ (۹۲)

أَبْوَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام کے فضائل کا بیان)

میں اور میرا سا مال حضور ہی کا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ بات سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ: هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (۹۴)

میرے آقا! میں بھی آپ کا اور میرا مال بھی آپ کا اور صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

مصطفیٰ دل کے لئے ہے دل برائے مصطفیٰ

آدمیت کی علامت ہے ولائے مصطفیٰ

مصطفیٰ رب کعبہ کی رضا میں ہے رضائے مصطفیٰ

ہے رضائے مصطفیٰ میں رب کعبہ کی رضا

تجھ پہ ہم ایمان لائے اے خدائے مصطفیٰ

کچھ نہیں معلوم کیا ہے قصہ ذات و صفات

شکل انسانی میں قرآن مجسم آپ ہیں
آرزو دل میں یہ رکھتا ہوں خدا پوری کرے

شرح فرمان خدا ہے ہر ادائے مصطفیٰ
جب مروں کوثر زباں پر ہوشائے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(کوثر نیازی)

☆ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جنت میں تمام بزرگوں کے سردار ہوں گے۔ (۹۵-۱۰۰)

ابوبکر و عمر عثمان و علی
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خصوصی چار فضائل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَقَدْ اسْتَبَشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ
جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آسمان والوں نے خوب خوشیاں منائیں۔ (۱۰۳)

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ وَأَوَّلُ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَأَوَّلُ مَنْ يَأْخُذُ بِيَدِهِ فَيَدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (۱۰۴)

سب سے پہلے حق تعالیٰ حضرت عمر سے مصافحہ فرمائے گا (اپنی شان کے مطابق) (۳) حضرت عمر کو سب سے پہلے
اللہ تعالیٰ سلام فرمائے گا (اپنی شان کے مطابق) (۴) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ حضرت عمر کا ہاتھ پکڑ کر ان کو جنت
میں داخل فرمائے گا (اپنی شان کے مطابق)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان کے ساتھ حضرت ام کلثوم کا نکاح کیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کے
دروازے پر ملاقات کی اور انہیں فرمایا:

يَا عُمَانُ هَذَا جَبْرِيلُ أَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ قَدْ زَوَّجَكَ أُمَّ كَلْثُومٍ بِمِثْلِ صَدَاقِ رُقِيَّةَ عَلَى مِثْلِ
صُحْبَتِهَا (۱۱۱)

اے عثمان! یہ جبریل ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (میری بیٹی) ام کلثوم کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا
ہے اور حق مہر وہ ہوگا جو (میری مرحومہ بیٹی حضرت) رقیہ کا تھا اسی طرح اس کے ساتھ بھی زندگی گزارنی ہے جس
طرح کہ رقیہ کے ساتھ (حسن سلوک کی زندگی گزاری ہے)

کاش! گستاخان صحابہ کرام بھی حضور علیہ السلام کے یہ فرمان پڑھیں اور نبی علیہ السلام کے ان یاروں اور خدا کے
پیاروں کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے سے باز آجائیں۔

آنکھوں میں رہا دل میں اتر کر نہیں دیکھا کشتی کے مسافر نے سمندر نہیں دیکھا

جس کا میں مولا اس کا علی مولا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں ایک جگہ اترے اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا (جب لوگ جمع ہو گئے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اعلان فرمایا:

کیا میں اہل ایمان کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟۔ سب نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: فَهَذَا وَلِيُّيَّ مَنْ أَنَا مَوْلَاهُ۔ تو جس کا میں مولا (محبوب ولی) اس کا علی مولیٰ۔ اے اللہ! اس سے محبت کر جو علی سے محبت رکھے اور اس سے بغض رکھ جو علی سے بغض رکھے۔ (۱۱۷)

باب فضل علی کی پہلی حدیث جو کہ حضرت علی سے ہی روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے مجھ سے عہد فرمایا: تم سے مومن کے علاوہ کوئی محبت نہ کرے گا اور منافق کے علاوہ کوئی عداوت نہ رکھے گا۔ (۱۱۴)

☆ اسی باب کی آخری حدیث میں وہ مشہور الفاظ ہیں: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيَّْ مَوْلَاهُ۔ (۱۲۱)

علی امام من است و منم غلام علی ہزار جان گرامی فدا بنام علی

(کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے حضرت علی المرتضیٰ کو نہ سردی لگتی نہ گرمی

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں: وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ (سردی گرمی میں) سفر کرتے رہے۔ حضرت علی موسم گرما کے کپڑے موسم سرما میں اور موسم سرما کے کپڑے گرمیوں میں پہنتے تھے۔ ہم نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آدمی بھیجا اور خیبر کے روز مجھے آشوب چشم کی شکایت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں لعاب مبارک لگایا اور فرمایا: اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کو دور فرما دے تو اس روز سے میں گرمی اور سردی محسوس نہیں کرتا اور فرمایا: میں ایسے آدمی کو (فاتح خیبر بنا کر) بھیجوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت رکھتے ہیں اور وہ فرار ہونے والا نہیں ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے پاس آدمی بھیجا اور انہیں علم عطا فرمایا۔ (۱۱۷)

آنکھوں میں نور دل میں بصیرت ہے آپ سے میں خود تو کچھ نہیں میری نسبت ہے آپ سے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

زمین پہ چلتا پھرتا شہید

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا:

شَهِيدٌ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ

یہ ایک شہید ہے جو زمین پہ چل رہا ہے۔ (۱۲۵)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كُنْتُ مُسْتَخْلِفًا أَحَدًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لَأَسْتَخْلِفْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ

اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے نائب بناتا تو ابن ام عبد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔ (۱۳۷)

انہی کو ارشاد فرمایا: اذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَأَنْ تَسْمَعَ سَوَادِي حَتَّى أَنْهَاكَ۔ تمہیں (میرے پاس آنے

کی) ہر وقت اجازت ہے۔ تم میری راز کی باتیں بھی سن سکتے ہو جب تک میں خود تجھے منع نہ کر دوں (۱۳۹)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل کے ضمن میں ارشاد فرمایا: وَاللَّهِ لَا يَدْخُلُ

قَلْبَ رَجُلٍ إِلَّا إِيمَانٌ حَتَّى يُحِبَّهُمْ لِلَّهِ وَلِقَرَائِهِمْ مَنِيَّ۔ اللہ کی قسم! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں

ہوگا جب تک وہ ان (اہل بیت) سے میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔ (۱۴۰)

نور عین مصطفیٰ شاہ حسن

نور عین مصطفیٰ شاہ حسن مظهر انوار وحدت کو سلام

☆ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے اپنے سینے کے ساتھ چمٹا کر فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور اس کے ساتھ محبت کرنے والے کو بھی اپنا محبوب

بنا۔ (۱۴۲)

اگلی حدیث میں امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں کے لئے فرمایا: جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ (۱۴۳)

جس قدر اصحاب و اہل بیت ہیں ان کی شوکت اور فضیلت کو سلام

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی دعوت پر گئے۔ گلی میں حضرت امام حسین کھیل رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنے ہاتھ آگے کی طرف پھیلا دیئے۔ لڑکا (امام حسین) ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہنساتے رہے حتیٰ کہ اسے پکڑ لیا۔ اپنا ایک ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا اس کے سر کے اوپر رکھ لیا۔ پھر اسے چوم کر فرمایا: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ جس نے حسین سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی حسین نواسوں میں سے ایک نواسا ہے۔ (۱۴۴)

خیر البشر کی آنکھ کا تارا حسین ہے زہرا کا دلارام و دلار حسین ہے
اس کے لہو کی روشنی پھیلی افق افق دنیا میں روشنی کا ستارہ حسین ہے
مظلومیت کو شان انا اس نے بخش دی مظلوم آدمی کا سہارا حسین ہے
ہیبت سے ہر یزید کا چہرہ اتر گیا جب بھی جہاں بھی کوئی پکارا حسین ہے

☆ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مِلِّيْ عَمَّارٌ اِيْمَانًا اِلٰی مُشَاشِه۔

عمار ایسا برتن ہے جو کہ حلق تک ایمان سے بھر پور ہے۔ (۱۳۷)

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے چار محبوبوں کے ساتھ حضور علیہ السلام کو محبت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی، ابوذر، سلمان اور مقداد

رضی اللہ عنہ (۱۳۹)

رسول اللہ کا بلال بہترین بلال ہے

☆ کافروں کا صحابہ کرام پہ ظلم و ستم اور حضرت بلال کا مکہ شریف کی گھاٹیوں میں احدا حد کے نعرے بلند کرنا (۱۵۰) ایک دن کسی شاعر نے حضرت بلال کی تعریف کرتے ہوئے کہا: بلال بن عبد اللہ بہترین بلال ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو فرمایا: كَذَبْتَ لَا بَلَّ بِلَالٍ رَّسُولِ اللّٰهِ خَيْرٌ بِلَالٍ۔ تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ یوں کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلال بہترین بلال ہیں۔ (۱۵۲)

۔ آنکھ سے گرتے ہی انمول گہر ہوتا ہے غم نصیبوں کے لئے موج ظفر ہوتا ہے

عشق میں ان کے مچلتا ہے جو آنسو خالد اس سے آباد محبت کا نگر ہوتا ہے

☆ حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی فرماتے ہیں: میں جب سے مسلمان ہوا ہوں، حضور علیہ السلام نے میری طرف جب بھی

دیکھا تبسم فرمایا۔ (۱۵۹)

☆ بدروالے صحابہ کی طرح بدر میں اترنے والے فرشتے بھی دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں۔ (۱۶۰)

☆ الْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ۔ خارجی دوزخ کے کتے ہیں (۱۷۳) ان کی نشانیوں میں خاص طور پر قرآن پڑھنا اور سر

منڈانا بیان فرمایا۔ (۱۷۵)

دیدار خداوندی

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: للَّذِينَ احْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِيَادَةٌ۔ بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے مع اضافہ اور فرمایا: جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ اے اہل جنت! اللہ کے یہاں تمہارے لیے ایک وعدہ ہے جسے اب وہ پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اہل جنت کہیں گے: وہ کیا ہے؟ کیا اللہ نے ہمارے پلڑوں کو بھاری نہیں فرمایا؟ کیا ہمارے چہروں کو منور نہیں فرمایا؟ کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں عطا فرمائی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر وہ اٹھادے گا اور اہل جنت اسے دیکھیں گے۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے انہیں نہ تو اس سے زیادہ محبوب کوئی شے عطا کی ہوگی اور نہ اس سے زیادہ کسی شے میں آنکھوں کی فرحت ہوگی۔ (۱۸۷)

اے خدائے جمال و زیبائی	خوب ہے تیری عالم آرائی
تو کہاں ہے کہاں نہیں ہے تو	محو حیرت ہے تاب گویائی
سب میں موجود اور سب سے جدا	کون سمجھے یہ راز تنہائی
پارہ پارہ قبائے استدلال	ریزہ ریزہ ہے دام جویائی
کیا نظر آئے ماسوا کا جہاں	دیکھ کر تیری شان یکتائی
یاس میں غم میں اور مشکل میں	تیری رحمت ہی سب کے کام آئی
اعظم اس نام سے ہے گلشن میں	زندگی تازگی و رعنائی

حضرت جابر کے والد حضرت عبد اللہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات

حضرت جابر بن عبد اللہ بن حرام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب (میرے والد) حضرت عبد اللہ احد کے دن شہید کیے گئے تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے جابر! کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے فرمائی۔ یحییٰ اپنی روایت میں کہتے ہیں: آپ نے فرمایا: اے جابر! میں تمہیں مغموم اور رنجیدہ پاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد شہید ہو گئے۔ انہوں نے بہت سے عیال اور کافی سارا قرض چھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ کس صورت میں اللہ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے؟ حضرت جابر نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بغیر حجاب کے کبھی کسی سے گفتگو نہیں کی لیکن تمہارے باپ سے بغیر حجاب کے کلام کیا اور فرمایا: اے میرے بندے! تجھے کس شے کی آرزو ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے دوبارہ زندہ کر دے تاکہ تیری راہ میں دوبارہ قتل ہو جاؤں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: یہ تو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ لوگوں کو دنیا کی جانب دوبارہ لوٹایا نہ جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ! تو پھر دنیا والوں کو پیغام پہنچا دے۔ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں، انہیں مردے شمار نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔

(القرآن ۱۶۹:۳) (الحديث ۱۹۰)

اشک کو ارمغاں سمجھتے ہیں	آپ میری زباں سمجھتے ہیں
بے قراری کو بے قراری کیا	ہم تو آرام جاں سمجھتے ہیں
میرے جذبوں کو تم نہ سمجھو گے	شافع عاصیاں سمجھتے ہیں

قاتل و مقتول دونوں جنت میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو شخصوں کی طرف دیکھ کر (اپنی

شان کے مطابق) خنک فرماتا (ہنستا) ہے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور دونوں جنت میں داخل ہوئے۔ (وہ اس طرح کہ) ایک اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا تھا کہ شہید ہو گیا۔ پھر اس کے قاتل نے توبہ کر لی اور وہ بھی اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (تو اس طرح قاتل و مقتول دونوں جنت میں چلے گئے) (۱۹۱)

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو لپیٹ کر اپنے داہنے ہاتھ میں لے لے گا (اپنی شان کے مطابق) اور فرمائے گا: اَنَا الْمَلِكُ اَيُّنَ مُلْكِكَ الْاَرْضُ۔ میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔ (۱۹۲)

شان خدا بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ تعالیٰ کی شان میں) پانچ باتیں ارشاد فرمائیں۔

(۱) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنَبِّغِيْ لَهُ اَنْ يِّنَامَ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے اور نہ ہی سونا اس کی شان کے لائق ہے۔

(۲) يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ۔ میزان کو پست و بلند فرماتا ہے۔

(۳) يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ

دن میں ہونے والے اعمال رات سے پہلے اور رات میں ہونے والے اعمال دن سے پہلے اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔

(۴) حِجَابُهُ النُّورُ۔ اس کا پردہ نور ہے۔

(۵) لَوْ كَشَفَهُ لَا خُرْقَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ مَا اَنْتَهَى اِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ۔ اگر وہ اس پردے کو اٹھا دے تو اپنے

سامنے کی تمام اشیاء کو جلادے جہاں تک بھی مخلوق پر اس کی نگاہ پہنچے۔ (۱۹۵)

اگلی روایت میں ہے کہ پھر حضرت ابو عبیدہ (اس حدیث کے ایک راوی) نے یہ آیت تلاوت کی: اِنْ يَدْرِكْ مِنْ فِی النَّارِ وَمِنْ حَوْلِهَا وَسَبْحَنَ اللّٰهُ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد

ہیں پاکی ہے اس کو جو رب ہے سارے جہانوں کا۔ (القرآن ۲۷-۸) الحدیث ۱۹۶

لائق حمد تری ذات کہ محمود ہے تو	لائق سجدہ تری ذات کہ معبود ہے تو
انکساری مرا مقصوم کہ بندہ ہوں میں	خودنمائی ترا دستور کہ معبود ہے تو
بعد اتنا کہ کبھی آنکھ نے دیکھا نہ تجھے	قرب اتنا کہ مری جاں میں موجود ہے تو
ہے وراحد تعین سے تری ذات قدیم	کون کہتا ہے کسی سمت میں محدود ہے تو
حسن پردے میں بھی بے پردہ نظر آتا ہے	اتنا چھپنے پہ بھی منظور ہے مشہود ہے تو
میری کیا بود کہ معدوم تھا معدوم ہوں میں	تیری کیا شان کہ موجود تھا موجود ہے تو

اک اعظم ہی نہیں عاشق ناچیز ترا سب کا مطلوب ہے محبوب ہے مقصود ہے تو

کہاں ہیں حبارین و متکبرین؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پہ تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کو قیامت کے دن اپنے دست اقدس میں لے کر (اپنی شان کے مطابق) ہاتھ کو بلند کرے گا پھیلائے گا اور فرمائے گا:

أَنَا الْجَبَّارُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ

میں ہوں جبار کہاں ہیں (دنیا کے) جبار و متکبر۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں ملاحظہ فرماتے جاتے جبکہ منبر مبارک ہل رہا تھا اور مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ منبر حضور علیہ السلام سمیت الٹ نہ جائے۔

(۱۹۹)

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کل یوم ہو فی شان کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایک شان یہ ہے۔ اَنْ يَغْفِرَ ذَنْبًا وَيُفْرِجَ كَرْبًا وَيَرْفَعَ قَوْمًا وَيَخْفِضَ الْآخَرِينَ۔ کہ وہ گناہ معاف کرتا ہے، مصیبت کو دور فرماتا ہے، ایک قوم کو بلند اور دوسری کو پست فرماتا ہے۔ (۲۰۲)

☆ جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے اور لوگ اس پہ عمل کریں تو اس کے لئے اس کا اپنا بھی اجر ہوگا اور جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کا اجر بھی ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کمی کی جائے۔ ایسے ہی جو برا طریقہ رائج کرے گا اور لوگ اس پہ عمل کریں گے تو اس کا اپنا گناہ بھی اس کے سر ہوگا اور جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کا گناہ بھی اس کے سر ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کمی کی جائے (۲۰۳ تا ۲۰۷) اسی طرح جس نے کسی مردہ سنت کو زندہ کیا یا بدعت کو ایجاد کیا اس کے بارے میں بھی یہی فرمایا گیا۔ (۲۱۰-۲۰۹)

قرآن والے ہی اللہ والے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے کچھ لوگ اللہ والے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: هُمْ أَهْلُ الْقُرْآنِ أَهْلُ اللَّهِ وَخَاصَّتُهُ۔ قرآن والے ہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔ (۲۱۵)

☆ حضرت عمر کے دور میں ایک غلام کو قرآن زیادہ جاننے کی بنا پر افسر مقرر کر دیا گیا جو کہ کتاب اللہ کا قاری، فرائض کا عالم اور اچھا فیصلہ کرنے والا تھا۔ (۲۱۸)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوذر! صبح کے وقت کتاب اللہ کی ایک آیت کا سیکھنا تمہارے سو رکعات (نوافل) پڑھنے سے بہتر ہے اور صبح کے وقت علم کا کوئی باب سیکھ کر خواہ اس پہ عمل کر سکو یا نہ کر سکو تو تمہارے لیے ایک ہزار رکعات (نوافل) پڑھنے سے بہتر ہے۔ (۲۱۹)

اس قدر کون محبت کا صلہ دیتا ہے
جب اترتی ہے مری روح میں عظمت اسکی
رہنمائی کے یہ تیور ہیں کہ مجھ میں بس کر
اسکے ارشاد سے مجھ پہ مرے اسرار کھلے
ظلمت دہر میں جب بھی میں پکاروں اسکو
وہی نمٹے گا مری فکر کے سناٹوں سے
وہی سرسبز کرے گا مرے ویرانوں کو
قصر وایوان سے گزر جاتا ہے چپ چاپ ندیم

اسکا بندہ ہوں جو بندے کو خدا دیتا ہے
مجھ کو مسجود ملائک کا بنا دیتا ہے
وہ مجھے میرے ہی جوہر کا پتا دیتا ہے
کہ وہ ہر لفظ میں آئینہ دکھا دیتا ہے
وہ میرے قلب کی قندیل جلا دیتا ہے
بت کدوں کو جوازانوں سے بسا دیتا ہے
آندھیوں کو بھی جو کردار صبا دیتا ہے
در محمد ﷺ کا جب آئے تو صدا دیتا ہے

(احمد ندیم قاسمی)

ایک حدیث کے لئے مدینہ سے دمشق تک کا سفر

حضرت کثیر بن قیس کہتے ہیں: میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے ابوالدرداء! میں آپ کے پاس مدینۃ الرسول سے ایک حدیث کے لئے آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداء نے دریافت فرمایا: کسی کاروبار کی غرض سے تو نہیں آئے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ ابوالدرداء نے سوال کیا: شاید کوئی اور غرض ہو؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ حضرت ابوالدرداء نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو علم کی تلاش میں راستہ طے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔ زمین اور آسمان میں جتنی چیزیں ہیں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں حتیٰ کہ پانی میں مچھلی بھی اور عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسے ستاروں پر چاند کو حاصل ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں انبیاء ورثہ میں نہ دینار چھوڑتے ہیں نہ درہم وہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں جس نے اسے لیا اس نے ایک بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ (۲۲۳)

☆ مسجد میں دو حلقے لگے ہوئے تھے۔ ایک تلاوت و دعا میں مصروف تھا اور دوسرا تعلیم و تعلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بھلائی پر قرار دیا لیکن خود اس حلقہ میں تشریف فرما ہو گئے جو تعلیم و تعلم میں مصروف تھا اور فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔ مجھے بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (۲۲۹)

معلم خدائی کے جو بن کے آئے جھکے جن کے آگے سب اپنے پرانے

دین کی بات (حدیث) دوسروں تک پہنچانے والے کو حضور علیہ السلام کی دعا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَغَهَا فَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهِ غَيْرِ فِقْهِهِ وَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ

اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش رکھے جو میری ایک بات سنے اور دوسرے تک پہنچائے کیونکہ بہت سے فقہ کی معلومات رکھنے والے خود فقیہ نہیں ہوتے اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیان کرنے والا اتنا سمجھدار نہیں ہوتا جتنا کہ وہ جس کے سامنے بیان کیا جا رہا ہے۔

علی بن محمد راوی نے اس روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ تین باتوں میں کسی مسلمان کو خیانت نہیں کرنی چاہیے۔
(۱) خلوص کے ساتھ نیک عمل کرنا۔

(۲) حکام کو نصیحت کرنا۔

(۳) مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔ (۲۳۰)

اس حدیث کی بعض روایات میں یہ لفظ بھی ہے۔ تروتازہ رکھے اللہ تعالیٰ اس شخص کو جس نے میری بات کو سنا فو عاھا اور اس کو یاد رکھا۔ ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّي۔ پھر میری طرف سے آگے پہنچایا۔ (۲۳۶) بعض روایات میں ہے: لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ أَوْعَىٰ لَهُ مِنْ سَامِعٍ۔ حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب کو یہ باتیں پہنچادے کیونکہ بہت سارے لوگوں کے پاس احادیث پہنچائی جاتی ہیں اور وہ سننے والوں سے زیادہ محفوظ رکھتے ہیں۔ (۲۳۳) بعض میں اوعیٰ کی بجائے احفظ من سامع کے الفاظ ہیں۔ (۲۳۲)

خیر والے اور شر والے لوگ

☆ بھلائی کو پھیلانے والے کے لئے حضور علیہ السلام کی دعا اور برائی کو پھیلانے والے کیخلاف حضور علیہ السلام کی دعا۔
إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ فَطُوبَىٰ لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلَىٰ يَدَيْهِ وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلَىٰ يَدَيْهِ (۲۳۷)

بے شک لوگوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو بھلائی کی چابیاں برائی کے تالے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو برائی کو پھیلانے والے اور بھلائی کو بند کرنے والے ہیں۔ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ نے خیر کے دروازے کھولے ہیں اور اس شخص کے لئے بربادی ہو جس کے ہاتھ پہ شر کے دروازے کھولے گئے ہیں۔

سات قسم کی نیکیاں موت کے بعد بھی کام آئیں گی

یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ سات نیکیاں مندرجہ ذیل ہیں کہ جن کے بارے میں فرمایا:

يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ

(۱) علم جس کی تعلیم دیتا رہا اور پھیلاتا رہا (۲) نیک لڑکا جسے وہ چھوڑ کر مرا (۳) قرآن پاک جس کا اس نے کسی کو وارث بنایا (۴) مسجد جو تعمیر کر گیا (۵) مکان جو اس نے مسافروں کے لئے بنایا (۶) نہر جو اس نے جاری کی (۷) صدقہ جو اس نے صحت کی حالت میں دیا ہو۔ (۲۳۲)

☆ سب سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم کی بات سیکھ کر دوسرے مسلمان کو سکھائے۔ (۲۴۳)

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يَعْلِمُهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ.

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں کا چلنا آپ کو ناگوار گزرتا چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بیٹھ جائے تاکہ وہ لوگ آگے نکل جائیں اور آپ کے دل میں فخر پیدا نہ ہو۔ (۲۴۵) یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی اجازت و حکم اور آپ کی رضا کے حصول کے لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے آگے آگے چلتے جبکہ فرشتے آپ کے پیچھے چلتے تھے چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى مَشَى أَصْحَابُهُ أَمَامَهُ وَتَرَكُوا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ صَاحِبَهُ كَرَامِمْ أَفْ كَ چلتے اور پچھلا حصہ فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے۔ (۲۴۶)

اشرف الانبياء ہے ہمارا نبی وہ نبی کون امت کا پیارا نبی
بلبلوں نے جو دیکھی ملاح تری گل کو صدقے میں تجھ پر اتارا نبی
تم ہو وہ حسن والے کہ اللہ نے اپنا محبوب کہہ کر پکارا نبی
اور نبیوں کو مخصوص تھی امتیں ہر دو عالم کا ہادی ہمارا نبی
آج یوسف بھی ان کی غلامی میں ہے تم نے دیکھا زلیخا ہمارا نبی
ہے شفاعت کے سہرے کی سر پہ پھبن آج دولہا بنا ہے ہمارا نبی
بحر عسیاں کے گرداب میں ناؤ ہے ڈوبا ڈوبا مجھے دو سہارا نبی
کوچ اکبر کا جس وقت دنیا سے ہو لب پہ جاری ہو کلمہ تمہارا نبی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

علم کے بارے میں حضور علیہ السلام کی دو دعائیں

☆ حضور علیہ السلام نے اپنی دعائیں چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔

(۱) اس علم سے جو نفع نہ دے (۲) اس دعا سے جو قبول نہ ہو (۳) اس دل سے جو نہ ڈرے (۴) اس نفس سے جو سیر نہ ہو
(۲۵۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعائیں اپنے رب سے یوں بھی عرض کرتے: اَللّٰهُمَّ اَنْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلَّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔ اے اللہ! جو تو نے مجھے علم دیا اس کو میرے لیے نافع بنا اور مجھے وہ علم دے جو مجھے نفع پہنچائے اور میرے علم میں اضافہ فرمایا۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ (۲۵۱)

☆ جو دنیوی مقاصد کے لئے علم حاصل کرے گا یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہوگی تو قیامت کے دن وہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔ (۲۵۲)

☆ جو جہلاء سے لڑنے علماء پہ فخر کرنے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے علم سیکھے وہ دوزخی ہے۔ (۲۵۳)

☆ ریاکار قراء جب الحزن میں جائیں گے جس سے جہنم روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ قراء سے مراد وہ ہیں جو امراء

کے پاس جاتے ہیں اور امراء سے مراد ظالم ہیں۔ (۲۵۶) فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ دین حاصل کریں گے قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے: ہم امیروں کے پاس اس لیے جاتے ہیں تاکہ ان سے دنیا حاصل کریں اور اپنے دن کو ان سے جدا رکھتے ہیں حالانکہ یہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ کانٹے دار درخت سے پھل توڑیں گے تو کانٹے ضرور چھیں گے۔ (۲۵۵)

اہل علم کے لئے حضور علیہ السلام کا فرمان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر علماء علم حاصل کر کے اسے محفوظ رکھتے اور اسے اہل لوگوں پر ہی پیش کرتے تو اہل زمانہ کے سردار بن جاتے لیکن انہوں نے دنیا حاصل کرنے کے لئے اسے دنیا داروں پر پیش کیا اس لیے ذلیل ہو گئے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ اخِرَتِهِ كَفَاهُ اللَّهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ فِيْ اَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللَّهُ فِيْ اَيِّ اَوْدِيَّتِهَا هَلَكَ.

جس کو صرف آخرت کی فکر ہو تو اللہ تعالیٰ دنیا کے غم سے اس کو نجات دے دیتا ہے اور جو دنیوی غموں میں پریشان ہوتا رہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں چاہے وہ کسی بھی وادی میں مرجائے۔ (۲۵۷)

☆ علم کو چھپانے والے کے منہ میں آگ کی لگام ہوگی۔ (۲۶۶ تا ۲۶۱)

أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا. (طہارت اور اسکی سنتوں کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام ایک مد پانی سے وضو فرماتے اور ایک صاع سے غسل کسی نے حضرت عقیل بن ابی طالب سے کہا: ہمیں تو اتنا پانی کافی نہیں ہوتا تو انہوں نے جواب دیا: قَدْ كَانَ يُجْزِي مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ وَ أَكْثَرُ شَعْرًا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ان کو تو کافی ہوتا تھا جو تم سے افضل و اعلیٰ بھی تھے اور ان کے بال مبارک بھی (تم سے) زیادہ تھے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم (۲۶۹)

حضرت عقیل نے سائل کو کس خوبصورتی سے مسئلہ بھی بتا دیا اور اپنے آقا علیہ السلام کی عظمت و شان کا تذکرہ بھی کر دیا آج بھی آقا علیہ السلام کے غلاموں کا یہی طریقہ ہے کہ موضوع کوئی بھی ہو جب تک عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بیان کر لیں ان کا موضوع مکمل ہی نہیں ہوتا۔

شہروں شہروں گھوما ہوں شہر مدینہ اچھا ہے
ایک بلال اور ایک اولیس اپنا اپنا رتبہ ہے
اسم محمد لکھ لکھ کر تم نے بھی کیا چوما ہے
مجھ کو تو بس اک خطہ جنت جیسا لگتا ہے

رات ہوئی تو چمکا ہے آخر کس کا جلوہ ہے
ف نعت نہ لکھوں تو دل بھی سونا سونا لگتا ہے
مانگ انہی سے جا کر مانگ جن کی گلی کا منگتا ہے
تم کو کیا معلوم کہ کام رونے ہی سے بنتا ہے

دل میں کیا مسرور ترے شہر نبی کا نقشہ ہے

☆ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ۔ ایماندار ہی وضو کی پابندی کرتا ہے۔ یعنی ہمیشہ با وضو رہتا ہے۔ (۲۷۹)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص تجھ سے یہ کہے: حضور علیہ السلام نے (ایک دفعہ مجبوری کے علاوہ) کبھی کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا اس کو سچ نہ جانا کیونکہ میں آپ کو ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے دیکھا ہے۔ (۳۰۷)

☆ حضرت عمر کو حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا: يَا عُمَرُ لَا تَبْلُ قَائِمًا۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرنا اس کے بعد حضرت عمر نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔ (۳۰۸)

شرم و حیائے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا فرمان صداقت نشان ہے۔

مَا تَغَيَّبْتُ وَلَا تَمَنَيْتُ وَلَا مَسِسْتُ ذَكَرِي بِيَمِينِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۳۱۱)

نہ میں نے کبھی گانا گایا اور نہ جھوٹ بولا (من الامنية بمعنى الكذب كما في قوله تعالى و منهم اميون لا يعلمون الكتاب الا امانى وقد اخطا من فسرہ بخلافه في الحديث۔ انجاح۔ ابن ماجہ ص ۲۷ ج ۳ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی) اور جب سے میں نے حضور علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔ اپنا دایاں ہاتھ کبھی آلہ تناسل کو نہیں لگایا۔ عاشقان اوز خوباں خوب تر

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے لئے جانے کا ارادہ فرمایا تو درختوں کو پیغام بھیجا (تاکہ پردے کا اہتمام ہو جائے) درخت حکم سنتے ہی آپس میں جمع ہوئے۔ پھر دوڑتے ہوئے حاضر خدمت ہو گئے اور قضائے حاجت کے بعد لوٹ جانے کا حکم سن کر واپس اپنی اپنی جگہ پہ لوٹ گئے۔ (۳۳۹)

☆ اچھی طرح وضو کر کے اشہد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله پڑھنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (۳۱۹)

☆ جاری نہر کے کنارے پہ ہو تب بھی وضو میں زیادہ پانی استعمال کرنا فضول خرچی ہے۔ (۴۲۳)

گناہ ختم کرنے اور نیکیاں بڑھانے والا کام

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیٹاؤ فرمایا:

أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَكْفِرُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ

کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرماتا ہے اور نیکیاں بڑھاتا ہے؟ ہم نے عرض کیا: حضور! ضرور ارشاد فرمائیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ۔ تکلیف کی حالت میں پورا وضو کرنا۔ مسجد کی طرف کثرت سے جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار کرنا۔ (۴۲۷)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہوئے دونوں رخساروں کو آہستہ آہستہ ملتے اور داڑھی مبارک کا نیچے کی طرف سے

خلال فرماتے۔ (۴۳۲)

☆ اللہ کے حکم کے مطابق وضو کرنے والے کی نمازیں درمیانی عرصہ میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

(۴۵۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرما کر اپنے زیب تن کیے ہوئے جتنے کو پلٹ کر چہرہ اقدس کو پونچھا (۴۶۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ”لا جوابی“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی طرف سے فرمایا: آگ پہ پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کیا کرو تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا گرم پانی سے وضو کر لیا کریں؟ تو حضرت ابو ہریرہ نے (لا جواب ہو کر) فرمایا: اے بھتیجے! جب حضور علیہ السلام کی حدیث سنو تو اس کے سامنے مثالیں نہ دیا کرو۔ (۴۸۵) اگلا پورا باب حضرت ابن عباس کے موقف کی تائید میں ہے۔

☆ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو اور دودھ پی کر کلی کرنے کا حکم (کیونکہ اس کا گوشت سخت ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کھانے کے دوران مسوڑھوں سے خون نکل آیا ہو اور دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے) اور بکری کا گوشت کھانے سے وضو کی ضرورت نہیں نہ ہی اس کا دودھ پینے سے کلی کی ضرورت ہے۔ (۴۹۷)

☆ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن ایک ہی وضو سے تمام نمازیں پڑھائیں۔ (۵۰۹)

☆ وضو ہوتے ہوئے وضو کر لینے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (۵۱۲)

☆ ناپاک چیز پانی کا مزہ خوشبو یا رنگ بدل دے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ (۵۲۱)

تیرے خلق کو رب نے عظیم کہا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ کہنے لگا: اے اللہ! میری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرما اور دوسرے کسی کی مغفرت نہ کر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور فرمایا: تو نے ایک کشادہ شے کو تنگ کر دیا ہے۔ پھر وہ واپس چلا گیا اور مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ اس اعرابی نے بات سمجھنے کے بعد کہا: (یعنی لوگ اس کو مارنے کے لئے جھپٹے تو آپ نے فرمایا: اس کو پیشاب کر لینے دو) میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ڈانٹا اور نہ برا بھلا کہا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد پیشاب کے لئے نہیں بنائی جاتی بلکہ اللہ کے ذکر اور نماز کے لئے بنائی جاتی ہے۔ پھر آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوا کر بذات خود اس کے پیشاب پر بہا دیا۔ (۵۲۸ تا ۵۳۰)

عشق میں ان کے آنکھ پر غم رکھنا

ان کی نسبت کو محترم رکھنا

یہ انہیں کے کرم کا شیوا ہے

ہر گناہگار کا بھرم رکھنا

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر اور نیچے بھی مسح فرمایا۔ (۵۵۰)

☆ اگر سائل درخواست کرتا تو حضور علیہ السلام موزوں پہ مسح کی مدت کو تین دن کی بجائے پانچ دن کر دیتے۔ (۵۵۳)
چنانچہ ایک سائل کے لئے سات دن کی مدت مقرر کر دی اور ساتھ فرمایا: وَمَا بَدَا لَكَ جَبْتًا تَرَادُلَ جَابَةً۔ (۵۵۷)

أَبْوَابُ التَّيَمُّمِ (تیمم کا بیان)

☆ تیمم کی آیت اترنے پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: مَا عَلِمْتُ إِنَّكَ لَتَبَارِكَةٌ مِّنْ نِّسَاءِ مَنْ جَاءَكَ تَوَاتَتْ بِكَ رِجْزًا مِّنْ نَّبَاتٍ لَّهُمْ شَوَاطِيرٌ مُّتَشَابِهَةٌ۔ (۵۶۵) اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عائشہ! جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَهً (۵۶۸)

اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے! خدا کی قسم! جب بھی تم پر کسی قسم کی سختی نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس سے نجات کا راستہ پیدا فرمادیا اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت پیدا فرمادی۔

نہ پوچھو کہ کیا رنگ لائے ہوئے ہیں یہ آنسو جو آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں

جن آنکھوں کو خالی سمجھتے ہو ان میں مدینے کے منظر سمائے ہوئے ہیں

☆ تیمم میں دو ضربوں کا ذکر (۵۷۱) جبکہ ایک ضرب کے ساتھ تیمم کا الگ باب موجود ہے۔

☆ غسل کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ لیٹ جائے تاکہ گرمائش حاصل کر لیں۔

حالانکہ زوجہ محترمہ نے ابھی غسل جنابت نہ کیا ہوتا تھا۔ (۵۸۰)

☆ غسل جنابت کے بغیر سو جانے کی اجازت ہے۔ (۵۸۲) وضو کر کے سونا بہتر ہے۔ (۵۵۴ تا ۵۵۸) ایک سے

زائد بیویوں کے ساتھ جماع کر کے آخر میں غسل کرنا (۵۸۸-۵۸۹) جنابت کی حالت میں وضو کر کے یا صرف ہاتھ دھو کر کھانا

کھانے کی اجازت ہے۔ (۵۹۲-۵۹۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ازواج مطہرات احتلام سے محفوظ تھیں (تبھی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے

عرض کیا: کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ بلکہ اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کی زوجیت میں آنے والی عورت زوجیت

میں آنے سے پہلے بھی احتلام سے محفوظ تھی چاہے وہ پہلے کسی کے نکاح میں ہی رہی ہو۔ جیسا کہ خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ

پہلے ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں پھر بھی سوال کر رہی ہیں) (۶۰۰)

۔ اٹھی جدھر نگاہ رسالت مآب کی ذروں کو مل گئی ضیاء آفتاب کی

اجمل ترین حسن ہے اکمل ترین وصف ہر بات لا جواب ہے اس لا جواب کی

محبوبہ محبوب رب العالمین (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حالت حیض میں ہوتی ہڈی چوستی تو جہاں منہ رکھ کر چوستی وہیں

پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منہ رکھتے اور اس ہڈی کو چوسنے اور پانی پیتی تو جہاں میں نے منہ لگا کر پانی پیا ہوتا اس برتن کی اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی منہ رکھ کر پانی پیتے۔ (۶۴۳)

اس حدیث سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ عورت کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے اور اس کا جو ٹھانا پاک نہیں ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کمال محبت بھی معلوم ہوتی ہے اسی لیے حضرت عائشہ کو محبوبہ محبوب رب العالمین کہا گیا ہے۔

ہر ہر ادا ہے سورہ قرآن لیے ہوئے

دل بھی دیا تو میں نے خدا کے حبیب کو

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب پاخانہ روک کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا (یہ حدیث مجموعہ صحاح ستہ میں نہیں ہے بلکہ پورا باب ہی نہیں جس میں چار احادیث ہیں۔ اصل ابن ماجہ کے ص ۴۸ پہ یہ حدیث ہے۔ باب ماجاء فی النہی للحاقن ان یصلی)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن کو اپنے کندھوں پہ اٹھائے ہوئے تھے جبکہ حضرت حسن کا لعاب حضور علیہ السلام کے کپڑوں پہ بہہ رہا تھا۔ (۶۵۸)

لعاب دہن میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پانی کا ایک ڈول لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کلی فرمائی: فَمَجَّ فِيهِ مِسْكًَا أَوْ أَطْيَبَ مِنَ الْمِسْكِ۔ تو اس سے کستوری یا کستوری سے بھی بڑھ کر خوشبو آنے لگی۔ (۶۵۹)

ابن ماجہ ص ۴۸ حاشیہ ۷ پہ اس حدیث کے تحت ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بعض ایسے کنوؤں میں کلی فرمائی جن کا پانی کھلا (نمکین) تھا۔ فعذب ماء ہا بعد ان کان مالحا۔ تو پانی میٹھا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ لان فیہ ایذاء للمسلمین۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کے لئے تکلیف ہے۔ بوجہ اس کے کہ طبعاً یہ چیز لوگ پسند نہیں کرتے اور اگر کوئی بزرگ ایسا کرے کہ جس سے لوگ تبرک و شفا حاصل کرتے ہیں اور اس کے ایسا کرنے میں حرج نہیں سمجھتے۔ فلا باس لعدم علة النہی۔ تو اس میں حرج نہیں کیونکہ نبی کی علت اس میں نہیں پائی گئی۔

☆ وضو میں ناخن کے برابر بھی جگہ خشک رہ جانے پر وضو و نماز لوٹانے کا حکم دیا گیا۔ (۶۶۶)

کِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان)

نمازوں کے اوقات کا مسئلہ پوچھنے والے کو دو دن انتظار کرایا گیا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے اوقات نماز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: دو دن نماز ہمارے ساتھ پڑھو۔ جب زوال (یعنی نماز کا وقت ہوا) ہوا تو آپ نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا، پھر تکبیر کا حکم دیا نماز ظہر پڑھی، پھر عصر کے لئے کھڑے ہوئے تو سورج بلندی پر تھا، سفید اور صاف تھا۔ مغرب سورج غروب ہوتے ہی پڑھائی اور عشاء اس وقت جب شفق غائب ہوگئی اور صبح کی نماز اس وقت پڑھائی جب اس وقت جب صبح صادق ہوئی۔ دوسرے روز ظہر کی نماز خوب ٹھنڈے وقت پر پڑھائی۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ سورج اگرچہ اونچا تھا لیکن پہلے روز کے مقابلے میں ڈھل چکا تھا۔ مغرب کی نماز شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھائی۔ عشاء کی نماز تہائی رات گزر جانے کے بعد اور صبح کی نماز جب روشنی پھیل گئی۔ پھر فرمایا: سائل کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح تم نے دیکھا نمازوں کا وقت اس کے درمیان ہے۔ (۶۶۷)

یقیناً سائل یہ کہتا ہوا واپس گیا ہوگا کہ

نقش قدم پاک پہ سجدوں کی بدولت
ہر چند گنہگار ہوں اے رحمت عالم

انوار سے معمور جبین لے کے چلا ہوں
پر تیری شفاعت کا یقیں لے کے چلا ہوں

(عبدالعزیز شرقی)

☆ نماز فجر کو خوب روشنی میں (لیکن طلوع آفتاب سے پہلے پہلے) پڑھنا اجر کو زیادہ کرتا ہے۔ (۶۷۲)
☆ (گرمیوں میں) نماز ظہر کو خوب ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے دھکائے جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ (۶۸۰)

☆ صلوٰۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ (۸۶-۶۶۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو موخر کرنا پسند فرماتے اور اس سے پہلے سونے کو اور بعد میں باتیں کرنے کو معیوب

سمجھتے تھے۔ (۷۰۱)

أَبْوَابُ الْأَذَانِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا (اذان اور اس میں سنت کا بیان)

☆ سب سے پہلی اذان حضرت بلال نے پڑھی۔ اپنی بلند آوازی کی وجہ سے۔ حضرت عبداللہ بن زید کو جو اذان خواب میں بتائی گئی اس میں ترجیع نہیں ہے۔ جب عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں حضرت عمرؓ سے سبقت لے گئے تو اس واقعہ کے متعلق انہوں نے یہ اشعار کہے۔

رَامَ حَمْدًا عَلَى الْأَذَانِ كَثِيرًا

وَفَاكَّرِمُ بِهِ لَدَيَّ بَشِيرًا

كُلَّمَا جَاءَ زَادَنِي تَوْقِيرًا

أَحْمَدُ اللَّهُ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِلَاقِ

إِذَا تَأَنَّى بِهِ الْبَشِيرُ مِنَ اللَّهِ

فِي لَيْالٍ وَالْيَوْمِ يَهْنُ ثَلَاثِ

ترجمہ: مجھ کو اذان سکھائی میرے ذوالجلال نے احسان ہوا خاص رب قدیر کا
 بھیجا سکھانے اپنے فرشتے کو تین رات رتبہ خدا بڑھائے اس اپنے بشیر کا
 وہ تین رات آ کے سکھاتا رہا مجھے اعزاز یوں بڑھاتا رہا اس فقیر کا
 ☆ حضرت بلال نے صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ کیا تو حضور علیہ السلام نے اسے قائم رکھا۔

(۷۰۷)

لہذا شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ یہ اضافہ حضرت عمر نے اذان میں کیا غلط بات ہے حضرت عمر کو جب حضرت بلال نے یہ
 الفاظ بول کر اٹھایا تو انہوں نے فرمایا: اجعلها فی الاذان۔ یہ الفاظ اذان میں ہے رہنے دے۔
 ☆ اذان کی نقلیں اتارنے والے (ابو محذورہ) مؤذن مقرر کر دیئے گئے اور ان کے دل میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بارے میں نفرت تھی وہ محبت میں تبدیل ہو گئی۔ (۷۰۸)

☆ اذان میں کانوں کے اندر انگلیاں ڈالنے کا حکم کہ اس سے آواز بلند ہو جاتی ہے۔ (۷۱۰)
 ☆ مَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ۔ جو اذان دے وہی اقامت بھی کہے (الایہ کہ وہ خود کسی اور کو اجازت دے، صراحتاً یا کنایتاً کہ
 دوسرے کے اقامت کہنے پہ ناراض نہ ہو) (۷۱۶)

گناہ معاف شفاعت حلال

☆ اذان سننے کے ساتھ یہ الفاظ کہنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
 واشھدان محمداً عبده ورسوله رضیت باللہ رباً وبالاسلام دنیا و بھمدا نبیا (۷۲۱) اور اذان کی دعا پڑھنے
 سے قیامت کے دن شفاعت حلال ہو جاتی ہے۔ (۷۲۲)

☆ مؤذن (کے ایمان) کی گواہی انسان جن اور شجر و حجر دیں گے جس نے بھی اذان کی آواز سنی۔ (۷۲۳)

☆ بہترین لوگ اذان پڑھیں اور قاری امامت کروائیں۔ (۷۲۶)

☆ ہر اذان پہ ساٹھ نیکیاں اور ہر اقامت پہ تیس نیکیاں (۷۶۸)

☆ اذان ہو جانے کے بعد بلا ضرورت (واپس نہ آنے کے ارادے سے) مسجد سے نکلنے والا منافق ہے۔ (۷۳۷)

أَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ (مسجدوں اور نماز باجماعت کا بیان)

☆ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی مثل جنت میں گھر بنائے گا۔ (۳۶-۳۵)

☆ جو مسجد سے غلاظت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (۷۵۷)

☆ سب سے پہلے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے مسجد میں چراغ روشن کیا۔ (۷۶۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ

لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ - اور جب مسجد سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ
 اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (۷۷۱) ایک روایت میں داخل ہوتے وقت حضور علیہ السلام یہ سلام
 بھیج کر یہ دعا پڑھنے کا حکم ہے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ
 فَضْلِكَ (۷۷۲) اور ایک روایت میں نکلتے ہوئے اس دعا کا ذکر ہے۔ اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - اے اللہ!
 مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرما۔ (۷۷۳)

ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے
 (ہر قدم پہ اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک برائی مٹا دی جاتی ہے۔ ۷۷۷) اور یہ دعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَیْكَ وَاَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَاۤیْ هٰذَا فَالْتِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشْرًا وَلَا
 بَطْرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سَبْعَةً وَّخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخِطِكَ وَاَبْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْأَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِيْ مِنَ النَّارِ
 وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ (۷۷۸)
 ☆ اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والے خدا کی رحمت میں غوطہ زن ہونے اور ان کو قیامت کے دن نور کامل کی
 خوشخبری سنائی گئی ہے۔ (۷۷۹-۸۰-۸۱)

☆ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَرَهُمْ سے مراد ان نمازیوں کے قدموں کا ثواب ہے جو دور سے مسجدوں کی طرف آتے
 ہیں۔ (۷۸۲)

☆ جواذان کی آواز سنے اور بغیر عذر کے مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز نہ پڑھے اس کی نماز قبول نہیں۔ (۷۹۳)
 ☆ اگر لوگ جان لیں کہ صبح اور عشاء کی نمازوں میں کتنا ثواب ہے تو ضرور (نماز باجماعت میں) شامل ہوں اگرچہ
 گھٹنوں کے بل گھسٹ کر اور یہ دو نمازیں منافقوں پر بھاری ہیں۔ (۷۹۶-۹۷)
 ☆ چالیس روز تک ہر نماز جماعت سے پڑھنے والا کہ اس کی عشاء کی نماز کی پہلی رکعت جماعت سے نہ چھوٹے۔ اللہ
 تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے نجات لکھ دیتا ہے۔ (۷۹۸)

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات فرماتا ہے

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مغرب کی نماز ادا کی جو حضرات
 بیٹھنے والے تھے وہ بیٹھے رہے اور جو جانے والے تھے وہ چلے گئے۔ حضور علیہ السلام اس قدر تیزی سے تشریف لائے کہ آپ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی سانس مبارک پھولی ہوئی تھی پھر آپ نے اپنے بابرکت گھٹنوں کے بل بیٹھ کر (بیٹھنے والوں سے) ارشاد فرمایا:
 اَبَشِّرُوا هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ السَّمَآءِ يُبَاهِيْ بِكُمْ الْمَلٰٓئِكَةُ يَقُوْلُ اَنْظُرُوْا اِلٰی

عِبَادِي قَدْ قَضَوْا فَرِيضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ أُخْرَى

خوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا ہے اور فرشتوں کے سامنے تمہارا ذکر کر کے فخر یہ فرما رہا ہے! دیکھو میرے ان بندوں کی طرف جو ایک فرض ادا کر کے دوسرے کی انتظار میں بیٹھے ہیں۔ (۸۰۱) ☆ مسجدوں کو آباد کرنے سے مراد ان میں حاضری کی عادت ڈالنا ہے۔ (۸۰۲)

أَبْوَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا

(نمازوں کو قائم کرنا اور ان میں سنتوں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے۔ اسی طرح حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی (۸۱۳)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھتے تھے۔ (۸۱۸) اور فجر و ظہر میں پہلی رکعت کو لمبا اور دوسری کو مختصر فرماتے۔ (۸۱۹)

☆ نماز باجماعت کے دوران صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف دیکھتے (۸۲۶) داڑھی کی حرکت کو وہی بیان کر سکتا ہے جو دیکھ رہا ہو۔

گویا عبادت خدا کی ہو رہی تھی اور زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض لوگوں کی نماز تو نبی علیہ السلام کا خیال آنے سے خراب ہو جاتی ہے ان کو چاہیے کہ صحابہ کرام کے اس عمل سے روشنی حاصل کریں۔

ذرا جالیوں کے قریں دیکھتے	تو آنکھوں سے عرش بریں دیکھتے
وہ جلوہ ہے کتنا حسین دیکھتے	کبھی ہم بھی مہر مبین دیکھتے
نوازش کی اٹھتی ہے جب بھی نظر	وہ اپنے پرائے نہیں دیکھتے
مدینے میں سجدے ادا کر کے تم	کبھی آئینے میں جبیں دیکھتے
زمین پر کبھی پاؤں نکلتے نہیں	مدینے کی کیسے زمیں دیکھتے
مکان دیکھ کر آج دل شاد ہے	اگر ہم مکان کے مکین دیکھتے
انہیں رنگ و بو کا احساس کیا	جو خواب مدینہ نہیں دیکھتے
عجب رنگ تھے بکھرے بکھرے ہوئے	کہیں سے گزرتے کہیں دیکھتے
کبھی کاش مسرور روتے ہوئے	مجھے رحمت عالمیں دیکھتے

☆ تعلیم امت کے لئے ظہر و عصر کی نماز میں کوئی آیت بلند آواز سے پڑھی جاسکتی ہے۔ (۸۲۹-۳۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت و آواز سب سے اچھی تھی۔ (۸۳۵)

اگر امام کے پیچھے ہو تو دل میں فاتحہ پڑھا کرو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ لہذا زبان سے پڑھنے کی اجازت نہ ہوئی۔ (۸۳۸)

☆ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

وَإِذَا قَرَأْتَ فَأَنْصِتُوا (٨٣٦-٨٤)

☆ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً -

جس کا امام ہو تو امام کی قرأت ہی مقتدیوں کی قرأت ہے۔ (۸۵۰)

☆ جس کی امین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو گئے۔ (۸۵۲) دو سجدوں اور ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر (۶۵-۸۶۴) ان روایات پہ غیر مقلدین بھی عمل نہیں کرتے حالانکہ دونوں احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مروی ہیں۔ مزید یہ کہ رفع یدین میں ہاتھ کانوں تک اٹھانے چاہیں نہ کہ کندھوں تک۔ (۸۶۸)

☆ جو رکوع و سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ رکھے اس کی نماز مکمل نہیں۔ (۸۷۰) (یہ تعدیل ارکان کے وجوب کی دلیل ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں اپنی پشت کو اتنا سیدھا رکھتے کہ اگر پانی ڈالا جاتا تو وہیں رک جاتا۔ (۸۷۲) اور سجدے میں بازو اس قدر پھیلاتے کہ اگر بکری کا بچہ گز رنا چاہتا تو گزر جاتا (۸۸۰) (لہذا سجدے میں بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھا جائے) اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے (۸۸۲)

☆ حضور علیہ السلام رکوع و سجدہ میں تین تین بار تسبیح کہتے (۸۸۸)

وَذَلِكَ أَذْنَاؤُهُ يَكْمُ مِنْكُمْ مَقْدَارُهَا، أَلَيْسَ لَكُمْ عِلْمٌ بِمَا يُكْفَرُونَ (۸۹۰)

☆ فرمایا: جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

(مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَى خَطِئِ طَرِيقِ الْجَنَّةِ (٩٠٨))

دو کاموں کو عادت بنانے سے جنت میں داخلہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو عادتوں کو اگر بندہ اپنالے گا تو جنت میں داخل ہوگا۔ وہ دونوں آسان بھی ہیں اور بلحاظ عمل قلیل بھی ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں انگلیوں یہ گنتے دیکھا ہے اور فرمایا: یہ پڑھنے میں ایک سو پچاس ہیں اور میزان میں ایک ہزار پانسو اور جب بستر پر لیٹے تو سو مرتبہ سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کہے تو یہ زبان پر سو بار ہوگا اور میزان میں ایک ہزار بار۔ تم میں سے کون ایسا ہے جو دن میں روزانہ دو ہزار پانسو برائیاں کرتا ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: انہیں کیسے گنا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی نماز میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے فلاں فلاں بات یاد کر اور

نماز بھلا دیتا ہے۔ اسی طرح جب سونے کے لئے لیٹتا ہے تو شیطان یہ عمل اسے بھلا دیتا ہے اور وہ سو جاتا ہے۔ (۹۲۶)

☆ نماز کے بعد امام کو دائیں اور بائیں جانب منہ پھیر کر بیٹھنے کی اجازت ہے۔ (۹۳۱)

☆ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ۔ سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔ (۹۵۲)

☆ امام سے پہلے (رکوع، سجدے سے) سر اٹھانے والا کے لئے ڈر ہے کہ کہیں اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح نہ بنا دیا جائے۔ (۹۶۱)

تین شخصوں کی نماز قبول نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جن کی نماز سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی (یعنی بالکل قبول نہیں ہوتی)

(۱) رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ۔ وہ بندہ جو قوم کی امامت کرائے اور قوم (کسی شرعی عیب کی وجہ سے اسے) ناپسند کرتی ہو۔

(۲) وَأَمْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاحِطٌ۔ وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔

(۳) وَإِخْوَانٍ مُتَصَارِمِينَ۔ دو بھائی (مسلمان) جو باہم ناراض ہوں۔ (۹۷۱)

☆ امام کے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو عاقل بالغ (اہل علم و تقویٰ) ہوں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کو اپنے قریب رکھتے تاکہ لوگ ان سے دین اخذ کریں۔ (۷۸-۷۷-۷۶) (۹۷۶)

☆ امام اچھا (یعنی اچھی طرح نماز پڑھانے والا) ہوگا تو اس کو بھی ثواب ہوگا اور مقتدیوں کو بھی ورنہ دونوں کے لئے وبال ہے۔ (۹۸۱)

لوگوں پر یہ زمانہ آچکا

حضرت خرشہ کی بہن حضرت سلامہ بنت حربان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میں نے خود سنا۔
يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُومُونَ سَاعَةً لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ انتظار کے باوجود بھی انہیں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا کہ جو انہیں نماز پڑھا سکے۔ (۹۸۲) چنانچہ یہ دور آچکا ہے کہ مسجد بھری ہوئی ہو اور مقرر امام موجود نہ ہو تو بھری مسجد میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوتا جو مصلے پہ کھڑا ہو کر لوگوں کی امامت کر سکے۔

☆ ایک صحابی (حضرت عثمان بن ابی العاص) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری بات فرمائی وہ یہ تھی: إِذَا أَمَّتَ قَوْمًا فَأَخَفَ بِهِمْ۔ جب تو قوم کی امامت کرائے تو نماز مختصر پڑھانا۔ (۹۸۸)

☆ بچوں کے رونے کی آواز سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو مختصر فرما دیتے (کیونکہ ان کی مائیں حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کر رہی ہوتی تھیں) (۹۱-۹۰-۹۸۹)

رشتے خدا کے سامنے کس طرح صفیں بناتے ہیں

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلَا تَصْفُونَ كَمَا تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا

تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں؟ عرض کیا گیا: فرشتے کس طرح رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں۔ فرمایا: پہلی صف کو مکمل کرنے کے بعد دوسری صف بناتے ہیں اور درمیان میں فاصلہ نہیں چھوڑتے۔ (۹۹۲)

حضور علیہ السلام نے صفوں کو سیدھا کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

سَوِّدَا صُفُوفَكُمْ فَإِنْ تَسَوَّيَا الصُّفُوفَ مِنْ تَامِ الصَّلَاةِ

صفوں کو سیدھا کرنا نماز کے مکمل ہونے سے شامل ہے۔ (۹۹۳)

مزید فرمایا: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةَ رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کو ملانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور جو جگہ کو پر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔ (۹۹۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کے لئے ایک مرتبہ بخشش کی دعا

کی۔ (۹۹۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کے لئے ایک مرتبہ بخشش کی دعا

کی۔ (۹۹۶)

فرمایا: اگر پہلی صف والوں کو معلوم ہو جائے (کہ اس میں کتنا ثواب ہے) تو اس کے لئے قرعہ اندازی کریں۔ (۹۹۸)

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف میں دائیں طرف کھڑے ہونے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ (۱۰۰۵)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش یہ مقام ابراہیم پہ نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ (۱۰۰۹)

قبلہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ بعد میں قبلہ بیت اللہ سے تبدیل کر دیا گیا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ حضور علیہ السلام کو مدینہ میں داخل ہوئے دو ماہ ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت المقدس کی جانب نماز پڑھتے تھے تو اپنا چہرہ آسمان کی جانب اٹھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ کی خواہش کعبہ ہے۔ ایک بار جبرائیل علیہ السلام آسمان سے آئے اور آپ کی نگاہ اُدھر لگی ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ۔ ہمارے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: قبلہ کعبہ سے بدل گیا ہے اور ہم دو رکعت بیت المقدس کی جانب پڑھ چکے تھے اور رکوع میں تھے۔ ہم گھوم گئے اور

نماز کعبہ کی جانب پوری کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے فرمایا: ہماری ان نمازوں کا کیا ہوگا جو ہم نے بیت المقدس کی جانب پڑھی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وما كان الله ليضيع ايما نكم (۱۰۱۰)

قبلہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض جس طرح رخ وہ موڑ دیتے ہیں

جس طرف وہ نظر نہیں آتے ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین مبارک اور موزے پہن کر بھی نماز ادا فرمائی اور ننگے پاؤں بھی (۱۰۳۸-۳۹)

☆ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بال گوندھ کر نماز پڑھتے ہوئے حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع

نے دیکھا تو ان کے بالوں کو کھول دیا اور عرض کیا: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصُ شَعْرَةٍ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو بال گوندھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱۰۴۳)

ہماری نماز اور حضور علیہ السلام کی نماز

ہمیں فرمایا گیا کہ نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف نہ اٹھاؤ ورنہ اندھے کر دیئے جاؤ گے۔ لَا تَرْفَعُوا أَبْصَارَكُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ تَلْتَمِعَ (۱۰۴۴)

مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ۔ (حتی اشتد قوله في ذلك) لَيَنْتَهِنَ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَيُخْطَفَنَّ اللَّهُ أَبْصَارَهُمْ۔ (۱۰۴۴)

لَيَنْتَهِنَ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَا تَرْجِعُ أَبْصَارَهُمْ (۱۰۴۵)

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں اپنا چہرہ انور آسمان کی طرف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد نرى قلب وجهك في السماء۔ اے پیارے ہم تیرے چہرے کا آسمان کی طرف اٹھنا تکتے رہتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک

۔ آنکھ گلابی مست نظر ہے

گیسوائے مشکین، روح منزل

ما تھے پہ ہے روشن سہرا

ابروئے عالی آیہ قرآں

مہر نبوت پشت پناہی

حورو ملائک، حاضر خدمت

چاند ستارے نقش کف پا

غار حرا تھی اس کی کمائی

نام محمد جگ اجیا لا

اللہ ہی جانے کون بشر ہے

رخ چہ طلوع نور سحر ہے

جلوہ رنگین حسن قمر ہے

سینہ اقدس کان گہر ہے

مند یزداں آپ کا گھر ہے

عرش معلیٰ راہگذر ہے

منزل ہستی گرد سفر ہے

ساری خدائی جس کا ثمر ہے

لوگ کہیں جسے کملی والا

☆ نمازیوں کے حسین و جمیل عورت کو (رکوع کرتے وقت بغلوں کے نیچے سے) دیکھنے پہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ولقد علینا المستقدمین منکم ولقد علینا المتأخرین۔ اور ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور پچھلوں کو بھی۔ (۱۰۴۶)

☆ حضور علیہ السلام کے ایک کپڑے میں لپیٹ کر نماز ادا فرمائی۔ (۱۰۵۱)

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اغْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ يَا وَيْلَهُ أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ
فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ (۱۰۵۲)

جب بندہ آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو جاتا ہے اور کہتا ہے افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا میں نے انکار کیا تو میرے لئے دوزخ ہے۔

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب سے پہلا جمعہ ادا کیا (جبکہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف نہیں لائے تھے) اور تا زندگی جب بھی جمعہ کی اذان سنتے تو حضرت اسعد بن زرارہ کے لئے دعا کرتے۔ (۱۰۸۲)

☆ جمعہ کا مقام و مرتبہ اللہ کے ہاں عید اور بقر عید سے بھی بڑھ کر ہے۔ (۱۰۸۳)

☆ اللہ تعالیٰ نے زمین پہ نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔ (۱۰۸۵)

☆ جمعہ کے لئے غسل کر کے مسجد میں جلدی آ کر امام کے قریب بیٹھ کر خطبہ سننے والا اور کوئی بے ہودہ حرکت نہ کرنے والے کے لئے ایک سال کے روزوں اور رات کے نفلوں کا ثواب ہے۔ (۱۰۸۷)

☆ قیامت کے دن جمعہ میں آمد کے مطابق لوگ اللہ کے قریب بیٹھیں گے۔ سب سے قریب وہ جو جمعہ کے لئے پہلے آیا پھر دوسرا پھر تیسرا۔ (۱۰۹۴)

☆ صحابہ کرام جمعہ کے بعد قیلولہ کیا کرتے۔ (۱۱۰۲)

☆ حضور علیہ السلام نے سیاہ عمامہ شریف باندھ کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ (۱۱۰۴)

☆ منبر پہ چڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم کہا کرتے۔ (۱۱۰۹)

☆ جس نے دن میں بارہ رکعات (سنت موکدہ) پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ (۱۱۴۲)

ایک حدیث کے معاوضہ میں مسجد بھرسونا

عاصم بن ضمرہ سلولی کہتے ہیں: ہم نے حضرت علی سے دریافت کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دن میں کتنے نفل پڑھتے تھے؟

انہوں نے فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہم نے عرض کیا: آپ بتا دیجئے جتنی طاقت ہوگی ہم پڑھ لیں گے۔ حضرت نے فرمایا: نبی کریم علیہ السلام جب صبح کی نماز پڑھتے تو جب سورج اتنا بلند ہو جاتا جتنا شام کو عصر کے بعد مغرب سے قبل ہوتا ہے تو دو رکعت پڑھتے پھر جب سورج خوب بلند ہو جاتا تو چار رکعت پڑھتے پھر زوال کے بعد ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے۔ دو رکعت کے بعد اور چار عصر سے پہلے دو سلاموں کے ساتھ کہ جن میں ملائکہ انبیاء اور مومنین پر سلام بھیجتے۔ یہ سولہ رکعتیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن میں پڑھتے لیکن ان پر آپ نے مداومت بہت کم فرمائی ہے۔ وکیع کا بیان ہے کہ میرے والد ماجد اس میں اتنا اضافہ کرتے کہ حبیب بن ابی ثابت کہتے ہیں میں نے ابواسحاق سے کہا کاش اس حدیث کے معاوضہ میں میرے پاس اس مسجد بھر سونا ہوتا تو میں آپ کو پیش کرتا۔ (۱۱۶۱)

☆ مغرب کے بعد چھ رکعات بارہ سال کی عبادت کے برابر متصور ہوں گی۔ (۱۱۶۸)

☆ حضور علیہ السلام نے وتر پڑھنے کا حکم دیا تو ایک اعرابی نے کہا یہ حضور کیا فرما رہے ہیں تو ایک صحابی نے اس کو فرمایا: لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ۔ یہ تیرے لیے اور تیرے ساتھیوں کے لئے نہیں ہے۔ (۱۱۷۰)

☆ وتر کی تین رکعتوں میں تین سورتوں کو پڑھنے کا ذکر۔ (۱۱۷۱-۷۳-۷۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتروں کے بعد والے نفل بیٹھ کر ادا فرمائے۔ (۱۱۹۵)

نماز مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ اکبر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور اس میں کی یا زیادتی فرمادی (یہ شبہ ابراہیم راوی کی طرف سے ہے) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا گیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَزِيدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْءًا۔ کیا نماز میں کچھ اضافہ کر دیا گیا ہے؟ فرمایا: میں بھی ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو مجھ سے بھی بھول ہو سکتی ہے جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے (سہو کے) کرے۔ پھر (اتنی گفتگو کے بعد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھوم گئے اور دو سجدے فرمائے۔ (۱۲۰۳) کیا ہماری نماز بھی اس بات کی متحمل ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ قائم ہو جائے اور نماز بھی نہ ٹوٹے اور پھر دو سجدے کر کے نماز کی تکمیل کر لی جائے۔

☆ پہلا التحیات پڑھ کر کھڑا ہونے کے قریب ہو گیا تو واپس نہ آئے اور سجدہ سہو کر لے۔ (۱۲۰۸)

☆ سہو کے سجدے شیطان کی ناک کو خاک آلودہ کرنے کے لئے ہیں۔ (۱۲۱۰)

☆ کوئی شخص نماز میں بے وضو ہو جائے (ہوا خارج ہونے کی وجہ سے) تو ناک پکڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے (۱۲۲۲) تاکہ اس کی عزت نفس بھی محفوظ رہے۔

☆ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں۔ (۱۲۵۰)

جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں

آپ کی خدمت میں ایک ایسی قوم کی طرف سے آیا ہوں جس کے چرواہوں کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا۔ حتیٰ کہ ان کے دلوں میں اونٹوں (جیسی دولت) کا خیال تک باقی نہیں رہا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) منبر پر جلوہ افروز ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيثًا مَّرِيًّا طَبَقًا مَّرِيًّا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِيٍّ۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے ازاں بعد جو قوم بھی (باہر سے) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پاس آئی اس نے یہی کہا: قَدْ اُحْيَيْنَا هُمْ بِرُخْبٍ بَارَشٍ هُوِيٍّ۔ (۱۲۷۰) جناب ابوطالب نے کیا خوب کہا:

وَابْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةً لِّلْأَرَامِلِ

کس قدر حسین و جمیل ذات ہے کہ جس کی وجہ سے بارش طلب کی جاتی ہے اور جو یتیموں کا ٹھکانہ اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بسا اوقات میرے سامنے شاعر کا قول بیان کیا جاتا اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کو منبر پر دیکھتا رہتا آپ منبر سے اترتے اور مدینہ کے پرنا لے بہنے لگتے تو مجھے جناب ابوطالب کا مندرجہ بالا شعر یاد آ جاتا۔ (۱۲۷۲) اس پس منظر میں اعلیٰ حضرت نے سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا:

جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کا اثر کہ عورتوں نے اپنے زیوراتار کر پیش کر دیئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیئے جو کہ چندہ اکٹھا کرنے پر متعین تھے۔ (۱۲۷۳)

☆ عیدین کے خطبے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے تکبیریں پڑھتے تھے۔ (۱۲۸۸)

تیری خلق کو رب نے جمیل کیا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب مدینہ شریف میں ورود مسعود ہوا تو لوگ آپ کے پاس گئے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لئے گیا چنانچہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ آپ نے سب سے پہلے یہ کلام فرمایا: اے لوگو ہر ایک کو سلام کیا کرو کھانا کھلایا کرو رات کو جب لوگ سوتے ہوں نمازیں پڑھا کرو تو جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔ (۱۳۳۴)

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

قرآن عمدہ آواز سے پڑھو اور رو رو کر پڑھو

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن سائب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بھتیجے تجھے مبارک ہو تو قرآن مجید اچھی آواز سے پڑھتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا تھا جب تم اسے پڑھو تو روؤ۔ اگر رونہ سکو تو رونے کی شکل بنا لو اور اسے اچھی آواز سے پڑھو۔ فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِهِ فَلَيْسَ مِنَّا۔ جو قرآن کو اچھی آواز سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۱۳۳۷)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دوران قدس میں ایک دفعہ میں دیر سے گھر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: اتنی دیر کہاں رہی؟ میں نے عرض کی: آپ کے ایک صحابی کی قرأت سن رہی تھی اس جیسی قرأت میں نے آج تک نہ سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تلاوت سننے کے لئے چلے پھر مجھ سے فرمایا: سَلِّمْ مَوْلٰی اَبِیْ حُدَیْفَةَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَ هٰذَا۔ یہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں اس جیسے لوگ پیدا فرمائے ہیں۔ (۱۳۳۸)

☆ قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے والا وہ ہے کہ جب تم اس کا قرآن سنو تو یہ خیال کرو کہ اللہ کے خوف سے لرز رہا ہے۔

(۱۳۳۹)

☆ گانے کے شوقین کو گانے والی کے گانے کی طرف اتنی توجہ نہیں ہوتی جتنی کہ خدا تعالیٰ بلند آوازی اور حسن صورت کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کی طرف توجہ فرماتا ہے۔ (۱۳۴۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: لَقَدْ اُوْتِیَ هٰذَا مِنْ مَّزَامِیْرِ اِلِ دَاوُدَ۔ انہیں ال داؤد کے لہجوں میں سے ایک لہجہ عطا کیا گیا ہے۔ (۱۳۴۱)

☆ زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ۔ قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔ (۱۳۴۲)

☆ سونے کی وجہ سے رات کا وظیفہ رہ گیا تو صبح اور ظہر کے درمیان پڑھ لینے سے رات کو ہی پڑھنا قرار دیا جائے گا۔

(۱۳۴۳)

سو جانے پر بھی صدقہ کا ثواب

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا ارشاد نقل فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَتٰی فِرَاشَهُ وَهُوَ یَنُوْیْ اَنْ یَّقُوْمَ فِیْصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فَغَلَبَتْهُ عَیْنُهُ حَتّٰی یُصْبِحَ کُتِبَ لَهُ مَا نَوٰی وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَیْهِ مِنْ رَبِّهِ۔ (۱۳۴۴)

جو رات کو اٹھنے کے ارادے سے سویا مگر صبح تک اس کی آنکھ نہ کھلی تو اس کی نیت کے مطابق اس کو اجر و ثواب بھی ملے گا اور اس کی نیند اس پر اس کے رب کی طرف سے صدقہ ہوگی۔

سونا ہی بن گئے ہیں نہ سونے سے اہل دل سوتا ہوں اس لیے میں اک نوحہ گر کے پاس

☆ حضور علیہ السلام ساری رات ایک ہی آیت کی تلاوت کرتے رہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ (۱۳۵۰)

کسی کام میں وسعت ملنے یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے

حضرت غصیف بن حارث کہتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ اَوْ یُخَافِتُ بِہِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونچی آواز سے قرآن مجید پڑھتے تھے یا آہستہ آواز سے؟ قَالَتْ رَبَّمَا جَهَرَ وَرَبَّمَا خَفَتْ انہوں نے فرمایا: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونچی آواز سے تلاوت فرماتے تھے اور کبھی آہستہ آواز سے قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي هَذَا الْأَمْرِ سَعَةً میں نے کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے اس کام میں ہمارے لیے آسانی رکھی ہے۔ (۱۳۵۴)

☆ مغرب وعشاء کے درمیان بیس رکعات پڑھنے والے کے لئے جنت میں محل (۱۳۷۳)

اور چھ رکعات پڑھنے والے کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب (۱۳۷۴)

☆ صَلَوةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ نُورٌ فَنُورُوا بُيُوتَكُمْ -

بندے کی گھر میں نماز (سنن ونوافل) نور ہے تو اپنے گھروں کو روشن رکھو۔

☆ لَا تَتَّخِذُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا - اپنے گھروں کو (نقلی نماز سے محروم رکھ کر) قبرستان نہ بناؤ۔ (۱۳۷۷)

☆ چاشت کی بارہ رکعات پڑھنے والے کے لئے جنت میں سونے کا محل۔ (۱۳۸۰)

اور دو رکعات پہ مداومت کرنے والے کے گناہ معاف اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (۱۳۸۲)

☆ نماز استخارہ، صلوة الحاجت اور صلوة التسبیح کا ذکر۔ (۸۴-۱۳۸۳)

حضور علیہ السلام کے وسیلے سے دعا کرنا

حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا: ایک شخص جس کی نگاہ کمزور تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے خیر و عافیت کی دعا فرمائیے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو چاہے تو تیرے لیے دعا کو مؤخر کر دوں جو تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو ترے لیے دعا کروں۔ اس نے عرض کیا: دعا فرما دیجئے چنانچہ آپ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ دعا کرنا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَآتُوْجِّهْ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهِ لِتُقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ - ابواسحاق کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱۳۸۵)

لہذا دعا میں اگر اعلیٰ حضرت کا یہ شعر پڑھ لیا جائے تو یہ اس حدیث کی رو سے جائز ہے۔

یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

☆ شب برات کے فضائل کی احادیث مبارکہ (۹۰-۱۳۸۹)

☆ ابو جہل کے سر (قتل) کی خبر سننے پر حضور علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ (۱۳۹۱)

☆ کسی بھی خوشی کی خبر پہ بطور شکر حضور علیہ السلام سجدہ کرتے۔ (۱۳۹۴)

گناہ ہو جائے تو اس کو معاف کروانے کا طریقہ

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے کوئی حدیث ارشاد فرماتے تو اللہ تعالیٰ اس

کے ذریعے مجھے نفع عطا فرماتا اور اگر کوئی اور مجھے حدیث بیان کرے تو میں اس سے قسم لیتا ہوں اور مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور انہوں نے سچ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَقَالَ مِسْعَرٌ ثُمَّ يُصَلِّي وَيَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ.

کوئی بندہ جب گناہ کرتا ہے پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت ادا کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (۱۳۹۵)

☆ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرام نے کہا: هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمَتَكِيُّ۔ یہ ہیں گورے رنگ کے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد اس کا سختی کے ساتھ سوال کرنا اور حضور علیہ السلام کا اس کو نرمی سے جواب دینا ملاحظہ ہو۔ حدیث (۱۴۰۲)

ہم نے سایہ دیکھ لیا	غم کا مداوا دیکھ لیا
جس نے سراپا دیکھ لیا	سارے غم وہ بھول گیا
جانے کیا کیا دیکھ لیا	ہم نے ایک مدینے میں
گنبد خضریٰ دیکھ لیا	اور کہیں اب کیا دیکھوں
نقش کف پا دیکھ لیا	اور وہ کیا دیکھے جس نے
نور کا دریا دیکھ لیا	آپ کو جس نے یاد کیا
اپنا رتبہ دیکھ لیا	جس نے نعت کہی اس نے
آپ کو آقا دیکھ لیا	وجد میں آنکھیں بند جو کیں
ان کا جلوہ دیکھ لیا	آنکھ ذرا سرور لگی

جیسے میری سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی

اس حدیث کے تحت حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام مسیرہ نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت و نگرانی میں تجارتی قافلہ کے ساتھ سفر کیا اور واپس آ کر حضرت خدیجہ کے سامنے حضور علیہ السلام کے اوصاف بیان کیے ان کا ذکر کر دینا نہایت مناسب ہے۔

مسیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت شرافت اور عالی نسب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مشورہ دیا کہ اس مرتبہ تجارتی قافلہ کا نگران حضرت محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بنا کر بھیجا جائے..... اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیانتدار تاجر کی حیثیت سے مشہور تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا اور سرپرست ابوطالب کے مشورہ سے حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے ان کے غلام مسیرہ کے ہمراہ تجارتی قافلہ کو لے کر

شام کے سفر پر روانہ ہو گئے..... دو ماہ بعد جب تجارتی قافلہ واپس آیا تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام مسیرہ نے حضرت خدیجہ کو ان الفاظ میں شام کے تجارتی قافلہ اور سفر کے حالات و واقعات بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی کہ میں کافی عرصہ سے آپ کی خدمت میں ہوں اس دوران ہر طرح کے لوگوں کے ساتھ میرا واسطہ پڑا لیکن محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رفاقت میں جو کچھ میں نے دیکھا وہ عجیب تر ہے۔ میں نے محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مشکلات میں بلند حوصلہ مصائب میں پرسکون ہجوم میں باوقار اور خرید و فروخت میں انتہائی ذہین و فہیم اور دور اندیش دیکھا ہے وہ بردبار اور متحمل مزاج نوجوان ہیں۔ ان کی خاموشی میں وقار اور گفتگو میں دلکشی ہے۔ ان کے منہ سے کوئی فضول بات نہیں نکلتی۔ لوگ اگر ان کو صادق و امین کہتے ہیں تو حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہیں ان کے موتی جیسے دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ پسینہ انتہائی خوشبودار ہے وہ دن کی روشنی میں حسین اور رات کی روشنی میں حسین تر نظر آتے ہیں۔ ان کی سوچ بہت وسیع اور کردار میں تنہا و یکتا ولاکھوں میں ایک اور اپنی مثال آپ ہیں۔ میں آپ کو مشودہ دوں گا کہ آپ تجارت ان کے سپرد کر دیں بس کاروبار چمک اٹھے گا..... غلام مسیرہ نے مزید کہا کہ جب دوران سفر ”بصری“ کے مقام پر پہنچے اور ایک درخت کے سائے میں ٹھہرے تو اس خانقاہ کے راہب ”نسطورا“ نے مجھے بلایا اور حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے جواب میں کہا: یہ بنو ہاشم کے گھرانے کا ایک پاکباز نوجوان ہے تو نسطورا نے کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں ٹھہرتا۔ پھر اس نے مجھ سے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سرخی کے بارے میں دریافت کیا اور جب میں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہر وقت موجود رہتے ہیں تو نسطورا بولا کہ وہ یقیناً نبی آخر الزماں ہیں..... (ماخوذ)

آنکھوں میں تراکس حسیں لے کے چلا ہوں	دل درد سے معمور و حزیں لے کے چلا ہوں
تشنہ تھے مرے قلب و نظر آنے سے پہلے	سیراب مئے ذوق یقیں لے کے چلا ہوں
چھائے ہیں مرے فکر و نظر پر ترے جلوے	اور دل میں تجھے صدر نشیں لے کے چلا ہوں
دنیا بھی ترا صدقہ ہے دیں بھی تری نعمت	قدموں سے ترے دنیا دیں لے کے چلا ہوں
خالی نہیں لوٹا ہوں مصلائے نبی سے	پیشانی میں نور مبیں لے کے چلا ہوں

☆ جس نے بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کے چراغوں کے لئے تیل بھیج دیا گویا اس نے وہاں نماز ادا کی۔ فَمَنْ فَعَلَ

ذَلِكَ فَهُوَ كَمَنْ آتَاهُ (۱۴۰۷)

استن حنانہ از ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

استوانہ حنانہ (حضور علیہ السلام کی جدائی میں) رو رو کر درمیان سے شق ہو گیا جب مسجد شہید کی گئی تو یہ ستون حضرت ابی بن کعب نے لے لیا اور انہی کے گھر رہا حتیٰ کہ اسے دیمک نے کھالیا اور مٹی ہو گیا۔ (۱۴۱۴) صحابہ کہتے ہیں: اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے چپ نہ کراتے تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔ (۱۴۱۵)

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بات کو بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ کے ادب کے خلاف سمجھتے تھے کہ وہ حضور علیہ

السلام کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں اور نماز لمبی ہونے کی وجہ سے بیٹھ جائیں اور حضور علیہ السلام کھڑے رہیں۔ (۱۳۱۸)

آقا تیری محفل کا ہے رنگ جداگانہ ہم نے تو جسے دیکھا دیکھا ترا دیوانہ
نظروں سے ملا نظریں بھر دے مرا پیانہ آباد خدا رکھے ساقی تیرا میخانہ
آتے ہیں شہنشاہ بھی کشتول لئے در پر کس شان کا ہے ترا دربار کریمانہ
جی چاہتا ہے میں لنگے قدموں سے لپٹ جاؤں وہ دیکھ کے فرمائیں دیوانہ ہے دیوانہ
دنیا کے ولی ہم نے یوں در پہ کھڑے پائے ہونٹوں پہ ہیں فریادیں حالت ہے فقیرانہ
عظمت ہو بیاں کیسے دربار رسالت کی جبریل بھی آتے ہیں جس در پہ غلامانہ
سرکار نیازی کا دامان طلب بھر دو حسین کے صدقے سے مایوس نہ لوٹانہ

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی (ابو فاطمہ) کو (جب انہوں نے عرض کیا مجھے کوئی ایسا کام بتادیں جس پر میں عمل کرتا رہوں) فرمایا: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيئَةٌ۔ سجدوں کو اپنے اوپر لازم پکڑ لو۔ ہر سجدے پہ تیرا ایک درجہ اللہ تعالیٰ بلند فرمائے گا اور ایک گناہ معاف کرے۔ (۱۳۲۲)

☆ تمام اعمال میں فرضوں کی کمی و بیشی کو نفلی عبادت سے پورا کیا جائے گا۔ (۲۶-۱۳۲۵)

☆ فرض کی جگہ سے ہٹ کر نوافل ادا کیے جائیں۔ (۲۸-۱۳۲۷)

☆ مسجد میں نماز کی خاطر اپنے لئے کوئی خاص جگہ متعین نہ کی جائے۔ (۱۳۲۹)

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ (پیماری موت اور تجہیز و تکفین کا بیان)

☆ مریض کی عیادت تین دن بعد کرنا اور اس کی درازی عمر کی دعا کرنا۔ اگرچہ اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا لیکن اس کی طبیعت بہل جائے گی۔ (۳۸-۱۳۳۷) مریض (قریب المرت) جو مانگے اسے دے دو جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی خواہش پر اس کو گندم کی روٹی دی۔ (۱۳۴۰) مریض سے دعا کراؤ۔ فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَائِ الْمَلَائِكَةِ۔ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے (۱۳۴۱)

☆ مریض کی عیادت کے لئے جانے والا جنت کے باغ میں چلتا ہے جب بیٹھتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر یہ صبح کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے اس پر شام تک رحمت بھیجتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ (۱۳۴۲) مریض کی عیادت کرنے والے کے لئے ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے۔ طُبَّتْ وَطَابَ مَشَاكُ وَتَبَوَّاتُ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔ تو خوش ہو جا، تیرا چلنا مبارک ہو تو نے جنت میں اپنے لیے مکان تیار کر لیا۔ (۱۳۴۳)

زندوں کا مرنے والے کے ذریعے فوت شدہ کو سلام بھیجنا

حضرت کعب کی وفات کا وقت قریب آیا تو ام بشر بنت براء بن معرور ان کے پاس گئیں اور کہنے لگیں اے ابو عبد الرحمن (مرنے کے بعد) اگر تم فلاں (فوت شدہ) سے ملو تو میرا سلام کہنا۔ انہوں نے کہا: اے ام بشر! خدا تیری مغفرت کرے۔ ان سے میں کس طرح مل سکوں گا؟ تو ام بشر نے کہا: کیا حضور علیہ السلام کا یہ فرمان آپ نے نہیں سنا کہ مومنین کی ارواح جنت کے درختوں میں سبز پرندوں کی شکل میں لٹکی ہوں گی؟ حضرت کعب نے جواباً کہا ہاں سنا ہے تو ام بشر نے کہا: فَهُوَ ذَاكَ۔ اس کا یہی تو مطلب ہے۔ (۱۳۴۹)

حضرت محمد بن منکدر کہتے ہیں: میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پاس ان کی وفات کے وقت گیا اور انہیں عرض کیا: اِقْرَأْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرنا۔ (۱۳۵۰) اس سے معلوم ہوا: صحابہ کرام علیہ الرضوان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور ملاقات کی آرزو کی تمنا چلتی رہتی تھی۔

آرزو کس کی کروں ان کی تمنا چھوڑ کر
جب مداوائے غم عصیاں ہے ذکر مصطفیٰ
کس کے در پہ جا پڑوں در مصطفیٰ کا چھوڑ کر
کیوں کسی کا رخ کروں ایسا مسیحا چھوڑ کر
رحمت کونین کے دامن کا سایہ چھوڑ کر
سرور کونین کی رحمت کا دریا چھوڑ کر
ہم نہ جائیں گے کہیں بھی ان کا کوچہ چھوڑ کر
ہائے ہم کیوں آگئے یارب مدینہ چھوڑ کر
ان سے وابستہ رہوں میں ساری دنیا چھوڑ کر
کیوں پکاروں پھر کسی کو ایسا آقا چھوڑ کر

☆ ملک الموت کو دیکھتے ہی مرنے والا لوگوں کو پہچانا چھوڑ دیتا ہے۔ (۱۳۵۳)

☆ مرنے والے کی آنکھیں روح قبض ہونے کے بعد اس کا تعاقب کرتی ہیں اس لیے اس کی آنکھیں بند کر دینے کا حکم دیا۔ مرنے والے کے پاس کلمات خیر کہے جائیں۔ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُوَمِّنُ عَلَى مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ۔ فرشتے گھر والوں کے قول پہ آمین کہتے ہیں۔ (۱۳۵۵)

مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔ تَكُنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰی دُمُوْعِهِ تَسِيْلُ اِلٰی خَدَّيْهِ۔ گویا اب بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں پہ آنسو بہتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ (۱۳۵۶) اسی کو اہل طریقت تصور شیخ کہتے ہیں: جلوة یار ہر وقت نگاہوں کے سامنے رہے اور تصور ہی تصور میں اس کی زیارت ہوتی رہے۔ اس موضوع پہ ہم نے بہت ساری احادیث اپنی کتاب ”بخاری

پڑھو لیکن ساری پڑھو“ میں درج کر دی ہیں۔ یہاں اتنا سمجھ لو کہ جس نے ایک بار سرکار کے روضہ اقدس کی زیارت کر لی وہ ساری زندگی اپنے تصور سے روضہ پاک کا منظر نہیں ہٹا سکتا تو جنہوں نے خود روضے والے کو دیکھا ان کی نگاہ تصور سے سرکار کا جلوہ کس طرح اوجھل ہو سکتا ہے۔ کسی نے اس پر کیا خوب کہا ہے۔

اک سلسلہ نور و ضیاء دیکھ رہا ہے جو روضہ شاہ دوسرا دیکھ رہا ہے
عشاق یہاں سانس بھی لیتے ہیں لب سے اس جذبہ طاعت کو خدا دیکھ رہا ہے
محبوب خدا اس کی طرف دیکھ رہے ہیں اک زائر دربار یہ کیا دیکھ رہا ہے
آنکھیں ہیں تقاضائے عقیدت سے خمیدہ دل گنبد خضریٰ کی فضا دیکھ رہا ہے
اس طرز نوازش پہ فدا نعمت دارین ہر فرد کرم خود پہ سوا دیکھ رہا ہے
وہ محرم جاں قاسم الطاف الہی رنگ طلب شاہ و گدا دیکھ رہا ہے
کس پیار سے ملتے ہیں فقیر اہل مدینہ ”سرکار کا روضہ“ وفا دیکھ رہا ہے
مردہ کی وجہ سے زندہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ وَحَنَطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَلَمْ يُفَشِّ عَلَيْهِ مَا رَأَى خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ يَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (۱۳۶۲)

جس نے میت کو غسل و کفن دیا، کاندھا دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے عیب ظاہر نہ کیے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا گویا کہ آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔ (تو پھر یہ کہنا کہ مردہ کسی کو کیا دے سکتا ہے؟ دینے والا تو خدا ہی ہے نہ کوئی زندہ کسی کو کچھ دے سکتا ہے نہ مردہ۔ کم از کم یہ تو مانو کہ مردوں کی وجہ سے خدا بہت کچھ دیتا ہے)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا جانے لگا تو اندر سے (غیبی) آواز آئی: لَا تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص نہ اتارتا۔ (۱۳۶۶)

☆ غسل کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے فضلہ نکالنا چاہا مگر نہ نکلا تو حضرت علی المرتضیٰ نے کہا: يَا أَبِی الطَّيِّبُ طُبَّتْ حَيًّا وَطُبَّتْ مَيِّتًا۔ میرا باپ آپ پہ قربان: آپ زندگی و موت دونوں میں پاک رہے۔ (۱۳۶۷)

☆ جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانے والوں کو فرمایا: أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنَّ مَلَائِكَةَ اللَّهِ يَمْشُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ رُكْبَانٌ۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں اور تم سوار ہو کر جا رہے ہو۔ (۱۳۸۰)

جنازہ تب ہے جب حاضر ہونہ کہ غائبانہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لَا تُؤَخِّرُوا الْجَنَازَةَ إِذَا حَضَرَتْ۔ جنازہ جب حاضر ہو جائے تو پھر اس کو موخر نہ کرو۔ (۱۳۸۶) غائبانہ جنازہ کا ڈھنڈورا پیٹنے

والوں کا اس فرمان عالی شان نے جنازہ نکال دیا۔ کسی حدیث میں اِذَا حَضَرْتُ کی جگہ اِذَا غَابَتْ کے الفاظ دکھادیں۔

☆ سو آدمی چالیس آدمی یا جس جنازہ میں تین صفیں ہوں اس کے لئے بخشش و شفاعت و جنت کا وعدہ (۹۰-۸۹-۱۳۸۸) نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کی حدیث (۱۳۹۷)

حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ میں ایسی دعا کی کہ حضرت عوف کہتے ہیں: مجھے آرزو ہوئی کہ کاش اس مرنے والے کی جگہ میں ہوتا (۱۵۰۰) چار تکبیر نماز جنازہ کی احادیث (۳۸-۳۴-۲۸-۲-۳-۱۵۰۲) ☆ اگر نبوت جاری ہوتی تو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت) ابراہیم زندہ رہتے اور اللہ کے نبی ہوتے وَلَٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ (۱۱-۱۵۱۰)

حضور علیہ السلام کی دعا میں اتنا اثر ہے کہ فوت شدہ کی آواز سنوا سکتے ہیں

حضرت امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضور! قاسم کا دودھ بہت اتر آیا ہے اگر رضاعت کی مدت گزار کر فوت ہوتا تو اچھا ہوتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس کی رضاعت جنت میں پوری ہو رہی ہے۔ عرض کیا: اگر میں اس بات کو جان لیتی تو یہ کام مجھ پہ آسان ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا:

إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ تَعَالَى فَاسْمَعْكَ صَوْتَهُ

اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں پس اللہ تعالیٰ تجھے اس کی آواز سنادے۔ عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَدِّقُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ اے اللہ کے رسول! میں (بغیر آواز سننے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتی ہوں۔ (۱۵۱۲)

☆ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ۔ جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا اس کے لئے کچھ (ثواب) نہیں ہے۔ (۱۵۱۷)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو رات میں قبر کے اندر داخل کیا اور قبر کے اندر چراغ جلایا۔ (۱۵۲۰) لہذا جب ضرورت کی بنا پر قبر کے اندر چراغ جلایا جاسکتا ہے تو باہر جلانے میں کیا حرج ہے۔

☆ سوائے مجبوری کے رات کو دفن نہ کرو (۱۵۲۱) اپنے مردوں پہ رات دن جب چاہو نماز پڑھو۔ (۱۵۲۲)

☆ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ حضور علیہ السلام نے تا دینا نہیں پڑھی۔ (۱۵۲۵)

یہودیوں کی مخالفت کرنے کا حکم

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ جاتے تو قبر میں رکھے جانے تک نہ بیٹھتے۔ ایک یہودی عالم نے کہا: هَكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وسلم) اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

وسلم) ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوهُمْ۔ حضور علیہ السلام وقت بیٹھ گئے اور فرمایا: ان کی مخالفت کیا کرو۔ (۱۵۴۵)

☆ حضرت سعد کو حضور علیہ السلام نے پائنتی کی جانب سے قبر میں اتارا اور ان کی قبر پہ پانی چھڑکا۔ (۱۵۵۱)

☆ حضور علیہ السلام کی قبر انور کھودنے کے لئے لحد اور سیدھی قبر کھودنے والے دونوں کی طرف بندہ بھیجا گیا کہ جو پہلے آ گیا۔ چنانچہ لحد والا پہلے آ گیا اور اس عمل کو صحابہ کرام نے استخارہ کا نام دیا۔ فَقَالُوا نَسْتَعِينُ رَبَّنَا۔ (۱۵۵۷)

☆ جس شخص کو صحابی نے ریا کار قرار دیا حضور علیہ السلام اس کو اللہ و رسول سے محبت کرنے والا قرار دیا۔ (۱۵۵۹)

☆ آگ یہ بیٹھنا قبر پہ بیٹھنے سے بہتر ہے کیونکہ اس میں مسلمان بھائی کی توہین ہے۔ (۱۵۶۶)

☆ اپنے بیٹے اور نواسے کی وفات پہ حضور علیہ السلام کا رونا۔ (۸۹-۱۵۸۸)

☆ صدمہ اولیٰ کے وقت صبر کرنے والے کو اللہ فرماتا ہے: میں تیرے لیے جنت کے علاوہ کسی شئی پہ راضی نہ ہوں گا۔

(۱۵۹۷) ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ ابو بکر صدیق کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (۱۵۹۹)

☆ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اپنے ابا جان کی وفات پہ آہ و بکا والی حدیث کو حضرت ثابت جب بھی بیان کرتے اتار دیتے کہ پسلیاں ایک دوسرے پر چڑھ جاتیں۔ (۱۶۳۰)

۔ مصیبت کا احوال اک اک سے کہتا ۔ مصیبت سے ہے اک مصیبت زیادہ

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّيَامِ (روزوں کے ابواب)

☆ ایک شخص (اعرابی) کی گواہی پہ روزہ رکھنے کا حکم دے دیا گیا۔ (۱۶۵۲)

☆ ایک جماعت کی گواہی پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا روزہ کھولنے کا حکم دیا اور اگلے روز عید منانے کا (شوال کا چاند بادل کی وجہ سے مدینہ شہر میں نظر نہ آیا) (۱۶۵۳)

☆ حضور علیہ السلام کے دور میں انتیس دنوں کے روزے تیس دنوں سے زیادہ رکھے گئے۔ (۱۶۵۸)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کی اس طرح تعریف فرمائی: الْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطَرُونَ وَالْأَضْحَى يَوْمَ تُضْحَوْنَ۔ یوم الفطر وہ ہے جس دن تم افطار کرتے ہو اور یوم الاضحیٰ وہ ہے جس دن تم قربانی کرتے ہو۔ (۱۶۶۰)

اس کا مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو مشکل اور باریک بحثوں میں نہیں ڈالتے تھے بلکہ جیسے ایک سادہ آدمی کو بات سمجھائی جاتی ہے اس انداز سے سمجھاتے تھے جیسے کہ مہینے کے بارے میں انگلیوں کو بند کر کے اور کھول کے

انیس اور تیس کا عدد بتایا (حالانکہ ان میں سے بہت سارے تسعا و عشرین اور ثلاثین کے بارے میں تو جانتے ہی تھے)
(۵۸-۵۷-۱۶۵۶)

ہائے میں اس دن روزہ نہ رکھتا اور حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھا لیتا

علی بن محمد سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر نے ہم پر چڑھائی کی میں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا جبکہ آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: قریب آ جاؤ اور کھاؤ۔ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ تم سے روزے کے احکام بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز معاف فرمادی ہے اور اسی طرح مسافر حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ۔ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں باتیں فرمائی تھیں یا ایک یعنی مجھے یاد نہیں۔ ہائے افسوس میرا اس دن روزہ کیوں تھا ورنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا لیتا۔ (۱۶۶۷)

- ☆ ماہ رمضان کا ایک روزہ بغیر عذر کے چھوڑنے والا اگر زندگی بھر روزے رکھتا رہے تو کافی نہ ہوں گے۔ (۱۶۷۲)
- ☆ جان بوجھ کر قے کرے تو اس پر روزے کی قضا ہے۔ (۱۶۷۶) (قصد آمنہ بھرتے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہ گیا اور بلا اختیار قے ہو گئی تو منہ بھر ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی نہ لوٹائی تو اگر منہ بھر نہ ہو تو روزہ نہ گیا اگر چہ لوٹ گئی یا اس نے خود لوٹائی تو اگر منہ بھر ہے اور اس نے لوٹائی اگر چہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔ بہار شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ)
- ☆ روزے کی حالت میں بوڑھے کے لئے اپنی بیوی سے بوس و کنار جائز ہے۔ جو ان کے لئے مکروہ۔ (۱۶۸۸)
- ☆ بہت سے روزہ داروں کو سوائے بھوک کے اور بہت سے نمازیوں کو سوائے جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (۱۶۹۰)
- ☆ سحری و نماز فجر کے درمیان پچاس آیات کی تلاوت کا وقفہ۔ (۱۶۹۳)
- ☆ حضرت نوح علیہ السلام نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے سوا پوری زندگی کے روزے رکھے۔ (۱۷۱۴)
- ☆ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ۔ جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (۱۷۲۰)
- ☆ لہذا مغربی تعلیم سے متاثر لوگوں کا یہ کہنا کہ جس مذہب میں رہ کر بھی انسانیت کی خدمت کرتا رہے وہ جنتی ہے غلط سوچ ہے۔
- ☆ صرف جمعہ اور صرف ہفتہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا۔ (۲۶-۱۷۲۴)

ہڈیوں کا تسبیح پڑھنا اور فرشتوں کا استغفار کرنا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے حضرت بلال کو صبح کے کھانے کی دعوت دی تو انہوں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تو اللہ کا دیا کھا رہے ہیں اور بلال کا حصہ جنت میں موجود ہے اے بلال! تمہیں معلوم ہے جب روزہ دار کے سامنے کھایا جاتا ہے تو

تُسَبِّحُ عِظَامَهُ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا أَكَلَ عِنْدَهُ

کھانا کھائے جانے تک اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی رہتی ہیں اور فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (۱۷۴۹)

☆ کھانے پہ شکر کر نیوالا روزے پہ صبر کر نیوالے کی طرح ہے۔ (۱۷۶۳-۶۵)

☆ حضور علیہ السلام کا ارشاد پاک ہے جو عیدین کی راتوں میں ثواب سمجھ کر عبادت کرے تو اس کا دل اس دن مردہ نہ ہوگا جس دن سب دل مردہ ہو جائیں گے۔ (۱۷۸۲)

أَبْوَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کا بیان)

☆ جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو جو حق تجھ پر تھا تو نے ادا کر دیا۔ (۱۷۸۸) لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ۔ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ کوئی حق نہیں (جس کا ادا کرنا لازمی و ضروری ہو مثل زکوٰۃ کے) (۱۷۸۹)

☆ جانوروں کی زکوٰۃ کے نصاب کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک خط (۱۸۰۰) اس کا آغاز بسم اللہ شریف سے ہوتا ہے اور اس کے بعد یہ الفاظ ہیں۔ هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ فرضی صدقہ (زکوٰۃ) کے وہ احکام ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض فرمائے۔ معلوم ہوا: یوں کہنا جاسکتا ہے کہ یہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پہ فرض فرمائی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کو کوئی حکم ساقط کرنے کا بھی اختیار دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے۔ (۱۸۱۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے مصدق (زکوٰۃ وصول کر نیوالے) کو جب زکوٰۃ کے طور پر عمدہ موٹی اونٹنی پیش کی گئی تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور اس سے کم درجہ کی لی (کیونکہ عمدہ مال لینے سے منع کیا گیا ہے) اور فرمایا: آتَىٰ أَرْضٍ تَقْلُنِي وَآتَىٰ سَمَاءٍ تُظِلُّنِي إِذَا أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَخَذْتُ خِيَارَ إِبِلٍ رَجُلٍ مُسْلِمٍ۔ کون سی زمیں مجھے اٹھائے گی اور کون سا آسمان میرے اوپر سایہ کرے گا۔ اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مسلمان شخص کا عمدہ اونٹ زکوٰۃ کے طور پر لے کر حاضر ہوا۔ (۱۸۰۱)

☆ صدقہ فطر روزے کو لغو اور فضول باتوں سے پاک کرنے اور مسکینوں کو کھلانے کے لئے متعین کیا گیا۔ (لہذا وقت پہ ادا کیا جائے) جس نے بعد میں ادا کیا تو وہ صرف صدقہ ہی ہے۔ (۱۸۲۷)

☆ حضرت قیس بن سعد فرماتے ہیں: زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے حضور علیہ السلام ہمیں صدقہ فطر کا حکم دیتے اور جب زکوٰۃ کا حکم آیا تو آپ (صدقہ فطر کا) نہ حکم دیتے نہ منع کرتے مگر ہم ادا کرتے۔ (۱۸۲۸)

☆ رشتہ داروں کو صدقہ دینے پہ دواجر ملتے ہیں ایک صدقہ کا دوسرا قرابت کا (۱۸۳۲)

☆ جو کسی عمدہ شے کا صدقہ کرے اگرچہ ایک کھجور ہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی اپنے ہاتھ میں اس طرح پرورش کرتا ہے جیسے تم اپنے بچے یا اونٹ کے بچے کی حتیٰ کہ وہ پہاڑ سے بھی بڑی ہو جاتی ہے۔ (۱۸۳۲)

☆ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ۔ جو آگ سے بچنے کی طاقت رکھتا ہو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے وہ ضرور بچے۔ (۱۸۳۳)

أَبْوَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)

☆ اگر مرد عورت کو اس بات کا حکم دے کہ اس سرخ پہاڑ سے سیاہ پہاڑ تک اور سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ تک پتھر ڈھو کر لے جائے تو وہ تعمیل کرے۔ (۱۸۵۲)

☆ عورت پالان پہ سوار ہو اور مرد اپنی خواہش کا اظہار کرے تو عورت انکار نہ کرے۔ (۱۸۵۳)

☆ حضور کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ اسے دیکھ آؤ ہو سکتا ہے اس سے تم دونوں میں محبت پیدا ہو جائے چنانچہ میں جب گیا تو اس کے والدین نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا لیکن لڑکی نے پردے کی اوٹ سے جواب دیا:

إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ وَلَا فَانْشُدْكَ كَأَنَّهَا أَعْظَمَتْ ذَلِكَ قَالَ فَانْظُرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا (۱۸۶۶)

اگر تو حضور علیہ السلام نے دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لے ورنہ میں تمہیں قسم دیتی ہوں گویا اس نے یہ بات بہت ناگوار سمجھی۔ میں نے اسے دیکھا اور اس سے نکاح کیا۔ پھر حضرت مغیرہ نے اپنی باہمی موافقت کا ذکر کیا۔

☆ بخاری وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بچپن میں سارے بال جھڑ گئے۔ (۱۸۷۶)

☆ کوئی عورت اپنا نکاح خود نہ کرے۔ فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تَزَوِّجُ نَفْسَهَا كَيُونَكِ زَانِيَةُ إِبْنِكَ نِكَاحُ خُودِكَ كَرْتِي هِيَ۔

(۱۸۸۲)

☆ ہر اچھا کام جو حمد خدا کے بغیر شروع کیا جائے وہ نامکمل اور بے برکت ہو جاتا ہے۔ (۱۸۹۴)

☆ بنی نجار کی بچیوں نے دف بجا کر حضور علیہ السلام کی نعت پڑھی۔ جواباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللَّهُ يَعْلَمُ

الَّتِي لَا حَبْكُنَّ۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے بے شک میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ (۱۸۹۹)

☆ حضرت زینب کے ساتھ نکاح پر حضور علیہ السلام نے ولیمہ دھوم دھام سے کیا اور ایک بکری ذبح کی گئی۔ (۱۹۰۸)

☆ حضرت صفیہ کے ساتھ نکاح فرمایا تو ستوا اور کھجوروں سے ولیمہ کیا۔ (۱۹۰۹)

☆ بیوی کے پاس جاؤ تو پردہ رکھو ایسے ہی گدھوں کی طرح نہ شروع ہو جاؤ۔ (۱۹۲۱)

☆ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی حضور علیہ السلام کی شرمگاہ نہ دیکھی۔ (۱۹۲۲)

☆ حضرت ثویبہ نے حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا۔ (۱۹۳۹)

☆ رجم اور رضاعت الکبیر کی آیات بکری کھا گئی والی روایت۔ (۱۹۴۴)

☆ رضاعت تب تک ہے جب تک دودھ ہی غذا ہو۔ (۱۹۴۵) جو ان آدمی حضرت سالم کو اجازت دینا انہی کے ساتھ

خاص ہے۔ (۴۷-۱۹۴۳)

اسامہ اگر لڑکی ہوتا.....

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا چوکھٹ پہ پاؤں پھسل گیا اور وہ پڑے جس کی وجہ سے سر پہ چوٹ لگ گئی۔ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اس کا فضلہ وغیرہ صاف کرو اور آپ نے خود ان کے زخم سے خون پونچھا۔ جب آپ خون پونچھ رہے تھے تو ساتھ ساتھ (ان کا دل بہلانے کے لئے) فرما رہے تھے:

لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَّحَلَّيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتَّى أَنْفِقَهُ

اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے زیور و لباس پہناتا یہاں تک کہ اس کی شادی کرتا۔ (۱۹۷۶)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ دوڑ لگائی اور سبقت لے گئیں۔ (۱۹۷۹)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ کے پیچھے دوڑ لگائی ان کو پکڑا اور گود میں اٹھالیا۔ (۱۹۸۰)

☆ حضرت عائشہ نے حضور علیہ السلام کی اجازت سے حضرت زینب کو ایسے جواب دیئے کہ ان کے گلے میں تھوک خشک ہو گیا اور حضور علیہ السلام کا چہرہ انور کھل اٹھا۔ (۱۹۸۱)

☆ حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے نہ کبھی اپنی کسی بیوی کو مارا اور نہ ہی کسی خادم کو۔ (۱۹۸۴)

☆ حضور علیہ السلام نے عورتوں کو مارنے سے منع کیا تو وہ مردوں پہ گستاخ ہو گئیں پھر مارنے کی اجازت دی تو بہت سی عورتیں (ایک رات میں ستر کے قریب) اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آگئیں۔ تب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مردوں کو فرمایا: فَلَا تَجِدُونَّ أُولَئِكَ خِيَارَكُمْ۔ ایسے لوگوں کو (جو اپنی عورتوں کو مارتے ہیں) تم اچھا نہیں پاؤ گے۔ (۱۹۸۵)

۔ رونے سے کم نہ ہوں گی کبھی تیری مشکلیں بگڑے ہوئے نصیب کو ہنس کر سنوار لے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا استدلال

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوندھنے والی، گوندھوانی والی (جسم میں نشان لگانے لگوانے والی) منہ سے روٹکھٹے نکالنے والی اور دانتوں میں سوراخ کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ خدا کی تخلیق میں فرق (تبدیلی) لانے والی ہیں۔ یہ خبر بنو اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کا نام ام یعقوب تھا۔ وہ عبداللہ کے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے آپ سے فلاں فلاں بات پہنچی ہے۔ عبداللہ نے فرمایا جس پر حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی ہے میں اس پر کیسے لعنت نہ کروں۔ حالانکہ یہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ وہ بولی: میں کتاب اللہ پڑھتی ہوں میں نے اس میں یہ مسئلہ کہیں نہیں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا: اگر تم قرآن غور سے پڑھتیں تو تمہیں یہ مسئلہ مل جاتا کیا تم نے یہ نہیں پڑھا۔ وما اتکم الرسول فخذوه۔ (الحشر)۔ اس نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ عبداللہ نے فرمایا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ وہ بولی: مجھے معلوم ہوا ہے تمہاری بیوی بھی یہ کام کرتی ہے؟ عبداللہ نے فرمایا: جا کر دیکھ لو وہ گھر گئی اور دیکھا تو اس میں یہ بات نظر نہ آئی۔ عبداللہ نے فرمایا: اگر یہ تمہاری بات سچی ہوتی تو ہم اسے نہ رہتے۔ (۱۹۸۹)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت حفصہ کو طلاق دی پھر رجوع فرمایا۔ (۲۰۱۶)

ایک ہی وقت میں دی گئیں تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں

عامر الشعمی کہتے ہیں: میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ان کی طلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے

فرمایا:

طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ فَأَجَازَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مجھے میرے
خاوند نے تین طلاق دیں اور وہ یمن کی طرف جا رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان اکٹھی دی ہوئیں تین طلاقیں کو)
جائز قرار دیا یعنی نافذ فرمادیا۔ (۲۰۲۳ باب من طلق ثلاثاً في مجلس واحد)

☆ طلاق کے چند لمحوں کے بعد بچہ پیدا ہو گیا تو عدت پوری ہو گئی۔ (۲۰۲۶) قرآن حکیم میں ہے: واولات الاحمال

اجلهن ان يضعن حملهن۔ الطلاق

☆ جہاں خاوند کی مدت کی اطلاع ملی ہے وہیں عدت گزاری جائے۔ (۲۰۳۱)

عذر کی وجہ سے تبدیلی مکان کی اجازت ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ بنت قیس کو اجازت دی گئی۔ (۲۰۳۲-۳۳)

☆ حضرت فاطمہ بنت قیس کی تین طلاق کے بعد مکان و نفقہ نہ دینے کی روایات۔ (۲۰۳۵-۳۶)

☆ ایک عورت (عمر و بنت الجون) سے حضور علیہ السلام نے نکاح کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے تو

اس نے اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ کے الفاظ کہے۔ آپ نے فرمایا: عُدْتُ بِعَظِيمِ الْحَقِّ بِأَهْلِكَ - تو نے بڑی ذات کی پناہ طلب
کی ہے جا اپنے گھر والوں میں چلی جا۔ (۲۰۵۰) ان کلمات سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اسی لیے نسائی شریف میں باب ما يقع
به الطلاق کے تحت یہ روایت بیان ہوئی ہے۔

یزید بن رکانہ والی حدیث میں تین طلاق کا ذکر نہیں بلکہ ایک طلاق بائن کا ہے

یزید بن رکانہ کہتے ہیں (عن ابیہ عن جدہ) انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ (بائنہ) دی پھر حضور علیہ السلام کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور عرض کی: حضور میرا ارادہ ایک طلاق دینے کا تھا حضور علیہ السلام نے ان سے دو مرتبہ قسم لی اور اسے واپس کر

دیا۔ (۲۰۵۱)

☆ شدید ضرورت کے بغیر طلاق کا سوال کرنے والی یہ جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ (۲۰۵۵)

☆ إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ - طلاق کا اختیار اس کو ہے جو پنڈلی کو تھامے یعنی شوہر کو۔ (۲۰۸۱)

☆ باپ کی ناپسندیدگی کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن عمر کو حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور

انہوں نے دے دی۔ (۲۰۸۸)

أَبْوَابُ الْكَفَّارَاتِ (کفاروں کا بیان)

- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ سے قسم اٹھاتے وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ (۲۰۹۰) اور ان الفاظ سے لَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ (۲۰۹۳)
- ☆ یہ کہنا کہ ”اگر ایسا ہوا تو میں یہودی ہوں“ اپنے لیے دوزخ واجب کرنا ہے۔ (۲۰۹۹)
- ☆ یہ کہا کہ ”میں اسلام سے بری ہوں“ سچا ہو یا جھوٹا نقصان ہی نقصان ہے۔ (۲۱۰۰)
- ☆ قسم میں انشاء اللہ کہنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (۲۱۰۲-۵-۶)
- ☆ قسم کے کفارے میں آدھا صاع گندم (۲۱۱۲) یہ قسم کے کفارے والے آیت کے نزول سے پہلے کی بات ہے۔

(۲۱۱۳)

حضور علیہ السلام نے اپنے چچا کی قسم کو ٹوٹنے سے بچا لیا

عبدالرحمن بن صفوان یا صفوان بن عبدالرحمن فرماتے ہیں: میں فتح مکہ کے روز اپنے والد کو لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میرے والد کے لئے بھی ہجرت سے کچھ حصہ مقرر فرمائیں“ آپ نے فرمایا: ”اب تو ہجرت نہیں ہے“۔ میں انہیں لے کر عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ میرے والد نے کہا: ”کیا آپ نے مجھے پہچان لیا؟“۔ عباس نے کہا: ”ہاں“۔ عباس ایک قمیص میں چادر کے بغیر باہر نکلے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے فلاں کو پہچان لیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان کیا تعلق تھا وہ اپنے باپ کو لے کر آیا ہے تاکہ آپ ہجرت پر بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا: اب ہجرت نہیں۔ عباس بولے: میں آپ کو قسم دیتا ہوں، نبی کریم علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر ان کا ہاتھ چھوا اور فرمایا: میں نے اپنے چچا کی قسم پوری کر دی لیکن اب ہجرت نہیں۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ یزید بن ابن زیاد کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ سے جہاں کے سب لوگ اسلام لے آئیں ہجرت کی ضرورت نہیں۔ (۲۱۱۶-۱۷)

☆ ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا ہے۔ نذر ماننے سے بخیل کے ہاتھوں سے مال نکل آتا ہے جو وہ نذر کے بغیر خرچ نہ کرتا۔ (۲۱۲۲-۲۳)

☆ نذر مانی اور پوری نہ کی تو قسم کا سا کفارہ ادا کرے۔ (۲۱۲۷-۲۸-۳۳)

أَبْوَابُ التَّجَارَاتِ (تجارتوں کا بیان)

☆ التَّاجِرُ الْأَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشَّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

سچا امانتدار مسلمان تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (۲۱۳۹)

☆ تقویٰ کے ساتھ سرمایہ دار بھی ہو تو کوئی حرج نہیں تاہم متقی کے لئے سرمایہ داری سے صحت بہتر ہے اور دل کا خوش رہنا بھی ایک نعمت ہے۔ (۲۱۴۱)

☆ سب سے زیادہ رنج اس مسلمان کو ہوتا ہے جسے دنیا کی فکر بھی ہو اور دین کی بھی۔ اَعْظَمُ النَّاسِ هَمًّا الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَهْمُ بِأَمْرِ دُنْيَاهُ وَأَمْرِ آخِرَتِهِ (۲۱۴۲)

☆ بیع میں قسم اور فضول باتوں کے گناہ صدقہ سے دھل جاتے ہیں۔ (۲۱۴۵)

☆ سب سے زیادہ جھوٹے رنگریز اور صراف ہوتے ہیں۔ (۲۱۵۲)

☆ مال کو مہنگا بیچنے کے لئے روک لینے والا ملعون ہے۔ (۲۱۵۳)

☆ ایسا شخص خطا کار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو جدام اور افلاس میں مبتلا فرمائے گا۔ (۲۱۵۴-۵۵)

☆ دم پہ اجرت لینے اور تعلیم قرآن پہ نہ لینے کی روایات۔ (۲۱۵۶-۵۷-۵۸)

☆ ممنوعہ کمائی سے گھاس خرید کر جانوروں کو کھلا دو۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۲۱۶۶) اس سے بعض علماء نے سود

وغیرہ کا پیسہ مسجد کی لٹیرینوں پہ استعمال کرنے کی اجازت دی کیونکہ حضور علیہ السلام نے حجام کی کمائی سے منع فرمایا اور پھر فرمایا: گھاس خرید کر جانوروں کو کھلا دو۔

☆ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَالُهُ يَتَفَرَّقَا۔

☆ بائع و مشتری کو جدا ہونے تک بیع واپس کرنے کا اختیار ہے۔ (۲۱۸۳)

☆ إِنَّمَا الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ بَيْنَ بَاہِمٍ رِضًا مَدَى سَعَةٍ۔ (۲۱۸۵)

☆ لَا بَيْعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ۔

☆ جو چیز تیرے پاس نہیں اس کی بیع نہیں ہو سکتی۔ (۲۱۸۷)

☆ بیع نہ ہونے کی صورت میں بیعانہ ضبط کر لینا منع ہے۔ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ

اور عربان بعینہ یہی ہے کہ بیعانہ واپس نہ کیا جائے جیسا کہ اس حدیث کے تحت ابو عبد اللہ سے نسائی کے متن میں ہے۔

☆ مسلمان کی بیع واپس کرنے پہ راضی ہونے والے کے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گناہ معاف فرمادے گا۔ (۲۱۹۹)

☆ خرید و فروخت میں ایک ہی بات کی جائے نہ یہ کہ بیچنے میں پہلے بہت قیمت لگائے پھر کم کرتا جائے اور خریدنے میں

کم لگائے اور زیادہ کرتا جائے۔ (۲۲۰۴) تاہم حضور علیہ السلام خود اس سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ اگلی حدیث میں ایسا کر کے

حضرت جابر کو نوازا دیا

اونٹ بھی واپس کر دیا اور رقم بھی دے دی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا:

کیا تم یہ اپنا اونٹ ایک دینار میں فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمہاری مغفرت کرے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ آپ ہی کا

اونٹ ہے لیکن میں مدینہ پہنچ جاؤں۔ آپ نے فرمایا: اچھا دو دینار میں اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام ایک ایک دینار بڑھاتے گئے اور ہر دینار کے ساتھ فرماتے رہے اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ حتیٰ کہ آپ بیس دینار تک پہنچ گئے۔ جب میں مدینہ پہنچا تو اونٹ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ابے بلال! انہیں مال غنیمت میں سے بیس دینار دے دو اور فرمایا: یہ اونٹ بھی اپنے گھر واپس لے جاؤ۔ (۲۲۰۵)

بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں

- ☆ طلوع آفتاب سے پہلے نرخ لگانا اور دودھ دینے والے جانور کو ذبح کرنا منع ہے۔ (۲۲۰۶)
- ☆ تجارت میں قسمیں کھانے سے بچو۔ اس سے مال تو بک جاتا ہے لیکن برکت بھی ساتھ ہی چلی جاتی ہے۔ (۲۲۰۹)
- ☆ پھل کو سرخ ہونے یعنی پک جانے انگور کو سیاہ ہونے اور غلہ کو سخت ہونے سے قبل بیچنے کی ممانعت (۲۲۱۷) جس نے پھل بیچا اور پھر پھلوں پہ آفت آگئی تو بیچنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ نہ لے بلکہ لیا ہوا بھی واپس کر دے۔ (علی ما یا خذ احدکم مال اخیه المسلم۔ اس صورت میں وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال کس طرح لے سکتا ہے؟)

(۲۲۱۹)

☆ حضور علیہ السلام نے پاجامہ خریدا (مگر پہننے کا ذکر نہیں) (۲۲۲۰-۲۱)

☆ لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ۔ دھوکہ باز ہم میں سے نہیں ہے۔ (۲۲۲۳)

☆ قبضہ اور چیز منتقل کرنے سے پہلے بیچنے کی ممانعت۔ (۲۲۲۷-۲۹)

جو بازار میں داخل ہوا اور چوتھے کلمہ کے الفاظ پڑھے اس کو دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں اور دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔ (۲۲۳۵)

(درس نظامی کے نصاب میں پڑھائے جانے والے عربی نسخہ کی پہلی جلد کا یہاں اختتام ہو رہا ہے اور دوسری جلد کی احادیث شروع ہو رہی ہیں)

صبح کا وقت بابرکت ہوتا ہے

حضرت صخر غامدی فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا۔ اے اللہ! میری امت کے لئے صبح کا وقت بابرکت بنادے۔ حضور علیہ السلام جب بھی کوئی لشکر روانہ فرماتے تو صبح کے وقت ہی روانہ کرتے اور حضرت صخر خود ایک تاجر تھے۔ یہ اپنا مال صبح کے وقت تجارت کے لئے روانہ کرتے۔ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ۔ جس کی وجہ سے یہ بہت مالدار ہو گئے۔ (۲۲۳۶)

☆ جس نے کوئی چیز بیچتے وقت اس کا عیب ظاہر نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا رہے گا اور فرشتے اس پہ ہمیشہ لعنت بھیجتے رہیں گے۔ (۲۲۳۷)

☆ ماں بچے اور دو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنے والا لعنتی ہے۔ (۲۲۵۰) یعنی ماں بیٹا یا دو بھائی غلام ہیں تو ایک کو بیچنا

اور دوسرے کو نہ بیچنا۔

☆ حضور علیہ السلام نے غلام بیچا تو اس طرح تحریر لکھی۔ یہ تحریر خالد بن ہوذہ کو دی گئی ہے کہ اس نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک غلام یا باندی کو خریدا جس میں کوئی عیب یا بیماری نہیں نہ وہ چوری کا مال ہے نہ حرام کا یہ خرید و فروخت ایک مسلمان کی ایک مسلمان سے ہوئی ہے۔ (۲۲۵۱)

☆ ردی کھجوروں کو عمدہ کھجوروں کے بدلے بیچنا ناجائز ہے (بلکہ کھجوروں کو پیسوں کے ساتھ بیچو اور ان پیسوں سے پھر عمدہ کھجوریں خرید لو) (۲۲۵۶)

☆ سونے کو چاندی کے بدلے نقد بیچنے میں حرج نہیں ادھار بیچنا سود ہے۔ (۶۰-۲۲۵۸)

☆ ایک جانور کو دوسرے کے عوض ادھار فروخت کرنے کی ممانعت۔ (۲۲۷۰)

نقد کی اجازت ہے چاہے ایک کو دو کے عوض فروخت کرے۔ (۷۱)

سود خور کا حال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میرا گزرا ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے اور ان کے اندر سانپ نظر آ رہے تھے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: هُوَ لَاءِ اَكْلَةُ الرَّبَا۔ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (۲۲۷۳) فرمایا: سود ستر گنا ہوں کا مجموعہ ہے جن میں سے چھوٹے سے چھوٹا گناہ یہ ہے۔ اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَةً۔ بندہ اپنی ماں سے نکاح (بدکاری) کرے۔ (۲۲۷۴) فرمایا: الرَّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَابًا۔ سود کے تہتر دروازے ہیں۔ (۲۲۷۵) فرمایا: سود کھانے والے کھلانے والے اس کا گواہ بننے والے اور لکھنے والے پر لعنت۔ (۲۲۷۷) فرمایا: لوگوں پہ ایسا زمانہ آئیگا کہ کوئی بھی سود سے نہ بچ سکے گا جو سود نہ کھائے گا اس کو بھی اس کا غبار ضرور پہنچے گا۔

(۲۲۷۸)

فرمایا: مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرَّبَا إِلَّا عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قَلِيلَةٍ۔

سود کا مال آخر کار گھٹ جاتا ہے۔ (۲۲۷۹)

☆ حضرت سائب نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی: یا رسول اللہ! كُنْتُ شَرِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكُنْتُ خَيْرَ شَرِيكِ كُنْتُ لَا تَدَارِيْنِي وَلَا تُبَارِيْنِي۔ آپ زمانہ جاہلیت میں میرے شریک (ساتھی) تھے تو آپ بہترین شریک ثابت ہوئے نہ آپ نے کبھی مجھ سے مقابلہ کیا اور نہ کبھی جھگڑا کیا۔ (۲۲۸۷)

تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے

ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرے والد میرا سارا مال ختم کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ۔ تو اور تیرا سارا مال تیرے باپ ہی کا ہے۔ (۲۲۹۱) ایک شخص نے عرض کیا: میرے باپ نے میری دولت ختم کر دی ہے تو آپ نے یہی فرمایا۔ مزید فرمایا: إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ۔

تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ ترکمائی ہے پس تم اپنے مالوں سے کھاؤ۔ (۲۲۹۲)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت کو بھی شرف قبولیت بخشا کرتے تھے۔ (۲۲۹۶)

☆ حضور علیہ السلام کی تعلیمات کا اثر غلاموں پہ ایسا ہوا کہ ایک غلام نے عرض کیا: جب میرا مالک مجھے کوئی شئی دیتا ہے تو میں اوروں کو کھلا دیتا ہوں تو میرا مالک مجھے اس سے منع کرتا ہے اور یا رسول اللہ! میں غرباء کو کھلائے بغیر رہ نہیں سکتا۔ فَقَالَ الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا۔ فرمایا: تم دونوں کو اجر ملے گا۔ (۲۹۹۷)

دل ان کو دے دیا میں نے
زخم جو پڑے دل پر
سوچتا ہوں کیا کیا میں نے
ان کو اشکوں سے سی لیا میں نے

غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ

بنی غمر قبیلے کے ایک شخص عباد بن شرجیل کا بیان ہے کہ ایک قحط والے سال میں مدینہ شریف گیا اور ایک باغ پر سے میرا گزر ہوا میں نے انگوروں کا ایک گچھا توڑا اور اسے کھالیا اور کچھ خوشے اپنی چادر میں رکھ لیے۔ اتنے میں باغ کا مالک آ گیا اور اس نے مجھے مارا بھی اور میرے کپڑے بھی چھین لئے۔ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا پیش کیا تو آپ نے باغ کے مالک سے فرمایا:

مَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ جَائِعًا أَوْ سَاعِبًا. وَلَا عَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلًا۔ جب وہ بھوکا تھا تو تو نے اسے کھلایا کیوں نہیں اور جب وہ جانتا نہیں تھا تو تو نے اسے بتایا کیوں نہیں۔ فامره النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرد الیہ ثوبہ۔ فرمایا: اس کے کپڑے واپس کر دے اور ساتھ ہی حکم دیا کہ اس کو ایک وثق یا آدھا وثق علفہ دے دو۔ (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ادائیگی فرمائی) ۲۲۹۸

اسی طرح کے ایک اور واقعہ میں ایک لڑکے کو فرمایا (درختوں پہ) پتھر نہ مارا کر اور جو نیچے پڑا ہو وہ کھالیا کر پھر اس کے سر پہ شفقت کا ہاتھ پھیرا اور یوں دعا کی: اَللّٰهُمَّ اشْبِعْ بَطْنَهُ۔ اے اللہ! اس کو شکم سیر کر دے۔ (۲۲۹۹)

نظر میں رنگ ٹھہرے ہیں تو ان کے گیت گانے سے
ضیاء جس کو سمجھتی ہے یہ دنیا چاند سورج کی
کہاں ترتیب تھی کوئی کہاں کوئی سلیقہ تھا
توجہ مل گئی سرکار کے لطف و کرم کے ساتھ
کھلے ہیں پھول جو دل میں تو وہ ان کے کھلانے سے
وہ ساری روشنی ہے نقش پا کے جگمگانے سے
یہ نظم دو جہاں قائم ہوا ہے ان کے آنے سے
بنے ہیں کام کیا کیا ایک دامن بھیگ جانے سے

آپ ہیں رحمت غفار رسول عربی

حضرت ابوسعید کا بیان ہے کہ (ایک موقع پہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی گلے پر تیرا گزر ہو تو چرواہے کو تین بار آواز دے لے پھر اگر وہ تیری آواز سن لے تو فیمھا ورنہ دودھ پی لے (مجبوری ہے) اور ضرورت سے زیادہ پی کر خرابی نہ کرنا اسی طرح جب تیرا کسی باغ پر سے گزر ہو تو باغ والے کو تین مرتبہ آواز دے لے۔ اگر وہ سن لے تو بہتر ورنہ نقصان پہنچائے بغیر

کھالے (نقصان پہنچانا یہ ہے کہ کھانے کے علاوہ ساتھ بھی باندھ لے) (۲۳۰۱)

آپ ہیں رحمت غفار رسول عربی ہم گناہگار و سیاہ کار رسول عربی
ہم ہیں رحمت کے طلبگار رسول عربی آپ کے طالب دیدار رسول عربی
ناظم کون و مکاں آپ کو خالق نے کیا آپ ہیں مالک و مختار رسول عربی
قافلہ ایک خدائی کا ازل سے ہے رواں آپ ہیں قافلہ سالار رسول عربی
دہر کی بات کوئی آپ سے پوشیدہ نہیں آپ ہیں محرم اسرار رسول عربی
آپ کے گنبد خضریٰ کی تجلی پہ نثار کعبۃ اللہ کے انوار رسول عربی
قابل رشک ملی صحت ایمان اس کو جو ہوا آپ کا بیمار رسول عربی
کسی قیمت پہ نہ دنیا کی مسرت لے گا آپ کے غم کا خریدار رسول عربی
آپ کے عشق سے ہر عزم ہے پتھر کی لکیر ورنہ اک ریت کی دیوار رسول عربی
بخدا آپ کے اذکار میں پاتا ہے سکون یہ عزیز از ہمہ افکار رسول عربی

(عزیز حاصل پوری)

بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: أَلَشَّاءُ مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ۔ بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے (۲۳۰۶) اس لیے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو فرمایا: اتَّخِذِي غَنَمًا فَإِنَّ فِيهَا بَرَكَتًا۔ بکریاں پالا کر ان میں برکت ہوتی ہے۔ (۲۳۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیروں کو بکریاں پالنے کا اور غریبوں کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا اور فرمایا: جب امیر لوگ مرغیاں پالنا شروع کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کی تباہی کا حکم صادر فرما دے گا۔

(۲۳۰۷)

(اگر یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہو تو ہو سکتا ہے امیر کے مرغی پالنے میں غریب کی حق تلفی کی وجہ سے فرمایا ہو۔ دیکھیے

حاشیہ نمبر ۳، ص ۱۶۸)

بَابُ الْأَحْكَامِ (فیصلوں کا بیان)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یمن جانے سے پہلے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نوجوان ہوں اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے بارے میں نہیں جانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَتَبِّثْ لِسَانَهُ۔ اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت عطا کر اور اس کی زبان کو ثابت قدم رکھ۔ حضرت علی فرماتے ہیں: فَمَا

شَكَّكَتْ بَعْدُ فِی قَضَاءِ بَیِّنِ اثْنَيْنِ۔ اس کے بعد مجھے دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی دقت محسوس نہیں ہوئی

(۲۳۱۰)

در کرم پہ ہوں حاضر نظر ذرا کچھ مریض خستہ ہوں درماں کوئی مرا کچھ
مرے دکھوں کا مداوا کوئی نہ کر پایا بلا لیا جو آقا تو کچھ دوا کچھ
در قبول پہ جو باریاب ہو پل میں مرے لیے میرے آقا وہی دعا کچھ
و فور درد سے رہتا ہے مضطرب الیاس سکون قلب کی دولت اسے عطا کچھ

☆ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي۔ رشوت دینے والے اور لینے والے پہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (۲۳۱۳)

☆ حق معلوم کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرنے والا قاضی جنتی ہے اور نادانی میں یا ظلم کے ساتھ فیصلہ کرنے والا دوزخی ہے۔ (۲۳۱۵)

☆ دوسرے مسلمان کا حق (اگرچہ پیلو کی مسواک جتنا ہی ہو) مارنے والے پر جنت کو حرام اور دوزخ کو واجب کر دیا جاتا ہے۔ (۲۳۲۲)

☆ یہودی سے قسم لینی ہو تو یوں لی جائے کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پہ تورات کو نازل فرمایا۔ (۲۳۲۷-۲۸)

☆ حضرت حفصہ کا پیالا توڑنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہ ناراض نہ ہوئے۔

(۲۳۳۳)

☆ حضرت علی المرتضیٰ سے ایک فیصلہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی نظر آنے لگیں۔

(۲۳۳۸)

☆ کاہنہ عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشان دیکھ کر بتا دیا کہ یہ شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ مشابہ ہے۔ اس کے بیس برس بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ (۲۳۵۰)

دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک بچے کے والدین جن میں سے ایک کافر تھا دوسرا مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے ان میں سے ہر ایک بچہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اختیار دیا کہ جس کے ساتھ چاہے چلا جائے۔ چنانچہ بچہ کافر کی طرف جھکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ اهْدِہٖ۔ اے اللہ! اس کو ہدایت سے نواز دے۔ فَتَوَجَّہَ اِلٰی الْمُسْلِمِ فَقَضٰی لَہٗ بہ۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے) بچہ مسلمان کی طرف چلا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ (۲۳۵۲)

بہانہ ڈھونڈنے والے کی رحمت کا ٹھکانہ کیا نہ جانے کب عطا کر دیں وہ کیا کیا کس بہانے سے

بڑے ہی کام بنتے ہیں مدینے آنے جانے سے
جسے مسرور نسبت ہے نبی کے آستانے سے

مرا تو تجربہ ہے آزما کر کوئی بھی دیکھے
کبھی وہ دل شکستہ جاں گرفتہ ہو نہیں سکتا

أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)

☆ فرمایا: سب سے بہترین لوگ میرے زمانے والے ہیں پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے پھر ایسے لوگ آئیں گے۔ تَبْدُرُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَبِينُهُ وَيَبِينُهُ شَهَادَتُهُ۔ جن کی قسم گواہی سے پہلے ہوگی اور گواہی قسم سے پہلے۔
(۲۳۶۲)

☆ حضرت عمرؓ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: قَامَ فِينَا مِثْلَ مَقَامِي۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایسے ہی کھڑے ہوئے جس طرح کہ میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں۔ (۲۳۶۳)

☆ سب سے اچھے گواہ وہ ہیں جو طلب کرنے سے پہلے گواہی دیں۔ (۲۳۶۴)

☆ نہ تو خیانت کرنے والے مرد اور عورت کی گواہی جائز ہے نہ اس شخص کی جسے اسلام میں حد لگ چکی ہو اور نہ ہی اپنے بھائی سے حسد کرنے والے کی۔ (۲۳۶۶)

☆ حضرت خریم بن فاتک اسدی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد ان لفظوں سے خطبہ ارشاد فرمایا:

عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالْإِشْرَافِ بِاللَّهِ

جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر قرار دی گئی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِِكِينَ بِهِ۔ (الحج: ۳۱) اور بچو جھوٹی بات سے ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا سا جھمی کسی کو نہ کرو۔

☆ فرمایا: لَنْ تَزُولَ قَدْ مَا شَهِدَ الزُّورَ حَتَّى يُوجِبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ۔ جھوٹی گواہی دینے والا ہمیشہ جھوٹی گواہی دیتا رہے گا تا آنکہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کو واجب کر دے گا۔ (۲۳۷۳)

☆ حضور علیہ السلام نے اہل کتاب کی ایک دوسرے پر گواہی جائز قرار دی۔ (۲۳۷۴)

أَبْوَابُ الْهَبَاتِ (ہبہ وغیرہ کا بیان)

☆ والدین اولاد کو کوئی چیز ہبہ کریں تو اس میں برابری کریں۔ (بلا وجہ) ایک کو دینا اور باقیوں کو نہ دینا جائز نہیں ہے۔
(۲۳۵۷)

☆ کوئی چیز ہبہ کر کے لوٹانا باپ کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ (۲۳۷۷-۷۸)

☆ عمری (عمر بھر کے لئے کسی کو کوئی چیز دے دینے) سے وہ شخص اس شئی کا مالک ہو گیا اور اس کے مرنے کے بعد اس

کے ورثاء کی ہوگی۔ (۲۳۸۱)

☆ رقی (کسی کو اس شرط پہ مثلاً مکان دینا کہ اگر تو پہلے مر گیا تو مکان میرا ہوگا اور اگر میں پہلے مر گیا تو مکان تیرا) جس کے لئے رقی کیا جائے گا وہ زندگی میں اور موت کے بعد اس کا ہو جائے گا۔ (۲۳۸۲)

☆ کوئی چیز کسی کو ہبہ کر کے لوٹانے کو کہتے کی قے سے مثال دی گئی کہ جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ قے کر کے پھر چاشنا شروع کر دیتا ہے۔

الْعَائِدُ فِي هَبَّتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ (۲۳۸۶)

☆ الرَّجُلُ أَحَقُّ بِهَبَّتِهِ مَالَهُ يُثَبُّ مِنْهَا - آدمی اپنے ہبہ (کو واپس لینے) کا زیادہ حقدار ہے جب تک اس کا معاوضہ نہ لے۔ (۲۳۸۷)

☆ عورت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے بال سے صدقہ کرنا جائز نہیں۔ إِذَا هُوَ مَلَكَ عَصَمَتَهَا - کیونکہ وہ اس کی عصمت کا مالک ہے۔ (۲۳۸۸)

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی زوجہ (خیرہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے زیورات لے کر آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں انہیں صدقہ کرنا چاہتی ہوں آپ علیہ السلام نے فرمایا: عورت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنا جائز نہیں۔ کیا تم نے کعب سے اجازت لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کعب کے پاس بھیجا کہ کیا تم نے خیرہ کو زیورات صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے؟ کعب نے جواب دیا: جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیرہ کا صدقہ قبول فرمایا۔ (۴۳۸۹)

أَبْوَابُ الصَّدَقَاتِ (صدقات کا بیان)

☆ کوئی چیز صدقہ کر کے نہ اس کو واپس لیا جائے اور نہ خریداجائے۔ (۹۲-۲۳۹۰)

☆ والدین کو کوئی چیز دی تو ان کے انتقال کے بعد بطور میراث پھر بیٹے کے پاس آگئی تو لے سکتا ہے۔ (۹۵-۲۳۹۴)

☆ امانت ضائع ہوگئی تو اس پر تاوان نہ آئیگا۔ (بشرطیکہ حفاظت میں کوتاہی نہ کرے) (۲۴۰۱)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت عروہ البارقی مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی انہیں نفع ہوتا۔

(۲۴۰۲) فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى الثَّرَابَ لَرَبِحَ

کھلے پھول کیا جا بجا کملی والے	ہوئے آپ جلوہ نما کملی والے
چل کر اگر جھومتا کملی والے	زمانہ مجھے دیکھتا کملی والے
مگر آپ کا نقش پا کملی والے	نظارے تو کیا کیا نہ دیکھے جہاں نے
پکارا ہے صل علی کملی والے	سنا نام نامی تو دل نے تڑپ کر

بہشت بریں کا وہ حق دار ٹھہرا مدینے میں جو مر گیا کملی والے
 جہاں سے بھی آیا ہواؤں کا جھونکا اسی سمت تکتا رہا کملی والے
 کرم آپ کا جب بھی یاد آئے مجھ کو ہمیشہ ہی میں رو پڑا کملی والے
 مدینے کو جس نے محبت سے دیکھا وہ پھر اور کیا دیکھتا کملی والے
 نہ بھولا نہ بھولے گا مسرور کیفی مدینے کی ٹھنڈی ہوا کملی والے

آتا ہے غریبوں سے انہیں پیار کچھ ایسا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے اپنے قرضدار کا پیچھا کیا جس کے ذمہ دس دینار تھے۔ اس نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں جو میں تمہیں دوں۔ قرض خواہ نے کہا: خدا کی قسم! جب تک تو میرا قرض ادا نہ کرے گا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ وہ اسے پکڑ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اسے کتنی مہلت دے سکتا ہے؟ اس نے کہا: ایک ماہ کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تو اس کو مہلت دے دے میں اس کا ضامن ہوتا ہوں۔ جب ایک ماہ پورا ہوا تو مقروض خود قرضہ کی رقم لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ترے پاس یہ دولت کہاں سے آئی؟ اس نے کہا: مجھے ایک خزانہ میں سے ملے ہیں۔ آپ نے فرمایا: خزانہ میں بھلائی نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہ کا قرض اپنے پاس سے ادا کیا۔ (۲۴۰۶)

☆ آنسو میری آنکھوں میں نہیں آئے ہوئے ہیں دریا تیری رحمت کے لہرائے ہوئے ہیں
 ☆ قرض اگر ناجائز کام کے لئے نہ لیا ہو تو قرض ادا کرنے تک اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس حدیث کو سن کر حضرت عبداللہ بن جعفر اپنے خزانچی کو فرمایا کرتے: جاؤ میرے لیے قرض لے آؤ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ایک رات بھی ایسی گزاروں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ نہ ہو۔ (۲۴۰۹)

☆ تکبر، چوری اور قرض سے بری ہو کر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔ (۲۴۱۲)

کرو مہربانی تم اہل زمین پر

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا: مَا عَمِلْتَ۔ تو نے کیا عمل کیا؟ اس نے عرض کیا: اِنِّیْ کُنْتُ اَتَجَوَّزُ فِی السَّکَةِ وَالنَّقْدِ وَاُنْظُرُ الْمُعْسِرَ۔ میں لوگوں کو نقد مال دیتا تھا اور تنگ دست کو مہلت دیتا تھا۔ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَہُ اللّٰهُ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ حضرت ابو مسعود فرماتے ہیں: اَنَا قَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ میں نے خود یہ حدیث حضور علیہ السلام سے سنی ہے۔ (۲۴۲۰)

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جو اپنا حق یا قرض طلب کرتا تھا۔

اس نے آپ کے ساتھ سخت کلامی کی جس سے آپ کے صحابہ برا بیچتے ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرض خواہ کو مقروض پر سختی کرنے کا اس وقت تک حق حاصل ہے جب تک وہ قرض ادا نہ کرے۔ (۲۳۲۵)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک اعرابی حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں اپنے قرضے کے تقاضے کے لئے آیا اور اس نے درشت کلامی کی اس نے آپ کو یہ بھی الفاظ کہے کہ اگر آپ نے میرا قرضہ نہ ادا کیا تو میں آپ کو بدنام کروں گا۔ یہ سن کر صحابہ نے اسے ڈانٹا اور کہا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ کس سے باتیں کر رہا ہے؟ اس نے کہا: میں اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ قرضداروں کی طرف داری کیوں نہیں کرتے؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی آدمی خولہ بنت قیس کے پاس بھیجا کہ تمہارے پاس اگر کھجوریں ہوں تو ہمیں دے دو جب ہمارے پاس آئیں گی تو ادا کر دیں گے۔ خولہ نے جواب دیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں کیوں نہ دوں گی خولہ نے کھجوریں بھیجیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کا قرضہ ادا فرمایا اور اسے کھانا کھلایا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے میرا پورا پورا حق ادا فرمایا۔ بہترین لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ قوم کبھی پاک نہیں ہو سکتی جس کا کمزور شخص اپنا قرضہ نہ لے سکے۔ (۲۳۲۶)

دو عالم کا امداد گار آ گیا ہے
میں آ گیا غمگسار آ گیا ہے
غریبوں کی جاں کو یتیموں کے دل کو
سکوں ہو گیا ہے قرار آ گیا ہے
اصول محبت ہے پیغام جس کا
وہ محبوب پروردگار آ گیا ہے
اب انساں کو انساں کا عرفان ہوگا
یقین ہو گیا اعتبار آ گیا ہے
بجھے گا نہ جس کا چراغ محبت
وہ پیغمبو ذی وقار آ گیا ہے
زمانے کو اب اپنی منزل مبارک
رسولوں کا اب تاجدار آ گیا ہے

(احسان دانش)

قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے سے زیادہ ہے کیوں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پہ لکھا ہوا پایا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ میں نے جبریل امین علیہ السلام سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: لَآنَ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ اس لیے کہ سائل کے پاس مال ہوتا ہے پھر بھی سوال کر بیٹھتا ہے اور قرض مانگنے والا حاجت کی بنا پر ہی قرضہ مانگتا ہے۔ (۲۳۲۱)

☆ جس کو قرضہ دیا ہے اس کا تحفہ وغیرہ قبول نہ کیا جائے اور نہ اس کی سواری پہ سوار ہو الا یہ کہ تحائف کا سلسلہ پہلے سے چل رہا ہو۔ (۲۳۳۲)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کہ صحابی نے عرض کیا: ایک عورت نے میرے مرحوم بھائی پہ دو دینار قرض کا دعویٰ کیا ہے جبکہ اس عورت کے پاس گواہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاَعْطَاهَا فَاَنْتَهَا مُحَقَّةٌ۔ اس کو دے دو کیونکہ وہ سچی ہے۔ (۲۴۳۳)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں تو برکت ضرور ہوگی:

حضرت جابر بن عبد اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب ان کے والد (غزوہ احد میں) شہید ہو گئے تو ان کے ذمے ایک یہودی کے تیس وسق (کھجوروں کے قرضہ) تھا۔ میں نے اس یہودی سے مہلت مانگی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حضرت جابر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں گفتگو کی تاکہ آپ سفارش کر دیں تو حضور علیہ السلام اس یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: تم اپنے قرضہ میں جابر کے باغ میں جو کھجوریں ہیں وہ لے لو تو اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے اس سے مہلت مانگی لیکن اس نے تب بھی انکار کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف لے گئے۔ اس میں گھومے پھرے اور فرمایا: اے جابر کھجوریں توڑ کر اس کا قرضہ ادا کر دو۔ جب کھجوریں کاٹی گئیں تو تیس وسق قرضہ ادا کرنے کے بعد بارہ وسق زیادہ نکلیں۔ جابر اس بات کی اطلاع دینے کے لئے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو حضور علیہ السلام موجود نہ تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو حضرت جابر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کی کھجوریں پوری ہو گئیں اور اس کے علاوہ اتنا اتنا مال بچا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا کر تم عمر کو بتادو۔ حضرت جابر حضرت عمر کے پاس گئے اور انہوں نے انہیں واقعہ کی خبر دی تو حضرت عمر نے فرمایا: میں تو اسی وقت سے جانتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور درختوں میں گھومے تھے کہ اللہ تعالیٰ اب ان میں برکت نازل فرمائے گا۔ (۲۴۳۴)

آمد ہے اس پیمبر عالی مقام کی
ہر چیز ان کے واسطے تخلیق کی گئی
جس نے نبی کی یاد کو دل میں بسا لیا
اللہ جانتا ہے محمد کا مرتبہ
سرکار اب مجھے بھی مدینے بلائیے
سرکار کی نظر سے بنے فخر کائنات
عابد ہو بعد موت کے خاک رہ حجاز
آنے لگیں صدائیں درود و سلام کی
کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی
اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی
انسان کو خبر کہاں ان کے مقام کی
یہ عرض اب قبول ہو اپنے غلام کی
کیا شان پوچھتے ہو صحابہ کرام کی
واللہ اسے نمود کی خواہش نہ نام کی

(عابد نظامی)

أَبْوَابُ الرَّهْوْنِ (رہن کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی تھی جو آپ نے تیس صاع جو کے

بدلے اس کے حوالے کی ہوئی تھی۔ (۲۴۳۹)

☆ اَعْطُوا الْاَجِيرَ اَجْرَهُ قَبْلَ اَنْ يَبْجِفَ عَرَقُهُ۔ مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔

(۲۴۴۳)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی مسکینی کے دور کو یاد کر کے اللہ کا شکر ادا کرتے کہ اب ابو ہریرہ کو اللہ نے پیشوا بنا دیا ہے۔ (۲۴۴۵)

☆ حضرت علی نے حضور علیہ السلام کی بھوک مٹانے کے لئے یہودی کے ہاں مزدوری کی (۲۴۴۶) اسی طرح ایک انصاری صحابی نے بھی کیا۔ (۲۴۴۸)

☆ حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ہمیں پیداوار لینے کی صورت میں زمین مزارعت پر دینے سے منع فرمایا ہے نہ کہ روپیہ لینے سے منع کیا۔ (۲۴۵۸) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ رافع کی مغفرت فرمائے میں ان سے زیادہ اس حدیث سے واقف ہوں ایک دن حضور علیہ السلام کے پاس دو شخص آئے جن کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہے جب تم آپس میں لڑتے ہو تو زمین کرائے پر نہ دیا کرو تو رافع نے صرف آخری الفاظ سن لیے۔ (۲۴۶۱) حضرت زید کا یہ بیان حدیث (۲۴۶۰) کے بارے میں ہے جس میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم زمین دینا چاہو تو اپنے بھائی کو بلا نفع دے دو یا اسے چھوڑ دو۔ یعنی مفت میں دینا بہتر ہے جیسا کہ ابن عباس سے ہے۔ (۲۴۶۲)

☆ حضور علیہ السلام کے مشورے پہ عمل کرنا ضروری نہیں۔ جیسا کہ درختوں کو پیوند کاری کرنے کے عمل پر آپ نے فرمایا۔ (۲۴۷۰)

☆ کسی کو آگ و نمک دینا اتنا ثواب ہے کہ جو چیز بھی اس آگ اور نمک سے تیار ہوگی ہر اس چیز کو صدقہ کرنے کا۔

(۲۴۷۴)

أَبْوَابُ الشُّفْعَةِ (شفعہ کا بیان)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهُ نَخْلٌ أَوْ أَرْضٌ فَأَرَادَ بَيْعَهَا فَلْيَعْرِضْهَا عَلَى جَارِهِ
جس کے پاس باغ یا زمین ہو اور وہ اس کو بیچنے کا ارادہ کرے تو ہمسائے کو بتائے بغیر نہ بیچے۔ (۲۴۹۳)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی روایت فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الْبَّحَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهِ يَنْتَظِرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِدًا (۲۴۹۴)

پڑوسی اپنے پڑوسی کے شفیعہ کا زیادہ حقدار ہے اگر دونوں کا ایک راستہ ہو اور پڑوسی موجود نہ ہو تو اس کی انتظار کر لی جائے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین میں شفیعہ کا حق قرار دیا ہے جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدود معین ہو جائیں تو پھر کوئی شفیعہ نہیں ہے۔ (۲۴۹۷)

☆ الشُّفْعَةُ كَحَلِّ الْعُقَالِ - شفعاونٹ کی رسی کھول دینے کی طرح ناقابل اعتبار ہے۔ (۲۵۰۰)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا شُفْعَةَ لِشَرِيكَ عَلَى شَرِيكَ إِذَا سَبَقَهُ بِالْبُرَاءِ وَلَا لِصَغِيرٍ وَلَا لِغَائِبٍ - جب شریک شفعا خرید چکا ہو تو اب دوسرے شفعا کا کوئی حق نہیں اور نہ بچے کا حق ہے اور نہ غائب کا۔ (۲۵۰۱)

أَبْوَابُ اللَّقْطَةِ (گری پڑی یعنی گمشدہ چیز کے بیان میں)

☆ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ -

مسلمان کی گمشدہ چیز دوزخ کی آگ ہے (لہذا اس کو ہڑپ کرنے کے لیے نہ اٹھایا جائے) (۲۵۰۲)

☆ لَا يُؤْوَى الضَّالَّةُ إِلَّا ضَالًّا - گمشدہ چیز کو وہی ٹھکانہ دے گا جو خود گمراہ ہوگا۔ (۲۵۰۳)

☆ گمشدہ چیز کا ایک سال تک اعلان کرتے رہنے کا حکم دیا گیا اس کے بعد اگر مالک نہ ملے تو اپنے مال میں شامل

کرلو۔ (پھر جب بھی مالک ملے اسے اپنے مال میں سے اتنا دے دو) (۲۵۰۴)

☆ گمشدہ چیز ملے تو اس پر ایک یا دو عادل گواہ بنائے جائیں۔ (۲۵۰۵)

☆ ایک شخص کو سوا اشرفیاں ملیں تو اس کو تین سال تک اعلان کرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۲۵۰۶)

☆ اعلان وغیرہ کے بعد وہ چیز استعمال کر لی پھر مالک آجائے تو ادائیگی لازم ہے۔ ثُمَّ كُلُّهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا

فَادَّهَا إِلَيْهِ۔ (۲۵۰۷)

جو اللہ یہ بھروسہ کرے.....

حضرت مقداد بن عمرو کہتے ہیں: وہ قضاے حاجت کے لئے ایک دن بقیع کی طرف گئے اور لوگ اس زمانہ میں دو دو تین

تین روز بعد قضاے حاجت کے لئے جاتے تو وہ (فقروفاقہ اور معمولی خوراک کھانے کی وجہ سے) اونٹ کی طرح میکیاں

کرتے۔ میں ایک ویرانہ میں قضاے حاجت کے لئے بیٹھا تو ایک سوراخ میں سے ایک چوہا نکلا اور اس نے ایک اشرفی نکالی۔

پھر وہ اندر گیا اور دوسری نکال کر لایا حتیٰ کہ وہ سترہ ہو گئیں۔ اس کے بعد ایک سرخ رنگ کا کپڑا لے کر آیا۔ مقداد کہتے ہیں میں

نے کپڑے کو اٹھایا تو اس میں ایک اور اشرفی تھی۔ میں انہیں لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان

کرتے ہوئے عرض کیا: اس کا صدقہ لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا: اسے لے کر واپس جاؤ اس کا کوئی صدقہ نہیں۔ اللہ تمہیں اس

میں برکت دے۔ پھر آپ نے فرمایا: شاید تو نے سوراخ میں ہاتھ ڈالا تھا۔ میں نے عرض کیا: نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے

آپ کو حق دے کر عزت عطا فرمائی جب مقداد کی وفات ہوئی تو ان میں سے ایک دینار تب بھی باقی تھا۔ (۲۵۰۸)

اللہ جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق عطا فرمائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگلے زمانے میں ایک شخص نے

دوسرے سے زمین خریدی تو اس میں سونے کا ایک بھرا ہوا گھڑا برآمد ہوا۔ اس نے فروخت کرنے والے سے کہا: میں نے زمین خریدی ہے یہ گھڑا نہیں خریدا۔ اس نے جواب دیا: میں نے زمین اور اس کے اندر جو کچھ تھا سب فروخت کر دیا ہے لہذا یہ بھی تمہیں ہی لینا ہوگا۔ الغرض! دونوں میں جھگڑا ہو گیا تو یہ دونوں ایک شخص کے پاس فیصلہ لے گئے۔ اس نے پوچھا: کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ایک نے جواب دیا: ہاں! میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے جواب دیا: میری ایک لڑکی ہے۔ اس نے کہا: اچھا اس لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور یہ دونوں کو دے دو کہ اس میں سے خرچ بھی کریں اور صدقہ بھی کریں۔ (۲۵۱۱)

آبَابُ الْعَتَقِ (غلاموں کی آزادی کا بیان)

☆ مدبر (جس کو اس کے مالک نے کہہ دیا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) کو فروخت کرنے کی روایات۔ (۲۵۱۲-۱۳) **الْمَدْبَرُ مِنَ الثَّلَاثِ**۔ مدبر میث کے تہائی مال سے آزاد ہوگا۔ (۲۵۱۴) **قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ**۔ امام ابن ماجہ فرماتے ہیں اس حدیث کی کوئی اصل نہیں یعنی صحیح نہیں (اس کے باوجود اس کو اپنی کتاب میں درج فرما رہے ہیں) ☆ **أَيُّمَا رَجُلٍ وَلَدَتْ أَمَّتُهُ مِنْهُ فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ ذُبْرِ مَنَّهُ**۔ جس لونڈی سے مالک کی اولاد پیدا ہو گئی وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گی۔ (۲۵۱۵)

☆ حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں (حضرت ماریہ قبطیہ) کا ذکر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **أَعْتَقَهَا وَلَدُهَا**۔ اس کے بیٹے (ابراہیم) نے اسے آزاد کر دیا۔ (۲۵۱۶)

☆ تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمہ کرم یہ ہے (۱) جہاد کرنے والا (۲) مکاتب جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو (۳) نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہو۔ (۲۵۱۸)

☆ جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا تو وہ غلام اس کے لئے دوزخ کی آگ سے فدیہ ہوگا۔ اس کی ہر ہڈی آزاد کرنے والے کی ہڈیوں کا فدیہ ہوگی اور جو دو مسلمان عورتوں کو آزاد کرے گا تو وہ دونوں اس کے لئے دوزخ سے فدیہ ہوں گی ان دونوں کی ہڈیاں اس کی ایک ایک ہڈی کا بدلہ ہوں گی۔ (۲۵۲۲)

☆ حضور علیہ السلام سے ولد الزنا غلام کی آزادی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: **نَعْلَانِ أَجَاهِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنْ أَنْ أُعْتِقَ وَلَدُ الزَّانَا**۔ جو جوتے پہن کر میں جہاد کے لئے جاتا ہوں وہ ولد الزنا کی آزادی سے بہتر ہیں۔

(۲۵۳۱)

وذلك فان النطفة الخبيثة لا يتولد الا خبيث ومع ذلك هو من باب التشديد وقيل في تاويله ايضا

ان المراد به من يواظب على الزنا. (حاشیہ نمبر ۱ ص ۱۸۵)

أَبْوَابُ الْحُدُودِ (شرعی سزاؤں کا بیان)

☆ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ۔ جو اپنا دین بدل دے اس کو قتل کر دو۔ (۲۵۳۵)

☆ اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے ایک حد قائم کرنا اللہ تعالیٰ کے شہروں میں چالیس راتوں کی (مفید) بارش سے بہتر

ہے۔ (۲۵۳۷)

☆ مَنْ جَحَدَ آيَةً مِّنَ الْقُرْآنِ فَقَدْ حَلَّ ضَرْبُ عُنُقِهِ۔ جو قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار کرے اس کی گردن

مار دی جائے گی۔ (۲۵۳۹)

☆ بیوی کی لونڈی سے زنا کرنے والے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حد قائم نہیں فرمائی۔ (۲۵۵۲)

☆ یہودی اور یہودیہ کو بھی رجم کیا گیا۔ یہی سزا شادی شدہ بدکار کی تورات میں بھی ہے۔ (۲۵۵۶-۵۷)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کے انداز گفتگو حالت اور آنا جانا دیکھ کر اس کو فاحشہ قرار دیا۔

(۲۵۶۰)

☆ قوم لوط کا عمل کرنے والے فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (۲۵۶۱)

فرمایا: إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِيْ قَوْمِ لُوطٍ۔ مجھے اپنی امت پہ کسی بات کا اتنا خوف نہیں جتنا کہ

لواطت کا خوف ہے۔ (۲۵۶۳)

☆ جو محرم سے بدکاری کرے اس کو قتل کر دو اور جو چوپائے سے بدکاری کرے تو اس کو اور چوپائے کو بھی قتل کر دو۔

(۲۵۶۴)

☆ کسی کو مخنث یا لوطی کہنے کی سزا بیس کوڑے۔ (۲۵۶۸)

☆ حضرت عثمان نے حضرت علی سے کہا کہ اپنے چچا زاد (ولید بن عقبہ) پہ شراب کی حد قائم کرو جو آپ نے کر دی۔

(۲۵۷۱)

☆ حضور علیہ السلام کے دور میں ایک کمزور بدکار کو سوشاخوں والی ٹہنی ماری گئی۔ (یہ اس کی سو کوڑے سزا ہو گئی)

(۲۵۷۳)

☆ چور کا ہاتھ کاٹ کر گلے کے ساتھ لٹکا دیا گیا (تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو) (۲۵۸۷)

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا اس کی خلاف

عمر و بن سمرہ بن جندب حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے

فلاں شخص کا اونٹ چرا لیا ہے مجھے (سزا دے کر) پاک کر دیجئے۔ حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کے پاس آدمی بھیجا۔ انہوں

نے کہا: ہاں ہمارا اونٹ گم ہوا ہے۔ حضور علیہ السلام نے عمرو کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو ان کا ہاتھ کاٹا گیا۔ ثعلبہ فرماتے ہیں: جب

ان کا ہاتھ کٹ کر گراتو میں انہیں دیکھ رہا تھا وہ فرما رہے تھے: خدا کا شکر ہے کہ اس نے تجھے مجھ سے پاک کر دیا تو تو چاہتا تھا کہ میرے پورے بدن کو دوزخ میں لے جائے۔ (۲۵۸۸)

☆ حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے مجرم کو معاف کیا جاسکتا ہے بات عدالت میں آئے گی تو سزا ملے گی۔ (۲۵۹۵) جیسا کہ حضرت صفوان بن امیہ مسجد میں سوئے اور اپنی چادر اپنے سر کے نیچے رکھ لی ایک شخص نے ان کی چادر چرائی حضرت صفوان اس کو پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے۔ جب حضور علیہ السلام نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو حضرت صفوان نے عرض کیا: میں یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جاتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِنِي بِهِ۔ تم نے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہ کیا یعنی میرے پاس لانے سے پہلے ایسا ہو سکتا تھا اب نہیں۔ (۲۵۹۵)

چور کے لئے سزا کے بعد حضور علیہ السلام کی دعا

ابو امیہ نے حدیث بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس نے اعتراف کیا لیکن اس کے پاس سامان نہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال ہے تو نے چوری نہیں کی؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوبارہ وہی بات فرمائی تو اس نے وہی جواب دیا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: کہہ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَآتُوبُ إِلَيْهِ۔ اس نے یہ الفاظ دہرائے تو آپ نے دعا کی: اے اللہ! اس بندے کی توبہ قبول فرما۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔ دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی۔ (۲۵۹۷)

☆ زنا بالجبر میں حضور علیہ السلام نے عورت پہ حد جاری نہ فرمائی۔ (۲۵۹۸)

☆ دنیا میں جرم کی سزا مل گئی تو آخرت میں دوبارہ سزا دینے سے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور جس کے جرم پہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پردہ ڈالا اور معاف کر دیا تو اس کا کرم اس سے بے نیاز ہے کہ جس کو معاف کر چکا پھر سزا دے۔ (۲۶۰۴)

☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی طبعی غیرت کی وجہ سے بارگاہ رسالت میں ذرا جرات سے بات کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِسْمَعُوا مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ۔ (اے انصار) سن لو تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے۔ (۲۶۰۵)

☆ بیوی کے ساتھ تنہائی میں کسی شخص کو پایا تو اس پر جرم ثابت کرنے کے لئے چار گواہ ضروری ہیں تاکہ غیرت مند کے علاوہ مدہوش بھی ایسا نہ کرنے لگ جائیں (کہ کسی کو قتل کر کے کہہ دیں کہ میں نے اس کو اپنے گھر اسی حالت میں پایا ہے) (۲۶۰۶)

☆ (زمانہ جاہلیت میں لوگ باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ سے نکاح کر لیتے تھے) حضور علیہ السلام نے ایسے شخص کو قتل کر دینے کا اور اس کا مال لوٹ لینے کا حکم دیا۔ (۲۶۰۷-۸)

گانا گانے کی اجازت مانگنے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی

حضرت صفوان بن امیہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عمرو بن قرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا کہ میرے پاس سوائے دف بجا کر کمانے کے اور کوئی ذریعہ نہیں لہذا آپ مجھے گانے کی اجازت مرحمت فرمائیں اور میرا گانا بخش نہ

ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: نہ میں تمہیں اجازت دوں گا اور نہ تجھے عزت دے کر تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔ اے خدا کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال روزی پسند فرمائی اور تو نے حلال روزی کی جگہ حرام روزی اختیار کی۔ اگر میں تجھے پہلے منع کر چکا ہوتا اور پھر تو مجھ سے اجازت لینے کے لئے آتا تو میں تجھے سزا دیتا اور تیرا سر مونڈ کر تیرا مثلہ کر دیتا (مثلہ کہتے ہیں ہاتھ پیر اور ناک کان کاٹنے کو) اور تجھے تیری قوم سے نکال دیتا اور تیرا سامان دوسروں کے لئے حلال کر دیتا (یعنی وہ اسے لوٹ لیں) یہ سن کر عمرو وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے اتنی ذلت و رسوائی ہوئی کہ اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جب وہ واپس جانے لگا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: یہی نافرمان لوگ ہیں جو ان میں سے بغیر توبہ کے مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز ایسے ہی محنت اور ننگا اٹھائے گا جیسے وہ دنیا میں تھا اور دنیا کی طرح لوگوں سے وہ اپنا پردہ نہ چھپائے گا جب کھڑا ہوگا تو فوراً گر پڑے گا۔ (۲۶۱۳)

غضب سے ان کے خدا بچائے عتاب باری حجاب میں ہے

آبَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان)

- ☆ قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ (حقوق العباد میں سے) خون کا ہوگا۔ (۲۶۱۵)
- ☆ کوئی بھی قتل ظلماً ایسا نہیں ہوتا کہ اس کا گناہ آدم علیہ السلام کے اس بیٹے پر نہ ہو جس نے سب سے پہلا قتل کیا۔ (۲۶۱۶)
- ☆ سوا فراد کا قاتل نیکوں کی بستی کی طرف جانے کی وجہ سے بخشا گیا۔ (۲۶۲۱)
- ☆ قتل کسی نے کیا دیت حضور علیہ السلام نے ادا فرمادی۔ (۲۶۲۵-۷۷)
- ☆ تلوار کے علاوہ کسی چیز سے قصاص نہ لیا جائے۔ (۲۶۶۸)
- ☆ إِنَّ مِنْ أَعَفِّ النَّاسِ قِتْلَةَ أَهْلِ الْإِيمَانِ۔ قاتلوں میں سے سب سے بہترین لوگ ایمان والے ہیں۔ (۲۶۸۱) کیونکہ وہ لوگوں کو بے فائدہ قتل نہیں کرتے بلکہ اس کو ہی قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا ضروری ہوتا ہے یا پھر جہاد میں کفار کو قتل کرتے ہیں۔
- ☆ جو ذمی کو قتل کرے گا وہ جنت کی بو بھی نہ پاسکے گا۔ وَإِنْ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَامًا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔ (۲۶۸۷)
- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی قصاص آتا تھا تو آپ بطور سفارش معافی کی تلقین فرماتے۔ (۲۶۹۲)
- ☆ حاملہ عورت کسی کو قتل کر دے تو وضع حمل تک بلکہ جب تک کوئی بچے کا کفیل نہ بن جائے بدلے میں اس کو قتل نہ کیا جائے اسی طرح اگر وہ بدکاری کی مرتکب ہو جائے اور بچہ پیدا ہو جائے۔ (۲۶۹۴)

أَبْوَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم و عہد پاتے فَخَزَمَ أَنْفَهُ بِخِزَامٍ۔ تو تابعدار اونٹنی کی طرح اپنی ناک میں نیکیل ڈال لیتے۔ یعنی اس سے ذرہ بھر بھی روگردانی نہ کرتے۔ (۲۶۹۶)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا: الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ نماز اور غلاموں کا خیال رکھنا۔

(۲۶۹۸)

وصیت کرنے میں عدل اور ظلم کی جزا و سزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی نیک لوگوں کے عمل کے مطابق ستر سال تک عمل کرتا رہتا ہے جب وصیت کرتا ہے تو وصیت میں ظلم کرتا ہے تو اس کا خاتمہ برائی پر ہوتا ہے اور ایک شخص برے لوگوں کے عمل کے مطابق ستر سال تک عمل کرتا رہتا ہے تو جب اس کا خاتمہ ہوتا ہے تو وہ عدل کے ساتھ وصیت کرتا ہے تو نیک عمل پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں: اگر تمہیں یقین نہ آئے تو یہ آیت پڑھ لو۔ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا عَذَابٌ مُهِينٌ تک۔ (۲۷۰۴)

☆ موت کے وقت کتاب اللہ کے مطابق وصیت کرنے والا اگر زندگی میں زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا تو یہ وصیت اس کا کفارہ بن جائے گی۔ (۲۷۰۵)

☆ اللہ تعالیٰ بندے سے فرماتا ہے کہ تیری موت کے بعد جب میرے بندے تیرے لیے دعا کریں گے تو اس کا تجھے ثواب دوں گا۔ وَصَلَاةُ عِبَادِي عَلَيْكَ بَعْدَ انْقِضَاءِ أَجَلِكَ (۲۷۰۹)

أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (وراثت کے حصوں کا بیان)

علم الفرائض ان قواعد و جزئیات کا علم ہے جن کے ذریعہ ترکہ کو وارثوں کی طرف ان کے حق کے مطابق صرف کرنے کی کیفیت معلوم ہو اس کا موضوع ترکہ اور وارث ہیں اس لئے کہ فرائض ترکہ اور اس کے مستحقین سے بحث کرتا ہے کہ میت کا ترکہ اس کے ورثائے مستحقین کو قواعد معینہ شرعیہ سے کس کو کتنا کتنا ملے گا؟

یہ علم بہت اہم علم ہے یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نصف علم فرمایا: علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ یہ نصف علم کس طرح ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟ تو ایک جماعت علماء کی اس طرف گئی ہے کہ ہم پر واجب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی تعمیل ہے۔ ہم اس کے معنی سمجھیں یا نہ سمجھیں تو نصف علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض کو کیوں فرمایا؟ اس کے جاننے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اس ارشاد کے مطابق اس علم کو سیکھنا اور سکھانا چاہیے۔ ایک جماعت نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا: بے شک ہم پر اس کی تعمیل ضروری ہے مگر ساتھ ساتھ ہمیں اس کو سمجھنا بھی چاہیے کہ ارشاد مبارک معقول

المعنی ہے تو اس بارے میں اس جماعت علماء کے دس قول ہیں۔

علم الفرائض کا نصف علم ہونا

اول: امام بیہقی فرماتے ہیں: عموم بلوئی کی وجہ سے نصف علم اس کو فرمایا۔

دوم: نہایہ میں ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ حالت حیات اور حالت موت۔ تو نصف علم کا تعلق حالت حیات سے ہے اور نصف علم کا تعلق بعد الموت سے اور وہ علم الفرائض ہے۔

سوم: ملک کے اسباب دو قسم کے ہیں۔

(الف) اختیاری: جیسے خرید و فروخت، قبول ہدیہ، وصیت وغیرہ۔

(ب) اضطراری: یہ ارث ہے اس لئے کہ لینا چاہیے یا نہیں، مورث کے مرنے کے بعد کل ترکہ بعد ادائے حقوق سب

وارثوں کا حسب سہام شرعی ہے اور یہ قول صاحب ضوء کا ہے۔

چہارم: ابہتاج میں کہا گیا کہ اس کی بڑائی اور تعظیم کے لئے اس کو نصف علم فرمایا۔

پنجم: صاحب اغاثۃ اللہاج کا قول ہے کہ چونکہ فرائض کے شعبے بہت ہیں اور اس میں حساب کی ضرورت ہوتی ہے اس

لئے نصف علم فرمایا۔

ششم: زیادتی مشقت کی وجہ سے اس کو نصف علم ارشاد فرمایا۔

ہفتم: صاحب ضوء نے فرمایا: اس علم کی دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ علم ہے جس کی وجہ سے اسباب ارث کی معرفت ہوتی ہے۔ دوسرا وہ علم ہے جس کی وجہ سے جو واجب ہوتا ہے

معلوم کیا جاتا ہے اور یہی علم فرائض ہے۔

ہشتم: نصف علم باعتبار ثواب فرمایا اس لئے کہ انسان فقہ کے ایک مسئلہ سمجھنے پر دس نیکیوں کا مستحکم ہوتا ہے اور فرائض کے

ایک مسئلہ پر سو نیکی کا حقدار ہوتا ہے تو اگر تمامی فرائض کو دس مسئلے اور تمامی فقہ کو سو مسئلے پر فرض کریں تو دونوں کی نیکیاں ہزار ہزار

ہوں گی تو فرائض باعتبار ثواب پورے فقہ کے برابر ہوا۔

نہم: صاحب شرح سراجیہ فرماتے ہیں: نصف علم فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اگر فرائض کے مسائل کو پھیلایا جائے تو اس کے

فروع و جزئیات تمام علوم کی جزئیات کے برابر ہوں گے۔

دہم: نصف علم اس لئے فرمایا: طلبہ کو اس علم کے سیکھنے کی ترغیب ہو۔ یہ دس قول صاحب کشف الظنون عن اسامی الکتاب

والفنون نے بیان فرمائے ہیں۔

علم الفرائض سب سے پہلے بھلایا جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَ عَلِّمُوْهَا فَلَاِنَّهُ نِصْفُ

الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسَى وَهُوَ اَوَّلُ شَيْءٍ يُنْذَعُ مِنْ اُمَّتِيْ۔ فرائض (وراثت کے مسائل کا علم) سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ وہ آدھا علم

ہے یہ وہ علم ہے جو بھلا دیا جائے گا اور میری امت سے سب سے پہلے یہی اٹھایا جائے گا۔ (۲۷۱۹)

☆ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نانی دادی کے حصے کے سلسلہ میں دشواری پیدا ہوئی۔ (۲۷۲۲)

☆ سورہ نساء کی آخر آیت جس میں کلالہ کا ذکر ہے۔ اس کو آیہ صیف (گرمیوں میں نازل ہونے والی آیت) فرمایا

گیا۔ (۲۷۲۶) حضرت عمر فرماتے ہیں: اگر حضور علیہ السلام (وفات سے پہلے) تین امور کی وضاحت فرما دیتے تو مجھے تمام دنیا سے زیادہ پیاری ہوتی۔ کلالہ، سود، خلافت۔ (۲۷۲۸)

☆ اَلْعَالُ وَارِثٌ مِّنْ لَا وَارِثَ لَهُ..... جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں وارث ہوگا (جو اس کی جنایت کی دیت بھی ادا کرے گا اور اس کا وارث بھی ہوگا) (۳۹-۲۷۳۸)

أَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

☆ جو اللہ کی راہ میں مال بھیجے اور خود گھر بیٹھا رہے تو اس کے لئے ایک کے بدلے سات سو درہم اور جو جہاد میں جا کر خرچ کرے تو ایک کے بدلے سات لاکھ درہم۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاللّٰهُ يَضْعَفُ لِمَنِ يَشَاءُ۔ (۲۷۶۱)

☆ جو اللہ تعالیٰ سے بغیر علامت جہاد ملے گا نہ خود جہاد کیا نہ مجاہد کو سامان مہیا کیا اور نہ مجاہد کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں کی خبر گیری کی۔ اس کو قیامت سے پہلے ہی مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے گا اور اس کے لئے نقصان ہی نقصان ہے۔ (۶۳-۲۷۶۲)

☆ جس نے اللہ کی راہ میں ایک مورچہ بندی کی تو اس کے لئے ایک ہزار روزوں کا اور ایک ہزار راتوں کے قیام کا ثواب ہے۔ (۲۷۶۶)

اگلی حدیث میں اس کا ثواب رمضان کے علاوہ سوسال کے روزوں کا ہے اور رمضان میں ایک رات مورچہ بند رہنے کا ثواب ایک ہزار سال کے روزوں کا اور اتنے ہی قیام کا بیان ہوا۔ اگر وہ صحیح سلامت گھر آ گیا تو ایک ہزار سال اس کی کوئی برائی نہ لکھی جائے گی بلکہ نیکیاں ہی لکھی جاتی رہیں گی اور قیامت تک اسے مورچہ بندی کا ثواب ملتا رہے گا۔ (۲۷۶۸) ایک حدیث میں ہے اللہ کی راہ میں ایک رات حفاظت کرنا گھر میں ایک ہزار سال کے قیام اور روزوں سے افضل ہے۔ سال تین سو ساٹھ دنوں کا اور دن ایک ہزار سال کا۔ (۲۷۷۰)

☆ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ حسین، سخی اور بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ گھبرا گئے اور جدھر سے آواز آتی تھی ادھر کو نکلے دیکھا تو حضور علیہ السلام وہاں پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پہ سوار تھے اور گلے میں ننگی تلوار لٹک رہی تھی اور فرما رہے تھے: اے لوگو! گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر گھوڑے کے بارے میں فرمایا: وَجَدْنَاكَ بَحْرًا۔ ہم نے اسے سمندر پایا۔ اس کے بعد یہ گھوڑا کبھی بھی دوڑ میں پیچھے نہ رہا۔

آؤ کہ ذکر حسن شہہ بحر و بر کریں
جو حسن میرے پیش نظر ہے اگر اسے
وہ چاہیں تو صدف کو در بے بہا ملے
فرمائیں تو طلوع ہو مغرب سے آفتاب
راہ نبی میں غیر پہ تکیہ حرام ہے
کوئین وجد میں ہوں جنوں نغمہ بار ہو
آنسو قبول ہوں در خیر الانام پر
شعروادب بھی آہ و فغاں بھی ہے ان کا فیض
اب کے جو قصد طیبہ کریں رہروان شوق
جلوے بکھیر دیں شب غم سحر کریں
جلوے بھی دیکھ لیں تو طواف نظر کریں
وہ چاہیں تو خزف کو حریف گہر کریں
چاہیں تو اک اشارے سے شق قمر کریں
اے عشق آ کہ بے سرو سامان سفر کریں
یعنی جہان ہوش کو زیر و زبر کریں
نالے طواف روضہ خیر البشر کریں
پیش حضور اپنی متاع ہنر کریں
منظر کو بھی ضرور شریک سفر کریں

(حافظ مظہر الدین)

گرد و غبار کستوری بن جائے گا

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خوشبو نشان ہے۔
مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَ لَهُ بِشَلِّ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْغُبَارِ مِسْكًَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ
جو اللہ کی راہ میں چلا اس کو جتنا غبار پہنچے گا وہ قیامت کے دن اس کے لئے کستوری ہوگا۔ (۲۷۷۵)
یہ انعام اس امت کو حضور کے نور کی خیرات کے طور پر عطا ہوئے

کس کے نور کا ہالہ ہے
کوئی بتائے آخر یہ
میں نے جہان رنگ میں کیا
اللہ اللہ دیدہ تر
خلد میں گھومے اور اس کا
لگتا ہے پھر دل میں مرے
سب سے اولیٰ اعلیٰ کا
میں نے خاک طیبہ کا
جب بھی میں مسرور گرا
دل میں آج اُجالا ہے
کس نے رنگ اُچھالا ہے
اپنا رنگ نکالا ہے
کتنا پیارا حوالہ ہے
حرفِ نعت قبالہ ہے
پھول مہکنے والا ہے
در بھی کتنا اعلیٰ ہے
آنکھ میں سرمہ ڈالا ہے
مجھ کو آ کے سنبھالا ہے

حضور علیہ السلام نے جیسے فرمایا بیسوں سال بعد ویسا ہی ہوا

حضرت ام حرام بنت ملحان فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے ہاں سوئے جب آنکھ کھلی تو آپ علیہ السلام ہنس رہے تھے میں نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو دریا پر اس طرح سفر کر رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے بھی ان میں شمولیت کی دعا فرمائیے۔ آپ علیہ السلام نے ام حرام کے لئے دعا کی اور پھر دوبارہ سو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو پھر ویسا ہی ہوا یعنی سوال جواب ہوئے ام حرام نے عرض کیا: میرے لیے بھی شرکت کی دعا کیجئے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم پہلی جماعت میں ہو۔ انس فرماتے ہیں: وہ اپنے خاوند عبادة بن الصامت کے ساتھ پہلے بحری غزوہ میں جو حضرت امیر معاویہ کی ماتحتی میں ہوا تھا تشریف لے گئیں۔ جب یہ لوگ غزوہ سے واپس لوٹ کر آئے تو شام میں اترتے وقت ان کا جانور بدک اٹھا جس سے گر کر وہ انتقال کر گئیں۔ (۲۷۷۶)

ایک روایت میں راوی سے یہ غلطی ہوئی کہ اس نے کہا واپسی پہ انتقال ہوا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ کشتی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہونے لگیں کہ گریں اور انتقال فرما گئیں۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

ایسا شہید جس کی روح اللہ تعالیٰ خود اپنے دست قدرت سے قبض فرماتا ہے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بحری جہاد کا ایک شہید خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے جس کا سر گھوم رہا ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے خشکی کے اندر اپنے خون میں لوٹ رہا ہو۔ ایک موج سے دوسری موج تک جانے والا ایسا ہی ہے جیسے خدا کی راہ میں پوری دنیا کا سفر کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے جانوں کے قبض کرنے پر عزرائیل علیہ السلام کو متعین کیا ہے مگر جو شخص دریا میں شہید ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جان خود اپنے دست قدرت سے نکالتا ہے۔ خشکی پر شہید ہونے والے کے قرض کے علاوہ تمام گناہ معاف ہوتے ہیں لیکن دریا میں شہید ہونے والے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ قرض بھی۔ (۲۷۷۸)

اہل محبت جانتے ہیں یہ عنایتیں کس کی وجہ سے ہو رہی ہیں

دل کشی ساری نقش پا میں ہے

صرف دامانِ مصطفیٰ میں ہے

جانے کیا رنگ کس ادا میں ہے

دلکشی کیا تیری ہوا میں ہے

پھول میں ہے نہ صبا میں ہے

راحتِ قلب و جاں کا سماں

سو اداؤں سے چاہتا ہوں میں

اے مدینہ! جانتا ہوں میں

آپ سن لیں تو بات بن جائے
یہ عطا یہ نوازشیں پیہم
میری کوشش سے کچھ نہیں ہوتا
آج تک میری روح کا طائر
میرا مسرور نعت کہنا بھی
ورنہ تاثیر کس نوا میں ہے
کون سی بات اس گدا میں ہے
میرا ایمان تو عطا میں ہے
گنگنائی ہوئی فضا میں ہے
میری سرکار کی رضا میں ہے

شہید ستر افراد کی شفاعت کرے گا

شہید اپنے رشتہ داروں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔ (۲۷۹۹)

☆ شہید ہونے والے کو اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ چیونٹی کے کاٹنے کی۔ (۲۸۰۲)

☆ تیر بنانے والا پکڑانے والا اور چلانے والا تینوں جنتی ہیں۔ (۲۸۱۱)

☆ جس نے تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دی اس نے میری نافرمانی کی۔ (۲۸۱۳)

☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو ہوازن کی جنگ میں حضرت ابوبکر نے حسین ترس لڑکی دی، حضرت سلمہ نے ابھی اس کو چھوا بھی نہ تھا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ لڑکی مجھے دے دے تاکہ میں اس کے بدلے مسلمان قیدیوں کو چھڑاؤں تو حضرت سلمہ نے حضور علیہ السلام کے حوالے کر دی۔ (۲۸۳۶)

☆ صحابی نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ بیعت کی۔ اللہ کی عبادت کرنے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے پانچ نمازیں پڑھنے بات سننے اور اطاعت کرنے پر اور کسی سے کچھ نہ مانگنے پر۔ چنانچہ اس کے بعد ان کے ہاتھ سے کوڑا بھی گر جاتا تو خود پکڑتے اور دوسرے کو پکڑنے کا نہ کہتے۔ (۲۸۶۷)

أَبْوَابُ الْمَنَاسِكِ (مناسک حج کا بیان)

☆ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ۔ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے جو کھانا پینا اور سونا ختم کر دیتا ہے لہذا کام پورا ہو جائے تو فوراً

گھر کو لوٹ آنا چاہیے۔ (۲۸۸۲)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ایک سواری پہ حج کیا جس کی زین پرانی تھی اور آپ کے بدن پہ جو چادر تھی وہ چار درہم سے زیادہ کی نہ تھی اور آپ دعا کر رہے تھے: اَللّٰهُمَّ حِجَّةً لَّارِیَاءَ فِیْہَا وَلَا سُبْعَةً۔ اے اللہ! میں ایسا حج کر رہا ہوں جس میں نہ ریا کاری ہے نہ دکھاوا۔ (۲۸۹۰)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کو حج کرتے ہوئے دیکھا۔ (۲۸۹۱)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اجازت دے کر فرمایا: یَا اُخْتِیْ اَشْرِکْنَا فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا۔ اے میرے بھائی اپنی دعا میں ہمیں بھی یاد رکھنا، ہمیں کہیں بھول نہ جانا۔ (۲۸۹۳)

☆ غیر موجودگی میں دوسرے کے لئے دعا کی جائے تو اس کے سر پر ایک فرشتہ متعین رہتا ہے جو آ میں کہتا رہتا ہے۔

(۲۸۹۵)

حاجی کون ہے اور حج کیا ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! حج کب لازم ہوتا ہے؟ فرمایا: جب زادراہ اور سواری ہو۔ اس نے پھر عرض کیا: حاجی کون ہوتا ہے؟ فرمایا: الشَّعْبُ التَّوَلُّ - جس کے سر کے بال کھلے ہوں اور خوشبو نہ لگی ہو۔ پھر ایک اور شخص نے عرض کیا: حج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: الْعَجَّةُ وَالنَّجَّةُ - بلیک کہنا اور قربانی کرنا۔ (۲۸۹۶)

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو اونٹ گم کرنے پہ مارنا شروع کر دیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اُنْظِرُوا اِلٰی هٰذَا الْمَحْرَمِ مَا يَصْنَعُ - ذرا دیکھو تو یہ احرام کی حالت میں کیا کر رہا ہے۔ (۲۹۳۳)

یاد مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہو تصور میں خیال ان کا گناہگار کیسا تھ
بادشاہ گزرے ہیں لاکھوں ہی کسی کا لیکن
شمع عشق ہوئی جن کے دلوں میں روشن
ہے مدینے کے ہر ذرے سے رحمت کا ظہور
ان گداؤں کو تو کرتے ہیں شہنشاہ سلام

جن کو محبوب ہے اللہ کا محبوب ریاض
حشر میں اٹھیں گے وہ احمد مختار کے ساتھ

حضرت ابن عباس اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور مسور اس کا انکار کرتے تھے۔ عبد اللہ بن حنین کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو وہ کنوئیں کی دونوں لکڑیوں کے درمیان پردہ کئے ہوئے غسل کر رہے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے دریافت کیا: کون ہے؟ میں نے جواب دیا: میں عبد اللہ بن حنین ہوں۔ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے پاس یہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں اپنا سر کیسے دھوتے تھے۔ حضرت ابو ایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھ کر اسے نیچے جھکا لیا حتیٰ کہ ان کا سر نظر آنے لگا۔ پھر ایک شخص سے فرمایا: سر پر پانی ڈالو۔ اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے سر کو حرکت دی۔ انہیں آگے لائے اور پیچھے لے گئے اور فرمایا: میں نے حضور کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ (۲۹۳۴)

تری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہ مقام آذوبکا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اپنے لب اقدس اس پر رکھ کر بہت دیر تک روتے رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت عمر بھی رورہے ہیں تو آپ نے فرمایا: يَا عُمَرُ هَهُنَا تُسْكِبُ الْعَبْرَاتُ۔ اے عمر! اس مقام پہ آنسو بہانے چاہئیں۔ (۲۹۴۵)
جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پہ طواف فرمایا تو چھڑی کے ذریعے حجر اسود کا بوسہ لیا یعنی حجر اسود کو چھڑی لگاتے پھر اس چھڑی کو چوم لیتے۔ (۳۹۴۹)

☆ حضرت عمر نے فرمایا: اب دونوں جگہ (سعی و طواف) میں رمل کا اگرچہ کوئی فائدہ (بظاہر) نظر نہیں آتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مضبوط کر دیا ہے اور کفر کو دور کر دیا ہے (اور رمل کا مطلب کافروں کو اپنی قوت دکھانا ہی تھا) لیکن وَآيُمُ اللّٰهِ مَا تَدْعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللہ کی قسم! ہم وہ کام کبھی نہ چھوڑیں گے جو حضور علیہ السلام کے دور میں کرتے تھے۔ (۲۹۵۲)

☆ جہاں میں عشق والوں کا جہاں کچھ اور ہوتا ہے
خیال مصطفیٰ آئے تو ناصر جھوم اٹھتا ہوں
☆ رکن یمانی پہ ستر فرشتے معین ہیں جو دعا کرنے والے کی دعا پہ آمین کہتے ہیں۔ دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۲۹۵۶)
☆ مکہ مکرمہ میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت (۲۹۵۸)
☆ حج و عمرہ کا تلبیہ پڑھنے والے کو اونٹ سے زیادہ احمق کہا گیا تو حضرت عمر نے ایسا کہنے والوں کو ملامت کی اور تلبیہ پڑھنے والے کو فرمایا: تو نے سنت کے مطابق کام کیا ہے۔ (۲۹۷۰)

حج تمتع کے بارے میں حضرت عمر کا ایک اجتہاد

☆ حج تمتع جائز ہونے کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے روک دیا اس کی وجہ یہ بیان کی کہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ لوگ درختوں کے نیچے اپنی بیویوں سے صحبت کریں اور حج کو جائیں تو پانی کے قطرات ٹپک رہے ہوں۔ (۲۹۷۹)
حالانکہ حضور علیہ السلام سے جب پوچھا گیا کہ تمتع کیا اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ تو آپ نے فرمایا: لَا بَلَّ لَا بَدَ الْاَبَدِ۔ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے۔ (۲۹۸۰)

اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہ کوئی بھی معترض نہ ہوا۔ حضرت ابوذر کا موقف یہ تھا کہ کَانَتْ الْبُتْعَةُ فِی الْحَجِّ لِاصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً تَمْتَعُ حُضُورُ عَلِیْہِ السَّلَامُ کے صحابہ کے

حضور علیہ السلام کے اس فرمان کی وجہ سے کہ حضرت بلال بن حارث نے عرض کیا: حج کو عمرہ میں تبدیل کرنا کیا صرف ہمارے لیے مخصوص ہے یا سب کے لئے؟ فرمایا: بَلَّ لَنَا خَاصَّةً۔ نہیں بلکہ ہمارے لیے خاص ہے۔ (۲۹۸۵)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو صفا و مروہ کے درمیان چلتے بھی دیکھا ہے اور دوڑتے بھی (تو گویا ابن عمر کے ہاں میلین اخضرین میں سعی واجب نہ تھی اس لیے فرماتے ہیں) اگر میں دوڑوں تو بھی حرج نہیں کیونکہ میں نے حضور علیہ السلام کو دوڑتے بھی دیکھا ہے اور اگر چلوں تو حضور علیہ السلام کو چلتے بھی دیکھا ہے۔ وانا شیخ کبیر اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں (اس لیے دوڑ نہیں سکتا) (۲۹۸۸)

قبولیت دعائے سرکار اور شیطان کی چیخ و پکار

۔ ذکر چھڑتا ہے جب شفاعت کا بات اتنی سمجھ میں آتی ہے

اپنی نسبت سے کوئی کچھ بھی نہیں ان کی نسبت ہی بخشوانی ہے

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے انہیں خبر دی اپنے باپ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے واسطے مغفرت کی دعا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول کی گئی اور حکم ہوا کہ میں نے مظالم کے علاوہ ان کے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں لیکن ظالم سے میں مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استدعا کی اے خدا! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دے دے اور ظالم کو معاف کر دے تو شام تک اس کی قبولیت نہ ہوئی۔ مزدلفہ کی صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خدا آپ کو ہنستا رکھے۔ اس مقام پر ہم نے کبھی آپ کو ہنستے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے دشمن ابلیس کو جب یہ علم ہوا کہ خدا نے میری دعا قبول کی اور میری امت کی مغفرت کی تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اور چیخنے لگا چلانے لگا تو مجھے اس کے چیخنے چلانے نے ہنسا دیا۔ (۳۰۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس (عرفہ کے) دن جتنے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزاد فرماتا ہے اتنے کسی اور دن میں نہیں فرماتا اور اللہ تعالیٰ آج کے دن اپنے بندوں کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات فرماتے ہوئے انہیں پوچھتا ہے: مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ۔ آخر میرے بندے چاہتے کیا ہیں۔ (۳۰۱۴)

کیا کسی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علاوہ کسی اور امت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا فرمایا ہے اگر نہیں تو پھر ہم اپنے آقا علیہ السلام پہ قربان ہو کر کیوں نہ عرض کریں:

قربان تیرے نام پہ ہے جان قمر بھی	ماں باپ فدا تجھ پہ مرے لخت جگر بھی
ہے محفل ہستی میں تیرے ذکر سے رونق	آباد تیرے دم سے ہوئے بحر و بر بھی
شاہد ہے تیری عظمت تخلیق پہ قرآن	قدسی ہیں ترے نعت سرا جن و بشر بھی

یہ لوح و قلم، کرسی و عرش اور یہ فردوس ہیں تیرے لیے حور و ملک جن و بشر بھی
ہے قلب ترا مہبط انوار الہی مازاغ سے تاباں ہے ترا حسن نظر بھی
اللہ غنی حسن تکلم کا یہ انداز بول اٹھے تیرے حکم سے پتھر بھی شجر بھی
منزل ہے تری سرحد اور اک سے آگے جلتے ہیں جہاں جانے سے جبریل کے پر بھی
دل مرکز انوارِ محبت ہو قمر کا ہو جائے تری نظر عنایت جو ادھر بھی

(قریزدانی)

☆ زمزم شریف کو بسم اللہ پڑھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے تین سانسوں میں پیٹ بھر کے پینا چاہیے۔ (۳۰۶۱)

جن کو امت کا غم ہی ستا تا رہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں سے تشریف لے گئے تو خوش خوش تھے اور جب تشریف لائے تو پریشان سے تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:
إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ اتَّعَبْتُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي (۳۰۶۲)
میں کعبہ معظمہ کے اندر گیا تھا اور بہتر تھا نہ ہی جاتا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ میرے اس عمل کی وجہ سے میری امت کو کہیں تکلیف نہ ہو۔

(کہ وہ اس کو سنت سمجھ کر ثواب حاصل کرنا چاہیں اور نہ کر سکیں)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں مفصل حدیث (۳۰۷۴)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں قربانی کے جانوروں کی حفاظت کروں اور قربانی کے بعد ان کی جھولیں اور کھالیں تقسیم کر دوں اور ان میں سے قصائی کو کچھ نہ دوں۔ وَنَحْنُ نُعْطِيهِ۔ (۳۰۹۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور تک مکہ کے مکان کرائے پہ نہیں دیئے جاتے تھے۔

(۳۱۰۷)

مکہ معظمہ کی سرزمین افضل ترین

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء سے روایت ہے کہ میں نے مقام حزورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پہ سوار ہو کر (کعبہ معظمہ کو مخاطب کرتے ہوئے) یوں کہتے ہوئے دیکھا۔

وَاللّٰهُ اِنَّكَ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ لَوْلَا اِنِّيْ اُخْرِجُكَ مِنْكَ مَا خَرَجْتُ۔ اللہ کی قسم!
تو اللہ تعالیٰ کی سب سے بہترین زمین ہے سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے۔ خدا کی قسم! اگر مجھے اس جگہ سے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔ (۳۱۰۸)

بندگی کا سرور ملتا ہے
ذکر سرکار سے خدا کی قسم
دیدہ دل کو نور ملتا ہے
زندگی کا شعور ملتا ہے

اے مدینہ تیرا جواب نہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوتَ بِالسَّامِدِيَّةِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنِّي أَشْهَدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا۔ جو مدینہ شریف میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو تو ایسا ہی کرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس (کے ایمان) کی گواہی دوں گا۔ (۳۱۱۲)

آرزو کرے تو کرے آدمی مدینے کی
مصطفیٰ کے تلوؤں کو چوما ہے تو جی بھر کر
عاشقوں سے سنتے تھے خود ہی جا کے دیکھا ہے
شمس اور قمر دونوں دو جہاں کو دیتے ہیں
آج بھی نوازے گی نسبت حرم تجھ کو
گلشن محبت کے پھول مسکرائیں گے
دل رہا نہ قابو میں چشم چشم تر ہو گئی
بیٹھے تھے نیازی کبھی مصطفیٰ کی چوکھٹ پر
ہو ہی جائیگی اک دن حاضری مدینے کی
جھومتی ہے قسمت پہ ہر گلی مدینے کی
زندگی مدینے کی بندگی مدینے کی
روشنی مدینے کی چاندنی مدینے کی
کل بھی کام آئیگی دوستی مدینے کی
دیکھنا ہوا جس دم چل پڑی مدینے کی
جب کسی دیوانے نے بات کی مدینے کی
یاد آ رہی ہے مجھے وہ گھڑی مدینے کی

(عبدالستار نیازی)

☆ احد پہاڑ جنت کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر ہے۔ (۳۱۱۵)

☆ حضور علیہ السلام اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مدینہ سے مکہ تک پیدل حج کیا۔ (۳۱۱۹)

أَبْوَابُ الْأَضَاحِيِّ (قربانیوں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو موٹے تازے سینگوں والے سیاہ رنگ کے دنبے خریدتے ایک کو اپنی امت کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی اور اپنی آل کی طرف سے ذبح کرتے۔ (۳۱۲۲)

☆ فرمایا قربانی تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور جانور کے ایک ایک بال کے بدلے ایک نیکی عطا کی جاتی ہے۔ (۳۱۲۷)

☆ اونٹ اور گائے میں قربانی کے سات سات حصے (۳۱۳۲)

☆ ایک صحابی نے عرض کیا حضور! میرے ذمے ایک اونٹ کی قربانی ہے اور اونٹ مل نہیں رہا فرمایا: أَنْ يَتَّسَعَ مَبْعَ شِيَاهِ فَيَذْبَحَهُنَّ۔ اس کی جگہ سات بکریاں ذبح کر دے۔ (۳۱۳۶)

- ☆ نماز عید سے پہلے قربانی کرنے والے کو دوبارہ قربانی کا حکم دیا۔ (۳۱۵۱-۵۳)
- ☆ لوگوں کی تنگی کی بنا پر پہلے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ عرصہ رکھنے سے منع فرمایا گیا پھر فرمایا: فَكُلُوا وَادْخُرُوا۔ اب کھاؤ بھی اور جمع بھی کر سکتے ہو۔ (۳۱۵۹-۶۰)
- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو زریق کی گلی میں قربانی فرمائی۔ (۳۱۵۶)
- ☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّهُ كَانَ يَذْبَحُ بِالْمِصْلَى۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عید گاہ میں قربانی کیا کرتے تھے۔ (۳۱۶۱)

أَبْوَابُ الذَّبَائِحِ (ذبیحوں کا بیان)

- ☆ بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے (دو بکریوں سے اور بچی کا ایک بکری سے) اس کا سر مونڈا جائے اور نام رکھا جائے۔ (۳۱۲۶-۶۵)
- ☆ اللہ تعالیٰ نے ہر شئی پہ احسان کرنا لکھ دیا ہے۔ قتل بھی کرو تو اچھی طرح (وہ قتل جو جائز ہے) ذبح کرو تو اچھی طرح اور چھری تیز کر کے جانور کو آرام پہنچاؤ۔ (۳۱۷۰)
- ☆ بکری کو کان سے پکڑ کر کھینچنے کی بجائے گردن سے پکڑ کر کھینچو (۳۱۷۱)
- ☆ چھری کو جانور سے چھپا کر تیز کرو اور ذبح کرنے میں جلدی کرو۔ (۳۱۷۲)
- ☆ چھری نہ ہو تو دانت اور ناخن کے علاوہ کسی بھی تیز شئی سے ذبح کر لو۔ (۳۱۷۵ تا ۳۱۷۸)
- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو بکری کی کھال اتارنے کا طریقہ اس طرح سکھایا کہ اپنے ہاتھ کہنیوں تک کھال میں ڈال لیے اور فرمایا: هَكَذَا فَاسْلَخْ۔ اس طرح کھال اتار۔ (۳۱۷۹)
- ☆ تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا
- ☆ دودھ دینے والی بکری کو ذبح کرنے سے گریز کیا جائے۔ (۳۱۸۰-۸۱)
- ☆ حضور علیہ السلام کے دور میں ایک عورت نے پتھر کے ساتھ بکری کو ذبح کیا۔ فَلَمْ يَذْبَحْهُ بَأْسًا۔ آپ نے اس میں کوئی حرج نہ سمجھا۔ (۳۱۸۲)
- ☆ بھڑکے ہوئے جانور کو تیر (وغیرہ جہاں بھی لگ جائے) سے ذبح کیا جاسکتا ہے ہاں جانور کو باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا۔ (۳۱۸۳-۸۷)
- ☆ نجاست خور جانور کا گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا۔ (۳۱۸۹)
- (ما لم تحبس..... حاشیہ ص ۶، ص ۲۳۷ مرغی کو تین روز باندھ کر اور بکری کو دس دن باندھ کر کھا سکتے ہیں)
- ☆ گھوڑے کو ذبح کر کے اس کا گوشت کھانے کی دو روایات (۳۱۹۰-۹۱)

☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (۳۱۹۸)

☆ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اس کا گوشت کھایا جاسکتا ہے اور اس کو بھی اسی طرح ذبح کیا جائے جیسے اس کی ماں کو ذبح کیا ہے۔ فَإِنَّ ذِكْوَتَهُ ذِكْوَةُ أُمِّهِ (۳۱۹۹)

أَبْوَابُ الصَّيْدِ (شکار کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا سوائے شکاری کتے کے اور وہ جو جانوروں کی حفاظت کے لئے رکھا گیا ہے۔ (۳۲۰۳) اسی طرح کھیتی کی حفاظت کے لئے کتار کھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ (۳۲۰۴)

علی بن منذر نے اٹھاؤں حج کیے جن میں سے اکثر پیدل تھے۔ (۳۲۰۸)

☆ قینچی کی نوک سے شکار کیا تو حلال ہے چوڑائی سے مرے تو مردار۔ (۳۲۱۴)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حلال ہونے کے باوجود) ٹڈی نہ کھائی۔ (۳۲۱۹)

جبکہ امہات المؤمنین ایک دوسری کو طشتریوں میں رکھ کر پیش کرتیں۔ (۳۲۲۰)

☆ ٹڈی مچھلی کی چھینک سے پیدا ہوئی ہے۔ (۳۲۲۱)

☆ مولہ مینڈک، چیونٹی، حد حد اور شہد کی مکھی کو مارنے کی ممانعت (۲۲-۳۲۲۳)

شان سرکار سے آگہی چاہیے

جس شخص نے حدیث پہ عمل نہ کیا حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا: لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا۔ میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا۔ (۳۲۲۶)

تجھ سے یا رب مجھے بس یہی چاہیے	شان سرکار سے آگہی چاہیے
ان پہ قربان ہو جاؤں دیوانہ وار	اے خدا ایسی وارفتگی چاہیے
ذرہ در در عشق بن کر عطا	خشک آنکھوں میں مجھ کو نمی چاہیے
عقل کے زور سے بات بنتی نہیں	راہ الفت میں دیوانگی چاہیے
زندگی وہ نہیں جو ہے بے بندگی	زندگی کے لیے بندگی چاہیے
ان کے غم میں جو مرجاؤں جی جاؤں میں	جو نہ مانی ہو وہ زندگی چاہیے
میں یہ سمجھوں ملی دولت لازوال	کاسہ دل میں درو نبی چاہیے
راہ حق سے نہ بھٹکوں گا میں پھر کبھی	مصطفیٰ کی مجھے رہبری چاہیے
میں نے سب کچھ لیا تجھ سے جب یہ کہا	اے خدا مجھ کو رحمت تیری چاہیے

ذکر نور محمد کرو اے ریاض قلب تاریک میں روشنی چاہیے

جانور بھی اگر کسی نبی کا گستاخ ہے تو اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سائبہ مولاۃ الفا کہ بن المغیرہ گئیں اور دیکھا کہ ام المؤمنین نے نیزہ رکھا ہوا ہے۔ سائبہ نے پوچھا: یہ نیزہ کس لیے ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: ہم اس کے ساتھ گرگٹ کو مارتے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: **أَنَّ إِبْرَاهِيمَ لَمَّا أُلْقِيَ فِي النَّارِ لَمْ تَكُنْ فِي الْأَرْضِ دَابَّةٌ إِلَّا أَطْفَاتِ النَّارِ غَيْرَ الْوَزْغِ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْفُخُ عَلَيْهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهِ** (۳۲۳۱)

جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو زمین کا ہر جانور آگ بجھانے پہ لگا ہوا تھا اور گرگٹ پھونک مارتا تھا تا کہ آگ بجھ کر اس لیے حضور علیہ السلام نے اس کو مارنے کا حکم دیا۔ بلکہ ایک ہی ضرب کے ساتھ مارنے پہ زیادہ ثواب بیان ہوا (۳۲۲۹) تو کیا خیال ہے اس مکلف انسان بلکہ نام نہاد مسلمان بلکہ بزعیم خویش مسلمانوں کے پیشواؤں کے بارے میں جو آئے دن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخیاں کرتے ہیں کیا ان کو زندہ رہنے کا حق ہے؟ جس آقا علیہ السلام کے تلوؤں کی شان اہل محبت کے ہاں یہ ہے کہ

آسمان گر تیرے تلوؤں کا نظارہ کرتا روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا

☆ بجو کھانے کی روایت (۳۲۳۶) اگلی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام سے بجو کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: **وَمَنْ يَأْكُلُ الضَّبُعَ**۔ بجو بھلا کون کھاتا ہے؟ (۳۲۳۷) گوہ کھانے کی روایت اور حضور علیہ السلام کا اس سے احتراز (۳۲۳۸-۳۹-۴۰-۴۱)

☆ حضور علیہ السلام نے خرگوش کھانے سے پرہیز کیا اور وجہ یہ بیان فرمائی: مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کو حیض آتا ہے جبکہ دو سروں کو کھانے کی اجازت دی۔ (۳۲۴۳-۴۴-۴۵)

ایک حدیث میں آدھا علم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا فرمان روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْبَحْرُ الطَّهُورُ مَاءُهُ الْوَحْلُ مَيْتَتُهُ

دریا کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار (مچھلی بشرطیکہ مر کر پانی کے اوپر تیر نہ آتی ہو۔ ۳۲۴۷) حلال ہے۔ (۳۲۴۶) امام ابن ماجہ فرماتے ہیں: مجھے ابو عبیدہ الجواد کی طرف سے خبر پہنچی کہ انہوں نے کہا: یہ حدیث آدھا علم ہے کیونکہ دنیا دو حصوں پہ مشتمل ہے، خشکی اور تری تو اس حدیث سے تجھے تری کا حکم معلوم ہو گیا۔ (ایضاً)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **مَنْ يَأْكُلُ الْغَرَابَ**۔ بھلا کوئے کو کون کھا سکتا ہے؟ **وَقَدْ سَنَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسِقًا وَاللَّهُ مَا هُوَ مِنَ الطَّيِّبَاتِ**۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے اس کا نام ہی فاسق (نافرمان) رکھا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ پاکیزہ اشیاء میں سے نہیں ہے (۳۲۴۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں دست

بستہ عرض ہے کہ آپ کے دور میں تو اس کو کوئی بھی نہیں کھا سکتا تھا لیکن ہمارے دور میں کوئے کے حلال ہونے کے فتوے جاری ہو چکے ہیں اور کوؤں کے گوشت کی دعوتیں اڑائی گئی ہیں۔ الخبیث للخبیثین والخبیثون للخبیث۔
 ۱۔ کندھم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

آبَابُ الْأَطْعَمَةِ (کھانوں کا بیان)

پیکر نور کی تنویر کے صدقے جاؤں

☆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو پہلی نظر سے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ اَنَّ وَجْهَهُ لَیْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہو ہی نہیں سکتا اور جب کلام سنا تو بدل و جان قربان ہو گئے فرماتے ہیں: پہلا کلام حضور علیہ السلام نے (مدینہ شریف آمد پہ) یہ فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعَمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامُ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ
 اے لوگو! ہر ایک کو سلام کرو (خواہ اس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے)۔ (۳۲۵۳)

لوگوں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو رات کو جب لوگ سو جاتے ہیں تم نماز پڑھو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(۳۲۵۱)

۱۔ پیکر نور کی تنویر کے صدقے جاؤں اپنے خوابوں کی میں تعبیر کے صدقے جاؤں
 آشکارا ہے تیرے حسن سے حق کی صورت میرے آقا تیری ”تصویر“ کے صدقے جاؤں
 میرے آقا علیہ السلام کا ایک اور فرمان جنت نشان ملاحظہ ہو۔

طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ (۳۲۵۲)
 ایک کا کھانا دو کو دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کافی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے علاوہ اس طرح کے تابدار موتی اور خوشبودار پھول ہمیں کہاں سے مل سکتے ہیں لہذا
 جنس رحمت کا خریدار مدینے جائے رب کی بخشش کا طلبگار مدینے جائے
 اپنے پیارے کے توسل سے وہ بخشے گا ضرور حکم ہے کہ گناہ کار مدینے جائے

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ (النساء)
 ☆ گھر میں برکت کے لئے صبح کے کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کیا جائے۔ (۳۲۶۰)

بسم اللہ شریف کی برکت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے دو قموں میں سارا کھانا ختم کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

أَمَّا أَنَّهُ لَوْ كَانَ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ لَكَفَاكُمْ

اگر یہ بسم اللہ شریف پڑھ لیتا تو یہی کھانا سب کو کافی ہو جاتا۔ پھر فرمایا: کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اگر کوئی بھول جائے تو (کھانا کھانے کے دوران) یوں کہہ لے۔ بسم اللہ فی أوّلہ وَاخِرہ۔ (۳۶۶۳)

☆ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا لیتا دیتا ہے۔ تم یہ تمام کام دائیں ہاتھ سے کیا کرو۔ (۳۶۶۶)

☆ ایک ہی طرح کا کھانا ہو تو اپنے آگے یعنی قریب سے کھایا کرو اور اگر مختلف قسم کا ہو تو جہاں سے چاہو کھا سکتے ہو۔

(۳۲۷۴)

☆ کھانے کو کناروں سے شروع کیا جائے نہ کہ درمیان سے۔ فَإِنَّ الْبَرَكَهَ تَنْزِلُ فِي وَسْطِهِ۔ کیونکہ برکت درمیان

میں اترتی ہے۔ (۳۲۷۷-۷۸)

☆ حضرت جابر کہتے ہیں: حضور علیہ السلام کے دور میں اول تو کھانا ملتا ہی نہ تھا، مل جاتا تو ہمارے پاس ہاتھ پونچھنے کے لئے رومال وغیرہ نہ ہوتے تھے، ہم اپنے ہاتھوں کو پاؤں اور بازوؤں سے پونچھ لیتے اور بغیر نیا وضو کئے نماز ادا کر لیتے تھے۔

(۳۲۸۲)

کیا میں تم گنواروں کی وجہ سے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دوں

جنوں میں بھی عقیدت کا قرینہ چاہتا ہوں میں
نبی کی یاد میں مرمر کے جینا چاہتا ہوں میں
سر محشر جو بانٹے جائیں صدقے ان کی رحمت کے
تو میرے دل سے یہ نکلے مدینہ چاہتا ہوں میں
حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ مل کے کھانا کھا رہے تھے کہ ہاتھ سے لقمہ گر گیا جس کے ساتھ مٹی لگ گئی۔ آپ نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان برکت نشانِ إِذَا وَقَعَتِ اللَّقْمَةُ مِنْ يَدِ أَحَدِكُمْ فَلْيَنْسَحْ مَا عَلَيْهَا مِنْ الْأَذَى وَلْيَاكُلْهَا۔ (۳۲۷۹) صاف کیا اور کھالیا۔ یہ دیکھ کر عجمی کسان جو وہاں موجود تھے آپس میں اشارہ بازی کرنے لگے اور (طنز کے طور پر) بولے: اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے اس قدر کھانا سامنے ہوتے ہوئے لقمہ زمین سے اٹھا کر کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: إِنِّي لَمْ أَكُنْ لِأَدْعَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهَذِهِ الْأَعَاجِمِ۔ میں ان عجمیوں کی وجہ سے اپنے نبی علیہ السلام کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا، ہمیں اسی طرح ہی حکم دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس کو جھاڑ کر کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ (۳۲۷۸)

یاد مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں
جسم ہو کہیں اپنا دل تو ہے مدینے میں
میرے آقا مولا کا گھر تو ہے مدینے میں
ہاں مگر وہ رہتے ہیں عاشقوں کے سینے میں
کون سی زمین ان کے عاشقوں سے خالی ہے
ہر جگہ ہیں پروانے شمع ہے مدینے میں
تو نے پی کتابوں سے میں نے پی نگاہوں سے
فرق ہے بہت زاہد تیرے میرے پینے میں
راز وہ بلائیں گے یہ یقین تو ہے لیکن
جانے کون سے سن میں جانے کس مہینے میں

کھانا کھا کر دعا کرنے سے گزشتہ گناہوں کی معافی

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کھانا کھایا اور (مندرجہ ذیل) دعا پڑھی اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ
تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر مشقت مجھے رزق عطا کیا۔ (۳۲۸۵)

☆ مل کر کھانا کھانا باعث برکت ہے۔ فَإِنَّ الْبَرَكَاتَ مَعَ الْجَمَاعَةِ (۳۲۸۷)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کھانے اور پانی میں پھونک مارتے اور نہ ہی برتن میں سانس لیتے۔ (۳۲۸۸)

غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ۔

جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لے کر آئے تو مالک کو چاہیے کہ خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے اگر یہ نہیں کر سکتا تو کم از کم اس کھانے میں سے اسے ضرور کچھ نہ کچھ دے دے (۳۲۸۹) فَإِنَّهُ وَهُوَ الَّذِي وَلِيَ حَرَّةً وَدُخَانَهُ۔ آخر اس بیچارے نے دھوئیں اور آگ کی تکلیف تو برداشت کی ہے۔ (۳۲۹۱)

۔ جب گوارا ان کو میرا دکھ نہیں ہے اے ریاض
کیوں پکاروں پھر کسی کو ایسا آٹا چھوڑ کر

☆ جب کوئی دسترخوان پہ کھانا کھائے تو بلا عذر نہ اٹھے جب تک کہ تمام لوگ فارغ نہ ہو جائیں۔ اس طرح ساتھ والا شرمندہ ہوگا اور ہو سکتا ہے ابھی اس کو کھانے کی حاجت ہو۔ (۳۲۹۵)

ہائے میں نے ایسا کیوں کیا؟

نبی کے چاہنے والے تو گھر قربان کرتے ہیں ۔ وہ نسیم و زر جوانی جاں جگر قربان کرتے ہیں
نبی کے شہر میں ناصر جو یک جائیں گدا بن کر وہ دل دیتے ہیں نذرانہ عمر قربان کرتے ہیں
ایک صحابی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ اور کھانا کھا لو۔ انہوں نے عرض کیا: حضور میرا روزہ ہے۔ (پھر ساری زندگی حسرت سے کہتے رہے)
فَيَا لَهْفَ نَفْسِي هَلَّا كُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ہائے افسوس! میں نے اپنے آقا علیہ السلام کے ساتھ کھانا کیوں نہ کھایا؟

☆ صحابہ کہتے ہیں ہم حضور علیہ السلام کے دور میں مسجد کے اندر روٹی اور گوشت کھایا کرتے تھے۔ (بہ نیت اعتکاف)

☆ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم حضور علیہ السلام کے زمانہ میں (ممانعت سے پہلے) چلتے پھرتے کھا لیتے تھے اور کھڑے کھڑے پی لیتے تھے۔ (۳۳۰۱)

اہل دنیا اور اہل جنت کے کھانوں کا سردار کھانا کون سا ہے؟

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ

دنیا والوں اور جنت والوں کے کھانوں کا سردار کھانا گوشت ہے۔ (۳۳۰۵)

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَا دُعِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى لَحْمٍ قَطُّ إِلَّا أَجَابَ وَلَا أُهْدِيَ لَهُ لَحْمٌ قَطُّ إِلَّا قَبِلَهُ۔ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کی دعوت دی گئی تو آپ نے قبول فرمائی اور جب بھی آپ کی خدمت میں گوشت کا ہدیہ بھیجا گیا۔ آپ نے قبول فرمایا۔ (۳۳۰۶)

کیونکہ گوشت دنیا والوں اور جنت والوں کے کھانوں کا سردار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کے سردار اہل جنت کے سردار سارے نبیوں کے سردار والطیب للطيبین والطیبون للطیبین

سب جہاں والوں میں چلتا ہے حوالہ تیرا

۔ اس قدر اونچا ہے رتبہ شہ والا تیرا

ہو نہ مایوس کبھی چاہنے والا تیرا

حاکم خستہ پہ بھی لطف و عنایت کی نظر

☆ دسی کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ (حضرت ابو ہریرہ) لیکن آپ نے فرمایا: أَطْيَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ

الظَّهْرِ۔ سب سے اچھا اور پاکیزہ گوشت پشت کا ہے۔ (۳۳۰۷-۸)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گوشت کھایا اور پھر چٹائی کے ساتھ ہاتھ پونچھ کر بغیر نیا وضو کیے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ (۳۳۱۱)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کی تو وہ (آپ کے مرتبہ و مقام اور گفتگو کے رعب سے) کانپنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو حوصلہ دیتے ہوئے اور اس کی ہمت بڑھاتے ہوئے) فرمایا:

هَوْنٌ عَلَيْكَ فَإِنِّي لَسْتُ بِمَلِكٍ إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ تَأْكُلُ الْقَدِيدَ۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں، میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ میں تو ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو کہ سوکھا گوشت کھالیا کرتی تھی۔ (۳۳۱۲) حالانکہ

انبیاء میں عدیم النظیر آپ ہیں زیست پیکر ہے اس کا ضمیر آپ ہیں

سرور کائنات آپ کی ذات ہے بے نیاز سپاہ و سریر آپ ہیں

آپ ہیں خیر و برکت کی باد خنک جو دور رحمت کا ابر مطیر آپ ہیں

روشنی جہیں کی مدہم نہ ہوگی کبھی وہ ہدایت کا مہر منیر آپ ہیں
یہ حَرِیصٌ عَلَیْکُمْ کی تفسیر ہے مفلسوں، بیکسوں کے نصیر آپ ہیں
میں کسی بھیڑ میں بھی اکیلا نہیں ہر قدم پر مرے دستگیر آپ ہیں
یہ عنایت بھی تائب کوئی کم نہیں اس دکھی روح کے بھی ہم صغیر آپ ہیں

اللہ کی نعمتوں کی قدر اللہ کے محبوب سے پوچھو

☆ قربانی کے پائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ دن بعد تناول فرمائے۔ (۳۳۱۳)

☆ نمک سالنوں کا سردار اور سرکہ بہترین سالن ہے (۱۶-۳۳۱۵) اور سرکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کا بھی سالن رہا ہے۔ نیز فرمایا: جس گھر میں یہ ہو اس کو سالن کی ضرورت نہیں۔ (۳۳۱۸)

☆ دودھ پینے کی دعا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔ فرمایا: کھانے پینے والی اشیاء میں سے دودھ ہی ایسی چیز ہے جو کھانے کا بھی کام دیتا ہے اور پینے کا بھی۔ (۳۳۲۳)

☆ کھجور اور ککڑی ایک ساتھ کھانے سے موٹا پا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی والدہ نے (رخستی سے پہلے) کھلائیں تاکہ کچھ جسم بنے اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں۔ (۳۳۲۴) حضور علیہ السلام نے خود بھی یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ استعمال فرمائیں۔ (۳۳۲۵) اور تربوز کے ساتھ تر کھجور بھی استعمال فرمائی۔ (۳۳۲۶)
☆ جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں؛ گویا اس گھر میں کھانا ہی نہیں۔ (۲۸-۳۳۲۷)

پہلا میوہ اور امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی بابرکت دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب موسم کا پہلا میوہ لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَفِيْ ثَمَارِنَا وَفِيْ مَدِيْنَتِنَا وَفِيْ صَاعِنَا بَرَکَةً مَّعَ بَرَکَةٍ

اے اللہ! ہمارے مدینے میں برکت عطا فرما اور ہمارے پھلوں، مد اور صاع (پیمانوں) میں برکت نازل فرما ڈھیروں برکات۔ پھر اپنے پاس موجود بچوں میں سے سب سے چھوٹے بچے کو وہ میوہ عطا فرما دیتے۔ (۳۳۲۹)

☆ گدر کھجور کے ساتھ خشک اور نئی کھجور کے ساتھ پرانی کھجور ملا کر کھانے سے شیطان ناراض ہو کر کہتا ہے: بَقِيَ ابْنُ اٰدَمَ حَتّٰی اَکَلَ الْخَلْقَ بِالْجَدِيْدِ۔ جب تک انسان نئی کھجور کے ساتھ پرانی کھجور کھاتا رہے گا، زندہ و سلامت رہے گا۔ (۳۳۳۰)

☆ حضور علیہ السلام کے دور میں چھلنی (چھاننی) نہ ہوتی تھی، آٹا پیس کر پھونک مار کر اڑایا جاتا، بھوسا اڑ جاتا باقی کھالیا جاتا۔ (۳۳۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو باریک چپاتی پیش کی گئی تو رونے لگے کہ حضور علیہ السلام نے ایسی روٹی ساری زندگی نہ دیکھی (۳۳۳۸) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ حضور علیہ السلام نے کبھی وفات تک

باریک روٹی یا پوری بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو۔ (۳۳۳۹)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی ان چھنا آٹا روٹی موٹی وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم

جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: حضور آپ کی امت فالودہ کھائیگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے فالودے کا نام تک نہ سنا تھا وہ تو ایک بار جبریل علیہ السلام نے حاضر دربار رسالت مآب ہو کر عرض کیا: حضور! آپ کی امت بہت سارے ملکوں کو فتح کرے گی اور فالودہ کھائے گی۔ سرکار نے پوچھا: فالودہ کیا ہوتا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: (الْفَالُودُ ذُجْرٌ) يَخْلِطُونَ السَّمْنَ وَالْعَسْلَ جَمِيعًا۔ فالودہ گھی اور شہد سے بنایا جاتا ہے۔ فَشَقَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذَلِكَ شَهَقَةً۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ (۳۳۴۰) جب ہمارے آقا علیہ السلام ہمیں نعمت ملنے پر اس قدر خوش ہوتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ آقا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جو عظمت و شان ملے اس پہ خوش ہوں اور اس عظمت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سامنے خوش ہو کر بیان کریں۔ اگر ہماری عزت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عزت سمجھتے ہیں تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو اپنی عظمت سمجھنا چاہیے اور اس بارے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔

جن کے لب پر رہا امتی امتی یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی

وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لئے

☆ حضور علیہ السلام نے شدید خواہش کا اظہار فرمایا: گندم کی روٹی گھی میں پکائی گئی ہو اور اسے دودھ میں ڈال کر کھائیں۔ جب ایک صحابی لیکر حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: یہ گھی کس میں تھا؟ عرض کیا گیا گوہ کی کھال میں۔ تو آپ نے کھانے سے انکار فرمادیا۔ (۳۳۴۱)

☆ ایک بندے کا کھانا (حضور علیہ السلام کی برکت سے اسی افراد نے پیٹ بھر کر کھالیا) (۳۳۴۲)

فاقہ کشی و میانہ روی و بسیار خوری

☆ حضور علیہ السلام نے وفات تک کبھی متواتر تین دن تک پیٹ بھر کر گندم کی روٹی نہ کھائی۔ (۳۳۴۳)

☆ حضور علیہ السلام اپنی نعلین پاک خود گانٹھتے، موٹا کپڑا پہنتے اور جو کی سخت روٹی کھاتے جسے بغیر پانی کے نہ کھایا جاسکتا

پھر بھی کئی کئی راتیں پے در پے فاقوں میں گزرتیں۔ (۳۳۴۷-۴۸)

☆ اگر زیادہ بھی کھانا ہو تو تہائی پیٹ کھانے سے اور تہائی پانی سے بھر لو اور تہائی سانس لینے کے لئے چھوڑ دو۔

(۳۳۴۹) دنیا میں سیر ہو کر کھانے والے قیامت کو بھوکے ہوں گے۔ (۳۳۵۵-۵۱) جس شئی کی نفس خواہش کرے، فضول

خرچی میں داخل ہے۔ (۳۳۵۲) حضور علیہ السلام نے گرا پڑا روٹی کا ٹکڑا اٹھایا اور صاف کر کے کھالیا اور رزق کی عزت کرنے

کی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے رزق چھین لیتا ہے تو واپس نہیں کرتا۔ (۳۳۵۳) حضور علیہ

السلام نے بھوک سے اور زیادہ پیٹ بھرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔ (۳۳۵۴)

☆ رات کا کھانا نہ چھوڑو چاہے ایک میٹھی کھجور ہی کیوں نہ ہو اس سے آدمی ضعیف ہو جاتا ہے۔ (۳۳۵۵) جس گھر میں کھانا کھایا جائے اس میں بھلائی اونٹ کی کوہان پہ چھری چلنے سے بھی زیادہ تیز دوڑ کر آتی ہے۔ (۳۳۵۷)

☆ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهِ إِلَى بَابِ الدَّارِ - مہمان کو گھر کے دروازے تک چھوڑ کر آنا سنت ہے۔ (۳۳۵۸)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی تو حضور علیہ السلام نے ان کے گھر پر دھڑکا ہوا دیکھا اور واپس تشریف لے گئے۔ فرمایا: لَيْسَ لِي أَنْ أَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّغًا - میرے لیے یہ مناسب نہیں کہ آراستہ پیراستہ گھر میں داخل ہو جاؤں (۳۳۶۰) ایک روایت میں ہے: فَرَأَى تَصَاوِيرَ فَرَجَعَهُ - تصویریں دیکھیں اور واپس تشریف لے گئے۔

(۳۳۵۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے گھر سے کھانا نہ کھایا کیوں؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں ایک دن دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے ان کے لئے جگہ چھوڑی۔ انہوں نے وہاں بیٹھ کر کھانا تناول فرمانا شروع کیا تو ایک دو لقمے کھانے کے بعد فرمایا: مجھے کھانے میں ایسی چکنائی نظر آ رہی ہے جو گوشت کی چکنائی سے علیحدہ ہے۔ ابن عمر نے عرض کیا: امیر المومنین میں بازار میں موٹے گوشت کی تلاش میں گیا لیکن وہ بہت مہنگا تھا تو میں نے ایک درہم کا دبلا گوشت اور ایک درہم کا گھی خرید لیا تا کہ گھر والوں کو ایک ایک ہڈی تو میسر آ جائے۔ حضرت عمر نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو جب دونوں چیزیں جمع ہو جائیں تو ایک کو تناول فرمالیتے اور دوسری کا صدقہ کر دیتے۔ ابن عمر نے عرض کیا: امیر المومنین اب تو کھالیجے میں آئندہ ایسا ہی کروں گا۔ حضرت عمر نے فرمایا: نہیں میں اب نہیں کھاؤں گا۔ (۳۳۶۱) سبحان اللہ! ایک طرف حقیقی بیٹے کا گھر ہے تو دوسری طرف طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے لیکن بیٹے کے گھر کا کھانا چھوڑ دیا مگر دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں سے چھوڑنا گوارا نہیں۔

سر کٹے کنبہ مرے اور گھر لئے • دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے طائف سے ہدیہ کے طور پر آئے ہوئے انگوروں کا خوشہ دیا اور فرمایا: اپنی والدہ کو دے دو۔ انہوں نے خود کھا لیا۔ چند دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: مَا فَعَلَ الْعُنُقُودَ هَلْ أَبْلَغْتَهُ أُمَّكَ - کیا اپنی ماں کو انگور دے دیئے تھے؟ میں نے عرض کیا: نہیں (حضور میں نے خود کھا لیے تھے) فَسَبَّانِي غَدًا - پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام غدار رکھ دیا۔ (۳۳۶۸)

☆ یہی دانہ دل کو آرام پہنچاتا ہے۔ (۳۳۶۹)

أَبْوَابُ الْأَشْرَبَةِ (پی جانیوالی چیزوں کا بیان)

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔ میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے۔ (۳۳۷۱)

☆ جس طرح (بیج سے) درخت پھیلتا ہے اس طرح شراب سے گناہ بڑھتے جاتے ہیں (۳۳۷۲)

☆ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ (اصطلاحی) شراب ان دو درختوں سے بنتی ہے کھجور اور انگور

سے (۳۳۷۸) یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا موقف ہے باقی جس چیز کو بھی خمر کہا گیا لغوی معنی کے اعتبار سے کہا گیا۔

☆ شراب کی وجہ سے دس افراد لعنتی: پینے والا، نچوڑنے والا، نچروانے والا، بیچنے والا، خریدنے والا، لے جانے والا، جس

کے لئے لے جانی جا رہی ہے، قیمت کھانے والا اور پلانے والا۔ (۳۳۸۰)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کو تین برتن ڈھانپ کر رکھتیں۔ ایک وضو کا،

دوسرا مسواک کا اور تیسرا پینے کا۔ (۳۳۱۲)

☆ پانی پیتے وقت دو یا تین سانس لینا۔ (۳۳۱۶-۱۷)

☆ حضور علیہ السلام نے مشک کو منہ لگا کر یا الٹا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ ایک شخص نے ممانعت کے باوجود مشک کو

منہ لگا کر پانی پیا تو مشک سے سانپ نکل آیا۔ (۳۳۱۸-۱۹)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر زمزم پیا لیکن حضرت عکرمہ فرماتے

ہیں: اللہ کی قسم! حضور علیہ السلام نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ (۳۳۲۲)

جہاں حضور کا دھن اقدس لگا صحابیہ نے مشک کا وہ حصہ کاٹ کر بطور تبرک رکھ لیا

حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور علیہ السلام تشریف لے گئے۔ ان کے پاس ایک مشک لٹکی ہوئی تھی۔

حضور علیہ السلام نے اس مشک کو منہ لگا کر کھڑے ہو کر (بوجہ عذر) پانی پیا۔ فَقَطَعَتْ فَمَ الْقُرْبَةَ تَبْتَغِي بَرَكَهَ مَوْضِعِ فِي

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ انہوں نے مشک کا وہ حصہ کاٹ لیا تاکہ حضور علیہ السلام کے دھن اقدس لگنے کی جگہ

سے برکت حاصل کریں۔ (۳۳۲۳)

صحابیہ نے اپنی رسائی کے مطابق اپنا ذوق پورا کر لیا، ہم نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے جذبات کی تسکین

کر لیتے ہیں۔

نعت سرکار گنگنائی ہے

نغمگی سی فضا میں چھائی ہے

کتنی رونق سمٹ کے آئی ہے

تم نے دیکھا غریب کھانے میں

یہ مدینہ ہے اس کی مٹی میں
تجھ میں تو رنگ بھی ہے خوشبو بھی
میری قسمت کو میرے آقا نے
ان کی رحمت گناہ گاروں کو
وہ مقدر کا ہے دھنی جس کو
صرف آنکھوں میں ہی نہیں جلوے
میں ہوں مسرور زندگی میری
لنشین ہے دربائی ہے
اے ہوا تو کہاں سے آئی ہے
جگمگایا ' تو جگمگائی ہے
ڈھونڈتے ڈھونڈتے تو آئی ہے
ان کے قدموں میں موت آئی ہے
دل میں محفل الگ سجائی ہے
نعت لکھنے میں کام آئی ہے

جس کو یہ آگ جلائے وہ امر ہوتا ہے

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں دودھ لایا گیا تو آپ نے نوشِ جاں کیا اور بچا ہوا بائیں جانب بیٹھے ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دینے کی بات کی جبکہ دائیں جانب ابن عباس رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے جو کہ کم عمر تھے چنانچہ ان سے آپ نے فرمایا: اَتَاذُنْ لِيْ اَنْ اَسْقِيَ خَالِدًا۔ کیا تم مجھے خالد کو دینے کی اجازت دیتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: مَا اُحِبُّ اَنْ اُوْثِرَ بِسُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِيْ اَحَدًا۔ میں تو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ حضور پاک کا تبرک خود نہ پیوں اور کسی دوسرے کو دے دوں۔ چنانچہ پہلے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پیا پھر حضرت خالد نے (۳۴۲۶) یہ بھی دین ہے بلکہ یہ ہی اصل دین ہے جس کے پیروکار رہتی دنیا تک باقی رہیں گے اور اس نظریے کے منکر اس طرز عمل پہ جلتے رہیں گے اور جل جل کے مرتے رہیں گے اور عشقِ مصطفیٰ کی آگ میں جلنے والا۔

آتشِ عشق سرکار میں جلنے والا
زندگی اس پہ سدا ناز کیا کرتی ہے
حق تعالیٰ کا بھی محبوب نظر ہوتا ہے
جس کو یہ آگ جلائے وہ امر ہوتا ہے

☆ حضور علیہ السلام پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارتے تھے (حالانکہ آپ کے پھونک میں شفا ہی شفا تھی) اور آپ برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرماتے تھے۔ (۳۴۲۸-۲۹-۳۰)

☆ سَاقِي الْقَوْمِ اِخْرَهُمْ شُرْبًا۔ قوم کو پلانے والا خود آخر میں پئے گا۔ (۳۴۳۳)

☆ حضور علیہ السلام شیشے کے پیالے میں پانی پیا کرتے تھے۔ (۳۴۳۵)

اَبْوَابُ الطِّبِّ (طب کے بیان میں)

☆ بڑھاپے کے علاوہ ہر بیماری کی دوا ہے اور دوا بھی تقدیر الہی سے ہے۔ کوئی ایسی بیماری نہیں جس کی دوا نہ ہو۔

(۳۴۳۶-۳۷-۳۸)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کھجوریں کھانے سے روک دیا کیونکہ وہ بیماری کی وجہ سے کمزور تھے اور فرمایا: جو کی روٹی کھاؤ یہ تمہارے لیے مفید ہے۔ (۳۴۴۲)

☆ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں، حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے تو آپ کے پاس روٹی اور کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ فرمایا: اے صہیب! کھجوریں کھا لو! انہوں نے کھانی شروع کر دیں تو آپ نے فرمایا: تَأْكُلُ تَمْرًا وَبِكَ رَمَدٌ۔ تیری تو آنکھ دکھتی ہے اور تو کھجوریں کھا رہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اِنِّیْ اَمْضَغُ مِنْ نَّاحِیَةِ اُخْرٰی۔ حضور جو آنکھ دکھتی ہے میں اس طرف تو نہیں کھا رہا بلکہ دوسری طرف سے کھا رہا ہوں۔ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ (۳۴۴۳)

☆ اپنے بیماروں کو کھانے پینے پہ مجبور نہ کیا کرو انہیں خدا کھلاتا پلاتا ہے۔ (۳۴۴۴)

☆ حریرہ (سیرہ کنہاں) دل کو قوت دیتا ہے اور بیماری کو ایسے دھوتا ہے جیسے پانی چہرے سے میل کو دھوتا ہے۔ (۳۴۴۵) حضور علیہ السلام کے گھر والوں سے کوئی بیمار ہوتا تو حریرہ کی ہانڈی چولہے پہ چڑھا دی جاتی اور تب اتاری جاتی جب بیمار تندرست ہو جاتا یا وفات پا جاتا۔ (۳۴۴۶)

☆ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ (۳۴۴۷-۴۸-۴۹)

☆ جو مہینے میں تین دن تک صبح کے وقت شہد چائے اس کو کوئی بڑے تکلیف نہ پہنچے گی۔ فرمایا: دو شفا دینے والی چیزوں کو اپناؤ قرآن اور شہد (۵۲-۳۴۵۰)

☆ عجوبہ کھجور جنت سے تعلق رکھتی ہے اور دیوانہ پن کو شفا دیتی ہے۔ (۳۴۵۵)

☆ اور زہر کا اثر ختم کرتی ہے (۳۴۵۵) کھمبی من سے ہے جو بنی اسرائیل پہ نازل ہوا اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے۔ (ایضاً)

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو میں نے بھی ہجرت کی میں نماز پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا تو آپ نے فارسی میں مجھ سے پوچھا: اَشْکَمْتُ دَرْدَ۔ کیا تیرے پیٹ میں درد ہے۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: قُمْ فَصَلِّ فَإِنَّ فِی الصَّلٰوَةِ شِفَاءً۔ اٹھ نماز پڑھ نماز میں شفا ہے۔ (۳۴۵۸)

☆ سنی (سناکی) میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔ (۳۴۶۱)

☆ عطائی ڈاکٹر اور نیم حکیم کے علاج سے کسی کو نقصان ہو گیا تو یہ لوگ ذمہ دار ہوں گے۔ مَنْ تَطَيَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ قِنُّہُ

طَبَّ قَبْلَ ذٰلِكَ فَہُوَ ضَامِنٌ (۳۴۶۲)

☆ بخار کو برانہ کہو یہ گناہوں کو ایسے مٹاتا ہے جس طرح آگ لوہے کے میل کو۔ اللہ فرماتا ہے: بخار میری آگ ہے جس

پر میں دنیا میں اس کو مسلط کر دیتا ہوں وہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بری ہوگا۔ (۳۴۶۹-۷۰)

☆ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر جس فرشتے کے پاس سے ہوا اس نے یہی کہا: عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ بِالْحَجَامَةِ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے اوپر کچھنے لگوانے لازم کرلو۔ (۳۴۷۷)

☆ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: دونوں کندھوں اور گردن کی رگ کے درمیان کچھنے لگوائے۔ (۳۴۸۲)

☆ جو سر اور کندھوں کے درمیانی حصہ سے خون نکلوائے (کچھنے لگوائے) اس کو کسی بیماری سے ضرر نہ پہنچے گا چاہے کوئی اور دوا نہ کرے (۳۴۸۴)

☆ کچھنے لگوانے کے دن سترہ انیس یا اکیس تاریخ ہے۔ ان دنوں خون جوش میں ہوتا ہے۔ ان دنوں کے علاوہ دنوں میں کچھنے لگوانے سے بندہ فوت بھی ہو سکتا ہے۔ (۳۴۸۶)

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

حضرت نافع فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے خون میں جوش پیدا ہو گیا ہے تم میرے لیے کسی نرم مزاج حجام کو تلاش کرو جو نہ بوڑھا ہو نہ بچہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہار منہ کچھنے لگوانے سے صحت اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ عقل اور حافظہ میں تیزی آتی ہے۔ بدھ جمعہ ہفتہ اور اتوار کو کچھنے نہ لگواؤ کیونکہ منگل کے دن اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو مرض اور مصیبت سے نجات عطا فرمائی اور بدھ کے دن وہ مصیبت میں مبتلا ہوئے اور جزام یا برص بدھ کے دن یا بدھ کی رات کو ظاہر ہوتا ہے۔ (۳۴۸۸) کوئی بھی موضوع ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہماری رہنمائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ تمام فرمودات عالیہ و مایینطق عن الہوی ان ہو الاوحیٰ یوحیٰ کی شان رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ زمانہ تاقیامت ان کلمات خیر سے روشنی حاصل کرتا رہے گا اور اپنے آقا علیہ السلام کے ان احسانات کا شکریہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے ترانے پڑھ کر ادا کرتا رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول صرف اس جہان میں نہیں قبر و حشر میں بھی ہمیں روشنی دیتے رہیں گے۔

پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
بلبلیں اٹھ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا
نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
ہم صفیرو! باغ میں ہے کوئی دم چھپھا
اطلس و کنو اب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
جو پڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر درود
سب فنا ہو جائیں گے کافی و لیکن حشر تک

☆ حضور علیہ السلام ایک آنکھ میں سرمہ کی تین سلاخیاں لگاتے تھے۔ (۳۴۹۹)

نیز فرمایا: جو طاق بار سرمہ لگائے تو اس نے اچھا کیا اور جو طاق بار نہ لگائے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (۳۴۹۸)

☆ خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ۔ سب سے بہترین دوا قرآن پاک ہے۔ (۳۵۰۱)

☆ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں زخم ہو جاتا یا کاٹنا چھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ مہندی لگایا کرتے۔ (۳۵۰۲)

حضور پاک نے مکھی کے پروں میں بیماری و شفا کے جراثیم دیکھ لیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فِيهِ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً
جب مکھی تمہارے پینے کی چیز میں گر جائے تو اس کو ڈبو کر نکالو اور پھینک دو کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے (جس کو ڈبوتی ہے) اور دوسرے میں شفا ہے (جس کو اوپر رکھتی ہے) (۳۵۰۳-۵)

سائنس کو تو آج شفاء و بیماری والے جراثیم نظر آئے وہ بھی دور بین کے ذریعے لیکن ہمارے آقا علیہ السلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی۔ مگر ہائے افسوس جو خود کچھ نہیں جانتے وہ سرکار کے علم کی نفی کرتے ہیں۔ مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں۔

☆ اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ فَاِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو کیونکہ نظر لگ جانا ایک حقیقت ہے۔ (۳۵۰۸)

☆ نظر کا علاج یہ ہے کہ جس کی نظر لگی ہے اس کے پردے کے مقام کو دھلائیں وضو کرائیں اور وہ پانی جس کو نظر لگی ہے اس کے پیچھے ہو کر اس پر ڈالیں۔ (۳۵۰۹)

☆ معوذتین کے نزول پر حضور علیہ السلام نے باقی تمام دعاؤں کو چھوڑ کر انہیں ہی پڑھنا شروع کر دیا۔ (۳۵۱۱)

حضور علیہ السلام کے غسالے کی برکت سے آسیب کا اثر ختم ہو گیا

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علیہ السلام نے قربانی کے دن بطن وادی کی جانب سے جمرۃ العقبہ کی رمی کی۔ پھر آپ علیہ السلام واپس لوٹے تو آپ علیہ السلام کے پیچھے بنو خثعم کی ایک عورت ہولی جس کی گود میں ایک بچہ تھا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے گھرانے میں ایک ہی بچہ رہ گیا ہے اس پر بھی کچھ اثر ہے جس کی وجہ سے یہ بولتا نہیں۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: تھوڑا سا پانی لاؤ۔ لوگوں نے پانی حاضر کیا۔ آپ علیہ السلام نے دونوں ہاتھوں کو دھویا اور منہ میں پانی لے کر کلی کی اور عورت سے فرمایا: یہ پانی اس بچہ کو پلا دیا کرو۔ ام جندب کہتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے مل کر کہا تھوڑا سا پانی مجھے دے دو۔ اس نے کہا: یہ بچے کی صحت کے لئے ہے اس لیے میں معذور ہوں۔ الغرض دوسرے سال میں نے جب اس عورت سے ملاقات کی تو میں نے اس سے اس بچے کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا: وہ بچہ نہایت تندرست ہے اور بہت ذہین اور عقلمند ہو گیا ہے۔

(۳۵۳۲)

۔ جہاں میں جب کوئی مشکل مقام آیا ہے تو لطف شاہ عرب میرے کام آیا ہے

☆ (اگرچہ بیماری وغیرہ اللہ کے حکم کے بغیر نہیں لگ سکتی۔ تاہم لوگوں کے عقائد کو محفوظ کرنے کے لئے) فرمایا: لَا يُوَرَّدُ

النَّامِزُ عَلَى النَّاصِغِ۔ بیمار کو تندرست آدمی کے پاس نہ لے جایا جائے۔ (۳۵۴۱)

☆ مجذوم کو حضور علیہ السلام نے اپنے ساتھ کھانا کھلایا اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: كُلْ ثِقَّةً بِاللّٰهِ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ اللہ پر بھروسہ کر کے کھا۔ (۳۵۴۲)

☆ مسلسل مجذوم کی طرف دیکھنے سے بھی منع فرمایا اور خود بھی مجذوم کو قریب نہ آنے دیا اور دور سے ہی پیغام بھیجا کہ ہم نے تمہیں بیعت کر لیا ہے۔ (۳۵۴۳-۴۴)

☆ حضور علیہ السلام پہ جادو کا واقعہ (۳۵۴۵)

☆ گھبراہٹ اور نیند اچاٹ ہونے کی دعا:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (۳۵۴۷)

دست اقدس سے گورنر کے وسوسوں کا علاج ہو گیا

حضرت عثمان بن ابوالعاص کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے طائف کا گورنر بنایا تو میرے دل میں اس قسم کے خیالات آنے لگے کہ مجھے یہ بھی یاد نہ رہتا کہ کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ جب میں نے اپنی یہ حالت دیکھی تو سفر کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: تو ابوالعاص کا بیٹا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے پوچھا: کیوں آئے ہو؟ میں نے وجہ بیان کی تو سن کر فرمایا: آگے آؤ۔ میں ادب سے دوزانو سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے سینہ پر دست مبارک رکھا اور اپنا لب مبارک میرے منہ میں ڈالا اور تین بار فرمایا: اے اللہ کے دشمن نکل جا۔ اس کے بعد فرمایا: اے عثمان اپنے کام پر جاؤ۔ عثمان فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اس دن سے شیطان نے اس قسم کے وسوسے میرے دل میں کبھی پیدا نہیں کئے۔ (۳۵۴۸)

کِتَابُ اللَّبَاسِ (لباس کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی چادر کو گرہیں دے کر اس میں نماز ادا فرمائی۔ (۳۵۵۲)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی لیکن صحابی نے مانگ لی تاکہ اس چادر میں انہیں کفن دیا جائے اور حضور علیہ السلام نے اس کو چادر عطا فرمادی۔ (۳۵۵۵)

☆ حضرت عمر کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَلْبَسْ جَدِيدًا وَعِشْ حَبِيدًا وَمُتْ شَهِيدًا۔ نیا لباس پہنو عہدہ زندگی گزارو اور شہید ہو کر مرو۔ (۳۵۵۸)

☆ حضور علیہ السلام نے صرف ایک رومی جبہ میں نماز ادا فرمائی اس کے علاوہ جسم اقدس پہ کوئی کپڑا نہ تھا۔ (۳۵۶۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک کمبل کا تہ بند باندھے بکریوں کے کانوں کو داغ رہے تھے۔ (۳۵۶۵)

☆ سفید کپڑے بہترین لباس ہے خود بھی پہنو اور اپنے مردوں کو بھی ان میں کفناؤ۔ (۳۵۶۶)

☆ چادر کرتہ عمامہ میں سے کوئی کپڑا بھی تکبر کے طور پر لٹکانا اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ (۳۵۷۶) لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ

إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

- ☆ گرمی سردی میں حضور علیہ السلام کے کرتے کے پٹن کھلے رہتے تھے۔ (۳۵۷۸)
- ☆ حضرت عمر چار انگلیوں کے برابر ریشم پہننے کی اجازت دیتے تھے۔ (۳۵۹۳)
- ☆ مقدم (بہت سرخ رنگا ہوا کپڑا) پہننے سے منع فرمایا گیا۔ (۳۶۰۱)
- ☆ کھاؤ پیو صدقہ کرو پہنلو لیکن فضول خرچی اور تکبر سے بچو۔ (۳۶۰۵)
- ☆ کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا (جبکہ گرنے کا اندیشہ ہو) (۳۶۱۸-۱۹)
- ☆ سیاہ خضاب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں تمہاری عورتوں (بیویوں) کی تمہاری طرف رغبت ہے اور جہاد میں کفار کے دل میں ہبت پٹھتی ہے۔ (۳۶۲۴)
- ☆ حضور علیہ السلام نے ایک صحابیہ کو کھجور کی تصویر بنانے سے بھی منع فرمایا۔ (۳۶۵۲)
- (شاید فعل عبث ہونے کی وجہ سے یازیب وزینت سے بچانے کے لئے ممانعت فرمائی ہو ورنہ بالاتفاق غیر ذی روح کی تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں)

أَبْوَابُ الْأَدَبِ (ادب و آداب کا بیان)

- ☆ سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ تیری بیٹی جو (بیوہ یا مطلقہ ہو کر) تیرے گھر واپس آ گئی اور تیرے علاوہ کوئی اس کا کمانے والا نہ ہو۔ (۳۶۶۷)
- ☆ جس نے تین یتیموں کو پالا وہ ایسے ہے جیسے رات بھر عبادت کرتا رہا ہو دن میں روزے رکھتا رہا ہو اور صبح و شام تلووار لے کر جہاد کرتا رہا ہو اور جنت میں وہ شخص میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے ایک انگلی دوسری کے ساتھ آپ نے درمیانی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر فرمایا۔ (۳۶۸۰)
- ☆ ایک شخص نے راستے پہ پڑی ٹہنی ہٹادی جو لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث بن رہی تھی اس پر اس کو جنت عطا کر دی گئی۔ (۳۶۸۲)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اہل جنت کی صف بندی ہوگی اور ایک دوزخی کا ادھر سے گزر ہوگا یہ ان لوگوں میں سے ایک شخص کو پہچان کر اس سے کہے گا: تمہیں یاد ہے یا نہیں میں نے تجھے فلاں وقت پانی کا ایک گھونٹ پلایا تھا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ شخص اس بات پر اس کی شفاعت کرے گا۔ دوسرا دوزخی گزرے گا اور ایک شخص سے کہے گا: تمہیں یاد ہے کہ نہیں ایک بار میں نے تمہیں وضو کرایا تھا تو وہ بھی اس کی شفاعت کرے گا۔ تیسرا گزرے گا تو کسی سے کہے گا تجھے یاد ہے کہ نہیں تم نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا جو میں نے پورا کیا تھا وہ اس پر اس کی شفاعت کرے گا۔ (۳۶۸۵)

☆ نرمی سے ہدایت کی طرف بلانے پر بہ نسبت سختی سے بلانے کے زیادہ اجر و ثواب ہے۔ (۳۶۸۸)

☆ ایک شخص کے سلام کا جواب حضور علیہ السلام نے علیک السلام سے دیا۔ (۳۶۹۵)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جبریل علیہ السلام کے سلام کا جواب ان الفاظ کے ساتھ دیا: علیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ (۳۶۹۶)

☆ حضور علیہ السلام نے بچوں اور عورتوں کو سلام کہا۔ (۱-۳۷۰۰)

☆ جب مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (۳۷۰۳)

☆ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے کچھ یہودی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی حضور علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں چومے۔ (۳۷۰۴)

مزاح کے ایک واقعہ یہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام ایک سال تک ہنستے رہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بصرہ کی طرف تجارت کے لئے گئے اور ان کے ساتھ نعیمان اور سویبط بن حمد تھے جو بدری تھے۔ نعیمان زاد راہ پہ متعین ہوئے اور سویبط کی طبیعت میں مزاح تھا۔ انہوں نے نعیمان کو کہا: مجھے کھانا کھلاؤ۔ نعیمان نے جواب دیا: جب ابوبکر آ جائیں گے تب کھانا ملے گا۔ سویبط نے جواب دیا: تم نے مجھے کھانا نہیں دیا میں تمہیں پریشان کروں گا۔ تھوڑی دیر میں ان کا گزرا ایک قوم پر ہوا۔ سویبط ان کے پاس گئے اور ان سے کہا: میرے پاس ایک غلام ہے کیا تم خریدنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ سویبط کہنے لگے: وہ بولتا ہے اور وہ یہی کہتا رہے گا کہ میں آزاد ہوں تم اس کی باتوں میں آ کر اسے چھوڑ نہ دینا۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہم تم سے اسے خریدنا چاہتے ہیں۔ الغرض ان لوگوں نے دس اونٹوں کے عوض خرید لیا۔ پھر وہ لوگ نعیمان کے پاس گئے اور ان کے گلے میں رسی ڈالی۔ نعیمان بولے: بھائی اس نے تم سے مذاق کیا ہے میں تو آزاد ہوں۔ ان لوگوں نے کہا یہ تو تمہاری عادت ہمیں وہ (تیرا مالک) پہلے ہی بتا چکا ہے۔ وہ انہیں پکڑ کر لے گئے تو اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہیں اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ اس قوم کے پاس گئے اور اسے ان کے اونٹ دے کر نعیمان کو چھڑا لائے۔ جب یہ لوگ مدینہ واپس آئے تو حضور علیہ السلام سے یہ واقعہ بیان کیا گیا چنانچہ ایک سال تک حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام اس واقعہ پر ہنستے رہے۔ (۳۷۱۹)

☆ سفید بال مومن کا نور ہیں اس لیے ان کو اکھاڑنے سے منع فرمایا گیا۔ (۳۷۲۱)

☆ الناسونا دوزخیوں کا سونا ہے اور خدا کو ناپسند ہے۔ (۲۴-۳۷۲۳)

☆ جو منہ پر تعریف کرے اس کے منہ میں خاک ڈالو منہ پر تعریف کرنا ذبح کرنا ہے اگر ضرور ہی تعریف کرنا پڑے تو

یوں کہو: أَحْسِبُهُ۔ میرا خیال ہے وہ ایسا ہے فَلَا أُذِکُّیَ عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا۔ میں اللہ کے ہاں کسی کو پاک نہیں کر سکتا۔

(۲۴-۲۳-۳۷۲۲)

☆ مشورہ دیا ننداری سے دیا جائے۔ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمِنٌ۔ جس سے مشورہ کیا جائے وہ امانتدار ہوتا ہے۔ جب کسی

سے مشورہ لیا جائے تو وہ اچھا مشورہ دے۔ (۳۷۴۵-۴۷-۴۷)

☆ حضور علیہ السلام نے پردہ والی جگہ پر چونا استعمال فرمایا اور خود اپنے ہاتھ سے لگایا باقی جسم پہ ازواج لگاتیں۔

(۳۷۵۱-۵۲)

اچھے اشعار حضور علیہ السلام کو پسند تھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةٌ لَبِيدٌ۔ سب سے سچا شعروہ ہے جو لبید شاعر نے کہا:

لَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر شئی فنا ہونے والی ہے۔ فرمایا: امیہ بن صلت بھی مسلمان ہونے کے قریب تھا (۳۷۵۷) جس کے سوا شعرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پہ سوار ہو کر اپنے ردیف سے سنے وہ ایک شعر پڑھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ”هَيْه“ اور پڑھ اس طرح پورے سوا اشعار سماعت فرمائے اور فرمایا: كَادَ أَنْ يُسْلِمَ۔ وہ مسلمان ہونے کے قریب تھا۔ (۳۷۵۸) یہ موضوع بڑی تفصیل سے ہم ”بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو“ میں بیان کر آئے ہیں۔ اس جگہ چند اچھے اشعار پر ہی بات کو ختم کیا جاتا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے اچھے اشعار کو پسند فرمایا ہے تو یقیناً اچھے اشعار لکھنے سے حضور علیہ السلام خوش ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف جن اشعار میں ہو ان سے بڑھ کر اچھے اشعار کون سے ہو سکتے ہیں اور ان اشعار کا تعلق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کائنات میں جلوہ گری کے ساتھ ہے اور یہ اشعار ہیں صوفی تبسم کے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

آپ آئے تو محفل پہ شباب آیا ہے بزم ہستی کا ہوا حسن نمایاں تجھ سے

سر بلند اور ہوا دہر میں آدم کا وقار ارجمند اور ہوئی عظمت انساں تجھ سے

وہ تگ و تاثر کہ دی تیزی دوراں کو شکست	وہ تب و تاب کہ سایہ تھا گریزاں تجھ سے
خفت عجز سے کفر اور نگوں سار ہوا	استوار اور ہوئی سطوت ایماں تجھ سے
تجھ سے تاریک فضاؤں کو ملی کسوت نور	عظمت شام بنی صبح درخشاں تجھ سے
شور اٹھا کہ غریبوں کے مددگار آئے	درد مندوں کو ملا درد کا درماں تجھ سے
اہل زر کو ہوا احساس فرومایگی کا	ایسے پر مایہ ہوا ہر تہی داماں تجھ سے
وسعت جو دوسرا دیکھ کے تیرا سائل	تھا تنگ طرئی دامن پہ پشیمان تجھ سے

أَبْوَابُ الذِّكْرِ (ذکر واذکار کا بیان)

☆ نماز میں تین آیات پڑھنا تین اونٹنیوں سے افضل ہے۔ (۳۷۸۲)

☆ لا الہ الا اللہ سے کوئی عمل آگے نہیں بڑھ سکتا اور نہ پہ کوئی گناہ چھوڑتا ہے۔ (۳۷۹۷)

☆ چار کلمے تمام کائنات سے بہتر ہیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۳۸۱۱)

☆ حضور علیہ السلام ایک مجلس میں سو بار یہ کلمات پڑھتے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (۳۸۱۲)

☆ بہت خوش نصیب ہے وہ بندہ جس کے نامہ اعمال میں کثرت کے ساتھ استغفار ہو۔ (۳۸۱۸)

☆ جس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لیا اللہ تعالیٰ اس کو ہر غم اور تکلیف سے نجات دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے روز عطا فرمائے گا جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ (۳۸۱۹)

☆ آدمی کا ہر عمل دس سے سات گنا تک بڑھایا جاتا ہے سوائے روزہ کے اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرماتا ہے: فَأَنَا لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ۔ وہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا۔ (۳۸۲۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی (حازم بن حرمہ) سے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کی کثرت کیا کر کیونکہ یہ جنت کے خزانوں سے ہے۔ (۳۸۲۶)

أَبْوَابُ الدُّعَاءِ (دعاؤں کا بیان)

☆ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پہ غضبناک ہو جاتا ہے۔ (۳۸۲۷)

☆ اللہ تعالیٰ کو دعا سے زیادہ کوئی چیز معزز نہیں۔ (۳۸۲۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک سال بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَقَامِي هَذَا عَامَ الْأَوَّلِ ثُمَّ بَكَى أَبُو بَكْرٍ۔ پچھلے سال اس مقام پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے پھر حضرت ابو بکر نے رونا شروع کر دیا۔ (۳۸۳۹)

چشم تر کا اثر دیکھتے رہ گئے ان کو پیش نظر دیکھتے رہ گئے

☆ بندہ جو بھی دعا مانگے اس دعا سے افضل نہیں ہو سکتی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْمَعَاوَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ۔ اے

اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (۳۸۵۱)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندے کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے بشرطیکہ جلدی نہ کرے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: وَكَيْفَ یَعْجَلُ۔ بندہ جلدی کس طرح کرتا ہے؟ فرمایا: یَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ اللَّهَ فَلَمْ یَسْتَجِبْ اللَّهُ لِي۔ میں نے اللہ سے دعا کی تو اس نے قبول ہی نہیں کی۔ (۳۸۵۳)

☆ حضور علیہ السلام نے اسم اعظم کو ان دو آیات میں بیان فرمایا:

(۱) وَالْهَکْمُ اِلَهٌ وَاحِدٌ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (البقرہ)

(۲) اَلَمْ۔ اَللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (ال عمران)

الْحَيُّ الْقَيُّومُ کے جلوے

یہ دونوں صفات درحقیقت اللہ ہی کے لئے مخصوص ہیں اللہ کے سوا نہ کوئی حی ہو سکتا ہے نہ قیوم۔ لیکن ہر شے میں حی اور قیوم کا نور ہر وقت جلوہ گر ہے اور کائنات کی کوئی بھی شے اس سے خالی نہیں۔ ہر ذی روح اور وسیع و عریض کائنات کی ہر شے حی سے زندہ ہے اور قیوم سے قائم ہے۔ بلبل کی چہک میں، پھول کی ٹپک میں، کلی کی مہک میں، آگ کی دہک میں، سونے کی دمک میں، ہیرے کی چمک میں، سورج کی دھوپ میں، چاند کے روپ میں، بجلی کی کڑک میں، شعلے کی بھڑک میں، کوئل کی کو میں، خمرے کی ہو میں، چنبیلی کی کلی میں، عنبر کی ڈلی میں، ہواؤں کے زور میں، دریاؤں کے شور میں، صحرا کی ریت میں، کسان کے کھیت میں، دریا کے بہاؤ میں، ساگر کے ٹھہراؤ میں، خرد کی خبر میں، عشق کی نظر میں، محبوب کے ناز میں، محبت کے نیاز میں، آنکھ کے نور میں، دل کے سرور میں، محبوب کے جمال میں، محبت کے جلال میں، لا الہ کی ہستی میں، لا اللہ کی مستی میں، یا حی یا قیوم کا سرمدی نور جلوہ گر ہے۔ (مقالات حکمت)

مصرف ثنا ہیں سرو و سمن سبحان اللہ سبحان اللہ
قائم ہے تجھی سے حسن چمن سبحان اللہ سبحان اللہ
عاجز ہے نظر قاصر ہے دہن سبحان اللہ سبحان اللہ
تو روح صبا تو جان چمن سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر بزم میں تو موضوع سخن سبحان اللہ سبحان اللہ
ہے اس سے ورا تیرا مسکن سبحان اللہ سبحان اللہ
اعظم کو بھی دے توفیق سخن سبحان اللہ سبحان اللہ

ہے ذکر تیرا گلشن گلشن سبحان اللہ سبحان اللہ
غنجوں کی چمک شبنم کی ضیا، پھولوں کی مہک بلبل کی نوا
کیا دیکھے کوئی وسعت تیری، ہو کیسے بیاں عظمت تیری
مطلوب بھی تو مقصود بھی تو، مسجود بھی تو معبود بھی تو
ہر نقش تیری قدرت کا نشان، ہر نقش کے لب پر تیرا بیاں
میں نے جو کہا میں نے جو سنا، کچھ بھی نہ کہا کچھ بھی نہ سنا
مٹی کو زباں دے کر اس کو اعجاز بیاں دینے والے

تین دعائیں ہر حال میں قبول ہوتی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَاشَكَّ فِيْهِنَّ۔ تین دعائیں ضرور قبول ہو کر رہتی ہیں۔

(۱) دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ۔ مظلوم کی دعا (اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی پردہ نہیں ادھر اس کے منہ سے نکلتی ہے ادھر بارگاہ خداوندی میں قبول ہو جاتی ہے)

(۲) دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ۔ مسافر کی دعا (گھر واپس آنے تک)

(۳) دَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ۔ باپ کی دعا بیٹے کے حق میں (۳۸۶۲)

مزید فرمایا: دُعَاءُ الْوَالِدِ يُفْضَى إِلَى الْحَبَابِ۔ باپ کی دعا (بیٹے کے حق میں) حجاب خداوندی تک جاتی ہے۔

(۳۸۶۳)

☆ دعا کرو تو اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر ہتھیلیوں سے کرو نہ کہ پشت سے اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھ کو منہ پہل لو۔

(۳۸۶۶)

☆ ایک دن دعا (بسم اللہ الذی لا یضر مع اسبہ شیء) نہ کی تو فالج کا حملہ ہو گیا تا کہ تقدیر الہی قائم ہو جائے۔

(۳۸۶۹)

أَبْوَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا (خوابوں کی تعبیر کا بیان)

☆ مومن کا اچھا خواب نبوت کا چھیا لیسواں (وفی رولیتہ) ستر و اں حصہ ہے۔ (۳۸۹۳-۹۷)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي. إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِي. شیطان میں جرات ہی نہیں کہ میری شکل میں آ سکے۔ (۳۹۰۴-۵)

☆ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) شیطانی جن سے وہ انسان کو ڈراتا ہے۔ (۲) خیالات جو دن کو پیش نظر رہتے ہیں وہی رات کو سامنے آ جاتے ہیں۔ (۳) وہ خواب جو نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہوتے ہیں۔ (۳۹۰۷)

بر خواب نہ بیان کیا جائے کیونکہ خواب میں شیطان انسان سے کھلتا ہے اچھا خواب بھی اس سے بیان کرو جو صاحب عقل ہو اور اس کی تعبیر جانتا ہو۔ (۳۹۱۲-۱۴)

☆ حضرت ام فضل (حضور علیہ السلام کی چچی) نے خواب دیکھا کہ حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا میری گود میں آ گیا ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ کو اللہ تعالیٰ بیٹا عطا کرے گا جو تیری گود میں آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (۳۹۲۳)

☆ ایک سال پہلے شہید ہونے والے کو جنت جانے سے روک دیا گیا اور ایک سال بعد طبعی موت مرنے والا جنت میں داخل کر دیا گیا۔ صحابہ کے تعجب پہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بعد والے نے ایک سال نمازیں پڑھیں روزے رکھے اور دیگر نیک کام کئے۔ فَمَا بَيْنَهُمَا ابْعَدَ مَبَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ اسی وجہ سے ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان سے بھی زیادہ فاصلہ ہے۔ (۳۹۲۵)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: أَكْرَهُ الْغُلَّ وَأَحَبُّ الْقَيْدِ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ۔ میں (خواب میں) طوق دیکھنے کو برا سمجھتا ہوں اور بیڑیوں کو دیکھنا اچھا سمجھتا ہوں کیونکہ بیڑیوں سے مراد دین میں استقامت ہے۔ (۳۹۲۶)

أَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

مرد مومن کی حرمت کعبہ سے کہیں زیادہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:

مَا أَطْيَبَكَ وَأَطْيَبَ رِيْحَكَ مَا أَعْظَمَكَ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لِحُرْمَةِ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكَ مَا لِهِ وَدَمِهِ وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا (۳۹۳۲)

(اے کعبہ) تو کتنا عمدہ ہے اور کتنی پیاری تیری خوشبو ہے تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور کتنی بلند تیری شان ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے: مومن کے مال و جان کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ ہے۔ اس لیے ہمیں مومن کے بارے اچھا گمان ہی رکھنا چاہیے۔

☆ دشمن کی بکریوں کو لوٹ مار کے ذریعے ذبح کر کے ہانڈیوں پہ چڑھا دیا گیا تو حضور علیہ السلام نے ہانڈیاں الٹ دینے کا حکم دیا اور فرمایا: اِنَّ النَّهْبَةَ لَا تَحِلُّ۔ لوٹ مار حلال نہیں ہے۔ (۳۹۳۸)

☆ جس بات کو حضور علیہ السلام کے دور میں منافقت شمار کیا جاتا اس کو بعد میں اپنا لیا گیا وہ بات یہ کہ امراء کے پاس جا کر اور بات کرنا اور ان کے پاس سے واپس آئیں تو اور بات کرنا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: كُنَّا نَعُدُّ ذَلِكَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّفَاقَ۔ (۳۹۷۵)

☆ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ۔ مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔ (۳۹۸۳)

☆ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرْبًا وَسَيَعُودُ غَرْبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ۔ اسلام غربت کی حالت میں شروع ہوا اور غربت ہی کی حالت میں لوٹ جائے گا تو غرباء کے لئے خوشخبری ہو۔ (۳۹۸۶) پوچھا گیا: حضور! غرباء کون ہیں؟ فرمایا: النَّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ جنہیں (اسلام قبول کرنے کی وجہ سے) قبیلے والوں نے اپنے سے جدا کر دیا ہو۔ (۳۹۸۸)

☆ تہتر فرقوں والی حدیث (۹۳-۹۲-۹۱) (۳۹۹۱)

☆ مال کی اطلاع ملنے پر فجر کے وقت مسجد میں نمازیوں کی کثرت ہوگئی تو حضور علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا: شاید تمہیں ابو عبیدہ کی بحرین سے مال لے کر آنے کی اطلاع ہوگئی ہے۔ (۳۹۹۷)

☆ فرمایا: میں اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑ جاؤنگا۔ (۳۹۹۸)

☆ ہر صبح دو فرشتے آواز دیتے ہیں: وَيْلٌ لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ۔ مردوں کے لئے عورتوں کی وجہ سے اور عورتوں کے لئے مردوں کی وجہ سے بربادی ہے۔ (۳۹۹۹)

☆ أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلِ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِدٍ۔ سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا

ہے۔ (۴۰۱۱)

پانچ گناہوں کی دنیا میں ہی پانچ سزائیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: اے مہاجرین جب تم پانچ باتوں میں مبتلا کر دیئے جاؤ اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان باتوں کو پاؤ۔ اول یہ کہ جب کسی قوم میں برائیاں علانیہ ہونے لگ جائیں تو ان میں طاعون اور وہ بیماریاں عام ہو جاتی ہیں جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں۔ دوم یہ کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو ان پر قحط اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور بادشاہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ جب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتا ہے۔ اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک

قطرہ بھی نہ گرتا۔ چہارم یہ کہ جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے تو وہ ان کا مال وغیرہ سب کچھ چھین لیتے ہیں۔ اور پانچویں یہ کہ جب مسلمان حکمران اللہ کے قانون کو چھوڑ کر دوسرا قانون اور احکام خداوندی میں سے کچھ لیتے اور کچھ چھوڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اختلاف پیدا فرما دیتا ہے۔ (۴۰۱۹)

☆ شرایوں اور گانے والیوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور انہیں بندر اور سور بنا دیا جائے گا۔ (۴۰۲۰) یَخْسِفُ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ۔

☆ گناہوں کی وجہ سے انسان اپنے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

وَأَنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمَ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ (۴۰۲۲)

بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے

اگر دین میں سخت ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوگی اور اگر دین میں نرم ہے تو تکلیف بھی کم ہوگی۔ بندے پہ مصائب آتے رہتے ہیں (اور وہ ان پہ صبر کرتا رہتا ہے) تا آنکہ یُشْشَى عَلَى الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ زمین پہ گناہوں سے پاک ہو کر چلتا ہے۔ (۴۰۲۳)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو سخت بخار تھا۔ میں نے چادر کے اوپر آپ کے جسم پہ ہاتھ رکھا تو بخار کی گرمی محسوس کر لی۔ میں نے عرض کیا: بہت تیز بخار ہے؟ فرمایا: ہاں، ہم پہ مصیبت بھی سخت آتی ہے اور ہمیں ثواب بھی دگنا ملتا ہے۔ میں نے عرض کیا: حضور! زیادہ سخت مصیبت کن لوگوں پہ آتی ہے۔ فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام پر۔ میں نے پوچھا: پھر کن پر؟ فرمایا: پھر نیک لوگوں پر اور فرمایا: إِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَبْتَلَى بِالْفَقْرِ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدَهُمْ إِلَّا الْعَبَاءَ فَإِنَّهُ يُحَوِّیْهَا۔ بعض نیک لوگ ایسی تنگ دستی میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں کہ ایک کنبل کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا جس کو اوڑھتے بچھاتے رہتے ہیں۔ وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ۔ ان میں سے بعض بندے مصیبت پہ اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے بعض آرام پر۔

(۴۰۲۴)

معراج کی رات ایک قبر سے خوشبو آ رہی تھی

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے معراج کے موقع پر ایک خوشبو محسوس ہوئی تو میں نے جبرئیل سے دریافت کیا یہ کیسی خوشبو ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ایک عورت کی خوشبو ہے جو فرعون کی بیٹی کو کنگھی کیا کرتی تھی اور اس کے دونوں بیٹوں اور شوہر کی قبریں ہیں اور ان کا قصہ اس طرح ہے کہ حضرت خضر بنو اسرائیل کے معزز گھرانے سے تھے ان کا گزر ایک فقیر عابد کے عبادت خانے کے قریب سے ہوتا تو وہ عابد نکل کر انہیں اسلام کی تعلیم دیتا۔ آخر کار جب خضر جوان ہوئے تو ان کے والد نے ان کا ایک عورت سے نکاح کر دیا، انہوں نے اس عورت کو بھی اسلام کی تعلیم دی اور اس سے عہد لیا کہ اس بات کی کسی کو خبر نہ ہو، حضرت خضر عورتوں سے صحبت نہیں کیا کرتے تھے کچھ دنوں بعد حضرت خضر

نے اس عورت کو طلاق دے دی ان کے باپ نے ان کا نکاح دوسری عورت سے کر دیا، خضر نے اس سے بھی عہد لے کر اسے دین کی تعلیم دی لیکن ان میں سے ایک عورت نے اس راز کو چھپا لیا اور دوسری نے فاش کر دیا۔ فرعون نے ان کی گرفتاری کا حکم دیا یہ سنتے ہی وہ فرار ہو کر سمندر کے ایک جزیرے میں چھپ گئے۔ وہاں دو شخص لکڑیاں کاٹنے کے لئے آئے تو انہوں نے خضر کو اس مقام پر دیکھا۔ ان میں سے ایک نے تو اس راز کو پوشیدہ رکھا اور دوسرے نے فاش کر دیا۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا تمہارے ساتھ اور کس نے دیکھا ہے؟ اس نے دوسرے کا نام لیا۔ جب اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے انکار کیا اور راز کو چھپا لیا۔ حالانکہ فرعون کے قانون میں جھوٹ کی سزا قتل تھی۔ الغرض اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا جس نے راز چھپایا تھا، یہ عورت فرعون کی بیٹی کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی۔ ایک دن اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی تو اس کی زبان سے بے اختیار نکل گیا کہ فرعون تباہ ہو۔ یہ کلمہ فرعون کی بیٹی نے سن لیا اور باپ سے بیان کیا، فرعون نے اسے اس کے شوہر کو اور اس کے بیٹوں کو بلایا اور اپنے دین میں آنے کے لئے کہا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ فرعون نے انہیں قتل کرنے کی دھمکی دی تو انہوں نے جواب دیا: اس میں کوئی حرج نہیں لیکن ہم پر اتنا احسان کرنا کہ ہمیں ایک ہی قبر میں دفن کر دینا تو فرعون نے ایسا ہی کیا تو معراج کی رات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو محسوس ہوئی وہ انہی لوگوں کی قبر کی تھی۔ (۴۰۳۰)

قیامت کی نشانیاں

حضور علیہ السلام کی وفات بیت المقدس کا فتح ہونا۔ بیماری کا ظاہر ہونا جس میں عوف بن مالک اور ان کی اولاد شہید ہو جائے گی۔ مال کی کثرت آپس کا فساد اہل اسلام اور رومیوں میں صلح لیکن رومی دغا بازی کریں گے اور اسی جھنڈوں پہ مشتمل لشکر لے کر آ جائیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی (۴۰۴۲) تم اپنے امام کو خود قتل کر دو گے۔ باہم جنگ و جدال بدترین لوگ دنیا کے مالک ہوں گے۔ (۴۰۴۳) لونڈی اپنے آقا کو جنے گی۔ ننگے پاؤں ننگے بدن لوگ حاکم بن جائیں گے۔ بکریاں چرانے والے عالیشان عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے۔ (۴۰۴۴) علم اٹھ جائے گا۔ جہالت ظاہر ہو جائے گی۔ زنا شراب عام ہوگا۔ مردم اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا کفیل ایک مرد ہوگا۔ (۴۰۴۵) دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا جس پر لوگ باہم جنگ کریں گے اور دس میں سے نو آدمی قتل ہو جائیں گے۔ (۴۰۴۶) فتنہ اور قتل (ہرج) عام ہو جائے گا۔ (۴۰۴۷) کتاب اللہ غائب ہو جائے گی۔ کلمہ رسمی طور پر پڑھا جائے گا۔ لوگ نہ جانیں گے کہ نماز روزہ قربانی اور صدقہ کیا چیز ہے۔ (۴۰۴۹) لوگ بخیل ہو جائیں گے۔ (۴۰۵۲) امانت ختم ہو جائے گی (۴۰۵۳) سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ دجال نکلے گا۔ دھواں ظاہر ہوگا۔ دابة الارض یا جوج و ماجوج عیسیٰ علیہ السلام کی آمد تین بار زمین میں دھنسا ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔ عدن کے ایک گاؤں ابن سے آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی۔ (۴۰۵۵) خاص آفت اور عام آفت (۴۰۵۶) قیامت کی نشانیاں دو سو سال بعد ظاہر ہوں گی۔ (۴۰۵۷) امت پانچ طبقوں پہ مشتمل ہوگی۔ چالیس سال تو دیانتدار اور پرہیزگار لوگ ہوں گے پھر ان کے بعد ایک سو سال صلہ رحمی کرنے والے اور اپنوں سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔ پھر ان کے بعد ایک سو ساٹھ سال تک وہ لوگ ہوں گے

جورشتہ ناطہ توڑ دیں گے اور لوگوں سے منہ پھریں گے پھر اس کے بعد قتل ہی قتل ہوگا۔ (۴۰۵۸) مسخ ہوگا (صورت تبدیل ہو جانا) قذف ہوگا (آسمان سے آگ برسنا) اور حسف (زمین میں دھنسا) (۴۰۵۹) ایک لشکر خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے چلے گا اور مقام بیداء (ذوالحلیفہ کے پاس) آئے گا تو اس کا درمیانی حصہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا..... (۴۰۶۳) حضرت امام مہدی کا ظہور (۸۸-۸۷-۸۶-۸۵-۸۴-۸۳-۸۲-۸۱) قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہیں کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی چہرے گویا چپٹی ڈھالیں ان کے پاس ڈھالیں ہوں گی۔ درختوں کی جڑوں سے گھوڑے باندھیں گے۔ (۴۰۹۹)

ابواب الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)

☆ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا زہد نہیں نہ ہی اپنا مال لٹا دینا زہد ہے بلکہ زہد یہ ہے کہ اپنے مال پر خدا کے مال سے زیادہ بھروسہ نہ کرے (یعنی یقین کامل ہو کہ خدا نے رزق کا جو وعدہ فرمایا ہے ضرور پورا ہوگا) آخرت کی مصیبت کے مقابلہ میں دنیا کی مصیبت پر خوش رہے (۴۱۰۰) دنیا سے بے رغبت بندے کے پاس بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔ (۴۱۰۱)

☆ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر دیکھے کتنی تری لگی ہوگی (یہ انگلی پہ تری کا لگنا دنیا ہے اور پورا سمندر آخرت ہے۔ یہ بھی صرف سمجھانے کے لئے ہے ورنہ سمندر تو پھر محدود ہے اور آخرت غیر محدود) (۴۱۰۸)

جنت کے بادشاہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكَ عَنْ مُلُوكِ الْجَنَّةِ۔ کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ جنت کے بادشاہ کون لوگ ہیں؟ میں نے عرض کیا: ضرور ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: رَجُلٌ ضَعِيفٌ مُسْتَضْعَفٌ ذُو طَمَرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ۔ وہ کمزور و ناتواں جس کو لوگ کچھ نہ سمجھیں۔ پھٹے پرانے کپڑوں والا لیکن اللہ کے ہاں اتنا مقبول کہ اگر کسی کام پہ قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا فرمادے۔ (۴۱۱۵)

☆ خِيَارُكُمْ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذَكَرَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیکھیں تو اللہ یاد آ جائے۔ (۴۱۱۹)

☆ شان نزول آیت مبارکہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ (۴۱۲۷)

☆ جس نے حضور علیہ السلام کے بھیجے ہوئے کو خالی لوٹا دیا حضور علیہ السلام نے اس کے لئے بھی ڈھیروں مال کی دعا کی اور جس نے اونٹنی پیش کر دی اٹھی کے لئے ہر روز نئے رزق کی دعا کی۔ (۴۱۳۴)

☆ جس نے تندرستی کے ساتھ اپنے ٹھکانے میں صبح کی اور اس کے پاس دن بھر کا کھانا ہے تو جان لو کہ اس کے لئے دنیا

کو جمع کر دیا گیا۔ (۴۱۴۱)

☆ اپنے سے نچلے لوگوں کو دیکھو نہ کہ اوپر والوں کو اس طرح اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔ (۴۱۴۲)

☆ بھوک کی وجہ سے حضور علیہ السلام کروٹیں بدلتے پیٹ دباتے ردی کھجوریں بھی نہ تھیں کہ جن سے پیٹ بھر لیتے۔

(۴۱۴۶)

☆ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام پتے کھا کر بھی گزارا کرتے رہے جنکی وجہ سے مسوڑھے سوچ جاتے۔ (۴۱۵۶)

حکمت کی بات سن کر چھپا لینے والے کی مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص حکمت کی بات سنے لیکن اپنے ساتھی سے بری بات کے علاوہ کچھ بیان نہ کرے اور حکمت کی بات کو چھپالے تو اس شخص کی مثال اس کی طرح ہے جو بکریاں چرانے والے کے پاس گیا اور اس سے کہا: مجھے ایک بکری دے دے۔ اس نے کہا جو پسند آئے: ریوڑ سے جا کر لے لو فَذْهَبَ

فَاَخَذَ بِاُذُنِ كَلْبِ الْغَنَمِ۔ پس وہ گیا اور بکریوں (کی حفاظت کرنے والے) کتے کا کان پکڑ کر لے آیا۔ (۴۱۷۲)

☆ حضور علیہ السلام میں اس قدر عاجزی تھی کہ اگر کوئی لونڈی بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتی تو آپ اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے

اور اس کا کام کر کے واپس تشریف لے آتے۔ (۴۱۷۷)

☆ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی حدیث بیان کی اور ان پہ اتنا اثر ہوا کہ کہا: وَاللّٰهِ لَوِدِدْتُ اَنْیٰ

كُنْتُ شَجَرَةً تُعَصَّدُ۔ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ (۴۱۹۰)

حدیث یہ تھی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن

سکتے، آسمان چر چر رہا ہے کیونکہ اس پر ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سر بسجود نہ ہو خدا کی قسم! اگر تم بھی وہ

باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ یہاں تک کہ اپنی عورتوں سے لذت حاصل کرنا بھی ترک کر دو۔

حضور علیہ السلام کے آنسوؤں سے قبر کی مٹی گیلی ہو گئی

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے پہ بیٹھ کر رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے قبر کی مٹی تر ہو گئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

يَا اِخْوَانِيْ لِيُثَلْ هٰذَا فَاَعِدُّوْا

اے میرے بھائیو! اس (وقت یا مقام) کے لئے بھی تیاری کرو۔ (۴۱۹۵)

جس طرح ہمارے آقا علیہ السلام ہماری خاطر روتے رہے اور رو کر ہمارے گناہوں کے دفتر دھوتے رہے ہمیں بھی

چاہیے کہ اس آقا علیہ السلام کی تعریف رو رو کر کرتے اور سنتے رہیں۔

پہلے اشکوں سے آنکھوں کو نم کچھ پھر ثنائے شاہ اُمم کچھ

دل کی دیوار ہے نہ در کوئی
فاصلے تو ضرور ہوں لیکن
اس طرف بھی بچھا ہوا ہے دل
اک نقشہ عجیب بنتا ہے
بتلائے عذاب ہے دنیا
حق ثنا کا تو کیا ادا ہو گا
پھر غموں کے پہاڑ ٹوٹے ہیں
اب تو سرور تا ابد پیہم
آپ اپنا اسے حرم کچے
فاصلوں کو ذرا سا کم کچے
اس طرف بھی کبھی قدم کچے
رنگ نکبت اگر بہم کچے
اس پر پڑھ کر دعائیں دم کچے
پھر کچے قدم قدم کچے
مجھ پہ سرکار پھر کرم کچے
ذکر سرکار محترم کچے

فرمایا: اُبْكُوا فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فْتَبَاكُوْا۔ رویا کرو اور اگر رونانہ آئے تو جتلف رویا کرو یعنی رونے کی شکل بنالیا کرو۔

(۴۱۹۶)

☆ جلوت و خلوت میں عمدہ نماز پڑھنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هَذَا عَبْدِي حَقًّا۔ یہ ہے میرا سچا بندہ۔ (۴۲۰۰)

دکھاوے کی نماز پڑھنے والا

لوگوں کے سامنے دکھاوے کے لئے عمدہ نماز پڑھنے والے کے بارے میں فرمایا: یہ شرک خفی ہے اس پر حضور علیہ السلام نے دجال سے بھی زیادہ خطرہ محسوس فرمایا:

هُوَ أَخَوْفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ (۴۲۰۳)

☆ حسد نیکوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو اور صدقہ برائیوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ نماز مومن کا نور اور روزہ دوزخ سے ڈھال ہے۔ (۴۲۱۰)

☆ صاف دل (مخوم القلب) وہ ہے۔ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا اِثْمَ فِيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدًا پابازو پر ہیزگار وہ ہے جس کے دل میں نہ کبھی گناہ کا خیال آیا ہو نہ بغاوت کا اور نہ کینہ و حسد کا۔ (۴۲۱۶)

☆ الْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوَى۔ حسب مال کا نام ہے اور کرم تقویٰ ہے۔ (۴۲۱۹)

ایک آیت یہ عمل کرنا تمام لوگوں کو کافی ہو جائے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اس پہ عمل کر لیں تو تمام لوگوں کو کافی ہو جائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: حضور وہ کون سی آیت ہے؟ فرمایا:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (الطلاق)

جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستہ نکال دے گا۔

☆ جس کام کو تمہارا پڑوسی اچھا کہے وہ اچھا ہے اور جس کو وہ برا کہے وہ برا ہے۔ (۴۲۲۲) فرمایا: جس کے کان اپنی تعریف سنتے سنتے بھر جائیں وہ جنتی ہے اور جس کے کان برائی سنتے سنتے بھر جائیں وہ دوزخی ہے۔ (۴۲۲۳)

☆ جس نیک عمل پر لوگ تعریف کریں (جبکہ وہ نیک عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو) ذَلِکَ عَاجِلُ بُشْرٰی الْمُؤْمِنِ۔ یہ مومن کے لیکن دنیا میں ہی خوشخبری ہے (کہ تیرا عمل قبول ہو گیا ہے) (۴۲۲۵)۔ ایک روایت میں ہے اگر کسی نیک کام پہ لوگ تعریف کریں اور وہ تعریف کام کرنے والے کو اچھی معلوم ہو (تو اس سے عمل ضائع نہ ہوگا بلکہ) دوہرے ثواب کا باعث ہوگا۔ اَجْرُ السِّرِّ وَ اَجْرُ الْعَلَانِیَةِ۔ ایک پوشیدگی کا اجر دوسرا ظاہر کا۔ (۴۲۲۶)

اس امت کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے

ابو کبشہ انماری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت کی مثال ان چار آدمیوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کو اللہ نے مال اور علم عطا کیا ہو اور وہ اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور اپنے مال کو حق کے مطابق خرچ کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے علم دیا ہو اور مال نہ دیا ہو اور وہ یہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس بھی اسی طرح مال ہوتا (جس طرح فلاں کے پاس ہے) تو میں بھی اسے اسی طرح خرچ کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دونوں ثواب میں برابر ہیں۔ تیسرا آدمی وہ ہے جسے اللہ نے مال تو دیا ہو لیکن علم نہ دیا ہو اور وہ اسے ناحق خرچ کرتا ہو اور چوتھا آدمی وہ ہے جسے اللہ نے نہ علم دیا نہ مال دیا ہو اور وہ یہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح (عیاشی) میں خرچ کرتا (جیسے فلاں کرتا ہے) تو یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (۴۲۲۸)

☆ بندہ بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان ہوتی جاتی ہیں۔ ایک مال کا لالچ اور دوسرا زندگی کی محبت۔ یعنی کاش مال زیادہ آجائے کاش زندگی اور مل جائے۔ (۴۲۳۳-۳۴)

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں صحابہ کرام کی قلبی کیفیت

حضرت حنظلہ کاتب تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرمایا (تو ہمیں ایسے لگا) گویا جنت اور دوزخ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں لیکن جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر آیا تو گھر میں بیوی بچوں میں ہنسنے بولنے لگا۔ اس کے بعد مجھے اپنی اس حالت کا خیال آیا جو میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی۔ میں اسے یاد کر کے ابو بکر کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: میں تو منافق ہو گیا۔ ابو بکر نے پوچھا: کیوں کیا ہوا؟ میں نے ان سے اپنی دونوں حالتوں کا ذکر کیا تو ابو بکر سن کر بولے: میری بھی یہی حالت ہے۔ حضرت حنظلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور آپ سے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: اے حنظلہ اگر تم اسی حالت پر جو تمہاری میرے پاس ہوتی ہے قائم رہو تو تم سے فرشتے مصافحہ کرنے لگ جائیں تم بستر و پر ہو یا گلی کو چوں میں اے حنظلہ یہ حالت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ (۴۲۳۹)

سبحان اللہ! ہمارے آقا علیہ السلام کی غمگساری دیکھیے کہ کس طرح اپنے غلاموں کو تسلی دیتے ہیں۔ یہ اپنی امت کے گناہ

گاہروں کے ساتھ پیار کی حد نہیں تو اور کیا ہے؟

آپ سا غم گسار کیا کہنا
پھول پر تو نکھار ہوتا ہے
کیسا پیارا نبی ہمیں بخشا
یہ حرم رسول اکرم کا
فرش سے عرش تک پہنچتی ہے
دھو دیے داغ سارے عصیاں کے
روز جشن بہار رہتا ہے
اللہ اللہ یہ شان محبوبی
نعت مسرور ہو گئی نازل
عاصیوں سے بھی پیار کیا کہنا
خار پر بھی نکھار کیا کہنا
تیرا پروردگار کیا کہنا
اس کے نقش و نگار کیا کہنا
اُن کے در پر پکار کیا کہنا
رحمتوں کی پھوار کیا کہنا
روز جشن بہار کیا کہنا
خود خدا کو ہے پیار کیا کہنا
چشم تر کا خمار کیا کہنا

توبہ کرنے کی اہمیت

☆ بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پہ سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرے تو صاف ہو جاتا ہے ورنہ بڑھتا جاتا ہے۔
(کلاب دان سے قرآن پاک میں یہی مراد ہے) (۴۲۴۴)

☆ قیامت کے دن بعض لوگوں کی نیکیاں پہاڑوں کے برابر ہوں گی مگر اڑا دی جائیں گی کیونکہ یہ لوگ لوگوں کے سامنے عبادت کرتے مگر تنہائی میں برے کام کرتے تھے۔ (۴۲۴۵)

☆ تمہارے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں تو بھی توبہ سے معاف ہو سکتے ہیں۔ (۴۲۴۸)

☆ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔
(۴۲۵۰) تمام انسان خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔ (۴۲۵۲) النَّدَمُ تَوْبَةٌ۔ ندامت بھی توبہ ہے۔
(۴۲۵۳) سانس اکھڑنے تک توبہ قبول ہے۔ (۴۲۵۳)

☆ اجنبی عورت کا بوسہ لیا تو یہ گناہ نماز سے معاف ہو گیا۔ (۴۲۵۴)

☆ اللہ کے ڈر کی وجہ سے اپنے آپ کو مرنے کے بعد جلا کر راکھ سمندروں میں اڑا دینے کی وصیت کرنے والا بخش دیا گیا۔ (۴۲۵۵)

جب پہلے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قدر چھم چھم برتی رہی تو حضور علیہ السلام کی امت اللہ تعالیٰ کی بخشش و مغفرت کی کس قدر حقدار و سزاوار ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ

عنایتیں ہم پہ سب کریں گے
وہی مدینے پہنچ سکے گا
کرم جو محبوب خدا کریں گے
حضور جس کو طلب کریں گے

جو کام کرتے ہیں اشک میرے
 شائے سرکار کے علاوہ
 جلائے دوزخ کی آگ ہم کو
 وہ تم بھی دیکھو گے حشر کے دن
 درِ نبی کے گداؤں کا ہم
 صدائیں سنتے ہیں اپنے آقا
 بنیں گے سرور کام سارے

زباں کرے گی نہ لب کریں گے
 نہ کچھ کیا ہے نہ کچھ کریں گے
 گوارہ سرکار کب کریں گے
 جو کام میرے عرب کریں گے
 خلوص دل سے ادب کریں گے
 صدائیں تو روز و شب کریں گے
 وہ خود ہی کوئی سب کریں گے

تیری شان جل جلالہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم سب کے سب گناہگار ہو ہاں جسے میں گناہ سے محفوظ رکھوں تو وہ گناہ سے محفوظ رہ سکتا ہے تم مجھ سے بخشش چاہو میں تمہیں بخش دوں گا جو شخص مجھ سے یہ سمجھ کر بخشش چاہتا ہے کہ مجھ میں بخشنے اور معاف کرنے کی طاقت ہے تو میں اسے اپنی قدرت سے بخش دیتا ہوں۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو لیکن جسے میں ہدایت بخشوں لہذا تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تو تمہیں ہدایت بخشوں۔ تم سب کے سب محتاج ہو ہاں میں جسے مالدار کروں وہ مالدار ہے تم مجھ سے روزی طلب کرو میں تمہیں روزی عنایت کروں گا۔ اگر تمہارے زندہ اور مردہ اگلے اور پچھلے تری والے اور خشکی والے سب کے سب تقویٰ اور پرہیزگاری پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں ایک مچھر (یا اس کے پر) کے برابر بھی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اگر تمہارے زندہ اور مردہ اگلے اور پچھلے خشکی اور تری والے سب کے سب بدبختی پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں ایک مچھر (یا اس کے پر) کے برابر بھی کمی نہیں ہو سکتی۔ اگر تمہارے زندہ اور مردہ اگلے اور پچھلے خشکی اور تری والے سب کے سب اپنی تمام امیدیں جو ان کے خیال میں آ سکتی ہیں مجھ سے بیان کریں اور میں ہر ایک کو اس کی امید عطا کروں گا تو میرے ملک میں صرف اتنی سی کمی واقع ہوگی جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر پر سے گزرتے ہوئے اپنی سوئی سمندر میں ڈبوئے اور دیکھے کہ سمندر میں کتنی کمی ہوئی ہے تو جیسے اس سے سمندر کے پانی میں کمی واقع نہیں ہوتی ایسے ہی میرے خزانے میں بھی کمی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بخشش کرنے والا ہوں مجھے بخشش کے لئے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ میں جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہوں تو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (۴۲۵۷)

افضل مومن اور بڑا عقلمند کون ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ایک انصاری (صحابی) آپ کی خدمت اقدس میں آ کر سلام عرض کرتا ہے اور پھر پوچھتا ہے کون سا مومن افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ اس نے عرض کیا: فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْيَسُ؟ سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟ فرمایا: أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا أُولَٰئِكَ الْأَكْيَاسُ۔ جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہو اور اس کے لئے اچھی طرح تیاری کرتا

ہو یہی لوگ زیادہ عقلمند ہیں۔ (۴۲۵۰) ایک حدیث میں فرمایا: الْكَتِيسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِلُ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا ثُمَّ تَمَنَّى عَلَى اللَّهِ - عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنا تابعدار بنا لے اور موت کے بعد (آخرت) کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنی خواہشات پہ چلتا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ سے امیدیں بھی وابستہ کرے یعنی اللہ کی نافرمانی بھی کرے اور پھر چاہے کہ جیسے میں کہوں ویسے ہو جائے۔ (۴۲۶۰)

☆ موت کے وقت خوف و امید کا ہونا باعث نجات ہے۔ (۴۲۶۱)

☆ نیک و بد کی روح کا نکال کر فرشتوں کا آسمانوں پہ جانا نیک کی روح کا استقبال اور برے شخص کی روح کے لئے آسمان کا دروازہ نہ کھلنا اور پھر اس کو نیچے پھینک دیا جانا۔ (۴۲۶۲)

☆ جس جگہ کسی کی موت لکھ دی گئی ہو موت کے وقت اس جگہ کے ساتھ کوئی حاجت وابستہ کر دی جاتی ہے تاکہ مرنے والا وہاں چلا جائے۔ (۴۲۶۳)

☆ انسان کا سارا بدن سوائے ایک ہڈی (ریڑھ کی جس میں اجزائے اصلیہ ہوتے ہیں) کے مٹی ہو جاتا ہے اسی ہڈی سے اس کو دربار تخلیق کیا جائے گا۔ (۴۲۶۶)

حضرت عثمان غنی اور موت کی یاد

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پہ کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ جب آپ کے سامنے جنت و دوزخ کا ذکر آتا ہے تو اس وقت آپ (اتنا) نہیں روتے قبر کو دیکھ کر اس قدر رونے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ - قبر آخرت کی پہلی منزل ہے جو اس سے نجات پا گیا اس کے لئے آگے بھی آسانی ہوگی اور جس نے اس میں آسانی نہ پائی تو اس کے لئے آئندہ بھی سختی ہوگی اور فرمایا: مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ - قبر سے زیادہ ہولناک منظر میں نے نہیں دیکھا۔ (۴۲۶۷)

یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خوف خدا اور فکر آخرت کی وجہ سے حالت تھی جو دو ہرے داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جن سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن کا دل روشن اور جان خوشبودار تھی۔ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجائے گا اس کی آخرت ضرور روشن و منور ہوگی اور پھر جب ایسوں کی قبر میں سرکار کی جلوہ گری بھی ہو جائے گی تو وہ منظر نور علی نور کا ہوگا۔

جب نگاہ لطف مجھ پر ہو گئی	دل منور جاں معطر ہو گئی
تیرگی میں روشنی ہی روشنی	آپ کی آمد سے گھر گھر ہو گئی
رات بھر اشکوں کی بارش کیا ہوئی	رحمتوں کی سر پہ چادر ہو گئی
مہر کی الطاف کی پیاری نظر	ہو گئی ہونا تھی جس پر ہو گئی

عاقبت کی فکر اب کیا کیجئے
آپ کا دربار عالی تھا حضور
امت عاصی جہاں میں سرخرو
سوچتا ہوں روتے روتے میری آنکھ
بے خودی میں جالیوں کو چھو لیا
اب تو اچھی نعت لکھ کر ہو گئی
میری جاں جس پر نچھاور ہو گئی
آپ سے محبوب داور ہو گئی
کس قدر شفاف دھل کر ہو گئی
یہ ”خطا“ مسرور اکثر ہو گئی

قبر کے حالات اور آخرت کے مناظر

☆ قبر میں سوال و جواب کی حدیث (۴۲۶۸)

☆ مومن کی روح پرندے کی شکل میں جنت کے اندر اڑتی رہتی ہے۔ (۴۲۷۱)

☆ مردہ قبر میں جاتا ہے تو اس کو سورج غروب ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ (اگر نمازی تھا تو) آنکھوں کو ملتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اور

کہتا ہے دعویٰ اصل۔ ذرا ٹھہرو میں نماز پڑھ لوں۔ (۴۲۷۲)

☆ قیامت کے دن بعض لوگ نصف کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ (۴۲۷۸)

☆ قیامت کے دن اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں حضور علیہ السلام کی امت کی ہوں گی

اور باقی چالیس صفیں تمام امتوں کی۔ (۴۲۸۹)

☆ اللہ نے رحمت کا ایک حصہ دنیا میں ظاہر فرمایا ہے اور ننانوے حصے قیامت کے دن ظاہر فرمائے گا۔ (۴۲۹۳)

☆ قیامت کے دن ایک شخص کے گناہوں کے ننانوے رجسٹر ہوں گے جن میں سے ہر ایک رجسٹر حدنگاہ تک پھیلا ہوا

ہوگا وہ شخص مایوس ہو جائے گا پھر کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جائے گا جس پر شہادتین کے الفاظ ہوں گے اور وہ ٹکڑا ننانوے رجسٹروں

پر بھاری ہو جائے گا اور اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (۴۳۰۰)

☆ حوض کوثر اور شفاعت کی احادیث (۴۳۰۱ تا ۴۳۱۷)

گھر اور گھر بھی عالی ہو
چاند ستارے کا ہکشاں
ایسا بندہ کوئی نہ تھا
ان کے ہیں ہم او بھلا
بنا مانگے بھی ملتا ہے
ان کی عطا کا کیا کہنا
روزِ ابد تک اشکوں سے
دَر اور دَر بھی مثالی ہو
اور سنہری جالی ہو
جس کا دامن خالی ہو
اپنی کیا خوشحالی ہو
دل سے کوئی سوالی ہو
جن کی شان نرالی ہو
میری آنکھ نہ خالی ہو

نعت لکھی تو ایسے لگا
کیسے وہ مسرور نہ ہو
جیسے شمع جلا لی ہو
جس نے چوٹ پالی ہو

کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي

میری شفاعت قیامت کے دن بڑے بڑے گناہ گاروں کے لئے بھی ہوگی۔ (۴۳۱۰)

فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا کہ آدھی امت کو جنت میں داخل کروالوں یا شفاعت کا حق لے لوں تو میں نے شفاعت کا حق لے لیا۔ کیونکہ یہ عام ہے یعنی پوری امت کی شفاعت کر سکوں گا پھر کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ شفاعت پرہیز گاروں کے لئے ہوگی؟ نہیں۔ وَلَكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِينَ الْخَطَائِينَ الْمُتَكَلِّفِينَ۔ بلکہ بڑے بڑے گناہ گاروں کے لئے ہوگی۔ (۴۳۱۱)

☆ حضور علیہ السلام کی امت کا ایک بندہ بنو تمیم کی آبادی کے لوگوں کی تعداد کے برابر لوگوں کی شفاعت کرے گا جو قبول ہوگی۔ (۴۳۱۶)

☆ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے مقابلہ میں سترواں حصہ گرم ہے اور یہ آگ اللہ سے دعا کرتی ہے کہ اسے دوزخ میں نہ ڈالا جائے۔ (۴۳۱۸)

دوزخ کا حال

☆ دوزخ کا ایک غوطہ دنیا کی ساری نعمتیں بھلا دے گا اور جنت کا ایک غوطہ دنیا کے سارے غم ختم کر دے گا۔ (۴۳۲۱)

☆ دوزخی کی داڑھ اچھ پھاڑ کے برابر ہوگی اور جسم بھی اسی تناسب سے ہوگا۔ (۴۳۲۲)

☆ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا: دوزخیوں پہ رونا اتارا جائے گا تو وہ اتار وئیں گے کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر خون روئیں گے اور ان کے چہروں پہ ایسی نالیاں بن جائیں گی کہ اگر ان میں کشتیاں چھوڑی جائیں تو وہ بھی بہہ جائیں۔ (۴۳۲۳)

☆ اگر زقوم (دوزخیوں کی غذا) کا ایک قطرہ دنیا والوں پہ ڈالا جائے تو دنیا والوں کی زندگی وبال بن جائے تو جن لوگوں کو غذا ہی یہ دی جائے گی پھر ان کا کیا حال ہوگا؟ (۴۳۲۵) اللھم اجرنا من النار۔

☆ آگ انسان کے تمام جسم کو کھا جائے گی سوائے اعضائے سجدہ کے ان کو کھانا اللہ تعالیٰ نے دوزخ پہ حرام فرما دیا ہے۔

(۴۳۲۶)

☆ موت کو بھی قیامت کے دن مار دیا جائے گا۔ (۴۳۲۷) تاکہ جنت و دوزخ والے جان لیں کہ اب مرنا نہیں۔ جنت والے ہمیشہ جنت کی نعمتوں میں جزا پاتے رہیں گے اور دوزخ والے ہمیشہ دوزخ میں عذاب میں سزا پاتے رہیں گے۔

جنت کا حال

لَشَبْرٌ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔ جنت میں ایک بالشت جگہ (ایک روایت میں ہے کوڑا رکھنے کی جگہ) دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ (۳۰-۲۳۲۹)

☆ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں میں زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہے۔ سب سے بلند درجہ جنت الفردوس ہے اس پہ عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹی ہیں۔ فَإِذَا مَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسُئِلُوهُ الْفِرْدَوْسَ۔ جب بھی اللہ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔ (۲۳۳۲)

سبحان اللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ہمیں مانگنے کا طریقہ بتایا ہے بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو تو اعلیٰ ترین جنت (فردوس) مانگو یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضور پاک کو فرمایا ہوگا کہ اپنی امت سے کہو کہ مجھ سے جنت الفردوس کا سوال کیا کریں پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے غلاموں کو یہ اعلیٰ جنت دینی نہیں تو مانگنے کا حکم کیوں دیا؟ اس پر بھی ہم تو حضور پاک کی عظمت کے ترانے گائیں گے کیونکہ منوع کی تعریف صانع ہی کی تعریف ہے۔

سوالی کو ہم بے صدا دیکھتے ہیں	مگر ان کا دامن بھرا دیکھتے ہیں
جہاں ان کے در کا گدا دیکھتے ہیں	محبت میں ڈوبا ہوا دیکھتے ہیں
نہ جانے انہیں کیسا لگتا ہے جب وہ	غلاموں کو مدحت سرا دیکھتے ہیں
مدینے کے شیدائی تو خواب میں بھی	مدینے کی آب و ہوا دیکھتے ہیں
عجب رنگ ہوتا ہے چہرے پہ اپنے	مدینے میں جب آئینہ دیکھتے ہیں
اسی سمت ہوتا ہے لطفِ خدا بھی	جدھر شاہِ ہر دوسرا دیکھتے ہیں
کبھی ان کی ذات گرامی کی عظمت	کبھی اپنا حرفِ ثنا دیکھتے ہیں
جو رکھتے ہیں دل میں سجا کر مدینہ	نبی کو وہ جلوہ نما دیکھتے ہیں
چمکتی ہی رہتی ہیں سرور آنکھیں	نہ جانے تصور میں کیا دیکھتے ہیں

جنت کی بہاریں

جنت میں نہ پیشاب و پاخانہ ہوگا نہ تھوک اور نہ ناک صاف کرنے کی حاجت۔ وہاں کنگھیاں سونے کی ہوں گی، انگلیٹھیاں عود کی، جنتیوں کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ ہر جنتی کا قد آدم علیہ السلام کے قد کے برابر ساٹھ ہاتھ ہوگا۔

(۲۳۳۳)

☆ جنت کی نہر کوثر کے کنارے سونے کے پانی بہنے کی جگہ یا قوت و موتیوں سے جڑی ہوئی ہوگی، اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی اور پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا۔ (۲۳۳۴)

☆ جنت کے درخت کا سایہ سو سال گھوڑے کی دوڑ سے زیادہ ہوگا، اگر چاہو تو قرآن پاک کی آیت پڑھ کر وظل

☆ جنت میں بازار بھی ہوگا اور خدا کا دیدار بھی ہوگا (طویل حدیث ۲۳۳۶)

☆ ہر جنتی کو بہتر بیویاں ملیں گی جن میں سے دو تو خوبصورت جنتی حوریں ہوں گی اور ستر اہل دوزخ کے ترکہ سے جنتی کو ملیں گی ان عورتوں اور مردوں کی شرمگاہوں کی صفت بیان سے باہر ہے۔ (۲۳۳۷)

☆ اگر جنتی اولاد کی خواہش کرے گا تو ایک آن میں حمل وضع حمل رضاعت اور بلوغ ہو جائے گا۔ (۲۳۳۸)

☆ آخری جنتی کو دنیا کے دس گنا برابر جنت سے حصہ ملے گا۔ هَذَا اَدْنَى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔ یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا۔ (۲۳۳۹)

سبحان اللہ! جب کم درجے کے جنتی کا یہ حال ہے تو اعلیٰ درجے کے جنتی کا حال کیا ہوگا اور یہ خوش نصیب یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے امتی ہوں گے جو اپنے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا میلا لگائے رکھتے تھے اس پر یوں عرض کیا جاسکتا ہے:

خزانہ جو اشکوں کا پایا ہے ہم نے	وہیں جا کے سارا لٹایا ہے ہم نے
محبت کا میلا لگایا ہے ہم نے	مدینے کو دل میں بسایا ہے ہم نے
سلامت رہے آپ کا نام نامی	اسی سے تو گھر جگمگایا ہے ہم نے
فضا، رنگ، خوشبو، محبت، اجالے	نگاہوں میں کیا کیا چھپایا ہے ہم نے
بہت ہے وہ اک شعر بھی جو ادب سے	دیو پاک پر گنگنایا ہے ہم نے
بڑے کام بنتے ہیں ذکر مبیں سے	کئی مرتبہ آزمایا ہے ہم نے
مدینے کے ذرے کو ذرہ نہ جانا	گھر جان کر ہی اٹھایا ہے ہم نے
وہی مہر و الفت کا رکھیں گے مرہم	جنہیں زخم اپنا دکھایا ہے ہم نے
ملا تھا جو حسان کو آپ ہی سے	خزانہ وہی ہے جو پایا ہے ہم نے

جنت و دوزخ کا دُعا کرنا

جو اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت کا سوال کرتا ہے جنت خود کہتی ہے اے اللہ! اس کو جنت میں داخل فرما اور جو دوزخ سے تین بار اللہ کی پناہ طلب کرتا ہے دوزخ خود دعا کرتی ہے: اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ۔ اے اللہ! اس کو آگ سے پناہ عطا فرما۔

(۲۳۴۰)

☆ ہر شخص کے دو مقام ہوتے ہیں ایک جنت میں دوسرا دوزخ میں۔ جب وہ مر کر دوزخ میں داخل ہوگا تو اہل جنت اس کے اس مقام کے وارث ہوں گے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا اَوَّلَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ۔ وہی لوگ وارث ہونے والے ہیں۔ (۲۳۴۱)

آخری حدیث اور آخری نعت اس آخر الزمان رسول دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی جس کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اہل

ایمان کو جنت کا وارث بنا دیا اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قرآن میں بیان فرمائی: تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا
مَنْ كَانَ تَقِيًّا (مریم) بلکہ قرآن کی گواہی کے ساتھ زبور میں بھی لکھ دی: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ
الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (الانبياء)

دامن میں صد شوق جب پھیلاؤں گا	میں سمندر سے سمندر پاؤں گا
دیکھنا پھر موج میں جب آؤں گا	جام پر میں جام بھی چھلکاؤں گا
حشر کے دن اور کیا ہے دیکھنا	آپ کو بس دیکھتا رہ جاؤں گا
خلا میں ویسے تو جا سکتا کہاں	آپ کی انگلی پکڑ کر جاؤں گا
رنگ خوشبو کہکشاں یہ چاندنی	یہ نظارے پھر کہاں میں پاؤں گا
آپ کی مدحت کا حاصل ہے شرف	اس عطا پر تو ضرور اتراؤں گا
میری آنکھوں میں جو موتی ہیں وہ سب	آپ کے دربار میں برساؤں گا
جاگتے میں ہی نہیں میرے حضور	خواب میں بھی آپ کے گن گاؤں گا
آپ کا مسرور کیفی ہوں حضور	آپ کے در سے نہ خالی جاؤں گا

وَهَذَا الْخَرَسَنُ الْإِمَامُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ مَاجَةَ الْقَزْوِينِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَالْحَمْدُ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ
وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

ہماری چند دیگر مطبوعات



اکبر پبلشرز